ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر بیکران ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو بہ سبب ... اور کچھ تمام نہوئین۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے ... طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر بدیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانونکو تصنیف فرمایا اور انکی ... دین ہین کسقدر عرق ریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور مقبول عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ 〃
دوم	کوچک باختر	۱ 〃	ششم	صندلی نامہ	۱ 〃
سوم	بالا باختر	۱ 〃	ہفتم	تورج نامہ	۲ 〃
چہارم	ایرج نامہ	۲ 〃	ہشتم	لال نامہ	〃

62/69

ان داستانون مین سے طلسم ہوشربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی باقی جلدین کچھ طبع ہوگئین اور کچھ زیر طبع ہین انشاء اللہ تعالی یہ سب جلدین بہت جلد ہدیہ ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہوکہ ایرج نامہ جو مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد اول

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین داستان گو نے حسب تحریک ... باستدعاے جناب مطبع نولکشور بڑی خوش اسلوبی سے زبان اردو فصیح و بلیغ مین ...

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

جون سنہ ۱۸۹۳ء

اعلان داستان طلسم ہوشربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ
واقف و آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیداکنار
ہی جسکی منتہا تک شناور وہم و خیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار
ہی سواے اس داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ و افسانہ
مین اسطرح کی دلبستگی نہین ہو کہ اگر اسکی کسی داستان کا
شروع ساعت مین گذرے پھر تا تمامی داستان پہونچے
دل کو چین نہین پڑتا مصنف اس داستان کے علامہ فہام
نحریر یگانہ مشہور آفاق حضرت ابوالفیض فیضی انار اللہ برہانہ
ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو [illegible]
جلیل محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی اور
جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آج تک اس داستان
کو ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق
ہوئی کہ ہر شخص اسکے سننے کا بدل مشتاق رہا لیکن چونکہ
یہ داستان عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود
ہونے کے سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے
دستیاب ہونا اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ
سے بہرہ یاب نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب
شوق نے اس داستان کو جا بجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ
داستانگوئی کے اسکو بیان کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین
بھی علی العموم اس داستان کے تمام و کمال سننے سے
حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور سواے مجالس
امرا و اصحاب ذی مقدرت کے اسکا بیان عام طور سے غیر
ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص
کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ
صاحبقران از ابتدا تا انتہا ایسی طولانی ہی کہ اگر اس داستان
کو تفریح طبع کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک
وقت مقررہ پر بموجب طریقہ داستانگوئی کے کوئی صاحب
داستانگو کی زبان سے سننا چاہین تو اوّل سے آخر تک
بلا مبالغہ بیس برس مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزار بار دیکھیے

کا ضرورت درکار ہی۔ اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس داستان
عظیم الشان کے کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا
بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ داستانگویون اور نثارون کی
معرفت بزبان اُردو شستہ و رفتہ محاورۂ اہل مذاق مین
ترجمہ کروانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کرا کے تمامی ممالک
مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس گلستان
بے خزان کی تمام شائقین طبائع پسند کو سیر کرانا مالک مطبع
اودہ اخبار یعنی امیر والاہمم رئیس با اخلاق و کرم عالیشان
و عالی مکان ذی المجد و الاحتشام مشہور زمانہ یکتاے دور
جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای کا حصہ ہی جنھون نے اپنی
ہمت عالی نہمت پر لیا اور بہ امداد ایزد کارساز بدرگاہ
قاضی الحاجات کہ ایسے بڑے امر بزرگ اور کار سترگ
کا انصرام بھی ہو گیا۔ یعنی اکثر دفتر جلدین طبع سے آراستہ
و پیراستہ ہو کر نذر شائقین ہو چکے اور باقی دفترون مین
کچھ زیر طبع ہین اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہی کہ انکا
اہتمام طبع ہو رہا ہی۔ انشاء اللہ تعالے تھوڑی مدت
مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہو کر پیشکش ناظرین
باتمکین ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے
محظوظ و مسرور ہو گا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ
صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی
جلدین اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین۔
اس تفصیل سے دفتر اوّل نوشیروان نامہ
دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین
دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر
چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوشربا
سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک
جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم
لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو سات
جلدون مین ہی اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون منقسم

فہرست داستانہاے ایرج نامہ جلد چہارم دفتر اول

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فلک کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو بہون کسنا اور پھر تمام نہ ہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر بدیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانونکو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ ؍؍
دوم	کوچک باختر	۱ ؍؍	ششم	صندلی نامہ	۱ ؍؍
سوم	بالا باختر	۱ ؍؍	ہفتم	تورج نامہ	۲ ؍؍
چہارم	ایرج نامہ	۲ ؍؍	ہشتم	لال نامہ	۱ ؍؍

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین ہین گذرین اور بسبب [illegible] قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی باقی جلدین کچھ طبع ہو گئین اور کچھ زیر طبع ہین انشاء اللہ تعالی یہ سب جلدین بہت جلد ہدیہ ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہو کہ ایرج نامہ جو مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد اول

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین داستان گو نے حسب ایماے شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو ترجمہ کیا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۸۹۳ع

صحرا سے روح افزا کی ہوا کھاسے اگہین بھی جان آجائے ہر طرف قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آیا شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ؎
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار ؎ صاحبقران نے جو ایسا صحرا سے پرفضا دیکھا فرمایا کہ ای دارائے ہند وای مالک اژدر ہم نے کب
ہین نے گلگشت باغ گلستان ارم بھی کی مگر ایسی سیر نہین دیکھی لندھور اور مالک نے عرض کیا کہ بجا ہے واقعی نہایت یہ دشت پر فضا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ سب ہین مگر خواجہ عمرو نہین ہین مقبل نے عرض کیا کہ خواجہ آگے بڑھ گئے ہین ایسا ہو تو قیس باتین کرتے چلے آتے ہین
دل کو ایک فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہے عالم مستی ہم پہنچا ہے یہ شعر ورد زبان ہے شعر این سبزہ و این صحرا بوئے زجنون دارد ؎ دیوانگی
و مستی امروز شگون دارد ؎ کہ ایکایک درہ کوہ کی طرف سے آواز عمرو کی بانسری بجانے کی آئی صاحبقران کھینچ تان اسی طرف کو روانہ ہوئے
تھوڑی دور آئے تھے کہ عمرو کو دیکھا گلدستہ گلہائے عجیب کا ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا ہے صاحبقران پکارے کیون خواجہ کہان گئے تھے عمرو
پکارا قربانت شوم ایسی سیر بھی کہین نہ دیکھی تھی عجب یہ دشت سبز و خرم ہے کہ خود بخود میرا جی چاہا جو بانسری بجانے لگا اور خیال مین گذرا کہ چلکر حضور
یہان لائیے آذر کوہ کے اندر کی سیر دکھائیے امیر خواجہ کے ساتھ روانہ ہوئے جب آذر کوہ کے اندر آئے دیکھا کہ عجیب درہ پرفضا ہے باغ
بہشت آئین گلہائے عجیب اثمار غریب لالہ و گل کا جوش بلبلون کا خروش مرغان نوا سنج کے چہچہے کبک دری کے قہقہے چار سو چشمہائے شیرین
پھوٹ رہے ہوئے اشجار سرسبز و شاداب میوہ ہائے نایاب سے لدے کہین انگور کے خوشے جیسے لآلی آبدار کے گچھے کہین درختہائے
انار کی قطار جیسے ایک ... طرف بادام رشک چشم خواب آلود محبوبان دل آرام کہین پر درختون مین سیب لٹکے آسیب
حوادث سے بے کھٹکے کہین بہیان ناشپاتیان جیسے حوران جنت کی چھاتیان شاخین بار اثمار سے جھکی ہوئی ہین زمین کو چوم رہی ہین غرض
ایسی جا سے دلکش تھی کہ امیر بول اٹھے شعر اگر فردوس بر روے زمین است ؎ ہمین است و ہمین است و ہمین است ؎ غرض صاحبقران یہ
سیر و تماشا دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین ہر قدم پر تعریف صنعت کردگار کر رہے ہین کہ ایک تالاب پر پہونچے دیکھا کہ پانی نہایت ٹھنڈا
شیرین اور شفاف بھرا ہوا ہے کہ آب گہر آبدار سامنے اسکے آب خجالت مین غرق ہے سبزہ گرد تالاب کے لگا ہوا ہے گویا فرش مخمل کا شاہی
بچھا ہوا ہے ہوا سے سرد و خوش آیند چل رہی ہے لب گردان اس تالاب کی یاقوت احمر کی ہے صاحبقران وہین بیٹھ گئے اور سردار
گرد و اطراف مین جمع ہوئے ولایتی سامنے آکر موجود ہوئے ناچ ہونے لگا دورہ جام شراب کا گردش مین آیا صاحبقران نے
عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام کو بھی لاؤ یہ مقام دیکھنے کے قابل ہے یہ فضا بھی یادگار ہے عمرو تو اسی وقت بادشاہ کے لینے کے
واسطے روانہ ہوا یہان صاحبقران صحبت مین بیٹھے تھے کہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار نمایان ہوا بجلی چمکنے لگی ہوا سے تیز و تند
چلنے لگی دم بھر مین وہ ابر محیط عالم ہوا اور چھوٹی چھوٹی بوندیان پڑنے لگین تھوڑی دیر مین پانی زور شور سے برسنے لگا اولے پڑنے لگے
بسبب سردی کے سبکی یہ حالت ہوئی کہ دانت سے دانت بجنے لگا ہونٹھ نیلے ہو گئے جب یہ حالت بہم پہونچی ہر چند چقماق پتھر سے
آگ نکالتے تھے لکڑیان جلاتے تھے مگر جاڑا کم نہ ہوتا تھا لندھور بن سعدان نے صاحبقران سے کہا کہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابر و
بارش برف سحر کی ہے جسوقت حضور طلسم ہزار اسپ کی طرف جمہور جہان سوز کے چھڑانے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور
لشکر وہان اترا تھا ان دنون مین دو جادو ... یہان شہر عنظلی آباد سے گلثوم جادو اور گلشن جادو نام لقا کی مدد کے واسطے آئی تھین
اسی طرح انھون نے برف برسائی تھی تو لشکر اسلام تباہ ہوا تھا اب بھی مجھکو یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے حضور اسم اعظم پڑھین مالک اژدر
بھی بولے کہ شہریار جو لندھور کہتے ہین سچ ہے مجھکو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جلد اسم باطل السحر پڑھیے امیر نے چاہا کہ اسم اعظم پڑھین یاد تھا
بالکل فراموش تھا فوراً رنگ زرد ہو گیا یقین مرگ ہوا کہا کہ ای دارائے ہند یقینی کوئی جادوگر آیا ہے آتے ہی پہلے اسم اعظم بند کیا بعد اسکے
برف باری کی ہے خیر معلوم ہوا کہ خاتمہ ہمارا اسی مقام پر ہونا تھا جو مشیت ایزدی ہے باتین تھین کہ سلطین کی سلطین مر رہے ... مگر اتنا
تو فضل الہی تھا کہ برکت سے دعاؤن کی وہ اولے اور برف گرد نہ تھی کسی سردار کے بدن پر نہ پڑتی تھی لیکن تمامی سردی کے مارے
کانپے جاتے تھے مگر باہر نکلنے کا راستہ وہان سے نہ پاتے تھے کس واسطے کہ مفسر ہر چہار طرف اولے اور برف کا تھا ایک تو

حالت گریہ وزاری و دعا و بیقراری مین چھوڑ دیجئے

اب احوال عمرو بن امیہ ضمری سنیئے

کہ عمرو خدمت شہنشاہ گیتی پناہ مین آیا دعا و ثنا سے بادشاہی بجالایا کیفیت درہ کوہ بیان کی اور یہ عرض کیا کہ صاحبقران سلمہ نشست عادت والا مین کچھ ہے اور التماس کیا ہے کہ حضور بھی یہان گھڑی دو گھڑی کے واسطے تشریف لائین تو بہتر ہے کہ قابل دیکھنے کے یہ سیر ہے یہ سنکر شہنشاہ نیکجاہ نے پوچھا کہ خواجہ امیر اسوقت کہان ہین عمرو نے عرض کیا کہ اسی تختہ گلزار درہ کوہ پر بہار مین فرمایا کہ ای کرسواو فطرت لقمان حکمت تجھسے تعجب ہے اور تیری دانائی و عقلمندی سے بعید ہے کہ تو اسطرح کا کلمہ کہے وہان کی فضا جانفزا ہے جلد جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو وہان سے لے آؤ کہنا کہ آپ سلمہ بالکل خواجہ زادون کے کشتے کو فراموش کیا ابھی شہر منطلی آباد کو فتح کیا ہے اور جادوگر وہان کے فراری ہوئے ہین وہ کیا آپ کی فکر سے غافل ہونگے ایک ایک دشمن جان ہے یہ سنتے ہی عمرو نے کہا کہ ای شہریار آپ بجا فرماتے ہین یہ کہکر جانب کوہ فوراً روانہ ہوا کہ صاحبقران کو وہان سے لے آئے جب قریب درہ کوہ کے پہونچا کیا دیکھا کہ برف کے سوا اور کچھ معلوم نہین ہوتا گھبرا کر ہر چہار طرف دوڑنے لگا کہین راستہ پائے تو اندر جائے جدھر جاتا تھا سوا انبار برف کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آخر کو یقین ہوا کہ حمزہ مع سردارون کے برف مین دبگئے یہ خیال کرتے ہی پچھاڑین کھانے لگا خاک اڑانے لگا سر اپنا زمین پر دے دے مارنے لگا کہ ای آقا آپ نے مجھے چھوڑ دیا اس سفر آخرت مین ساتھ نہ لے لیا عمرو کس کے سہارے جئیگا اور کیسا ہو تا کہ بجا عمرو کو یہ امید نہ تھی کہ آپ عدم کا سفر کرینگے اور غلام کو چھوڑ جائینگے اب یہ تو فرمایئے کہ مین جاکر بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤن اور اپنے دل کو کسطرح سمجھاؤن غرض عمرو روتا پیٹتا لشکر مین داخل ہوا شہنشاہ سعد بن قباد سے ساری کیفیت رو رو کر بیان کی سنتے ہی شہنشاہ کی عجب حالت ہوگئی تمام لشکر کہرام پڑگیا رفتہ رفتہ یہ خبر حرم محترم مین پہونچی وہان بھی قیامت برپا ہوگئی ہرکارون نے یہ خبر لقا کو بھی پہونچائی وہ یہ سنتے ہی پکار کر ای بندگان بہ بینید قدرت مرا کہ من نے کیونکر حمزہ کو مع اسکے لڑکون اور سردارون کے اپنے فرشتگان غضب کو بھیجکر قتل کروایا ہان نیکے ہمارے یہان طبل شادیانی لشکر لقا مین ادھر طبل شادیانی بجنے لگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند یہی وقت ہے فی المثل آتش کشتن و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست اب مناسب یہ ہے کہ طبل جنگ بجوا کر ان مسلمانون کا خاتمہ کیجیے لقا بولا کہ ستر ہزار برس پہلے مین نے یہی تقدیر کی تھی پہلے آج شب کو طبل جنگ بجے مجھے بختیارک نے عرض کیا۔ یا خداوندا ایک اور بات میرے خیال مین آئی ہے جب تک آپ یہان کے سردارون اور پہلوانون سے لڑائی نہ کیجئے مین بہت جلد اُس ستون قدرت کو آپ کا نام لیکر بلا لاؤن لقا اس بات پر اچھل پڑا اور پکار اکہ ای بندگان من بہ بینید قدرت مرا جو کچھ شیطان درگاہ کہتا ہے یہی تقدیر مین نے کی تھی بختیارک تو اسی وقت مع تحفہ تحائف کے جانب طہماس روانہ ہوا یہان شام کو بحکم لقا طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکارون نے سلطان ذیشان کو پہونچائی ادھر غم حمزہ صاحبقران اور سردار ان لشکر کا اسپر طرہ یہ کہ طبل جنگ کی خبر اور بھی کاہش جان ہوئی مگر مشیت ایزدی کا یقین کر کے سکوت فرمایا کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے جو کچھ ہماری تقدیر مین لکھا ہے وہ پیش آئیگا غرضکہ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا صبح کو ابیات

دو لشکر پے ابر صف آراستند　　شد از ہر طرف طبل ہا برخواستند
خصم سک برگذرگاہ کین بخشتند　　یلان خروشی در ... گفتند
دو دریاے لشکر بجوش آمدند　　ہوا ابر از دو سو در خروش آمدند
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب　　ز یک بر زیک سو سبو در شتاب

دونون لشکرون کی آمد سے گرد و غبار کا تتق اٹھا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جب غبار فرو ہوا اور کچھ زردی دھوپ کی میدان مین پھیلی صورتین نظر آنے لگین ایک نے دوسرے کو تیز تیز نظرون سے دیکھنا شروع کیا میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا صف آرا صف آرائی کر کے نکل گئے بیلچہ دارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقا ... سردارون نے درختون کو کاٹ کر پھینکا ... سقاون نے آبپاشی کی جب میدان تیار ہو چکا نقیبون نے نکل کر ... دی کہ کون بہادر ہے کہ نکلے اور اپنے ماں باپ داداکا نام اس میدان ہنگامہ مین روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کا اس صفحہ دنیا سے

مانند حرف غلط کے مٹا دے سب نگران تھے کہ دیکھیے کون نکلتا ہے کہ لشکر سے کفار میں علما سے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے اور شباز رنگ
کوہ تخت دریا نشین اپنے گینڈے سے کو اتر کر سامنے تخت لقا کے آیا سجدہ کیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے جا تیرے
دم شمشیر سے بہت سے خداپرستوں کی موت تقدیر کردی ہے یہ کافر گینڈے کو مہمیز مار کر میدان میں آیا اور پکارا کہ ای خداپرستو جسے تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے مقابلے کے واسطے آئے پوری بات اسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شیرویہ بن حمزہ مرکب کو اڑا کر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہوکر
سلام کیا اور رخصت میدان چاہی بادشاہ صورت شیرویہ کی دیکھکر بہت روئے اور فرمایا کہ تم ایک نشان صاحبقران باقی رہگئے ہو یہ جی نہیں چاہتا کہ
تمکو رخصت میدان کی دوں پہلے میں لڑوں بعد میرے تم میدانداری کرنا شیرویہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خدا اس روز کو مجھے نہ دکھائے کہ میں تخت
بادشاہی کو خالی دیکھوں اگر آپ نہ جانے دیجیے گا تو میں اپنے تئین ہلاک کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھی جاؤ تمھیں خدا کے سپرد کیا شیرویہ سلام کرکے
گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک لحظہ میں اس کافر کے برابر پہونچا دونوں آپس میں لگاورزن ہوے یہ کافر گینڈے پر سے گرتے گرتے سنبھلا
اور پھر رانوں میں مسکر مہمیز مار کے برابر آیا اور کہا کہ تو نام اپنا بیان کر کہ تو کون ہے شیرویہ نے نام اپنا بیان کیا اس کافر نے کہا کہ میں نے سنا تھا
حمزہ مع اپنے فرزندوں اور سرداروں کے برف میں دبکر مر گیا مگر تو ایک باقی ہے شیرویہ نے کہا کہ خاک تیرے منہ میں حمزہ اپنے فرزندوں و سرداروں سمیت
زندہ ہیں ایسے قران صعب بہت سے گذر گئے لقا تو معقول کیا ہے کہ اپنا غضب کسی پر نازل کریگا شباز رنگ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا ای خداپرست
معلوم ہوا کہ تو زباندراز ہے راہ راست پر نہ آئیگا اب جو کچھ حربہ رکھتا ہو شیرویہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان بہ کمان کیانی و گرز گران ہان شیرویہ نے کہا کہ ہمارا
دستور نہیں ہے پیشدستی [illegible] تو میں ہی ضرب کرونگا اس کافر نے کہا کہ تجھے گھمنڈ ہے اپنی بہادری کا خبردار ہو
یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر نیزہ شیرویہ پر مارا شیرویہ نے نیزہ اسکا سپر پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی میں شیرویہ نے نیزہ اسکا [illegible]
کیا شباز رنگ نہایت غضبناک ہوا اور تلوار کھینچکر ماری شیرویہ نے بفنون سپہ گری تلوار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر اس زور سے
پر سے اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکیں باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا کہ لیجا اسے اور پھر مبارز طلب کیا کئی نامی مقابلے
کے واسطے آئے یا بعد گفتگو کے شیرویہ پر حملہ آور ہوا شاہزادے نے تمام حملے اسکے روکے اسکو بھی مرکب پر سے اٹھا لیا لقا نے کہا کہ سوا
طہماس کے کوئی اسپر غالب نہ ہوگا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بیابان کی طرف سے گرد اٹھی ہرکارے طرفین سے دوڑے جب گرد قریب آکر شق ہوی
دیکھا کہ خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فرزند خچر پر سوار رو کمائی دیا عجب ہیئت تھی کہ خلعت فاخرہ پہنے ہوے مرصع زرین حمائل
ترکش کاندھے پر سپر تلوار لگی ہوی مانند بیمون کے خانہ زین میں اچھلتا ہوا لقا کے پاس آیا اور کہا کہ مبارک ہو شہنشاہ کلنگان صاحب ساطور گران
طہماس بن عمقمقیل دیو پرور آ پہونچا لقا نہایت خوش ہوا اور سرداروں کو استقبال کے واسطے بھیجا مگر وہ تیرہ جو بختیارک سے پیچھے اٹھی تھی
چلی آتی تھی وہ جوش ہوئی آنکھیں سے تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا بعد اسکے ہتھنالین شتر نالین قنبچیان بہالوں کی سپیدلوں کے دل سے دل
دہلے اور نفیری کی آواز بلند بعد اسکے غول خاص برداروں کے اور کوتل گھوڑے باساز و یراق مرصع اور سقے چھڑکاو کرتے ہوے پیچھے انکے
طہماس مسلح و مکمل گرگدن پر سوار تین لاکھ سوار پس پشت آکر لقا کو سجدہ کیا زرد شاہ نے دست نحس طہماس کی پشت پر پھیرا اور کہا کہ ای ستون قدرت
خداوندی بغیر تیرے خدائی میری مردہ تھی طہماس نے کہا کہ یا خداوند جب تک حمزہ زندہ رہتا میں کبھی نہ آتا اب آپ نے حمزہ کو غائب کردیا
میں خدمت میں حاضر ہوا لقا طہماس کو لیکر بارگاہ میں آیا صحبت عیش آراستہ کی اسباب دعوت مہیا کیا طہماس کا دماغ جب شراب سے مست
ہوا کہا کہ یا خداوند مجھکو بادشاہ اسلام نے جو جو کلمے کہے ہیں اسکا عوض میں انسے لونگا سعد بن قباد کو لکھکر دیا تو اسباب صاحبقرانی سے کچھ بھی
نہیں آمادہ جنگ ہوں اسی مضمون کا نامہ طہماس نے بھیجا عیار نامہ لیکر بارگاہ میں آیا نامہ ہاتھ میں بادشاہ کے دیا بادشاہ نے نامہ پڑھا
مضمون سے آگاہ ہوے نامہ چیر کر پھینک دیا اور نامہ بر سے فرمایا کہ کہدینا اس حادی سے کہ حمزہ نے تو تجھے زندہ چھوڑ دیا اسکے عوض میں تو وقت پاکر
آیا ہے کو اسباب صاحبقرانی لے میں تو جانتا ہی تھا کہ تو قابو چاہتا ہے اگر بہادر ہوتا تو کبھی لشکر لے سردار پر نہ آتا اور کیا مجھکو بودا سمجھا ہے میں نے
بادشاہی لشکر اسلام کی بزور شمشیر لی ہے میں کسی سے اندیشہ نہیں رکھتا ہوں جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدا بزرگ ہے ایلچی جواب نامہ لیکر

طہماس پاس گیا نامہ پھٹا ہوا دکھایا اور زبانی بادشاہ کے جو سنا تھا بیان کیا بختیارک نے کہا کہ بھلا وہ کسی کو کیا سمجھتے ہیں طہماس نشہ شراب میں
بدمست تھا نامہ پھٹا ہوا دیکھ کر غرور رستمی اسکی آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا بختیارک نے اور گرمایا گویا مجلس میں جنگی والی سا طور ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا
اور کہا ابھی جا کر بادشاہ کو سزا دیتا ہوں بختیارک نے کہا ہر چند روکا کہ جانے دیجیے میدان میں سمجھ لیجیے گا طہماس کب رکتا ہے اسی وقت بارگاہ
سے نکل گینڈے پر اپنے سوار ہو کر راستہ لشکر اسلام کا لیا رفیقوں اور افسران فوج نے چاہا کہ ساتھ طہماس کے جائیں طہماس نے سبھوں سے دیکھ کر
کہا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی تم آئے اور جو میرے ساتھ آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھ سے برا کوئی نہیں ہے میں کیا تمہارے بل بوتے پر ان خدا پرستوں
سے لڑنے گیا ہوں تم سب یہیں رہو اسطرح غضبناک ہو کر کہا کہ کوئی ساتھ نہ گیا سب وہیں رہ گئے طہماس یکہ و تنہا روانہ ہوا آہستے آہستے
داخل لشکر اسلام ہوا وہاں پہونچا کہ جہاں نقارہ خانہ سلیمانی و جمشیدی نوازش میں تھے اور طبل اسکندری کا اسی جگہ رکھا رہتا ہے خیال میں گذرا اس
طہماس طبل اسکندری جو صاحبقران ہوتا ہے اسی کے نام پر صدا دیتا ہے اگر تو صاحبقران ہے تو تیرے نام پر صدا دیگا یہ خیال میں لا کر نقارخانہ
پر چڑھ گیا اور چوب اٹھا کر اسپر لگائی بے اختیار یا صاحبقران کی آواز سے صدا آئی صاحب دفتر کہتا ہے کہ باعث طبل کے صدا دینے کا یہ تھا
کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہوتا ہوا اور نور الدہر کو تمام بیٹوں اور پوتوں پر زبردست رکھا تھا اور وہ بیٹے امیر کے اسکے ہاتھ سے مارے جاتے
ہیں اور تمام لشکر کو مع امیر کے زخمی کرتا ہے اسی سبب سے طبل نے اسکے نام پر صدا دی غرضکہ جب طبل سے صدا یا صاحبقران کی بلند ہوئی
طہماس نے چاہا کہ طبل اٹھا کر لیجائے کہ قلابہ چینی اور کپا چینی دونوں [illegible] نقارخانے کے اور مخلوق حیران گرد [illegible]
[illegible]
بیہوشوں سے پہر کی اسکے ہاتھ سے چھین لی اور ایک طمانچہ مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا دونوں کو اسی طرح بیہوش کر کے طبل لیکر روانہ ہوا پورا طمانچہ
کسی پر نہ پڑا تھا جو پورا طمانچہ پڑتا تو دھڑ سے سر اڑ جاتا ایک دو انگلیاں پڑی تھیں کہ جیسے لوٹن کبوتر لوٹ جاتا ہے یہ تڑپ کر گر پڑے اور بیہوش
ہو گئے پھر کسی کی جرأت اتنی نہ ہوئی کہ اسکا سامنا کرے طبل اٹھا کر طہماس نیچے آیا گینڈے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا یہ خبر مفصل استر خانہ
بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ طہماس طبل اسکندری لیے جاتا ہے آہ سرد کھینچ کر فرمایا کہ اگر اس عادی کے پیچھے جاتا ہوں تو لشکر خالی ہوا جاتا ہے نہیں جاتا ہوں تو
عجب ذلت ہوئی زمانہ کہیگا کہ طہماس طبل اٹھا کر لے گیا اور کسی سے کچھ نہ ہو سکا شیرویہ اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ شہریار میں اس عادی کو کب چھوڑتا ہوں
کہ طبل لیجائے میں جا کر چھین لاتا ہوں سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ آپ اسکے تعاقب میں نہ جائیے اور آپ جانتے ہیں کہ صاحبقران تجھ کو
باپ سمجھتے ہیں اور تمام لشکر میرا کہنا مانتا ہے امیر نے بھی میرا کہنا کبھی رد نہیں کیا مناسب یہی ہے کہ آپ اسکا تعاقب کریں بادشاہ نے فرمایا کہ
بہتر تم نہ جاؤ شیرویہ نے نہ مانا اور باہر نکل کر مرکب پر سوار ہو اتعاقب میں طہماس کے چلا طہماس دونوں لشکروں کے بیچ میدان میں پہونچا تھا
شیرویہ نے نعرہ کیا کہ او نامرد پہلوان شکن ٹھہر جا صاحبقران نے وہ نیکی تیرے ساتھ کی کہ تجھکو زندہ چھوڑ دیا تو نے اسکے عوض میں اگرچہ فساد کیا
طبل لیچلا ہیں تجھے کب لیجانے دیتا ہوں اور تلوار کھینچ کر طہماس پر ماری طہماس نے تلوار اسکی سپر پر روکی اور زیر رکاب ساطور
سات سو تین سو من کا کہ ہر وقت اسکے پاس رہتا ہے اٹھا کے شیرویہ پر مارا سپر کو کاٹ کے تا و دا بر د اتر گیا شیرویہ نے دستانہ مار کے ساطور تو
چھٹا سے نکل گیا سر سے چادر خون کی جاری ہوئی شدہ تحت اسکے کا کھول کر زخم سر کو کسکر باندھا تلوار طہماس پر ماری کہ گوشہ سپر کو قلم کر کے دو انگل کا
زخم اسکے سر پر لگا طہماس نے زخم کھا کر دوسرا ساطور شیرویہ پر مارا کہ شانہ شیرویہ کا نشانہ ہوگیا اور دہنا ہاتھ جھول پڑا بائیں ہاتھ سے تیغ
کھینچ کر طہماس پر مارا کہ زرہ کو توڑ کر دو انگل کا زخم اسکی پسلی پر لگا تیسرا ساطور جو اسنے مارا تو بایاں ہاتھ بھی کا لٹک پڑا اس شیرویہ نے اپنے تئیں
طہماس پر ڈال دیا اور اسکے بدن پر دانت مارے کہ زرہ پیچ آئی اور دانت اسکے اسکے بدن میں پیوست گئے اوپر سے جو طہماس نے دستہ ساطور کا
مارا سر شیرویہ کا پاش پاش ہوگیا اور مر کر گر پڑا طہماس طبل سکندری لیے ہوئے چلا گیا لوگ شیرویہ کو اٹھا کر سامنے بادشاہ اسلام کے لائے
جراحوں کو بلایا ہر چند انھوں نے چاہا مگر زخم اچھا نہ ہوا آخر کو درجہ شہادت پر فائز ہوئے ایک کہرام لشکر اسلام میں مچا ہوا تھا مگر طہماس لشکر
میں آیا تو احوال اپنے لقا سے بیان کیا کہ طبل سکندری میں لے آیا بختیارک یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ اب خدا پرستوں کا

رزال ہوا اور طہماس نے طبل سکندری لقا رخانے میں بجوا دیا اور رشتہ شراب میں بست ہوا حکم کیا طبل جنگ بجے کہ صبح کو ہم تمام خدا پرستوں کو قتل
کرونگا ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی فرمایا کہ میں بھی اپنی زندگی سے سیر ہوں بعد امیر یا قبیر اور سرداران لشکر اسلام کے بیٹھنا
تخت شاہی پر گوارا نہیں ہے یہ فرمایا کہ طبل جنگ ہمارے لشکر میں بھی بجے چار پہر رات طرفین میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آکر جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر گئے طہماس نے اپنے گھوڑے کو چھیڑا اور سامنے لقا کے آیا اور گرگین سے اتر کر سجدہ کیا خدا
ہم لقا نے کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہے نقد میں نے دی کہ تمام خدا پرستوں کو مار کر لگا جا تجھکو اپنے ید قدرت کو بخشا طہماس گھوڑے پر
سوار ہوا اور میدان میں آکر نہیب دی کہ اے خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو یا اگر خداوند کو سجدہ کرو یہاں سے بہادروں نے گھوڑوں کو بڑھا کر
کہا کہ لاکھوں لعنت ہے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر طہماس ادھر سرگرم مبارز طلبی ہوا کوئی ایسا نہ تھا کہ طہماس کے مقابلے کو جاتا بادشاہ اسلام
جو یہ نقشہ دیکھا تو فرمایا کہ میں خود جاکر اسکا بدلہ کرونگا اور کہا کہ لاؤ ہماری سواری کا مرکب اور ایہا الناس جو میں مارا جاؤں تو سب سے کہا کہ
جمشید بن قباد کو میری جگہ پر بادشاہ جاننا بس یہ کلمہ سنکر تمام لشکر میں ایک غلغل ہوا اور جمشید بن قباد دوڑ کر پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ اے
خدا مجھکو زندہ نہ رکھے اور میں اپنے ہوتے آپ کو میدان میں کب جانے دیتا ہوں اور مسلح و مکمل ہو کر اجازت لیکر مقابلے کو طہماس کے
آیا طہماس نے ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اسنے کہا کہ مجھے جمشید بن قباد کہتے ہیں بھائی ہوں بادشاہ
اسلام کا طہماس کہ دشمن جانی سعد بن قباد کا ہے جمشید سنا کہ یہ اسکا بھائی ہے کہا کہ اے جمشید کیا سر رکھتا ہے خوش رہ کہا کہ ہمارے یہاں کا دستور
نہیں ہے اسوقت طہماس بولا کہ اچھا اسکا سر ہم لیتے ہیں جمشید نے اسپر وار کیا اسنے نیزے کو نیزے سے رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی مطلب
کا حاصل نہوا سنانیں بنائیں برچھیاں کی ناکارہ ہو گئیں ہاتھ سے برچھیاں کو پھینک دیا طہماس نے دوڑ کر اپنے ساطور کو ہوا سے پیٹ پر اٹھایا
اور جمشید پر مارا جمشید نے سپر روکی سپر کو کاٹکر سر پر پڑا کہ تا دو ابرو آ گیا جمشید نے دستانہ مارا کہ ساطور سپر سے نکل گیا مگر سر سے دریا سے خون جاری
ہوا اور غش آگیا لوگ اسکو اٹھا لے گئے طہماس نے پھر مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام مسلح و مکمل ہو کر طہماس کے مقابلے کو آئے لیکن
تگاورزنی کے سعد بن قباد نے کہا کہ اے طہماس تجھکو یاد ہے حمزہ صاحبقران نے کیا نیکیاں تیرے حق میں کی ہیں اب تو انکی فوج
کے سرداروں سے لڑنے کے واسطے آیا ہے تجھکو غیرت نہیں ہے طہماس نے کہا اے سعد جو جو کلمے کہتے ہیں سچ ہیں کہتے ہیں وہ میں بھی خوب
جانتا ہوں دل پر میرے لاکھوں داغ ہیں اسکا مجھ فہم ہے مگر آج ہی تم لوگ ہو نگا اور وہ کینہ نکالونگا یہ سنکر سعد بن قباد نے کہا کہ میں تو
پہلے ہی جانتا تھا کہ تو مرد فا نہیں ہے تو نے دیکھا کہ امیر ہیں نہیں سب گئے ہیں اب تو لشکر مرا پایا ہے قرآن صاحب حمزہ صاحبقران ہیں
ابتک جیتے ہیں اور عنایت خدا سے گذر گئے ہیں بیہودہ باقبال ظاہر ہو گا تو مجھے چند روز کی مہلت دے کہ میں امیر کو بہشت سے نکال لوں
طہماس نے کہا میں دم بھر کی مہلت نہ دونگا اور جو مہلت چاہتے ہو تو اگر لقا کو سجدہ کرو تو تمہیں تمہاری امان ہو جائے یہ کلمہ سنکر
بادشاہ اسلام نے کہا کہ او کافر تو کمال بے مروت ہے میں لقا پر بھی لعنت کرتا ہوں خدا میرا مالک ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر دیتا ہے ناگہ
طہماس اس کلمہ کلام سے بادشاہ اسلام سے آگ ہو گیا اور وہی ساطور سعد بن قباد پر مارا بادشاہ اسلام نے سپر پر روکا تھا کہ سپر
کو قلم کر کے چار انگل سر میں اتر آیا بادشاہ نے دستانہ مارا کہ ساطور سر سے نکل گیا اور زخم کو رومال سے باندھ کر تلوار سلیٹ کر طہماس پر
ماری اسنے بھی سپر پر روکی کہ تلوار سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ دو انگل کا زخم اسکے بھی سر پر لگا طہماس نے دوسرا ساطور بادشاہ اسلام پر مارا کہ
بادشاہ کا شانہ زخمی ہوا بادشاہ نے بھی تلوار ماری کہ بازو طہماس کا بھی زخمی ہوا طہماس نے تیسرا ساطور مارا کہ بادشاہ کے سر پر پڑا
زخم سر چوپارہ ہو گیا اور غش کھا کر گرے لشکر اسلام نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا تلواریں کھینچکر طہماس پر دوڑ پڑے ادھر سے
فوج کفار بھی دوڑی جنگ مغلوبہ ہوئی دن بھر تلوار چلی اور اہل اسلام نے خوب شمشیر زنی کی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے
خیموں کی طرف پھرے طہماس کو لقا نے بیچ میں لے لیا تھا اور جواہر کی کشتیاں نثار کرتا ہوا خیمے میں آیا بختیارک نے کہا کہ اے خداوند
آج تو خدا پرست بچ گئے طہماس نے کہا کہ شام ہو گئی تھی اس باعث سے میں پھر آیا کل میرے ہاتھ سے یہ خدا پرست بچکر کہاں جائینگے

ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے مگر لشکر اسلام جو پھر کر فرودگاہ پر
آیا خیمون کے لگانے لگے اور آپس میں صلاح کی کہ اب طبل جنگ پھر بجا ہے صبح کو کون مقابلہ کریگا اور اس دیو سے کون عہدہ برا ہوگا
آخر کو مشیران سلطنت نے صلاح دی کہ شہر عنطلی آباد کو چلو اور عمرو سے کہا کہ پہلے آپ روانہ ہو جیے عمرو تو آگے روانہ ہوئے لشکر اسلام
پیچھے چلا رات گزر کر صبح ہوئی تو لقا سوار ہوا چاہتا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی لشکر اسلام شہر عنطلی آباد کو بھاگ گیا بختیارک نے کہا
کہ اے طہماس ان لوگون کو مہلت نہ دینا چاہیے زندہ رہ جائینگے اور اگر وہ شہر عنطلی آباد میں پہونچ گئے تو پھر انکا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے
طہماس نے کہا کہ ملک جی میں انھیں کب چھوڑتا ہون کہ وہ شہر عنطلی آباد تک پہونچین اور اے ملک جی تم لقا کو لیکر پیچھے پیچھے آؤ میں
آگے جا کر لشکر اسلام کو گھیرتا ہون یہ کہکر گینڈے کو دوڑا کر روانہ ہوا لشکر اسلام چلا جاتا تھا کہ طہماس پہونچا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو میں
تمھین کب چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت نکل جاؤ اہل اسلام نے جو دیکھا اور آواز طہماس کی سُنی تھرتھر کانپ گئے اور کہا غضب
ہوا کہ عزرائیل ہماری جان کا آپہونچا مگر آپس میں صلاح کی کہ کچھ لوگ تو طہماس سے لڑین اور باقی بادشاہ اسلام کو لیکر آگے بڑھین آپس میں
صلاح کرکے بادشاہ کو لیکر چلے اور جو دو گروہ گئے تھے وہ طہماس سے لڑنے لگے مگر اب کب اُسکے منہ پر چڑھ سکتے ہین گھڑی گھڑی
لڑے اور لیکر سپر تیر انداز ہاتھ سے طہماس کے شہید ہوا باقی لشکر بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر بھاگا طہماس نے بارگاہ سلیمانی اپنے قبضے میں
کی اور پھر تعاقب میں لشکر اسلام کے روانہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام بیہوش تھے ہوش میں آئے کہ اُدھر سپاہ کے شہید ہونے کی خبر بادشاہ اسلام
کو پہونچی بادشاہ نے چاہا کہ آپ جا کر طہماس کا مقابلہ کرین مگر کسی نے نہ جانے دیا اور کہا کہ اے شہریار شہر عنطلی آباد قریب ہے وہان چلیے یہ کہکر
روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے مگر نہایت اداس اور پریشان ہوائیان چہرے پر چھوٹتی ہین کہا
کہ یارو کہان جاتے ہو لوگ عنطلی آباد کے دین اسلام سے پھر گئے اور ہمارے دشمن ہو گئے ہر چند میں نے کہا کہ دروازہ شہر کا
کھول دو کسی نے نہ کھولا اور لڑنے پر مستعد ہوئے بادشاہ اسلام نے عمرو کے کہنے پر عمل نہ کیا اور سامنے شہر عنطلی آباد کے آئے پکار کر
کہا کہ سرکشی سے باز آؤ دروازہ شہر کا کھول دو اور جو نہ کھولوگے تو چند دن میں حمزہ صاحبقران پیدا ہونگے اور ایک ایک کو قتل کرینگے
یہ سنکر مالک بن زر زردشت نے کہا خیر جب حمزہ پیدا ہوگا اسوقت سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر کہا اپنے لوگون سے کہ تیر باران کرو ان خدا پرستون پر
بس قلعہ پر سے بارش تیر ہونے لگی بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ یہ لڑنے پر مستعد ہین اگر مین یہان اٹکتا ہون تو ادھر سے یہ لڑینگے اور ادھر سے
طہماس چلا آتا ہے تمہارا مارا جاتا تو ایک طرف ناموس سب برباد ہو جائینگے یہ سمجھکر سامنے آذرکوہ تھا اُسکے اوپر آئے اور تمام پہاڑ کو
قبضے میں کیا جا بجا نگہبانون پر لوگون کو بٹھایا وہ تیر و کمان ہاتھون میں لیکر مستعد لڑنے پر بیٹھے کسی کافر کو پہاڑ پر ہم نہ آنے دینگے اپنی جان
دینگے لیکن ناموس اسیر کو بچائینگے اس عرصہ میں گرد و غبار کا ستون اٹھا اور علامت لشکر کفار کی نمایان ہوئی طہماس بن طغنطیل دیو
دکھائی دیا اتنا جلد طہماس آیا ہے کہ تین گینڈے رستے میں مر کر پڑے ہین چوتھے گینڈے پر سوار ہو کر آیا ہے پیچھے اُسکے فوج چلی آتی ہے پہنچ
پہاڑ کے پاس آکر پہونچا اب کوئی دو گھڑی دن باقی ہے طہماس نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائے اور خدا پرستون کو قتل کرے کچھ لوگ جو اُسکے ساتھ
آئے تھے انھون نے روکا کہ لقا خدا سے باخبر کو آ جانے دیجیے یہ خدا پرست جاتے کہان ہین پہاڑ پر گھرے ہوئے ہین کسی اور طرف
راستہ جانے کا نہین ہے طہماس بھی تھک گیا تھا اُنکے کہنے سے پھر کر خیمے میں داخل ہوا اور فوج کو حکم کیا کہ چارطرف سے پہاڑ پر نرغہ کر لو
فوج اسکی گرد پہاڑ کے اُتری دوسرے دن لقا اور بختیارک اور تمام سردار مع لشکر آکر پہونچے طہماس نے ملازمت حاصل کی لقا نے
دست نجس اپنا اُسکی پیٹھ پر پھیرا اور کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہے تیرے دم شمشیر میں سب خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہے اُس دن بھی
لڑائی موقوف رہی شام کو طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری لڑائی کی رہی اور پہاڑ پر سب مسلمان نمازین پڑھ پڑھ کر دعائین مانگا کیے
صبح کو لشکر کفار سوار ہوا طہماس نے کہا کہ طبل سکندری کو بجاؤ جیسے ہی چوب اُسپر پڑی صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی
بادشاہ اسلام نے جب یہ صدا طبل سکندری کی سُنی فرمایا کہ ہم سب مارے جائینگے اور کوئی ہم میں سے نہین بچنے کا مین تم صاحبون سے

تجھ سے کہتا ہون کہ جا کر لقا پرستی اختیار کر لو کہ جانین تمھاری بچ جائینگی اور جان و مال و ناموس تم سب کا بچ جائیگا اور یہ کافر تمھارا دشمن نہین ہے
میرا دشمن ہے تم اسکی شہر سے نچے رہو گے اگر حمزہ صاحبقران پیدا ہونگے اور شستہ میرا احوال سنینگے تو یقین ہے کہ میرے خون کا عوض ان
کافرون سے لینگے یہ سنکر سب نے عرض کیا کہ ای شہریار لاکھ جانین ہماری آپ پر سے ایک ناخن پا پر نثار ہین ہم آپکو اسوقت تنہا چھوڑ کر
نہ جائینگے آرزو یہ ہے کہ جہان ایک بوند آپ کے پسینے کی گر گئی وہان ہمارا خون بہیگا ہم کو اسمین نہین ہے کہ اس وقت بیکسی مین چھوڑ کر
تنہا چھوڑ کر چلے جائین بیت آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ ان منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ٭ غرض رات بھر عجب
غلغلہ بلشکر کفار مین ناچ رنگ اور شراب خواری کی صحبت رہی اور لشکر اسلام مین نماز و دعا و گریہ و زاری تھی صبح کو لشکر کفار نے پہاڑ پر یورش
کیا اور طہماس گرگ زن سفید پر سوار ہوا اسما طور ساحر نے تین سو من کا ستون اٹھا لیا اور پہاڑ پر چلا چہار طرف سے پہاڑ پر لڑائی ہونے لگی
اہل اسلام نے ترکش انڈیل انڈیل کر آگے رکھ لیے تھے کمانون مین پیوستہ کر کے ان ظالم اشقیا دون پر مارنا شروع کیا عجب عالم تھا
کہ قاصد قضا پیغام مرگ ہر ایک کو پہونچاتا تھا ہزار ہا کافر اسفل جہنم ہوئے اور بگولے شعلہ مین چمکنے لگے پھر کسی کا نے ارادہ نہ کیا کہ پہاڑ
کی طرف کو رخ کرے جب طہماس نے یہ حال دیکھا تو گینڈے پر سے اترا دامن کمر وا سے اٹھین چڑھائین اور پکارا کہ ای خدا پرستو
اب مین تمھین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہا اور ساطور ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا راوی کہتا ہے کہ قد طہماس کا جو راسی ارش کا ہے
اس قد و قامت پر کود تا ہوا چلا جاتا ہے لقا کا یہ عالم ہے کہ قہقہے مارتا ہے اور پکار کر کہتا ہے کہ ای بندگان من شیطنت کو میرے دیکھو کسطرح ان
بندگان ہوائی پر جاتا ہے بہت مین نے تامل کیا کہ اب بھی یہ خدا پرست مجھے جانین اور مانین مگر انھون نے نہ مانا آج دریائے قہر مانی
میرا جوش پر ہے ایک خدا پرست کو نہ چھوڑونگا یہ تو یہ کہہ رہا اور طہماس لڑتا ہوا چلا جاتا ہے تین گھاٹیان پہاڑ کی اسنے لے لین اور بہت
مسلمانون کو شہید کیا ہے ایک گھاٹی باقی رہ گئی ہے طہماس اسمین چلا پہاڑ پر چڑھتی ہوئی ہے اور کہ طہماس آ پہونچا اسوقت بادشاہ اسلام نے
ہاتھ دونون ہاتھون پر رکھکر محتاج درگاہ جناب ایزدی ہوکر دست مناجات بارگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارے کہ پروردگار عالم
اے کس کیان وا ای یاور غریبان یہ وقت ہے مددگاری کا حیات تمھارا اگر باقی ہے تو اس کافر کے ہاتھ سے ہمکو نجات دے اور اسکی شر سے ہمین
محفوظ رکھو اور پکارتے تھے ابیات

خداوندا اشبم را روز گردان ٭ چہ روز اندر جہان فیروز گردان
توئی یاری دہ و فریاد ہر کس ٭ بفریاد ہمہ این بیکسان رس
شبے دارم سیہ چون بخت امید ٭ درین شب روے سفیدم کن چو خورشید

اے پروردگار عالم اس وقت ہم
میں کوئی نہین ہمارا سوائے تیری ذات کے بجز دعا مانگنے کے تیر دعا ہدف اجابت پہونچا کہ از قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل
از جانب بیابان گردے برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد باسمان رسیدہ و پاے گرد بزمین در زیر و غلطان و پیچان مانند زلف
معشوقان مہ وشان با صورت و دو دل عاشقان نیم جان بلکہ سواد دیدہ انتظار کیسے تو ریباہی کہ پردہ گرد مین شاہد مقصود کا جلوہ ہے نظم

از دامن دشت کوہ و ادر نگسا ٭ گردے برخاست ملو طیار نگ
گرد دامن آنچنان غبار ٭ رخسار فرو شہریار

جسوقت گرد نزدیک پہونچی باد نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا باد کو دامن گرد شق ہوا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا دکھائی دیا
آگے آگے ان چار لاکھ سوار کے چالیس ہزار جوان مردار سبز پوش اور ایک نقابدار مرصع پوش سب کے آگے دو نقابدار دہنے بائین
ایک نقابدار پلنگینہ پوش دوسرا سبز پوش پیچھے جلوس سواری کا انتہا نالیں شتر نالین تیغیان بانون کی خاصبرداروں کے غول کے غول
اور رکب تازی گھوڑے عربی باساز و یراق مرصع دو دو سائیس جنوریان ہاتھون مین لیے ہوئے کہ مکھی گھوڑون پر نہ بیٹھنے پائے
اور چار چار سوار ایک ایک جلت پوش بکتر پوش چار آئینہ بند ہو قش بدوش چلے آتے ہین اور آگے نقابدار کے چار ہزار سقے بادلے
کی لنگیان انکے بندھی ہوئی ہزارے دبانون پر مشکون کے چڑھے ہوئے اور عنبر انبیان بانات کی گلون مین پہنے ہوئے
مشروع کے پائجامے پہنے ہوئے موٹے موٹے کڑے گنگا جمنی ہاتھون پڑے گلاب کیوڑا پانی مین ملا ملا کر چھڑکتے آتے ہین نقابدار کا
اس مقام پر پہونچا اور ایک طرف کو قائم ہوا اور عیار کو اپنے خبر کے واسطے بھیجا کہ حال دریافت کرے کیا معرکہ ہے عیار خبر کے واسطے

روانہ ہوا لیکن بختیارک کا یہ حال تھا کہ جب تک لقا بدار نہ آیا تھا بدحواس خواصی میں لقا کی بیٹھا تھا ہر دم اونچا ہوتا تھا اور صحرا کی طرف
دیکھتا تھا دو تین دفعہ جو اس سے یہ حرکت صادر ہوئی تو القاب وانساب نے کہا ای بختیارک یہ تجھے کیا بیقراری ہے کہ ہر مرتبہ اونچا
ہوتا ہے اور صحرا کی طرف دیکھتا ہے کیا تیرے پیٹ میں درد ہوتا ہے بختیارک نے کہا کہ حقہ درد تو نہیں ہوتا ہے مگر دیکھتا ہوں کہ خداپرستوں کی
مصیبت گذر چکی اور نوبت انکی جان پر پہونچی ہے قریب ہے کہ مارے جائیں اور خداپرستوں کو مرنے کی عادت نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ
ابھی تک کوئی مددگار انکا نہیں آیا ایسے وقت میں فرشتے آسمان سے انکی مدد کو اترتے ہیں القاب وانساب نے کہا کہ او بادرنجبا کوئی دم میں
یہ خداپرست مارے جاتے ہیں کوئی انکا نام لیوا پانی دیوا باقی نہ رہیگا یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ اے القاب وانساب بھاگنے کی فکر کرو کوئی
دم میں بھاگا چاہتے ہو انھوں نے کہا کہ یہ کیا بدشگونی کے کلمے منہ سے نکالتا ہے ارے ابھی میں لقا بدار پیدا ہوا بختیارک نے ایک ہاتھ سر پہ
اور ایک ہاتھ دل پر رکھکر تا دعنا دنا کہکر ناچنا شروع کیا اور پکار اصلواۃ بر محمد و لعنت بر لات علی و منات ہبل وہ ملک الموت طہماس کی
جان کا آپہونچا ادھر عیاروں نے جاکر لقا بدار کو خبر کی کہ اہل اسلام ہاتھ سے طہماس کے تنگ آکر پہاڑ پر چڑھ گئے ہیں اور طہماس بھی پہاڑ پر چڑھ گیا
ہے کہ سبکو جاکر قتل کرے یہ کلمہ سنکر لقا بدار برہم ہوا اور کہا کب سے زندہ چھوڑتا ہوں کہ پہاڑ پر جاے بس یہ کہکر گھوڑے کو دوڑایا اور نعرہ کیا
او گبر نابہنجار روادکشندہ ناتراش و نامرد ازلی و ابدی کہاں ان زخمیوں پر جاتا ہے ٹھہرجا اور بہادروں سے مقابلہ کر یہ کہکر دامن گردانا اور آستینیں
چڑھا کر چاہا کہ پہاڑ پر چڑھے طہماس نہایت غیظ و غضب میں بھرا ہوا اوپر چلا جاتا تھا کہ آواز لقا بدار کی نہ کچھ خیال نہ کیا اور پھر آگے کو روانہ ہوا
لقا بدار بھی اوپر پہاڑ کے چڑھا اور پھر نعرہ کیا کہ نہیں سنتا او ظہر من کپڑا اور حسرت کرتے ہم آگے بڑھا طہماس نے پیچھے پھر کر دیکھا اور لقا بدار نے
اسکی نگاہ بدتری پکار کر کہا کہ او اجل رسیدہ قضا تیری تجھکو میرے پاس لیکر آئی ہے پہلے تجھکو قتل کرتا ہوں پھر اسکے پیچھے جاؤنگا یہ کہکر لقا بدار کی طرف
پھر الٹ و دیکھتے سکتے کہ ابھی بیس چالیس قدم کا فاصلہ طہماس سے اور لقا بدار سے تھا کہ لقا بدار نے دونوں پانوں جماکر جست کی کہ برابر طہماس کے
آپہونچا طہماس نے ساطور لقا بدار پر مارا لشکر لقا دیکھ رہا تھا کہ لقا بدار نے جھپکی دیکر ہاتھ موڑ کر ساطور چھین لیا اور دونوں لقا بدار بھی پیچھے پیچھے
سکتے انکی طرف ساطور پھینکا اور کہا کہ یہ قلم تراش خوب ہاتھ آیا ہے اسے بھی طرح سے رکھو لقا بدار پلنگینہ پوش نے اس ساطور کو ہاتھ میں روکا اور
لقا بدار ستمبر پوش کی طرف پھینکا اسنے بھی اسی طرح ساطور کو روکا بختیارک نے جو یہ نقشہ دیکھا تو کہا یہ تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ اتنے بڑے ساطور کو
قلمتراش بنایا طہماس نے غصے میں آکر تیغ لقا بدار پر مارا لقا بدار نے تیغ بھی چھین لیا اور زنجیر کمر میں طہماس کے ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر زور کیا کہ لنگر طہماس کا ٹوٹ گیا ہاتھ پر بلند کیا اور اسی طرح چرخ دیکر لقا بدار پلنگینہ پوش کی طرف پھینکا کہ لینا اسے بھی لقا بدار
پلنگینہ پوش نے بڑھ کے ہوا سے لیا اور لقا بدار ستمبر پوش کی طرف پھینکا اسنے بھی بڑھ کے ہوا پر کس کر زمین پر دے مارا اور مشکیں باندھکر
پنجہ عیار کے حوالے کیا کہ لیجا اسے بختیارک نے جو یہ تماشا دیکھا تو ایک دو ہتڑ سر پر لقا کی مارا اور کہا کہ ارے نالائق اب تدبیر
کر نہیں تو مارا جائیگا اور پکڑا جائیگا یہ باتیں تھیں کہ لقا بدار صبح پوش مثل شیر غضبناک کے لشکر لقا پر گرا اور فوج لقا بدار کی
فوج کفار پر گری اہل اسلام بھی پہاڑ پر سے اتر کر شریک لقا بدار کے ہوئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ہزارہا کافر مارے گئے
لقا بدار صبح پوش نے تلوار کو مع علم قلم کیا فوج کفار شکست کھا کر بھاگی اور لقا یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ای بندگان من تدبیر گریز کردم
اور لقا بدار پیچھے پیچھے قتل کرتا ہوا چلا جہاں کافروں کا پڑاؤ تھا وہاں بھی انکو ٹھہرنے نہ دیا اسبکا فرمال واسباب چھوڑکر بھاگے اور
لوٹنا شروع ہوگئی عمرو بھی پیچھے پیچھے لقا بدار کے چلا آتا ہے اور لاکھوں دعائیں لقا بدار کو دیتا جاتا ہے لقا بدار تعاقب میں لقا کے چلا جاتا ہے یہاں تک
کہ لقا مع القاب وانساب جاکر قلعہ آذر کوہ میں داخل ہوا اور کہا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرو کافر جو پیچھے بھاگے چلے آتے تھے ہر چند
چلائے کہ ہمکو بھی قلعہ کے اندر آنے دو مگر کسی نے نہ سنا گولے مارنا شروع کیا مثل مشہور ہے ایسا ہاتھی اپنی فوج کو مارے آخر کار یہ
سب کافر پلٹے اور لقا بدار سے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں لقا بدار نے انکو تشفی اور دلاسا دیا کہ اچھا تم جاؤ اور شریک لشکر
اور میں نے قسم کھائی ہے کہ لقا کو بغیر مارے ہوئے یا گرفتار کیے ہوئے ہرگز گھوڑے پر سے نہیں اترونگا یہ کہکر سامنے قلعہ کے آیا

نوجوان ہی کہا اے نقابدار تو نے کارنمایان کیے ہین صاحبقران ممنون و شاکر ہین تیری بہت تعریفین کرتے ہین تو میرے ساتھ چلا چل
کہ امیر شاد ہونگے اور نہین تو پہلوان آنکے تجھے باندھ لیجائینگے نقابدار نے کہا کہ تم مجھے نصیحت نہ کرو جو تمھارے سے بہت بڑھ کے ہو سکے تقصیر
نہ کرو عجیل نے نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر رد کیا لگی نیزہ بازی ہونے لگی بعد چار گھڑی کے نقابدار عجیل ماہرو کے
گھوڑے کی سکیل نکال لیگیا لشکر مین نقابدار کے علم جلوہ گری پہ آئے عجیل کو بُرا معلوم ہوا فرا نیزے کی نقابدار پر ماری نقابدار نے
نیزے کی ڈانڈ پر روکی آخر نیزون کے پرچے اڑ گئے ہاتھ سے نیزے پھینک کے عجیل ماہرو نے گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے گرز زیر رد کا
نکر طراقے کی آواز آسمان تک پہونچی شورہ گرد مین نقابدار پوشیدہ ہوا عیار نقابدار نے گرد گرد چرخ مارکر آواز دی آقا حریف زبانہ رازی
اترنا ہی نقابدار ہوش مین آیا عجیل نے تین گرز پیہم نقابدار پر مارے تینون ضربین نقابدار نے رد کرکے ایک ضرب ایسی ماری کہ چھٹی کا
دودھ زبان پر لذت دیگیا کمر مرکب کی ٹوٹ گئی عجیل بیہوش ہوگیا عیار عجیل کا عجیل کو ہوش مین لایا مرکب کو مردہ پایا عجیل تلوار کھینچکر کودا
کہ مرکب نقابدار کے پی کرے نقابدار مرکب سے کود پڑا تلوار عجیل کی خالی گئی آخر کشتی ہونے لگی پانچ دن رات کشتی رہی پھر دن نقابدار
عجیل نقابدار کو سات قدم ریل کرلیگیا اور جھٹکا دیا کہ وہ اپنا زانو نقابدار کا آشنا زمین ہوا نقابدار نے لنگر مارا عجیل نے ہر چند زور کیا
لنگر نے جنبش نہ کھائی ابکی نقابدار عجیل کو ریل کرلیچلا نو قدم تک لیگیا وہان جھٹکا دیا کہ دونون زانو عجیل کے آشنا زمین ہوئے
مگر عجیل نے بھی لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوگیا نقابدار نے بھی زور کیا مگر لنگر عجیل کا نہ ٹوٹا نقابدار نے کہا کہ اے عجیل بس آزمائش
ہوچکی جاؤ مین نے تمھین چھوڑ دیا استنے مین ہاشم مرکب کو چمکا کر آیا اور کہا کہ اے نقابدار صبح کو تو ہی اور مین ہون کل معلوم ہو جائیگا دونون
لشکر گئے نقابدار اپنی بارگاہ مین آیا نقابدار پلنگ پر بیٹھا [illegible] نے پوچھا کہ عجیل کیسا پایا نقابدار نے کہا کہ بہت زبردست ہے ادھر
ہاشم نے عجیل سے پوچھا کہ نقابدار کو کیسا پایا عجیل نے کہا کہ نقابدار بہت زبردست ہے جسوقت اُسنے کہا کہ جا مین نے تجھے بخشا مین غنیمت سمجھا
ورنہ مجھے یقین ہوگیا تھا کہ نقابدار پکڑ لیجائیگا نقابدار حمزہ سے کم نہین ہے دشمنی ہر وکینہ نکر رہتی ہے مین نے تو نقابدار کو ایسا پایا کہ حمزہ بھی
اُسکا کچھ نہ کرسکیگا ہاشم نے کہا کہ صبح کو معلوم ہو جائیگا غرض دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
جب صف آرائی ہوچکی ہاشم میدان مین آیا مبارزطلبی کی نقابدار نے کہا کہ اے سرخ پوش تو بیٹا امیر کا ہے اور طرفدار قاسم کا ہے
نقابدار نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور مرکب کو اڑا کر مقابلہ ہاشم کا کیا اور کہا کہ اے ہاشم تو ہوا خواہ قاسم کا ہے اور یہ لائق ہو کہ [illegible] لاچار
ہاشم نے [illegible] نیزے پر اسکا نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند طعن کے نیزہ ہاشم کا ٹوٹ گیا ہاشم نے غصے مین
[illegible] نقابدار نے رد کیے اور ایک گرز ہاشم پر مارا کہ مرکب ہاشم کی ٹوٹ گئی مرکب گرا پانون ہاشم کا رکاب مین
[illegible] ہاشم کا دگرگون دیکھا کہا جاؤ اے دوست تمھاری رہائی ہاشم کو ہوش آیا ہوگیا تھا لوگ لیگئے بعد وہ پھر [illegible] کے گرد
اور ہتھیار کاٹنے اٹھا شاہزادہ تھا اور سپاہ مع سپاہ ترک و خاوری آن پہونچا حال عجیل و ہاشم کا سنکر چاہا کہ مقابلے کو نقابدار کے جائے
رفیقون نے سمجھایا کہ آج تامل فرمایئے نقابدار ہاشم سے لڑ چکا ہے کل سمجھ لیجیے گا طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو طبل جنگ
دونون لشکرون مین بجا سرداران دست چپ اور دست راست مقرر پہونچتے جاتے ہین حمزہ کو بھی خبر گئی واسطے آیا اُسنے دیکھا کہ سب
لگا پار سعد بدیع الزمان لندہور و مالک وغیرہ پہونچے اور قاسم و نقابدار سے صبح کو مقابلہ ٹھہرا ہے یہ خبر لیکر خدمت امیر مین آیا اور
اور نقابدار کی تعریف از حد کی اور کہا کہ کل قاسم و نقابدار سے لڑائی ٹھہری ہے امیر نے کہا کہ تم شوکت و شان نقابدار کی بیان کرتے ہو کیا
کا نقابدار ایسا ہی ہے عمر نے قسم کھا کر کہا کہ اے حمزہ مین نے نقابدار کو ایسا دیکھا ہے [illegible] سرداران کو مانند اژدہے کے ایک سانس
مین کھینچ لیگا امیر یہ سنکر بہت پریشان ہوئے اور سمجھے کہ نقابدار ہوگا [illegible] سے کہا کہ تم تماشائی ہمارے [illegible]
اے قاسم سے کہنا کہ جب تک ہم نہ آئین تم نقابدار سے نہ لڑنا کہ ہمکو بہت اشتیاق تمھاری اور نقابدار کی لڑائی کا ہے [illegible]
صاحبقران کا لیکر روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ جب دونون لشکر میدان مین آ گئے تھے اور قاسم و نقابدار مقابل یکدگر ہو چکے تھے قریب تھا

کہ نیزہ بازی ہو اسنے مین بطور سرکن پہونچا اور قاسم کو پیغام امیر کا دیکر نشانی دکھایا قاسم نے نقابدار سے کہا کہ مین ناچار ہون فرمانا امیر کا
رد نہین کر سکتا خلاف حکم کیونکر کرون خیر کل ہمارے اور تمہارے لڑائی ہوگی نقابدار نے کہا کہ جا آج تو تیری اجل ٹل گئی جان بچ گئی غنیمت ہے
قاسم نے کہا اگر پیغام امیر نہ آتا تو تجھکو معلوم ہو جاتا دیکھنا کہ کل تیری کیسی خدمت کرتا ہون نقابدار نے کہا کل بھی دور نہین غرض طبل بازگشت کا
دو نوبت بجر کر اپنے خیمون مین آئے دوسرے دن جو صاحبقران آئے تمام سردار استقبال کر کے لائے امیر بارگاہ مین بیٹھے تحصیل ماجرا
کہا کہ ای برادر تم تو لڑ چکے ہو نقابدار کو کیسا پایا عرض کیا کہ ای شہریار جسوقت نقابدار نے مجھے پانچ روز لڑکے کہا جاؤ مین نے تمہین بخشا مین نے
غنیمت سمجھا کہ آبرو رہ گئی اور مین پھر آیا امیر نے عمرو سے کہا خواجہ کسی طرح نقابدار کی جا کر خبر لاؤ کہ یہ کون ہے بدیع الزمان سے زیادہ مشتاق
اور تمام سرداران دست راست و دست چپ جانتے تھے کہ حال نقابدار کا معلوم ہو عمرو نے کہا کہ ای حمزہ تو جانتا ہے کہ مین کہ چند دن سے
ڈرتا ہون ایک تو دریا سے کہ کشتی کو کشکول ملک الموت جانتا ہون کہ جہان غڑپ شڑپ ہوئی ڈوبا دوسرے جادوگرون سے کہ جہان
دو دانے ماش کے سحر کرکے مارے ہاتھ پانوان اینٹھ کر رہ گئے تیسرے نقابدار سے کہ جہان اسنے چشم حیا پر تیغ بیحیائی ڈال لیا پھر کہا
مروت کسی کی نہین رہتی حمزہ مین نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیج دوسرے مین بیچارہ مفلس قرضدار مجھسے کیا ہوسکیگا امیر نے کہا کہ خواجہ
دو ہزار روپیہ ہم تمھین دینگے اور دو ہزار بادشاہ اسلام سے فرمائے کہ ہم دینگے پھر بدیع الزمان اور قاسم و لندھور و مالک نے
دینا قبول کیا عمرو نے کہا کہ نقد منگاؤ اگر مجکو دیدو کہ مثل کہتے ہین مثل تانا بانا دستے جیتا اور نکمہ دیکھے ہو اس غرض سب نے روپے
منگوا منگوا کر رکھدیے عمرو نے نذر زنبیل کیے اور بدن پر لباس عیاری کے آراستہ کرکے روانہ ہوا جب قریب لشکر نقابدار کے پہونچا
صورت فقیر کی بنائی رومال ہاتھ مین لیکر داخل لشکر نقابدار ہوا لشکر بہت آراستہ دیکھا دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا کہ لوگ کچھ عیارون کو پکڑ
لیے آتے ہین عمرو نے دیکھا کہ سیارہ اور امیہ اور سمک اور ابو الفتح ہین کہ نقابدار اٹھا عمرو نے دیکھا ایک جوان رعنا ہے اور اسکا
نقاب پڑی ہی بکل عجب دبدبہ چہرے پر ہے عمرو بارگاہ کے اندر آیا دیکھا عیار نقابدار کہ اسکے منہہ پر بھی نقاب پڑی ہے دہنا منہہ کھول اتار
اسنے عرض کیا کہ چند عیار لشکر اسلام کے واسطے تفحص حال حضور کے آئے تھے وہ گرفتار ہوئے انکے حق مین کیا حکم ہوتا ہے اور کچھ
کان مین کہا کہ بڑے مرشد فقیر بیٹھے ہین نقابدار نے کہا کہ ای برادر انکا مجھکو اختیار ہی جیسا مناسب وقت ہوا انکے حق مین کر اسنے کہا
بہت اچھا اور عیارون کو بلایا کہا کہ دست راستی اور دست چپی الگ ہون بدیع الزمان کے طرفدار علیحدہ اور قاسم کے طرفدار جدا
دونون طرف کے عیار الگ الگ ہوئے جو جو عیار قاسم کی طرف کے تھے کہا کہ انکے لباس چھین لو سوا ے پاجامہ کے کچھ نہ رکھو
اور چھوڑکر کہا خبردار جو پھر آئے تو جان سے مار ڈالے جاؤگے اور طرفداران بدیع الزمان کو خلعت دیکے کہا کہ سوا اسکے صورت
مبدل کرکے آئے تھے جاؤ پھر ایسی حرکت نہ کرنا بدیع الزمان کی خاطر سے تمہین کچھ نہ کہا وہ سب سمجھے کہ جان بچی اور لشکر اسلام
کی طرف روانہ ہوئے لیکن یہان اسباب جو عیارون کا رکھا ہوا تھا انمین سے ایک خنجر مرصع نگار نقابدار نے اٹھا کر عمرو دیا اور کہا
کہ شاہ صاحب یہ خنجر لو اور فروخت کرکے خرچ اپنا کرلو اور پھر ہمارے پاس آنا عمرو نے ڈرکر وہ خنجر نقابدار کے ہاتھ سے لیا اور
دعائین دینے لگا کہ پیچھے سے عیار نقابدار لپٹ گیا اور کہا کہ باش ای دزد باریک گردن نقابدار نے کہا کہ او کمبخت فقیر کو کیون پکڑا
ہی اسنے عرض کیا کہ یہ وہی کہنہ دزد ہی اسکو ابھی قتل کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ ای نقابدار مین عمرو نہین ہون نقابدار نے کہا کہ اسکو
شکنجے مین کھینچو اگر عمرو ہی تو قبول دیگا عجب شکنجہ آیا اور عمرو نے دیکھا کہ شکنجے مین مرجاؤنگا عیار نقابدار سے کہا کہ سبحان اللہ تجھسے بہتر
عیار نہوگا تو نے مجھے خوب پہچانا ہان عمرو ہون نقابدار نے کہا کہ خواجہ کیون آئے تھے عمرو نے کہا ای نقابدار حمزہ تجھسے
خائف ہی مجھکو بھیجا تھا کہ نام نقابدار کا دریافت کرا اور مجھکو بہت سا روپیہ دینے کو کہا تھا نقابدار نے کہا کہ خواجہ تم صورت اپنی
دکھاؤ عمرو نے اپنی صورت اصلی بنائی نقابدار نے کرسی بیٹھنے کو دی اور کشتیان روپیے اشرفی و جواہر کی پیش کین اور
ای خواجہ اگر مجھے نام اپنا ظاہر کرنا ہوتا تو مین نقاب کاہیکو منہہ پر ڈالتا اور تم میرا افشا سے راز کرنے کو آئے تھے خیر ہین

پنہان تھا اور لندھور کلاہ کو کج کرکے پکارا کہ نقابدار کی خبر لو عیار نقابدار دوڑا گرد گرد گھوم کے چرخ مارا چھاگل سے پانی نکال کر چھڑکیا دیا گرد بیٹھی دیکھا کہ نقابدار بیہوش ہو گیا ہے اور دریا سے عرق میں غرق ہے عیار پکارا کہ اے نقابدار عالی مقدار ہوش میں آئیے حریف زیادتی کرتا ہے نقابدار نے آنکھ کھولی مرکب کو دبایا تر سب ساہی کو وہ پڑا اسپ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم دیکھا کہ عرصہ زندگی کا اسپر تنگ ہے دبنگ ہو کر ہاتھ سے ٹیک دیا اور ہاتھی پر لندھور سے چھپٹ پڑا کھینچ لیا پکڑ کر جھٹکا دیکر کاسہ سر کھینچ لیا لندھور کو دیڑا اور کہا کہ اے نقابدار غضب کیا کہ تو نے میرے ہاتھی کو مار ڈالا اس بے زبان نے تیرا کیا کیا تھا نقابدار نے کہا کہ تو نے میرا گھوڑا مار ڈالا میں نے اسکا عوض لیا لندھور نے کہا میں نے دانستہ نہیں مارا تھا اب میرے گرز کی نہ لا سکا اور تو نے تو دیدہ و دانستہ میرے ہاتھی کو مار ڈالا خیر جو تو نے کیا بہتر کیا اب تجھکو باندھ کے صاحبقران کے پاس لیجاؤنگا یہ کہکے ہتھیار ہاتھ سے ڈالکر دوڑا نقابدار نے جو لندھور کو ہم سے دیکھا سپر و تلوار رکھکر آستین چڑھا کر یہ بھی دوڑا ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ گردن پر رکھا غرض ایک ایک ہاتھ گردن پر رکھکر سروں کو ملا کر بغلی کر پست ہاتھوں کے اثر کا یہ سبب نہ تھا کہ تابہ آہنی مقابل ہوتا تو وہ بھی سرمہ ہو جاتا دستیاں ساتھ زبردستی کے چلنے لگیں ہاتھ کے داؤں پیچ ہونے لگے خموں کی آواز سے رن گونج گیا نقابدار شاہ روم کے جھک جھک کر اس خوبی سے لڑتا ہے کہ ہر شخص کی زبان پر واہ واہ جاری ہے لندھور بھی باوجود پیرانہ سالی کسی مقام پر نقابدار سے دبتا نہیں ایک بار نقابدار لندھور کو نیچے پکڑ لایا صاحبقران نے جو یہ حالت دیکھی دعا مانگنے لگے کہ خداوندا لندھور کی تو آبرو رکھنے والا ہے ادھر نقابدار نے گھٹنا مارا کہ اگر پہاڑ پر مارتا تو وہ بھی اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر لندھور نے زمین [illegible] سے دھکا مار کر سامنے کھڑا ہو گیا نقابدار کھڑا لیکا لندھور بغلی ڈوب کے نقابدار کو نیچے لایا امیر بہت خوش [illegible] لندھور چاہتا تھا کہ دبا کر بیٹھے مگر نقابدار نیچے سے نکل گیا انیا لطف تمام لشکر کو اس کشتی میں آیا کہ کسی کی کشتی میں نہ آیا [illegible] سے واہ واہ بلند تھی آخر کار ایسی تھکم تھکا ہوئی تھی کہ جہاں گھڑی دو گھڑی لڑتے تھے پسینا یہاں تک بہتا تھا کہ کیچڑ [illegible] ہیچ چشانہ روز کشتی رہی ساتویں دن کو جدا کیا اور کہا کہ بہادر دوم فریق ہیں ہمسر اب لڑنے سے فیصلہ ہوگا کل پھر [illegible] اپنے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں یہ کہکر نقابدار اپنے خیمے میں آیا صاحبقران ادھر لندھور نقابدار [illegible] لندھور نے عرض کیا کہ واقعی نقابدار زبردستان روزگار سے ہے خدا نے میری آبرو رکھ لی آپ [illegible] امیر نے فرمایا کہ کبھی تم بھی تو کہیں نہیں گئے خیر اب میری باری ہے خدا مالک ہے یہاں نقابدار [illegible] سامنا ہی نقابدار نے کہا کہ حمزہ کے پاس اشقر سا مرکب ہے اسکے برابر کہیں دوسرا مرکب [illegible] کے پاس خنگ سیہ قیطاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا مرکب ہے کہ وہ اشقر کے مقابل ہے نقابدار [illegible] پوچھا کہ وہ مرکب کہاں بندھا ہے پلنگینہ پوش نے بتایا نقابدار نے [illegible] نے کہا ابھی جا کے لاتا ہوں ہر چند نقابدار سے پلنگینہ پوش نے منع کیا کہ تم نہ جاؤ صاحبقران سے منگوا بھیجو نقابدار نے نہ مانا اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا جب لشکر امیر میں پہونچا اصطبل میں آ کے خنگ سیہ قیطاس کو کھولا اور ساز اسکا کسنے لگا لوگوں نے اصطبل کے چاہا کہ روکیں نقابدار نے کہا کہ اگر تم لوگ روکو گے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور میں گھوڑا لیجاؤنگا بہتر یہی ہے کہ تم دخل نہ دو امیر مجھ سے سمجھ لینگے اس رعب سے یہ کہے کہ کسی کا حوصلہ نقابدار کے روکنے کا نہ پڑا نقابدار خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا اچھی طرح بندھوایا بارگاہ میں آ کر بیٹھا سارا حال نقابدار نے پلنگینہ پوش سے بیان کیا نقابدار سے پلنگینہ پوش نے کہا کہ امیر آتے ہی ہونگے یہاں امیر بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سرکاروں نے عرض کی کہ نقابدار خنگ سیہ قیطاس کو اصطبل سے کھول لیگیا امیر سنتے ہی برہم ہوئے اور کہا کہ نقابدار نے مجھے سمجھ لیا میں ابھی جا کر اپنا گھوڑا لاتا ہوں اور بارگاہ سے نکلکر اشقر پر سوار ہوئے لشکر نقابدار کا راستہ لیا [illegible]

کہ رہا تھا کہ اگر امیر آئیں تو کیا جواب دو گے نقابدار نے کہا کہ سمجھا جائیگا امیر نے جو اندر بارگاہ کے قدم رکھا نقابدار نے اٹھکر سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا اور تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو مسند پر بٹھایا آپ پائین مسند بیٹھا عطر دان پاندان جنکے جیجے گھر سے حاضر کیے ناچ ہونے لگا جلسہ جمانا زنینان خوش الحان نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

جا رہتی جنکو ہمیشہ مری بیخوابی سے
جاگنا بھی شب تکلیف میں اکثر لوٹتے
پھر کسی دل کو لگی داغ میں ...

مر ہی جاتے ہیں اگر کر ابھی رہتا باقی
آنکھیں یاقوت ہوئی ہیں مری بیخوابی سے
تر ہیں نظروں میں گل رخسار کی شادابی سے

زلف لیے ہیں ہو زمین لحد کی آٹھ پہر
نہ دیا جبکہ مدد ہر نے مرے کو آرام
رکھی آج بھی امید شہادت تسلیم

مرتے کبھی جبین امیر نہ بنا بیتابی سے
کیا توقع ہمیں اس گنبد دولابی سے
بھر گئی آگ کے لعل تیغ کی بیتابی سے

عجب لطف ہے دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہی حبیب دماغ امیر کا بادہ ناب سے گرم ہوا امیر کا یہ عالم ہے کہ نقابدار کو دیکھتے ہیں اور باغ باغ ہوے جاتے ہیں یہ جی چاہتا ہے کہ اسکو گلے سے لگا لیجیے تصدق ہو جیے اور سب غصہ بالا را دل میں کہتے ہیں کہ اگر اشقر بھی مانگے تو اچھا ہے مگر لاچار ہیں کہ آئے تھے گھوڑا لینے کے واسطے کچھ کہنا ضرور تھا نقابدار کی طرف دیکھکر کہا کہ بھئی یہ کیا تھا کہ تم میرا گھوڑا کھول لائے کیا اپنی زبردستی اور بانکپن مجھکو دکھاتے ہو آج تک مجھپر کوئی غالب نہیں ہوا اور کوئی میری شے آج تک اسطرح نہیں لایا کہ جسطرح تم میرا گھوڑا کھول لائے جلد میرا گھوڑا منگوا دو لقا نقابدار نے کہا یا صاحبقران میں بھی آپ کا اور گھوڑا بھی آپ کا ہے مگر کل میرے اور آپ کے مقابلہ تھا اور میرے پاس کوئی ایسا گھوڑا نہ تھا کہ جو اشقر سے مقابلہ کرے اگر آپ اشقر پر سوار ہوں تو مجھے خدنگ دیجیے اور اگر آپ خدنگ پر ہوں تو مجھکو اشقر مرحمت فرمایئے امیر نے فرمایا کہ اگر یہ تھا تو مجھسے کہلا بھیجا ہوتا میں بھیجدیتا اسطرح کے لانے سے کہ نقابدار زبردستی گھوڑا لیگیا نقابدار نے کہا کہ اے شہریار کل میرے اور آپ کے فیصلہ ہے اگر آپ مجھپر غالب ہوے اسباب آپ کا اور میں بھی ایک ملازمان حضور میں سے ہوں اور جو یہ حقیر ملازمان عالی پر غالب ہوا تو سب کچھ میرا کی طرف سے حضور کو ملال ہے تو گھوڑا لیجایئے امیر نے کہا کہ میں نے گھوڑا بادشاہ اسلام کو دیا ہے فقط اسکا خیال گھوڑا اپنا تم رہنے دو سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوے تینوں نقابدار دروازہ بارگاہ تک پہونچانے کو آے رخصت ہو کر گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی بارگاہ میں تشریف لائے اور حکم کیا طبل جنگ بجے ادھر لشکر نقابدار میں دونوں طرف تیاری ہونے لگی ہر شخص اپنے اپنے آلات حرب کو درست کرنے لگا کسی کا یہ عالم تھا کہ بیٹھے یہ آبدار کرتا تھا کوئی سپر کو صیقل سیقل چار آئینے کو صاف کر رہا ہے کسی کے آگے منقل میں آتشین رکھی تھی کمان جسمیں جگہ درست کر رہا تھا ترکشوں کو انڈیل کر جس تیر کا پیکان یا سوفار جاتا رہا تھا نکال کر پھینکتے جاتے تھے اور جو تیر ترکشوں میں رکھتے تھے کہ بوقت جنگ کوتاہی نہ کرے بعضے تلواروں کو سنگ چڑھا رہے تھے کہ دل تنگین کو ہوا جاتا تھا بعضے تیغوں کو چرخ چڑھا رہے تھے کہ عقل تیز چرخ کی چرخ تھی کہ دیکھیے اب کیا ہوگا بعضے لوگ آپس میں بغلگیر ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے کل گردون دون اور زمانہ بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک ذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے کل دیکھیے تخت سلطانی کسکی قسمت میں لکھا ہے اور تختہ تابوت کسکی قسمت میں ہے اشعار

که فردا بکام که گردد فلک
زرید که خواهر شدن ناپدید
زمانی من ترا پس نیم مرا تو

کرا تاج اقبال بر سر نهند
بیا ای دوست باش امروز
قطعه

کرا تخت تابوت بر رو نهند
که فردا من کجا باشم کجا تو

ورا نیشه گر گلشان یک بیک
که داند که فردا چه خواهد رسید
ندانم باز گردد ملاقات

سب کہتے تھے کہ کل نقابدار اور صاحبقران سے مقابلہ ہے اگر صاحبقران غالب آئے تو بہتر والا نقابدار کو گھوڑے اور سپر سے کر لینگے یہ تو ہوگا کسی طرح ذلیل ہوں بعض کہتے تھے کہ حضرت قدرت رب جلیل نشا گرد جبرئیل ہیں امیر کو کوئی غالب ہوا ہے جو یہ غالب ہوگا ایسے ایسے نقابدار کتنے ہی آئے اور زیر ہوے اسکو بھی امیر

کارون نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی میدان تیار ہو چکا نقیب نکل کر پکارے کہ کہاں ہے
کہاں ہے سہراب کہاں ہے سام کہاں ہے بیژن کہاں ہے برزو کہاں ہے اسفندیار کون سا دلاور نامدار ہے کہ اپنے
کو بلند کرے اور نام رستم و سام کا مٹا دے اتنے میں لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار جرح پوش
ابدار پلنگینہ پوش سے اجازت لیکر گھدریان کرتا ہوا ران باگ لڑگت دکھاتا ہوا میدان کو چلا مرکب نے جو کیفیت دکھائی
ارسے آنکھ ملائی آسنے کہا واہ رے ۔ وہ چہ مرکب چہ برق یا باد ہے ۔ طرفہ دیوانہ و بربند اوست ۔ خوش خرامی ز آہو نازک ساتہ
رگا سمے زرق چابک تر ۔ سبحان اللہ کیا بات ہے اور نقابدار گھوڑا چمکا کر میدان میں آیا اور نیزے کے ہاتھ نکالنے
شروع کیے کبھی ایک رکاب پر قائم ہو کر برچھا ہلاتا تھا کبھی برچھے سمیت مرکب کے پیٹ کے تلے سے نکل آتا اور گھوڑے
بیٹھ جاتا تھا گھوڑا اسی طرح زمین چلا جاتا تھا بعد اسکے چھلے اور انگوٹھی سنان ربنان میں ڈالکر نیزہ بازی شروع کی
زکوئی انگوٹھی گرنے نہ دی بعد اسکے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر تیر آسمان کی طرف پھینکا وہ تیر گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر لگا کر پیکان
اسکے سوفار میں در آیا اور دوسرے آسمان لیکر چلا وہ دونوں ابھی نہ گرے تھے کہ تیسرا تیر اور مارا اسکا پیکان اسکے سوفار میں
پیوستہ ہو کر دونوں کو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بنا کر اتارا آواز تحسین و آفرین کی ہر طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے درخت
ہنجا میدان میں قائم کیا جسکی ہر شاخ میں حلقے طلائی نمایاں اور ہر حلقے میں خوشہ ہاے مروارید آویزان تھے نقابدار نے
ہر خوشے پر تیر مارا اسے آڑا دیا عیار نے کہا اے شہریار اس خوشے کا ایک موتی اڑ جاے اور موتیوں کو خبر نہ ہو نقابدار
نے جو تیر مارا ایک موتی اڑ گیا اور موتیوں کو خبر تک نہوئی پھر ایک میل آہنی نصب کیا اور رد و گرز مارا کہ زمین میں کی گئی
عجب نہ تھا کہ گاو زمین کا سینگ ٹوٹ جاتا ایک گرد کا تتق اٹھا کہ نقابدار اور میل پوشیدہ ہوگئے جب گرد بیٹھی دیکھا جس جا
میل تھا ایک کنواں سا بن گیا نقابدار کھڑا اکڑ رہا ہے اس قوت کو دیکھ کر بہتوں کے ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا بے اختیار ہر شخص
واہ واہ کرنے لگا غرضکہ خوب سا سلح شوری نقابدار نے کی کہ پسینے پسینے ہو گیا اب اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے
[illegible] بازی کر یا حمزہ صاحبقران میرے مقابلے کو تشریف لایے صاحبقران نے حمزہ سے فرمایا کہ خواجہ میدان کو فرق
[illegible] نے کلاہ نمدی آسمان کی طرف اچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر مقابلے کو جائینگے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے وردی
[illegible] امیر اشقر کو لیکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اتر کر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت چاہی بادشاہ نے تخت اپنا
[illegible] امیر کے گلے میں ہاتھ ڈالکر رو دیے اور فرمایا کہ بادشاہت میری فقط آپ کے باعث سے ہے خدانخواستہ آپ اسکے
[illegible] بلی ہوئی تو پھر میں کیا کرونگا امیر نے کہا خدا کو یاد کیجیے گھبرائیے نہیں پروردگار میرا حامی و مددگار ہے بادشاہ نے جام
[illegible] بے اندیشہ انجام پی لیا اشقر پر سوار ہو کر میدان کو روانہ ہوے سبحان اللہ کیا مرکب تھا کہ شعر [illegible] آتش
[illegible] میں تعلرا ۔ آنکہ چون فکر [illegible] ہم بر و فوق سما ۔ جب صاحبقران نامدار نقابدار کے قریب پہونچے نقابدار گردہ
[illegible] میں لیکر [illegible] کا دو ڈرا [illegible] کہ چھ قدم مرکب امیر کا پیچھے ہٹ گیا اور سات قدم گھوڑا نقابدار آ
[illegible] گھوڑوں کو رانوں میں مسکر مقابل کھڑے ہوے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا مزاج پرسی کی نقابدار
[illegible] مصروف رہتا ہوں مگر امیر کا یہ حال ہے کہ محبت نقابدار کی میں ہی جی چاہتا ہے کہ نقابدار کو گلے میں رکھ لیجیے غرضکہ بعد ازاں نگاہ
[illegible] ہاتھوں میں سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئی تھی ایک مقام پر صاحبقران زمان نے
[illegible] سے نیزہ نقابدار کا نکال دیا نقابدار نے برہم ہو کر گرز مارا امیر نے رد کیا امیر نے ضرب لگائی نقابدار نے رد کی
[illegible] پہونچی نقابدار نے کہا کہ اے شہریار میری یہ قدرت نہیں ہے کہ تلوار حضور پر کھینچوں لیکن زور آزمائی ہو امیر
[illegible] تمہارا جی چاہے میں موجود ہوں غرضکہ مرکبوں سے نیچے اتر پڑے ہتھیار گردن سے کھول لیے دامن گرد [illegible]

آستینین چڑھائین دست و گریبان ہوئے ایک ایک ہاتھ پکڑا ایک ایک گردنون پر رکھا امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تمام زمانے کے
پہاڑ کسی نے گردن پر رکھدیے اور نقابدار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سرون کو ملا کر ایک ٹکری کہ پوست تک ہاتھون کے
اتر گئی کیا عجیب کہ تابہ آہنی مقابل سر ہوتا تو وہ بھی پاسرمہ ہوجاتا ہتھیلیان ساتھ زبردستی کے چھلنے لگین سامنے کے دانتون
او پیچ ہونے لگے اسی طرح چار پہر دن کشتی رہی شام ہوئی آفتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانہ مغرب مین پنہان
ہوا اور فتادہ زنگبار با فوج ثوابت و سیار سپہر نیلگون پر نمایان ہوا عالم مین تاریکی چھائی اشعار + چو مشکین جعد شب را شانہ کردند
چراغ روز را پروانہ کردند + بزیر تخت زراب آبنوسے + نہان شد نکتہ چین سندروسے + نقابدار نے صاحبقران سے
کہا اب تشریف لیجایئے دن واسطے جنگ و جدل کے ہے اور رات واسطے عیش و آرام کے کل ہم اور آپ پھر لڑینگے امیر نے
فرمایا اے نقابدار مجھے شرمندہ نہ کر بندہ کہتے ہین مین حریف کو بغیر زیر و زبر کیے میدان سے نہین جاتا نقابدار نے کہا کہ
دو سلسلہ اپنے ہین کہ جو مین لڑائی سے کنارہ کرتا ہون ایک تو پیرانہ سالی حضور کی دوسرے شب کی تاریکی امیر نے جواب
دیا کہ رات کو دن کر لیجیے کچھ دیر نہین لگتی اور مین ضعیف نہین ہون بہت قوی ہون نقابدار نے کہا بہت اچھا مین بھی موجود
ہون اور اپنے عیار سے کہا کہ روشنی جا کر لاؤ لشکر نقابدار سے روشنی آئی پنجشاخے طلائی و نقرئی گڑ گئے تمام میدان روشن
ہو گیا امیر نے عمرو کو حکم دیا کہ خواجہ روشنی کرو عمرو نے چار سو جھاڑ سلیمانی زنبیل سے نکال کر شمعین اُن پر چڑھا کر روشن کیے کہ
کوسون تک صحنہ کارزار رشک طور ہوگیا [illegible] لوگون نے دیکھا کہ لڑائی اتنی کبھی زن
کرین ہند سے ہلکی ہو گئی ہین کوزن کھول کھول کر زین پوش بچھا کر اپنے اپنے جمعدارون اور رسالدارون کے پاس
بیٹھے ادھر بادشاہ اسلام کے واسطے سائبان کھڑا تھا اُس مین بادشاہ نے جلوس فرمایا سردار گرد و اطراف مین جمع ہوئے اور
لشکر نقابدار مین بھی لوگ بیٹھے خوانچہ والے آکر بیٹھے سقے پانی پلانے لگے خوانچے والون سے لوگون نے مٹھائی پکوان لیکر
کھانا شروع کیے تمام میدان مین میلا لگا ہوا تھا کہ گنور کو تماشا رہا تھا پیر فلک بامین پیرانہ سالی چشمہ مہتاب آنکھ پر رکھ کر تماشا
کشتی کا دیکھ رہا تھا تارے نہ تھکتے یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرشتون نے آسمان مین روزن کرکے اپنی آنکھین لگا دی ہین اور یہ کشتی دیکھ رہے
تماشائی ہین فراش ماہتاب نے فرش چاندنی گسترده کر دیا ہے سب سیر دیکھ رہے ہین احسنت و مرحبا کی صدا چلی آتی ہے کشتی ہوتی
ہو چار پہر رات کشتی رہی دم صبح زاہد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادہ سپہر پر رکھکر سر سجدہ غروب پر رکھا اور ترک
آفتاب نے خود زرنگار سر پر پہنکے سپر زرین پشت پر لگا کے زرہ طلائی زیب جسم کرکے نیزہ خط شعاعی ہاتھ مین لیا اور تیکو
فلک پر سوار ہو کر میدان جنگاہ جہان مین نمودار ہوا اشعار + روز دیگر چون جہان پر غرور + یافت از سر چشمہ خورشید نور
ترک روز آخر بامین زرین سپر + ہندوی شب را بتیغ افگندہ سر + صبح کو وہی عالم کشتی کا تھا کہ نہ ایک سے ایک مغلوب تھا اور
نہ ایک پر ایک غالب تھا اسی طرح سات شبانہ روز کشتی رہی آٹھوین روز زور دریل پیل کے ہونے لگے نقابدار نے سر اپنا
سینہ امیر مین لگا کر دوڑایا امیر نے دم کھکر سے قدم کے شمار پر پیچھے ہٹنا شروع کیا نقابدار سات قدم تک ریل کے
لیگیا پھر پکارا کہ ٹھہرو کہان پیچھے ہٹا جاتا ہے مین نہ کہتا تھا کہ تو ضعیف ہے جوان سے نہ لڑ یہ کہنا نہ مانا اب کیا ہوا ان عادی کو
اکہ کمر سے باندھ دونون امیر نے کہا کہ خواجہ کیا بکتے ہو ذرا نگاہ کا ہٹنا اور خیال کا چوکنا تھا کہ نقابدار نے جو جھٹکا دیا
وہ ہٹا گھٹنا امیر کا زمین سے لگا امیر نے لنگر مار کر پشت پا زمین مین غرق ہوگئی اور نقابدار نے جھپٹا کیا کیا زور کیا
کہ اگر پہاڑ ہوتا تو وہ بھی اکھڑ آتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر نے ذرا جنبش نہ کی نقابدار کا منہ لال ہو گیا قریب تھا کہ پردے
کانون کے شق ہو جائین دسون انگلیون سے خون ٹپکنے لگا اسوقت ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ جتنا زور مجھ مین تھا مین کر چکا
اب جو آپ سے ہو سکے فرمائیے امیر اٹھ کھڑے ہوئے اور دونون بازو نقابدار کے پکڑ کر ریل کر لے دوڑے

نو قدم تک لے گئے وہاں عیار نقابدار چلایا کہ ای نقابدار کہاں پسپا ہوا چلا جاتا ہے خبردار ہو نقابدار نے پھر کر کہا حریف
زبردست ہے میں کیا کروں ذرا نگاہ ہٹا اور خیال کا چوکتا تھا کہ امیر نے جھٹکا دیا کہ نقابدار کے دونوں زانو آشنا زمین ہو
جھٹکے لگا کے تڑپ کر لنگر یار کہ تا زانو زمین میں غرق ہو گیا امیر نے ہر چند زور کیا لنگر نقابدار کا نہ اکھڑا اسوقت فرمایا کہ ای نقابدار
ہم تم خوب لڑ چکے کوئی غالب و مغلوب نہوا لڑائیاں تین طرح کی ہیں ایک تو جنگ ترکی کہ آپس میں گھونسا چلتا ہے جو
عاجز ہو جاتا ہے گر پڑتا ہے دوسری جنگ فارسی جو ہم تم لڑ چکے ہیں تیسری جنگ عربی وہ باقی ہے اسمیں یہ صورت ہوتی ہے
کہ چار زانو بیٹھکر زور کرتے ہیں نقابدار نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران چار زانو بیٹھنے میں لنگر تو مار نہیں سکتا بھلا چار زانو
پہلے کون بیٹھیگا امیر نے کہا کہ پہلے میں بیٹھتا ہوں تم زور کرو جب تم نہ اٹھا سکو گے تو میں تمپر زور کرونگا نقابدار نے کہا
اچھا بیٹھیے امیر چار زانو ہو کر بیٹھے ہر چند عمرو نے منع کیا کہ حمزہ پہلے تو سبقت نہ کر نقابدار کو پہلے بیٹھنے دے وہ جوان ہے امیر
نہ مانا اور نقابدار سے کہا آؤ زور کرو نقابدار نے زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالا زور کیا کہ لنگر امیر کا زمین سے اکھڑا اور کمر تک لایا
تھا کہ امیر تڑپے کمر بند امیر کا ٹوٹ گیا لنگر ہاتھ سے چھوٹ گیا امیر پھر چار زانو ہو گئے نقابدار نے کہا یا حمزہ صاحبقران
اب جانے دیجیے میں آپ برابر رہا امیر نے کہا ای نقابدار دو صاحبقران کیونکر رہینگے دو درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ
در اقلیمے نگنجند دو خنجر یان ایک میان میں نہیں رہتی ہیں اب امیر تیرے مقابلہ میں فیصلہ ہو جائیگا تو خوب ہے نقابدار
نے جواب دیا امیر سے دو زور ابھی باقی ہیں ابھی میں آپ کو اٹھا لونگا اور اٹھا تو چکا تھا مگر کمر بند ٹوٹ گیا امیر نے کہا ای نقابدار
[illegible] گیا گذرا اب امیر لنگر نہ اکھڑیگا نقابدار نے زنجیر کمر امیر کی کسکر باندھی اور ہاتھ کمر میں ڈالکر خوب زور کیا لنگر صاحبقران
[illegible] کے رہگیا نہ اٹھا امیر نے کہا کہ ای نقابدار دیکھا تو نے یہ بولا کہ ابھی تو ایک زور میرا اور باقی ہے میں اٹھا لونگا یہ کہکر
[illegible] گھڑی تک اپنا دم آراستہ کیا اور پھر امیر کے کمر بند میں ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ منھ سرخ ہو گیا مگر امیر کے لنگر نے جنبش نہ کھائی
[illegible] ہاتھ اٹھا لیا اور کہا اب آپ زور کیجیے یہ کہکر چار زانو ہو بیٹھا امیر اٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ ایہا الناس نقابدار
[illegible] زور کیے مگر میں ایک زور راہ خدا چھوڑتا ہوں اور ایک زور تمام خلائق کے واسطے کہ آخر روز سے سب بخبر ہو
[illegible] ایک زور نقابدار پہ کرتا ہوں ہر چند عمرو نے کہا کہ حمزہ تیری عقل زائل ہو گئی ہے کیوں تین زور کا ایک زور کرتا ہے
[illegible] دیا کہ خواجہ تم دیوانے ہو جو پہلے زور میں کچھ نہ ہوا تو دوسرے زور میں کیا ہوگا اور میں نعرہ کرونگا تم سبکو
[illegible] پکارا صاحبو حمزہ نعرہ کیا چاہتا ہے اپنے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھ لو اور گھوڑوں کے کانوں میں روئی دو
[illegible] کانوں کے شق ہو جاینگے پس امیر نے زنجیر کمر میں نقابدار کی ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ چند کوس تک آواز
[illegible] نعرہ زد میر منزل صاعت چو بشنید مرغ از بر کوہ قاف ✤ نعرہ کرکے زور کیا کہ لنگر نقابدار کا اکھڑا ابھی حیرت
[illegible] سے سکتے میں تا بکمر تھیں سے میں تا سینہ لاکر بازو کا چرخا دیکر سر سے بلند کیا غل ہوا کہ وہ نقابدار کو اٹھا کیا پچھاڑ کر
[illegible] دیکھا تو نے میں جو کہتا تھا وہی ہوا اور اب حال بھی اس نقابدار کا کھلا جاتا ہے اتنے میں امیر نے چاہا
نقابدار کو [illegible] دیکر ماریں کہ نقابدار پلنگینہ پوش گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا کہ یا امیر زمین پر نہ ماریے گا یہ آپکا پوتا ہے بدیع الزمان
کا [illegible] نام ہے کہ ہر ملک سے ملک سنجان میں پیدا ہوا ہے صاحبقران نے ہاتھوں سے رکھ دیا نقاب [illegible]
دو [illegible] چہرہ کا صاحبقران نے اسے سینے سے لگا لیا اور پلنگینہ پوش سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے بھی نقاب اٹھائی دیکھا
کہ [illegible] ہے نقابدار سبز پوش فصل بن گیا ہو خوں آشام تو اسنے بھی نقاب اٹھا کر بدیع الزمان کو آواز دی کہ مبارک
باد [illegible] ابد ہے کہ بدیع الزمان دوڑا اپنی چھاتی سے لگایا پھر قاسم سے لاکر ملایا کہ بھائی ملنے اسنے فرزند کیا
قاسم [illegible] سے لگایا مگر دل میں کہا کہ گھٹنے بیٹے ہی کو جھکتے ہیں اور رہا کے آج تیرا فرزند ہوتا تو وہ بھی ایسا شان [illegible]

آتا پرائی اولاد اپنی نہین ہوتی قاسم کو یہ خیال ہوا اور امیر نے نورالدہر سے کہا کہ اب ہمارے لشکر مین آؤ نورالدہر نے عرض کیا کہ کل غلام حاضر ہوگا امیر نے فرمایا اچھا جاؤ نورالدہر اپنے لشکر کو گیا امیر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے عمرو پہلے ہی خواتین کے محل مین آیا اور رسد پیمبر ایک سے لیا خوشخبری دی کہ نورالدہر گوہر عاک کا بیٹا ہے خصوصاً گردیہ بانو سے بہت کچھ لیا مگر امیر جب بارگاہ مین آئے سب سرداروں سے فرمایا کہ کل نورالدہر بارگاہ مین آئیگا سو اسے بادشاہ کے اور سب استقبال کو جائین دوسرے روز تمام سردار پیشوائی کو روانہ ہوئے لیکن قاسم چار گھڑی رات رہے سے شکار کے بہانے سے چلا گیا بدیع الزمان پہلے ہی نورالدہر کے پاس پہونچا اسکو گلے سے لگایا لندھور نے ملاقات کی اسد بن کرب غازی بدیع الزمان سے پیشتر چونکہ اپنے بھائی سے ملا غرض بکمال عزت و توقیر سے نورالدہر کو بارگاہ مین لائے لیکن امیر نے قاسم کو نہ دیکھا حال پوچھا سُنا کہ شکار کو گیا ہے بکمال آزردہ ہوئے بادشاہ دروازۂ بارگاہ تک آئے نورالدہر قدمون پر گرا اور داخل بارگاہ ہوا سب اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے مگر نورالدہر کھڑا تھا کہاں بیٹھتا جگہ مقرر نہ ہوئی تھی امیر نے فرمایا اے فرزند جب تک جگہ تمہارے واسطے تجویز ہو تم تخت سلیمانی کے چوتھے پائے کے پاس بیٹھو نورالدہر آداب بجا لایا اور بیٹھ گیا مجلس عیش گرم ہوئی امیر نے جشن کی تیاری کی نورالدہر نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ وہ خرس بادیہ ضلالت یعنی لقا حاضر ہے امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ لوگ جو لقا کو لینے گئے

وہاں اسکا پتا بھی نہ تھا آکر عرض کیا کہ لقا کا پتا زندانخانے مین نہین ہے امیر نے کہا پھر کہاں جائیگا

داستان بدرست بیان لقا کا شہر مشتری حصار مین آنا اور قاسم کا گرفتاری لقا کے واسطے جانا اور نورالدہر کا پوشیدہ جا کر کفتار کو پکڑنا اور مشغول دیو پیر روست سے لڑنا غزل

پیام مرگ جو پیغام پر نقاب ہوا
یہاں مین خوبی قسمت سے جب خراب ہوا
شکست توبہ کی لہرائی دیکھ کر دریا
خیال یار بھی آنکھون کو سیری خواب ہوا
مثال بھی نہین عمر خضر سے دو دن کے
اُدھر نقاب جو اُٹھی اُدھر حجاب ہوا
ابھی ہے جام جمشید الکسنی یہ آفت ہے
حباب کیا لب جو بیٹھ کر خراب ہوا
ہر سو سے چین سے تسلیم کنج مدفن مین

جواب نامہ بھیجے نامے کا جواب ہوا
بجھا دیا عرق شرم کے تلاطم نے
حباب بھی مجھے بیمانہ شراب ہوا
نگاہ مست سے دیکھا جو اسنے دریا کو
تمہاری زلف کو ناحق ہی پیچ و تاب ہوا
ہوا نہ دوست مرا وہ کبھی کبھی دشمن سے
جا نہین ہم نہین ہونے کے گر شباب ہوا
دکھا یا منہ نہ مسیحا نے آج تک بھر کر
بلا سے جان آہین مر کر بھی اضطراب ہوا

مثال حباب کی صورت تو تجربہ ہوا
مرے سبب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا
شب فراق مین کوئی لطف نہین آتا
حباب مین اثر ساغر شراب ہوا
وہ دیکھتے ہین مجھے بیکفن بنا ہوں روکر
یقین کیا ہو زمانے مین انقلاب ہوا
فنا تو ساقہ تمام جہان فانی کے
دم اجل جو مرے درد سے حجاب ہوا
نکیرتا زان عرصہ عنصری د معرکہ آرایان

معرکہ زبان آوری اشہب تیز گام بیان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین جسوقت صاحبقران نے نورالدہر کو بدیع الزمان کو زیر کیا اور نورالدہر داخل لشکر ظفر اثر ہوا تمام لشکر کو ایک خوشی ہوئی اور لقا کی خبر نہ تھی کہ کہاں ہے لاکٹ کا عیار لقا کو مع سرداروں کے قید سے چھڑا کر لیگیا جہاں لشکر لقا دامن کوہستان مین جمع تھا لا یا تخت خدائی پر بٹھایا وہ وہان سے روانہ ہوا شہر مشتری حصار ہوا جب قریب پہونچا بادشاہ شہر مشتری حصار سہیل خان مشتری حصاری استقبال کرکے لقا کو لیگیا اور بہت دلاسا دیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ یہان آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا کہ اسی وقت سے نامے اپنے دوستوں کو لکھکر مدد کے واسطے بلانا شروع کیا اور لقا کے آنے کا جشن کیا ہر کارے جو لشکر اسلام کے لگے ہوئے تھے یہ خبر دریافت کرکے بارگاہ صاحبقران مین آئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہی اس طرح سے بجا لائے ابیات سدا با اقبال عمر تو باد ا ہزار ساں

اقبال در پناہ تو باد اے ہزار سال + روزی ہزار ساعت و ساعتے ہزار روز + سالی ہزار ماہ و مہی تا ہزار سال
شہریار عالم کی عمر دراز ہو لقا شہر مشتری حصار مین پہونچا سہیل خان نے اپنے دامن مین پناہ دی اب لشکر اسکے پاس
جمع ہوتا جاتا ہے چہار طرف سے کافر اسکی مدد کو چلے آتے ہین سہیل خان بھی زبردستان روزگار سے ہے لاکھ سوار کی جمعیت
رکھتا ہے عنقویل دیو پرور کو مدد کے واسطے بلایا ہے امیر سنکر نہایت رنجیدہ ہوے کہ یہ کافر چھوٹ گیا اور پھر فساد
اٹھایا قاسم نے عرض کیا اے شہریار اگر حکم ہو تو لقا کو جا کر شہر مشتری حصار سے پکڑ لاؤن امیر نے فرمایا کہ اے فرزند وہان لشکر
لا انتہا ہے تمہارے پاس اتنی فوج کہان ہے یہ سنکر تمام سرداران دست چپ اٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ یا صاحبقران
ہم سب قاسم کے ساتھ جائینگے امیر نے فرمایا اے قاسم اب مضائقہ نہین جاؤ اور خلعت خصوصی عنایت کیا قاسم مع سرداران
دست چپ کوچ کر کے روانہ ہوا مگر بدیع الزمان نہایت پر ملال آزردہ خاطر کمال بارگاہ سے اٹھکر اپنے خیمے کو چلا
نور الدہر ہمراہ تھا ہاتھ باندھکر عرض کی اے پیر بزرگوار اسوقت کیا سبب ہے کہ گرد کدورت آئینۂ دلپذیر حضور کے پائی جاتی ہے
بدیع الزمان نے کہا کہ بابا کچھ نہین جو کچھ ہوا خوب ہوا خدا کو ہماری ذلت منظور ہے نور الدہر نے کہا خدا نخواستہ حضور کے
غلامون کو بھی ذلت نہو گی کچھ ارشاد تو کیجیے بدیع الزمان بولا اے جان پدر کیا پوچھتے ہو جو ہونا تھا ہو چکا اب کچھ نہین ہو سکتا
شعر گرگ از گلہ گوسفند ربود + ہاے ہوے شبان ندارد سود + یہ خاوری گو سبقت لیگیا نور الدہر نے کہا کچھ زبان مبارک سے
فرمایئے تو شاید تدبیر ہو جاے بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا مین تجھسے کیا کہون ڈنگل ستم پیچھے اور اس ترک تنگ چشم سے
جھگڑا چلا آتا ہے چنانچہ ملک کوچک باختری مین یہ شرط ہوئی تھی کہ جو گنجاب کو قتل کرے وہ ڈنگل رستم پہنچے جب گنجاب کی
لڑائی ہو چکی اور وہ زندہ و سلامت لقا پاس بھاگ کے گیا تو یہ ٹھہری کہ جو کوئی لقا کو مارے وہ ڈنگل لے اب یہ خاوری
گیا ہے اگر لقا کو پکڑ لایا تو ڈنگل ہاتھ سے گیا اور آنکھ ملانے کی جگہ نہ رہی اور مین اسکے پیچھے جا نہین سکتا کہ صاحبقران کو
ناگوار ہوگا کس واسطے کہ جب عجیل ماہرو اور ہاشم تیغزن تمہیر گئے ہین اور مین نے چاہا کہ انکی مدد کو جاؤن قاسم نے
کہا کہ آپ سرداران دست چپ کی مدد کے واسطے نہ جایئے مین سرداران دست راست کی تائید کو نہ جاؤنگا امیر نے بھی کہا
[illegible] گیا اب کیونکر مین قصد کرون نور الدہر نے کہا کہ اب آپ اسکی فکر نہ کرین دیکھیے تو کیا ہوتا ہے اور رخصت ہو کر
اپنے خیمے مین داخل ہوے صبح کو نور الدہر صاحبقران سے اجازت شکار کی لیکر روانہ ہوا اسد بن
غازی کہ نور الدہر سے کمال محبت رکھتا تھا یہ بھی ساتھ چلا نور الدہر نے منع کیا کہ بھائی مین خدا جانے کہان جاؤنگا اور کہان سے
کہان جاتا ہون تم میرے ساتھ نہ جاؤ اسد نے کہا بھائی صاحب جہان آپ جایئے گا مین ہمراہ ہون ناچار نور الدہر
شکار گاہ کی طرف روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا سب ہمراہیون سے کہدیا کہ تم شام کو لشکر مین جانا اور کہدینا
انکے پیچھے گھوڑا ڈالکر خدا جانے کدھر گیا اور ہم نہ پکڑ سکے اب شہر مشتری حصار مین پہنچکے ملاقات ہوگی
نور الدہر مع اسد روانہ جانب مشتری حصار ہوا قصہ کوتاہ بعد از قطع منازل و طے مراحل راہ بھولکر
قریب ایک قلعے کے پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا وہان آکر اترا ہے ابھی اچھی طرح قیام نہ کرنے پایا
قلعے کا کھلا اور قزاق اسمین سے باہر آئے اور اس قافلہ پر گرے قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا اہل قافلہ مسلمان
لگنا شروع کی نور الدہر نے جو یہ حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ سوداگر مسلمان ہین تلوار کھینچکر ان قزاقون پر گرا
ن کو مار کر گرا دیا باقی کو زخمی کیا اسد بن کرب غازی بھی اسکے لگا قزاقون مین غلغلہ ہوا کہ ارے یہ دونو
مسلمان سے آے ہین انکو مار لو سام ذرہ کہ سب قزاقون کا سردار تھا ہیبت سے لوگون کو ساتھ لیکر آیا
اور کہا کہ مار ڈالو بارہ ہزار قزاقون نے نرغہ کیا شمشیر نکالے چلے سام ذرہ پاس نور الدہر کے آیا ہوا پہونچا

شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او نامرد کہاں جاتا ہے سامنے آ اسنے کہا او اجل رسیدہ مین تجھے ڈھونڈھتا تھا یہ کہکر تلوار ماری
شاہزادے نے بفنون سپہگری تلوار چھین لی کمربند مین ہاتھ ڈالکر اسے گینڈے پر سے اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو
تجھے قتل کرتا ہون فوج تیری کچھ نہ کر سکیگی سام وزیر نے یہ بہادری اور صورت و شکل جو دیکھی عاشق ہوگیا عرض کی کہ میرے
لعنت کی لقا پر شاہزادے نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ الوند نے کہا صاحب ہو
ایسا آقا کہین نصیب بھی ہوتا ہے سن و سال یہ صورت ایسی طاقت اسطرح کی مین نے تو غلامی اسکی اختیار کی سب اسکے ساتھ
والے مسلمان ہوئے نور الدہر نے سوداگرون کو بلوایا مال و اسباب انکا جو لٹا تھا دلوا دیا احوال پوچھا کہ تم کون ہو سوداگرون نے
کہا آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ آپ ہمارے مرشدزادے معلوم ہوتے ہین نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا وہ سوداگر
قدمبوس ہوا کہا کہ ای شہریار نام میرا خواجہ بہلول ہے مین پردہ قاف مین امیر کے ساتھ تھا شاہزادے نے اسے گلے سے
لگایا اور رخصت کیا اسنے دعوت کی تمام قلعے کو اسلام آباد کیا دوسرے دن احوال لقا کا پوچھا سام وزیر نے کہا کہ اب وہ شہر
مشتری حصار مین ہے اور مشتری حصار یہان سے سات کوس پر ہے اب لشکر خداپرستون کا آیا ہے مقابلہ ہونے پر ہے کل لڑائی ہوگی
نور الدہر یہ سنکر چپ ہو رہا اور پہر رات رہے سے لقا پر سوار ہوکر روانہ ہوا یہان کا حال سنیے کہ شاہزادہ خاور سپاہ دلاور
قاسم لعل خفتان خونریز خاوری جب شہر مشتری حصار پر پہونچا خیمہ برپا کیا ادھر سہیل خان مشتری حصاری نے جو خبر سنی کہ
لشکر خداپرستون کا آیا ہے اپنے خیمہ اپنا بھی باہر نکلوایا مع فوج خود بھی باہر آیا لقا کو تخت خداوندی پر بٹھایا صحبت رقص برپا
ہوئی محفل عیش آراستہ ہوئی دورہ جام گردش مین آیا جب دماغ کافرون کا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم کیا لقا نے کہ طبل جنگ
یہ خداپرست کہان جائینگے سب کو قتل کرونگا بختیارک نے کہا ای سہیل خان یہ خداپرست بلا سے بدتر ہین آفت جان ہین
سہیل خان نے جواب دیا کل صبح کو معلوم ہوجائیگا ادھر قاسم نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین تبردارون نے درختون کو کاٹ کر پھینکا بیلدارون نے
پست و بلند زمین کو برابر کیا سقون نے آبپاشی کی نقیبون نے نقابت کی اکوان فیل دندان لشکر کفار مین گینڈے کو تیز کر
تخت لقا کے سامنے آیا اتر کر سجدہ کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا جا تیرے دم شمشیر مین سب خداپرستون کی موت
تقدیر کی ہے اکوان بارد گینڈے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای خداپرستو زبردستو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے کو آئے قاسم نے پہروا بالکا کا لیا تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے قاسم برابر اکوان کے آیا اکوان ہمیشہ کا وار ہوا قاسم
کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اکوان کا گینڈا سات قدم پیچھا ہوا گرتے گرتے سنبھلا گینڈے کے پیچھے یہ چار ساعت لڑا لون مین
گیا تک ماری گینڈے کو سامنے کیا اور کہا کہ او خداپرست بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور
نام تیرا کیا ہے بتا قاسم نے کہا مین داماد لقا ہون میرا نام قاسم ہے لقا بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے تو اس
بھگوڑے کو سجدہ کرواتا ہے لا کر لا کہ لعنت ہے اسپر اور تجھپر اکوان جھنجھلا کر بولا او خداپرست زبان دراز لا جو کچھ حربہ کیا
ہو قاسم نے کہا کہ یہ اپنا معمول نہین کہ حریف پر پیش دستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین بھی ایک آدھ
حربہ کرونگا اسوقت اکوان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا قاسم نے چند طعن مین نیزہ اسکا نکال دیا اکوان نے
تلوار کھینچی قاسم نے تلوار اسکی روک لی اور ایک ہاتھ مارا مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے غرض دو پہر ڈھلے تک سات
پہلوانون کو قتل کیا لقا نے غضبناک ہوکر فوج کو اشارہ کیا کہ اسے مار لو تمام فوج قاسم پر دوڑی قاسم نے تلوار
پکڑ کے لڑنا شروع کیا ادھر سے لشکر اسلام بھی چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ صحرا کی طرف سے گرد اٹھی ایک نقابدار
سفید پوش چالیس نقابدارون سے پہونچا اور لشکر لقا پر گر کر تلوارین مارتا ہوا چلا تمام لشکر کو تہ و بالا کر کے تخت لقا کے پاس

میرا موجزن ہو تو دوست و دشمن سب خاک سیہ ہونگے یاقوت شاہ نے کہا کہ دوستون پر رحم کیجیے اور دشمنون پر غضب لقا نے
کہا مین صابر ہون کہ آفت بن ملذبہ کذاب پہونچا اور ملازمت حاصل کی عرض کیا کہ حضور کو چھڑانے آیا ہون لقا نے کہا کہ مین
تقریبا ہزار برس آگے یہی تقدیر مین تھا تب آفت بن ملذبہ کذاب نے عرض کی کہ مین آپ کی بیڑیان اور ہتھکڑیان کاٹ دون اور تیشے
سے قید کاٹنے لگا اب کاؤس کا حال سنیے کہ یہ ملعون خوابگاہ نور الدہر مین پہونچا پاسبانون کو بعیاری بیہوشی اڑا کر بیہوش کیا
اور وہ خدمتگار جو چوکی پہ تھے انکی صورت بنکر پاسبانی کرنے لگا اور خاص بردار جو پہرے پر تھے اُنسے بھی عیاری کرنے لگا اور کہا کہ تمکو
لفظ دلائی کہ یہ شیرینی اپنے اپنے حصے کی لو اور پانچ پانچ ریوڑیان سرا ہم سبکو دین غرض سبھون نے بخوشی و خرمی کھائین اور خوب
ریوڑی کے پھیر مین پڑے جب سب بیہوش ہوے میدان صاف پا کر اٹھا اور کمر سے چادر عیاری نکال کر ایک سرا اپنے پیر کے
نیچے دبایا اور تین سرے پکڑ کے گردش دی کہ کل روشنی گل ہو جاے غرض جتنی شمعین تھین لہرا لہرا کر ٹھنڈی ہو گئین مگر ایک اُدھ
شمع کو دیدہ و دانستہ گل نہونے دیا کہ اگر سب گل ہو جائینگی اور مین اپنے کام مین مشغول ہونگا شاید میرا پانون کسی ظرف چینی
یا شیشے پر پڑے یا دھکے سے اندھیرے مین کوئی مردنگ یا جھاڑ کنول ٹوٹ جائیگا تو نقابدار بیدار ہوگا اور کام میرا بنا بنایا
بالکل خراب ہو جائیگا یہ خیال کر کے وہ ایک شمعدان کو رہنے دیا تھا اور روشنی جب گل ہو گئی تو اُسنے بہلہ عیاری ہاتھون مین
پہنا اور پہلے ہاتھ کو خوب چرب کر لیا اور قریب پلنگ نقابدار کے آیا مگر خوف سے تھر تھر کانپتا ہوا کہ شاید نقابدار
جاگتا ہو یا عیار نقابدار جاگتا ہے مگر قریب پلنگ نقابدار کے گیا دیکھا کہ پلنگ چڑا اور جگمگا کر رہا ہے پس تھوڑی دیر متامل ہو
دیکھا اور آمد و شد نفس نقابدار کو دریافت کیا دیکھا کہ نقابدار سو رہا ہے پس دو انگلیون کی مقراض بنا کر دوشالہ منہ پر سے سرکایا
ایک جوان ماہ طلعت پری صورت کو دیکھا کہ پرتو حسن سے آنکھین اسکی خیرگی کرنے لگین مگر از راہ قساوت قلبی اور غبار دلی
کہ قلب کافرین ہوتا ہے اس ملعون کاؤس نے چاہا کہ سر نور الدہر عالیشان کا کاٹ لے اسوقت بسبب قدرت خداوند کریم کے
انکی حیات مستعار باقی تھی موافق مثل جاکو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوے اسی
وقت خواب مین دیکھا کہ ایک سانپ سیاہ مجھپر چلا آ رہا ہے آنکھ ہول سے کھل گئی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے
ہوا اور چاہتا ہے کہ سر کاٹ لے نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہے جب اُسنے دیکھا کہ چونک پڑا اُسنے تردد مین خنجر جو
ہاتھ مین تھا سینے پر نور الدہر کے مارا نور الدہر نے جست کر کے خالی دی کاؤس بھاگا اور نور الدہر پیچھے اُسکے دوڑا یہ توجست
و خیز کر کے نکلا شاہزادہ پکار کر کہا چور ہے لینا جانے نہ پاے اسد بن کرب غازی بیدار ہو بیٹھے اُسکے دوڑ باہر کو
ایک غلغلہ ہوا لوگ چار طرف سے طلایہ کی گشت والے دوڑے جہان لقا قید تھا وہان پہونچے آفت بن ملذبہ
لقا کی قید بالکل کاٹ چکا تھا یہ غلغلہ جو اُسنے سنا وہان سے وہ بھی بھاگا دونون عیار ساتھ ہو کر بھاگے اور اسد تعاقب
مین چلا آتا ہے ان دونون نے جب کوئی جگہ بھاگنے کی نہ پائی تو قلعے کے برج پر چڑھ گئے اسد بھی دیوار قلعہ پر آن پہونچا دونون نے
اپنے تئین قلعے سے گرا دیا اور پکارے کہ ہم نقابدار کو مار کے آئے ہین او ظالم تو ہمارے پیچھے آکے کیا کریگا اسد پکارا کہ
انشاءاللہ مین تمھین کب زندہ چھوڑونگا یہ نعرہ کر کے اسد بھی قلعے پر سے کودا وہ دونون عیار خندق قلعہ کو پھاند کر پار اُترے
اسد بھی بعجلت خندق کو پیر کے پیچھے اُنکے پہونچا اور نہایت چالاکی سے چھڑ کر اپنے پہونچ قریب کاؤس اور شتہ لگے ہونے
اور زنجیر باندھ ہشتی زرنگ خوفناک ششصد قار عقاب بیکران مین پیوست کر کے آنکل سے کھینچ کاؤس سیاہ پوش کہ توڑ کر
اُسکے سینے کو پار نکل گیا کاؤس گرا اسد نے تیغ کھینچ کر پہونچا اور سر اس کا کاٹ لیا آفت بن ملذبہ کذاب نے
جو دیکھا کہ آفت عظیم آئی جتنی دیر مین کہ اسنے سر کاٹا اتنی دیر مین آفت پہونچ کے چالاکی سے بھاگا اور بھاگا
گیا وہ آفت تو اس بلا سے بچ گیا اور بھاگا اپنے بارگاہ لشکر مین پہونچا تمام حالت گذشتہ بیان کر کہا کہ

حضور پر تصدق ہو اگر غلام بچا ہو مگر وہ بلاے بیدرمان میرے پیچھے چلا آتا تھا نہیں معلوم کہاں ہے بختیارک نے کہا کہ کاؤس
مارا گیا از صدقہ پاپوش مگر شکر ہو کہ تو بچ گیا یہ خبر سنکر کفار بد کردار بہت آزردہ ہوئے اور ادھر اسد بن کرب غازی نے جب دیکھا
کہ وہ غائب ہو گیا حیران ہوا کہ کہاں جاؤں اور کدھر ڈھونڈھوں یہ خیال کرکے ناچار پھر گیا اور داخل خیمہ ہوا اسلیے حوال اتفاقیہ
سے بیان کیا غرض ادھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا اُس طرف لشکر قاسم میں طبل جنگی بجا شب بھر دونوں لشکر تیاری میں مصروف رہے
جبکہ ستارۂ صبح کا چمکا اور روشنی صبح کی ہوئی چو آفتاب گل رنگ از دریچہ خرچنگ سر بر آوردہ و این عالم ظلمانی را از نور خویش
مزین و منور گردانید صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ ایک طرف سے گرد اٹھی سات سو
علم نشان سات لاکھ سوار کا ہر ایک کے پھریرے پر تعریف تھا سے جلے بتارا تدہ درگاہ الزہرہ شاہ باختری مرقوم تھی جب گرد شق
ہوئی سب نے دیکھا کہ لاہوت شاہ پسر اسقنول لقا سے یہ آیا کا لشکر عظیم سے آ کر پہونچا اور چالیس پہلوان زبردست و تہمتن
اسکے ساتھ تھے جبکہ یہ لشکر میدان میں آکے پہونچا سبب آمد لشکر عظیم کے دن تمام ہو گیا تھا اسوجہ سے دونوں لشکر میدان سے پھر کر
تمام کافران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیہ ضلالت بارگاہ میں آکے بیٹھے محفل ناچ رنگ کی گرم ہوئی لاہوت شاہ
بھی آکے بیٹھا اور بختیارک سے احوال پرسان ہوا بختیارک نے تمام حال لقا کے گرفتار ہونے کا بیان کیا لاہوت شاہ
نے کہا کہ یہ خدا پرست میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہیں ایک ایک کو چن چن کر قتل کرونگا اور سزائیں انکے اعمال کی انکی کنار میں
رکھونگا یہ کہکر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر قاسم کو دی اُسنے بھی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری
رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جبکہ صف آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر لاہوت شاہ سے
خرچال مردم در لاہوت شاہ سے اجازت میدان لیکر سینہ اکڑائے آیا اور مبارز طلب کیا قاسم میدان میں آیا بعد از
گفتگوے دین و مذہب خرچال نے نیزہ سینہ بے کینہ قاسم پر مارا قاسم نے دس پانچ طعن میں نیزہ اسکا ہوا کیا
خرچال نے ذلیل ہو کر تلوار ماری قاسم نے بمضمون سپاہگری تلوار اُسکی چھین لی آخر فن کشتی سے پیر و پیچ اسکو زیر کیا چھاتی
پر چڑھ بیٹھے اُس ملعون سے کہا دین اسلام کے قبول کرنے میں کیا کہتا ہے اُسنے نہ مانا آخر قاسم نے اسکو مشکیں کسکر پاس کے چھپر کر
بھجوا دیا لاہوت شاہ نہایت متردد و پریشان طبل بازگشت بجا کر پھر گیا اور اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے زمین
ادب کو لب عجز و سپاس سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہریار قطعہ اگر مسرت ببینیا خبر ان بگیرند + شکست طبل تا سگان بدرند
گر آتش ہزار رنگار رنگ + بر سر تو سد کلان بزند + بختیارک نے کہا ایسی بار کیہہ کی کیا خوش خبری لائے
عرض کیا کہ عنقفویل دیو پرور طہماس کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر نہایت متنفص اور غصہ میں آیا ہو کہ بیٹے کو تنبیہ کرے اور
خدا پرستوں کو مارے لاہوت شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل شادمانی بجے اور سب سردار پیشوا کلاں استقبال کرکے
عنقفویل دیو پرور کو لائیں تمام سردار گئے اور استقبال عنقفویل کا کرکے لائے عنقفویل نے آکر قدموں کو خداوند کے دوکان
چہار مشکل پر بیٹھا صحبت عیش کی برپا ہوئی بختیارک سے عنقفویل نے پوچھا کہ خداوند زمان کہاں ہیں اُسنے کہا کہ ایک نقاب دار
بیابان سے سات کوس پر وہ خداوند اور یاقوت شاہ اور سہیل خان کو پکڑ لے گیا ہے پھر بختیارک نے حال نور الدہر کے
ہاتھ سے طہماس کے مسلمان ہونے کا بیان کیا اُسنے پوچھا کہ نور الدہر کہاں ہے اُسنے کہا کہ لشکر حمزہ میں اور قاسم بھی
اُس سے کم نہیں ہے بلکہ اُس سے زبر ہے پھر نور الدہر سے بچ نہ جائیگا عنقفویل بولا ایسا ہوگا تم طبل جنگ بجواؤ کل دیکھنا کہ میں ان
کو کس طرح قتل کرتا ہوں دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا
ہوئے صفوف قتال و جدال پیراستہ ہوئیں نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر کفار میں ظلمہاے کفر کی بیکر جلوہ گری ہوا سے کے
عنقفویل سامنے لاہوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا جاتک کو سپرد کیا زہرہ شاہ باختری

کہ سمک نقابدار کی خبر کو روانہ ہوا تھا چلا کہ ایک صحرا میں پہونچا زنگ کی آواز سنی دیکھا کہ آفت بن مکذب کذاب آتا ہے خیال
گذرا کہ اسکو پکڑا چاہیے ایک مقام پر کہ کوچہ تنگ تھا اور وہی راستہ قلعہ سام وزد کے جانے کا تھا وہان پر کمند کا حلقہ بنا
پر ڈال دیا اور خود پوشیدہ ہوکر بیٹھا اور یہ آفت بن مکذب نقابدار کی خبر کو واسطے قلعہ سام وزد کو جاتا تھا جب حلقہ
کمند کے پاس پہونچا سمک شیر کی بولی بولا آفت ٹھہرا کہ شیر کدھر ہے ساتھ ہی ٹھہرنے کے سمک نے کمند کو جھٹکا دیا آفت گرا سمک
چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور آفت کی مشکیں باندھ لیں اور خدمت قاسم میں لایا قاسم نے اس سے پوچھا تو کہان جاتا تھا اسنے کہا کہ میں
قلعہ سام وزد میں لقا کی خبر لینے کو چلا تھا کہ وہان لقا کو لیجا کر نقابدار نے قید کیا ہے اور نقابدار بھی وہین رہتا ہے قاسم نے کہا کہ
تو جانتا ہے کہ نقابدار کون ہے آفت نے کہا وہ نقابدار نورالدہر تھا کاوس عیار نے اسے مارا قاسم یہ سنتے ہی سن ہو گیا اور آنکھون
میں آنسو بھر آئے اتنے میں ہرکارون نے آکر خبر دی کہ امیر آ پہونچے قاسم استقبال کرکے لایا جب تک بارگاہ سلیمانی آراستہ ہو
امیر قاسم کے خیمے میں آئے ایک عیار کو بندھے دیکھا اور قاسم کو روتے پایا امیر نے فرمایا ای فرزند خیر ہے قاسم نے عرض کیا کہ ای
جد بزرگوار یہ عیار بدگفتار ایسا کلمہ کہتا ہے کہ سننے کی تاب نہیں امیر نے آفت سے احوال پوچھا اسنے تمام احوال اپنا اور کاوس
کے جانے کا قلعے میں اور نورالدہر کا بیدار ہونا اور کاوس کا خنجر مار کر بھاگ جانا بیان کیا امیر نے یہ خبر سنکر یاس کا نعرہ مارا
بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا تاج سر سے مار کر دیا اور پچھاڑیں کھانے لگا تمام سردار سر پیٹنے لگے آفت بن مکذب کذاب کے
ٹکڑے ٹکڑے کیے تمام خیمے میں ماتم برپا ہوا طہماس نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے لوگون نے اسے پکڑ لیا ہتھیار چھین لیے ایک
قیامت برپا ہوگئی ہرکارون نے یہ خبر لاہوت شاہ کو دی کہ حمزہ آیا اور آفت کو مارا مگر نورالدہر کے مارے جانے کی خبر سننے
سے تمام لشکر میں ایک ماتم ہے اس کافر نے کہا کہ میں ان خداپرستون کو اس حال میں مہلت نہ دونگا حکم کیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارون
نے یہ خبر امیر کو دی امیر نے فرمایا کہ یہ کافر بڑے قابو چی ہیں کہدو ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان میں آئے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے نکل گئے عنقویل دیو پیچ سر
لاہوت شاہ سے اجازت لیکر مقابلے میں آیا مبارز طلب کیا بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
مقابلے کو گیا نیزہ بازی میں برابر رہا تلوار چلنے میں زخمی ہوا بہرام شتر خوار نکلا اسکے بھی زخم کاری لگا منذر بن صفہانی
مقابلے کو گیا وہ بھی عنقویل کے ہاتھ سے مجروح ہوا آصف شاہ جان سے مارا گیا دوپہر کا وقت تھا کہ پھر عنقویل نے مبارز
طلب کیا اتنے میں صحرا کی طرف سے گرد اٹھی اور نقابدار سفید پوش پیدا ہوا قاسم نے جو دیکھا خوش ہوکر امیر سے کہا دادا جان
یہی نقابدار ہے جو لقا کو پکڑ لیگیا ہے امیر بہت خوش ہوئے اور بدیع الزمان تو دوبارہ زندہ ہوا طہماس کو فرحت حاصل
ہوئی سمک و نے سفید مہرہ بجایا غلغلہ دونون لشکرون میں اٹھا کہ نقابدار آیا نقابدار آیا لیکن عنقویل لاف و گزاف
کررہا تھا نقابدار نے کہا ملک الموت تیری جان کا منتظر ہون چھری تلے دم لے حریف تیرا آپہونچا ادھر بختیارک نے نقابدار
کو دیکھکر پکارا کہ صلواۃ بر محمد و لعنت بر لات اعلی و منات سفلی عنقویل اب نہین بچنے کا ہمارے ہاتھ سے گیا لاہوت
نے کہا کہ کیا واہیات بکتا ہے بختیارک نے کہا کہ دیکھو کیا ہوتا ہے نقابدار سے عنقویل نے کہا کہ او دغاباز کب روز کا
تو کہان تھا خداوند کو تو ہی پکڑ لیگیا ہے نقابدار بولا ہان اور تیرا بھی کام تمام کرونگا عنقویل نے کہا میں تیری تلاش
میں تھا جاتا کہان ہے لا جو کچھ کہ ضرب رکھتا ہے نقابدار بولا اپنا دستور نہین ہے ہم پیشدستی حریف پر نہین کرتے عنقویل
نے کہا خیر معلوم ہوا تجھکو اپنی بہادری کا بڑا گھمنڈ ہے یہ کہکر برچھا مارا نقابدار نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا بس نیزہ کا
ہاتھ سے نکل جانا تھا کہ روز روشن اس کافر کی آنکھ میں تیرہ ہوا سالار اٹھا کر مارا نقابدار نے بفنون سپہگری سالار چھین لیا اور
ہاتھ زنجیر کمر میں ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ جدھر سے آیا تھا ادھر چلا جائے طہماس بیتاب ہوکر دوڑ کے پکارا

آیا ہی عجیب پڑنے لگی مگر کوئی یہ نہ سنتا تھا عورت اور مرد اٹھائے تھے خیمے مین قیامت برپا تھی کہ ہر ملک سر نور الدہر کا اٹھا کر منہ سے
منہ ملتی تھی اور کہتی تھی کہ بیٹا کچھ منہ سے تو بولو کچھ بات تو کرو اس دائی سے کیا تقصیر ہوئی جو خفا ہوا اور گرد یہ بانو لاش سے لپٹی جاتی تھی
امیر فرش خاک پہ بیٹھے تھے سر مین گودڑے پڑ گئے تھے گریبان پھٹا ہوا تھا خراش ناخن جابجا آنکھین لال چہرے پر گرد ملال ہاے
نور الدہر واے فرزند ارجمند کی آواز بلند تھی کہ چالاک بن عمرو روتا ہوا آیا اور کہا اے شہریار مین رات کو بارگاہ ملک قاسم مین
تھا یہ کلمے زبان سے قاسم کی سنے تھے کیا عجب ہی کہ قاسم نے شہزادے کو قتل کیا ہو امیر نے فرمایا کہ واللہ یہ کام اُسی خاوری کا
ہی رب کعبہ مین اسے نورالدہر کے ساتھ گاڑونگا یہ خاوری میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہی اور اُسنے یہ کام نہین کیا تو اس ماتم مین
شریک کیون نہوا ظاہر ہی کہ دنگل کی لاگ ڈانٹ مین اُسنے اسے مارا مگر غضب کیا اور کرب سے کہا اے دلاور جا کر اُس خاوری کو
لا کرب غازی روتا ہوا روانہ ہوا مگر دل مین کہتا ہی کہ اے کرب قاسم قاتل اسکا نہین ہی خدا جانے کیا پیچ ہی لیکن بیان قاسم صحیح
کو بیدار ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ رونے کی آواز اسکے کان مین آئی سیارہ سے کہا خبر تو لا اُسنے دریافت کر کے تمام حال بیان کیا کہ
رات کو نورالدہر کا سر کسی نے کاٹ لیا اور نام ملتا ہی کہ قاسم نے مارا ہی قاسم نے کہا معاذ اللہ خدا اُس روز کو مجھے نہ رکھے کہ مین
نورالدہر کا سر کاٹون لاحول ولا قوۃ الا باللہ نہین معلوم کس ظالم کا یہ کام ہی اور مین خدمت صاحبقران مین جاتا ہون سیارہ
نے کہا اے شہریار ہرگز آپ صاحبقران کے سامنے نہ جائیے گا آپ کا جانا اچھا نہین ہی کسواسطے کہ انپر غیظ و غضب طاری ہی اسوقت
کچھ عذر نہ سنینگے قاسم نے علمشاہ کو بلوایا اور کہا کہ سنا آپ نے ہم قاتل نورالدہر مشہور ہوے صاحبقران کہتے ہین کہ مین اسکو
کو نورالدہر کے ساتھ گاڑونگا بھلا آپ انصاف کرین کہ میرا ہاتھ نورالدہر پر اٹھیگا آپ صاحبقران کے پاس جایئے اور انکو
سمجھایئے علمشاہ نے کہا کہ بابا حمزہ صاحبقران بڑے طرحدار ہین میرا کہنا ہرگز نہ مانینگے میرا جانا ناحق ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ کرب
پہونچا اور قاسم کو روتے دیکھا حیران ہوا سمجھا کہ اسنے نورالدہر کو نہین مارا ہی بے تقصیر ہی علمشاہ نے پوچھا اے کرب دلاور
آج کدھر آئے کرب نے کہا کہ قاسم پر طوفان اٹھا ہی مجھکو امیر نے بھیجا ہی کہ قاسم کو تم لے آؤ چنانچہ مین قاسم کو لینے آیا ہون
علمشاہ نے کہا اے کرب دلاور کیا انقلاب دہر دورنگ ہی کہ ہم نورالدہر کے قاتل مشہور ہون چلو ہم اور قاسم دونون چلتے ہین
کرب نے کہا اے شہریار گو کہ مین اس خدمت پہ مقرر ہوا ہون مگر میرے دل کو یقین ہی کہ آپ سے یہ کام نہین ہوا ہی اور اسوقت
سامنے امیر کے جانا مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ آپ دونون صاحب یہان سے چلے جائین مین کہدونگا کہ مجھکو نہین ملے یہ باتین ہو رہی تھین کہ
عجیل ماہرو آیا اور یہ حال دیکھکر کہا کہ مین جاتا ہون اور امیر سے کہتا ہون کہ قاسم کی خطا نہین ہی کرب نے کہا کہ کچھ نہوگا عجیل نے
نہ مانا خدمت صاحبقران مین گیا دیکھا کہ دیوانہ وار بستر خاک پر بیٹھے ہین اور کہ رہے ہین لاؤ اُس خاوری کو عجیل پہونچا ہاتھ باندھ
عرض کیا اے شہریار غلام نے خوب دریافت کیا قاسم بے قصور ہی اسکی کچھ خطا نہین معلوم ہی اگر سنئے یہ امر کیا ہوا اور حضور سمجھے
تو اسکے ساتھ مجھے بھی قتل کیجیے گا امیر تو رنج مین بیٹھے ہوے تھے جہان آنکھون مین تیرہ ہو رہا تھا عجیل کی باتون سے آزردہ ہو
اور ایک تازیانہ مارا کہ تو تو اسکی طرفداری کیا چاہیے دو تازیانہ عجیل پر پڑا عجیل قدمون پر گرا امیر نے اور تازیانہ مارا القصہ
سات تازیانے مارے عجیل بیہوش ہو گیا لوگ اٹھا لیگئے سیارہ نے یہ خبر قاسم کو دی قاسم اور علمشاہ یہ سنکر وہان سے
بھاگے کرب پھر کر آیا امیر کو سلام کیا اور کہا میرے پہونچنے سے پہلے قاسم اور علمشاہ بھاگ گئے امیر نے فرمایا کیون صاحب
تم سب کہتے تھے کہ قاسم بے تقصیر ہی اگر بے تقصیر ہوتا تو کیون بھاگتا اگر وہ بھاگ گیا ہی تو کیا مین انکو چھوڑونگا جہان پاؤنگا
قتل کرونگا یہ کہکر اسی حالت غیظ مین اشقر پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اسی طرف کو چلے جسطرف کرب کو ڈھونڈنا تھا
اشقر کو اڑایا وہ مانند باد صرصر چلا یہانتک کہ قاسم و علمشاہ کو دیکھا کہ سامنے بھاگے جاتے ہین امیر نے نعرہ کیا کہ آیا مین کب تک بھاگو گے
ہون کہ ایسے ناقابلون کو تم قتل کرکے سمجھکر چلے جاؤ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرونگا قاسم نعرہ امیر کا سنکر کانپا اور

بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا امیر پائین کوہ پہونچے اور نعرہ کیا اشقر پر سے اُتر کے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھین قاسم نے رو کر کہا کہ ای
شہریار آپ کے نزدیک مین قاتل نورالدہر کا ہون خیر مگر اسکا عالم اللہ ہی کہ مین نے نورالدہر کو نہین مارا ہی آج کی شب مجھے
مہلت دیجیے کہ مین درگاہ جناب ایزدی مین عرض کرون شاید حضور پر میری بیگناہی ثابت ہو جاے امیر نے فرمایا کہ لاش
نورالدہر کی بے گور و کفن پڑی ہی ہے دم بھر کی تجھے مہلت نہ دونگا یہ کہکر پہاڑ پر چلے پھر قاسم نے عرض کیا ای شہریار آپ کو
قسم ہی روح پاک حضرت ابراہیم کی کہ شب بھر کی مجھے مہلت دیجیے صبح کو قتل کیجیے گا لندھور اور بالک وغیرہ سبھی سردار
پیچھے پیچھے امیر کے آ رہے تھے لندھور نے سمجھایا ای شہریار ازبسکہ نورالدہر کے مرنے سے حضور کے ہوش و حواس بجا نہین ہین
اس کو غم ٹوٹ پڑا ہی مگر قاسم بھی حضور کا پوتا ہی اور کیسا حضور اسکو عزیز رکھتے تھے حضور سے وہ ایک شب کی مہلت مانگے اور
حضور نہ دین تعجب ہی غرض امیر لندھور کے سمجھانے سے اسوقت ارادہ قتل قاسم سے باز آئے مگر سامنے پہاڑ کے خیمہ استادہ
کرا کر اُتر پڑے شب گذری صبح کو غلغلہ ہوا کہ بدیع الزمان کا سر کسی نے کاٹ ڈالا امیر نے فرمایا اسواسطے اس خاوری نے رات بھر
کی مہلت لی تھی کہ بدیع الزمان کو بھی مار ے یہ ترک تنگ چشم کہان جاتا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ پہاڑ پر جا کر قاسم کو قتل کرین اتنے مین
بیچارہ پہاڑ پر سے روتا ہوا اُترا اور کہا ای شہریار علمشاہ اور قاسم اور عمرو بن رستم کے سر کٹے ہوے پڑے ہین جسوقت یہ سنا
امیر سن ہو گئے یقین ہوا کہ قاسم بیگناہ تھا یہ کسی اور ظالم کا کام ہی اب عجب حال صاحبقران کا ہی آنسو بھی خشک ہو گئے
ہین سکتے کا عالم ہم ہو گیا ہی چپ ہو گئے ہین آخر کار عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دریافت کرو کہ یہ کس ظالم کی حرکت ہی عمرو نے کہا
مین خود تلاش مین ہون دوسری شب کو مالک کا سر کٹ گیا اس خبر سے امیر اور حیران و پریشان ہوے خواجہ بزرجمہر کے
بیٹون کو بلوایا چارون خواجہ زادے خواجہ امید دریادل والاگہر سیاوخش حاضر ہوے امیر نے کہا کہ آپ نجوم مین دیکھئے
کہ یہ کام کسکا ہی کہ جنے انکو مارا ہی انھون نے سر اٹھا کہ زمین لیپ کر اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کرکے تختہ نقل پر قرعہ ڈالکر
کہکر عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو اور فوراً ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانے رمل کے نگاہ مین کرکے احکام کو طرح
دیکھنے نکالا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار انمین سے کوئی نہین مارا گیا سب زندہ و سلامت ہین بعد ایک ہفتے کے انشاء اللہ آ
ہونگی اگر انمین فرق پڑے تو ہم سبکو توپ دم کیجیے گا یہ سب کشتہ سحر ہین اس سے سوا کوئی انکا [illegible] ہو کی بعد اسکے عمرو سے کہا ای خواجہ
تمکو معلوم ہوا نہین ہی کہ انمین خوض کرو عمرو نے عرض کیا کہ شاید لقا کو حال معلوم ہو امیر نے فرمایا لاؤ اس کافر کو عمرو لقا کے
لینے کو طرف زندانخانے کے روانہ ہوے جب زندانخانے مین پہونچے داروغہ نے دروازہ زندان کھولا لقا کو مع اسکے ہمراہیون
غائب پایا پھر نقب کا دیکھا خبر صاحبقران کو دی کہ لقا زندانخانے سے غائب ہی کوئی نقب دیکر چھڑا لیگیا عمرو نے آگے دیکھا جانا کہ
شمرا ابلیس عیار کا لگایا ہوا ہی عمرو نے امیر سے آکر حال بیان کیا اور کہا لشکر کفار مین جاتا ہون شاید وہان کچھ پتا لگے یہ کہکر چلا

اب داستان لعل جادو کی بیان ہوتی ہی

جب خواجہ لشکر کفار مین پہونچے صورت خدمتگار کی بنکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا لقا ابھی چھپ کر آیا ہی ہمت ملک بان بختیار پان دان
ہو رہی ہین تخت پر بیٹھا ہی لاہوت شاہ نے مدد ہوکی حاصل کی سب کفار گرد وار الف ہین جمع ہین ذکر ہو رہا ہی کہ بہت سے سردار
حمزہ کے سر کٹ گئے ہین نہین معلوم یہ کام کسکا ہی عمرو نے خیال کیا کہ ان کافرون کو نہین معلوم ہی حیران و پریشان وہان سے
اپنے دل مین کہتا ہوا پھرا کہ بڑا گمان کفار پر تھا کہ یہان کچھ سراغ ملیگا سو یہان بھی کسی کو نہین معلوم اب کہان جاؤنگا اور کس سے
دریافت کرونگا اسی خیال مین چلا آتا ہی کہ ایک شہر نقشی حصار کے پہونچا دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو
یہ قلعہ کسی نے نیا بنایا ہی جب قریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ بنا ہی اور سر نورالدہر وغیرہ کے کنگورون پر چڑھے ہوے ہین اور
ان سرون سے شعلے آتش کے نکل رہے ہین اور گرد قلعے کے خندق خون کی ہی یہ دیکھتے ہی کلیجہ ہل گیا [illegible]

اُس قلعہ مینا کے آنا اللہ صورکا گزر مار کر چل جانا سب بیان کیا لیس یہ خبر سُنتے ہی لقا پکارا اے بندگان من ببینید قدرت مرا وہ
شخص دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی دیکھا تمنے بلایا مین نے اپنی بندی خاص الخاص کو کہ سب خدا پرستون کا کام تمام کرے اور تقدیر
کی مین نے کہ یہان سے کوچ ہو بلو جب حکم سے لشکر اُسکا کوچ کرکے برابر لشکر امیر کے آکر اُترا لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے
شیطان درگاہ تقدیر کی مین نے کہ تم ہماری طرف سے تحفہ لیکر لعل جادو کے پاس جاؤ اور اُسے لیکر ہمارے پاس آؤ وہ
اُٹھا اور خلعت پہنکر کشتیان تحفون کی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا جب برابر قلعہ مینا کے پہونچا دست ادب باندھکر کھڑا ہوا
لوگون نے جاکر لعل جادو سے بیان کیا کہ ایک شخص کشتیان لیے ہوے دروازے پہ کھڑا ہی اور کہتا ہی کہ وہ شخص مدار المہام
خداوند لقا کا ہی لعل جادو کے پاس آیا ہون یہ سُنتے ہی لعل جادو قلعے سے باہر آئی دیکھا کہ ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن
تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی دست بستہ کھڑا ہی اور کشتیان اسباب کی رکھی ہین جانا کہ کسی کا فرستادہ ہی پوچھا تو کون ہی اور یہ کیا
لایا ہی بختیارک نے کہا کہ وہ شخص فرستادہ زہرہ شاہ خداوند لقا کا شیطان درگاہ ہی خداوند نے کہا ہی کہ تمنے فرزندان حمزہ
کو قتل کیا ہی نام تمہارا بلند ہوا ہی خداوند کو آرزو ہی تمہارے دیکھنے کی اسواسطے آیا ہون اور کچھ کشتیان تحفہ کی خداوندی سرکار
سے لایا ہون آپکو مناسب ہی کہ خداوند کی خدمت مین چلیے آپ اور یہ ملک خدا پرستون کا کام تمام کرین لعل جادو نے کہا
اچھا تم قلعے مین آؤ بختیارک کو اندر قلعے کے لیگئی بہت اچھی طرح سے اسکی دعوت کی بختیارک نے رات وہین بسر کی صبح کو
لعل جادو بختیارک کے ساتھ خدمت لقا مین آئی لقا نے سُنا کہ لعل جادو آتی ہی سردارون کو استقبال کے واسطے
بھیجا وہ لعل جادو کو ساتھ لیکر آئے لعل جادو نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا لقا نے اُسکو گلے سے لگایا خلعت دیکر حکم کیا کہ طبل
شادمانی بجے اور لعل جادو سے بیان کیا کہ مین خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون اُنکو عالم ہستی و وجود
مین مین نے پیدا کیا ہی اور تقدیر کرتا اُنکے حق مین بھول گیا ہون اب یہ مجھپر غالب آتے ہین مجھسے کچھ نہین ہو سکتا ہی
لعل جادو نے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے مین سب کا کام تمام کرونگی لیکن مجھے خدا پرستون کی لڑائی دیکھنے کا کمال
اشتیاق ہی لقا نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے لعل جادو تو رخصت ہوکر اپنے قلعے مین چلی گئی ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو
دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لعل جادو
قلعے کے برج پہ آکر زیر سایبان زربفت بیٹھی اور شہر کے آدمی تماشا مین مصروف ہوئی یہان جب طرفین سے صفین آراستہ ہوچکین اور
نقیب نہیب دیکر نکل گئے لشکر کفار مین علمہاے خونکشا یکر جلوہ گری برآئے خرچال مردم درگزیدہ سے کو اُڑا کر لقا کے سامنے آیا
اجازت میدان مانگی لقا نے کہا جا تجھکو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا خرچال حیرت تاک گدھے کی طرح کبدلا کھیلتا سے کو اُڑا کر
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبہ دین ستون اسلام کرب سپہ حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرقی و غربی
مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر مجرا کیا اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے کہا خدا تمہارا
نگہبان ہی جاؤ کارہ سعادت عنایت ہوا اُس جام کو پیکر بار دیگر مرکب پہ سوار ہوکر مقابل خرچال کے آئے [illegible]
کوئی تین قدم پیچھے مرکب کرب کا ہٹا اور سنبھل کر تین قدم مرکب خرچال کا پسپا ہوا خرچال گینڈے سے کے پیٹھ پر جا رہا گرتے گرتے
سنبھلا اصل کرانون مین کچھ گھٹا مار کر گینڈے کو آگے بڑھایا مقابل کیا پوچھا کہ تو کیستی وجہ نام داری کرب نے جواب دیا
کہ نام میرا ملک الموت قابض ارواح کفار ہی خرچال برہم ہوا نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا
اسنے تلوار ماری کرب نے اُسکی تلوار روک کر تلوار ماری تیغ مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوے بعد اسکے کرب نے نعرہ کیا
ہوائی کافران میدان جسکو تمہین تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آے ارچال مردم دیر مقابلے کو آیا ہاتھ سے کرب کے مارا گیا
اُس روز ستائیس کافرون کو کرب نے واصل جہنم کیا اور پانچ زخمی ہوے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے

خیمون مین آئے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لعل جادو آئی لقا کے پاس بیٹھی بختیارک نے کہا ای ملکہ لعل جادو سُنتے
لڑائی خدا پرستون کی دیکھی لعل جادو نے کہا کہ واقعی یہ خدا پرست بلاے بے درمان آفت جہان ہین ایسے کوئی عہدہ برا نہو سکا
مگر مین ان سب کو غارت کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی بختیارک نے کہا ای لعل جادو تم عیاران لشکر اسلام سے واقف
ہو کہ کیسے ہین ہر شیر دل کیسے کیسے جادوگرون کو مارا ہی لعل جادو نے جواب دیا کہ مین انکی سارے بیان زیادہ سے واقف
ہون کہ انہنے بہت سے ساحران عظیم الشان کو مارا ہی مین انکی فکر مین ہون جس وقت وہ ہاتھ لگا مین نے قتل کیا [illegible] آج
دیکھو تو مین ان خدا پرستون کے ساتھ کیا کرتی ہون اور قلعہ مینا کو [illegible] ہرکارون نے یہ خبر آکر امیر کو دی کہ آج لعل جادو
دعوی کرکے گئی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ رضینا بالقضا تن بتقدیر جو مرضی الہی اور فرمایا کہ تمام لشکر مین جاری [illegible]
کہ رات بھر کوئی نہ سوئے ہر ایک صحیفہ ابراہیم کی تلاوت شب بھر کرے بہادُر منادی پھرا تمام لشکر مین [illegible]
مین مصروف ہوئے صبح کو غلغلہ ہوا کہ سر سپاہیان [illegible] کٹ گئے یہ خبر ہوئی کہ جمشید [illegible] جادو کا سر کٹ گیا
مرزبان خراسانی کا سر کٹا پڑا ہی اور [illegible] گیا [illegible] بختیار [illegible]
امیر کو یہ خبرین سنکر نہایت وحشت ہوئی اور [illegible] دعا مانگنے لگے کہ ای پروردگار اس ساحرہ کا قہر [illegible] سے تو ہی
رکھنے والا ہی اس بلا کو تو ہی ہم سے دور کرنے والا ہی صاحبقران تو مصروف دعا تھے لیکن عمر قران کا حال سنئے
رات کو قلعہ مینا کے پاس آیا اور نقب کھودنا شروع کی کھودتے کھودتے دیوار قلعہ تک پہونچا تھا کہ [illegible] دیوار قلعہ [illegible]
نوک خنجر سے ایک شعلۂ آتش نکلکر قران پہ دوڑا قران بھاگا نقب سے باہر نکلا لشکر کا راستہ لیا شعلۂ آتش [illegible]
تھا لشکر والون نے جو دیکھا کہ قران کے بدن مین آگ لگی ہی پانی چھڑکا وہ آگ نہ بجھی قران دروازۂ بارگاہ پر پہونچا
وہان حوض تھا اس حوض مین کود پڑا غوطہ لگایا شعلۂ آتش پانی سے اور بھڑکنے لگا یہ خبر امیر کو پہونچی کہ قران کو آگ
نہین چھوڑتی امیر بارگاہ سے باہر آئے اس شعلے کو دیکھا اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ شعلۂ آتش ایک جانور بنکر اڑ گیا قران
اس حوض سے باہر نکلا مگر آبلے بدن مین پڑ گئے تھے صبح کو لعل جادو لقا کے پاس آئی کہا کہ یا خداوند شام آپ [illegible]
کہ رات کو کیا ہوا خدا پرستون کے لشکر مین لقا نے کہا کہ ای لعل جادو مجھکو سب سے [illegible] خبر پہونچی کہ بہت لوگون کے
سر کٹ گئے ہین اور ای لعل جادو مین ستر ہزار برس آگے یہی تقدیر کر چکا تھا تو میری بندی خاص الخاص ہی [illegible]
پھر ساحرہ لعل جادو نے کہا کہ خداوند آپ خاطر جمع رکھین ایک خدا پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی لقا خوش [illegible]
عیش و عشرت ہوا قضا سے کار عمرو بصورت مبدل دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا تمام گفتگو لعل جادو کی سنی [illegible]
اور کانپا دیکھا کہ دروازۂ بارگاہ سے ایک شخص نمودار ہوا عجب شکل تھی کہ [illegible] شانون پر اور گردن نہ تھی [illegible]
آیا عمرو نے پہچانا کہ ادلوس حبشی ہی حیران ہوا کہ یہ کیونکر یہاں آیا ہی لیکن کافر اسکو دیکھکر نہایت متعجب اور
پریشان ہوئے کہ ادلوس لعل جادو کے پاس آیا اور ایک نامہ اسکے ہاتھ مین دیا لعل جادو نے [illegible]
بہت خوش ہوئی کہا کہ یا خداوند باخبر عجب خبر خوش آئی ہی لقا نے کہا کہ تو نے کیا [illegible] تھا ہی لعل جادو نے کہا ای
لقا بادشاہ طلسم گوہر بار مکلل خان جادو آپکی مدد کو آیا ہی اب ان خدا پرستون کا استیصال [illegible] ہوگا [illegible] مکلل خان
ملکہ خدا پرستون کو مار لینگے اور یا خداوند مکلل خان بہت زبردست ساحر ہی اور سب ساحر اسکی عزت کرتے ہین [illegible]
کہا ای لعل جادو مین نو ہزار برس آگے یہی تقدیر کر چکا ہون کہ مکلل خان آکر خدا پرستون کو قتل کریگا لعل جادو نے
ادلوس سے کہا کہ تم جلد جاکر مکلل خان کو لاؤ ادلوس سلام کرکے بارگاہ لقا سے باہر نکل کر چلا عمرو [illegible]
جب لشکر لقا سے نکل آئے عمرو نے کہا کہ ای ادلوس حبشی ٹھہر تو سہی مجھے کچھ کہنا ہی ایک بات سن لو ادلوس نے جواب

نزد یا عمرو نے کہا اے ادلوس آج کیا ہے کہ تم بات تک نہیں کرتے اور یہی سچ ہے کہ مصیبت میں کوئی کسی کا شریک نہیں ہوتا
ہے یا تو وہ تمہاری دوستیاں یا یہ کج ادائیاں ادلوس نے کہا تو کون ہے نام تو اپنا بتا میں تجھے پہچانتا نہیں ناحق بک بک کر
سر امغز کھا گیا عمرو نے کہا سبحان اللہ آپ اس وقت مجھے پہچانتے بھی نہیں کل کا ذکر ہے گلشن جادو اور گلستان جادو
کے مکان میں مجھے چھوڑ اسکو آئے تھے تم بھی گرفتار ہوئے تھے قران نے جا کر گلشن جادو کو مارا میں عمرو ہوں اسیر تمہارا
ہوں ادلوس نے کہا کہ عمرو تو ہی ہے خوب میرے ہاتھ لگا یہ کہکر عمرو سے لپٹ گیا مشکیں باندھیں اور تھپڑ مار کر ہنسا کہ
میں تو تیری تلاش میں تھا بغیر محنت و مشقت تو میرے ہاتھ لگ گیا یہ کہکر باندھ کر لیچلا عمرو روتا چلا جاتا تھا اور دل میں
کہتا تھا کہ لعنت ہے اسکے قول و فعل پر کہ ادلوس ایک صحرا میں پہونچا وہاں ایک لشکر اترا ہوا تھا اور بیچ میں لشکر کے ایک خیمہ مخمل
سبز کا کارچوبی کام سے بنا ہوا قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتا تھا ادلوس اس خیمے کے اندر عمرو کو لایا عمرو نے دیکھا کہ ایک
جادوگر بارعب سفید تاج جواہر کا سر پر چار قبہ شاہنشاہی اور سر پر چتر بادشاہی پھر رہا ہے تخت پر بیٹھا تھا اور جادوگر دو رویہ [illegible]
میں حلقہ [illegible] ناچ ہو رہا تھا ادلوس نے سلام کیا اور کہا کہ اے بزرگوار لعل جادو نے آپکو بلایا ہے چلیے اور یہ عیار
ہاتھ لگ گیا میں پکڑ لایا ہوں مکلل خان نے کہا اے فرزند اسے جیتا کیوں چھوڑا سر کاٹ کیوں نہ لائے عمرو نے جو یہ کلام اسکی زبان
سے سنا اپنے دل میں کہا لعنت ہے ان جادوگروں پر اور انکے اطوار پر مگر ادلوس نے کہا کہ یہ بڑا نامی عیار ہے اسکا سر کاٹنا [illegible]
مکلل خان نے کہا کہ اب اسکو سامنے لعل جادو کے قتل کرینگے اب اسکو زنجیر میں بند کرو عمرو کو پہلے طوق و زنجیر میں گرفتار
کیا پھر [illegible] میں بند کرکے طرف لشکر لقا کے روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو لقا اور لعل جادو استقبال کے واسطے نکلے راہ
میں ملاقات ہوئی مکلل خان نے لقا کے قدموں کو بوسہ دیا اس کافر نے بہت شفقت سے اپنی بارگاہ میں لیجا کر عزت کی
مکلل خان نے لعل جادو سے کہا کہ کیا اقبال تمہارا ہے میں عمرو کو پکڑ لایا ہوں اور کہا کہ لاؤ زنجیر ادلوس نے حاضر لاکر کھڑا کیا
بختیارک نے جو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور باشارہ [illegible] کہا کہ اسے مار ڈالو مکلل خان نے کہا کہ ملک جی قاعدہ میرا یہ ہے کہ جب تک
میں سردار کو نہیں پکڑ لیتا ہوں اسکے نوکروں سے نہیں [illegible] کرتا ہوں حمزہ کو گرفتار کر لوں تو اسے قتل کروں بختیارک نے کہا
اے مکلل خان یہ ذات بابرکات چھوٹ جائیگی مکلل خان نے کہا کہ ملک جی کیا مجال ہے جو چھوٹ سکے لعل جادو مکلل خان کو
لیکر قلعہ میں آئی لیکن سرکار سے خبر لیکر امیر کے پاس آئے اور حال عمرو کے پکڑے جانے کا اور مکلل خان کے آنے کا بیان کیا
امیر بہت رنجیدہ ہوئے کہا کہ رضینا بقضا [illegible] جو مرضی الٰہی ہم بھی تو آمادہ ہیں [illegible] تقدیر میں جو لکھا ہے ہو رہیگا
کیا چارہ ہے یہاں لعل جادو نے مکلل خان کی دعوت بہت دھوم سے کی شب کو لعل جادو نے بہت سے سرداران اہل اسلام
کو اسیر کیا لشکر اسلام میں ایک تلاطم ہے سوائے امیر اور بادشاہ اسلام اور چند شیران خدا اور کسی [illegible] کے کوئی باقی نہیں
ہے سب کے سر کٹا چکے ہیں لقا بہت خوش ہے بختیارک لقلقین بجا رہا ہے کہ اب یہ خدا پرست مارے گئے اب نہیں بچنے [illegible]
لعل جادو نے کہا کہ تم طبل جنگ بجوا دو کل ان سب خدا پرستوں کا خاتمہ ہے لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے امیر کو خبر
دی کہ طبل جنگ لشکر لقا میں بجا ہے امیر نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگ بجے جو منظور الٰہی ہے کہکر امیر نے [illegible]
سے کہا کہ کبھی تم [illegible] کو ساتھ لیکر یہاں سے چلے جاؤ کہ میں قتل ہوا تو ناموس تو برباد نہ ہو [illegible] نے عرض کیا کہ مجھ سے نہ ہوگا
کہ میں اس بہانے سے جان بچا کر چلا جاؤں لوگ سب کیا کہینگے کہ آپ مجھکو نامرد سمجھے ہیں میں نہ جاؤنگا امیر نے بادشاہ اسلام سے
کہا کہ آپ اس امر پر بہت [illegible] بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ آپ نے مجھے بادشاہ مقرر کیا اور مرتبہ سلیمانی دیا اب ایسا [illegible]
اسوقت آپکو تنہا چھوڑ کر چلا جاؤں تو تمام زمانے کا مردود طعن ہوں کہ اپنی جان بچا کر اس بہانے سے چلے گئے کیا نالائق نکلے
مجھکو یہ ننگ گوارا نہیں جو سب کا حال وہ میرا حال امیر ادھر سے بھی مایوس ہوئے سلیمان شاہ فارسی نے عرض کیا کہ

اے شہریار حضور اُداس و پریشان نہون کہ پروردگار عالم ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہے وہ ہمپر رحم کریگا رات کو لعل جادو
جہنم واصل ہوگی سب اسکی شر سے محفوظ رہینگے امیر نے کہا کہ مین اُسکی ذات پر تکیہ کیے بیٹھا ہون راضی برضا ہون غرض سب
گریہ وزاری کرتے تھے اور دعائین مانگتے تھے اور کرب غازی اپنے مولا علی ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکارتا تھا
کہ آقا یہ مقام یاری اور مدد کا ہے مگر اس طرف کا حال سُنیے کہ مکلل خان نے لعل جادو سے کہا کہ آج تمھاری دعوت ہمارے
یہان ہے لعل جادو نے کہا اے مکلل خان ان خدا پرستون کو مارلین پھر دعوت کرنا مکلل خان نے کہا کہ یہ تو ہوتا ہی رہیگا ہوگا کہ
ان مفسدون کو مارکر خوب فراغت سے دعوتین کھائینگے مگر ہمنے کچھ شراب و کباب تحفہ بنوا رکھے ہین اور کھانے دو ایک طرح
کے نئے پکوا رکھے ہین چاہیے ہے کہ ہم تم سب ایک جگہ کھائین لعل جادو نے جواب دیا کہ کیا مضائقہ ہے مکلل خان نے کہا اے
لعل جادو ان خدا پرستون کے ہاتھ سے تو دل پر لاکھون داغ ہین جگر خون ہو رہا ہے اول تو یہ زرد بار باریک گردن کہ اُسنے
شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے تمھارا اقبال تھا کہ عمرو میرے ہاتھ لگ گیا نہین تو یہ آفت کا پرکالا ہے کیسے کیسے
ساحرون کو اُسنے مار ڈالا ہے ہاے کیا منطقی آباد کو اُسنے برباد کیا ہے اور اے لعل جادو پوتا حمزہ کا کہ جسکا سر پہلے تمنے کاٹا ہے
اُسنے تمام طلسم گوہر بار کو تباہ کر دیا جملہ ساحران زبردست قتل ہوے سب عزیز و اقارب میرے مارے گئے اسکی اطاعت
قبول کی جب جان بچی اور یہ ساربان زادہ ہمکو اپنا دوست جانتا تھا ہم تو وقت کے منتظر تھے اب خداوند سامری جمشید اسکو
لایا ہم آپکے شریک ہوے اور کیون او ساربان زادے یہ دن تجھے یاد نہ تھا اب دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون عمرو نے
کہا اے مکلل خان خوب کینہ دیرینہ تو نے نکالا خیر پروردگار قادر و مالک ہے اگر بچ گیا تو سمجھونگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کھانا
اور شراب و کباب مکلل خان کے گھر سے آیا کھانا کھایا جاتا ہے اور شراب پی رہے ہین ناچ دیکھ رہے ہین عمرو سے اولون حبشی
نے فرمایش کی ہے کہ خواجہ کچھ گاؤ نہین تو تمکو ایذا دینگے عمرو زنجیر سے مین بند ناچار مجبور گا رہا ہے اور رو رہا ہے کہ دفعتًا آثار
بیہوشی ظاہر ہوے کہ کوئی تو اُٹھکر ناچنے لگا اور کوئی مٹکنے لگا کسی نے کہا کہ تمھاری گود مین کتیا نے پلّے دیے ہین اور تمکو
خبر نہین اُسنے جواب دیا کہ ابھی تم کیسے دوست ہو کہ بیٹھے تماشا دیکھتے ہو اُسنے اُٹھکر لات ماری کہ ہاے کر کے گرا اور کہا
کہ میان تمنے تو ہمکو مار ہی ڈالا ادھر سے وہ بھی گرا دونون بیہوش ہو گئے کہین کوئی کسی سے مخاطب ہو کر بولا کہ میان تمھاری
مونچھ پر کوّا بیٹھا ہے اور تمکو اطلاع نہین ہے اُسنے کہا کہ کیا اس نامعقول نے اڈّا مقرر کیا ہے اور کتنے آشنا بھی نہین ہو سکتا ہے
کہ اڑا دو بس اسنے مونچھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ کچھ بال مونچھ کے اکھڑ آئے اُسکو ایذا ہوئی ایک طمانچہ مارا کہ ارے تو نے
مخمل ہیری مونچھین اُکھاڑ لین اُسنے کہا کہ مونچھ نہین ہے کوّا اُڑ گیا اسکی یہ مونچھ میرے ہاتھ مین رکھی وہ بولا اسکا یہ پیچ [illegible]
نہ کر غرض دونون لڑے قضا سے کار نگیرے کی جھالر کا ٹکڑا ایک شخص کے سر پر پڑا وہ جو اُنکے برابر بیٹھے تھے وہ سمجھے
کہ سانپ اُنکو کاٹنے آیا ہے کہا کہ ابھی چپکے بیٹھے رہنا چلے اور مارے گئے یہ کہکر خدمتگار سے اُٹھالی تلوار [illegible] لیا اور
بقوت تمام اُنکے سر پر دیا چوٹ اُنکے جو قرار واقعی لگی بس اُنھون نے بھی جوتی اُٹھائی اور کہا کہ ارے [illegible] کار
کرتا ہے کہ بیہوشی نے اُنکو زمین پر دے مارا اُدھر لعل جادو پکاری کہ اے عمرو واہ کیا خوب گایا ہے جی چاہتا ہے کہ سامنے تیرے
گت ناچون یہ کہکر کھڑی ہوئی اُٹھی تھی کہ بے گت ہو کر گری اور ساحرائین جو تھین جو اُسکے اُٹھانے کو اُٹھی وہ گویا جہان سے
اُٹھی عمرو حیران تھا کہ یہ کیا ہوا کسنے انکو بیہوش کیا کہ اولون حبشی نے عمرو کو زنجیر سے باہر نکالا اور قدمون کو عمرو کے چوما
اور مکلل خان دوڑ کر عمرو سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ بے ادبی تو مین نے آپ کے ساتھ کی لیکن مصلحت اسمین یہی تھی کہ لعل جادو
کو میرا اعتبار ہو اور اپنا دوست جانے نہین تو یہ لعل جادو علامہ زمانہ ہے میرے فریب مین نہ آتی اور سب مسلمانون
کو مع حمزہ قتل کرتی اب یہ بیہوش پڑی ہے جسطرح چاہیے قتل کیجیے آپکو اختیار ہے بس عمرو اور اولون حبشی نے ملکر

لعل جادو کا مع اسکے سرداروں کے کاٹا اور مال و اسباب جو کچھ تھا وہ سب عمرو نے نذر زنبیل کیا مکلل خان نے کہا کہ خواجہ
تم مژدہ امیر کے پاس لیکر جاؤ میں سرداروں کو لیکر آتا ہوں عمرو تو سر لعل جادو کا لیکر خدمت حمزہ صاحبقران میں روانہ ہوا
یہاں صاحبقران نماز صبح پڑھکر آمادہ مرگ بیٹھے تھے بادشاہ اسلام سے باتیں کر رہے تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے اور کیا منظور
خدا کو ہے کہ ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا چار گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی تو عمرو کو دیکھا کہ سر ہاتھ میں لیے ہوئے
لعل جادو کا آیا اور پکارا مبارک ہو کہ لعل جادو ماری گئی اور سردار سب قید سے چھٹے مکلل خان انکو ساتھ لیے ہوئے
آتا ہے اے حمزہ مکلل خان نے بڑا کام کیا لعل جادو کو فریب دیکر مارا یہ سر ہے لعل جادو کا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا طبل
شادیانہ بجنے لگا عجب خوشی ہوئی عمرو نے عیاروں سے کہا کہ اپنے اپنے آقاؤں کے گھوڑے لیکر جاؤ کہ وہاں سے پیدل آتے
ہونگے پس عیار گھوڑے لیکر روانہ ہوئے اور امیر نے جو سردار کہ یہاں تھے انسے فرمایا کہ جاکر مکلل خان جادو کو مع
سرداروں کے استقبال کر کے لاؤ کرب اور فضل اور شیران سلطنت سلطان شاہ فارسی وغیرہ پیشوائی کو روانہ ہوئے مگر جب
وہاں لعل جادو واصل جہنم ہوئی اور وہ قلعہ مینا کر جیسا ہوکر اڑ گیا اور تاریکی بھی دور ہوگئی ہر سردار نے اپنے تئیں فرش
خاک پر بیٹھے دیکھا ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور کہا الحمد للہ کہ لعل جادو ماری گئی اتنے میں مکلل خان نے آکر نور الدہر کو
سلام کیا اور جھکی قدموں سے لپٹا حال لعل جادو کے اور اپنے جانے کا بیان کیا نور الدہر بہت خوش ہوا اور دلوس مکلل خان
کو گلے سے لگایا کہ اتنے میں عیار گھوڑے سبکی سواری کے لیکر آئے سب سوار ہو کر خدمت حمزہ صاحبقران میں چلے مکلل خان
اور اولاد کی پیشوائی کو سامنے تھے کہ سرداروں پیشوائی کو جو آئے تھے باہم ملاقات ہوئی حضور صاحبقران پہونچے مجرا کیا قدموں پر سر
امیر نے ایک ایک کو گلے سے لگایا اور مکلل خان کو خلعت عنایت کیا محفل عیش آراستہ ہوئی ہرکارے لقا کے جو بامر
جاسوسی متعین ہوئے تھے مفصل خبر دریافت کر کے بارگاہ لقا میں آئے اور ہاتھ اٹھا کر بہ دعا دی الہیہ اے پروردگار
شعر ہم تو انداختی از حضرت او وی آن کثافت تو بود ہیچ چشم خیر بختیارک نے کہا میں نے بادشاہ کیا خوشخبری لائے ہرکاروں نے
مکلل خان کا فریب دیکر لعل جادو کو قتل کرنا اور سرداران لشکر اسلام کا رہا ہونا بیان کیا اور کہا کہ اب حمزہ جشن میں مصروف
ہے لقا نے بختیارک سے پوچھا اے شیطان درگاہ من حالا چہ تدبیر کنیم اسنے کہا کہ تقدیر گر تدبیر اور خوب تا دھنا تا دھنا ناچا پھر بولا
اے لقا مجھکو پہلے ہی مکلل خان کی باتوں سے معلوم ہوا تھا کہ یہ مسلمان ہے مگر اسنے ایسا جال پھیلایا تھا کہ عمرو کو پکڑ کر قفس میں
بند کر کے لے آیا تھا تاکہ آپ کو گمان ہو کہ یہ میرا دوست ہے خوب شیشے میں اتارا بڑی مکاری سے مکلل خان نے لعل جادو
کو مارا لیکن قصور یہ ہے کہ ادرجیہ کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی اب سوا سے بھاگنے کے کچھ نہیں بن آتا غرض دوسرے روز لقا شکار
کے بہانے سے بارادہ گریز طرف صحرا کے روانہ ہوا

داستان بیان لقا کا بہانہ شکار بھاگنا اور صحرا میں لقا بر الفلند فیل سوار جندال سے ملنا اور اسکو اپنے ساتھ لا کر سرداران امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کروانا

بلبل نے بالین شکر زبانی سخن و کبک بیان خوش رفتار و قلم زن ہے کہ جب لقا بشتری حصار سے چلا صحرا اسے سبز و خرم میں پہونچا
لقا دیکھا کہ ایک گرد اٹھی جب نزدیک آئی اور وہ گرد شق ہوئی ایک لقا برا شتر کی پوش بیس آدمیوں سمیت دکھائی دیا
کہ تمام لباس شتری نقاب منہ پر ڈالے ہوئے ہاتھی پر سوار اور دس خاص بردار اور دس خدمتگار ساتھ تھے لقا کے سامنے آیا
پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو بختیارک نے کہا آہ لقا برا عالی مقدار ہے اسے خداوند با حشمت ہے خداپرستوں کے
ہاتھ سے تنگ ہو کر کہا کہ جاتا ہے کہ خداپرستوں نے ملک و مال اسکا چھین لیا ہے اور کوئی ایسا [illegible] ہے کہ اسے عہدہ برا ہو لقا نے
نے کہا کہ اے لقا اگرچہ سب خداپرستوں کا کام تمام کروں تو جو کچھ کہوں قبول کروگے بختیارک نے جواب دیا کہ البتہ

ہمکو عذر نہیں ہے نقابدار لقا کے ساتھ ہوا لقا پھر کر شہر حصار میں آیا اور نقابدار کی دعوت کی دوسرے دن نقابدار نے
لقا سے کہا کہ تم نوشتہ لکھکر مہر کر دو بعد استیصال خدا پرستوں کے جو میں کہوں اُسے قبول کرنا اور اگر قبول نہ کروگے تو تمکو بندہ کر
خدا پرستوں کو دیدونگا لقا نے ناچار اور حیلہ کفار نے قبول کیا غرض اس مضمون کا ایک نوشتہ لکھوا کر نقابدار نے اپنے پاس
رکھا اور لقا سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوائیے کہ میں کل صبح کو خدا پرستوں سے لڑونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ لیکن
بختیارک حیران ہے کہ یہ قلندر کیا اہل اسلام سے لڑیگا کچھ سحر کریگا کیا ہوگا لیکن اُدھر ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت امیر
میں آئے بعد دعا و ثنا کے حال نقابدار قلندر رنگیل سوار کے قلعہ میں آنے کا اور نوشتہ لقا سے لکھوانے کا اور طبل جنگ بجوانے کا
بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے چار پہر رات جانبین میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
میدان میں آئے لشکر لقا سے نقابدار زنجیری پوش ہاتھی پر سوار ہوکر میدان کارزار میں آیا مبارز طلب کیا ادھر معدی کرب
سامنے تخت بادشاہی کے آیا چاہا کہ گھوڑے پر سے اُتر کر اجازت خواہ ہو بادشاہ نے فرمایا آپ مرکب پر سوار رہئے ترنے
کا قصد نہ کیجیے پھر سوار ہونا مشکل ہو جائیگا اور جائیے خدا حافظ و نگہبان ہے جام عنایت ہوا پہلوان عادی جام پیکر سلام
کرکے میدان کو چلا تخت شہزادی گھوڑے پر مارا اُسے معلوم ہوا میان رن کو چلے گھوڑے کا یہ عالم ہے کہ پیٹ تو جھک کر
زمین دوز ہو گیا ہے اگلا پانوں اُٹھا کر رکھتا ہے اور پچھلا پانوں گھسیٹ کر رکھتا ہے اور تو ند حضرت کی اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ
مرکب کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا ہے اور پیچھے سے دُم سے باہر گذر رہے ہوے ہیں غرض بایں ہیئت آپ آکے مقابل نقابدار
ہوے نقابدار نے دیکھا کہ ایک دیو پیکر مقابلے کو آیا ہے پچپن ارش کا قد ہے اکیس گز کا دور تو ند کا ستر گز پائجامہ
بندھی ہوئیں جیسے چونتیس شملے کچھ سے ہوے نقابدار متحیر ہوا نام پوچھا کہا کہ مجھکو پیل عادیان پور شاہ دیان عمر معدی کرب
کہتے ہیں شیر شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا داروغہ بارگاہ سلیمانی کا ہوں نقابدار نے کہا کہ لقا کی اطاعت کرلیں
بہتری ہے پہلوان عادی نے جواب دیا کہ ہم کبھی اس بھگوڑے کی اطاعت نہ کرینگے نقابدار بولا خیر لاؤ جو کچھ حربہ رکھتے ہو
پہلوان عادی نے کہا ہم مسلمان ہیں ہمارا معمول حریف پر پیش دستی کرنے کا نہیں ہے تو اپنا حربہ کر نقابدار نے کہا کہ
میرے پاس کوئی حربہ دیکھتے ہو تمھیں سبقت کرو پہلوان عادی نے پوچھا کہ پھر کیونکر لڑیگا نقابدار نے جواب دیا کہ میں
کسی طرح لڑونگا مگر تجھکو باندھ لیجاؤنگا پہلوان عادی نے چاہا ہاتھ بڑھا لیا چاہتا ہی تھا کہ نقابدار نے بند نقاب
کا منہ سے دور کیا اور پکارا کہ عرب میں ٹھگ برمن مگر شاید کہ آشناسی مراد پہلوان عادی کی جو نگاہ اُسکے روئے بخش پر پڑی
ہنسنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے قہقہے مارنے لگا بعد ایک ساعت کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور منہ کھلا رکھیا
اب یہ عالم ہے کہ اشارے سے ہنس رہا ہے اور گھوڑے کی پیٹھ پر لوٹا جاتا ہے یہانتک کہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا اور گرا
نقابدار نے پہلوان عادی کو باندھ کر عیاروں کے حوالے کیا کہ لیجاؤ عیار لے گئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا
دن بھر میں چار سو بھائی عادی کے گرفتار ہوے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے لقا نقابدار پر سے زر
نثار کرتا ہوا بارگاہ میں لایا صحبت عیش برپا ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ان خدا پرستوں کو قتل کیجیے لقا نے
نقابدار سے خدا پرستوں کو طلب کیا کہ انکو میرے حوالے کرو تو میں قتل کروں نقابدار نے جواب دیا کہ ابھی مجھکو قتل
کرنا کسی کا منظور نہیں جب سبکو میں گرفتار کرلونگا تو تمکو دونگا پر تم اپنے عہدنامے پر قائم رہنا پھر تمکو اختیار رہیگا جسکو چاہنا
قتل کرنا چاہے درگذر کرنا لقا سنکر چپ ہو رہا نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکاروں نے یہ خبر امیر کو دی یہاں
بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے اُس روز مرزبان نصر اسانی اور مظفر کو نقابدار نے پکڑ لیا
شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے لقا بہت شادان و فرحان نقابدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوا امیر نہایت اُداس

اور پریشان ہوکر اپنی بارگاہ میں آئے چپ اُداس ہوکر بیٹھے بادشاہ اسلام نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو نقابدار کو پکڑ لائے یہ
حال دریافت کر آئے کہ کیا اسکے روئے نحس میں ہے جو لوگ دیکھتے ہی ہنسی کے مارے بیتاب ہو جاتے ہیں اور پھر کسی طرح
ہنسی نہیں تھمتی خدا جانے یہ نامعقول کافر ساحر ہے یا غیر ساحر ہے جو شخص اس امر کا تفحص کرے بہت کچھ انعام میں اسکے ملے عمرو
تو چپکا بیٹھا رہا دم بھی نہ مارا مگر سماک ملطاقی خشت زرین پریشے کو را بادشاہ سے عرض کی کہ شہریار یہ سہل کام پر تو جاتے ہیں
سبھی راہ دشوار میں کوئی نہیں قدم مارتا غلام جاکر اُسے گرفتار کر لاتا ہے یہ کہکر روانہ ہوا رات کو لشکر لقا میں پہونچا نقابدار کے
خیمے میں بصورت مبدل آیا خادموں اور خوصوں کو بیہوش کرکے بند نقاب کا روئے نقابدار سے دور کیا چاہا کہ بیہوشی کھا کے
منھ پر جو نظر پڑی ہنسنے لگا یہاں تک کہ نقابدار بیدار ہوا سماک کو پکڑ لیا صبح کو لقا کے سامنے لایا لقا نے باشارۂ بختیارک
کہا کہ اسے تو مار ڈالو نقابدار بولا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا جو میں کسی کو قتل کروں اور جو آئیں تم تجبد ہو سکے تو ابھی تم سب کی مشکیں
باندھکر حمزہ کے حوالے کر دونگا خبردار بار دیگر اس امر میں تکرار نہ کرنا اس کلام سے نقابدار کے لقا اور بختیارک دم بخود
ہو سے ڈرے ایسا نہ ہو کہ نقابدار ہمیں پھر جا سے خیر سمجھ لیا جائیگا نقابدار نے پھر طبل جنگ بجایا میدان میں آیا مبارز
طلب کیا اُس روز بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کو چلا امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کر دیا
کہ اگر سحر ہو تو تجھ پہ تاثیر نہ کریگا اور کہا کہ ای بہرام ہنسنا نہیں بہرام نے عرض کیا ای شہریار سخرے ہنستے ہیں بہادروں کو
ہنسنے سے کیا غرض دیکھیے اسکو باندھ لاتا ہوں اور رخصت ہو کر سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگو کے نقابدار نے بند نقاب
کا منھ پر سے ہٹایا بہرام ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا نقابدار نے باندھ لیا ہاشم تیغ زن گیا وہ بھی گرفتار ہوا عمرو بن رستم
بھی اسیر ہوا شام تک تیس آدمیوں کو نقابدار باندھ کر لیگیا دونوں لشکر پھر گئے امیر نہایت پریشان خاطر بارگاہ
میں آکر بیٹھے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ نقابدار کو پکڑ لائے مہتر قلباد عراقی مہتر برق فرنگی مہتر خنجر بانجی مہتر سنک
خطائی ابو الفتح اصفہانی آتیہ سیارہ سات عیار روانہ ہوئے کہ ہم نقابدار کو گرفتار کیے لاتے ہیں جب قریب لشکر
کفار کے پہونچے صورتیں بدلیں داخل لشکر ہوئے نقابدار کے خیمے کے پاس آئے پاسبانوں کو بیہوش کرکے اندر گئے دیکھا نقابدار
سوتا ہے آپس میں صلاح کی کہ کبھی آنکھیں بند کرکے اسکے پاس چلو یہ بات ٹھہرا کے آپس میں آنکھیں بند کرکے نقابدار کی طرف چلے کہ
نقابدار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سات اندھے چلے آتے ہیں پکارا کہ ارے تم کون ہو کہاں چلے آتے ہو کیا پھر سوجھتا نہیں ہے
خبردار آگے نہ بڑھنا وہیں ٹھہرو سب چونکے مارے خوف کے آنکھیں کھولدیں نقابدار نے نقاب منھ پر سے اُٹھا لیے ہو
ساتوں عیار ہنستے ہنستے بیخود ہو گئے نقابدار نے ساتوں کو باندھ لیا اسیر انکی گرفتاری کی خبر سنکر بہت پریشان ہوئے
نقابدار نے صبح کو میدانداری کی طہماس کو تیس سرداروں سمیت پکڑ لیگیا امیر نے کہا کہ ایہا الناس نقابدار کو جو کوئی
مارے میں بہت خوش ہونگا قاسم و علمشاہ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے کہ شہریار ہم اسے قتل کرینگے خواجہ عمرو ہمارے
ساتھ چلیں عمرو نے کہا کہ میں تمہارے ہمراہ ہوں چلو قاسم و علمشاہ روانہ ہوئے وضع اپنی بدلے ہوئے دروازۂ بارگاہ
لقا پر آئے ایک گوشے میں کھڑے ہوئے جب دربار لقا کا برخاست ہوا نقابدار نکلا اپنے خیمے کو چلا قاسم نے
نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار ٹھہر کہاں جاتا ہے اور تلوار کھینچکر آنکھیں بند کرکے نقابدار پر حملہ آور ہوا تلوار میں صاف اسکے
بدن پر سے اچٹ گئی مگر قریب سے پکارا کہ بابا ہم تجھے ان ظالموں نے مارا قاسم و علمشاہ نے آنکھیں کھولدیں کہ دیکھیں
کہاں نقابدار کے تلوار لگی نقابدار نے نقاب کو منھ پر سے دور کیا عمرو تو کود کر نکل گیا یہ دونوں ہنستے ہنستے بیہوش ہو گئے
نقابدار نے گرفتار کر لیا جہاں سب سردار اسیر تھے وہاں قاسم و علمشاہ کو بھی قید کیا بختیارک نے کہا کہ اب خدا تمہارے
نے ازدرہ دغا بازی پیکر باندھی ہے نقابدار قہقہہ مارکر بولا کہ بابا جی ہمارا گرفتار کرلینا کچھ مشکل نہیں ہے یہاں دغا بازی کی پیش نہ جائیگی

لیکن عمرو جو یہان سے بھاگا بارگاہ سلیمانی مین آیا تمام حال بیان کیا صاحبقران بہت رنجیدہ ہوے خواجہ بزرجمہر
کے بیٹون کو بلایا فرمایا کہ آپ دریافت کیجیے کہ مین نقابدار سے سامنا کرون اسپر فتح پاؤنگا یا مانند اورون کے گرفتار
ہو جاؤنگا کوئی کبھی اسپر غالب آئیگا یا خاتمہ تمام لشکر کا یونہین ہوجائیگا خواجہ زادون نے زمین کو لیپا اصطرلاب کو زمین
کے مقابل کیا اور یہ کہکر قرعہ پھینکا ع علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ۔ برج حمل برج ثور برج جوزا سرطان و اسد سنبلہ
میزان عقرب قوس جدی دلو حوت قمر عطارد زہرہ شمس مریخ مشتری زحل ساتون ستارے بارہون برج سولہون خانے
رمل نگاہ مین کرکے اور احکام کو طرح دیگر حکم نکالکر دست بستہ عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران نقابدار سے قصد مقابلہ نہ فرمائیگا
آپ کے واسطے خوب نہوگا نقابدار کسی سے مغلوب نہوگا لیکن ہمکو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد ہفتہ عشرہ کے
یہ بلا خود بخود دفع ہوجائیگی آپ نقابدار پر غالب ہونگے امیر نے فرمایا معلوم ہوا کہ یہان سب کا خاتمہ ہے یہ کلمہ آپ ہماری
تسکین کو کہتے ہین خواجہ زادون نے قسم کھائی کہ ہم جھوٹھ نہین بولتے ہین خیر حضور کو معلوم ہوجائیگا غرض جب یہ
چارون تو مخلع ہوکر رخصت ہوے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر نقابدار مین طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہان
بھی طبل جنگ بجے شب بھر ایک سامان جنگ مین مصروف رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے نقابدار
نے میدان مین نکلکر مبارز طلب کیا رستم زمان لندھور بن سعدان مقابلے کو چلا امیر نے لندھور کو گلے سے لگایا کہ بھائی تم
بھی چلے اور یہ فرماکر رونے لگے لندھور نے عرض کیا کہ شہریار مین نقابدار کی طرف نہ دیکھونگا آنکھین بند کرکے ایک ہی
گرز مارونگا کہ پیوند زمین ہوجائیگا امیر نے کہا کہ بھائی خدا تمھارا ارادہ پورا کرے جاؤ خدا حافظ و ناصر لندھور آداب
بجا لاکے ہاتھی پر سوار ہوا اور وہین سے گرز ہاتھ مین اٹھاکر چلا نقابدار نے بند نقاب منہ پر سے اٹھایا اور جھکا کھڑا
دیکھ رہا ہے کہ لندھور نے قریب نقابدار پہونچکر آنکھ کھولی کہ دیکھے نقابدار کدھر ہے بمجرد آنکھ کھولنے کے نقابدار کے منہ
پر نگاہ پڑی بس اسکی بھی وہی صورت ہوگئی جو اور سردارون کا حال ہوا تھا نقابدار نے باندھ لیا بیس بیس سردار اور
اس روز گرفتار ہوے شام کو دونون لشکر پھر گئے امیر نہایت پریشان بارگاہ مین آکے اداس بیٹھے عمرو کے خیال مین
گذرا کہ چلکر بختیارک سے حال نقابدار کا پوچھنا چاہیے کہ یہ جو لوگ اسکو دیکھکر بیٹھے بیٹھے بیخود ہوجاتے ہین اسکا کیا سبب
ہے مقرر اسکو معلوم ہوگا یہ سوچکر روانہ طرف لشکر لقا ہوے اور بختیارک بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ شیطنت جنبش مین آئی
حیران ہوا کہ یہ کیون پھڑکتی ہے کیا مرشد میرے پاس تشریف لاتے ہین عمرو کا نام جو لیکر ہاتھ رگ پر رکھا رگ تھم گئی پھڑکنا
موقوف ہوگیا حیران ہوا کہ تجھسے کیا کام ہے ساتھ ہی ذہن مین آیا کہ حال نقابدار کا پوچھنے تشریف لاتے ہین اور تجھکو
کیفیت معلوم نہین کہ نقابدار کون ہے اور کہان سے آیا ہے آج جان نہین بچتی جو خیال آیا کہ بس آگیا اپنے دل مین کہا کہ
یہان تجھسے بندوبست نہوسکیگا اپنے خیمے مین چل پھر یہ سوچا کہ یہان سے تجھے کوئی جانے کاہے کو دیگا کچھ حیلہ کیا چاہیے یک
مرتبہ بیٹھے بیٹھے پیٹ پکڑکے لوٹ گیا کہ ہائے درد ہوتا ہے جان گئی لقا نے کہا ارے جلد حکیمون کو لاؤ کہ اسکا علاج کرین
بختیارک بولا کہ مین علاج اپنے خیمے مین جاکر دونگا یہ کہکر اٹھا باہر نکلا سواری طلب کی خچر موجود تھا بختیارک سوار
ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار غیر شخص کوئی میرے پاس نہ آنے پائے دیکھنا غیر کو تو پکڑ لینا سبھون نے عرض کیا کہ آپ بجا
ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم اسے پکڑ لینگے کہا کہ اونا معتبر جب ملک الموت میرے سر پر آجائیگا تو پکڑیو گے اور دیکھونگا تم کیونکر پکڑو گے اور
سب تم نالائق ہو مخنث ہین ہرطرف رہنا غرض جاتا تو مکان پر یہ کہتا ہوا چلا اتنے مین عمرو بھی پہونچا بختیارک کو جاتے ہوے
دیکھا بجلدی تمام شیلی کی شکل بنکر دستی روشن کرکے زیر دستی ساتھ ہوا اور دستی اسقدر بلند کی قریب تھا کہ داڑھی جلے جب پاس جاکے
بختیارک نے کہا کہ ارے تو کیا اندھا ہے عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد ہی آپہونچے

اور نمرا لقا بدار کے منہ پر لپیٹا بہت مضبوط مشکیں باندھیں لیکر روانہ ہوا ادھر صبح کو بختیارک جو ہوش میں آیا چلایا کہ ارے میں
صندوق میں ہوں مجھے نکالو لوگ دوڑے بختیارک کو صندوق سے نکالا اور کہا کیوں پیر و مرشد آخر عمرو نے یہ حال آپ کا کیا
اور ہم کہتے رہے کہ کچھ کھٹکا ہو تو کہہ دیجیے بختیارک نے کہا اے بد ذات تو میں اگر کوئی حرف زبان سے نکالتا تو وہ مجھے مار کر چلے جاتے
تم سے کچھ بھی نہ ہو سکتا میری جان مفت میں جاتی اب میں زندہ تو رہا اور بتاؤ تو کہ مرشد یہاں سے کیونکر گئے انھوں نے کہا کہ آپ کی
صورت بنکر گئے تھے بختیارک بولا کہ غضب ہوا آج لقا بدار کو مرشد گرفتار کر لینگے جلدی سوار ہو کر بارگاہ لقا میں آیا دروازہ
پر کل منصوروں کو دیکھا کہ آپس میں جوتی چل رہی ہے بختیارک نے کہا ارے کل منصور دور ہو یہاں سے ہر ایک برہنہ ایک ہاتھ آگے
ایک ہاتھ پیچھے رکھ کر لباس میں بھاگا پھر بختیارک اندر بارگاہ کے آیا لقا کو صورت قلندر سہیل خان کو منبر بنا ہوا پایا پتلے
میں بندھا ہوا دونوں پڑے ہیں اپنے جشنوں کی وضع بناتے ہوئے بیٹھے ہیں غرض سب کو ہوش میں لایا لیکن لقا بدار کو وہاں
نہ پایا ہرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیے یہاں صبح کو بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں تخت پر رونق افزا ہوئے صاحبقران
عالیشان و نکل نامدار عمرو پر جلوہ فرما ہوئے دربار معمور ہوا کہ عمرو لقا بدار خندان کو لایا امیر بہت خوش ہوئے عمرو کو گلے سے لگایا
خلعت عنایت کیا لقا بدار کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا لقا بدار جو ہوش میں آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا بہت آزردہ ہوا کہا کہ ای خدا پرستو
تمہاری دغابازی معلوم ہوئی ہر ایک طرف سے صدا بلند ہوئی کہ دغاباز تو ہی ہے تو مکر و دغا منہ پر ڈال کر آتا ہے اور ہمارے دین کو
بفریب گرفتار کر لیجاتا ہے بادشاہ اسلام نے کہا کہ ارے نقاب تو اسکے منہ پر سے اٹھاؤ دیکھیں تو کیا سبب ہے کہ لوگ اسکی صورت
دیکھ کر بیہوش ہو جاتے ہیں امیر نے کہا کہ میں بھی مشتاق ہوں عمرو نے بند نقاب دور کیا پھر نقاب اٹھانے کے جتنے اسکی صورت دیکھی
وہ خندہ زن ہوا یہاں تک کہ تمام اہل بارگاہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گئے لقا بدار اسی طرح باہر نکلا بند نقاب منہ پر درست کیا بارگاہ
لقا میں آیا تمام حال کہا کہ میں گرفتار ہو گیا تھا چھوٹ آیا خدا پرست کچھ نہ کر سکے بختیارک نے کہا غنیمت سمجھو کہ تم سلامت
چلے آئے اور اب ہوشیار رہنا اسطرح سے غافل نہ ہونا لقا بدار نے جواب دیا کہ اب ایسا نہ ہوگا اور کہا کہ طبل جنگ بجواؤ کل ایک
خدا پرست کو باقی نہ رکھونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوئے یہاں بادشاہ اسلام اور امیر نامدار سب
سرداروں کے ہوش میں آئے لقا بدار کو نہ پایا اپنے دل میں بہت پشیمان ہوئے کہ ناحق ہنسے اسکی نقاب اٹھوائی اور روئے
نحس اسکا دیکھا اگر قتل کر ڈالتے تو قصہ مٹ جاتا مگر اب کیا ہوتا ہے مشیت کہ بعد از جنگ یا دو بار پر کلمہ خود بہادر و در حیران و پریشان
بیٹھے تھے کہ خبر پہونچی طبل جنگ لشکر کفار میں بجا ہے امیر نے کہا کہ رضینا بالقضا کہدو ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجے شب
گذری صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے لقا بدار خندان لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا ادھر لشکر اسلام
میں کوئی سوائے کرب غازی اور صاحبقران کے نہیں ہے جو مقابلے کو جائے جو باقی ہیں وہ بھی چرائے ہیں آخر کار
امیر یا قیر اشقر کو چمکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا صاحبقران
کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے اور فرمایا یہ نہ ہوگا کہ میرے ہوتے آپ میدان میں جائیں مجھکو اجازت میدان دیجیے آپ نہیں جانتے
بعد میرے آپ جو چاہیے گا سو کیجیے گا صاحبقران چیخ مار کر روئے اور کہا کہ خدا اس روز کو مجھے نہ دکھائے کہ میں تخت بادشاہی کو
ویران دیکھوں آپ ظل اللہ ہیں رونق لشکر و سپاہ ہیں میں کبھی اپنی زندگی میں آپکو میدان میں نہ جانے دونگا بادشاہ اسلام
کہ رہے ہیں کہ جو کچھ ہے آپ ہی کے دم سے ہے یہ سب رونق حضور کے قدم سے ہے ادھر کرب غازی قدموں پر گرا ہوا اجازت
طلب کر رہا ہے لوگ مشغول دعا اور مصروف نالہ و بکا ہیں یا رب یا ستار کی آواز چار سو لشکر اسلام میں بلند ہے ہنوز کوئی میدان میں
مقابلے کو لقا بدار کے نہیں گیا ہے اور بختیارک لقا سے کہہ رہا ہے کہ آج خدا پرستوں کی فتح ہے کہیں بھاگنے کا سامان کر لیجے
کالیا لن دھوکے سے رہا ہے اور وہ سولیں ار رہا ہے کہ اہی اپنا نشان کیا ادا ہی کہتا ہے کہ دیکھا ایک بگولا گرد کا صحرا کی طرف سے اٹھا

نزدیک پہونچا شق ہوا ایک عیار بچی دکھائی دی کہ تاج عراقی سر پر نیم تنہ گلے مین جوڑی خنجر کی کمر مین لگی ہوئی لچھا گوپھن کا سر سے
لپیٹے ہوئے کمند بازو پر بندھی ہوئی قنطورہ زربفتی کمر مین زنگولے زانون پر پاتابے پاؤن مین چستی و چالاکی رفتار سے ہویدا شوخی
و شرارت چہرے سے پیدا قریب نقابدار آئی اور ایک نامہ دیا نقابدار نے نامہ پڑھا میدان سے پھر کر لقا کے سامنے
آیا کہا کہ میرے مالک نے مجھے بلایا ہے مین اب یہان ایک دم نہین ٹھہر سکتا مگر جا کر آؤنگا تم خدا پرستون کو اسی طرح قید رہنے دو
مین آکر کچھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا عیار دونون لشکرون کے جاسوسی کو پیچھے پیچھے چلے جاتے ہین دامن کوہ مین پہونچے دیکھا کہ بلندی
پر لشکر عظیم اترا ہوا ہے تین لکھو علم نشان تین لاکھ سوار کا معلوم ہوتا ہے ایک طرف کو ساٹھ ہزار شتر پوش کہ انکی صفت علحدہ ہے
ایک طرف ساٹھ ہزار سیاہ پوش افسر انکا نقابدار سیاہ پوش گریان ہے ایک جانب ساٹھ ہزار زرد پوش کہ سردار انکا
نقابدار زرد پوش مقرعہ زن ہے ایک جانب ساٹھ ہزار زرہ پوش ہین کہ سردار انکا نہیان فیل سوار ہے اسکے منہ پر
نقاب نہین ہے ایک سمت ساٹھ ہزار زمرد پوش ہین کہ نقابدار قنطورہ پوش انکا مالک ہے بلکہ یہ چارون نقابدار اسکے
تحت کے قائم ہین نقابدار خندان کو بلایا اور کہا تو جو ہمسے پیشتر سیر کو آیا تھا کیا بنا یا نقابدار خندان نے جواب دیا کہ مین
لقا سے خداوند باخبر کے ساتھ ہوکر خدا پرستون سے لڑا اور تمام خدا پرستون کو گرفتار کیا ایک حمزہ اور بادشاہ لشکر باقی
تھا کہ انکو آج پکڑ لیتا اور لقا سے عہد نامہ لکھوا لیا تھا کہ جو کچھ مین کہونگا تجھکو قبول کرنا ہوگا اب بہت خدا پرست لشکر لقا مین
قید ہین نقابدار قنطورہ پوش یہ سنتے ہی برہم ہوا کہا کہ تو نے بہت برا کیا ایسا خود مختار ہو گیا کہ آپ سے آپ لوگون سے
لڑنے لگا ہمارے مالک نے کب یہ حکم دیا ہے کہ کسی سے لڑتے پھرین پس جلد جا کر تمام خدا پرستون کو لے آ ہمکو نہ لقا سے نہ
کام نہ خدا پرستون سے سروکار نقابدار خندان یہان سے چلا لیکن عیاران لشکر اسلام و لشکر کفار جو خبر کے واسطے آئے تھے
انکو عیار بچی نے سب کو گرفتار کر لیا سامنے نقابدار قنطورہ پوش کے لائی کہ یہ عیار خدا پرستون کے ہین اور یہ عیار لقا کے
ہین نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ سچ بتاؤ تم مین سے عمرو کون سا ہے کہ مین اسکا بہت مشتاق ہون اور بڑی تعریف سنی
ہے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ اگر اپنا نام ظاہر کرتے ہو تو خدا جانے کس طرح مجھسے پیش آئے اتنے مین نقابدار قنطورہ پوش نے
پھر کہا کہ خواجہ تم اپنے نام کو ظاہر کرو اور کسی طرح کا وسواس اپنے دل مین نہ لاؤ مین کمال تمہارا مشتاق ہون بہت دنون سے
مجھے تمہارا اشتیاق لایا ہے اسوقت خواجہ نے کہا مین عمرو ہون نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کی مشکین کھلوا دین اور اپنے
پاس لا کر بٹھایا باقی جو عیار لشکر اسلام کے تھے انسے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے بعد سلام کے عرض کرو کہ حضور
میری بارگاہ مین قدم رنجہ فرمائین کہ مین بھی شرف ملازمت حاصل کرون اور عیاران لقا سے کہا کہ تم لقا کے پاس جاؤ اور
اسے بلا لاؤ سب عیار اپنے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے لیکن نقابدار قنطورہ پوش نے کشتیان جواہر کی عمرو کو دین اور کہا
کہ مین تمہارے علم موسیقی کا شائق ہون اب کچھ سرائندگی کرو عمرو نے جوڑی ہفت جوش کی زنبیل سے نکال کر بجانا شروع
کی خوب بجائی خوب گایا کہ قنطورہ پوش عاشق ہو گیا اور عمرو کو اپنا بھائی بنایا اور کنارے لیجا کر بند نقاب کا اٹھا کر اپنی صورت
دکھائی عمرو کو ایک نازنین آفتاب طلعت نظر آئی حیران ہو گیا مگر قنطورہ پوش نے منع کیا کہ خواجہ خبردار کسی سے میرا
حال نہ کہنا انھون نے قسم کھائی کہ نہ کہونگا عمرو کو تو یہان چھوڑیے اب حال نقابدار خندان کا سنیے کہ بارگاہ لقا مین آیا
سب کیفیت لقا نے پوچھی نقابدار نے کہا کہ قید تمام خدا پرستون کی لینے آیا ہون میرے مالک نے انھین طلب کیا ہے
لقا چاہتا ہے کہ تکرار کرے بختیارک نے روکا کہ محل تکرار نہین ہے جواب دیا قیدی حاضر ہین لیجائیے ہمکو انسے کیا سروکار
ہے آپ کے قیدی ہین آپ کو اختیار ہے خندان تمام سرداران لشکر اسلام کو قنطورہ پوش کی خدمت مین لایا قنطورہ پوش
نے سب کو قید سے رہا کیا اپنے پاس بٹھایا لیکن عیاران لقا جو آئے تمام احوال نقابدارون کا بیان کیا اور کہنا

کہ آپ کو لقا بدار قنطورہ پوش نے جو سب کا سردار ہے طلب کیا ہے بختیارک نے لقا سے کہا ضرور چلیے اگر وہ آپ کا شریک
ہو جائے تو پھر آپ سے کوئی عہدہ برا نہو سکیگا لقا اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا لیکن ادھر جب عیاران لشکر اسلام خدمت امیر
میں پہونچے اور سب حال عرض کیا کہ لقا بدار قنطورہ پوش نے حضور کو پیام دعوت بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہمیں کمال مشتاق ہوں
تشریف لائیے اور قدم رنجہ فرمائیے اتنے میں خبر پہونچی کہ لقا تو گیا امیر نے فرمایا کہیں ایسا نہو کہ بیناہ ہمارا جا کر فتنہ انگیزی کرے
اشقر دیو زاد طلب کیا اور سوار ہو کر چلے جسوقت بارگاہ لقا بدار میں پہونچے سلام کیا کہ سلام من دریں مجلس بر کسی باد کہ بداند
وشناسد خدا ایک ساعت و دین مسلمانان برحق سب نے انگلیاں کانوں میں دے لیں سمجھ کر جواب سلام دیا ورنقا بدار قنطورہ پوش
تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اے صاحبقران عالیشان و اے امیر گیتی ستان حقا کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہیں اختر اقبال
آپ کا بلند ہے اور شوکت و صولت بہرام فلک سے دہ چند ہے اگرچہ آپ اور خدا کو مانتے ہیں ہم اور خدا کو جانتے ہیں لیکن آج
آپ ہمارے مہمان ہیں عزیز دل و جان ہیں غرض بکمال تعظیم و توقیر کرسی پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا لقا بدار بہت محبت
کے ساتھ امیر سے پیش آیا اسمیں لقا آیا پکارا سلام میرا اُسپر ہے جو مجھکو خدائی مانتا ہے اور بختیارک چلایا فریاد ہے عمرو کے
ہاتھ سے کہ میرے باپ کو اسنے قتل کیا لقا بدار قنطورہ پوش نہایت برہم ہوا اور حکم دیا بالاں دوسے لیکن جو تہان اسی
بالائی کو نہ پایا قبیل سوار نے تقصیر بختیارک کی معاف کرائی اور بختیارک سے کہا کسکی فریاد تو کرتا ہے عمرو تو بھائی لقا بدار
قنطورہ پوش کا ہے بختیارک نے جواب دیا کہ اب ایسا قصور نہو گا غرض یہ بھی صحبت میں بیٹھا رات بھر ایک عجب کیفیت
رہی صبح کو لقا بدار قنطورہ پوش نے لقا بدار قلندر کو بلوا کر پوچھا کہ تو نے مشتری حصار میں آکر کیا کیا اسنے جو کچھ کہ لشکر اسلام
کے ساتھ کیا تھا وہ کہا قنطورہ پوش یہ سنکر غیظ میں آیا اور کہا کہ بہت سا جھک مارا اور گو کھایا ہمارے آقا نے تجھے بھیجا تھا کہ جا کر
خبر باختر کی لے آ اور تو بے سبب لشکر حمزہ سے لڑا تو نے اپنے آقا کی عدول حکمی کی اسے باندھ لو اسے اور زدوکوب کرتے
ہوے لیجاو لوگوں نے دوڑ کر قلندر کی مشکیں باندھ لیں اور کوڑے مارتے لیکر روانہ ہوے بعد اسکے لقا بدار قنطورہ پوش
نے تمام سرداران امیر کو بلوا کر امیر کے سپرد کیے اور کہا کہ یا امیر ہمارے مالک کا یہ حکم نہیں ہے کہ کسی سے جنگ و جدل کریں ہم
فقط سیر ملک باختر کی کرنے آئے تھے از بسکہ لقا بدار قلندر نے نافرمانی کی اسکو ہمنے سزا دی تھا اور امیر سے نہایت عذر کیا عمرو
سے کہا کہ خدا چاہے اگر زندگی ہے تو پھر ملاقات ہوگی اور لقا سے کہا ہمیں تمہارے مقدمے میں دخل نہیں ہے تم جانو اور سرور حمزہ
صاحبقران جانیں یہ کہکر رخصت ہوا اور کوچ کر کے چلا گیا امیر نے کہا اے لقا شیطنت سے باز آ خدا پرستی اختیار کر کیوں
نافرمانی میں قدم نہ دھرین تجھکو بادشاہ ملک باختر کا کردونگا اور اپنا بھائی بناؤنگا زہرو شاہ بولا اے حمزہ میرے غضب سے
نہیں ڈرتا اگر چاہوں تو تجھے خاک سیاہ کر دوں امیر نے کہا کہ تو اگر میری ایک انگلی ٹیڑھی کردے تو میں ابھی تجھے سجدہ
کرتا ہوں سہیل خان بولا کہ اگر کچھ قدرت رکھتا ہے تو جو [illegible] کرتا ہے کر ورنہ [illegible] تو میں تجھے [illegible] مارونگا اور خدائی
نہ مانونگا لقا نے کہا کہ یہ میرے بندے ہیں میں نے انکو پیدا کیا ہے مجھکو رحم آتا ہے میں انکے واسطے کچھ نہ کرونگا سہیل خان نے کہا
بس معلوم ہوا کہ تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا میں اب تیرے قریب میں نہ آؤنگا اگر [illegible] کچھ بھی طاقت ہوتی تو ملک [illegible] حمزہ
کے ہاتھ سے بھاگتا نہ پھرتا لیکن لقا نے امیر سے کہا میں لشکر میں جا کر طبل جنگ بجواکر تمسے لڑتا ہوں اگر میں غالب ہوا [illegible]
اور نہیں تو جو چاہنا سو کرنا امیر نے کہا کہ بہت اچھا کل اگر نہ ہوگی تو سیاہ قلب [illegible]
[illegible] سیاہ [illegible] جو [illegible] لقا وہاں سے اپنے لشکر میں آیا سہیل خان [illegible]
[illegible] لقا کو [illegible] حمزہ [illegible] بختیارک نے لقا کو [illegible] سہیل خان مسلمان ہو گیا اور اس [illegible]
باندھ کر حمزہ کے پاس لیجا [illegible] لقا یہ سنکر ڈرا اور سہیل خان کو بلا کر کہا کہ تو [illegible]

سہیل خان نے جواب دیا کہ اب ہم تیرے دام تزویر میں نہیں پھنسنے کا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ حالا چہ تدبیر کنم اُسنے
کہا تدبیر گریز غرض لقا رات کو اپنے لوگوں سمیت یہاں سے شہر مرصع نگار کو بھاگا جب وہاں پہونچا شہنشاہ مرصع پوش
شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش جو وہاں کے حاکم تھے انھوں نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور لقا سے کہلا بھیجا
کہ تیرا کام ہمارے یہاں نہیں ہے تو یہاں سے چلا جا نہیں تو ہمارے ہاتھ سے ایذا پہونچیگی لقا یہ سنتے ہی خوف زدہ ہوکر بھاگا
اور راستہ قلعہ اختم کا لیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ میں نے کتاب نجومی میں دیکھا ہے کہ شہر اختم میں حمزہ پر قران صعب
ایسا ہوکہ جو دوست رکھو مالی حمزہ کے ہیں وہ دشمن جانی ہو جائینگے لقا خوش وخرم شہر اختم کو چلا جاتا ہے جب قریب اختم کے
پہونچا ہرکاروں نے جاکر شہپال اختمی اور خورشید اختمی کو خبر دی کہ لقا خداے باختر آتا ہے یہ خبر سنتے ہی وہ بہر استقبال
شہر سے نکلے اور بکمال اعزاز واکرام سے شہر میں لیگئے نہایت توقیر وعزت کی بڑے عزم وشان سے دعوت کی دوسرے دن
نجومی پنڈت رمال جمع ہوے اور انھوں نے اپنے علم سے دریافت کرکے عرض کیا کہ سرزمین اختم میں حمزہ بہت ایذا اُٹھائیگا
تمام لشکر تباہ ہو جائیگا یہ سنکر لقا نے نجومیوں کو خلعت دیا عیش وعشرت میں مصروف ہوا لیکن یہاں صبح کو سہیل خان
شتری حصاری نے سنا کہ شب کو لقا بھاگ گیا نہایت رنج ہوا غرض حمزہ صاحبقران کو خط اس مضمون کا لکھا کہ اے
شہریار میں چاہتا تھا کہ لقا کو باندھکر خدمت عالی میں لے آؤں وہ کافر خاکسار شب کو بھاگ گیا اب یہ غلام شرمندگی سے
خدمت والا میں حاضر نہیں ہو سکتا نہایت آرزوے قدمبوسی ہے جسوقت عرضی خدمت امیر میں پہونچی اور مضمون سے آگاہی
ہوئی بہت خوش ہوے کہلا بھیجا کہ اے سہیل خان ہم خود تمھارے مشتاق ہیں جلد آؤ اور وہ کافر کہاں جائیگا تم اسکا خیال
نہ کرو سہیل خان پیغام سنکر تحفے شہر شتری حصار کے لیکر روانہ ہوا امیر نے جو آمد سہیل خان کی سنی سرداروں کو استقبال
کے واسطے روانہ کیا وہ پیشوائی کرکے بارگاہ شہنشاہی میں لاے سہیل خان نے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا اور باادب امیر
عالی مقام کو نذر دی قدموں پر سر رکھا امیر نے گلے سے لگایا کلمہ ارشاد فرمایا سہیل خان کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور
ایک قصیدہ کہکے لایا تھا وہ گذرانا امیر اسے پڑھکر بہت خوش ہوے اپنا فرزند کیا سہیل خان نے پھر نذر دی بعد اسکے
سہیل خان نے اپنے شہر کو آئینہ بند کروایا اور امیر کو مع سرداران بلند مقام اور بادشاہ اسلام کے شتری حصار میں لیگیا اور
حکم دیا بتخانے توڑ ڈالے جائیں مسجدوں کی بنا ڈالی جاے اسی وقت بتخانے ڈھائے گئے مسجدیں بننے لگیں سکہ بادشاہ اسلام کے
نام پر جاری ہوا بانگ صلواۃ بلند ہوئی شہنشاہ اور حمزہ شتری حصار میں رہے سہیل خان نے شہر مرصع حصار
زمرد حصار نقرہ حصار والوں کو نامہ لکھا کہ تم سب آکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہو میں تمھاری خوبی ملازمت
کرادونگا تینوں بادشاہوں نے اسکا جواب لکھا کہ اے سہیل خان اگرچہ ہمکو اشتیاق قدمبوسی صاحبقران کا ہے مگر ہم
لقا سے کچھ خوف تھا ہو جاتے ہم نہایت مشتاق زیارت صاحبقران ہیں جسوقت وہ شہریار یہاں رونق افزا ہونگے ہم سب
شرف ملازمت سے مشرف ہونگے جواب نامے کا پڑھکر سہیل خان بہت خوش ہوا اور وہی نامہ خدمت صاحبقران
میں گذرانا اور عرض کیا کہ بغیر حضور کی اطلاع کے غلام نے انکو نامہ لکھا تھا انھوں نے یہ جواب بھیجا ہے امیر پڑھکر بہت خوش
ہوے سہیل خان کی بہت تعریف کی کہ بہت مرد دانا ہے اور وہاں سے کوچ کرکے مرصع حصار کو چلے جب قریب پہونچے
شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش اور شہنشاہ مرصع پوش تینوں بھائی سہیل خان کے پاس آئے وہ انکو
خدمت امیر میں لایا شرف قدمبوسی سے مشرف کرایا امیر نے کلمہ تلقین کیا تینوں کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ حضور
آج کا دن ہم خاکساروں کو بھی شامل فرمائیے اور شہر کو قدم مبارک سے مشرف کیجیے امیر نے قبول کیا اور انکے ساتھ قلعے کو چلے
انھوں نے پہلی ہی سے شہر کو سج رکھا تھا اور دروازہ شہر سے تا ایوان بادشاہی پانداز ڈلوایا تھا اہتمام کرتے ہوے لائے

بادشاہ اسلام کو تخت پر بٹھایا کشتیاں نذر کی پیشکش کیں حق خدمت بجا لانے امیر تین دن تینوں بادشاہوں کے یہاں مہمان رہے
خوب کیفیتیں اٹھائیں

اب شمہ داستان شہر اختم میں لشکر اسلام کا جانا اور وہاں فلک تفرقہ پرداز کا باہم امیر و عمرو میں نفاق ڈالنا بیان کیا جاتا ہے

کلک فراق نگار اور خامۂ نفاق اظہار یوں راقم حال صاحبقران با اقبال ہے کہ صاحبقران گیتی ستان جب بند و بست شہر صبح حصارہ زہرہ حصار و نقرہ حصار سے فراغت کر چکے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ باقبال ماندہ درگاہ ذوالجلال لقا کہاں گیا اور کسنے دامن پناہ اسے دیا عمرو نے عرض کیا اے شہریار ذوی الاقتدار اب لقا شہر اختم میں پہونچا ہے اور وہاں کے نجومیوں نے متفق ہو کے حکم لگایا ہے کہ سرزمین اختم میں لشکر حمزہ پر قران صعب ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو بلوائیے اور انسے احکام نکلوائیے امیر نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے بادشاہ اسلام نے خواجہ زادوں کو بلا کر فرمایا آپ احکام نکالیں کہ کوچ کر کے یہاں سے جانب اختم کوچ کریں انھوں نے رمل میں دیکھ کر عرض کیا کہ سرزمین اختم صاحبقران کو مبارک نہیں ہے وہاں جو دوست قلبی ہیں دشمن جانی ہو جائینگے کچھ شک نہیں عمرو نے جو یہ کلمہ سنا قدموں پر صاحبقران کے گر پڑا اور کہا حمزہ اختم میں نہ جا کس واسطے کہ مجھ سے زیادہ دوست تیرا کون ہے تو میرا عاشق میں تیرا شیدا ایسا نہو کہ فلک شعبدہ باز کچھ نیرنگ دکھائے کہ مجھ سے اور تجھ سے نفاق ہو جائے اور اگر تو وہاں جانے کا قصد کریگا تو میں اطراف کعبہ کو چلا جاؤنگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ کچھ مضائقہ نہیں ہے تجھ سے کبھی فراق نہوگا انشاءاللہ تعالی اتفاق رہیگا غرض آپس میں عمرو چپ ہو گیا اور وہاں سے طرف اختم کے کوچ ہوا ہر منزل میں یہ حال تھا کہ عمرو امیر پر سے تصدق اتارتا تھا اور امیر عمرو پر سے کبھی وہ انپر نثار ہوتا تھا کبھی یہ انپر نثار ہوتے تھے دونو آپس میں گلے مل کر روتے تھے ایک کا ایک دیوانہ تھا ایک چراغ ایک پروانہ تھا گاہ یہ بلبل وہ گل گاہ وہ گل یہ بلبل اسی طرح بعد از قطع منازل و مراحل پیمائی کرتے ہوئے قریب شہر اختم کے پہونچے بارگاہ فلک اشتباہ برپا ہوئی لشکر کا اتارا شروع ہو گیا خیمہ خرگاہ لشکریان کھینچ گئے سب قلندر سے سراپچے استادہ ہو گئے ہر ایک حسب دلخواہ جگہ تجویز کر کے اترتا جاتا تھا قیام کرتا جاتا تھا دوسرے روز عمرو کو خبر پہونچی کہ مغلی آباد میں بچپن سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا اور سکندر عیار انگیز اسکا نام رکھا تھا مہتر قران کو مغلی آباد میں اسکی تعلیم و پرورش کے واسطے مقرر کیا تھا وہ لڑکا بارہ برس کا ہوا ہے فن عیاری میں طاق ہے یگانۂ آفاق ہے ادھر آنیکا قصد کیا ہے قریب آ پہونچا ہے عمرو باستماع اس خبر فرحت اثر کے وہاں سے چلا دو فرسخ آیا تھا کہ دیکھا ایک خیمہ سیہ استادہ ہے اور اسمیں سکندر عیار انگیز بیٹھا ہے گرد بارہ ہزار عیار یگان مرصع پوش اور مندل کا وہ ملا ہوا ہے عمرو خیمہ میں آیا فرزند کو سینے سے لگایا پھر ملکہ سرو تکین سے ملاقات ہوئی اسنے کہا کہ خواجہ بعزت تمام مجھکو اور میرے لڑکے کو لشکر میں لیچلو عمرو نے جواب دیا کہ ملکہ ایسا ہی ہوگا اور وہاں سے عمرو خدمت امیر میں آیا دست بستہ کھڑا ہوا امیر نے کہا کہ خواجہ کیوں کیا ہے تب عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ میں نے تمام تیری اور تیری اولاد کی خدمتگزاری کی آج تک میں نے اپنی عزت و آبرو یہاں کہ میری بی بی اور بیٹا آتا ہے تمام سرداروں کو حکم دیجئے کہ استقبال کو جائیں اور بتوقیر تمام لائیں امیر نے سب سرداران نامدار ملک فرزندان با وقار تک کو فرمایا کہ جاؤ ملکہ سرو تکین اور ملکہ جادو کو لاؤ بموجب حکم صاحبقران سب سردار [illegible] بادشاہ اسلام سراپردۂ خیمہ استادہ کر کے بیٹھے اور فرزندان عمرو جو کہ مانند چالاک اور سیہ سوار ہو کے لباسہا [illegible] پہنکر بہ تماشا دروازہ سراپردہ پر کھڑے ہوئے اس عرصہ میں آمد سواری کی شروع ہوئی [illegible] تمام گرد [illegible] ملکہ سرو تکین اور ملکہ جادو کو دکھائی دیا گرد سواری کے تمام سرداران عالی تبار عیاران نامدار نوبت و نقارہ [illegible] و سپاہی نیچے ہوئے آگے سکندر عیار انگیز بارہ ہزار عیاروں سے اسکے آگے مہتر قران [illegible] اور لوگ [illegible]

گلشنون کا سا چہرہ عالیجاہ ہزار رے دانون پر مشکون کے چڑھے ہوئے پانی مین گلاب کیوڑہ ملا کر چھڑکتے آتے ہین کہ خاک نہ اڑنے پائے بعد انکے دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار اکرتہہ ہندی گوجر ملک دکھنی سیاہ شاہ ملک قنوجی شکن زر دہلوی فرخ شاہ ملتانی محمود شاہ ہنبولی اور گورکیان ہندی عادل شیرزل فاضل شیردل فرہاد خان کیرلی نو لاکھ سوار پوربی دکھنی ملتانی زرہیلے سروہیان ہاتھوں مین سیلیان گلون مین پڑین کمال عز و شان سے سواری اسکی جو آئی جمشید و خورشید سمجھے کہ حمزہ یہی ہے بختیارک نے کہا کہ یہ جانشین حمزہ ہے ابھی حمزہ کہان غرض شام ہوگئی تھی سب کا فراٹھ گئے صبح کو پھر تماشا دیکھنے آئے اب آمد شاہان ہفت ملک کی شروع ہوئی شام عاد زرین کمر اور سپہدار ان عاد زرین کمر سیم نیلی بدیع الجمال رومی نقلان رومی عزیز شاہ مصری فریدون شاہ یونانی شعلہ فراق جر قہستانی فعل گرجستانی اور ملک شعلہ طلب انگریزی اور آرد شیر دیو دودی و شتقال شاہ مغربی و ریحان شاہ مغربی نمودار ہوئے بختیارک نے کہا ای جمشید و خورشید جب حمزہ پردہ قاف کو گیا ہی تو عمر قاید بمقابلہ ہوتا ہوا اور سرداران حمزہ کو لیے ہوئے کرور سوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور ایک سردار کو نہ لڑنے دیا سب کو بچایا بعد انکے عمرو بن حمزہ یونانی صاحبقران ثانی لہراسپ اشقانوس یونانی صدف پوش یونانی لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا بختیارک نے اسکی بہادری کی نہایت تعریف کی عبد القہار حلبی عبد الجبار حلبی قاہر حلبی طاہر حلبی لاکھ سوار سے آئے آمد مین دن تمام ہوا شب ہوگئی جمشید و خورشید اٹھ گئے صبح کو پھر آکر بیٹھے اب شاہان عراق و صفہان کی آمد ہوئی شہنشاہ عراقی صندیل صفہانی اور شہریار بنی شلیمان شاہ فارسی بیر غفاری خضران شاہ کشمیری سالک شاہ کشمیری بہرام شیر خوار بہرام شیر جان بہرام چوب گردان مرزبان خراسانی مرزبان کلاہ آہن خسرو شیردل نمایان ہوئے بعد اسکے اسی ہزار نیزہ داروں سے صاحبقران نیزہ داران صاحب نیزہ دو سر غلام نبی وجاکر حیدر مالک اژدر سپر ابراہیم بعد اسکے تہیلول شاہ عدنی سکندر شاہ عدنی ہلال شاہ عدنی ساٹھ ہزار سواروں سے پہونچے بعد اسکے پھر گرد اٹھی شاہزادہ علشاہ رومی کہ تمام سرداران رومی مثل قہرمان رومی زہیر ہاربر رومی الاگر دفرنگی مالاگر فرنگی نہنگ بچہ دریائی ساقط شاہ و رفندی مسروق دیوانہ صیاد شاہ کوہی ارزان شاہ کوہی زلزال اشتر کو توال ہمراہ گوروں کی پلٹنین کہ انکے تنبور گرگڑاتے ہوئے کنپٹیان لہراتی ہوئین گلون میں سرخ کرتیان سرون پر سیاہ ٹوپیان ساٹھ لاکھ فرنگی اور ساٹھ لاکھ رومیون سے آیا بعد اسکے جمشید بن قباد فوج زیر باد فرنگ کی اسکے ساتھ تیغ عرشی تاجدار فرشتی تاجدار شاہ صفا ترک شاہ فرنگی فیروز زیرچہ تین لاکھ فرنگیون سے آیا بختیارک نے اسکا بھی حال کہا کہ یہ بھائی ہے بادشاہ لشکر حمزہ کا بعد اسکے سردم ہوئی دیوانہ قلندر دیوانہ سلطان سرہند بلی دیوانہ طراس شیر زنگی طول ابست بربری قاسم شمشیری ہاشم شمشیری بہمن ارجاس کبودی اور طوفان بن بہمن اژدہائی بن بہمن طوغان بن بہمن کوہی چالیس ہزار سوار سے کوئی پچاس ہزار سوار سے کوئی ساٹھ ہزار سوار سے کوئی لاکھ سوار سے پہونچا بعد اسکے رستم سرزمین مغرب قہرمان عاد مغربی ہلال عاد مغربی اکھوب خان جنگری تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آئے پھر لاکھ سوار سے جمہور جہان سوز طاطوس بہادر شہنشاہ تبریزان وارد ہوئے بعد فتح دین ستون اسلام کرب پرچرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب سرسنگی گرمیون کی دو سکے مین اندلس تیر رفتار جام اندلسی شام اندلسی فتاح پلنگینہ پوش اسکے ساتھ چھبیس ہزار قزاقان طلائی پوش تھے آیا آمد سے شام ہوگئی کفار اٹھ گئے صبح کو پھر آکر بیٹھے گرد اٹھی اہرمن مازندرانی لاکھ سوار سے آیا پھر گرد عظیم اٹھی شاہزادہ خاور سپاہ چالیس ہزار یاقوت پوش آگے آگے پیچھے سب فوج ترکستان و خاوری کی قلماس خان خاوری اہمتن خان خاوری حسن خان خاوری الماس خان خاوری فیروز خان خاوری ترک طہماس نقشبندی الماس خان ترکی لاوندی طلوا مہہ

نصر بن طول طول آئینہ رو بیہ سمرقندی ملک ہوشیار بلخی ماہیار بلخی کامگار بلخی خسرو درزو ہمایون بن شداد
ملک مراد شاہ قارن بہمن خورسپ ازرسپ نیزہ دار مظفر بن قیشم خون آشام اردشیر پیکر دیو بند لعلان
لعل قبا فیروز لعل قبا معدان شاہ حوت بن سارنج اخی سیستانی کتارہ بن اخی سیستانی چوبیس سو جوڑی
نقارخانہ اور اسبابی کی گنتی ہوئی اک عجب شوکت و شان سے قدم دکھائی دیا خورشید و جمشید نے کہا کہ حمزہ یہی ہے بختیارک نے کہا
کہ یہ پوتا حمزہ کا ہے اور وہ اماجو لقا ہے نور خالص چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو بھی لیگیا ہے لقا نے ایک دھول ماری اور کہا کہ ایسے
بیہودہ پہ نہ کہنے کہا تھا کہ تو بیان کر بختیارک نے کہا کہ مشہور ہو چکا ہے یہ حال کیا کسی سے چھپا ہے جمشید و خورشید ہنس پڑے
کہتے تھے کیا بد ذات ہے خداوند سے بھی نہیں چوکتا بعد اسکے آمد بدیع الزمان کی شروع ہوئی کہ بدیع الزمان زمرد کی کڑیوں کی زرہ
پہنے ہوئے چالیس ہزار زمرد پوشوں سے آ نگیے اور پیچھے ساٹھ لاکھ سوار اور نیچے اسکے ہمشیر تبریزی سہیل تبریزی ترک تیغ کش گیسو
کمر بن خطائی ملک مجنون شاہ آہوگیر شاہ گرشاسپ خسرو شاہ فضل بن گیا ہوا قیس بن گیا ہوا حبیب بن گیا ہوا
نوح بن گیا ہوا نصر بن گیا ہوا شہریار بن علقمہ نصر یار بن علقمہ طرید بن علقمہ ارباب باختری فضل بن آشوب
جاروب و ساروب جوہر ترک جوشن پوش قارن بلند کمان ورقا سے زنجیر خو ارطاہر بن قہرمان الحجی
سعد و سعید خور فنشان جمشید و خورشید و جمی قارن گرگین سوار ہوشنگ شاہ پیل دندان کاؤس شاہ پیلزوران
جمشید شاہ اہرمن سارنج بن اہرمن قرطاس اژدر پوش دیو ارشد بلوچ الونکیست زنگی ابلق زنگی الماس زنگی
سہیل زنگی کمال و معصوم یہ اسکی سواری آئی بختیارک نے سب کیفیت کہی کہ یہ بڑا داماد ہے حمزہ کا اور بہو لو خداوند کی اپنے قبضے
میں لایا لقا نے کہا کہ تو بہت نالائق ہے بختیارک نے کہا سچ ہے غرض شام الغین کی آمد میں ہوگئی سب کا فر اٹھ گئے خواب خرگوش
میں گرفتار ہوئے صبح کو پھر آئے گرد نمایاں ہوئی فرخ سوار قلندر فرخ بخت قلندر ستر ہزار سوار سے دکھائی دیے
اسکندر فرخ لقا سات ہزار سوار سے آیا پھر اسفندیار گیلانی عمرو کوزاد ختنی چوگان بن حمزہ دو لاکھ سوار سے پیدا ہوئے
پھر سلطان سعد اور عمرو بن رستم دو لاکھ سوار سے آئے پھر گرد عظیم اٹھی نور الدہر بن بدیع الزمان قہرمان شاہ عدلان شاہ طہماس
بن عنقوتیل دیو پرور عنقوتیل دیو پرور القاسپ و انساب جہانگیر شاہ ننگ کستار نام کوہ نجت دریا نشین گلبن
گلباس سام و زندہ ساٹھ لاکھ سوار سے پیدا ہوئے خورشید و جمشید نے پوچھا کہ یہی حمزہ ہے بختیارک بولا یہی حمزہ کا پوتا ہے
خداوند کی بہو کو ملک سے پیدا ہوا ہے اسنے طہماس ایسے شخص کو طرفۃ العین میں پکڑ لیا اسکا روز در تلامہ آور کہ لقا کو گزرنا کیسا
باتیں کرتے تھے کہ پھر گرد اٹھی سر خیل وفاداران مقبل وفادار اسی ہزار غلامان زرین کمر ترکش و زرین کمان سے نمودار ہوا بختیارک
نے کہا کہ یہ غلام حمزہ اور صاحبقران تیر اندازان ہے بعد اسکے دیکھا کہ ڈنکے اور نفیری کی آواز بلند ہے پہلوان سے غول کے غول
آگے تخت پر لقا اور اسکی [illegible] سرو آسا کی تصویریں اوپر چوتیاں پڑی ہوئی ہیں اور ایک تخت پر عمرو تاج حضرت آدم کا سر پر
پر جیغہ قلغی [illegible] جامہ [illegible] میں یہ دمبدم رنگ بدلتا تھا ایک لاکھ اسی ہزار عیار لباس زرق برق پہنے ہوئے چار جہت
آ نگے سب [illegible] ان صاحب بغداد گران مہتر قران حبشی راوی لکھتا ہے کہ سات روز تک اسی طرح لشکر
چلا آیا آٹھویں دن صبح کو تمام سواران لشکر حمزہ صاحبقران میں کھڑے ہوئے کہ آواز طبل سکندری کا اور
[illegible] اور صبح کی [illegible] بلند ہوئی صدا سے غرش علم اژدہا پیکر آئی تخت بادشاہی دکھائی دیا آگے آگے حمزہ صاحبقران
اشقر دیو نژاد پر سوار پیچھے فوج بلند بار سلامی بادشاہ اسلام کی چہار طرف ہونے لگی حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی میں
داخل ہوئے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ دس روز تک فوج اسلام آیا کی شاہان اخشم اسقدر فوج و لشکر دیکھ کے حیران ہوئے
آپس میں کہا لقا سچ کہتا تھا کہ حمزہ سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہماری کیا حقیقت ہے کہ اس سے لڑینگے جمشید نے جو

یہ کلمہ کہا خورشید بولا کہ ابھی دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور انہوں نے جس روز سے لقا آیا ہے نامے چار طرف کو لکھے ہین اور مدد طلب کی
ہے کچھ بیان آئے ہوے دوسرا دن ہے کہ آواز طبل شادیانی کی لشکر کفار سے بلند ہوئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ
عمرو لشکر کفار کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لوگ بہر استقبال سوار ہوتے ہین حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ داماد لقا خداوند
کوہ بیابان اخضر سے آس بن الوس مدد لقا کے واسطے آتا ہے عمرو اس کافر کا نام سنتے ہی کانپنے لگا اور اپنے دل مین کہا کہ نہین
معلوم اسکا شر سے کیا صدمہ پہونچیگا مگر صورت بدلکر ساتھ ہولیا زردشاہ سے یاقوت شاہ اور ضیغم خون آشام و خورشید
جمشید اخضری و بختیارک و فرامرز و سہرخ وغیرہ کو بھیجا تھا کوئی دو کوس آئے تھے کہ سواری آس بن الوس کی نمودار ہوئی
اور اسنے سنا کہ جبریل قدرت تمھارے استقبال کو آئے ہین یہ ملعون ایسا مغرور ہے کہ کچھ خبر بھی نہ ہوا جب قریب ہوسکے
ہر ایک نے سلام کیا اسنے ایک بے اعتنائی سے جواب سلام دیا کچھ تواضع و تعظیم نہ کی مگر سب کو دیکھنے لگا بختیارک
کے مرد مضحک ہے اسکو بلاکر اپنے پاس بٹھالیا اور حال لشکر اسلام کا پوچھنے لگا بختیارک نے پہلے تعریف صاحبقران کی
شروع کی اور کہا شعر خدا سے جہان تا جہان آفریدہ چو حمزہ دلیر سے نیامد پدید لہذا اسکے لندہور و مالک و قاسم
و بدیع الزمان ایک ایک کی توصیف کی یہی باتین کرتے ہوے داخل بارگاہ لقا ہوئے آس بن الوس نے لقا کو
سجدہ کیا دنگل پر بیٹھا بختیارک کو بھی اپنے پاس بٹھایا اور پھر حال پوچھنے لگا بختیارک بولا اے آس بن الوس یہ جو سب
سرداروں کے مین نے نام لیے ہین کچھ نہین ہین ایک عمرو عیار تو ہین سب کو ادنی تدبیر سے مٹا دو اور تعریفین عمرو کی
کرنا شروع کین اسنے کہا کہ کیا عمرو کا سو گز کا قد ہے بختیارک بولا نہین پھر کہا کہ کوئی دو چار سو گز کا ہوگا آخر کتنا قد ہے بختیارک نے
جواب دیا کہ کل نو ارنچ کا قد ہے آس بن الوس جو بچاسی ارنج کا تھا ستر گز کی ناک تھی کہا اے شیطان تو عجب گدھا ہے جو کوئی آتا ہے
ہو وہ کیا کر سکیگا اسکو تو پکڑ کر اپنی ناک کے ایک نتھنے مین بند کر رکھونگا اور نکلنے نہ دونگا تو اسکی ایسی تعریف کرتا ہے بختیارک نے
کہا اے پہلوان دوران عمرو کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیے وہ بلا ہے بیدرمان ہے ہزار ہزار گز کے دیو تو اس سے پناہ مانگتے ہین اور
بڑے بڑے بادشاہ تھرّا اٹھے ہین خداوند سے پوچھیے وہ ایسی قدرت رکھتا ہے کہ ابھی میری شکل بنکر آئے آپ نہ پہچانیے
اور خداوندی کی ڈاڑھی تو مونچھ سے تر کرکے مونڈی ہے فرمایئے یا خداوند مین سچ کہتا ہون یا جھوٹ لقا نے کہا نہین سچ ہے اور
اے آس بن الوس ابھی تم اس سے واقف نہین یہ عالم ہے اسکا کہ دروازہ بند کرو تو وہ درازون کے راستے سے آئے ہوا کا
خواص پیدا کرے اور میرے تو باپ کو مارکر حریسہ پکا کر مجھے کھلایا ہے مین اسکے نام سے کانپتا ہون صورت دیکھی اور سمجھا کہ
ملک الموت آیا غرض ایسا کچھ بیان کیا کہ آس خوف زدہ ہوا اور پوچھا کہ اے بختیارک سامنے اسکے ہاتھ سے کیونکر کہون بختیارک
نے کہا کہ آپ نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائیے نہ پیجیے سوائے میرے کسو واسطے کہ وہ تو ہزارون شکلین بدلتا ہے آس بن الوس نے
کہا اچھا اور عمرو ایک چوبدار کی صورت بنا ہوا بختیارک کے پاس کھڑا سن رہا تھا اور دریائے فکر مین غوطہ زن تھا کہ کیا
کیجیے اتنے مین بختیارک اٹھا پاخانے کی طرف چلا عمرو بھی ہنستا ہوا جو آیا اسکے پہونچا اور کہا ملک جی سلام ہے خوب تمنے ہمارا
حال سے آس بن الوس کو آگاہ کیا بختیارک کی جان نکل گئی عرض کیا کہ مین اسکو آپ کی طرف سے ڈراتا تھا اور مین تو مسلمان
ہون اور انگلیان کانون مین رکھکر اذان دینے لگا عمرو نے کہا او منافق دور ہو نکلے اسلام سے اذان بیہودہ خیر اور رکھ مین اپنے ہاتھ
ڈالکر خرمے نکالے کہ لو کھاؤ بختیارک جلدی سے کھا گیا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے بختیارک کو وہین ڈال دیا آپ اسکی
صورت بنکر باہر آیا بختیارک کے خیمے مین گیا تمام اسباب مع زر تبدیل کیا اور رکھ چھوڑا کر آس کو دیے صحبت گرم ہوئی اودھر
بختیارک کو جو ہوش آیا تمام خیمے کا اسباب لٹا ہوا پایا لوگون سے پوچھا انہون نے کہا کہ ابھی تو آپ تحفے لیکر باہر
باہر گئے تھے بختیارک نے یہ سنکر آہ سرد کھینچی سمجھا کہ یہ سب مال و اسباب لیگیا خیمے سے نکلا سوار ہوکر بارگاہ کی طرف

مصروف ہوا چہ کھے دن عمرو ہوش میں آیا حال سکندر کا سُنا نہایت صدمہ ہوا اُسی رنج میں باہر لشکر کفار کو چلا کہ ای
عمرو چلا کہ اس بن الوس کو مارے جب وہاں پہونچا سُنا کہ اس اپنے خیمے میں ہی ناچ دیکھ رہا ہی عمرو ایک بچے کی صورت
بنکر خیمے میں داخل ہوا اور شراب پلا کر سب کو بیہوش کیا اس کے سرہانے آکر کھڑا ہوا چاہا کہ سر کاٹے پھر خوف آیا کہ حمزہ
کو کیا جواب دیگا مگر خنجر سے تا لب بالا ناک کاٹ لی جب ناک کاٹ چکا تو خوف صاحبقران سے کانپنے لگا اور بھاگا
بدحواسی میں خنجر رہ گیا عمرو تو چلا گیا صبح کو ہوا ٹھنڈی چلی اس کو ہوش آیا ناک میں درد ہوا گھبرایا منہ پر ہاتھ پھیرا ناک کٹی ہوئی
پائی چہرے پر خون بہتے ہوئے پایا خنجر پڑا تھا اٹھا کر جو دیکھا نام عمرو کا اس پر کھدا تھا یہ کافر حیران ہوا اٹھا نقاب منہ پر ڈالکر
بارگاہ لقا میں آیا کہا کہ یا خداوند یہ کیا تقدیر آپ نے کی کہ ناک میری کٹ گئی بختیارک نے کہا ای پہلوان نقاب تو اٹھا
اُسنے نقاب اٹھائی لقا نے دیکھا کہ واقعی کسی نے ناک کاٹ لی ہی عجب ہیبت ناک صورت معلوم ہوتی ہی لقا نے کہا ای
اس قسم ہی مجھے اپنی خدائی کی کہ یہ تقدیر میں نے نہیں کی تقدیر بالائی ہوئی اس بن الوس نے کہا میں نہیں جانتا ناک
میری درست کر دیجیے بختیارک بولا ای اس ان دنوں خداوند بہت پریشان ہیں خدا پرستوں نے بہت ستایا ہی تقدیر کرنا
بھول گئے ہیں اور ناک تو تمہاری بہت جلد درست ہو جائیگی پہلے دشمن کو تو مار لو اور ہم تمکو وہ سہل تدبیر بتاتے ہیں کہ عمرو کو
باندھے ہوئے لیے چلے آؤ اس نے کہا کہ جلد بتاؤ اور عمرو خنجر بھی اپنا بھول گیا ہی نام اُس پر اسکا کھدا ہوا ہی بختیارک بولا یہ اور
خوب ہوا کہ خنجر اسکی نشانی ہاتھ لگ گیا اب حمزہ کے پاس تم جاؤ اور اُس سے کہو کہ ای حمزہ میں تجھکو بڑا بہادر جانتا تھا
اور آیا تھا کہ تجھ سے لڑونگا اگر تو مجھ پر غالب ہوتا تو میں مسلمان ہوتا لیکن یہاں دیکھا کہ نام کو تو بہادر ہی مگر حقیقت میں جسکو زبردست
دیکھتا ہی اسکو عیاروں کے ہاتھ سے ذلیل کراتا ہی مجھکو جانا کہ زبردست ہی عمرو کو بھیجکر میری ناک کٹوا ڈالی بہادر ہی تو عمرو کو باندھکر میرے
حوالے کر دے نہیں تو تھ چوڑیاں پہنکر اوڑھنی اوڑھکر پردے میں بیٹھ نام بہادری کا نہ لے اور کشتی تھ اور چوڑیوں کی سامنے
رکھدینا ڈرنا نہیں کہ حمزہ بہادر ہی عمرو کو پکڑ کر تجھے دیدیگا اگر حمزہ کہے کہ میرے عیار نے یہ کام نہیں کیا تو خنجر عمرو کا دکھانا
کہ یہ نشانی میرے پاس ہی بس تو عمرو کو لاکر مار ڈال جب عمرو مارا گیا پھر حمزہ کا مار لینا مشکل نہیں ہی اور اسی وقت خداوند بھی خوش
ہو کر ناک تیری درست کر دینگے اس یہ سنکر بہت خوش ہوا بارگاہ حمزہ صاحبقران میں گیا جو کچھ بختیارک نے سکھا دیا تھا
وہ سب صاحبقران سے کہا خنجر نشانی عمرو کی دکھائی تھ چوڑی کی کشتی سامنے رکھدی امیر کا یہ حال ہوا کہ مارے غصے کے
کانپنے لگے بال تمام بدن کے کھڑے ہو گئے منہ لال ہو گیا مقبل سے کہا کہ لاؤ تو اس سارباں زادے کو مقبل گیا عمرو کو
دیکھا کہ پوست بکری کا تمام بدن پر لپیٹے پڑا ہوا کراہ رہا ہی مقبل نے کہا امیر نے بلایا ہی عمرو بولا کہ میرا تو یہ حال ہی میں کیونکر
جاؤں اور چادر اتار کر تمام بدن دکھایا کہ نیلا ہو گیا تھا اور کہا کہ ای مقبل اس ملعون نے میرا یہ حال کیا ہی مجھے نہیں اٹھنے کی
طاقت نہیں مقبل پھر کر آیا امیر سے حال عمرو کا بیان کیا امیر نے کرب سے کہا تم جاؤ جسطرح ہو اسکو لاؤ ہمارے
سر کی قسم ہی لیے ہوئے نہ آنا کرب وہاں سے روانہ ہوا خدمت عمرو میں آیا عمرو کا حال متغیر دیکھا کہا ای پدر بزرگوار
میں آپ پر زیادتی تو کر نہیں سکتا مگر نہ چلیے گا تو اپنا گلا کاٹ ڈالونگا یہ کہکر خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا عمرو نے کہا میں چلتا تو
ہوں اور وہی پوست بکری کا بدن سے لپیٹے ہوئے لاٹھی ہاتھ میں گرتا پڑتا خدمت امیر میں آیا سلام کیا جسم اپنا دکھایا کہ
اس حال میں گرفتار ہوں امیر نے کہا خواجہ ناک اس بن الوس کی تمنے کاٹی عمرو نے کہا حمزہ میں کیا جانوں میں اپنے
حال میں گرفتار ہوں ایک تو غم مجھے سکندر غبار انگیز کے مرنے کا دوسرے میری یہ حالت ہی امیر نے اپنے دل میں خیال
کیا کہ اگر تم دو گرا سے پکڑو سگے تو یہ ہاتھ نہ لگیگا اسے فریب سے پکڑا چاہیے عمرو سے کہا کہ خواجہ جو تمنے اس بن الوس کی
ناک نہیں کاٹی ہی تو میرے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھاؤ تا کہ مجھے یقین آئے عمرو پاس امیر کے آیا چاہا کہ سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھائے

بس امیر نے ہاتھ پکڑکے جھٹکا دیا اور کہا کہ باش او دزد بازیک اگر دن جھوٹی قسم کھانے آیا ہے خنجر تیرا آس کے پاس موجود ہے یہ کہکر عمرو کو باندھکر آس کے حوالے کیا کہ لیجا جو چاہے سو کر آس عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ امیر سے باہر آیا گینڈے پر سوار ہوکر بارگاہ لقا مین پہونچا بختیارک سے کہا کہ تو عمرو کو مین لایا بختیارک نے کہا کہ آپ اسے انبار ہیزم مین پھونک دیجیے اسی وقت انبار ہیزم جمع ہوا اور عمرو کو اسپر بٹھاکے چار طرف سے آگ لگا دی عمرو انبار ہیزم پر بیٹھا ہوا تھا جب دیکھا کہ آگ جلنے لگی بس بلبلا کر پکارا کہ ای پروردگار عالم تونے مجھسے کو مسراندیپ پر وعدہ کیا تھا کہ جب تک مین اپنے منہ سے موت نہ مانگو نگا ملک الموت میرے پاس نہ آینگے اب یہ کیا ہے کہ بے مانگے موت کا سامنا ہے جلد میری مدد کر اور تو نے تو آگ کو حضرت خلیل پر گلزار کر دیا ہے مین بھی تو اسی خاندان کا خدمتگار ہون میری بھی مدد کر کہ شعر امداد خلیل نار مین کی ؛ یونس کو نجات حوت سے دی ؛ اور پکارا کہ یا علی ابن ابیطالب اسد اللہ الغالب مجھے اس آگ سے نجات دو کہ کبت

موسیٰ کو گرد پر روشنی دکھائی ہے
نوحؑ کا طوفان سے نکاس بیڑا پار کیو
ابکی تو شاہ مردان میری بار آئی ہے
خلیل آگ بیچ بہشت دکھا دیو
یونسؑ کو مچھلی پیٹ مین راہ مین بتائی ہے
یوسفؑ کو کنوئین سے نکاس بادشاہ کیو
حضرت سلیمان شاہ کو مندری پھائی ہے
اپنے اور کتنے نستار بیڑا تار پار کیو

اور اب یہ حال ہے کہ آگ دمبدم بلند ہوتی ہے اور عمرو بے اختیار رو کر دعا مین مانگ رہا ہے قریب ہے کہ آگ عمرو کو جلا دے کہ ایک نیچہ پیدا ہوا عمرو کو اٹھا لیگیا پہاڑ پر اتارا ہوش آیا دیکھا تندک دیو کھڑا ہوا رو رہا ہے عمرو نے کہا ای تندک کیون روتا ہے تجھے کیا ہوا ہے وہ بولا کہ خواجہ کیا بیان کرون مین بہار پری کی بیٹی پر عاشق ہوا اور وہ مجھپر عاشق ہوئی اکثر ہم دونون باغون مین ہمصحبت ہوتے تھے کہ بہار پری اس حال سے آگاہ ہوئی آسمان پری سے جاکر میرا شکوہ کیا کہ تندک میری بیٹی کو رسوا کرتا ہے آسمان پری نے صلاح دی کہ اسکو کسی پریزاد کے ساتھ بیاہ دے اسنے اسکی شادی ایک پریزاد کے ساتھ کر دی مین نے اس پریزاد کو مار ڈالا پریزادون لاش اسکی آسمان پری کے پاس لیگئین وہ بہت غضبناک ہوئی چاہا کہ مجھکو قتل کرے مین بھاگ کر آپ کی خدمت مین آیا آپکو انبار ہیزم پر پایا گرد کفار کا ہجوم تھا اور آگ لگی ہوئی تھی مین آپکو اٹھا لایا آپ میری تدبیر کیجیے نہین تو مین مر جاؤنگا عمرو نے کہا ای تندک تو خاطر جمع رکھ مین تجھے اس پریزاد کو دلا دونگا مگر چند سے صبر کر کہ فلک تفرقہ انداز نے عجب تفرقہ ڈالا ہے اور تمام حال سکندر عیار انگیز کا اس کے ہاتھ سے مارا جانا اور اسکی ناک کاٹنا اور اسیر کا باندھکر اسکو دیدینا اور انبار ہیزم پر رکھکر پھونکنا سب بیان کیا اور کہا کہ مجھسے حمزہ سے صفائی ہوجاے تو تیرا معشوق تجھے دلا دون مگر مجھسے غافل نہونا تندک نے اپنا بال دیا کہ اسکو بازو پر باندھیے جب آپ اس بال کو آگ پر رکھکر یاد کیجیے گا مین آکر موجود ہو جاؤنگا یہ کہکر چلا گیا عمرو پہاڑ پر سے اترا اور صورت بدل کے لشکر امیر کو روانہ ہوا مگر یہان امیر کو خبر پہونچی کہ عمرو کو انبار ہیزم پر جلانے کو بٹھایا ہے امیر نے یہ سنکر غضبناک ہوکر فرمایا کہ خبردار کوئی اس نمک حرام کا ذکر میرے سامنے نہ کرے اور جو کوئی اسکا نام میرے سامنے لیگا مین اسکو اپنے لشکر سے نکال دونگا وہ آنہی مرا بھلا ہوا کہ جسکے باعث سے اسطرح کی ذلت مجھکو سر محفل ہوئی کہ ایک کافر زنانہ جوڑا میرے سامنے رکھکر کہے کہ اسے پہنکر بیٹھو اور فرمایا کہ ابھی تمام لشکر مین چارچی ندا دے کہ عمرو کا نام ہما لشکر مین کوئی نہ لے اور جو کوئی نام عمرو کا زبان پر لائیگا اسکی گدی سے زبان کھینچی جائیگی تمام لشکر مین ڈھنڈورا پٹا گیا مجال جو کوئی عمرو کا نام لے کہ عیار جمع ہوکر روتے ہوئے دربارگاہ پر آئے امیر نے پوچھا کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ تمام عیار عمرو کے واسطے روتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا افسر مارا گیا ہے ہمسے صبر نہین ہوسکتا ہم روئینگے امیر نے کہا کوئی عیار میرے لشکر مین نہ رہے سب کو نکال دو اور اگر نہ جائین تو اسباب انکا لوٹ لو اور مار کر نکال دو غرض تمام عیارون کو لشکر سے نکال دیا عمرو یہ دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا مگر صبر کیا رات کو جب دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام تنہا رہے اور دو ایک مصاحب رہ گئے بادشاہ نے کہا عمرو کیا شخص تھا کہ ہر مقام پر سینہ اپنا سپر کرتا تھا ہر ایک کو بلا سے بچاتا تھا افسوس کہ اسکا خاتمہ ہوگیا یہ کہکر رونے لگے

ذرا ہین ہمت ملا دیتی ہی شوخی آنکھ
ہم برسون سے یہ سنتے تھے کہ ایسا نہ یہ نہین
خاک دیکھون تجھے ای چاک جگر کیا کیون
بتا ہی کچھ اس خانہ ویران مین نہین
ہوش باد یکھ لیا ای موسلے
ہین وہ تڑپ ہی جو رگ جان مین نہین
راہ مین ٹھوکر سے نہ کھل جائے گرہ
اک تری گنتی کسی سامان مین نہین
بے جلوہ کہ نہین اور نگہ شوخ مین ہی
سے ہم قید ہوے کوئی گلستان مین نہین
تاثیر تو ہی سے کی کسی ہی قاتل
یہ کھٹکتے ہوے کانٹے تو بیابان مین نہین
داغ ہم تربت مجنون پہ چڑھاتے چار

کر ابھی ہین تو ابھی چشم نگہبان مین نہین
گل کو ملکر ترے عارض سے ملا حسن قبول
اُنکے دامن مین نہین اُنکے گریبان مین نہین
پہلے تھی دل مین کھٹک اب ہوئی رگ رگ مین خلش
یان تحیر مین وہ لذت ہی جو عرفان مین نہین
درد بیدرد ہی گر خاطر سفاک مین ہی
ایک فتنہ ہی یہ دل گوشۂ داماں مین نہین
اب کسی اس چشم نظر باز نے دھوکا کھایا
بے پردہ کہ وہی اور دل حیران مین نہین
مانگتا قرض ترے واسطے ای چشم خیال
کیا کرون اشک مرا تیرے نمکدان مین نہین
اب تغافل ہی سے ہم جی کر بیٹھینگے ناچار
پیرہن تار کفن کو بھی گریبان مین نہین

ہم قدرت سے یہ کہتے تھے کہ مرجائینگے
ورنہ کیا سبزہ بیگانہ گلستان مین نہین
مجھکو حیرت کا گمان دل مین تمنا کا یقین
چین ای درد تجھے تھا شب ہجران مین نہین
نگہ شوخ جو ٹھہرے تو مرا دم نکلے
درد بیدرد ہی گر اس دل ویران مین نہین
ناز کو فتنہ بنا دست کو بلا کہتے ہین
جوڑ کیا آپکے ٹوٹے ہوے پیمان مین نہین
رنگ گل نغمہ بلبل اثر باد بہار
پر سیاہی ہی سفیدی شب ہجران مین نہین
خار ہین بلبل و پروانہ سر بزم چمن
آج لڑتی ہوی نظرین صف مژگان مین نہین

صاحبقران نے اُسکی تعریف کی بدیع الزمان نے عرض کی ای شہریار افسوس کہ عمرو نہین ہی کیا خوب گاتا ہی بادشاہ نے فرمایا کبھی اسکا جواب کاہیکو ہی خدا نے انکو الحان داودی عطا کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ لائق نہین ہی اور گانے پر کیا مقرر ہی جامع الکمالات ہی لندھور نے کہا کہ عمرو سب کا محسن ہی کوئی ایسا نہین کہ جسکی جان بخشی عمرو نے نہین کی سب اُسکے ممنون احسان ہین امیر نے کہا کہ صاحب اُس جہنمی کا ذکر کیون کرتے ہو زہر دشاہ کہ دعوی الوہیت کا کرتا ہی باوجود اس نافرمانی کے عمرو کے جلا دینے سے بہشت مین جائیگا اور مجھے تو ایسی ذلت اُسکے باعث سے ہوئی ہی کہ کبھی ایسی ذلت سر دربار نہین ہوئی تھی یہ ذلت اُسکی جہنمی کے باعث سے ہوئی لندھور نے کہا ای شہریار حق بجانب ہی حضور کے بجا فرماتے ہین مگر عمرو نے بھی کیا صدمہ سکندر رنجبار انگیز کے مارے جا سے ہاد و ہوے یہ کہ تمام جسم اُنکا مارے غلون کے نیلا کر دیا تھا اگر اس حالت مین عمرو سے ایک خطا ہوئی تو معاف کیجیے کہ حضور کا قدیم خدمتی ہی امیر نے کہا کہ ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو زندہ ہی نورالدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ اب خطا اُسکی معاف کیجیے امیر نے کہا کہ وہ کہان ہی بادشاہ نے کہا کہ خواجہ آؤ تقصیر اپنی معاف کراؤ عمرو تخت کے نیچے سے نکلا اور ہاتھ باندھکر پیرون پر گرا کہ حمزہ خطا میری معاف کر اب کبھی ایسا امر نہ ہوگا مجھسے مین شرمندہ ہون امیر نے جو دیکھا بس آنکھون مین خون اُتر آیا بدن غصے کے مارے کانپنے لگا اور کہا او ساربان زادے تیرے باعث سے ایک کافر مجھے اسطرح کے کلمے کہے اور پھر مین تیری خطا معاف کرون یہ کہکر ایک تازیانہ مارا بدیع الزمان نے اپنے تئین عمرو پر گرا دیا امیر نے تازیانہ بدیع الزمان پر مارا دوسرا تازیانہ اُٹھایا کہ نورالدہر باپ پر گر پڑا امیر نے تازیانہ مارا اور کہا ہٹو مین اس نمکحرام کو آج مار ڈالونگا عمرو نے جو یہ حال دیکھا جست کر کے علیحدہ ہوا اور پکارا کہ حمزہ مین نے تجھکو صاحبقران زمانہ بنایا تو تو مجاور زادہ مکہ تھا جمعرات کو جو خانہ کعبہ مین چراغی چڑھتی تھی اسپر تیرے بزرگون کی اوقات بسر ہوتی تھی میرے صدقے سے اب صاحبقران کہلاتا ہی ایک کافر کی ناک کاٹنے پر ایسا تو بگڑ گیا صبح سے شام تک تجھ ایسے سو صاحبقران بناؤن اور چھوڑ دون اگر تجھکو اسی درجہ کو نہ پہونچایا اور تین پہلو نہ بنایا تو نام اپنا عمرو نہ رکھا ہوگا امیر نے فرمایا او ساربان زادے اگر سو کوڑے تجھے نہ لگاؤن تو اپنا نام صاحبقران نہ رکھا اور پکار کر کہا پکڑو اس نمک حرام کو عمرو بھاگا پہلوان عادی نے چاہا تھا پکڑے عمرو

تخت شدادی چھپٹکر حادی پر مارا کر حادی گرا عمرو چلا گیا اور سب عیاروں سے کہا جلد میرا خیمہ اور اسباب بیشہ شمشاد
کو لیچلو عیار اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے کہ امیر نے کرب غازی کو حکم دیا ایک عیار میرے لشکر میں مقرر رہے اور جا کر مال و اسباب
عمرو کا لوٹ لو پہلوان حادی سے کہا تم بھی جاؤ جب تک یہ پہونچیں عیار تمام پہونچے اور مال اسباب عمرو کا لیگئے تھے عمرو ناموس
کو سوار کر کے لیگیا لوگوں نے طرح دی عمرو بیشہ شمشاد میں آیا لیکن راوی کہتا ہے کہ جب امیر نے سب عیاروں کو نکلوا دیا اسوقت
چالاک بن عمرو صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ آپ چاہے مجھے قتل کریں چاہے تکلیف دیں قدموں سے جدا نہونگا
امیر نے فرمایا کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا جو تجھ سے کچھ امید ہوگی چالاک نے عرض کیا کہ غلام نے اپنا قصور معاف
کیا آپ مجھے قتل کریں بادشاہ کیوان پایہ گاہ نے فرمایا کہ چالاک کو رہنے دو تجھے سب عیار سنگے ایک تو رہے امیر چپ ہو رہے
چالاک حاضر رہا لیکن عمرو بیشہ شمشاد میں آیا صاحبقران سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ غلام رخصت ہوتا ہے میں نکلکر بادشاہ ولایت
ہوں جبتک آپ سے اور حمزہ صاحبقران سے نااتفاقی ہے میں نہ آپ کے پاس رہونگا نہ امیر کے لشکر میں جاؤنگا بلکہ
اپنے شہر کو جاؤنگا عمرو چپ ہو رہا قران چلا گیا عمرو نے اپنا خزانہ اور تخت سرہنگ مکی کو دیکر قلعہ ہوش ربا حصار میں بھیجا
بعد اسکے عمرو کے خیال میں گذرا کہ ای عمرو تو تو آوارہ پھرے اور تیرے عرب چین سے بیٹھے بیلک تیرا ساتھی بھی چین سے نہ بیٹھنے دے
یہ خیال کر کے لشکر کفار کا راستہ لیا اب حال لشکر کفار کا سنیئے کہ جب عمرو کو انبار سیرم پر تھپک کر جلایا کفار خوش تھے کہ عمرو
جلگیا بختیارک کہتا تھا کہ عمرو کا ایک رواں بھی نہیں جلا دوسرے دن خبر پہونچی کہ عمرو زندہ و سلامت زیرانبار کے دیو نے
انبار سیرم پر سے اٹھا لیگیا اور عمرو نے ہرچند چاہا کہ حمزہ سے صفائی ہوگئی ہوتی امیر نے سب عیاروں کو لشکر سے نکلوا دیا عمرو
بیشہ شمشاد کو مع اپنے اسباب و ناموس کے چلا گیا بختیارک تا دھنا دھنا ناچنے لگا اور پکارا الصلوٰۃ بر محمد لعنت بر لات
اعلی و منات علی اتنا سمجھوں کہ عمرو زندہ ہے لقا نے کہا کہ میں نے ستر ہزار برس آگے ہی الٹ دیا تھا بختیارک نے کہا
نہیں کیا حمزہ بھی دشمن ہے وہ پچھلا دشمن ہے حمزہ سے بگاڑ ہوا تو کیا پھر ملینگے دونوں ایک جان دو قالب ہیں لیکن آس سے کہا
کہ تم چند روز کو اپنے شہر چلے جاؤ نہیں تو عمرو مار ڈالیگا آس بن الوس تو لقا سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن عمرو جو نکلا کہتا
ادھر سے لاہوت شاہ باز کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوے چلا آتا تھا عمرو اسے دیکھکر خوش ہوا اور ایک کورے کٹورے میں
پانی بھر کر ایک طرف سے پیدا ہوا فقیر کی صورت بنا تھا کہ لاہوت شاہ برابر پہونچا پوچھا کہ شاہ جی پانی ہے عمرو نے کہا
بہت سرد ہے پیجیے اور آبخورہ بھر کر دیا لاہوت شاہ پیتے ہی بیہوش ہوا عمرو اسے بیشہ شمشاد میں لایا مسند پر بٹھا کر فصد لیکر
رفع بیہوشی دیا لاہوت شاہ ہوش میں آیا اپنے تئیں مسند پر بیٹھے دیکھا عمرو کو سامنے کھڑا پایا حیران ہوا عمرو نے کہا کہ ای
شہریار آپ پریشان نہو جیے میں آپ کو ایذا دینے نہیں لایا ہوں ای شہریار آپ نے دیکھا کہ میں نے حمزہ کو حمزہ صاحبقران
بنایا اور جو میں نہوتا تو لاکھ جگہ حمزہ مٹ گیا ہوتا اور میں نے کیا کیا حمزہ کے ساتھ کیا اور تیسے ایک ہی تاک کان نہ
پر میرے ساتھ یہ سلوک کیا خیر مجھے حمزہ کی پروا نہیں ہر میں صبح سے شام تک سو حمزہ بنا سکتا ہوں چاہتا ہوں کہ شداد و نمرود
یا ختر کی خدمت کروں اور حمزہ و سرداران حمزہ کو قید کر کے تمام ملک اس سے چھین لوں سیار خداوند کو تختو ملبوں پر بٹھاؤں
مگر خداوند میری عزت کریں اور میرے مقدمے میں بختیارک کی بات نہ سنیں لاہوت شاہ نے کہا اخواجہ تم جانتے ہو کہ میں بھی
آشنا ہوں پہلے مجھے چھوڑ دو دیکھیں اپنے ساتھ خداوند کے پاس لیچلوں اور سب حال بیان کروں عمرو نے کہا اچھا اور
لاہوت شاہ کو چھوڑ دیا خود جا کر اسکے لوگوں کو مع سواری لایا لاہوت شاہ سوار ہوا عمرو ساتھ ساتھ چلا جب لقا
کے پاس پہونچا سب حال عمرو کا بیان کیا بختیارک نے کہا ہاں عمرو ہمارا شریک نہوگا ایک طرح سے ہم اعتبار
کریں کہ اپنے زن و فرزند مال و اسباب سمیت ہمارا شریک ہو تو جانیں لاہوت شاہ نے عمرو کو بلایا عمرو نے

پایہ تخت کو پسند کیا اور کہا کہ خدمت مین موجود ہون لاہوت شاہ نے کہا کہ خواجہ تم اپنے زن و فرزند کو لے آؤ عمرو
نے کہا کہ بہت اچھا اور جا کر دوسرے دن اپنے مال اسباب عیال و اطفال اور عیارون سمیت آ کر موجود ہوا ایک
جانب خیمہ ایستادہ ہوا لقا نے تمام سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا کر جا کر عمرو کو لاؤ بختیارک نے کہا عمرو کا آنا
خالی از علت نہین ہے یہی باتین تھین کہ عمرو کو سردار لائے عمرو نے ملازمت حاصل کی اور بختیارک سے کہا ملک جی
تمکو اب میرا اعتبار ہوا یا ابھی نہین بختیارک بولا اگر آپ جا کر ایک شخص بھی لشکر اسلام کا پکڑ لائین تو مجھے اعتبار آ سکے اور یہ امر تو
ظاہر ہے کہ تین دن آپ سے اور حمزہ سے بگاڑ ہے عمرو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا اور جا کر رات کو بہرام گردن خاقان چین کو
پکڑ لایا لیکن زبان اسکی کٹی ہوئی تھی وہ ڑڑکر تا تھا سامنے لقا کے لایا اور خنجر مار کے بہرام کو مار ڈالا بختیارک نے لقا سے کہا کہ
گیا بہرام منہ سے بولنے نہ پایا اور عمرو نے اسے مار ڈالا لقا نے عمرو سے کہا کہ بختیارک یہ کہتا ہے عمرو نے بختیارک سے کہا
ملک جی مجھے کچھ تمھاری اور خداوند کی پروا نہین ہے فقط مجھے حمزہ کا جلانا منظور ہے اگر ایسا نفاق ہے تو مین تمھارے پاس نہ رہونگا او
نہین تو مجھسے صاف صاف کہو جسمین تمھین اعتبار ہو وہ مین کرون بختیارک بولا خواجہ ایک شخص بغیر زبان کا لے آؤ اور ہم اس سے
بات کرین جب ہم صاف ہون عمرو نے کہا ایک کام اور کرو تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ مین میدان مین لڑون اور اہل اسلام کو
مارون بختیارک نے کہا کہ یہ بہت خوب ہے غرض لقا نے عمرو کے نام پر طبل جنگ بجوایا خبر امیر کو پہونچی انھون نے بھی حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے اور جو کوئی عمرو کو مارے مین اسکی عزت کرون اس روسیاہ بد زادہ کی شامت آئی ہے غرض دونون لشکرون مین
چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے عمرو اپنی آراستگی کیے ہوے تاج حضرت آدم کا سر پر جو جامہ
گلے مین چھوڑی خنجر داؤدی کی کمر مین کمند آصفی سے باصفا بازو پر بندھی ہوئی چھینکا گوپھن کا سر پر توبڑا پتھرون کا بغل مین لٹکا ہوا تختے
آتشبازی کے گھائیون مین دبے ہوے میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل برن گیا ہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے
کو آیا پہلے عمرو سے نیزہ بازی ہوئی عمرو نے نیزہ نکالدیا فضل نے تلوار کھینچی عمرو سامنے سے بھاگا فضل نے پیچھے گھوڑا ڈالا فضل تو
رو مین چلا آتا تھا عمرو نے پھر کر پتھر فضل کے گھوڑے کے سر پر مارا کہ مغز اسکا پاش پاش ہوا فضل نے پیادہ ہو کر تلوار ماری عمرو نے
خالی دیکر پتھر مارا کہ سر فضل کا پھٹ گیا اور گرا عمرو نے حقہ آتشبازی کا مار کر منہ جلا دیا اور میدان سے چلا گیا امیر سنکر یہ حال دیکھا
کمال رنجیدہ ہوے فضل کی لاش اسکا بھائی اٹھا لایا اور دفن و کفن کیا امیر بہت پریشان پھرے لیکن عمرو جب بختیارک کے
سامنے آیا کہا کیون ملک جی اب کچھ تمھین اعتبار آیا بختیارک نے کہا کہ اقبال حمزہ جاتا رہا جو آپ سے بگاڑ ہی کہ آپ نے عمرو کو
بادشاہ عالم کیا تھا زرد شاہ نے بہت تعریفین عمرو کی کین اور بہت عزت سے بارگاہ مین لایا اور نزدیک اپنے تخت کے بٹھایا
عمرو نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے آج عمرو
مرکب پر سوار قبا اطلس سرخ کی پہنے ہوے قنتورہ زربفتی پاتابہ سقرلاتی لگے ہوے دو تو بڑے پتھرون کے قربوس زین مین لگے ہوے
میدان مین آیا مبارز طلب کیا هرزبان بن کرنگ مقابلے کو آیا عمرو نے پتھر مار کر سر اسکا پھوڑ ڈالا وہ زمین پر گرا حقہ آتشبازی
منہ اسکا جلایا اور پھر مبارز طلب کیا اسفندیار گیلانی مقابلے کو آیا عمرو نے تیر کمان مین پیوستہ کیا اور کہا کہ او اسفندیار
خبردار ہو مین گھوڑے کو تیر سے مارتا ہون اسفندیار نے چاہا کہ گھوڑے کو بچا لے عمرو نے تیر چھاتی پر لگایا کہ اسفندیار کی پشت
کو توڑ کر پار گذر گیا اسفندیار گھوڑے پر سے گرا عمرو نے حقہ آتشبازی کا مار کر منہ جلا دیا اور میدان سے پھر کر سامنے لقا کے
آیا لقا نے طبل شادمانی بجوایا عمرو پر سے جواہر نثار کیا امیر گریان و نالان دونون لاشین میدان سے اٹھوا کر پھرے انکو
دفن کرایا بارگاہ مین غمگین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی عمرو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہان
بھی نقارہ جنگ بجے رات بھر درستی اسلحہ مین گذری صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوے عمرو میدان مین آیا مبارز طلب کیا

عمرو بن رستم مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے عمرو بن رستم نے نیزہ مارا عمرو نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال لیا عمرو بن رستم نے تلوار کھینچی
اور عمرو پر مارے عمرو نے ایک خنجر مار کر سینے پر پٹا اور پشت کو توڑ کر پار گذر گیا وہ چرخ مار کے گھوڑے سے گرا عمرو نے اُسکا
بھی منہ حقہ آتشبازی سے جلایا اور طبل باز گشت بجوا کر پھرا امیر نہایت آزردہ خاطر لاش اٹھوا کر روتے ہوئے پھرے حکم دیا کہ
انکو دفن کرو اور دربار بھی نہ کیا اپنی خوابگاہ میں چلے گئے لیکن حال عمرو کا سنیے راوی کہتا ہے کہ ہمیشہ ہر روز ایک کافر کو پکڑتا ہے
اور اُسے اشرفیاں چورن کی بنی ہوئی دیتا ہے اور جس سردار سے کہ صبح کو لڑنا منظور ہوتا ہے اُس کافر کو اُس سردار کی صورت
بنا کر لیجاتا ہے اور رات اُس سردار کو پکڑ لاتا ہے اور اُسکو اُسکے پلنگ پر سُلا آتا ہے اور کہہ آتا ہے کہ صبح کو تو نکلنا تجھسے سامنا کرنا میں تجھے
پکڑ لاؤنگا اور تیرے گھر پہونچا دونگا وہ مال کے لالچ میں اپنا نقد جان برباد کرتا ہے اُس روز عمرو ویس قلی بن درمش ساربان
خفنیم کو رہ سپیج کا لالچ دیکے اُسکا پشتارہ لیکر نگہبانوں کو بیہوش کرکے نورالدہر کے پلنگ کے پاس آیا نورالدہر کی آنکھ کھل گئی
عمرو کو دیکھا کہ پشتارہ بر دوش آیا تو نورالدہر نے اپنے تئیں سوتے میں ڈالدیا عمرو نے قریب پلنگ کے پشتارہ اتارا اور ایک
دارو بیہوشی نکالکر چاہا کہ نورالدہر کو بیہوش کرے نورالدہر نے نعرہ کیا کہ ارے تو کون ہے عمرو بھاگا پشتارہ وہیں رہ گیا
چار طرف سے لوگ دوڑے روشنی ہوئی امیر بھی غل سُنکر آئے پشتارے کو کھول کر دیکھا تو دوسرے نورالدہر کو پایا لیکن
بیہوش ہے امیر نے ہوشیار کرکے احوال پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا میں ویس قلی ساربان خفنیم خون آشام کا ہوں مجھکو عمرو اپنے ساتھ
پکڑ لایا ہے اور یہ کہا تھا کہ تجھکو نورالدہر کی صورت بنا کر لیے جاتا ہوں تو پلنگ پر نورالدہر کے سو رہنا صبح کو میدان میں آنا میں
تجھے پکڑ لاؤنگا اور اشرفیاں دیکر چھوڑ دونگا میں نے قبول کیا تھا امیر نے یہ سُنکر کہا معلوم ہوا سردار میرے سب زندہ ہیں کوئی
مارا نہیں گیا یہ ہر شب آتا تھا اور سرداروں کو چُرا لیجاتا تھا اور میرے رنج دینے کے لیے کافروں کو مارتا تھا میرے سب
سردار اسکے یہاں قید ہیں غرض وہاں سے ویس قلی کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے اور پہلوان عادی سے کہا ویس قلی
کو تم اپنے ساتھ بارگاہ لقا میں لیجاؤ اور کہنا کہ عمرو تمہارے لوگوں کو قتل کرتا ہے ہمارا سردار کوئی نہیں مارا گیا ہے قید ہیں اور
یہ بھی کہنا کہ تمہارا شریک نہو گا پہلوان عادی نورالدہر قلی کو اپنے ساتھ لیکر لشکر لقا میں آیا لیکن عمرو اُس روز میدان
کو نہیں گیا آزردہ بیٹھا ہے کہ ہرکاروں نے آکر لقا کو خبر دی کہ پہلوان عادی ایک شخص کو ہمراہ لیے آیا ہے عمرو نے
لقا سے کہا کہ آپ کہلا بھیجیے یہاں کیا کام ہے نہ آسکے بختیارک نے لقا سے اشارہ کیا آنے دیجیے لقا نے حکم دیا کہ بلاؤ
چوبدار جاکر پہلوان عادی کو لیے آیا پہلوان عادی نے لقا سے کہا کہ یہ ساربان خفنیم خون آشام کا ہے عمرو نورالدہر
کی صورت بنا کر اسے لیگیا تھا اور تمام حال بیان کیا لقا نے ویس قلی سے حال پوچھا اُسنے اپنی زبان سے بیان کیا لقا
نہایت غصے میں آیا کہا کہ او دزد مکار بختیارک سچ کہتا تھا کہ تو میری طرف نہو گا تو نے بڑی بڑی خطائیں کیں پہلے ڈاڑھی
موتا پھر مونڈا اور کیا کیا ذلتیں تو نے مجھے دیں اب میرے آدمیوں کو تو نے مارا ارے بالا پکڑ لو اسے نہ جانے پائے عمرو بولا
کہ او کافر میں نے تو ایسے ویسے سپاہی فالیزروں کو مارا تو کیا ہوا میں نے چاہا تھا کہ سبکو ایک دفعہ پکڑ کر قتل کرونگا اور تجھے ملک
سبائل میں چلکر تخت پر بٹھاؤنگا مگر تو نے نہ چاہا اور حمزہ کے کہنے پر آگیا خوب کیا اور میرا تو کچھ نگیا رہ جاتی کیا حالت
کرتا ہوں لوگ دوڑے کہ عمرو کو پکڑیں یہ ایک جست کر کے برابر لقا کے پہونچا ایک دھول سر پر لقا کے ماری اور
سر پر سے تاج اُتار لیا لقا اوندھا پڑ گیا عمرو نے ادھر سے پھر کر بہروز و فرامرز کے سروں پر دو پتھر مارے اور تاج اُنکے
سروں پر سے لیے اُدھر سے پھرا تھا کہ بختیارک نے پکڑا اور قلمدان ہاتھوں پر رکھکر کہا کہ نذر غلام کی کبھی قبول ہو اُسکو
انگوٹھوں سے پیٹتے ہوئے نقارخانے پر پہونچے لوگ دوڑے تھے کہ نقارخانے پر سے کود کے بازار میں آئے اور بازار
میں سے آپ غائب ہو گئے لقا کو خبر ہوئی حکم دیا کہ جاکر اسکا مال و اسباب لوٹ لو اور عیاروں کو پکڑ لاؤ جستہ جستہ یہ وہاں پہونچا

عمرو مع مال واسباب وزن وفرزند کے نکل گیا لقا سر پٹک کے رہگیا بختیارک نے کہا کہ ای لقا عمرو تیرا دشمن ہوگیا اسنے
کہا کہ او شرپر تو ہی نے تو اسکا پردہ فاش کیا اور پھر اب یہ باتین بناتا ہی بختیارک نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا اور مجھے کیا اتنا
حمزہ سے اور اُس سے جھگڑا پڑا ہوا ہی ہمیں سے ہم اور آپ کس قطار وشمار مین ہین

داستان سہیل خان مشتری حصاری کے بیٹے کی کہ نام اسکا مشتری شاہ ہی اُسکو صاحبقران بنانا عمرو کا اور آپ بادشاہ بننا اور امیر کو مع سردارون کے گرفتار کرنا اور لقا کو مع بختیارک اور سردارون کے پنجرہ بلوانا اور سوال وجواب سخت وسست کرنا پھر زندان مین بھیجنا چالاک کا مرد بنکر زندان سے نکلنا پھر امیر کو چھڑا لیجانا بیان کیا جاتا ہی

اب احوال عمرو کا سنئے کہ اپنے ناموس اور عیارون کو لیے ہوے قلعہ شمشاد مین آیا اور سب کو وہان داخل کیا وہان قلعہ
عمرو نے بنایا ہی کہ آدمی کوئی جا نہین سکتا دروازہ قلعے کا معلوم نہین ہوتا اور پاؤ پاؤ کوس سے گولہ پڑنے لگتا ہی دروازہ اسکا سوا
عمرو اور سرہنگ ملک کے اور کسی کو معلوم نہین ہی القصہ عمرو نے سب ناموس اور عیارون کو داخل قلعہ کیا اور آپ نکلکر ایک
تکیے پر آکر بیٹھا اور گریہ وزاری شروع کی اور شکوہ پرواز جور فلکی تھا کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار ایسے دوست کو تو نے
میرا دشمن کر دیا خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خوب رویا پھر خیال مین گذرا کہ ای عمرو کیا رنڈیون کی طرح تو آنسو بہاتا ہی مردی یہ
چاہتی ہی کہ جسطرح تو بےچین ہی اُس عرب کو بھی چین سے نہ بیٹھنے دے اور خدا چاہے تو اُسکو اسی مرتبے کو پہونچا جیسے اُسکے بزرگون کی تھیلا
کی ریوڑیون اور کوڑیون پر بسر ہوتی تھی یہ دل مین کہکر ایک طرف کو روانہ ہوا فکر مین چلا جاتا تھا کہ ای عمرو کیا کریگا اور کیونکر اسکو
پکڑیگا اس اثنا مین دیکھا کہ ایک طرف سے گرد وغبار کا تتق اٹھا ایک ہرن دکھائی دیا عمرو نے نیت کی کہ اگر مین اس کو پکڑ لونگا
تو حمزہ کو بھی پکڑ لونگا یہ کہکر اُسکے پیچھے دوڑا آگے ہرن ہی اور پیچھے عمرو اسکی فکر مین چلا جاتا ہی ہرن بھی اپنی جان بچائے ہوے
بھاگا جاتا ہی ایک جھیل کے برابر ہرن جا کر جھکا اور عمرو بھی اُسکے قریب پہونچا ہرن نے جست کی کہ جھیل کو پھاند کر نکل جاے عمرو نے
دیکھا کہ یہ جست کرکے نکلا جاتا ہی اُسنے بھی جست کی کہ ٹانگ ہرن کی ہاتھ مین آئی جھٹکا دیکر زمین پر لے آیا اور پکڑ کر ذبح کیا اسی اثنا مین
گرد کا تتق اٹھا عجب کردشتی ہوئی دیکھا کہ ایک جوان خوش نما خوش ترکیب نہایت حسین تاج شہریاری سر پر رکھے ہوے مرکب
باساز و یراق مرصع اسپر سوار چلا آتا ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کون ہی اور ای عمرو یہ قابل ایسے ہی کہ اسکو صاحبقران بنائیے عمرو
تو اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ اس جوان کی نگہ عمرو پر پڑی عجیب الخلقت آدمی دیکھا کہ ناریل سا سر کلے سے گال چھہارا سی ناک
بادام سے کان زیرہ سی آنکھین موتی سے دانت تاگا سی گردن طباق سا پیٹ رسی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا
اوپر کا ہرن ذبح کیا ہوا سامنے اُسکے پڑا ہی بس یہ دیکھتے ہی آگ ہوگیا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی دود بیدماغی دل سے
اٹھا کسواسطے کہ یہ دو روز سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوے چلا آتا تھا اب اپنے صید کو دیکھا کہ دوسرے نے آکے صید کیا ہوا
پڑا ہی نعرہ کیا کہ باش ای خیرہ سر تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار کیا اب مین جب تک تجھے نہین مارتا ہون مجھے آرام نہین ہی
اور تلوار گھسیٹ کر عمرو پر دوڑا عمرو نے کہا کہ ای شہریار مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ تیرا صید ہی ہرن بھاگا ہوا چلا جاتا تھا مین نے اسے
صید کیا تقصیر میری معاف کر اور یہ شکار موجود ہی اٹھا لے اور ای عزیز شکر خدا کر دولت لازوال تیرے ہاتھ آئی کہ مجھسے ملاقات
ہوئی مین مشرق سے مغرب تک تیرے قبضے مین کر دونگا تو میری قدر نہین جانتا ہی کہ مین کون ہون اب تو اپنا حال بیان کر
کہ تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اور کیا دین رکھتا ہی کسکا پرستار ہی یہ سنکر غصہ اُسکا فرو ہوا گھوڑے پر سے نیچے اُترا اور کہا کہ آپ
اپنا نام بتائیے کہ آپ کون ہین عمرو نے کہا کہ مین شیطان سے زیادہ مشہور ہون اور وہ ہون کہ مین نے حمزہ کو حمزہ صاحبقران
بنایا نہین تو وہ ایک ادنی چاوڑ زادہ تھا اسکو مین نے اس رتبے کو پہونچایا مگر اُسنے قدر میری نہ جانی مجھکو بہت بیزاری

قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری کہتے ہین اس جوان نے جسوقت عمرو کا نام سنا جھککر سلام کیا اور کہا کہ نام میرا
مشتری شاہ بن سہیل خان مشتری حصاری ہے جب باپ میرا ہاتھ سے عمرو کے مسلمان ہوا اور لقا کو برا بھلا اُسنے کہا
مین اپنے باپ سے علحدہ ہوکر در بند مشتری حصار مین چلا گیا سامنے میرا قلعہ ہے اور بیس لاکھ پیادہ ہزار سوار اور پیدل میرے ساتھ
ہین عمرو بولا اے مشتری شاہ اگر تو لقا پر لعنت کرے اور دین اسلام قبول کرے تو مین تجھے بادشاہ عالم بناؤن یہ کہکر چند
کلمے مذمت از حد شاہ مین بیان کیے اور کچھ کلمے وحدانیت خدا مین کہے کہ زنگ کفر اسکی لوح دل سے دور ہوا اور نقشہ
اسلام اُسکے دل پر تجلی ہوا عمرو سے کہا کہ جو کوئی تمہارے دین مین آ سکے کیا کہے عمرو نے کلمہ طیبہ مشتری شاہ کو بتایا وہ از سر صدق
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور ساتھ عمرو کے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا مین تابعدار ہون جو کچھ فرمایئے وہ بجا لاؤن عمرو نے اُسکو
گلے سے لگایا اور کہا اگر تو اپنے قلعے مین جیسے پہل اپنی فوج کو میرا تابعدار کر اور مجھکو بادشاہ بنا مشتری شاہ سے جو کچھ عمرو نے
کہا وہ سب بجا لایا جب عمرو بادشاہ بنا تمام اپنے عیارون کو بلا بھیجا شاہ نے بلایا سب عمرو کی خدمت مین آکر حاضر ہوئے
عمرو نے حکم دیا کہ آج کی رات لقا کو مع سردارون اور بختیارک کے پکڑ لاؤ عیار سب روانہ ہوئے مشتری شاہ حیران تھا اور
پریشان ہو کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اسی فکر مین سو رہا صبح کو بارگاہ مین آیا کہ عیار پشتارہ بدوش پیدا ہوئے اور کہا کہ لایا سرداران
حاضر ہین مشتری شاہ حیرت زدہ ہوکر دیکھنے لگا عمرو نے حکم دیا کہ انکو پشتارون سے نکالو اور قفل و زنجیر مین گرفتار کرو ملازم
کہنا عمرو کا بجا لائے جب لقا قفل و زنجیر مین گرفتار ہوا عمرو نے حکم دیا کہ اسے ہوش مین لاؤ فتیلہ رفع بیہوشی دیا چند قطرے
لخلخہ ناک سے گرا ہے اور چھینک مارکر ہوش مین آیا پکارا کہ اے بندگان من چہ تقصیر کردہ ام عمرو نے کہا او مردود ہوش مین آ
لقا تیری شامت سر پر ہے کہ تجھ ایسا گوہر بے بہا تیرے ہاتھ لگا تھا تو نے اُسکی قدر نہ کی دیکھ کہ تیرا کیا حال کرتا ہون اب لقا نے
آنکھین کھولین دیکھا کہ عمرو تخت زرنگار پر بیٹھا ہے چتر زرین سر پر پھر رہا ہے اور ایک جوان نوخواستہ ڈنگل ہے بیٹھا عیار جابجا
داہنے بائین کرسیہا ہے جواہر نگار پر بیٹھے ہین اور خادم و خدمتگار دست ادب باندھے کھڑے ہین جو کوئی بات کرتا ہے تو شاہ ظلمہ
کہکر خطاب کرتا ہے لقا حیران ہوا اور کہا او بندہ گستاخ میرے ساتھ یہ کیا بے ادبی کی نہین ڈرتا میرے قہر سے کہ تجھکو ابھی
خاک سیاہ کر دون عمرو نے سہاک طلقانی و ابوالفتح صفہانی سے کہا کہ لکین اس ملحد کے دھولین ان دونون نے خوب
دھولین اور طمانچے مارے لیکن بختیارک جو ہوش مین آیا عمرو کو سامنے اس رتبے سے دیکھا کانون مین انگلیان ڈالکر
پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ آج غلام نے حضور کو جسطرح جی چاہتا تھا اسطرح دیکھا اور حضور تو شہنشاہ نشین ہین آپ تو
جسکو چاہین بادشاہ بنائین حضور مین سب طرح کی قدرت ہے اب خوشامد کرنے لگا عمرو نے کہا او منافق دورنگی بیت تجھکو خوب
جانتا ہون تیرا وہ نقشہ ہے کہ منہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ لیکن اوشریر زیادہ بک بک نہ کر تو ہی نے میرا افشا سے راز کیا اور مجھکو
نکلوایا یہ سنکر بختیارک تو دم بخود ہوا عمرو نے اور سردارون کو لقا کے بلایا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو مسلمان ہوتے ہین یہ سب
بختیارک کے سکھائے ہوئے تھے کہا کہ ہم لقا کے ساتھ ہین اگر وہ مسلمان ہوگا تو ہم بھی مسلمان ہونگے عمرو نے جھنجھلاکر
کہا کہ ان سب کو تہ خانے مین لیجاؤ انکو تو لوگون نے لیجا کر قید کیا عمرو نے حکم دیا کہ آج جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو پکڑ لاؤ
عیار روانہ ہوئے مشتری شاہ کو تعجب دو نا ہوا دوسرے روز عیار جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو پکڑ لائے عمرو نے
سب کو تہ خانے مین بھیجدیا بعد اسکے عمرو نے عیارون سے کہا کہ تم اپنے اپنے آقاؤن کو پکڑ لائے اور میرا آقا حمزہ ہے
مین اُسکو پکڑنے جاؤنگا خدا نے چاہا تو پکڑ لاؤنگا یہ کہکر سر شام سے امیر کشور کے پکڑنے کو روانہ ہوا اب احوال امیر کا بیان
کیا جاتا ہے کہ امیر بارگاہ سلطانی مین بیٹھے ہین اور ذکر عمرو کا ہو رہا ہے جو سردار عمرو نے امیر کے پکڑنے کو بھیجے تھے جب لقا بہانے
بنانے لگا تھا سرداران اسلام کو چھوڑ کر گیا تھا وہ امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے تھے اور احوال اپنا بیان کیا تھا

کہ عمرو تو لشکر لقا سے بھاگ گیا اور پکڑا چھوٹ گیا امیر نے کہا خبردار اس تکرار کا نام نہ لو یہیں سے اسکو لقا کے ڈر سے نکلوا دیا
یہ سب چپکے ہو کر بیٹھ گئے تیسرے دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لقا اپنے لشکر سے مع سرداروں کے غائب ہو گیا امیر نے
کہا کہ یہ اسی وزد باریک گردن کا کام ہے اپنا لشکر ان سے نکالا دوسرے دن صبح کو امیر بارگاہ میں آئے بادشاہ کو سلام
کر کے بیٹھے انتظار سرداروں کا کر رہے ہیں کہ آتے ہونگے ایک گھڑی گذری اور کوئی سردار نہ آیا اور پھر ایک کے خیمے
میں سے غل اٹھا کہ رات کو کوئی پکڑ لیگیا جب امیر نے سنا کہ تمام سردار غائب ہو گئے چالاک نے عرض کیا کہ اے شہریار
میں جاتا ہوں فکر میں سرداروں کے چھڑانے کی امیر نے کہا کہ اچھا غرض یہ تو چلا گیا بعد اسکے امیر نے مقبل کو بلایا اور کہا کہ اے مقبل
وہ وزد باریک گردن میری فکر میں ضرور آئیگا تم غافل نہ رہنا مقبل نے کہا اے شہریار یہ مزدور کیا ہے عمرو کے سامنے وہ ایسا
بلا ہے عیاران آفت جہان ہے جو غلام کو دیا ہے گا وہ غلام بچا ہی لائیگا امیر نے کہا میں اچھی ہوشیاری آپ کرونگا اور
مقبل کو بتائیں کہ وہ وقت پر پہچان لیجائینگی دن تو گذرا رات کو خیمے میں تنہا بیٹھے اور بعد نماز مغرب و عشا کے خاصہ نوش فرمایا
اور صحیفہ ابراہیمی پڑھنے لگے اور مقبل وفادار اسی ہزار غلاموں سے مع اپنے چاروں بھائیوں کے گرد بارگاہ چوکی پہرا قائم کر کے
بیٹھا بغیشا نخے طلائی و نقرئی روشن ہیں کوس کوس بھر کا آدمی آتا جاتا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو سیاہ پوش بنا ہوا لشکر اسلام کی سیر
کرتا چلا آتا ہے ہر طرف یہی چرچا سنتا ہے کہ افسوس امیر نے مفت عمرو کو ہاتھ سے کھویا اور اس سے بگاڑ کیا اور یہاں عمرو تو
سب کا محسن تھا ہر مقام پر اسنے آفت سے بچایا سو دفعہ لشکر اسلام غارت ہو چکا تھا عمرو ہی کے باعث سے سب بچے اور آفت
ٹلی ہے کیا شخص لشکر اسلام میں رہ گیا ہے کوئی ایسا نہ تھا کہ عمرو کے واسطے افسوس نہ کرتا ہو عمرو یہ سنتا ہوا چلا گیا وہاں آیا
کہ جہاں خوابگاہ امیر کی تھی مقبل تو گرد بارگاہ کے گشت لگا رہا تھا اسنے جو سپاہی دور سے دیکھی تیر کو کمان میں پیوستہ کیا بس
سیہ کمان کی کڑکی اسکا کڑکنا تھا کہ عمرو کڑک کر بولا کہ او کالا آ کہہ لیا جائیگا یہ کہکر جست کی اور غائب ہو گیا صبح کو مقبل نے امیر سے
حال بیان کیا امیر نے کہا کہ میں تو جانتا ہوں کہ وہ وزد باریک گردن میری فکر میں آتا ہے تم ہوشیار رہنا حالانکہ تمہاری ہوشیاری
سے کچھ نہ ہوگا مگر غافل رہنا نہ چاہیے یہ کہکر امیر شب بھر کے جاگے تھے سو رہے دوسری رات کو عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ کر ڈیڑھ پہر
رات گئے خوابگاہ میں امیر کی داخل ہوا دیکھا کہ شمع کافوری روشن ہے اور رحل پر صحیفہ ابراہیمی رکھا ہے امیر سو رہے ہیں تیر و کمان
ایک طرف سپر و شمشیر ایک جانب رکھی ہے عمرو نے گلیم عیاری دور کی پہلے دبے پاؤں آکر تیر و کمان اٹھا لیا اور صحیفہ ابراہیمی پر ہاتھ
ڈالا امیر نے جو سپاہی دیکھی پکارے کہ ہاش او ساربان زادے کب چھوڑتا ہوں تجھے اور چاہا کہ تلوار پر ہاتھ ڈالیں کہ عمرو نے
صحیفہ ابراہیمی لیا اور جست کر کے دروازہ بارگاہ پر پہونچا امیر پکارے پکڑنا اس وزد باریک گردن کو ادھر سے مقبل دوڑا عقب
کہ عمرو نے ایک دھول ماری اور تاج مقبل کے سر سے لیکر چلا مقبل نے بھی جست کی اور تاج ہاتھ سے عمرو کے چھین لیا خوش
ہو کر پکارا کہ وہ لیا میں نے امیر سمجھے کہ مقبل نے عمرو کو پکڑا آواز دی کہ اے مقبل بارک اللہ خوب پکڑا اس وزد باریک گردن کو
مقبل نے آکر عرض کی کہ پیر و مرشد وہ میرے ہاتھ کب لگتا ہے ایک چھلاوا ہے آدمی کا ہیکو ہے ہوا کی طرح سے نکل گیا تاج میرا
لیکر چلا تھا وہ میں نے چھین لیا امیر مایوس ہو کر بیٹھے دوسری رات کو پھر عمرو نے اپنے جی میں لشکر اسلام میں آیا خیال میں گذرا
کہ اے عمرو پہلے تو مقبل کو پکڑ پھر حمزہ کو پکڑنا سہل ہو جائیگا یہ خیال میں لا کر ایک فریب و مکر کی شکل بنکے مقبل کے خیمے میں آیا مقبل
باہر نکلا کہ خدمت امیر میں جائے خدمتگار اسوقت کوئی نہ تھا نہ کوئی مشعلچی تھا آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے میرے ساتھ روشنی
لیکر چلے یہ فتیلہ روشن کر کے آگے ہوا کہ چلیے مقبل ساتھ اسکے روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ فتیلہ ٹھنڈا کر دیا مقبل نے کہا کہ ارے
یہ تو نے کیا کیا کہا ہوا سے بجھ گیا میں ابھی روشن کیے لیتا ہوں اور جیب کا سہو کی فتیلے پر ڈال کے مقبل کے سامنے لاکر پھونکا
اپنے دونوں نتھنے اور دونوں کان روئی سے بند کر لیے فتیلہ جو روشن ہوا اور دھواں اسکا دماغ میں مقبل کے پہونچا

بیہوش ہوکر گرا عمرو نے مقبل کو لاکر مقبل کے خیمے میں ڈالا اوپر سے پلنگ پوش اُڑھا دیا اور آپ رنگ و روغن عیاری کا نکالکر
اپنی صورت مقبل کی سی بنائی اور پاس امیر کے آیا سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے فرمایا اے مقبل کباب لاؤ عمرو باہر گیا جلدی
مرغ ذبح کیا اور سامنے امیر کے لاکر کباب بھونے نمک مرچ چھڑک کر لیموں نچوڑ کے پلیٹ میں رکھکر امیر کے آگے رکھے امیر نے
ارشاد کیا اے مقبل اس ساربان زادے نے کیا تکلیف دی ہے کہ بادشاہی زندگی تلخ کر دی ہے مقبل نے عرض کیا کہ حضور کباب
نوش جان فرمائیں نمک آپ کا اسکو خراب کریگا امیر نے کہا اچھا میں کہتا ہوں تم نشان بتاؤ تو میں کباب کھاؤں عمرو
کلمہ سنتے ہی گھبرایا کہ نشان کیسا ارے یہ عرب بڑا ہوشیار ہے تیرے ساتھ عیاری کر رہا ہے یہ اپنے دل میں سوچ کر کہا کہ میں نشانی
گھر میں بھول آیا ہوں حاضر کرتا ہوں آپ کباب تناول فرمائیے امیر نے کباب دور سرکا دیئے اور کہا کیا چیز تو گھر میں بھول آیا ہے
عمرو بولا نشانی امیر نے نعرہ کیا کہ او نابکار میں تیرے فریب سے خوب واقف ہوں یہ کہکر دوڑے کہ عمرو کو پکڑیں عمرو تو جست کر کے
نکل گیا امیر مقبل کے خیمے میں آئے مقبل کو پلنگ پر بیہوش پڑے دیکھا اسے ہوش میں لائے اور بہت سی تاکید کی کہ اب کسی کے فریب
میں نہ آنا اور سب احوال عمرو کا بیان کیا کہ مجھکو کباب کھلا کر پکڑ چکا تھا نہ میں ایسا ہوشیار ہوں نہ پکڑا جاؤں مقبل بولا اے شہریار میں نے
کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی بھی نہیں مگر دور سے فتیلہ روشن کیا تھا اسی کی دھونی سے بیہوش ہوا فرمایا اب بہت ہوشیار
رہ مقبل نے عرض کیا میں کب غافل ہوتا ہوں مگر اسکی مکاری کے سامنے میری ہوشیاری پیش نہیں جاتی امیر نے کہا تم سچ کہتے ہو
وہ بڑا فیلسوف ہے خدا اسکے ہاتھ سے بچائے اور نشانیاں پھر خود اسکو تعلیم کیں کہ وقت پر بیان کیجائینگی لیکن عمرو جو بھاگ گیا
تمام حال سہنگ ساکی وغیرہ سے بیان کیا کہ حمزہ بڑا سیانا ہے جس سے عیاری کرتا ہوں اگر یہ حال مجھے معلوم ہوتا کہ یہ جادو نزادہ مجھے
یوں پکڑ جائیگا تو نہ عیاری سکھاتا نہ اس رتبے کو پہونچاتا اگر جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے کبھی میں اُستاد کہوں وہ میرا شاگرد ہی سہی
بولا کہ آپ وہ ایک روز ہاں پکڑ ہی لائینگے غرض عمرو سو رہا جب بیدار ہوا کھانا کھایا پھر سو رہا تیسرے پہر کو اٹھا نماز پڑھی اور
پھر امیر کے پکڑنے کی فکر میں روانہ ہوا اگر حیران تھا کہ نشانی کیا چیز ہے رات کو خیمے میں آزاد غلام کے گیا یہ آزاد مقبل کی طرف
اندر جانے کا داروغہ ہے آزاد نے عمرو کو سلام کیا کہا کہ آئیے خواجہ عمرو نے کہا اے آزاد دیکھی تو نے اس عرب کی بیوفائی آزاد
نے کہا خواجہ آپ تو انکے مزاج سے خوب واقف ہیں کہ آپکے آگے انھوں نے اپنی زوجہ مہرنگار کو دم بھر میں لشکر سے نکال دیا
مگر خواجہ وہ تو مجبور ہیں لیکن آپ کو بھی ایسی حرکت نہ کرنی تھی کہ انسے دشمنی کرتے چند روز صبر کرتے آپ سے آپ صفائی ہو جاتی
انسے گفتگو میں خواجہ نے کہا کہ تھوڑا سا پانی مجھے دے آزاد نے جلدی سے کٹورا دھوکر پانی بہت اچھا صاف جیسا ان کے پینے کا
عمرو کو دیا عمرو نے تھوڑا سا پانی اس میں سے پیا اور باقی میں بیہوشی ملاکر کہا کہ پانی کیا بدمزہ ہو گیا ہے جس روز سے کہ جاکر قدم اس
لشکر سے باہر گیا کسی چیز میں مزہ نہ رہا آزاد نے عرض کیا کہ وہی میٹھا ہوں وہی پانی بدمزہ کاہے سے ہو گیا میں دیکھوں تو سہی عمرو نے
کٹورا اسکے ہاتھ میں دیا اس نے تھوڑا سا پیا اور کہا کہ واقعی یہ پانی تو بدمزہ ہے عمرو نے کہا کہ لو بھائی خدا حافظ ہم تو جاتے ہیں آزاد
نے کہا کہ کچھ دیر تو ٹھہرئیے عمرو نے کہا کہ جی نہیں لگتا یہ کہکر چلا آزاد بھی اٹھا کہ دو چار قدم خواجہ کو پہونچا آئے ساتھ ہی اٹھنے کے
بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اسے گٹھڑی باندھ کر پلنگ کے کنارے رکھ کے صافی اوپر سے اُڑھا دی اور آپ اسکی صورت بنا اس طرح میں
مقبل آیا پیاسا تھا اسے بھی پانی پلا کر بیہوش کیا اور ایک کونے میں اسے بھی ڈالدیا آپ مقبل کی صورت بنکر سامنے امیر کے
سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے کہا اے مقبل پانی پینے کو لا تو عمرو دوڑا اور جلدی سے جام وصلحی لیکر حاضر ہوا اور جام لبریز کر کے
امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے کہا کہ اے مقبل نشانی عمرو حیران ہوا کہ یہ نشانی کیسی یہ کیا آفت ہے اور بغلیں جھانکنے لگا امیر نے کہا
کہ باش او نابکار کہاں جاتا ہے عمرو نے جام امیر کے منہ پر مارا اور بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ لینا اس مکار کو
جانے نہ پائے اُدھر سے لوگ دوڑے عمرو نے دیکھا کہ اب تو پکڑا جائیگا ایک ہی شمع امیر کے سامنے جلتی تھی اسے گل کر دیا

ورستون بارگاہ کا پکڑکے چڑھگیا اور چھت مین چھپکلی کی طرح سے لپٹ کر رہ گیا امیر نے روشنی منگوائی رہان کسی کو نہ پایا بارگاہ کے باہر آئے مقبل اور آزاد کو ہوش مین لائے پھر بارگاہ مین بیٹھے اور شاہنامہ پڑھنا شروع کیا مقبل سے کہا کہ اب مین نہ سوونگا کہین ایسا نہو کہ وہ مکار پھر آئے یہ کہکر چپکے چپکے شاہنامہ پڑھنے لگے عمرو نے دیکھا کہ اب پھر یہ عرب غافل ہے پر دوا نے بیہوشی کے نکالکر شمع مین باندھ کے آہستہ آہستہ شمع کی لو تک پہونچا دئے رباعی

دانی کہ زنادمی چہ میماند و بس	ہر ہست و نجست ہست و باقی ہمہ ہیچ
آنانکہ بصد زبان سخن میگفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند
دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ	ای ہیچ زہر ہیچ در ہیچ پیچ
ہمہ حیف کہ نگرخان کفن پوش شدند	ور خاطر یکدگر فراموش شدند

غرضکہ وہ پروانے جلے دھوان بہت سا اٹھا اور روشنی بھی زیادہ ہوئی امیر نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا عمرو کو چھت مین لپٹے پایا کھڑے ہوکر نعرہ کیا کہ باش او وزد بارکیب گردن کہان جاتا ہے مگر بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہوکر گرے ادھر سے مقبل و آزاد امیر کی آواز سنکر خیمے مین آئے وہی دھوان بیہوشی کا انکے بھی دماغ مین پہونچا وہ بھی بیہوش ہوکر گرے عمرو یہ حال دیکھکر بے اختیار ہنسا جو روئی نتھنون اور کان مین رکھی تھی وہ ہنسنے مین گرگئی اسکا خیال عمرو کو نہ رہا جست کرکے نیچے اترا وہی دود بیہوشی اسکے بھی دماغ مین گیا یہ بھی بیہوش ہوکر گرا کسی خادم و خدمتگار کو حکم نہین ہے کہ اندر بارگاہ کے آسکے غرض تمام رات بیہوشی رہی صبح کو امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین اپنی بارگاہ مین پایا نہایت خوش ہوے بعد نماز صبح کے دو رکعت نماز شکر اسکی بھی ادا کی اس عرصے مین روشنی صبح کی زیادہ ہوئی ایک طرف مقبل و آزاد کو بیہوش پڑے دیکھا ان دونون کو امیر ہوش مین لائے اور کہا کہ اے مقبل ہم تم اور آزاد تینون بیہوش ہوے تعجب یہ ہے کہ اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے یہ باتین تھین کہ عمرو کو ایک طرف بیہوش پڑے دیکھا ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ اچھلنے لگے اور دوڑے کہ اب اسکو پکڑلین خواجہ عمرو کی بھی فورا آنکھ کھل گئی امیر کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھا مع جست کرکے بھاگا امیر کف افسوس ملکر رہگئے لیکن آگے بیان کیا گیا ہے کہ لشکر امیر مین کوئی عیار نہین رہا ہے مگر چالاک بن عمرو بدوستی خدمت امیر مین رہگیا ہے امیر نے اسے بلایا اور کہا کہ اے چالاک عمرو نے بہت مجھکو تنگ کیا ہے کہ رات کی نیند حرام ہوگئی ہے چالاک نے عرض کیا کہ غلام اس نمکحرام کو مار لیگا حضور خاطر جمع رکھین امیر نے اسکو عمرو دوندہ خطاب دیا اور عمرو کی جگہ کرسی پر بٹھایا بڑا بھاری خلعت دیا چالاک خلعت پہنکر بارگاہ سے باہر آیا اور گرد بارگاہ کے خندق کھدوائی اپنے شاگردون کو کمینگاہ مین بٹھایا اور آپ اندر آکے امیر کی نگہبانی کو بیٹھا لیکن عمرو دامان کوہستان سے نقب لگا کر امیر کی بارگاہ مین اپنے تئین پہونچایا دیکھا کہ چالاک سامنے بیٹھا ہوا شب بیداری کر رہا ہے اور امیر بیٹھے ہوے صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہین چالاک عرض کر رہا ہے کہ مین اس نمکحرام کو مارے لیتا ہون عمرو یہ کلمہ سنکر آزردہ ہوا اپنے دل مین کہا دیکھو اس چھوٹا مرگ کو کہ میرا دشمن قاتل ہوگیا ہے اور آہستہ آہستہ چالاک کے پیچھے جاکر دارو بیہوشی شراب مین ڈالی اور آپ پھر جاکر نقب مین چھپ رہا چالاک نے چاہا وہ جام پیے بھبک دارو کے بیہوشی کی دماغ مین پہونچی ہاتھ سے جام پھینکدیا اور امیر سے کہا کہ وہ نمکحرام یہان آیا ہے ہوشیار ہو بیٹھے اور چار طرف ڈھونڈھنا شروع کیا عمرو نے چالاک کی نگاہ بچا کر نقب کا چند کردیا اور آپ آکر تخت کے نیچے چھپ رہا چالاک نے ہرچند ڈھونڈھا کسی کو نہ پایا وہان پر پہونچا کہ جہان نقب تھی پاؤن دونون اسکے نقب کے اندر رہگئے اور یہ نقب کے اندر گرا اوپر سے عمرو نے بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارا اور چالاک کی مشکین باندھین لیکر چلا گیا امیر دھماکے کی آواز سنکر دوڑے نقب کو خالی پایا کف افسوس ملکر رہگئے اور بڑا صدمہ چالاک کے گرفتار ہونے کا ہوا عمرو چالاک کو پکڑ لایا باندھکر اسقدر کوڑے مارے کہ چالاک بیہوش ہوگیا عیارون نے بڑی منت خوشامد کی چالاک کو بھون نے کھول کر قید کیا عمرو پھر امیر کے پکڑنے کی فکر مین روانہ ہوا اور امیر کو کئی راتین گذرین کہ سو سکے نہ تھے مقبل سے کہا کہ آج مین جنگل مین چلکر سوونگا مقبل نے کہا کہ بہت بہتر امیر مقبل کو ساتھ لیکر جنگل مین آئے اور ایک مقام پر آرام کیا عمرو بھی پیچھے پیچھے کلیم عیاری اوڑھکر بارگاہ مین امیر کی آیا امیر و مقبل کو وہان نہ پایا حیران ہوا کہ یہ سب کہان گیا تلاش مین نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے

وہان پہونچا کہ جہان امیر جنگل مین بیٹھے تھے اور مقبل سامنے کھڑا تھا امیر نے مقبل کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے مقبل تجھکو نشانیان یاد ہین
اُسنے عرض کیا کہ ہان امیر نے فرمایا بیان کر مقبل نے کہا اے شہریار ناک پر ہاتھ رکھنا نشان ہے پانی مانگنے کا اور ماتھے پر ہاتھ رکھنا
نشان ہے کھانا مانگنے کا اور کان پر ہاتھ رکھنا نشان ہے کباب مانگنے کا اور گلے کی انگلی پکڑ لینا نشان ہے شراب دینے کا عمرو نے
یہ سب کلمے سُنے اپنے دل مین کہا کہ یہ عرب بڑے ساتھ عیاری کرتا ہے مجھ سے کہان جائیگا اتنے مین امیر نے مقبل سے کہا کہ تو لشکر مین
جا کر کبابی کی دکان پر سے کباب لا تو مین کھاؤن مقبل کباب لینے کو روانہ ہوا عمرو پہلے ہی صالح کبابی کی دکان پر پہونچا صالح
نے سلام کیا اور تعظیم کو اُٹھا کہا آپ کہان تشریف لائے عمرو آکر بیٹھا کہا ہمین اب کا ہیکو کباب کھلاؤ گے صالح نے عرض کیا کہ
مین اسی طرح آپ کا تابعدار ہون تمام دکان آپ کی ہے انشاءاللہ سور مزاجی آپ کی اور امیر کی بہت جلد دفع ہوجائیگی یہ کہکر کباب
سیخ پر سے اتار نمک مرچ لونگ الائچی چھڑک لیمون ڈالکر دونہ خواجہ کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ نوش فرمائیے عمرو نے تھوڑے سے
کباب کھائے اور تیوری چڑھا کر کہا کہ کیا بدمزہ کباب ہین جب سے ہم لشکر مین سے گئے کسی چیز مین مزہ نہین رہا صالح نے کہا
وہی کباب ہین وہی مین ہون عمرو نے کہا کہ کھاؤ تو اور بیہوشی ملا کر اسکو دیئے اُسنے کھائے اور کہا کہ واقعی یہ بدمزہ ہوگئے ہین
دیر کے بنے ہین مین اور تازے سیخ تیار کرتا ہون عمرو اُٹھ کھڑا ہوا کہا اب ہم جائینگے پھر کباب تمہارے کھائینگے یہ کہکر چلا صالح
پہونچانے کو ساتھ چلا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اُسے تو اندر دکان کے لیجا کر چھپا دیا آپ اُسکی صورت بنکے بیٹھا کہ مقبل آیا صالح
نے سلام کیا اور کہا آپ کہان تھے چار روز سے کباب خراب ہوتے ہین مقبل نے کہا کیا تجھکو نہین معلوم کہ عمرو تمام سردار
لشکر اسلام کے پکڑ لیگیا ہے اور اب امیر کی فکر مین ہے کہ انکو بھی پکڑے صالح نے کہا عمرو بلاے بیدرم ہے مجھکو تعجب ہے کہ صاحبقران اور
تم اسکے ہاتھ سے ابتک بچے مقبل نے کہا کہ امیر بھی تو عیاری مین بلاے بیدرمان ہین اور تین روز سے تو حکمت ہے کہ رات کو
صحرا مین چلے جاتے ہین اور شب بھر وہین رہتے ہین عمرو آتا ہے ڈھونڈھکر چلا جاتا ہے ابتک تو امیر بچے ہوئے ہین لاؤ جلدی جلدی
کباب دو عمرو نے کہا اے مقبل عمرو بڑی بلا ہے کہانتک امیر اُسکے ہاتھ سے بچینگے آخر گرفتار ہونگے بیٹھو مین ابھی کباب تیار
کئے دیتا ہون اور کچھ کباب مقبل کو دیے اور کہا کہ کھائیے مقبل سیخ پر سے اُتار اُتار کر کھانے لگا خوب مرچ کبابون مین ڈالی تھی
مقبل پانی پینے اُٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اسے بھی چھپا دیا اور آپ مقبل کی صورت بن کباب گرما گرم دونے مین رکھ
اور کچھ چھڑک کر امیر کی خدمت مین لایا سامنے رکھدیے امیر صورت مقبل کی دیکھکر خوش ہوئے اور نشان مانگا کہا اے مقبل
نشان کباب کا بتا مقبل جعلی نے گلے کی انگلی پکڑی امیر نے شراب کا اور کہا … کا نشان پوچھا عمرو نے سب بتا دیا امیر کا بدظن ہوا
اور کباب کھانے جب کھا چکے تو آثار بیہوشی معلوم ہوئے فرمایا کہ اے مقبل تجھکو عمرو نے فریب دیا سچ بتا کہ رستے مین تجھسے کسی سے
ملاقات ہوئی تھی عمرو نے دیکھا کہ بیہوشی تو امیر کا کام تمام کر چکی ہے الگ ہٹکر پکارا او مجاور زادہ مکہ کیا مقبل مین خود عمرو ہون بس
یہ سننا تھا کہ امیر تلوار کھینچ کر لپکے اُٹھتے ہی بیہوشی نے غلبہ کیا بیہوش ہوکر گرے عمرو نے … امیر کو باندھ لیا اور مقبل
کو کبابی کی دکان پر سے اُٹھا لیا دونون کو لیکر اپنے لشکر مین آیا سرہنگ … کو دیا کہ انہین قفل وزنجیر مین گرفتار کرکے رکھو سرہنگ
علی نے حکم عمرو کا بجا لایا عمرو جاکر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا تخت شاہی پر آکے بیٹھا سماک … اور ابوالفتح اصفہانی ان دونون کے
ساتھ بیس ہزار سوار کیے سماک سے کہا کہ تم لشکر حمزہ مین جاؤ اور با آواز بلند پکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے تمام لشکر کو طلب کیا ہے
اور کہا ہے کہ تم سب کے سب ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے نوکر ہو اور جو نہ آوینگے تو … ابوالفتح اصفہانی سے کہا تم
لشکر افغانین جاؤ اور پکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے فرمایا ہے کہ ہمین تمہارے دین و مذہب سے کچھ کام نہین ہے بادشاہ ہون سکے یہان فسادو
دولت رہتا ہے تم ہمارے یہان چلے آؤ ہمارے نوکر ہو ان دونون عیارون نے جسطرح سے کہ عمرو نے کہا تھا اسی طرح دونون
لشکرون سے جاکر کہا لشکر اسلام اور لشکر کفار والے لوگون نے آپس مین مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے برابری نہین کرسکتے چلکر اسکی

خدمت میں حاضر ہو بیٹھے ٭ دونوں لشکر عمرو کے پاس آئے اور افسر دیان نے جا کر نذریں گذاریں عمرو نے انکو خلعت سے سرفراز کیا اور کہا
مجھکو تمہارے دین و مذہب سے کچھ سروکار نہیں ہے میں تمہارا آقا ہوں تم میرے نوکر ہو سبھوں نے قبول کیا عمرو نے خزانہ کہ دار اسکے
دو ماہہ سبکو تقسیم کیا بعد اسکے حکم دیا کہ صبح کو بارگاہ سلیمانی استادہ ہو اور تخت بادشاہی تین پایہ بلند ہو یہ حکم دیکر کھانا کھایا اور سو رہا صبح
کو جو بیدار ہوا بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھا سرخ پوشاک پہنے ہوے تھا تلوار کھینچکر سامنے رکھ لی اور شمشیری شاہ کو صاحبقران کے
دنگل پر بٹھایا اور تمام عیاروں کو خان کا خطاب دیا امیہ خان کو دنگل پر بدیع الزمان کے بٹھایا سیارہ خان کو قاسم کے دنگل
پر بٹھایا غرض ہر عیار کو اسکے آقا کے دنگل پر بٹھایا اسی عرصے میں نظر کردۂ علی عمران صاحب بندۂ گران قدر قران حبشی سامنے عمرو کے
آیا سلام کیا اور کہا کہیے امیر کا اور آپ کا مقدمہ کیسا گذرا عمرو نے کہا کہ میں اسے پکڑ لایا قران چھپا ہوا تھا عمرو نے حکم دیا کہ تمام اہل اسلام
کو میرے سامنے لاؤ اور لقا و بختیارک وغیرہ کو بھی طلب کیا اور حکم کیا کہ اسباب سیاست لا کر موجود کرو بموجب حکم کے دو ہزار سولیاں
اور شکنجیاں نشستگاہ سے تا دروازہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئیں سیسہ ور لا گیا پارے پٹلے گئے جلادان مریخ خشم زحل ہیئت [illegible]
کھڑے ہوے اس عرصے میں ایک طرف سے سرداران لشکر اسلام آئے سبھوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں تھیں امیر
اور بادشاہ اسلام آگے آگے اور تمام سردار پیچھے سامنے عمرو کے آئے اور صاحبقران کی تیوری پر بل پڑا ہوا تھا شکوہ پرواز
جو زلفکی تھے کہ ای پیر فلک معلوم ہوا تو سفلہ پرور و باجی پرست ہے ایک جانب سے لقا و بختیارک آئے آگے آگے بختیارک تھا سرداران کفار
پیچھے مع بختیارک کے سامنے عمرو کے آیا آتے ہی سلام کیا بختیارک دونوں کانوں پر ہاتھ رکھکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ عمرو
نے کہا او منافق دو رنگی میں تجھے خوب جانتا ہوں قطعہ ہر کہ چون کاغذ و قلم باشد ٭ دو زبان و دو رویہ گاہ سخن ٭ ہمچو کاغذ
سیاہ کن رویش ٭ چون قلم گردنش بہ تیغ بزن ٭ میں تجھے خوب پہچانتا ہوں بختیارک نے کہا وہ شخص تو غلام ہے بلکہ غلام کا
غلام غلام کا غلام ہے جس طرح آپ ہی کا ہوں عمرو نے کہا چپ رہ ملعون تیرے ہاتھ سے کیا امیر اسکا ہوا ہے اور جو کچھ کیا تو ہی نے
تو کیا ہے رہ جا تجھے سمجھتا ہوں اور لقا سے کہا او نابکار میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تیرا لشکر [illegible] سارا
کے لیے بگڑ گیا اور میری قدر نہ جانی ارہ جا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہوں اور حکم دیا [illegible] بختیارک
کو بھی حکم کیا کہ خوب چوب کاری کرو ایسا بختیارک کو پٹوایا کہ پاخانہ نکل گیا بعد اسکے [illegible] شاہ سے کہا کہ مجھکو اپنی [illegible]
سے لیگیا تھا اسی طرح کوئی کسی کے درمیان میں پڑتا ہے یہ کہکر خوب اسکو پٹوایا امیر یہ حالت دیکھتے تھے اور [illegible] امیر
کی زرد ہوتی خدا کو یاد کر رہے تھے عمرو کافروں سے فراغت حاصل کر کے امیر کی طرف مخاطب ہوا کہا کہ او [illegible] سوسمار خوار دیکھ
میں نے تجھے کس رتبے کو پہونچایا اور تو ایک کافر کی ناک کاٹنے پر مجھسے بگڑ گیا میری وہ جانفشانیاں کہ تو اٹھارہ برس تک
پردۂ قاف میں رہا اور میں تیری جورو اور سرداروں کو لیکر شہر بشہر پھرا کیا اور کرور سو بادشاہ سے لڑا کیا اور کبھی
کسی سردار کی نکسیر تک نہ پھوٹنے دی جب تجھکو ہندوستان میں زہر دیا گیا میں تین مہینے کا راستہ تین دن میں طے کر کے حکیم افلاطون
کو لایا اور تجھکو اچھا کرایا پھر تجھکو ہفت ملک میں شہر مصر کے اندر چاہ یوسفی میں قید کیا تھا میں مردہ بنا تیری چاہ میں چاہ سے
نکلا اور بختیارک نے جلتا ہوا لوہا میری چھاتی پر رکھوایا سوئیں انگلیوں میں میخیں ٹھکوائیں میں نے اتنی بڑی اذیت اٹھائی
اور تجھے زندان سے رہا کیا اور گردن سے تجھکو اور تیری قیدیوں کو کیا کیا [illegible] مار آیا پھر تو
جا کر اسکی ناک کاٹی تو اس [illegible] سے میں مجھسے بگڑ گیا اب میں تجھے پھر اسی رتبے کو پہونچاؤنگا [illegible] نہیں تو
آکر میرے پایۂ تخت کو بوسہ دے اور اطاعت میری قبول کر تقصیر تیری معاف کرونگا [illegible] شہنشاہ ہوں
امیر نے کہا کہ او دزد مکار کیا تجھ [illegible] اگر تیرے باعث سے میری صاحبقرانی [illegible]
عمرو غیظ و غضب میں آکر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ [illegible] اسکا [illegible] میرے

چھوٹ گیا تھا اسکے عوض مین سو بانس تیرے اوپر توڑے ہونگے تو اپنا نام عمرو نہ رکھا ہوگا یہ کہا اور بانس ہاتھ مین لیکر امیر کی طرف چلا
امیر نے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ قید کو توڑ ڈالین مگر عمرو ایک رسطو قلزات لقمان حکمت تھا پہلے ہی سے کمند آصفا سے باصفا بازوے
امیر کے لپیٹ دی تھی امیر نے ہر چند زور کیا قید نہ ٹوٹی امیر نے آزردہ ہو کر سر جھکا لیا عمرو برابر امیر کے آیا چاہا کہ بانس مارے
نور الدہر بیتاب ہو کر مع غل و زنجیر لوٹ کر عمرو کے پیرون پر گرا اور کہا خواجہ امیر کے عوض مجھکو مار لیجیے امیر کو بے آبرو نہ کیجیے
عمرو نے ہاتھ کو مار کر کہا دور ہو کہان پیرون پر گرتا ہے مین اس عرب کو بغیر مارے نہ چھوڑونگا اسنے رو کر کہا خواجہ پہلے مجھکو مار ڈالیے
آپ کو منظور یہ ہو کہ خانمان میرا برباد کیجیے تو مجھے قتل کیجیے پھر جو چاہیے سو کیجیے مجھسے ذلت جد بزرگوار کی نہ دیکھی جائیگی عمرو نور الدہر کے
رونے پر آبدیدہ ہوا اور کہا کہ اے سرہنگ ملکی ان سبھون کو لیجا آج دیوان کا فرونکا کیا ملک سبائل مین پہونچکر لقا و حمزہ کو مار کر
بادشاہ ہفت اقلیم ہونگا اور قاسم خان تنگ روحلی کو بلا کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ملک سبائل کی طرف روانہ کرو پیش خیمہ روانہ
ہوا دوسرے دن عمرو سوار ہوا اس ہیئت سے کہ تاج شاہی سر پر چار قبہ شاہنشاہی در بر تخت سلیمانی پر سوار چتر سر پر پھرتا ہوا اور
تمام عیار لباس زرین پہنے ہوے گرد پیش امیر مع اپنے سردارون کے کجاوے پر سوار آگے آگے بادشاہ کا برابر علم و نشان کے
بعد اسکے کجاوہ صاحبقران دہنی طرف امیر کے کجاوہ نور الدہر و بدیع الزمان وغیرہ تمام دست راستیون کا اور بائین طرف امیر کے
کجاوہ قاسم و علمشاہ اور تمام دست چپیون کا اور بائین طرف عمرو کے کجاوہ لقا کا آگے اور پیچھے کجاوہ بادقوت شاہ و بختیارک
وغیرہ کا اس شوکت سے روانہ جانب ملک سبائل ہوا جب قریب مرصع حصار کے پہونچا بادشاہون کو وہان کے نامہ لکھی کہ تم
آکر میری خدمت مین حاضر ہو جب نامہ شاہان مرصع حصار کو پہونچا شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش
تینون نے آپس مین مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے لڑ نہین سکتے کیا فائدہ اس سے بگاڑنے سے یہ سوچکر تحفے ساتھ لیکر خدمت عمرو مین حاضر ہوے
نذرین گذرانین عمرو نے خلعت دیا اور کہا کہ تم اپنے زن و فرزند و مال و خزانہ لیکر شہر سے نکل جاؤ کہ میننے یہ شہر خجستہ خان کو دیا ہے تینون
بادشاہ گریان و نالان چلے گئے عمرو نے مرصع حصار و نقرہ حصار و زہرہ حصار خجستہ خان کو بخشا دو روز وہان عمرو رہا بعد اسکے
شہر مشتری حصار کو روانہ ہوا سہیل خان مشتری حصاری کو خبر گرفتاری امیر کی مع سردارون کے پہونچی کہ عمرو بادشاہ بنکر آتا ہے
افسوس کیا اور کہا کہ مین ہرگز قلعہ عمرو کو نہ دونگا ہما وزیر کہ نہایت عقلمند اور صاحب تدبیر تھا اسنے دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے
شہریار عالی وقار یہ امر جو آپ سوچے ہین اچھا نہین ہے اسمین بڑی قباحت ہے کسواسطے کہ عمرو بن امیہ ضمری ایک بلا ہے بد آفت
روزگار ہے اس سے مقابلہ دشوار ہے جب وہ چاہے گلیم عیاری اوڑھ سکے آپکے لشکر مین آئے جسے چاہے قتل کر ڈالے اور جسے
چاہے گرفتار کر لیجائے اسکا علاج یہ کہ تو تدبیر کرنا چاہیے سہیل خان نے کہا اے وزیر نیک تدبیر تو مجھسے بیان کر وہ کیا امر ہے جب
عمرو گرفتار ہو ہما وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ تو یہان سکونت اختیار کر رہیے کہ ہاتھ پاؤن آپ کے گرم ہو جائین اور
مین عمرو کے پاس جاتا ہون اور مکر و فریب اسے شہر مین لاتا ہون یہان لاکر اسکی دعوت و ضیافت کرونگا اور اثناے دعوت مین اسکے
ساتھ عداوت کرونگا انشاء اللہ عمرو کو گرفتار کرکے امیر کو مع سرداران ذیشان قید سے چھڑا دونگا سہیل یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا
ہما وزیر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ یہ تدبیر نہایت خوب ہے ہما وزیر بہت سی کشتیان تحفے اور جواہر کی اپنے ہمراہ لیکے لشکر عمرو کی طرف
روانہ ہوا لشکر عمرو کا شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے سے اترا ہوا ہے عمرو بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ بنا ہوا بیٹھا ہے تاج سر پر رکھا ہے
چتر سر پر پھر رہا ہے تمام عیار نامدار گرد بیٹھے ہین عقب بارگاہ سلیمانی خیمہ قیدیون کا استادہ ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ہما وزیر
خدمت مین آپ کی آیا ہے شاہ عمرو نے ارشاد کیا کہ اسنے دو گھڑی روکنا ہما وزیر آتے آتے جسوقت کہ دروازہ بارگاہ سلیمانی پر
پہونچا قاسم تنگ روحلی سے کہا شاہ عمرو سے جا کر عرض کر دیجیے قاسم نے کہا کہ تشریف لیجائیے آپ کی خبر پہلے سے ہو چکی ہے ہما
اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ پرستہ آداب بجالایا مرد بایکی را نگاہ رو برو قبلہ عالم سلامت ہما وزیر نے جو یہ شوکت و شان عمرو کی دیکھی

حیران ہو گیا پہلے تو سو اشرفیان خود نذر گذرانین آپ نے بجلدی تمام اُٹھا کر نذر زنبیل کین بعد اسکے سہیل خان کی طرف سے کشتیان جواہر کی
دین وہ بھی فوراً داخل زنبیل ہوئین شاہ عمرو نے پوچھا کہ سہیل خان کیسا ہے ہمسا نے دست ادب جوڑ کر عرض کیا کہ درین ولا سہیل خان
تپ شدید مین گرفتار ہے عمرو یہ خبر سنکر اُٹھا اور ہاتھ ہمسا وزیر کا اپنے ہاتھ مین تھام کر خلوتگاہ کی طرف متوجہ ہوا ایک جانب خیمہ استادہ
تھا دروازے پر خیمے کے چلمن پڑی تھی صاحب بندہ گران نذر کردہ ملک عمران مہتر قران حبشی ہمراہ تھا اُسنے چلمن کو اُٹھایا عمرو ساتھ ہمسا
وزیر کے اندرون خیمہ آیا وہان بیٹھکر سہیل خان کا حال پوچھنے لگا کہ اے ہمسا تو سچ سچ احوال سہیل کا بیان کر کہ اسکا کیا ارادہ ہے اور
کیا کہتا ہے ہمسا نے عرض کیا کہ اے شاہ عمرو سہیل خان کا یہ مقولہ ہے کہ مین جس طرح سے پسر خواندہ حمزہ صاحبقران ہون اسی طرح
مین آپ کا کمترین ہون مین قبل ازین بھی آپ کو اپنا مالک سمجھتا تھا اور اب تو پروردگار عالم نے بادشاہ کیا ہے مرتبہ سلیمانی دیا ہے بس عمرو یہ
سنکر خوش ہوا اور کچھ میوہ آگے رکھا ہوا تھا اُٹھا کر تھوڑا سا آپ کھایا اور پانچ دانے بادام کے ہمسا کو دیے اور کہا کہ تم بھی اسے کھاؤ
ہمسا ازبسکہ عقلمند و ذی شعور ہے سمجھا کہ اسمین بیہوشی آمیز ہے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ پیر و مرشد میری طبیعت کچھ علیل ہے مین نہ کھاؤنگا عمرو نے
کہا کہ اے ہمسا یہ پانچ سات بادام کیا نقصان کرینگے اسے کھاؤ یہ میوہ ابھی تازہ ولایت سے آیا ہے ہر چند اسنے چاہا کہ ان باداموں کو مین
نہ کھاؤن کیونکہ جانتا تھا کہ ان باداموں کو کھاتے ہی مین دام بلا مین گرفتار ہو جاؤنگا مگر انکار اسکا پیش نگیا ناچار کھانا پڑا بمجرد کھانے کے
کنپٹیان اسکی لپکنے لگین دوران سر لاحق ہوا اسنے کہا کہ پیر و مرشد یہ بات تو مین پہلے ہی عرض کرتا تھا کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے حضور نے نہ مانا اور
مجھے کھلایا اسکے کھانے سے دوران سر لاحق ہوا شاہ عمرو نے فرمایا کچھ مضائقہ نہین ہے چند قدم اُٹھکر ٹہلو طبیعت تمہاری بحال
ہو جائیگی اسنے کچھ تامل کیا عمرو خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ہمسا سے کہا آؤ ہمسا پیچھے شاہ عمرو کے ہو لیا کوئی دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی چھا
طمانچہ مارتی ہے سر تلے ٹانگین اوپر بیہوش ہو کر گرا قران علیحدہ کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہان شاہ عمرو نے تمام لباس ہمسا
وزیر کا اُتارا اور ایک روغن عیاری نکال کر صورت اپنی تبدیل کی ٹھیک ٹھیک قطع اپنی ہمسا وزیر کی بنائی کہ خال و خط اور وضع
و طرح اور ترکیب مین کچھ فرق نہ تھا اور وہی لباس ہمسا کا اپنے جسم پر آراستہ کیا ہمسا وزیر کو اپنے پلنگ کے نیچے ڈالکر آپ باہر نکلا اور
بجلدی تمام ہاتھی پر سوار ہوکے قلعہ شتری حصار کو روانہ ہوا اور فیلبان سے کہا کہ جلد مجھے قلعے مین پہونچا دے اسنے بعجلت ہاتھی کو ہولنا
شروع کیا اور یہانتک اسکو بھگایا کہ سر اسکا جا بجا سے شق ہو گیا دو گھڑی کے عرصے مین ہمسا کے محل کو قلعے مین پہونچا دیا لوگ تمام
قلعے کے متردد ہوئے کہ ہمسا جلد کیون پھر آیا ادھر شاہ عمرو مکان مین سہیل خان کے داخل ہوا سہیل خان کو دیکھا کہ بستر خواب پر
پڑا کراہ رہا ہے مگر سہیل کی نگاہ جو ہمسا کے شکل پر پڑی اُٹھ بیٹھا عمرو سمجھا کہ سہیل خان بڑا مکار ہے یا تو یہ کراہ رہا تھا یا مجھے دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھا
سہیل خان نے پوچھا کہ تو پاس عمرو کے گیا تھا کیا ہوا اور وہان کیا گذری عمرو نے کہا وہی تدبیر کی سہیل نے کہا کہ عمرو یہان آنے
پر راضی ہوا اگر یہان آئیگا تو مین اُسکو گرفتار کرونگا بس جب اُسے پکڑ لونگا اور حمزہ صاحبقران کو قید سے نجات دونگا وہ مجھسے
نہایت خوش ہونگے عمرو نے جو یہ کلمہ و کلام سہیل خان کے سنے سمجھا کہ یہ تمام فطرت و مکاری و زیرکی ہے اگر تو ساتھ اسکے چلا آتا تو
بیشک یہان گرفتار رہا ہوتا لیکن سہیل خان نے دیکھا کہ ایک خدمتگار بھی حاضر ہے بہت گھبرایا اور سمجھا کہ ایسا نہو کہ کوئی غماز
تیری طرف سے جا کر غمازی کرے یہ سمجھکر چپ ہو رہا اور کچھ نہ کہا عمرو بن امیہ ضمری بہانہ پیشاب کا کر کے باہر آیا اور ہاتھی پہ
سوار ہوا سپاہ نے جانا ہمسا وزیر کسی کام کو جاتا ہے اور یہان عمرو بن امیہ ضمری بارگاہ کو روانہ ہوا جب بارگاہ مین پہونچا
صورت اصلی بنائی اور تخت پر آکر متمکن ہوا امرا ایک نے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے عمرو نے کہا مین سہیل خان کے
پاس گیا تھا اور تمام نقل گذشتہ آنا ہمسا وزیر کا اور اسکو بیہوش کرنا پھر اسکی صورت بنکر پاس سہیل خان کے جانا یہ سب
بیان کیا اور کہا کہ اگر مین مکر و فریب مین ہمسا کے آ جاتا تو مفت مین گرفتار بلا ہوتا پروردگار عالم نے اس مکار کے مکر سے بچایا اور
مہتر قران سے کہا کہ لاؤ ہمسا کو مہتر قران نے اسی وقت لا کر حاضر کیا شاہ عمرو نے حکم کیا اسے ستون بارگاہ سے باندھدو

بموجب حکم شاہ عمرو کے ہما کو ستون بارگاہ سے باندھا فتیلہ رفع ہوتے ہی دبا چھینک آئی آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا پایا خیال کیا کہ کیا خواب ہے مین دیکھتا ہون آنکھین بند کرلین اسوقت عمرو نے باواز بلند کہا اے ہما چشم خود وا کن حال خود را تماشا کن یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے اسوقت ہما نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ سامنے تخت سلطنت پر عمرو بیٹھا ہے سمجھا کہ اسنے مجھکو گرفتار کیا ہے عمرو بولا اے ہما بازی بازی با ریش بابا ہم بازی ہمارے پاس مکر و فریب سے آیا تھا اور تو نے چاہا تھا کہ ہمین گرفتار کرے مگر مثل مشہور ہے کہ مثل جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے بال نہ بانکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے یہ کہکر فورا عمرو نے حکم دیا کہ اسکو اسے مار دو غرض بموجب حکم کے اسی وقت چوبکاری ہما پر ہونے لگی یہان تک مار کھلوائی کہ تمام کھال اسکے جسم کی ادھڑ گئی فوارے خون کے جاری ہوئے اور بیہوش ہوگیا اسوقت شاہ عمرو نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو اور آپ قلعے کی تدبیر مین مصروف ہوا اودھر سہیل خان کو خبر ہوئی کہ عمرو نے ہما وزیر کو گرفتار کیا اور بہت مارا اب ارادہ اسکا یہ ہے کہ قلعہ آپ سے چھین لے سہیل خان یہ خبر سنکر بہت گھبرایا اور حکم کیا کہ دروازہ قلعے کا بند کرلو پل تختہ اٹھا لو خندق کو پر آب کرو تمام برجون پر قلعے کے توپین چڑھا دو بموجب حکم سہیل خان کے قلعہ آراستہ ہوا سہیل خان قلعہ بند ہو کر بیٹھا یہ خبر عمرو کو پہونچی شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قلعے کو گھیر لو بموجب حکم محاصرہ کرکے کہارن گرد ٹٹیان تیار ہون آہنگر نقبیان بنانے لگے عمرو صبح کو بارگاہ مین بیٹھا تھا عیار تمام حاضر تھے دربار معمور تھا ناچ ہو رہا تھا ایک ناز کرا تمام غزل گا رہی تھی جام شراب گردش مین تھا عمرو عیارون سے باتین کر رہا تھا گلباد عراقی کی طرف مخاطب ہوکر کہہ رہا تھا کہ اے گلباد خان عراقی دیکھو اس سہیل خان شتری چھماری کی شامت آئی ہے کہ اسنے مجھے پہلے فریب دیا جب حال اسکا کھل گیا تو اب قلعہ بند ہوا ہے اگر آکر قدمون پر میرے گر پڑتا تو مین تقصیر اسکی معاف کر دیتا لیکن وہ اس بکھیڑے سے پر کھولا ہے کہ بند پانی کا کٹوا دیا ہے گرد قلعے کے دریا ہوگیا ہے اور جانتا ہے کہ مین دریا سے ڈرتا ہون اے گلباد خان ایسا اس سہیل خان کو ذلیل کرونگا کہ یہ بھی یاد کرے اور برق فرنگی سے کہا کہ اے برق فرنگی خان دیکھو مین دریا مین سرنگ لگا کر سہیل خان کو پکڑ لاؤنگا برق نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ آپ سے کوئی کیا مقابلہ کریگا اسکی شامت تھی جو آپ سے بگاڑی ابھی باتین ہورہی تھین کہ سرہنگ لکی نے آکر عرض کی چالاک تصدق ہوگیا یہ کلمہ سنکے عمرو نے ایک دو ہتڑ اپنے منہ پر مارا اور نعرہ کوہ شگاف کھینچا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے پچھاڑین کھانے لگا یہ حال تھا کہ آہ میرا بیٹا مرا اور کہتا تھا نشان ہمارا مٹ گیا کوئی جانشین ہمارا نہ رہا لوگون نے سمجھانا شروع کیا کہ صبر کیجئے مگر عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ کم بخت نہایت مکار ہے ایسا نہو کہ اسنے دم چرا کر آپکو مردہ بنایا ہو سر اٹھا کر کہا کہ اے سرہنگ لکی لاش اسکی ہمارے پاس لے آؤ ہم دیکھین تو سہی کہ وہ مر گیا ہے یا مکر کیا ہے سرہنگ گیا اور لاش اٹھا کر سامنے عمرو کے لایا اور آگے رکھدی عمرو نے جو بغور دیکھا تو نشانیان موت کی سب چہرے پر ظاہر ہین دونون آنکھون کے نیچے حلقے پڑے ہوے ہین ناک ٹیڑھی ہوگئی ہے منہ مین کف بھرا ہوا ہے منکا ڈھلا ہے ہاتھ پاؤن کرخت ہین بس یہ صورت دیکھ کے دونون ہاتھون سے پیٹ پکڑ لیا اور ایک آہ کھینچی بعد اسکے پھر خیال مین گذرا کہ اے عمرو شاید اسنے مکر کیا ہو کس واسطے کہ تو بھی تو شہر مصر مین مردہ بنا تھا اور حمزہ کو چھلا تھا یہ خیال دل مین لا کر سرہنگ لکی سے کہا کہ مجھکو ہمارا مردہ بننا یاد ہے کہ مصر مین ہم مردہ بنے تھے اور نجات نے دسون ناخون مین ہاتھ کے اور پاؤن کے دسون ناخون مین جلتی ہوئی میخین لوہے کی ٹھکوا دی تھین اور چھاتی پر جلتا ہوا توا رکھا تھا مگر ہماری انگلی تک نہ ہلی تھی ایسا نہو کہ اس جوانا مرگ نے بھی مکر کیا ہو خیر مین تو اسکی چھاتی پر کیا رکھون اور مہتر قران سے کہا اے مہتر قران تم اسکی فصد لو مہتر قران نے کہا بہت اچھا اور اپنے دل مین سوچا کہ اے مہتر قران اگر یہ مرگیا ہے تو کوئی عیار مرا اگر زندہ ہے فقط اسکی فصد تو نے کھولی اور خون جاری ہوا تو عمرو اسکو ابھی مار ہی ڈالیگا ابتک نشان کوڑون کے اسکے بدن پر سے گئے نہین جا بجا بدن پھٹا ہوا ہے پانی زخمون سے بہ رہا ہے یہ سوچا اور چالاک پر رحم کھا کے رگ کو بچا کے نشتر مارا خون نہ نکلا عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرگیا ہے کہا اسکی لاش کو عریان کرکے فرملیہ پر بٹھا دو کہ جو اپنے باپ سے بدی کرے اسکی سزا یہ ہے کہ

بعد مرنے کے بھی اُسپر عذاب رہے اور گوشت و استخوان کوّے اور گِدّھ کھائیں قِران اُسکی لاش کو اُٹھا لیگیا اور ایک بلندی پر کہ وہان نہ شجر
آب تھا اور کچھ درخت تھے وہان پر لاش چالاک کی ڈالدی اور پھر کر عمرو سے عرض کی کہ لاش اُسکی پھینک دی عمرو نے کہا خوب کیا
کہ مین دغدغے سے اُسکے فارغ ہوا اب فکر مجھے قلعہ مشتری حصار لینے کی ہے عمرو کو تو اسی فکر مین چھوڑیے اب حال چالاک کا سنیے
اُسنے جب دیکھا کہ قِران چلا گیا اور کوئی آدمی وہان نہین ہے زنجیر پاؤن سے نکالی اور اُٹھ کھڑا ہوا لیکن کپڑا جسم پر نہین عریان تن ہو بدن
جا بجا سے خون ہی اتنے دنون جو قید مین رہا تو لاغر ہو گیا ہی جی مین کہتا ہی کہ اے چالاک جو کچھ ہوا سو ہوا اب کسی تدبیر سے امیر با توقیر کو قید سے
چھُڑانا چاہیے غرض اُس ٹیلے سے نیچے اُترا بسبب شدت گرسنگی تلاش غذا مین مصروف ہوا اسی فکر مین چلا آتا ہی کہ کہین کچھ ملجاے تو کھاے
آہستہ آہستہ ایک مقام پر پہونچا دیکھا کہ چند کھیت ہین اُنمین کچھ اناج بویا ہوا ہی اور ایک مرد دہقان ایک کھیت مین ہل جوت رہا ہی
چالاک قریب اُس زمین مزرعہ کے پہونچا نگاہ اُس دہقان کی اسپر پڑی چالاک کو اس ہیئت سے دیکھکر دہقان نے پوچھا کہ
تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اسنے کہا کہ مین مسافر ہون اپنے ملک سے آتا تھا شہر مشتری حصار کو جاتا تھا جسوقت یہان پہونچا بسبب
اسکے کہ یہان غدر ہی لوگون نے مجھے لوٹ لیا بہت سا مارا اور مجھے قید کیا کھانے کو بھی نہ دیا مین بصد خرابی اپنی جان بچاکر بھاگا اسوقت
مارے بھوک کے میرا حال بہت غیر ہی کچھ مجھے کھانے کو دے اُس دہقان نے اسکے حال پر رحم کیا تھوڑا کھانا اپنے گھر سے لاکر اسے
کھلایا پانی پلایا اور ایک چادر بھی اوڑھنے کو دی اب چالاک کھانا کھاکر وہ چادر اوڑھکے ایک طرف کو روانہ ہوا دشت پیمائی کرتا ہوا
چلا جاتا ہی یکایک دیکھا اسنے ایک تتق گرد و غبار کا اُٹھا کہ جسنے سپہر دوار کو تاریک کر دیا جب وہ گرد قریب پہونچی گرد دست
باد نے مارا گرد کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور کچھ نشان نظر آئے بعد گذرنے نشان و علم وغیرہ کے دیکھا کہ چار سو ہاتھی ہین اُنمین چالیس
چالیس جوڑی بیلون کی جُتی ہین جھولین کاشانی مخمل و سلطانی بانات کی پڑی ہوئی ہین جھالین کلابتونی بنی ہوئی ہین گرد مقیشی جھالر لگی ہوئی ہی
دو زبان بیلون کی ابریشم کی بیلون کے گلے مین گھنگھرو سونے کے پڑے ہوئے آوازِ چھم چھم کی بلند اُسپر خزانہ لدا ہوا ہی کہ خراج
ملک فرنگستان کا ہی اور لہراسپ پسر انو از مصاحب خاص شہزادہ علمشاہ رومی کا ہمراہ ہی چالیس ہزار جوان اسکے ساتھ ہین
سب زرق برق لباس پہنے ہین چالاک نے جو لہراسپ کو دیکھا نزدیک جاکر سلام کیا لہراسپ چالاک کا حال پریشان دیکھکر
حیران ہوا احوال پوچھا کہ یہ کیا ہی کسنے تمہین اس حالت کو پہونچایا ہی چالاک چیخ مارکے رویا اور شکوہ چرخ دوار جور فلکی کا تمام احوال
صاحبقران اور عمرو کے باہم بگاڑ ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ اے چرخ شعبدہ گر اور فلک سفلہ پرور نے اُس باجی کو تو بادشاہ
بنایا ہی اور وہ شہنشاہ گیتی پناہ قید ہی یہ کہکر استفسار کیا کہ تم کہان گئے تھے اور کہان سے آتے ہو لہراسپ نے بیان کیا کہ مجھکو
علمشاہ رومی نے خراج ملک فرنگ کا لینے کو بھیجا تھا چنانچہ مین قریب دس کروڑ روپیہ کے لیکر آیا ہون اور اے چالاک اب
مین کیا کرون یہ روپیہ کسے دون اگر عمرو سے مقابلے کا ارادہ کرون تو میری کیا لیاقت ہی مین اُس سے کب عہدہ برآ ہو سکونگا
جسنے کہ امیر کو سردارون سمیت گرفتار کر لیا اور لقا بھی پاس اُسکے قید ہی چالاک نے کہا کہ اے لہراسپ اگر تو چاہے تو امیر رہائی
پائین اور قید سے چھوٹ جائین لہراسپ نے کہا کہ وہ تدبیر تو مجھے بتا چالاک نے جواب دیا کہ اے لہراسپ عمرو بڑا مردِ طماع ہی ایک
ایک کوڑی پر اپنی جان دیتا ہی تم جسوقت جاکر اسکو یہ روپیہ دوگے وہ تمکو اپنے سر پر بٹھائیگا اور بہت خاطر سے پیش آئیگا تم اپنا
خیمہ برابر خیمۂ عمرو کے برپا کرنا وہان سے زندانخانہ امیر کا قریب ہی جب وہان خیمہ تمہارا برپا ہوگا مین نقب لگاکر امیر کو چھڑا لونگا
لہراسپ نے کہنا چالاک کا قبول کیا چالاک خدمتگار کی صورت بنکر ساتھ ہوا لہراسپ روانہ ہوا جب قریب لشکر شاہ عمرو
کے پہونچا ہرکارون نے خبر شاہ عمرو کو دی کہ لہراسپ دس کروڑ روپیہ خراج فرنگستان کا لیکر آیا ہی عمرو یہ سنکر ایسا خوش
ہوا کہ پھولا نہ سماتا تھا برق فرنگی سے کہا کہ تم جاکر لہراسپ کو استقبال کرکے لاؤ برق فرنگی گیا اور لہراسپ
کو اپنے ساتھ لیکر آیا جب لہراسپ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا عمرو کو دیکھا کہ کمال شوکت و شان سے تخت بادشاہی پر بیٹھا ہی

چتر سر پر جلوہ گر رہا ہے دیکھکر حیران ہوا جھک کے سلام کیا آگے بڑھکر نذر گذرانی پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کیا کہ میں جسطرح غلام حمزہ
صاحبقران کا تھا اسی طرح سے آپ کا بھی تابعدار ہوں عمرو نے لہراسپ کو خلعت دیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب
دعوت سامنے مہیا کیے اور کہا اے لہراسپ میں حمزہ کی بیوفائیاں تجھسے کیا بیان کروں میں نے حمزہ کو خاک سے پاک کیا مرتبہ
صاحبقرانی پہونچایا ہر مقام پر اسکی اور اسکے لشکر کی مدد کی ہر جگہ جان بچائی تمام کیفیت گذشتہ اپنی لہراسپ کے سامنے بیان کی
لہراسپ نے جواب دیا کہ حمزہ صاحبقران نے برا کیا جو آپ سے بگاڑی غرضکہ لہراسپ نے عمرو کی بہت کچھ خوشامد و چاپلوسی
کی عمرو لہراسپ سے بہت راضی ہوا اور دنگل لہراسپ کا جو بارگاہ سلیمانی میں بچھا رہتا تھا وہ بیٹھنے کے واسطے عطا کیا لہراسپ نے
عرض کیا کہ اے شاہ عمرو اگر ارشاد عالی ہو تو غلام بھی اپنا خیمہ قریب بارگاہ آسمان پایہ گاہ استادہ کرے عمرو نے فرمایا کیا
مضائقہ ہے اور اے لہراسپ تیرا اندازہ تمھاری جگہ ہمارے دل میں ہے جہاں تمھارا جی چاہے وہاں اپنا خیمہ استادہ کرو یہ سب باتیں
بسبب طمع زر کے تعین نہ جانتے تھے کہ نظم طمع را سہ حرف ست و ہر سہ تہی ٭ ازاں طامعاں را چنا شد بہی ٭ بدوز از طمع دیدہ ہوشمند
در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ٭ غرض لہراسپ نے قریب خیمہ عمرو خیمہ اپنا برپا کیا جسوقت عمرو نے دربار برخاست کیا اور سب لوگ اٹھ اٹھ کر
اپنے اپنے خیموں کی طرف گئے لہراسپ اپنے خیمے میں آیا چالاک خدمتگار کی شکل بنا ہوا اسکے خیمے میں موجود تھا اسکو اپنے قریب بلایا
اور کہا اے چالاک جو کچھ کہ تو نے کہا تھا وہی میں نے کیا اور خیمہ اپنا قریب خیمہ عمرو کے برپا کرایا اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ جس سے
حمزہ صاحبقران قید سے نجات پائیں چالاک نے کہا اے لہراسپ تم کیا کہتے ہو میں خود اسی تدبیر میں ہوں اور میرے تو دل کو
لگی ہوئی ہے یہ کہکر چالاک نے لہراسپ سے کہا کہ تم دروازہ خیمہ بند کرو اور خبردار کسی کو اندر خیمے کے نہ آنے دینا میں یہاں سے
نقب کھود کر امیر کو چھڑاتا ہوں لہراسپ نے دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور حکم دیا کہ خبردار کوئی ہمارے پاس نہ آنے پائے اور یہاں
چالاک نے بیٹھکر خیمے میں اسکے نقب کنی شروع کی اسقدر گہری نقب کھودتا ہوا چلا کہ ایک آدمی بفراغت تمام کھڑا ہو سکے اس
نقب کے اندر سے نکل آئے غرضکہ کھودتے کھودتے دوسرا سر نقب کا اس جگہ پہونچایا کہ جہاں امیر قید ہیں اور یہاں امیر یا تو یہ
شکوہ بیداد جور فلکی ہیں کہ کیوں اے فلک کجرفتار اے گردون غدار او فتنہ گر او سفلہ پرور او ارازل پرست او بے مہر دست او پاجی نواز
او ایذا رسان بے دردان ستم و تازہ یہ کیا کجروی تو نے ہمارے ساتھ کی کہ یا تو ہم اس مرتبے اور رتبے پر تھے کہ تمام عالم ہمارا
تابع فرمان اور مطیع ہر ملک گرد کشورستان تھا یا آج ہم اس ساربان زادے کی قید میں ہیں اسی گفتگو میں تھے کہ نوک خنجر کی
امیر کے تلوے میں لگی صاحبقران نے پاؤں ہٹا لیا اور کہا کہ زمین بھی ہمیں نہیں چھوڑتی خدا جانے سانپ نے کاٹا یا بچھو نے
ڈنک مارا یہ کہتے ہی تھے کہ طبقہ زمین کا اٹھا اور دہرہ نقب کا نمودار ہوا ایک شخص خاک آلودہ آنکھیں دکھائی دیا امیر نے پہچانا کہ چالاک
بن عمرو ہے پوچھا کہ اے چالاک تو کیونکر زندہ ہوا اور یہاں پہونچا اس نے عرض کیا کہ مقام گفتگو کا نہیں ہے جلد تشریف لے چلیے امیر اٹھ کھڑے
ہوئے اور تمام سردار ہمراہ ہوئے چالاک نقب کی راہ سے امیر کو مع سرداران گرامی کے لہراسپ کے خیمے میں لایا لہراسپ اٹھ کر دوڑا اور
امیر کو سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ لاؤ آہنگروں کو کہ قید بدن سے امیر کے اور سب سرداروں کے دور کریں اسوقت
صاحبقران نے فرمایا کہ آہنگر کی حاجت نہیں ہے قید کا توڑنا وقت پر مقرر ہے یہ کہکر ہتھکڑی بیڑی طوق جھٹکا دیکر مانند تار عنکبوت
کے توڑ تاڑ کر پھینک دیے اسی طرح جو جو سردار زبردست تھے انھوں نے اپنی اپنی قید توڑ کر پھینک دی اور جو سردار کمزور رہتے ان
کی قیدیں سرداران زبردست نے توڑ ڈالیں غرض سب کے سب قید سے چھوٹے لہراسپ نے کھانا پانی شراب کباب جملہ دعوت
کے اسباب صاحبقران کے سامنے لاکر موجود کیے امیر نے کھانا کھایا اور شراب پیکر سو رہے صبح کو جو بیدار ہوئے نماز سے
فراغت کی اور لہراسپ سے کہا کہ میں جاکر اس ساربان زادے کو پکڑتا ہوں لہراسپ نے کہا کہ میں بھی ہمراہ ہوں امیر مع
سرداروں کے عمرو کو پکڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہاں عمرو بارگاہ سلیمانی میں تخت بادشاہی پر بیٹھا ہوا تھا اور یہ شاہ

عیار ونگاون پر بیٹھے ہین کہ سرہنگ ملکی نے آکر سلام کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا ے بادشاہی بجالایا اور عرض کیا کہ وہ نابہنجار
یعنی زلزلۂ قاف زندان سے مع سرداروں کے چھوٹ گیا کوئی نقب کنی کرکے چھڑا لایا عمرو یہ خبر سنتے ہی بدحواس ہوا اور کہا بیشک
یہ کام اُسی ناشدنی چالاک نابہنجار کا ہی ارے دریافت تو کرو کہ حمزہ کہان گیا ہی باتین ہوتین تھین کہ امیر نے دروازۂ بارگاہ پر ہوکر
نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان ای ساربان زادے مین کب چھوڑتا ہون تجھے کہ میرے
ہاتھ سے زندہ بچے عمرو نے جو نعرے کی آواز سُنی اور امیر کو سامنے سے آتے دیکھا قریب تھا کہ روح قالب سے پرواز
کر جائے اپنے عیاروں سے پکار کر کہا کہ تم سب بھاگ جاؤ مین اس عرب سے سمجھ لونگا عیار تو سب گریزان ہوئے عمرو نے
تاج شاہی سر پر سے اُتار کر زنبیل مین رکھا سپر و تلوار لیکر امیر کے سامنے آیا اور کہا اے عرب بیوفا اس روز تو پر اللہ ہی کے
صدقے مین بچ گیا تو نے ایک کوڑا امیر سے مارا تھا کہ اُسکا پھندا میرے جی چھو گیا تھا اسکے عوض مین اگر سو کوڑی بالسن تجھے
نہ توڑون تو اپنا نام عمرو نہ رکھونگا صاحبقران عمرو کے اوپر دوڑے عمرو نے جست کی کہ انگوٹھا پانون کا [illegible] کے
سر پر لگا امیر کمیت پر سوار ہوکے پیچھے عمرو کے چلے اور تمام سردار ہمراہ صاحبقران کے ہوئے جہتر قران حبشی نے فرصت
پاکر ناموس اور خزانہ و اسباب عمرو کا اپنے ہمراہ لیا اور بیشتر شمشاد مین آیا قلعے مین داخل ہوا اور بجمعیت خاطر بیٹھا مگر امیر اشقر پر
سوار پیچھے پیچھے عمرو کے چلے آتے تھے اور آگے آگے عمرو بھاگا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ حمزہ دیکھون تو سہی کیونکر تو مجھے پاتا ہی
یہانتک کہ بھاگتے بھاگتے برابر ایک پہاڑ کے عمرو پہونچا اور پہاڑ پر عمرو نے چڑھنا شروع کیا صاحبقران بھی قریب کوہ
پہونچے دیکھا کہ عمرو پہاڑ پر چلا جاتا ہی صاحبقران نے قربوس سے کمان حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام کی اور ترکش
مین سے تیر یازدہ مشتی سفید سوفار زمرد پیکان عقاب پر بچیر نکال کر پیوستہ کرکے ہاتھ کو کن تک لے جانا کہ عمرو نے پہاڑ پر سے اور عمرو
بھی دیکھا کہ امیر نے کمان حضرت یونس علیہ السلام کی ہاتھ مین اٹھائی عمرو خاصیت سے اس تیر و کمان کی آگاہ ہی جسپر تیر
اس کمان کا پڑتا ہی خطا نہین کرتا عمرو حیران و ششدر ہوا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے قطعہ تو آن رفیع مکانی
کہ ساکنان فلک * بر آستان تو دارند میل و رہبانی * چہ حاجت است بہ پیش تو حال دل گفتن * کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی
یہ تو مصروف دعا تھا کہ دست غیبی پیدا ہوا اور کمر مین اسکی پنجہ ڈالکے طرف آسمان کے بلند ہوا جب زمین سے عمرو بلند ہوا تو پکارا کہ اے
عرب بیوفا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مجھکو چین سے نہ بیٹھنے دونگا امیر دیکھتے رہگئے اور عمرو غائب ہوگیا امیر ناچار وہان سے پھرے
سہیل خان ششتری حصاری قلعے کا دروازہ کھولکر باہر آیا آکر امیر کے قدمون پر گرا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا اور اسکے بیٹے ششتر شاہ
کو چاہا قید کرین اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مین مسلمان ہون میری خطا کیا ہی جو کچھ بدی کی آپ کے ساتھ عمرو نے کی مین تو حضور کا
خانہ زاد ہون امیر نے اسکو خلعت دیا آکر بارگاہ مین بیٹھے تمام سردار اپنے اپنے زنگون پر متمکن ہوئے اور چالاک کو بلاکر کرسی نزدیک بٹھایا
بہت بھاری خلعت عنایت کیا پھر اسپ تیرانداز کو تمام فرنگستان کا اختیار دیا اور بڑی دھوم سے جشن فرمایا بعد اسکے کہا کہ لاؤ
اس گبر نابہنجار کفر اساس لقاے ناحق شناس کو داروغۂ زندانخانہ نے زمرد شاہ باختری کو لاکر امیر کے سامنے حاضر کیا یہ
کافر آکر پکارا کہ اے بندگان گستاخ یہ کیا بے ادبی کرتے ہو میرے غضب خداوندی سے نہین ڈرتے ہو امیر نے جواب دیا کہ او کمبخت
بادیۂ ضلالت یہ کیا جھک مارتا ہی اس گمراہی سے باز آ اور آپ کو خدا کا بندہ جان خدائی سے بادشاہت کچھ کم نہین ہوتی ہی اگر
تو مسلمان ہوگا تو جہان تک مین نے ملک تیرے لیے ہین وہ سب تجھکو دیدونگا اور جو تو میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو تجھے قتل کرونگا
اُس روسیاہ نے کہا کہ اے بندۂ سیاہ دل مین ہی تیرا خدا ہون امیر نے غیظ و غضب مین آکر حکم دیا کہ لگ کفش اسکے منھ پر لقا چلایا کہ
اے حمزہ مجھکو اُس بندۂ گستاخ یعنی عمرو نے گرفتار کیا تھا تیرا قیدی مین نہین ہون جب تو مجھے پکڑیگا جو کچھ کہیگا قبول کرونگا یہ کلمہ
سنکر امیر نے حکم کیا کہ اسے چھوڑ دو لقا قید سے رہائی پاکر اپنے ساتھ والون سے کہتا ہوا چلا کہ دیکھا تمنے میری قدرت کو عمرو

اور اسکا مغرور ہو گیا تھا کسطرح اسے حمزہ کے ہاتھون یہان سے بھگوا دیا اور مین اپنی قدرت کاملہ سے کسطرح چھوٹا ہوا چلا آیا وہ جو احمق اسکے ساتھ تھے انھون نے امنا و صدقنا کہا غرض لقا اپنے لشکر مین داخل ہوا اور وہان سے کوچ کر کے شہر آختم کو چلا جب قریب شہر آختم کے پہونچا شاہان آختم خورشید آختمی جمشید آختمی استقبال کر کے لقا کو اندر قلعے کے لیگئے اور دعوت و ضیافت مین مصروف ہوئے اس جانب حمزہ صاحبقران ایک روز شہر ششتری حصار مین رہے بعد اسکے مرصع حصار زرہ و حصار نقرہ حصار مین ایک ایک روز رہے شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش کو خلعت دیکر امیر کوچ کر کے شہر آختم پر آئے اور جس مقام پر خیمہ پہلے تھا اسی جگہ بارگاہ سلیمانی استادہ کی اور اس بار اقبال نے نزول اجلال فرمایا

اب داستان ندرت بیان لقا بدار قطورہ پوش کے آنے مین اور شہریار عمرو ہو کر امیر سے لڑنے مین بیان ہوتی ہی

اول حال عمرو کا سنیئے کہ اسکو جو نہنگ اٹھا کر لیگیا کچھ دیر تک تو یہ اپنے ہوش مین رہا بعد اسکے بیہوش ہو گیا مطلق اسے خبر نہ تھی کہ مین کہان جاتا ہون اور کون مجھکو لیے جاتا ہی جب اسکی آنکھ کھلی اور ہوش آیا آپ کو ایک پہاڑ پر پایا اور دیو تنندک کو دیکھا کہ ہاتھ باندھے کھڑا ہی عمرو نے پوچھا کہ اے تنندک تو کہان تھا اسنے عرض کیا دوسرا کا کون کاسہ کہون کہون سو کو پتیا سے ؛ گونگے کا سا سپنا ہی سمجھ کر پچتائیے ؛ شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؛ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؛ غرض کچھ اشعار دردناک پڑھ کے گویا ہوا یا استاد کیا بیان کرون عجیب آفت مین مبتلا ہون دام الفت مین پھنس گیا ہون زندگی شاق ہی صدمہ فراق ہی چرخ بیدادگر نے لوٹا ہی مجھپر کوہ ملال ٹوٹا ہی شعر ابر کی طرح اشکباری ہی ؛ صورت برق بیقراری ہی ؛ جدائی مین دختر بہار پری کی یہ حالت میری ہی عمرو نے کہا کہ اے تنندک زیادہ باتین نہ بنا کہ مین خود گرفتار مصیبت ہون

نظم چین دن کو نہ رات کو آرام	ناشنا ہی نہین دل خودکام	لشکر عشق کی چڑھائی ہی	دشمن جان غم جدائی ہی

اور تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ حمزہ سے اور مجھسے کیسی عداوت ہی اگر تو نہ پہونچتا تو وہ مجھکو مار چکا تھا جتنا جلد ہو سکے صبر کر مجھسے اور حمزہ سے صفائی ہو جائے تو پھر مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا تنندک نے ایک آہ کا نعرہ کیا اور کہا شعر دل بیتاب کو روکون تو یہ دیتا ہی صدا ؛ صبر کہتے ہین کسے اور تحمل کسکو ؛ یا استاد آپ ذرا پری زاد قاف مین تشریف لیچلیے آپ کے سبب سے میری معشوقہ مجھے مل جائیگی عمرو نے سنکر جواب دیا کہ او احمق ہماری کیا حالت ہوگی حمزہ کی جدائی مین تو ابتدا سے دیکھا کیا کہ وہ اور ہم مثل عاشق و معشوق کے رہے نہ اسکو میرا رنج گوارا تھا نہ مجھکو اسکی آزردگی منظور تھی مین ہمیشہ اسپر مرتا تھا وہ اپنی جان مجھپر نثار کرتا تھا اور اب دیکھ کیا اسکو مجھسے دشمنی ہی کیسی مجھپر بنی ہی تو اتنا تامل کر کہ مجھسے اور اس سے ملاپ ہو جائے اور اندنون تو مجھسے غافل نہ رہنا تنندک نے کہا مین تو ہر وقت آپکے ساتھ موجود ہون انجام کار بعد گفتگوے بسیار عمرو نے تنندک کو رخصت کیا اور آپ حیران و پریشان سرگشتہ و سرگردان پہاڑ سے اتر کر جانب شہر شہنشاد روانہ ہوا یہان تمام عیار عمرو کے واسطے متردد و فکرمند بیٹھے تھے اور آپس مین کہ رہے تھے کہ خدا جانے خواجہ کو کون اٹھا لیگیا اسکا نام ہی لیتے کہتے تھے کہ یہ کسی دوست کا کام ہی یہی باتین تھین کہ عمرو آپہونچا عیارون نے جو عمرو کو حیران و پریشان دیکھا تسلی و تسکین کرنا شروع کی اور کہا کہ خواجہ بہتر یہی ہی کہ ان باتون کو جانے دیجیے آپ تجارت کیجیے اسمین بفراغت تمام آپکی اوقات بسر ہوگی اور یہان سے شہر آس بن الوس کا نزدیک ہی نہایت آباد ہی کمال رعایا وہان کی خرم و شاد ہی اور آبادی بھی اسمین بہت ہی عمرو نے کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ اس ملعون کے باعث حمزہ سے اور مجھسے عداوت ہی اور اب مین اسکے شہر مین جا کر تجارت کرون میرا جی تجارت مین کب لگیگا مین اس عرب کو چین سے بیٹھنے نہ دونگا اگر چاہے کہ مجھکو اپنے لشکر سے نکال کے آپ عیش کرے یہ نہو گا جسطرح سے مین بیقرار ہون اسکو بھی

بھیجین گرونگا عیارون نے کہا کہ جو مرضی مبارک ہو غرض عمرو رات کی رات تو وہان رہا بعد ادائے نماز صبح کے صحرا کی طرف روانہ ہوا
اور پھرتے پھرتے حیران و پریشان ایک بلندی پر درخت کے نیچے کھڑا ہو کر لگا فکر کرنے کہ اے عمرو تونے تو چاہا تھا کہ اس عرب کو
ذلیل و زبون کرے اور بے عاجز ہو کر تیرے قدمون پر گرے مگر تیرا چاہا نہوا اقبال اسکا یاور تھا کہ تیرا بیٹا ہی تیرا دشمن ہو گیا یہی
باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ ایک طرف جو نگاہ پڑی دیکھا ایک خیمہ عالیشان برپا ہوا اور لشکر دور تک اترا ہوا ہے عمرو نے
اپنے دل مین کہا کہ چلکر دیکھو تو یہ کسکا لشکر ہے اور کون اسکا سردار ہے بلندی سے اُتر کر اس لشکر کی طرف روانہ ہوا جب قریب
لشکر کے پہونچا صورت مسافر کی بنکر داخل لشکر ہوا دیکھا تو اردو بازار بہت آراستہ و پیراستہ ہے ہر چیز موجود ہے [illegible] سائبان تنے
ہوئے پڑے ہین خیمے پر تکلف برپا ہین ایک راستے کے سوا دوسرا راستہ نہین ہے عمرو اس بازار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کسی شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُسنے کہا کہ کیا تو [illegible] عمرو نے کہا کہ ہان لوگ چار طرف سے لپٹ گئے اور عمرو کو گرفتار
کر لیا مشکین باندھین عمرو ہر چند چلایا غل مچایا نہین کہا مین کہ مین جاسوس نہین ہون نہ کسی کا بھیجا ہوا یہان آیا ہون بلکہ مین
ادھر سے جاتا تھا لشکر جو دیکھا پوچھا کہ کسکا لشکر ہے اس جرم پر ناحق تم مجھے پکڑتے ہو ہر چند عمرو نے منت سماجت کی لیکن
انھون نے ایک نہ سنی اور عمرو کو کشان کشان بارگاہ مین لائے دیکھا کہ بہت سے گردنکش [illegible] پر بیٹھے ہین اور
تخت زرنگار پر نقابدار قنطورہ پوش متمکن ہے زریان فیل سوار کرسی پر بیٹھا ہے اور تین نقابدار زرد پوش سیاہ پوش
سبز پوش اور ہین یہ دیکھکر عمرو نے قنطورہ پوش کو پہچانا اور سلام کیا قنطورہ پوش نے پوچھا کہ تو کسکا جاسوس ہے
عمرو نے جواب دیا کہ نہین قنطورہ پوش نے کہا کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی سچ بتا تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین عمرو ہون
قنطورہ پوش نے کہا کہ اگر تو عمرو ہے تو کچھ گا کیونکہ وہ گاتا خوب ہے عمرو نے کہا کہ اگر آپ کو یقین نہو تو گاتا ہون لیجیے قنطورہ پوش
نے بلا کر صحبت مین بٹھایا اور سازندون سے فرمایا کہ ساز ملاؤ غرض عمرو نے بانسری بجانا شروع کی خوب گایا خوب بجایا سبکو
محو کر دیا نقابدار نے کہا بس اب تم اپنی اصلی صورت بناؤ عمرو نے رنگ و روغن عیاری پانی منگا کر دھو ڈالا اسوقت
نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کو گلے لگایا اپنے پاس بٹھایا اور احوال عمرو سے پوچھا کہ تمسے اور امیر سے کیونکر بگاڑ ہوا
عمرو نے تمام حقیقت بیان کی قنطورہ پوش نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو مین تمھاری طرف سے لڑونگی اور حمزہ کو باندھکر تمھارے
حوالے کر دونگی اب عمرو کی خاطر جمع ہوئی نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ اے خواجہ تمنے دیکھا تھا کہ ایک نقابدار چند روز
میدان مشتری حصار مین لقا کا طرفدار ہو کر لشکر حمزہ سے لڑا تھا کیا حال لشکر حمزہ کا کر دیا تھا عمرو بولا سچ ہے تم لوگون
کو خدا عمدہ پیدا کیا ہو گا مگر اے نقابدار قنطورہ پوش مین ایک شرط سے تمھارے ساتھ ہوتا ہون کہ مجھکو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دو
قنطورہ پوش نے کہا بشرطیکہ تم بھی عیاری ترک کرو عمرو نے کہا مجھے قبول ہے یہ کہکر اسی وقت باسنے عیاری کے بدن پر سے
دور کیے اور زنبیل مین ڈال لیے نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کو حمام کرایا اور خلعت فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا پہلے
خود نذر دی بعد اور نقابدارون سے نذر دلوائی اور وہان سے کوچ کر کے برابر شہر ختن کے مقابل لشکر امیر لشکر نقابدار اترا
عمرو نے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ کی زنبیل سے نکال کے استادہ کرائی لشکر نقابدارون کا گرد و اطراف مین اتر پڑا ہرکارون نے
خبر امیر کو پہونچائی کہ چار نقابدار عمرو کو بادشاہ بنا کر لائے ہین اور آپ سے ارادہ رزم و پیکار پر آئے ہین امیر کو نہایت
تردد ہوا مگر فرمایا کہ خدا سب سے بزرگ ہے اور ادھر لقا کو معلوم ہوا بختیارک نے لقا سے کہا کہ تم تو کسی طرح سے عمرو کی
عدول حکمی نہ کرنا اور چپکے تماشا دیکھا کرو کہ لشکر حمزہ سے کیونکر چوٹ چلتی ہے ادھر شاہ عمرو نے منشی کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ اس عرب
سوسمار خوار ریگ بیابان شمار کو لکھو منشی نے عرض کیا کہ مضمون اسکا کیا ہو فرمایا کہ لکھو اے عرب بیوفا یہ میرا ہی دل ہے کہ تجھپر رحم
کرتا ہون اور جان بخشی کرتا ہون بہتر یہ ہے کہ کبر و غرور سے منہ موڑ صاحبقرانی چھوڑ جا کے خانہ کعبہ کا مجاور ہو اور یا در در [illegible]

مثل غلامان حلقہ بگوش کے حاضر ہوا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو اپنی سزا کو پہونچیگا اور عذاب الیم مین گرفتار ہوگا منشی عطارد رقم
عنبرقلم اس مضمون کا نامہ لکھکر اسی وقت لایا عمرو نے زیحان فیل سوار کو دیا کہ تم اسکو لیکر حمزہ کے پاس جاؤ زیحان بموجب حکم عمرو کے
نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے ایک نامہ اس مضمون کا لقا کو نقابدار شنجرفی پوش کے ہاتھ بھیجا کہ اے لقا بہتر یہ ہے کہ بمجرد نامہ دیکھنے کے
غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر دربار معلی مین حاضر ہو نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ نامہ نقابدار شنجرفی پوش کو دیکر روانہ کیا
لیکن پہلے ہرکارون نے آکر امیر کو خبر دی کہ ایلچی عمرو کا زیحان فیل سوار آتا ہے فرمایا کہ خبردار اسکو نہ کوئی روکے آنے دو زیحان
داخل لشکر اسلام ہوا اور تمام لشکر کی کیفیت دیکھتا بازارون کی سیر کرتا دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا پہلوان عادی کو دروازہ بارگاہ
پر بیٹھے پایا بعد رسم سلام کے کہا جاکر عرض کرو کہ نامۂ شاہ عمرو آیا ہے پہلوان عادی نے کہا کہ کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہین ہے
بے تکلف اندر جائیے آپ کے واسطے پہلے ہی حکم پہونچ چکا ہے زیحان داخل بارگاہ عرش اقتدار ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا صحبت
امیر کی دیکھکر وجد کرنے لگا اور اپنے دل مین کہنے لگا سبحان اللہ کیا کیا پہلوان ہین کیسے کیسے بہادر بے نظیر بیٹھے ہین کہ جنکا مثل وجواب
نہین امیر نے جو زیحان کو دیکھا کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی زیحان کرسی پر بیٹھا امیر کشورگیر نے فرمایا کہ جام شراب زیحان کو دو
ساقیان سیمین ساق نے جام جواہر نگار تواضع کیا جبکہ دو تین جام شراب کے اسنے پیئے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اسوقت یہ پکارا اے تم نامہ دار ہم نامہ دار امیر با توقیر نے پوچھا تو کسکا نامہ لایا ہے اور کسنے تجھے بھیجا ہے کہا کہ مین شاہ اندران کا بھیجا ہوا آیا
ہون شاہ عمرو کا نامہ لایا ہون امیر نے نامہ طلب کیا اسنے نامے کو سر سے کھول سکے دونون ہاتھون پر رکھکر دیا اور یہ کہا کہ اس پارچہ
کاغذ پر غصہ نہ فرمائیے گا اسکے ساتھ میر اسرار امیر نے وہ نامہ سیف ذوالیدین کو عنایت کیا کہ تم اسے پڑھو سیف ذوالیدین نے
باواز بلند پڑھا جسوقت امیر مضمون نامہ سے مطلع ہوئے غیظ و غضب طاری ہوا فرمایا کہ جواب مین جنگنامہ اسکی پشت پر لکھدو
سیف ذوالیدین نے لکھکر زیحان کو دیدیا زیحان نامہ لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے کہا کہ آپ برا کرتے ہین اطاعت قبول کیجیے ورنہ
پچتائیے گا امیر نے کہا کہ خداے مابزرگ ہے عمرو میرا کیا کر سکتا ہے وہ ساربان زادہ نہین معلوم کیا بکتا ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد
ز جاے ۰ نہ برد رگے تا نخواہد خداے ۰ زیحان نے کہا آپ کو اختیار ہے یہ کہکر روانہ ہوا اگر اب حال نقابدار شنجرفی پوش کا
بیان کیا جاتا ہے کہ نامہ عمرو کا لیکر جسوقت بارگاہ لقا کے قریب پہونچا زمرد شاہ کو خبر ہوئی کہ نقابدار شنجرفی پوش فرستادہ عمرو
آتا ہے زمرد شاہ نے بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ اے شیطان درگاہ مین تو نے سنا کہ ایلچی عمرو کا نامہ لیکر آتا ہے اب اسکے بارے مین
کیا تدبیر کرون بختیارک نے کہا بجز تدبیر اطاعت اور کوئی تدبیر مناسب نہین ہے کیونکہ وہ بندہ آپکا منہ زور ہے اگر اس سے
مخالفت کیجیے گا تو وہ آپ کو ایذا پہونچائیگا دوسرے یہ کہ نقابدار شنجرفی پوش یعنے نقابدار خندان کا حال معلوم ہے کہ اگر ابھی
وہ بند نقاب کا دور کرے تو سب ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائین اور وہ سب کی مشکین باندھکر لیجائیگا اس سے عزت ہی سے چلنا بہتر ہے
لقا نے بختیارک سے کہا کہ مین اسی ہزار برس آگے ہی تدبیر کر چکا تھا یہ کہکر نقابدار خندان سے کہا کہ تم چلو مین کل شاہ عمرو کی
خدمت مین حاضر ہونگا نقابدار چلا گیا اور جاکر شاہ عمرو سے جو کچھ لقا نے کہا تھا وہ سب عرض کیا عمرو چپ ہو رہا دوسرے دن
لقا سرداروں سمیت دربار عمرو مین حاضر ہوا عمرو نے بہت عزت و آبرو کی بعد اسکے زیحان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے
جاکر صاحبقران کی خدمت مین عرض کیا کہ نقابدارون کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہے اور کل انکا ارادہ ہے کہ میدان مین نکلکر معرکہ آرا
ہون امیر نے یہ سنکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا جو مرضی الہی خیر کہدو کہ بفضل سبحانی و تائید ربانی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے
رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی جسوقت کہ صفوف قتال و جدال طرفین سے آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کے اشعار
پڑھے لشکر نقابدار قطورہ پوش مین علمہاے شنجرفی جلوہ گری پر آئے نقابدار خندان اپنے ہاتھی کو ہولکر سامنے تخت
شاہ عمرو کے آیا ہاتھی پر سے اترکر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت میدان چاہی شاہ عمرو نے کہا کہ اے نقابدار خندان جا کہ

تم سرداران حمزہ کو باندھ لاؤ بس نقابدار خندان ہاتھی پر سوار ہوا اور گجباتک مارکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا تمام سرداران لشکر اسلام حیران کھڑے تھے کوئی مقابلے کو نہ جاتا تھا کسواسطے کہ میدان شتری حصار میں لڑائی اسکی دیکھ چکے ہیں کہ کوئی اس سے عہدہ برا نہیں ہوا جو لڑا ذلیل ہو کر گرفتار ہوا بعد گھڑی بھر کے نقابدار نے پھر نعرہ کیا کہ اے خداپرستو تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ میرے مقابلے کو آسکے اور تاب مقاومت لائے سبکو ایک سکتا تھا جواب کوئی نہ دے سکتا تھا بادشاہ اسلام بھی حیران رہنی بائیں جانب دیکھ رہے تھے مگر کوئی رخ میدان کا نہیں کرتا تھا کہ تیسری مرتبہ پھر نقابدار نے پکارا کہ اے خداپرستو یا تو شاہ عمرو کی اطاعت قبول کرو یا میرے مقابلے کو آؤ نہیں میں خود آتا ہوں یہ آواز سنکر امیر نے ارادہ کیا کہ پہلے میں جاکر مقابلہ کروں کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان شیر افگن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے مرکب کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُترکر مجرا کیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا اے شہزادہ بدیع الزمان تم حال سے اس نقابدار کے واقف ہو لڑائی اسکی دیکھ چکے ہو مقابلہ کرکے کیا کروگے ناحق گرفتار ہوگے بدیع الزمان نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ بھی تو آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا ہے کہ صاحبقران خود جاکر مقابلہ کریں اور ہم تماشا دیکھیں ہم وہ ہیں کہ آگ ہو تو ہم اُسمیں بھی کود پڑیں لیکن امیر آج نہ آنے دیں بعد ہمارے جو چاہے سو ہو ع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد ❊ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا سپرد پروردگار عالم کیا اور جام کل عقیق عنایت فرمایا بدیع الزمان سلام کرکے پی گیا اور تنگ مرکب کو موافق مرضی کے درست کیا کہ عرصہ زیست حریفوں پر تنگ کرے اور بار دگر مرکب پر سوار ہوا ابیات چو شیر یکہ گیرد برآمد کمین ❊ بجست از زمین و برآمد بزین ❊ پوید باگ کالیا رانوں میں جو مرکب کو سانا بجلی کی طرح کوند گئے چلا اشعار مرکبش از باد صبا تیز تر ❊ در نفس صبح سبک خیز تر ❊ چون بجنگ و پو نہادی قدم ❊ جست و رسیدی بوجود از عدم ❊ طرفۃ العین میں برابر نقابدار کے پہونچا جاتا نگاہ دو چار ہو نقابدار نے کہا کہ یہ میرا دستور نہیں ہے اور بتا کہ تیرا نام کیا ہے بدیع الزمان نے اپنا نام بتایا کہ میں بدیع الزمان پسر رشید صاحبقران ہوں نقابدار نے کہا کہ اے بدیع الزمان تجھے لائق و لازم یہ ہے کہ حمزہ کو فہمائش کر کہ وہ اطاعت شاہ عمرو کی کرے بدیع الزمان نے جواب دیا شعر بدیع الزمانم کہ ہنگام زور ❊ اگر دیو آید بہ پیشم چو مور ❊ لیکن مجھے حمزہ صاحبقران پر اختیار نہیں ہے دوسرے یہ کہ عمرو کی اصل و حقیقت کیا ہے وہ ایک ادنیٰ ساربان زادہ ہے اور ہمیشہ مطیع حمزہ صاحبقران رہا اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ امیر اسکی اطاعت کریں نقابدار نے کہا کہ اگر حمزہ عمرو کی اطاعت نہ کریگا تو بہت پچھتائیگا خیر لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو بدیع الزمان بولا کہ یہ میرا معمول نہیں کہ میں حریف پر پیشدستی کروں جب تیرے حربے سے خدا مجھکو بچائیگا اسوقت سمجھ لونگا میں بھی اپنا حربہ کرونگا نقابدار نے کہا میرا حربہ غضب خداوند فرعون شاہ ہے اور میری چشم نمائی تجھے بہت ہے یہ کہکر نقابدار نے نقاب اپنے منہ پر سے اُٹھائی اور بدیع الزمان سے کہا ع بہ بین نگر من نگر شاید کہ بشناسی مرا ❊ بدیع الزمان بمجرد مشاہدہ روئے نحس نقابدار کے قہقہہ مار کر ہنسا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو کر گھوڑے پر سے گرا نقابدار نے ہاتھی پر سے اُترکر مشکیں بدیع الزمان کی باندھیں پھر مبارز طلب کیا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم خورشید کلاہ نے جو یہ حالت بدیع الزمان کی دیکھی کہ یوں گرفتار ہو گیا بس تاب باقی نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت بھی نہ لی اپنے مرکب کو دوڑا کر میدان کی طرف چلا آتے آتے جب قریب نقابدار پہونچا نقابدار مثل بدیع الزمان کے اس سے بھی نگاہ دو چار ہوا اور نقابدار خندان چاہتا تھا کہ شہزادہ خاور سپاہ سے ہمکلام ہو کہ نقابدار سیاہ پوش گریان بڑھا اور اپنے گینڈے کو قریب لاکر نقابدار خندان سے کہا کہ اب تو پھر جا ایک سردار کو تو گرفتار کر چکا ہے اس سے میں سمجھ لونگا نقابدار خندان پھر گیا اور نقابدار گریان نے شاہزادہ خاور سپاہ کا مقابلہ کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے شاہزادہ بولا شعر منم قاسم صف در تیغ زن ❊ کہ ترک فلک لرزد از بیم من ❊ نقابدار گریان نے کہا کہ اے قاسم جو حوصلہ تمکو ہو نکال لو شہزادے نے اپنے

جی میں کہا کہ اے خاور سیاہ جو پہلے مار بیٹھے وہی امیر ہو دل میں یہ خیال کیا اور گھسیٹ کر تیغہ پلارک فولادی نقابدار گریان پر
مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھا دیا تلوار سر پر پڑی ایک جھناکے کی آواز پیدا ہوئی اور جسطرح موگری گھڑیال پر سے اچٹتی
ہو تو نہیں تلوار اسکے سر پر سے اچٹ گئی خط تک نہ پڑا نقابدار گریان قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے قاسم اب تو آرزو اپنے دل
کی نکال چکا ذرا میری طرف دیکھ شاہزادہ خاور سیاہ نے اسکی طرف دیکھا اُسنے نقاب اپنے چہرے پر سے اُٹھائی شاہزادہ نے چیخ
مار کر رو دیا اور روتے روتے بیہوش ہو گیا نقابدار نے مشکیں باندھکر اپنے لشکر میں لیگیا اور نقابدار زرد پوش سے کہا اب تو جا تیری
باری ہے زرد پوش وہاں سے چلا جب میدان میں آیا نہیب دی کہ جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے سب نگران تھے کہ دیکھیں کون
نکلتا ہے کہ جمہور جہانسوز دلاور بہادر شہنشاہ تیر زن مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا ہاتھ باندھ کے
اجازت چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہیں حافظ حقیقی کے سپرد کیا جام کلہ فتح نصرت عنایت ہوا جمہور نشۂ جرأت میں چور
برابر نقابدار زرد پوش کے آیا اور گاوزن ہوا نقابدار نے تنگاور کو خالی دیا قریب تھا کہ جمہور منہ کے بل گھوڑے سے گر پڑے
مگر شہسوار بے بدل تھا آپکو روکا اور نقابدار سے ملوک روزگار سے پوچھا کہ اے عزیز یہ کیا کیا تھا اُسنے جواب دیا میں ہر کس و ناکس سے
گاوزن نہیں ہوتا جمہور سنکر آگ ہو گیا اور کہا خیر تو مجھے ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہے احوال معلوم ہو جائیگا نقابدار نے حربہ
طلب کیا جمہور نے تیر کمر سے نکال کر نقابدار پر مارا نقابدار نے گُرز سے تیر کو رد کیا اور وہی گُرز جمہور پر مارا جمہور گھوڑا
لگا کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا نقابدار نے جمہور کی مشکیں باندھیں اور اپنے لشکر میں پہونچایا پھر مبارز طلب کیا
رستم پیلتن پیل افکن کشندہ قویل ہندی و دیل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی شاہزادہ عالمشاہ رومی مرکب کو اُڑا کر بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکے میدان کو چلا تھا کہ امیر نے پاس بلایا اور اسم اعظم پڑھکے عالمشاہ پر دم کیا اور کہا کہ بابا جاؤ اگر
سحر کا مقدمہ ہے تو اب اثر نہ کریگا عالمشاہ بصد شوکت و شان مقابل نقابدار کو گیا اور بعد گفتگو کے نوبت شمشیر زنی کی آئی
نقابدار نے تلوار اسکی روک کے کوٹلا مار کر مانند جمہور کے اسکو بھی گرفتار کیا امیر حیران ہو کر رہ گئے بعد اسکے شیرویہ مقابل
ہو گیا یہ بھی گرفتار ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے دوسرے دن نریمان فیل سوار میدان میں نکلا اور بیا
بائیس سرداران لشکر اسلام تا شام اسکے ہاتھ سے اسیر ہوتے تیسرے روز کی میدان داری میں بھی بائیس سرداروں کو ہم
کیا اسطرح سے کہ جسنے تلوار ماری اسنے چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر مرکب پر سے اُٹھا لیا مشکیں باندھکر اپنے لوگوں کے حوالے
کیا اور جو سوار بہت زبردست تھا اُسسے دو چار گھڑی کشتی لڑکر زیر کیا اور عالم اسکا یہ تھا کہ ہنگام کشتی قد بڑھتا جاتا تھا سر کو
آسمان کی خبر لے آتا تھا دیو کی بھی اسکے سامنے کچھ حقیقت نہ رہتی تھی کہانتک اسکو عرض کروں تا کو طول دوں غرضکہ ایک
ہفتہ کی میدان داری میں ہزارہا پہلوانان نامی و سرداران گرامی گرفتار ہو گئے ہر روز امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام چشم
گریان و دل بریان اپنے خیمہ کی طرف مراجعت کرتے تھے اور فرماتے تھے معلوم ہوا کہ اس پاجی کے ہاتھوں فلک ہمیں
ذلیل کرائیگا خیر رضینا بقضائہ تقدیر یہی باتیں تھیں کہ خبر پہونچی پھر طبل جنگ لشکر نقابداران میں بجا ہے امیر نے فرمایا کہ صبح کو ہم
بہ مقابلہ جائینگے آگے جو مرضی خدا کی غرض اسی وقت ادھر بھی طبل جنگ بجا ہرکاروں نے یہ خبر جا کر عمرو کو دی عمرو نہایت
مشوش ہوا اور نریمان سے کہا کہ اے نریمان فیل سوار صبح کو مقام اندیشے کا ہے حمزہ سے مقابلہ ہے اور وہ مرد مردانہ و
فرزانہ ہے تا لک باطل السحر ہے اگر اسم اعظم حمزہ کا بند ہو جائے تو بہت خوب ہے یہ کلمہ سنکر نریمان نہایت برہم ہوا اور عمرو سے
کہا کہ اگر آپ کے مقام پر دوسرا کوئی ہوتا اور یہ کلمہ زبان پر لاتا تو میں اس سے بندی پیش آتا کیا آپ مجھکو ساحر سمجھے ہیں جو
یہ کلمہ کہتے ہیں ہم سحر سے کام نہیں لیتے ہیں بلکہ ہم ساحر پر لعنت کرتے ہیں ہمکو باطل السحر حمزہ کی کیا پروا ہے ہم لوگ بندۂ خدا کے
[illegible] شاہ کے [illegible] ہم بزور و قوت حمزہ کی مشکیں باندھکر لے آئینگے یہ کلمہ سنکر عمرو بہت خوش ہوا الغرض رات بھ

طبل جنگ بجا کیا صبح کو میدان داری ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال وقتال کے نقیب نقابت کرنے لگے کہا اے مردان
بکوشید تا جامہ زنان نپوشید نریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا امیر نے ارادہ
کیا مقابلے کو جائیں راوی لکھتا ہے کہ جسطرح سے امیر نے جواب جنگنامے پر لکھوا دیا تھا وہی نقابدار لیگیا تھا اور عمرو کا
نزدیک پہلے ہوا تھا ہر روز ہی طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا کرتا تھا اُس روز زمرد شاہ نے اپنے فرزند لاہوت شاہ کی
طرف دیکھکر کہا کہ اے نور خالص واے چکیدہ قدرت میں نے تقدیر کی کہ آج تو میدان میں جا تیرے دم شمشیر میں ان سب کی قضا ہے
یہ تمام میرے بندگان خوالی تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے بس لاہوت شاہ نے جو یہ کلام زمرد شاہ سے سنا نہایت خوش
ہوا اور گینڈے سے اُتر کر سجدہ کیا بار دگر گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور تیغ تولے ہوئے قریب نریمان کے پہونچا اور
بغیر گفت و شنید کے نریمان پر تلوار ماری اُسنے تلوار کی دھار کو نظر میں رکھکر ہاتھ بڑھا کے پھیکی دی تلوار اسکی بیٹ پڑی قبضے
پر ہاتھ ڈالدیا اُسکے قبضے کو اپنے قبضے میں کیا اور لاہوت شاہ کا ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لے اور بقوت تمام اُسکے منھ پر ایک
طمانچہ مارا کہ وہ اپنے گینڈے سے گر پڑا جیسے ٹوٹن کبوتر لوٹ جاتا ہے اسطرح تڑپ کر بیہوش ہو گیا نریمان نے ہاتھی پر سے
اُتر کر اُسکی مشکیں باندھیں اور بار دگر سوار ہو کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور حکم دیا کہ بجے طبل باز گشت غرض اُس روز
طویلے کی بلا بندر کے سر پڑی یعنی وہ میمون خصلت خرس بادیہ ضلالت لاہوت شاہ بن زمرد شاہ ہاتھ سے نریمان
کے اسیر ہو گیا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے عمرو تعریفیں نریمان کی کرتا ہوا پھرا اور لاہوت شاہ کے بارے میں حکم کیا کہ
زندانخانے میں قید کرو اور بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا چاروں نقابدار مع نریمان گرد و اطراف میں متمکن ہوئے نریمان
نے کہا کہ اے شاہ عمرو دیکھا تمنے کہ میں نے اس کمبخت کو کسطرح باندھ لیا عمرو نے بہت سی تعریفیں کیں غرض اُسنے نشہ شراب میں
آکر کہا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت شاہ عمرو نے حکم کیا کہ نقارہ رزمی نوازش میں آئے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ ہرکاروں نے
آکر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ لشکر عمرو میں طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی نقارہ حربی پر چوب پڑے
اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ ہمارا اسی مقام پر تھا آج تو ہم لاہوت شاہ کے سبب سے بچ رہے کل ہمسے اور نریمان سے سامنا ہے
یہ کہکر نہایت اُداس بکمال پریشان دربار برخاست کرکے اپنی خوابگاہ میں داخل ہوئے کھانا بھی کچھ کھایا کچھ نہ کھایا نماز مغرب و عشا
ادا کرکے گریہ وزاری میں مصروف ہوئے چار پہر رات گذر کر جس وقت کہ صبح ہوئی دونوں لشکر عرصہ کارزار میں صف آرا ہوئے
نقیب نقیب دیگر نکل گئے نریمان سامنے شاہ عمرو کے آیا اور اجازت میدان کی چاہی عمرو نے کہا اے نریمان آج مقابلہ حمزہ سے
سامنا ہوگا ذرا ہوشیار رہنا نریمان نے کہا اے شاہ عمرو آپ کو اور کچھ گمان میری طرف ہو دیکھیے گا کہ میں بعنایت فرعون شاہ
حمزہ سے کسطرح لڑتا ہوں اور کیونکر باندھ لیتا ہوں یہ کہکر اپنے ہاتھی پر سوار ہوا اور میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا جوش
عرق عرق ہوا اور نعرہ کیا کہ اے حمزہ نکل میرے مقابلے کو آ صاحبقران نے چالاک سے کہا کہ اے چالاک میدان کو قرق
کرو اُسنے کلاہ اپنی سوئے آسمان اُچھالی اور پکارا ایہاالناس آگاہ ہو کہ صاحبقران زمان امیر عالیشان خود میدان میں جاتے ہیں
تمام لشکر میں علم جلوہ گری بر لئے ہمہ سردار رکیبوں سے اُتر کر پیادہ ہوئے حضور صاحبقران استادہ ہوئے حمزہ صاحبقران
اشقر دیو نژاد کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے تشریف لائے پشت زین سے روئے زمین پہ آکے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا
ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور رو کر فرمایا کہ یہی بادشاہی فقط حضور
کے دم سے ہے جب آپ ہی نہ ہوئے تو میں بادشاہت کرکے کیا کرونگا آپ اسی مقام پر ٹھہریے میں نریمان سے جا کر مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا کہ اے شہریار عالی وقار خدا مجھے اُس روز کو نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی کو ویران دیکھوں میری زندگی
میں تخت بادشاہی اسی طرح آباد رہے اور آپ کے باعث سے قیام لشکر ہو ہر چند بادشاہ اسلام نے چاہا کہ صاحبقران

میدان میں نہ جائیں امیر نے نہ مانا اور بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر نریمان فیل سوار سے مقابل ہوئے نریمان نے
جو آتے دیکھا حمزہ صاحبقران سے لگاوٹ ہوا مرکب دونوں کے برابر سے ہٹ گئے سپروں سے چنگاریاں آگ کی گر پڑیں
مرکبوں کو رانوں میں مسلکر ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا نریمان نے پوچھا کہ یا حمزہ صاحبقران آپ سے اور عمرو سے
کیا باعث بگاڑ کا ہوا یا تو باہم وہ محبت تھی کہ ایک جان و دو قالب تھے یا یہ کہ آپ اُنکے تشنۂ خون ہیں اور وہ آپکے
دشمن جان ہیں امیر نے جواب دیا کہ اے نریمان تمنے اس جھگڑے کو عمرو کی زبان سے کیونکر سنا کہ نریمان نے کہا یوں
سنا گیا ہے کہ آس بن الوس نے سکندر عیار انگیز فرزند شاہ عمرو کو کہ شاہ عمرو نہایت اُسے پیار کرتے تھے مار ڈالا شاہ عمرو
کو کمال صدمہ و ملال ہوا اور اسی صدمے میں بیمار ہی شاہ عمرو گئے کہ آس بن الوس کو قتل کریں لیکن آپکے خوف سے
فقط اُسکی ناک کاٹی جان سے نہ ہلاک کیا اسکو آپ نے جرم تصور کیا اور شاہ عمرو کی مشکیں باندھکر آس بن الوس کے حوالے
کر دیا مگر اُسپر بھی شاہ عمرو کو کچھ خیال نہ آیا اور اپنی تقصیر معاف کرانے کو آپکی خدمت میں آئے اور آپ نے کچھ بھی خیال معاف
نہ کی بلکہ بعوض عفو قصور آپ نے تازیانے اُنپر مارے جو اپنا ایسا عاشق ہو اسکو کوئی یوں بیزار کر دیتا ہے جسنے آپکو خاک سے
پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی پہونچایا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ سب بلاؤں کو آپ پر سے اور آپکے لشکر پر سے دفع کرتا رہا اور
ہر جگہ تیغ حوادث کی سپر رہا جملہ بلاؤں سے آپ کو محفوظ رکھا امیر نے کہا کہ اے نریمان یہ تم کیا کہتے ہو ملازم و خادم سے جو خطا
ہوتے ہیں اُسنے اگر یہ کام کیے تو لاکھوں روپیے ہمنے دیے اور ہمسے اسی سے تو عہد و پیمان تھا کہ کسی پہلوان کو سوتے میں ذلیل
نہ کرنا اُسنے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالی اور وہ سر دربار ہمارے سامنے تھا اور چھوڑیوں کی کشتی لیکر آیا کہا کہ آپ
جسکو پہلوان زبردست دیکھتے ہیں اُسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کراتے ہیں آپکو جرأت و مردی سے کچھ کام نہیں ہے یہ جوڑا
چھوڑیوں کا اور تمہ موجود ہے اسے پہنکر محل میں بیٹھیے اے نریمان نہ یہ نالائق ایسی حرکت کرتا نہ میں یہ کلمہ و کلام سنتا نریمان
نے کہا کہ یا صاحبقران خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جانے دیجیے آپ صفائی کر لیجیے امیر نے جواب دیا کہ یہ بھی نہ ہوگا اپنی جان
دونگا مگر اس پاجی سے صفائی نہ کرونگا نریمان بولا کہ ہمارا تو وہ بادشاہ ہے اور آپ اُسے ہر بار پاجی کہتے ہیں بس معلوم ہوا
کہ آپ بر سر پرخاش ہیں خیر شاہ عمرو کو کسی کی پروا نہیں ہیکل آپ کے ملازم اسکے موجود ہیں لاؤ حربہ اپنا امیر نے کہا کہ
ہمارا دستور ہے حریف پر پیشدستی کرنا نہیں نریمان نے خبردار خبردار کہکے اپنے ہاتھی کو پیچھے ہٹا کر برچھا صاحبقران پر مارا امیر
نے نیزے کو نیزے پر روکا غرض نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی نیزہ بازی رہی سنانیں نیزوں کی ناکارہ ہو گئیں نیزے چھٹ
لگی پھٹنے مانند فلال فرانشان ریشے ریشے اُڑ گئے نریمان نے کہا کہ نیزہ بازی میں تو آپ مجھسے برابر رہے لیکن یہ گرز نہ
طمانچہ ملک الموت کا ہے لیجیے یہ کہکر خواصی میں سے گرز گران سنگ اُٹھا کر امیر پر مارا امیر نے قربوس زین پر گرز سام بن نریمان
اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا اور پکارے اے پروردگار عالم حیرم از گل نازک تر ست پناہ و دست توام پناہ تو دارم نریمان
نے گرز دو دستی مارا گرز پر گرز پڑا اتراقے کی آواز گنبد گردان تک پہنچی ہوئی دونوں گرزوں میں بل پڑ گئے شرارے آتش کے
نکل گئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب تا سنبک زمین میں غرق ہو گیا امیر کی آنکھیں بند ہو گئیں ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا
تن گرد میں پوشیدہ ہو گئے نریمان فیل سوار پکارا کہ زدم و پست کردم چالاک بن عمرو دوڑا اور گرد گرد چرخ مارا اندر گرد کے
گھسکر دیکھا تو امیر بیہوش کھڑے ہیں آواز دی کہ یا امیر بالتوقیر ہوش میں آئیے آنکھ امیر کی کھل گئی امیر نے پوچھا کہ اے چالاک
نے کہا اے شہریار حریف زیادتی کرتا ہے اور حضور کا کیا حال ہے امیر نے فرمایا کہ بچایا پروردگار عالم نے مگر بالا کی ضرب لگائی
کافر خاسر نے یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا ایسا ہی گھوڑا تھا کہ زمین کا طبقہ لیکر نکلا حمزہ صاحبقران عرق گرد کے باہر آئے حریف
نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران زندہ و سلامت ہیں جی میں اپنے کہنے لگا کہ اے نریمان حمزہ بچ گیا اور داد مرگ حمزہ صاحبقران نے

آواز دی کہ باش او کافر خاسر شعر تو ضرب بے زدی ضرب یامن نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دور مجنون گذشت
نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ٭ ہوشیار ہوشیار کہکر دو دستی گرز اُس ناہنجار بدکردار زریان فیل سوار پر مارا
کہ اُسکی بھی وہی حالت ہوئی جو کیفیت بسیر کی ہوئی تھی اور بکر اسکے ہاتھی کی ٹوٹ گئی ادھر امیر نے بھی آواز دی کہ صاحبو دوڑو اور
زریان کی خبر لو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ارے جلد جاؤ عیارو دوڑے اور پکارے کہ ای پہلوان زمان و ای گرشاسپ دوران کیا کیفیت
ہے نہ صدا نکلتی ہے نہ ہاتھی چنگھاڑتا ہے پانی نکال کے چھینٹا دیا گرد بیٹھی دیکھا کہ زریان فیل سوار بیہوش کھڑا ہے دونوں کنپٹیاں اسکے
آشنا بزمین ہیں آنکھیں بند ہیں ہر بن مو سے پسینا جاری ہے غشی طاری ہے مگر دونوں ہاتھ اسکے ستون گرز میں بالکل جکڑے ہیں نہیں ہلتے
دی عیاروں نے کہ ای پہلوان قدرت خدا ہوش میں آ زریان کی آنکھ کھل گئی حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا عیاروں نے
پوچھا کہ کیا کیفیت ہے زریان نے جواب دیا کہ بچا یا خداوند فرعون شاہ نے یہ کہکر ہاتھی کو اُٹھنے ہوا اُسکا کام تمام ہوچکا تھا
ہاتھی پر سے کود پڑا اور دوڑا کہ اشقر دیوزاد کو مار ڈالے امیر نے جو زریان کو بارادہ فاسد آتے دیکھا گھوڑے پر سے کود پڑے
زریان نے امیر کو پیدل دیکھ کر سپر و تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور حمزہ صاحبقران پر دوڑا امیر بھی نہتے ہوکر چمٹ گئے دونوں
باہم لپٹ کر مصروف کشتی ہوئے امیر اسم اعظم پڑھ پڑھ کر دم کرتے جاتے ہیں چار پہر دن کشتی رہی امیر کا یہ عالم ہوا کہ منہ پر
درد پڑ گیا اور زریان کو کچھ نہ معلوم ہوتا تھا شام کو زریان نے کہا کہ اب آپ پھر جائیے صبح کو ہم اور آپ پھر لڑینگے اگرچہ
معمول امیر کا یہ نہ تھا کہ میدان سے بے تصفیہ پھریں لیکن زریان نے جو کہا کہ اب شام ہوئی پھر جائیے امیر نے غنیمت سمجھے
کہ آبرو میری رہ گئی غرض امیر اشقر پر سوار ہو کے پھر کر بارگاہ میں آئے اسطرف زریان پھر اشقر و اسپ پر زر نثار کرتا ہوا کمال
خوش و خرم ہوکر بارگاہ میں آیا صحبت عیش برپا ہوئی تھا بار فنظور دابوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ صاحب جی چاہتا ہے آج
تم سرا پیندگی کرو اور بانسری بجاؤ تو ہم سنیں عمرو نے کہا کہ بدل و جان میں حاضر ہوں سازندوں سے خطاب کیا کہ تم ساز
آپس میں ملاؤ اور عمرو جوڑی نے کی ہفت پوندی نکال کر ساتوں قفلیاں اُسکی ملا کر بجانا شروع کیا تمام صحبت مسرور و محظوظ
تھی احسنت و مرحبا کی صدا بلند تھی یا یہ آواز تھی دھر ابھر تری سندوق چھوٹ گولی جاکے تان ٭ کان ہو ہو سے بہے کہ آنکھیں
نکلے آن ٭ عجیب سماں بندھا تھا عجب رنگ جما تھا یہاں تو یہ رنگ ہے مگر حال حمزہ صاحبقران کا سنیے کہ اُداس و پریشان
بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہیں کہ کل جو زریان سے سامنا ہوا تو یقین ہے کہ وہ مجھ پر غالب ہوگا ہمیشہ پروردگار
نے آبرو رکھی مگر اب عزت بچتی نہیں معلوم ہوتی بادشاہ اسلام فرما رہے ہیں کہ آپ گھبرائیے نہیں پریشان نہو جیسے پروردگار کام
کردیگا کوئی سبب ایسا نکلیگا کہ یہ بلا آپ پر سے دفع ہوگی یہی باتیں تھیں کہ پہلوان عادی سامنے آیا اور صاحبقران سے
دست بستہ عرض کیا ویلیما هذا من غلام تو ام امروز نوبت طلایہ شماست لشکر میں امیر کے معمول ہے کہ جتنے سردار ہیں مع امیر
اور بادشاہ اسلام کے سب کا ایک ایک دن طلایہ مقرر ہے اور فرد سب کے نام کی لکھی ہوئی پہلوان عادی کے پاس
ہے جس روز جسکی باری ہوتی ہے پہلوان عادی اُسے آگاہ کردیتا ہے چنانچہ اُس روز نوبت امیر کی تھی امیر نے فرمایا کہ مجھے
قبول ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے صاحبقران بولے کیا مضائقہ ہے مگر حضور کو تکلیف ہوگی
بادشاہ اسلام نے نہ مانا غرض بوقت شب حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے طلایہ پھرنے لگے گرد لشکر کے پھرتے ہوئے
برابر ایک بلندی کے پہونچے اوپر بلندی کے حمزہ صاحبقران چڑھ گئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ ای شہریار آئیے
ہم اور آپ یہاں بیٹھیں کہ آج شب ماہ ہے چاندنی کی بہار ہے سامنے سبزہ زار ہے اور ادھر لشکر ہے اس ٹیلے پر سے تمام کیفیت
نظر آئیگی بلطف رات بسر ہوجائیگی بادشاہ اسلام نے اس امر کو بہت پسند کیا حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے اُس
ٹیلے پر آ کے بیٹھے اور شراب تھوڑی سی منگوا کر میکشی میں مشغول ہوئے شراب پیتے جاتے ہیں اور چہار طرف دیکھتے جاتے ہیں

کہ ایک طرف سے آواز زنگولون کی بلند ہوئی امیر اسی جانب کو دیکھنے لگے دیکھا کہ چالاک بن عمرو چلا آتا ہے آواز دی کہ اے
چالاک کہان چلا چالاک نے آواز امیر کی پہچانی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک بلندی پر صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے
جلوہ فرما ہین اوپر آیا قریب حمزہ صاحبقران کے پہونچکر دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے شہریار باوقار مین جاتا ہون
عمرو بن امیہ ضمری کے لشکر مین ارادہ ہے کہ وہان پہونچکر کچھ دست بُردی کرون امیر اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ہم بھی تیرے
ساتھ چلتے ہین اسنے کہا کیا مضائقہ ہے غرض حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور چالاک بن عمرو جانب لشکر
شاہ عمرو روانہ ہوے آتے آتے دیکھا انھون نے کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہے جسوقت سیاہ پوش قریب آیا امیر کے
پہونچا امیر نے بنگاہ اول پہچانا کہ یہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی ہے اور اسد نے پہچانا کہ امیر ہین عرض کیا اُسنے کہ
اے جد بزرگوار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین امیر نے جواب دیا کہ مین برائے سیر جاتا ہون اسد نے کہا کہ مین
بھی اسی قصد سے نکلا تھا خوب ہوا کہ حضور سے ملاقات ہو گئی اب مین بھی حضور کے ہمراہ ہون حمزہ صاحبقران نے
کہا کہ آؤ غرض صاحبقران مع بادشاہ اسلام و اسد و چالاک کے سیر کرتے ہوے لشکر مین عمرو کے داخل ہوے
بصورت مبدل چلے آتے ہین آتے آتے دروازہ بارگاہ شاہ عمرو پر پہونچے صاحبقران نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ
ضمری تخت سلطنت پر بیٹھا ہے تاج شہریاری سر پر رکھا ہے لوگ گرد و اطراف مین دست ادب بستہ کھڑے ہین چارون
نقابدار کرسیون پر بیٹھے ہین حمزہ صاحبقران نے جیسے ہی صورت عمرو بن امیہ ضمری کی دیکھی ایک غیظ و غضب
طاری ہوا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ حسام کو نیام انتقام سے کھینچکر عمرو پر
جا پڑین بادشاہ اسلام قریب تھے انھون نے نگاہ غضب آلود حمزہ صاحبقران کو پہچانا کہا کہ یا امیر کیا ارادہ ہے
قبضے پر کیون ہاتھ ڈالا ہے امیر نے جواب دیا کہ حضور قصد ہے اس ساربان زادے کے ٹکڑے ٹکڑے اور ریزے
ریزے کرون بادشاہ اسلام مانع ہوے کہ یا امیر یہ امر اچھا نہین ہے اس ارادے سے آپ باز آئیے موجب بدنامی کا ہے
تمام جہان مین مشہور ہو جائیگا کہ حمزہ نے عمرو کو بدغا بازی قتل کیا دوسرے یہ کہ نقابدار حسندان اور گریان دونون
موجود ہین جسوقت وہ نقاب اپنے اپنے منھ پر سے دور کرینگے آپ روتے روتے اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائینگے
عمرو کی کیا اصل و حقیقت ہے کہ حضور سے مقابلہ کریگا یہ احتشام اُسکا چندروزہ ہے حمزہ صاحبقران کو نصیحت بادشاہ
اسلام کی پسند آئی کہا کہ اے شہریار باوقار جو کچھ آپنے فرمایا وہ مین نے قبول کیا اس ساربان زادے سے
پھر سمجھ لونگا واقعی اسے قتل کرنا ابھی مناسب نہین ہے بیشک حضور کے زمانہ ہی کہیگا کہ حمزہ نے دغا سے عمرو کو مارا
یہ کہکر حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے آگے بڑھے تماشا دیکھنے لگے اور یہان نہر پایان (?) فیل سوار نے دارا (?)
ایک سردار سے اسکی جانب دیکھا کہا کہ اے داراب اُٹھو اور یہ قرابہ شراب ناب کا سمک فرعونی کے واسطے
لیجا اور اس سے کہنا کہ اے سمک تو خدا پرستون کی نگہبانی سے غافل نہو جسوا اپنے ہمراہیون سمیت ہوشیار رہو
داراب یہ سُنکر باہر بارگاہ کے آیا اور آواز دی کہ یہان کوئی مزدور ہے چالاک نے جو سُنا کہ مزدور کی خواہش ہے جلدی سے
اپنے تئین ایک شہدے کی شکل بنایا ٹوپی سر پہ ہے چندوا اُسکا غائب گوٹا فقط رنگین ہے عرق ہندی ہے دونون چوٹے کھلے
ہین ایک پھٹی چادر بغل مین ہے پکارا کہ خداوند حاضر ہون لیجا جو مزدوری دیجیے گا اُسنے کہا جو تو مانگیگا وہ دینگے یہ بولا خداوند
مین تو گنڈے سے کم نہ لونگا اسنے کہا کہ اچھا تو اُٹھا تو سہی گنڈا ہی دینگے اسنے کہا کہ لائیے پہلے دیدیجیے خداوند آپکی
بدولت خوب چین کا گنڈا بلینگے (?) غرض داراب نے چار پیسے خدمتگار سے دلوا دیے یہ دعائین دینے لگا اور کہا خداوند آپ
جتنا بوجھ آپ چاہین اُٹھوا لین اُسنے خطاب کیا کہ قرابہ شراب کا اٹھا لے چالاک نے قرابے کو سر پر رکھا اور روانہ

ہوا راستے میں تمام شراب کو بیہوشی آمیز کیا یہانتک کہ جہان زندانخانہ تھا وہان پہونچا داراب نے سماک فرعونی کو شراب
دی اور کہا ای پہلوان دوران شریجان نیل سوار نے یہ شراب تمکو بھیجی ہے کہ اسے رات بھر پیو اور تمام شب نگہبانی میں مصروف
رہو یہ کہکر داراب چلا گیا سماک فرعونی نے تھوڑی شراب تو اپنے پینے کو رکھ لی باقی تمام اپنے ساتھ والون کو بانٹ دی
سب نے پینا شروع کیا اور اپنے اپنے کھیل میں مشغول ہوے کوئی تو چپیی کھیل رہا تھا اور کوئی نوتری پھینکتا تھا کہین
تلہی پھینک رہی تھی سات پانچ کی صدا بلند تھی کسی طرف پچیسی کی آواز چلی آتی تھی کسی جانب سوختہ ہو رہا تھا
کوئی سیلی بیت کھیلتا تھا اور کوئی بد قماش گنجفہ بازی مین مصروف تھا کوئی حجتا نہ شطرنج کا سینہ ریش تھا کوئی چوسر کے رنگ
مین خود فراموش تھا بیہوشی نے جو اثر کیا تو چہار جانب چیتی ہونے لگی لات مکی دہول دھپا چلنے لگا ادھر بیہوشی نے
طمانچہ مارا بیہوش ہو ہو کر گرے چالاک دور کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہے بچا لا کی تمام
دوڑا زندانخانے کا دروازہ کھولا جتنے سردار کہ نقابدارون کے ہاتھ سے اسیر ہوے تھے اُن سب کو قید سے رہا کیا
سبھون نے قید اپنے اپنے بدن کی توڑ ڈالی چالاک ان سب کو ساتھ لیکر امیر کی خدمت مین آیا امیر انکو دیکھکر بہت
خوش ہوے چالاک کو گلے سے لگایا کمال تحسین و آفرین کی اور جملہ سردارون کو لیکر داخل لشکر ہوے صبح کو دربار فرمایا
سب سردار جا بجا آکر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی اب اس طرف کا حال سنئے کہ صبح کو زندانخانے والے لوگ بیدار ہوے
دروازہ زندانخانے کا کھلا ہوا پایا اور کسی قیدی کو نہ دیکھا آکر خدمت شاہ عمرو مین عرض کیا کہ رات کو تمام قیدی چھوٹ گئے
شاہ عمرو نے کہا کہ ای نقابدار قنطورہ پوش تنے تجھسے کہا تھا کہ عیاری نہ کرنا مین نے تمہارے کہنے پر عمل کیا شیوہ عیاری
چھوڑ دیا اب دیکھو کہ عیاران لشکر اسلام میرے ساتھ عیاریان کرتے ہین تم بھی اب مجھکو منع نہ کرنا مین بھی انسے عیاری کرونگا
نقابدار قنطورہ پوش نے کہا ای شاہ عیاران سردار لشکر اسلام کے چھوٹ گئے تو آپ کا کیا ہرج ہوا آپ گھبرائیے نہین دو ایک
دن مین وہ سب گرفتار پھر ہو جائینگے وہی نقابدار انکو پھر پکڑ لائینگے یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہے اُدھر امیر بارگاہ مین بیٹھے ہوے
بادشاہ اسلام سے عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آج سردار چھوٹ آئے کل پھر گرفتار ہو جائینگے یہ بلا دفع کیونکر ہوگی بادشاہ
اسلام نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوائیے انسے احکام نکلوائیے دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہین حکم دیا کہ لاؤ جلد
خواجہ زادون کو بدم بھر کے خواجہ بزرگ امید و دریادل و والا گہر و سیاوخش آکر موجود ہوے چارون بھائیون
نے سلام کیا صاحبقران باقبال مع سرداران فرخ فال کے تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوے بادشاہ نے نیم قد اٹھ کے تعظیم کی تخت
پر چارون بھائی بیٹھے عرض کیا کس واسطے حضور نے یاد فرمایا ہے ارشاد ہوا کہ علم نجوم سے دریافت کیجیے کہ ان نقابدارون پر ہم
فتحیاب ہونگے یا نہین خواجہ بزرگ امید وغیرہ نے سوا ہاتھ زمین کو لیپ کر اصطرلاب کو مقابل آفتاب کر کے تختہ نقل
پر قرعہ تفکر کو پھینکا ساتون ستارے بارہ برج شمس قمر زہرہ مشتری عطارد مریخ زحل اور حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ
میزان عقرب قوس جدی دلو حوت اور سولہ خانے رمل کے نگاہ مین کر کے احکام کو طرح دے کے حکم نکالا اور ہاتھ باندھ کر
عرض کیا کہ ہمین تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مع حمزہ صاحبقران کے کوئی ان نقابدارون پر غالب نہوگا اندنون کمال نحوست
پر کوکب بخت ہے ایک ہفتہ تو نہایت ہی سخت ہے بہتر یہ ہے کہ صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لیجائین بعد چند روز کے یہ کلفت
دور ہوگی طبیعت شاد و مسرور ہوگی پروردگار رحم فرمائیگا فضل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ معمول انکا دو چارون خواجہ زادون
کو خلعت ہوے چار توڑے اشرفیون کے مرحمت ہوے وہ بزرگ تو چلے گئے بادشاہ نے امیر سے کہا کہ آپ ایک
ہفتے کی مہلت عمرو سے لیکر صید افگنی کو جائیے امیر نے عرض کیا کہ وہ پاجی تو مہلت نہ دیگا بات میری خوار ہو جائیگی
سردارون نے عرض کی کہ حضور شکار کے واسطے سوار ہون اگر ادھر طبل جنگ بجیگا ہم مقابلہ کرینگے جو کچھ ہوگا سمجھ لینگے امیر

یہ صلاح پسند آئی فرامرز عاد مغربی سے کہا کر جانوران صید گیر تیار رہین اُسنے عرض کی تیار ہین غرض صبح کو صاحبقران
پہلے فرامرز میر شکار یوز باشی اپنے ساتھ لیکر شکار کو روانہ ہوے ادھر شاہ عمرو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر اسلام
مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو میدانداری ہوئی نریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت
لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا شاہزادہ خاور سیاہ بادشاہ سے حکم لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی گرز بازی ہوئی
برابر رہے مطلب حاصل نہوا تلوار کی نوبت آئی جب بھی کار برآری نہوئی دوپہر کی کشتی مین نریمان نے زیر کیا اور پھر مبارز طلب
کیا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا شام تک نریمان نے بدیع الزمان کو بھی پکڑ لیا شام کو دونون لشکر پھر گئے پھر طبل جنگ
بجا صبح کو پھر وہی سامنا ہوا اُس روز کی میدانداری مین لندھور اور نورالدہر کو گرفتار کرکے لیگیا تیسرے دن مالک اژدر
صاحب نیزہ دو سر غلام نبی چاکر شبیدر مقابلے کو نریمان فیل سوار کے نکلا دن بھر کی کشتی مین یہ مغلوب ہوا اسی طرح چند
روز کی میدانداری مین نریمان تمام سردارون کو گرفتار کر لیگیا سوا بادشاہ اسلام کے اور کوئی لشکر اسلام مین باقی نہ رہا
اُسوقت عمرو نے نریمان سے کہا اے نریمان فیل سوار جب تک حمزہ شکار سے پھر آئے تو سرداران زمرد شاہ کو نکال
کر اسنے عرض کیا کہ بہت خوب آپ طبل جنگ بجوا دیجئے کل مین تیار ہون اور زمرد شاہ باختری ہے یہ کافر خاسر جاتا کہان ہے
اُسی وقت شاہ عمرو نے طبل جنگ بجوایا جاسوسان لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام کو خبر پہنچائی کہ لشکر عمرو مین طبل جنگ
بجا ہے اور کل ارادہ نریمان کا یہ ہے کہ سرداران لقا سے مقابلہ کرے ادھر ہرکارے زمرد شاہ باختری کے وسہم
خاص خوش آمد و برآمد سلامت جو لشکر عمرو مین بامر جاسوسی موجود تھے انھون نے آکر زمرد شاہ
باختری کو اطلاع دی کہ نریمان فیل سوار کا یہ ارادہ ہے کہ سرداران خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش عناد و
فساد کو دونا کرے زمرد شاہ نے کہا ہمنے یہی تقدیر کی کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی خروش مین آئے غرض تمام
رات تینون لشکرون مین ایک غلغلہ رہا صبح کو میدان کارزار مین آئے بعد صفوف آرائی میدان قتال و جدال
و نقابت نقبا سے بلند آواز کے نریمان فیل سوار اپنے لشکر سے نکلا اور وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر نہیب
دی کہ اے زمرد پرستو تم مین سے جسے تمنا ے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے یہ شور گران ہر کرایا رسر پست
حکیم علاحیش پرست من ست سب نگران تھے کہ دیکھین کون نکلتا ہے اتنے مین طبیم خون آشام خالو سے قدرت
زمرد شاہ سے اجازت لیکر مقابل نریمان کے آیا نریمان نے دو گھڑی کے عرصے مین اسکی مشکین باندھ لین پھر
زنگار خون آشام نکلا وہ بھی گرفتار ہو گیا کلکال خون آشام نکلا وہ بھی اسیر ہوا جب تینون سردار گرفتار ہوئے
اسوقت لقا نے حکم دیا کہ بجے طبل بازگشت کل ہم خود مقابلہ کرینگے لشکر مین زمرد شاہ کے طبل بازگشت بجا دونون
لشکر پھر گئے عمرو بن امیہ ضمری تعریفین نریمان کی کرتا ہوا پھرا اور ان تینون کو حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو پھر طبل جنگ
بجا لقا کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا صبح کو دونون لشکر عرصہ کارزار مین آئے اُدھر سے نریمان فیل سوار نکلا
اور ادھر سے زمرد شاہ نے ارادہ کیا کہ مقابلے کو جائے بختیارک نے منع کیا کہ یا خداوند آپ نہ لڑیے لقا بولا کہ او
شیطان تجھے کارخانہ خدائی مین کیا دخل ہے مین ابھی اس بندہ گستاخ کو باندھ لاتا ہون یہ کہا اور کرگدن پر سوار ہو کر
میدان مین آیا بعد از تگاور زنی لقا نے نریمان سے کہا او بندہ بے ادب تو مجھسے مقابلہ کرتا ہے بہتر ہے کہ مجھے
آ کر سجدہ کر کیونکہ فرعون شاہ میرا چھوٹا بھائی ہے نریمان غضب مین آیا کہا ارادہ گو کیا واہی بکتا ہے لقا نے
برہم ہو کے کہا او نریمان مجھے تو چھوٹا جانتا ہے نہین ڈرتا میرے غضب خداوندی سے نریمان بولا تو کیا جھک مارتا ہے
لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو لقا نے نیزہ مارا نریمان نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا لقا غیظ و غضب مین آیا تلوار ماری

زریجان نے تلوار چھین لی اور دو پہر کی کشتی مین لنگر لقا کا توڑا چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھین لقا بکا کیا کہ تو سینہ قدرت پر چڑھا ہی ڈرتا نہین آسمان پھیر گرا دون زمین مین غرق کر دون اسکا بھی باز تمشکین بندھ باندھ زریجان ہنسا کیا اور لقا کو باندھ لیا طبل بازگشت بجاتے دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے شاہ عمرو آکر تخت پر بیٹھا کہا کہ لاؤ زمرد شاہ کو لقا کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے لوگ لائے لقا نے کہا کہ سلام ہیرا اسیر جو مجھے بخدائی برحق جانے کسی نے جواب نہ دیا زریجان پکارا او گیدی کیا بکتا ہی اس کبر و غرور کو چھوڑ شاہ عمرو کے قدمون کو بوسہ دے لقا نے کہا کہ یہ گستاخ ہی عمرو نے کہا کہ مارو اس مردود کو لوگون نے دو دو چار چار طمانچے لقا کے مارے زریجان نے ہنسکر کہا کہ اے لقا تو بڑا ہی بیحیا ہی دیکھ واہیات کو چھوڑ شاہ عمرو کی اطاعت کر لقا بولا کہ قسم ہی اپنی خدائی کی سب کامون کی تقدیر مین نے شیطان درگاہ ملک بختیارک پر مقرر کی ہی وہ آئیگا تو جواب دیگا شاہ عمرو نے کہا لاؤ بختیارک کو تقاضا دار قلندر رفیل سوار گیا بختیارک کو لے آیا آتے ہی شاہ عمرو کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مین تو آپ کے غلام کا غلام غلام کا غلام بلکہ احتلام ہون کیا ہی طبیعت فدوی کی حضور کو اس شوکت سے دیکھ کے خوش ہوئی ہی عمرو بولا بہت باتین نہ بنا دیکھ تو لقا کیا کہتا ہی بختیارک لقا کی جانب پھرا اور کہا کہ کیا ہی کیون نہین شاہ عمرو کی اطاعت کرتا اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ جلد قدمون کو بوسہ دے کر اس جناب سے جو پھرا ہی وہ خراب ہوا ہی کسی خداوند مین یہ کرامات نہین دیکھی جو شاہ عمرو مین ہی لقا پکارا مین نے تقدیر کی کہ قدمون کو عمرو کے بوسہ دون یہ کہکر آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قید لقا کی دور کرو الغرض لقا نے قید سے رہائی پائی اور تمام اپنی فوج و لشکر بلوائی اور شریک عمرو ہوا بعد اسکے عمرو نے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو لاؤ سب آکر سامنے حاضر ہوئے شاہ عمرو نے کہا کہ تم سب میری اطاعت کے بارے مین کیا کہتے ہو انھون نے عرض کیا کہ ہم بدل و جان مطیع ہین مگر پہلے صاحبقران کو فیصلہ کر لیجیے تو بہتر ہی لیکن پہلوان عادی کہ کئی دن کا بھوکا تھا پکار کر بولا کہ ہذا من غلام تو شدم شکم مرا پر کہ سیر کند نوکر او ہستم شاہ عمرو نے فرمایا کہ کھانا پہلوان عادی کے واسطے لاؤ اور خوب کھلاؤ جس وقت کہ پہلوان عادی کا شکم سیر ہوا قدمون کو عمرو کے بوسہ دیا تخت شادی لیکر دراز سے بیٹھا نوکری شاہ عمرو کی اختیار کی باقی جتنے سردار تھے سب زندانخانے مین بھیجے گئے لیکن چالاک بن عمرو بصورت مبدل یہان موجود تھا تمام حال جاکر بادشاہ اسلام سے بیان کیا فرمایا کہ خیر یہان تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا اور امیر ابھی تک نہین پھرے ایک ہفتے کا وعدہ کر کے گئے تھے دو ہفتے گذر چکے اے چالاک تم جاؤ اور صاحبقران کو ڈھونڈھ کے لاؤ غرض چالاک بن عمرو صاحبقران کی تلاش مین روانہ ہوا

اب چند کلمے امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

شکار اندازان صحراے معانی و صید بازان صید گاہ خوش بیانی وادی تحریر مین شکار تقریر یون کھیلتے ہین کہ جب امیر بانوبہر شکار چلے تمام جانوران صید گیر ہمراہ تھے باز جرہ ترمتی شکرہ بار باشہ لگڑ جھگڑ چرغ باشا بہری وغیرہ اجیاست

سگ کو شش چلتے وہ پیچھا کرا کسی سمت جوتے کہیں ہو بریان	ہرن وہ کہ شیرون کا لین شکار پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان	وہ کتون کی تھیں جوڑیان لاجواب لیے باز ہاتھون بیٹھے باز دار	دل شیر ہیبت سے ہو جنکی آب کہ ہو طائر روح جن کا شکار

چیتے قراول میر شکار یوز باشی راہدار شہرون کے پائجامے پہنے باشی پگڑیان باندھے گلون مین الھو کے دستے پہنے جانور ہاتھون مین لیے ہوے ساتھ ساتھ چلے وقت صبح کا صادق کا تھا صحرا مین جو پہونچے پہلے صاحبقران نے نماز پڑھی وظیفے سے فارغ ہوے بعد اسکے حکم دیا کہ شکار ہو پہلے میر شکار سب حاضر تھے انھون نے بموجب حکم اپنے آقا کے نامدار کے جھاڑی جھنڈی کو ڈھونڈھنا شروع کیا تیتر تو کے بٹیر کا شکار ہونے لگا جب پرندون کا شکار بخوبی ہو چکا اسوقت حمزہ صاحبقران نے

حکم دیا کہ اب چرندون کو تلاش کرو بموجب حکم عالی سوار اور پیادے تفحص مین چرندون کے روانہ ہوئے ایک ساعت ابھی
نہ گذری تھی کہ چوڑی سرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق حاضر ہوئی کہ بموجب ہدایت کے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض
کیا کہ یہان سے تھوڑی دور پر ایک چراگاہ ہے وہان سب طرح کے جانور مانند چیتل اور نیل گاو کے چرنے مین مصروف ہین
امیر عالیشان انکو انعام موافق انکے مرحمت فرما کے اُس جانب کو روانہ ہوئے تمام لشکر بھی اُسی طرف کو چلا جسوقت کہ قریب
اُس چراگاہ کے پہونچے آواز سم مرکب کی ان چرندون نے اپنے کان کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ چوکڑی بھر کر فرار ہو جاین
اُسوقت امیر گیتی ستان نے تمام لشکر کو اپنے حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائین بموجب فرمانے کے سوارون نے گھوڑے ڈالے
حمزہ صاحبقران نے بھی ایک ہرن کا تعاقب کیا وہ ہرن سامنے سے بھاگا جاتے جاتے ایک مقام پر دریا نمودار
ہوا ہرن پانی کو دیکھکر جھجکا اُسی وقت امیر نے تیر کو کمان مین پیوستہ کر کے ہرن پر مارا آواز زہ بازہ کی بلند ہوئی مرصعہ فلک
کف حیرت وہ گفت زدہ تیر ہرن کے شانے پر ایسا پڑا کہ دوسرے شانہ کو توڑ کر پار گذر گیا ہرن گرا صاحبقران نے
اشقر دیوزاد سے اُترکر ہنوز دم باقی تھا کہ تکبیر کہکر ذبح کیا چقماق چقماق سے آگ نکالی اور خشک لکڑیان جنگل سے چنکر جلاین
جب اُنمین سے دھوان نکل گیا آگ باقی رہگئی اتنے عرصے مین حمزہ صاحبقران نے ہرن کے گوشت کو صاف کر لیا سیخ پر کباب
لگا کر تیار کیے اور وہین آگ پر بھون بھون کر کھانے لگے چونکہ بھوکے بہ شدت تھے دن بھی قریب دوپہر کے آچکا تھا اور لشکر تمام پیچھے
رہگیا تھا کوئی ساتھ مرکب کے نہ تھا جسوقت کہ کباب کھا کر خوب شکم سیر ہو چکے دریا سے جا کر پانی پیا دل مین ارادہ کیا کہ یہان
تھوڑی دیر استراحت کیجیے اگر اس عرصے مین لشکر ڈھونڈھتا ہوا آگیا تو بہتر ورنہ پھر چلینگے یہ اپنا خیال کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک
ہرن اور نہایت خوبصورت پیرون مین گھنگھرو سینگون پر طلائی سنگوٹیان چڑھی اوسپر کار مینا کیا ہوا تمام جسم پر نقش و نگار عجیب و
غریب کہ کبھی چشم فلک نے ایسا ہرن نہ دیکھا ہوگا پیدا ہوا صاحبقران اسکو دیکھکر عاشق ہو گئے دل مین کہا کہ اگر زندہ ہاتھ لگے
تو اسکی پرورش کیجیے یہ سوچکر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر تعاقب مین روانہ ہوئے اور ہرن بھی بھاگا چلا جاتا ہے اتنے مین ایک
دریا سے ریگ نمودار ہوا ہرن اسمین غائب ہو گیا امیر حیران و سرگردان رہگئے اب جو دیکھا تو ایک ہولناک بیابان اور
کہن ریگستان ہے اشقر کا یہ عالم ہے کہ چل نہین سکتا ریگ مین غرق ہوا جاتا ہے خاک اڑ رہی ہے کوئی آدمی دکھائی نہین دیتا
حاصل کلام چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُس بیابان ریگ سے نکلے ایک باغ نظر آیا امیر داخل باغ ہوئے باغ نہایت فضادار
و خرم پھول رنگ رنگ کے پھولے ہوئے درخت میوہ ہائے گوناگون سے لدے ہوئے چار چمن آراستہ و پیراستہ
اشجار نو خاستہ طاؤسون کا شور قہقہہ زن چکور بلبلون کا چہچہا طوطیون کا طوطی بول رہا ہے قمریون کی کوکو کی صدا بلند ہے طاؤس
خوش رقص ایک طرف خوش فعلیان کر رہا ہے اسپر پکے پکے میوہ توڑ کر کھایا صدا ساز نے اور سارنگی کی کان مین پہونچی امیر
اُسی طرف چلے قریب ایک قدم کے پہونچے دیکھا کہ اسکے ہر در و دیوار پر جڑاؤ کیا ہوا ہے مکان نہایت پاکیزہ ہے ایک مجمع
ہجوم پری رویان ماہ طلعت بصد حسن و خوبی صحبت رقص و سرود گرم کیے ہے درمیان مین ایک تخت مرصع کا ہے اسپر ایک نازنین
حور وش بصد ہزار تمکین ہے صاحبقران نے جو وہ صورت دیکھی ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہو گئے اور اس نازنین
نے بھی جو امیر کا جمال بے مثال دیکھا بہ ہزار جان و دل مائل ہوئی اور بہزار ناز و ادا تعظیم کے واسطے اٹھی اور دوڑ کر ہاتھ امیر
کا پکڑ لیا امیر اُسپر کمال وارفتہ ہو چکے تھے ... اسکے ساتھ ہو لیا مسند پر بیٹھے ... اسکے اشارے سے کل اسباب و عیش
مہیا ہوا اعلا ... پاندان ... لگا یہان شراب کی تحسین کیا ... اور کل سامان شاہانہ موجود ہوا اُس نازنین
نے جام شراب لبریز کر کے امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نشہ بادہ الفت ... جام پی لیا اور اپنے ہاتھ سے
ایک ساغر اُسکو ... کیا وہ نازنین پکار رہی شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

اور وہ جام پی گئی پھر تو دو دو تین تین جام آپس میں چلے پھول کی صورت دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے گلوں میں ہاتھ ڈال کر
تمام اہل محفل کے جمع ہوے رنگ اکھڑ گئے لوگوں نے اٹھنا شروع کیا تخلیہ مجلس ہوگیا صحبت خاص ہوگئی امیر نے منہ سے منہ ملایا چاہا
کہ بوسہ لیں دل کا مزا نکالیں کہ اُسکے منہ سے ایک بو سے بد آئی امیر کو نفرت کلی ہوگئی سمجھ گئے کہ یہ جادوگرنی ہے دور ہٹ کر بیٹھے اُس
نازنین نے کہا کہ یہ کیا ابھی تو مجھسے لپٹا ہوا تھا اور ابھی ایسا دور بھاگا یا یہ شور اشوری یا یہ بے نمکی امیر خفا ہو کے بولے کہ او لکاتہ تیرا
منہ کا بھبکا ہے سڑا اس ہی عجیب بو سے بد آتی ہے کہ ناک نہیں دی جاتی ہے معلوم ہوا کہ تو جادوگرنی ہے اور برسوں کی تیرا ہزار برس سے کم نہیں ہے
اُسنے کہا کہ سن تو میرا فقط تین سو برس کا ہے اور سواے گندہ دہنی کے مجھمیں کوئی عیب نہیں ہے اے شخص اگر مجھسے صحبت کریگا اور مجھے
راضی رکھیگا تو میں تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کرونگی میں ہی ہرن بنکر تجھے اگا لائی ہوں نام میرا گلشن جادو ہے اور اگر تو مجھسے صحبت
نہ کریگا تو آتش سوزان میں جلا دونگی یہ کہکر اٹھی کہ میں صدقے میں قربان ہزار جان میری تیرے ایک ناخن پا پر نثار مجھے
گلے لگا لے امیر کو اور ہو فاحشہ نہیں میرے ہاتھ سے ماری جائیگی گلشن نے کہا کیوں باتیں بناتا ہے یہ کہکر امیر سے لپٹنے لگی امیر نے الٹا
ہاتھ مارا کہ گلشن جادو کا منہ پھٹ گیا وہ دور جا گری کوے میں بھی ضرب آئی برہم ہو کر کہا خیر معلوم ہوا تیری شامت آئی ہے تجھکو یہاں
اجل لائی ہے پکاری اے ارشد اسے لیجا کر آگ میں ڈال دے ساتھ ہی پکارنے کے ایک حبشی سیاہ رو تیرہ درون نمایاں ہوا اور امیر
پر دوڑا کہ پکڑ لیجاے جب قریب پہونچا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے گلشن جادو نے غضبناک ہو کر
اسم سحر پھکلا پڑھنے اور دم کیا اور شیر کی صورت بنکر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ وہ ہیئت اسکی بر طرف ہوگئی اور
ایک پیرزال کو دیکھا کہ ہاتھ پانوں سے شکل مانند سنگ مادہ کے چلی آتی ہے امیر پکارے کہ او مکارہ دیکھ اپنی صورت کو اسنے جو شکل
اپنی دیکھی تو شرمندہ ہو کر کہا کہ تو مجھسے بڑھکر ساحر ہے اور چاہا کہ سحر کرے کہ پاس آگئے امیر نے ایک تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے
شور گیر و دار کا بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحرہ کا پتلا سیاہ تمام ہوئی پڑی ہے اور
مکان اُس کیفیت پر نہیں ہے کچھ کوٹھریاں بنی ہیں انمیں سے آدمیوں کی آواز آتی ہے امیر نے انکو کھولا انمیں سے بہت سے آدمی نکلے کہ بال
اور ناخن اُنکے بڑھے ہوے غل و زنجیر میں گرفتار اور کوٹھریوں میں مال و اسباب اور گھوڑے بہت سے نکلے امیر نے اُن سب کو
رہا کیا اور مرکب اسباب اُنکو دیکر فرمایا کہ تمہارا جہاں جی چاہے وہاں چلے جاؤ ہر ایک اپنی جائے دہنا ہوا چلا گیا ان لوگوں میں ایک
سوداگر خلیل اعظم نامے تھا امیر نے اُسے اپنے ساتھ لیا اور وہاں سے روانہ ہوے اثناے راہ میں چالاک ملا اگر قدم بوس
ہوا اور کہا کہ تمام سردار پھر اسیر بلا ہو گئے عجب پریشانی ہے بادشاہ اسلام بہت اداس ہیں یہ سنکر امیر کمال رنجیدہ ہوے خلیل نے سبب
آزردگی کا پوچھا امیر نے تمام حال عمرو کے باغی ہو جانے کا اور نقابداروں کے لڑوانے کا بیان کیا خلیل نے آہ سرد کھینچی اور کہا
کہ افسوس عجب بلاؤں سے سامنا ہے امیر نے پوچھا کہ تم اُن سے واقف ہو اُسنے کہا میں جانتا ہوں یہ نقابدار طلسم بند ہیں اُنسے
عہدہ برآ ہونا مشکل ہے کسی کی مجال نہیں کہ انپر فتحیاب ہو مگر پروردگار عالم کوئی سبب نکالے وہی ان بلاؤں کو ٹالے امیر نے کہا کہ تم
حال اُنکا مفصل بیان کرو خلیل نے عرض کیا اے شہریار آخر باختر میں ایک ملک ہے کہ فرعونیہ اسے کہتے ہیں فرعون شاہ
وہاں کا بادشاہ ہے اور وہ دعوے خدائی کا کرتا ہے بہشت اور دوزخ اُسنے بنائے ہیں بہشت میں حور و غلمان ہیں دوزخ میں گندہ
آتش روشن رہتے ہیں سات کڑابر اسکے قلعوں پر سایہ فگن رہتے ہیں اور سات نہریں پانی کی نیچے قلعوں کے موجزن ہیں
کہ وہ حکم سے فرعون شاہ کے ایک ایک نہر دریاے اعظم اور ہر ایک لگا ہر محیط عالم ہو جاتا ہے اور اُن لکہ ہاے ابر کی
یہ صورت ہے کہ کوئی ابر آتشبار ہے اور کوئی دھواں دھار ہے کسی سے پانی برستا ہے کسی میں سے اولا گرتا ہے یہ سب بنایا ہوا ساحر
مشہور جادو کا ہے اور وہ کافر ہمیشہ بصورت نہنگ دریا میں رہتا ہے ان چار دن نقابداروں کو بھی اسی نے بنایا ہے کل اسباب
اسکا طلسم بند کر دیا ہے کوئی ان نقابداروں سے پیش نہیں لیجاتا اور باطل السحر بھی کام نہیں کرتا ایک روز فرعون شاہ نے

نجومیون سے پوچھا کہ تم علم نجوم سے دریافت کرو عالم مین کوئی ایسا ہی کہ گشت خدائی میری پامال کریگا نجومیون نے دریافت کرکے
عرض کی کہ اے شہریار ملک عربستان سے ایک جوان پیدا ہوگا وہ کارخانہ خدائی کو تیرے برہم کریگا ملک و مال سب چھین لیگا یہ
سنکر فرعون شاد نے ہر ایک سے خطاب کیا کہ جو کوئی میرے حریف کو زندہ گرفتار کر لے یا سر کاٹ لائے تو مین اس سے نہایت
خوش ہونگا چنانچہ مجھکو بھی حکم دیا کہ تو بھی تلاش کر اور لوگ چہار طرف روانہ ہوے از انجملہ یہ نقابدار بھی ہین مگر آفت جہان و بلاے
بیدرمان ہین امیر نے فرمایا کہ خدا سے بازرگ سست انھین باتون مین دو تین فرسنگ نکل آئے اتنے مین شام ہوگئی ایک چشمہ آب
پہ اترے فرش بچھا کر بیٹھے ابھی تاریکی خوب نہین ہوئی تھی کہ ایک گرد باریک سی اٹھی اور قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک عیارہ
چست و چالاک قنطورے پاتا بے پہنے ہوے جوڑی خنجر کی کمر مین لگی ہوئی ہے گھچہ ہاتھ مین مانند باد صرصر کے چلی آتی ہے عالم تیزرفتاری
کا یہ ہے کہ جیسے برق کوندھ جاتی ہے خلیل اعظم نے اسے پہچانا اور امیر سے عرض کیا کہ مین اسے پہچانتا ہون یہ عیارہ بیٹی ملک فرعون شاہ کی
ہے اور ان تینون نقابدارون کے پاس جاتی ہے اگر حضور ایک لحظہ سیر فرمائین اور مانند جمادون کے میرے پیچھے کھڑے
ہو جائین تو مین اسے بلا کر حال پوچھون امیر نے فرمایا کہ کیا قباحت نہین ہے اور ہاتھ باندھ کے خلیل کے پیچھے آکر کھڑے ہو
خلیل نے آواز دی کہ اے رابعہ بانو ادھر آؤ اس عیارہ نے پھرکر جو دیکھا تو پہچانا اور پاس آکر پوچھا کہ خواجہ تم یہان کہان
بہت دنون سے ہمنے تمھین نہین دیکھا خلیل نے کہا کہ اے رابعہ بانو گردش فلکی کا حال کیا بیان کرون ایک مدت گلشن جادو
کی قید مین رہا اب وہ لکاتہ ماری گئی تو مین رہا ہوا رابعہ نے کہا کہ کسنے اسے مارا خلیل نے کہا کہ ایسے ولی اللہ کے تھے جنھون نے
اس علامہ کو جہنم واصل کیا اگر وہ ہوتے تو مین دکھا دیتا اور اے رابعہ تم کہان جاتی ہو اسنے کہا کہ نقابدار قنطورہ پوش کی
منسوبہ فرعون شاد کی اور بیٹی منوتر وزیر کی ہے دس روز کی رخصت لیکر چاروت نقابدارون سمیت شکار کیلئے آئی تھی عرصہ
دو مہینے کا گذرا اور وہ نہین گئی فرعون شاد بہت برہم ہوا اور چاہتا تھا کہ جلادون کو حکم دے منوتر وزیر قدمون پر گر پڑا اور تقصیر اسکی
معاف کرائی اب وزیر نے مجھکو اسکے لینے کو بھیجا ہے مین نے سنا ہے کہ شہر تختم مین لشکر ہے مجھے تم پتا بتا دو کہ شہر تختم کدھر ہے مین
زیادہ ٹھہر نہین سکتی خلیل نے راستہ بتا دیا وہ تو مثل برق لامع کے چمک کر چلی گئی خلیل نے امیر سے کہا کہ سنا آپنے جو کچھ حال تھا
اب پروردگار نے صورت نکال دی اب یہ بلا انشاء اللہ بہت جلد دفع ہوگی امیر نے فرمایا کہ اب جلد لشکر مین پہونچنا چاہیے ایسا ہو
کہ وہ وزیرزادی ایکدن بھاگ جائے شب تو وہان گذری صبح کو پہلے چالاک کو روانہ کیا بعد اسکے آپ بھی چلے ادھر کا حال
سنیے کہ یہان عمرو بیٹھا ہوا نقابدار قنطورہ پوش کے سامنے بانسری مین یہ غزل بہزار خوش الحانی بجا رہا تھا غزل

شب فراق مین تن جان خیال یار مین ہے
ہزار ایک مین ہے ایک گر ہزار مین ہے
رقیب بیٹھے نہ محفل مین اسکی بن بلے
کہ قیس دشت مین فرہاد کوہسار مین ہے
پری رخون کی طلب ہے تو بھول جا تسخیر
کوئی سرور مین ہے اور کوئی خمار مین ہے
گزند دہر سے ہو اہل صورت آسودہ
جگر سے وردہی سوزش دل فگار مین ہے
وہ خامہ وہ زبان کا ہو میرے کیا قائل
شہیدی ایک اسلاف کے شمار مین ہے

بہشت مین ہے مری روح جسم نار مین ہے
جنون دکھا تو مجھے سیر عالم ملکوت
گل سمین سے نزاکت زیادہ خار مین ہے
ہمارے دل مین ہے زلف اسکی لپٹ مین ان کے
فزون عمل سے اثر دل کے اضطرار مین ہے
ہزار سحر کرون مین اثر نہو اسپر
ہمیشہ گلشن رقت یہ برگ و بار مین ہے
سخن مین غیر کہ گرمی مرے سخن کی نہو
ہزار طرح سے اعجاز ذوالفقار مین ہے

بہار گل مین ہے بلبل تو گل بہار مین ہے
عنان عقل کہن طفل نو سوار مین ہے
کرینگے بحر مین ہم آب چشم سے مسکن
بنفشہ باغ مین آئینہ زنگبار مین ہے
جہان کو اسکے لب چشم نے کیا کیفی
کہ طوق زر سے پرے و نقطہ حصار مین ہے
خدا نہ کردہ کسی زخم کو شفا ہوگی
کب آتش شجر طور سے چنار مین ہے
شما بین شعراسکے نہ آوے مین یکتا

سب سنکر نہایت شاد و مسرور رنج و ملال دل سے دور کئے کہ دروازہ بارگاہ

ایک غلغلہ ہوا ابھی ہانو پہونچی سلام کیا اور کان میں قنطورہ پوش کے چپکے سے کہا کہ قنطورہ پوش نے آہ سرد
کھینچی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہم ایک دم نہیں ٹھہر سکتے کل ملک فرعون شہ کو چلے جائینگے یہ سنکر عمرو رونے لگا کہ اب
معاملہ میرا ابتر ہوا پھر خواجہ نے نہایت لجاجت سے کہا کہ اگر آپ دو چار روز ٹھہر جاتے تو حمزہ کا بھی استیصال ہو جاتا
قنطورہ پوش نے کہا خیر تمہاری خاطر سے دو ایک روز میں ٹھہر جاؤنگا اتنے میں خبر آئی کہ حمزہ داخل لشکر ہوئے یہ سنکر
نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ میں عمرو کو تخت پر بٹھا کر اور دشمنوں کو اسکے مسخر کر جاؤنگا غرض
طبل جنگ بجا ادھر امیر کو معلوم ہوا یہاں بھی نقارہ گڑگڑایا شب گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لشکر نقابدار سے
نریمان فیل سوار میدان میں آیا مبارز طلب کیا چالاک نے میدان کو درست کیا تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے
امیر اشقر کو چھیڑ کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ارادہ
نکیجیے مجھکو جانے دیجیے میں مقابلہ نریمان فیل سوار سے کروں امیر نے عرض کیا اے شہریار خدا نخواستہ بادشاہی
کو آباد رکھے آپ چراغ لشکر اسلام ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میرے ہوتے آپ میدان میں جائیں مجھکو رخصت کیجیے
اور میرے حق میں دعا کیجیے کہ آبرو میری پروردگار عالم رکھلے اور اس کافر پر فتحیاب کرے کہ اتنے میں نریمان نے پھر ٹوکا
کہا کہ اے حمزہ کیا دیر لگائی ہے امیر کو غیظ و غضب طاری ہوا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ حضور نے دیر لگا دی یہ کلمے
سنوائے اب میں جاتا ہوں خدا حافظ و ناصر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ سپرد پروردگار کیا امیر اشقر پر سوار ہو کر
میدان کو چلے جب برابر نریمان فیل سوار کے پہونچے نریمان لگا و رزان ہوا بعد اسکے نیزہ بازی ہوئی برابر
رہے گرز چلے اس میں بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا شمشیر زنی موقوف رہی کشتی ہونے لگی امیر لڑ رہے ہیں اور
پروردگار عالم کو یاد کر رہے ہیں تیسرا دن کشتی کو ہے کہ ایکبار آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی بجلی چمکی لگا ابر نمایان
ہوا قنطورہ پوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خداوند فرعون شاہ نازل ہوا اتنے میں وہ ابر پھٹا
اور چالیس زنگی سیاہ فام سرخ پوش کلاہ جلادی سروں پر رکھے ہوئے دکھائی دیے پہلے نریمان سے آکر لپٹے
اور اسکی مشکیں باندھیں تازیانے مارے غل و زنجیر میں گرفتار کیا پھر قنطورہ پوش اور تینوں نقابداروں کو
اسیر کرکے لیکر سوئے آسمان روانہ ہوئے اور لشکر سے پکار کر کہا کہ جلد جلد فرعون شہ کو جاؤ خبردار ایک دم یہاں
نہ ٹھہرنا اور اگر کوئی شخص تمہارے شریک ہو کر آئیگا وہ مارا جائیگا یہ سنکر قنطورہ پوش نے آواز دی کہ اے
خواجہ عمرو خبردار ہمارے پیچھے نہ آنا اور لشکر میں ہمارے شریک نہونا یہ سنکر عمرو نے آہ سرد کھینچی اور وہاں سے
بھاگا امیر کے سردار سب قید سے رہا ہوئے ادھر زہرہ شاہ یہ حال دیکھکر پکارا کہ تقدیر کیا ہیں نے اے عمرو مخنث
ہو جاؤ یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف چلا ادھر پہلوان عادی سخت شدادی پکڑ کر عمرو پر دوڑا عمرو پکارا کہ او نمک حرام
اس روز قدموں پر میرے گرا تھا اور نوکر میرا ہوا تھا آج میرے قتل کے درپے ہے عادی نے کہا کیا بکتا ہے آقا میرا حمزہ ہے
اور ایک طرف سے تمام سردار قید میں جو تھے اپنی اپنی قید توڑ کر دوڑے بلکہ سارا لشکر امیر کا دوڑ پڑا عمرو بھی سمجھ گیا کہ
پکڑ کر لڑنے لگا اور دوسرے ہاتھ سے حقہ ہائے آتشبازی مارتا ہوا ایک سمت بھاگا تمام سرداروں اور امیر نے عمرو کا
تعاقب کیا عمرو گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں جاکر چقماق سے آگ لگائی بال ولاتنک کا آگ پر رکھا
بس اسی وقت ایک بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیگیا امیر پکارے او مکار کہاں جائیگا عمرو نے کہا کہ او عرب جہاں
جاؤنگا تیری فکر سے غافل نہ رہونگا تجھکو چین سے بیٹھنے نہ دونگا امیر مجبور ہو ناچار پھر کر داخل لشکر ہوئے جشن
شاہانہ کیا کہ خدا نے یہ بلا دفع کی ادھر جمشید اختی اور خورشید اختی کے پاس گیا اور کہا بندگان من فدای قدرت

مراد کیا تھے کہ کیونکر اس زرد باریک گردن کو کھینچگا یا اور حمزہ کا بھی اب خاتمہ کرونگا سب احمقوں نے کہا کہ یا خداوند جو تو چاہیگا سو کریگا تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے بیان تھا اور حمزہ صاحبقران کو اسی طور پر چھوڑ دیئے

چند کلمے داستان عمر کا شہر فرنگ کو شیشہ میں جانا اور ایرج نوجوان کو صاحبقران بناکر لانا شہر اخشم پر اور امیر بالو قرسے لڑوانا بیان کیے جاتے ہیں مخمس

اپنی ہمت پہ نہ مغرور ہوں ہمت والے | تجھ کو حقیقت تجھے سمجھیں نہ حقیقت والے | کچھ مقدر تو نہیں حشمت و شوکت والے
کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے | انکا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

قسمت دید سے فرصت کسی صورت نہ ملی | ابر غفلت ہی رہا شوق کی نوبت پہونچی | خط جو لکھواتا ہوں ان تیز خطوں کو میں کبھی
ہائے ری حسرت دیدار مری ہاتھ کوئی | لکھتے ہیں ہائے ذو دستی سے کتابت والے

جستجو سے نہیں دریا کو ٹھیری ہے فرصت | کوئی دم فکر طلب سے نہیں حاصل راحت | عیز مملکت کی ترقی سے بڑھی کم ہمت
حرص سے پھیل گئے پاؤں بقدر وسعت | تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

جیتے جی سب تھے شریک غم و محنت آزاد | ہمدم و ہم سخن و مونس و یار و غمخوار | لیس مردن یہ ہوا سب کی طبیعت پہ نا چار
نہیں غم میں بھی ہے اور رہے پائیں قرار | نہیں خبر لیتے تربت پہ زیارت والے

شکل تصویر میں رکھتے نہیں کوئی خواہش | حرص کہتے ہیں کسے دہر میں کیسی خواہش | اپنی مرضی ہے وہی جو تری مرضی خواہش
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش | دیکھو تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

لیلی و مجنوں تھے برگشتہ مقدر دونوں | جنگل میں خاک اڑاتے پھرے اکثر دونوں | تھو سے صاف کسطرح گھڑی بھر دونوں
رہے جوں شیشہ و ساعت وہ مکدر دونوں | کبھی ملنے گئے وہ دل جو کدورت والے

چشم بیمار تری دشمن آرام و شفا | لب جان بخش سے اعجاز مسیحا پیدا | کھائے جاتے ہیں مری جان حزین پہ
تو جو آجائے تو ہو درد محبت کی دوا | میرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے

اسقدر شعلہ فشاں ہے اثر سوز و گداز | ہر سر مو سے ہویدا ہے مقدر کا انداز | بھیجوں کیا خط تجھے اے گرم ادا افتنا
جھوڑ دیتے ہیں علم جوں قلم آتش بار | میری شرح تپش دل کی کتابت والے

خضر کا نام و نشاں ہے نہ مسیحا کا پتا | لس یا لیں نہیں اپنا کبھی جیتا مرتا | خوش رکھے تمکو خدا جی تو بہلتا ہے مرا
ابھی افسوس ہے آتا ہے کبھی رونا آتا | دل بیمار کے ہیں وہی عیادت والے

ہے یہ نزدیک بتر غم پر بیت ہے ہمہ و وفا | کیا کہیں کرتے ہیں کسطرح کبھی صبح و مسا | ابھی افسانہ حسرت کبھی غم کا قصہ
دلسے کچھ لیتے ہیں ہم کسیسے نہ کچھ دل کہتا | دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے

مثل تسلیم تو دو ہاتھ دہن میں ہے ذوق | گرنہ دو جو کبھی ٹھیرے وطن میں ہے ذوق | السیلہ ستلے ہو تم رنج و محن میں ہے ذوق
نازسی گل کو نزاکت پہ تمہیں ہیں ہے ذوق | اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

عاکیان حکایت عجیب اور راویان روایت غریب یوں روایت کرتے ہیں کہ دلو تنذرک جو عمر کو اٹھا کر لیگیا تو ایک دامن کوہ میں لاکر اتارا اور عمر کے سامنے اپنا سارا حال بیان کیا عمر نے کہا اے تنذرک تو دیکھتا ہے کہ میں کس حال میں گرفتار ہوں صبر کر میں تجھے تیری معشوقہ کو دلاسے دیتا ہوں دلو تنذرک تو چلا گیا اور عمر اپنے حال پر گریہ و زاری کرتا دیر تک غمگین و ملول بیٹھا رہا اور اس فکر میں تھا کہ کیا کروں جو اس عرب پر غالب آؤں سوچتے سوچتے خیال میں گذرا کہ اے عمر تو فرخ شہسوار قلندر کا سر لیکے جو ملک فرنگ شیشہ کو گیا تھا تو ایک لڑکے کو دکان پر بیٹھے دیکھا تھا

اسکے چہرے سے انوار ابراہیمی کی نشانیان اور علامتین عیان تھین اگر اسکو تو جاکر صاحبقران تک
لاسکے تو گلہ شہرہ اُس عرب کا توڑے گا بس یہ تصور کرکے جانب فرنگ روشنہ صبح کو چلا تھا سہ پہر کو شہر مین پہونچا
ڈھونڈھنا شروع کیا کہ وہ لڑکا کہان ہی تلاش کرتے کرتے چارسوق چوک مین دیکھا کہ وہ لڑکا مانند ماہ
شب چہاردہ کے جلوہ آرا ہی اور جواہر کا ڈھیر اُسکے آگے لگا ہی خرید فروخت ہو رہی ہی دُکان پر عجب
گہما گہمی ہی نگاہ اول پہچانا کہ یہ وہی جوان رعنا ہی جلد لپیے کنارے جاکر صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی
اور دکان پر آکر کھڑا ہوا دیکھا کہ ایک لعل اُسکے آگے رکھا ہی عمرو نے قریب آکر کہا کہ یہ لعلڑی ذرا مین دیکھون
وہ طفل ماہ سیما کہ ایرج اُسکا نام ہی اُسنے دیکھکر کہا کہ اے عزیز مین نے اسے دس ہزار کو مول لیا ہی اور تو لعلڑی
کہتا ہی عمرو نے کہا کہ صاحبزادے لعل تمنے نہین دیکھا ہی ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ اے سوداگر اگر تیرے پاس
لعل ہو تو دکھا عمرو ہنسا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیا نکالکر کھولنے لگا جب وہ ڈبیا کھلی اسمین سے
ایک لعل درخشان ایسا نکلا کہ چھوٹ پڑنے لگی جو جو دُکان پر بیٹھے ہوئے تھے سب اُس لعل کو دیکھکر دریا
حیرت مین غرق ہوئے ایرج نے کہا کہ واقعی یہ کچھ اور ہی چیز ہی اور وہ اسکے سامنے لعلڑی ہی پوچھا
خواجہ صاحب اسکی قیمت کیا ہی عمرو نے کہا ساٹھ ہزار کا ہی ایرج نے کہا تیس ہزار تو مین دیتا ہون اگر تو بیچے تو
ابھی مول لیتا ہون عمرو نے کہا کہ لیجیے لایئے روپیہ دیجیے ایرج روپیہ دینے لگا تو عمرو نے کہا کہ اے طفل ماہ جبین
یہ لعل بنا ہوا ہی تمکو شناخت نہین ہی یہ سنکر ایرج نے ہنسکر کہا کہ اے عزیز مین ایسا ہون کہ
اصلی اور مصنوعی مین تمیز نہین ہی عمرو نے کہا کہ تم سبکو یقین کلی ہی کہ یہ لعل اصلی ہی سب نے کہا ہان یہ اصلی ہی
عمرو نے پانی ایک پیالے مین منگوا کر وہ لعل اُسمین ڈال دیا اور اسے بند کر دیا پہر بھر کے بعد جو کھولا تو شربت تھا
یہ تماشا دیکھکر سبکو ایک حیرت ہو گئی لیکن ایرج کو خواجہ سے عقیدت ہوئی پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی
عمرو نے کہا کہ خواجہ سعد شامی میرا نام ہی ایرج نے کہا کہ آپ کس مقام پر تشریف رکھتے ہین عمرو نے جواب دیا
کہ سرا مین اُترا ہون ایرج نے کہا کہ اسباب سرا سے اُٹھوا لایئے میرے گھر مین قدم رنجہ فرمایئے اور فرحت
بازارگان ایرج کا باپ وہ بھی کمال گرویدہ ہوا اور منتین کرنے لگا کہ حضور چلکر فقیرخانہ کو رونق دیجیے یہ آپکا
غلام ہی اسکو کچھ تعلیم کیجیے عمرو نے کہا کہ بسر و چشم مین چلنے کو موجود ہون غرض کمال انکسار سے پیش آیا گھر مین
بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لڑکا گاتا اور ساز بجاتا ہوا مکان کے اندر آیا پھر دیکھتے کے ایرج سے کہا کہ بھائی
یہ پیر مرد جو آپکے پاس بیٹھا ہی یہ نہایت مکار اور فریبیا ہی اسکے فریب مین نہ آنا زیادہ رابطہ نہ بڑھانا عمرو نے
یہ سنکر اپنے جی مین کہا کہ بیشک یہ لڑکا بڑا منتفنی ہی ایرج سے پوچھا کہ یہ کون ہی ایرج نے کہا کہ یہ میرا بھائی
ہی مگر دزد و عیار ہی نہایت ذو فنون و مکار ہی گانا خوب ہی اسکا گانا سبکو مرغوب ہی عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ اگر تو
عیاری سکھایا جائیگا تو لاریب یہ عیار بے بدل ہوگا عمرو نے کمال محبت سے اُسے بلایا اور پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی
اُسنے کہا کہ شاپور عمرو نے کچھ ایسی دو ایک باتین اُس سے کین کہ شاپور کو بھی عمرو کے ساتھ الفت پیدا ہوئی
مگر پکارا کہ مجھے فیلسوفی نہ کرو مین تمھارے دم مین نہ آؤنگا ایرج نے کہا کہ بھائی تم ایسے بزرگ سے
ایسی بیہودہ باتین کہتے ہو خدا سے نہین ڈرتے ہو شاپور شیر دل نے کہا کہ انکے مکر سے خدا ہی بچائے انکے دام
فریب مین نہ پھنسائے غرض ایرج اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کے آیا پاس بٹھایا عمرو نے کہا کہ میان کچھ گا کر ہمکو بھی
اپنا گانا سناؤ شاپور شیر دل نے کہا کہ مین کیا گاتا ہون جو کسی کی فرمایش سے گاؤن جب خود میرا جی چاہیگا تو

ملا جواب ہے ان دونون مین کشتی ٹھہری ہے اسی سبب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہے ایرج نے خواجہ سعد شامی
کو ساتھ لیا اور خدمت مین اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بغلگیر کروایا اور کہا کہ یہ میرے استاد
ہین انکو بھی فنون سپہگری کے بہت سے یاد ہین اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا شہر سے باہر ایک باغ تھا وہان
آیا دیکھا کہ کشتی گیر جمع ہین جانگیا لنگوٹ کسے ہوے بیٹھے ہین ڈھول بج رہا ہے اور تماشائی جمع ہوتے جاتے ہین اتنے مین سواری
ارسلان شاہ کی آئی دونون بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا اسنے خیر و عافیت پوچھی
ایرج دعا و ثنا بجالایا طائفے آکر موجود ہوے ناچ ہونے لگا ارسلان شاہ نے کہا کہ کیون بھائی اب کشتی ہو اقبال شاہ
نے کہا کہ اچھا پانچ پانچ ہزار روپیہ ایک نے دوسرے کے سامنے منگوا کر رکھدیے اور شرط ہوئی کہ جس کا پہلوان غالب
آئے وہ ان توڑون کو اپنے صرف مین لائے جب شرط مقرر ہو چکی تو اسوقت دونون پہلوانون کو حکم ہوا کہ ان اکھاڑے مین
آؤ اور مصروف کشتی ہو لیں ادھر سے لطر طلبر اول چلا اور اودھر سے عزاب بڑھا اکھاڑے مین کود کے اور کشتی لڑنے لگے
اب ہجوم عام خلائق کا ہو گیا دونون کشتی گرون مین داؤن پیچ ہو رہے ہین اور دونون شہزادے تماشا کشتی کا دیکھ رہے
ہین تین پہر تک برابر کشتی ہوئی فقط سامنے کے داؤن پیچ ہوا کیے پہرون باقی تھا کہ لطر طلبر اول علیحدہ ہوا اور آکر
اقبال شاہ سے کہا کہ مین عزاب سے نہین لڑ سکتا عزاب یہ کلمہ سنکر للکارا کہ وہ مارا یہ شرط جیتی کیا مجال کسی کی
جو مجھسے عہدہ برا ہو سکے اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلقہ کان مین پہنتا کہان ہے سام و نریمان اور کہان ہین
بدیع الزمان کشتی گیر اور حمزہ صاحبقران یہ کہکر چاہا کہ آگے بڑھے اور یہ توڑے اٹھالے کہ عمر کو لاف و گزاف
اسکا برا معلوم ہوا اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنتے ہو یہ کیا بکتا ہے اسے جاکر زیر و زبر کرو کیسے ہو سکتا ہے
ایرج ابرلیکا اپنی طاقت و قوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین مجھے اس سے کیا سروکار ہے
مین کشتی لڑنا کیا جانون یہ میرا کب شعار ہے عمر نے کہا اے ایرج تیرے بادشاہ کا پہلوان ذلیل ہو اور شاہزادہ
منفعل اور سرنگون ہو جاے غیرت کا مقام ہے ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ خواجہ مین بیچارہ بنیا آپ مجھسے یہ کہتے ہین کہ
مین لڑنا کیا جانون یہ سنکر عمر نے کہا کہ اگر تجھکو مجھسے اعتقاد ہے تو یہ جان لے کہ مین عامل فن عملیات مین بھی کامل ہون
اگر کیسا ہی کم قوت ہو مین تعویذ لکھکر اسکے بازو پر باندھ دون تو وہ دیو کو کھاڑ دے اور تمام زمانے کے پہلوانون کو
زیر کرے یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر ایرج کے بازو پر باندھ دیا ایرج نے کہا کہ استاد مین داؤن پیچ کشتی کے
نہین جانتا عمر نے کنارے لیجاکر چند پیچ کشتی کے بتائے اور کچھ پڑھکر ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے لا
اور کہا کہ ابھی روپیہ شرط کا نہ دیگا اقبال شاہ نے کہا کیون نہ دینے کا سبب کیا ہے خواجہ نے کہا کہ ایرج اس سے لڑیگا
اور آپکے اقبال سے اسے پچھاڑ لیگا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ تمھین خبر ہے اور ایرج سے ہنسکر کہا کہ کیون تم لڑو گے
اس بچہ دل سے کیونکر عہدہ برا ہو گے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اے شہریار آپ تماشا دیکھیے اور ایرج سے کہا کہ
جاکر لڑو ایرج عزاب سے کشتی کرنے کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے عزاب نے کہا کہ اے لڑکے
تو مجھسے لڑنے آیا ہے خواجہ نے کہا کہ تجھے زیر کرنے آیا ہے عزاب نے غضبناک ہو کر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو ذرا
گوشمالی دیدے بل اسکا نکالدے شاگرد اسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ بڑھایا ایرج نے جھٹکا دیا کہ وہ دور جا پڑا ایرج نے
للکارا کہ اور کسی کو بھیج دوسرا شاگرد آیا اسنے کولے پر لاد کر مارا کہ چارون شانے چت گرا عزاب یہ حالت دیکھکر للکارا کہ
چھوکرے مین آیا یہ کہکر دوڑا جب ایرج کے پاس آیا مانند مار پیچان کے لپٹا ایرج بھی اس موذی سے لپٹ گیا داؤن پیچ
ہونے لگے خواجہ سعد شامی کھڑے دیکھ رہے ہین عزاب ایرج پر چھایا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ ایرج کو پیس ڈالے مگر مین

یہ کیا جواب ہے ان دونون مین کشتی ٹھہری ہے اسی سبب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہے ایرج نے خواجہ سعد شامی
کو ساتھ لیا اور خدمت مین اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بغلگیر کروایا اور کہا کہ یہ میرے استاد
ہین انکو بھی فنون سپہ گری کے بہت سے یاد ہین اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا شہر سے باہر ایک باغ عمدہ ہے وہان
آیا دیکھا کہ کشتی گیر جمع ہین جانگیا لنگوٹ کسے ہوسے بیٹھے ہین ڈھول بج رہا ہے اور تماشائی جمع ہوتے جاتے ہین اتنے مین سواری
ارسلان شاہ کی آئی دونون بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا اسنے خیر وعافیت پوچھی
ایرج دعا و ثنا بجا لایا طائفے آکر موجود ہوے ناچ ہونے لگا ارسلان شاہ نے کہا کہ کیون بھائی اب کشتی ہو اقبال شاہ
نے کہا کہ اچھا پانچ پانچ ہزار روپیہ ایک نے دوسرے کے سامنے منگوا کر رکھدیے اور شرط ہوئی کہ جس کا پہلوان غالب
آئے وہ ان توڑون کو لیکے صرف مین لائے جب شرط مقرر ہو چکی تو اسوقت دونون پہلوانون کو حکم ہوا کہ ہان اکھاڑے مین
آؤ اور مصروف کشتی ہو لیں ادھر سے لفظ طرا اول چلا اور ادھر سے عزاب بڑھا اکھاڑے مین کودے اور کشتی لڑنے لگے
اب ہجوم عام خلائق کا ہو گیا دونون کشتی گیرون مین داؤن پیچ ہو رہے ہین اور دونون شہزادے تماشا کشتی کا دیکھ رہے
ہین تین پہر تک برابر کشتی ہوئی فقط سامنے کے داؤن پیچ ہوا کیے پہر دن باقی تھا کہ لفظ طرا اول علیحدہ ہوا اور آکر
اقبال شاہ سے کہا کہ مین عزاب سے نہین لڑ سکتا عزاب یہ کلمہ سنکر لکارا کہ وہ مارا مین نے شرط جیتی کیا مجال کسی کی
جو مجھسے عہدہ برا ہو سکے اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلقہ کان مین پہنتا کہان ہے سام و نریمان اور کہان ہین
بدیع الزمان کشتی گیر اور حمزہ صاحبقران یہ کہکر چاہا کہ آگے بڑھے اور پانچون توڑے اٹھالے کہ یہ کلاف و گزاف
اسکا برا معلوم ہوا اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنتے ہو یہ کیا مزخرفات بکتا ہے اسے جا کر زیر و زبر کر دکھے ہو سکتا
ایرج از بسکہ اپنی طاقت و قوت سے آگاہ نہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین مجھے اس سے کیا سروکار ہے
مین کشتی لڑنا کیا جانون یہ میرا کب شعار ہے عمر نے کہا کہ اے ایرج تیرے بادشاہ کا پہلوان ذلیل ہو اور شاہزادہ
منفعل اور سرنگون ہو جائے غیرت کا مقام ہے ایرج نے برہم ہوکر کہا کہ خواجہ مین بیچارہ بنا آپ مجھسے یہ گفتگو کرتے ہین
مین لڑنا کیا جانون یہ سنکر عمر نے کہا کہ اگر تجھکو مجھسے اعتقاد ہے تو یہ جان لے کہ مین عامل فن عملیات مین بھی کامل ہون
اگر کیسا ہی کم قوت ہو مین تعویذ لکھکر اسکے بازو پر باندھ دون تو وہ دیو کو پچھاڑ دے اور تمام زمانے کے پہلوانون کو
زیر کرے یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر ایرج کے بازو پر باندھ دیا ایرج نے کہا کہ استاد مین داؤن پیچ کشتی کے
نہین جانتا عمر نے کنارے لیجا کر چند پیچ کشتی کے بتائے اور کچھ پڑھکر ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے لا
اور کہا کہ ابھی روپیہ شرط کا نہ دیجئیگا اقبال شاہ نے کہا کیون نہ دینے کا سبب کیا ہے خواجہ نے کہا کہ ایرج اس سے لڑیگا
اور آپکا اقبال سے اسے پچھاڑ لیگا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ تمہین خبر ہے اور ایرج سے ہنسکر کہا کہ کیون تم لڑو
اس بچہ داؤ سے کیونکر عہدہ برا ہوگے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اے شہریار آپ تماشا دیکھیے اور ایرج سے کہا کہ
جا کر لڑ مرا ایرج عزاب سے کشتی کرنی کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے عزاب نے کہا کہ اے لڑکے
تو مجھسے لڑنے آیا ہے خواجہ نے کہا کہ تجھے زیر کرنے آیا ہے عزاب نے غضبناک ہوکر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو ذرا
گوشمالی دیدے بل اسکا نکالدے شاگرد اسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ بڑھایا ایرج نے جھٹکا دیا کہ وہ دور جا پڑا اور چیخ
للکارا کہ اور کسی کو بھیج دوسرا شاگرد آیا اسنے کو بے پرواہ کر مارا کہ چارون شانے چت گرا عزاب یہ حالت دیکھکر لکارا کہ
چھوکرے مین آیا یہ کہکر دوڑا جب ایرج کے پاس آیا مانند مار پیچان کے لپٹا ایرج بھی اس موذی سے لپٹ گیا داؤن پیچ
ہونے لگے خواجہ سعد شامی کھڑے دیکھ رہے ہین عزاب ایرج پر چھایا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایرج کو پیس ڈالے کر مین

ہاتھ ڈالکر اٹھالے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج عقرب مین چاند آگیا ہے یا سورج کو گہن لگا ہے اسوقت خواجہ سعد شامی پکارے کہ ہان
ای ایرج کمر مین اسکی ہاتھ ڈالدے اور زور کرکے اٹھالے ایرج نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ اٹھائے آفتاب تابان کہ طرز ور کیا
اور اس فیل کو اٹھا لیا غراب نے چاہا کہ پانون اندر ڈالکر ہاتھ باندھکر ٹانگ پر مارے کہ خواجہ پکارے خبردار جس طرح دیکر زمین پر
مار ایرج نے سر پر جس طرح دیکر غراب کو زمین پر مارا کہ نقش بنگیا اسنے کہا واکھا کر چاہتا تھا کہ سنبھل کر اٹھ بیٹھے ایرج نے
ایک گھسا دیا کہ چارون شانے چت ہوگیا زانو سے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اقبال شاہ نے دوڑکر گلے سے لگا لیا اور تعریفین
کرتا ہوا اپنے پاس لے آیا تمام باغ مین ایک غلغلہ تھا کہ کہان ایرج اور کہان غراب ایک لشنے ہاتھی کو پچھاڑا ایرج
خواجہ کا معتقد زیادہ ہوا بدل و جان انکی اطاعت پر آمادہ ہوا اپنے مقام پر گیا اور ارسلان شاہ کمال رنجیدہ ہوا
اور مالک بن ملکوت شاہ کو اسکا پرچہ گذرا کہ آج ایرج نے غراب کو پچھاڑا مالک کو یقین نہ آیا کہا کہ ایرج کو اور
غراب کو بلاؤ چوبدار نے اسیوقت حکم پہونچایا اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر باپ کی خدمت مین آیا اور ارسلان شاہ
غراب کو لعنت و ملامت کرتا ہوا لایا غرض جب مالک بن ملکوت شاہ کے سامنے آئے تو بادشاہ نے غراب سے پوچھا کہ تو
اس لڑکے سے زیر ہوگیا اسنے کہا کہ پانون پھسل گیا تھا یہ لڑکا مجھے کیا زیر کرتا خواجہ سعد شاہ شامی نے ایرج سے اشارہ
کیا کہ اگر یہ مجھسے لڑے تو اسے چیر کر پھینکدے ایرج نے بادشاہ سے کہا کہ ای شہریار اگر آپکو شک ہوتا ہے مجھکو اور اسکو
بارد دگر لڑوا دیجیے دیکھ لیجیے گا جو کوئی غالب آئے گا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ اکھاڑا تیار ہو صبح کو ہمارے سامنے
کشتی ہوئے خبر خواجہ بازرگان کو ہوئی کہ خواجہ سعد شامی نے ایرج کو غراب سے لڑوادیا اور صبح کو دوبارہ کشتی
ہوگی وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوڑا کہ ہاے خواجہ سعد شامی کب کا دشمن میرے بیٹے کی جان کا نکلا اور شاہ کو ساتھ یہ کہتا ہوا چلا
کہ مین تو پہلے کہتا تھا کہ یہ مرد بیہڑا دغا باز ہے بڑا جعلساز ہے غرض فرخ بارگاہ بادشاہی مین آیا دیکھا کہ تمام خلائق کا
ہجوم ہے چہار طرف کشتی کی دھوم ہے اور یہی چرچا ہے کہ میان دیکھو کیا اس دیو کو اس لڑکے نے پچھاڑا ہے واہ واہ
اور جن لوگون نے نہ دیکھا تھا وہ کہتے رہے ہین کہ جب آنکھون سے دیکھ لین تو ہمکو یقین آئے مثل مشہور ہے کہ اندھا جب جانے
جب دو آنکھین پاے اور بعضے کہہ رہے ہین کہ میان اس لڑکے سے کیا ہوتا ایسے کشتی گیر سے کب عہدہ برا ہوتا مگر وہ بڈھا جو اسکے ساتھ
ہے یہ ساری کرامات اسکی ہے ہم اسکی بدولت ہی ہم دیکھتے ہین کہ وہ بڈھا اسکو جرأت دے دیکر لڑوا تا تھا اور کچھ پڑھ پڑھ کر
پھونکتا جاتا تھا کسی نے کہا کہ بھائی سچ ہے مین نے بھی مشاہدہ کیا تھا کہ ایک تعویذ لکھکر اسکے بازو پر باندھ دیا تھا کسی نے کہا
بھائی زور بھی خدا داد اسی کا نام ہے نیت بنیت سے کچھ ہوتا ہے اور نہ تعویذ کا یہان کچھ کام ہے بعضون نے کہا کہ میان یہ سب تعویذ
ہین کیون نہین اثر ہے بعضون نے کہا کہ میان اس لڑکے کا نصیب یاور ہے یا تو بادشاہزادے کے پاس آکر رفاقت کی پایا تو شاہ
تک رسائی ہوئی مقدر کا کارخانہ ہے کیا نیرنگ زمانہ ہے فرخ بازرگان یہ باتین سنتا ہوا قریب اکھاڑے کے پہونچا وہ وقت کہ
غراب اکھاڑے مین کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ یہ لڑکا مجھے کیا زیر کرے گا اب دم بھر مین معلوم ہوا جاتا ہے اور ایرج جانگیا لنگوٹ
کس کر اسکے مقابلے کو جایا چاہتا ہے کہ فرخ آکر ایرج سے لپٹ گیا اور کہا کہ ای عزیز کیا تو اور کہاں یہ کشتی گیر بیٹا کہنا
میرا مان اسکے مقابلے کو نجا اور خواجہ سعد شامی سے کہا کہ مین تو آپکو بزرگ جانتا تھا آپنے میرے بیٹے کو خراب کیا خواجہ
نے کہا کہ اگر تمھارے بیٹے کا ایک رونگٹا میلا ہوا تو مجھسے جسطرح چاہنا پیش آنا مجھے تیر باران کرنا فرخ نے کہا کہ مین
کسی طرح سے نہ مانونگا اپنے بچے کو لڑنے نہ دونگا اور مالک بن ملکوت شاہ کے قدمون پر سر اپنا رکھدیا کہ مجھپر رحم کیجیے
ایرج کو لڑنے نہ دیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای فرخ یہ تو اسی سے لڑ آیا تھا غالب آیا تم گھبراتے کیون ہو یہ آج
اسے بچہ سمجھ کر لگا اٹھا کر پٹک دیگا بادشاہزادے اور وزیرزادے اور سوداگر بچے ایسا ہی کام کرتے ہین لوہین نام پیدا کرتے ہین

پہچوں کا حوصلہ نہیں ہوتا بیٹا تھا ارکان شجاعت اور بہادر ہے یہ کہکر اپنے پاس کرسی پر بٹھا لیا لیکن خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی بروایت بعض یا ہی گرگ
عرصہ میں ایرج اٹھا رہے ہیں کو داغ غراب کا دست و گریبان ہوا خواجہ سعد شامی دو دفعہ ہوئے ایرج سے کہ رہے ہیں کہ ایرج اٹھا کر پٹکدے ایکی اسطرح
زمین پر مار کر اسکا شانہ لگے اور ایرج کے حسن کا یہ عالم ہے تمام اکھاڑہ شعشعہ نور جمال سے نورانی ہے لوگ تعریفیں کر رہے ہیں کہ ایسا خوبصورت جوان شائد ہی
کو اس سے محبت ہو کوئی کہتا تھا کہ جو صاحب حسن و جمال ہوا وہ نصیبہ ور ذی اقبال ہے دیکھو کہ آپ کو بادشاہ ملک پہونچا یا الغرض
کا یہ قول ہے کہ اس گبر سے خدا اسے بچائے کسی نے کہا کہ میاں ایک مرتبہ یہ اسے زیر کر چکا ہے اب بھی خدا چاہے تو غالب ہے غرض
ہر چہار طرف یہی چرچا ہو رہا ہے اور یہاں ایرج غراب سے لپٹا ہوا ہے از بسکہ ایک مرتبہ کشتی لڑ چکا تھا اب تمام گھر داؤں پیچ کی
آگئے ہیں جو پیچ اسیر غراب کرتا ہے ایرج اسکو خیال میں لاکر غراب پر کرتا ہے آواز غلغلوں کی بلند ہے یہاں تک کہ دو پہر کے
عرصہ میں ایرج نے لنگر اسکا اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مار کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا خواجہ سعد شامی
پکارا ابکی اسے زندہ نہ چھوڑنا یہ فیصلہ کیے ہوئے منہ موڑنا چیر ڈالنا ایرج نے جس طرح سے کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا چھاتی پر سے
اتر کر دن پاؤں سے ایک پاؤں اسکا دبایا اور دونوں ہاتھوں سے دوسرا پاؤں پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ پہلے جھٹکے میں ناف تک
جسم اسکا چیر ڈالا اور دوسرے جھٹکے میں سینہ تک تیسرے جھٹکے میں دو ٹکڑے کر کے ایک ادھر پھینکا ایک ادھر اچھال دیا ایک
غل ہوا کہ غراب کشتی گیر کو ایرج نے چیر ڈالا فرخ بازرگان ایرج سے دوڑ کر لپٹ گیا اور کہا کہ بیٹا تو دوبارہ زندہ ہوا
اور مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج کو بلا کر خلعت دیا اور ایک خلعت فرخ بازرگان کو دیا اور کہا کہ آج سے ایرج کو
بیٹے اپنا بیٹا لیا ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ حضور یہ سارے کرتب خواجہ سعد شامی کے ہیں یہ بات
غلام کی نیک نامی کے ہیں انکو بھی سرفراز فرمائیے بادشاہ نے خواجہ کو بھی خلعت عنایت کیا اور دیوانخانہ کے داروغہ کو حکم دیا
کہ فلاں مکان ہمارا درست کراؤ اسمیں ایرج کو بساؤ اور عملہ انکے واسطے علیحدہ نوکر رکھا جائے کسی بات کی تکلیف
نہونے پائے اور بالفعل ہمارے چند خدمتگار سرگرم خدمت رہیں اور آدمی لاشہ غراب کا اٹھا کر لیجائے اسکے اٹھا لیجائے
اور سلطان شاہ نہایت رنجیدہ اور رفیق اسکے کمال پژمردہ چلے گئے ایرج دوسرے روز دربار میں گیا اور
بادشاہ کو آداب بجالایا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ صاحبو تلاش کرو کہ کوئی شخص ایسا ہو کہ ایرج کو فنون
سپاہ گری بتائے نیزہ بازی شمشیر زنی شہسواری جو جو فن سپاہ گری کے ہیں وہ سکھائے پس خوارزمی نے آواز دی کہ جو
فن سپاہ گری میں ہمارا رفیق ہو وہ صبح کو دردولت بادشاہی پر آئے اپنا اپنا ہنر دکھائے بادشاہ نوکر رکھے گا اور دربار میں
پیش قرار مقرر کرے گا صبح کو بادشاہ آکر تخت عالیشان پر بیٹھا اور پیچھے قصر کے تمام سپاہیوں کا جماؤ ہونے لگا سوار
و پیادے جمع ہوئے ایک ایک اپنے فن سپاہی کے بدل جاتا تھا ہتھیار اسباب کو نہ جانتا تھا بادشاہ ہر ایک کو دیکھتا تھا
فاضل کلام آمس ان تو بادشاہ نے کسیکو پسند نہ کیا ایرج اور اقبال شاہ بھی حاضر تھے اور ارسلان شاہ ایرج
کا دشمن جانی ہوا ہے دربار میں کبھی نہیں آتا ہے لیکن حال خواجہ سعد شامی کا سنیے کہ آنکے دل میں آیا کہ ایرج کو فنون
سپاہ گری تعلیم کیجیے اگر کوئی اور اسکو بتائے گا تو حمزہ کی نظر میں سما سکے گا اس بات کو ایرج سے کہا کہ اے ایرج
اے جوان کم عمر اعظم آفتاب تابان نے رتبہ اعلیٰ کو پہونچایا کہ بادشاہ نے تمکو اپنا فرزند بنایا دن بدن تمہارے واسطے
ترقی ہے روز بروز بہبودی ہے اب ہم رخصت ہو کر اپنے وطن کو جائینگے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خواجہ میں تمہیں ہرگز
نہ جانے دونگا کسطرح رخصت کرونگا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا ہے آسمان پر چڑھایا ہے خواجہ نے کہا کہ یہ تمہاری خوبی ہے
شریف یونہیں کہتے ہیں جو عالی خاندان ہیں وہ اسی طرح منکسر رہتے ہیں مگر اے ایرج اب مجھے جانے دو وطن میں
جاؤنگا جلد تمہارے پاس چلا آؤنگا کہ اس عرصہ میں فرخ بازرگان بھی آیا ایرج نے سب حال بیان کیا یا جان

خواجہ سعد شامی بار بار حرف رخصت زبان پر لاتے ہین شاید برخاستہ خاطر ہین یہ سنکر فرخ لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ
رخصت طلبی کا کیا سبب ہی تمہارا جانا بڑا غضب ہی خواجہ سعد شامی نے کہا کہ ای فرخ بازارگان تمکو ایرج جیسا بیٹا
پیارا ہی لیکن ہمین سمجھ لو کہ سبکو الفت عیال کی ہوتی ہی ایرج نے کہا کہ مین بادشاہ سے کہکر چوبدار اور سواریان یہان بھیجکر
آپکے عیال و اطفال کو بلوا لونگا مگر آپ نجائیے خواجہ نے جواب دیا کہ ایرج قطع نظر اسکے گا شقون سے حساب سمجھنا ہی اور بہت
کام ضروری ہین ایرج نے کہا کہ ابھی کیا جلدی ہی چلے جائیگا نہین معلوم نہین پھر کب آئیگا یا نہ آئیگا عمر نے قبول کیا
مگر ایرج کو مطلع کر دیا کہ اگر مین چلا جاؤن تو تم پریشان نہونا غرض رات کو تو یہ گفتگو ہوئی اور صبح کو جو ایرج بستر
خواب سے اٹھا تو خواجہ سعد شامی کو نہ پایا کف افسوس ملنے لگا سمجھا کہ خواجہ تشریف لیگئے ہر چند تجسس کروایا لیکن کہین
سراغ نہ پایا ایرج اسی رنج مین بیٹھا تھا کہ چوبدار شاہی آیا اور کہا کہ چلیے آپکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی اسیوقت
ایرج خدمت بادشاہ مین گیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو سلام کرکے کرسی پر بیٹھا دیکھا کہ سامنے
ایک سپاہی گھوڑا کدا رہا ہی اور چابک سواری دکھا رہا ہی کوئی برچھی کو دیکھ بھال رہا ہی کوئی نیمچہ سے ہاتھ لگا رہا ہی
کہ ایک سوار مفلوک روزگار دکھائی دیا نہایت دبلا پتلا نقطے گلے مین دگلا پہنے ہوے کہ کئی جگہ سے کپڑا اسکا اڑ گیا ہی
روئی دکھائی دیتی ہی اور سر پر پیلی پٹی بندھی ہوئی ہی وہ بھی میلی پھٹی ہوئی ہی پاؤن مین پائجامہ گاڑھے کا زرد مٹی سے
رنگا ہوا پہنے ہوے ہی ضعف و نقاہت کا یہ عالم ہی کبھی بائین پر اور کبھی داہنے پر جھکا پڑتا ہی اور سپر کپڑا اسکی پشت پر
لگی ہوئی ہی پر تلے مین تلوار چڑے کی مردہ کی پڑی ہوئی ہی کہ کوڑھی کر گئی ہی پیپلا باہر نکلا ہوا اور گھوڑے کی یہ کیفیت
ہی کہ لاغری سے پسلیان نظر آتی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ سوار یہان گرا وہان گرا چلا آتا ہی جب قریب آیا تو پکارا کہ ای بادشاہ
مین فرستادہ شہنشاہ اعظم آفتاب تابان ہون کہ ایرج کو فن سپاہ گری سکھاؤن اور اسکو آفاق بنا دون یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ ہنسا اور لوگون نے قہقہہ مارنا شروع کیا آپ آگے دھنسے پاس کر کہا کہ آپ ایرج کو تعلیم دیجیگا
آپکے برابر کوئی احمق نہین آپکو عقل مطلق نہین یہ ہیئت یہ افلاس یہ صورت یہ لباس اسپر دعوے اتنا بڑا کر رہے ہو
یہان سے چلے جاؤ بس یہ سننا تھا کہ آگ بگولا ہو گیا اور پکار کر کہا کہ تم سب مجھکو ذلیل جانتے ہو ہم کو [illegible] اصل مین
صاحب کمال ہین یکہ تاز میدان امتحان ہین بندہ خاص شہنشاہ اعظم آفتاب تابان ہین [illegible] شجاع کھڑے ہین بھلا
کوئی آگے تو بڑھے مجھسے مقابلہ کرے منہ پر تو چڑھے اسوقت کیفیت کلکا حال معلوم ہوجاے ایک شخص برچھا پکڑ کر سامنے
آیا کہ کیا بڑ بڑ کرتا ہی بیہودہ بکتا ہی آ بہادرون کا سامنا تو کر ملا تو لغط سے نظر عمر نے گھوڑے کو پھیر کر للکارا اسنے نیزہ مارا
عمر نے نیزے کو نیزے پر روکا اور دو چار طعن رد و بدل ہوئی تھی کہ عمر نے ایک ڈنڈا اسکی کمر پر مارا کہ وہ گرا اور بیہوش
ہو گیا مالک بن ملکوت شاہ نے ایک لاور کو کہ نام اسکا پہلوان بہادر ہی اشارا کیا کہ اسکو لیکر آ پہونچا پہلوان
عمر پر دوڑا اور تلوار کا وار کیا عمر نے بفنون سپہ گری تلوار اسکی چھین لی بعد اسکے ایک کشتی گیر تھا وہ للکارا کہ
مین اسے [illegible] ہو جاؤنگا وہ بھی کوئی دو چار گھڑی اڑا انجام کار اسے بھی عمر نے دے پٹکا اور جتنے تکیت اور نکیت
اور تلوریے وہان تھے سب عمر سے مغلوب ہوے ہر ایک نے حوصلہ اپنا نکال لیا کوئی اس سے عہدہ برا نہوا آخر الامر
مالک بن ملکوت شاہ نے نہایت انکو پسند کیا اور نام پوچھا انھون نے کہا کہ آقا کرگ مست قلماق میرا نام ہی
بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد خلعت لاؤ اور آقا کرگ مست قلماق کو دو جب یہ خلعت پہنکر آے تو بادشاہ نے
ایرج کو انکے سپرد کیا آقا کرگ مست قلماق نے ایرج کو فنون سپہ گری سکھانا شروع کیے چند روز مین کل فنون
تعلیم کردیے اسطرح پر کہ پہلے نیزہ بازی سکھائی پھر شمشیر زنی سکھائی اور تیر اندازی بتائی بعد اسکے گھوڑے پر چڑھنا

بادشاہ سوار بے بدل بنا دیا پھر کشتی کے داؤں پیچ سکھا کر طاق کر دیا جملہ فنون میں یگانۂ آفاق کر دیا ایرج کی تعلیم میں آقا گرک
قلماق نے نہایت اہتمام کیا ہی اب کسیکی یہ قدرت نہیں ہی کہ ایرج پر غالب آسکے بہرام فلک کی بھی مجال نہیں ہی کہ آنکھ
ملا سکے ایکدن کا ذکر ہی کہ بیرون شہر باغ بہشت آئین ہی وہان ایرج ورزش کر رہا ہی اور سواے آقا گرک مست قلماق کے
اور کوئی وہان نہیں ہی اتفاق کا ارسلان شاہ ادھر سے شکار کھیلتے ہوے آتا ہی اور ایرج دروازۂ باغ پر کھڑا ہی ارسلان شاہ
غضراب کے مارے جانے سے ایرج کا دشمن ہو گیا تھا قریب ایرج کے آکر کہا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری تو نے کیا
سمجھکر میرے پہلوان کو مار ڈالا کچھ تجھے میرا خوف نہ آیا یہ کیا سرہنگی ہے پڑا تو پاجی ہی ایرج یہ کلمہ سنکر خشمناک ہوا مگر غصہ کو روکا
اور کہا یہ کیا انداز گفتگو ہی میں تجھکو اپنا شاہزادہ جانتا ہوں کیا کہوں اگر کوئی اور اسطرح سے کلام کرتا تو اسکو سزا پہونچاتا
ارسلان شاہ نے کہا کہ تو سزا پہونچائیگا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ سے جیسے ہی شاہزادے نے تلوار کا وار کیا ایرج نے دھار
تلوار کی بچا کر ہاتھ قبضہ میں ڈالکر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ ہو شہزادہ زمین پر پٹکوں کہ نقش زمین
ہو جاے اور چھٹی کا دودھ یاد آجاے ہر ایک سے زبان درازی کرتے ہوے ڈرنا خبردار اسطرحکا کلام نکرنا یہ کہکر چھوڑ دیا
کہ اس عرصہ میں اقبال شاہ بھی آیا اسنے بھی ارسلان شاہ کو سمجھایا اور لوگون نے کہا کہ آپ نے بہت برا کیا ارسلان شاہ
خفت زدہ ہو کر چلا گیا ایرج کو آقا گرک مست قلماق نے خدمت میں مالک بن ملکوت شاہ کی پہونچایا مالک نے برہم
ہو کر کہا کہ اس بچہ کو بھی مانند غضراب کے تو نے مار ڈالا ہوتا ایرج نے جواب دیا کہ پیر مرشد وہ میرا شہزادہ تھا جو کچھ میرے
ساتھ کیا اچھا کیا مالک نے ارسلان شاہ کو بلایا اور کہا یہ کیا تیری نالائق حرکتیں ہیں اور اسی حالت میں تھپیان اسپر
ماریں وہ روتا ہوا سامنے سے چلا گیا اور شہر فرنگوشیہ میں بھی نہ ٹھہرا چند آدمیون کو ساتھ لیکے سوار ہو کر ملک زرنگوشیہ
کو روانہ ہوا وہان اسکے دادا کی تختگاہ ہی اس شہر کا ملکوت شاہ بادشاہ ہی جب یہ زرنگوشیہ میں پہونچا تو ملازمت
ملکوت شاہ کی حاصل کی نذر دی چونکہ ملکوت شاہ نے اسکو فرزند کیا ہی آزردہ جو دیکھا پوچھا کہ باعث رنجیدگی
کا کیا ہی ارسلان شاہ نے کہا کہ میں حضور سے رخصت ہونے آیا ہوں کہ کسی طرف کو نکل جاؤں بے عزتی گوارا نہیں
سواے جلاوطن ہونے کے چارہ نہیں ایک تاجر بچہ کے واسطے ابا جان نے مجھکو سر دربار خود بھی ذلیل کیا اسکی نظروں سے بھی اتارا
یہ کہکر رونے لگا ملکوت شاہ نے پوتے کو گلے سے لگایا اور کہا تو خاطر جمع رکھ میں اس تاجر بچہ کو سزا پہونچاتا ہوں یہاں پکڑوا
بلواتا ہوں یہ کہکر ایک نامہ مالک کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ایرج کو باندھکر ہمارے پاس بھیجدے اور اقبال شاہ کو
دو چار تھپیان مارنا اور اگر یہ نکریگا تو میں بڑی طرح پیش آؤنگا اور تمھاری صورت تک سے بیزار ہو جاؤنگا جب وہ نامہ
لکھا گیا تو بلیسم زنگی اور فلیسم زنگی کو دیا کہ تم لیجاؤ اور اگر مالک ایرج کی مشکیں باندھکر تمھارے حوالے کر دے
تو فبہا نہیں تو تم اسکے باندھکر لے آؤ یہ دونوں نامہ لیکر روانہ ہوے جب نزدیک شہر فرنگوشیہ کے پہونچے تو مالک نے
خبر سنکر اپنے سردارون کو کہا کہ جاؤ اور استقبال کر کے انکو لاؤ حاصل کلام جب وہ زنگی داخل بارگاہ ہوے دونوں نے آکر
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور کرسیون پر آکر بیٹھے مالک نے حکم دیا کہ انکو جام شراب کا دو بحکم مالک بن
ملکوت شاہ ساقی نے جام بھر کر دیا جب دو تین جام شراب کے پیے اور دماغ انکا نشہ میں آیا اور ادھر آقا گرک مست
قلماق ایرج کو مسلح و مکمل کر کے لایا اور راستہ بھر سمجھاتا ہوا آیا کہ اے ایرج خبردار ان زنگیوں سے نہ دبنا ہم
انہیں کچھ نہ سمجھنا غرض ایرج آکر اپنے ذلکل پر بیٹھا بلیسم اور فلیسم نے نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دیا کہ تمھارے
باپ نے یہ نامہ بھیجا ہی مالک بن ملکوت شاہ نے دبیر کو بلا کر دیا اور کہا کہ اسے پڑھو کہ اسمیں کیا لکھا ہی اسنے باآواز
بلند پڑھنا شروع کیا مالک بن ملکوت شاہ مضمون سے آگاہ ہوا اور کہا کہ اے بلیسم اور فلیسم ایرج بیگناہ ہی

تقصیر وار ارسلان شاہ ہی یہ سنکر ان دونون نے کہا کہ ہم کچھ نہین جانتے آپ ایرج کو اسیر کرکے ہمارے ساتھ کیجیے تو یا یا شاہ
ہمارے بادشاہ کا حکم ہے اسپر ہم عمل مین لائنگے خواہ ہم اسے باندھکر لیجا ئینگے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج شاہزادہ کیطرف دیکھا
ایرج نے عرض کیا کہ اے شہریار مین آپ کا تابع حکم ہون مجھکو کچھ عذر نہین ہے کہیے تو ابھی سر کاٹکر دیدون اور اگر آپ فرمائین تو زندہ بندھا
ہوا چلا جاؤن اور آپ یہ اگر چاہین تو کیا مجال ہے کسیکی جو مجھسے آنکھ ملا سکے اور باندھکر لیجائے تو بڑی مشکل ہے بلکہ اسکو سزا ایسی پہونچاؤن کہ وہ بھی
تمام عمر یاد کرے اور مین کیا کسی سے کم ہون لیس یہ کلمہ جو ایرج نے کہا بلیسم اور فاسم آگ ہوگئے انکو نہایت ناگوار ہوا اور کہا کہ او
کرپاس فروش بچہ بازاری تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ شاہزادون سے برابری کرتا ہے اور پہلوانون سے آنکھ ملاتا ہے یہ تو ہی بادشاہون مین
باعث عناد ہے تیرا ہی یہ فتنہ و فساد ہے یہ کہکر اور خنجر کھینچ کر ایرج پر دوڑے جب قریب پہونچے ایرج نے دونون کے خنجر چھین لیے
اور دونون کی گردنین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ ہے شرط کہ تم دونون کو ٹکرا دون کہ دل تمہارے نکل جائین دونون نے کہا
تازندہ ہیں بندہ ہیں چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشدیجیے ایرج نے دونون کو ہاتھ سے رکھدیا انھون نے دوڑکر قدمون کو چوم لیا
اطاعت کوش ہوئے غلام حلقہ بگوش ہوئے اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ ہمنے تو ایرج نوجوان کی اطاعت کی ہم نہین پہنچے جسکا
جی چاہے ہمارے پاس رہے اور جسکا جی چاہے چلا جاسے اکثر نے انکا ساتھ دیا اور اکثر لوگ بھاگ کر ملکوت شاہ کے پاس
گئے حال بیان کیا یہ سنکر ملکوت شاہ نہایت برہم ہوا ملکوت شاہ کے دو سپہ سالار ہین عوجان دریاباری اور مرجان
دریاباری دونون سے کہا کہ تم جا کر مالک کو مع اقبال شاہ اور ایرج کے پکڑ لاؤ غرض عوجان نے بائیس ہزار سوار
ساتھ لیکر کوچ کیا اور برابر شہر فرنگوشیہ کے آیا اسنے پیغام بھیجا کہ اے مالک ایرج اور اقبال شاہ کو باندھکر میرے
پاس بھیجدو کہ مین انھین لیجاؤن انکی عزت و آبرو مین سرمو فرق نہ آئیگا مین اپنا ذمہ کرتا ہون جب یہ پیغام مالک کو پہونچا تو
مالک نے ایرج کیطرف دیکھا اور کہا کہ اے فرزند سنا تونے اب مین کیا کرون عوجان کمال زبردست ہے اس سے کیونکر مقابلہ
کیا جاسکیگا مگر یہ تدبیر سوچا ہون کہ قلعہ بند ہو کر لڑون ایرج نے کہا کہ اے شہریار آپ قلعہ بند ہوجیے باطمینان یہین بیٹھے رہیے
مین قلعہ سے باہر نکل کر عوجان سے مقابلہ کرونگا اگر اسپر غالب آؤنگا تو اچھا ورنہ پیام صلح کا دیجیے کا میری گرفتاری کا
کچھ ملال نہ کیجیے گا یہ سنکر مالک نے کہا کہ اے ایرج مین تجھے اپنے فرزندون سے زیادہ عزیز رکھتا ہون مجھسے تیرا روز بد نہ دیکھا جائیگا
آنکھون مین خون اتر آئیگا بہتر یہ ہے کہ تم یہان سے کسی طرف کو نکل جاؤ مین عوجان سے عذر معذرت کرکے اپنے باپ کے پاس
چلا جاؤنگا ایرج ہاتھ باندھکر بولا کہ مین گریزان ہرگز نہونگا اپنی جان دیدونگا انجام کار مالک قلعہ مین رہا اور ایرج
پانچ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا عوجان کو خبر ہوئی ایرج بقصد جنگ آتا ہے عوجان قہقہہ مار کر ہنسا کہ اسکی
قضا آئی ہے اور نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ایرج کو خبر ہوئی اسنے بھی
طبل جنگ بجوایا دونون طرف درستی آلات حرب ہونے لگی ایرج کے لوگ بہت پریشان تھے صبح ہوتے ہوتے تین ہزار آدمی
بھاگ گئے دو ہزار کی جمعیت سے ایرج عرصہ کارزار مین آیا ادھر سے عوجان دریاباری چالیس ہزار سوار سے نمودار
ہوا اور صفین آراستہ ہوئین عوجان دریاباری للکارا کہ او ایرج آمیرے مقابلہ کو ایرج مرکب اڑا کر عوجان کے
برابر آیا عوجان لگاو رزن ہوا ایرج کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا اور عوجان کا گھوڑا سات قدم پسپا ہوا عوجان
حیران ہوا اور نگاہ غضب سے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا فساد شاہون مین تونے ڈالا ہے اب بھی کچھ نہین گیا ہے تو میرے
ساتھ چلا چل مین ارسلان شاہ سے تیری خطا معاف کروا دونگا ایرج نے کہا کیا بکتا ہے مین تجھے اور تیرے پروردگار کو
بھی سزا دونگا عوجان برہم ہوا اور کہا کہ اپنی شجاعت پر بڑا غرور ہے ارسلان شاہ سچ کہتا تھا تو حرام کے لقمے کھا کر
موٹا ہوا ہے اپنے کو بھول گیا ہے کیون خود رفتہ ہو گیا ہے مارا جائیگا ایرج نے کہا کہ کیا نالائق کلمہ کہتا ہے سزا پائیگا تو کہان کا

بادشاہزادہ ہی جو اور کسیکو یہ حقیقت جانتا ہی ایرج کی گفتگو سے عوجان نہایت برہم ہوا اور کہا کہ خبردار اب دست بر
گفتگو کر جو حربہ تیرے پاس ہو وہ لا ایرج نے کہا کہ میرے استاد نے مجھکو پیشدستی نہین سکھائی تو اپنا وار کر جب خدا تیرے وار
بچائیگا اسوقت سمجھ لیا جائیگا بس عوجان نے خبردار خبردار کہکر نیزہ ہاتھ مین اٹھا کر ایک پرتاب اپنے گھوڑے کو پیچھے ہٹا کر
ایرج پر دوڑ کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا سنانین شرر افشان ہوئین دونون لشکر نگران ہین کہ سنان
بر سنان اور زبان بہ زبان بج رہی ہی عجب لطف سے نیزہ بازی ہو رہی ہی چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر ایرج
نے نیزہ عوجان کا گانٹھ کر جو ہاتھ نیزے کا مارا نیزہ عوجان کا ہوائی ہوا عوجان کا منہ سرخ ہوگیا اور کہا کہ تو نے غضب کیا
کہ میرا نیزہ نکال لیا یہ گرز ہی طمانچہ ملک الموت کا ذرا خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مجھکو خبردار نہین کیا تھا یہ کہکر دوستی گرز مارا ایرج
نے ہاتھ بڑھا کر گرز ہاتھ سے چھین لیا عوجان آگ ہوگیا اور تیغہ شرربار میان سے لیا ایرج نے سپر کو جو چرخ کی پناہ کی تھی
تلوار نزدیک آئی ایرج نے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا پشت پر جا کر جھولا اور پنجہ کو دراز کر کے ٹھیکی دی کہ
تلوار ہٹ پڑی جھپٹ پٹ قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور اسکے قبضہ کو اپنے قبضہ مین کیا عوجان کے ہوش اڑ گئے ساری بہادری
بھولا شرم سے کٹ گیا لیکن پھر بھی وہ بچیا بارادہ کشتی ایرج سے لپٹ گیا زور کشاکش سے ہونے لگے مرکب بیٹھ گئے لوگ
پکارے کہ ان بیزبانون نے کیا کیا ہی نیچے اتر کر لڑو مرکبون پر سے کود پڑے الحاصل دونون پشت زین سے علیحدہ ہوئے دامن
کمر دامنے آستینین چڑھا کر دوڑے ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ گردنون پر رکھدیا اور سر ملا کر ایک ٹکر لی کہ پشت ہاتھون کا
اڑ گیا دستیان ساتھ زیر دستیون کے چلنے لگین داؤن پیچ ہونے لگے آواز خم کی بلندی ہجوم تماشائیون سے گذرنا لگا کا بھی
مشکل ہی راستہ بند ہی جہان گھڑی دو گھڑی اٹک جاتے ہین کیچڑ ہو جاتی ہی اسقدر پسینے آتے ہین چار پہر دن کشتی رہی شام کو
عوجان نے کہا شاباش ہی تجھے اے لڑکے کہ دن بھر تو مجھ ایسے شخص سے لڑا اب رات ہوئی جا عیش و آرام کر صبح کو ہم تجھ سے
لڑینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ایرج چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے کہ آقا گرگ مست قلماق پاس کھڑے ہوئے تھے
بولے کہ اے عوجان تو اپنی جان بچاتا ہی ایرج میدان سے لیز بزیر روز بیگاہ ہرگز نہ جائیگا عوجان نے کہا کہ اوبد
کیا کچھ مین دب گیا ہون فقط اسواسطے جاتا ہون کہ رات کو جو ہم جانفشانی کرینگے اسکا کوئی تماشا نہ دیکھیگا کسی کو کچھ لطف
نہ آئیگا آقا گرگ مست قلماق نے کہا کہ بادشاہون کو رات سے دن کرتے ہوئے دیر نہین لگتی ابھی تمام میدان روشن
ہو جائیگا تم بھی اپنے لشکر سے روشنی طلب کرو ہم بھی روشنی منگواتے ہین فقط حکم کی دیر ہی ابھی ہزارون بخشانچے روشنی
آنے جاتے ہین یہ سنکر عوجان نے حکم کیا کہ روشنی لاؤ اور ایرج سے کہا کہ ہم بھی کچھ کھاتے ہین تم بھی کچھ کھانا منگوا کر
کھاؤ جبتک بخشانچے گرین اور روشنی ہو پھر ہم تم کشتی لڑین یہ کہکر عوجان ویلدار رہی تو کھانا کھانے مین مصروف
ہوا اور ادہر آقا گرگ مست قلماق نے ایرج سے کہا کہ ہرگز تم کچھ نہ کھانا اور اگر کھاؤ گے تو پھر لڑنا دشوار ہو جائیگا
غرض ایرج نے کچھ نہ کھایا عوجان کھانے سے فارغ ہو کر آیا اتنے مین روشنی بھی خوب ہوگئی اور کشتی ہونے لگی اور
لوگون نے دیکھا کہ لڑائی اٹک گئی کمرین کھولکر اور زین پوش بچھا بچھا کر اپنے رسالدارون اور جمعدارون پاس آکر بیٹھے
خوانچہ والے آکر موجود ہوئے مٹھائیان اور پکوان بکنے لگا سقے پانی پلانے لگے اور ادہر ایرج و عوجان مصروف کشتی
ہین اور خلق خدا تماشائی ہی فراش مہتاب نے چاندنی کا فرش گستردہ کر دیا ہی اور پیر فلک ایرج نوجوان پر کو سر اپنا نثار
کر رہا ہی آقا گرگ مست قلماق تعریفین کر رہے ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی جسے کہا یہ شب زندہ دار رہا [illegible]
گذرین گذشتہ [illegible] ہوا اور ترک شاہ و رنگے علم نورانی ہاتھ مین لیکر [illegible]
اور دست ہاتھی باہم ٹکرا رہے ہین غرض چار پہر دن یونہین گذر گیا [illegible] علم لشکر زرد نے سنگون کیا اور رات [illegible]

دکھائی دیا بدستور سابق رات پھر بسر ہوگئی دن ہوا اب یہ حال پہونچا کہ جہان ایرج عوجان کو پکڑ لاتا ہی
عوجان کا نکلنا مشکل ہوجاتا ہی اور جہان ایرج کو عوجان پکڑ لیے جاتا ہی ایرج صاف مانند برق نکل
آتا ہی سہ پہر دن باقی تھا کہ عوجان پکارا کہ ای ایرج مین ایک زور آخر کرتا ہون ذرا خبردار رہنا ایرج نے کہا کہ یہ زور
کہان کو اٹھا رکھے تھے اب تک نہ کیا عوجان پکارا کہ میرے ہر فن دہ روز موجود ہی وقت پر مقرر تھا ایرج نے ہنسکر کہا کہ مین خبردار
ہون آپ شوق سے زور کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے عوجان دونون بازو ایرج کے پکڑ کے چھاتی مین سر اڑا کر
لے دوڑا ایرج دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی داہنے پانون پر لنگر رکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ عوجان نے
حکہ بازو کا دیا کہ پانون نہ جما پھر بائین قدم پر قیام چاہا تھا وہان بھی نہ رک سکا غرض پانچ یا چھ قدم تک عوجان لیگیا
کہ آقا کرک مست قلماق پکارے کہ ای ایرج خبردار ذرا دیکھے کھاے ہوے ایرج نے کہا کہ حریف نہین تھمنے دیتا
ذرا لگاؤ کا چوکنا تھا کہ عوجان نے جھٹکا دیا کہ بایان گھٹنا ایرج کا زمین سے جا لگا پھر جو ایرج نے لنگر مارا الٹی پنڈلی
تک غرق ہوگیا تھا اتنے مین عوجان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لیکن ایرج نے جنبش نہ کھائی عوجان نے
ہاتھ اٹھا لیا ایرج نے کہا کہ کیون مجھے چھوڑ دیا عوجان نے جواب دیا کہ جتنا زور مجھ مین تھا مین کر چکا اب تجھ سے جو ہو سکے
تو بھی مقصور و کوتاہی کر یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا ہوا اور عوجان نے ہر چند لنگر قائم کیا مگر ایرج نے قائم ہونے دیا
جسطرح آندھی مین پتا اڑتا ہی پیتا ہوا چلا جاتا تھا دس گیارہ قدم تک ایرج ریل لایا اور لوگ پکارے کہ ای عوجان
سنبھل بہت پیچھے ہٹ آیا عوجان نے کہا کہ حریف زبردست ہی مین کیا کرون کیونکر قیام پکڑون ذرا ادھر مڑتا تھا
کہ ایرج نے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے عوجان کے آشنا زمین ہوے عوجان نے چاہا کہ لنگر قائم کرے مگر ایرج
کمر مین ہاتھ ڈال کر یا شیر اعظم آفتاب تابان کہکر زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے مین تا بہ کمر تیسرے زور مین تا بسینہ
لاکر حلقہ بازو کا نہ کر سر سے بلند کیا عوجان نے چاہا کہ پانون بغلون مین اڑا کر داؤن پیچ کرے ایرج نے چرخ دیا کہ پانون کے
موڑے کہین ہاتھ کے دستانے کہین ترکش کہین خنجر برق پیکر کہین مانند طاؤس آتشبازی کی چکر کھانے لگا ایرج
نے چاہا کہ زمین پر مارے کہ عوجان نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین نے غلامی آپکی اختیار کی مجھسے نہ ارسلان شاہ
علاقہ نہ ملکوت شاہ کی پروا ہی تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نے عوجان کو ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا عوجان قدمون پر
ایرج کے گر پڑا ایرج نے اسے گلے سے لگایا اسنے کہا کہ اگر حکم ہو تو اپنے لشکر کو جاؤن اور اپنے بھائی کو سمجھا کر لاؤن
ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ عوجان روانہ ہوا اور چہار طرف ایک غلغلہ تھا کہ ایرج نے بہت بڑے پہلوان کو زیر کیا
کار نمایان کیا اور عوجان جو اپنی بارگاہ مین آیا تو اپنے بھائی مرجان اور افسران فوج سے کہا کہ بھائی مین تو ایرج کا غلام حلقہ بگوش
ہوا مجھکو ملکوت شاہ سے کچھ غرض نہین ہی مین ایرج کے پاس ہونگا تمھین اختیار ہی چاہو میرے ساتھ آؤ چاہو چلے جاؤ تمام
سپاہ نے کہا کہ ہم آپکے ہمراہ ہین ہم محکوم آپ ہمارے بادشاہ ہین صبح کو عوجان اپنے بھائی اور افسران فوج کو لیکر ایرج کی
خدمت مین آیا قدمبوسی حاصل کی آقا کرک مست قلماق کو عوجان کے مطیع ہونے کی کمال خوشی ہوئی اور مالک بن ملکوت
شاہ نے جو سنا کہ ایرج نے عوجان کو زیر کیا پہلے تو اسے یقین نہ آیا جب متواتر یہی خبر آئی تو نہایت مسرور ہوا خوشی سے
پھولون مین نہ سماتا تھا اور اقبال شاہ تو سوار ہو کر پہلے ہی ایرج کے پاس گیا ایرج قدمبوس ہوا عوجان بھی قدمون
گرا اب یہان سے سب جانب شہر روانہ ہوے مالک بن ملکوت شاہ دروازہ شہر تک چلا کہ ایرج آکر پہونچا اور قدمون کو بوسہ
دیا بادشاہ نے گلے سے لگایا عوجان اور مرجان نے بھی ملازمت حاصل کی مالک خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوے بارگاہ
مین آیا جشن کی تیاری ہونے لگی اور یہ خبر ملکوت شاہ اور ارسلان شاہ کو ہوئی قریب تھا کہ مارے صدمہ کے مر جائین بگڑ ماؤس حکم

رہگئے کچھ نہ کر سکے خاموش بیٹھ رہے مگر حضرت آقا کرک مست قلماق اس فکر مین ہین کہ ایرج کو کیونکر حمزہ سے اڑا لے
کیا تدبیر کیجیے کیونکر وہان لیجایئے ایک روز ایرج انکے پاس بیٹھا ہوا ہی کہ ایکطرف سے آواز نقارے کی بلند ہوئی عمرو
ایرج سے پوچھا کہ یہ نوبت کیسی بجی ایرج نے کہا کہ جائے حیرت ہی آپ تو بندۂ خاص آفتاب تابان ہین اور پھر
یہ اسرار آپ پر پنہان ہین آقا کرک مست قلماق نے جواب دیا کہ پیر اعظم آفتاب تابان کا ظہور تمام زمانے مین ہی مین
کیا کوئی پیغمبر ہون کہ مجھکو سب جگہ کی خبر ہو ایرج نے کہا کہ یا استاد کل جشن نوروز گذری ہی اور طواف قطب زمان خلیفہ
پیر اعظم آفتاب تابان کی تیاری ہی عمرو مونچھون پر تاؤ دیکر بولا کہ کوئی مکار ہوگا نائب آفتاب تابان کہان کیسے
قطب زمان ایرج کمال رنجیدہ ہوکر بولا کہ آپ بڑے بد اعتقاد ہین ایسا کلمہ پھر زبان سے نہ نکالیے گا کیا کہون کہ آپ استاد
ہین آقا کرک مست قلماق نے پوچھا کہ ایرج پھر وہ خلیفہ کہان ہین ایرج نے کہا دامن کوہ مین جلوہ فرما ہین اور کل
تمام خلقت وہان جائیگی قدرت پیر اعظم نظر آئیگی عمرو نے کہا کہ ہم بھی ضرور جائینگے ایرج بولا کہ حبیب آپ تم انکو دغا باز جانتے ہین
تو پھر جا کر آپ کیا کرینگے عمرو نے کہا کہ دیکھا جائیگا ایرج نے کہا کہ انکا جاہ و جلال بہت بڑا ہی اگر وہان بھی آپ کوئی کلمہ انکے حق مین
نکالیے ایسا نہو کہ آپ سے جل جائین اس سے آپ نہ چلیے یہین رہیے عمرو نے کہا کہ مین دیوانہ نہین ہون کہ ایسے کو برا کہون مگر جب تک
آنکھون سے نہ دیکھونگا باور نہ کرونگا ایرج نے کہا کہ اچھا جیسی آپ کی رضا غرض تمام شہر فرنگوشیہ مین زیارت قطب زمان کی
دھوم ہو رہی ہی دکاندار دکانین لیے جاتے ہین ہر ایک جانے کی تیاری کر رہا ہی ہر شخص نکھر رہا ہی ادنے اور اعلے لباس عمدہ
بدل رہے ہین کوئی کاکلین بنا رہا ہی کوئی مانگ نکال رہا ہی کوئی عطر گردن مین لگا رہا ہی کوئی تیل بالون مین ڈالتا ہی اور ادھر
مالک بن ملکوت شاہ نے کشتیان تحائف کی درست کرائین ادھر اقبال شاہ اور ایرج مصروف خود آرائی ہین غرض
رات بھر تو ان سامانون مین بسر ہوئی جسوقت کہ سحر ہوئی بادشاہ مع ایرج اور اقبال شاہ اور آقا کرک مست قلماق سے
سوار ہوا آئین جمشیدی و فر فریدونی جلو نکلا ہوتا ہوا کڑکیت کڑکتے ہوئے سقے بجاتے آب کیوڑا چھڑکتے ہوئے رسالے پلٹنین آراستہ
و پیراستہ چپ و راست شہر سے باہر نکلے دیکھا کہ انبوہ خلائق کا ہی ایک عالم چلا جاتا ہی جابجا زیر درخت خوانچے والے نظر آتے ہین
لوگ مٹھائیان پوریان دال موٹھ وغیرہ لیکر کھاتے جاتے ہین جستے کہ سواری دامان کوہستان مین پہونچی دیکھا کہ عجب رنگ ہی
سبزہ فرش در فرش سنگ ہی چشمۂ آب صاف و شفاف سے لبریز ہوا فرحت خیز گلہائے رنگارنگ پھولے ہوے درخت میوہ دار
لگے ہین کسی باغ کو مناسبت نہین دکانین دو رویہ آراستہ لگی ہوئی ہین ہمہ اشیا موجود کسیطرف حلوائیون کی دوکان مین مٹھائی رکھی ہی
کسیطرف میوہ فروشون کی دکانون مین گنا گنڈیری نارنگی شریفہ انار وغیرہ موجود ہین اور کسی طرف مہاجن بچے پوشاک پر تکلف پہنے
ہوئے درخت تلے شطرنجیان بچھی ہوئی ہین لوگ بیٹھے ہوئے ہین کہین شطرنج کھیلی جاتی ہی کسی جگہ گنجفہ ہو رہا ہی کسی جگہ چوسر
ہوتی ہی ایک جگہ بھنگیڑون کی پالین کھڑی ہین وہان رندون کا ہجوم ہی چرس کے دم پئے جا رہے ہین دائرہ چکارہ بج رہا ہی گانے کا سمان
بندھا ہوا ہی غرض ایک اژدہام ہی مجمع خاص و عام ہی مالک بن ملکوت شاہ سیر کرتا ہوا خیمہ مین آکر اترا مسند جواہر نگار پر
آکر بیٹھا گرد و اطراف سب متمکن ہوے کئی سو طائفے باساز و سامان آکر موجود ہوے گانا شروع ہوا عالم کا وہ دن رات تو رقص
اور سرور مین بسر ہوا صبح کو مالک بن ملکوت شاہ کشتیان لیکر پہاڑ پر چلا ایرج ہمراہ رکاب بادشاہ تھا آقا کرک مست
قلماق ایرج کے ہمراہ تھا جب پہاڑ کے قریب آئے دیکھا کہ ایک احاطہ ہی سنگ زرد کا گرداگرد گنبد بنا ہوا ہی
عجب مقام پر فضا ہی اندر سے آکر دیکھا کہ جتنے زمانے کے پھول زرد ہین وہان پھولے ہین گل خورشید سے دعوے ہمسری کرتے ہین
اور بیچ مین احاطہ کے گنبد ولاک سنگ زرد کا ہی اسپر کلس سونے کا چڑھا ہوا ہی اسپر آفتاب کا عکس جو آکر پڑا ہی تو اسکی جوت
اور اسکی جوت ایک ہوگئی ہی نگاہ نہین ٹھہرتی اور دروازے پر گنبد کے ایک طرف پھول والے چھپڑیون مین ہار پھول لیے ہوے

دوسری جانب حلوائی بتاشے اور لڈو کے تھال درست کیے ہوے بیٹھے ہین اور برہمن ٹوپیان پہنے دھوتیان باندھے کھونسے
چندن کے دیے ہوے قشقہ ماتھون پر کھینچا ہوا چوکیون پر بیٹھے ہوے جھانجھ بجاتے اور گاتے ہین ثنا خوان قطب زمان ہر چو دگل
ہی یا نائب نیر اعظم کا غل ہی یہ کیفیت دیکھتا ہوا مالک بن ملکوت شاہ مع اقبال شاہ اندر گیا زمین ادب کو لب عبودیت
بوسہ دیا کشتیان چڑھائین طواف کیا بعد اسکے ایرج آقا کرک مست قلماق کو ساتھ لیکر چلا مگر عمرو کہتا جاتا ہی کہ یہ کوئی
مکار ہی اچھا جال پھیلایا ہی خوب لوگون کو فریب مین لایا ہی اور ایرج منع کرتا جاتا ہی کہ یہ کیا غضب ہی کہ آپ قطب زمان کو برا
کہتے ہین اب بھی چپ نہین رہتے ہین یہ جواب دیتے ہین کہ ای ایرج تو بڑا بے عقل ہی اگر یہ صاحب کشف و کمالات ہوتا تو کبھی خلق کو
اپنی طرف رجوع نکرتا ایرج نے کہا کہ وہ کیا کسی کے پاس جاتے ہین انکو کیا پروا ہی خود لوگ آستانہ بوسی کو آتے ہین آقا کرک مست
قلماق نے کہا کہ ہمنے زمانہ دیکھا بہت ایسا کارخانہ دیکھا اسنے کوئی نقش دلون پر بٹھا دیا ہی سبکو مسخر کر لیا ہی آپ کیون کسیکے پاس
جائیگا ایرج نے کہا خیر چلکر زیارت تو کر لیجیے دم بھر زبان کو بند کیجیے غرض اندر گنبد کے گئے دیکھا کہ قندیلین روشن ہین خوشبو چلی آتی
ہی تخت طلائی بچھا ہی اُس پر ایک مرد پیر با ریش سفید عمامہ سر پہ جبہ پر تکلف گلے مین جلوہ فرما ہی آگے ایک اوٹ سنہری کھڑا ہی
اُس سے سر اُسکا اونچا ہی اور اوٹ مین سوراخ کیے ہوے ہین دونون ہاتھ باہر نکلے ہوے ہین ایرج نے کشتیان چڑھائین
دونون ہاتھ چومے نذر دی اور عرض کیا کہ یا قطب زمان اُستاد میرا آقا کرک مست قلماق آپ سے بد اعتقاد ہی اسکو
کچھ کشف کرامات دکھا دیجیے آواز آئی کہ اچھا یہ کہکر سر اپنا جبہ کے اندر کھینچا مگر جبہ کو جنبش تک نہوئی شکن تک نہ پڑی لمحہ بعد کے
سر جبہ سے نکالا ہاتھ مین تھال لایا اسمین حلوا گرما گرم بھاپ اُٹھتی ہوئی ہاتھ مین عمرو کے دیا کہ اسکو کھا ایک بندۂ نیر اعظم
آفتاب تابان حالت سکرات مین تھا وہ آج جان بحق تسلیم ہوا ابھی اُسکی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر آیا ہون عمرو نے وہ حلوا
کھا کر کہا کہ یہ بڑا نیرنگ ساز ہی نہایت مکار شعبدہ باز ہی خود اپنے منھ سے کچھ طلب کیجیے آقا کرک مست قلماق نے کہا یا قطب
زمان ایک ماہی مجھے دیجیے قطب زمان نے پھر سر اندر جبہ کے کھینچا اور غائب ہو گیا لمحہ بھر کے بعد اسنے سر جبہ سے باہر نکالا اور
ایک مچھلی بڑی سی آگے عمرو کے پھینکدی اور کہا کہ دریاے بنگالہ مین ایک تاجر کا جہاز غرق ہوا چاہتا تھا اُسے مین نے جا کر کنارے
لگا دیا یہ مچھلی وہان سے لیکر آیا ہون ایرج پکارا کہ یا پیر قطب زمان آمنا و صدقنا اور کہا کہ یا اُستاد اب تو آپکو اعتقاد ہوا
عمرو نے کہا کہ تم معتقد ہو گے یہان کون ایمان لایا مجھکو اس دغا باز کا اعتقاد نہین ہی میری نظر سے ایسے شعبدے بہت گذرے
ہین ایرج یہ کلمہ سنکر برہم ہوا اور کہا کہ مین ایسی اُستادی اور شاگردی سے درگذرا اگر اور کوئی ایسے کلمے زبان پر لاتا تو اُسے سزا
پہونچاتا لیکن اب مین آپ سے کچھ نہ سیکھونگا اور نہ آپکے پاس رہونگا مجھے یہ اندیشہ ہی کہ آپ آتش غضب سے جل نجائین یہ کہتا ہوا آگے
پھرا آقا کرک مست قلماق اپنے خیمہ مین آئے اور دل مین کہا کہ ای عمرو عیاری چلکر اسے جہنم واصل کیجیے ورنہ آپ قطب زمان
بنکر جانب لشکر حمزہ چلیے اور ایرج کو ساتھ لیجیے نہین تو ایرج کیونکر یہان سے جائیگا ساری کی شفقت تمھاری برباد ہو جائیگی
بس جو خیال گذرا اُسی رات کو دونہ مٹھائی کا اور کچھ پھول اور کچھ چونی کی اشرفیان لیکر پہر رات گئے اُسی پہاڑ پر آیا اور
دیوار پھاند کر اندر احاطہ کے آیا وہان کسی کو نہ دیکھا سناٹا پایا گنبد کے اندر گیا اس جبہ کو خوب مس کیا پھر پکارا کہ یا پیر قطب
زمان نذر لایا ہون قبول ہو کسی نے جواب نہ دیا آخرکار جبہ کو جو ہٹایا مہرہ نقب کا پایا دبے پاؤن اُس نقب مین چلا جب
باہر نقب کے آیا دیکھا کہ ایک تختہ گلزار ایک حوض پر بہار ہی اُسمین مچھلیان گوناگون نظر آتی ہین سامنے ایک بارہ دری عالیشان
ہی اُسمین ایک مہنت صندل کی چوکی پر بیٹھا ہی کہ پیٹ تو مٹکا سا نکلا ہوا ہی دونون گال پھولے ہوے ننگے سر چوٹی سر پر کھڑی ہی
پجاری گرد و اطراف مین بیٹھے ہین زر بفت اور جواہر جو لوگون نے چڑھایا تھا وہ اُسکو باہم تقسیم کر رہے ہین اور حلوے کے کڑھاو
چڑھے ہوے ہین مٹھائی کا انبار لگا ہی شراب ناب گزک لاجواب ہمہ چیز مہیا ہی عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے آگے بڑھا اور

ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اڑانے لگا کہ اُن سب کے دماغوں میں بیہوشی جو پہونچی تو ناک پھلا پھلا کر سونگھنا شروع کیا کوئی
پکارا آفتاب تابان کا گذر ہوا کیا خوشبو آتی ہے واہ واہ کسی نے کہا کہ کیوں مہنت جی آج ایرج جو کچھ لایا تھا وہ سب
حصہ میں لیا ہمکو اُسمیں سے حصہ نہ دیا اُسنے کہا کہ تمنے تو کہدیا ہے کہ بنا شتھی اگر آئیگا اور وہ جو کچھ چڑھائیگا اُسمیں سے حصہ کسیکو نہ
مہنت نے کہا کہ نہ دینے کی وجہ کیا ہم تو لینگے وہ جو مہنت جی کے طرفدار تھے بولے کہ مہنت جی جو کچھ دیتے ہیں انکا صدقہ خیرات ہے
تم میں کیا کرامات ہے جو دعویدار ہے ہو انکو قطب زمان بنایا نہیں کوئی انکو جانتا بھی تھا اور ہم تو حصہ لینگے دیکھیں کون نہیں دیتا
وہ بولے کہ کیا طاقت کسیکی دیکھیں تو کون لیتا ہے یہانتک گفتگو بڑھی کہ اکثر کھڑے ہوے اور کشتی پر نوبت آئی مگر جو اٹھا بیہوش
ہوکر گرا مہنت جی کو بھی ہوش نہ رہا پھر وہ بجلدی تمام اُس مہنت کو اٹھا کر اپنے خیمہ میں لایا اور بارود بچھا کر آگ لگا دی کہ
مع خیمہ وہ مہنت جلکر فی النار ہوا پہلے تو پہاڑ سے آواز دی کہ آقا کک مست قلماق بد اعتقاد تھا آفتاب تابان نے
اُسے جلا دیا اور مو قطب کی شکل بنکر بجاے قطب قیام کیا اور چاروں طرف ایک غلغلہ ہوا آقا کک مست قلماق جلگیا ایرج کو بڑا
تاسف ہوا اور صبح کو جا کر جو دیکھا تو خاک کا ڈھیر تھا ایرج نے جوان دلیا رہی ہے کہ میں نے ہر چند انکو سمجھایا کہ قطب زمان
برا نہ کہو اُنکے خیال میں نہ آیا آخر کو بد اعتقادی کی کیفیت اٹھائی مگر افسوس ہنر سپاہگری میں کامل تھا اس فن میں انکو کمال حاصل تھا
اسی صدمہ میں ایرج بیٹھا ہوا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے بلوایا بہت سمجھایا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب رنج وملال سے
کیا ہوتا ہے اسکا افسوس کرنا بیجا ہے یہ باتیں تھیں کہ ایک مہنت مالک بن ملکوت شاہ پاس آیا مالک نے اُسکے قدمون کو چوما آنیکا
سبب پوچھا اُسنے کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان قطب دوران نے یاد فرمایا ہے پھر دیکھنے کے اُسیوقت مالک سوار ہوا ایرج
اور اقبال شاہ کو ساتھ لیا جب وہان آیا تو قطب کو سلام کیا قطب پکارا کہ اے ایرج دیکھی تو نے اپنے اُستاد کی بد اعتقادی
اے دیکھا تو نے کہ نیر اعظم آفتاب تابان نے اُسکو سزا دی اور تم سب پر بھی غضب ہوے ہیں مگر میں نے تم سب کو بچایا مالک ابن
ملکوت شاہ وغیرہ سب سجدہ میں گرے اور کہا کہ سواے آپکے اور کون ہمارا بچانے والا ہے قطب نے مالک سے کہا کہ خیر اسوقت تو
جاؤ کل صبح کو پھر آنا حکم آفتاب تابان کا جو ہوا اُسے بجالانا مالک بن ملکوت شاہ کانپتا ہوا وہان سے پھرا ایرج سے کہتا ہوا
آیا کہ آقا کک مست قلماق کے باعث میں بھی نیر اعظم آفتاب تابان کے عتاب میں گھرا ایرج نے عرض کیا کہ واقعی جو کچھ ہوا
اُسکے سبب سے ہوا مگر کیا کرون میرا اُسمیں کیا قصور تھا یہ باتیں کرتے ہوے خیمہ میں داخل ہوے حسب الحکم صبح کو مالک
قطب دوران کی خدمت میں پہونچا دیکھا کہ قطب زمان آج سرخ پوش ہیں اور سامنے شمشیر برہنہ رکھی ہوئی ہے مالک کی
جان نکل گئی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہے دوڑکر قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ مجھسے کیا خطا ہوئی ہے قطب زمان پکارے اے مالک زمانہ میں
بہت سے دین جاری ہیں کوئی لات پرست ہے کوئی منات کو مانتا ہے کوئی لقا کو مانتا ہے کوئی خداپرست ہے نیر اعظم یہ چاہتے ہیں
کہ سارے زمانہ میں ایک دین ہو تجھے نیر اعظم نے ایرج ایسا پہلوان زبردست دیا اور تو نے خروج نکیا نیر اعظم تجھسے بہت ناراض
ہیں مالک نے عرض کیا کہ بیشک تقصیروار ہون مگر اسکا حکم نہوا تھا اب جیسا حکم ہو غلام بجالاے جدھر حکم ہو ادھر جاؤن
قطب دوران نے کہا کہ حکم نیر اعظم یہ ہے پہلے خروج اپنی آراستہ کرو اور خیمہ مخمل سرخ کا تیار کرو اُسپر زردوزی کام ہو
[illegible] ہمارے واسطے تین درجہ کا ہے درجہ بالا میں ہم بیٹھینگے اور درجہاے پائین میں ہمارے خدمتی رہینگے اور روپیہ
[illegible] وہ بھیجے تو مگر بہت جلد اسکا سامان کرو کل ساتھ لاکر سوار ہون آنکی ور یان [illegible] رہون کہ جب دعوے میں
[illegible] طرف کیفیت ہو یہ کہکر روپیہ بہت سا دیا اور پھر مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ایرج بندہ خاص
[illegible] ان ہے اور خطاب اس کا زبدۂ آفتاب پرستان نذر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان صاحبقران
سامنے بلایا اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ تمنے اپنا نذر کردہ کیا ایرج بہت خوش ہوا مالک بن ملکوت شاہ

وہ روپیہ چھکڑوں پر لدوا کر چلا اپنی بارگاہ میں پہونچا اُسیوقت زرگروں کو بلوا کر حکم دیا کہ جلد تخت بناؤ اور کارگزاروں سے فرمایا کہ ساٹھ لاکھ سوار نوکر رکھوا ور وردیاں زرنگار انکے واسطے درست کرواؤ اور مالک نے بھی اپنا ایک تخت پر تکلف بنوایا اور ایرج کے واسطے زرہ چار آئینہ اور بکتر خود وغیرہ اور گرز بندرہ سو من کا تیار کروایا جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو مالک قطب دوران سے جا کر عرض کیا قطب دوران گنبد سے باہر نکلے تمام اسباب ملاحظہ کیا بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ خیمہ شہر سے باہر استادہ ہو بموجب حکم قطب دوران اُسیوقت خیمہ برپا ہوا قطب دوران مع لشکر و اسباب زنبیل میں ڈالکر خیمہ میں آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی دوسرے دن تخت قطب زماں جو بیت ہاتھی پر کسا گیا درجہ اول میں قطب زماں نے جلوس فرمایا درجہ ثانی اور ثالث میں نوبت نواز اور نا قوس بجانے والوں کو جگہ دی باجے قطب کی آواز بلند ہوئی اور تمام سواروں کو حکم ہوا کہ ایک مرتبہ سب تلواریں کھینچکر نعرہ کرو کہ دشمن قطب زماں نا انصاف و نا قدردان کا دونوں جہان میں روسیاہ ہو القصہ اس شان و شوکت اور جلوس سے قطب زماں نے کوچ کیا اور طرف شہر اتہم کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران اور لقا سے مشرک خدا بیان کیجاتی ہے

یہاں لشکر امیر کا مقابل فوج لقا اُترا ہوا ہے اور لقا حیران و پریشان اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے بختیارک کہہ رہا ہے کہ اے لقا اب تک تو حمزہ عجم وسے برسر حساب تھا اب جو اولاد وہ مخاطب ہوگا تو اُس سے کون سامنا کریگا لقا نے کہا کہ او وزرا کار خانہ قدرت میں کیا مداخلت ہے نہیں معلوم کہ میں اپنی خدائی سے کیا کھیل کھیلتا ہوں کیا مصلحت ہے خورشید اختمی اور جمشید اختمی نے عرض کیا کہ ہمنے نامے سب طرف کو لکھے ہیں مدد طلب کی ہے عنقریب مدد آیا چاہتی ہے یہی باتیں تھیں کہ جوڑی ہرکاروں کی دوڑتی ہوئی آئی بحرا گاہ سے مجرا کیا اشعار اے از وجود شوم تو آفاق پر ز شر وز ہستی پلید تو بنیاد شور و شر پیچوا ہم از خدا کہ تن نامبارکت دور نا برانِ دہر بغلطد چو دم خر بختیارک پکارا کہ بیشتر یا پھنی کیا خبر لائے ہو انھوں نے عرض کیا کہ سہیل کوہ سپر سہیلان بن سہیل شیر سر منارہ گردن بلند بینی کر گردن پیشانی ساٹھ ہزار سوار سے خداوند کی مدد کے واسطے آتا ہے یہ سنکر لقا پکارا کہ اے بندگان من یہ بلند قدرت مرا بلا یا میں نے اپنے بندۂ خاص کو کہ کام ان خدا پرستوں کا تمام کرے اور حکم دیا کہ سب سردار جو ہمارے ہیں بندۂ خاص کو استقبال کرکے لائیں بموجب حکم لقا کے سب نے استقبال کیا اثنائے راہ میں جا کر دیکھا ایک شخص کو کہ ساٹھ اینچ کا قد تیس اینچ کی گردن ایک اینچ کی ناک ہے اور ماتھے پر مثل پیشانی کر گردن ایک سینگ نکلا ہوا آنکھیں نقارہ سی شراب میں بدمست ہاتھ میں ران کھینسے کی بجائے گزک چباتا ہوا چلا آتا ہے الغرض لقا سے آکر ملا رسم جا ملی کی سجدہ کیا لقا نے اپنی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے سہیل اُٹھکر دنگل پر بیٹھا شراب پینے لگا جب وہ فارغ نشے میں آیا کیفیت لشکر اسلام کی پوچھی بختیارک نے تمام حال سنایا سہیل بولا کہ یہ لوگ بڑے زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر دیکھنا کہ سب کا کام ایک دم میں تمام کرونگا اور لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوایے میں ان خدا پرستوں سے لڑونگا بختیارک نے کہا کہ آپ جلدی کو کام نہ فرمایے ابھی آپ آئے ہیں کچھ کھائیے پیجیے عیش و عشرت کیجیے بہت جلدی خراب کرتی ہے دو چار روز آرام فرمایے تاکہ مسافت سفر دور ہو طبل جنگ کا حکم ابھی موقوف کیجیے آیندہ آپ مختار ہیں سہیل کوہ سپر سہیلان بن سہیل نے کہا کہ خداوند کی مجھپر ہر مقام پر عنایت تھی وہاں بہت آرام و آسائش سے گذران ہوتی تھی یہاں محض اسلیے آیا ہوں کہ دشمنان خداوند کا کام تمام کروں شعر سے اینجا پئے رزم جنگ آمدیم نہ از بہر بزم و درنگ آمدیم بختیارک نے کہا کہ اے سہیل کوہ سپر سہیلان بن سہیل یہ ہمارے یہاں بدشگونی ہے کہ جو جلدی کرتا ہوا آتا ہے وہ جلدی ہمارے ہاتھ سے جاتا ہے سہیل پکارا میں یہ باتیں نہیں جانتا یا خداوند

وزیر نے فرمایا کہ جلد طبل جنگ بجوا دیجئے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ دنی پر چوب پڑی جاسوس لشکر اسلام سے خبر لیکر روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز تھے تمام سرداروں کا دورہ بند جاہوا تھا اور ذکر لشکر کفار کا ہو رہا تھا کہ نقارہ کی آواز سمع اقدس میں پہونچی فرمایا کہ خبر دریافت کرو کہ یہ آواز کیسی آتی ہے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکارے سامنے سے آئے زمین عبودیت کو لب ادب سے بوسہ دیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا دی بادشاہی بجا لا کے قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی + تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی تا تاج حیات بر سر خضر بود + در خانۂ اقبال سکندر باشی + شہریار عالم کی عمر دراز رہے فتح و نصرت یار رہے لشکر لقا میں طبل جنگ بجا ہے کل اُس کافر کا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرا ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دو بالا کرے یہ سنکر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے جو کچھ منشی ازل اور کاتب قسمت نے لوح جبین پہ رقم کیا ہے وہی پیش آتی ہے بس اسیوقت کوس حربی نوازش میں آیا سارا جنگ میں رات بسر ہوئی جب صبح ہوئی دونوں لشکر صف آرا ہوئے کہ گردون کج رفتار کا کیا کہنا ؎ نظم

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا دہان خسرو باعز و وقار
باروان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم میں
داہ رہی تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
کھو دیئے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں نے
ہیں خیابان میں یہ زاغ و زغن کے انبار
سب سینہ لیے چپ کھڑا تو یہ لب پر سکوت
کچھ تاریک ہی اور عالم تنہا ہی ہے

ای فلک ان ہیہ تھا سپہر غدار
ہو جو سے ہیں اگر تم فریدون کے گزار
رات دن جن میں مگر تخت سرداروں کے
کبھی گل شہد بنگا کالم بھی لاسکے کی بہار
جن میں یہ تیغ تھا یہ شہزادے کے چہرے کا عکس
سکن فانہ ہے قصر کا نقش و نگار
قصر کو ساحنے وہ باشندوں کو واسطے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

تا یہ کی حسرت فرزند فریدون و شہر دار
اس مکان میں کبھی دربار ہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو جمشید کے ہیں آنہ ہوا
چھلین منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں بگولے ہر سمت
تا کہ گور و کفن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چلمن نہ ترنگیں نہ خود آرائی رہی

نقیب صدا اُن دے دم کر چلے گئے دونوں طرف لشکر آراستہ و پیراستہ ہوا اور صفوں میں مثل صف مژگان سناٹا تھا سہیل پنج نیزہ کے کہولان پر سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا کہ جا تجھے حکم دیا اور اپنے ید قدرت کو سپرد کیا سہیل میدان میں آیا خوب گینڈے کو کدایا پھر تھوڑی دیر توقف کیا جب دم اپنا راست کر لیا تو مبارز طلب کیا آرد شیر کو دیکھ و بند رفیق شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا سہیل نے آرد شیر کو آتے دیکھ کر گینڈے کو بڑھایا بعد تکاور زنی کے نام پوچھا آرد شیر نے کہا کہ میں بھائی ہوں فہیم خون آشام کا اور رفیق ہوں شاہزادہ قاسم کا سہیل نے کہا کہ تو نے لقا پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کی ہے باوجود کہ خداوند کا عزیز ہو نہایت بے تمیز ہے بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر نہیں میرے ہاتھ سے تو مارا جائیگا آرد شیر نے کہا کہ کیا بکتا ہے لقا ایک شخص بادیہ ضلالت ہے لائق سجدہ نہیں ہے قابل لعنت ہے یہ سنکر سہیل غضبناک ہو کر بولا کہ بس زبان درازی نکر جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا اس منحرف ہونیکی سزا پائیگا آرد شیر نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں خود پہلے حربہ نہیں کرتے تو چلا کہ ہم پیش دستی حریف سے نہیں کرتے سہیل نے برچھا مارا اسنے نیزے کو نیزے پر روکا چار گھڑی تک باہم نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہوا آخرکار برچھوں کو ہاتھ سے پھینکدیا سہیل خبردار خبردار کہکر للکارا ایک تیغہ مارا سپر کو کاٹ کر چار انگل سر میں اتر گیا زخم کاری لگا آرد شیر نے داستانہ مارا تیغہ تو چھینا کر سر سے نکل گیا مگر چادر خون کی جاری ہوئی اور غش کھا کر گرا سہیل [illegible] مبارز طلب کیا آرد شیر کو تو لوگ لے گئے سہیم شہسوار نے آکر سامنا کیا خوب تلوار چلی آخرکار وہ بھی زخمی [illegible] اس روز شام تک سترہ جوان سہیل کے ہاتھوں مجروح ہوئے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے دوسرے روز [illegible] دری وغیرہ میدان میں آئے وہ بھی اسکی تیغ بران کی تاب نہ لائے تیسرے دن عمرو بن رستم اور رحم بلوچ جہان سوز [illegible] زخمی ہوئے الغرض سات میدان دار یوں ہی تلاطم لشکر اسلام میں مچا دیا ایک حشر برپا کیا آٹھویں دن پھر

سہیل نکلا اور مبارز طلبی کا ارادہ کیا تھا کہ گرد و غبار کا شق اٹھا کہ سپہر دوار تیرہ و تاریک ہو گیا جس وقت کہ وہ گرد نزدیک آکر
شق ہوئی سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا بندھا ہوا اور سات سو ہاتھی اُن پر جھولیں کارچوبی سنہری پڑی ہوئیں اُنکی پیشانیون پر
بندھے ہوئے زنجیریں طلائی سونڈون میں لیے ہوئے فیلبانان لباس زرین پہنے ہوئے علمہائے زرافشان مثل پنجہ خورشید تابان بعد اسکے
چتنالیس شترنالین قیمیان با فونگی یہ بھی سب طلائی بعد اسکے غول خاص بردار و نکا مخمل سرخ کے دگلے گلون میں اُن پر کار چوبی کام
بنا ہوا خاصیان غلاف مخمل سرخ کے اس پر چڑھے ہوئے کار زردوزی اُن پر بنا ہوا کاندھون پر رکھے ہوئے بعد اسکے مرکب تازی
ترکی پیچھے یمنی عربی با ساز و یراق مرصع دو دو سائیس چنوریان ہاتھون میں لیے ہوئے کہ مکھی اُنکے نہ بیٹھنے پائے بعد اسکے سات لاکھ
سوار طلا پوش غرق دریائے طلا اور بیچ میں ایک تخت طلائی دو درجہ کا کہ درجہ اول میں ایک مرد پیر با ریش سفید لباس زنگار
گلے میں سر پر تاج مرصع اور درجہ دوئم میں شاگرد پیشہ اور درجہ سوئم میں نقارخانہ نقارچی شہنا نواز ناقوس بجانیوالے اور ایک تخت پر داہنی
طرف ایک بادشاہ دوسری جانب دو سلاح شہریار اور آگے تخت کے اونچی بنا ہوا ایک جوان پر طلعت مرکب پری پیکر پر سوار اور ساتھ اسکے
زرین پوش ایک عیار جبکہ لشکر وہاں پہنچا ایک مرتبہ تلواریں سب نے برہنہ کیں اور نعرہ کیا کہ نیر اعظم آفتاب تابان قطب زمان پیر
گیتی پناہ اور ناوبراء نا حق شناس کا دونون جہان میں روسیاہ ہو ہرکارے جو بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے جابجا میں جاکر خبر دی
کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہے اور بیٹا صاحبقران کا ایرج نوجوان ہے امیر نے سنکر فرمایا کہ ایرج تو ہماری اولاد میں معلوم ہوتا ہے
اور یہ قطب وہی ملک حرام ہے مگر جس وقت سے قاسم نے ایرج کو دیکھا ایک محبت پیدا ہوئی اور کہا کہ دادا جان کیا اس جوان کی
شان و شوکت ہے ادھر نور الدہر دیکھکر بولے کہ واقعی خوب جوان ہے اور اسنے نور الدہر سے کہا کہ بھائی صاحب عقل
میری کہتی ہے کہ یہ کوئی ہاچی ہے کس واسطے کہ اسکے بشرے سے آثار شرارت پائے جاتے ہیں نور الدہر اور قاسم ہنسکر چپ ہو رہے
اس عرصہ میں سہیلان [illegible] نے مبارز طلب کیا پھر قطب زمان نے ایرج سے کہا کہ بیٹا تیرا شکار اول ہوگا ایرج
قطب زمان کو مجرا کرکے چلا جب برابر پہنچا سہیلان نے کہا کہ مجھ سے سا خدا پرستون سے پڑا ہو تو کون ہے جو آکر
مقابل ہوا ایرج پکارا کہ میں صاحبقران آفتاب پرستان نظر کردہ قطب دوران ہون منظور ہے نیر اعظم کو کہ تمام زمانے میں
ایک آئین ہو جائے دین آفتاب پرستی رواج پائے بہتر یہ کہ تو آفتاب پر ایمان لا کر میں تجھے قطب دوران کے پاس لیجا کر تیری آبرو
رکھونگا سہیلان یہ سنکر ہنسا کہ تو مجھے نصیحت کرتا ہے آفتاب [illegible] بندہ میں زردشت با خبر کی [illegible] لازم ہے کہ لقا کو سجدہ کر
اور میرے ہمراہ آ اور قطب کو بھی سمجھا کر اپنے ساتھ لا ایرج نے کہا کہ تو یون نہیں مانے گا جب تک کہ پہلے مقتول نہ ہوگا
سہیلان نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا زیادہ لاف و گزاف نکر زبان تیغ سے گفتگو کر ایرج نے نیزہ مارا سہیلان نے نیزہ پر نیزہ
لیا کوئی سو طعن رد و بدل ہوئی کہ سہیلان کا نیزہ ہوائی ہو گیا سہیلان نے گرز مارا ایرج نے گرز پہ گرز کو روکا تو [illegible] کی
صدا پیدا ہوئی روئے گردون ہیبت سے فق ہو گیا جگر زمین کا شق ہو گیا ایرج کے ہر موئے سے پسینا جاری ہوا ہر ہر جسم گرد کے
غش طاری ہوا مرکب تنگ زمین میں غرق ہو گیا لیکن دونون ہاتھ جسطرح تھے اونہیں سر و فرق تھا سہیلان نے کارادہ مارا
اور کام تمام کیا شتاپ عیار ایرج کا دوڑا اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ ایرج بیہوش کھڑا ہے آواز دی کہ اے زبدہ آفتاب پرستان
حریف زیادتی کرتا ہے ایرج کی آنکھ کھل شتاپ سے حال پرسی کی کہا کہ بلا کی ضرب تھی صدمہ عظیم اٹھایا مگر نیر اعظم نے بچایا یہ کہکر
گھوڑے کو ابو ہین دبایا و سطی پر مرکب تھا کہ کتا زمین کا لیکر نکلا ایرج گرد چہرے کی رومال سے پونچھا تا گرز گران سنگ ہاتھ میں
تولتا سہیلان پر پہنچا اور دو دستی گرز مارا سہیلان نے یا لقا سے خدا ہے با خبر کہکر گرز کو چہر کی سپر کیا مگر گرز جو گرز پر
پڑا تو گھر گینڈیکی ٹوٹ گئی سہیلان بیہوش ہو گیا سراپا دریائے عرق میں ڈوبا عیاران لشکر کفار دوڑے خاک اُڑا رہے تھے
پاسنگ [illegible] سہیلان کو پکارا جواب نہ آیا پانی کا چھینٹا منہ پر مارا آنکھ اسکی کھلی دیکھا کہ تڑپ رہا ہے [illegible]

کود پڑا اور تلوار کھینچ کر دوڑا ایرج نے جو سہیلان کو پیادہ پا دیکھا تو بجلی کی تمام پشت زین سے زمین پر آیا سہیلان نے جو دیکھا
کہ اسنے اپنے مرکب کو بچایا پا پیادہ ہوا تیغ و سپر پھینک کر کشتی پر آمادہ ہوا دونوں پہنچتے ہی لپٹنے لگے دو پہر تک کشتی رہی انجام کار ایرج نے
لنگر سہیلان کا توڑ کر سر سے بلند کیا اور پیچ دیکر زمین پر پٹکا اور چھاتی پر سوار ہوا اور کہا کہ آفتاب کو سجدہ کر تو تیری جان بخشی کروں سہیلان
نے کہا کہ ہزار جانیں میری لقا پرست پر نثار ہیں یہ کلمہ جو ایرج نے سنا غیظ و غضب میں آیا اور چھاتی پر چڑھ کر دونوں ہاتھوں سے دونوں ٹانگوں کو
پکڑ کر اس کافر خاسر کو چیر کر پھینک دیا آفتاب پرستوں میں غل ہوا کہ سہیلان کو مار ڈالا [illegible] کہ ناقدردان اور ناحق شناس کا
دونوں پایوں میں تمغہ کالا ہو گر لقا نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ ای آفتاب پرستو مار لو تمام لقا پرست ایرج پر
جا پڑے قطب دوران نے آفتاب پرستوں کو حکم دیا کہ ایرج کی کمک کرو وہ بھی لقا پرستوں پر آپڑے تلوار چلنے لگی قیامت کبرا
برپا ہوئی ایرج لڑتا ہوا ابر لاہوت شاہ کے پاس پہنچا اسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا
کسیکے روکے نہیں رکا صاف نکلا ہوا چلا گیا آخر کار طبل بازگشت بجا سب نے اپنی اپنی آرامگاہ کی راہ لی خیمہ قطب دوران میں دربار بھی
برپا ہوا قطب دوران نے آکر تخت پر جلوس فرمایا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ چپ چاپ آکر بیٹھے
ایرج بھی اپنے سرداروں کی معیت حاضر ہوا پھر قطب دوران کو سلام کیا اور کہا کہ لاہوت شاہ گرفتار ہو کر حاضر سرکار ہے قطب
دوران نے فرمایا کہ اسے ہمارے سامنے لاؤ لاہوت شاہ غل زنجیروں گرفتار سامنے آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا حکم ہوا کہ سو
تازیانے اسکو لگاؤ اور مارتے ہوئے زندانخانہ کو لیجاؤ پھر اسکے کہا کہ بلاؤ دبیر کو حکم دو کہ نامہ لکھنے کے لیے اسیوقت دبیر آیا مضمون ربانیت
کرکے نامہ لکھ لایا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے عمرو بیوفا کش کینہ پوش میں قطب دوران نائب آفتاب تابان ہوں پیام
میری طرف سے آتا ہی تجکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اے ناشاد دان تو نے مردوں کی قدردانی کی کیسی کیسی تیرے ساتھ جانفشانی کی آگاہ ہو کہ خداوند آفتاب
تابان نے اپنا قہر تجھ پر نازل کیا ہے ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کو حکم دیا ہے کہ تجھکو گوشمال دے سارا کبر و غرور نکالے
پس بہتر یہ ہے کہ نامہ کو دیکھتے ہی ایلچی کے ساتھ ادھر کی راہ لے اور پایہ تخت کو چومے [illegible] نہیں تو ایرج کے ہاتھ ذلیل ہوگا نامہ تمام ہوا
سرنگوں ہوگا خلاصہ کوتاہ قطب دوران نے جب نامہ تیار ہوا تو ایرج کو دیا کہ عمرو کے پاس لیجاؤ اور تعلیم کیا کہ پہلے نامہ پر سے نثار کروانا
پھر اسکے بعد [illegible] عمرو کو [illegible] پھر نامہ اسکے ہاتھ میں دینا اور یہ کہدینا کہ نامہ پڑھتے ہی [illegible] جو کچھ جواب ہو
اسکی پشت پر لکھ دیجیئے گا اور ایرج کو [illegible] کیا کہ نامہ کو دیکھ کر عمرو کہیگا کہ یہ ایرج [illegible] ایک ادنے عیار میرا ہی
[illegible] اسکا نام [illegible] پہلوان تھا اسنے ناک اسکی سوتے میں کاٹ ڈالی تھی اتنا بڑا قصور
کیا [illegible] قطب کو
مارا اور آپ [illegible] قطب کی شکل بنا اور [illegible] ایرج [illegible] آنا اپنے پاس سے اسکو نکال دے
[illegible] بہت [illegible] دیتا ہوں [illegible] خبر دیتا ہوں
ایرج نے کہا کہ یا قطب دوران [illegible] واقف [illegible] یہ کہکر ایرج رخصت ہوا اور چار ہزار جوان
زرین لباس و زرین کلاہ اپنے ہمراہ لیکر چلا ایرج کے جاتے ہی قطب دوران نے دربار برخاست کیا اور مالک بن ملکوت
شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ سے کہا کہ اب آفتاب تابان کے پاس جاتا ہوں یہ کہکر کلاہ عیاری اوڑھ لی ادھر ایرج گیا تھا
ادھر کا رستہ لیا اور ایرج جب لشکر اسلام میں پہنچا وہ فوج و سپاہ دیکھی کہ کبھی ایسا لشکر نہ دیکھا تھا ایک ایک جوان بیمثل و بے نظیر تھا
[illegible] گلدستہ دو طرف بازار دور سے [illegible] طرفہ عجوبہ شہر یادگار مدائن و عراق عربستان روم و فرنگ و چین
[illegible] ستان کی بازار ایرج سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ لشکر نور الدہر کے قریب پہنچا نور الدہر کو خبر ہوئی کمال اشتیاق
[illegible] ت کا ہوا طہماس سے کہا کہ اے طہماس تم جاؤ اور ایرج کو لاؤ طہماس جام شراب کا ہاتھ میں لیکر خیمہ سے

تمہارے دنگل میں بیٹھ گیا ہے اُس سے معترض نہو ہارے دنگل میں بیٹھ جاؤ یہ کہکر صاحبقران نے اپنے پاس بٹھا لیا مگر قاسم کو تو خود کچھ تعرض
ایرج سے منظور نہ تھا سکوت کیا اور ایرج نے جو قاسم کو دیکھا اسکو بھی ایک الفت پیدا ہوئی دل مین کہا کہ یہ بھی کوئی بہادر بے نظیر
معلوم ہوتا ہے امیر سے پوچھا کہ یہ آپکے کون ہین امیر نے فرمایا کہ یہ میرا پوتا ہے تم ابھی سے دنگل پر بیٹھے ہو یہ ایسا بہادر ہے کہ [illegible] بلیطاقی
کو اٹھارہ روز تعاقب کرکے بارگاہ کیخسرو مین قتل کیا اور سات برس کے سن مین طلسم افراسیابی کو توڑا اپنے باپ کو
قید سے چھڑا لایا ایرج نے جو یہ سنا اور بھی محبت کرنے لگا اور قاسم کی طرف مخاطب ہوا قاسم بھی اُس کی طرف راغب ہوا اسد
نے جو یہ حال دیکھا جلکر خاک ہو گیا ابراہیم سے کہا کہ کیوں حسن بیگ کیا خیر ہے جسے ہر دل عزیز ہے مین جانتا تھا کہ بھائی صاحب [illegible]
اس کو سزا دینگے بہت ہی دیر ہو گئی ہم آئے تھے اسکو دیکھ کر غصہ جاتا رہا کچھ نہ کہہ سکے اور ایرج بیٹھا ہوا باتین کرتا جاتا ہے اور بارگاہ سلیمانی
کو دیکھتا جاتا ہے ناگاہ دیکھا کہ ایک تیغہ بارگاہ کی چھت مین لٹکا ہے صاحبقران سے پوچھا کہ یہ تیغہ کیسا ہے امیر یہ کلمہ سنکر آبدیدہ
ہوئے اور آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی بادشاہ اسلام رونے لگے تمام بارگاہ مین صداے نالہ و فریاد بلند ہوئی ایرج حیران ہوا کہ یہ کیسا
ماجرا ہے جب رقت کم ہوئی پھر پوچھا کہ کچھ تو بیان کیجیے امیر نامور نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو سنتے تو زخم کہنہ کو تازہ کر دیا ایک فرزند میرا
قباد نام بادشاہ لشکر اسلام تھا اُس نے تمام [illegible] کو جب فرنگ سخر کیا تھا آہن کلاہ فرنگی کو اس نے زیر کیا تھا یہ تیغہ اُسی کا
چھت مین لٹکا رہتا ہے اور شرط اسکے ساتھ یہ ہے کہ جو کوئی اس تیغے کو کھینچ لے اکیس بدرہ زر پہنچے ہمارے یہاں کسی سردار کو کبھی
ادہر توجہ نہ ہوئی اکثر اور پہلوان اور گردن کش بھی آئے کبھی کسی نے رغبت نہین کی ایرج نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین کھینچون
امیر نے فرمایا اچھا بس اس نے وہ تیغہ چھت پر سے اُتار کر اور غلاف اُس پر سے دور کرکے میان سے کھینچ لیا ایک شور تحسین و آفرین
کا چارطرف سے بلند ہوا اور اکیس بدرہ زر کے ایرج نے لیکر طہماس کو بخشدیے اسد نے ہلکے سے کہا کہ سبحان اللہ یہ نیا ازبک کی
بھی ہے سخاوت پیکر باپ سے بھی اسطرح یہ پکار کہا کہ امیر نے بھی سنا اور قاسم نے برہم ہو کر کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہین بکتے ہین تجھسے
چپ نہین رہا جاتا امیر کے لحاظ سے تجھے کچھ نہین کہتا اور امیر نے بھی فرمایا کہ ای اسد یہ کیا واہیات بکتا ہے خبردار اب ایسی
بات نکرنا اسد نے کہا کہ کیا کرتا جان ہی تو کچھ نہین کہتا اس اثنا مین ایرج نے پکارا کہ ای امیر عالی وقار منشی نامہ ہمراہ تھا امیر نے
کہا کس کا نامہ لائے ہو کس کے فرستادہ آئے ہو ایرج نے کہا کہ نائب خلیفہ آفتاب تابان لایا ہون مرسلہ قطب دوران
آیا ہون امیر نے فرمایا کہ لاؤ نامہ ایرج نے کہا کہ پہلے زر نثار کیجیے امیر نے حکم فرمایا اسیوقت زر و جواہر نثار آیا امیر نے کہا لاؤ نامہ وہ
ایرج نے امیر کو نامہ دیا امیر نے دبیر کو بلا کر دیا دبیر نے باواز بلند نامہ پڑھا جب امیر مضمون سے آگاہ ہوئے کہا کہ ای ایرج ایک
عیار میرا تھا عمرو بن امیہ ضمری اُس نے آس ابن الوس کی سوتے مین ناک کاٹ ڈالی اُس خطا پر مین نے اپنے پاس سے
نکالدیا اس نے بہت منایا و اُٹھا سے ذلت سے پیر بایکہ ہر چند اس نے بہا با عذر قصور ہے لیکن مین نے خطا نہ بخشی اب وہ ملک
فرنگ شیہ مین گیا تمہارے پیر قطب کو مار کر آپ قطب دوران بنا تمکو بنجیے رہانے کو لایا ہے تمہارے قطب کا قاتل ہے بہتر یہ ہے کہ اسے
اپنے پاس سے نکالدو نہین تو تمہین یہ خراب کریگا ایرج یہ کلمہ سنکر برہم ہوا اور پکارا کہ یا امیر قطب دوران صدقنا اور امیر سے جفا
کیا کہ [illegible] آپ نے پیر قطب دوران کے حق مین کہا وہ ایسے صاحب کشف و کرامات ہین کہ مجھسے کہہ رکھا تھا بس اب کچھ کہیے
[illegible] پرست فلاق میرا اُستاد تھا وہ بھی قطب دوران کو برا کہتا تھا میں ہرچند مانع آیا مگر اس نے بدگوئی کو ترک
[illegible] دوران نے اُسے جلا دیا امیر نے فرمایا کہ ای ایرج خراب تم اس امر کو جھوٹھ جانتے ہو میرا کہنا نہین مانتے ہو
[illegible] ظاہر ہو جائیگا جو کچھ ہوگا وہ تمہارے سامنے آئیگا ایرج نے کہا کہ اس ذکر کو جانے دیجیے جواب نامے کا جو کچھ
[illegible] دیجیے امیر نے فرمایا کہ جواب نامے کا جنگ ہے ایسے دغاباز کی اطاعت سے عار و ننگ ہے یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا
[illegible] باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا عمرو پہلے ایرج کے آنے سے قطب دوران کی صورت بنکر [illegible]

خیمہ مین آیا اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ آکر جمع ہوئے حال ایرج کی ایلچی گری کا اُن کو سنایا یہی باتین تھین کہ ایرج
بھی داخل خیمہ ہوا قطب دوران غضبناک ہوکر پکارا کہ اے ایرج تو ہمارا نامہ لیکر گیا تھا تو نورالدہر سے ہم صحبت ہوا اسکا کیا
سبب تجھے خداپرستونکی ملاقات سے کیا مطلب ایرج نے کہا کہ یا پیر قطب دوران مجھے خطا ہوئی وہ تخلق پیش آیا مین سے
شرمندہ ہوکر اُس کی دعوت قبول کی پھر آواز آئی تو نے بدریہ اشرفیون کے کیون طہماس کو دیے خود کیون نہ لیے اور یہ سب
ایک طرف حمزہ نے تجھکو کلمات ناسزا کہے اپنا عیار بنایا تو نے کچھ اُس کو سزا نہ دی تو چپکا چلا آیا یہ کیا کیا بس تازیانہ اُٹھا کر چاہا
کہ ایرج پر مارے ایرج نے قطب کے پاؤن پر سر رکھدیا اُدھر سے مالک بن ملکوت شاہ اُٹھ کھڑا ہوا اُدھر سے اقبال شاہ
اُٹھ کھڑا ہوا کہ اب ایرج سے ایسی خطا نہوگی معاف فرمائیے قطب دوران نے تازیانہ ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا کہ تیر اعظم آج تجھکو
جلا دیتے جو ہم مانع نہ آتا ایرج نے کہا کہ واقعی آپ نہ بچاتے تو کون بچاتا آپ مالک ہین قطب دوران نے کہا کہ حمزہ نے
جواب جنگ دیا پھر تو نے کیون نہ مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ مین اب موجود ہون جیسا ارشاد ہو وہ کرون پھر قطب دوران
نے آواز دی کہ اے ایرج اب تم بیان کرو کہ تم نے کیا کیا ایرج نے کہا کہ اب غلام کیا عرض کرے سب تو آپنے ارشاد کردیا بس آپ
طبل جنگ بجوا دیجیے مین حمزہ سے لڑون اور آپکو جو برا کہا ہے اس کا عوض لون قطب دوران نے حکم دیا کہ طبل جنگ نوازش
مین آئے ہرکارون نے امیر نامور اور زمرد شاہ باختری کو خبر دی اُن دونون لشکرون مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تمام
رات طیاری رہی صبح کو میدانداری ہوئی ایرج مرکب پر سے اُترکر سامنے قطب دوران کے آیا اجازت میدان کی چاہی
قطب دوران نے کہا کہ تجھے سپرد بتیر اعظم کیا ایرج میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے پہل عادیان پور شداد عادیان
عمرو معدی کرب نے عزم میدان کیا لغت شدادی اُٹھا کر پیٹھ پر گھوڑے کے مارا گھوڑے کو معلوم ہوا کہ میدان رن کو چلے گھوڑے نے
اگلے پاؤن اُٹھا کر پھر پچھلے پاؤن گھسٹ کر بڑھائے اس ہیئت سے انکو لیکر چلا انکی لاش اُٹھانا ایسے گھوڑے کا کام ہے رخش
کی اولاد مین ہے کوہ پامون نورو نام ہے سوا سے کہ پچیس ارنج کا اُن کا قد ہے اکیس گز کا تو ندکا دورہ تو ند آگے اس قدر
بڑھی ہوئی ہے کہ گھوڑے کے چشم و گوش ڈھانک لیے ہین چوتڑ سیٹھے سے باہر گڑرے ہوئے ہین حاصل کلام پہلوان عادی
عرصہ کارزار مین آئے ایرج لگا ورزن ہوا کوئی دو تین قدم عادی کا مرکب ہٹا کر رہگیا ایرج نے نام پوچھا بعدہ حربے
کا خواستگار ہوا عادی کی طرف سے انکار ہوا ایرج نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا عادی نے نیزے کو نیزے پر لیا آخرکار ایرج
نے چند طعن سے عادی کا نیزہ ہوائی کیا عادی نے تلوار کا وار کیا ایرج نے بفنون سپاہ گری وار تلوار کی بچاکر قبضے پر
ہاتھ ڈالا دیا زور کشمکش کے ہونے لگے گھوڑے پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونون نے گھوڑون کو دے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دست
وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تین دن تک کشتی رہی تیسرے دن ایرج نے پہلوان عادی پر زورآزمائی کی لنگر نہ اُکھڑا
ایرج حیران ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب حریف عادی کے کمربند کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو عادی پیٹ پھلا لیتا ہے کمربند
غائب ہو جاتا ہے حریف کو کچھ بن نہین آتا لنگر کسی طرح نہین اُکھڑتا اور امیر سے بھی جب اس سے کشتی ہوئی تھی تو امیر بھی نہایت
لنگر توڑنے مین حیران تھے کمال پریشان تھے اسوقت بھی عمرو نے حکمت بتائی تھی کہ اسکے گدگدی کرو اور امیر نے اُنگلی کوکھ
مین ماری کہ نفخ شکم موقوف ہوا کمربند نظر آیا اسوقت امیر نے کمربند مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا تھا ایرج بھی حیرت مین تھا کہ
کیا کیجیے مگر قطب دوران نے ایک پرچہ لکھکر ایرج کو سمجھایا کہ تو اسکے گدگدی کر جب کمربند نظر آئیگا تو اُٹھا لینا قصہ مختصر ایرج
نے قطب دوران کی تعلیم سے پہلوان عادی کو اُٹھا لیا قطب دوران نے رومال ہلایا تمام آفتاب پرست پکارے
کہ جو قطب دوران کا دشمن اور بدخواہ ہو اُس کا رو سیاہ ہو یہ سنکر امیر بہت آزردہ ہوئے اور منہ پر ہاتھ پھیر کہ انشاء اللہ
میدان سے بچ نہ بھاگا ہو تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہوگا طبل بازگشت بجا ہر ایک اپنے خیمے کو گیا امیر بھی میدان سے سب

سرداروں کو ہمراہ لیکر ایرج کی قوت شوکت کی تعریف کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دوسرے دن ہرکاروں نے لقا کو خبر دی کہ منار خار آتشین سردار خوار اور ملک اشبہ ملک سمار دریا باری لاکھ سوار کی جمعیت سے آپکی مدد کو آتے ہیں خداوند شاہ نہایت خوش ہوا تمام سرداروں کو استقبال کا حکم دیا اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم ابھی جا کر لاتے ہیں غرض جب منار آیا لقا کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملک سمار و ملک اشبہ نے لقا کو سجدہ کیا اُس کا فرنے کہا کہ تم میرے بندۂ خاص الخاص سرداران باخلاص ہو بعد اُسکے منار کو خلعت دیا منار نے حال لشکر اسلام کا پوچھا لقا نے کہا کہ وہ بندگان بے ادب جیسے ہیں تھے مگر اب ایک فرقہ آفتاب پرستوں کا پیدا ہوا ہے کہ اُن کا صاحبقران ایرج ہے وہ نور خالص یعنی لاہوت شاہ کو پکڑ لے گیا ہے منار نے کہا کہ واہ یہ عجب ہوا پیدا ہوا بختیارک نے کہا منار اس کا حال مجھ سے سنو کہ حمزہ کا ایک عیار تھا بلا سے بد درجان آفت جہان بلا کنندہ خانمان لقا شاہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ عالیشان اُس سے اور حمزہ سے آس بن الوس کی ناک کاٹنے پر بگاڑ ہوا حمزہ نے اپنے لشکر سے نکال دیا اُس نے بڑے بڑے فساد اُٹھائے کہ کسی طرح سے حمزہ مجھ سے صاف ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا آخر کو اب ملک فرنگوشیہ میں جا کر پیر قطب نیک آیا ہے اور ایرج کو صاحبقران بنا کر لایا ہے جس روز کہ یہ آیا اُسی دن ایرج نے سہیل بن سہیلان کو قتل کیا اور جنگ مغلوبہ میں لاہوت شاہ کو پکڑ لیا یہ سنکر منار پکارا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل میں معرکہ آراستہ ہوگا اور اُس آفتاب پرست کو سزا دونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ حربی نوازش میں آیا ہرکاروں نے خبر پیر قطب دوران کو پہنچائی یہاں بھی طبل جنگی پر چوب پڑی امیر نے بھی کوس حربی بجوایا تینوں لشکروں میں وہ رات درستی آلات حرب میں بسر ہوئی

اشتب سحر گہ تیغ خورشید ظفر کو سُنبھالا	کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر
شفقی خود پہن کف آلودہ بر دوش	ہوا گشتہ پرندہ آہنی بافت
برون آمد بجنگ تیغ و اختر	بہار دیو و تیغ و خنجر صاف
جب تینوں لشکر میدان	

کارزار میں آئے لشکر لقا میں علمہائے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے منار خار آتشین سردار خوار لقا سے رخصت لیکر میدان کو چلا جس تخت پر سوار تھا کہ لوہے کے کانٹے تخت میں نصب ہیں اُس پر یہ کافر بیٹھا ہوا تھا شراب خواری کرتا آتا تھا اور مرے ہوئے بھینسے کی ران ہاتھ میں تھی اُسے چبا تا تھا دونوں آنکھوں سے نیلا نیلا پانی جاری تھا دو ساقی شراب پلاتے تھے اس ہیئت سے میدان میں آیا اور ایک نعرہ چلایا کہ اے آفتاب پرستو تم نے غضب کیا کہ خداوند زادے کو پکڑ لیا میدان میں نکلو حال معلوم ہوگا ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ زبدۂ آفتاب پرستان نور گروہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان مرکب کو جولان دیکر سامنے قطب دوران کے آیا گھوڑے سے اُتر کر آداب بجالایا میدان میں جانیکا حکم لیا پیر قطب نے ہاتھ پیٹھ پر پھیر کر کہا کہ جا تجھے اسم اعظم کو سپرد کیا ایرج بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر عرصۂ کارزار کی طرف چلا خوب بگھر بانکپن ران بازگی کی زنگت دکھائی جا بجا رخش پر اُڑا کی

تکاوں بہتال کے کیا وصف ہوں تم	الیاسک خرام سامنا و سبک عنان
اگر جائے ہنسلے رنگ ہوا ہوتال لوا	معلوم بھی نہو کہ کہاں تھا گیا کہاں

جس وقت یہ مقابل منار کے آیا اُس کافر نے پھر تکاور زنی کی تخت پر چڑھا یا سپر پر سپر پڑی ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اور اس کا تخت جو چار گھوڑوں پر کسا ہوا تھا سات قدم پیچھے سرک گیا منار گرتے گرتے سنبھلا تخت کو پھیر کر اُسی طرف مقابلہ ایرج کا کیا ایرج کو مانند قمر کے جلوہ گر پایا یا ایک آفتاب تھا کہ زمین پر نظر آیا پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے ایرج نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان منار نے کہا کہ تو ہی خداوند کو رنج دیتا ہے اور تو ہی نے سہیل کو قتل کر کے خداوند زادے کو پکڑ لیا ایرج نے کہا کہ ہاں میں وہی ہوں یہ سنکر منار پر غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ بہتر یہ ہے کہ خداوند کو سجدہ کر اور خداوند زادے کو چھوڑ دے ایرج پکارا کہ او مردار خوار کیا بکتا ہے لقا کیا نابکار ہے اور اسکی اصل حقیقت کیا ہے منار بہت برہم ہوا کہا کہ معلوم ہوا کہ بے رزم و پیکار تجھ سے فیصلہ نہو گا تو نہایت بد ذات ہے خبردار ہو کہ اب تجھ پر حملہ ہوتا ہے یہ کہکر حملہ آور ہوا تیغ آبدار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اگر تلوار نہ پڑی ہوئی تھی جس وقت تلوار

جو ورنہ تھی وہ ورنہی جب نزدیک آکر چکی سر کو بانٹ سے چھوڑ دیا علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا نیچہ خورشید ور از کر کے پھینکی دی کہ
تلوار سیٹ پڑی اُسکے قبضہ کو اپنے پنجہ میں لیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لے ممکن نہوا دونو لپٹ پڑے از بہر کشاکش کے ہونے لگے
گھوڑوں سے نپٹ کے پھل بچھ گئے یہ دونوں مرکبوں سے کود پڑے دامن گردان گردو ڑے کشتی ہونے لگی تین پہر تک کشتی ہوئی
پہر دن باقی تھا کہ ایرج نے لنگر منار کا توڑ کر اٹھا لیا اور توڑا زنجیر فولادی کا کھولکر مشکیں باندھ کر اپنے عیار کے حوالے کیا فوج نے
منار کی چاہا کہ جنگ مغلوبہ کریں بختیارک مانع ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونوں لشکر پھرے اُدھر امیر بھی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے اور قطب دوران نے حکم کیا کہ منار کو غل و زنجیر میں گرفتار کرو اور ہمارے سامنے لاؤ بموجب حکم کے منار کو سامنے
لائے منار نے بطریق لقا پرستان سلام کیا جواب سلام کا کسی نے نہ دیا قطب دوران نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ کرسی کا
احمق کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب کا دے جب منار نے دو تین جام شراب کے پئیے دماغ بادہ ناب سے گرم
ہوا قطب دوران نے پوچھا کہ اے منار تجھے ایرج نے کیونکر زیر کیا منار بولا کہ جس طرح بہادر بہادر کو زیر کرتے ہیں
قطب دوران نے کہا کہ اب تو آفتاب پرستی اختیار کر اور بہت سا سمجھا کر کہا کہ لقا نہایت دروغ گو اور کاذب ہے اس کو
خدا جاننا غیر مناسب ہے اور وہ ایسا ذلیل ہے کہ ایک ادنی عیار حمزہ نے اس کی ڈاڑھی اپنے موت سے لگوا کر مونڈھی اور اسنے
خبر بھی نہوئی وہ قابل خدائی نہیں ہے منار نے کہا کہ میں نے لعنت کی لقا پر اور دین آپ کا قبول کیا قطب دوران نے
کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان برحق ہے منار پر کلمہ کہا آفتاب پرست ہوا تحسین ونابکار گروہ میں سے نکلا موت میں پڑا خبر لقا کو
ہوئی بہت حیران ہوا بختیارک اور ان فوج نے کہا کہ کبھی وہ کسی کا شریک نہوگا بختیارک بھی بولا کہ منار ایسا نہیں معلوم ہوتا
اور یہاں منار نے دو ایک روز تامل کیا ایک دن شب کو دو پہر رات گئے زندانخانہ لاہوت شاہ پر آیا بہرام
آفتاب پرست نکلا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں ہوں منار خار آتشین اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ہٹ جا میں خداوندزادہ کو
رہا کر کے لیجاؤنگا بہرام نے نعرہ کیا کہ میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ لینا جانے نہ دینا اور خود
بھی تلوار کھینچ کر دوڑا منار نے دو چار آدمیوں کو مار کر بہرام سے مقابل ہوا بہرام نے تلوار ماری منار نے وار اسکا روک کر
جو تلوار ماری بہرام کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو اس نے لاش پر لاش گرا دی کوئی موکل زندانخانہ اسکے مقابلہ میں نہ
ٹھہرا سب بھاگ گئے منار اندر گیا لاہوت شاہ کی قید توڑی اور گھوڑے پر سوار کر کے روانہ سمت لشکر لقا ہوا صبح کو
لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے اور تمام کفار جمع ہو چکے ہیں بختیارک مسخراپن کر رہا ہے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ منار
خداوندزادے کو چھڑا لایا لقا بہت خوش ہوا سرداروں کو حکم دیا کہ استقبال کو جاؤ کہ اس اثنا میں منار مع
لاہوت شاہ آیا لقا کو سجدہ کیا لقا نے منار کو خلعت دیا لاہوت شاہ کو گلے سے لگایا بعد اس کے منار سے بختیارک
نے پوچھا کہ تم کیونکر آئے اور لاہوت شاہ کو کس طرح چھڑا کر لائے اس نے سارا حال بیان کیا کہ بہرام
آفتاب پرست کو مار کر اور چند آدمیوں کو قتل کر کے خداوندزادے کو چھڑا لایا اور راتوں رات وہاں سے بھاگ کر آیا بختیارک
نے جواب دیا کہ وہ آفتاب پرست تجھے چین نہ لینے دیگا قیامت برپا کریگا آتا ہی ہوگا لقا نے کہا کہ او شیطان کیا بکتا ہے
بھلا وہ یہاں کیا آئیگا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اور ادھر صبح کو قطب دوران دربار میں آکر بیٹھے ایرج آیا
مجرا کر کے اپنے ونگل پر بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی کہ ہرکاروں نے آکر یہ خبر دی کہ رات کو منار
[illegible] بہرام کو قتل کر کے لاہوت شاہ کو چھڑا کر لے گیا ایرج کے جو سا آتش غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوئی
تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر منار کو سزا پہنچاتا ہوں لاہوت شاہ کو لاتا ہوں قطب زمان نے منع کیا کہ اے
زبدہ آفتاب پرستان تم مقید نہ کرو نیر اعظم اسے سزا دینگے اور تمہارے قیدی کو بھی منگوا دینگے ایرج نے عرض کیا کہ یا

قطب زمان قسم ہے آفتاب تاباں کی اگر آپ مجھکو دیکھیے گا تو مین ہلاک ہو جاؤنگا قطب زمان نے سرنگون کیا ایرج اٹھی
خیمہ مین باہر نکلا اور مرکب پہ سوار ہو کر لشکر لقا کا راستہ لیا مرکب کو دوڑاے ہوئے چلا جاتا ہی جو اسکی جستجو مین آیا گر پڑا
بیہوش ہو گیا ایسا گیا اس کو مطلق خیال نہین کچھ اندیشہ و ملال نہین یہانتک کہ جب دروازہ بارگاہ لقا پر پہونچا وہان بھی مرکب
سیدھا بڑھایا ایک غلغلہ ہوا کہ وہ ایرج آیا چوبدار نے چاہا تھا کہ روکے ایرج نے طمانچہ مارا کہ سر اسکا دھڑ پرسے اڑ گیا یہ داخل
بارگاہ ہوا اور پکارا کہ سلام اسپر ہو جو آفتاب تاباں کو برحق جانتا ہو اور اس کے نائب پیر قطب دوران کو مانتا ہو
زمرد شاہ نے جواب دیا کہ ای ایرج تو اپنے خدا کو نہین پہچانتا مجھکو بجز اسکی نہین مانتا ایرج نے کہا کیا واہیات بکتا ہی تو قابل خدائی
نہین ہی اور دغا استعار منار کہان ہی مجھے فریب سے اپنی جان بچانیکو اس سے آفتاب پرستی اختیار کی رات کو چھپ کر وہان سے
آیا اور میرے رفیق کو قتل کر کے میرے قیدی کو چھڑا لایا مین جب تک اسے سزا نہ دونگا چین نہ لونگا منار کہ پکارا کہ منار
وہ بیٹھے ہین ایرج انکی طرف کو متوجہ ہوا منار نے بھی تلوار کھینچ کر جھپٹا اور ایرج پر تلوار ماری ایرج نے فنون سپاہ گری تلوار
چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اسے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ تا بسینہ زمین مین غرق ہو گیا روح خبیث منار
کی نکل گئی ایرج اسے مار کر لاہوت شاہ پر دوڑا لاہوت شاہ نے بھی ضرب کیا ایرج نے حربہ اس کا چھین کر اور کمر بند مین ہاتھ
ڈالکر اٹھا لیا اور لڑتا ہوا باہر نکلا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو چلا ہر چند فوج کفار نے چاہا کہ لاہوت شاہ کو ایرج
سے چھین لے مگر ممکن نہوا ہیبت لقا پر ہیبت مارے کے ایرج لاہوت شاہ کو لیگیا اور اسی طرح لشکر لقا سے اپنے لشکر تک
لاہوت شاہ کو ہاتھ پر اٹھائے لیے چلا آیا راوی لکھتا ہی کہ لشکر لقا سے اور اسکے لشکر سے سات کوس کا فاصلہ ہے اور لاہوت شاہ
کا قد ساٹھ گز ایرج کا ہی چونکہ دست حب پر ایرج مقابل نور الدہر کے دنگل پاتا ہی اسوجہ سے اسکے کام قدرتی نور الدہر سے مقابل
ہونے مین خیا بخیر نور الدہر نقش لقا کو لقا بدار سفید پوش نگہ منتری جھماجھ قلعہ شام و زونگ سات کوس باہین ہاتھ پر
اٹھا کے لڑتا پڑتا لے گیا تھا اسی طرح پر مقابلہ ہوا القصہ ایرج نے لاہوت شاہ کو لاکر سامنے قطب دوران کے زمین پر
پھینک دیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کیا قطب دوران دل مین تو بہت خوش ہوئے مگر ظاہر مین خفا ہو کر کہا کہ تو نافرمانی
ہماری کر کے چلا گیا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ہمیشہ ہم سے ڈرنا ایرج نہایت خجل اور کمال منفعل ہوا بعد اسکے صحبت عیش برپا
ہوئی قطب دوران نے کہا کہ ای ایرج نامور اب خدا پر متوکل ہو کے مقابلہ کر ایرج نے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے قطب دوران
نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ادھر لشکر لقا مین نقارہ رزمی گرجا ادھر لشکر اسلام مین کوس حربی نوازش مین آیا یعنی طبل
سکندری پر چوب پڑی شعر نقارہ آواز اندر بدن + کہ دون است دون است گردون دون + تینون لشکرون مین چار
پہر رات تیاری رہی سپاہی آلات حرب کو درست کیا کیے صبح کو آمد لشکرون کی دمدمہ گاہ مصاف مین شروع ہوئی پرے
فوجون کے جمنے لگے جس وقت کہ سب آچکے اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر رزمگاہ
مین آیا ادھر سے ابراہیم بن مالک بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مرکب کو بڑھایا اور جا کر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے
نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ نکالدیا ابراہیم نے تلوار کا وار کیا ایرج نے وار رد کر کے جو تیغ ماری ابراہیم کو زخمی کیا مرزنگ
بن مرزبان نکلا وہ بھی مجروح ہوا علقمہ بن جمہور مقابل ہوا وہ بھی زخمی ہوا اتنے مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا
تینون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ مین قیام کیا ایرج پھر کر قطب دوران کے سامنے آیا اور جا کر بیٹھا کہ ابر گندہ
بہار آسمان پر چھایا ایرج نے کہا کہ مین شکار کھیلنے جاؤنگا قطب زمان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر دمدمہ سے بہت جلدی پھرنا ایرج
نے عرض کیا کہ بہت اچھا پیر قطب دوران نے میر شکار کو بلا کر حکم دیا کہ جانور صید گیر تیار رہین صبح کو ایرج شکار
کھیلنے جائیگا قصہ کوتاہ صبح کو ایرج مع رفقا سوار ہوا ملازم شکار ہو لیے قراول میر شکار ہمراہ باشی بہری باز جانوران

شکاری لیے ساتھ تھے جب صحرا مین پہونچے تو قراولون نے جھنڈی جھاڑی کا جھاڑا لینا شروع کیا تیتر اور بٹیر اڑنے لگے باز بہری شاہین چھوٹے شکار ہونے لگے عجب لطف تھا اشعار

لیے باز ہاتھون مین کچھ بازدار — کہ ہو طائر روح جنکے شکار
وہ کتونکی پھیلین جوڑیان لاجواب — دل شیر وحشت سے ہو جنکی آب
کیے صید سب طرح کے جانور — نہ جیتا بچا ایک بھی شیر نر
کسی سمت چیلین کہین بہری بان — پرندون کا چھوڑا نہ نام و نشان
پرندون کا جب کر چکا وہ شکار — چرندونکی جانب پھرا راہوار
کیا شیر و پلنگ شمشیر سے — بچا تیغ سے تو گرا تیر سے

ایرج تو یہان سیر و شکار مین مصروف تھا لیکن ہرکارون نے نورالدہر کو خبر دی کہ ایرج برائے شکار گیا ہے شاہزادہ نورالدہر کو اشتیاق ہوا کہ چلکر ایرج سے ملاقات کیجیے حکم دیا کہ ہم بھی شکار کھیلنے چلین گے ہمارا بھی ارادہ ہے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب مین بھی آپکے ہمراہ ہون نورالدہر نے کہا کہ مین تمھارے اطوار سے آگاہ ہون تم ایرج سے عداوت رکھتے ہو کبھی بزاز بچہ بناتے ہو کبھی یاجی کہتے ہو خاموش نہین رہتے ہو تمھارا ساتھ لیجانا مناسب نہین ہے تم اگر جاؤگے تو میرا لطف مٹاؤگے اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب مجھے اس سے کسیطرح کی دشمنی نہین مگر ہان تو مانتا ہون صاف صاف کہتا ہون فرخ بازرگان اسکا باپ موجود ہے بزاز بچہ خلاف کہتا ہون نورالدہر نے کہا کہ کبھی تمنے تو ہین سے واہیات بکنا شروع کیا مین تمکو کسی طرح ساتھ نہ لیجاؤنگا اسد نے کہا کہ مین عہد کرتا ہون کچھ نہ بولونگا بلکہ اسکی خدمت کرونگا اور معزز و مکرم جانونگا غرض نورالدہر بھی شکار کھیلتا ہوا چلا جاتا ہے اور ادھر سے ایرج آتا ہے دونون مین ملاقات ہوئی ایرج نے سلام کیا نورالدہر بھی جھککا وہ بھی مرکب پر سے اتر پڑا یہ بھی پیادہ پا ہوا اور ایک جھیل کے کنارے خیمہ استادہ ہوا دونون اگر بیٹھے طائفے اگر موجود ہوئے ناچ ہونے لگا جام مے گردش مین آیا کباب گوشت شکار کے تیار ہو ہو کر آتے جاتے ہین اور یہ دونون کھاتے جاتے ہین اسد بھی اپنے رفیقون سمیت بیٹھا ہوا ہے مونچھون پر ہاتھ پھیر رہا ہے ایرج نے اسد سے کہا صاحب سلامت کہ اسد نے یون سلام کیا جیسے کوئی مکھی اڑا دیتا ہے ایرج نے کچھ اس کا خیال نہ کیا اب باہم صحبت گرم ہے ٹھنڈی ہوا چلی آتی ہے صحرا کی فضا عجب لطف دکھاتی ہے ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار وہ کونسا دن ہوگا کہ آپ مجھے سر میدان زیر کرینگے اور مین آپکی ملازمت اختیار کرونگا یا مین آپ پر غالب آؤنگا اور اپنے لشکر کا شہریار کرونگا نورالدہر نے کہا کہ یہی مجھکو بھی یہی تمنا ہے کہ تجھسے مقابلہ کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے لیکن اسد یہ کلمہ سنکر نہایت برہم ہوا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا نورالدہر کا دھیان اسد کی طرف تھا کہا کہ بھئی خیر تو ہے کیا ارادہ ہے قبضے پر کیون ہاتھ رکھا ہے اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپنے فرمایا تھا کہ ایرج کے مقدمہ مین دخل نہ دینا کچھ منھ سے نہ کہنا چپکے بیٹھے رہنا سو اب تک تو مین خاموش رہا مگر یہ تو نہین سنا جاتا کہ یہ بزاز بچہ کہے کہ مین تجھپر غالب آؤنگا یہ واجب التعزیر ہے مین اسوقت خوب اسے درست بناؤنگا نورالدہر نے کہا کہ بھئی جو کچھ اس نے کہا مجھے کہا تمھارا کیا نقصان ہوا اور قطع نظر اسکے کوئی لفظ ناشائستہ نہین کہا فقط یہی کہا کہ مین غالب ہون تو آپ کو بادشاہ کرون خدا نے ایک کو ایک پر غلبہ دیا ہے ایک سے ایک کو مغلوب کیا ہے فضلنا بعضہم علی بعض پانچون انگلیان برابر نہین ہین مصرع خدا پنج انگشت یکسان نکرد تمکو بگڑنا کب سزاوار ہے یہ اکڑنا بیکار ہے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب سب انسان برابر نہین ہوتے اگر میری نسبت مین ایسا کلمہ کہتا تو مین جیتا کاہیکو چھوڑتا یہ بزاز بچہ آپ کو بھول گیا بہت پھول گیا سر چڑھ گیا ہے خدا کو بھول گیا ہے انسان کو چاہیے کہ خود کو سمجھے سوچے کہ مین کون ہون مثل مشہور ہے کہ ایاز اینقدر مناز نورالدہر نے کہا کہ کہین تم یہان سے چلے جاؤ میری صحبت کو برہم کروگے سارا لطف کھوؤگے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب آپکو اختیار ہے مین دخل نہ دونگا اب کچھ نہ بولونگا لیکن ایرج ان باتون پر کمال برہم ہوا تھا کہ نورالدہر نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان یہ مرد سودائی ہے اسکی باتون کا برا ماننا خلاف دانائی ہے ایرج نے کہا کہ مجھے آپسے مطلب ہے کسی سے غرض کیا ہے مگر اسد کا یہ عالم ہے کہ آوازے کستا ہے کھنکھار کھنکھار کر کہتا ہے اپنی شیخی سے نہین چوکتا ہے گاہ کہتا ہے کہ جو ہمکو دیوانہ جانتا ہے وہ خود سودائی ہے ہم دیوانون کو سیانا بناتے ہین بخود کو ہوش

لاتے ہین کہ طہماس نے کہا کہ صاحبزادے چپکے رہو ان باتونسے کیا حاصل ہی اسد بولا اے طہماس تم بھی مجھی کو سمجھاتے ہو دیکھو
یہ بھائی صاحب سے برابری کر رہا ہی اے طہماس یہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہمسر میدان سر اٹھائیگا اور نور الدہر ایرج کیا لو
لگائے ہوے ہین مگر ایرج اسد کی باتین سنتا ہی اور ٹالتا ہی بپاس خاطر نور الدہر کچھ نہین کہتا کہ اس اثنا مین دیکھا کہ
ایک ہرن تیر اسکے پیچھے پر لگا سامنے سے بھاگا چلا آتا ہی ایرج نے تیر و کمان اٹھا کر ایک تیر اس ہرن پر مارا کہ بائین پہلو پہ
اٹکنے لگا باہر گذر گیا ساتھ اسکے شاہزادہ نور الدہر نے تیر مارا کہ دہنا شانہ نشانہ ہوا اسد نے تیر کمان مین پیوستہ کرکے سینہ
ایرج کو تاکا نور الدہر بہت مانع ہوا کہ ارے یہ کیا اسد بولا بھائی صاحب اپنے ہرن کو شکار کیا مین نے اپنے صید کو تاک لیا
نور الدہر غضبناک ہوا کہ زیادہ باتین نہ بنا اتنا جہالت کو کام نہ فرما القصہ لوگ جاکر اس ہرن کو اٹھا لائے ذبح کیا ابھی وہ
ہرن سامنے پڑا تھا کہ گرد اٹھی اور عمرو بن رستم تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے پہونچا دیکھا کہ ہرن ذبح کیا ہوا پڑا ہی پکارا کہ میرا
شکار کس نے صید کیا نور الدہر آگے بڑھ کر بولا کہ بھئی مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی مین نے تیر مارا اسد نے کہا کہ اے عمرو بن رستم
تمہارے صید کو ایرج نے نشانہ کیا نور الدہر نے گھور کر اسد کی طرف دیکھا اور عمرو بن رستم سے کہا کہ بھئی تم آؤ یہ بڑا فسادانگیز ہی اسکی
باتون پہ نہ جاؤ یہی باتین تھین کہ دور سے شاہزادہ خاور سیاہ دکھائی دیا اسد نے ڈانٹکر کہا کہ بھائی صاحب اس بداندیش
نے قیامت برپا کی عمرو بن رستم کے صید کو صید کیا ابھی اسد یہ کہ رہا تھا کہ سامنے سے نور الدہر اور ایرج دونون آئے قاسم کو سلام
کیا اور مرکب پہ سے اتر کر اپنی صحبت مین لائے ایرج نے عذر خواہی کی کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ آپکے بھائی کا شکار ہی قاسم بولا
کہ بھئی خوب کیا نادانستہ کب خطاوار ہی اور اسد سے کہا کہ بھئی مجھے صید کرنا تو گوارا تھا تم خفا ہو اسد جلکر خاک ہوگیا اپنے
دلمین کہنے لگا کہ یہ اسکے خوبصورتی ہی اسی سبب سے سب طرح دیتے ہین عوض نہین لیتے ہین اور عمرو بن رستم سے خطاب کیا
کہ بھائی ہم تم چلکر ایک گوشے مین بیٹھین جب ایرج یہان سے چلے تو اسے قتل کرین عمرو بن رستم نے کہا اچھا غرض یہ دونون
علیحدہ سر راہ بیٹھے نور الدہر ایرج قاسم یہ تینون ایک جگہ ہم صحبت ہوے ناچ شروع ہوا دور کا جام گردش مین آیا گزک
کھانے لگے کباب تیار ہوکر آنے لگے قاسم کا یہ عالم ہی کہ ہر بار یہ قصد کرتا ہی کہ ایرج کو اپنے کلیجے مین رکھ لیجیے تصدق ہوجیے گرد پھریے
اور ایرج کا بھی یہ حال ہی کہ دست بستہ عرض کر رہا ہی کہ مجھکو بھی آپکی قدمبوسی کی نہایت آرزو تھی اور مین تو یہ جانتا ہون کہ
اگر کسی طرح سے دین و مذہب کا فیصلہ ہو جائے تو ہم آپ یکجائی ہو جائین اور قاسم کبھی ایرج کو جام شراب دیتا ہی کہ پیو کبھی کباب
دیتا ہی کہ بھئی کیا اچھے سنے ہین اور تشخص حال قطب دوران بار بار ہی کہ ملک فرنگ تشنیہ سے کیونکر آسکے اسی کا استفسار
ہو ایرج حال ترک توسن کے مارے جانیکا پوچھتا ہی غرض ایک دوسرے سے بلطف پیش آتا ہی نور الدہر بھی ایرج نوجوان سے
مخاطب ہی اور کہتا ہی کہ شاہزادہ خاور سیاہ میرے قبلہ و کعبہ ہین انکی کیا تعریف کرون جو جو کام انھون نے کیے ہین بشر سے
نہین ہوسکتے کیا کیون لشکر تھا خدا سے باختر پہ کہ جہان چونسٹھ لاکھ سوار کی چھاونی پڑی رہتی تھی شبخون بیہم مارے انکے سامنے
کسیکو بھی شجاعت کا نام لے کیا تہمورثی کا دم مارے اور قاسم نور الدہر کے اوصاف بیان کر رہا ہی کہ یہ ایسا بہادر ہی کہ طہماس
ایسے شخص کو طرفۃ العین مین زیر کیا تھا ایسے قد آور کو قلعہ مشتری حصار سے قلعہ شاہم وز تک کہ سات کوس کا فاصلہ ہی
ایک ہاتھ پر اٹھائے ہوے لے گیا یہی باتین تھین ناچ ہو رہا تھا کہ ایک طرف سے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سہراب قلعہ ملک باختر
رشک سہراب و تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن شکار کھیلتا ہوا نمودار ہوا نور الدہر برائے استقبال دوڑ پڑا ایرج ساتھ
نور الدہر کے چلا قاسم تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا بدیع الزمان بھی صحبت مین آکر بیٹھا سب نے استفسار مزاج کیا پھر طائفون کو
ناچ کا حکم دیا اب باہم شراب چل رہی ہی ٹھیلے پر کباب اڑ رہی ہی ناگاہ ایک طرف سے ایک اژدہا آتش فشان پیدا ہوا اور اس نے
صحبت کی طرف رخ کیا یہ سب شیر بیشۂ شجاعت اٹھ کھڑے ہوے قاسم تلوار کھینچ کر دوڑا بدیع الزمان بھی چلے قاسم نے قریب پہونچکر

تلوار اژدہے پر ماری اُچٹ گئی اور اژدہے نے نفس کشی کی کہ قاسم دہان اژدر مین در آیا اور وہ اژدر قاسم کو نگل کر منھ پھیر کر
صحرا کو روانہ ہوا ایرج گریبان پھاڑ کر پیچھے اژدہے کے چلا کہ مین اسکے مارونگا آنکھو نسے آنسو رواں ہاتھوں مین تیغ عریان
اُدہر نور الدہر اور بدیع الزمان دیوانہ وار مضطرب و بیقرار ہو کہتے چلے کہ اے قاسم افسوس ہے تم اکیلے رہبر راہ عدم ہوئے
ہمکو اپنے ساتھ نہ لے لیا یہ تمنے کیا کیا مگر ابھی سیر باغ جہان ہونا ہمارا انتظار ضرور ہے ہم بھی تمہارے عنقریب آتے ہین ملک عدم
کیا دور ہے اور اے خاور سیاہ ہمکو یقین تھا کہ بے تمہارے ایک دم زندہ نہ رہینگے مگر کیا کرین دم نہین نکلتا سخت جانی سے کچھ
نفع نہین چلتا یہ پکارتے تھے اور دوڑ دوڑ کر اژدہے پر تلوارین مارتے تھے مگر ہیچ شمشیر کچھ کام نہ آتی تھی جیسے ٹھیکرا یا
پھر سے ہو کر ہی اچھلتی ہے اسطرح تلوار اُچٹ جاتی تھی قضا سے کار وہ اژدہا لشکر اسلام کی طرف سے گذرا ہرکارون نے
جا کر خبر امیر کو دی کہ قاسم کو اژدہا بانگل گیا اور بھاگا ہوا چلا جاتا ہے ایرج و نور الدہر و بدیع الزمان مع رفقا اُس کے
تعاقب مین ہین تلوارین مارتے ہین لیکن وہ کب مارا جاتا ہے صاحبقران یہ بات سنتے ہی بیتاب ہو کر اُٹھے ساتھ امیر کے تمام
سرداران دست راست و دست چپ بھی سب گریان و نالان تھے علی الخصوص علمشاہ دیوانہ وار وحشی مثل چاک
گریبان پکارتا ہوا چلا کہ بیٹا ہمکو یہین چھوڑ گئے ہماری کمر توڑ گئے ہم تو جانتے تھے کہ تم عصاے پیری ہوگے مگر ہم سے پہلے تم گذر گئے
یہ تم کیا کر گئے اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے رومیون اور فرنگیون نے جلدی سے ہتھیار چھین لیے اور ترکون اور خاوریون نے
سر برہنہ کر دیے اور روتے سر پیٹتے اور پکارتے تھے کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے ذوی الوقار آپنے راستہ ملک عدم کا لیا ہمکو
کس کے حوالے کیا اور سب کے آگے حمزۂ صاحبقران باچشم گریان و دل بریان جب قریب اژدہے کے پہونچے تلوار اُس بڑی
خداتاک نہ پڑا صاف اُچٹ گئی الحاصل ہر سردار نے اپنا حوصلہ نکال لیا مگر کسیکی تلوار نے ذرا اثر نہ کیا کئی کوس تک اسی
طرح اُس اژدہے کے تعاقب مین چلے گئے حتی کہ ایک وادی پر خار ملا اور خار مغیلان ہر ایک کے چبھنے لگے مگر وہ پر بیشہ چھوڑتی
اور نہنگ دریاے جرات و بہادری تعاقب نہ چھوڑتے تھے اژدہے سے منھ نہ موڑتے تھے کہ ایک مرتبہ وہ اژدہا پیچھے پھرا اور
بزبان انسان گویا ہوا کہ اے حمزہ اب قاسم سے دست بردار ہو کر پھر جاؤ نہین تو خراب ہوگا اور ہر ایک کی طرف دیکھ کر یہی حملہ
کیا کہ یہان سے چلے جاؤ میرے تعاقب مین نہ آؤ بس یہ کہکر پھر روانہ ہوا مگر عجب عالم اژدہے کا تھا کہ قلابہ آتشین منھ سے
چھوٹتا تھا اور قاسم اُس کا دمبدم بڑھتا جاتا تھا ایرج کی آنکھون سے آنسو روان ہو کر چشمہ جاری اور اژدہے کا پیچھا نہ چھوڑونگا سے
مارونگا یہ کلمہ زبان پر جاری تھی نور الدہر اور بدیع الزمان بھی باحال تباہ ایرج کے ہمراہ اور سپہر قطب دوران یعنی مرشد کامل ہادی
رہنما عمرو بن امیہ ضمری شاہ عیاران عیاری بھی گلیم عیاری اُڑتے ہوئے ساتھ تھے اسی طرح تین شبانہ روز سب بے خور و خواب
بے دانہ و آب تعاقب مین اُس اژدہے کے چلے گئے چوتھے روز صبح کو ایک شہر عالیشان دکھائی دیا اور اس اژدہے نے سیدھا
دروازۂ شہر کی طرف رخ کیا یہان تک کہ داخل شہر ہوا امیر نے فرمایا کہ عجب تماشا ہے کہ یہ اژدہا اس شہر مین رہتا ہے اور شہر
والے اس سے مانوس ہین اور یہ کسی کو ایذا نہین دیتا یہی باتین تھین کہ نور الدہر نے صاحبقران سے کہا کہ اے شہریار یہان تک
تو ہم اژدہے کے تعاقب مین آئے مگر اب اس شہر کی کوئی جا کر خبر لائے یہ شہر کس کا ہے اور کون حاکم اسکا ہے امیر نے ہرکارون سے
کہا کہ جاؤ اور جلد دریافت کر کے آؤ ہرکارہ ابھی روانہ ہونے نہ تھے کہ آواز نوبت و نقارے کی بلند ہوئی لشکر بے پایان نمایان
ہوا امیر سے کہ پرے سوارون کے نجیبونکی پلٹنین غول کے غول خاص بردارونکے بعد اُسکے تخت بادشاہی دکھائی دیا کہ چتر زرنگار
سر پر ہو رہا ہے گرد افسران عالی وقار کا حلقہ جاسوس جو بہر جاسوسی روانہ ہوئے تھے واپس آکر امیر سے عرض کیا کہ اے شہریار نام اس
شہر کا زرافشان حصار ہے اور سعادت شاہ یہان کا شہریار ہے آپکو حریف سمجھ کر تہیہ رزم و پیکار نکلا ہے امیر نے کہا کہ ابھی مین
اپنے رنج و صدمہ مین مبتلا ہون مجھے لڑائی سے سروکار کیا ہے اُدھر سعادت شاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ یہ حمزۂ صاحبقران

انجم سپاہ ہین اور تمام سرداران ذیشان ہمراہ ہین پوتا صاحبقران زمان کا کہ اسکا نام آقا سیم تھا اسکو اژدہا نگل
گیا ہے سب اژدہے کے پیچھے آئے ہین فلک کے ستارے ہین سعادت شاہ یہ خبر سنکر پیادہ ہوا اور ملازمت کے واسطے چلا قدمون
پر حمزہ صاحبقران کے سر جھکایا امیر باتوقیر نے اسے گلے سے لگایا حال اژدہے کا پوچھا اُسنے عرض کیا کہ حضور شہر مین
تشریف لے چلین جو کچھ غلام کو معلوم ہی بیان کریگا جو کچھ آتش افروزہ ہے مقدار کو میسر ہی اُسے تناول فرمائیے
فقیر خانے کو رشک باغ ارم بنائیے صاحبقران نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی ہمراہ سعادت شاہ کے روانہ ہوئے
سعادت شاہ نے دروازہ شہر سے تا ایوان بادشاہی پا انداز ڈلوایا کشتیان جواہر کی نثار کرتا ہوا بڑی عزت و حشمت
جاہ سے ایوان بادشاہی مین لایا دعوت کا سامان آراستہ کیا محفل عیش و طرب برپا ہوئی بعد کھانا کھانے کے امیر نے
احوال اژدہے کا پوچھا سعادت شاہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی کہ منصور کوہ اُسکا نام ہی عجیب
کیفیت کا مقام ہی اور وہان ایک غار عظیم الشان ہی اُس مین سے ہر وقت دخان نکلا کرتا ہی اور یہ اژدہا اُس غار
سے نکلکر شہر مین آتا ہی ہر طرف جاتا ہی لوگ اُسکے ساتھ ساتھ پھرتے ہین کسی کو ایذا نہین پہونچاتا ہی اور یہ طرفہ تماشا
کہ اکثر مانند آدمیون کے باتین کرتا ہی امیر نے فرمایا ای سعادت شاہ یہ اژدہا میرے پوتے کو نگل کر چلا آیا ہی مین اسکے
بغیر مارے نہ چھوڑون گا جہان یہ ہی وہین جاکر مارونگا اسی جہان وہ نکلا سعادت شاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا
حضور کو اختیار ہی مگر وہ اژدہا مہینون غائب رہتا ہی اب نکلے یا نہ نکلے کیا اعتبار ہی امیر نے فرمایا کیسے توقف ہوگا سعادت شاہ
نے کہا ای شہریار یہان ایک نیرنگ عجائب و غرائب اور ہی فرمائیے تو عرض کرون حکم ہوا بیان کرو سعادت شاہ نے
کہا ای حضور منصور کوہ پر ایک قدرت پروردگار سے ایک بلندی پا ایوان شاہی کے بنا ہی سقف و ستون طلائی اُسمین جواہر قیمت
جڑا ہی ایک دریچہ طلاے احمر کا اُس قصر مین نمایان ہی صبح کو جب آفتاب نکلتا ہی عکس آفتاب اُس دریچے پر پڑنے سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ دوسرا آفتاب نکل آیا عجب لطف نظر آتا ہی پھر ایک ہوا آتی ہی وہ پردے کو اُڑاتی ہی پردہ اُٹھکر تخت ہاے طلا نمایان
ہو جاتا ہی چالیس دروازے اُس دریچے کے دہنے بائین اور بسے ہین وہ بھی وا ہو جاتے ہین ہر دروازے مین
ایک ایک عورت حسین منقل آتشین لیے مشک و عنبر سلگاتا ہوا آکر کھڑی ہوتی ہی بعد اُسکے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین
نمونہ برق طرار سر تا پا فرق دریاے جواہر غرق اُس دریچہ طلائی مین کرسی جواہر نگار پر آکر بیٹھتی ہی کرشمہ ناز و ادا
مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق قطعہ زیب رنگین ادا و جامہ زیب ہی نگار رعنا انسان و دلفریب ہی کہ بعد و ندید
ہرگز مانند ہی وجود پارسایان را شکیب + گلے مین ہیکل الماس کے نگینون کی پڑی ہی کہ جسکے دیکھنے سے جی بے کل ہو جاتا ہی
ہاتھ مین اُسکے ایک ترنج ہی کہ ہر شخص اُس سے صدمہ اُٹھاتا ہی حاصل کلام جو اُس نازنین کو دیکھتا ہی دلدادہ و شیفتہ و
فریفتہ ہوتا ہی و مدام ولولۂ شوق بڑھتا ہی ہر ایک شعر عاشقانہ پڑھتا ہی وہ نازنین اُسی ترنج کو مجمع عشاق مین پھینکتی ہی جو
شخص اُس ترنج کو اُٹھا کر سونگھتا ہی گریبان چاک کرتا ہی اپنے کو ہلاک کرتا ہی ایک سمت ایک برج نظر آتا ہی اُس برج
پر ایک کبوتر باز لباس زرین پہنے بیٹھی طلائی ہاتھ مین کبوتر اُڑاتا ہی ایک زنجیر طلائی اُس برج سے لٹکی ہی جو
شخص اُس ترنج کو سونگھکر دیوانہ ہو جاتا ہی جوش جنون مین بڑھتا ہی زنجیر طلائی کو پکڑ کر چڑھتا ہی جب قریب برج کے پہونچتا ہی
کہ اوپر چڑھ جاے اپنے کو اُس نازنین تک پہونچاے اُس برج مین ایک سوراخ پیدا ہی اُس سوراخ سے ایک ہاتھ نکلتا ہی
اُس شخص کو اندر سوراخ کے کھینچ لیتا ہی بعد ایک ساعت کے اُس شخص کا سر کٹا ہوا سوراخ سے وہی ہاتھ باہر پھینکتا ہی
پھر وہ نازنین وہان نظر نہین آتی ہی کھڑکی بند ہو جاتی ہی یہ تماشا مدت سے دیکھتے ہین حال نہین کھلتا کہ یہ کیا بھید ہی
صاحبقران عالی شان نے کہا مجھے یہ طلسم معلوم ہوتا ہی وہ اژدہا بھی کوئی ساحر ہی کل ہم وہان ضرور چلینگے اُس مقام کو

دیکھینگے قضاے کار عمرو بن امیہ ضمری بھی وہان کلیم عیاری اوڑھے ہوئے پہونچ گئے سنا کہ حمزہ صاحبقران طلسم کی طرف جانیکے
سوچے ایسا نہو ایرج بھی ساتھ حمزہ کے جائے گرفتار طلسم ہو جائے آج شب کو اُسے کسی طرح یہان سے لے چلو یہ سوچکر
خاموش ہو رہے جب رات ہوئی ایرج نوجوان کو مع رفقا بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکر لیگئے دوسرے روز ایک
صحرا مین پہونچے اتفاقاً ایک سوداگر کا قافلہ وہان اترا ہوا تھا دیکھا کہ غلام اُس سوداگر کا گھوڑون کو پانی پلا رہا ہی عمرو نے
حکمت عملی سے اُس غلام کو قتل کیا گھوڑون کو اپنے قبضے مین لیا ایرج کو مع رفقا زنبیل سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی روشن کردیا
خود کلیم عیاری اوڑھکر غائب ہو گیا ایرج کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مع رفقا ایک صحرا مین پایا جتنے آدمی اُتنے ہی گھوڑے درختون سے
بندھے دیکھے ایرج نوجوان نہایت حیران و پریشان دل مین سوچا کہ مین تو ہمراہ حمزہ صاحبقران شہر زر افشان مین تھا
یہان کون لایا اسی فکر و تردد مین ارادہ کیا گھوڑون پر مع رفقا سوار ہوکر روانہ ہو کہ آسمان پر روشنی ہوئی دیکھا
قطب دوران چلے آتے ہین لیکن تیوری چڑھی ہوئی غیظ و غضب مین بھرے ہوئے ایرج واسطے قدمبوسی کے دوڑا
جب قریب پہونچا قطب دوران للکارے اے ایرج تجھکو ہم نے لاکھون مرتبہ سمجھایا کہ خبردار خدا پرستون سے ملاقات نرکھ
یہ دشمن دین و ایمان ہین عدو سے قطب دوران ہین لیکن تو نے کچھ سماعت نہ کی لشکر گاہ مین نورالدہر و قاسم و بدیع الزمان
یہ سب کے سب موجود تھے تو نے کسی سے ذرا پرہیز نہ کیا یہانتک تو ہم نے سنا جب قاسم کو اژدہا نگل گیا اُسکے عزیز سب
روتے ہوئے ساتھ ہوئے تو اُنکے ساتھ کیون گیا اور ایسا از خود رفتہ ہوا کہ ہمارا خوف کیا نہ نیر اعظم کے غضب سے
ڈرا یہ کہکر گرز اٹھایا ایرج چلایا اے قطب دوران جو کچھ آپ فرماتے ہین بجا ہی فی الحقیقت میری خطا ہی اب اس قسم کی
ایسی تقصیر نہوگی حضور میرا قصور عفو فرمایئے غضب نیر اعظم سے بچایئے یہ کہکے دوڑکر قدمون پر قطب دوران کے
گر پڑا قطب دوران نے ایرج کو گلے سے لگا لیا کہا اے ایرج خبردار کبھی خلاف نیر اعظم کے کوئی امر نکرنا آفتاب تابان
فرماتے ہین کہ اسکو مانند آفاق کرکے سمت فلاق چلا دون مگر مین نے بہت سی سعی کی اب ایرج سے ایسا قصور
نہوگا تب غصہ نیر اعظم کا موقوف ہوا یہ کہا کہ نہین معلوم اس عرصہ مین لشکر پر کیا گذری جلد یہان سے چلو اہل لشکر کی خبر لو
مین خدمت مین آفتاب تابان کی جاتا ہون یہ کہکے طرف آسمان کے بلند ہوا وسط سما پر جاکر حقہ آتشبازی مارا
روشنی ہوئی کچھ خوشبو پھیلی تمام صحرا معطر ہو گیا ایرج نے اپنے رفیقون سے مخاطب ہوکر کہا کیون صاحبو قطب دوران کی
کرامت کو دیکھ لیا یزدان پرست انکو عمرو بتلاتے ہین کہان عمرو بدذات کہان یہ صاحب کشف و کرامات سب نے کہا آپ
ان خدا پرستون کی باتون پر نہ جایئے کسی کے کہنے کو خیال مین نہ لایئے یہ تو سب کو برا جانتے ہین سوا خداے نادیدہ
کے کسی کو نہین مانتے ہین ہم نے تو آفتاب پرستی سے کوئی دین روشن نہین پایا دیکھا آپ نے نیر اعظم نے ہم سب کو
شہر زر افشان سے فرشتون کو بھیجکر اُٹھوا منگایا ہمکو اصلا خبر بھی نہ ہوئی کہ کون لیکر آیا غرض یہ سب تو اسی طرح باتین
کرتے ہوئے طرف شہر اختیم روانہ ہوئے اِنکو تو راہ مین چھوڑیے

بیان احوال لشکر اسلام و لقا بد انجام کا

داغ داغ اے گل تری فرقت مین ہم تنہا نہین
منہ چھپاتے ہم کفن سے تجھ سا باغ مین ہین
شکر ہے زخم [illegible] سے کوئی خالی نہین
[illegible] ہین لیکن دل [illegible] مین ہین
گھر جا [illegible] کیون [illegible]

پھول کیسے پارۂ اخگر لیے دامن مین ہین
نکہت گل ہین ہم بے پردگی سے رکھ سامان
دست و پا ہین صرف ماتم جان و دل شیون مین ہین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ مرے دامن مین ہین

اسقدر شرم گنہگاری بڑھی
[illegible] جنون جبتک کے پیراہن مین ہین
[illegible] تمنا مانع وصلت ہین غیر
[illegible] آنکھین باقی ابھی مدفن مین ہین
[illegible] دیوانگی دست جنون پوچھیے

چالاک لاکھوں صورت یوسف مرد انہیں ہیں | ایک نقرے میں کیا بڑا عدو کو پار کو | آپ بھی استاد اعلی ہیں تسلیم اپنے فن میں ہیں

مخبران قصص عجیب و مخبران اخبار غریب اسطرح خبر دیتے ہیں کہ ہرکاروں نے جاکر لقا کو خبر دی کہ قاسم کو اژدہا نگل گیا
حمزہ مع سرداران تعاقب میں اژدہے کے گیا ایرج بھی سب کے ہمراہ بجانب صحرا نکل گیا ہو وہ بھی اپنے لشکر میں
نہیں دونوں لشکر بے سردار رہیں یہ خبر سنتے ہی لقا نے آواز دی ای بندگان من یہ بسبب قدرت مرا اس خاوری نے
کیا کیا ہے او بیان کہیں نہیں اب میں نے انتقام لیا یہ اژدہا ہے غضب میرا تھا کہ اسکو نگل گیا جو کہ مکار ضلالت شعار
وہان بیٹھے تھے سب نے کہا یا خداوند امنا و صدقنا خواجہ گراز الدین ملک بختیارک لعین پکارا یا خداوندا بیٹھے ہیں لشکر اسلام
میں سوائے بادشاہ اسلام یا دو چار سرداران گمنام کے اور کوئی نہیں ہے لشکر آفتاب پرستوں کا بھی بے سرداری ہے اسی وقت
میں آس بن الوس کو بلوا بھیجے اسکی دلدہی کر کے انہی کے ہاتھ سے سب کو قتل کرا دیجے لقا نے آواز دی میں نے تیرہ
برس آگے ہی تقدیر کی تھی ای بختیارک تو ہی جا آس بن الوس کو لا بختیارک نے کہا بہت خوب اسی وقت کچھ تحفے
اور خلعت لیکر روانہ ہوا جب وہان پہونچا آس نے سنا بختیارک آتا ہے بہت خوش ہوا پیشوائی کر کے لیگیا پوچھا ای
ملک جی اسوقت کیونکر آئے بختیارک نے تمام حال سنایا کہا یہ وہ وقت ہے کہ آپ خدا پرستوں کو قتل کیجیے خداوند کو
ایک طول خدائی پر چڑھا دیجیے آس بن الوس بولا ملک جی میں حاضر ہوں مگر ناک میری خداوند سے درست کرا دیجیے
بختیارک نے کہا جب خداوند خوش ہونگے تو ایک طرفۃ العین میں ناک تمہاری درست ہو جائیگی بلکہ فولادی ناک
بنا دینگے کوئی کاٹ نہ سکے غرض آس لشکر کو ہمراہ لیکر کوہ الوند سے خدمت میں لقا کی آیا لقا نے سرداروں کو برائے
استقبال آس بھیجا اور باعزاز و اکرام تمام بلوایا خلعت سے سرفراز کیا ونگل جواہر نگار بیٹھنے کو دیا صحبت عیش و نشاط
برپا ہوئی لشکر میں لقا کے طبل شادمانی بجا جب دماغ آس کا بادہ ناب سے گرم ہوا لقا سے عرض کیا ای خداوند
طبل جنگ بجوائیے میں خدا پرستوں کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا لقا نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب
پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں اسد بن کرب
غازی و عمر بن ہشم کہ ایرج کے قتل کرنے کی فکر میں علیحدہ بیٹھے تھے جب انکو معلوم ہوا کہ قاسم کو اژدہا نگل گیا ایرج
اسکے پیچھے گیا یہ لشکر میں آئے سنا کہ صاحبقران مع سرداروں اژدہے کے تعاقب میں گئے ہیں یہ سنکر حیران ہو
کر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا و نگل پر بیٹھے باتیں ہونے لگیں اتنے میں ہرکارے خبر لائے مقام ادب پر دست بستہ
ہوکر بعد دعا و ثناے بادشاہی کے عرض کی کہ لشکر لقا میں آس بن الوس داخل ہوا طبل جنگ بجوایا ہے کل لڑنے کا
ارادہ ہے کہ معرکہ آرا ہے نبرد ہو یہ خبر سنکر بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر میں طبل جنگی بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب
پڑی ادھر مالک بن داکوت کو جو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوا لوگوں سے کہا کہ قطب دوران بھی پاس شہر اعظم کے گئے
ہیں ایرج ساتھ خود اپنے لوگوں کے گیا ہوا ہے دیکھیے انجام لڑائی کا کیا ہے مجبور ہو ناچار حکم دیا کہ کوس حربی بجے تینوں لشکر میں
میں چار پہر رات تیاری رہی صبح کو میدان میں صف آرائی ہوئی جبکہ صفوف قتال و جدال آراستہ ہو چکیں نقیب
نقابت کر کے چلے گئے لشکر لقا میں علمہا سے خر کے پیکر جلوہ گری پر آئے آس اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے تخت لقا
کے آیا پیادہ ہو کر آداب بجا لایا اذن جنگ چاہا عرض کیا اگر حکم ہو تو جا کر طرفۃ العین میں سب کا کام تمام کر دوں قدیم سے اور
سے سارے عالم میں اپنا نام کر دوں بختیارک نے کہا ای آس یہیں تو اسے تمہاری ہی آس ہے پہلے آفتاب پرستوں کا
قصہ پاک کرو سب کو سنا کے خاک کر دو کیونکہ یہ تھوڑے سے ہیں آس نے کہا اگر خداوند کی نظر عنایت ہوگی تو آل
آفتاب پرستوں کو بھی مار دونگا خدا پرستوں کو بھی قتل کر ڈالونگا لقا نے کہا ای آس جا تجھے اپنے ید قدرت کو سپرد کیا

تیرسے دم شمشیر میں سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کردی کوئی آفتاب پرست تیرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا آس نے اپنے
گینڈے کو جولان کیا کچک مارکر میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا خوب غرق عرق ہوا گینڈا بھی آس کا عرق کرلایا
آس گینڈے کو روک کر کھڑا ہوگیا اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد دم بھرکے آواز دی ای آفتاب پرستو جلد میرے
مقابلے کو نکلو یا آکر لقا کو سجدہ کرو آس مبارزطلبی کررہا ہی کہ میدان میں قنوت آفتاب پرست برائے مقابلہ نکلا بعد
تھوڑی ہی گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی آس نے نیزہ نکالدیا اُسنے تلوار ماری اِسنے تلوار کو رد کرکے خود ضرب لگائی
سپر کو کاٹا سرپر پڑی خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو درآئی قنوت نے داستانہ مارا تلوار تو نکلگئی مگر
سر سے دریائے خون جاری ہوا غش طاری ہوا القرض دوپہر تک کئی آفتاب پرست ہاتھ سے آس بن الوس کے
مارے گئے اب برا بنا ہوگیا کئی آدمی آس نے دین کوئی مقابلے کو نہیں آیا اُسوقت آس گینڈے کو اڑاکر آفتاب پرستان کے
لشکر پر گرا تلوار چلنے لگی لقانے فوج کو اشارہ کیا تمام فوج حکم لقا سے برائے کمک آس دوڑ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی
آس لڑتا بھڑتا قریب اقبال شاہ کے پہونچا اقبال شاہ پر سر مقابلہ ہوا آس نے اُسکے حربے کو رد کرکے کمر میں ہاتھ
ڈالکر اُٹھالیا علم کو قلم کیا آفتاب پرست شکست کھاکر بھاگے کوہ اخضر پر چڑھ گئے آس فتح پاکر خدمت میں لقا کی آیا لقا نہایت
خوش ہوا زروجواہر نثار کروایا اقبال شاہ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کرکے زندانخانے میں بھیجا بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران ای آس بن الوس عالی شان اب کل خدا پرستوں کا خاتمہ کرو آس نے جواب دیا ای ملک یہی ایسا ہی ہوگا
لقا سے کہا طبل جنگ بجوائیے لقانے حکم دیا جلد طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون سے خبر
لشکر اسلام میں پہونچائی یہاں بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ
صف آرائی ہونے لگی طرفین سے ابھی کوئی نہیں نکلا نقیبوں نے نقابت بھی نہیں کی ہی کہ گرد صحرا سے اُٹھی ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہوئے جیب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علماے زنگاری کے نشان تیس لاکھ سواروں کے نمایان
ہوئے اور ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف و ثنا لقا کی تحریر ہی بعد اُسکے خاص برداروں کے غول بعد اُسکے مرکب تازی و
ترکی و حبشی و یمنی و عراقی و عربی باساز و سامان مرصع کار بعد اُسکے ہزار بارہ سو جوان بادلے کی لنگیاں کمر میں بندھی ہوئی
گلبدنوں کے پائجامے چوڑی دار پہنے ہوئے گٹھنوں تک بل دیئے ہوئے ہزارے مشکوں کے دہانوں پر چڑھے ہوئے
چھڑکاؤ کرتے ہوئے اس سامان سے چلے آتے ہیں بعد اُسکے بدر بن زلزال تخم پشتی کرگدن پر سوار چلا آتا ہی تین لاکھ سوار
پشت پر ایک ایک جلتہ پوش بکتر پوش بصد جوش و خروش چار آئینہ لگائے سامنے سے نمودار ہوا راوی کہتا ہی کہ نورالدہر نے بدر کو
پکڑکر شہر سیماب میں قید کیا تھا بہمن جادو قید سے رہا کرکے جزیرہ فندق میں لائی اور ایک تختی فولادی کی اس تختی پے
تیار کی اُسکو تعویذ کیا گلے میں بدر کے پہنائی اور سمجھا دیا کہ بسبب اس تختی کے کوئی حربہ تیرے بدن پر تاثیر نکریگا جاحل کا نام
جزیرہ فندق سے اس کافر نے خروج کیا پہلے ملک سیحان کا راستہ لیا جب وہاں پہونچا کامل خان بن کنجا بیب نے
اُس کا مقابلہ کیا بسبب اُس تختی کے کہ نام اُس تختی کا ختقان درنج مند ہی کوئی حربہ اُسکے بدن پر کارگر نہوا
آخرکار کامل خان بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوا بدر نے گرفتار کرلیا ملک سیحان پر اپنا قبضہ کیا اسے یہاں اس قصد
آیا ہی کہ اہل اسلام کو قتل کروں لقا اُسکے آنے سے بہت خوش ہوا ہی بدر نے لقا کو مجرا کیا لقا نے آواز دی ای بدر
تیرے آنے سے خدائی کو بڑی قوت ہوگئی اب تو ان بندگان خدائی کو سزا دے اور مجھ کو بچالے قبطول بیٹا بدر نے
عرض کیا خداوندا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا جمشید بن قباد مرکب کو تحریک کرکے سامنے تخت
کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا اقتدار نگہبان ہی جام کلہ عقرب عنایت کیا جمشید

اُس جام کو پیکر بادل مرکب پر سوار ہو دونوں مقابلے پر آگر نیزا ورزن ہوے مرکب دونوں کے پانچ پانچ سات سات قدم
پیچھے ہٹ گئے پھر انونمین مسلسل بس سکے دونوں سامنے آسے بدر نے نام پوچھا جمشید نے کہا مین بھائی ہون بادشاہ لشکر اسلام
بدر نے کہا بہتر ہے یہی لقا کو سجدہ کرو جمشید نے کہا وہ کافر قابل لعنت ہے بدر یہ کلمہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا کہا خیر معلوم ہوگا
تم ذرا تم سب کی داستنگیری مین تم سب کے لیے ملک الموت ہون ای بدر جو کچھ فن سپاہ گری سے جانتا ہو ظاہر کر حملہ آور ہو تاکہ کوئی
حسرت تیرے دل مین باقی نہ رہجاسے جمشید نے کہا ہم کبھی پیش دستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچا لیگا ہم بھی حربہ
بجھپر کرینگے بدر نے کہا خبردار ہنیا ہو اکنیزہ مارا جمشید نے تیرے پر نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی جمشید نے بدر کا نیزہ
ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری جمشید نے سپر پر روکی تلوار رد کر کے بدر پر تلوار ماری بدر نے سینے پر روکی تلوار جمشید کی اُچٹ
گئی بدر نے تیغہ مارا جمشید کے سر پر پڑا سپر کو کاٹتا ہوا ابرو در آیا جمشید نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا لیکن دریا سے
خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا بدر نے جمشید کو گرفتار کیا طبل بازگشت بجوا کر پھر اصحبت مین لقا کی آیا تیچھے
لاف و گذاف بکا بختیارک نے کہا ای بدر عجب وقت پر تم یہان آکر پہونچے کہ لشکر اسلام مین کوئی سردار نامی نہین
سب کو بلاخوف و خطر قتل کرو کسی سے نہ ڈرو بدر نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ادھر لشکر اسلام
حیران و پریشان اداسی چہرون پر چھائی ہوئی پلنا تھوڑے ہی عرصہ مین ہرکارے خبر لاے عرض کیا حضور بدر نے طبل جنگ
بجوایا کل بھی ارادہ اسکا مقابلہ کرنے کا ہے ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی دم سحر
دونون لشکر میدان کارزار مین آے صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف کے نقیب نہیب دیکر چلے گئے بدر عرصہ
کارزار مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے نہنگ زور و شیر بیشہ وغا نجم سپہر شجاعت دُر دریاسے قوت صف شکن و ضغدر
اسد بن کرب دلاور نے گھوڑے کو اُڑایا جب سامنے پہونچا بدر زنگا ورزن ہوا بدر نے اُزسرتاپا دیکھا ایک جوان ماہ طلعت
مہر صورت آنکھون مین لال لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑے ہوے گریبان مانند صبح صادق چاک زرہ آستین کاستکی دلی
نہایت شوخ و چالاک بدر نے کہا شہر کو نام خود را ورین انجمن ہا کہ بسیار تند آمدی ہوے من ہا اسد نے نعرہ کیا نعرہ اسد
اسد نامدار م حربی و دلیر ہو کہ آبا زنہیبم شود قلب شیر بدر نے کہا تم لوگون سے برسنا نام پیدا کیے لیکن اب ستارہ اقبال پر زوال
آیا اور یا رہین تم سب گرفتار ہو گھبراؤ مع فرزندان نامی و سرداران گرامی غضب خداوندی مین گرفتار ہو تم کو واجب و لازم ہے زمرہ قنا
سجدہ کرو خطا تمھاری معاف ہو جائیگی اسد للکارا ای گبر ناحق شناس ای کندہ ناتراش یہ تو کیا فضول بکتا ہے ہم اس
بھگوڑے کو سجدہ کرینگے سوا سے لعنت کے اور کوئی کلمہ اسکے حق مین نہ کہینگے لاکھ لاکھ لعنت ہے لقا پر اور اُسکے پرستارون
کے اوپر بدر یہ کلمہ سنکر نعل در آتش ہو گیا آواز دی ای یزدان پرست اپسے کلمے منہ سے نہ نکال ورا زبان کو سنبھال لو دیکھ
مجھکو سزا اسکی کامل دیتا ہون شعر بیار انچہ داری ز مردی نشان ہ کمان کیانی و گرز گران ہ اسد نے کہا او دشمن دین ہمارا
دستور نہین کہ پہلے حریف پر حربہ کرین بدر خبردار خبردار کہکر قریب آیا زور و شور نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پنجہ
رد کا نیزہ بازی ہونے لگی بعد دو ساعت کے نیزہ اسد نے ہاتھ سے بدر کے نکالا ہاتھ پر آگ ہو گیا تلوار کا وار کیا
اسد نے روکی باہم تلوار چلنے لگی بدر جب تلوار مارتا تھا اسد سپر کو پناہ چہرہ انور کرتا تھا جب اسد نامدار کا وار چلتا تھا
بدر سینہ سپر کرتا تھا صاف تلوار اُچٹ جاتی تھی غرض اسد نے بہت سے وار کیے مگر اسپر کوئی کارگر نہ ہوا آخر کار اسد نامدار
زخمی ہوا حالت زخمداری مین بدر پر تلوار ماری بدر نے وار کو رد کر کے اپنا وار کیا سر اسد نامدار چکنا چور ہو گیا
بیہوشی طاری ہوئی بدر نے اسد کو باندھ لیا خدمت مین لقا کی بھیجدیا پھر مبارز طلب کیا عمرو بن سنتہ مقابلے کو
آیا بدر نے اس شجاع جوان کو دیکھکر نام پوچھا اس جوان نے کہا میرا نام عمرو بن سنتہ ہے چھوٹا بھائی قاسم کا ہون

بعد گفتگو کے خوب تلوار چلی بدر رستہ کے بدن پر تو ایک خط بھی نہ پڑا لیکن عمرو بن رستم بہت زخمی ہوا حالت زخمداری میں ایک تیغہ پھر بدر پر مارا تیغہ اچٹ کے گینڈے پر پڑا گردن گینڈے کی قلم ہوگئی گینڈا اور بدر دونوں تہ و بالا ہوئے کافر آگے دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام بڑھے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی عمرو بن رستم بیہوش ہوگیا کافروں نے گرفتار کرلیا بدر کو لوگوں نے گینڈے سے جدا کیا بدر اور گینڈے پر سوار ہوکر پھر لڑنے لگا لڑتا ہوا بادشاہ اسلام تک پہونچا بادشاہ اسلام نے حربہ کیا اسکے بدن پر کچھ اثر نہوا القصہ بادشاہ اسلام بھی مجروح ہوئے دن بھر تلوار چلی یہانتک کہ شام ہوگئی لشکر اسلام شکست کھاکر بھاگا تمام مال و اسباب لیکر بیشۂ شمشاد کی طرف روانہ ہوا لقا نہایت خوش خوش بدر کو ہمراہ لیے ہوئے زر و جواہر بدر پر سے نثار کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی لقا نے ہرکاروں کو بلاکر کہا جاؤ لشکر اسلام کی خبر لاؤ یہ خدا پرست کہاں بھاگ کر گئے ہیں کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا تقدیر کی ہیں نے ان سب بندگان خوبی کو غارت کرونگا ہرکارے گئے جلد دو دن کے خبر لائے کہ خدا پرست بیشۂ شمشاد میں ہیں وہاں سے قلعۂ مشتری حصار کا قصد ہے کچھ عجب نہیں آپ کے جاتے جاتے یہ قلعۂ مشتری حصار میں داخل ہوجائیں لقا نے کہا میرے ہاتھ سے کہاں جائینگے انکو قتل کرکے اپنے پیغمبر ناصر لگا فرنگ شاہ کو بلواؤنگا اور چلکر قسطول خدائی پر جلوہ فرما ہونگا از سر نو خدائی اپنی چمکاؤنگا تاکہ سب کو معلوم ہوجائے لقا نے خدا پرستوں کا خاتمہ کیا بدر بن زرلازل ایک حبشی شراب کے نشے میں بدمست تھا کہ خیال معشوق کا بندھا یہ جرانز زن سے ملکہ گیتی افروز پر مائل و مبتلا عاشق و شیدا اسکی خیال میں گذرا کہ چلکر باختر کو مسخر کیجیے اپنی معشوقہ کو لے لیجیے لقا سے عرض کیا اے خداوند آپ تو خدا پرستوں پر جائیے میرے ہمراہ نور جلیدہ قدرت لاہوت شاہ کو کردیجیے میں جاکر کل باختر کو تسخیر کرونگا کامل خان بن گنجاب کہ بادشاہ کوچک باختر ہے اسکو تو میں نے قید کرلیا ہے اب مظفر بن فغفور چون آشام و سلیمان شاہ فارسی کہ ملک سائل میں ہیں انکو اسیر کرونگا لقا پکارا اے بدر قسم ہے مجھکو اپنی خدائی کی میں نے سنہ برس آگے یہی تقدیر کی تھی اُسی وقت لاہوت شاہ کو بدر کے ساتھ روانہ کیا اور خود چاہا کہ اہل اسلام کے تعاقب میں جاؤں بختیارک نے کہا یا خداوند یہ آفتاب پرست ٹھہرے ہیں پہلے انکا علاج کر لیجیے بعد اُسکے خدا پرستوں کے استیصال کا ارادہ کیجیے لقا نے کہا یہی تقدیر کی اور آہن سے کہا تو پہاڑ پر چڑھکر آفتاب پرستوں کو قتل کر وہ بولا کہ میں موجود ہوں آپ طبل جنگ بجوائیے سب مارے ایک کو نہ چھوڑونگا ان سب کی قضا میرے ہاتھ سے ہے انکو اس فکر میں چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کا مع تمام سرداروں و فرزندوں کے طلسم جہان عجبان میں مبتلا ہونا اور شاہزادہ نور الدہر کا طلسم فتح کرکے رہائی دینا مخمس

ہے اصل ہی زمین تک جانا مرے آگے
دھوکا ہی طلسم تہ و بالا مرے آگے
اک شعبدہ ہے دہر کا نقشہ مرے آگے
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

رہتا ہے لیے تجھ کو تمنا ترے پیچھے
اے دنیا ہے مرا موت کا جینا ترے پیچھے
وحشت سے نہیں آپ میں آتا ترے پیچھے
مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے

ہوں خاک نہیں خاک کی ہمتا مرے اٹھتے
سب کچھ ہے مگر کچھ نہیں جیتا مرے ہوتے
کوئی ہو کبھی رنج نہیں کہتا مرے ہوتے
ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے
گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے

ہر دم تمام ہے میں فکر جو حق میں گرفتار
اسکو تو سمعنی ہے کہاں لذت اشعار
منگوائیے شیشہ سے خوشرنگ دو چار
پھر دیکھیے انداز گل افشانی گفتار
رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے

بدنام ہوں ایسا کہ سنتا ہوں کہ اچھا
منظور ہے جو چاہے کریں ذکر اچھا
کچھ اور سمجھتا ہے بگڑ نام مرے دل کا
نفرت کا گماں گزرے ہے میں رشک سے گزرا
کیونکر کہوں لو نام نہ ان کا مرے آگے

اک ہم ہی کہ ہاتھ نہیں نیا جنوں کا کام
اک میں ہی فن کہ ہے عجب زبان ہے ہم نام
خونریز ہے قاتل ہیں زمانے کے آرام
اعجاز کی باتیں ہیں کرامات کے پیغام
مجنوں کو برا کہتی ہے لیلیٰ مرے آگے

مرتا تو ہوں پر ایسا ہوں دم آخر یہ ستم ہے
تسکین تو کوئی دم غم عشق کا مرہم ہے
کس واسطے یارو یہ غضب جانے کو ہم ہیں
لو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
وہ زرا ہم سے جو آنسو گمان کہتے ہو تم کیا
مشہور ہے تسلیم کے مانند جیتا
کب تک میں کروں صبر کہاں تک ہے تحمل
ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے
غالب کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے

بیار کان تماشائے طلسمات عجیبہ و سیر کنندگان قصص نیرنجات لطیفہ نے یون بیان کیا ہے کہ صاحبقران با وقار مع سرداران نامدار شہر زرافشان حصار میں جلوہ فرما ہیں اور حال طلسم جان نیخان کہ اسکو طلسم قہقری و دیوانگی کہتے ہیں سعادت شاہ کی زبانی معلوم ہو چکا ہے صبح کو وہان جانے کا ارادہ ہے القصہ جب شب گذر کر وقت سحر نمودار ہوا غل ہوا کہ ایرج مع اپنے سرداروں کے بستر خواب سے غائب ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ کام اُسی وزیر مکار کا ہے اسکو یہ کب گوارا تھا کہ ایرج ہمارے ساتھ رہتا ہم پر تو فلک ٹوٹ پڑا تھا ہم ایسا بہادر ہمارے سامنے سے اُٹھ گیا تم زندہ و سلامت بیٹھے رہے یہ کہکر آبدیدہ ہوئے اُدھر علمشاہ رومی چیخین مار مار کر رونے لگا تمام دشت جیہون کا حال تباہ ہوا بدیع الزمان مشغول گریہ و زاری اور نور الدہر مبتلائے بیقراری ہوئے صحبت بھر میں سناٹا پڑ گیا سعادت شاہ نے عرض کیا ای شہریار غلام کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اژدہا تو نہیں ہی جادوگر ہے شاہزادہ خاور سپاہ زندہ ہیں صاحبقران نے فرمایا ای سعادت شاہ تم سچے ہو کس واسطے کہ یہ اژدہا بزبان انسان گویا تھا اب ہمارے ساتھ آؤ ہم کوہ پہاڑ دیکھا چاہتے ہیں کہا بسم اللہ تشریف لے چلیے امیر اسی وقت سعادت شاہ کے ہمراہ سرداروں سمیت روانہ ہوئے چار گھڑی دن باقی تھا کہ دامنہ کوہ منصورین پہونچے دیکھا ایک کوہ نہایت زمرد شکوہ گلہائے گوناگون شگفتہ جانوران بوقلمون زمزمہ سرا ایک دری کا قہقہہ طاؤسون کی رفتار مستانہ چاور آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین سنکے جھونکے عجب کیفیت کی جا نہایت مقام پر فضا ایک طرف ایک قصر عالی شان فلک نشان اور وہی برج ہے کبوتر باز وہان کبوتر اڑا رہا ہے امیر سامنے اُس قصر کے حیران دیکھ رہے ہیں کہ ایک ہوا چلی پردہ دریچہ ہائے قصر پر پڑے تھے وہ اُٹھے نازنینان مہجبین و پریان نمکین نمودار ہوئین سب کی سب حور تمثال غضب کا حسن و جمال تمام زعفرانی جوڑے پہنے ہوئے ساتھ نازو ادا کے کہتی جو اہر نگار پر متمکن ہوئین شوخ و طرار کبک رفتار جوبن کا اُبھار سنہرے بنے گزدیدن آن شکل و رفتار یہ دیکھ زاہد صد سالہ زنار بند حمزۂ صاحبقران مع سرداران عالی شان باآنہز و لذت و فریفتہ ہوئے ایک نازنین سردار جسکے ہاتھ میں ایک ترنج ہے اُس نازنین نے ترنج کو امیر کی طرف پھینکا امیر با توقف نے اُٹھا کر اُس ترنج کو سونگھا بمجرد سونگھنے اُس ترنج کے عالت دیوانگی بہم پہونچی ترنج ہاتھ سے پھینکا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے زیر قصر جا کر بیٹھے وہ نازنین پکاری جو ہماری آرزو کرے وہ اس ترنج کی بو سونگھے یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے اُٹھا کر اُس ترنج کو سونگھا یہ بھی دیوانہ بنکر زیر قصر جا کر بیٹھا پھر اُس نازنین نے آواز دی جو ہمکو چاہے وہ اس ترنج کو اُٹھائے علمشاہ نے اُٹھا کر سونگھا وہی حالت ہوئی پھر تو تمام سرداران نامدار بیقرار ہو ہو کر ترنج سونگھ سونگھ کے دیوانے ہو گئے ہوش و حواس کھو گئے دامن صبر و تحمل ہاتھ سے چھوٹا ہر ایک پکارنے لگا کہ ای جان جہان وای بر باد کن دین و ایمان تیری جدائی بہت شاق ہے قدمبوسی کا کمال اشتیاق ہے شعر کہ اشتیاقیست کہ بر بیدار نیز دارد دل من ہر دل من دانہ و من دانم و دانند دل من مع ہاں سب سردار مع صاحبقران نامدار حرکتین دیوانگی کی کر رہے ہیں لیکن نور چشم مومنان و مسلمان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان نور الدہر عالی شان نے جو دیکھا کہ جد بزرگوار و پدر نامدار مع سرداران ذوی الاقتدار مسحور بحر ہوئے دل میں خیال کیا میں قصر پر جا کے اس نازنین کو زیر کروں یہ رنگانہ ساحرہ معلوم ہوتی ہے ای نور الدہر جب تک اسے نہ مارو گے کوئی ہوش میں نہ آئیگا سب کام تمام ہو جائیگا اور کیا عجب ہے یہی اژدہا بنکر خاور سپاہ کو نگل گئی ہو بس نور الدہر یہ سوچکر آگے بڑھا اور رو برو دریچہ جلوہ

ٹھک رہی تھی اُسے پکڑکے چڑھا چنے کہ وہان پہونچا جہان ایک سوراخ ادرشند ان کے مانند بنا ہوا تھا ہین سے ایک ہاتھ پیدا ہوا کہ مین نور الدہر کی پڑا شاہزادے نے ہرچند زور کیا لیکن وہ ہاتھ جدا نہوا آخر کار شاہزادہ بیہوش ہوگیا اپنے کو کچھ خبر نہ تھی کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا دیکھا ایک باغ بے مثل و نایاب ہی نہایت سبز و شاداب ہی گل مہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین بلبلین شاخون پر زمزمہ سرا طرح طرح کے پھول شگفتہ ہین **نظم**

یاسمین چنبیلی گل، یاچین گڑھل
سیوتی داؤدی نرگس جعفری
چھوٹتے فوارے ہین یون باربار

لالہ و صد برگ نافرمان کنول
کررہے تھے سارے گل جلوہ گری
جسطرح ساون مین ٹپکی ہو پھوار

نسترن شبّو چنبیلی موگرا
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار
تھا یہ فرحت بخش دل وہ بوستان

رائی بیل امر بیل جاہی جوہی موتیا
اپنے اپنے طور کی سب پر بہار
جسکو کہیے ثانی باغ جنان

پھر ایک عمارت پاکیزہ بنی ہوئی ہی ایک قصر عالی شان زمین رفعت کا آسمان لوگون کو دیکھا بیٹھے پھول چُنون سے توڑ رہے ہین بیٹھے ہار بنائے جاتے ہین جو لوگ کہ مکانون مین بیٹھے ہین کوئی سوت کھول رہا ہی کوئی تاگے بٹ رہا ہی کوئی ڈلیان بُن رہا ہی جتنے ہین اپنے اپنے کام مین سب مصروف ہین کوئی بیکار نظر نہین آتا اُن لوگون نے جو نور الدہر کا وہ حُسن و جمال وہ دبدبہ جاہ و جلال دیکھا ہر ایک نے سلام کرکے کہا ای شہریار آئیے آپ بھی مانند ہمارے گرفتار ہوئے اب تا دم حیات یہان سے نجات نہوگی شاہزادہ بولا خیر جو خدا کی مرضی رضینا بالقضا جو خواہش الٰہی ایک نے عرض کیا ای شہریار آپ بھی کچھ کام کیجیے کسواسطے کہ بے مزدوری یہان کھانا کسی کو نہین ملتا ہی نور الدہر برہم خاطر ہوکر بولا دور ہو میرے سامنے سے مین کیا مزدور ہون جو مزدوری کرون اُسنے جواب دیا آپ کو اختیار ہی آپ جانیے آپ کو آگاہ کردیا چاہیے مانیے چاہیے نہ مانیے القصہ دن پھر اسی طرح گذرا ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف رہا نور الدہر سیر کنان پھرا کیا جب شام ہوگئی تو نازنین آکر قصر عالی شان مین بیٹھی اور وہ پھول جو سب نے توڑکر ہار بنائے تھے اُس نازنین کے سامنے لیگئے نیچے قصر کے کھڑے ہوئے وہان سے خواصین آئین تمام ہار پھول لیگئین بعد گھڑی بھر کے وہ نازنین اُٹھ گئی یہ سب وہان سے پھر کر اپنے اپنے مقامون پر بیٹھے چراغ روشن کیے تھوڑی دیر کے بعد خوان کھانے کے لوگ لائے آگے دار وغہ مطبخ نے سب کو کھانا تقسیم کیا نور الدہر سے بات تک نہ کی سبھون نے کھانا کھایا شاہزادے کی صلاح بھی نہ کی بعد کھانا کھاچکنے کے سو رہے صبح کو پھر اُٹھے گلچینی مین مصروف ہوئے وہ دن اُسی طرح سے گذرا نور الدہر فاقے سے بیٹھا رہا رات کو پھر بدستور سابق پھر دیر وار وغہ آیا سب کے واسطے کھانا لایا ہر ایک کو دیا لیکن نور الدہر کی طرف التفات نہ کی نور الدہر کو از بسکہ بھوک کمال تھی تاب باقی نہ رہی پکارا ای شخص مجھ پر تیسرا فاقہ ہی تو سب کو کھانا کھلاتا ہی مجھ کو نہین دیتا مین تجھے ماروںگا تجھ سے کھانا چھین لونگا یہ کہکر دوڑا اُس سے لیپٹا اُسنے دو گھڑی کے بعد نور الدہر کو چار دن شانے چت دے مارا مشکین باندھ لین کہا ای عزیز تجھے اور کیا سنزا دون تو قیدی طلسم ہی بلکہ تجھ کو آگاہ کرتا ہون جب تک تو کچھ محنت نہ کریگا کھانا نہ ملیگا یہ کہکر مشکین کھولکر چلا گیا لوگون نے شاہزادے کو سمجھانا شروع کیا کہ ہم تو روز اول آپ سے کہتے تھے آپ کچھ مزدوری کیجیے آپ نے نہ مانا دار وغہ سے بھی عبث لڑے شاہزادہ بولا تجھ تو کچھ بھی نہین آتا مین کیا کرون ایک شخص پکارا ہم کیا قوم کے مزدور ہین مگر کیا کرین فلک سے مجبور ہین ایک بولا ہم سوداگر بچے ہین مگر یہان مزدوری سیکھے ہین نور الدہر سب کی باتین سن رہا ہی اور اپنے حال پر رو رہا ہی کہتا ہی ای نور الدہر کیا انقلاب دہر دو رنگ ہی کہ ہمارے ادنے ملازم خوان کھانے کے تقسیم کردیتے تھے یا اب ہم خود پارچہ نان کو محتاج ہین لوگون نے جو روتے دیکھا کہا ای شہریار آپ بیٹھے بیٹھے کچھ پھول ہی توڑ لیجیے اور کچھ نہ کیجیے آپ کو وقت شام کھانا تو ملیگا شاہزادے نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اتنا تو ہوسکیگا جو کچھ ہو مگر ہارے تو بڑی حالت تھی غش کی نوبت تھی الغرض چمن مین بیٹھ کر پھول توڑنے

جب شام ہوئی تو آج نور الدہر کو بھی کھانا ملا شاہزادے نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر سو رہا صبح کو بہشت سے پھر [illegible]
جمع کیے اُس روز کھانا کل سے زیادہ ملا خوب کھایا اسیطرح ایک ہفتہ گذرا اب نور الدہر نہایت پریشان کمال حیران دل مین
سوچا کہ اس مزدورون کیطرح اوقات بسر ہونے سے تو موت بہتر ہے بس یہ خیال کر کے وہ [illegible] رات رہے سے ایک طرف
روانہ ہوا جب اس باغ سے نکلا جاتے جاتے قریب ایک گنبد کے پہونچا دیکھا کہ وہ گنبد سنگ سبز کا ہے اور دروازہ اُسکا
بند ہے چاہا کہ دروازہ کھولے اندر سے گنبد سے آواز دردناک پیدا ہوئی کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا
کجروی تونے میرے ساتھ کی اب مجھسے ایذا قید کی نہین اُٹھ سکتی اے پروردگار یا تو اس قید سے مجھے نجات دے
یا عزرائیل کو حکم کر کہ قبض روح کرے تو سوا تیرے اسوقت مدد مین کوئی نہین ہے پھر یہ صدا آئی کہ کون یہان نکلو چھڑانے کو
آئیگا بس یہین گھل گھل کے مرونگا افسوس ہے کہ کفن و دفن بھی نصیب نہوگا بس یہ آواز سنکر نور الدہر سمجھا کہ کوئی
مرد مسلمان یہان گرفتار بلا ہے آفت مین پھنسا ہے گنبد کیطرف بڑھا اتنے مین کچھ لوگ دکھائی دیے پکارے کہ خبردار
گنبد مین نہ جانا نور الدہر نے اُنکے کہنے پر مطلق التفات نہ کی اُسوقت لوگ للکارے کہ ہم یہان کے نگہبان ہین ہم تجھے
جانے نہ دینگے یہ کہکر شاہزادے پر دوڑے نور الدہر بھی ان پر متوجہ ہوا اور ایک حملہ کر دیا ایک آدھ کا [illegible]
پریشان کیا دس پانچ کو تلوار سے مارا باقی جو تھے فرار ہوئے نور الدہر دروازہ گنبد کا کھولکر اندر گنبد گیا دیکھا کہ
گنبد نہایت وسیع ہے اور ایک طرف شہزادہ غل و زنجیر مین گرفتار کھڑا ہے یا آتشین بر پاین لپیٹے ہین نور الدہر نے کہا کہ اے
بزرگوار آپکو کسنے قید کیا شہزادہ بولا کہ اے فرزند ایک ساحرہ مجھے پکڑ لائی ہے نور الدہر نے کہا مین [illegible]
پکارا کہ یہ خیال تمہارا خام ہے یہان کارخانہ طلسم سحر کا دام گسترہ ہے تجھے تم نہ چھڑا سکوگے ساحرون سے عہدہ برا نہو سکوگے
یہی باتین تھین کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی بلند ہوئی ایک سمت سے کچھ دیو انکے پیدا ہوئے سرون کے بال اُنکے کھلے ہوئے
زنجیرین کمرون مین بندھی ہوئین آنکھین لال لال ڈورے وحشت کے بھرے ہوئے وہ سب شاہزادے پر دوڑے نور الدہر
ہر چند اُنسے لڑا مگر کچھ نہو سکا آخر کو گرفتار ہوا دیوانے اُسکو باندھکر لیگئے اور ایک چاہ تاریک مین شاہزادے کو قید کیا
شام کو دو روٹیان جو کی اور ایک آبخورہ پانی کا شاہزادے کو ملتا تھا عجب حال مین وہ یوسف صاحبقرانی گرفتار تھا اپنے
حال کثیر الاختلال پر روتا تھا کہ اے نور الدہر کس عذاب مین تو پھنسا وہین اوقات اچھی طرح بسر ہوتی تھی کہ دن بھر کچھو
چنتے تھے شام کو سو رہتے تھے یہان تو نہ کسی آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہے نہ کسی کی آواز سنائی دیتی ہے زندہ در گور ہین
قصہ مختصر چاہ مین قید ہوئے تیسرا دن تھا شاہزادہ نہایت غمگین و ملول بیٹھا ہوا دعائین مانگ رہا تھا کہ ایک مرتبہ زمین شق
ہوئی اور ایک شخص کہ اُس کی تیز آنکھین گردن مدار و شانو پر سر رکھا ہوا فتیلہ ہاتھ مین روشن دکھائی دیا نور الدہر
نے پہچانا کہ یہ تو ادلوس جن ہے نہایت خوش ہوا پکارا کہ بھائی خوب وقت پر پہونچا تو مجھے یہان سے نکال کہ مین قریب ہلاکت
ہون عجب عذاب مین مبتلا ہون گرفتار مصیبت ہون ادلوس نے عرض کیا کہ مین فقط آپکی رہائی کے واسطے آیا ہون آپ
خاطر جمع رکھیے مین لیے چلتا ہون یہ کہکر شیر مال اور کباب مرغ سامنے شاہزادے رکھے کہ اسے نوش جان فرمایئے آپنے کچھ
کھایا بھی نہوگا نور الدہر نے کھانا کھایا ادلوس نے پانی لا کر پلایا بعد اُسکے پتھر جو کنوئین پر ڈھکا تھا اُسکو بلند ہو کر ہٹایا
جب دہن چاہ کھلا اُس یوسف لقا کو اپنی پشت پر سوار کر کے باہر لایا نور الدہر نے پوچھا اے ادلوس تو مجھے کہان
لیجائیگا اُسنے کہا جہان فرمایئے نور الدہر بولا اے ادلوس میرے تمام عزیز حمزہ صاحبقران طلسم مین گرفتار
ہین اور قاسم کو اژدہا اسی طلسم کا باشندہ نگل گیا ہے مین بغیر طلسم کے فتح کیے نجاؤنگا یا طلسم مین اپنی جان دونگا
شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ؛ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ؛ ادلوس نے عرض کیا [illegible]

طلسم کا توفتح ہونا دشوار تر ہے لوح کا حال معلوم نہین کہ کسکے پاس ہے کدھر ہے نورالدہر نے قسم کھائی کہ اے ادلوس مین
یہان سے نہ جاؤنگا ادلوس نے عرض کیا کہ اس مقام پر سے تو چلیے کسی جاے امن مین بیٹھیے مین جانفشانی کرونگا لوح کا
پتا لگاؤنگا یہان ہر ایک دشمن جان تشنہ خون ہے اگر کوئی ساحر آئیگا آپ بھی گرفتار ہو جائینگے مین بھی آپکے ساتھ گرفتار
ہونگا جان بچنا مشکل ہو جائیگی نورالدہر نے کہا اچھا جہان جی چاہے چلو مگر طلسم سے باہر نہ لیجانا ادلوس نے کہا کیا
مجال وہان سے شاہزادہ نورالدہر کو کاندھے پر بیٹھا کرکے اُڑا اور صحراے پر فضا مین اُتار کر کہنے لگا شاہزادہ عالم آپ
جبتک یہان سیر صحرا ملاحظہ فرمائیے مین تلاش لوح مین جاتا ہون یہ کہکر آپ ایک طرف کو روانہ ہوا بعد پہر بھر کے آیا کہا کہ
اے شہریار لوح طلسم دیو دوسر کے پاس ہے نورالدہر نے کہا کہ مجھے وہان لیچل مین اُس دیو کو قتل کرون اور لوح اس سے
لون ادلوس پکارا شہریار آپ اُس کا کیا کر سکینگے اُس کا مارا جانا بہت دشوار ہے قضا اُسکی تیغۂ خاراشگاف سے ہے
اور تیغۂ خاراشگاف الماس پری کے پاس ہے اور الماس پری دیو دوسر کی قید مین گرفتار ہے وہ چھوٹے تو تیغۂ
خاراشگاف لاے دیو دوسر مارا جاے تو لوح ہاتھ آے شاہزادے نے جواب دیا اے ادلوس تجھی سے سب کچھ ہوگا تجھسے
زیادہ دوست میرا کون ہے ادلوس نے عرض کیا کہ مین جانبازی مین قصور نکرونگا اے شہریار چلیے قسمت آزمائی کیجیے
یہ کہکر پھر نورالدہر کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے لیچلا بعد پہر بھر کے ایک صحرا مین پہونچا اور ایک گنبد سبز زمرد نگار دکھائی دیا
آگے اُس گنبد کے دیو دوسر کو دیکھا کہ غافل سوتا ہے ادلوس نے کہا کہ شہریار یہی دیو دوسر ہے وہ لوح اُس کے گلے مین
پڑی ہے جلد اسے قتل کیجیے مگر سواے تیغۂ خاراشگاف کے کوئی حربہ اثر نکرے گا اور لوح تو مین آپکو ابھی لائے دیتا ہون یہ کہکر
دیو کے پاس گیا داروے بیہوشی نکالکر اُسے سنگھائی کہ وہ اور زیادہ غافل ہوا مقراض سے ڈورا لوح کا کاٹ کر لوح
لاکر شاہزادہ نورالدہر کو دی اور کہا کہ اے شہریار اسے دیکھیے کیا اسمین لکھا ہے نورالدہر نے لوح کو پڑھا اسمین مضمون
تھا کہ اے شکنندۂ طلسم تجھے لائق و لازم ہے کہ اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح طلسم تجھے ملے تو پہلے دیو دوسر کو
مار کہ یہ دربان طلسم ہے مگر کوئی حربہ اسکے بدن پر تاثیر نکریگا اور کسیطرح یہ نہ مریگا جبتک کہ تیغۂ خاراشگاف الماس پری
نہ ملیگا اور الماس پری اسی گنبد سبز مین قید ہے دیو سے پوشیدہ ہوکر اندرون گنبد جا اور اُسے چھڑا وہ تجھے تیغہ لا دیگی مگر
جسوقت کہ اُسے قید سے مخلصی دینا گوشوارہ اُسکے کان کا لے لینا اور کہنا کہ جب تو وہ تیغہ لائیگی تو گوشوارہ اپنا پائیگی
نورالدہر نے تمام حال ادلوس سے کہا وہ بولا کہ ایسا وقت پھر نہ ملیگا کہ دیو دوسر حرامزادہ خواب مرگ مین گرفتار ہے
جلد گنبد مین جائیے اُس پری کو چھڑائیے نورالدہر گنبد کے پاس آیا دیکھا تو دروازہ اندر سے بند ہے شاہزادے نے لوح کو
ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر دروازہ کھل جائیگا نورالدہر نے اسم پڑھکر دم کیا دروازہ وا ہوگیا
شاہزادہ اندر گنبد کے آیا دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسین و خوبصورت ستون سے بندھی ہوئی غل و زنجیر مین گرفتار ہے
حال پر گریان ہے نورالدہر نے اُسکے پاس جاکر پوچھا کہ اے نازنین اگر مین تجھے رہا کرون تو تو تیغۂ خاراشگاف مجھے لا دیگی
پہلے تو اُسنے انکار کیا کہ مین تیغہ کیا جانون کہان ہے نورالدہر بولا خیر اگر تمہین قید سے چھوٹنا ہے تو تیغہ لا دینے کا اقرار
کرو نہین تو خیر قید مین پڑی رہو وہ بولی کہ بہت اچھا تیغہ مین لا دونگی آپ مجھے رہا کیجیے نورالدہر نے اسم لوح کا پڑھکر
اُسپر دم کیا قید اُسکے بدن سے دور ہوگئی جس رسی مین بندھی ہوئی تھی اُسے نورالدہر نے کاٹ دیا الماس پری نے
شاہزادے کے قدمون کو چوم لیا بعد اُس کے عرض کی کہ حکم ہو تو تیغہ جاکر لاؤن نورالدہر نے کہا کہ گوشوارہ اپنا مجھے
دیتی جاؤ تو تمھارے آنے کا یقین ہو الماس پری نے عرض کیا کہ شہریار مین دغا نکرونگی آپ کچھ وسواس نکیجیے اور خیر اگر میرے
آنے کا یقین نہین ہے تو گوشوارہ لے لیجیے مین اب آپکی کنیز ہو چکی کبھی یہ احسان نہ بھولونگی کہ ایسے عذاب الیم سے مجھے نجات ملی

یہ کہکر گوشوارہ کان سے اتار کر شاہزادے کو دیا اور پرواز کرکے رو بسوئے آسمان روانہ ہوئی نورالدہر اُس گنبد سے نکلکر
ایک درخت کے نیچے بیٹھا ادلوس نے کھانا لاکر کھلایا پانی پلایا شاہزادہ لیٹ کر سو گیا ادلوس نگہبانی میں مصروف
رہا جب صبح ہوئی نورالدہر بیدار ہوا وضو کیا نماز پڑھی اسمیں وہ دیو بیدار ہوا دیکھا دروازۂ گنبد وا ہے اندر آیا پریزاد کو
نپایا گھبرا کر باہر نکلا لوح بھی گلے میں نہ دیکھی بہت پریشان ہوا کہ یہ کون تھا کہ پریزاد کو بھی چھڑایا اور لوح بھی لیگیا سامنے
جو دیکھا نورالدہر کھڑا ہے اور لوح گلے میں پڑی ہے دوڑا کہ اے خیرہ سر تو نے غضب کیا کہ قیدی کو میرے چھڑا لیا میرے
ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکر حملہ آور ہوا نورالدہر نے حملہ اسکا رد کیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو
ضرب کریگا جو اسکے خون کا قطرہ زمین پر گریگا اُس سے دیو ایسے تیار ہوگا ہزاروں دیو پیدا ہونگے تجھکو جان بچانا مشکل
ہو جائیگا بے تیغ خارا شگاف اسکی اجل نہیں ہے یہ دیکھکر شاہزادہ حیران ہوا کہ کیا کروں حملے اسکے رد کرنے لگا
اسیطرح چہر دو پہر گذری نورالدہر اپنی زندگی سے مایوس ہوا دعائیں مانگنے لگا کہ اے پروردگار اگر حیات مستعار
باقی ہے تو تیغ خارا شگاف مجھ تک پہونچا دے یہ دعا شاہزادے کی بدرگاہ خدا قبول ہوئی الماس پری آن پہونچی
تیغ شاہزادے کے پاس پھینکدیا دیو دوسر الماس پری پر دوڑا کہ پہلے تجھے ماروں بعد اسکے اس سے سمجھوں
شاہزادہ پکارا او نابکار میں تجھے کب چھوڑتا ہوں دیو دوسر نے وار تمشاد شاہزادے پر مارا شاہزادے نے خالی دیا
دی ضرب زمین پر پڑی ایک تتق گرد بلند ہوا شاہزادہ اُسمیں پوشیدہ ہوگیا دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا
گم کر گیا ہوگیا نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او آدم خوار کسکو تو نے مارا خبردار ہو اور تیغ خارا شگاف اسکی کمر پہ مارا دو ٹکڑے
اُس دیو ملعون کے ہوے شور قیامت زا برپا ہوا تاریکی پیدا ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دیو دوسر بود جب
روشنی ہوئی ادلوس نے قدموں کو بوسہ دیا کہ کیا کار نمایاں آپنے کیا پریزاد گرد پھرنے لگی ہاتھ شاہزادے کے چوم لیئے
شاہزادے نے گوشوارہ دیکر اُسکو رخصت کیا بعد اسکے شاہزادے نے ادلوس سے کہا کہ تم بھی جاؤ میں طلسم کشائی کو
جاتا ہوں ادلوس نے عرض کیا کہ لوح سے ہوشیار رہیگا غافل نہ ہو جیئے گا اور جو کوئی پیچ پڑ گیا لوح چھن گئی تو پھر
ملنا دشوار ہوگا شاہزادے نے کہا کہ اے ادلوس پروردگار حافظ ہے جو چاہیگا وہ ہوگا حتی الامکان تو لوح سے
غافل نہونگا یہ کہکر ادلوس کو رخصت کیا آپ لوح طلسم دیکھکر ایک طرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا ایک مکان
دکھائی دیا شاہزادہ اندر اُسکے گیا ایک اژدہے کو دیکھا کہ رنگ بدن کا بائے زرد دونوں آنکھیں سرخ منہ سے قلاب
آتشیں نکلتے ہوئے بیٹھا ہے اور پیچ مار رہا ہے اسکی جو نگاہ شاہزادے پر پڑی دوڑا قلاب آتشیں چھوڑا نورالدہر
اُچھلکر الگ ہٹ گیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اژدہا شہرانگیز جادو ہے کوئی حربہ اپنا اسپر نکرنا یہ اسم سو بار پڑھکر
اسپر دم کر کہ یہ چستی و چالاکی اسکی موقوف ہو اُسوقت یہی اسم تلوار پر بار بڑھ پر دم کرکے تلوار مارنا کہ کام اسکا تمام
ہو شاہزادے نے موافق حکم لوح کے اسم پڑھکر اسپر دم کرنا شروع کیا اُسکا یہ عالم تھا کہ کمال چالاکی سے
شاہزادے سے لگنے کا ارادہ کرتا قلاب آتشیں چھوڑتا تھا مگر اسم کی برکت سے چالاکی اُسکی کم ہوتی جاتی تھی جب
اسم تعداد معین پر پہونچا شاہزادے نے اُسپر دم کیا اُسکے دم کرتے ہی مانند رسن پیچیدہ نظر آنے لگا ساری چالاکی
جاتی رہی سست ہوگیا نورالدہر نے اسم دم کرکے تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوے غلغلۂ محشر انگیز ہوا ایک صدا
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شہرانگیز جادو بود جب تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ اُس اژدہے کا نام و نشان ہے
نہ وہ مکان ہے ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہے سامنے ایک دریا معلوم ہوتا ہے اور ایک کشتی کنارے پر لگی ہے لوح کو دیکھا
کشتی پہ سوار ہوا ہنوز اچھی طرح بیٹھا نتھا کہ کشتی مانند باد صرصر کے روانہ ہوئی شاہزادہ ہوا کے زور سے بیہوش ہوگیا

بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک گنبد سبز ہی اُسکے گرد کشتی پھر رہی ہی اور ایک کبوتر گنبد کے اوپر بیٹھا ہی ایک دو رطا سنہری اُسکے پاؤن مین بندھا ہی کہ جس کبوتر نے شاہزادے کو دیکھا پرواز کی جب گنبد سے قریب دو سو گز کے بلند ہوا وہان سے تین بار افسوس افسوس افسوس ہیہات ہیہات ہیہات کی آواز دیکر پھر آکر اُسی گنبد پر بیٹھ گیا نورالدہر گھٹنون تک پتھر کا ہو گیا اتنے مین پھر کبوتر اُڑا اور صدا افسوس و ہیہات کی بلند کی شاہزادہ تا کمر پتھر کا ہو گیا دل مین اپنے کہا کہ یہ کیا ہوا مقدر مجھے کہان لایا بری جگہ قسمت نے پھنسایا ناچار ہوکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تیسری مرتبہ کبوتر نے ہیہات کہی تو تو بالکل پتھر کا ہو جائیگا اور تا قیامت نجات نہ پائیگا تجھے لائق و لازم ہی خیال کرکے دیکھ کہ کبوتر کے سینہ پر ایک گل سرخ رنگ ہی اس پر ایک تیر اس اسم کا پڑھکر مار اگر تیر اُس گل پر پڑا تو تو کامیاب ہوا نہیں تو خراب ہوا یہ دیکھکر تیر کمان مین پیوستہ کرکے اسم پیکان پر دم کرکے مارا کہ کبوتر کے گل پر پڑکر شکستہ اُسکی توڑکر پار گذر گیا ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا غل دار و گیر کا اُٹھا آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرام من صرغان جادو لو جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نہ وہ گنبد اور نہ کبوتر ہی سب غائب ہو گئے صرف دریا مین کشتی چلی جاتی ہی اتنے مین ایک مرتبہ پانی جوش مارکر پھٹا چند دیوان سیاہ پیدا ہوے اور کشتی کو غرق کیا شاہزادہ متحیر تھا کچھ ہوش نہ تھا کہ تو کہان جاتا ہی جب ہوش آیا اپنے کو ایک میدان مین پایا ایک طرف کو چل نکلا قریب ایک باغ کے پہونچا اندر اُسکے داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتے آتے ناف باغ مین پہونچا دیکھا کہ بارہ دری عالیشان ہی فرش ملوکانہ اُسمین کیا ہوا ہی اور کچھ خادم و خدمتگار چلبلے چہرے معلوم ہوتے ہین اور ادلوس حبشی ایک مقام پر بیٹھا ہی نورالدہر نے آواز دی کہ اے ادلوس یہ تمھارا مکان ہی تم یہین رہتے ہو ادلوس نے جو شاہزادے کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا عرض کیا اے شہریار غلام کا مسکن یہی ہی آپ نے قدم رنجہ فرمائیے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا کھانا کھلایا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا نورالدہر نے کہا اے بھائی ادلوس جب سے طلسم مین آیا ہون سویا نہین اُس نے کہا آپ آرام کیجیے غلام خدمتگاری کو موجود ہی شاہزادہ غافل خوابیدہ بازی فلک تھا لوح کو نہ دیکھا سو رہا یہ حرامزادہ و غدار ذوفنون جادو اسکا نام ہی نہایت مکار ہی پہلے شاہزادے کو بیہوشی دی بعد اُسکے لوح کا ڈورا مقراض سے کاٹ کر لوح لے لی اور گرفتار کرکے نورالدہر کو خدمت مین مجنون اختر شمار جادو کے کہ وزیر اعظم بادشاہ طلسم ہی لایا مجنون اختر شمار نے نورالدہر کو اسیطرح بیہوش بارگاہ انجم شاہ جادو مین بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اسی مفسد نے طلسم کو درہم و برہم کر رکھا ہی اور یہ لوح طلسم بھی حاضر ہی بڑی مشقت سے ذوفنون جادو اسے گرفتار کرکے لایا اور مین آپ تک پہونچایا انجم شاہ نے لوح کو لیکر تمام گلے مین ڈال لیا اور حکم دیا کہ اس طلسم کشا کو ہوش مین لاؤ شاہزادے کو ہوشیار کیا نورالدہر نے آپکو بارگاہ کفر مدار مین دیکھا لوح کو بادشاہ کے گلے مین پایا مگر اُس شیر بیشۂ شجاعت کو ذرا خوف نہ آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو مانتا ہو یہ سلام نہ تھا ایک تیر دلدوز تھا کہ کافرون کے جگر پر سوزن پر بیٹھا ہر ایک نے مانند مار سر بریدہ کے بل کھایا کہ چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ ہان ہان خداپرست دیکھتا ہی کہ بادشاہ جلوہ فرما ہی اور تو آسمان کے خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی غیرت کا مقام ہی یہ کیسا کلمہ و کلام ہی تو مجبور اور اسیر ہوکر آیا ہی مگر شجاعت کا وہی غرور ہی کہو جب اس مثل کے رسی جلگئی بل نہ گیا نورالدہر پکارا کہ کسکی رسی جل گئی اور کسکا بل نہین گیا تمنے بکاری لوح مجھسے لی اور بدنما گرفتار کیا جسطرح ایک روباہ حیلہ گر شیر ژیان کو مبتلائے بلا کرتی ہی یون مجھے پکڑا اگر لوح مجھے دیدو پھر مجھسے سامنا کرو تو مین جانون بادشاہ بولا کہ او مفسد تجھکو بھی تو لوح طلسم ہاتھ لگی تھی سنا ہی مین نے کہ ایک شخص مکار تیرے شریک تھا اُسنے لوح تجھے دلوادی تھی ذوفنون پکارا کہ ادلوس حبشی اُسکے شریک تھا مین اُسی کی صورت بنکر اُسے پکڑ لایا مگر مجھے معلوم نہین کہ وہ کہان ہی انجم شاہ بولا کہ اے طلسم کشا بتا وہ تیرا رفیق کدھر گیا نورالدہر نے جواب دیا اول تو مجھے معلوم

نہین کہ وہ کس جگہ ہے اور جو مین جانتا بھی ہوتا تو کب بتاتا بادشاہ بولا خیر اب بہتر یہ ہے کہ خداوند سامری کو تو سجدہ کر نہین آمادہ مرگ اور مہیاے قضا ہو نورالدہر بولا خدا اس روز کو مجھے نہ رکھے کہ شیطان رہزن دین وایمان مجھے بہکاے پروردگار قدم کو جادۂ مستقیم پر قائم رکھے لغزش نہ آنے لاکھ لاکھ لعنت ہے سامری و جمشید اور اُنکے پرستارون پر او کافر جاسوس کیا بکتا ہے اگر حیات مستعار میری باقی ہے تو کچھ نہین کر سکتا ہے شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے * نبرد رگے تا نخواہد خداے اور جو قضا میری آگئی ہے تو کچھ پروا نہین ہے راضی برضا ہون شعر سر تسلیم نہادیم بہ حکم حبیب * ہر چہ آید بر سر من بالنصیب یہ کلام سنکر ہر طرف غل اٹھا کہ یہ مفسد واجب القتل ہے انجم شاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو چوبدار گیا جلاد کو لایا عجب صورت جلاد کی تھی کہ سیاہ رنگ مریخ چشم زحل صورت اوپر کا ہونٹھ پردہ بینی سے گذرا ہوا نیچے کا ٹھوڑی سے لٹکا ہوا شعر تا بہ دہنے سبز ریانے * بود و دہنش چو دیگ دانی ناک کان کٹے ہوے ادن کا ہار گلے مین رومال کاندھے پر پڑا ہوا خون کی بو اسمین سے آتی ہوئی چوڑا تیغہ کمر مین حمایل چہرہ ان بار [illegible] اسمین دی ہوئی ساہر کا کرتہ پہنے ہوے آتے ہی چیخ مارا پکارا کہ شعر سلطنت سلطان کند فرما دبر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا کسکا سر رشتہ حیات کٹا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے انجم شاہ نے نورالدہر کیطرف اشارہ کیا کہ جلد اسے لیجا کر قتل کر جلاد نے ریت کا چبوترہ بنا کر نطع اسپر ڈالدیا شعر نطع با فگند بران ریگ ریختہ * دیو زود و نگاہش سنگ ریختہ * اور ہاتھ پکڑ کر نورالدہر کا لاکر نطع پر بٹھا دیا اور کہا کہ جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے پینا ہو پی لے جو کچھ وصیت کرنا ہو کر لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے کہ وقت تیرا آخر ہے شاہزادے نے فرمایا کہ کھانا کو غم کھاتا ہون پینے کو خون جگر پیتا ہون وصیت میری یہ ہے کہ اگر حمزہ صاحبقران اس طلسم کو فتح کرین تو اُن سے کہدینا کہ انجم شاہ سے میرے خونکا عوض لین اور یاد کرنیکو کہتا ہے تو بس یاد کیا ہے مین نے پروردگار عالم کو جسنے مجھے پیدا کیا اسمین انجم شاہ بولا او جلاد کیا باتین بنا رہا ہے جلد گردن مار جلاد نے کوٹے کا خط گردن پر کھینچا اور تلوار برہنہ کرکے سر پر کھڑا ہوا اشارے حکم کا منتظر تھا نورالدہر نے جو آنکھ اٹھائی تو سواے دشمن کے کوئی دوست نظر نہ آیا جسکو دیکھا اسے دشمن جان تشنۂ خون پایا جلاد کو قتل پر آمادہ دیکھا یقین مرگ ہوا کہ اے نورالدہر اب کوئی صورت بچاؤ کی نہین ہے نیل مقصود جہان سے چلے سب آرزوئین ولکی دل ہی مین لیچلے آنکھون سے آنسو جاری زبان پر یہ سخن کہ اے جناب باری واسطہ اپنے بندگان خاص کا مجھے اس قید سے نجات دے اور جو قضا بھی آئی ہے تو ایسے مقام پہ آے کہ کفن و دفن بھی نصیب ہو اشعار اے کار کشاے بستہ کاران * مقصود وہ امیدواران * ہم منتہی صدد نکات ہے تو * ناظم کل کائنات ہے تو * ہے کعبہ و دیر مین ترا شور * موران ضعیف کو ترا زور * امداد خلیل نار مین کی * یونس کو نجات حوت سے دی * اے پروردگار مجھکو بھی یہان سے نجات دے یہ الٰہی دعا مانگ رہا تھا کہ مجنون جادو سامنے سے پیدا ہوا اور جلاد منع کیا کہ خبردار ابھی قتل نہ کرنا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار جو قاعدے طلسم کے بندھے ہوے ہین اُس سے تخرف ہونا نہ چاہیے ہمیشہ آئین طلسم یہ ہے کہ گرفتار کو چالیس روز قید رکھتے ہین بعد اُسکے اختیار ہے چاہے قتل کیجیے چاہیے بخشدیجیے گا مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * انجم شاہ نے ہنسکر کہا کہ خیر اے مجنون جادو لیجا لو ہی اسکو اپنے پاس قید رکھو مین تیرے حوالہ کیا مجنون قید نورالدہر کی لیکر اپنے مکان مین آیا ایک جادوگر کہ قلزم اُسکا نام تھا اُس سے کہا کہ تو لیجا کے اسے قید کر اور اچھی طرح سے رکھنا اگر چھوٹ جائیگا تو بڑی بدنامی ہوگی قلزم بولا کہ مین اپنی جان اسکے برابر رکھونگا آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر نورالدہر کو لیگیا قلزم کے مکان مین ایک حوض ہے ساٹھ گز تک لانبا اور ساٹھ گز تک چوڑا پانی سے لبالب اور اُس حوض مین چار ستون ہین اُن ستونون پر قصر بنا ہے اور وسط حوض مین پل بنا ہے پل کی پشت پر قصر کے جانے کا زینہ لگا ہے اور دونون سرون پر پل کے دو برج بنے ہین اسمین نگہبان بیٹھے ہین القصہ اُس قصر مین لاکر نورالدہر کو قید کیا اور گرد قصر کے حصار آتش قائم کیا اور نگہبانون سے تاکید کی کہ خبردار غفلت نہ کرنا یہ کہکر چلا گیا وقت شام وہ جادوگر آتا تھا کھانا پانی دے جاتا تھا مگر شاہزادے سے روٹی جو کی

دکھائی کب جاتی ہی پانی پی لیتا تھا اور کچھ نہ کھاتا تھا اپنی زندگی سے بیزار تھا پروردگار عالم سے مخلصی کا خواستگار تھا تیسرا روز
تھا کہ اُس حصار آتشین میں سے ادلوس دکھائی دیا نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر نہایت خوش ہوا پوچھا کہ بھائی تو کسطرح
یہان آیا سحر سے تو واقف نہ تھا پھر کیونکر اُس آگ سے جسم کو بچایا ادلوس نے عرض کیا کہ شہریار ہم آتشین ہین ہمکو آگ نہین
جلاتی مگر آپ کو نکالکر لیجانا مشکل ہی کہ آپ جل جائینگے یہ کہکر بیٹھا اور مرغ بھنا ہوا مع شیرمال شاہزادے کے سامنے رکھدیا نور الدہر
تیسرے دن کھانا میسر ہوئے کھایا شکر پروردگار کا بجالایا کہا ای ادلوس اب کوئی رہائی کی صورت نکال اُس نے کہا شہریار اپنے غضب
کیا کہ ذوفنون جادو کے فریب مین آ گئے مین نے آپکو آگاہ کر دیا تھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہی آپ مجھپر بھی اعتماد نہ کیجیے گا لوح طلسم کو
ہر دم دیکھتے رہیے گا آپنے کمال نادانی کی نور الدہر بولا بھائی سچ ہی مگر ازبسکہ تمکو دوست جانی جانتا تھا اس باعث سے غافل ہو گیا
اب تدبیر کرو کہ مین رہائی پاؤن ادلوس نے کہا کہ مین کیا غافل ہون مگر اب لوح طلسم کا ہاتھ آنا اور حضور کا چھڑانا بہت مشکل
ہی ای شہریار مین بھی زیادہ نہین ٹھہر سکتا ابھی جو کوئی ساحر مجھے دیکھے گا فوراً گرفتار کر لیگا اسیطرح کئی روز گذرے کہ
ادلوس آتا ہی شاہزادے کو کھانا کھلاتا ہی گھڑی دو گھڑی بیٹھتا ہی چلا جاتا ہی ایک روز قلزم جادو جو نور الدہر کے دیکھنے کو آیا
ہڈیان مرغ کی پڑی پائین پکارا کہ ای قیدی یہ ہڈیان مرغ کی کہان سے آئین سچ بتا کہ کباب مرغ کے کون تیرے واسطے لایا شاہزادہ
بولا میرے خدا نے مجھکو عنایت فرمایا یہان میرے پاس آنیوالا کون ہی قلزم نے نگہبانون کو طلب کیا اُنسے پوچھا کہ کیا تم مین سے کوئی
اسکے ساتھ دوستی رکھتا ہی کباب مرغ کے اسے کھلاتا ہی اُن سب نے عرض کیا کہ ہماری کیا مجال جو ہم اُس سے میل کرین اور اگر
ہم مین سے کوئی اسکا شریک نکلے تو جو سزا چاہیے دیجیے بلکہ قتل کیجیے خداوند ہم نیچے بیٹھے رہتے ہین آسمان پر سے کوئی اسکے پاس
آتا ہوگا اور کباب کھلاتا ہوگا قلزم جادو نور الدہر کو مجنون اخترشمار کے پاس لایا اور حال بیان کیا مجنون
جادو نے نور الدہر کو بہت سا ڈرایا دھمکایا کہ بتادے کون تیرے واسطے کباب مرغ لاتا ہی شاہزادے نے نہ بتایا محض انکار فرمایا
مجنون نے قلزم سے کہا کہ اسے وہین لیجا کر قید کر اور ساحرون کو کمینگاہ مین بٹھا جو اس کا دوست اسکے پاس آتا ہوگا معلوم
ہو جائیگا قلزم نور الدہر کو اُسی قصر مین پھر لایا قید کیا نگہبانون کو بٹھایا اُنسے تاکید کی کہ جسے اسکے پاس آتے ہوے دیکھنا گرفتار
کر لینا جادوگر چہار طرف کو چھپ چھپ کر بیٹھے دو پہر رات گئے ادلوس آیا نور الدہر نے دیکھتے ہی ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جا
وہ سمجھا کہتے ہین جلد آ دوڑکر قریب آیا کھانا جو لایا تھا سامنے رکھا نور الدہر نے سرگذشت بیان کی اور کہا کہ جلد بھاگ جا
ادلوس جبن نکل کر چلا تھا کہ جادوگرون نے سحر کر کے پکڑا کہا کہ او مفسد دیکھ صبح کو کیا حال تیرا ہوتا ہی رات کو وہین قید رکھا
علی الصباح مجنون اخترشمار جادو کی خدمت مین لائے اُس نے پہچانا کہ یہ تو بیٹا بادشاہ طلسم کو ہر بار مکلل خان جادو
کا ہی کہا کہ ارے آج معلوم ہوا کہ تو خداپرست سے ملا ہوا ہی یون تو ہمیشہ شادی غمی مین شریک رہتے تھے مگر یہ حال معلوم نہ تھا
رہ تجھکو بھی قتل کرینگے اور جا کر تمام حال انجم شاہ جادو سے بیان کیا اُس نے کہا کہ اسے مکلل خان کے پاس بھیجدو مجنون نے
عرض کیا کہ شہریار وہان کیون بھیجیے ایسا نہو وہ بھی خداپرستون کا دوست ہو انجم شاہ نے کہا اچھا رہنے دو سمجھ لیا جائیگا غرض
اسکو بھی نور الدہر کے پاس قید کیا شاہزادے نے کہا ای ادلوس ایک تو یہان دوست تھا تجھکو بھی نو لکنے گرفتار کروا دیا
مین تجھکو اشارے سے منع کرتا تھا کہ یہان نہ آ تو نہ سمجھا ادلوس بولا کہ مین سمجھتا تو کاہیکو آتا خیر قسمت مین میری گرفتار ہونا
بدا تھا اب یہ دونون شب و روز دعائین مانگتے ہین اور گریہ و زاری کرتے ہین کہ پروردگار یہان سے نجات دے تاکہ دو دن
انکے قتل ہونے مین باقی رہے اب اضطراب زیادہ ہوا شاہزادے نے دعائین مانگنا شروع کین پکارا کہ ای کس بیکسان و ای
یاور غریبان یہ وقت مددگاری کا ہی شعر خداوندا شبم را روز گردان ٭ چو روز اندر جہان افروز گردان ٭ شبے دارم سیہ چون
بخت امید ٭ دریں شب رو سفیدم کن چو خورشید ٭ آدھی رات کا وقت تھا زلف لیلاے شب کمر سے گر چلی تھی کہ ایکبارگی زمین

نہایت خوبصورت و حسین نمودار ہوئی اشعار جبین مطلع صبح ایجاد حسن ۞ بھوین دست و بازوے جلاد حسن ۞ قیامت کیلی
مژہ سے خدنگ ۞ نگہ برق شمشیر الماس رنگ ۞ قیامت نہاں گوشۂ چشم مین ۞ اجل کا مکان گوشۂ چشم مین ۞ بلا سے جدا
نرگس شوخ و شنگ ۞ قیامت کی آبرو وہ چتون کا ڈھنگ ۞ ہنسی رعد پر قہقہے کا خروش ۞ تبسم مین اٹھا بجلیون کا سا جوش
وہ غبغب مین اک موج آب زلال ۞ دکھاتے تھے ابرو پہ بدر و ہلال ۞ وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ ۞ کہین دیکھا
جسکو اہل نگاہ ۞ زلیخا بکینہ سان ہی تن کی صفا ۞ یہ سینہ پہ پتلی ہی عکس آنکھ کا ۞ بس یہ عالم دیکھتے ہی۔ صدا دل نے دی
اشتیاق اشتیاق ۞ کہا صبر نے الفراق الفراق ۞ ایک جوش محبت نورالدہر کے دلمین پیدا ہوا ہزار جان سے عاشق و شیدا
ہوا اُس ماہ طلعت نے آکر سلام کیا شاہزادے نے دل کو تھام کر پوچھا کہ صاحب تم کون ہو کیا نام ہی اُس نے کہا کہ شہریار
کیا آپ پوچھتے ہین گم نام بے نشان ننگ خاندان ہر عشق کے بسمل تیغ محبت کے گھائل اسیر دام گیسو فریب خنجر ابرو مورد
آفت و بلا آپ کی مبتلا آپ کے عشق نے یہ حال بہم پہونچایا ہی آپ کا اشتیاق بیقرار و بیتاب کر کے یہان تک لایا ہی
ہر چند دل کو سمجھایا جب دل نہ مانا تو پاس رسوائی کچھ نہ رہا خدمت مین حاضر ہوئی آپ اپنی کنیز مجھے تصور فرمایئے اور مجھے بلایئے
پیش آیئے تو مین آپکو رہا کرون نورالدہر نے کہا کہ اپنے نام سے تو آگاہ کرو اپنا نشان تو بتاؤ وہ بولی کہ ای شاہزادۂ عالی
مین مجنون اختر جادو کی بیٹی ہون ناہید جادو میرا نام ہی آپ کو جس روز دو فنون جادو اسیر کر کے لایا تھا مین بھی
اُس روز کہین سے دیکھ پایا تھا اُسیدن سے مین کمبخت عاشق ہوئی ہون جان جاتی ہی مرتی ہون اب جو مجھکو معلوم ہوا کہ
ایک آدھ روز مین دشمن آپ کے قتل ہون گے یہ خیال گذرا کہ بعد اس شہریار کے زندگی دشوار ہی جینا بیکار ہی چلکر اُس رشک
یوسف کو قید سے رہا کیجیے یا اپنی جان دیجیے سوتے ہی شہریار نگہبانون کو بعلم سحر غافل کر کے آئی ہون آپ کو یہان سے چھڑا لیچلونگی
نورالدہر نے کہا کہ ای نازنین آرزوے وصل اپنے دل سے نکال ڈال کہ ہمارے خاندان مین کوئی ساحرہ سے ہم صحبت نہین ہوتا
ناہید نے عرض کیا کہ شہریار مین وصل کی خواہان نہین ہون اتنا چاہتی ہون کہ صحبت مین حاضر رہون نظارہ گلشن جمال کا
کیا کرون جب مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون کوئی مجھے روک نہین سکے ہنسکر بات تو کیجیے نورالدہر بولا یہ بھی مجھے گوارا
ہی مگر اس شرط سے کہ لوح طلسم مجھے لادے ناہید نے عرض کیا شہریار مین اپنی جان لگادونگی سعی و کوشش کرونگی جتنے مقدور
لوح آپکے واسطے لاؤنگی مگر لوح بادشاہ طلسم کے گلے مین پڑی ہی ہاتھ آنا لوح کا بہت دشوار ہی خیر جیسا ہونا ہوگا سو ہوگا
آپ یہان سے تو چلیے نورالدہر نے فرمایا لیچلو بس ناہید تخت پر سوار کر کے بزور سحر اپنے باغ مین لائی اور تہخانے مین چھپا کے بٹھایا
کہ آپ تو یہان بیٹھیے صبح کو آپ کے چھوٹنے کا غلغلہ ہوگا یہان سے باہر نہ نکلیے گا اگر حال کھل گیا بہت برا ہوگا نورالدہر تو یہان
بیٹھا لیکن صبح کو قلزم جادو خبردار ہوا کہ طلسم کشا چھوٹ گیا زندانخانہ مین آیا طوق و سلاسل کو شکستہ پایا نگہبانون کو
بہت برہم ہوا کہ ارے ستم ہوا تم ایسے غافل ہوے کہ اُسکو کوئی چھڑا لے گیا یہ کہکر مجنون اختر شمار کے پاس آیا تمام حال سنایا
اُس نے کہا کہ سن تو نا ہنجار ایک دفعہ یہ سانحہ ہو چکا تھا معلوم ہوا کہ ادلوس کا کام ہی دوبارہ گرفتار ہو گیا تھا یہ
غفلت کی اسی حالت غیظ مین بادشاہ کی خدمت مین چلا قلزم جادو کو ساتھ لیا جب وہان پہونچا حال طلسم کشا کے
چھوٹنے کا عرض کیا انجم شاہ جادو بولا کہ ای مجنون مین نے تو اسکو مار ڈالنے کا قصد کیا تھا تو نے اسکو بچا دیا ایسے
قاعدۂ طلسم کا کیا دخل تھا اب جو وہ چھوٹا ہی تمام طلسم کو برباد کرے گا ایک ایک ساحر کا دم ناک مین کریگا وہ یاد رکھ
قسم ہی خداوند سامری و جمشید کی اگر ایک ہفتہ مین تو نے اُسکو ڈھونڈھ نکالا تو خیر ہا نہین تو تجھکو مع ذریات تیری قتل کرونگا
مجنون یہ سنکر مجنون ہو گیا خوف بادشاہ سے سینہ مین دل خون ہو گیا عرض کیا کہ حضور تو حفاظت لوح مین مصروف رہین
غلام اُسے ڈھونڈھنے کو جاتا ہی اور ای شہریار مجھے یہ معلوم ہوتا ہی کوئی ادلوس کے دوستون مین ہی اُسکا یہ کام ہی

کہا کہ بے شبہ سواے جنات کے اور کوئی طلسم کے اندر آ نہین سکتا اس مین کیا کلام ہی خبردار جلد تلاش کرکے لا ابھی طلسم سے
وہ باہر نہین گیا مجنون نے چار طرف ساحرون کو بھیجا کہ تمام طلسم مین ڈھونڈھو جو کوئی اُسکا سراغ لگائیگا مین اُس سے بہت
خوش ہونگا مال دنیا سے مستغنی کردونگا جملہ ساحر تلاش مین روانہ ہوے ہر چند ڈھونڈھا کہین پتا نہ لگا ناچار پھر پھر آے عرض
کرنے لگے کہین اُسکا ٹھکانا نہین لگتا کون ایسا مقام طلسم مین ہی کہ جسے چھانا نہین مجنون جاکر قدمون پر انجم شاہ جادو کے
گر پڑا کہ آپ چاہین قتل کرین چاہین مجھے بخشین مجھے کہین وہ مفسد نہین ملتا انجم شاہ غضب آلود ہوکر بولا کہ ای مجنون مین تو
تیرے بھروسے پر غافل تھا اور سب کام تجھپر چھوڑ رکھے تھے تو ایسا عیاش مین پڑا کہ تونے طلسم کو برباد کیا قضاکار انجم شاہ جادو
کا ایک عیار ہی کہ نام اُسکا عنصر جادو ہی اُسکو بلا کر کہا کہ ای عنصر مین تجھے دولت دنیا سے نہال کردونگا اگر تو میرے قیدی کو
ڈھونڈھ لاے وہ حرامزادہ مستعد ہوا اور جستجو کرنا شروع کی ایک دن بارگاہ مین سب جمع ہین اور ناہید جادو بھی آئی ہوئی ہی
اور ذکر نور الدہر کا ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کون دوست اُسکا ایسا پیدا ہوا کہ طلسم کشا کو چھپا لیگیا مگر خیریت تو یہ ہی کہ کوئی اُسکے
پاس نہین ہی اتنا مقام سواس نہین ہی ضرور کہین تو ظاہر ہوگا جسنے پوشیدہ کیا ہی معلوم ہی ہوجائیگا جو کوئی ساحر یا غیر ساحر
ہوگا آپ مین ظاہر ہوگا ناہید یہ سنکر بہت پریشان حال ہی کہ رنگت اُسکی زرد ہوگئی عنصر نے جو کیفیت ناہید کی دیکھی خیال گذرا کہ طلسم کشا کو چھپا
تو نہین ہی شاید یہ عاشق ہوکر چھپا لیگئی ہو اور ادھر انجم شاہ نے عنصر سے پوچھا کہ کیون تونے طلسم کشا کو ڈھونڈھا اُسنے عرض کیا
کہ خداوند ڈھونڈھنا ہنسی نہین ہی یہ کام کسی موئے کا ہی غریب کی مجال نہین ہی حضور جلدی نفرمائین دو ایک روز مین نام
سراغ لگاتا ہی ناہید قبل دربار برخاست ہونے کے مضطر و پریشان چلی گئی جاکر نور الدہر سے کہا کہ شہریار غضب ہوا کہ عنصر
عیار اب فکر مین آپکی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی نور الدہر نے کہا ای ناہید مجھکو تم اپنے گھر سے نکالدو تا میرے باعث سے تم بدنام نہو
ناہید نے عرض کیا کہ کنیز کی لاکھ جان راہ اسلام مین نثار ہر چہ بادا باد آپکی دلآشتی مین جو کچھ میرے اوپر گذریگی وہ گوارا ہی
جان سے زیادہ مجھے کون پیارا ہی نور الدہر نے کہا ای ناہید کوئی تدبیر لوح لانے کی کرو ناہید نے عرض کیا شہریار لوح بادشاہ کے
گلے مین ہی اُسکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی شاہزادے نے فرمایا تو بس ہم قیدیون کی طرح سے ہین جب افشاے راز ہوگیا تم بھی رسوا
ہوگی ہم بھی گرفتار ہوجائینگے ناہید بولی ای عالی وقار میرا کیا اختیار ہی مگر تدبیر کرکے مین لوح آپکو لادونگی کہ اپنے تئین
قضاے کار عنصر جادو بدنہاد و بدخو ایک خواص کی صورت بنا ہوا ساتھ ناہید کے آیا تھا نور الدہر اور ناہید
کو دیکھا سب باتین سنین خیال مین گذرا کہ ایسے ہی رسوا کہ پھر سوچا کیا جانے کیا آفت پڑے اس سے بہتر ہی کہ چلکر بادشاہ سے
حال بیان کرون سمجھیگا بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے وہان سے سیدھا انجم شاہ جادو کے پاس آیا جو کچھ آنکھون سے دیکھا
تھا اور کانون سے سنا تھا وہ سب کہا اور آگاہ کیا کہ اب ناہید جادو اپنے باغ مین طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہی بس یہ سنتے ہی آتش
غضب کا اُسکے سینہ مین مشتعل ہوئی و درد ناگہانی و داغ جان سے اُٹھا کہا کہ ای عنصر سچ کہتا ہی اگر اس مین خلاف ہوا تو تجھے بری طرح
مارونگا اُسنے کہا مین تو آنکھون سے دیکھکر کہتا ہون اگر ذرا جھوٹھ نکلے مجھکو قتل کیجیے گا یہ مجال میری ہی کہ مین خدمت بادشاہ
مین جھوٹھ بولون کہا خیر انجم شاہ کی رات عجب اضطراب مین بسر ہوئی صبح کو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا جادوگر جمع ہوے
مجنون اختر شمار نے آکر مجرا کیا چاہتا ہی کہ بیٹھے انجم شاہ نے حکم کیا کہ پکڑ لو اس نمک حرام کو لوگون نے مجنون کی مشکین باندھین
انجم شاہ نے کہا کہ کیون ظاہر مین تو ہم سے ملا ہی اور باطن مین طلسم کشا کا دوست ہی بربادی طلسم کی فکر مین لگا ہی چاہتا ہی
کہ ساحران طلسم مارے جائین مجھکو مین دوست جانتا تھا مختار کار کیا تھا تو دشمن نکلا مارنے لگے مجنون کو خوب مار پیٹکے
مجنون نے کہا شہریار تقصیر میری ثابت نہوئی کہ آپ نے مجھکو کیون سر دربار ذلیل و زبون کیا انجم شاہ نے کہا ارے مفسد یہی
تیری ناہید جادو طلسم کشا کو چھڑا کر لیگئی اپنے باغ مین لیے بیٹھی ہی اور تونے ہم سے پوشیدہ کیا یہ سازش تیری وہ نہین بچیگی

مجنون نے عرض کیا کہ کسی میرے دشمن نے آپ سے کہا ہوگا یہ امر جھوٹھ ہی انجم شاہ نے عنصر سے کہا کہ اب تو وزیر کو جواب نہیں دیتا عنصر بولا ای مجنون مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون بلکہ ادلوس جنی بھی وہین ہی مجنون نے کہا کہ ای انجم شاہ مین اس حال سے آگاہ نہین ہون اگر اُس ننگ خاندان سے یہ امر ہوا ہی تو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہون انجم شاہ نے حکم دیا کہ اسے تجھ دو دشلین مجنون کی کھول دین وہ بادشاہ کے قدمون پر گرا انجم شاہ نے فرمایا جاؤ اور ابھی اُسے لاؤ مجنون بیٹے کو بہت چاہتا تھا اور ایک ہی اولاد تھی پہلے یہ اپنے گھر مین آیا زوجہ سے کہا کہ صاحب اتنا سُنا کہ اس گیسو بریدہ ناہید نے کیا گل کھلایا وہ بولی کہ صاحب کیا ہوا کچھ مین بھی سنون بہت لوگ دشمن ہین کسی نے کچھ تمسے لگا یا ہوگا مجنون پکارا کہ صاحب مین تو سر دربار ذلیل ہوا عنصر جا کر دیکھ آیا کہ باغ مین اُس طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہی مین کیا شہ آبرو سے رہا مگر اب قسمت نے یہ رنگ دکھایا اور یہ کہکر نرگس سے کہا کہ دایہ تم جاؤ اور اُس بے نصیب کو سمجھاؤ کہ یہ تو نے کیا کیا نرگس جادو اسی وقت روانہ ہوئی یہان نور الدہر اور ادلوس جنی اور ناہید بیٹھے ہین ناچ کا سمان بندھا ہی ایک نازنین یہ غزل گا رہی ہی

غزل

دھجیان ہوکر گریبان آچکا دامن کے پاس
خاک تو بھی جھٹکی اُڑکر دامن گُل تک کبھی
آتے آتے طوق گشتہ ہوگیا گردن کے پاس
رشک آتا ہی کہ محاوت ہون موسی آپ کے
دیکھ لین تاکو بٹھا کر ایک دن سوسن کے پاس
حُسن کی گرمی سے پانی پانی ہوکر بہ گیا
رشتہ لپٹا ہی نہین ہر چند کچھ سوزن کے پاس
دو جنون کا قحط ہی تسکین دل کے واسطے
لو رچھین آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

خود بخود گردن کبھی جاتی ہی کچھ کھاتا نہین
بلبل بیکس کو گلچین روق کر گلشن کے پاس
مرکے بھی خالی نہ ہوگا چاہ سے تربت مرا
اور ہم دیدار کو تر سین کھڑے آہن کے پاس
دیکھی فرصت لگا شوق کو ملتی نہین
آئینہ آیا جب اُسکے عارض روشن کے پاس
عالم بالا بھی چھورون سے نہین ہی منتظر
بیٹھتے اُٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کے پاس
کیا بتاؤن تسلیم اپنا گرہی سمرا رہا

ہر شب گرد سمت جنون اب کیا ہی پیراہن کے پاس
سحر ہی افسون ہی کیا ہی خنجر آہن کے پاس
آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
بیکسی رہ یا گر گئی شتکر مدفن کے پاس
روز رشتے ہین ہی مالیدہ لب سے کم نہین
جھانکتا ہی کون شوخ برق وش روزن کے پاس
بیغرض کی دوستی نہتی ہی نا داری مین بھلا
جاگتا ہی ماہتابان رات بھر خرمن کے پاس
حسن ہی وزاف دون کا پردہ کر سکتا نہین
دھوپ مین دن کو ملینگے رات کو گلخن کے پاس

ناچ کا سمان بندھا ہی دورہ جام گردش مین آیا ہوا اتنے مین ناہید نے کہا شہزادہ اسوقت دل بہر گھبراتا ہی رونا چلا آتا ہی جی چاہتا ہی کہ خوب روؤن مگر اس دل کی نکالون نہین معلوم کیا سبب ہی شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ اگر ہمارے حال سے کوئی آگاہ ہوگیا ہو تو کیا عجب ہی یہی گفتگو تھی کہ ایک روشنی آسمان پر نمایان ہوئی اُتر کر آتش فشان دکھائی دیا اور آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا دشمن جان ساحران کو لیکے بیٹھی ہی طلسم کے برباد کرنے کی فکر مین لگی ہی تو جانتی ہی مین پوشیدہ ہون وہان راز تیرا افشا ہو گیا عنصر آکر تجھے دیکھ گیا باپ پر تیرے عتاب بادشاہی آیا تو یہان مزے کر رہی ہی جانتی ہی کوئی حال سے آگاہ نہین ہی اب مزے کرنے کا حال معلوم ہوجائیگا اس مقصد کو تو مین پکڑ کر ابھی لیے جاتی ہون یہ تو قرار واقعی سزا پائیگا اور یہ کہکر نور الدہر کی طرف نرگس جادو چلی شاہزادہ سپر تلوار لیکر دوڑا نرگس نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہوکر رہ گیا ناہید نے جو یہ دیکھا روتی ہوئی دوڑی قدمون پر گر پڑی کہا ای دایہ یہ بے خطا ہی اسکو کچھ نہ کہ گنہگار تو مین ہون مجھے تند برد سے نرگس نے چونکہ اسے اپنا دودھ پلایا تھا آغوش مین پالا تھا بہت چاہتی تھی اسکے حال پر رونے لگی سر کو اُٹھا کر چھاتی سے لگایا کہا او ناہید تو نے تو غضب کیا کہ دشمن طلسم سے دوستی کی ارے عیب بھی کرتے ہین تو چھپا کے شعر شرط سلیقہ ہی ہر اک بات مین ✤ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے ✤ مجھکو معلوم ہوا کہ تو اسیر مائل ہی مبتلا ہی مگر لڑکی تو نے اپنے کو رسوا کیا ہمنے بھی جوانی مین سبھی کچھ کیا ہی مگر کسی نے نہ جانا کہ کیا کیا عاشق بھی ہوئے اپنے اوپر بھی لوگون کو عاشق کیا خود بھی دیوانے بنے اور ان کو بھی سٹری بنایا لیکن کسی کو کانون کان خبر نہولی شعر عشق یون کیجیے پنہان کوئی پہچان نہ جائے ✤ جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے ✤ اور تو نے تو قیامت کی آفت ڈھائی ہی

آخر کیا مطلب ہے کیون قدمون پر گری ہی ناہید نے کہا دائی امان تمھین نے مجھے پالا ہے تمھین مجھے مار ڈالو کہ مین اس کشمکش
رنج والم سے نجات پا جاؤن نہ زندہ رہونگی نہ روز بد اس شہریار کا دیکھونگی نرگس نے کہا میری جان اب مجھے تجھپر رحم آیا
تو طلسم کشا کو لیکر طلسم مین سے نکل جا کسی جنگل مین جا کر رہ بین کہ دن گنی کہ وہ بھاگ گئی ناہید نے کہا کہ ای امان اگر تم نے
میرے حال پر رحم کیا ہے تو لوح طلسم بھی لا دو اور مین تو انکو لیکر ابھی چلی جاتی ہون اور دائی امان یہ اقرار کرتے ہین اگر طلسم مین نے
فتح کیا تو تجھکو بادشاہ کرونگا جب مین بادشاہ ہوئی تو تمکو سیاہ و سفید کا اختیار ہے اسنے کہا چھوکری مجھے دم دیتی ہے
بفریب اپنا کام مجھسے لیتی ہے مین نے بہت کچھ زمانہ دیکھا ہے سب کچھ جانتی ہون مگر تیری محبت نے ناچار کر دیا ہے کیا کرون
خیر تو یہان سے چلی جا مین آج رات کو جاؤنگی اور جس طرح ہوگا لوح تیرے لیے لاؤنگی ناہید تو نورالدہر اور اولوس
کو لیکر طلسم سے چلی گئی دایہ لوح کی فکر مین روانہ ہوئی قضا سے کار اتفاقات روزگار عنصر جادو عیار بیہ دایہ کے ساتھ
پوشیدہ وایک جانور کی صورت بنا ہوا تھا اس حرامزادے نے سب باتین ناہید اور نرگس کی سنین اور انجم شاہ سے تمام
حال آکر بیان کیا انجم شاہ نے اسے خلعت دیا اور ساحرون سے کہا کہ آج رات کو مین نرگس کو اپنے پلنگ کی چوکی کے
واسطے مقرر کرونگا جب وہ لوح لینے آئے اسے مار ڈالنا یہان تو یہ تدبیر ہوئی لیکن نرگس غافل شعبدہ بازی فلک انجم شاہ
پاس آئی سلام کیا بلائین لین اور کہا کہ ای شہریار کنیز گئی تھی کہ طلسم کشا کو مع ناہید پکڑ لائے وہ نمک خاندان طلسم کشا
کو لیکر بھاگ گئی مگر بالون کہان جائیگی لونڈی نے ساحرون کو بھیجا ہے پتا اسکا لگا جاتا ہے انجم شاہ نے کہا خیر وہ کہان
جائیگی ایک نہ ایک دن گرفتار ہوگی نرگس کو کرسی پر بٹھا لیا جب دربار برخاست ہوا اندر محل کے لے آیا اپنے ساتھ کھانا
کھلایا اور حکم دیا کہ نرگس تم ہمارے پلنگ کا چوکی پہرا بھی دو نرگس تو یہ چاہتی تھی بہت خوش ہوئی جب انجم شاہ کھانا
کھا کر سو رہا اور لوگ بھی اپنی اپنی طرف کو چلے گئے چوکی والے رہگئے نرگس نے انکو سحر سے بیہوش کیا پلنگ کی طرف چلی کہ
لوح گلے سے انجم شاہ جادو کے ابھی پاس نہ آئی تھی کہ وہ لوگ جو کمینگاہ مین لگے ہوئے تھے دوڑے کہ او
نمک حرام کہان جاتی ہے کھڑی رہ نرگس خبردار ہوئی چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر لوگون نے تلوارین مار کر ٹکڑے اڑا دیے
صبح کو انجم شاہ تخت پر بیٹھا لاش کو نرگس کی حکم دیا کہ مزبلے پر پھینک دو اسی اثنا مین مجنون اختر شمار آیا
انجم شاہ قہر و غضب سے پکارا کہ ای مجنون تو نے کچھ طلسم کشا کا ٹھکانا لگایا مجنون بولا شہریار ناہید اسکو لیکر
طلسم سے نکل گئی اور کہین ابھی تک پتا نہین لگا انجم نے کہا کہ نمک حرام تیرا تو دادا ہے تو کا ہے کو ڈھونڈھیگا اور نرگس
تو مجھسے لوح چھیننے کو آئی تھی سو اسکو تو مین نے مروا ڈالا اب تجھکو بھی قتل کرتا ہون مجنون نے عرض کیا کہ شہریار مجھکو
اگر اسکا شریک ہونا ہوتا تو اسکے ساتھ نکلا جاتا میری تو جانتک نثار ہے ایک ہفتے مین اسے ڈھونڈھ لاؤنگا ہفتے بھر
کی مہلت مجھے ملے انجم شاہ نے کہا اچھا کیا مضایقہ ہے بعد ہفتے کے سمجھا جائیگا اب مجنون ناہید کی تلاش مین مصروف
ہوا تمام طلسم کو چھان مارا کہین پتا نہ لگا باہر طلسم کے ڈھونڈھنے لگا تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچا کہ وہان ناہید
شاہزادے کو لیے بیٹھی ہے اور نرگس کے مارے جانے کی خبر جو سنی ہے تو بہت آزردہ ملال افسردہ ہوئی ہے کہہ رہی ہے کہ یہان سے
کسی اور طرف کو اب چلیے یہان نہ رہیے ایسا نہو کہ یہان کوئی چلا آئے افشا سے راز ہو جائے ہمین دیکھ لے تو پھر بچنا بہت
مشکل ہوگا نورالدہر بولا ای ناہید باپ اور دادا اور سب عزیز و اقربا تو طلسم مین گرفتار ہین ہمین یہان سے کہان جائینگے
یا تو طلسم کو توڑ کر سب کو رہا کرونگا یا اپنی جان دونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ مجنون اختر شمار جادو پہونچا اور للکارا کہ
او نمک خاندان خوب تو نے رسوا کروایا خوب طلسم کشا سے محبت بڑھائی یہ کیا دل مین سمائی رہ تو تم دونون کو گرفتار
کر کے لیے جاتا ہون ناہید نے جو مجنون کو دیکھا رنگ چہرے کا اڑا ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین یقین مرگ ہو گیا پکاری کہ

بیشک گنہگار ہون مگر دل سے ناچار ہون جیسی چاہیے سزا دیجیے ہم تو پہلے ہی سمجھے تھے کہ کوچۂ عشق مین قدم مارا ہی جان جائیگی
کسواسطے کہ یہ خانہ برانداز بغیر جان لیے نہین چھوڑتا خیر اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا ہی آپ شوق سے قتل کرین مجنون نے
کہا پہلے اس مفسد کا کام تمام کرون بعد اُسکے تجھسے سمجھون یہ کہکر نور الدہر کی طرف بڑھا تھا ناہید دوڑکر قدمون پر گر پڑی کہ
اسکا کیا قصور ہی مجھپر غصہ نکالیے زندہ بادشاہ پاس لیجایے سر کاٹ ڈالیے مجنون کو اسکی بیقراری دیکھکر قریب تھا کہ جنون
ہوجاے بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا کہ او کمبخت تجھکو اس سے ایسی محبت ہی کہ اپنے اوپر سب ایذائین گوارا کرلی ہین اور اسکا رنج
تجھکو ناگوار ہی ناہید نے کہا ای پدر بزرگوار ابھی تمکو اس شخص سے صحبت نہین ہی یہ شخص عجیب با اخلاق جلیل القدر شہریار ہی اسکے
بزرگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین بہت جادوگرون کو مارا ہی صاحب نصیب ہی مقرر طلسم فتح کریگا بارے مجنون
نور الدہر پاس آیا نور الدہر نے سلام کیا مجنون نے اُسے گلے سے لگایا کہا کہ ای شہریار اسکو مین نے آپ کی کنیزی مین
دیا اور مجھسے جو خدمت فرمایے وہ بجالاؤن نور الدہر نے کہا کہ آپ لوح طلسم مجھے لادیجیے مجنون نے کہا اچھا مین جاتا ہون
جو لوح ہاتھ لگتی ہی تو لاتا ہون یہ کہکر چلا تیسرے دن جاکر بادشاہ کو سلام کیا عرض کیا کہ ای شہریار مین آپ سے بہت شرمندہ ہون
ہرچند مین نے تلاش کیا کچھ پتا اُس خانمان آوارہ کا نہ لگا میرا منھ آپ کے سامنے نہین ہوسکتا خجالت سے مرا جاتا ہون
حکم دیجیے کہ لوگ مجھے قتل کرین کہ اس رسوائی سے نجات پاجاؤن یہ کہکر قدمون پر گر پڑا انجم شاہ نے فرمایا کہ ای مجنون تجھے
دیوانہ ہوگیا ہی اسقدر کیون پریشان ہی اولاد بُری ہوجاتی ہی تو کوئی کیا کرتا ہی اگر وہ مفسد اس طلسم مین ہی تو ایک نہ ایک روز پتا
لگجائیگا ساحر تلاش کر رہے ہین اور قطع نظر اسکے بغیر لوح اُس سے کیا ہوسکیگا کسی طرح کا اندیشہ نہین ہی مجنون نے عرض کیا
کہ لوح کو بہت حفاظت سے رکھیے گا انجم بولا کہ مین تو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور مجنون کو خلعت دیا اور ساحرون کو
کہا کہ جو کوئی طلسم کشا اور ناہید کو ڈھونڈھیگا مین اُسے کوتوال شہر کرونگا ساحر تلاش مین مشغول ہوے اب مجنون ہر وقت
اس فکر مین ہی کہ کسی طرح لوح انجم شاہ سے لیجیے ایک روز کا ذکر ہی کہ انجم جادو رات کو محل مین رہا صبح کو حمام مین آیا تمام
لباس اُتار لوح بھی گلے سے اُتار کر رکھی خود نہانے مین مصروف ہوا مجنون نے دیکھا کہ یہی وقت ہی اسم سحر کا پڑھا کہ ایک
ہواے سرد چلی سب سوگئے مجنون لوح لیکر روانہ ہوا وہان پہونچا جہان نور الدہر ناہید سے باتین کررہا تھا اولوس بھی
بیٹھا ہوا تھا ذکر مجنون کا ہوتا تھا کہ یہ لوح لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ شہریار لوح حاضر ہی جان پر کھیل کر لایا ہون خبردار اب
غفلت نہ کیجیے گا دونون ہاتھ پر رکھکر نذر گذرانی نور الدہر نے سلام کیا لوح لیکر بہت خوش ہوا بہت تعریفین کین شب کو وہین
رہا صبح کو متوجہ طلسم ہوا مجنون کبوتر بنکر ساتھ ہوگیا اولوس بھی ہمراہ تھا لیکن نور الدہر لوح کو دیکھکر روانہ ہوا ایک درخت
چنار پاس پہونچا حکم لوح سے اُسے بزور صاحبقرانی اُکھیڑا نیچے سے درخت کے بہرہ نقب دکھائی دیا اُسی نقب مین روانہ ہوا
جب اُسکے باہر نکلا ایک مکان مین پہونچا کہ ایک شیر مانند یاقوت کے سُرخ رنگ وہان بندھا ہی وہ شیر شاہزادے کو دیکھکر
غرّایا کہ ایک آواز آئی ای شہریار جلد لوح دیکھیے یہ شیر انجم جادو ہی نزدیک جائیگا اور اگر ایسا کیا تو جان کا نقصان ہی
نور الدہر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر شیر پر دم کر اور تیغۂ خاراشگاف سے اُسے قلم کر شاہزادے نے اُسکو اُسی طرح
مارا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کشتی مرا نام من اخمر جادو بود افسوس کہ مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ شیر ہی نہ وہ مکان ہی صرف ایک مکان کہنہ بنا ہی آگے راہی ہوا کنارے
ایک دریا کے پہونچا دیکھا کہ اُس دریا مین ایک گنبد زمردین بنا ہی اُسپر کبوتر بیٹھا ہوا سیر دیکھا کرتا ہی کہ آواز اولوس کی آئی
شہریار مجھکو اس ظالم کے پنجے سے چھڑائیے یہ ظالم مجھکو پکڑے لیے جاتا ہی نور الدہر نے پھر کر دیکھا کہ ایک دیو سیاہ اولوس
کو لیچلا جب تک یہ اُسپر دوڑے وہ اولوس کو لیکر گنبد مین داخل ہوا نور الدہر نے حالت اضطراب مین چاہا کہ اُسکے

پیچھے جا سے آواز آئی خبردار دریا میں نہ جانا غرق ہو جائیگا لوح کو دیکھ شاہزادہ رک رہا مگر بڑا صدمہ ہوا کہ ایسا دوست گرفتار ہو گیا
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دریا پر دم کر ایک کشتی پیدا ہوگی اسپر سوار ہوکر روانہ ہو شاہزادے نے موافق حکم اسم
پڑھکر دم کیا کشتی پیدا ہوئی سوار ہو کے روانہ ہوا کشتی برابر گنبد کے پہونچی وہ کبوتر شاہزادے کو دیکھکر اُڑا ایک رشتہ
طلائی اُسکے پاؤں میں بندھا تھا کبوتر نے بلند ہوکر آواز دی کہ ہیہات ہیہات افسوس افسوس اور پھر آکر گنبد پر بیٹھا نورالدہر
زانوں تک پتھر کا ہو گیا یہ کیفیت اپنی دیکھکر جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے عزیز اگر تین دفعہ اس کبوتر نے بلند ہوکر صدا دی
تو تو بالکل پتھر کا ہو جائیگا پھر تا دائم الحیات رہا نہوگا تجھے لازم ہے کہ جب کبوتر پرواز کرے خیال کر کے دیکھ کہ ایک رشتہ طلائی
اُسکے پاؤں میں بندھا ہے جب وہ بلند ہوا اور ہیہات کہے تو ایک تیر پر اسم دم کر کے رشتہ پر مار اگر تیر تیرا رشتہ پر پڑا تو تو کامیاب
ہوا نہیں تو نہیں رہا شاہزادہ جب تک لوح دیکھے اتنے عرصے میں وہ کبوتر پھر بلند ہوا اور ہیہات اور افسوس کی صدا دی
کہ نورالدہر سینہ تک پتھر کا ہو گیا غرض تیسری دفعہ کبوتر اُڑکر آسمان کو چلا منقار نہ کھولنے پایا تھا کہ شاہزادے نے خدا کو یاد
کر کے تیر کمان سے چھوڑا کہ اُس تیر نے اُس رشتہ طلائی کو توڑا کبوتر گنبد میں گرا تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ کشتی
ہے نہ دریا ہے سامنے گنبد معلوم ہوتا ہے آواز رونے کی چلی آتی ہے شاہزادہ اندر گنبد کے گیا کسی کو نہ پایا حیران ہوا کہ کسکے رونے کی
آواز آتی ہے ایک طرف بہرہ نقب کا دیکھا حکم لوح سے اُس نقب میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو ایک مکان عالیشان دکھائی دیا
اُسمیں سے آواز فریاد و الغیاث کی آتی تھی شاہزادے نے چاہا کہ اندر اُس مکان کے جاے کہ ایک اژدر آتش فشان نظر آیا
قلابے آتشیں شاہزادے پر چھوڑا نورالدہر نے حکم لوح سے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ اژدہا بصورت انسان بن گیا اور چاہا
اُسنے کہ بھاگے شاہزادے نے اسم پڑھکر شمشیر پر دم کیا اُس جادوگر پہ تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے غل و شور ہوا زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اژدر جادو تھا جب روشنی ہوئی اندر مکان کے گیا دلوس جنی کو دیکھا کہ جو صحیفہ بندھا ہوا ہے
نورالدہر نے اُسے کھولا وہ قدموں پر گرا نورالدہر اُسے ساتھ لیکر باہر آیا ایک طرف کو ایک جھونپڑا نظر آیا اور اُسکا
دروازہ مقفل پایا شاہزادہ قریب اُسکے گیا قفل کو کھولا دروازہ وا کیا ایک جادوگر اندر سے پکارتا نکلا کہ ارے ظالم تو یہانتک پہونچا
میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھا کہ بجلیاں چمک کر شاہزادے پر چلیں نورالدہر نے لوح دکھائی بجلیاں جدھر سے آئی تھیں
اُسی طرف پھر گئیں نورالدہر نے تلوار اُس جادوگر پر ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے دو شیر بنکر دوڑے دونوں کو مارا چار شیر بنکر دوڑے چاروں
کو مارا غرض اسی طرح ایک دو گھڑی میں دو سو جادوگر پیدا ہو گئے اور غلغلہ ہوا کہ پکڑو اس طلسم کشا کو جانے نہ پاوے نورالدہر انکو قتل
کرتے کرتے تھک گیا ناچار لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تو اُنسے اندیشہ نہ کر نمونہ طلسم ہے تو اندر اُس دروازے کے چلا جا ایک شخص کو دیکھیگا
کہ سر سے پاؤں تک اُسکے بدن پر بال ہیں تمام جسم اُسکا بالوں میں پوشیدہ ہے اور کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے اور سینہ پر اُسکے کچھ بال
سفید ہیں تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے اُن سفید بالوں پر مار کہ کام اُسکا تمام ہو شاہزادے کو جیسا لوح سے حکم ہوا تھا ویسا
کیا تب اُسکے سینے پر تیر پڑا پشت کو توڑکر پار گذر گیا غل و شور ہوا آتش افروزی ہوئی زمانہ دھواں دھار ہو گیا بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غولان جادو تھا جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہے اولوس
پکارا کہ شہریار مبارک ہو کہ تمام دربند طلسم کے فتح ہوئے اب لڑائی بادشاہ سے رہگئی ہے یہ باتیں تھیں کہ آواز نوبت و نقارے
کی بلند ہوئی اور فوج ساحران غدار کی نظر آئی کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر سوار کوئی کرگدن آتشیں پر کوئی فیل آہنی پر کوئی
اژدر آتش فشان پر بیٹھا ہوا ہے سنکھ گھنٹے تر ہی بجتی ہوئی ناقوس نوازی ہوتی ہوئی ڈمروؤں کی صدا بلند تھی جھانجھوں کا شور
بیچ میں تخت انجم شاہ جادو کا آگے تخت کے منقل آتش روشن مجمر دو رو دو لشکر جادوگروں نے چار طرف سے نرغہ کیا
ہر ایک سحر میں مصروف ہوا کوئی آگ برساتا تھا کوئی تیروں کی بوچھار کرتا تھا کوئی اژدہا بنکر حملہ کرتا تھا کوئی شیر بنکر دوڑتا تھا

کوئی بارش تیغ و تبر کرتا تھا مگر شاہزادہ اسم لوح کا پڑھ کر دم کر رہا تھا کسی کا سحر نہ تاثیر کرتا تھا بلکہ اُسکا سحر اُسی پر پلٹ جاتا تھا شاہزادہ رد سحر کرتا ہوا ساحروں کو قتل کرتا ہوا برابر انجم شاہ جادو کے پہونچا اُسنے سحر کر کے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچ تلواریں چمک کر شاہزادے پر چلیں قریب آکر افسردہ ہو کر گر پڑیں پھر سحر کیا کہ آگ کا دریا دوڑا نور الدہر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا یہ اسم پڑھتا ہوا قریب شاہ طلسم پہونچ اتنے میں انجم شاہ نے سحر کیا ایک رعد کی ایسی آواز پیدا ہوئی شعلے شاہزادے سے لپٹ گئے شاہزادے نے اسم لوح پڑھا ایک راستہ ہو گیا شاہزادہ برابر تخت کے پہونچا تلوار ماری انجم شاہ جادو نے سحر کیا کئی سو سپریں سحر کی سر پر کھڑا ہیں مگر تلوار نے قبہ سپر پر پہنچتے ہی زیر تخت زمین کو بوسہ دیا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آوازیں مہیب بلند ہوئیں اور ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مرا انجم شاہ جادو بود بس جسوقت کہ انجم شاہ جہنم واصل ہوا مجنون اختر شمار جادو نے آواز دی کہ ای ساحران طلسم بادشاہ مارا گیا ہمیں لئے تو اطاعت طلسم کشا اختیار کی تم کیوں اپنی جانیں دیتے ہو غلامی اس شہریار کی قبول کرو نہیں تو مارے جاؤ گے سب جمع ہو کر آئے قدموں پر گرے مطیع اسلام ہوئے شاہزادے کو تخت پر بٹھایا شہر میں لائے کنجیاں خزانے کی خزانہ دار نے سامنے لا کر رکھیں نور الدہر نے مجنون اختر شمار کو بادشاہ کیا اور اوس حبشی کو نائب کروا ناہید جادو کو بالکل اختیار دیا اور کہا کہ ترک سحر کرو مجنون و ناہید نے عرض کیا کہ ہم ترک سحر کرنے کو موجود ہیں مگر ابھی دو ماہ جادو اور ساحر مشتمش زندہ ہیں جسوقت اُنسے مقابلہ ہو گا ہم آکر آپ کے شریک ہونگے جب وہ واصل جہنم ہو لینگے تو ہم ترک سحر کرینگے آگے جیسا ارشاد ہو نور الدہر بولا کیا مضائقہ ہی اور خدمت صاحبقران میں روانہ ہوا یہاں امیر باتوقیر دولہا بنے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک آندھی چلی زمانہ تاریک ہو گیا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہے نہ کبوتر خانہ ہے سامنے قلعہ نظر آتا ہے صاحبقران نے پوچھا کہ نور الدہر کہاں ہے لوگوں نے بیان کیا کہ وہ طلسم کشائی کو گئے ہیں فرمایا کہ والحمد للہ اُنہوں نے طلسم کشائی کی اور ہم سب کو رہائی دی یہی باتیں تھیں کہ شاہزادہ دکھائی دیا صاحبقران اور بدیع الزمان کے قدموں کو بوسہ دیا امیر نے کمال شفقت فرمائی پوچھا کہ حال خاور سپاہ کا کچھ معلوم ہوا نور الدہر نے مجنون اختر شمار سے خطاب کیا کہ قیدیان طلسم کو بلاؤ اُسی وقت سب اسیر طلسم آئے ایک مجمع اسیروں کا نظر آیا بلکہ اُسمیں قمر زاد کو بھی دیکھا مگر قاسم کا نام و نشان بھی نہ پایا سب کو مخلصی دی فرمایا جہاں تمہارا جی چاہے جاؤ قمر زاد کو بھی رخصت کیا لیکن قاسم کے نہونے سے کمال صدمہ ہوا مجنون سے اُس اژدہے کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ وہ طلسم کا رہنے والا نہ تھا خدا جانے کہاں سے آیا تھا ہمکو حال معلوم نہیں امیر بہت آزردہ خاطر ہوئے فرمایا کہ خدا اُسکا نگہبان ہے وہاں سے شہر میں آئے سعادت شاہ نے دعوت و ضیافت کی دوسرے دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لقا نے آس بن الوس کو چھڑایا اور بہرہ بن زلازل ایک حبشی بھی آیا لشکر اسلام کو شکست دی بادشاہ زخمی ہو کر شستری حصار کو گئے جسوقت ہم وہاں سے چلے تھے لقا پستون کی آفتاب پرستون پر چڑھائی تھی لشکر ایرج سے لڑائی تھی یہ سنتے ہی فرمایا کہ کوچ کی تیاری ہو صاحبقران نامی مع سرداران گرامی لقا پر روانہ ہوئے سعادت شاہ زرافشان حصاری ہمراہ ہوا دوسرے دن صبح کا وقت تھا شاہزادہ نور الدہر چلا آتا تھا کہ ایک ہرن آگے سے گذرا نور الدہر نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا صاحبقران منتظر ہے کہ نور الدہر آئے تو چلیں تمام دن انتظار کیا حتے کہ رات ہو گئی مگر نور الدہر نہ پھرا صبح کو امیر نے چہار طرف ڈھونڈھا مگر کچھ سراغ نہ معلوم ہوا نہایت رنج ہوئے فرمایا کہ اگر میں انتظار نور الدہر کا کروں تو اُدھر لقا تمام لشکر کو قتل کریگا خیر حافظ حقیقی نگہبان شاہزادہ نور الدہر کا ہے مجکو لقا پر جانا ضرور ہی یہ کہکر کوچ کیا

اب داستان حیرت مآل لقا کے بے اقتدار راندۂ درگاہ خدا کی بیان کیجاتی ہے

تنگ آتے ہین غیب دان کیسے کیسے | بیان کرتے ہین خوش بیان کیسے کیسے | اٹھاتے ہین کام و زبان کیسے کیسے
رہین پر ہین انکے گمان کیسے کیسے | کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے

بہار آکے جوبن دکھاتی ہی کیا کیا | خزان شرم سے منھ چھپاتی ہی کیا کیا | صبا ہوش بلبل اڑاتی ہی کیا کیا
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا | بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے

قتیلون کے جب سے سنے مرثیے ہین | ہزارون گلستان مین بسمل بنے ہین | لگا کر لہو پیرہن تر کیے ہین
تمھارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین | گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

ارادے خرابا تیون کے بڑے ہین | برابر سے لالہ کو پی رہے ہین | امنگو نپہ ہی جوش مستی مزے ہین
بہار آئی ہی نشہ مین جھومتے ہین | مریدان پیر مغان کیسے کیسے

بیان کیا کرون اسکی بیرحمیون کا | رہی دل کی دل ہی مین سب کی تمنا | خدا جانے کیا دشمنون نے پڑھایا
نہ مڑ کر کبھی بیدرد قاتل نے دیکھا | تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے

دم چند تھا دور دوران وہ سارا | کہان روم و ایران کے وہ لشکر آرا | پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا | مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

نہ ظلمت سفیدی نہ شام و سحر ہی | نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گذر ہی | نہ اپنا نہ بیگانہ پیش نظر ہی
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی | تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے

جدائی کے صدمے محبت کے قربان | رفیقون کے دن رات کیا کیا ہین احسان | ذرا دیکھ تو آکے او دشمن جان
غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان | ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

یہان سے عدم تک ہزارون ہین ہجران | دل و جان و اسلام و ایمان کے دشمن | وطن کو گیا کون بے چاک دامن
عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن | لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

بشر کے لیے ناسپاسی ستم ہی | سکوت آگے منعم کے تسلیم ہی | بہت خوب ارشاد آتش رقم ہی
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی | مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

یہان مالک بن ملکوت شاہ مع سرداران آفتاب پرستان پہاڑ پر کھڑا ہوا ہی اور گرد لشکر لقا کا کھڑا ہوا ہی یہ بربن نزال نزل باختر کو جا چکا ہی اور آس بن الوس طبل جنگ بجوا چکا ہی کہ کل مین آفتاب پرستون کو پہاڑ پر جا کر قتل کرونگا ایک کو زندہ چھوڑونگا القصہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو لشکر لقا نے پرستش کی اور اقبال شاہ کو زندان مین سے بلا کر کہا کہ تو آفتاب پرستون کا بادشاہ ہی انھین سمجھا کہ آکر لقا کو سجدہ کرین اور ہمارے شریک ہون کہ ہم دو ملکر خدا پرستون کا کام تمام کرین شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را + اقبال شاہ نے کہا کہ تمام آفتاب پرست حکم خلیفہ آفتاب تابان قطب دوران کا مانتے ہین اور مجھکو ہیچکارہ جانتے ہین کوئی میرے کہنے پر عمل نہ کریگا آپ مجھے جاہین قتل کرین جاہین بخشین بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آس بن الوس کو حکم دیجیے کہ اقبال شاہ کو اپنے چہرے کی سپر کرکے پہاڑ پر چڑھے کوئی اسپر تیر نہ مار لیگا نہ پتھر برسائیگا ایک طرفۃ العین مین پہاڑ ہاتھ آجائیگا لقا بولا ہی تقدیر مین نے کی بس اسی وقت آس بن الوس اقبال شاہ کو ہاتھ پر اٹھا کر پہاڑ پر چلا آفتاب پرست پہاڑ پر تیر و کمان ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے تیرون کے ڈھیر آگے لگے ہوئے تھے اقبال شاہ کو جو اس صورت سے دیکھا تیر و تفنگ پارۂ سنگ ہاتھ سے رکھدیے اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے دعائین مانگنا شروع کین کہ یا نیر اعظم

یہ وقت مددگاری کا ہے اُدھر مالک بن ملکوت شاہ پکارا کہ یا آفتاب تابان بھیج اپنے نائب قطب زمان کو اُدھر آس
بن الوس پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہے آفتاب پرستوں میں غل ہے تلاطم مچا ہوا ہے کہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی اور
قطب دوران نمودار ہوئے اتفاق کار قطب دوران کی جو نظر اقبال شاہ پر پڑی کہ آس بن الوس نے بجائے
سپر اُسکو اپنے چہرے کی پناہ کیے ہے چند حقے آتشبازی کے داغ کر مارے کہ زمانہ تاریک ہوگیا ایک پتھر گوپھن کا اسکے
بند دست پر مارا کہ ہڈی پر ضرب پہونچی اقبال شاہ ہاتھ سے چھوٹا اور دو چار پتھر اُسکے سینہ و سر پر مارے کہ آس بن
الوس بھاگا آفتاب پرستوں نے جو یہ نقشہ دیکھا اسقدر تیر مارے کہ جسم آس بن الوس کا جابجا سے شق ہوگیا
کافر اُسے لیکر پھر گئے قطب دوران نے اقبال شاہ کو مالک بن ملکوت شاہ سے ملایا اور کہا کہ میں جاکر اب ایرج
کو لاتا ہوں کہ قضا آس بن الوس کی اُسی کے ہاتھ سے ہے یہ کہکر روانہ ہوئے اور یہاں آس بن الوس کو لوگوں نے لاکر خیمے
میں ڈالا جہاں جہاں ضرب پہونچی تھی سینکا اور کہا کہ اے آس بن الوس تمنے پہچانا کہ یہ قطب کون ہے یہ وہی ہے جسنے ناک تمہاری
کاٹی تھی یعنے عمرو عیار اِسنے جو سُنا پکارا کہ قسم ہے لقا خدا سے باختری کہ صبح کو آفتاب پرستوں کو مع قطب دوران قتل
کرونگا یہ کہکر طبل بجوایا صبح کو پھر پہاڑ پر پرستش کی آفتاب پرست مشغول دعا تھے اتنے میں ایک گرد اُٹھی اور ایرج نوجوان
دکھائی دیا اور قطب دوران ساتھ ساتھ آسمان پر چلے آتے تھے ایرج نے نعرہ کیا کہ او آس بن الوس نکٹے نامرد کہاں
لشکر بے سردار پرجاتا ہے میں تیری خدمت کرنے کو آیا اور مرکب کو اُڑا کر قریب آس بن الوس کے پہونچا آس بھی ایرج پر چلا
بعد لگاورنی کے نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار رد کر کے اپنا
وار کیا کہ سر کو کاٹ کرکے تا دو ابرو تلوار اُتر گئی آس بیہوش ہوکر گرا اوسان بن الوس نے جو یہ صورت دیکھی
لقا سے کہا کہ یا خداوند یہ کیا تقدیر کی ہے کہ پہلے ناک عمرو سے کٹوائی اب ایرج سے زخمی کروایا لقا جواب نہ دینے
پایا تھا کہ بختیارک نے کہا لقا نے تقدیر کی ہے کہ تو اس آفتاب پرست کو ماریگا یہ خر ناشخص بہت خوش ہوا اور
ایرج کے مقابلے کو للکارتا ہوا چلا جب میدان میں آیا کہا او بزاز بچے کہاں جائیگا پکڑ میرے ہاتھ سے تلوار ایرج پر
ماری ایرج نے رد کی بعد اُسکے ایرج نے تلوار ماری کہ تلوار اوسان کے سر پر چلی تھی یا زیر تنگ مرکب جاکر
دم لیا گینڈے سمیت چار ٹکڑے اُس کافر کے ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے
تمام آفتاب پرست پہاڑ کے نیچے اُترے خیمہ برپا ہوا قطب دوران آکر تخت پر بیٹھا ایرج دنگل پر متمکن ہوا صحبت عیش
آراستہ ہوئی لیکن لقا جو پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند بدر بن زلازل کو بلوائیے اور ایرج
سے لڑوائیے لقا بولا کہ بس یہی تقدیر کی اور وسواس عیار کو روانہ کیا کہ جاکر بدر کو راہ سے پھیر کر لے آؤ وسواس
روانہ ہوا لیکن آس بن الوس لقا کے سامنے آیا کہ یہ کیا تقدیریں بُری ہیں کہ پہلے میری ناک کٹوائی اور اب بھائی
کو میرے قتل کروایا باوجود کہ میں بھی زخمی ہوا لقا بولا اے آس تو غم نہ کر یہ تقدیر میں نے نہیں کی تقدیر بالائی ہے تو خاطر جمع
رکھ تیرے بھائی کو بھی زندہ کرونگا اور میں ناک تیری درست کرونگا آس یہ کلمہ سُنکر بے آس ہوا بابا کو سجدہ کر کے چلا گیا مگر
لقا حیران و پریشان بیٹھا ہے بختیارک کہہ رہا ہے کہ یا خداوند کل ایرج سے کون سامنا کریگا لقا خاموش ہے کچھ جواب نہیں دیتا ہے
کہ جوڑی ہرکارے کی دوڑی ہوئی آئی ہاتھ اُٹھا کر بد دعا دی اور عرض کیا کہ بلوط کج گردن آپ کی مدد کے واسطے آتا ہے
لقا بہت خوش ہوا اور سرداروں کو استقبال کے واسطے بھیجا بلوط آیا لقا کو سجدہ کیا صحبت میں آکر بیٹھا پہلے حال
خدائی کے برباد ہونے کا پوچھا بعد اسکے کہا یا خداوند گردن میری سیدھی کر دیجیے لقا بولا کہ تو ان خدا پرستوں کو
قتل کر میں گردن سیدھی کر دونگا بلوط نے عرض کیا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش میں آیا

ہرکارون نے آکر قطب دوران کو خبر دی بحکم قطب دوران مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون
لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی جسوقت حبشی تیرہ فام شب کو پہلوان ذیشان آفتاب نے اپنی شعاعون کے تیرون سے
مجروح کیا یعنے صبح ہوئی دونون لشکر صبح کو معرکہ آراے نبرد ہوے جب صفین آراستہ ہوچکین نقیب نہیب دیکر چلے گئے بلوط
کج گردن اپنے گینڈے کو تجلک مار کر سامنے لقا کے آیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا ای بلوط جا تیری چوب دست
مین سب آفتاب پرستون کی موت تقدیر کردی بلوط نہایت مسرور وشادمان میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ایرج
نوجوان نے مرکب کو اڑایا بلوط نے جو ایرج کو آتے دیکھا دوڑ کر لگا ور زن ہوا اور کہا کہ ای ایرج آ اور لقا کو سجدہ کر
ایرج پکارا او کافر کیا بکتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر بلوط برہم ہوکر بولا خبر جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا ایرج
بولا کہ یہ اپنا دستور نہین ہی حریف پر پیش دستی کرنا کچھ ضرور نہین بلوط کو یہ سُنکر اور غصہ آیا اُسکے پاس ایک چوب دست
رہتی ہی اُسکی کیفیت یہ ہی کہ درخت چنار کو اندر سے خالی کرو اسکے کئی سو من پارہ اُسمین بھرا ہی جسپر یہ چوب دست مارتا ہی
وہ جانبر نہین ہوتا وہی چوب دست ایرج پر ماری ایرج نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر چوب دست ہاتھ سے چھین لی اور نوبت کشتی
کی آئی تین دن مین اُسنے زیر کیا باندھ کرنے گیا دونون لشکر پھر گئے اُدھر بلوط کو طوق وزنجیر مین گرفتار کرکے زندانخانے مین
قید کیا دوسرے دن قطب دوران نے بلوط کو بلوایا اُسنے بطریق لقا پرستان سلام کیا قطب دوران نے اُسے
کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ ای بلوط تجھکو زبدۂ آفتاب پرستان صاحبقران زمان ایرج نوجوان نے کیونکر زیر کیا اُسنے جواب دیا
کہ جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا اب دین خیر اعظم کا قبول کر دیکھ خیر اعظم کا کیا نور ہی تمام زمین نور سے معمور ہی
ہر شی خیر اعظم سے پختہ ہوتی ہی اشجار کی خامی کو تابش آفتاب کھوتی ہی جسوقت آفتاب پوشیدہ ہو جاتا ہی کیسا زمانہ تیرہ ہو جاتا ہی
القصہ یہانتک سمجھایا کہ بلوط کج گردن از سر صدق آفتاب تابان کے خدا ہونے پر ایمان لایا آفتاب پرستی پر رغبت کی
لقا پر لعنت کی قطب دوران نے اسی وقت خلعت دیا دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب دماغ
بلوط کا بادۂ ناب سے گرمایا اُس عالم مستی مین اٹھ کھڑا ہوا اور ایرج سے عرض کیا کہ مین لقا کے پاس جاتا ہون اور اُس سے
کہتا ہون کہ گردن میری ابھی سیدھی کردے اُس دروغ گو سے کیا ہو سکیگا مین اُسکو باندھ کر لے آؤنگا ایرج نے کہا کہ تمھارا
جانا اچھا نہین ہی بلوط نے عرض کیا کہ میرا لشکر اور مال اور اسباب سب وہین ہی میرا جانا مصلحت ہی قطب دوران
نے کہا ای ایرج اسے روکو نہین جانے دو ایرج بولا اچھا جاؤ بلوط نے رخصت ہوکر لشکر لقا کا راستہ لیا ہرکارون نے
جاکر یہ خبر لقا کو دی کہ بلوط کج گردن بارادۂ فاسد آتا ہی دین آفتاب پرستی اختیار کرچکا ہی لقا بولا وہ مجھسے کبھی منحرف
نہوگا وہ میرا بندۂ خاص الخاص ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہوشیار رہئے گا بلکہ سب کو حکم دیجیے کہ اگر وہ بڑھے
تمہارے کہنے کے ساتھ اُسپر سب ٹوٹ پڑین اور گرفتار کرلین لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے کئی سال پیشتر یہی تقدیر کی تھی
اور سب اہل بارگاہ سے کہا کہ تمکو جسوقت مین اشارہ کرون تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا سب نے عرض کیا کہ بہت
یہان یہ بند وبست ہوچکا تھا کہ بلوط کج گردن آیا سلام کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھا بختیارک نے کہا ای بلوط ایرج کے
ہاتھ سے کیونکر نجات پائی اُسنے کہا کہ مین نے اُسے فریب دیا بظاہر آفتاب پرستی قبول کی مگر اب خداوند کی خدمت مین آیا ہون
کہ خداوند گردن میری سیدھی کردین لقا نے کہا ای بلوط تو جلدی نہ کر ہر امر اپنے وقت پر مقرر ہی ابھی نور وزمین جو تقدیر
کرنے بیٹھونگا تو ناک آس بن الوس کی اور گردن تیری درست کرونگا بلوط نے کہا کہ سب باتین تیری جھوٹھی معلوم
ہوتی ہین یا تو ابھی گردن میری درست کردے نہین تو باندھ کر تجھے ایرج پاس لیجاؤنگا ایک زمانے کو تو نے گمراہ کیا ہی
ایک عالم کو بہکا کر خراب وتباہ کیا ہی لقا پکارا کہ یہ کیسا بندۂ بے ادب ہی خداوند پر حکومت کرتا ہی ارے پکڑ لو اسے

بلوط چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے کہ لوگ چہار طرف سے ٹوٹ پڑے اسکو گرفتار کر لیا لقا نے حکم دیا کہ اسے لیجا کر قید کرو اسکو جنون
ہو گیا ہی کبھی اسکی گردن سیدھی کرو انکا لوگون نے لیجا کر زندان مین قید کیا بعد اُسکے ہرکارون نے خبر دی کہ بدر بن زلازل
یک جنبش آ پہونچا لقا نے حکم دیا کہ پیشوائی کر کے لاؤ لیکن ادھر جاسوسون نے خبر بلوط کے اسیر ہو جانے کی قطب دوران
کو پہونچائی ایرج غیظ و غضب مین آیا کہا کہ یا قطب دوران اگر آپ حکم دین تو تنہا جا کر بلوط کو چھڑا لاؤن قطب دوران
مانع ہوئے کہ ابھی جلدی نہ کرو خود چھوٹ کر تمہارے پاس چلا آئیگا ایرج پیچ و تاب کھا کر رہ گیا اُس طرف بدر بن زلازل
نے لقا سے پہلے لقا کو آکر سجدہ کیا لقا نے ذنگل جواہر نگار بیٹھنے کو دیا بدر نے پوچھا کہ یا خداوند آپ نے مجھے کیون یاد فرمایا لقا
بولا کہ ای بدر بن زلازل مین نے تجھے اسلیے بلایا کہ اس آفتاب پرست ایرج نے جگر میرا خون کر دیا ہی اور بہت سے
بندون کو میرے قتل کیا ہی بدر پکارا کہ یا خداوند وہ نیزہ بچہ کیا ہی کہ خداوند اُسکی ایسی پریشان و شکوہ بیان کرتے ہین مین اُسکو
سر میدان پکڑ لاؤنگا یا اُسکا سر کاٹ کر لے آؤنگا آپ طبل جنگ بجوا دیجے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت لقارہ
رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے قطب دوران کو خبر پہونچائی اُسنے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگ گڑگڑایا رات
دونون لشکرون مین درستی آلات حرب رہی صبح کو میدان داری ہوئی بدر بن زلازل لقا کے سامنے آیا اور اجازت
میدان مانگی لقا نے دست نجس اپنا بدر بن زلازل کی پیٹھ پر مارا کہا کہ جا تجھے مین نے اپنا نظر کردہ کیا کوئی تیری پیٹھ زمین
سے نہ لگا سکیگا بختیارک نے کہا ای بدر بن زلازل پاسے تم ہمارے ہاتھ سے چلے اب میدان سے پھر کر نہ آؤ گے
بدر نے کہا ای شیطان کیا واہیات بکتا ہی یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا اور رکیک مار کر میدان مین آیا خوب گینڈے کو گرمایا
برچھے کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق ہوچکا اور گینڈا بھی عرق کر لایا اُسوقت کچھ تھوڑی دیر دم لیا بعد دم بھر کے
مبارز طلب کیا نہیب دی کہ ای آفتاب پرستو تمنے خداوند کو بہت پریشان کیا ہی نکلو میدان مین تو قدر و عافیت اپکی
معلوم ہو جائے بس اسکا مبارز طلبی کرنا تھا کہ لشکر آفتاب پرستان مین علمہاے آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے آواز
کرّہ گاؤدم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان گھوڑے کو اڑا کر سامنے قطب
دوران کے آیا پیادہ ہو کر اجازت میدان چاہی قطب دوران نے آگاہ فرمایا کہ ای ایرج نوجوان یہ پہلوان
روئین تن ہی اسپر ستیز کوئی حربہ نہ اثر کریگا تجکو لازم ہی کہ جسوقت یہ تلوار تجھپر مارے تو بفنون سپاہ گری تو اُسکی تلوار
چھین لینا اور کشتی لڑکر زیر کرنا ایرج نے جواب دیا کہ بہت خوب قطب دوران نے فرمایا کہ جاؤ نیّر اعظم تمھارے
نگہبان ہین ایرج مرکب بڑھا کر مقابل بدر بن زلازل آکر لگا در زن ہوا کوئی تین چار قدم ایرج کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا
اور سات قدم بدر بن زلازل کا گینڈا پسپا ہو گیا گلہاے سپر مانند گل آتشبازی کے شرر افشان ہوئے پھر دونون
مرکبون کو رانون مین مسل کر مقابل یکدگر ہوئے بدر نے دیکھا کہ میرا مقابل ایک جوان ماہ طلعت ہی چہرے پر کمال شان و
شوکت ہی پوچھا کہ تو کون ہی ایرج نوجوان نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج عالیشان بدر نے کہا کہ نیزہ بچہ
تو ہی ہی جواب دیا کہ ہان مین ہی لقا کو بسزا پہونچانے والا ہون بدر بن زلازل یہ کلمہ سخت و درشت ایرج نوجوان
کی زبان سے سنکے آگ ہو گیا کہا کہ بس زیادہ زبان درازی نہین کیجے خبردار رہ کہ تجھکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے ایرج
پر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چند طعن رد و بدل ہوئی تھی کہ ایرج نے
نیزہ بدر کا ہوائی کیا اُسکے منہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین بدر پکارا کہ ای آفتاب پرست غضب کیا کہ نیزہ میرا تو نے نکالدیا
مگر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری ایرج نوجوان نے اُسے سپر پر روکا اور آپ تلوار اُسپر ماری اُسنے
سینہ سپر روکا صاف تلوار اچٹ گئی بدر نے پھر حملہ کیا ایرج نے وار اُسکا رد کیا اور اپنی تلوار جو ماری اُسنے پھر سینہ سپر کیا

ایک روز لگتا بھی اُسکا نہین میلا ہوا اسی طرح کئی حملے رد و بدل کے ہوئے آخرکار ایک مقام پر ایرج نے بھتکی دیکر قبضے پر ہاتھ
ڈالا بازور کشمکش ہونے لگے طرفین سے لوگ پکار رہے کہ گھوڑون پر سے تو اُترو دونون مرکبون سے کود کے دامن گردانکے
آستینیں چڑھائین ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوا بدر نے ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا
ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ مجھپر ٹوٹ پڑا اور جب ایرج نوجوان نے ہاتھ اُسکی گردن پر رکھا معلوم ہوا کہ آسمان مجھپر پھٹ پڑا
باہم کشتی ہونے لگی اسی اثنا مین ایک گرد اُٹھی امیر مع سرداران باتوقیر ساتھ ساتھ سعادت شاہ کی فوج بیشمار ہمراہ لیے پہونچے
دیکھا کہ ایرج سے اور بدر سے کشتی ہو رہی ہے ایک جانب کو آکر قایم ہوئے لقا نے گھبرا کے بختیارک سے کہا اے
شیطان درگاہ اگر تمام زمانہ دشمن ہو تو مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے مگر حمزہ کا نام سنا اور دل کانپ گیا بختیارک بولا کہ یہ گناہ تیرا ہے
کیون ایسا بندۂ بے ادب تو نے پیدا کیا تھا لقا نے کہا کہ سچ ہے خود کردہ را درمان نیست لیکن صاحبقران زمان نے
طور سرکن سے کہا کہ تم نیزہ میر انشانی لیکر جاؤ اور مشتری حصار سے لشکر کو لاؤ طور سرکن نیزہ حضرت نوح کا لیکر
روانہ ہوا قطب دوران نے جو دیکھا کہ حمزہ آیا نصر طرادل کشتی گیر کو بلاکر کہا کہ تو جا کر حمزہ سے کہہ کہ قطب زمان فرماتے ہین
کہ بندۂ اعظم نے تجھے اس طرح کی سر جنگ دی اور پھر تو نہ سمجھا اب آیا بھی تو قطب زمان سے رجوع نہ کی اور آفتاب بتابان
کو سجدہ نہ کیا قطب زمان کے قدمون کو نہ چوما نصر طرادل خدمت امیر باتوقیر مین آیا سلام کرکے پیغام قطب زمان
پہونچایا حمزہ صاحبقران آگ ہو گئے فرمایا اُس نمک حرام سے کہدینا کہ کیون شامت آئی ہے گھبرا نہین جلد تجھے اس گمرہی
کا مزا چکھاتا ہون پھر اُسی عہدہ ساربانی کو پہونچاتا ہون ایرج کے بھروسے پر تو پھولا ہے کچھ اُسکی حمایت پر پھولا ہے وہ
کفش کاری کرونگا کہ تا زندگی یاد رکھیگا نصر طرادل یہ کلمہ سخت سنکر پکارا کہ حمزہ تو قطب زمان کو کیا سمجھا ہے اُسکی شان
مین ایسے کلمے بے ادبی کے منہ سے نکالتا ہے یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا امیر نے سردارون سے اشارہ کیا کہ مینا اس
مردک کو خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین نے دوڑکر تلوار نصر طرادل کی چھین لی اور دو چار دھولین
اور دو چار لاتین مار کر کہا دور ہو بیا نے صاحبقران زمان پر تلوار کھینچتا ہے ارے کہان تو اور کہان صاحبقران
ذرا ایما ہوتا تو ایک ایک دھول مین تیری جان نکل جاتی دعا دے اس عالیجاہ کو کہ تیرے اوپر رحم کیا جا خبردار پھر
ایسا پیغام نہ لانا نصر طرادل باحال تباہ کپڑے پھٹے ہوئے منہ سوجا ہوا سامنے قطب زمان کے آیا تمام حال سنایا
قطب زمان بہت جلال مین آئے کہا کہ اے نصر طرادل حمزہ نے تجھکو ذلیل نہین کیا مجھکو ذلیل کیا خیر مین اسکا عوض
لونگا یہ عرب جانتا کہ مان ہے لیکن یہان بدر بن زلزال ایرج نوجوان سے کشتی لڑ رہا ہے اور کہ رہا ہے کہ او بندہ زادے تجھے
مغرور و بے مقدور تو خداوند کا لحاظ نہ کرے اور اُسکے لشکر سے بے ادبیان کرے دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہون ایرج اُسکو
جواب دے رہا ہے کہ تیرے خداوند کی کیا حقیقت ہے اور تو کیا ہے غرض چار پہر دن کی کشتی مین ایرج نے بدر کو ٹانگ پر مارا
کہ بدر چارون شانے چت گرا ایرج نے مشکین باندھین اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا قطب دوران ایرج پر
زر نثار کرتے ہوئے لائے بدر کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے زندانخانے مین بھیجا اُدھر لقا کمال اُداس اور پریشان پھر کر اپنی
بارگاہ مین آیا تخت پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا بختیارک نے جو لقا کو بہت پریشان دیکھا کہا خداوندا ایک صلاح مجھے
سوجھی ہے کہ آپ پیغام صلح قطب دوران پاس بھیجیے آفتاب پرستون سے ملجایئے لقا نے کہا اے شیطان ابتر امور خدائی
ایسے ہین کہ اُنکی تقدیر مین نے تجھپر موقوف رکھی ہے بتا کون پیغام لیجاے بختیارک نے عرض کیا کہ بلوط کج گردن کو قید
سے رہا کر کے اُسکو خلعت دیجیے اور میرے ساتھ کیجیے مین اپنے ہمراہ اُسے لیکر قطب دوران کے پاس جاؤن اور جا کر کہون
کہ خداوند نے کہا ہے کہ آپ بلوط کو لے لیجیے اور بدر بن زلزال کو دیدیجیے اور ہمارے آپ کے صلح ہو جائے ہم آپ ایک جا

ہو کر خدا پرستون سے لڑین انکا کام تمام کرین یقین ہی کہ قطب دوران راضی ہو جائین سب آفتاب پرستون کو خدا پرستون سے
لڑوا دیجیے اور آپ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھیے اگر ایرج نوجوان غالب ہوا بہتر اور جو حمزہ غالب ہوا تو سمجھیے گا کہ ایک بلا
دفع ہوئی لقا پکارا ای بختیارک بس یہی تقدیر ہین سنے کی تو اپنے ساتھ بلوط کو بھیجا بختیارک بہت سی کشتیان تحائف کی
اور بلوط کو ساتھ لیکر چلا ہرکارون نے بختیارک کے آنے کی خبر قطب دوران کو دی قطب دوران نے
لوگون کو حکم دیا کہ بختیارک کو لاؤ اور ایرج نوجوان سے کہا کہ تم اُس روز بلوط کو چھڑانے جاتے تھے تمنے قدرت پیر اعظم
کی دیکھی کہ بلوط کو بغیر کوشش کے تمھارے پاس بھیجا ایرج نے قدمون کو چوم لیا اور کہا کہ بیشک وشبہ آپ واقف اسرار
ہین کہ اس اثنا مین بختیارک آیا اور دعا و ثنائے قطب دوران بجالایا بلوط کو سامنے کیا اور پیغام لقا کا دیا بلوط
نے پایہ تخت قطب دوران کو چوما ایرج نوجوان کے قدمون پر گرا ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے پہلو مین جگہ دی
لیکن قطب دوران نے بختیارک کو کرسی پر بٹھایا بختیارک نے مضمون گذشتہ مشتمل صلح بیان کیا قطب دوران نے
کہا کہ ہم بھی صلح چاہتے ہین اور ہرگز ایرج کو تمسے نہ لڑنے دینگے گر تم لقا کے لشکر مین نہایت معقول معلوم ہوتے ہو تمھارے
پاس کیا عہدہ ہی کونسا کام ہی اور تمھارا کیا نام ہی بختیارک نے نام اپنا بتایا اور کہا کہ وہ شخص شیطان سے زیادہ مشہور
ہی شیطان درگاہ لقا ہی قطب دوران نے کہا کہ پیدائش تمھاری باختر کی ہی عرض کیا کہ نہین مین ایرانی ہون بختیارک
سے پوچھا کہ پھر باختر مین تمکو کون لایا اُسنے کہا کہ گردش فلک نے یہان پہونچایا قطب دوران نے کہا کیا حمزہ نے تمہین
کچھ رنج دیا بختیارک رو کر بولا کہ یا قطب دوران مین کیا کہون حمزہ نے کچھ میرے ساتھ نہین کیا ایک لک لک پا دزد
باریک گردن ساربان زادے مکار کے ہاتھ سے ایذا پہونچی قطب نے پوچھا کہ کون دزد مکار اُسنے کہا کہ عمرو عیار کہا عمرو کون ہی
بولا امیر حمزہ صاحبقران کا ایک عیار ہی بلائے بے درمان آفت جہان ہم سب ایرانی اُسی کی خراب کیے ہوئے ہین اُسنے
ہم سبکو دربدر کرکے خاک بسر کیا ہی قطب نے کہا کہ کیا وہ عیار لشکر حمزہ مین ہی بختیارک بولا کہ یا خلیفہ خدا اُسنے اُسکا روسیاہ
کیا چند روز ہوئے کہ حمزہ سے اور اُس سے بگاڑ ہو گیا حمزہ نے اُسے نکالدیا خدا اُسے پھر نہ لاے اور قریب تھا کہ بختیارک
عمرو کو گالیان دینے لگے اسوقت عمرو نے باتین کرتے کرتے بختیارک کو اپنی بائین آنکھ کا تل دکھا دیا بختیارک کی نظر جو
پڑی پہچانا کہ یہ تو مرشد خود ہی ہین اتنے کیا باتین کر رہا ہون دل سنسنا گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا زبان ہکلانے لگی منھ
سے کچھ کا کچھ نکلنے لگا جان نکل گئی دل مین کہا کہ ای بختیارک تو جانتا تھا کہ عمرو یہان نہین ہی وہ تو سبھی جگہ موجود ہین
گھبرا کے کہا کہ قطب دوران خلیفۂ زمان عمرو سب طرح سے برا ہی اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہی اور دوسرے جو جو کرامت کہ آپمین ہی
اُسکے دوسو خداوندون مین سے ایک مین بھی نہین ہی اور ہر سرکش و گمراہ کو خوب درست کیا ہی بڑے بڑے کافرون کے سر کاٹے ہین
بڑے بڑے زبردستون کو زیر کیا ہی اور مین تو اُنکا غلام ہون قطب بولے کہ او مردک منافق دورنگے کبھی مذمت اور
کبھی تعریف ارے اِس حرامزادے کو خوب جوتیان مارکر نکالدو لوگ بختیارک پر پاپوش کاری ہونے خوب مار کر بارگاہ سے
نکالدیا بختیارک اُسی طرح منھ سوجا ہوا کپڑے پھٹے ہوئے لقا کے پاس آیا اُسنے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اپنے تمام حال
بیان کیا کہ مرشد کو بھلا برا کہا تھا اسپر قطب دوران نے مجھے خوب پٹوایا اور دربار سے نکلوا دیا لقا نے کہا ارے مرشد
کون ہی بختیارک بولا کہ جسنے آپکی ریش مبارک کو پیشاب سے مونڈا وہی مرشد کامل وہی ہادی آگاہ دل خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری ہی لقا برہم ہوا کہ مین نے تقدیر کی ہی وہ اب یہان نہ آئیگا کیونکر وہ یہان آسکتا ہی تو جھوٹا ہی تونے کچھ گفتگو ایسی
کی ہوگی کہ خلیفہ بگڑ گیا اور تجھے مروا ڈالا یہ کہکے کہا ارے اِس شیطان کو جوتیان لگین بختیارک پر خوب کفش کاری ہوئی یہ بھی چپا
ہین کہتا ہی کہ ای بختیارک قسمت مین تیری جوتیان کھانا لکھا ہی اب اس طرف کا حال سنیے کہ ایرج نوجوان نے طبل جنگ

بجنے کا حکم دیا اُدھر لشکر امیر اور لشکر لقا مین بھی نقارہ گرگڑا یارات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینون لشکر میدان مین آئے
صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج نوجوان قطب دوران سے اجازت لیکر معرکہ آرائے
نبرد ہوا مبارز طلب کیا ہاشم تیغ زن مرکب پر سے اُترکر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ
نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا جام عنایت ہوا ہاشم اُسے پی کر مرکب پر سوار ہوا آگے مقابل ایرج نوجوان ہوا العبد لگا ورزنی
کے نیزہ بازی شروع ہوئی خوب نیزے چلے ایرج نے سنان نیزہ ہاشم کی نکالدی ہاشم نے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری نیزون کے
ٹکڑے اُڑ گئے نوبت تلوار کی پہونچی دن بھر تلوار کی آخر کو ہاشم تیغ زن ایرج نوجوان کے ہاتھ سے زخمی ہوا آفتاب پرست تلوارین
ننگی کیے لشکر امیر کی طرف رخ کرکے پکارے کہ نا قدر دان و نا انصاف کا دونون جہان مین روسیاہ ہو اس کلمے سے حمزہ
صاحبقران پیچ و تاب کھا کر رہ گئے آخر طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنے اپنے مقام پر پھر گئے رات کو ایرج نے پھر طبل جنگ
بجوایا اور صبح کو عرصہ کارزار مین آیا عجیبل ماہرو نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی ایرج نوجوان نے نیزہ عجیبل کا توڑ ڈالا شمشیر زنی
ہوئی عجیبل بھی زخمی ہوا پھر طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے اب حال اسد بن کرب غازی و عمرو بن رستم کا
سنیے کہ ان دونون کو بدر بن زلال نے زخمی کرکے پکڑ لیا تھا اور زندانخانے مین بھیجدیا تھا خورشید اختمی اور جمشید اختمی کی
ہمشیرہ کا بیٹا فریدون اختمی اپنے متعین تھا زندانخانے مین اکثر آیا کرتا تھا اسد کی باتین دیوانگی کی سُن سُنکر بہت خوش
ہوتا تھا اور بکمال حظ اُٹھاتا تھا ایک روز اسد نے فریدون سے کہا کہ ای فریدون یہ کیسی تمکو ہمارے ساتھ محبت ہی بلکہ
کمال بیمروتی ہی کہ تم تنہا شراب پیتے ہو اور ہمکو نہین دیتے ہو ہمارے ادنیٰ اولیٰ لازم ترا یہ کہ قرابے شراب کے دے ڈالتے
ہین اب ہم زندان مین گرفتار ہین فلک نے مجبور کردیا ہی ناچار ہین اور کیا کہین کہ ہمارے دادا جان سے اور حمزہ
صاحبقران سے نااتفاقی ہی نہین تو اب تک ہم قید کاہے کو رہتے وہ ہمکو چھڑا لیجاتے فریدون اختمی بولا ای شہریار مین
جانتا تھا کہ آپ شراب نہین پیتے آپ کو شوق نہین ہی اسد نے کہا کہ بھئی ہم شراب تو ضرور پیتے ہین مگر کسی سے سوال کرنا
نہین جانتے ہین مانگنا عیب سمجھتے ہین تم ازبسکہ ہمسے محبت پیش آتے ہو اس باعث سے کہتے اسوقت طلب کی اور نہین تو مانگنے
کی کیا وجہ تھی فریدون بولا کہ شراب حاضر ہی لیجیے اور یہ کہکے اسد کو شراب دی اسد نے خود ہی پی اور عمرو بن رستم کو
دی فریدون بولا کہ شہریار یہ کیا نااتفاقی ہی کہ آپ اکیلے ہی پی گئے اور کسی کو نہ دی اسد نے کہا کہ تم جسکو چاہو دو پیالہ
دو دن فریدون نے عمرو بن رستم کو بھی جام شراب دیا عمرو بن رستم نے بھی پی لیا لیکن اسد اب شراب پی رہا ہی گڑک کھا رہا ہی
باتین بنا رہا ہی کہ فریدون نے پوچھا ای شہریار وہ دادا جان آپ کے کون سے ہین کہ جنکا ذکر آپ ابھی کرتے تھے جائے حیرت ہی کہ وہ
کیونکر آپ کو اس چوکی پہرے مین سے چھڑا لیجاتے کسطرح یہان تک آتے اسد نے کہا ای فریدون تم اُنکے وصف سے
نہین واقف ہو وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران برہم زنندہ دولت کافران برباد کنندہ خدائی بتان وہ جو تمنے سنا ہو خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری ولی اللہ عیارون کے بادشاہ وہ میرے دادا ہین لقا خدا سے باخبر کہ جب ملک سبائل رہتے تھے اور
بردبار روز دریچہ قدرت سے سر باہر نکالتے تھے اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی خلقت سجدہ کرتی تھی خدائی کے زور شور تھے
اُسی وقت انھون نے ساتوین قبطول پر چڑھکر لقا کو بیہوش کیا اور پیشاب سے ریش قدرت کو تر کرکے مونڈا اور وہ اب بھی
آفتاب پرستون مین قطب دوران نے جن کل کا ذکر ہی کہ بختیارک صلح کا ذکر کرنے گیا تھا اُسکو جوتیان لگوا کر نکلوا دیا
فریدون نے کہا ای شہریار یہ سچ ہی کہ عمرو نے لقا کی ریش تراشی اسد نے کہا ای فریدون یہ بات تو اظہر من الشمس
اور ابین من الامس ہی ایک زمانہ جانتا ہی اور بھائی میرا شاہزادہ خاور سپاہ لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوا
اور اُسکو صاف باغ بہشت سے نکالے لیے چلا گیا یہ کیسی خدائی ہی کہ لقا کو خبر بھی نہوئی اور ماموں میرا بدیع الزمان لقا کی

بڑہی ہی جہان افروز کو عاشق ہوکر لیگئے ہین یاقوت شاہ کی بیٹی پر مائل تھا اور لقا شہر لیشہر ہم لوگون سے بھاگتا پھرا اُسکو تم خدائی مانتے ہو غرض اسی طرح بہت سی مذمت لقا کی کی اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے کہ زنگ کفر دل سے فریدون کے دور ہوا آئینۂ اسلام قلب پر پرتو فگن ہوا کہا کہ ای شہریار مین نے لعنت کی لقا پر اسد نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا فریدون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دوپہر رات گئے دروازہ زندانخانے کا کھولکر اسد اور عمرو بن رستم کو قید سے رہا کرکے لشکر امیر کی طرف چلا ادھر امیر کا حال سنیئے کہ اُنھون نے چالاک بن عمرو سے کہا کہ تو جاکر اس مکار کو پکڑ لا کہ یہ ہر روز مجھپر طعنہ زنی کیا کرتا ہی قطب دوران بنا بیٹھا ہی چالاک نے عرض کیا کہ بہت خوب اور اسباب عیاری اپنے بدن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا یہانتک کہ دروازۂ بارگاہ قطب دوران پر پہونچا دیکھا کہ قطب دوران تخت پر بیٹھے ہین اور ایرج نوجوان ذنگل پر متمکن ہی شراب پی رہا ہی چالاک بصورت مبدل پھرا کیا رات کے وقت جب دربار برخاست ہوا اور ایرج اپنی خوابگاہ کی طرف گیا قطب دوران اپنی خلوتسرا مین آسے اپنے دل سے باتین کرنے لگے کہ ای عمرو اس عرب نے بڑی بیوفائی تیرے ساتھ کی لیکن خدا نے ایرج الیسا جوان مجھکو دیا ہی اُسکا نعم البدل عطا کیا ہی یون اپنے دل کو تسکین دی بعد اُسکے کھانا کھاکر سو رہا چالاک نے کمینگاہ سے نکلکر پہلے پاسبانون کو بیہوش کیا بعد عمرو کو بیہوش کرکے پشتارہ مین باندھکر روانہ ہوا حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو کا ذکر کر رہے ہین کہ اس نمک حرام نے آوازے کس کس کر سخت تنگ کیا ہی مین نے چالاک کو بھیجا ہی کہ جاکر پکڑ لاوے دیکھیے لاتا ہی یا نہین یہی باتین تھین کہ چالاک پشتارہ لیے پہونچا امیر پکارے کہ ای چالاک اُس نمک حرام کو لایا عرض کیا کہ حاضر ہی اور پشتارہ سامنے رکھدیا امیر نے بہت خوش ہوکر فرمایا اسے ہوش مین لاؤ چالاک نے خوب دست و پا عمرو کے باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا خواجہ عمرو کو ہوش آیا اپنے دست و پا کو بندھا ہوا پایا سامنے امیر حمزۂ صاحبقران کو مع سرداران با توقیر اور بادشاہ اسلام کے بیٹھے دیکھا پکارا کہ ای آفتاب تابان جو تیرے قطب کے ساتھ برائی کرے اُسکو تو جلا دے امیر یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے نعرہ کیا کہ او مکار لک لک باز دبار یک گردن ساربان زادے کیا جھک مارتا ہی یہ نمک حرامی کا عوض ہی کہ تو مرتے وقت کافر ہوا خواجہ عمرو پکارا کہ ای عرب تو ہیر اعظم سے نہین ڈرتا اُسکے خلیفہ سے بی ادبی کرتا ہی وہ تجھے جلا دیگا امیر پکارے کہ ہان اس نمک حرام کو سزا ملے جو مجھے دوست رکھتا ہی اسپر تلوار مارے سب سردار تلوارین برہنہ کرکے اُٹھے خواجہ عمرو کی طرف چلے تھے کہ عمرو پکارا یہاالناس تم مجھپر تلوارین کھینچ کھینچکر آتے ہو مین وہی ہون کہ لعل جادو نے شہر مشتری حصار مین تم سب کے سر کاٹکر قلعہ کے کنگرون مین چڑھا دیئے تھے مین نے لعل جادو کو مارا اور تم سب کو چھڑایا اور عنظلی آباد مین تم سب جانور بنگئے تھے مین نے تمکو انسان بنایا اور کس کس جگہ پر مین تمھارے واسطے سینہ سپر نہین ہوا آج حمزہ نے جو نگاہ سے مجھے پھیری تم سب کیا پھر گئے تمکو حیا و شرم باقی نہین رہی شعر دید کے قابل ہی بیحقیقی یہ گردش چرخ کی + پھرتے ہی اُنکی نظر جیسے زمانہ پھر گیا + سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی شعر از باران چشم یاری داشتیم + خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم + یہ کلمہ سنکر تمام سردار تلوارین میان مین کرکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے دل مین کہنے لگے کہ چاہین صاحبقران ہم سے خوش ہون چاہین ناراض ہون ہمسے محسن کشی کبھی نہوگی امیر حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سب سردار سر جھکائے بیٹھے ہین عمرو کی طرف رخ نہین کرتے اُسوقت ہاشم تیغزن کی طرف خطاب کیا ای ہاشم تو جاکر اس موذی کے ٹکڑے کر یہ فرزند رشید ہی کبھی عدول حکمی نہین کرتا با تیغ برہنہ خواجہ عمرو کی طرف چلا عمرو پکارا کہ ای ہاشم تیغزن کیا ارادہ ہی ہاشم بولا کہ قسم ہی خدا کی بغیر مارے تجھکو نہ چھوڑونگا عمرو یہ بات سنکر آمادہ مرگ ہوا زیست سے یاس ہوئی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا دعائین مانگنے لگا ناگاہ دربارگاہ پر ایک غلغلہ ہوا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھو تو کیا غلغلہ ہی تقدیر کار اتفاقات روزگار جسوقت عمرو کو چالاک پکڑ لایا ہی اُسی وقت

سہرکار سے آفتاب پرستون کے جو لگے ہوئے تھے اُنھون نے ایرج نوجوان کو خبر پہونچائی کہ قطب دوران کو عیار لشکر
حمزہ کا پکڑ لیگیا اور خلیفہ سے جواب و سوال سخت و سست ہو رہے ہین ایرج نوجوان یہ سُنتے ہی خشمناک مرکب پر سوار ہوکر جابتر آیا ہے
اور مانند شعلہ جوالہ کے اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ صاحبقران مین ایسا
آپ کو نہ جانتا تھا کہ آپ قطب دوران کو عیار بھیجکر پکڑوا منگوا ئینگے آپ کو شرم نہین آئی کہ آپ نائب پیغمبر اعظم کے ساتھ ایسی
حرکت کرتے ہین باوجودیکہ کرامات خلیفہ کے آپ دیکھتے جاتے ہین پھر اعتقاد نہین لاتے ہین اور اُسپر طرہ یہ ہی کہ اُسکے قتل
کرنے کا ارادہ کیا ہی اگر ایک رونگٹا قطب دوران کا میلا ہوگا تو مین ابھی یہان دریاے خون بہا دونگا ابھی جان پر کھیل جاؤنگا اور
قطب دوران کو چھڑا لیجاؤنگا امیر ایرج کی باتین سُنکر ہنسے اور فرمایا کہ ای ایرج نوجوان یہ تمھارا دشمن دین ہی تمھارے
قطب کو مارکر آپ قطب کی صورت بنا ہی رنگ و روغن عیاری کا چہرے پر ملا ہی ابھی کہو تو مین اسے نہلا دون یہ صورت بدل جائے
ایرج نوجوان نہایت خفا ہوا کہ جو کچھ ہو مین قطب دوران کو لیجاؤنگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای ایرج
اگر یہ تمھارا قطب ہو تو لیجاؤ اور جو میرا عیار ہو تو لیجانا کیا ضرور ہی ایرج بولا کہ یہ کیونکر معلوم ہو امیر حمزہ نے فرمایا کہ ابھی ظاہر
ظاہر ہوا جاتا ہی حکم دیا کہ لاؤ گرم پانی مین اس مکار کو نہلا کر ایرج کو صورت اسکی دکھا دون ایرج اپنے قطب کو پہچان لے
لوگ اُسی وقت آب گرم لینے کو گئے لیکن اب ایرج بھی حیران ہی اور عمرو بھی خیال افشاے راز سے پریشان ہی مضطرب ہوکر
دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار جلد اس عرب کے ہاتھ سے نجات دے کہ لوگ گرم پانی لیکر آئے امیر نے حکم دیا کہ اسے نہلا ؤ لوگ
لینے چاہا کہ خواجہ عمرو پر پانی ڈالین اور عمرو عالم یاس مین تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کو اُٹھا کر آسمان کو لے چلا امیر نے
چاہا کہ تیر مارین ایرج نے دوڑ کر کمان پکڑ لی عمرو پکارا کہ ای ایرج مجھے فرشتہ مقرب لئے جاتا ہی اور اب تو یہان نہ ٹھہر اپنے
لشکر کو جا یہ سب بے اعتقاد ہین ایرج نوجوان سجدے مین گر پڑا اور امیر سے کہا کہ اب بھی آپ کو اعتقاد نہین آیا امیر نے
فرمایا کہ ای ایرج یہ فرشتہ نہین ہی دیو شدرک عمرو کا شاگرد ہی جو عمرو کو لئے جاتا ہی ایرج بولا کہ سبحان اللہ کیا بد اعتقادی ہی
یہ کہکر باہر نکلا مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لیکن دیو شدرک نے عمرو کو ایک دامن کوہ مین لاکر اُتارا اور سامنے عمرو کے
رونا شروع کیا اور کہا کہ خواجہ جدائی مین بہار پری کی میرا بُرا حال ہی آسمان پری میرے اوپر ظلم کرتی ہی میری معشوقہ
کو اور کسے [illegible] منسوب کیے دیتی ہی ہر چند کہ مان بہار پری کی شادی کرنے پر راضی نہین ہی گر وہ کیا کرے خواجہ عمرو نے کہا
ای شدرک تو اپنی معشوقہ کو لیجا کر پوشیدہ کر اُس سے ملتے [illegible] مین مصروف رہ اور مجھے ان دنون مین غافل ہو مجھے بارگاہ ایرج
مین پہونچا دے اور جب بارگاہ مین پہونچانا یہ مناسب نافہ نثار کرنا اور مجھکو تخت پر بٹھا دینا مین کہونگا ای فرشتہ مقرب پیغمبر اعظم
تو چند روز میرے پاس رہ تو جواب دینا کہ ان دنون مین آفتاب تابان شرکار کو بنایا چاہتے ہین مین ہمراہ اُنکے جاؤنگا نہین
تو آپ پاس ٹھہرتا یہ کہکر تو راہی ہونا عرض شدرک نے موافق عمرو کی فرمایش کے اسکو بارگاہ ایرج مین پہونچایا اور بعد گفتگو کے
قرارداد کے چلا گیا ایرج نے قطب دوران کے قدمون کو بوسہ دیا اور گرد پھرا قطب دوران نے اُسے گلے سے لگایا
اور کہا کہ ای ایرج دیکھا تو نے کہ یہ عرب کتنا بد اعتقاد ہی مین تجھے اسی واسطے منع کرتا ہون کہ ان لوگون سے نہ مل یہ لوگ بہت
بُرے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ یا قطب دوران آپ طبل جنگ بجواییے قطب دوران نے حکم دیا اُسی وقت نقارہ زنی
گرگرایا یہ کارون نے جاکر امیر کو خبر دی کہ اس طرح سے قطب دوران آسمان پر سے بارگاہ ایرج مین آئے اور اب
ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر حمزہ نے فرمایا کہ اس مکار نے خوب مکر پھیلایا ہی خیر کیا مضائقہ ہی سمجھ لیا جائیگا ہمارے
یہان بھی طبل جنگ بجے ادھر لشکر اسلام مین [illegible] بھی تمام شب آیا راستہ بجر رہا ۔ دار ہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آ
صفین آراستہ ہوئین نقیب نقاب کرکے نکل گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا

لشکر اسلام مین علماے شیر پیکر جلوہ گری پر آے آواز کرنا و دم گاو دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی قبہ دین ستون اسلام
کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب نے گھوڑے کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے
اُترکر آداب بجالایا اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خدا کیا جام کلہ عفریت عنایت فرمایا کرب نے اس جام
کو بے اندیشہ انجام پی لیا اور تنگ مرکب درست کرکے سوار ہوا میدان کو راہی ہوا جب مقابل ایرج نوجوان لشکر کے
پہونچا ایرج تگا و دندان ہوا برابر سے حرکت دونون کے پہنچا ہوے گھوڑون کو رانون مین دبایا مسل مسل کر مقابل یکدگر
ہوئے اور بعد گفتگو نیزہ بازی مین مصروف ہوے خوب نیزہ بازی ہوئی مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانین برچھیون کی ناکارہ
ہوگئین چھریر چھڑنے لگی برچھیون کے پرخچے اُڑ گئے ایرج نے پکار کر کہا ای کرب تو نیزہ بازی مین مجھسے برابر ہا مگر یہ
گرز طمانچہ ملک الموت کا ہی خبردار رہنا یہ کہکر گرز کرب پر مارا کرب نے سپر سکندری پر روکا صدمہ ضرب گرز سے کرب بیہوش
ہوگیا مرکب تنگ تک زمین مین غرق ہوا گرد دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے انھین سر موفرق نہوا یہ تنورہ گرد مین چھپ گیا
ایرج نوجوان کلاہ سر کج کرکے پکارا کہ زدم و پست کردم آؤ اسکی خبر لو اندلس تیز رفتار کرب کا عیار دوڑا گرد گردکے
جرس مارا آواز بلند پکارا کہ ای شہریار حریف یاد کر رہے ہین کرب کی آنکھ کھل گئی اپنے عیار کو سامنے کھڑے ہوے پایا عیار نے
پوچھا کہ کیا حال ہی کرب نے کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا مگر بلا کی ضرب ماری تھی یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا ایسا ہی گھوڑا اچھلا
کہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا کرب پکارا کہ ای ایرج نوجوان خبردار ہو یہ کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز کرب کا رد کیا مگر مرکب ایرج
کی ٹوٹ گئی دونون گھٹنے ایرج کے زمین کو جا لگے تھا پور عیار آکر ایرج کو ہوش مین لایا ایرج نے مرکب کو اشارہ کیا وہ مرکب
گلی بنا ہوا تھا کیا آگے بڑھتا ایرج اُسپر سے کود پڑا اور پیادہ پا تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو پی کرے کرب نے جو
یہ نقشہ دیکھا پشت زین سے روے زمین پر آیا دونون مین کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی ناگاہ پانون کرب کا
موشخانے مین پڑکر اکھڑ گیا کرب کو غش طاری ہوا ایرج نوجوان کرب کو پکڑ لیگیا ہر چند کرب نے کہا کہ ای ایرج اسطرح
بہادر بہادرون کو نہین پکڑتے اس صورت سے اکثر نامرد اور بزدلے لڑتے ہین مگر ایرج نے کچھ نہ سنا کرب کو باندھ لیا اور
لاکر موت آفتاب پرست کو دیا کہ اسے قید کرکے شہر فرنگوشیہ مین لیجا موت آفتاب پرست بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر کرب
کو اعرابے پر ڈالکر اور جو اور سردار لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے تھے اُن سب کو لیکر روانہ فرنگوشیہ ہوا اُدھر فریدون ختنی
اسد اور عمرو بن رستم کو قید سے چھڑا کر ساتھ لیے ہوئے آیا قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر اُس سے بہت خوش
ہوئے خلعت سے سرفراز فرمایا لیکن اسد اور عمرو بن رستم اپنے ڈنگلون پر بیٹھے دو چار جام شراب کے پیے دماغ نشہ شراب
سے گرم ہوا اسد نے عمرو بن رستم سے کہا کہ کیون بھائی اس بزازبچے کے مارنے کی کوئی تدبیر ٹھہرائی عمرو بن رستم بولا کہ بھئی
مین اس امر سے کب باہر ہون اسد نے کہا کہ پھر چلیے بسم اللہ عمرو بن رستم چپکے سے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کی نگاہ بچاکر
باہر نکلا اسد بھی پیشاب کے بہانے سے چلا دونون بارگاہ سے باہر آئے اور بارادۂ قتل ایرج نوجوان روانہ ہوئے
لیکن ہرکارے جو ایرج کے لگے ہوئے تھے اُنھون نے جاکر ایرج نوجوان کو خبر دی کہ اسد اور عمرو بن رستم دونون
آپ سے لڑنے کو آتے ہین ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہی اور اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوکر اُنکے مقابلے کو چلا اثناے
راہ مین مقابلہ ہوا پہلے عمرو بن رستم تلوار کھینچکر ایرج پر آیا خوب تلوار چلی آخرکار عمرو بن رستم زخمی ہوا بعد اُسکے اسد بھی
لڑا وہ بھی مجروح ہوا مگر اُس حالت زخمداری مین بھی عمرو بن رستم اور اسد بن کرب غازی تلوارین کھینچکر آفتاب پرستون
پر جا پڑے خوب تلوارین مارین بہت سے آفتاب پرستون کو جہنم واصل کیا انجام کار جب زخمون سے خون جاری ہوا
غش طاری ہوا تلوارین میان مین کین دونون ہاتھ حمائل گردن کرکے گھوڑے دونون کے رزمگاہ سے لیے نکلے

چالاک بن عمرو اسکے بھی ساتھ آیا تھا جب اسنے دیکھا کہ یہ دونوں زخمی ہوئے اور گھوڑے سے انکو صحرا کی طرف لے چلے یہ لشکر آفتاب پرستاں سے ابھر نکلا اور دونوں گھوڑوں کی باگ ڈوریں پکڑ کر لشکر اسلام میں لے آیا امیر حمزہ صاحبقران سے تمام حال بیان کیا صاحبقران سنکر بہت آزردہ ہوئے کہ عجب طرح کے یہ شہدے ہیں خیر زخموں میں ٹانکے لگوائے

ادھر ایرج پھر کر بارگاہ میں داخل ہوا اسکا بیان کا حال تو یہیں چھوڑ دیجئے

جبتک دو کلمے داستان شاہزادہ عالم و عالمیان نور دیدہ مومنان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر عالیشان کے بیان کیے جاتے ہیں غزل

مقابل ہو سکیگا ابر تر کیا میرے داماں کا
مقابل ہو سکا پھولوں سے سبزہ اس گلستاں کا
رقم جسمیں کیا ہے وصف اس رخسار جاناں کا
کہیں تیغ کلی باندھے سے بھی ہو جاتا ہے بانکا
دلا رکھنا سمجھ کر پاؤں گلزار محبت میں
تماشا دیکھنا منظور ہے مرد چراغاں کا
جہاں میں فصل باراں کا جو ہر سو آجکل غل ہے
ٹپکتے دیکھتے ہیں ہم جو شعلہ آہ سوزاں کا
قفس میں بھی رہا صیاد کا پاس ادب مجھکو
غرض کھو دیتی ہے دنیا میں سارا وقر انساں کا
دل مضطر کو کیونکر کل پڑے الفت میں گیسو کی
بہانا کرکے رسم تعزیت کا اپنا منھ ڈھانکا
قیامت تک نہ ہوگا بند یہ بھی اے گنہگار رو
نہیں گھر میں خدا کے کام کچھ حاجب کا درباں کا
اثر صحبت کا اے سفاک آخر آ ہی جاتا ہے
کبھی چاک قفس سے بھی گلستاں کو نہیں جھانکا
چراغ طور کو جسنے بجھایا حضرت موسیٰ نے
اگر ہے سلسلہ وحشت کا ہر تار اپنے داماں کا
ہوا میں ناتواں قتل رگ گلوں کی جامہ زیبی ہے
اگر ہے میل آب تیغ میں کچھ آب حیواں کا
کیا افشائے راز عشق طفل اشک نے اپنے
یہ ہے بعد فنا بھی ہمکو سودا زلف پیچاں کا
وہ ایذا دوست ہوں اے درد سینہ بھی اگر ہیں میں
اسلی کی تیغ کا ڈورا ہو میرے زخم کو ٹانکا
ابھی لیلیٰ کبھی ہے گہ انا مجنوں کا نعرہ ہے

کہ ہے سارا سمندر ایک آنسو چشم گریاں کا
دمن اشکوں سے پردہ کھل چلا تھا تیرے گریاں کا
ہوا مطلع ہلالی کا وہ مطلع اپنے دیواں کا
بیان کیا کوچۂ قاتل کے آگے باغ رضواں کا
کھٹکتا ہے برنگ خار غنچہ اس گلستاں کا
پڑھی جاتی ہیں راتیں طفل میں دن کٹتے جاتے ہیں
بچھڑتا ہے گر دامن کسے نے تیرے گریاں کا
وہ ایذا دوست ہوں میں زخمی تیغ جفا ہو لیا
جنہیں آنکھوں میں کانٹے گر کسی گل کو بھی ہو جھانکا
زمیں کیسی ہی ہو دو شعر کہ لینے سے مطلب ہے
پریشانی سوا کرتا ہے یارانہ پریشاں کا
جنوں کی فصل آ پہونچی ہے عریانی مبارک ہو
درتو یہ بھی گویا چاک ہے تیرے گریباں کا
بھلا جراح تو کیا لا سکیگا تاب نظارہ
کہ چٹک دل کی مزا دیتی ہے مجھکو تیر پیکاں کا
ہمارے دل کو لیکے ہمسے کم مایہ کہا اسنے
وہ ادنا ایک جھونکا تھا ہوائے حسن جاناں کا
بھلا جز آپکے ہے کون عالم یا علی ایسا
مجھے تلوار کا ڈورا ہوا ڈورا گریباں کا
جناب عشق کی سرکار میں ادنا بھی اعلیٰ ہے
ڈبو دیتا ہے ساری آبرو یارانہ ناداں کا
ڈراتا ہے عبث سختی سے روز حشر کی واعظ
پیام موت تھا تذکرہ جب آیا دراں کا
پڑھا جب فاتحہ دست حنائی رکھکے اس گل نے
خدا جانے یہ دل مائل ہے کسکے روئے تاباں کا

ہوا ہے خط سے دونا حسن اب رخسار جاناں کا
اگر کچھ درد دل شمۂ بیاں ہم اٹھکے اسنے ڈھانکا
کہے دو شعر بے معنی تو کیا ہے فخر الفنان کا
کہ پھیلا جاتا ہے رنگ اس جگہ خون شہیداں کا
وہ میرے جسم پہ گل دو پہر رہتے ہیں پہلو کے
اثر پھیلا ہے یہ میری شب تاریک ہجراں کا
بجھا دیتے ہیں آب چشم سے چھینٹے دم کے
مجھے ہے کرب کا باعث تہی ہونا نمکداں کا
میں بوسہ مانگتا ہوں تو دیتے ہیں وہ گالیاں مجھکو
نہیں رکتا کسی کا ہاتھ اے دل مرد میداں کا
ہمارے بعد آنیکا ہوا ایسا حجاب انکو
یہ مژدہ دیکر رہا ہے خود بخود پھٹنا گریباں کا
ہمارے دل میں جب جی چاہے آ کون روکیگا
کہ جھرمٹ جا رہا ہے ہمارے زخم سوزاں کا
بھلا کس جرم پر آنکھیں تو اے صیاد سیتا ہے
یہ الٹی بات دیکھو معول لیکے مال کو آنکا
جنوں ہوتا ہے فصل گل میں ذکر رخت سے مجھکو
کہ ابجد خواں ہیں روح القدس جسکے دبستاں کا
پڑے ہیں بیجاں کشتے جو تیرے ہاتھ کے قاتل
برابر مرتبہ ہے اس جگہ مور و سلیماں کا
ہماری استخواں سے شانہ گر شانے بناتے ہیں
وہ کیا تجھے جو دیکھے ہو جہاں میں روز ہجراں کا
جو وہ سفاک وقت قتل چاہے التیام اود
ہماری قبر پر شب کو ہوا عالم چراغاں کا
کیا دونا ستم صیاد نے کہنہ اسیروں پر

کہ یہ تو پہلے ہی کتر سے ہتھ آج انگوٹن کچھ بھی ٹانکا | جنون ان ہم ہر من مین شعر کیا کہ سکتے تھے توبہ | اگر یہ فیض تھا کچھ حضرت عشق سخندان کا

شاہزادہ نورالدہر عالیشان ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑا لگر روانہ ہوا ہی تھا قب مین ہرن کے چلا جاتا ہی جہان رُک رہتا ہی کہ اب جاے تو ہرن اشارہ کرتا ہی کہ آ پھر نورالدہر مرکب کو اڑاتا ہی حتے کہ قریب ایک باغ کے پہونچا ہرن تو اچھل کر دیوار کو پھاند کے داخل باغ ہوا نورالدہر دروازے سے اندر باغ کے آیا وہان نہ ہرن کو دیکھا نہ کسی آدمی کو پایا اُس آہو کی جستجو کی مگر کہین پتا نہ لگا چاہا کہ باغ سے باہر نکلے دروازہ باغ کا مقفل دیکھا دیوارون کو بہت بلند پایا شاہزادے نے دروازے کا قفل توڑا دوسرا قفل پیدا ہوا دوسرے کو توڑا تیسرا پیدا ہوا یہ قفل توڑتا جاتا ہی اور پھر قفل پیدا ہوتے جاتے ہین اب شاہزادہ حیران و ششدر ہی کہ کیونکر جاے ایک آواز آئی ماندی بدور قیامت ہین جاماندی یہ آواز سنکے اور زیادہ پریشان و ملول ہوا لاچار سیر باغ مین مشغول ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اس اثنا مین ایک آواز گریہ و زاری کی ایک طرف سے بلند ہوئی کہ ای پروردگار اگر زیست ہماری ہی تو ہمین اس عذاب سے نجات دے نہین تو عزرائیل کو حکم کر کہ ہماری قبض روح کرے اب یہ اذیت قید کی ہمسے اُٹھائی نہین جاتی ہی بمجرد سننے اس آواز حزین کے شاہزادۂ نورالدہر بےچین ہو گیا اُس آواز کی طرف چلا جب قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک دروازہ بند ہی اُسمین سے یہ صدا بلند ہی نورالدہر نے دروازہ کھولا اندر گیا دیکھا کہ اولوس حبشی اور ناہید جادو اور مجنون اختر شمار قید سخت مین گرفتار ہین شاہزادے نے حال پوچھا اُنھون نے جواب دیا غزل

ہم مبتلا ہین گردش لیل و نہار مین
بعد فنا بھی ہین جو نشین ہیں قرار مین
دن کو ہین ہم حلب ہین تو شب کو شمار مین
جاتے ہین رہروان عدم کس طریق سے
کیا گل کھلے ہین آمد فصل بہار مین
یہ کس سیاہ بخت سے ہی بر ہی الفین
ای عندلیب کہ دون یہ سو مین ہزار مین

جیتے ہین ہم تصور ابروے یار مین
کیا میرے ساتھ دفن ہی بجلی مزار مین
ہین چشم تر مین سیکڑون بادل بھرے ہوے
نقش قدم بھی تو نہین اس رہگذار مین
اُٹھے نہ یہ تو زمین سے لاکھ آئین آندھیان
گیسوے یار آج جو ہین انتشار مین

ہین قید عشق گیسو و رخسار یار مین
آب بقا ہی آب دم ذوالفقار مین
کشتے ہین عشق عارض و گیسو مین روز و شب
لاکھون ہی بجلیان ہین دل بیقرار مین
دل مین ہزارون داغ ہوئے آتے ہی شباب
باقی ہی اب بھی منعفت یہ تیر غبار مین
بستان عشق کا کل یک رنگ ہی جنون

ای شہریار انجم جادو کا بھائی ہیکل جادو ہمین یہان پکڑلایا ہی کہتا ہی کہ عوض انجم جادو کے خون کا تمہے لونگا کہ تمہاری سازش سے انجم جادو مارا گیا ہی اور پوچھتا تھا کہ طلسم کشا کدھر گیا بتاؤ ہمنے کہا کہ ہم نہین جانتے اُسنے ہمکو تو یہان قید کیا اور آپ کی فکر مین گیا ہوا ہی نہین معلوم آپ کا قدم یہان کیونکر آیا یا وہی آپ کو کسی فریب سے اس مقام پر لایا ہوگا نورالدہر بولا کہ یہ کیفیت پھر بیان کرونگا پہلے تمہین رہا کرلون اُن سب نے کہا ای شہریار یہ قید سحر ہی ہم نہ چھوٹینگے ناحق آپ بھی گرفتار ہو جاینگے خبردار ہمین ہاتھ نہ لگایے گا یہی باتین تھین کہ ایک آندھی بڑے زور شور سے چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور ایک جادوگر مہیب صورت نمودار ہوا اُسنے نعرہ کیا کہ باش ای قاتل انجم شاہ جادو مین ہی تجھے ہرن بنکر لایا ہون اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا تجھے اس طرح مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے تجھے ذرا رحم نہ آئیگا نورالدہر للکارا کہ او نابکار کیا جھک مارتا ہی مین تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون اولوس پکارا ای شہریار یہی ہیکل جادو ہی اسی نے ہم سب کو گرفتار کیا ہی نورالدہر یہ سنکر تلوار کھینچکر دوڑا ہیکل جادو نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو کر رہگیا ہیکل جادو نے ہاتھ نورالدہر کا پکڑ کر کھینچا اور چار میخین گاڑ کر شکنجہ باندھ دیا اور آواز دی کہ ارے جلد کوئلے لاکر سلگاؤ اور سیخین یہان نمک مرچ لاؤ مین اسکے کباب کرکے کھاؤنگا سب اسباب آکر موجود ہوا آگ دہکنے لگی شاہزادے کا بدن جلنے لگا اور وہ حرامزادہ چھری ہاتھ مین پکڑ کر قریب بیٹھا کہ گوشت کاٹ کر کباب کرے نورالدہر دعا مانگنے لگا کہ ای خالق عالم تصدق اپنے بندگان خاص کا مجھے اس ظالم کے پنجے سے نجات دے قطعہ ای آنکہ بجایگہ خویش پاینده توئی + در دامن شب صبح نماینده توئی +

کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشاے خدایا کہ کشانیدہ توئی + ہنوز دعا مانگ رہا تھا کہ صحراسے گرد اٹھی نقابدار قنطورہ پوش چار دن نقابدار سیت پیدا ہوا اور نور الدہر کو دیکھا کہ جو شکنجہ بندھا ہوا ہی اور ہیکل جادو مستعد قتل بیٹھا ہوا ہی شاہزادے کو پہچانا کہ یہ تو حمزۂ صاحبقران کا پوتا ہی پس نعرہ کیا کہ او ہیکل جادو کیوں تو اسکے درپی قتل ہوا ہی خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا چھوڑ دے نہین تو تجھسے بری طرح پیش آؤنگا اور تجھکو نہین معلوم کہ خداوند فرعون شاہ کا یہ حکم نہین ہی کہ خداپرستون کو ایذا دو تو نے کیون اسکو گرفتار عذاب کیا ہی ہیکل جادو نے جواب دیا کہ اسنے میرے بھائی انجم جادو و بادشاہ طلسم جان بن جان کو مارا ہی مین اس سے عوض خون کا لونگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا قنطورہ پوش نے کہا کہ تو جو اسے مارتا ہی کیا مجال تیری جو تو اسکی طرف آنکھ بھر کر کے دیکھ سکے تجھے لازم ہی کہ اسے چھوڑ دے نہین تو نہایت ذلیل و خراب ہوگا تو خود گرفتار عذاب ہوگا ہیکل جادو نے کہا کہ مین کیا تیرا تابعدار ہون جو تیرے کہنے پر عمل کرون تو کیا اور حکم فرعون کیسا مین کسی سے پایگی نہین رکھتا اور یہ کہکر سحر کرنے پر مستعد ہوا قنطورہ پوش ہنسا اور نقابدار قلندر رقہقہہ سے کہا کہ اسے پکڑ لا نقابدار قہقہہ ہیکل جادو کی طرف چلا ہیکل جادو نے سحر کیا کہ آگ کا دریا بہ کر نقابدار پر دوڑا مگر جسوقت پاس نقابدار کے پہونچا شعلہ ہاے آتش پھٹ گئے نقابدار برابر ہیکل جادو کے آیا نقاب منھ پر سے دور کی پکارا کہ برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا ہیکل جادو کی نگاہ نقابدار کے چہرے پر پڑی بجرد دیکھنے کے ہنسنا شروع کیا یہانتک ہنسا کہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا قنطورہ پوش نے کہا کہ ارے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دو لوگ تلوارین کھینچکر آئے اسی وقت اسکے پرزے اڑا لیے اور نور الدہر کو مع اولوس و ناہید اختر شناس قید سے رہا کیا نقابدار نے خیمہ استادہ کر دیا انہین نور الدہر کو بٹھایا دعوت و ضیافت کی صحبت عیش آراستہ ہوئی ارباب نشاط طلب ہوئے انھون نے بہ صد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

کس سے برہم ہو کہو ہمسے چھپانا کیا ہے
کچھ نہ ظاہر ہوا راز انکی کمر کا کیا ہے
آپ کا دوسرے کے دل پر اجارا کیا ہے
جب ہی مشہور جہان وعدہ خلافی انکی
آپکا معجزہ اے حضرت عیسیٰ کیا ہے
سر تو ٹکرا چکے سو بار صنم کے در پر
ہم بھی تو سنلین الٰہی کہ یہ قضا کیا ہے
رنگ رخ زرد ہوا جاتا ہے کیون آپکا آپ

ذکر مذہب کا بھلا عشق مین لانا کیا ہے
کس سے ہم پوچھین الٰہی یہ معما کیا ہے
آج تک بلبل و گل مین جو نہین گفت و شنید
پھر نہ آسنے کا بھلا یار سے شکوا کیا ہے
تاب نظارۂ محبوب نہ لایا کوئی
آگے اب دیکھیے تقدیر کا لکھا کیا ہے
کچھ لیا تو نہین مانگا ہی فقط بوسۂ لب
اے جنون کچھ تو بتاؤ کہ یہ نقشا کیا ہے

بل ہی کیون ابروون پر آج یہ نقشا کیا ہے
کعبہ کہتے ہین کسے اور کلیسا کیا ہے
ہمکو چاہے نہ کوئی آپ یہ کیا کہتے ہین
آخر اے باد صبا دونون مین جھگڑا کیا ہے
مردے ٹھوکر سے جلاتا ہے مسیحا میرا
مختصر آپ پر اے حضرت موسیٰ کیا ہے
کسکا جلوہ نظر آیا جو ہوئے غش موسیٰ
اتنی سی بات پر اے جان بگڑنا کیا ہے

بعد صحبت عیش و نشاط کے جب تخلیہ ہوا تو نقابدار نے نور الدہر سے پوچھا کہ یہ تو کہو کہ بھائی عمرو اور حمزۂ صاحبقران سے صلح ہوئی یا ابھی نہین نور الدہر نے کہا کہ اب تو وہ شہر فرنگو شیہ سے ایرج کو صاحبقران بنا کر آپ اسکے قطب بنکر لڑائی کو لائے ہین ابھی صفائی کی کون صورت ہی مگر ہم لوگ خواجہ عمرو کے دشمن نہین ہین نہ وہ ہمارے دشمن ہین ہم آج چاہتے ہین کہ خواجہ عمرو سے اور امیر سے صفائی ہو جاے کہ وہ تو ہم سب کے محسن ہین ہر بلا سے ہمین بچاتے تھے ہر وقت مین شریک ہو جاتے تھے قنطورہ پوش نے کہا کہ مین نے خواجہ عمرو کو اپنا بھائی کیا ہی مجھکو اس سے کمال محبت ہی مین بھی دعا کیا کرتا ہون کہ امیر حمزہ سے اور خواجہ عمرو سے ملاپ ہو جاے نور الدہر بولا کہ خدا چاہیگا تو ہو جائیگا القصہ دوسرے دن نقابدار تو چلا گیا نور الدہر اولوس اور ناہید اور مجنون کو رخصت کر کے روانۂ لشکر اسلام ہوا کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا بارہ ہزار سوار سیہ پوش آفتاب پرست نمایان ہوا کہ بے غازی کو اعراب پر ڈالے ہوئے فرنگوشیہ کو لیے جاتا تھا شاہزادے پر

جو یہ حال کھلا نہایت برہم ہوا اور سامنے بہوت آفتاب پرست کے آ کر کہا کہ او بہوت قید کرب غازی کی میرے حوالے
کر نہین تو ابھی تجھے مار کر چھین لونگا بہوت آفتاب پرست نے دیکھا کہ یہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران یکہ و تنہا ہی تنہا کا گرفتار کرلینا
کیا ہی فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو ایک شاہزادہ نورالدہر پر دوڑے شاہزادہ تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑا بہت سے لوگون کو
قتل کیا خوب لڑائی ہوئی آخر بہوت سے سامنا ہوا بہوت نے تلوار ماری شاہزادہ نورالدہر نے تلوار اُسکی رد کرکے
جو اپنا وار کیا بہوت آفتاب پرست کے دو ٹکڑے ہوگئے فوج اُسکی شکست کھا کر بہاگی کرب غازی نے قید توڑی اور سردار
بھی قید سے رہا ہوئے شاہزادہ نورالدہر نے کرب غازی سے حال پوچھا کہ آپ کیونکر قید ہوگئے اُس بہادر نے حال
بیان کیا کہ کشتی مین گولہ میرا اُتر گیا ایرج نے نامردی سے مجھے پکڑ لیا مگر اے شاہزادہ نورالدہر اس نامردی کا عوض
اُس آفتاب پرست سے نہ لیا ہوگا تو اپنا نام کرب غازی نہ رکھا ہوگا مین بغیر عوض لیے لشکر اسلام مین نہ جاؤنگا قسم ہی مجھکو
علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کہ جب تک سر اُس کا پاس فروش بیچ بازار کو نہ دے لونگا کسی کو منھ نہ دکھاؤنگا یہ
کہکر صحرا کو راہی ہوا شاہزادہ نورالدہر نا چار سرداروں کو ہمراہ اپنے لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا لیکن لوگ بہوت
آفتاب پرست کے بہاگ کر حیران و پریشان پاس ایرج نوجوان کے پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ نورالدہر نے
بہوت کو قتل کیا اور سب قیدیون کو چھڑا لیا ایرج نوجوان یہ کلمہ سنکر غیظ و غضب مین آکر اُٹھا کہ مین جاکر نورالدہر کو
بسزا پہونچاتا ہون اور سوار ہو کر بے اجازت قطب ورا کے وانہ ہوا ایسا غصہ ہی کہ گھوڑے کو اُڑائے ہوئے چلا آتا ہی اور
پیچھے پیچھے عوجان دریا باری مرجان دریا باری وغیرہ یہ سب ہین کہ اثنائے راہ مین شاہزادہ نورالدہر سے
مقابلہ ہوا شاہزادہ نورالدہر سب سرداروں کو پشت پر رکھکر مقابل ایرج ہوا ایرج نے با ادب سلام کیا اور کہا کہ اے
شہریار مجھمین اور آپ سے یہ دوستی و ملاقات اور آپ نے میرے رفیق کو مار ڈالا کچھ میرا پاس و لحاظ نہ کیا بھلا آپکو
اُس سے کیا غرض تھی کیا مطلب تھا شاہزادہ نورالدہر نے جواب دیا اے ایرج انصاف شرط ہی مین کیونکر اپنے
پھوپھا اور اُستاد کو قید مین گرفتار دیکھ سکتا اور سردار میرے اور باپ دادا کے اسیر تھے کیونکر دیکھا تا اسپر بھی
مین نے یہ کہکر بہوت آفتاب پرست کو سمجھایا کہ تو ان سرداروں کو میرے حوالے کر مین ایرج نوجوان کو جواب
دے لونگا اُسنے میرا کہنا نہ مانا مجھسے مقابلہ کیا بلکہ جو کچھ سخت و سست اُسکے جی مین آیا مجھکو کہا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو
سب آفتاب پرست میرے اوپر آ پڑے اُسوقت مین نے اُنپر تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا یہان تک کہ بہوت مارا گیا
اب تم جو گرما کر آئے ہو تو مین کچھ حلوہ نہین ہون جو نگل جاؤ گے ایرج بولا اے شہریار مجھکو آرزو ہی میرے آپکے آزمایش
ہوجائے شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ مین یہان تمسے نہ لڑونگا کسواسطے کہ اگر مین نے تمکو زیر کیا تو ایک زمانہ کہیگا کہ بہت سے
پہلوان نورالدہر کے ہمراہ تھے اس سبب سے غالب آیا بہتر یہ ہی کہ لشکر مین چلو طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکلو تمام زمانہ
وہان جمع ہی سب دیکھینگے کہ کون کس پر غالب ہوا کسنے کسکو زیر کیا ایرج نوجوان نے کہا کہ بہت اچھا غرض دونون وہان سے
چلے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین داخل ہوا نورالدہر خدمت صاحبقران مین آیا قدم بوسی حاصل کی باپ کو سلام کیا
بدیع الزمان نے اُسے گلے سے لگایا شاہزادہ نورالدہر نے کرب غازی کا حال بیان کیا کہ وہ صحرا کو چلے گئے میرے ساتھ نہ
آئے امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ کرب نہایت صاحب غیرت اور بہادر بے نظیر ہی ایرج نے بڑی حرکت نامردانہ
اُسکے ساتھ کی وہ مقرر اس سے عوض لیگا سزا اسے معقول دیگا مگر شاہزادہ نورالدہر کے آنے سے کمال خوشنودی ہوئی صحبت
عیش آراستہ کی بجائے عمرو چالاک نے لی لوازم کی یہ بھی بعد خواجہ کے اپنا مثل نہین رکھتا یہ غزل گانا شروع کی غزل

یارون مین خوب شیشہ ساعت ہوئی تو کیا	شاہ مہرِ بتان صاف دل مین اگر غبار ہوئی تو کیا	نکلا نہ گھر سے فاتحہ پڑھتے تمام عمر

کوچہ مین اُسکے نام کو تربت ہوئی تو کیا
کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منہ چلے
روز جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا
گلچین نے سب کو پھول دیے ہم کو داغ دل
تسلیم یون سحر شب فرقت ہوئی تو کیا

ہر حال مین جلے صفت شمع رات بھر
سر کر کیے ہوئے سے ندامت ہوئی تو کیا
محروم دیدہ رہ گئے اعمال کے سبب
باغ جہان مین ایسی بھی قسمت ہوئی تو کیا

خلوت ہوئی تو کیا ہمین جلوت ہوئی تو کیا
جو جو عذاب قبر مین ہونے تھے ہو چکے
برگشتہ قسمتون کو قیامت ہوئی تو کیا
کیا مرکے شکل روز تمنا مین دیکھتا

اُس طرف کو زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھا تھا اور بختیارک کہ رہا تھا کہ یا خداوند اب اِن خدا پرستون سے کون سامنا کریگا آفتاب پرستون کو کون جواب دیگا لقا کہ رہا تھا کہ تجھے کارخانۂ خدائی مین کیا دخل ہے نہین معلوم کہ مین اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیلتا ہون یہی باتین تھین کہ آسمان پر سے شعلۂ آتش نمایان ہوے برہمن جادو تخت زرنگار پر سوار دریاے جواہر مین غرق سامنے سے آئی لقا کو سجدہ کیا بیٹھی چارون طرف دیکھا اپنے معشوق بدر بن زلازل کو نہ پایا پوچھا کہ یا خداوند بدر کہان ہے لقا بولا کہ اے برہمن جادو اُسے ایرج آفتاب پرست پکڑ لیگیا ہے اور مین بہت پریشان ہون اب تم آئی ہو تو اِن خدا پرستون سے لڑو انکا کام تمام کرو اور آفتاب پرستون کو وہ وزد باریک گردن عمرو بن امیۂ ضمری لیکر آیا ہے انکو بھی مٹادو اب ہاتھ میرا ہے اور دامن تمھارا ہے برہمن جادو نے کہا کہ یا خداوند مین کوئی پہلوان نہین ہون کہ لشکر حمزہ سے لڑون مجھکو سحر مین دخل ہے سو اسکی صورت یہ ہے کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہے مجھکو کب مانتا ہے مفت مین حمزہ کے ہاتھ سے ماری جاؤنگی اور اگر آفتاب پرستون سے لڑون تو وہان عمرو الیاس عیار موجود ہے کہ جسنے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیے کل کا ذکر ہے کہ عنطلی آباد کو کس طرح برباد کیا میری اُسکے سامنے کیا حقیقت ہے مین اپنی جان مفت نہ دونگی مگر بدر بن زلازل کو البتہ چھڑا لیجاؤنگی اور ملک کو جاکے باختر کو اُسسے سخت کرواؤنگی فوج فراوان لشکر بے پایان جمع کرکے آپ کی مدد کے واسطے بدر کو لاؤنگی لقا نے کہا کہ کئی ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی غرض برہمن جادو نے رات کے وقت جاکر سحر کیا کہ موکل زندان سب سوگئے برہمن جادو بدر بن زلازل کو چھڑا کے لے آئی اور لقا سے رخصت ہوکر مع بدر روانۂ باختر ہوئی مگر لقا نہایت آزردہ کمال رنجیدہ بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ارچنگ ماہی خوار تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آپ کی مدد کے واسطے آتا ہے لقا یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور سردار استقبال کے واسطے جائین اور ارچنگ کو لائین ارچنگ ماہی خوار ایک مدت سے لاہوت شاہ پر عاشق ہے اسنے جو سنا تھا کہ ایرج آفتاب پرست لاہوت کو پکڑ لیگیا ہے برہم ہوکر یہ آیا ہے کہ چلکر ایرج نوجوان کو سزا دیجیے اپنے معشوق کو چھڑا لیجیے دو منزلے کا ایک منزلہ کرتا آیا ہے جب بارگاہ لقا مین پہونچا لقا نے صحبت رقص و سرود آراستہ کی ناچ ہونے لگا مغنی نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

اب مین گم ہون کسی کی جستجو سے کیا غرض
آرزو کہتی ہے مجھکو آرزو سے کیا غرض
کیونکہ ملین ہم خاک مین تعظیم منعم کے لیے
زندہ مشرب ہون مجھے اِس گفتگو سے کیا غرض
عندلیب گلشن جنت ہون مجھکو اے صبا
ورنہ تھی گردن کو طوق بے گلو سے کیا غرض
مین تو ہون تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

جب دہن تھہرا تیرا ہم گفتگو سے کیا غرض
بحر ہستی مین حباب آسا فقط رکھتے ہین سر
اہل زر کی اعتبار آبرو سے کیا غرض
اُسکے قاتل کی طلب محشر مین ہو لازم دل
تو ہی مبتلا ان گلون کے رنگ و بو سے کیا غرض
سر خوش جوش حقیقت ہون مجھے اس جام مین
مجھکو طور شاعران لکھنؤ سے کیا غرض

دیکھیا تجمل فلک کو حوصلہ جاتا رہا
ہتھکڑی سے کام کیا طوق گلو سے کیا غرض
ذکر کعبہ ہو کہ وصف دیر دونون کو سلام
مین تو راضی ہون نہین میرے عدو کیا غرض
ہے کسی مجوس دوران کا مہ لو یا دگار
ساقیا تیرے مے و جام و سبو سے کیا غرض

جب اسنے دیکھا کہ سب بیٹھے ہین مگر لاہوت شاہ نہین ہے اور لاہوت شاہ پوشاک بدلنے گیا ہوا تھا غرض ارچنگ ماہی خوار نے لقا کو سجدہ کیا دنگل پر بیٹھا پوچھا یا خداوند نور خالص لاہوت شاہ کہان ہین بختیارک نے کہا آتے ہین حمام کرنے گئے ہین کہ اب دو گھڑی کے لاہوت شاہ

آہا تاج مکلل بجواہر سر پر رکھے پیراہن آب رواں کا گلے میں پہنے سراپا موتی ٹکے ہوئے تھے کمر الماس کا گنڈا سی یاقوت کی لگی ہوئی تھی
پائجامہ سبز گلبدن کا پاؤں میں نورتن بازوؤں پر بندھے ہوئے دونوں گال مانند چقندر کے سرخ آنکھیں زرد بال بھورے ارجنگ
نے جو لاہوت کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا رخسار نحس کا بوسہ لیا پاس اپنے بٹھا لیا اور پوچھا کہ میں نے سنا تھا کہ ایرج آپ کو
پکڑ لیگیا تھا بختیارک بولا کہ یہ حال مجھ سے پوچھیے اُسنے تو غضب کیا پہلے روز جو ایرج آیا سہیلان کو قتل کر کے جنگ مغلوبہ میں لاہوت
شاہ کو پکڑ لیگیا منشار خار النّبین مردار خوار لاہوت شاہ کو چڑھا لایا تھا کہ ایرج تنہا بارگاہ میں خداوند کے گھس آیا اور منشار
کو مار کر لاہوت شاہ کو اسیر کر لیا اور قید شدید میں گرفتار کیا کہ دیکھیے ابتک ہتھکڑی بیڑی کے نشان دست و پا میں ہیں
کس بیدردی سے خداوند زادے کو قید رکھا ہے اور کیا اذیتیں دی ہیں ہاے وہ جو کی روٹی کا ملنا اور خداوند زادے کا
نہ کھانا اور بھوک سے تڑپنا اور پیاسا رہنا القصہ ایسا بختیارک نے حال لاہوت شاہ کا بیان کیا کہ ارجنگ ماہی خوار
رونے لگا اور کہا کہ جبتک اس آفتاب پرست کو نہیں مارتا ہوں مجھے چین نہیں ہے لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے
میں کل ایرج کو قتل کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا اِدھر ایرج کو خبر ہوئی اُسنے بھی حکم دیا نقارہ کر رہ نوازش میں آیا اُدھر امیر حمزہ
صاحبقران کو جاکر ہرکاروں نے ارجنگ ماہی خوار کے آنے کی اور طبل جنگ بجوانے کی خبر دی امیر نے بھی فرمایا کہ
نقارہ بجے تینوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نہیب دے کر
چلے گئے ارجنگ اپنے گینڈے کو اُڑا کر سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے ید قدرت کے تیری دم
شمشیر میں سب کی موت تقدیر کر دی ہے ارجنگ وہاں سے پھر لاہوت شاہ کے گلے سے لپٹا کئی بوسے اُسکے لیے اور کہا اپنے
شب کو اپنے وصل سے مجھکو شاد کیا ہے میں بھی جان اپنی نثار کرنے جاتا ہوں لاہوت شاہ نے ہنسکر ایک طمانچہ اُسکے مارا اور
کہا کہ جا اگر تو نے جا کر اس آفتاب پرست کو مار لیا تو آج تجھے بہت خوش کرونگا بس ارجنگ میدان میں آیا نعرہ کیا کہ او کرپاس
فروش بچہ بازاری بے ادب نکل میدان میں تو تجھے اس بے ادبی کا حال معلوم ہوگا کہ خداوند زادے کو تو پکڑ لیگیا اور قید رکھا
ایرج مرکب کو اُڑا کر قطب دوراں کے سامنے آیا اجازت چاہی قطب دوراں بوسہ دے کر سپرد کیا بنیر اعظم کو ایرج مقابل
ارجنگ ماہی خوار ہو کر لگا اور زبان ہوا البد اُسکے ارجنگ نے کہا سن تو او آفتاب پرست یہ تو نے کیا غضب کیا تھا کہ نور خالص
میں کامل قدرت کو زندان میں بند کیا تھا ایرج بولا او بدمعاش کیا بیہودہ بکتا ہے تجھکو کیا چھوڑونگا دیکھ کسطرح مارتا ہوں یہ سن
سنکر ارجنگ آگ ہو گیا اور کہا او آفتاب پرست زبان دراز جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو ایرج نے کہا کہ تو اپنا حربہ پہلے کر لے ارجنگ نے
نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے چند طعن میں نیزہ ارجنگ کا رد کر دیا جہاں آنکھوں میں ارجنگ کی تاریک ہو گیا تلوار کھینچکر ایرج پر ماری
کہ سپر کو قلم کر کے سر پر ایرج کے پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ایرج نے دستانہ مارا کہ تلوار ہٹا کر نکل گئی سر سے ایک چادر خون جاری ہوئی
ایرج نے زخم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار ارجنگ پر ماری کہ سپر اُسکی قلم ہوئی اُسنے سر اپنا بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ قلم ہوئی
گینڈا اور ارجنگ دونوں گرے آفتاب پرست تلواریں برہنہ کر کے پکارے کہ ناقدر دان ناانصاف کا دونوں جہان میں روسیاہ
صاحبقران کو یہ کلمہ نہایت ناگوار ہوتا ہے مگر ضبط کر کے رہ جاتے ہیں لیکن اُدھر ارجنگ کا گرنا تھا اِدھر فوج ارجنگ کی ایرج پر
دوڑی ایرج بھی اُنپر دوڑ پڑا آفتاب پرست ملک کو دوڑے خوب تلوار چلی ارجنگ کو گینڈے کے نیچے سے نکالا یہ بھی اور گینڈے پر
سوار ہو کر لڑنے لگا دن بھر تلوار چلی شام کو طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں پھر گئے نور الدہر ایرج کے دیکھنے کو آیا ایرج
نے ہر وار استقبال کے واسطے پہنچے جب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ایرج چاہتا تھا تعظیم کے واسطے اُٹھے نور الدہر پکارا ای ایرج خبردار
نہ اُٹھنا اگر اُٹھو گے تو زخم کے ٹانکے ٹوٹ جائینگے ایرج ناچار نہ اُٹھا نور الدہر بیٹھا مزاج پرسی کی اور کہا کہ ای ایرج زخمی ہونے کا مضائقہ
نہیں ہے زخم سکہ ہے زر نقد بہادری کا جو مہر ہی شمشیر تمہاری کا ہوا جب تک گھوڑے پر سے نہ گریگا اُسے سوار ہونا نہ آئیگا اکثر ہم بھی

زخمی ہوگئے ہین صاحبقران بہت زخمدار ہوئے ہین اور کبھی کل اس ارجنگ ماہی خوار کو مارینگے ایرج نے کہا ای شہریار آرزو تو یہی ہی کہ
مین اچھا ہو کر اُسے قتل کرون مگر آپ کو منع بھی نہین کرتا ہون خبر جو مرضی آفتاب تابان کی بڑی دیر تک اسی طرح کی باتین رہین کہ
اسمین خبر پہونچی کہ ارجنگ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی نورالدہر تو رخصت ہو کر چلا گیا تینون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو سب لشکر
میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے ارجنگ ماہی خوار لاہوت شاہ کو خوب پیار کرکے بہت سے بوسے
لیکر میدان کو چلا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین ہمائے ظفر پیکر جلوہ گری پر آئے اور اُس شخص نے باگ لی جسے
نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر [illegible]
کہتے ہین سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خدا حافظ و نگہبان ہی یہ فرما کر جام طلب کیا
شاہزادے نے پیا اور بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر مہمیز کرکے میدان مین آیا ارجنگ سے لگاورزن ہوا کہ ارجنگ گرتے گرتے
سنبھلا رانون مین مسل کر سامنے پہونچا پوچھا کہ ای خداپرست تو کون ہی شاہزادے نے فرمایا شہر نظیر حمزۂ صاحبقران بچشم و نظر منم
ستارۂ چشم شاہزادہ نورالدہر تو نے سُنا ہوگا تمام تاریکیان کفر کی میری ذات سے مٹین مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہون
شہر منم ماہ تابان صاحبقران گل بوستان بدیع الزمان ارجنگ نے کہا کہ نام تیرا معلوم ہوا ایک مرتبہ نام تیرا اخبار کی
کی زبانی سُنا تھا مین پوچھتا ہون کہ آفتاب پرستون کا کام تمام کرو تم نے کیون آکر مقابلہ کیا شاہزادے نے کہا کہ مجھسے اور ایرج سے
دوستی کمال ہی وہ تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا ہی مین اُسکی تلافی کرنے نکلا ہون ارجنگ بولا کہ تو مجھے ایسا حلوہ سمجھا ہوا ہی خیر لا اپنا
حربہ نورالدہر نے کہا کہ ہم اہل اسلام مین حربہ چلانے پر پہلے نہین کرتے اُسنے یہ سُنکر خبردار خبردار کہکے شاہزادے پر نیزہ مارا نورالدہر
نے نیزے کو نیزے پر لیا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا ارجنگ آگ ہوگیا کہا غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا مگر
یہ تلوار ہی کہ برسون کے جھگڑے فیصل کرتی ہی خبردار رہنا یہ کہکر تیغ نیام سے کھینچکر نورالدہر پر مارا نورالدہر نے چاہا کہ تلوار اُسکی
چھین لے اور بکڑین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالے یہ ارادہ کرکے مرکب کو مہمیز کیا پاؤن گھوڑے کا موشخانے مین جا رہا گھوڑے نے
سکندری کھائی خود سر پر سے اُلٹ گیا اوپر سے تلوار ارجنگ کی پڑی اور کوئی چار اُنگل سر مین اُترگئی شاہزادے نے دستانہ مارا
تلوار چھٹ کر نکل گئی سر سے چادر خون کی جاری ہوئی شاہزادے نے زخم سر کو باندھکر گھوڑے کو سنبھالا اور تلوار ارجنگ پر ماری کہ
سپر اُسکی قلم ہوئی اُسنے سر اپنا نیچے کھینچا اسپر بھی پہیلا سر پر پڑا کہ کوئی دو اُنگل کا زخم لگا اور تلوار آکر گینڈے پر پڑی کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی
ارجنگ اور گینڈا دونون گرے قطب دوران کا معمول تھا کہ جو لشکر کفار یا لشکر اسلام کا ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوتا ہی تمام
آفتاب پرست تلوارین ننگی کرکے پکارتے ہین کہ ناقدردان و ناحق شناس کا دونون جہان مین روسیاہ ہوا اب جو ارجنگ زخمی ہو کر
گرا صاحبقران نے حکم دیا کہ تمام فوج تلوارین کھینچکر نعرہ کرے کہ نمک حرام کا دونون جہان مین منہ کالا بس ایک مرتبہ لشکر اسلام
مین غلغلہ ہوا کہ نمک حرام کا دونون جہان مین روسیاہ قطب دوران یہ آواز سُنکے بہت جلا لیکن ارجنگ جو گرا فوج اُسکی
نورالدہر پر دوڑ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو تینون لشکر طبل بازگشت بجوا کر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے بدیع الزمان نورالدہر کو
خیمے مین لیکر آیا زخم مین ٹانکے لگوانے لگا کہ ایرج بھی نورالدہر کی عیادت کو آیا اور بڑی دیر تک بیٹھا رہا اور کہا ای شہریار مین ہی
اسے مارونگا آپ سے مین کہتا تھا کہ یہ کافر زبردست ہی آپ نے نہ مانا نورالدہر نے کہا کہ بھئی گھوڑا میرا اگر سکندری نہ کھاتا تو مین اُسے
مار چکا تھا اور خیر جسکے ہاتھ قضا ہوگی اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج پہر رات گئے تک بیٹھا رہا بعد اُسکے چلا گیا لیکن لقا یہان [illegible]
مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا ارجنگ لاہوت شاہ سے اختلاط کرنے لگا اکثر لیٹ کر سب کے سامنے بوسہ لے لیتا ہی [illegible]
لگتا ہی ایک مرتبہ ہاتھ جو لاہوت شاہ کا پکڑا دیکھا تو سیاہ نشان کلائی پر ہی ارجنگ نے کہا ای جان جہان [illegible] کیسا ہی
لاہوت شاہ بولا کہ مجھکو اُس آفتاب پرست نے قید کیا تھا یہ نشان ہتھکڑیون کا ہی ارجنگ کو نشہ شراب [illegible]

نہایت غضبناک ہوکر اُٹھا کہ جاکر ابھی اُس کرباس فروش بچہ بازاری کو پکڑلاتا ہون یہ کہکر چلا ہرچند بختیارک نے منع کیا ارچنگ
نے نہ مانا اور جانب لشکر آفتاب پرستان روانہ ہوا ہرکارون نے خبر قطب دوران کو پہونچائی کہ ارچنگ باراده فاسد
آتا ہی سردارون نے کہا کہ ایرج نوجوان تو زخمی ہین مگر ہم اُس سے لڑینگے یہان تک نہ آنے دینگے قطب دوران نے کہا کہ تم جاکر
اُسے استقبال کرکے لاؤ سب سردار گئے پیشوائی کرکے ارچنگ کو لائے قطب دوران نے تعظیم کی بہت عزت سے بٹھایا
جملہ اسباب عیش کا مہیا کیا جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بیہوشی ملاکر اُسے پلایا دو تین جام متواتر دیے ارچنگ کو نشہ خوب ہوا کہا
یا قطب دوران مین آیا ہون کہ ایرج کی مشکین باندھکر لیے جاؤن وہ یہان ہی قطب دوران نے کہا کہ جلدی نہ کیجیے ایرج
آتا ہی ارچنگ بولا کہ ان باتون سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جلد اُسے بلاؤ قطب دوران نے چوبدار بھیجا کہ ایرج کو لاؤ ہنستے ہین اور ایک
جام بیہوشی آلود ارچنگ کو دیا یہان تک کہ خوب تک سر کا رسنے اثر کیا ایک مرتبہ ارچنگ بولا کہ قطب دوران تو بڑا دغاباز
معلوم ہوتا ہی اب تک ایرج نہ آیا مین تجھکو باندھکر لیجاؤنگا قطب دوران نے دیکھا کہ بیہوشی ارچنگ مین تاثیر کرچکی ہی کہا کہ
او ماہی خوار کیا کہتا ہی یہ کیا پوچ کلمہ و کلام ہین مجھکو کیا لقا کی طرح سمجھا ہی کہ اُسکے بیٹے پر عاشق ہی اور سامنے لقا کے تو اُسکے بوسے
لیا کرتا ہی او نادان بیہودہ کیون تیری شامت آئی ہی مین طرح دیتا ہون کہ تو میرے گھر مین آیا ہی ارچنگ یہ سنکر غضبناک
ہوکر دوڑا قطب نے ایک طمانچہ مارا کہ ارچنگ بیہوش ہوکر گرا فرمایا پکڑو لوگون نے گرفتار کرلیا کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو کہ اسے قید کرین
اُسی وقت آہنگر آئے اور ارچنگ کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا اس اثنا مین ایرج بھی پہونچا دیکھا کہ ارچنگ بیہوش پڑا ہی احوال
پوچھا قطب دوران نے بیان کیا ای ایرج مین اس سے ملاقات گفتگو کیے جاتا تھا یہ سمجھ بیر سمجھکر دوڑا کہ پکڑلون مین نے ایک
طمانچہ مارا کہ اب تک بیہوش پڑا ہی ایرج بولا درست بجا ہی قطب نے کہا کہ اسے ہوش مین لاؤ کچھ اسباب رفع بیہوشی اُسکی ناک
مین ڈالے کہ وہ چھینک مارکر ہوش مین آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا قطب دوران نے کہا ای ارچنگ دیکھا مجھ بوڑھے کا زور
کہ ایک طمانچے مین تیری کیا حالت ہوئی ارچنگ نے پوچھا کہ مجھے کسنے پکڑا قطب دوران نے کہا مین نے ارچنگ پکارا
کیا جھک مارتا ہی یہ دروغ گوئی بیفائدہ ہی میرا پانون لڑکھڑایا مین گرپڑا قطب پکارا کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر جام شراب کا ارچنگ
پر مارا کہ سینے پر ارچنگ کے پڑکر ٹوٹا شراب اسکی بدن پر پڑی جہان آنکھون مین ارچنگ کی سیاہ ہوگیا قید کو مانند تار
عنکبوت کے توڑ ڈالا قطب پر دوڑا کہ او کاذب بیر اُجھوٹے معلوم کیے دیتا ہون تو اور مجھے پکڑیگا قطب نے دیکھا کہ غضب ہوا
اگر تو بھاگتا ہی تو آبرو مین خلل آتا نہین تو مارا جائیگا پکارا کہ ای ایرج لے دشمن قطب کو ایرج نوجوان اُس حالت
زخمداری مین دوڑا کہ کہان جاتا ہی بس ارچنگ ماہی خوار کا ہاتھ پکڑا ارچنگ بھی لپٹا کشتی ہوئی ایک پہر بھر مین لنگر
اُسکا ایرج نوجوان نے توڑا چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اُسنے منھ پر
ایرج نوجوان کے تھوک دیا ایرج نے سر اُسکا پکڑکر دھڑ مین سے کھینچ لیا اور قطب دوران سے کہا یا قطب دوران
پہلے تو آپنے ارچنگ ماہی خوار کو ایک طمانچہ مارکر خود گرفتار کیا ابکی آپ نے مجھسے مدد چاہی اسمین کیا بھید تھا مجھپر ظاہر کیجیے
قطب دوران نے کہا ایرج نوجوان مین بے حکم نیر اعظم کوئی کام نہین کرتا ہون اور تم اُسوقت بارگاہ مین نہ تھے
مین نے بحکم نیر اعظم اُسے پکڑ لیا اب نیر اعظم کو منظور ہوا کہ اس زخمداری مین شوکت تمھاری سب پر ظاہر کرے یہ سلسلہ بیعت
تھا کہ ارچنگ ماہی خوار تمھارے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نوجوان نے کہا کہ درست ہی اتفاق کار جہانگیر لازم نورالدہر
بانو قیر دونون وقت ایرج نوجوان کی خبر کے واسطے آیا کرتا ہی اُسوقت بھی موجود تھا قطب دوران نے کہا کہ ای جہانگیر
دیکھا تونے کہ ایرج نوجوان نے حالت زخمداری مین کیسے پہلوان کو چیر کر پھینکدیا جاکر حمزہ سے کہنا کہ اگر ایرج نوجوان کی
اطاعت اختیار کرے صاحبقران زمانہ سے جانے اور آفتاب تابان کی بندائی مانے جہانگیر نے اسی طرح جاکر امیر

کہا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ دزد مکار مجکو ایرج سے ڈراتا ہی راوی کہتا ہی کہ امیر اُس روز بہت خوش بیٹھے تھے کہ بادشاہ اسلام نے
امیر سے کہا کہ یا امیر مجھسے ایک حضور سے گمراہی کی اور وہ بیہودہ پیش آیا اگر اور عیار تو بے قصور ہین اُن سبھون کی تقصیرین تو
معاف کیجیے میری خاطر سے گناہ اُنکے بخشدیجیے اِس گفتگو مین سب سردار شریک ہوئے کہ ای شہریار ہم بھی بغیر اپنے عیارون کے
بھیجین ہین امیدوار ہین کہ تقصیرین اُنکی معاف ہوجائین سب بیگناہ ہین امیر نے فرمایا اچھا بلاؤ سبھون کو سب جتنے بیٹے اور پوتے
عمرو عیار اور عیاران سرداران نامی کے تھے آکر قدمون پر صاحبقران کے گرے امیر نے سب کو خلعت سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ
حسب دستور سابق سب اپنے اپنے آقاؤن کی خدمت مین مصروف ہون تمام عیار اپنے اپنے مقام پر گئے لیکن امیر نے فرمایا کہ
اسد اور عمرو بن رستم کہان ہین کہ بارگاہ مین نہین ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا صاحبقران دونون ایرج کو قتل کرنے کی فکر مین گئے تھے
اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے امیر نے فرمایا کہ ایرج ایسا نہین ہی کہ کوئی اُسکے اوپر غالب ہو اسد نے بہت برا کیا آخر کو زخمی ہوا لیکن
حال اسد کا سُنیے کہ اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا ہی پٹی مرہم کی زخم پر چڑھی ہی رفیق پاس بیٹھے ہوئے ہین باتین کرتا ہی کہ صاحبو فلک کجرفتار
دغاباز نے مجھے اِس بزار ہیچ کے ہاتھ سے ذلیل کروایا نہایت آسمان باجی پرست ہی اور یہ آفتاب پرست اگر ہاتھ لگے تو ٹکڑے ٹکڑے
کرون یہی باتین تھین کہ سمک ملطاقی اسد کے دیکھنے کو آیا اسد نے کہا ای سمک آؤ بیٹھو سمک سلام کرکے بیٹھ گیا زخم کا حال
پوچھا کہا بھئی کیا پوچھتے ہو یہ آفتاب پرست حرام کے نطفے کہا تک کر مستنڈا ہوا ہی اُسکے ہاتھ سے زخم لگا اور ای سمک اگر تم اُس
باجی کو پکڑلاؤ تو مین بہت خوش کرونگا ہزارون روپیہ دونگا سمک نے کہا ای شہریار ایسا نہ ہو کہ صاحبقران سُن پائین ابھی
ہماری تقصیرین معاف ہوئی ہین پھر معتوب ہوجائین اسد نے کہا ای سمک نانا جان کو خبر بھی نہ ہوگی مین اُسے علیحدہ جاکر
تنبیہ کرونگا فقط ناک کاٹ کر چھوڑ دونگا سمک نے عرض کیا کہ مین جاکر گرفتار کیے لاتا ہون یہ کونسا بڑا کام ہی یہ کہکر روانہ ہوا صورت
تبدیل کیے ہوئے لشکر آفتاب پرستان مین آیا چارون طرف پھرا کیا جب شب ہوئی ایک مقام پر قیام کیا کہ وہان باورچی خانے
کا پانی جمع ہوتا تھا پانی تو اُلچ کر پھینکدیا اور خنجر سے نقب کنی کرکے خوابگاہ مین ایرج نوجوان کی پہونچا دیکھا کہ خاصبردار
پہرے پر ہین اور دو خدمتگار چمپی کر رہے ہین سمک ملطاقی نے بیروا نے بیہوشی کے دو پٹنے کی مارے کہ وہ چلے دھوان
اُٹھا دونون خاصبردار اور خدمتگار بیہوش ہوئے سمک ملطاقی نے چادر عیاری کو پکڑکر چرخ دیا کہ تمام شمعین گل ہوگئین
ایک آدھ جو رہگئی اُسے رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہوجائیگا تو مبادا پاؤن میرا کسی طرف پر پڑے اور وہ ٹوٹے
اور اُسکی صدا سے ایرج نوجوان بیدار ہو بیلا عیاری کا ہاتھ مین تھا ہاتھ کو چرب کیا پلنگ کے برابر آیا کانٹا نکال کر
دوشالے کو منھ پر سے لیا تپی کے پاس بیٹھ گیا کنجہ عیاری نکالکر دماغ کے برابر لگایا دارو سے بیہوشی ہتھیلی پر رکھی جب ایرج
نے اوپر کا دم لیا فوراً بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ایرج نوجوان کو چھینک آئی آنکھ ایرج نوجوان کی کھل گئی سمک ملطاقی
تو پلنگ کے نیچے ہوگیا ایرج نوجوان نے ادھر ادھر دیکھا ادھر دیکھا نیند کا غلبہ تھا بیہوشی بھی تاثیر کرچکی تھی پھر لیٹ گیا بیہوش
ہوگیا سمک ملطاقی نے نکالکر حلقہ ہائے کمند دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن دیکر
ساتوین حلقے سے گولہ لاٹھی کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ جہاتی کے آگے لگاکر اُسی نقب کے
راستے سے نکل کر روانہ لشکر اسلام ہوا یہانتک کہ داخل لشکر اسلام ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار اُس
رات کو طلایہ کا گشت شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا تھا شاہزادہ اپنے دوستون اور رفیقون کو ساتھ لیے
ہوئے گشت کر رہا ہی اور تمام لشکر کا گشت کرکے ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہی وہ اپنے لشکر ایرج نوجوان کی طرف دیکھ رہا ہی
کہ آواز زنگلون کی بلند ہوئی شاہزادۂ نور الدہر نے صدا زنگلون کی سُنکر چارجانب دیکھا معلوم ہوا ایک عیار چلا آتا ہی
شبرنگ سے کہا دیکھو تو یہ کون ہی شبرنگ آگے بڑھا سمک کو پہچانا نور الدہر کے پاس جاکر کہا کہ سمک کسی کا پشتارہ لیے جاتا ہی

نورالدہر نے کہا میرے پاس بلا لو شہر ناک جا کر سماک کو لے آیا سماک نے مجرا کیا دعا و ثنا بجا لایا شاہزادہ نے پوچھا کہ
لشکر میں کیا ہے سماک نے عرض کیا کہ اسد بن کرب غازی نے میری بہت سی منت کی تھی کہ جا کر ایرج کو پکڑ لاؤ میں ایرج کو
پکڑے لیے جاتا ہوں یہ سنتے ہی طماس سے کہا کہ اس دیوانے کو کیا عداوت قلبی اسکے ساتھ ہے نہ ایرج نے اس دیوانہ کو
ستایا نہ کچھ اسکا بگاڑا مگر یہ دشمن جان ہو گیا اور سماک سے کہا کہ او احمق یہ تو نے کیا حرکت کی ایک آس بن الوس کی ناک
کاٹ ڈالنے پر آہنک عمرو سے صفائی نہیں ہوئی ابھی تم لوگوں کی تقصیریں معاف ہوئی ہیں تو جو ایرج کو اسد کے پاس لیجاتا
اسد دیکھتے ہی اسے مار ڈالیگا بس جب حمزہ صاحبقران سنینگے تجھکو بھی زندہ نہ چھوڑینگے اور سب عیاروں کو تجھ پہ
نکالدینگے سماک یہ سنکر کانپ گیا کہا شہریار پھر میں کیا کروں اب تو اسے میں لایا ہوں نورالدہر نے کہا خیر اسکو تو میرے
ساتھ لے آ سماک نورالدہر کے ہمراہ ہوا شاہزادہ اپنے خیمے میں آیا صبح ہو گئی تھی نورالدہر مسند پر بیٹھا سماک سے کہا کہ
ایرج کو ہوش میں لا سماک نے اسکو فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا نورالدہر کو سامنے
بیٹھے دیکھا ہنسکر کہا کہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ آپنے ڈر کے مجھے پکڑوا بلایا نورالدہر بولا کہ اے ایرج تجھکو اسد نے
گرفتار کرو منگوایا تھا میں سلام کیا تیرے ساتھ سلوک کرتا ہوں میں نے تیری جان بخشی کی تجھکو بچایا یہ کہکر فرمایا حلقے کمند کے
کاٹ دو ایرج کے ہتھکڑیے کر توڑ ڈالے اور اٹھ کھڑا ہوا نورالدہر نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب عیش مہیا کیا
ایرج نے کہا میں اپنے لشکر کو جاؤنگا نورالدہر نے مرکب باسار و یراق دیا ایرج اس گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو
روانہ ہوا لیکن ادھر صبح کو ایرج کے خیمے میں غل ہوا کہ ایرج بستر خواب سے غائب ہے قطب دوران نے اگر تیرا
سماک کا پچانا تھا پور کو بلا کر کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ سے ایرج کی خبر لا تا پور روانہ ہوا تھا کہ اثناے راہ میں ایرج
سے ملاقات ہوئی ایرج نہایت آزردہ بارگاہ میں آیا قطب دوران کو بے اعتنائی سے سلام کرکے کہا کہ جان
کیا اللہ ہے تیرا لشکر کی کہ مجھکو پہلے عیار کے ہاتھ گرفتار کر دیا اور پھر ممنون احسان نورالدہر کا کر دیا اسکے مجھکو چھڑوا دیا
اس سے کیا حاصل ہوا آفتاب تابان کو قطب دوران نے کہا کہ اے ایرج اگر تو کہے تو میں عیار کو بھیجکر نورالدہر کو
پکڑوا بلاؤں تو اسے چھوڑ دے تیری خفت مٹ جاے ایرج نے کہا اب زخم اچھا ہو چکا ہے جشن صحت کر لونگا تو اچھی طرح سمجھ لونگا

وہ قلم و داستان تھا چہ عمرو کا بچالاک کی عیاری سے پریشان ہو کے لشکر ایرج سے نکل جانا بیان ہوتے ہیں قلم

اسکے بیٹھا ملک الموت جو سیاہی سا اٹھا
خاک اڑ اڑ نہ کہے ایسی بگولا اٹھا
ضعف سے میں جو نقش قدم ڈور سکے پاؤں
پھر لکھی یہ کبھی دست تمنا اٹھا
خار صحرا کو ہوا بار جنوں سے غم کا خیال
ان ابھی تک کبھی سر سے کسی کا اٹھا
ہوں وہ شوریدہ کہ دم سے مرے محفل میں
سب کوئی وادی وحشت میں بگولا اٹھا

مجھ سے دم بھر بھی اجل کا نہ تقاضا اٹھا
خاک اڑائی لب ساحل پہ تیرے مجنوں نے
جس جگہ بیٹھ گیا پھر نہ اٹھایا اٹھا
سنکے میرے لب پرشور کے افسانے کو
جس گھڑی سیر کو میں آبلہ فرسا اٹھا
تم نہ آے دل محروم تمنا آخر
بیٹھتے بیٹھتے سو طرح کا فتنہ اٹھا
دل گم گشتہ اگر تھا تجھے پیارا تسلیم

تھا وہ برگشتہ کہ سنکر مرے ہمسر کی
بہہ گرداب کے دریا میں بگولا اٹھا
تھا وہ ناکام سو سے چرخ دعا کی خاطر
نہ رہی تاب دل رعد کو ملا اٹھا
عاشقی میں کبھی ہے پیشہ فراغ
بیٹھے بیٹھے شب تنہائی میں گھبرا اٹھا
چشم مجنوں کو ہوا محمل لیلی کا گمان
پاس کیوں اس بت عیار کے بیٹھا اٹھا

ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ ابر گرندہ بہار آسمان پر اگر چھایا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی چھوٹی چھوٹی بوندیاں
پڑنے لگیں ایرج نے قطب دوران سے کہا کہ بالفعل لڑائی تو میرے زخم کے باعث موقوف ہے ابر آیا ہوا ہے اگر
آپ اجازت دیں تو میں شکار کھیلنے جاؤں مدت سے شکار نہیں کھیلا قطب دوران نے کہا کہ دور نہ جانا

جلد ہی چلے آنا ایرج نے کہا شام تک پھر آؤنگا رات وہان نہ رہونگا قطب دوران بولے اچھا جاؤ ایرج نے
داروغہ کو بلا کر حکم دیا کہ جانوران صید گیر صبح کو تیار ہو کر آئین یہ کہکر کھانا کھا کر سو رہا صبح کو بیدار ہوا سبز لباس پہنکر باہر
نکلا پہلے قراول پیشکار یوز باشی جانوران صید گیر لیے ہوئے در دولت پر حاضر تھے سب نے سلام کیا ایرج وہان سے
صبح کو جانب صحرا روانہ ہوا جہانگیر نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی کہ ایرج شکار کے واسطے گیا ہے نور الدہر نے بھی مع
اپنے رفیقون اور طماس کے تیاری صید افگنی کی اسد نے کہا بھائی صاحب مین بھی آپ کے ساتھ ہون شاہزادے نے
فرمایا کہ اے اسد مین فقط ایرج سے اختلاط کے واسطے جاتا ہون اور تم اس سے دشمنی رکھتے ہو اسد نے کہا بھائی
خدا نہ کرے جو مین کسی کا دشمن ہون اور جو دشمن ہوتا تو اب تک زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر نے کہا ابھی تم نے سماک کو
بھیجکر ایرج کو پکڑوا بلوایا تھا اگر مجھ سے ملاقات نہوتی اور سماک سے ایرج کو نہ لے لیتا تو غضب ہوا تھا تم نے اب
پا بردگیا روان کے نکلوانے مین قصور نہ کیا تھا مگر مین نے اس آفت سے سب کو بچوایا اور ایرج کو مین نے بچایا اور
تم کو تو کچھ اپنی آبرو کا پاس نہین ہے نہ کچھ دادا جان کے غصہ کا خیال ہے جانتے ہو کہ لاڈلا نواسا ہون کچھ نہ کہینگے بڑی ہو کر
چھوٹ جاؤنگا ابھی میرے ساتھ تم نہ چلو اسد نے کہا کہ بھائی صاحب مجھے قسم ہے لیجیے جو مین کچھ عداوت ایرج
سے ظاہر کرون آپ کو اس سے محبت ہے مین کیون دشمنی سے پیش آؤن نور الدہر نے کہا کہ کوئی کسی کو ضامن دو اسد جہان نظر
دیکھنے لگا کہ کسے ضامن دون شاہزادے نے طماس سے اشارہ کیا کہ تم ضمانت کر لو طماس نے کہا کہ اے شہریار
مین ضامن اسکا ہوتا ہون نور الدہر بولا اچھا بھئی تم جاؤ القصہ نور الدہر جانوران صید گیر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا
اسد نے نور الدہر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اب یہ دونون مرکب دوڑائے ہوئے چلے جاتے ہین قضا سے کارا ایرج
درخت کے سایہ مین بیٹھا تھا کہ باز نور الدہر کا شکار کو پنجے مین دبائے سامنے ایرج کے گرا ایرج نے باز کو با توقیر
اٹھا لیا اسے پیار کر رہا تھا اس عرصہ مین اسد پہونچا باز کو ایرج کے ہاتھ مین دیکھکر آگ ہو گیا پکارا اے کہ پاس
خر وحش بچہ بازاری ہمارا باز تو نے کیون ہاتھ پر اٹھا لیا ہمارے فرصہ مین خلل لایا ہم کہا ملتے اسکے پیچھے خراب ہوتے چلے
آتے ہین ایرج نے کہا کہ مین تیرا باز نہ بھیجا تھا یہ باز سامنے صید کو دبوچکر بیٹھا مین نے باز کو اٹھا لیا باز بھی موجود
ہے شکار بھی پڑا ہوا ہے اسد للکارا او پاجی اب تو عذر کرتا ہے مین تجھکو شکار کرونگا تلوار کھینچکر ایرج پر ماری
ایرج نے وار تلوار کی بچا کر پھکی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اسد کو اٹھا لیا کہا اے شہزادہ
مارون زمین پر کہ پھر تیرا اٹھنا مشکل پڑے اس اثنا مین نور الدہر پہونچا دیکھا کہ ایرج نے اسد کو ہاتھ پر اٹھا لیا ہے
نور الدہر چلایا ارے اے ایرج یہ کیا ہوا ایرج نے اسکو ہاتھ سے رکھدیا اور دوڑ کر نور الدہر کے پاس آیا
کہا اے شہریار مجھے یہ مارے ڈالتے تھے ہرچند عذر خواہی کی نہ مانا نور الدہر نے اسد سے کہا کیون یہ کیا بیہودگی
تھی یہ کہکر اسد کو ایرج سے بغلگیر کروایا دونون آپسمین ملے ایک جگہ بیٹھے گوشت شکار کے کباب تیار ہو کر آئے
لگے یہ دونون کھانے لگے خیمہ نور الدہر اور ایرج کا ایک مقام پر برپا ہوا دونون باہم بیٹھے ناچ ہونے لگے
شراب چلنے لگی رات کو کھانا کھایا وہین پلنگون پر آرام فرمایا مگر اسد اس خیال مین تھا کہ ایرج کی آنکھ لگجا
اور یہ غافل ہو جائے تو اسے قتل کرون جس وقت اسد یہ سمجھا کہ ایرج اب سو گیا تلوار کھینچکر ایرج کی طرف
چلا اور ادھر ایرج بھی اسد کے اندیشہ سے سویا نہ تھا دیکھا کہ اسد با تیغ برہنہ آتا ہے خیال مین گذرا کہ
ایرج اگر تو نے دیوانے کو مار ڈالا تو نور الدہر سے شرمندگی ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اسکو اسکی بد کرداری سے
آگاہ کر دے لیکن آواز دی کہ اے اسد تلوار کھینچے کدھر آتا ہے کیا ارادہ ہے اسد پکارا کہ اے ایرج مجھکو تو گو

تیرا دشمن مشہور کیا ہے مین ڈرا کہ مبادا کوئی اور اگر حرکت دشمنی کی کرے تو مین مفت مین بدنام ہون اس سبب مین نے تمہاری
نگہبانی کے واسطے تلوار کھینچے پھرا دیتا ہون یہ باتین جو باواز بلند سونین نورالدہر بیدار ہوا پوچھا کیا ہے ایرج کیا ہے
ایرج نے کہا شہریار مین خوف کے مارے سویا نہ تھا اسد تلوار کھینچکر پھری طرف آتا تھا مین نے پوچھا کیا ارادہ ہے
تو جواب دیا کہ تمہاری چوکی کے واسطے تلوار کھینچے پھرتا ہون نورالدہر یہ سنکر بہت برہم ہوا بولا کہ مجھکو کس نے
ایرج کی چوکی کے واسطے کہا تھا یہ کیا حرکت لغو ہے اور بھی ایرج مین اب نہ سوونگا صحبت آراستہ کرو یہ کہکر مسند پر
آبیٹھا ناچ ہونے لگا صبح ہوئی ابر خوب تھا پھر شکار کے واسطے ایرج اور نورالدہر چلے خوب شکار کھیلا دوپہرا
سب سبزہ و شاداب تھا وہین خیمہ ہوا ایرج سے نورالدہر نے کہا کہ قطب دوران سے بھی کہلا بھیجے انکو بھی بلوا
ایرج نے شاپور شیردل سے کہا کہ تو جاکر قطب دوران سے کہہ کہ آپ بھی تشریف لائیے یہ صحرا قابل دید ہے اور
مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو بھی لیتے آئیے شاپور نے جاکر قطب دوران سے کہا قطب دوران
سوار ہوے مالک اور اقبال شاہ دونون ساتھ ہوے جب وہان پہونچے ایرج استقبال کے واسطے اٹھا
نورالدہر نے تعظیم کی قطب دوران آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا کباب کھانے لگے کیفیت صحرا کی اٹھانے لگے مگر جب
قطب دوران کو شاپور بلانے گیا تھا نورالدہر نے جہانگیر کو امیر کی خدمت مین بھیجا تھا کہ آپ بھی رونق افزا
ہوجیے یہ سنکر امیر بھی سوار ہوے اور سرداران نامدار بھی ہمراہ تھے امیر آتے آتے وہان پہونچے جہان قطب دوران بیٹھے
تھے امیر نے چالاک سے کہا کہ آج جو تو عمرو کو بیہوش کر تو مین ایرج کے ہاتھون اسے ذلیل کروا کے نکلوا دون
چالاک نے عرض کیا بہت اچھا مین بیہوش کرونگا یہی باتین کرتے ہوے قریب صحبت پہونچے یہان قطب دوران
بیٹھے ہوے سیر صحرا کی دیکھ رہے تھے کہ دور سے سپاہی نظر آئی شاپور سے کہا کہ دیکھ تو یہ سپاہی کیسی ہے شاپور جاکر دیکھا
اور قطب سے آکر عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران آئے ہین قطب دوران نے کہا ای ایرج دشمن صاحب امیر اعظم آتا ہے
اب لطف بیٹھنے کا نہین مین تو جاتا ہون نورالدہر نے ایرج سے کہا کہ قطب دوران تمہارے صاحبقران
سے ڈرتے ہین جو بھاگے جاتے ہین میرا مدعا ہے جو امیر کسی طرح تمہارے قطب سے ملاین ایرج نے قطب سے
کہا کہ آپ حمزہ سے کیون خائف ہوتے ہین اور مجھکو ذلیل کرواتے ہین ایسا ہی تھا تو آپ یہان کیون آئے
آپ سے اور حمزہ سے کیا علاقہ ہے آپ بیٹھے رہیے حمزہ کیا آپکا کر سکیگا اسطرح سے ایرج نے بکبکا کہا کہ عمرو نے
خیال کیا ایسا نہو کہ ایرج مجھسے ابھی برگشتہ ہوجاوے ناچار بیٹھا رہا اس عرصہ مین امیر او قریب آ گئے
نورالدہر استقبال کے واسطے چلا ایرج نے تعظیم کی بڑھ کر سلام کیا امیر آکر رونق افزاے محفل ہوے
مگر عمرو کی طرف دیکھتے بھی نہین کہ یہ کون بیٹھا ہے اور قطب دوران دمبدم سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتا
اور کہتے ہین کہ ای آفتاب تابان جو تیرے نائب قطب دوران سے بدی کرے تو اسے جلا دے امیر سنتے ہین غصہ
آتا ہے مگر ضبط کرکے رہ جاتے ہین لیکن چالاک بن عمرو اور مہک اور ابوالفتح اور اخیہ اور سیارہ اور شاپور سب
ایک طرف بیٹھے شراب پی رہے ہین گزک کھا رہے ہین چالاک نے اور عیاروں سے کہا کہ تم شاپور کو باتون
مین لگاے رہو مین آتا ہون یہ کہکر اٹھا اور ساقی پسر کی صورت بنا کر شراب مین بیہوشی ملا کے جام عمرو کو پلا کے
کہ عمرو بیہوش ہوکر تکیے سے لگ کر رہ گیا چالاک نے امیر کو شراب پلانے مین آگاہ کر دیا کہ عمرو بیہوش ہے
امیر ایرج کی طرف مخاطب ہوے پہلے مزاج پوچھا پھر کہا ای ایرج یہی تمہارے قطب دوران ہین
ایرج نے کہا کہ ہان تین سو برس کا انکا سن ہے اور کیا کیا کرامتین انکی دیکھی ہین بڑے صاحب کشف و کرامات ہین

جو اُنھون نے کہدیا وُہی ہم پر ظاہر ہوا امیر نے فرمایا اے ایرج یہ میرا عیّار ہے مین نے اسکو اپنے پاس سے نکالدیا اول تو مجھ سے
اور اس سے عہد و پیمان تھا اُسمین فرق لایا دوسرے ایک زمانہ مین کہتا پھرا کہ مین نے حمزہ کو حمزہ بنایا اور بادشاہ
جلیل القدر کیا بڑے بڑے فساد اٹھائے لیکن عنایت الٰہی سے میرا کچھ نہ بنا سکا اب تمھارے شہر مین جاکر قطب کو
تمھارے مارکر آپ قطب بنا اور تمکو مجھ سے لڑوانے کے واسطے لایا ہے ایرج نے کہا یا حمزہ صاحبقران آپ جو
چاہین سو فرمائین ہمارا قطب ایسا نہین ہے اور آپ کی ایسی ہی باتون سے مجھ سے اکثر قطب نے کہا کہ ان خدا پرستون
سے نہ ملنا آپ بُری باتین کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم آزردہ نہو یہ تو کہو کہ تمھارا باعث خروج کا کیا ہوا ایرج
نے کہا کہ سنیے مین ایک روز دکان پر بیٹھا جواہر دیکھ رہا تھا ایک سوداگر خواجہ سعد شامی چلے آیا اور ایک لعل عملی
بہت ہاتھ بیچا اور پھر اُسے دکھادیا کہ یہ مصری کا ہے سبب اُسکا اعتقاد ہوا اُسکو مین نے اپنا مصاحب کیا ایک روز
اقبال شاہ کے یہان دو کشتی گیرون مین کشتی پڑی مجھے بھی اقبال شاہ نے براے تماشاے کشتی بلایا ایک
کشتی گیر مغلوب ہوا اُس سوداگر نے مجھکو گرمایا مین نے اُس کشتی گیر کو پچھاڑ کر پھینکدیا مالک بن ملکوت شاہ نے
مجھکو اپنا فرزند کیا اور چاہا کہ میرے اوپر کوئی اُستاد مقرر کرے خواجہ سعد شامی مجھ سے رخصت ہوکر چلے گئے صبح کو
آقا کرک مست قلماق آئے اور مجھکو فنون سپہ گری تعلیم کیے ایک میلہ وہان ہوا کرتا تھا کہ اُسمین قطب دوران
اپنی کشف و کرامات ظاہر کیا کرتے تھے اور تمام زمانہ وہان جمع ہوتا تھا اتفاق کار مین اُس میلے مین گیا تو میرے ساتھ
آقا کرک مست قلماق بھی گئے ہرچند قطب دوران نے معجزے اُنکو دکھاے آقا کرک مست قلماق عیّار
نہ مانے آخر قطب نے اُنھین مع خیمہ جلادیا پھر قطب دوران مجھکو لڑوانے کو یہان لائے صاحبقران نے
فرمایا یہ عمرو تھا کہ پہلے خواجہ سعد شامی بنا اور پھر غائب ہوکر آقا کرک مست کی صورت بنکر آیا بعد اُسکے تمھارے قطب کو
مارکر قطب ہوا اُنھین مجھ سے لڑوانے کو لیکر آیا اور اے ایرج تم سنتے ہو کہ کیا آوازے میرے لیے کہے جاتے ہین
اول تو میدان مین یہ آوازے ہین کہ ناقدردان اور ناانصاف کا دونون جہان مین روسیاہ ہو کسنے تمھارے قطب
کی ناقدری کی اور کیا نااتفاقی کی اور تم بھی سنتے ہو جیسے مین اگر بیٹھا ہون یہ آوازے ہین کہ یا آفتاب تابان تقدیر سے قطب
برائی کرے تو اُسے جلادے یہ آوازہ سواے میرے کسیکو ہے تم عقل رکھتے ہو سمجھو یہ تمھارا دشمن دین ہے ایرج نے کہا
آپ ایسے کلمے نہ فرمائین ایسا نہو کہ وہ سُن لین تو میرے واسطے مضر ہو امیر نے کہا کہ وہ اپنے ہوش مین کہان ہین
ایرج نے کہا کہ خبر اعظم پاس گئے ہوے ہین امیر نے کہا اے ایرج اسکو چالاک میرے عیار نے بیہوش کیا ہے وہ اپنے
ہوش مین نہین ہے اور اگر تجھے میرے کہنے کا یقین نہو تو ایک کام کر کہ ڈاڑھی قطب کی پکڑ کر ہاتھ سے کھینچ اگر ڈاڑھی یہ اصلی ہے
تو یون ہی رہیگی اور جو میرا کہنا سچ ہے تو یہ ریش عملی ہے چُٹ آئیگی نیچے سے چھوٹی داڑھی نکلیگی تمکو معلوم ہوجائیگا کہ یہ عمرو ہے
نورالدہر نے کہا اے ایرج آزمالو ایرج کو بھی امیر کی باتون سے گمان گذرا کہ شاید یہ عمرو ہو مگر خائف ہوا
نورالدہر سے کہا کہ مجھے خوف ہے ایسا نہو آفتاب تابان مجھے جلادین نورالدہر نے کہا یہ تمھارا گمان غلط ہے چلو داڑھی
کھینچو بالفرض اگر یہ قطب ہین اور تجھ سے بدظن ہونگے تو ہم قدمون پر گرکر تمھاری خطا معاف کروا دینگے بلکہ خود اُنکا
دین قبول کرینگے اور اگر تم ایسے ہی ترسان ہو تو ہمین جانے دو ہم کھینچکر دکھا دین اور یہ کیسے نائب ہین کہ ہم تم
باتین کر رہے ہین اور قطب کو خبر نہین ہے ایرج نے کہا اے نورالدہر تم کیون ڈاڑھی کو ہاتھ لگاؤ مین ڈاڑھی لا
توچتا ہون یہ کہکر لرزان و ترسان چلا ہر مرتبہ ٹھہر جاتا تھا کہ مین یہ حرکت نہ کرونگا نورالدہر کہتا جاتا ہے ہمت کر
اور امیر فرما رہے تھے اے ایرج ڈرو نہین یہانتک کہ ایرج پاس قطب کے آیا اور ہاتھ مین ڈاڑھی لیکر

کہ ریش عملی بچ آئی اور ایک چھوٹی سی ڈاڑھی اندر سے نکلی ایرج حیران ہوا امیر نے کہا ای ایرج کہو میرا کہنا سچ ہی یا جھوٹ تمنے اب سمجھا ناکہ
تمہارا قطب ہی یا قاتل قطب ہی اب گرم پانی سے نہلاؤ صورت اصلی بھی اسکی ظاہر ہو جائیگی ایرج نے کہا گرم پانی لاؤ اور چاہا کہ عمرو کو نہلائے
اسوقت عمرو کی آنکھ کھلگئی ہوش آیا ڈاڑھی اپنی ایرج کے ہاتھ میں دیکھی جست کرکے علیحدہ ہوا اور پکارا ای ایرج تو نے حمزہ کے کہنے سے
افشاے راز میرا کیا حقیقت میں میں عمرو ہوں مگر تیرے واسطے آیہ رحمت ہوں تجھکو بزرگمہر صاحبقران بنایا اور تجھے اس رتبہ کو
پہونچایا اور ابھی اس سے زیادہ تیرا رتبہ کرتا کہ ہر ایک کو رشک ہوتا امیر پکارے کہ ای ایرج اب تو تجھے ثابت ہوا کہ یہ عمرو ہی اب تو خود
اپنی زبان سے کہ رہا ہی کہ میں قاتل ہوں تیرے قطب کا بس ایرج یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا تلوار کھینچ کر دوڑا کہ باش او دزد مکار میرے
ہاتھ سے بچ کے کہاں جائیگا عمرو جست کرکے دور جا کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای ایرج گوہر نایاب تیرے ہاتھ لگا تھا تو نے قدر نہ کی
خیر بہت پچتائیگا اور میں تو جاتا ہوں ابھی ایسا شخص لاؤنگا کہ تیرا ابھی کلہ مہرہ توڑیگا اور حمزہ کو بھی درست بنائیگا یہ کہکر بھاگا امیر نے
تیر و کمان اٹھائی مگر عمرو نکل گیا جب عمرو جا چکا ایرج نہایت پریشان وہاں سے پھرا اپنے دل سے کہتا تھا کہ ای ایرج تو نے غضب کیا
کہ حمزہ کے کہنے میں آکر عمرو کو بیزار کیا حقیقت میں اسنے تجھے خاک سے پاک کیا تھا مگر اب کیا ہوتا ہی شعر گرگ از کلہ گوسفند ربود +
ہاے ہوے شبان ندارد سود + اور مثل ہی مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد غرض اس صدمہ و رنج میں اور اسی
شش و پنج میں داخل لشکر ہوا اور حمزہ صاحبقران عالیوقار نہایت خوش و بکمال مسرور مع سرداران نامدار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے

اب چند کلمے داستان بدر بن زلازل ایک چشمی کے بیان کیے جاتے ہیں

جسوقت کہ برہمن جادو بدر کو اپنے ساتھ لیکر ملک کوچک باختر میں آئی تمام ملک باختر کو بزور سحر قبضے میں بدر کے کر دیا بدر بادشاہ
عظیم الشان ہوا اور لشکر ساتھ لاکھ سواروں کا جمع کیا ایک دن بدر برہمن جادو کے پاس بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا دور شراب چل رہا تھا اسوقت
بدر کو خیال آیا کہ ای بدر ہاے افسوس معشوق ہاتھ نہ آیا واضح رہے ناظرین ہو بدر ایک مدت سے ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہی
تصویر ملکہ کی آنکھوں کے آگے پھرنے لگی آہ سرد کھینچی شعر عاشقانہ پڑھنے لگا آٹھ آٹھ آنسو رونے لگا پکارا کہ افسوس در ہوس دم
وبمطلب خود نرسیدم برہمن جادو نے کہا او ایسے کے بیٹے یہ تجھے کیا ہوا کوئی نالا اور پیدا کی جو تو سوے بہاتا ہی کہ تو سہی کیا حال تیرا
ہی اسوقت بدر بولا کہ ای برہمن جادو تو جانتی ہی کہ میں بہت سے نور خاص چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوں یا تو تو اسے
لاکے میرے حوالے کر یا میں قلعہ ذوالامان پہ جا کر سرداران و فرزندان حمزہ کو اسیر کرکے تمام ناموس حمزہ کو اپنے قبضے میں کرکے
گیتی افروز کے وصل سے شاد ہوں یہ کلمہ سنتے ہی برہمن آگ ہوگئی اور کہا کہ او سخرے ایسے کے بیٹے میں نے تجھے بادشاہ جلیل القدر
کیا جان تیرے ساتھ گنوائی اسپر بھی تو میرا نہ ہوا اور بیحیائی سے یہی کہتا ہی کہ میں اسے جا کر لاؤں تجھکو شرم نہیں آتی بدر بولا کہ ای
ں مجھکو بغیر اسکے صبر و قرار نہیں ہی میں قلعہ ذوالامان پہ جاؤنگا اور اپنی معشوق کو لاؤنگا تم جا ہی خفا ہو جا ہو خوش ہو برہمن
بولا کہ او موئے تو یہ سمجھا ہی کہ لشکر میرے ساتھ بہت ہی ارے کیوں شامت آئی ہی تو جائیگا تو معلوم ہوگا کوئی زبردست تجھے پکڑ لیگا خوب
ں لگائیگا خیر تو جا میں نے اسی واسطے تجھکو تیرے دادا کے مقام پر قائم کیا تھا اور میں تو جاتی ہوں میرے جلانے کی تجھکو سزا ملیگی
اسی وقت جزیرہ قندرق کو چلی گئی بدر کو اسکے جانے کا خیال بھی نہ ہوا کہا خوب ہوا یہ لکانہ چلی گئی یہ بڑھیا تھی کہ اسکے پہلو میں بیٹھنا تھا
دو سو برس کا سن اس لکانہ کا دوسرے بو بد ایسی اسکے منہ سے آتی تھی کہ میں پریشان ہوتا تھا مغز سڑا جاتا تھا خوب ہوا جو
چلی گئی یہ کہکر کوچ کیا ملک سائل کو روانہ ہوا قلم کو ادھر کی طرف چند روز میں پہونچا خبر مظفر بن قسیم خون آشام کو ہوئی
کہ شہزادہ لشکر بے پایان فوج فراوان لیکر آیا ہی مظفر بھی لشکر ساتھ لیکر قلعہ ذوالامان سے باہر آیا دونوں لشکروں میں طبل جنگ
بجا تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے مظفر بدر کے مقابلے کو نکلا بدر نے کہا کہ ای مظفر تو بیانی لقاے خدا
ایرج شاہ کو سجدہ کر اور ملکہ گیتی افروز کو مجھے دے گوہر ملک کو تو لے اور قلعہ ذوالامان اور ملک سائل کو اپنے قبضے میں رکھ

مظفر یہ سنکر پکارا کہ او نابکار سپہ بیک چشمی کیا بکتا ہی زہر دشتاد پر لعنت ہی اور خبردار ناموس صاحبقران کا نام نہ لے جبتک میرے
بدن مین جان ہی کیا مجال کسی کی جو خواتین معظما کی طرف رخ کر سکے اور جس طرح باپ تیرا مارا گیا ہی اُس سے بدتر تیرا حال ہوگا اور صاحبقران
اور سرداران لشکر اسلام کو تو دور سمجھا ہی بدر یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا کہا کہ خبردار ہو تجھکو بغیر مارے نچھوڑونگا یہ کہکر نیزہ مارا مظفر نے نیزے
پر نیزہ روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کو مظفر تو قاسم کا رفیق ہی اسے نیزہ بازی مین خوب دخل ہی نیزہ بدر کا ہوائی کیا بدر نے
تلوار ماری مظفر نے سپر پر رد کرکے اپنا وار کیا اُسنے سینہ سپر کیا تلوار اُچٹ گئی پھر بدر نے تلوار ماری مظفر نے روکی اسی طرح تین پہر
تلوار چلی انجام کار مظفر زخمی ہوا قریب شام طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو مظفر مع لشکر داخل قلعہ ذوالامان ہوا
پل تختہ اُٹھا لیا خندق پر آب کر دادی دروازہ بند کروا دیا توپون پر گولہ انداز بٹھائے جہان توپین نہ چڑھی تھین وہان چڑھوا دین
اور تمام خواتین سے کہلا بھیجا کہ غلام ہاتھ سے اُس حرامزادے بدر کے زخمی ہوا اگر اپنی زندگی مین آپ پر آسیب نہ آنے دونگا
اسیوقت حمزۂ صاحبقران کو عرضی لکھی کہ ای شہریار آگاہ ہوجیے کہ بدر بن زلازل نے تمام ملک کو چابک با خنجر کو مدد سے
بدر نے ہمین جادو کی مسخر کر لیا جانشین کنجا سب ہوا اور اب اُسکو خبط ہوا ہی لشکر قلعہ ذوالامان پر لیکر آیا ہی مین اُسکے ہاتھ سے
زخمی ہوچکا عرضی کو ملاحظہ فرماتے ہی یا تو حضور تشریف لائین یا کسی ایسے زبردست کو بھیجین کہ اس کافر کو سرجنگ سزا اسے مقتول
دے اور اگر آپ نے خبر نہ لی تو ناموس مین خلل آئیگا غلام قدمون پر نثار ہوجائیگا یہ لکھکر عرضی مہرو نام عیار کو دی کہ لیجا مہرو نے عرضی لیکر
سر سے باندھکر روانہ ہوا یہان امیر بارگاہ مین نہایت خوش و خرم کمال مسرور بیٹھے ہین کہ الحمد سر وہ لکھرام دز دبار بک گردن ایرج پاس
سے نکالا اس اثنا مین مہرو نے عرضی مظفر کی امیر کے ہاتھ مین دی امیر نے اُسے پڑھا کمال رنجیدہ ہوئے مقبل سے کہا کہ چوکی لاؤ
بچھاؤ اور سپر شمشیر بڑا پان کا لا کر رکھو بعد اُسکے فرمایا کہ ایک بہادر مین چاہتا ہون کہ جاکر بدر بن زلازل کو گرفتار کر لائے پوری بات
منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ وہ شخص اپنے ذیل شوکت پر سے اُٹھا کہ جسے نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ
بدیع الزمان نورالدہر عالیشان کہتے ہین آکر امیر کو مجرا کیا عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو مین جاکر اُس کافر کو پکڑکے خدمت شریف مین
لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کام تمہارے ہی لائق ہی مگر اتنا توقف کرو کہ ایرج سے کہلا بھیجا جائے اور چالاک بن عمرو سے کہا
کہ تم جاکر ایرج سے کہو کہ ناموس پر ہمارے بدر بن زلال ذیادتی کر رہا ہی نورالدہر اُسکو سرجنگ شکست دینے جاتا ہی اُسکے پھر کے آنے
تک لڑائی موقوف رکھو جب تک وہ پھر کر آئے تم بھی عیش کرو عشرت مین مصروف ہو ایرج نے یہ پیغام سنکر کہا کہ اچھا مین نے منظور کیا
نورالدہر جاتین اُسوقت امیر نے نورالدہر کو رخصت کیا نورالدہر دس بارہ ہزار سوار لیکر روانہ ہوا رات کو امیر نے خواب مین
دیکھا کہ نورالدہر آتش سوزان مین گرا ہی پکارتا ہی کہ ای جد بزرگوار مجھکو اس آگ سے نکالیے صبح کو یہ خواب بارگاہ مین سب کے سامنے
بیان کیا اور کہا جب سے مین نے یہ خواب دیکھا ہی بہت بیچین ہون سبھون نے کہا کہ شہریار یہ خواب و خیال ہی اسپر خیال نہ کیجیے تعبیر
خواب کی برعکس ہوتی ہی بادشاہ اسلام نے بھی فرمایا کہ آپ تصور بد نہ کیجیے شاہزادہ اچھی طرح ہی کسی عیار کو خبر کے واسطے بھیجیے امیر نے
کہا شہریار مین نہایت بیقرار ہون جاؤنگا اپنی آنکھ سے دیکھ آؤنگا یہ کہکر مقبل کو پانچ ہزار غلامون سے اور بہرام گرد بن خاقان چین
کو پانچ ہزار چینیون سے ساتھ لیکر پیچھے نورالدہر کے روانہ ہوئے بدیع الزمان کی بہت تشفی کر گئے تھے کہ تم خدمت شاہ مین رہنا
کسی طرح کا اندیشہ نہ کرنا لیکن ادھر بدر بن زلازل کا حال سنیے کہ یہ جو صبح کو اُٹھا بارگاہ مین بیٹھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
مظفر قلعہ ذوالامان مین بھاگ گیا قلعہ بند ہوکر بیٹھا بدر نے کہا کہان میرے ہاتھ سے جائیگا مین قلعہ مین گھسکر اُسے مارونگا
اور حکم دیا کہ فوج ہماری چار طرف سے قلعہ کو گھیر لے اور رسد بند کر دو اُسی وقت کفار نے قلعہ پر یورش کیا چار طرف سے گھیر لیا
جس طرح دانتون مین زبان یا انگوٹھی مین نگینہ ہوتا ہی یون محاصرہ کیا خیمہ بدر کا جہان خیمہ مظفر کا تھا وہان برپا ہوا بدر امیر
آکر داخل ہوا چار گھڑی دن رہے سامنے قلعہ کے آیا قلعہ پر سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا بدر گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور

سرکارون کو بھیجا کہ جاکر کہو کہ ای مظفر اس گمراہی سے باز آ اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کر مین اُسے لیکر چلا جاؤنگا تجھسے علاقہ
نہ رکھونگا مظفر نے جواب دیا کہ کہدینا اُس حرامزادے سے کہ تو بدیع الزمان اور شاہزادہ خنجور سیاہ کو قبول کیا خدا چاہتا ہی
تو وہ تیرے سزا دینے کو آتے ہین اور مین جبتک جیتا ہون ایک بال ملکہ کا تجھکو نہ دونگا ہان جب میرا کام تمام ہوجائیگا تو جو کچھ ہوگا
وہ ہوا کریگا مصرع بعد از مرگ من فلکون شدہ شدہ باشد او بیچہ شیطان جو کچھ تجھسے ہوسکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خداے بزرگ است جہ ہ
ہمارے حق مین بہتر جانیگا کریگا کچھ اندیشہ نہین ہی شعر سر مچیم بحکم رز شمشیر حبیب + ہرچہ آید برسر من یا نصیب + اور جو حیات مستعار
باقی ہی تو تو ہمارا کچھ نہ کرسکیگا شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے + نبرد رگے تا نخواہد خداے + بس یہ پیغام چوبدار نے سُنا اندربار سرورم
کو لوٹتے پیچ و تاب کھاتا ہوا پھر اپنے خیمے مین آیا دنگل پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا کہ بجے طبل جنگ
کہ کل قلعہ کو مسمار کرونگا اُسی وقت نقارہ گڑگڑایا ہرکارون نے جاکر مظفر بن ضیغم خون آشام کو خبر دی کہ نیا بدعطبل جنگ
بجایا ہی کل یورش کا ارادہ ہی مظفر نے کہا کہ فضل ایزدی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی دونون
طرف تیاری ہونے لگی ادھر تو بدر کے لوگ کہ رہے تھے کہ میان عجب طرح کا سامنا ہی اُنکا حربہ ہم تک آئیگا ہمارا حربہ اُن تک
نہ جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی اُدھر مظفر کے لوگون مین غلغلہ تھا کہ بھئی اگر وہ قلعہ پر آگئے تو ہم بھی ایک دفعہ ہاتھ کی لڑائی لڑینگے اور
اپنے آقا کے ناموس پر جان نثار کرینگے مظفر کے ساتھ مرینگے اور جو کوئی مددگار ہمارا آگیا تو قلعہ کا دروازہ کھولکر اُسکے شریک
ہونگے مگر لڑنے سے نہ پھرینگے غرض رات بھر عجب تردد مین بسر ہوئی صبح کو مظفر اُسی حالت زخمداری مین کفن سر سے باندھکر خاک
گریبان مین ڈالکر مستعد مرگ بیٹھا اور رفیق بھی سب تیار بیٹھے کہ اُدھر دیکھا حریف کی فوج بڑھتی آتی ہی ادھر سے ایک آدھا
گولہ پڑنے لگا فوج کفار ہٹ کھڑی ہوئی بدر نے افسران فوج سے کہا کہ تم سب یہین کھڑے رہو مین جسوقت قلعہ لے لونگا اور
دروازہ شہر کا توڑ ڈالونگا اُسوقت تم آنا یہ کہکر گرز گران ہاتھ مین لیکر چلا دیدبانون نے دیکھا کہ یہ سوار آتا ہی مظفر سے عرض کیا
اُسنے کہا کہ خوب زد پر آنے دو یہانتک کہ چوتھائی میدان زد کاٹی کیا اُسوقت مظفر نے ہوائی داغی آواز شترنالے کی بلند ہوئی شتر قصان
شروع ہوگیا اور گولہ اندازون نے توپون کو جھکا جھکا کر سیدھ باندھکر گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش
مین آیا ابر ظلماتی چھایا رعد و برق کا عالم نظر آتا تھا بجلی رنجک کی چمک رہی تھی دھوین کا ابر بنکر تیار ہوتا تھا گولہ مثل اولے کے
پڑ رہا تھا اور بدر کا یہ عالم تھا کہ جو گولہ داہنی طرف جاتا تھا جانے دیتا تھا اُس سے خبردار ہوتا تھا جو گولہ منھ کے سامنے آتا تھا اُسپر
طمانچہ گرز کا مارتا تھا وہ پلٹ کر زمین پر گرتا تھا اور خاک وہان سے اُڑتی تھی اسی طرح سے سب گولون کو رد کرکے برابر خندق کے
پہونچا اور موکھون پر تاؤ دینا شروع کیا ادھر گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باندھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہی کہا کچھ تو
بھی کوئی گولہ قضا کا اُسپر لگا ہوگا ہاتھ روک لیے اور دھوئین کے برطرف ہونے سے روشنی ہوئی اب جو بدر کو دیکھا لب خندق
کھڑا ہی بس قلعہ مین ہلچل مچگئی ماتا متوالا ئیل کا گڑھا کرک کا پولا روکی ہنڈیان مارنے لگے بدر رد کرنے لگا مظفر نے کہا
کہ جو گولے سے نہ مرا وہ ہاتھ متوالے سے کب مریگا یہ وقت دعا کا ہی شاید پروردگار عالم ہمپر رحم کرے اور اس کافر کے ہاتھ سے بچاے
یہ کہکر تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر پکارا کہ ای خالق بیچون وای کریم رہنمون تو اپنا رحم کر بچا اسکے ہاتھ سے اور
اُدھر تمام خواتین معظمہ کہ اُنھون نے سرون کے بال کھولدیے تھے اور از تہ دل دعا مانگ رہی تھین کہ واسطہ عصمت حضرت مریم
کا ہماری عصمت بچا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر لگا کہ بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پہ دو بیابان گرد سے پر خاست
ایک گرد اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا جسوقت کہ قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ عالم و عالمیان نورالدہر بن بدیع الزمان
دکھائی دیا اور نعرہ کیا کہ او کافر خاسر دست خود را نگہدار من اینک رسیدم او نامرد ازلی کہان جاتا ہی ٹھہر ہاتھ
قلعہ والون نے جو نورالدہر کو دیکھا طبل شادمانی بجایا غل مچایا وہ قاتل کفار آیا پدر بزرگوار شاید تم اپنی موت کی خوشی

نقارے بجاتے ہو کہا تیرے مارے جانے کی خوشی کرتے ہین کہ وہ برہم زنندۂ دولت زمرد شاہ بے ایمان آپہونچا اس عرصہ مین نور الدہر
نے پھر نعرہ کیا کہ او بدر تو اگر نہین پھرتا تو مین تیرے لشکر پر روز خون مارتا ہون بدر آزردہ ہو کر پھر اُکارا کہ او نبیرۂ حمزہ پہلے تجھے ارکو
بعد اُسکے قلعہ والون سے سمجھونگا یہ کہکر تلوار نور الدہر پہ ماری شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار نزدیک پہونچی پھر
ہاتھ سے چھوڑ دی علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا پنجہ علی دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار سپٹ پڑی قبضے پہ ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور اولین مین اُسکو اُٹھالیا زمین پہ مارا کہ نقش زمین بن گیا اور چڑھکر چھاتی پہ مشکین باندھ لین اُدھر
سے مظفر بن ضیغم خون آشام فوج لیکر باہر آیا نور الدہر کی قدمبوسی حاصل کی اُدھر فوج بدر کی پھر گئی مظفر شاہزادے کو
قلعہ مین لایا نور الدہر محل مین آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا اُسنے بلائین لین گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا عجب زمانے کا لہو سفید ہے کہ تمھارا
ہمین دیکھنے کو جی بھی نہین چاہتا نور الدہر نے کہا اماجان لڑائیون سے فرصت نہین ہوتی آنا جانا کیسا اگر یہ حال جو بیان کا سنا
تاب نہ آئی ادھر کو روانہ ہوا بارے خدا نے وقت پہ پہونچایا کہ اُس حرامزادے کو گرفتار کیا غرض رات کو بھی شاہزادہ وہین
رہا صبح کو باہر آیا بارگاہ مین بیٹھا فرمایا لاؤ بدر کو جب وہ آیا سلام کیا شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کی بدر دل مین کینہ رکھکر
مسلمان ہوا اور جا کر اپنے لشکر مین افسران فوج کو بھی سمجھایا اور لا کر شاہزادے کے قدمون پہ ڈالا وہ بھی از روے ترس مسلمان ہوئے
نور الدہر دو روز وہان رہا تیسرے دن روانہ خدمت امیر ہوا بدر ہمراہ رکاب تھا چوتھی منزل مین بدر نے دعوت کی اور کھانے
مین بیہوشی دے کر نور الدہر کو پکڑ لیا اور فوج کو شبخون مار کر بھگا دیا اور شاہزادے کو گرفتار کر کے قلعہ ذوالامان پہ آیا اور پھر
شورغوغا کر کے اُنتر او طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر یورش کی اور گولون کو رد کر کے قلعہ پہ پہونچا نور الدہر کو ایک لکڑی پہ باندھ کے ہاتھ مین لے لیا
سب اہل اسلام دعائین کر رہے تھے بیابان سے گرد اُٹھی اور حمزہ صاحبقران مع مقبل و بہرام و چالاک بن عمرو پہونچے اور
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا پھر آواز امیر کی لشکر کانپا اور اپنے دل مین کہا مصرعہ عمر را کہ نشان داد بلا را کہ خبر کرد ؛ لیکن اپنے دل مین
سوچا کہ پاس میرے ہفتان مریخ بند ہے اور حمزہ بوڑھا ہے تو اُسپر غالب ہوگا یہ سوچ سمجھکر امیر پہ حملہ آور ہوا ادھر نور الدہر نے اپنی
قید اپنی توڑی فوج بھی نور الدہر کی ساتھ بدر کے پوشیدہ آئی تھی وہ بھی آکر شریک ہوئی مگر امیر نے بدر کی تلوار چھین کر اُسے قاش
زمین سے اُٹھالیا اور چالاک نے گھوڑا نور الدہر کا پہونچایا نور الدہر مانند شعلہ جوالہ کے اُسپر سوار ہوکر آیا امیر نے بدر کو
نور الدہر کے حوالے کیا نور الدہر نے اُس کافر کو ہاتھ پہ اُٹھالیا فوج بدر کی دوڑ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی مگر بند بدر کا ٹوٹ گیا
ہاتھ سے نور الدہر کے چھوٹ گیا لوگ بچا کر لیگئے بدر گینڈے پہ سوار ہو کر لڑنے لگا مظفر بن ضیغم خون آشام بھی دروازہ قلعہ
کا کھولکر مع فوج شریک جنگ ہوا خوب لڑائی ہوئی عین گرمی جنگ مین پھر بدر نے اور نور الدہر سے سامنا ہوا بدر نے
تلوار شاہزادے پہ ماری اُس بہادر نے تلوار اُسکی پشت تیغ پر روکی کہ تلوار اُسکی ٹوٹ گئی اور پھر اپنا وار کیا باوجود ہفتان مریخ بند
نزدیک تھا کہ ہڈی اُسکی ٹوٹ جاتی خوب چوٹ لگی بس اب اس سے نہ لڑا گیا ڈر کر بھاگا بہت سی فوج اُسکی کام آئی اکثر مسلمان
ہوئے لاکھون اُسکے ساتھ بھاگ گئے شاہزادے نے چاہا کہ تعاقب مین بدر کے جاے امیر مانع ہوئے مال و اسباب بدر کا جو
رہ گیا تھا وہ لوگ جو بدر کے مسلمان ہوئے ہین امیر نے اُنکو دیا اور وہین خیام فلک احتشام استادہ ہوا حمزہ صاحبقران خواتین
محل مین گئے گیتی افروز نے سلام کیا دیکھا صاحبقران نے کہ لباس سیاہ اُسکے گلے مین ہے اور آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین
امیر بھی رونے لگے گیتی افروز کو گلے سے لگایا لا کر مسند پہ بٹھایا بہت شفقت کرنے لگے اور فرمایا کہ ای فرزند تم ہیچ و فکر نہ کرو مین نے
نجومیون سے دریافت کیا تھا بزرجمہر حکیم کے بیٹون نے کہا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ زندہ ہے بارہ برس کے بعد ملاقات ہوگی
تم کسی طرح رنج نہ کرو اور لباس ماتمی اُتارو ملکہ نے کہا کہ شہریار خدا آپکو سلامت رکھے آپ کے باعث سے کوئی رنج مجھے نہین ہے مگر
لباس سیاہ کے واسطے آپ نہ فرمایئے امیر چپ ہو رہے غرض بہت کچھ باتین فرما کر تمام خواتین کو خلعت دیے اور دو روز رہ کر

بعد اسکے کوچ کرکے راہی شہر اختم ہوئے

ادلان اول اسپ دوگلے داستان حیرت مآل لقاے بدکار راندۂ درگاہ خدا کے بیان ہوتے ہیں

لقا شہر اختم میں بیٹھا تھا کہ ایک عیار ازرق چشم اندر بارگاہ کے آیا لقا کو بدو عادی بختیارک نے پوچھا کہ تو کون ہے اور
کس کا پیغام لایا ہے ملک صمصام دربار باری نے کہا کہ یہ عیار ملک زادے کا ہے نام اسکا فیروز غول بچہ ہے اور پوچھا کہ اے
فیروز کیونکر آیا کیا خبر لایا اسنے کہا خسرو شیرول بیٹا تمہارا خداوند کی مدد کے واسطے آتا ہے ملک صمصام خوش ہوا اور لقا سے
کہا کہ یا خداوند وہ بہت بہادر ہے زمرد شاہ نے کہا کہ جاؤ اسے استقبال کرکے لاؤ تمام سردار گئے اور اسے لائے اسنے لقا کو
سجدہ کیا اور حال خداپرستون کا پوچھا بختیارک نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا خسرو نے کہا کہ میں سب کو مارونگا
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اب طبل جنگ بجوائیے دیکھیے میں صبح کو کیا کرتا ہون اسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارون نے
جاکر لشکر اسلام میں خبر پہونچائی شہنشاہ گیتی ستان نے فرمایا کہ یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے رات بھر تیاری جنگ کی ہی
صبح کو دونون لشکر میدان میں آئے صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نسب و حسب کہکر چلے گئے خسرو شیرول لقا سے
اجازت لیکر میدان میں آیا ابھی سپاہ نہ طلب نہ کیا تھا کہ جانب ہوا سے گرد اٹھی ہرکارے دونون لشکرون کے خبر کے واسطے دوڑے
جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو آگے آگے چالاک بن عمرو اور پیچھے پیچھے حمزہ صاحبقران اور نورالدہر و بدیع الزمان
مع مقبل و بہرام چالیس ہزار سوار سے پہونچے پہلے قدمبوسی بادشاہ کی حاصل کی بعد اسکے نورالدہر اجازت لیکر مقابل ہوا خسرو
بعد تگاپوی رزمی اور پہلے نام کے کہا کہ لا اپنا حربہ شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ اپنا دستور نہیں ہے کہ حریف پر پیشدستی کرین
اسوقت خسرو نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن میں نیزہ خسرو کا کاٹ لیا
خسرو نے تلوار ماری نورالدہر نے دہال تلوار کی بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی غرض کشتی
ہونے لگی دن بھر کشتی رہی شام کو نورالدہر نے اسے زیر کیا اور مشکین باندھکر لے آیا ملک صمصام شاہ نے کہا کہ اے
زمرد شاہ یہ کیا بیہودہ تقدیر ہے کہ بیٹے کو میرے گرفتار کروا دیا لقا بولا کہ اے صمصام شاہ میں نے خداپرستون کو زبردست پیدا
کیا ہے تقدیر کر دی ہے کہ میرے بندون میں سے جو انسے لڑے گا وہ مغلوب ہوگا بختیارک نے کہا کہ لقا سچ کہتا ہے ہم ہمیشہ سے
یہی دیکھتے ہیں ملک صمصام چپ ہو رہا غرض دونون لشکر پھر پھر کر اپنی بارگاہ میں گئے صبح کو امیر نے دربار کیا خسرو کو بلایا وہ آیا
بطریق لقاپرستان سلام کیا امیر نے بہت عزت و حرمت سے اسے بٹھایا اور کہا اے خسرو تجھے نورالدہر نے کیونکر زیر کیا وہ بولا
کہ اسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ لقا میں تو نے کیا کیا خوبی دیکھی جو اسکی خدائی مانتا ہے اور یزدان
پاک کو نہیں پہچانتا ہے خسرو نے تعریفین لقا کی کین امیر نے اسکی مذمت بیان کی اور تعریف پروردگار عالم کی کی خسرو
از روے ترحیس مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو میں جاکر اپنے باپ کو مسلمان کرکے لے آؤن فرمایا اچھا
جاؤ خسرو مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا اپنے باپ کے خیمے میں آیا اور اس سے کہا کہ میں از روے ترفند مسلمان ہوا ہون
اپنی جان بچا کر آیا ہون اور ان خداپرستون سے کوئی سر مکر ہوکر سامنا نہیں کرسکتا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ حمزہ کے لشکر میں ہون
اور فیروز غول بچے سے سرداران لشکر اسلام کو پکڑ بلاؤن جب سب سردار گرفتار ہو جائین تو انکو ملک صمصام کو دون قتل کرون
ایک حمزہ رہ جائیگا اسکی تدبیر ہو جائیگی ملک صمصام نے راے اسکی پسند کی اور رات کو لقا سے آ کر یہی کہا لقا بولا کہ میں نے یہی
تقدیر کی ہے جاؤ غرض صبح کو خسرو ملک صمصام کو ساتھ لیکر آیا قدمون پر صاحبقران کے گرا ملک صمصام بھی از روے ترس
جان مسلمان ہوا ایک طرف خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا فیروز غول بچہ رات کو جاکر ہاشم تیغ زن کو چرا لایا ملک صمصام نے
چاہا کہ ہاشم کو اسی طرح بیہوش قتل کرے خسرو نے کہا کہ ابھی تامل کیجیے ذرا بیان صبح کو غافل ہوا کہ رات کو ہاشم بستر خواب سے

غائب ہو گیا امیر نے فرمایا تلاش کرو عیار تلاش میں مصروف ہوئے دوسرے دن غلغلہ ہوا کہ آج بہرام گرد بن خاقان چین
چوری گیا کہیں پتا نہیں معلوم ہوتا اور بہت بڑا فتنہ اٹھا ہوا ہی امیر عیاروں پر بہت خفا ہوئے کہ حریف آتا ہی اور کام اپنا کر جاتا ہی اور
تم سے کچھ نہیں ہو سکتا جبتک تم لوگ لشکر میں نہ تھے صبر تھا کہ کوئی عیار ہمارے یہاں نہیں ہی اب یہ کیا آفت ہی معلوم ہوتا ہی
تمہاری سازش سے یہ لوگ چوری جاتے ہیں شاید یہ کام عمرو کا ہو تم لوگ سب اُس سے ملے ہوئے ہو سرداروں کو پکڑ کر
[illegible] نے عرض کیا شہریارا اگر یہ بات سچ نکلے تو آپ ہم سب کو قتل کیجیے گا ہم اپنی جانیں لڑاتے ہوئے ہیں
رات دن ماندہ [illegible] آنکھیں [illegible] رہتی ہیں چار طرف پھرتے ہیں خدا جانے حریف آسمان پر سے آتا ہی یا زمین
میں سے پیدا ہو کر لیجاتا ہی ہم حتی المقدور سعی و تلاش کرتے ہیں مگر قسمت میں بدنامی ہو تو کیا کریں تیسرے دن ابراہیم بن
مالک و مرزنگ بن مرزبان چوری گئے امیر عیاروں پر بہت خفا ہوئے کہا کہ میں سب کو لشکر سے نکالدونگا غرض ہر شب
دو سردار یا تین سردار غائب ہو جاتے تھے اور امیر عیاروں پر خفا ہوتے ہیں مگر اُس فیروز مغول بچہ صحرائی نے کیا تدبیر کی ہی
کہ اپنے خیمے میں سے نقب کھود کر ہر سردار کے خیمے میں پہونچا اور جس سردار کے خیمے میں گیا خدمتگار اور پہرے والوں کو
بیہوش کیا اور اُس سردار کو پشتارے میں باندھ کر اپنا چہرہ اٹھایا پھر نقب کا بند کر کے اپنے خیمے میں لے آیا اور بیٹی دارو سے
بیہوشی کی باغ پر چڑھا کر صندوق میں بند کر دیا یہانتک کہ ایک سو چالیس سردار امیر کے چوری گئے اور امیر نے فرمایا کہ یہ کام
اسی دزد باریک گردن کا ہی کہ ہم کا عیاری اور ڈھونڈ کر آتا ہی اور سرداروں کو پکڑ لیجاتا ہی خیر کبھی تو ہمارے ہاتھ لگ جائیگا جب
یہ خبر ایرج کو پہونچی عمرو کے واسطے بہت افسوس کیا کہ ہائے حمزہ اور زوبالیہ نے عبث عمرو کو شہر سے یہاں سے نکلوایا
غضب کیا عجیب نایاب شخص تیرے ہاتھ سے کھو دیا ہی ایرج اگر وہ تجکو نہ بتاتا تو تو وہی بیزار یکہ تھا اور اے ایرج وہ
تجھے خدا پرستوں سے ملنے کو اسی واسطے منع کرتا تھا اگر اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہی یہ کہکر آہ سرد کھینچی رونے لگا اور مالک
بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ نے قطب دوران میں بھی یہ کشف و کرامات کبھی نہ دیکھی تھی جو کہ عمرو میں تھی مالک نے
کہا تو بیجا نہیں بھلا وہ کیا جانے عمرو ایک بلاے بیدرمان آفت جہان تھا عمرو وہی ہی کہ جسنے حمزہ کو حمزہ بنایا خاک سے پاک
کیا مرتبہ اعلی کو پہونچایا یہی باتیں بڑی دیر تک رہیں لیکن ملک مسمار درباری نے خسرو سے مشورہ کیا کہ اتنے سردار حمزہ کے
ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں انکو لیکر مسمار کوہ میں قتل کیجیے اور پھر آکر اور سرداروں کو پکڑیے خسرو نے کہا اچھا بس ملک مسمار
خدمت صاحبقران میں آیا عرض کی کہ غلام تو مسلمان ہو چکا ہی لیکن لوگ مسمار کوہ کے ابھی تک لقا پرست ہیں جو
غلام کو رخصت ملے تو جا کر تمام شہر کو اسلام آباد کروں اور پھر خدمت شریف میں آکر حاضر ہوں فرمایا کہ جاؤ تمھیں رخصت
دی ملک مسمار سب سرداروں کو صندوقوں میں بند کیے اونٹوں پر لدوا کر مسمار کوہ کی طرف روانہ ہوا لشکر اسلام سے کئی
کوس پر جا کے عرضی زمرد شاہ کو لکھی کہ یا خداوند میں نے ایک سو چالیس پہلوان حمزہ کے گرفتار کیے مسمار کوہ کو لیے جاتا ہوں
آپ کچھ تھوڑے سے آدمی اپنے ساتھ لیکر یہاں قدم رنجہ فرمائیے خدا پرستوں سے جسطرح چاہیے پیش آئیے چاہیے قتل کیجیے
چاہیے بخش دیجیے اور مسمار کوہ کی سیر بھی کیجیے وہ عرضی عیار نے راستے کے وقت بختیارک کے ہاتھ میں دی اُسنے پڑھی
بہت خوش ہوا لقا کو اُسکے مضمون سے آگاہ کیا لقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ بعضے امور خدائی کے میں نے تیری راے
پر رکھے ہیں جو تو بتاوے وہ کیا جاے بختیارک نے کہا کہ خداپرست تو مرنا جانتے نہیں مگر خیر چلیے تو سہی شاید قضا اُنکی آگئی ہو
لیکن شکار کھیلنے کے بہانے یہاں سے چلیے کہ کوئی آگاہ نہو کہ آپ کہاں جاتے ہیں لقا نے کہا کہ کئی لاکھ برس آگے بھی یہیں
تقدیر کی تھی اور جمشید و خورشید ختنی سے کہا کہ صبح کو ہم شکار کھیلنے جائینگے جانوران صید گیر تیار رہیں اُنھوں نے
عرض کیا کہ بہت اچھا حکم دیا کہ سب جانور صبح کو آئیں غرض لقا نے تمام لشکر اپنا جمشید و خورشید کے سپرد کیا اور کالا خون آشام

وضیغم خون آشام و زنگار خون آشام و بہراب اژدر گیر و ہمر تاجدار و غرام زنا بکار و یاقوت شاہ و لاہوت شاہ و بختیارک وغیرہ کو ساتھ لیکر مسار کوہ کی طرف روانہ ہوا لقا کو اثناے راہ مین چھوڑ گئے

اب دیکھے داستان حیرت بیان عمرو کا شہر ختم سے بھاگ کر شہر کشوریہ مین جانا اور پیرزال روشن ضمیر کو مار کر خود اسکی صورت بنکر داراب کشور کشا کو امیر کے مقابلے کے واسطے لیکر آنا

جسوقت عمرو لشکر ایرج سے نکلا اپنے حال پر روتا تھا شکوہ پرداز جور فلک ہوتا تھا آپ ہی آپ کہتا تھا ای عمرو حمزہ کا اقبال یاور ہو طالع اوج پر ہو تو اس عرب کا کچھ نہین کر سکتا بڑی دیر تک اسی خیال مین بیٹھا رہا پھر اپنے دلمین کہا کہ ای عمرو تو بھی اس مجاور زادے کو چین سے نہ بیٹھنے دے انتقام اس سے لے پھر سوچا کہ کیا کیجیے کیونکر عوض حمزہ سے لیجیے ذہن مین گزرا کہ تو شاگرد بزرجمہر کا ہو علم نجوم مین دیکھ کہ کام تیرا بنیگا یا نہین بس زنبیل سے قرعہ نکالا اسطرلاب ہاتھ مین لیا اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کیا تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا سولہ خانے رمل کے نگاہ مین کر کے احکام کو غور سے دیکھے نکالا معلوم ہوا کہ اگر سمت مغرب تو جائیگا تو کام بخوبی سرانجام پائیگا بس اُسی وقت اٹھا اور خوش خوش سمت مغرب روانہ ہوا قریب شام ایک شہر مین پہونچا دیکھا کہ شہر نہایت آباد و رشک بہشت سواد نام اسکا شہر کشوریہ ہو ایک فقیر کا بھیس بدل لیا شہر کی سیر کرنا شروع کی پھرتے پھرتے کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ دھوبی کپڑے دھو رہے ہین تناؤ تنے ہوے ہین اُنپر کپڑے سوکھ رہے ہین کسی طرف کپڑے کی گٹھڑی چڑھی ہو کلپ تیار کیا جاتا ہو کہین کپڑون پر نیل دیا جاتا ہو کوئی استری کر رہا ہو کوئی کندی کر رہا ہو کہین کچھ دھوبی جمع ہین کھٹکے اچھل رہے ہین ایک طرف گدھا بیچ رہا ہو کھونٹے گاڑے جاتے ہین ایک طرف بیل لڑ رہے ہین اور دو لڑکون کو دیکھا کہ ایک اُنمین سے نہایت خوبصورت کوئی گیارہ بارہ برس کا سن خال سبز رگ ہاشمی عیان اولاد صاحبقران کی سب نشانیان اور دوسرا دبلا پتلا چست و چالاک سربرہنہ و بیباک عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ وہ بیشک کوئی اولاد صاحبقران سے بیٹا یا پوتا ہو اور یہ تمہارا نطفہ معلوم ہوتا ہو اور ایک دھوبی بیٹھا ہو نہایت موٹا تازہ دونون لڑکے اُسکے پاس آتے ہین اور جو کچھ مانگتے ہین وہ پاتے ہین اور نام اُس دھوبی کا سکندر ہو عمرو نے جو صورت اسکی دیکھی خیال مین گذرا کہ ای عمرو یہ لڑکا بہت زبردست معلوم ہوتا ہو اسکو تیار کر کے لے چل کہ کلہ حمزہ کا توڑیگا یہ سوچ کر ایک سوداگر کی صورت بنا اور سکندر کے پاس آیا میلے کپڑے لایا کہا اسے دھو دے اُسنے کہا کہ مین سواے لباس بادشاہ کے اور کسی کے کپڑے نہین دھوتا عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ تجھے کیا کپڑا دیتا ہو اُسنے کہا کہ ایک اشرفی دیتا ہو عمرو نے کہا ہم دو اشرفیان دینگے اور دو اشرفیان مصری کی بنی ہوئی کمر سے نکال کر اُسکے آگے پھینکدین اور کہا کپڑے ہمارے دھو اُسنے کہا بہت اچھا اب کیون نہ دھوؤنگا یہ کہکر کپڑے اٹھا لیے اور لا کر دھونے لگا عمرو اُن دونون لڑکون سے باتین کرنے لگا کہ صاحبزادو تمہارا نام کیا ہو وہ جو لڑکا خوبصورت و حسین تھا اُسنے کہا کہ مجھے داراب کہتے ہین اور وہ جو شوخ و طرار تھا اُسنے جواب دیا کہ ای شخص تجھے نام سے کیا کام ہو اور داراب سے کہا کہ یہ کچھ چھلیا سا معلوم ہوتا ہو بھیا تم اس سے بات نکرو خدا جانے یہ کیا آفت برپا کرے داراب نے کہا ارے چپ رہ کمبخت ابھی یہ تازہ وارد ہو تجھے کیونکر مکاری اسکی ثابت ہوئی اُسنے کہا بھیا صورت سے اسکی مکر و فریب عیان ہو یہی باتین ہو رہی ہین کہ دیکھا خلق خدا ایک طرف کو چلی جاتی ہو عمرو نے پوچھا کہ یہ سب کہان جاتے ہین اُس دبلے لڑکے نے بیان کیا کہ آج بادشاہ یہان کا لڑائی فیل و کرگدن و کشتی پہلوانان تہمتن کی دیکھنے کو بیٹھا ہو تمام شہر کا مجمع ہو ایک عالم مجتمع ہو عمرو نے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھنے چلوگے داراب نے کہا کہ بابا جان کاہیکو جانے دینگے عمرو نے کہا کہ مین کہکے تمہین لیے چلتا ہون اور سکندر گازر سے خطاب کیا کہ جبتک

تم میرے کپڑے دھوؤ مین تمہارے دونون لڑکون کو تماشا کشتی کا دکھلا لاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے لیجائیے عمرو نے دونون کو
ساتھ لیا وہان سے چلا سیر کرتا ہوا ایک میدان وسیع مین پہونچا دیکھا کہ کوسون تک سبزہ ہے اور دوکاندار سب طرح کے
بیٹھے ہین میلہ لگا ہوا ہے خلائق کا ہجوم ہے کشتی کی دھوم ہے اور ایک بہت بڑا تالاب ہے پانی اُسمین صاف و شفاف
بھرا ہے وسط تالاب مین چار ستون نصب ہین اور اُن ستونون پر عمارت بنی ہے آگے کمرے پر بادشاہ بیٹھا ہے کوئی ہزار
بارہ سو بیٹے رفیق و ملازم خدمتگار و خادم گرد و پیش حاضر ہین کہ اس اثنا مین بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو لڑواؤ سوار
دو بڑے ہاتھیون کو لڑا کر لائے جب دونون ہاتھی مقابل ہوئے خوب ٹکرین چلین دونون لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ
گوشت دانتون سے کھنچ گیا خون بہنے لگا اُسوقت حکم دیا کہ انھین الگ کرو فیلبان کھانکین مارتے تھے وہ الگ نہوتے تھے
بان بردارون نے ہوائیان بانکی داغین دونون ہاتھی علیحدہ ہو کر بھاگے خلقت تلے اوپر ہوئی لوگ ہر طرف گریزان
ہوئے دوسری جوڑ اور لڑی پھر گینڈے اور مینڈھے لڑائے اور شیر مین مقابلے پڑے قضائے کار قصر شاہی کی
ایک طرف کو جب لوگون کا ہجوم ہوا ستون اُدھر کا جھکا عمارت گرنے لگی لوگ اُدھر سے بھاگے غل ہوا کہ بادشاہ بھی
گرا چاہتا ہے عمرو دیکھتا تھا کہ داراب نے دوڑ کر اُس ستون کو تھاما کہ جھکنا اُسکا موقوف ہو گیا جتنے لوگ اوپر تھے
اُترنے لگے اس اثنا مین دوپٹہ داراب کے شانے سے گرنے لگا داراب نے ایک ہاتھ سے دوپٹہ کو روکا دوسرے ہاتھ سے
ستون تھامے رہا جب سب لوگ مع بادشاہ اُسپر سے اُتر گئے داراب نے ستون چھوڑ دیا وہ عمارت تالاب مین گری
عمرو نے جو یہ طاقت داراب کی دیکھی اپنے دل مین کہا کہ اے عمرو اگر اسکو تو تیار کرکے لیچلے تو حمزہ و ایرج دونون کو یہ
ٹھیک بنا دے گر بادشاہ یعنی کشور شاہ جس وقت اُس قصر پر سے اُترا سنا کہ سکندر رنگا فور کے بیٹے نے سب کی جان بچائی
وہی ستون کو تھامے رہا کہا کہ اُس لڑکے کو لاؤ اور اُسکے باپ کو بھی یہ کہکر سوار ہوا ایوان بادشاہی مین آیا آتے ہی
تخت پر بیٹھا چوبدار داراب کو لایا بادشاہ نے اُسے خلعت دیا اور کہا اے لڑکے تو ہمارے پاس رہا کر داراب نے
عرض کیا کہ ماں باپ کو اختیار ہے آپ اُنسے پوچھ لیجیے کہ اس اثنا مین چوبدار سکندر رنگا فور کو بھی لایا اُسنے بادشاہ کو سلام کیا
داراب اُسکی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اگرچہ سکندر نے سر راہ مین حال داراب کا سنا کہ ایسا زور کیا کہ بادشاہ کی جان
بچائی اب یہان آیا بیٹے کو خلعت پہنے دیکھا بہت خوش ہوا اور چہار طرف سے اُنگلی اُٹھ رہی تھی کہ اسی کے بیٹے نے
دیو کا زور کیا بعضے کہتے تھے کہ بھئی نصیبا اسکا اچھا تھا بعضے کہتے تھے کہ میان یہ لڑکا اس دھوبی کا نہین معلوم ہوتا ہے بعضے حاسد
کہتے تھے کہ بالفعل پاہیون کا زور ہو گیا ہوا اگر کشور شاہ نے سکندر رنگا فور کو خلعت دیا اور کہا اے سکندر اب تم کپڑے دھونا
موقوف کرو اور داراب کو ہمین دو ہم اپنا بیٹا کرینگے اُسنے کہا خداوند سوا اسکے اور اولاد نہین ہے کشور شاہ نے کہا
کہ مین تجھے اس سے ملنے کو منع نہین کرتا ہون تو اسکے پاس رہ اُسنے کہا کہ مین غلام ہون یہ بھی خانہ زاد ہے کشور شاہ نے
ایک مکان اسکے رہنے کو دیا خادم خدمتگار نوکر رکھ دیے دو ہزار کا مہینا مقرر کیا داراب روز دربار مین آنے لگا
لیکن ایک دیو ہے کہ نام اُسکا دیو ہوشنگ ہے اور کوہ کشور مین رہتا ہے اور کشور شاہ اُس سے دبا ہوا ہے
روز دعوت اُسکے واسطے بھیجتا ہے قضائے کار کشور شاہ کی بیٹی ہے کہ نام اُسکا ماہ کشور ہے ایک دن دیو ہوشنگ
جو محل پر سے کشور شاہ کے گذرا ماہ کشور کو دیکھا عاشق ہو گیا کشور شاہ سے کہلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کو مجھے دے کشور شاہ
نہایت آزردہ ہوا پیغامبر سے کہا کہ وہ دیو میرے سامنے سے اور مار کر نکلوا دیا دیو سنکر بہت آزردہ ہوا اور راتا کو کشور شاہ
کو پکڑ لیگیا اپنے پاس پنجرہ مین بند کرکے لٹکا دیا سردار کشور شاہ کے بہت پریشان ہوئے داراب نے سبھون سے کہا کہ
تم لوگ ہمیشہ سے نمک بادشاہ کا کھاتے ہو چلکر دیو سے لڑو بادشاہ کو چھڑا لاؤ سب نے جواب دیا کہ ہماری تو مجال نہین کہ دیو سے

لڑین وہ ہم سب کو کھا جائیگا دانستہ اپنی جان دیدین مگر آپ بڑے مرد ہین تو جاکر سامنا کیجیے داراب نے کہا کہ ہم تو
جائینگے فقط تمکو آزماتے تھے کہ تم کتنے ہو معلوم ہوا کہ تم سب بزدلے و نامرد ہو ہر ایک بولا کہ آپ سچے ہین واقعی ہم سب بزدل
ہین جاکر بقیہ دیو ہونگے داراب اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جاکر اُس دیو کو مارتا ہون بعضون نے کہا کہ جائیے خداوند
آبحیات آپکی مدد کرین عمرو نے سمجھا کہ یہ لوگ آب پرستا ہین غرض داراب چلا عمرو بھی ساتھ ہوا داراب نے کہا کہ تم
کہان جاؤگے عمرو بولا مین بھی تمھارے ساتھ ہون داراب چپ ہو رہا سکندر رگا ذر بہت چلبلایا کہ اے بیٹا تو نہ جا داراب
نے نہ مانا سمت کوہ روانہ ہوا شہر سے نکلا کچھ لوگ اسکے پیچھے پیچھے تھے بعضے تو افسوس کرتے تھے کہ مفت مین یہ جوان
دیو کے ہاتھ سے مارا جائیگا بعضے کہتے تھے کہ یہ لڑکا بھی بہت زبردست ہو دیکھا کہ تالاب کی عمارت گرنے لگی تھی ایک ہاتھ پر
کیسا روک لیا ستون کو تھامے رہا گرنے نہ دیا کیا عجب دیو کو بھی مارے بعضے بولے کہ اب دیکھ ہی لینا کیا ہوتا ہے
لوگ تو یہ باتین بناتے تھے داراب چلا جاتا تھا جب وہان پہونچا کہ جہان ہوشنگ دیو رہتا تھا دیکھا کہ کچھ درخت
گنجان ہین چہارطرف ہڈیان جانورون کی پڑی ہین انہین سے بو سخت بدچلی آتی ہے ایک پنجرے مین کشور شاہ
لٹکا ہوا ہے دیو ہوشنگ پتھر کے چٹان پر بیٹھا ہے اور کشور شاہ سے کہہ رہا ہے کہ کیون تو اپنی بیٹی مجھے نہین دیتا ہے
جسوقت بہت خفا ہونگا تجھے کھا جاؤنگا وہ کہہ رہا ہے تو کہا کیون نہین جاتا مجھے عذاب سے کیون نہین چھڑاتا ہے
ارے تو اپنا قد و قامت دیکھ اور آدمزاد کو دیکھ تو بڑا نا انصاف ہے یہ سنکر دیو چلا اور کہا کہ او کشور شاہ پہلے تجھے
کھا جاؤنگا پھر اُسے اپنے صرف مین لاؤنگا کشور شاہ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے بعد جو ہو سو ہو مصرعہ
بعد از مرگ من کہ فیکون شد شدہ باشد۔ جب ہمارا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر آنکھون سے یہ حالت نہ دیکھینگے دیو پکارا کہ رہ
مین تجھے بھون کے کھائے لیتا ہون یہ کہکر اُٹھا کہ پنجرے سے نکالے کشور شاہ رونے لگا اتنے مین داراب
پہونچا للکارا کہ او نابکار کہان جاتا ہے خبردار ہو مین تجھے سزا دینے کو آیا ہون دیو نے آواز سنی پھر کر دیکھا ایک
آدمزاد کو پایا کہ نہایت حسین و کمسن ہے پکارا کہ او آدمزاد تو مجھے سزا دیگا داراب نے کہا کہ ہان تجھے مار کر بادشاہ
کو چھڑا لیجاؤنگا دیو ہوشنگ نہایت غضبناک ہوکر داراب پر دوڑا مگر کشور شاہ نے جو داراب کو دیکھا آواز دی
کہ اے داراب تو چلا جا اپنی جان نہ دے مین نے جانا کہ تو جانباز سرفروش ہے لیکن دیو نے داراب کے قریب آکر
ہاتھ دوڑایا کہ اُٹھاکر حلق مین ڈال لے ہاتھ دیو کا جب قریب داراب کے پہونچا داراب نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہ نکلا نہ
ہڈی تک پیوست ہو گئین بلبلا گیا اور چلایا کہ آدمزاد ہاتھ میرا چھوڑ دے داراب نے کہا مردود تجھ مین طاقت ہو
تو چھڑا لے یہ کہکر جھٹکا دیا دیو منھ کے بل آ رہا بس داراب نے ایک گھونسا اُسکے دماغ پر مارا کہ فرق اُسکا پھٹ گیا
ہاتھ کہنی تک سر مین گھس گیا اور دیو چیخ کھاکر گرا تڑپ کے واصل جہنم ہوا داراب نے کشور شاہ کو پنجرے سے
باہر نکالا کشور شاہ نے داراب کشور کشا خطاب دیا وہان سے بادشاہ شہر مین آیا اور جارچی کو بلا کر حکم دیا کہ تمام
شہر مین ڈھنڈورا پیٹ کہ داراب کو کوئی سکندر رگا ذر کا بیٹا نہ کہے داراب ہمارا فرزند ہے اور محل اُسکے واسطے علیحدہ
نوکر رکھا گیا مکان بہت بڑا بادشاہی رہنے کو ملا اب جو نام لیتا ہے شاہزادہ داراب یا داراب کشور کشا کہتا ہے
اور داراب دونون وقت دربار بادشاہ مین حاضر رہتا ہے عمرو نے جو یہ طاقت و زور داراب کا دیکھا اس فکر مین
ہوا کہ اسکو صاحبقران آب پرستان بناکر جسطرح سے ہوسکے یہان سے لیچلیے مگر یہ سوچتا تھا کہ کیونکر لیچلیے اور کیا تدبیر
کیجیے اُدھر داراب کے واسطے روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے شکل یہ نظر آتی ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ آواز نقارے کی
بلند ہوئی عمرو نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے نقارہ کیدن بجا ہے لوگون نے بیان کیا کہ کل میلہ ہے تمام عالم سیر لالہ شگفتہ

کی زیارت کے واسطے جائیگا اور پیر زلال روشن ضمیر نائب خداوند آبحیات ہین عمرو نے سنکر اپنے دلمین کہا کہ خیر سمجھا
جائیگا القصہ وہ دن گذرا رات ہوئی دوسرے روز صبح کو عالم عالم اور دنیا دنیا ایک طرف کو چلے عمرو بھی راہی ہوا
آتے آتے ایک کوہستان مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلورین ہی تیس گز سے تیس گز تک مدور مثل مہر منور اور چہار طرف
گنبد کے میلہ لگا ہوا ہی تماشائیون کا جوش ہی اہل حرفہ کا خروش ہی کسی طرف سے آواز آرہی مزہ انگور کا ہی
رنگترون مین کوئی پکارتا ہی گنڈیریان ہین پونڈے کی کوئی صدا دیتا ہی کہ ریوڑیان گلابی کوئی کہتا ہی قند کا مزہ ہی بیرون
مین کوئی پکارتا ہی کیا مزہ ہی بالوشاہی مین اور دروازہ پر گنبد کے گرد پیش برہمان کہ جنیو انکے گلے مین پڑے ہوے
دھوتیان بندھی ہوئین سر کھلا ہوا چوٹیان ہوا سے اڑتی ہوئین کھونٹی دار کھڑاوین پانون مین نوبت بج رہی ہی
سنکھ پھنک رہا ہی جھانجھ کی آواز بلند ہی گلفروش سمت بسمت بیٹھے ہین الائچی دانے والے ایک طرف بیٹھے ہین یا خداوند
آبحیات اور یا پیر زلال روشن ضمیر کا غل ہی خیمے استادہ ہین شامیانے تنے ہوے ہین امرا خیمون مین بیٹھے ہوے ناچ
دیکھ رہے ہین ابھی کوئی اندر گنبد کے نہین جانے پاتا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ کمال عظمت و شان سے سواری کشور شاہ
کی آئی سامنے ساتھ پلٹنین ہمراہ ڈنکا بجتا ہوا چوبدار اہتمام کرتے ہوے داراب کشورکشا رکاب پری پیکر پر سوار مرکب
دریاے جواہر مین غرق چالیس ہزار ہاتھی صیہ وار غرض کشورشاہ آکر خیمے مین اترا کشتیان نذر کی خوان شیرینی ہار پھول کے
ساتھ لیکر مع داراب کے اس گنبد کی طرف آیا اسیطرح دروازہ گنبد کا کھلا بادشاہ داراب کو ساتھ لیے
ہوے داخل گنبد ہوا عمرو ہمراہ تھا اندر جاکر دیکھا کہ پانچ پانچ گز زمین چار طرف سے چھوڑکر بیس گز سے بیس گز تک مدور
ایک چشمہ ہی اسمین پانی صاف و شفاف بھرا ہی کہ آب مروارید اسکے سامنے آب خجالت مین غرق ہی عجب آب لطیف ہی عمرو نہر کو دیکھکر
یہ لہرائے سمجھو مین کوثر کے پانی بھر آئے ہین اور کنارے کنارے اس نہر کے گلدستے پھولون کے رکھے ہوے ہین لب گرداب تمام بلور کی ہی
مچھلیان اقسام مصقول کی پانی مین چہلین کرتی ہین کنارے پر تخت طلائے جڑاو بچھا ہی اسپر ایک مرد پیر باریش سفید پیراہن گلے مین عمامہ سر
بندھا ہوا بیٹھا ہوا ہی جو نذر و نیاز کہ واسطے خداوند آبحیات کے آتی ہی اس حوض مین ڈالدی جاتی ہی نقدی سامنے پیر زلال کے رکھتے
ہین اور پیر زلال اسمین سے دہکی آپ لیتے ہین باقی وہان کے خادمون کو دے دیتے ہین اور بڑے بڑے جام بلور کے رکھے ہین انمین
پانی بھرا ہوا ہی ایک ایک دو دو مچھلی ہر جام مین پڑی پھڑک رہی ہی اور انگیٹھیان چاندی کی رکھی ہوئی ہین انمین آگ بھری ہی
اسپر جو لوبان سلگ رہے ہین عود و عنبر جل رہا ہی خوشبو پھیلی ہوئی ہی غرض کشورشاہ نے نذر چڑھائی داراب کو پیر زلال
کے قدمون پر ڈالا حال دیو کے مارنے کا بیان کیا پیر زلال نے دست شفقت داراب کی پیٹھ پر پھیرا اور کہا اے
کشورشاہ یہ بڑا بہادر ہوگا دین خداوند آبحیات کا جاری کریگا اور ہار داراب کے گلے مین ڈالدیا پانچ لڈو
اٹھاکر ہاتھ مین اسکے دے دیے کشورشاہ باہر آیا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر وہین رہ گیا خیال مین گذرا کہ اے عمرو اس
پیر زلال کو قتل کرکے آپ اسکی صورت بنیے اور داراب کو یہان سے لیجیے ایک کونے مین کھڑا ہوا سیر دیکھ رہا ہی کہ
ایک اژدہام ہی انبوہ عام ہی نذر دینا رہی ہی پہر رات گئے تک بڑا ہجوم رہا بعد اسکے لوگ کم ہونے لگے دو پہر رات
گئے سناٹا ہو گیا پیر زلال اور تمام گوشہ نشین رہبان اٹھے اور ایک طرف اس حوض مین زینے بنے ہوے تھے اور ایک
دروازہ لگا ہوا تھا اسمین چلے گئے عمرو بھی ساتھ ساتھ آیا دیکھا کہ ایک مکان بہت پاکیزہ بنا ہوا ہی وہان پیر زلال
آکر بیٹھا اور مال جو کچھ کہ چڑھا تھا اسے باہم تقسیم کیا بعد اسکے سو رہے عمرو نے پیر زلال کو پکڑکر زندہ در گور کیا اور
آپ اسکی صورت بنکر سو رہا صبح کو اٹھکر تالاب کے کنارے تخت پر بیٹھا اور کہا کہ لاؤ کشورشاہ کو ایک منت دوڑا
کشورشاہ کو بلالایا وہ لرزتا کانپتا سامنے آیا سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا ہاتھون کو چوما پیر زلال نے کہا کہ اے

کشور شاہ خداوند آبحیات تجھسے بہت خفا ہین نہایت آزردہ ہین کشور شاہ نے کہا کہ گناہ میرا کیا ہے پیر زلال
بولے کہ پہلے تو الاسپ ہین صبح عمارت غرق ہوتا تھا بچایا ہی اُسکے دیو ہوشنگ تجکو لیگیا تھا اُس ظالم کے پنجے سے
تجھے چھڑایا اور داراسپ سا بہادر تجکو دیا تو نے اُسکی قدر نہ کی زمانے مین بہت سے دین ہین کوئی آسمان کے خدا کے
نادیدہ کو مانتا ہے کوئی لقا کو خدا جانتا ہے کوئی لات و منات کو سجدہ کرتا ہے کوئی آفتاب پرست ہے خداوند آبحیات کو
منظور ہے کہ زمانے مین ایک دین ہو جائے بس تجکو لازم ہے کہ جاکر فوج بہت سی نوکر رکھ اور چالیس روز یہان سے
پاس نہ آنا کہ ہمسے ملاقات نہوگی مگر کل صبح کو اس کوہ کی طرف سے ایک سوار قدرت خداوند آبحیات پیدا ہوگا وہ
داراسپ کو فن سپاہ گری سکھائیگا خیر ہین کے تیری خطا کو خداوند آبحیات سے معاف کروایا ہے مگر اب ایسی حرکت
نہ کرنا یہ کہکر رخصت کیا دوسرے دن صبح کو داراسپ دامن کوہ کی طرف چلا قریب پہاڑ کے پہونچا تھا کہ سم مرکب کی
آواز بلند ہوئی آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک سوار بوڑھا لباس بھی کہنہ اور گھوڑا بہت دبلا کسیقدر سے پیدا ہوا داراسپ
سے کہا کہ مین حکم آبحیات سے چھ سو سات فرسنگ سے آیا ہون کہ تجھے فن سپاہ گری مین تیار کرون اور نام میرا سوار
قدرت ہے داراسپ اُسے اپنے ساتھ کشور شاہ پاس لایا خلعت دلوایا مکان رہنے کو دیا دوسرے روز سے تعلیم کرنا شروع
کیا پہلے تین سو ساٹھ طعن نیزے کی داراسپ کو سکھائی اور نیزہ حریف کا توڑ ڈالنا اور چھین لینا اور نیزے سے نیزہ الگ
حریف کے ہاتھ سے نکال دینا بتایا بعد اُسکے گرز ہاتھ مین پکڑنا حریف پر مارنا اور آپ حریف کے گرز سے بچنا اور گھوڑے کو
بچانا اور حریف کا مرکب چھین لینا بعد اُسکے شمشیر زنی اور ہاتھ سے حریف کے تلوار چھین لینا اور تلوار سے تلوار حریف کی
توڑ ڈالنا اور حریف کو مرکب پر سے اُٹھا لینا تعلیم کیا بعد اُسکے تیر اندازی اسپ بازی کمند اندازی چالیس روز مین داراسپ کو
یگانۂ آفاق کردیا داراسپ اور قلاچ دونون بہت خوش ہین کشور شاہ ہر روز خلعت و جواہر بیش قیمت دلوا کر دیا کرتا ہے
جب خوب یہ دونون علم سپاہ گری اور فن عیاری مین پختہ ہو چکے سوار قدرت نے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور بیٹا کلان
آبحیات کو تعلیم کرون ہر چند کشور شاہ نے روکا کہ ابھی نہ جائیے اور داراسپ بھی مانع ہوا مگر سوار قدرت نے نہ مانا اور
کشور شاہ سے کہا کہ صبح کو تم وہین گنبد پر جانا جہان پہلے ہوا تھا پیر زلال سے ملاقات ہوگی جو کچھ وہ کہین اُسپر
عمل کرنا یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر سمت صحرا روانہ ہوا اور کشور شاہ دوسرے دن صبح کو سوار ہوکر گنبد مین پیر زلال
ہین گیا دیکھا کہ پیر زلال بیٹھا ہے کشور شاہ قدمون پر گرا ہاتھ چومے پیر زلال نے ایک کاغذ سفید کشور شاہ
کے ہاتھ مین دیا کہ اس کاغذ کو حوض مین ڈالدو جو اُسمین لکھا ہوا دکھائی دے اُسپر عمل کرو کشور شاہ نے ویسا ہی
کیا کاغذ پر لکھا ہوا دکھائی دیا کہ مین خداوند آبحیات ہون خزانہ آبحیات کا جو کچھ کہ پیر زلال تجھسے کہے اُسے اور
خیمہ اور تخت اور دیوان خاص پر داروں کی اور علم و نشان سب آبی رنگ کے بناؤ اور لشکر بیکران ساتھ لیکر
خدا پرستون پر جا اور پیر زلال نے تجھسے نقشہ تخت کا دیا کہ ایسا تخت بنا کہ درجہ بالا لاجوردی اور بیچ کا درجہ طلائی
اور درجہ پائین نقرئی ہو درجہ بالا پر ہم بیٹھینگے اور آگے پیچھے درجون مین ہمارے خدمتی اور نوبت نواز و شہنا نواز
رہینگے اور جب لشکر چڑھ کے ہوجین تو تلوارین ننگی کر کے نعرہ کرین کہ دشمن پیر زلال کا دونون جہان مین رو سیاہ ہو
اور روپیہ اشرفیان جواہر اپنے پاس سے دیا کہ جلد بارگاہ اور تخت اور دیوان سپاہ کی بنواؤ کشور شاہ نے بموجب
حکم پیر زلال کے سب کچھ بنوایا اور خیمہ کلان مخمل آبی کا تیار کروایا اُسپر زردوزی کا کام بنوایا اور چھ لاکھ سوار سب
آبی پوشش اور مرکبون کا اسباب بھی سب لاجوردی تخت پر درجہ بالا مین پیر زلال متمکن ہوئے اور دوسرے درجہ
مین طفلان ماہ طلعت جام لاجوردی ہاتھون مین لیے ہوئے اُسمین چھاپیان نقرئی کی پڑی ہوئی ہین ہر مرتبہ جام

اُچھالتی ہین کہ اِس ساغر کا پانی اُس ساغر مین اور اِس جام کا پانی اُس جام مین گرتا ہی اور یا خداوند آبحیات یا
پیر زلال روشن ضمیر کا شغل ہوتا ہی اس عظم و شان سے پیر زلال روشن ضمیر مع داراب کشورکشا و کشور شاہ
شہر اختم کو روانہ ہوے کوچ بکوچ چلے

اب دو کلمے داستان سمار دریا باری نابکار و خسرو ناہنجار کے بیان کیے جاتے ہین

ادھر سے جب ملک سمار دریا باری اور خسرو ایک سو چالیس سردار حمزہ صاحبقران کے پکڑ کر صندوقون مین
بند کر کے سمار کوہ کو چلا تھا اثناے راہ مین تیسری منزل مین سردارون کو صندوقون سے باہر نکالا غل و زنجیر مین
گرفتار کر کے سب کو اعرابون پر ڈالکر لیے جاتا ہی پانچوین منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا جب گرد شق ہوئی تو
دیکھا کہ چتر سر و علم نشان چھ لاکھ سوار کا اور یہ علم کہ جن پر تصویرین خداوند آبحیات اور پیر زلال روشن ضمیر
کی مرقوم تھی اور تخت پر پیر زلال سوار برابر کشور شاہ بیٹھا ہوا اور داراب مانند شیر کے آگے آگے اُدھر آب پرستون
نے بھی لشکر دیکھا اور خبر دریافت کرائی کہ ملک سمار از روے ترس جان کے مسلمان ہو کر سرداران حمزہ کو عیار کے
ہاتھ سے بچا کر لیے جاتا ہی کہ سمار کوہ مین انھین قتل کرے پیر زلال یہ سنکر غضبناک ہوے داراب سے کہا پکڑ لو
انکو نہ جانے دے کہ یہ سب آبحیات کے بندے ہین داراب اُسی وقت گھوڑا جھکا کر لشکر سمار دریا باری
کے گرا اور آب پرست بھی دوڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین داراب اور خسرو سے مقابلہ ہوا خسرو نے
تلوار ماری داراب نے سپر کو سر کی پناہ کیا چھوٹی تلوار کے ساتھ لڑ رہی تھی جب تلوار نزدیک پہونچی جبریلی
دراز کر کے چٹکی دی کہ تلوار سے ٹوٹی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اُسکے قبضے کو اپنے قبضے مین کر لیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر خسرو کو اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین فتاح
کشوری کے حوالے کیا کہ لیجا ملک سمار نے جو دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا خود تلوار کھینچکر داراب پر آیا حملہ کیا داراب نے
اُسکو بھی گرفتار کر لیا جنگ مغلوبہ ہوئی اخیر کو لوگ ملک سمار کے بھاگ گئے شکست ہوئی مال و خزانہ آب پرستون نے
لوٹ لیا سب سرداران حمزہ کو پیر زلال روشن ضمیر کے سامنے لاے پیر زلال نے کہا کہ انکو قید رکھو جب حمزہ سے
سامنا ہوگا اُسوقت انکو قتل کرینگے سب کو لیجا کر قید کیا دوسرے دن صبح کو ارادہ کوچ کرنے کا تھا کہ گرد و غبار کا تتق
اٹھا اور لقا مع لاہوت شاہ اور بختیارک و کلکال خون آشام وغیرہ کے پہونچا اگر سنا کہ یہ فوج آب پرستون کی
ہی اور ملک سمار و خسرو گرفتار ہو گئے اور قید سرداران لشکر اسلام کی آب پرستون نے چھین لی لقا نہایت غضبناک
ہوا اور لاہوت سے کہا کہ جا ان آب پرستون کو قتل کر جس سے کہ گو ہوت دھویا جاتا ہی اُسے پچھاڑی مانتے ہین پانی بھی
پیرا چہی لاہوت شاہ نے میدان کا راستہ لیا مبارز طلب کیا داراب کشور کشا مقابلے کو آیا اور بعد گفتگو کے
لاہوت نے نیزہ مارا داراب نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا لاہوت نے گرز مارا داراب نے گرز چھین لیا
کشتی ہوئی شام کو داراب لاہوت شاہ کو پکڑ کر لیگیا طبل بازگشت ہوا دونون لشکر پھر گئے لقا خیمے مین آکر داخل
ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیا تقدیر کی ہی کہ آپکے دوست اور نور خالص گرفتار ہو گئے لقا
بولا کہ یہ تقدیر آسانی ہی میری نہین ہی بختیارک نے کہا کہ اگر آپ فرمایے تو مین ان آب پرستون کو بلاؤن اور پیر زلال
کو اپنا دوست بنالون لقا بولا ای شیطان درگاہ یہی تدبیر کر دوسرے دن صبح کو بختیارک جانب لشکر آب پرستان
چلا پیر زلال روشن ضمیر کو خبر ہوئی کہ بختیارک آتا ہی کہا کہ اُسے استقبال کر کے لاؤ لوگ گئے پیشوائی کر کے لاے
بختیارک نے پیر زلال کو کمال شان و شوکت سے پایا اور دیکھا کہ ایک طرف کشور شاہ بیٹھا ہو دوسری جانب داراب

اور تمام سرداروں کا دورہ بندھا ہوا ہی ناچ ہو رہا ہی بختیارک نے سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا بجالایا پیر زلال نے کرسی
مکلل بجواہر بیٹھنے کو دی بختیارک بیٹھا پیر زلال نے مزاج پرسی کی بختیارک نے ہاتھ باندھکر کہا کہ دعا مین مصروف
ہون پیر زلال نے پوچھا کہ آپ کیونکر یہان آئے ہین کہا کہ مجکو لقا خداے باختر نے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ جو آپ مہربانی فرمائین
تو ہم آپ مل جلکر خداپرستون سے لڑین پیر زلال نے کہا آپ کیا زمرد شاہ کے وکیل ہین بختیارک بولا نہین کا پیغامبر
ہون پیر زلال نے پوچھا کہ کب سے لقا کے ساتھ ہو بختیارک رو کر پکارا کہ اسکا حال کچھ نہ پوچھیے مین ایران کا
رہنے والا ہون خدا اُسکا رو سیاہ کرے کہ جسنے مجکو در بدر کیا زلال بولے وہ کون ہی کہا کہ وہ ایک جہنمی ہی دزد
باریک گردن لکلکیا عیار بیان زادہ اُسنے اُس شخص کے باپ کو مارکر حریسہ پکا کر مجکو کھلا دیا میرے کلیجے پر اُسکے ہاتھ سے سیکڑون
داغ ہین زلال نے کہا کہ ملک جی اگر عمرو کو پکڑ کر تمھارے حوالے کرین تو تم کیا کرو بختیارک بولا کہ گوشت اُسکا کچا کچا
دانتون سے نوچ کے کھاؤن عمرو نے کہا ملک جی تم ایسے اُسکے دشمن ہو بختیارک نے جواب دیا کہ ہان پیر و مرشد
مین ایسا ہی اُس سے جلا ہوا ہون عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے عمرو کو پہچانا جان نکل گئی جی مین
کہا کہ ای بختیارک اسسے کوئی مقام خالی نہین ہی تو حیران تھا کہ آج بڑی دیر سے ذکر خیر مرشد کامل کا
ہو رہا ہی اور وہ یہان نہین ہین سو وہ ظاہر ہوے مگر ای بختیارک تونے بہت برا بھلا کہا ہی آج خوب مجکو جوتیان
لگوائینگے کہ کھوپڑی تو تیری گنجی ہی اور پلپلی ہو جائیگی ہاے تو کیا جانتا تھا کہ یہ مرشد ہین خیر ہرچہ باداباد کہا کہ ای پیر زلال
عمرو مین عجیب عجیب وصف ہین اول تو نذر کردہ ہفت پیغمبران سر بریدہ جادوگران ریش تراشندہ کافران برباد
کنندہ ادیان باطلہ زبان نہین ہی کہ اُنکی تعریف کرون عجیب صفت کے آدمی ہین یہ کلمہ سنکر پیر زلال نے کہا کہ او
منافق دورنگے کبھی تو مذمت کرتا ہی اور کبھی تعریف **قطعہ** ہر کہ چون کاغذ و قلم باشد ** دو زبان و دو رو و بیگاہ سخن
ہمچو کاغذ سیاہ کن رویش ** چون قلم گردنش بہ تیغ بزن ** ارے کوئی اس حرامزادے کو اور لوگون نے کرسی پر سے
اُتار کر خوب جوتے کاری کی خواجہ نے اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو تجھے اور حمزہ سے جو تکلیفین ہین فقط اسی حرامزادے
کے باعث سے القصہ خوب بختیارک کو پٹوا کر نکلوا دیا بختیارک جوتیان کھا کر آیا لقا نے دیکھا کہ بختیارک کا
عجب حال ہی کہ کپڑے پھٹے ہوے ہین منہ سوجا ہی پوچھا کہ ارے یہ کیا ہی اُسنے کہا کہ وہ مثل مشہور ہی کہ چلا پوتا دیکھن
وہی کرم کے پھوٹن مرشد نے پہلے دم دے کر حال پوچھا مین نے نادانستہ حضرت کو برا کہا ولی اللہ نے خوب جوتیان
لگوائین لقا بولا او حرامزادے عمرو وہان کہان آگیا بختیارک نے کہا یا خداوند پہلے مرشد قطب دوران فکر
ایرج کو لاے اب پیر زلال بنکر داراب کو لاے ہین اُنکو قدرت ہی چاہین سو صاحبقران بنا دین لقا بولا
ارے سچ کہتا ہی یہ پیر زلال عمرو ہی بختیارک نے کہا کہ آپ کو ابھی کچھ شبہہ ہی تو چلیے آنکھ سے دیکھ آئیے اور جلد
سے کہا کہ بھاگ یہان سے اُٹھ کو چل لقا نہایت آزردہ کمال پریشان شہر اقلیم کو روانہ ہوا دوسرے دن لشکر آتش پرستون کا
بھی چلا لیکن یہان جس روز سے کہ قطب دوران لشکر ایرج سے نکلے ہین ایرج کو کمال رنج ہی عالم تنہائی مین رویا
کرتا ہی قطب دوران کو یاد کیا کرتا ہی کہ ہاے کیسا شخص میرے پاس سے گیا افسوس کہ حمزہ کے دغا سے تونے اُنکو
رنجیدہ کیا اب کہان اُسکو ڈھونڈھیگا اور اُس شب کو شاپور نے ایرج کی دعوت کی ہی ایرج شاپور کے گھر مین ہی
دونون عمرو کے واسطے گریان ہین ناگہ شاپور کو نہایت ملال ہی کہا ایرج نے کہا ای شاپور مین اُن خداپرستون کو
مارکر خواجہ کو ڈھونڈھونگا عنبر حبشی سے کہا کہ تم جا کر حمزہ سے کہو کہ نور الدہر سے اور تمھارے مرتے ہین دعوہ لڑائی کا
چلا آتا ہی دیر کا ہیکل ہی ابھی تمنے میرے مالک اور محسن کو میرے لشکر سے نکلوا دیا ابان آنکھون مین میری اندھیرا

کچھ مجھے سوجھتا نہیں اور تجسے زیادہ کوئی دشمن میرا نہیں یا تو دین آفتاب پرستی اختیار کرو نہیں مجھسے لڑو عنتر صبا
خدمت امیر میں گیا پیغام ایرج کا دیا نورالدہر نے کہا کہ کہدینا ایرج سے کہ عمرو دوفنی ایک ہمارے یہان کا نوکر تھا وہ
آوارہ ہے نالائق صاحبقران ہی کہتا تھا اُسے نکلوا دیا اور تم جسوقت طبل جنگ بجواکر میدان مین آؤگے ہم تمہارا مقابلہ
کرینگے عنتر صبا نے جاکر ایرج سے کہا ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُدھر لشکر اسلام مین بھی خبر ہوئی نقارہ رزمی
نوازش مین آیا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین ایرج نے گھوڑے
پرسے اُترکر آفتاب کو سجدہ کیا اور مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد جو کھڑا
ہوا تھا اُسنے طہماس سے کہا کہ ای برچھیکلنگان تعجب ہی کہ آقا تمہارا جاکر اس پاپی بزازبچے سے مقابلہ کرے اور تم تماشا
دیکھو حیف ہی تمپر اور وہ تو حرام کے لقمے کھا کھا کر لنگرا ہوا ہی شاید شاہزادے کو اُسکے ہاتھ سے چشم زخم پہونچے تو تم
کیا کروگے میان جاکر اس پاپی کو پکڑلاؤ اور اُسکی حقیقت کیا ہی تمہاری گھرکی مین پیشاب خطا ہوجائیگا طہماس نے
کہا کہ ایسا نہو کہ شاہزادہ مجھسے رنجیدہ ہو اسد نے کہا یہ ذمہ میرا ہی مگر اُسے زندہ پکڑلانا قتل نہ کرنا طہماس اسد کے
کہنے سے گینڈے کو کچھ مارکر برائے اجازت سامنے تخت بادشاہی اور حمزہ صاحبقران کے آیا عرض کیا کہ اجازت ہو
تو جاکر اس بزازبچے کو پکڑلاؤن زمانہ سابق کا دستور تھا کہ جو کوئی ارادہ میدان کا کرتا تھا اُسے روکتے نہ تھے اسواسطے
کہ اُسے ذلت ہوتی تھی کہ مین قابل میدان داری نہین ہون جو نہ جانے دیا نا چار اُسکو اجازت میدان دی طہماس مقابلے
کو ایرج کے چلا نورالدہر دیکھکر رہ گیا اسد سے کہا کہ او کمبخت یہ تیری حرکتین ہین تو نے فتنہ انگیزی کرکے طہماس کو
بھیجا ہی اسد بولا بھائی صاحب آپکا رتبہ یہ نہین ہی کہ آپ ایسے ویسے پاجیون سے سامنا کرین دیکھیے طہماس اُسے پکڑکے
لاتا ہی مین نے بھیجا تو کیا برا کیا نورالدہر چپ ہو رہا مگر طہماس ایرج کے سامنے آیا ایرج نے جو طہماس کو دیکھا بہت
آزردہ ہوا کہا کہ ای طہماس مجھسے اور نورالدہر سے میدانداری کا وعدہ تھا وہ کیون نہ آیا تجکو کیون بھیجا طہماس
بولا کہ ای ایرج مجھ ایسا ملازم جسکا ہو وہ کاہیکو کسی کے مقابلے کو جاے اُسے کیا غرض ہی جو ہرکس وناکس سے مقابلہ
کرے مین آیا ہون کہ تجکو باندھکر لیجاؤن ایرج یہ کلمہ سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ میرا بھی ملازم ہی مین اُسے
تیرے مقابلے کو بھیجتا ہون کہ وہ تجسے لڑیگا یہ کہکر پھرا نورالدہر نے اسد سے کہا کہ او کمبخت دیکھا تو نے کہ ایرج نے
مقابلہ نہ کیا پھر گیا اسد نے کہا بھائی صاحب وہ اپنے خوف جان سے پھر گیا کہ مارا نہ جاؤن اور بھائی صاحب آپکی
محبت اور سر چڑھانے نے اُسے خراب کیا ہی پاجی کو بہت سر نہین چڑھاتے ہین اور آپ کیا کرین کہ آپکا تو دل
اُسپر آیا ہوا ہی مگر آگے آپکی طبیعت ایسی نہ تھی نورالدہر نے کہا کہ ہان بھئی تم سچے ہو جہان تمہاری اور باتین دیوانگی
کی ہین وہان یہ بھی ہین مجکو حسن پرستی بھی بناد یا اچھا بھئی جہان دادا جان تمہاری باتین سنتے ہین مجکو بھی ہو چاہو
کہلوا سعید کا ہو رہا مگر ایرج جو پھر کر اپنے لشکر مین گیا بلوط کجکردن سے کہا کہ تم جاکر طہماس سے مقابلہ کرو اُسے باندھکر
لے آؤ بلوط ایرج سے رخصت ہوکر مقابل طہماس کے آیا بعد از گفتگو کے بلوط نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ اُسکے
ہاتھ سے نکالدیا بلوط نے چوبدست طہماس پر ماری کہ سپر پرسے اُچٹ کر ران پر طہماس کی پڑی صدمہ ضرب چوبدست
سے طہماس کو تیور آیا آفتاب پرستون مین علم جلوہ گری پر آئے یا نیر اعظم آفتاب تابان کا غل ہوا طہماس غضبناک
ہوکر دو دو ہاتھ اچھلے پرسے ساطور ساڑھے نو سو من کا اُٹھایا اور بلوط پر مارا بلوط نے سپر پر روکا تھا کہ ساطور نے
سپر کو کاٹا سر پر پڑا کہ سرا سر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن مین اُترکر صندوق سینہ مین سے مانند قطرہ سیماب کے
گذر کر تمام جسم کو کاٹا گینڈے کو قلم کرکے زمین کو بوسہ دیا ایک و مرکب کے چار ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ وہ بلوط

مارا گیا ایرج کمال رنجیدہ ہوا کہا کہ اگر مین جانتا کہ بلوط اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مین اُسے میدان مین نہ بھیجتا مین
آپ ہی مقابلہ کرتا افسوس بڑا رفیق میرا مارا گیا آزردہ خاطر طبل بازگشت بجوا کر پھرا اپنے خیمے مین آکر بیٹھا بلوط کے
واسطے روے دیتا ہی اور کہتا ہی کہ میان اس عادی کو کیونکر نور الدہر نے زیر کیا ہوگا مجکو یقین نہین کہ نور الدہر نے
اسے زیر کیا ہو ایک آدمد نے کہا کہ پیر مرشد مین نے سنا ہی کہ نور الدہر پر طہماس عاشق ہوا ہی ایک آدمد نے کہا کہ
میان خیر ہی نور الدہر وہ بہادر ہی کہ اقہ در کوہ پر طہماس کا گیند بنا کر اچھالا تھا ایرج بولا ہوگا مگر اب تو میرا کلیجہ پک
گیا ہی اگر کوئی اسے پکڑ لاے تو مین بہت خوش ہون شاپور نے کہا کہ آپ مجھسے طہماس کو لیجیے یہ کہکر روانہ ہوا اور رات
باورچی خانے مین ایک کہار کی صورت بنکر کھانے مین بیہوشی ملا کر طہماس کو کھلا کر بیہوش کرکے باندھکر ایرج کی خدمت
مین لایا ایرج طہماس کو گرفتار غل و زنجیر کرکے ہوش مین لایا طہماس نے خود کو بندھے ہوے پایا اور دیکھا کہ سامنے
ایرج بیٹھا ہوا ہی اُٹھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ او بزرنجے آخر کو تو پاجی ہی دیکھا کہ مین اسکا کچھ نہ کر سکونگا تو
عیار کو بھیجکر مجکو پکڑ بلوایا بس صاحبقرانی عیار کے بھروسے پر کرتا ہی لعنت ہی تجھ نامرد پر ایرج یہ کلمہ سنکر آگ ہو گیا کہا کہ
او عادی تو نے میرے ایسے رفیق کو مارا کہ اُسکا عدیل و نظیر نہ تھا مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا اور کہا کہ جلاد بلا دو
کہ بموجب حکم کے اُسی وقت جلاد آکر حاضر ہوے اور ریت کا چبوترا بنا کر نطع اُسپر ڈالدیا اور ہاتھ پکڑ کر طہماس کا بٹھا دیا
اور کہا کہ تجھے جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو کرلے وقت تیرا آخر ہی طہماس بولا کہ
وصیت یہ ہی کہ میرے آقا نور الدہر عالیشان بن بدیع الزمان سے کہدینا کہ مین بیکس و مجبور یہان مارا گیا میرے خون کا
عوض اس آفتاب پرست سے لے اور یاد کیا خداوند عالم کو جلاد سے کہا بس تو اپنے کام مین معروف ہو جلاد تیسرے
حکم کا منتظر تھا کہ غلغلہ ہوا اور نور الدہر خبر طہماس کے گرفتار ہونے کی سنکر یکہ و تنہا آکر داخل بارگاہ ایرج ہوا جلاد کو قتل کیا
طہماس نے قید توڑ ڈالی ایرج یہ حال دیکھکر برہم ہوکر بولا کہ ای نور الدہر یہ کیا حرکت تھی کہ بارگاہ مین میری آکر
قیدی کو چھڑا لیا اگر اکیلا میری بارگاہ مین نہ آیا ہوتا تو تجھے قتل کرتا نور الدہر نے کہا اگر اور کوئی میرے رفیق کو
اسطرح پکڑ لاتا تو مین بغیر مارے اُسکو نہ چھوڑتا یہ کہکر طہماس کو لیے چلا گیا لیکن ایرج بلوط کے غم مین بیٹھا ہوا
رو رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قارن بن بلوط جگردن آتا ہی ایرج نے لوگون کو استقبال کے واسطے حکم دیا
سردار گئے اور استقبال کرکے لاے دیکھا کہ وہ بھی جگردن ٹھیک صورت بلوط کی ہی قارن نے ایرج کے قدم چومے بیٹھا
سب کو دیکھا اپنے باپ کو نہ پایا پوچھا کہ باپ میرا کہان ہی ایرج رویا اور کہا کہ کل طہماس کے ہاتھ سے مارا گیا اُسنے
بھی ایک آہ کی اور اپنی حالت تباہ کی کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب
پڑی لشکر اسلام مین خبر ہوئی کہ بیٹا بلوط جگردن کا آیا ہی اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگ بجے چار پہر رات درستی آلات حرب مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے قارن
ایرج سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ طہماس میرے مقابلے کو نکلے طہماس بادشاہ اسلام سے رخصت
ہوکر مقابل قارن ہوا نور الدہر نے چلتے وقت کہدیا تھا کہ ای طہماس قارن کو زندہ پکڑ لانا طہماس نے عرض کیا تھا کہ بہت
خوب ہی جسوقت مقابلہ ہوا بعد ازنگاورزنی کے قارن نے کہا کہ ای عادی تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہی مین تجھے بغیر
مارے نہ چھوڑونگا اپنے حربے کو طہماس نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہی تو اپنا حربہ کر قارن نے نیزہ اُسپر مارا طہماس
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قارن نے چہ بدست ماری کہ سپر پر سے اُچٹ کر گینڈے کے سر پر پڑی کہ بیچارا پاش پاش
ہو گیا طہماس پیادہ دوڑا پہلے اسکے گینڈے کو مارا بعد اسکے چار پہر دن کی کشتی مین اُسے زیر کیا اور باندھ لیا پھر کر

اپنے لشکر مین آیا قارن کو خیمے مین لایا غل و زنجیر مین گرفتار کرکے مکان محفوظ مین اسیر کیا اور ایرج نے شاپور سے
کہا کہ تو جا کر قارن کو چھڑا لا شاپور رشید دل صورت اپنی بدل کے لشکر اسلام مین گیا پہلے زندانخانے کو دریافت کیا دوپہر
رات گئے ہوا کے رخ پر کھڑے ہوکر بیہوشی اڑانا شروع کی کہ نگہبان بیہوش ہوگئے شاپور اندر آیا قارن کو چھڑایا چاہا کہ
ایرج پاس لے چلے قارن نے کہا کہ ای شاپور مین جبتک طہماس کو مار نہ لونگا یہان سے نہ جاؤنگا شاپور نے کہا کہ ابھو
پہلے چلیے پھر سمجھ لیجیے گا قارن بولا ای شاپور مین اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا شاپور
پکارا کہ آپ کو اختیار ہی جو میرا کام تھا وہ مین کرچکا قارن نے کہا کہ طہماس کے خیمے کے دروازے پر مجھے پہونچا دے
شاپور نے لا کر دروازہ بارگاہ طہماس پر پہونچا دیا قارن پوشیدہ ہوکر کھڑا ہوا کوئی چار گھڑی رات باقی تھی کہ شاپور
تو چلا گیا لیکن طہماس دو گھڑی رات رہے سے اٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کی وضو کرکے نماز پڑھی پوشاک
منگوا کر پہنی بارگاہ سے باہر آیا کہ سوار ہوکر خدمت شاہزادہ عالیقدر مین روانہ ہوا قارن نے فرصت پاکر تلوار
طہماس پر ماری طہماس چمک تلوار کی دیکھکر سیدھا ہوا پیچھے کو سر کھینچا تلوار سینے پر پڑی کہ آنتین باہر نکل آئین طہماس
پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا بیہوش ہوگیا قارن گھوڑے پر چڑھکر بھاگا یہان غل ہوا کہ ارے طہماس کو کوئی مار کر چلا گیا خبر
نورالدہر کو ہوئی سر و پا برہنہ دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ طہماس بیہوش ہی فرمایا دریافت کرو یہ کام کس کا ہی ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ قارن رات کو چھوٹ گیا ادھر قارن ایرج کے پاس صبح کو آیا کہا کہ مین طہماس کو مار آیا ہون
ایرج بولا ای قارن گو کہ اسنے تیرے باپ کو مارا ہی مگر بہادر بےنظیر ہی تو نے بہت برا کیا قارن پشیمان ہوا ایرج نے
کہا ای قارن اگر تو ہوشیار کرکے مارتا تو تیرے واسطے ناموری تھی اور یہ عین نامردی ہی کہ تو نے اسکو چھپ کر مارا
قارن بولا ای شہریار باپ کے غم مین مجکو کچھ سوجھتا نہ تھا ایرج پکارا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اگر [illegible] اعظم طہماس کو
بچالے شدہ شدہ یہ خبر نورالدہر کو پہونچی کہ قارن طہماس کو زخمی کرگیا ہی شاہزادے نے کہا کہ قسم پروردگار عالم کی
اگر طہماس مرگیا تو قارن کو مع ایرج کے زندہ نہ چھوڑونگا کہ اسمین صاحبقران گھرا کے اختر شناس کو لیے ہوے
آئے نورالدہر نے طہماس کو پلنگ پر لٹایا تھا کہ امیر کو دیکھکر اٹھا سلام کیا عرض کیا ملاحظہ فرمائیے کہ میرے عاشق کا
یہ حال ہی یہ کہتا ہی اور روتا ہی امیر نے دلاسا دیا کہ بھئی خدا کو یاد کرو ادھر بدیع الزمان تسلی [illegible] رہا ہی کہ گھرا نے
زخم دیکھا آنتین پیٹ کے اندر کرکے زخم مین ٹانکے دیے اور نورالدہر سے کہا کہ حضور خاطر جمع رکھین طہماس کے
[illegible] روز گئے کو صحت ہوگا یہ بخوبی اچھا ہوجائیگا شاہزادہ کہنے سے گھرا کے مطمئن ہوا لیکن ہرکارون نے ایرج کو
خبر دی کہ نورالدہر کہتا ہی کہ اگر طہماس مرگیا تو قارن کو مع ایرج کے مار ڈالونگا ایرج یہ سنکر کمال غضبناک ہوا بولا جلد
بجواؤ [illegible] صبح کو معلوم ہوجائیگا یہ خبر نورالدہر کو ہوئی کہا کہ خیر ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے کہ کل اس آفتاب
[illegible] مستقبل دونگا ادھر لقا کے لشکر مین نقارہ جنگی نوازش مین آیا رات بھر تینون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو [illegible] آ اسے شہر [illegible] ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اٹھی کہ بلیت
[illegible] گرد کی برخاست طوطیا رنگ [illegible] ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوے کہ گرد قریب پہونچی
[illegible] گرد کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر
[illegible] رانندہ درگاہ [illegible] باختری مردود الہ اور پیغمبر نامرسل [illegible] ملک
[illegible] کی قوم تھی بعد اسکے [illegible] شترنالین [illegible] پانون کی [illegible] سوار دون کے غول کے غول مرکب
تازی [illegible] عراقی عربی باساز و یراق مرصع اسکے بعد سقے پانی چھڑکتے ہوے اور ایک جوان قوی ہیکل

قوی بازو قوی گردن بلند و بالا کرگدن پر سوار اسکی پشت پر لاکھ سوار جرار دریاے آہنی مین غرق دکھائی دیتے پھر کاروان
نے معلوم کیا کہ طربد گرہ بند بن ذو القیس خون آشام لقا کی مدد کے واسطے آیا ہی اور آکر جمشید ختنی و خورشید ختنی کے
شریک ہوا اسکی آمد مین دن تمام ہو گیا لشکر پھر گئے خیمون مین داخل ہوے طربد گرہ بند آکر بارگاہ مین بیٹھا لقا کو
نہ دیکھا احوال پوچھا لوگون نے کہا کہ مسمار کوہ کو گئے ہوے ہین طربد نہایت آزردہ ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کر کل
ان خدا پرستون کو مار کر خداوند کو جا کر دیکھونگا یہ خبر لشکر اسلام اور آفتاب پرستان مین ہوئی وہان بھی طبل جنگ
بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو تینون لشکر آکر مقابل یکدیگر ہوے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین میدان [illegible]
ہو چکا نقیب نہیب دے کر چلے گئے طربد نے ایک طرف کو لشکر غدار دیکھا اور ایک جانب کو لشکر [illegible]
احوال پوچھا جمشید ختنی نے کہا کہ یہ لشکر خدا پرستون کا ہی اور یہ لشکر قلیل آفتاب پرستون کا ہی ایرج [illegible]
سردار ہی اور ایرج نے کیا کیا آزار خداوند کو پہونچاے ہین بہت بندے لقا کے اسکے ہاتھ سے [illegible]
طربد نے کہا کہ پہلے انھین کا کام تمام کرون یہ کہکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے [illegible]
نکلا ہاتھ سے طربد کے زخمی ہوا اغراب کشتی گیر نکلا مجروح ہوا اقلیم بلیم زنگی مقابل ہوا [illegible]
شام تک سات جوانون کو طربد نے زخمی کیا اور پانچ کو جان سے مارا طبل بازگشت بجا سب لشکر [illegible]
مین داخل ہوے صبح کو طربد نے ایرج کو نامہ لکھا کہ اے ایرج نامے کو دیکھتے ہی [illegible]
اور دین زہرہ پرستی اختیار کر ایلچی نے نامہ پہنچا کر ایرج کو دیا ایرج نے پڑھکر چاک کیا اور ایلچی سے کہا کہ طربد نے
بہت سا جھک مارا اور حکم دیا کہ ایلچی کی گردن مین ہاتھ دے کر نکالدو ایلچی خوب ذلیل ہو کر سامنے طربد کے آیا حال
بیان کیا کہا مین نہین ذلیل ہوا آپ خود ذلیل ہوے طربد نے غضبناک ہو کر تلوار ایلچی پر ماری کہ تو وہان مر گیا [illegible]
ذلیل ہو کر آیا اور باتین بناتا ہی ایسی تلوار اسکی کمر پر پڑی کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اسی [illegible] طبل جنگ
بجوایا صبح کو میدان مین آیا مبارز طلب کیا عوجان دریا باری ایرج سے رخصت لیکر مقابل ہوا [illegible]
گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی طربد نے نیزہ نکالدیا عوجان نے تلوار ماری طربد نے رد کر کے اپنا وار کیا کہ [illegible]
سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی گرا ایک جا در خون کی جاری ہوئی [illegible]
مرجان دریا باری نکلا زخمی ہوا غرض تین میداندار یون مین سواے ایرج کے کوئی صحیح و سالم باقی نہ رہا
طبل جنگ بجوا کر لشکر اسلام کی طرف [illegible] ہوا مبارز طلب کیا حارث بن سعد مقابل ہوا [illegible]
طربد نے نیزہ مارا حارث نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُس کافر نے غیظ و غضب مین آکر تیغہ مارا حارث بھی زخمی ہوا
تمتاج نے سامنا کیا اسکے بھی زخم لگا غرض اُس روز بارہ سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوے اور پانچ سردار مارے گئے
طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھرے طربد آکر صحبت مین بیٹھا جمشید و خورشید ختنی سے کہا کہ
خداوند جو یہان ہوتے تو میری جانبازیان دیکھتے کہ مین نے کیا کیا اور کیونکر خدا پرستون کو مارا [illegible] خداوند کو لکھو
کہ جلد یہان تشریف لاوین تماشا میری لڑائی کا ملاحظہ فرماوین جمشید و خورشید نے عرضی اسی مضمون کی لکھ کر
مسمار کوہ کو بھیجی اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو صف آرائی ہوئی طربد میدان مین آیا مبارز طلب کیا [illegible]
گیا ہو کر مقابل ہوا نیزہ بازی مین برابر رہا شمشیر زنی مین زخمی ہوا شام تک دس بارہ سردار زخمی [illegible]
مارے بھی گئے ایسی میدانداریان کین کہ کوئی دو ڈھائی سو سردار زخمی ہوے اور مارے گئے [illegible]
لشکر میدان مین آئے تھے اور طربد مبارز طلبی کر رہا تھا کبھی کوئی اسکے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ صدا [illegible]

تیرہ و تار نمودار ہوئی شعر زگرد و غبار یک شد بر سپہر رہ رفتن خویش گم کرد مہر و ماہ ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے جس وقت کہ وہ گرد قریب آکر شق ہوئی چھ سو علم علامت چھ لاکھ سوار کی ہویدا ہوئے کہ ہر علم کا پھریرا آبی رنگ کا اُسپر بادلے زرد و زری بنی ہوئیں مچھلیاں نقرئی نصب کی ہوئیں اور چھ سو ہاتھی کہ اُنکی جھولیں بھی آبی مستکون پر آئینے بندھے ہوئے سونڈوں میں زنجیریں طلائی نقرئی لپٹی ہوئیں تمام صحرا ہاتھیوں سے کجلی بن معلوم ہوتا تھا بعد اُسکے تھالیں شتر نالیں تیغچیاں بانوں کی مرکب تازی ترکی بھی یمنی عراقی عربی باساز و یراق دو دو سئیس جنوڑیاں لیے ہوئے ساتھ ہزار بارہ سو سقے بادلے کی لنگیاں اُنکے بندھی ہوئیں گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے ہزارے دہانوں پر مشکوں کے چڑھے ہوئے گلاب کیوڑا ملا کر چھڑکتے چلے آتے ہیں خاصبرداروں کے غول خاصیاں کاندھوں پر رکھے ہوئے غلاف خاصیوں پر آبی بانات کے چڑھے ہوئے بیلیں جواہرنگار مرصع کار بعد اسکے دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت شیر صولت رستم شجاعت مرکب پر سوار سر پر سایہ علم ماہی پیکر چلا آتا ہے اور ایک تخت پر بادشاہ بیٹھا ہوا اور ایک تخت کئی درجے کا بنا ہوا اُسپر ایک شخص باریش سفید لباس آبی رنگ کا جواہر نگار سے لگے ہیں تاج مروارید دوز سر پر چار سو شیشہ و صراحیاں کہ جام بلورین اُنکے ہاتھ میں اُسمیں پانی بھرتے ہیں اور اُچھالتے ہیں اور صدا دیتے ہیں کہ یا خداوند آبحیات اور چھ لاکھ سوار آبی پوش پشت پر چلے آتے ہیں القصہ آکر ایک جانب کو صف باندھے کھڑے ہیں پیرزلال نے رومال ہلایا تمام آب پرستوں نے تلواریں ننگی کر کے نعرہ کیا کہ دشمن پیرزلال کا دونوں جہان میں رو سیاہ ہوا اُدھر ایرج اور شاپور نے کہا کہ تمام وضع پیرزلال کی قلب و دوران کی سی ہے اُدھر امیر نے فرمایا کہ یہ وہی نکھرام ہے لیکن پیرزلال نے جو ایک گبر ناہنجار کو میدان میں دیکھا داراب سے کہا کہ کیا دیکھتا ہے بحکم آبحیات اسکو پکڑ لا یا جا کر قتل کر یہ سنتا ہی طربد نے پھر مبارز طلبی کی داراب مرکب دوڑا کر مقابل طربد ہوا طربد تگاور زن ہوا اور داراب کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا طربد کا گینڈا سات آٹھ قدم ہٹ گیا پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے سنبھلا گچ مار کر رانوں میں مسل کر سامنا کیا طربد نے کہا کہ تو کہاں سے آیا ہے مجھسے تو خدا پرستوں سے سامنا پڑا ہے اُسنے کہا کہ میں صاحبقران آب پرستان ہوں آیا ہوں کہ دین خداوند آبحیات کا جاری کروں طربد بولا کہ سبحان اللہ جس سے کہ موتا وضو کیا جاتا ہے تو اُسکی خدائی مانتا ہے داراب نے کہا کہ اگر خداوند آبحیات نہوں تو کوئی چیز زندہ نہ رہے یہ نہ ظاہر ہے کہ کل شئی حی من الماء طربد نے کہا پانی کو کیا خدائی مانتا ہے لقا کو سجدہ کر وہ خداوند ہیجدہ ہزار عالم کا ہے باخبر ہو داراب بولا کہ وہ تو ابھی میرے ہاتھ سے بھاگا ہے اُس بھگوڑے کو تمہیں سجدہ کرتے ہو طربد نے جھنجھلا کر کہا کہ بس زیادہ گوئی نہ کر لا حربہ اپنا داراب نے جواب دیا کہ میں پہلے حربہ نہیں کرتا جب تیرے حربے سے خداوند آبحیات بچائیگا تو میں بھی اپنا وار تجھ پر کرونگا طربد بولا ٹھیر اور سدا راب پر برچھا مارا داراب نے برچھا اُسکا چند طعن میں نکال دیا طربد نے تلوار ماری داراب نے تلوار بھی چھین لی آخر کو کشتی ہوئی کوئی دو پہر کی کشتی میں طربد کو داراب نے زیر کیا اور مشکیں باندھ کے لیکر میدان سے پھرا ایک سمت کو داراب کا خیمہ برپا ہوا پیرزلال آکر خیمے میں داخل ہوئے تخت پر بیٹھے کشور شاہ بھی برابر پیرزلال کے دست راست کو متمکن ہوا داراب نے دنگل پر جلوہ فرمایا پیرزلال نے حکم دیا کہ لاؤ طربد کو اسی وقت طربد کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے لائے طربد نے بطریق لقا پرستان سلام کیا پیرزلال بولا کہ لقا کیا گیدی خر ہے طربد پکارا کہ تو کیا سگ نجس ہے پیرزلال یہ کلمہ سنتے ہی آگ ہو گیا سامنے ڈالی انناس کی رکھی تھی انناس اُٹھا کر طربد پہ مارا کہ چھاتی پر پڑا طربد آگ ہو گیا قید توڑ ڈالی پیرزلال پر دوڑا داراب للکارا کہ ارے بدمعاش کہاں جاتا ہے طربد کے ہاتھ میں زنجیر تھی پھرا کر داراب پر ماری داراب نے

ضرب اُسکی خالی دی دوڑکر گریبان اُسکا پکڑ جھٹکا دیا کہ زانو کے بھل آیا ایک گھونسا ماتھے پر مارا کہ مغز اُسکا اُبل نکل
ہوا چیخ کھا کر گرا اور تڑپ کر مر گیا کہا کہ لاش اسکی پھینکوا دو عیاران لشکر صاحبقران نامدار اور سرداران لشکر اہل
پرستان اور لشکر لقا نے یہ تماشا دیکھکر جاکر امیر اور ایرج اور جمشید و خورشید کو خبر دی کہ داراب نے یون طرید کو
مار ڈالا امیر اور ایرج حیران ہوئے جمشید و خورشید سنکر نہایت پریشان ہوئے لیکن امیر کو نہایت محبت داراب
کو دیکھکر پیدا ہوئی نور الدہر نے بھی تعریفین داراب کی بہت سی کین اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ دھوبی بچہ ہے
نور الدہر نے کہا کہ بھئی تم یونہین جسکو چاہتے ہو بنا دیتے ہو اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب مین خلاف نہین
عرض کرتا ہون مگر لشکر کفار مین شام کو لقا بھی پہونچا حال طرید کا سنا بہت رنجیدہ ہوا اُدھر پیرزلال نے دبیر کو بلاکر
کہا کہ نامہ حمزہ کو لکھو اور قلم لے کے آپ مسودہ کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے حمزہ خداوند آبحیات برحق ہے ایک دم
اگر اپنے بندون سے منھ موڑین تو سب پیاس سے ہلاک ہو جائین اور سب اشیا پانی سے زندہ ہین اور مین کہ
پیرزلال و شفیع باب خداوند آبحیات ہون آگاہ ہو کہ کیا کیا احسان مین نے تجھپر کیے ہین اور تو نے قدر میری
نہ جانی اب خداوند آبحیات کا غضب نازل ہوا ہے داراب ایسا زبردست تیرے قتل کو بھیجا ہے آکر قدمون کو پیرزلال
کے بوسہ دے یا کسی گوشے مین بیٹھکر عبادت کر اور جو یہ نہ کریگا تو داراب کے ہاتھون ذلیل و خراب و رسوا ہوگا جب
نامہ دبیر صاف کرکے لایا پیرزلال نے داراب کو دیا کہ تم یہ نامہ لیکر جاؤ اور جب حمزہ تمسے نامہ مانگے تو پہلے زر نثار کروانا
بعد اسکے سات قدم پیشوائی کروانا تب اسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کہہ دینا کہ یہ نامہ ہے اسمین دو کلمے سخت و
درشت ہین اسپر غصہ نہ کرنا کہ سر میرا اسکے ساتھ لگا ہوا ہے جب حمزہ نامہ پڑھیگا تمسے کہیگا کہ اے داراب یہ پیرزلال
ہمارا عیار ہے ہمنے اسکو اپنے لشکر سے خفا ہوکر نکال دیا ہے یہ تمہارے پیرزلال کو مارکر آپ پیرزلال بنکر تمہین تمسے
لڑوانے لایا ہے اے داراب تم حمزہ پر بہت خفا ہونا اور بہت سی باتین داراب سے کہدین کہ وقت پر بیان کیجائنگی
داراب بہت سا جلوس اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا طرف لشکر اسلام چلا آتے آتے داخل لشکر ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا
دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا امیر نے داراب کے آنے کی خبر سنکر پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا کہ داراب آئے تو اُسے
نہ روکنا پہلوان عادی نے داراب سے کہا کہ آپ بے تکان چلے جائیے آپکے واسطے حکم آچکا ہے داراب نے
اندر بارگاہ سلیمانی کے قدم رکھا سامنے بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور صاحبقران کو دنگل شوکت پر جلوہ گر پایا باقی
سرداران اپنے مقام پر متمکن تھے داراب نے سلام کیا کہ جو خداوند آبحیات کو برحق جانتا ہو اُسپر سلام ہے
جواب سلام کا کسی نے نہ دیا امیر نے فرمایا کہ کرسی داراب کے بیٹھنے کو لاؤ جبتک کرسی آئے داراب لندھور کے پاس
آیا کس واسطے کہ لندھور تخت کے قریب سب سے بلند بیٹھا تھا اور کہا اے پہلوان دم بھر کے لیے جگہ اپنی خالی کر دے تو مین
بیٹھکر نامہ پیرزلال گذرانون لندھور چاہتا تھا کہ کچھ کلمے سخت کہے کہ صاحبقران نے فرمایا اے خسرو ہند تمہین
ہمارے سر کی قسم دنگل اپنا خالی کر دو تم پایہ تخت پر آکر بیٹھو لندھور اُٹھ کھڑا ہوا داراب لندھور کے دنگل پر بیٹھ
گیا ساقی نے جام شراب کا دیا داراب نے لیا اور امیر کی طرف دیکھکر کہا کہ بخت تمہارا سیاہ ہے کہ تم اپنے خالق خداوند
آبحیات کو نہین پہچانتے امیر یہ سنکر آزردہ ہوئے مگر کچھ نہ کہا فرمایا کہ اے داراب تمہارے آنے کا سبب کیا ہے کہا کہ
نامہ پیرزلال کا لایا ہون مگر بغیر زر نثار کیے اور استقبال کے نامہ نہ دونگا امیر نے زر نثار بھی کرایا اور استقبال بھی
کیا اور دونون ہاتھون سے نامہ لیا اُسکے نامے کو کھولکر دیکھا خط عمرو کا ہے پہچانا اور مضمون سے آگاہ ہوئے نہایت
رنجیدہ ہوکر کہا کہ اے داراب یہ پیرزلال نہین ہے یہ ہمارا عیار ہے عمرو اسکا نام ہے تمہارے پیر کو مار کر پیرزلال بنا ہے

کے فریب مین گرفتار ہو داراب یہ سنکر پکارا کہ یا پیر زلال روشن ضمیر آپ ہر ایک کے مافی الضمیر سے آگاہ ہین
تیرہ و تار صاحبقران پیر زلال نے مجھسے بھی کہدیا تھا کہ امیر یہ باتین کرینگے امیر اور باتین داراب سے کرنے لگے اُدھر نور الدہر
پھر کر رہا ہو کہ ای داراب نہایت ہمارا جی چاہتا ہو کہ ہمارے تمہارے صحبت ہو داراب نے کہا کہ مین بھی نہایت مشتاق ہون
اب شراب پی رہے کباب کھا رہے ہین جب بڑی دیر گذری داراب نے کہا یا صاحبقران اب مین جاؤنگا جواب نامے کا
دیجیے امیر نے جواب جنگ نامے کی پشت پر لکھدیا داراب رخصت ہوا سوار ہو کر اپنے لشکر کو
روانہ ہوا جب لشکر امیر سے باہر آیا لندھور مرکب پر سوار کھڑا تھا داراب کو آتے دیکھا گھوڑا اُٹھا کر داراب کے سامنے آیا
کہا کہ او دھوبی بچے آب پرست کیا بارگاہ حمزہ مین مجھسے زیادہ کوئی ذلیل تونے نہ پایا کہ اُسکو اُٹھا کر تو بیٹھتا داراب
نے کہا کہ ای ہندی مین تجکو سب سے جلیل سمجھکر تیرے دنگل پر بیٹھا تھا اور تجکو اور کچھ خیال ہو یا بر سر پرخاش ہو تو لڑ لے
لندھور بولا کہ تونے مجھے اتنی بڑی بارگاہ مین دنگل پر سے اُٹھا کر سبک کیا مین اُسکا عوض تجھسے لونگا داراب نے کہا
کہ جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر لندھور نے برچھا سنبھالا داراب نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا کہ اس اثنا مین نعرہ امیر کا
ہوا کہ ای لندھور خبردار کیا کرتا ہی کیفیت یہ ہوئی کہ بعد داراب کے جانے کے امیر نے لندھور کو بارگاہ مین نہ پایا حال
پوچھا لوگون نے کہا وہ تو یہان سے اُسی وقت چلا گیا تا سخن در وہان تھا ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور اور داراب
سے تلوار چلا چاہتی ہی یہ خبر سنکر امیر اُسی وقت سوار ہو کر چلے تھے عین گرما گرمی مین آکر پہونچے گھوڑا بیچ مین ڈالدیا اور
کہا کہ ای لندھور تمہارا غصہ نہ مٹا بس اب جانے دو ایسا ہی تو میدان مین سمجھ لینا اگر داراب کا رونگٹا میلا ہوگا تو
ہمارے واسطے بدنامی کمال ہی ایلچی کو کب زوال ہی اور داراب سے کہا کہ بھئی اب تم جاؤ اور لندھور کو اپنے ساتھ
لیکر پھر آؤ داراب اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوا اپنے دنگل پر بیٹھا ہنوز کچھ داراب کہنے نہ پایا تھا کہ خود پیر زلال
نے تمام احوال از ابتدا تا انتہا بیان کر دیا داراب بولا کہ امنّا یا پیر زلال روشن ضمیر جو آپ سے برگشتہ ہو وہ کافر ہو اُسکا
کہین ٹھکانا نہین ہو اور گردہ پھرنے لگا کہ آپ نے ایسا بیان کیا کہ گویا میرے ساتھ تھے آنکھ [illegible] تھے پیر زلال
نے ہنسکر کہا کہ ہم ہر جگہ موجود ہین خداوند آبحیات کہان نہین ہین داراب بولا سچ ہو [illegible] کے ساتھ پھر کر
خیمہ مین آ بیٹھا اگر غصے کے مارے عجب حالت ہی جہان آنکھون مین اندھیرا ہی خدا [illegible] قتل کیجے
یا اپنی جان دے دیجیے کہ دن تمام ہوا وقت شام کا آیا تنہا لشکر داراب کا راستہ لیا اس خیال پر کہ چلکے پیر زلال کو پکڑیے اور
داراب کو مارئیے یا اپنی جان دیجیے چلتے چلتے لشکر اسلام مین آ گئے یہان داراب پیر زلال سے باتین کر رہا تھا کہ لندھور پہونچا
بطریق اہل اسلام سلام کیا پیر زلال نے جواب سلام دیا کہ سوائے خداوند آبحیات کے کوئی خدا نہین ہی مگر لندھور تم آئے ہو
بیٹھو ارے داراب کے ہند کے واسطے کرسی لاؤ لیکن لندھور داراب کی طرف مخاطب ہوا کہ ای آب پرست مجکو تو
نے بے آبرو کیا مین نے تو چاہا تھا کہ وہین تجھسے عوض لون مگر وہان حمزہ نے تجھے بچا دیا اب آیا ہون کہ تجھے دنگل پر سے اُٹھا دینے
کا مزہ چکھاؤن داراب نے کہا ای لندھور تم میرے گھر مین آئے ہو اگر مجھسے تمہین کچھ آزار پہونچا تو زمانہ کہیگا کہ
داراب نے گھر مین بلا کر لندھور کو ذلیل کیا اب تم جاؤ اور طبل جنگ بجواؤ کل میرے تمہارے میدان مین سامنا ہوگا
لندھور پکارا کہ مین تجکو باندھکر لیجاؤنگا یون تو نہ جاؤنگا اُٹھ سامنا کر پیر زلال بولے کہ ای داراب اگر اسپر تو غالب ہوا
تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا اُٹھ مقابلہ کر داراب اُٹھ کھڑا ہوا تلوار کھینچی خوب تلوار چلی کہ تلوار دونون کے آدھی رہ گئین
ہاتھ سے تلوارین پھینک کر دونون سے کشتی ہونے لگی رات بھر کشتی رہی تمام بارگاہ مین روشنی تھی یہ خبر امیر کو پہونچی
نہایت آزردہ ہوئے فرمایا کہ دیکھو اسکا غصہ نہ موقوف ہوا بوڑھا ہو گیا ہو مگر حرارت مزاج کی نہین گئی ہم اب ان سے

ملکہ نے کہا کہ صاحب مجکو اس سے شوق نہین ہے خسرو بلاد نے کہا کہ مین تنہا نہ پیونگا تم بھی پیو یہ کہکر جام منہہ سے لگا دیا ملکہ
نے بھی پی لیا پھر تو دو دو تین تین جام پیے تھے کہ آپسمین اختلاط ہونے لگے لوگ سرک گئے نوبت بوس و کنار پہونچی گلے بہان
پڑ گئین گزک بیچ سے اٹھ گئی گزک لبہاے شیرین کی چلنے لگی قینچیان ٹنگڑیون کی بندھ گئین عین اختلاط مین ملکہ کو خیال آیا
کہ ای ملکہ ماہ کشوری آج تو اس سے ہمصحبت ہے کل جو فرقت ہو گئی تو کیا صورت ہو گی اس خیال مین رونے لگی لندھور
نے جو ملکہ کو روتے دیکھا پوچھا کہ صاحب کیون روتی ہو ملکہ نے کہا کہ خیال تمہاری جدائی کا آیا ہے کہ فلک تفرقہ انداز
جدا کریگا زندگی کا ہمکو ہوگی لندھور نے کہا کہ ملکہ اگر تم مسلمان ہو تو مین تمھین لشکر اسلام مین لیچلون ملکہ نے جواب دیا کہ
مین تمھین سجدہ کرنے کو موجود ہون جو تم کہو سو مین کرونگی مجکو سواے تمہارے کسی سے غرض نہین ہے مگر بھائی میرا
دارا سپ کشور کشا بہت زبردست ہے کہ دیو ہوشنگ [illegible] کو مارا لندھور بولا ای ملکہ ہمنے پردہ قاف مین دیو سفید
کو مارا کہ اسکا ثانی کوئی دیو نہ تھا ہزارون دیوون [illegible] ہم لڑا ایسے دیو کا مارنا مجھکو دشوار نہین ہے ملکہ کو کلمہ سکھایا وہ مسلمان
ہوئی رات انھین باتون مین گذری آثار صبح نمودار ہوے جا بجا فرش پر شکنین پڑین تھین شیشے جو ٹوٹے تھے ریزہ مینا جھلک
رہے تھے شمع کی روشنی پر زردی تھی [illegible]
چاندنی پر ایک اداسی چھائی تھی ہوئی [illegible] کے خاکستر کے ڈھیر تھے مرغ سحر کا شور نوبت کی ٹکور ماہ تابان سمت مغرب راہی
گرم گرم آج پھٹنے [illegible] کی آواز چلی آتی تھی گھڑیالی پر موگری پڑ رہی تھی بے اختیار ملکہ پکاری گیت

جھم جھم پیر پاؤن [illegible] اتر یا سا جاتا ہے — سکھی مین دیکھ دیکھے نیار سے گھڑے کی لکت سنی چھاتی بھر آتا ہے
ادھر خسرو بلاد [illegible] سا کیے جب کرشن ریکھ کیسے نبھات ہے — ایہو کہ بال وار ہرت ہون بار بار موگری نار ہ گھریا کی اشاہے

اتنے مین [illegible] یاہند پکارتا تھا کیفیت شب وصل صنم ہو آج گریہ گہی نصیب + گریبان سحر کو تاک رکھا دامن شب سے نظم

خندہ نمود ہو صبح کا ہوا اڑکا
عجب عالم تھا کیا کہون کیسا اور
کوئی بیٹھا ہاتھ مین لیے کوئی
کوئی کرتا دعا کی ہے بکل [illegible]

پتا ہلا نسیم سے کھڑکا
آنکھ آواز پر یک بیک سنکر
سبھی داسون کی اپنے دیکھتی تھی
دیکھتی تھی کہ دل ہے راحت ہو

تھی اذان کی بھی اور گجر کی صدا
آنکھ یکبار کھل گئی سب کی
کوئی کرتی تھی محرم اپنی درست
کوئی دیتی تھی شیشے مین جھنڈ [illegible]

شور اٹھا ایک سمت نوبت کا
روشنی تھی وہان عجب ڈھب کی
ڈھیلے بندون کو کر لیا چست
تا ادا کیجے واجب و سنت

غرض سب ہی اپنے بند ہونگے درست ہوے ملکہ کے مجرے کو آئین ملکہ اور لندھور دونون اٹھکر بیٹھے وہ بھی منہہ ہاتھ
دھو رہے تھے کہ ملکہ نے لندھور سے کہا کہ صاحب اگر مجھے لیچلنا ہے تو لیچلو نہین تو مین قتل ہو جاؤنگی لندھور نے جواب دیا کہ
ملکہ ہمارے یہان عورت کو لیکر بھاگنا ننگ و عار ہے ملکہ بولی تو صاحب مین اپنے کو ہلاک کرونگی مجھسے نہو گا کہ
کشور شاہ کو یہ خبر ہو کہ بیٹی تمہاری یار کو لیے بیٹھی ہے اور وہان سے فوج آئے اور وہ اب بھی مقرر آئیگا تم تو
شاید لڑ بھڑ کر نکل بھی جاؤ مگر مین رسوا ہوئی اس رسوائی سے موت بہتر ہے اور ملکہ کی ساتھ والیان بھی بولین
کہ کیا ملکہ کا خون کرواؤگے اپنے لشکر مین لے کیون نہین چلتے ادھر ملکہ حالت بیقراری مین یہ کہتی تھی خیر صاحب
ہماری قسمت مین یونہین مرنا لکھا ہوا تھا عاشق ہوے تو ایسے بیرحم پر کہ اسکو مرنے جینے کا کچھ خیال نہین
پھر ایسی روئی کہ آنکھین لال ہو گئین کہ اسمین ایک آدھ انیس نے کہا کہ میان ایسے بیرحم ہو تو تم یہان سے چلے جاؤ
ملکہ اکیلا یہان چھوڑ دو کوئی انھین بدنام تو نہ کریگا جان تو انکی بچیگی لندھور یہ سنکر بولا کہ ملکہ چلو سوار ہو مین
تمھین اپنے لشکر مین لیے چلتا ہون اسی وقت ملکہ اپنی انیسون جلیسون سمیت سوار ہوئی لندھور رات کے
وقت اپنے لشکر مین داخل ہوا ملکہ کو علیحدہ خیمے مین رکھا اور صبح کو خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا امیر
لندھور کا حال سنکر نہایت فکرمند تھے کہ لندھور نے آکر قدمبوسی حاصل کی اور خلوت مین تمام حال ماہ کشوری کے

مسلمان ہوئے اور اپنے ساتھ لے آنے کا بیان کیا اور کہا کہ آبرو اسکی میرے اور آپ کے ہاتھ ہے امیر یہ سب حال سنکر
چپ ہو رہے لیکن جو لوگ کہ ماہ کشوری کے وہین رہ گئے تھے اُنھون نے لشکر کشور شاہ کا راستہ لیا اور جا کر تمام حال
ماہ کشوری کا بیان کیا داراب سنکر نہایت غضبناک ہوا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی دود
بدماغی دماغ جان سے اُٹھا حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اس ہندی کو سر میدان بسزا پہونچایا ہوگا تو نام اپنا داراب
رکھا ہوگا اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر امیر اور ایرج اور لقا کو پہونچائی یہان
بھی نقارہ رزمی گڑگڑانے چار پہر رات تیاری رہی صبح کو جانبین لشکر میدان مین آئے صف آرا ہوئے طرفین
صفین آراستہ ہوئین میدان درست ہوا نقیب نہیب دے کے چلے گئے داراب کشور کشا گھوڑے سے اُترکر پیرزلال کے
سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی پیرزلال نے کہا کہ اے داراب لندھور قوت بازوے حمزہ
اور جانشین حمزہ ہوا سیر اگر تو غالب ہوگا تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا داراب نے کہا کہ خداوند آکجیات چاہینگے
تو سب کچھ ہوگا پیرزلال نے کہا کہ جاؤ سپرد خداوند آکجیات کو کیا داراب بادگر گھوڑے پر سوار ہو کر
میدان مین آیا خوب سب پچھے کے ہاتھ لگا کے گھوڑے کو گرمایا جب پسینے پسینے ہوگیا لگا دم آراستہ کرنے اور پکارا کہ
کہان ہے وہ ہندی نکلے میرے مقابلے کے واسطے بس پوری بات منھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ لشکر ہندوستان مین
علماے فیل پیکر جلوہ گری پر آئے آواز گر دم گا دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی لندھور ہاتھی بڑھا کر
سامنے تخت بادشاہ کے آیا اُتر کر ہاتھی پر سے سلام کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد کیا
پروردگار عالم کو اور جام کلہ عفوریت عنایت کیا لندھور نے اسے پیا اور بارہ سو بادشاہ ہندوستانی کہ جے اور جامے مین
انکے گلون مین پڑے ہوئے کوتہ خانیان کنایان کمر دن مین اُنگلی لگی ہوئی تھین لندھور نے اُن سبھون سے
کہا کہ ابھی میدان مین ایک سے ایک لڑتا ہے تم یہین رہو میرے حق مین دست بدعا ہو کہ خدا اس آتش پرست پر
مجھے غلبہ دے میری آبرو رکھے سب وہین رہ گئے لندھور نے فیلبان کو اشارہ کیا کہ وہ اُتر گیا آپ ہاتھی پر سوار
ہوا گرز کو اُٹھا کر ہاتھی کی مستک پر رکھا اور گجگ باری ہاتھی اگلی پچھلی کلیان جھاڑ کر کلکلایا مستک اُٹھا کے سونڈ پچھاڑ
لگی ادھر لندھور ہاتھی کو جھکاتا ہوا برابر داراب کے آیا داراب تکاور زن ہوا برابر سے مرکب ہٹے گئے راؤن
مین […] آکر مقابل یکدیگر ہوئے داراب نے کہا اے ہندی یہ کیا تو نے کیا کہ پرائے ناموس کو نکال لیگیا لندھور
بولا کہ وہ مسلمان ہوئی ناموس میرا ہو چکا مین اپنے ناموس کو لیگیا تجھے کیا داراب یہ سنکر آگ ہوگیا برچھا لندھور
پر مارا لندھور نے نیزے سے پر دکا خوب نیزہ بازی ہوئی مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانین اور بنا مین ناکارہ ہوگئین
ہاتھ سے نیزے پھینک دیئے داراب نے گرز پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکر مارا لندھور نے اپنے گرز پہ روکا گرز پہ گرز
پڑا شرارے آتش کے نکلے دونون گرزون مین پھول پڑ گئے جگر زمین شق ہوگیا ہاتھی چار سینڈ تک غرق ہوگیا
داراب سے یا کسا بند ہوگئی ہر ایک پر […] سے پسینا جاری ہوا اگر دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُسمین خلل
واقع نہوا لندھور تو تتورہ گرد مین چھپا اور داراب کلاہ کج کرکے پکارا کہ زد دم و بیست گردم عیار لندھور کے دم سے
گرد کے پیچ […] گر کے گھسکر دیکھا کہ لندھور بیہوش کھڑا ہے پکارے کہ شہریار حریف زیادتی کر رہا ہے لندھور کی
آنکھ کھل گئی اپنے عیارون کو دیکھا عیارون نے پوچھا کہ خیریت تو ہے کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا اُنھون نے عرض
کیا کہ حریف زیادتی کر رہا ہے لندھور نے بیٹھے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقہ زمین کا لیکر نکلا اُس برج خاکی سے پھر ایک
آفتاب طالع ہوا محمودی کا رومال ہاتھ […] گرد سفید کی جھاڑتا ہوا باہر آیا گرز ہاتھ مین سنبھالے ہوئے امیر نے

کہلا بھیجا کہ ای داراب ہشدم گرز اپنا داراب پر نہ مارنا لندھور نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے داراب نے قسم دی کہ
لندھور تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی تو بقوت تمام گرز اپنا مجھپر مار نہین تو مین اب گالیان دے کر کہونگا لندھور
ناچار ہوگیا گرز داراب پر مارا اُسنے بھی اپنے گرز پر روکا وہی حالت داراب کی بھی ہوئی جو لندھور کی تھی مگر گھوڑا
داراب کا مر گیا کمر اُسکی ٹوٹ گئی داراب نے چاہا کہ ہاتھی کو لندھور کے مار ڈالے لندھور ہاتھی پر سے کود پڑا دونون
مین کشتی ہوئی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز امیر نے آکر دونون کو جدا کیا لندھور نہایت آزردہ ہوا ادھر
پیرزلال داراب پر خفا ہوئے کہ تو نے حمزہ کے کہنے سے لندھور کو کیون چھوڑا بہت برا کیا مگر داراب نے پھر
طبل جنگ بجوایا اور لشکرون مین بھی نقارہ گڑگڑایا ایرج نے کہا کہ کل مین زور آزمائی اس سے کرونگا صبح کو چارون
لشکر میدان مین آئے داراب پیرزلال سے اجازت لیکر عرصۂ کارزار مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج آکر مقابل ہوا
اور تلقین بدین آفتاب پرستی کیا داراب نے کہا تو خداوند آبحیات کو مان اور پیرزلال کو جان ایرج نے کہا کہ
مین پیرزلال کو خوب جانتا ہون ابھی دو دن کا ذکر ہے کہ میرے یہان قطب دولات بنا ہوا تھا میرے پاس سے
نکل گیا اب تجکو بنا کر لایا تجھپر بھی احوال کھل جائیگا غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی برابر رہے شمشیر زنی ہونے لگی
یہ تلوار مارتا ہے وہ تلوار پر روکتا ہے وہ تلوار مارتا ہے یہ تلوار پر روکتا ہے قریب شام ایرج ہاتھ سے داراب کے
زخمی ہوا طبل بازگشت بجا سب لشکر پھر گئے نورالدہر نے آدمی ایرج کے استفسار مزاج کو بھیجا اور کہلا بھیجا
کہ کل ہم تمھارا عوض داراب سے لینگے ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ اگر نورالدہر داراب پر غالب ہوا تو گویا یہ
دوسرا زخم لگا دیکھیے کیا ہوتا ہے اور داراب نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو معرکہ آراستہ ہوا مبارز طلب کیا
نورالدہر بن بدیع الزمان مقابل ہوا داراب نے کہا اے شہریار اگر آپ بغیر جنگ و جدال دین آب پرستی اختیار
کرین تو مین اپنے لشکر کا بادشاہ آپکو کر دون نورالدہر بولا کہ آپ مجھے جب زیر کیجیے گا اُسوقت سمجھ لیجیے گا غرض پہلے
نیزہ بازی ہوئی برابر رہے داراب نے گرز اُٹھایا کہ نورالدہر پر مارے کہ بچہ پیدا ہوا ڈالکر کمر مین ہاتھ داراب کو
اُٹھا لیگیا صاحبقران نے فرمایا کہ حملہ لشکر کرے اور پیرزلال کو پکڑ لے لوگ دوڑے پیرزلال نے لشکر اسلام کو
بارادۂ فاسد آتے دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر مجبور ہوکر پھر گئے اور لشکر اپنے اپنے خیمون کو روانہ ہوئے
لیکن صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اور سردارون سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ آج شب کو لشکر آب
پرستان پر شبخون مارون اور پیرزلال کو گرفتار کر لون سبھون نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے تیاری شبخون کی ہوئی
فتاح کشور عیار داراب کشور کشا بصورت بدل یہان موجود تھا خبر لیکر پیرزلال کی خدمت مین آیا حال
بیان کیا پیرزلال نے کشور شاہ سے کہا کہ تم فوج لیکر کوہ اعظم پر چڑھ جاؤ مین داراب کو لیے جاتا ہون اگر حمزہ تمھارے
اوپر چڑھ آئے تم اُسکے سردارون کو زیر تیغ بٹھانا حمزہ پھر جائیگا یہ کہکر پیرزلال داراب کی تلاش مین روانہ ہوا
اُدھر حمزہ صاحبقران لشکر تیار کر کے زیر کوہ آئے اور نعرہ کیا کہ اُس پیرزلال نکوام کو میرے پاس بھیجو نہین
تو تم سب کو قتل کر دونگا آب پرستون نے جواب دیا کہ پیرزلال تو داراب کے تعاقب مین گئے ہین یہان نہین ہین
اور جو آپکو یقین نہین ہے تو جو چاہیے سو کیجیے امیر نے فرمایا تم بہانہ کرتے ہو اور اُسکو [illegible] چھپاتے ہو مین
ہرگز نہ مانونگا اور تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکر پہاڑ پر چلے لڑائی شروع ہوئی پہاڑ والے تیر پھینکنے لگے امیر تیرون کو کاٹتے ہوئے
چلے آتے ہین دو گھاٹیان لے لی ہین ایک گھاٹی باقی رہی ہے اُسوقت کشور شاہ نے سرداران لشکر اسلام کو جو خیمہ
اور ملک سمار سے چھینتے تھے اُنھین بلاکر زیر تیغ بٹھایا اور کہا کہ حمزہ سے کہو کہ یہان سے پھر جاؤ نہین تو انھین ہم مار ڈالینگے

امیر ناچار پھر گئے آکر خیمے مین داخل ہوئے عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ تم مین سے کوئی جا کر سردارون کو چھڑا لائے سمک یلطاقی مستعد ہوا کہا غلام جا کر چھڑا لاتا ہے یہ کہکر دو چار شاگردون کو ساتھ لیکر سیاہ پوش ہو کر رات کو پہاڑ پر آیا اور زندانخانہ دریافت کرکے دو پہر رات گئے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اڑائی جب سب نگہبان بیہوش ہوئے سمک یلطاقی نے تمام سردارون کو رہا کیا اور خدمت امیر مین لایا امیر بہت خوش ہوئے سمک یلطاقی کو خلعت دیا لیکن صبح کو کشور شاہ کو خبر پہونچی کہ رات کو عیار خدا پرستون کے سب سردارون کو چھڑا کر لیگئے نہایت خائف ہوا کہ دیکھئے اب کیونکر خدا پرستون کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہے

اب دو کلمے داستان خواجہ عمرو کا بصورت پیر زال تلاش مین داراب کشورکشا کی جانا اور ساحرہ کو داراب کے ہاتھون ملکر قتل کرا کے واپس آنا بیان کیے جاتے ہین مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
عبث عبث نہو تو مجھسے بدگمان صیاد
کھلی ہے کب نہ قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

ابھی نہین ہے ستمگار میری قدر تجھے
کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
مین وہ ہون رونق گلزار ہے مرے دم سے
اڑا سکے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے
ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین بیخوار ساغر مل کو
صدا آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہین آرام ہے چمن و بلبل کو
کہ جیتا نکلتا نہین جال قفس سے بھی گل کو
کہتا نہو مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل مین کب گذرتا ہے
کبھی نہ مانیگا مین تو خدا سے ڈرتا ہے
غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے
پرون کو کھول کے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لیکے مین اڑ جاؤنگا کہان صیاد

ادھر ہے تاک مین الجھانے کی تیرے سنبل
ادھر ہے دام بچھائے ہوئے نکہت گل
پھنسا ہی لینے کی ہے فکر جا بجا بالکل
نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہین چپ چاپ جہان تہان صیاد

اگرچہ میری بھی کی آسنے خانہ بربادی
مگر کبھی نہ کسی روز مین ہوا شاکی
پھرا ہے تو ظلم پہ جلاد نے کمر باندھی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہو جائے بے نشان صیاد

نہ اسکے دام مین آتا مین زینہار ای رند
یہ کشمکش نہ اٹھاتا مین زینہار ای رند
کبھی قریب نہ جاتا مین زینہار ای رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار ای رند
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہان صیاد

رہ ہوستان جام تمنا سے فتح و نصرت و جامہ پوشان بلبوس امانت مجمعان عرصہ جنگ و جدل و ستمعان اخبار معرکہ قتال گمشدگان وادی غم و محبوسان پنجہ ستم یون بیان کرتے ہین کہ جب عمرو تلاش مین داراب کی نکلگیا ہر طرف ڈھونڈھتا پھرا کہین پتا نہین لگا حیران و پریشان ایک دامن کوہ مین پہونچا بال دیوتندک کا آگ پر رکھا بال کا گرم ہونا تھا کہ بعد لمحہ کے دیوتندک پہونچا سلام کیا عمرو نے کہا کہ اے دیوتندک اسوقت مجھکو ایسے جا پاس سے نکلوا لایا مین داراب کو بنا کر لیکے آیا تھا وہ اسطرح سے غائب ہوگیا اُسے ڈھونڈھنے نکلا ہون ہر چند تلاش کی نہین ملتا تندک نے کہا کہ اُستاد ایک ساحرہ کشتات جادو علاوہ دہر آفت روزگار رہتی ہین آپ کی خبر کے واسطے آیا تھا دامن کوہ مین شکار کرکے کھاتا تھا کہ وہ آکر مجھکو پکڑ لیگئی اور مجھسے طالب وصل ہوئی اُستاد کیا عرض کرون جو بوسے بد اُسکے منہ مین تھی مین نے خوب اُسکو شراب پلا کر مست کیا اور اُسکے پاس سے بھاگا وہ نکلا تب ہوش مین آئی نشہ شراب کا کم ہوا میری تلاش مین نکلی تھی کہ ایک جوان خوبصورت کو کہین سے اٹھا لائی اب اُس

ہمصحبت ہو عمرو نے کہا ای تندک وہ جوان بیشک داراب ہی تو اُس ساحرہ کو جاکر مار اور داراب کو چھڑا لا
وہ بولا اُستاد مین تو اُدھر رخ بھی نہ کرونگا عمرو نے کہا کہ اچھا اتنا کر کہ مجھے اُسکے باغ تک پہونچا دے تندک نے کہا
اُستاد اگر اُسنے مجھے دیکھہ لیا تو مار ڈالیگی عمرو نے کہا ارے کمبخت رات کے وقت لیچل تندک نے وقت شب عمرو کو لاکر
کشمات جادو کے باغ کے پاس اُتار دیا کہا کہ یہی باغ اُس قطامہ کا ہی اور مین تو جاتا ہون یہ کہکر بھاگا عمرو نے رات تو
بسر کی صبح صورت اپنی ایک گوسپیے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھکر گانا شروع کیا یہان کشمات جادو جبسے داراب کو
لائی ہی پہلے تو یہ صورت ہوئی کہ داراب اُس سے مشغول اختلاط ہوا جب نوبت بوس و کنار کی آئی تو گندہ دہنی
نے اُس بدکارہ کی دماغ داراب کا پریشان کردیا داراب کو نفرت کلی ہوئی دور ہٹکر بیٹھا اور وہ دوڑ کر لپٹی
داراب نے طمانچہ مارا کہ او گندہ دہن الگ ہٹ ہونٹھہ اُسکا پھٹ گیا خون بہنے لگا اُسنے سحر کیا کہ داراب بےحس و حرکت
ہوگیا کشمات نے کہا کہ ای عزیز مجھے وصل سے اپنے شاد کر تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کردونگی داراب نے کہا کہ مجھے وجانا
قبول مگر تجھسے ہمصحبت ہونا نہین قبول منھہ تیرا کا ہیکا ہی سنڈاس ہی کشمات بولی کہ سواے اسکے کوئی اور عیب
تو مجھہ مین نہین ہی ارے سن میرا سولہ برس کا اور ایسی صورت ہی جسپر تجکو رغبت نہین ہی داراب نے کہا کہ مین تیری
طرف تھوکونگا بھی نہین یہ سنکر کشمات جادو جھنجھلائی کہا رہ دیکھہ تیری حالت کیا کرتی ہون اور خوب جو بہ کاری
داراب پر کی اور حکم کیا کہ لیجاکر اسے قید کرو دانہ پانی بند کردو دو روز داراب بے دانہ و آب قید رہا آخر کو خودہی
اُس بدکارہ کو چین نہ آیا تیسرے دن داراب کو پھر بلایا کھانا کھلایا کہا کیون اب تو کچھہ سمجھا راہ راست پر آیا داراب
بولا کہ اگر تو لاکھہ بار مجھے مارے اور جلاے تو بھی مین تجھسے ہرگز ملتفت نہونگا کمال آزردہ ہوئی اُٹھکر ٹہلنے لگی ساتھہ والیون
نے کہا کہ بلاؤن یہ سودا میرا اندرائن کا پھل ہی دیکھنے کا ہی کھانے کا نہین ہی وور بھی بھیجے ہم اور سنڈا آپکے واسطے
لاتے ہین کشمات نے کہا کہ مردار وتمھین کچھہ خبر ہی یہ نامرد نہین ہی مرد ہی مگر میری بو سے وہن سے اسکو انکار ہوگیا ہی
مین تو اسے مار ڈالتی مگر دل نہین مانتا میرا دل تو اسکو پیار کرتا ہی اور کسی کو لیکے کیا کرونگی یہ باتین تھین کہ آواز گانے
کی پہونچی بےچین ہوگئی باہر باغ کے آئی دیکھا کہ ایک مرد ضعیف بیٹھا بانسری بجا رہا ہی قریب آکر کھڑی ہوئی عمرو نے
ہاتھہ سے بانسری رکھدی کشمات نے کہا کہ ارے تو کون ہی عمرو بولا مجکو طیفور نے نواز کہتے ہین آپکے باغ کے پاس
پہونچا خیال مین گذرا کہ آپکی ملازمت سے مشرف ہوجیے کشمات بہت خوش ہوئی ہاتھ پکڑکے اندر باغ کے
لائی قصر مین آکر بیٹھی مگر کمال پژمردہ نہایت دل افسردہ عمرو نے پوچھا کہ ملکہ قربانت شوم کچھہ حال تو کہیے بلبلان
لون آپ آزردہ کیون ہین رنج و ملال کا کیا سبب ہی کشمات جادو نے آہ سرد کھینچی اور روکر کہا طیفور دل کا
آجانا بڑے غضب کی بات ہی بیت آہ آفت ہی عاشقی کی لاگ ٭ واسطے ہوتی بری ہی دل لگی لاگ شعر
محبت است کہ یکدم نمید ہد آرام ٭ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد ٭ طیفور بولا کہ چراغ خاندان ساری
وجمشید کا ہمیشہ روشن رہے کیا آپ کسپر عاشق و شیدا ہین اُس پر دست رس نہین آپ کہین ہین وہ کہین
کشمات بولی کہ وہ آفت جان میرے پاس ہی مگر مجھسے التفات نہین کرتا ہرگز بات نہین کرتا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ
وہ ایسا کون سنگدل ہی کہ جسکو تم ایسی نازنین سے محبت نہین ہی ہاے ظالم کیا عالم ہی تمپر میرا جی کچھہ چاہتا ہی
کشمات نے کہا چپ نگوڑے تو مجھسے ہنستا ہی طیفور بولا پھر اُسکا کچھہ حال تو بیان کرو کہ وہ کون ہی کشمات
پکاری کہ ای طیفور مین تخت پر سوار شہر اتم کی طرف سے چلی آتی تھی کہ میدان رزم مین دو شخصون کو گرم جنگ
دیکھا اُنمین ایک جوان آئی پوش تھا میرا دل اُسپر آگیا مین اُسے یہان اُٹھا لائی مگر یہ بھی تقدیر کی خوبی ہی کہ

مجھے تو اُس سے محبت ہو اور اُسکو مجھسے نفرت ہی میرا تو دل اُسکے عشق مین بیقرار ہی اور اُس کمبخت کو اپنے پہلو مین
مجھے بٹھانا ناگوار ہی عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھے تم قبول کرو مین رات دن تمھین خوش کیا کرونگا تمھارا مطلب بھی خوب
نکالونگا اُسنے کہا کہ ایسے تیسے پھر وہی باتین لایا طیفور بولا ملکہ اگر ایک مرتبہ میری بھی ہوس تم بجھا دو تو مین اُسے
راضی کردون ہاے کیا پیڑو کا اُبھار ہی کیا چھاتیون کا تناؤ ہی کیا گات ہی کیا بات ہی کشمات نے کہا کہ ارے
مسخرہ پن تو نہ کر تو یہ کہہ کہ اُسے راضی کر لایگا عمرو نے کہا کہ ابھی اسی وقت آپ مجھے وہان بھیجیے تو سہی اسنے
عمرو کو داراب کے پاس بھیجا عمرو کہہ گیا تھا کہ تم صحبت عیش آراستہ کرو مین اُسے لیے آتا ہون کشمات جادو
بزم آرائی مین مصروف ہوئی عمرو جو داراب کے پاس آیا اُس سے کہا کہ ای داراب تم مجھے پہچانتے ہو داراب نے کہا
کہ نہین عمرو نے کہا کہ مین کلا قوت ہون خداوند آبحیات کا مجکو پیرزال شفق زمین نے بھیجا ہی عیار آبحیات مجھے
یہان لایا ہی مین اس واسطے آیا ہون کہ تجھے جادوگر کا مارنا تعلیم کرون ای داراب جادوگر کو ملکر مارتے ہین تو اُس
سے محبت کر اور خوب شراب پلا کر اُسے مدہوش کر کے چھاتی پر چڑھ کے گلا گھونٹ ڈال داراب نے کہا کہ اب ایسا ہی
کرونگا بس عمرو کشمات پاس آیا اور کہا کہ اب اُسے بلا لیجیے دیکھیے کہ مین نے کیا افسون کیا ہی کشمات نے
حکم دیا کہ لاؤ داراب کو لوگ گئے داراب کو لیکر آئے کشمات نے کہا کہ ای عزیز اب بھی تو راضی ہوا یا نہین
داراب نے کہا کہ جان جہان مین تو تمھین آزماتا تھا کہ تم مجھے کسقدر چاہتی ہو معلوم ہوا کہ تم اپنے مطلب کی غرضی ہو
اور محبت شی دیگر ہی جو کسی کو چاہتا ہی وہ معشوق کو ایذا بھی دیتا ہی آپ رنج اُٹھاتا ہی معشوق کا رنج گوارا نہین کرتا
تمنے تو مجھے دو دو روز بھوکا رکھا خانہ تاریک مین بند کیا واہ کیا محبت ہی کشمات جادو یہ سنکر دوڑ کر لپٹ گئی کہا کہ میری
جان حقیقت مین مجھسے خطا ہوئی اب ایسا نہوگا اور اپنے دلمین کہا کہ سب کرامات اسی گوینے کی ہی اور طیفور کو
خلعت دیا غرض اس سے صحبت ہوئی اور داراب نے اُسے خوب شراب پلائی جب وہ بدمست ہوئی اُسے گود مین
اُٹھا لیا وہ لگی پٹنے لگی کوسنے کہ موے موذی کاٹے مین کسی چیز کی غرضی نہین ہون تیرا ستیاناس جاے مجھے چھوڑ دے
ظاہر مین تو یہ کہتی تھی اور باطن مین غنچۂ خاطر مائل بشگفتگی تھا کہ اب مطلب میرا حاصل ہوا داراب نے اُسے لا کر پلنگ پر
ڈالا چھاتی پر چڑھکر اسقدر گلا گھونٹا کہ روح نجس نے اُسکی جدھر سے راستہ پایا نکل گئی غل اور شور برپا ہوا
تاریکی ہو گئی مکانات سحر کے پنہان ہو کر اُڑنے لگے چار گھڑی کے بعد آواز آئی کہ کشتے مرا نام کشمات جادو بود ہیہات
کہ سن میرا ابھی تین سو برس کا بھی نہوا تھا جوان مری اور اپنے مطلب کو نہ پہونچی غرض جبکہ روشنی ہوئی دیکھا کہ
لاشہ ایک پیرزال کا پڑا ہوا ہی رنگ سیاہ ہو اب اُس گوینے نے داراب سے کہا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ کہ
پیرزلال دامن کوہ مین بیٹھے تمھارا انتظار کر رہے ہین اور مین اب خداوند آبحیات کی خدمت مین جاؤنگا اب
داراب تو مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو نے تمام مال و اسباب کشمات جادو کا داخل زنبیل کیا اور لوگون سے کہا
کہ جہان تمھارا جی چاہے وہان جاؤ اور آپ پیرزلال کی شکل بنکر داراب کے پہونچنے سے پہلے دامن کوہ مین جا بیٹھا
بعد تھوڑی دیر کے داراب پہونچا پیرزلال کی ملازمت حاصل کی پیرزلال نے کہا کہ ای داراب دیکھا کہ ہمنے کیونکر تمھین
چھڑایا گوینے سے جادوگر کا مارنا تمھین تعلیم کرایا داراب بولا ہان بعد اسکے پیرزلال نے آسمان کی طرف دیکھ کر
کہا کہ ای پیک آبحیات تم ہمارے لشکر مین جا کر کشور شاہ سے کہنا کہ لشکر کو پہاڑ سے نیچے اُتار دے داراب کشور کشا
اور پیرزلال آ پہونچے آواز آئی کہ بہت اچھا پیرزلال نے خطاب کیا کہ ای شاہزادے آبحیات گھوڑا داراب کا لشکر مین
لیتے آؤ تاکہ سند لشکر روانہ ہوا اور جو کچھ کہ پیرزلال نے کہا تھا جا کر لشکر آب پرستان مین بیان کیا اور گھوڑا داراب کا

وہاں سے لیکر راہی ہوا کشور شاہ نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور فتاح کشوری کو صاحبقران کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا
کہ ہم پہاڑ کے نیچے آئینگے آپ اپنا لشکر ہٹا لیجیے کہ داراب کشور کشا آتا ہے امیر نے حکم دیا کہ فوج ہماری پہاڑ کے گرد و اطراف سے
چلی آئے جب فوج اسلام ہٹ گئی کشور شاہ پہاڑ سے نیچے آیا جہاں لشکر پہلے تھا وہاں اترا لیکن صاحبقران نے فرمایا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ داراب کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی تھی یہ سیاربان زادہ اسے مارکر داراب کو چھڑا لایا سعدون نے
عرض کیا کہ درست ہے مگر داراب کشور کشا مرکب پر سوار شہر اعظم کو چلا آتا ہے کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا جب
گرد شق ہوئی سو علم نشان لاکھ سوار کے دکھائی دیے اور جلوس سواری کا ہمراہ فوج میں ایک جوان کرگدن سیاہ رنگ
پر سوار گرد اسکے سوار اور پیادے چلے آتے ہیں اور اس جوان نے بھی داراب کو دیکھا کہ دبدبہ و شوکت و شان
چہرے سے ظاہر ہے مرکب کو اڑائے ہوے چلا جاتا ہے پس وہ جوان گینڈے کو بھگا کر پاس داراب کے آیا اور کہا کہ کیا نام
ہے تیرا اور کیا مذہب رکھتا ہے یہ پکارا کہ مجھے داراب کشور کشا صاحبقران آب پرستان کہتے ہیں اور وہ دیکھ خلیفہ خداوند
آبحیات شاہ پیر زلال خضر میرے ساتھ ہیں اسنے دیکھا کہ ایک پیر باریش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا پیراہن زریں پہنے
ہوے کبھی زمین پر قدم با قدم چلتا ہے اور کبھی آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہے یہ حال دیکھکر حیران ہوا ادھر داراب نے اس سے
پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہاں سے آتا ہے اور کہاں جائیگا اسنے کہا کہ نام میرا سلیمان زرین زرہ ہے بادشاہ ہوں
سلیمان کوہ کا لقا پرست ہوں اور اسی کی مدد کے واسطے جاتا ہوں داراب بولا کہ اے سلیمان وہی لقا کہ
عمرو عیار نے جسکی سوت سے ڈاڑھی مونڈی اور اسکو خبر نہوئی اور ہاتھ سے اہل اسلام کے شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہے
اچھے بھگوڑے خدا کو تم مانتے ہو اے سلیمان خداوند آبحیات کو سجدہ کرو کہ ہر شے کا یہی باعث حیات ہے اسی سے
سرسبزی جملہ نباتات ہے دیکھو تو کیا پانی لطیف و صاف ہے کوئی شے بھی اس سے زیادہ شفاف ہے چشمہ فیض خداوند
آبحیات ہر جا موجزن ہے دریاے رحمت ہر مقام پر جاری ہے غرض یہانتک تعریفیں پانی کی کہیں کہ سلیمان نے
کہا لعنت ہے لقا پر اور اسکے پرستاروں پر یہ کہکر مع فوج آب پرست ہوا داراب وہاں سے چلا جب قریب خیم کے پہونچا کشور شاہ
مع سرداران فوج با جاہ استقبال کے واسطے آیا اور داراب کو بڑی شان و شوکت سے لشکر میں لایا داراب کی صحبت میں بیٹھا پیر زلال نے شراب
مسکن ہوے ناچ ہونے لگا کشور شاہ نے بیان کیا کہ عیاران لشکر اسلام سرداران لشکر اسلام کو چھڑا لیگئے داراب نے کہا خیر سمجھا
جائیگا اور حمزہ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ آپ چاہتے ہیں کہ لشکر میرا برہم کریں اب میں بھی آپہونچا ہوں مگر آپکی
صاحبقرانی سے لشکر پیچھے سردار پر زیادتی کرنا بعید ہے امیر نے داراب سے کہلا بھیجا کہ اے داراب مجھکو تمہارے
لشکر سے کچھ سروکار نہ تھا مگر میں نے اس نکھرام پر پرسش کی تھی اگر وہ ہاتھ لگتا تو اسکو پکڑ لیتا داراب نے جب یہ سنا ہنسا
اور کہا کہ سبحان اللہ حمزہ کو پیر زلال یا اپنے عیار کا گمان ہے پیر زلال نے کہا کہ اے داراب حمزہ کا عیار بھی بڑا ہی فعلیا ہے
بہت سی خدائیاں اسنے برباد کر دی ہیں داراب نے کہا اے پیر زلال آپ طبل جنگ بجوائیے کل میں لشکر حمزہ سے
مقابلہ کرونگا پیر زلال نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر لشکر امیر کو پہونچائی طہماس بن عنقود بیل دیوپرور نے
صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور غلام کے نام پر طبل جنگ بجوائیے کل میں داراب سے مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا
اچھا اور حکم دیا کہ نقارہ رزمی نوازش میں آئے یہ خبر پیر زلال کو پہونچی اپنے دل میں کہا کہ اے عمر و یہ وہی طہماس ہے کہ
جسکے ہاتھ سے حمزہ تک زخمی ہو گیا تھا اور دو بیٹے حمزہ کے اسکے ہاتھ سے مارے گئے تھے یہ بلاے بے درمان ہے اسکا نشان
ناگہانی ہے یہ حوصلہ نورالدہر ہی کا تھا کہ اس بلادی کا کام تمام کیا ایسا نہو کہ داراب طہماس کے ہاتھ سے مارا جائے تو ہما
اندھے کی لاٹھی ہے اگر وہ بھی ٹوٹ گئی تو پھر کیا ہوگا یہ سوچکر فتاح کشوری کو بلا کر کہا کہ تو حکم خداوند آبحیات سے

طہماس کو جلاد فتاح نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور فتاح بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا تمام لشکر کی سیر کرتا
ہوا دروازۂ بارگاہ پر آکر کھڑا ہوا صبر کیا جب دربار برخاست ہوا سردار سب رخصت ہو کر اپنی اپنی خوابگاہون کو
چلے فتاح طہماس کے ساتھ ہوا وہ اپنی بارگاہ مین آیا کھانا طلب کیا کھا کر دو چار جام شراب کے پیے پلنگ پر لیٹا
فتاح شبرنگ عیار کی صورت بنا کر آیا کہا کہ شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان نے مجھکو نگہبانی کے
واسطے بھیجا ہے کہ تو جاکر رات بھر طہماس کی حفاظت کر ایسا نہو کہ اُسکو کوئی پکڑ لیجائے سبھون نے کہا کہ آئیے یہ آکر
بیٹھا اور شراب مین بیہوشی ملا کر سبھون کو پلا کر بیہوش کیا اندر خیمے کے آیا خدمتگار اور خاصبردارون کو کچھ میوہ
کھلا کر بیہوش کیا بعد اُسکے جادو عیاری نکالکر ایک کونا انگوٹھے کے نیچے دابا اور تین کونے پکڑ کر چرخ دیے کہ جتنی شمعین تھین بھڑک کر
ٹھنڈی ہو گئین ایک آدھ جو رہ گئی اُسکو رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہو جائیگا تو کچھ نہ معلوم ہوگا ہاتھ کو چرب کیا پیلہ عیاری کا
ہاتھ مین پہنا برابر پلنگ کے آیا دیکھا کہ نفیر خواب بلند ہے طہماس غافل سوتا ہے دو انگلیون کی مقراض بنا کر دوشالہ منہ پر سے
لیا کفچہ عیاری نکالکر دماغ کے برابر لگا دیا اور داروے بیہوشی ہتیلی پر رکھکر جسوقت طہماس نے اوپر کا دم لیا پھونک مارا جو
بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی طہماس کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی فتاح تو پلنگ کے نیچے چھپ گیا طہماس ادھر اُدھر دیکھ کر
پھر تکیے پر سر رکھکر لیٹ گیا بیہوش ہو گیا فتاح نے حلقہائے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے
دونون پانون دو حلقون سے گردن کمر ساتوین حلقے سے کر گولہ لاٹھی چادر مین پشتارہ باندھا ڈیڑھ گرہ عیاری کی چھاتی
سے آگے لگا کر صحیح و سلامت لیکر روانہ ہوا ایسے ہوتے چلا جاتا ہے دوڑ جانے کا مقام دیکھتا ہے دوڑ جاتا ہے جہان بیٹھ
جانے کا مقام دیکھتا ہے بیٹھ جاتا ہے جہان چھپ جانے کا موقع دیکھتا ہے چھپ جاتا ہے اسی طرح طلایہ گشت سے
بچتا ہوا تمام لشکر کو طے کر کے میدان پکڑا اپنے لشکر کا راستہ لیا پہر رات باقی تھی کہ پیر زلال کی خدمت مین پہونچا
اُسی وقت پیر زلال نے آہنگرون کو بلا کر طہماس کو قید کیا کہا کہ طہماس کو ہوش مین لاؤ فتیلہ دافع بیہوشی
دیا کہ وہ ہوش مین آیا آپ کو گرفتار بارگاہ آتش پرستان مین دیکھا خیال گذرا کہ یہ خواب ہے چاہا کہ آنکھین بند کرلے
فتاح پکارا اے طہماس یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے اُسوقت طہماس ایک اکڑا اور مڑوڑ سے اُٹھا کہ خانہ زنجیر مین
فغان ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کے غل سے اہل بارگاہ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید طہماس نے توڑ ڈالی
مگر قید کا ٹوٹنا وقت پر مقرر ہے طہماس نے سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو ایک جانتا ہو اور دین حنیف خدا کو
برحق مانتا ہو سبھون نے کہا کہ یہ کیا کلمہ و کلام ہین طہماس بولا کہ یہ کیا طریقہ ہے کہ بہادرون کو بستر خواب پر سے چرا لے
اگر تاب مقاومت نہ تھی تو کسنے کہا تھا کہ طبل جنگ بجواؤ پیر زلال نے جواب دیا کہ او عادی نہین زیادہ زبان درازی
نہ کر تقدیر آبحیات یونہین ہوئی تھی طہماس بولا کہ مجھے نامردون سے گفتگو نہین ہے پیر زلال نے حکم دیا کہ لیجاؤ
اسے زندانخانے مین اور داراب جو صبح کو آیا اُس سے تمام حال بیان کیا کہ حکم سے خداوند آبحیات کے مین نے
طہماس کو پکڑوا کر قید کیا ہے داراب نے کہا کہ آپ مختار ہین مجھے اسمین کیا دخل ہے آپ جانین آپ کا کام
جانے غرض طبل جنگ تو بج چکا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آراستگی صفوف قتال و جدال ہونے لگی
لیکن نور الدہر نے احوال طہماس کے گرفتار ہونے کا امیر سے عرض کیا کہ رات کو عیار داراب کا طہماس کو پکڑ لیگیا
امیر بہت آزردہ ہوئے مگر ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک
جوان نوخاستہ گینڈے پہ سوار ساطور اعرابی پر لدا ہوا لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہے دریافت ہوا [illegible]
بن طہماس ہے اسنے جو سنا ہے کہ باپ کو امیر نے مسلمان کر لیا ہے آیا ہے کہ حمزہ اور نور الدہر اور سب خدا پرستون کو

مار کر طہماس کو لقا پرست کرے طرماسپ لقا پاس آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی بختیارک نے طرماسپ کو
بہت پسند کیا لقا سے کہا کہ اس سے مقرر کام نکلیگا پہلے تو منع کیا کہ ابھی تازہ آئے ہو میدان مین نہ جاؤ طرماسپ نے
نہ مانا لقا نے کہا کہ جا تیرے دم ساطور مین سب خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہے طرماسپ میدان مین آیا
مبارز طلب کیا شاہزادہ بدیع الزمان مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُتر کر مجرا کیا ہاتھ باندھکر
اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا پروردگار عالم کو جام کلہ عفریت عنایت ہوا بدیع الزمان اُسے پی گیا بار دگر مرکب پر
سوار ہوا اگر بیت چو شیر یکہ گرد برآمد بکین ۞ بجست از زمین و برآمد بزین ۞ پھر دوہا باگ کا لیا گھوڑا
اُڑا کر مقابل طرماسپ ہوا طرماسپ تنگا ور زن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مثل گرد اونون مین مرکبون کو مقابل
یکدیگر ہوئے طرماسپ نے نام پوچھا کہا کہ مجھے بدیع الزمان گردنکش شکن کہتے ہین بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا باپ تیرا
میرے بیٹے کا رفیق ہے طرماسپ نے کہا کہ تم خدا پرستون نے اُسے سحر مین گرفتار کیا ہے نہین وہ کہا مسلمان ہوتا آیا ہون
کہ اُسے تنبیہہ معقول کرون بدیع الزمان بولا کہ بس زیادہ زبان درازی نہ کر طرماسپ پکارا کہ لاؤ حربہ اپنا بدیع الزمان
نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین ہے طرماسپ بولا کہ ہمارا تو دستور ہے اور یہ کہکر نیزہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے نیزہ
نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اب
طرماسپ نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ بدیع الزمان غضب کیا تو نے کہ دو دریا سے لشکر کے درمیان مین نیزہ میرا
ہوائی کیا لیکن خیر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر اپنے اعرابی پر سے ساڑھے سات سو من کا ساطور گران سنگ
اُٹھا کر بدیع الزمان پر مارا کہ شاہزادے نے چاہا کہ سپر کی اوجھر دے کر قبضے پر ہاتھ ڈالے اتفاقاً پانون گھوڑے کا
موش خانے مین جا رہا اور سیدھے ساطور پڑا چار انگل سر مین اُتر گیا بدیع الزمان نے دستانہ مارا ساطور تو چھٹا کر سر سے نکل گیا
لیکن ایک چادر خون کی سر سے جاری ہوئی غشی طاری ہوئی قصل مین گسا ہوا نکلا زخمی ہوا قارن بلندکمان
نکلا زخمی ہوا تا شام گیارہ آدمی مجروح ہوئے اور چار سردار شہید ہوئے شام کو لقا طرماسپ کو ساتھ لیکر زر
نثار کرتا ہوا لوگون سے کہتا ہوا کہ ای بندگان من دیدہ قدرت مرا بین نے بلایا اپنے بندۂ خاص کو کہ سب خدا پرستون
کا کام تمام کریگا سب ہمعون لے کہا کہ امنا و صدقنا لقا اپنی بارگاہ مین آیا طرماسپ لباس رزم اُتار کر بزم مین بیٹھا ناچ
ہونے لگا دورۂ جام گردش مین آیا طرماسپ مست شراب ہو کر پکارا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ بجا ہرکارے
خبر لیکر چلے ادھر حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ مین آئے ہین زخم مین ٹانکے لگوا رہے ہین کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ پھر طرماسپ نے طبل جنگ بجوایا ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین
آئے اُدھر ایرج اور داراب کے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات چارون لشکرون مین تیاری
رہی صبح کو میدان مین آئے جب صف آرائی ہو چکی طرماسپ عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا مالک اژدر
صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی وچاکر حیدر بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل طرماسپ ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی
شروع ہوئی مالک نے نیزہ طرماسپ کا نکال دیا طرماسپ نے طیش مین آکر ساطور مارا کہ سپر کو کاٹ کے تا دوانگل
اُتر گیا زخم کاری لگا ابراہیم بن مالک نکلا زخمی ہوا نوفل عرب جمشید و لیس قیس حامد پانچ سردار شہید
ہوئے شام کو لشکر پھرے گئے شب کو پھر طبل جنگ بجا کر صبح کو طرماسپ میدان مین نکلا مبارز طلب کیا لندھور
اپنے ہاتھی کو ہو لکر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر معرکہ آراے نبرد ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی لندھور نے
نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے گرز لندھور پر مارا لندھور نے رد کر کے چاہا کہ گرز اپنا طرماسپ پر

مارے کہ نور الدہر نے کہلا بھیجا کہ ای لندھور تم گرز اسپر نہ مارنا لندھور نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے اب
ظلماسپ نے قسم دی کہ لندھور تم گرز اپنا بقوت تمام جمشید پار و لندھور نے ناچار یکدستی گرز ظلماسپ پر مارا کہ
گرز گرز پر پڑا اتراقے کی آواز گنبد گردان تک پہنچی ہوگئی دونون گرزون مین پھول پڑگئے شرارے آتش کے
نکلے دونون ہاتھ ظلماسپ کے جسطرح ستون گرز تھے اسمین کچھ خلل نہوا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا
گینڈا اتنا تک غرق کر گینڈے کی ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو جا لگے یہ تو شورہ گرد مین چھپا لندھور پکارا
کہ زو م و پست کردم آکر خبر لو دیکھو اسیر کیا گذری عیار لشکر کفار دوڑے گرد گرد کے چرخ مارا اندر گرد کے گھس گئے
دیکھا تو ظلماسپ بیہوش تھا چھاگل مین سے پانی نکالکر چھینٹا دیا ظلماسپ کی آنکھ کھلی عیارون نے پوچھا کہ
کیا عالم ہے ظلماسپ نے کہا کہ بلا کی ضرب اس ہندی نے ماری اگر کوئی اور سہتے مقام پر ہوتا تو پیوند زمین ہوجاتا
مگر بچایا مجھے زہرہ شاہ باختری نے یہ کہکر گینڈے کو اشارہ کیا وہ مرکب گلی پر رہا تھا کیا نکلتا گینڈے پر سے کود پڑا
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم کیا دیکھا تو عرصہ زندگی کا اسپر تنگ ہو رہا ہے تنگ ہو کر رہا تھا سے پٹک دیا دوسرا گینڈا
منگا کر اسپر سوار ہوا اور ساطور اپنا اٹھاکر دوڑا لندھور پر مارا کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا تا دو ابرو اتر گیا زخم کاری
لگا لندھور نے دستانہ مارا ساطور تو نکل گیا مگر سر سے ایک دریا سے خون جاری ہوا غش طاری ہوا ظلماسپ
نے پھر مبارز طلب کیا ارشیون پرزاد مقابل ہوا وہ بھی گھائل ہوا الماس بن لندھور نے مقابلہ کیا مجروح ہوا
شام تک پانچ سرداران ہند ہاتھ سے اسکے شہید ہوئے اور سات بہادر زخمی ہوئے اور سردار اب کشور کشا جب
ارادہ کرتا ہے کہ جاکر مقابلہ کرے پیر تلالال اسے منع کرتے ہین کہ مرضی خداوند ابجیات کی نہین ہے غرض ظلماسپ نے
نو میدان داریان کین کہ بہت سے سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوئے اور بہت سے مارے گئے دسوین دن نور الدہر
نے مقابلہ کیا ظلماسپ نے پوچھا کہ آپ کون ہین کیا نام ہے کہا کہ مجھے نور چشم ہوشان و مسلمانان گل گلزار حمزہ
صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر عالیشان کہتے
ہین شہر سنم ماہ تابان صاحبقران ہے گل بوستان بدیع الزمان ہے باپ کو تیرے مین نے زیر کرکے مسلمان کیا ہے ظلماسپ
یہ سنکر آگ ہوگیا کہا کہ او نبیرہ حمزہ باپ میرا ایسا ہے کہ اسے کوئی زیر کرے مگر وہ تیرے اوپر عاشق ہوکے مسلمان
ہوا نہین تیری کیا قدرت تھی کہ اسے زیر کرتا نور الدہر بولا کہ او ظلماسپ معلوم ہوا کہ تو ظلماس کے نطفے سے نہین ہے
اگر تو اسکا نطفہ ہوتا تو مسلمان ہوتا خیر اب جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ظلماسپ نے کہا کہ ای نور الدہر دیکھ کہ مین
تجھے سزا کو پہونچاتا ہون اور لاجد کچھ کہ حربہ رکھتا ہو نور الدہر نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہے جب تیرے حربے سے
خدا بچائیگا تو مین بھی حربہ کرونگا اسوقت نیزہ ظلماسپ نے مارا نور الدہر نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کر دیا
ظلماسپ نے ساطور مارا شاہزادے نے سپر پر روکا تھا سپر کو کاٹکر سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اتر گیا شاہزادہ زخمی
ہوا اور اسی حالت زخمداری مین تلوار ماری کہ سپر کٹی ظلماسپ نے سر و گردن کو بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر
پڑی کہ قلم ہوگئی ظلماسپ گینڈے سمیت گرا الگ اسکے دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسلام آیا جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے ظلماسپ نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو پھر میدان مین آیا مبارز طلبی کی دیکھا تو
لشکر آفتاب پرستان مین علم آفتاب بیگم جلوہ گری پر آئے اور زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران
اوپیج عالیشان نے مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر پوچھا یا آپ کا لیا اور مقابلہ ظلماسپ کا کیا
ظلماسپ نے بعد تگا ورزنی کے پوچھا کہ ای آفتاب پرست تجھسے تو سامنا خداپرستون سے ہے تو کیون آیا ہے

ایرج بولا کہ کل تو نے نور الدہر کو زخمی کیا مین اُسکا عوض لینے آیا ہون طرماسپ نے کہا کہ ای ایرج تو یہان سے
چلا جا مین خدا پرستون کا خاتمہ کردون تو تجھسے سمجھ لونگا مجکو تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی ایرج نے کہا کہ مجھے بھی تجھسے ایک
الفت ہوئی ہی اگر مین تجھے زیر کرون تو جیسے نور الدہر کا رفیق طہماس ہی تو میرا رفیق ہو طرماسپ نے کہا خیر تو اپنا
حربہ کوٹے ایرج بولا یہ نہوگا تو اپنا حربہ پہلے کر طرماسپ نے برچھا مارا ایرج نے برچھے پر روکا خوب نیزہ بازی
ہوئی ایرج تو شاگرد آقا کر دست قلماق کا ہی نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے ساطور مارا کہ سپر ایرج کی
قلم ہوئی ایرج گھوڑے سے پرے کود پڑا ساطور نے مرکب کو قلم کیا ایرج نے تلوار کھینچکر گینڈے سے پر ماری کہ دونون
اگلے پانون گینڈے کے قلم ہوئے طرماسپ کود پڑا اور کہا کہ ای ایرج تو نے میرا ایسا اچھا گینڈا مار ڈالا ایرج نے
کہا مین نے اپنے مرکب کا عوض لیا طرماسپ بولا خوب کیا تو نے مگر قد طرماسپ کا چھبیس گز کا ہی اور ایرج کا قد نو
گز کا خیال مین طرماسپ کے گذرا کہ تو اسکو مسلکر مار ڈالیگا یہ سمجھکر دوڑا ادھر سے ایرج دوڑا دونون مین کشتی ہونے
لگی دن بھر کشتی رہی شام کو ایرج نے روشنی منگوائی طرماسپ نے چاہا کہ رات کو نہ لڑے ایرج نے نہ چھوڑا الغرض
تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن ایرج نے لنگر طرماسپ کا توڑا سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا کہ
چارون شانے چت گرا چاہا کہ سونڈ سے کی کھاکر سنبھلے ٹھوکر ماری فرش ہوگیا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین
دلیل بازگشت بجا کر پھیرا رات کو آرام کیا صبح کو ایرج نے طرماسپ کو بلایا طرماسپ نے آکر بطریق
لقاپرستان سلام کیا ایرج نے کہا ای طرماسپ تو کیا کہتا ہی لقا قابل خدائی نہین ہی امیر اعظم کو سجدہ کر غرض بہت سی
تعریف آفتاب تابان کی در مذمت لقا کی کرنا شروع کی کہ لقا ایسا ہی کہ عمرو نے قیطول خدائی پر لیجھکر منھہ پر اسکے موتا
اور ڈاڑھی اسکی مونڈھی اور بیٹیون اور بہوون کو اسکی خدا پرست لیگئے اور اپنے تصرف مین لائے یہ کیسا خدا ہی
طرماسپ نے یہ سنکر لقا پر لعنت کی دین آفتاب پرستی اختیار کیا گویا سے نکلکر موت مین پڑا ایرج نے سپہ سالاری
کا خلعت دیا اور بہت خوش ہوا اپنے دلمین کہا کہ ای ایرج اب طہماس کے مقابل تجھے بھی رفیق امیر اعظم نے عنایت
کیا مگر یہ خبر جو لقا کو ہوئی نہایت رنجیدہ ہوا اور نور الدہر بھی یہ خبر سنکر بہت آزردہ ہوا مگر یہان طرماسپ نے ایرج
سے پوچھا کہ مین خدا پرستون سے اتنے دنون لڑا کیا لیکن اپنے باپ کو مین نے نہ دیکھا وہ کہان ہی ایرج نے
کہا ای طرماسپ ایک دن طہماس نے ارادہ کیا تھا کہ داراب سے لڑے خلیفہ آبحیات پیر زلال بر غضنفر کہ وہ
عمرو عیار ہی سمجھا کہ طہماس زبردست ہی اور حربہ اُسکا بیڈھب ہی ایسا نہو کہ داراب مارا جائے یہ سمجھکر عیار کے
ہاتھ طہماس کو چرا منگایا اب وہ لشکر آب پرستان مین قید ہی یہ سنکر طرماسپ اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جاکر پاتا تو اپنے
باپ کو چھڑا لیتا ہون یا اپنی جان دیتا ہون ہر چند ایرج نے منع کیا طرماسپ نے نہ مانا اور تنہا گینڈے پر
سوار ہوکر روانہ ہوا اُسوقت بارگاہ مین پہونچا کہ پیر زلال بارگاہ مین نہتھے داراب بیٹھا ہوا تھا طرماسپ
کو آتے ہوے دیکھا التعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا بہت عزت سے اُسے بٹھایا جام شراب تواضع کیا اور کہا کہ ای
طرماسپ تم کیونکر آئے ہو بولا کہ ای داراب باپ میرا تمھارے لشکر مین قید ہی اُسکو بلواؤ داراب نے اُسی وقت
حکم دیا کہ طہماس کو زندانخانے سے لاؤ بموجب حکم طہماس جسوقت بارگاہ داراب مین آیا بطریق اسلام سلام کیا
طرماسپ نے طہماس کو دیکھا کہ مانند شیر ژیان اور اژدہا سے دہان کے آیا مجھو نگاہ پڑنے کے خون عزیزی سے
عروق مین جوش مارا اپنے دلمین کہا کہ باپ تیرا نہایت صاحب شوکت ہی ادھر طہماس نے ایک جوان بہادر کو
دیکھا کہ ابھی گرد گل رخسار کی سبزے نے نمایش نہین پکڑی ہی شعلہ حسن سے وہ وہ آثار شجاعت چہرے پر نمودار

دا راب نے طہماس کو بھیجا یا طہماس نے طرماسپ سے پوچھا کہ اپنا حسب و نسب بیان کر اُسنے
بیٹا ہون طرماسپ میرا نام ہی لازم ہی ایرج نوجوان کا دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہی آیا ہی
خدمت ایرج مین لیچلون مجھسے زیادہ تمھاری حرمت کریگا اور جو نہ چلوگے تو سر کاٹ کر لیجاؤنگا طہماس
مین تو قید مین گرفتار ہون اگر رہا ہوتا اور تو میرے اوپر غالب ہوتا تو جو کچھ تو کہتا مین قبول کرتا طرماسپ
ہوگا اور داراب سے کہا کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان عرض میری قبول کیجیے طہماس کو چھوڑ دیجیے داراب
قبول کیا کہا کہ قید طہماس کی کاٹ دو طہماس نے قید توڑ ڈالی داراب نے مرکب سواری کو دیا طہماس
ہوکر خدمت نور الدہر مین گیا قدمون کو بوسہ دیا حال بیان کیا اُدھر طرماسپ داراب سے رخصت ہوکر
ایرج مین پہونچا بہت تعریفین داراب کی ایرج سے کہین اور کہا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے اُسی وقت طبل جنگی بجا
گذری صبح کو چارون لشکر میدان مین آئے طرماسپ صف آرا ہوکر مبارز طلب کیا طہماس بادشاہ اسلام
نور الدہر اسیر بانو قیر سے رخصت ہوکر مقابل طرماسپ ہوا طرماسپ پہلے نگاہ در زدن ہوا مرکب دونون کے
بیھا ہوئے طرماسپ نے سلام کیا طہماس بھی دست بسر ہوا طرماسپ نے کہا اے پہلوان تو بزرگوار آسیا ہی اور مین
ہین مین جوان ہون مجھسے نہ لڑیے چلے چلیے شرف اطاعت ایرج نوجوان حصول کیجیے دین نیر اعظم قبول کیجیے
طہماس بولا او نا ہنجار مجکو تو نصیحت کرتا ہی اگر تو میرے لطف سے ہی تو آکر دین اسلام قبول کر اور غلام شاہزادہ
نور الدہر کا ہو طرماسپ نے کہا کہ تم راہ راست پر آؤگے مگر تکو بزور راہ پر لاؤنگا بس حربہ اپنا کرو طہماس نے
جواب دیا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہین ہی کہ پیشدستی کرین طرماسپ نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ نیزے پر روکا
خوب نیزہ بازی ہوئی آخر طہماس نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ساطور مارا کہ طہماس نے رد کیا اور اپنا ساطور اُسپر
مارا طرماسپ نے رد کیا غرض دونون مین نہایت ساطور کی رد و بدل ہوئی آخر کو ایک مقام پر طہماس نے ایسا
ساطور مارا کہ طرماسپ کی سپر کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گیا زخمی ہوا دن بھی کم رہ گیا تھا طبل بازگشت بجا سب لشکر
پھر گئے ایرج طرماسپ کو لیکر خیمے مین آیا جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے لگوائے جب طرماسپ ہوش مین آیا ایرج
سے کہا کہ اب تو مین زخمی ہو گیا ہون اچھا ہولون تو سمجھا جائیگا لیکن اُس رات کو طلایہ گشت طہماس کا تھا
طہماس گشت کرتا پھرتا تھا کہ دور سے ایک سیاہی دکھائی دی طہماس للکارا کہ ارے تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین
تیری جان کا ملک الموت ہون اور ایک پتھر اُٹھا کر طہماس پر مارا اور جنگل کو بھاگا وہ پتھر طہماس کے سینے پر
لگا غیظ و غضب مین آکر تعاقب مین اُسکے روانہ ہوا رات بھر پریشان رہا یہانتک کہ صبح ہوتے نظر سے غائب ہوگیا
لوگ طہماس کے نور الدہر پاس آئے حال طہماس کا بیان کیا شاہزادے نے ہرکارے سانڈنی سوار خبر کے واسطے
بھیجے کہ طہماس کو ڈھونڈھ لاؤ وہ روانہ ہوئے یہ خبر طرماسپ کو پہونچی کہ رات کو طہماس کو ایک غول لگا کر
لیگیا خیال مین گذرا کہ تجھکو پہلی لڑائی مین طہماس نے زخمی کیا اب تو چلکر طہماس کو زخمی کر اگر تو ایرج سے کہیگا
تو وہ تجھے جانے نہ دیگا تو اُس سے پوشیدہ ہوکر چل یہ سوچ کر چھپ کر ایرج سے تعاقب مین طہماس کے راہی
ہوا صبح کو ایرج مطلع ہوا کہ طرماسپ تعاقب مین طہماس کے گیا ہی ایرج بہت آزردہ کمال رنجیدہ بیٹھا
تھا کہ ابر گندہ بہار آسمان پر آکر چھایا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی چھوٹی چھوٹی بوندیان پڑنے لگین ایرج نے کہا کہ
مین صبح کو شکار کھیلنے جاؤنگا جانوران صید گیر تیار ہون القصہ ایرج صحرا کو روانہ ہوا یہ خبر داراب کو بھی
اُسنے پیر زلال سے عرض کیا کہ مین بھی شکار کو جاؤنگا پیر زلال نے کہا کہ کیا فائدہ شکار مین ہی ہزار طرح کی آفتون کا

جاتے ہو تورات وہان نہ کرنا اور خدا پرستون سے صحبت نہو ناکہ وہ دشمن دین و آئین ہین داراب نے
کہا ہین ایساہی ہوگا یہ کہکر جانوران صید گیر ساتھ لیکر یہ بھی چلا قضاے کار نورالدہر نامداران سپاہ سے
شکار جاچکا تھا اور صید افگنی کرکے مع رفقا ایک چشمہ پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہو کباب کھا رہا ہو دیکھا کہ ایک
ہرن ہوا سامنے آیا اور پیچھے اُسکے ایک سوار پہونچا اور تیر جو کمان مین پیوستہ تھا اُسپر مارا کہ ہرن گرا وہ سوار
گھوڑے کو اُترا نورالدہر نے پہچانا کہ یہ داراب ہو اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ اے داراب کشورکشا آؤ بیٹھو یہ صحبت تمھاری
ہے اور بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا لاکر بٹھایا اسد بن کرب غازی نے ابراہیم بن مالک سے کہا کہ اے ابراہیم بھائی صاحب کی
طبیعت ہو گئی ہو کہ پہلے اُس بزاز بچے سے دوستی کی تھی اب اس دھوبی بچے سے محبت بڑھائی ہو ابراہیم بولا کہ
بیٹا تو کیا آپ ہی چپکے بیٹھے اسد نے آہ سرد بھری کہا کہ بھئی جی جلتا ہو بھائی صاحب اپنے کو سبک کرتے ہین بڑی محبت یہ
تھی کہ کہا ہوتا کہ ذرا اپنے باپ کو بھیجدے تو ہم کپڑے اپنے اُس سے دھلوائین نہ کہ دھوبی بچے کو اپنے پاس بٹھا لیا
علقمہ نے کہا کہ پیر و مرشد آپ کیا اُنکے اتالیق ہین تماشا دیکھیے کچھ بولیے نہین یہ سب باتین داراب نے سنین
اسد کو دیکھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی تاج کج سر پر رکھے ہوئے گریبان چاک دامن آستین تک الٹتی ہوئی آنکھون مین
لال لال ڈورے وحشت کے پڑے ہوے چہرہ مانند ماہ کامل کے روشن بہت اُسکی وضع سے خوش ہوا نورالدہر
سے پوچھا کہ یہ آپکا کون ہو کہا کہ یہ نواسا حمزہ صاحبقران کا ہوا اور میرا بھائی ہو مگر وحشت اسکے مزاج مین ہو
صاحبقران کو جو چاہتا ہو وہ کہتا ہو وہ اسکے کہنے کا برا نہین مانتے اور تم بھی اسکے کہنے کا برا نہ مانو تم جو چاہو
مجھے کہلو داراب بولا یہ جو چاہین مجھے کہین مین برا نہ مانونگا جواب نہ دونگا یہی باتین تھین کہ ایرج بھی
شکار کھیلتا ہوا وہان پہونچا دور سے نورالدہر اور داراب کو بیٹھے ہوے دیکھا شاپور سے کہا کہ جا کر دیکھ کون بیٹھا
ہو شاپور چلا جب قریب آیا اسد نے چاہا کہ مارے نورالدہر نے منع کیا شاپور سے کہا کہ تم جاؤ ایرج کو لاؤ
شاپور پھر کر آیا تمام حال بیان کیا ایرج داراب کی محبت کا کمال مشتاق ہو گھوڑا اپنا تیز کیا سامنے سے شاہزادے
کے گذرا نورالدہر داراب سے باتون مین مصروف تھا ایرج کی طرف خیال نہ کیا پھر اُدھر سے گھوڑے کو اُدھر
پھیرا دو تین مرتبہ اِدھر سے اُدھر اُدھر سے اِدھر گھوڑے کو جھمکا لگیا آیا کہ نورالدہر بلاسے تو جاؤن مگر نورالدہر اور
داراب نے نہ دیکھا کہ اسد نے پکار کر کہا کہ او بزاز بچے تو سو مرتبہ آئے جائیگا تو تجھے کوئی نہ بلائیگا اب وہ دن
گذر گئے ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجکو لحاظ نورالدہر کا ہو نہین تجھے سزا دیتا اسد اُٹھ کھڑا ہوا کہا او پاجی تو کیا
سزا دیگا سامنے آ یہ کہکر اُٹھا ایرج یہ چلا نورالدہر ہان ہان کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا کہا او دیوانے یہ کیا سودا ہو اور ایرج
سے کہا کہ آؤ بھی خوش آمدی وصفا آوردی وقت جنگ وقت آشتی آشتی داراب نے بھی تعظیم کی اور
ایرج سے خطاب کیا کہ آپسے ہمارا جذبہ محبت آپکو کھینچ لایا اور گھوڑے سے اُتار کر صحبت مین لا کر بٹھایا صحبت
گرم ہوئی لیکن اسد نے کہا کہ اسوقت بھائی صاحب نے اس بزاز بچے کو میرے ہاتھ سے بچالیا نہین تو ٹکڑے ٹکڑے
کرتا خیر کہان جائیگا ایک نہ ایک دن سزا پائیگا ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ آپ گفتگو اس دیوانے کی سنتے ہین نورالدہر
بولا او ایرج تم دوست وہ عزیز دوسرے دیوانہ مین کیا کرون خدا جانے تمسے کہان کا اُسے بغض ہو داراب
بولا اے زبدۂ آفتاب پرستان جسطرح سے کہ ہم اسکے شر سے محفوظ رہے تم بھی ایسا ہی کرو ایرج نے پوچھا کہ بھلا
تمنے کیا حکمت کی داراب بولا کہ مین نے سنا ہو کہ یہ حمزہ صاحبقران کو بھی جو منھ مین آتا ہو کہتا ہو اور وہ اُسے
نہایت سمجھ [illegible] جانتے ہین تمنے بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیا آدھا ازدون ہو اسکے خیال نہین کرتے ایرج بولا کہ خراب

مین ہی جانونگا ہرگز اسکی باتون کا بُرا نہ مانونگا اسد نے یہ سنکر قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالا اور للکارا کہ او آفتاب پرست
بزانو بیٹھے تو مجھے سمجھا کیا ہی ابھی مار ڈالونگا نورالدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او کمبخت یہ میرے مہمان ہین انکے ساتھ
ایسی گفتگو نہ کر اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ ہی تو ہر کس و ناکس سے ایسی باتین سنواتے ہین خیر
مین نہ بولونگا آپ خوب خاطر و مدارات کیجیے غرض صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا دورۂ شراب چلنے لگے کباب
گوشت شکار کے کھانے لگے قضائے کار اتفاقات روزگار یہ خبر بیہزلال کو ہوئی کہ داراب نورالدہر اور ایرج
سے ہمصحبت ہی بس یہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور کہا کہ اس نابکار کو منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے نہ ملنا اسنے نہ مانا
خیر کیا مضائقہ ہی یہ کہکر جست کی اور آسمان پر چلا ایک لمحہ مین وہان پہونچا جہان یہ سب صحبت آرا تھے
آسمان پر سے پکارا کہ کیون او داراب تو نے کہنا ہمارا نہ مانا اور دشمنون سے ہمصحبت ہوا داراب نے جو آواز
سنی کانپ گیا بیہزلال کو آتے دیکھا سجدے مین گرا کہ مین تقصیر وار ہون جو چاہیے وہ سزا دیجیے بیہزلال نے
دو تازیانے مارے اور کہا کیون انکی صحبت مین بیٹھا نورالدہر ہاتھ باندھکر اٹھکر کھڑا ہوا کہ یہ نہ بیٹھتا تھا مین نے
اسکو زبردستی بٹھایا بیہزلال نے کہا خیر ابکی مرتبہ تو خداوند آتش ہیات سے کہکر گناہ اسکا معاف کروا دونگا لیکن بار دگر
جو تم لوگون سے ہمصحبت ہوا تو اسکے حق مین اچھا نہوگا اور یہ کہکر خطاب کیا کہ او داراب اٹھ چل یہان سے
داراب چاہتا تھا کہ اٹھے نورالدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یا بیہزلال مین آپ کا خادم ہون آپ بھی بیٹھیے
سبزے کی سیر دیکھیے اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیا کباب کھلائے بیہزلال نے کہا کہ او داراب تم بیٹھو مین جاتا
ہون داراب نے کہا کہ مین بے آپ کے اب نہ بیٹھونگا ناچار بیہزلال بھی بیٹھے صحبت گرم ہوئی مگر نورالدہر نے
شبرنگ عیار کے ہاتھ خدمت حمزۂ صاحبقران مین عرض کرا بھیجا کہ آپ جلد یہان تشریف لائین مین نے داراب کو
مع بیہزلال صحبت مین بٹھایا ہی شاید کسی تدبیر سے افشائے راز بیہزلال ہو جائے امیر یہ پیغام سنتے ہی اُسی وقت
سوار ہوکر چلے یہان صحبت گرم تھی سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گرد نمایان ہوئی کچھ سوار دکھائی دیے اور حمزۂ
صاحبقران چند سردارون سے پیدا ہوئے بمجرد امیر کی صورت دیکھنے کے بیہزلال اٹھ کھڑے ہوئے اور داراب
سے کہا کہ چل اٹھ اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہی کہ دشمن خداوند آتش ہیات آیا نورالدہر نے کہا کہ آپ نائب خداوند
ہوکر بندون سے ڈرتے ہین اور داراب بھی بولا کہ یا بیہزلال آپ بیٹھیے حمزہ سے کیا اندیشہ کیجیے اگر حمزہ آپکے
ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مین سمجھ لونگا اور مین کسی طرح حمزہ سے دبنے کا نہین اور آپ کے اٹھ چلنے مین ذلت ہی
بیہزلال ناچار مجبور بیٹھ گئے کہ اسمین امیر آئے سب نے تعظیم کی عمرو نے داراب کو نہ اُٹھنے دیا امیر کو بہت بُرا معلوم
ہوا مگر صحبت [illegible] مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا دورۂ جام گردش مین آیا دمبدم بیہزلال کہہ رہے ہین کہ یا خداوند آتش ہیات
وہ لوگ کہ [illegible] بیٹھے ہین اور تجکو خداوند برحق نہین جانتے ہین انکو سزا دے اور جو تیرے نائب سے برگشتہ ہین اور
اعتقاد نہین لاتے انکو مٹا دے امیر یہ آوازے سنتے ہین اور ٹالتے ہین آخر کو داراب سے کہا کہ سنتے ہو یہ تمہارا
بیہزلال [illegible] کیا کہہ رہا ہی یہ ہمپر آوازے کس رہا ہی او داراب یہ ہمارا عیار ہی تمہارے بیہزلال کو مار کر آسمان پر
بیہزلال [illegible] تم اس سے انتقام نہین لیتے داراب نے کہا کہ تمکو انکی گفتگو مین کیا دخل ہی مگر یہ شخص بہت بزرگ
ہین مین نے [illegible] سی کشف و کرامات انکی دیکھی ہین یہ ایک آتش ہیات اسکے ساتھ تھا امیر نے فرمایا کہ وہ دیو سند کے
اسکا شاگرد [illegible] تھا اور او داراب ایرج سے پوچھو کہ پہلے انکے پیر قلیب کو مار کر آیا قطب بنکر تجھسے لڑوانے لایا تھا
ایرج کو تو [illegible] رہی کہ تیرے پاس سے کھسک کر چلا گیا داراب پاس کبھی نہ رہے ایرج بولا کہ حمزۂ صاحبقران

سچ کہتے ہین داراب نے کہا کہ ان باتون سے حاصل کیا ہی اگر سچ کرنا منظور ہو تو مین کسی سے اندیشہ نہین رکھتا ہون
پیر زلال نے یہ باتین مجھسے پہلے ہی کہہ دین تھین کہ حمزہ ایسا ایسا کہیگا ایرج کو گواہ گذرانیگا سبحان اللہ
پیر زلال حقیقت مین روشن ضمیر ہین اب جسقدر امیر عمرو کی مذمت کرتے ہین داراب کا اعتقاد عمرو سے زیادہ
ہوتا جاتا ہی اور امیر سے کہتا ہی کہ آپ جانتے ہین کہ پیر زلال دور بیٹھے یہ باتین نہین سنتے اُنکو ہر ایک کے دل کا
حال معلوم ہی آپکا کچھ نہ جائیگا میرے واسطے قباحت ہو بس اب ایسی باتین نہ کیجیے امیر حیران ہین کہ کیا کرین اور
چالاک سے بار بار اشارہ کرتے ہین کہ کوئی تدبیر کر چالاک عرض کرتا ہی کہ شہریار آج عمرو نہایت ہوشیار ہی گلدستہ
رفع بیہوشی ہاتھ مین لیے بیٹھا ہی دمبدم سونگھتا ہی اسوقت بیہوشی تاثیر نہ کریگی مگر خیر دیکھیے تو کیا ہوتا ہی اور شاپور
شیر دل اور سمک کیطاقی آپسمین کہہ رہے ہین کہ افشاے راز پیر زلال کیجیے کہ قضاے کار پیر زلال کو پاخانے
کی حاجت ہوئی اُٹھکر رفع حاجت کو گیا جیسے پاخانے سے نکلا ہی ایک طرف سے تو یہ آیا اور تین طرف سے تین
پیر زلال اور پیدا ہوے اور پکارے کہ ہم پیر زلال فرستادۂ آبحیات ہین بعد دم بھر کے دیکھا کہ سوا اور
پیر زلال وہان آگئے اور ہر ایک پکارا کہ مین نائب آبحیات ہون اور آپسمین کشتم کشتالات کی شروع ہوئی ہر ایک
داراب کو اپنی مدد کے واسطے بلاتا ہی داراب حیران ہی کہ کس کی مدد کرے اور عمرو بھی ورطۂ حیرت مین پھنسا
ہوا ہی کہ کیا کرے ادھر جتنے پیر زلال ہین اُنمین غلغلہ ہی ایک دوسرے سے کہہ رہا ہی کہ تو عیار مکار ہی مین نائب آبحیات
ہون اور ڈاڑھی ایکایک کی دوسرے کے ہاتھ مین ہی اور امیر داراب سے کہہ رہے ہین کہ اے داراب دیکھا تمنے کہ یہ
کیا ہوا اب بھلا تو تو کہ تمھارے پیر زلال کونسے ہین تکو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا اب تکو مکاری عیارون کی
معلوم ہوئی اور داراب حیران ہی کہ کیا کرے کسکی مدد کو جاے قضاے کار عمرو کی ڈاڑھی چالاک کے ہاتھ مین
تھی جھٹکا جو دیتا ہی ریش علی یہ آئی ادھر اصلی نکلی ریش نکل آئی امیر پکارے اے داراب دیکھو پیر زلال کو وہ
ڈاڑھی اصلی اُنکی نکلی سبحان اللہ اور اُدھر ایرج قہقہہ مارکر ہنسا کہ واہ کیا خوب پیر زلال ہین عمرو نے دیکھا کہ
افشاے راز ہوگیا پکارا کہ اے داراب اگرچہ مین عیار ہون اور تیرے پیر زلال کو مارکر خود پیر زلال بنا تھا مگر
تیری باعث آبرو تھا کہ تجکو کیسے دھوکے سے بچایا تھا اس مرتبہ کو پہونچایا تھا تونے قدر میری نہ جانی خیر میرا
کیا جائیگا تو پچھتائیگا یہ سنکر نورالدہر اور ایرج اور صاحبقران خوب ہنسے کہ اے داراب ہمارے کہنے کا
یقین نہ آتا تھا ابتو اُسنے خود ہی اقرار کیا کہ تیرے پیر کو مارکر مین پیر بنا تھا بس داراب غضبناک ہوکر کہا کہ اے حرامی
پاش او دزد مکار تجھے چھوڑتا کب ہون اور میان سے تلوار کھینچی عمرو جست کرکے بھاگا پکارا او دغاباز اور ایرج
کھلا تو مجھے کیا پائیگا اور مین تجھے ایسے سوبنا کرلاؤنگا یہ کہکر گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا داراب تعظیم کی اور
پریشان اپنے لشکر مین آیا تمام حال کشور شاہ سے بیان کیا کہ یہ پیر زلال عمرو عیار تھا کہ ملک کشتن لاکر بٹھایا صحبت
دیا کہ پیر زلال کو مارکر اب اُسکی صورت بنکر عمرو سے لڑوانے کو لایا اب حال اُسکا مجھپر کھلا تو ٹکڑے ٹکڑے
مار ڈالنے کا قصد کیا تھا وہ بھاگ گیا کشور شاہ نے کہا کہ اے داراب تونے بہت برا کیا جو عمرو کو جانے دیا سنتے ہین نورالدہر
کا ارادہ وہ خیر خواہ خضر راہ تھا اور حقیقت مین یہ کرامات پیر زلال مین کہان تھی جو عمرو مین صفت ہے بغض ہم داراب
داراب ہین تجھسے پوچھتا ہون کہ تجھے کشمات جادو بگڑ لیگی تھی عمرو نے جاکر تدبیر بتا کر تیرے ایرج نے پوچھا کہ کبھی
قتل کروایا دشمن تو اُسکی قید مین تو ہمیشہ گرفتار رہتا کبھی نہ چھوٹتا اُسنے تجکو صاحبقران زمانہ بنایا یاد رکھتا ہو اور دوا
پہونچایا ایسے شخص کو کوئی یون ہاتھ سے کھو دیتا ہی دشمنون کے کہنے پر تو آگیا اور ایرج کو رشک ایرج بولا کہ خیر اب

پاس سے ایسا شخص جاسکتا اور دوسری جگہ پر رہیگا داراب بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ ای کشور شاہ خیر اب کیا ہو سکتا ہے
اور کف افسوس ملکر کہتا تھا معلوم ہوا ہے کہ یہ خدا پرست بڑے مکار ہیں میں انکے فریب میں آگیا اور رہا سہے پیرولال
وہان بیٹھنے پر راضی نہ تھے میں نے مجبور کرکے بٹھایا اب انکو کہان ڈھونڈھون مفت اپنے ہاتھ سے گنوا دیا یہ کہکر رونے لگا
ادھر فتاح کشوری آمدہ تھا کہ اسی بیچ میں داراب نے کشور شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجوا دیجئے کل جنگ کرون
خداپرستون سے جھکونگا اسی وقت کوس رزمی نوازش میں آیا یہ خبر دونون لشکرون میں پہونچی وہان بھی نقارہ کڑکڑایا
چار پہر رات سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو لشکر لقا میں غلغلہ ہوا کہ زمرد شاہ بستر خواب پر سے غائب ہوگیا
ادھر آفتاب پرستون میں شور اٹھا کہ ایرج کو کوئی لے گیا اور لشکر آسمان پرستان میں فریاد ہوئی کہ داراب
کشور کشا کا پتا نہیں ہے سلطنت لشکر اسلام میں قیامت برپا تھی کہ نورالدہر اور حمزہ مفقود
ہوئے عیارون لشکرون میں ایک کہرام مچا تھا عیار ہر طرف سے بہر تجسس روانہ ہوئے کہ خبر معلوم کرین

داستان ندرت بیان جانا خواجہ عمرو کا پردۂ قاف میں اور رعادل قاف بنکر فوج دیوون کی امیر حمزہ صاحبقران پہ لیکر آنا

راوی بیان کرتا ہے کہ جسوقت عمرو لشکر داراب کشور کشا سے نکل حیران و پریشان تباہ و سرگردان شکوہ پرواز سپہر
سے ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہاے اقبال حمزہ کا یاور ہے طالع اسکے مددگار ہین تو نے لاکھ چاہا کہ حمزہ کو ذلیل و زبون
کیجئے اونہا اور خود وہ کر و فر دیکھے لیکن کچھ نہ ہوسکا اسی پیچ میں رو رہا تھا کہ تہتک پہونچا سلام کیا حال پوچھا عمرو
نے کہا کہ کیا کہون وہی چرخ سفلہ پرور کی بیان کرون کہ داراب کو تیار کرکے لایا تھا حمزہ نے اسکو بھی مجھسے جدا کیا
میں بھی حیران و سرگردان ہون تہتک خوب رویا کہا کہ استاد اندنون میں میں بہار پری کے بیٹے کو لیکر کوہستان
میں چلا گیا تھا اسے بھی مجھسے کمال الفت تھی شیشے میں وہان رہا تھا کہ دیوون نے آسمان پری کو جاکر میری خبر
پہونچائی وہ میری تلاش میں تھی بہت سے دیوان کو بھیجا کہ اسے پکڑ لاؤ دیو آئے میں تو اپنی جان بچا کر بھاگا
معشوق کو میری زبردستی ظلم و تعدی سے لے گئے گھر اجاڑ دیا اب میں حیران ہون کہ کیا کرون عمرو نے کہا میں
بھی پریشان ہون کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی کہ اس عربچہ بیوفا پر غالب آؤن ارے کچھ حال پردۂ قاف کا
تو بیان کر کہ اب آسمان پری سے کسی سے لڑائی تو نہیں ہے تہتک نے کہا کہ خواجہ اندنون میں دریاے
نیمرود پر بڑے جاؤ ہیں وہ دیو کہ حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں انکی اولاد میں سب جمع ہیں چنانچہ نفرعیت
بن عفریت اور [illegible] جال بن خرپال اور رستم نگل بن [illegible] نکل [illegible] اور رعدان بن رعد شاطر
اور یوعفیف بن خفیف بن [illegible] راہ داران سب کا لشکر نیمرود پر جمع ہے آسمان پری نے فرخ سلطان
کو انپر بھیجا ہے بڑی لڑائی ہو رہی ہے عمرو نے کہا اے تہتک تو مجھے پردۂ قاف تک لے چل کہ میں ان دیوون کو
اپنا مطیع کرکے حمزہ سے لڑوانے کو لاؤن اور آسمان پری اور فرخ شیر کو قید کرکے تیری معشوق کو تجھے دلادون
تہتک بولا کہ استاد ایسا ہو کہ کوئی دیو آپ کو کھا جائے عمرو نے کہا کہ اے دیو شاہ تہتک تو مجھے اب
لے چل دیکھ تو میں کیا کرتا ہون تمام دیوون سے سجدہ نہ کراؤن تو نام عمرو نہ رکھنا تہتک نے عمرو کو
کاندھے پر سوار کیا روانہ پردۂ قاف ہوا جس وقت وہان پہونچا جہان لشکر دیوون کے جمع ہیں لڑائیان بہت سی ہو چکی
ہیں فرخ سلطان کے ہاتھ سے دیوان زبردست زخمی ہو چکے ہیں نفرعیت بن عفریت بھی زخمی ہے ارادہ بھاگنے
کا ہے عمرو نے سب حال دریافت کرکے صورت اپنی ایک پیر کی بنائی [illegible] پائجامہ اطلس [illegible] پاؤن میں

تاج بیکل جواہر سر پر نفریت کے خیمے کے برابر آیا گلیم اوڑھے ہوئے اور آسمان کی طرف جست کی سو ہاتھ اُڑ گیا وہان
جا کر گلیم تو زنبیل مین ڈال لی اور حقے آتشبازی کے نکال کر داغے کہ اُنکی روشنی ہوئی مشک اُڑایا کہ خوشبو پھیلی اور مقابل
بارگاہ نفریت بن عفریت کے آیا اور پکارا کہ ایہا الناس وہ شخص نائب خداوند ابلیس پر تلبیس راس الشیاطین ہر
عادل قاف میرا نام ہے مین ایک جگہ بیٹھا عبادت مین مصروف تھا کہ خداوند ابلیس میرے پاس آئے اور کہا
کہ آگے آسمان پری نے آدمزاد کو پردۂ دنیا سے بلوا کر تمام ہمارے بندگان سرکش قاف کو قتل کروایا اور آپ
کل قاف کی مالک ہوئی اب اُنھین ربودن کی اولاد مین پیدا ہوئی ہین اور آسمان پری پھر چاہتی ہے کہ انکو
بھی قتل کرے اب دریائے قہر ہمارا موجزن ہے تم جا کر سب دیوون کی مدد کرو مین تمھاری مددگاری کے
واسطے آیا ہون نفریت نے دیکھا کہ ایک آدمی زرق برق لباس پہنے ہے سبھون نے تعظیم و توقیر کی تخت پر
بٹھایا اور کہا کہ اے نائب ابلیس ہم سب تو قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے عاجز آگئے ہین اُسکا علاج پہلے کیجیے
عمرو نے جواب دیا کہ قریشیہ کو مین پکڑے لاتا ہون تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر سوئے آسمان جست کی گلیم عیاری اوڑھکر
غائب ہو گیا اور لشکر قریشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا گلیم اُتار ڈالی دیوون نے عمرو کو دیکھا
پہچانا اور قریشیہ کو خبر دی کہ عمرو آتا ہے قریشیہ استقبال کے واسطے آئی عمرو کو ساتھ بعزت و توقیر کے لائی مسند پر
بٹھایا کشتیان جواہر کی نذر دین احوال پوچھا کہ خواجہ کیونکر آئے ہو عمرو نے کہا کہ تندک نے بھیجا ہے کہ گناہ اُسکا
تم سے بخشواؤن قریشیہ نے کہا آپ ان جانون کے مزاج سے واقف ہین کہ جو اُنکی ضد ہو جاتی ہے وہی کرتی ہین
گر بہ فیصلہ جنگ دیوان مین تقصیر دیو تندک کی معاف کرا دونگی آپ خاطر جمع رکھیے عمرو بولا کہ اچھا غرض
صحبت رہی حال صاحبقران کا پوچھا کہ عمرو کچھ کا کچھ بتایا کیا رات کو کھانا کھا کر قریشیہ سوئی عمرو دو پہر رات گئے اُٹھا
قریشیہ کو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور اُسی وقت وہان سے راہی ہوا گلیم عیاری اوڑھے تھا آسمان کی
طرف سے بارگاہ مین نفریت بن عفریت کی آیا وہی صورت بنکر کہا کہ لو قریشیہ سلطان کو اور زنبیل مین سے
نکالکر سامنے کیا جتنے دیو تھے سب قدمون پر عمرو کے گر پڑے ہاتھ چومے ہر ایک نے کہا کہ آپ بیشک نائب خداوند
ابلیس ہین اور چاہا کہ قریشیہ سلطان کو ہوش مین لائین عمرو نے کہا کہ پہلے اسے قید کر لو پھر ہوشیار کرنا غرض آہنگران
کو بلوا کر قریشیہ کو اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے فتیلہ رفع بیہوشی دیا قریشیہ ہوش مین آئی اپنے کو بارگاہ مین
بندھے ہوئے پایا پہلے تو خواب کا خیال ہوا عادل قاف پکارے کہ اے قریشیہ آگاہ ہو کہ ہمنے فرشتۂ غضب کو بھیجکر
تجھے پکڑوا بلوایا ہے بہتر یہ ہے کہ خداوند ابلیس کو سجدہ کر قریشیہ پکاری کہ لاکھون لاکھ لعنت ہو ابلیس پر اور اُسکے پرستارون پر
نفریت نے چاہا کہ قریشیہ کو قتل کرے عادل قاف مانع ہوئے کہ اسے ابھی قید کرو پھر سمجھا جائیگا قریشیہ کو قیدخانے
مین بھیجدیا نفریت نے کہا کہ اب جو آپ فرمائین وہ ہم کرین عمرو بولا کہ مین آسمان پر سے آگ لشکر قریشیہ پر برساتا
ہون تم جا کر قتل کرو یہ کہا تندک پر سوار ہو کر لشکر قریشیہ پر گیا اور حقے آتشبازی کے اڑانا شروع کیے رنگ برنگ کی
آگ آسمان پر دکھائی دیتے تھے خوب جنگ منظور ہوئی آخرکار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا مال و اسباب اور
خیمہ بارگاہ لیا طبل شادمانی بجنے لگا عمرو تخت پر بیٹھا اور جو روپیہ لوٹا تھا سب دیوون کو بخشا اور کہا کہ تیاری کرو کہ مین لشکر
آسمان پری پر جاؤنگا اور بعد دو روز کے تمام لشکر لیکر چلا لیکن آسمان پری شہر گلستان ارم مین بیٹھی تھی
کہ لشکر قریشیہ کا شکست کھائے ہوئے پہونچا اور تمام حال عمرو کے باغی ہو جانے کا صاحبقران سے اور پردہ قاف
مین آنا اور قریشیہ کا بفریب پکڑ لیا اور شبخون مار کر فوج کو شکست دینا بیان کیا آسمان پری یہ سنکر نہایت پریشان

ہوئی اور خواجہ عبد الرحمن سے کہا کہ کیا تدبیر کرون خواجہ نے نجوم مین دیکھا عرض کیا کہ ای ملکہ بتیر قران صعب ہے
بہتر تو یہ ہے کہ یہان سے خدمت حمزہ صاحبقران مین چلی جاؤ آسمان پری نے کہا کہ مین لڑونگی سیاہ ملکھ سیاہ کلاہ
نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیں مین اُن سب سے لڑونگا اور قتل کرونگا لشکر اُسکا آنے تو دیجیے آسمان پری
سیاہ ملکھ کے کلام سے بہت خوش ہوئی اور لشکر جمع کیا اُدھر سے لشکر عمرو کا مقابلے مین آکر اُترا عمرو تخت پر متمکن ہوا
نفرتیتا بن عفریتا دنگل میں سالار بیٹھا ناچ ہونے لگا چھ چھ سات سات سو گز کے رنڈیان کوہریون کے
ہار گردنون مین انگلی برجستے ہوئے کردا تیل ہنڈے مین لگا ہوا ہینگ تمام مالش مین لی ہوئی پیاز کے کرن پھول
کانون مین لہسن کی دھگدگیان گلون مین ناچنے لگیں جام شراب کا جیسے دھوبی کا ناند ہوتا ہے گردش مین آیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا نفرتیتا نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے جو
لشکر آسمان پری کے لگے ہوئے تھے وہ خبر دریافت کرکے آسمان پری کی بارگاہ مین آئے عرض کیا کہ طبل جنگ
لشکر کفار مین بجا ہے سیاہ ملکھ نے آسمان پری سے کہا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو آسمان پری تخت پر سوار ہو کر چلی نو لاکھ پریان نو لاکھ دیو ساتھ
عبد الرحمن جنی پشت پر آسمان پری کی بیٹھے ہوئے مگس رانی کر رہے تھے شاہ پری ماہ پری سلطان ارزق پری حلاجل پری
سلاسل پری ارشد جنی راشد جنی ہمراہ رکاب تھے سیاہ ملکھ آگے آگے آکر میدان مین قائم ہوا اُدھر سے لشکر نفرتیتا کا آیا عمرو تخت پر
سوار گھنٹے بجاتا ہوا نفرتیتا آگے آگے بیس لاکھ دیون کا لشکر پشت کے پیچھے پایا عادل قاف باناسب خداوند ابلیس کی آواز بلند آسمان پری
نے دیکھا کہ عمرو مرغ زرین بنا ہوا تخت پر سوار اور قریشیہ پیچھے تخت عمرو کے قید مین گرفتار ہے آسمان پری کو نہایت رنج ہوا
غرض صفوف قتال اور جدال طرفین سے آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے سیاہ ملکھ سیاہ کلاہ میدان مین
آیا مبارز طلب کیا اکثر کئی دیو لشکر نفرتیتا کے زخمی ہوئے اور بہت سے مارے گئے نفرتیتا خود میدان مین آیا بعد
حملون کے ردوبدل ہونے لگی پھر کشتی کی نوبت پہونچی دن بھر سیاہ ملکھ اور نفرتیتا سے کشتی رہی شام کو نفرتیتا پھر گیا
اُدھر آسمان پری سیاہ ملکھ سیاہ کلاہ پر زر نثار کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی صحبت عیش مین مشغول ہوئی لیکن
عادل قاف نے نفرتیتا سے پوچھا کہ ای شاہ دیوان قاف سیاہ ملکھ کو کیسا پایا اُسنے کہا کہ یا ناسب خداوند
مین سیاہ ملکھ سے نہین لڑ سکتا اور جو لڑونگا تو مارا جاؤنگا عمرو نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا یہی باتین تھین کہ
خبر پہونچی کہ لشکر مین آسمان پری کے طبل جنگ بجا ہے عمرو نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے دونون لشکرون مین
تیاری ہونے لگی دو پہر رات گئے عمرو شبدیز پر سوار ہوا سیاہ ملکھ کے خیمہ پر آیا دیکھا کہ سیاہ ملکھ کھانا کھا
رہا ہے عمرو نے صبر کیا کہ جب سیاہ ملکھ سو رہا عمرو نے پہلے دارو سے بیہوشی اُڑائی کہ تمام نگہبان بیہوش ہو گئے پھر جھک کے
سیاہ ملکھ کو بیہوش کرکے باندھ لیگیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کرکے قید کیا صبح کو آسمان پری آگاہ ہوئی نہایت
رنج ہوا لشکر لیکر آئی خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کو آسمان پری شکست کھا کر بھاگی خواجہ عبد الرحمن نے کہا
کہ جانب وادی ایمن چلو کہ وہان ہماری بہبودی ہے شقیر آئے ہوئے ہین بیٹا شقیر کا ہماری ضرور مدد کریگا اُس سے
کوئی عہدہ برا نہوگا یہ صلاح کرکے وادی ایمن کو روانہ ہوئی ارشد جنی اور راشد جنی نے استقبال کیا اور پوچھا کہ
دعوت کی آسمان پری نے احوال بیان کیا ارشد اور راشد آسمان پری کو شقیر کے پاس لائے وہ شکار کھیلنے گیا ہوا
تھا جب شقیر اپنے ہمراہیان شکار سے آیا اور حال آسمان پری کا سنا کہا کہ ای آسمان پری تم خاطر جمع رکھو مین
تمہارا ملک تمہین دلوا دونگا اور اُس عیار کو مار ڈالونگا اور آسمان پری کی دعوت کی آسمان پری کو ساتھ لیکر

کوچ کیا دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوے طبل جنگ بجا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو معرکہ آرا ہوے شقیر لے
بسا چھین میدان مین آیا مبارز طلب کیا نفریت بن عفریت نے مقابلہ کیا بعد از گفتگو کے نفریت نے زاغنول
شقیر پر مارا شقیر نے اسکا زاغنول چھین لیا اور نفریت کو پکڑ کر بغل مین دبوچ کر آسمان پری کے خیمے مین لایا زمین پر
رکھ دیا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے آسمان پری بارگاہ مین آکر بیٹھی کہا لاؤ نفریت
بن عفریت کو جب وہ اسکے سامنے لائے اسنے بطریق اہل ابلیس پرستان سلام کیا آسمان پری نے کہا کہ نفریت باپ
تیرا اسکے سبب زلزال قاف کے مارا گیا اور تجھے عمرو عیار نے بہکایا ہے بہتر یہ ہے کہ دین سلیمان اختیار کر نفریت نے
کہا کہ یہ کبھی نہوگا کہ مین ابلیس پرستی ترک کرون لاکھ جان خداوند ابلیس پر سے نثار کرون یہ سنکر آسمان پری نے
کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے ابھی جلاد نہ آنے پایا تھا کہ عمرو نے ایک دیو کے ہاتھ سفینہ بھیجا کہ اے آسمان پری
مین عادل قاف نائب ابلیس ہون اگر ایک بال بدن کا نفریت بن عفریت کے کم ہوا تو مین قراشیہ سلطان
اور سیاہ مکھ سیاہ کلاہ کو مار ڈالونگا یہ سنکر آسمان پری نے حکم دیا کہ نفریت کو لیجا کر زندان خانے مین قید کرو اسی وقت
نفریت زندان خانے مین گیا رات کو عمرو [illegible] سردار ہوکر آیا اور تمام چوکیدارون کو بیہوش کرکے نفریت کو
چھڑا لیگیا صبح کو آسمان پری کو خبر ہوئی کہ رات کو عمرو نفریت کو چھڑا لیگیا یہ سنکر بہت رنجیدہ ہوئی
شقیر سے بڑا ہی غضبناک ہوکر اٹھا کہ ابھی جا کر نفریت کو مع عمرو کے پکڑے لاتا ہون آپ آزردہ نہون یہ کہکر
عمرو کے خیمے کی طرف روانہ ہوا عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا نفریت اپنے دل مین [illegible] تھا دیوون کا حلقہ بندھا ہوا تھا
اور نفریت ادا سے شکر عادل قاف کر رہا تھا کہ آپ نے ایک طرفۃ العین مین مجھے چھڑا دیا عمرو کہہ رہا ہے کہ یہ قدرت
خداوند ابلیس کی ہے کہ ہرکارون نے خبر پہنچائی کہ شقیر نہایت غضبناک آتا ہے عادل قاف نے کہا کہ آنے دو
اور نفریت سے کہا کہ تم میرے تخت کے نیچے چھپ جاؤ بعد اسکے حکم دیا کہ شقیر کو کوئی روکے نہین بلکہ دیوون کو
حکم دیا کہ شقیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور اسے باعزاز تمام لاؤ غرض شقیر بارگاہ مین آیا عمرو تعظیم کے واسطے
اٹھا کہا کہ اے شاہ دیوان قاف خوش آمدی و صفا آوردی این خانہ خانہ شماست بیٹھیے شقیر بیٹھا اور پوچھا کہ
عمرو عیار تو ہی ہے عمرو نے کہا کہ ان مین ہی ہون آپ نے جو قدم رنجہ فرمایا ہے اور قدم سے گھر کو میرے منور کیا ہے آج
میرے مہمان ہین کھانا تیار ہو نوش جان کیجیے بعد اسکے جو کہیے کا بجا لاؤنگا یہ کہکر جام شراب کا تواضع کیا شقیر نے جام پی لیا اور
کہا کہ اے عمرو مین آیا ہون کہ نفریت کو پکڑ لیجاؤن بلاؤ کہان ہے عمرو بولا وہ حاضر ہے تا ہم آپ کھانا کھا لیجیے دسترخوان
بچھوایا خوب کھانا کھلوایا جب کھانے سے فراغت ہوئی شقیر نے پوچھا کہ نفریت نہ آیا عمرو نے چوبدار سے کہا کہ جا کر
نفریت کو لاؤ بعد اسکے کہا کہ اے شقیر ایک دو باتین میری سن لیجیے پھر لیجانا شقیر بولا کہو عمرو نے کہا مین تجھسے یہ پوچھتا ہون کہ
باپ تمھارا تھا یا نہین شقیر نے کہا کہ باپ میرا شقیر تھا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا ہوا اسنے کہا کہ لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا
عمرو نے پوچھا کہ لندھور کون تھا شقیر پکارا کہ سپہ سالار حمزہ عرب زلزال قاف عمرو نے کہا کہ آسمان پری حمزہ کی
کون ہے اسنے جواب دیا کہ حمزہ کی زوجہ ہے عمرو نے کہا کہ اے شاہ دیوان قاف تمھاری دانائی سے بعید ہے کہ جو لوگ تمھارے
باپ کے قاتل ہون تم انکی طرفداری کرو اور راستہ پری کہ لندھور کی زوجہ ہے اسکے ساتھ ہوا اور مین کہ نائب حضرت ابلیس
ہون نام میرا عادل قاف ہے آیا ہون کہ تم سب کے باپ دادا کے خون کا عوض آسمان پری اور زلزال قاف سے لون
اب تم مجھسے لڑنے کا ارادہ پر آئے ہو سیکھے جو شقیر اسکے برہان نے سنکے سمجھا کہ عادل قاف سچ کہتے ہین اٹھکر قدمون کو
بوسہ دیا ہاتھ چومے کہا کہ اے عادل قاف مین آسمان پری کے ٹکڑے کر ڈالونگا اور راستہ پری کو مار ڈالونگا عمرو نے یہ سنکر

خوش ہوا کہا کہ ای شاہ دیوان قاف مرحبا صد مرحبا اور خلعت منگوا کر پہنایا عفریت کو تخت سے نکالا کہا کہ ای شقیر
یہ بھی بادشاہ زادہ قاف ہی اسکو اپنا فرزند سمجھے بلا کر قدم پر ڈال دیا شقیر نے سر اسکا اٹھا کر گلے سے لگایا اور بیٹا فرمایا
کیا عمرو نے حکم کیا کہ طبل شادیانی بجے اور شقیر کی خاطر و مدارات میں مصروف ہوا شقیر نے اپنے لشکر کو طلب کیا اور کہا میں نے
اطاعت عادل قاف کی اختیار کی تم بھی چلے آؤ تمام لشکر شقیر کا لشکر آسمان پری سے علیحدہ ہو کر چلا آیا یہ تمام خبر
آسمان پری کو پہنچی آسمان پری نے خواجہ عبد الرحمن سے کہا کہ غضب ہوا شقیر عمرو کا شریک ہوا خواجہ
عبد الرحمن کو سکتہ سا ہو گیا ادھر عمرو نے حکم کیا کہ اچھا چار طرف نامے لکھو کہ سب بادشاہان قاف آکر ہماری خدمت
میں حاضر ہوں چار طرف سے دیوان ابلیس پرست آ آکر جمع ہوئے عادل قاف کو نذریں دیں لیکن قہقہہ سہ چشمی
ہیبت سند ون ہزار دستہ کا نہ آیا عمرو نے حکم کیا کہ نامہ قہقہہ کو لکھو کہ بادشاہی قاف کی تمکو مبارک ہو آکر تخت پہ
بیٹھو حکمرانی کرو جلد یہاں آؤ جب اس مضمون کا نامہ قہقہہ کو پہونچا اسی وقت لشکر فراوان ساتھ لیکر پردۂ قاف کی
سے روانہ ہوا جب قریب شہر بلد رسکے پہونچا عمرو کو سرکاروں نے آکر خبر دی کہ قہقہہ سہ چشمی آپہونچا شقیر نے یہ باتیں
نے کہا کہ یا عادل قاف میں اپنے بالادست قہقہہ کو نہ بیٹھنے دونگا اور جو لڑیگا تو میں اس سے لڑونگا عمرو نے
کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میں اسکو گرفتار کرلونگا تم تماشا دیکھا کرو اور دیووں کو حکم دیا کہ جاکر قہقہہ کو استقبال کرکے لاؤ
دیو گئے قہقہہ کو لائے عمرو نے تعظیم کی بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی عمرو نے شراب بیہوشی آلودہ قہقہہ کو پلوائی جب
قہقہہ اپنے فرزندوں اور سرداروں سمیت بدمست ہوا عمرو نے کہا کہ ای قہقہہ بادشاہی قاف کی کسکو سزاوار ہی
قہقہہ نے کہا کہ سوا میرے کون بادشاہی کرسکتا ہی عمرو نے کہا کبھی تمہارے بزرگوں میں کل قاف کا کوئی بادشاہ
ہوا ہی مگر دیو عفریت کہ مالک کل قاف کا ہمیشہ رہا اور میں نائب حضرت ابلیس ہوں جسکو بادشاہ کروں
بیشک وہ بادشاہ ہو سکتا ہی تجھے لازم ہی کہ تو مددگار شاہان قاف کا رہ اور میرے حکم سے خلاف نہ کرنا چاہئے
قہقہہ یہ سنکر نہایت برہم ہوا پکارا کہ اے عادل قاف یہ کیا بیہودہ گفتگو ہی شاید تو نے اسی واسطے مجھے بلایا تھا
کہ میں تجھے سبق اچھا پڑھاؤں یہ کہکر عمرو پر دوڑا ادھر عمرو دوڑا اٹھا جب قہقہہ پر اثر بیہوشی تو اسکا کام تمام کر چکی تھی
قہقہہ بیہوش ہو کر گرا بیٹے قہقہہ کے عفریت بن قہقہہ کہ بیٹا بن قہقہہ کے اسپا دکیا سب بن قہقہہ
اٹھانے کو اٹھے تھے سب بیہوش ہو کر گرے عمرو نے سب کی مشکیں بندھوا کر زندانخانے میں بھیجا اور اسکے لشکر کو
کہلا بھیجا کہ تم آکر ہماری نوکری کرو تو بہتر ورنہ جہاں چاہے چلے جاؤ بہتوں نے نوکری کی اور بہت سے
اپنی جان بچا کے سمت پردۂ ظلمات بھاگے

داستان حیرت بیان در عطیہ عمرو کا بعیاری ملکہ قریشیہ سلطان کو پکڑ لانا اور پھر ملکہ آسمان پری کو
مع ملکہ قریشیہ مقابلہ عمرو و فوج بے پایان ایک نکلنا جنگ مغلوبہ ہونا آخر کار بوجہ تھوڑی فوج ہونے کے
ملکہ قریشیہ کے شکست کھانا اور بھاگ کر طلسم خارستان میں اپنے کو گرا دینا واضح رہے ناظرین والا تبار
ہو کہ اکثر جلدوں میں بلکہ فارسی اصل ایرج نامہ میں بھی یہی لکھا ہی کہ ملکہ آسمان پری عمرو سے شکست کھا کر
طلسم خارستان میں عمرو مع فوج قاہرہ بمقابلہ امیر آیا وہاں قتل ہوا یا قوت ہوش ربا نے خارستان کو فتح
کرکے ملکہ آسمان پری کو مع ملکہ قریشیہ و عبد الرحمن جنی و مسلسلہ ہا کیا ملکہ آسمان پری نے مع فوج بے پایان امیر حمزہ
صاحبقران کی مدد کو آئیں مگر طلسم خارستان کے مہمات کا مفصل حال کسی نے نہیں لکھا لہذا اس حقیر بیمقدار شیخ
تصدق حسین داستان گو نے حسب الحکم شیخ حامد حسین صاحب اس طلسم کو اپنی رائے کے موافق درست کرکے لکھا

آپ کو اس بلا سے ضرور نجات ہو گی مثل مشہور ہی کہ دنیا مین کسی کی کبھی یکسان نہین رہتی خدا کو یاد کیجیے لا تیئسوا من رحمۃ اللہ
رحمت الٰہی سے مایوس نہونا چاہیے دل کو سمجھائیے بیقراری کو کم کیجیے اور اے ملکہ اگر دل ہی قابو مین نہ رہا اور خدا نخواستہ
شیطان کے کان بہرے دشمن مجنون ہو گئے تو پھر کیسی پڑیگی آپکے ساتھ ہم بھی کدھر کے نہ رہینگے کوئی تدبیر نہین
بن پڑیگی انسان کو چاہیے کہ مصیبت پر صبر کرے اور اُسکے دفعیہ کی تدبیر کرے نہ یہ کہ اُسکے سوچ مین ابتدا سے بلا تر
ایسا محو ہو جائے کہ دشمنون کو دیوانہ بنا دے اور دل کو اُلٹا دے آدمی کے قابو مین دل ہو دل کے قابو مین آدمی
نہین ہو دلکو سمجھاؤ رقت کو تھامو اسطرح ہاتھ پانون کے طوطے نہین اُڑاتے کسی کا کہنا بھی مانتے ہین اے ملکہ ہمارا بھی کہنا
مانو کچھ کہنے پر عمل کرو اور اے ملکہ ہمین جو کچھ کہنا سننا ہو کہتے ہین اور کہا اور کہتے جائینگے شعر مانو نہ مانو اسکا تمھین اختیار ہی
ہم نیک و بد حضور کو سمجھا جاتے ہین لیکن ملکہ آسمان پری اگر یہی حال بنائے رہو گی تو اپنا نقصان کرو گی اپنے ساتھ ہمکو
بھی دنیا سے کھو دو گی ہم بھی کسی طرف کے نہ رہینگے اگرچہ سچ تو یہ ہی کہ جیسے تمھارے دشمنون پر پڑی ہی خدا دشمنون
پر بھی نہ ڈالے مگر کیا ایسے اوقات مین اور ان حالات مین جان دے دیتے ہین اور دشمنون کو ہلاک کر دیتے ہین ایک
ذرا حالات سلاطین سابقہ کو غور سے ملاحظہ کیجیے کہ کبھی وہ لوگ وقت مصیبت گھبرائے اور ہاتھ پیر ہارے نہین ہمیشہ قاعدہ
تدبیر سے اچھے نتائج پیدا کیا کیے اور جو لوگ گھبرا گئے اور ہڑبڑا گئے اور مثل آپکے ہائے کیا کرون کیا کرون کرنے لگے
اُنکا ہمیشہ یہ انجام ہوا کہ دنیا سے گئے اور کدھر کے نہ ہوئے اے ملکہ صبر و سکون سے کام لو اے ملکہ یہ تو ممکن نہین کہ ملکہ
قریشیہ سلمہا کو قید سے رہائی نہ ہو اور تمپر سے یہ مصیبت دفع نہو اور یہ بلا نہ کٹے جیسا کہ مین تقریر بالا سے ثابت کر چکی ہون
لیکن اگر اس بیقراری اور گریہ و زاری مین تمنے اپنی جان دے دی تو پھر ملکہ قریشیہ کی رہائی کو دیکھکر کون خوش ہو گا
یہی نا کہ دشمن ہنسینگے اور خدا نخواستہ ملکہ قریشیہ جیتے جی ہی جی سے گذر جائینگی اور ہماری تو جان و مال سب ہی تمھاری
جان و مال کے ہمراہ ہی جہان تمھارا پسینا گرے وہان ہم اپنا خون گرا دین تمھاری زندگی سے ہماری زندگی اور تمھاری
راحت سے ہماری راحت وابستہ ہی اگر خدا نخواستہ تمھارے واسطے کوئی امر نوع دگر ہو گیا تو یہ سمجھ لو کہ ایک تمھاری جان
کے ساتھ یہ تینون جانین جائینگی اور تین خون ہو جائینگے پھر اس سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ ہوا اسلئے بہتر یہی ہی کہ اب بیتابی
و بیقراری اور گریہ و زاری کی حد گذر چکی دشمنون کی جان مین جان باقی نہین ہی اب از برائے خدا و رسول دلکو ٹھہرائیے
ہمارا کہنا مان لیجیے وہ بڑا ارحم الراحمین ہی رجوع الی اللہ کیجیے اور اے ملکہ آپکے دلکو قرار آئے تو پھر کوئی تدبیر ذہن مین
آئی اور کوئی بات سوجھین آگے خدا کو اختیار ہی السعی منی والاتمام من اللہ ہمارا کام سعی اور خدا کا کام اتمام کا ہی
اے ملکہ تمھاری گھبراہٹ نے ہمارے ہوش و حواس بھی بجا نہ رکھے اور ہم بھی از خود رفتہ ہو گئے دل ہی بیقابو ہو گیا
ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ تمھاری یہ حالت ہو جائے اور ہم کوئی تدبیر نہ سوچین اور آپکے دشمنون پر یہ حالت گذر جائے
اور ہم چپکے چپکے دیکھا کرین کوئی بات سوچین کوئی تدبیر کرین ورنہ ہم مجبور ہین کیا کر سکینگے تمھاری اس حالت نے ہمارے
ہاتھ پانون کے بھی طوطے اڑا دیے ہین مگر کسی طرح دلکو قرار نہین آتا اور بیقراری کسی طرح کم نہین ہوتی جب خواجہ
عبد الرحمن نے یہ دیکھا کہ مرسلہ کا سمجھانا اثر پذیر نہین ہوتا تو عبد الرحمن بھی مرسلہ کے ہمزبان ہو گئے الغرض مرسلہ
اور عبد الرحمن حبشی کے سمجھانے بجھانے سے فی الجملہ جی بہل گیا اور کچھ رقت تھمی کچھ حواس درست ہوئے کہنے لگی کہ
اے مرسلہ بہن اب تو ہی انصاف کر کہ جسکا راج چھا گیا سلطنت و شاہی یون مٹ جائے یون وطن سے بیوطن
ہو جائے عزیز و اقربا اپنے بیگانے سے چھٹے فوج و لشکر حکومت و سطوت لٹی اگر اُسکا یہ حال ہو جائے تو کیا بیجا ہی اے
مرسلہ سلطنت کا لٹنا حکومت کا لٹنا احبا اعزا کا چھوٹنا کس کس بات کا خیال کرون اور کس کس کو روؤن اب تو نہ رہے

ہنستی ہو اور نہ ہنستی بنتی ہو کوئی بات بھی ٹھیک نہیں رہی دل ہی بیٹھا ہو گیا اے مہرسلطہ کوئی بات ذہن مین نہین
آتی کیا کرون اور تھے جو حق محبت تھا اُسے ادا کیا ملکہ اے مہرسلطہ اگر دل بیقرار ہو جائے تو آدمی کیا کرے یہ سنکر مہرسلطہ نے
کہا کہ ملکہ یہ تو سب کچھ صحیح ہو مگر کوئی سانحہ ہو جاتا ہو تو کیا اُسی کا گھولا گھولا کرتے ہین اور فکر و تدبیر سے بالکل دست بردار
ہو جاتے ہین ایسا تو ہرگز نہین کرتے اور یہ تو دنیا مین کسی کا دستور نہین یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اچھا اے مہرسلطہ تمہارا کہنا بھی
سہی کوئی تدبیر سوچو کوئی فکر کرو اب مین انشاءاللہ تعالیٰ جہانتک ہوسکیگا بیقراری کم کرونگی ... یہ سنکر مہرسلطہ
نے سر جھکا لیا اور ایک تھوڑی دیر کے بعد کچھ سوچ کے سر زانو سے فکر سے اُٹھا کر کہنے لگی کہ اے ملکہ دیکھو تو مین کیا
کرتی ہون آخر مین بھی تو اُسی عیار کی بیٹی ہون کہ جسکی عیاری شہرۂ آفاق ہو تو سہی جو اس نے دیا کیا کرون عمرو کو مین
درست نہ بناؤن اور وہ دعوی کا دون کہ جو تمام عمر یاد کرے اے ملکہ اگر ملکہ قریشیہ کو نہ چھڑا لائی تو کچھ کام نہ کیا اور اپنا
نام پھر سے بدل ڈالون اگر اس کام کو انجام نہ دون یہ کہکر مہرسلطہ نے اسباب عیاری درست رو برو رکھ کر آراستہ و پیراستہ
کرکے قلم دوات و کاغذ اُٹھا کر امیر حمزہ صاحبقران کو من جانب ملکہ آسمان پری ایک خط بدین مضمون لکھنا
شروع کیا کہ اے شاہنشاہ شاہنشاہان حلقہ فلک گوش گردن کشان زمان نبیرۂ تاج دار زنگار شمشیر جنگ آوران
شہریاری مہر درخشندۂ بختیاری شگفتہ کمان رستم دستان سام بن نریمان کو حشمت سلیمان صاحب گرز عالم دستان
خنجر گیر درماندگان و بیکسان اے امیر حمزہ صاحبقران زید اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ بعد ادائے ہدیۂ تسلیم یہ کنیز
قدیم عرض کرتی ہے کہ اللہ اکبر حضور کسقدر اس کنیز کو آپ نے اپنے حضور دل سے سہو و محو کر دیا ایک مدت گذر گئی کہ حضور
نے خبر بھی نہ لی اور یہان پھر وہ مصائب اور آلام گذر گئے کہ بیان تحریر سے باہر ہین اور جنکے بیان مین زبان بشر معترف
شکست اور قلم عاجز ہے اس کمبخت حرامزادہ ... کے بیادے سے عمرو نابکار نالائق روزگار کے ہاتھ سے
جسپر آپ کو کسقدر دعویٰ دوستی تھا ہمارا شہر او ہو گیا اس کمبخت نے تمام پردۂ قاف کو تاخت و تاراج کر ڈالا ہزارہا
پریزادان ماہ پیکر کو خاک کر دیا سیکڑون شہر تکیہ سے تباہ و برباد کر دیے تمام سلطنت میری خاک مین ملا دی
کل پردۂ قاف مین ویرانہ کر دیا ملکہ قریشیہ کو مقید بقید شدید کیا یہ کنیز مع عبدالرحمٰن جنی اور مہرسلطہ بنت عمرو
پردۂ قاف سے مفرور ہو کر قلعہ گلستان ارم مین چلی آئی ہے اب یہان میرا یہ حال ہے کہ انسان و جن جان کا کیا
ذکر ہے جانوران صحرا اور مرغان ہوا تک اسپر حال زار پہ گریان و نالان ہین اے امیر جب دل پر چوٹ آہ کھینچتی
ہون تو سارا باغ جل جاتا ہے اور زیر فلک دوسرا آسمان پیدا ہوتا ہے استغفراللہ مین کیا لکھون حال دل کیا ہوا حال تباہ
کہ لکھنے کے قابل نہین آہ آہ ستم کھینچے جو ہوسکے اے امیر ... کیا لکھون کیا اُسے مین ... مختصر یہ ہے کہ اے امیر یا تو قید
کنیز تخت پریزادان مع چند دیوان کہستان روانہ لشکر ظفر پیکر سلطانی صاحبقرانی کرتی ہے ذات والا صفات
سلطانی سے امیدوار ہون کہ فوراً مع فوج ظفر موج میری مدد و حمایت کو تشریف لائیے ... یہان
دھر ہے اگر اس امر مین کچھ بھی تعویق ہوگی تو پھر اس کنیز کو نہ دیکھ پائیے گا اور مع حسرت باقی چلی جائیگی اور جب
خط ختم کیا الٰہی آفتاب دولت و اقبال تا بمدار ... بارگاہ ہمیشہ فلک ... داد و عدالت اور ...
اور فریدون ہمت و رستم دل جمشید فر تیغ ... عالم ناصر دولت باد یہ خط لکھا اور اپنی کمر مین رکھا اور ایک
پری کی شکل ... آسمان پری شکل کرکے اپنے ہمراہ لیا اور ملکہ سے عرض کی کہ اے ملکہ مین تو اب جاتی ہون آپ اتنی عنایت
کیجیے کہ چند دیوون کو حکم دیجیے کہ تخت لیے ہوئے پشت زنانخانہ خواجہ پر مستعد رہین بحکم ملکہ آسمان پری چند دیو
تخت لیکر ادھر چلے اور ادھر سے مہرسلطہ جانب دربار خواجہ عمرو مین ... ہوا ... جلد جلد راہ طے کرکے

دربار خواجہ مین پہونچی اطلاع کرائی کہ مرسلہ حاضر ہی اجازت حضوری کی خواستگار ہی فوراً اجازت حضوری حاصل ہوئی
مرسلہ دربار خواجہ مین گئی بصد آداب تسلیم عرض کی خواجہ نے کہا کہ کیون اسوقت تم کہان آئین تمھین ہمسے کیا مطلب ہی
ہمسے تو دور دور بھاگتی پھرتی ہو آخر آئی ہو تو بیٹھ جاؤ سلام کرکے مرسلہ بیٹھ گئی عمرو نے پوچھا کہ کیون مرسلہ آج تم کیون
آئین آخر تمھارے آنے کا سبب کیا ہی مرسلہ نے کہا کہ خدا حضور کو زندہ و سالم رکھے آپنے تو اپنے دل سے مرسلہ کو
بالکل سہو و محو کر دیا کبھی بھولے سے بھی نہ یاد کیا آخر مجبور ہوکر مین خود ہی حاضر ہوئی کہ جاکر زیارت سے مشرف ہوآؤن
عمرو نے کہا کہ خیر یہ تو باتین ہین تم تو ہمسے چھٹکی ہی چھٹکی رہتی ہو آج تمھارا آنا خالی از علت نہین ہی سچ بتاؤ کہ آج
کہان آئین مرسلہ نے عرض کی کہ حضور سچ یہ ہی کہ حضور کی الفت کھینچ لائی اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ تو بالکل بے خبر
بیٹھے ہین قریشیہ کو قید کرکے بالکل مطمئن ہوگئے ہین اور اسکی خبر نہین کہ ملکۂ آسمان پری کیا آفت ڈھایا چاہتی ہی
یہ سنکر عمرو نے کہا کہ کیا کیا جلد بیان کرکہ آخر معرکہ کیا ہی مرسلہ نے کہا کہ حضور معرکہ کیا ہی بات یہ ہی کہ آج ملکۂ آسمان
پری امیر کو یہ خط لکھ رہی تھی کہ مین نے دیکھ پایا لیکن مین ٹال گئی جب وہ خط پورا کرچکی تو مین نے بہانے سے اُس
خط کو لیکر کمر مین رکھا اور اُسے بیہوش کرکے اپنے ساتھ لیا اسباب شب روی مہیا کرکے مع خط اور ملکۂ آسمان پری
حاضر حضور ہوئی معلوم نہین کہ ملکہ کسقدر خط میرے اختفا مین امیر کو لکھ چکی ہی آج اتفاقیہ مین نے دیکھ پایا حضور اپنا
دشمن سمجھین تو دوست سمجھین تو ہون آپ ہی کی کہلاؤنگی آپ ہی کی مثل مشہور ہی کہ ہاتھی مرا ہوا گاؤن گاؤن جسکا ہاتھی اُسی کا
ناؤن آپ سے اور امیر سے اب نبھنا دشوار ہی اور ضروری بگاڑ ہوگا تو مین کدھر کی ہونگی آپ سے چھوٹونگی وہ الگ اور
امیر آسیہ کی بیٹی سنکر جو میرا حال بنائینگے وہ علحدہ پس یہ سوچ کر یہ سارے کرتب کرکے حضور مین چلی آئی کہ مثل مشہور ہی
آنبکا بکل آنبہی مین خوب لگتا ہی اب امیدوار ہون کہ مجھے پردہ دنیا پر لیجیئے اور آپکے نزدیک جو گستاخیان
مجھسے ہوئی ہون اُسے معاف کیجیے اور لیجیے یہ خط اور ملکۂ آسمان پری حاضر ہی جو چاہے سو کیجیے یہ کہکر وہ خط
خواجہ کو دیا خواجہ اُس خط کو پڑھتے ہی بڑے غیظ و غضب مین آکے کہنے لگا کہ تو سہی جو آسمان پری کو قید مین سڑا کر
نہ مار ڈالون وہ آزار پہونچاؤن کہ آسمان پری ساری عمر یاد کرے اور امیر کی تو ساری عمارت خاک مین ملادون
تو سہی اور اے مرسلہ تو نے تو وہ کام کیا ہی کہ جسکی ہرگز مجھے امید نہ تھی اس بارے مین مین جہانتک شکریہ ادا کرون
بجا ہی یہ کہکر مرسلہ کو گلے سے لگا لیا اور ایک مالا زمرد کا جو اپنے گلے مین پہنے تھا اتار کر مرسلہ کے گلے مین ڈالدیا اور نہایت
اکرام اور اعزاز سے اپنے قریب جگہ دی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ اے مرسلہ مین تجھے انشاء اللہ العزیز پردہ دنیا
پر بٹھاکر بڑی دھوم سے تیری شادی کردونگا تو گھبراتی کیون ہی اور بھلا امیر کی تو کیا حقیقت ہی جو میرا مقابلہ کرسکے اور
اُس لشکر پریزادان و دیوان کی بھی یہ مجال ہی جو میرے سامنے آئیگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ واللہ اکبر رستمی چل گئی بالائی کر
ملکۂ آسمان پری کے اس ہٹنے پر تھی یہ خیالات تھے اور اینکا یہ ہوا کہ تجمّد و تکبر سر مین بھری تھی اے مرسلہ اب تو میری
سرکار کی مختار ہی جا جلد اسکو بھی ملکہ قریشیہ کے پاس قید کرا اور دربانون کو حکم کردے کہ خبردار ملکۂ آسمان پری لاکھ لاکھ
خوشامدین کرے لیکن بالکل اعتنا نہ کرنا اور قریشیہ سے کچھ زیادہ سختی پیش آنا کہ یہ بڑی معتوب ہی اس کمبخت نے بڑی
آگ لگانا چاہی تھی یہ سنکر مرسلہ کے قلب محزون کو انتہا کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے دل مین کہنے لگی کہ الحمد للہ
یہ عیاری ہماری کارگر ہوگئی اور یہ وزیر باپکا گردن دام تزویر مین آگیا دیکھو تو اب کیا دل لگی ہوتی ہی یہ خیال کرکے
باپ کے پاس سے اٹھی اور اُس مصنوعی آسمان پری کو لیکر قیدخانے کی طرف روانہ ہوئی دربانون کو خبر تو پہونچ ہی
چکی تھی کہ خواجہ نے مرسلہ کو اپنے گھر کا مختار کردیا مرسلہ کو دیکھتے ہی تمام ملازمین نے اُٹھکر نہایت آداب سے

ہجر کیا اور ہرسلہ سے کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے ہرسلہ نے کہا کہ ایک معتوب سلطانی کو قید کرنے لائے ہین دروازۂ قیدخانہ
جلد کھولو فورًا دربانون نے دروازہ کھولا اور ہرسلہ کو دعائین دینے لگے ہرسلہ نے کچھ مٹھائی دربانون کو تقسیم کی کہ مین نے
یہ مٹھائی نذر کی تقسیم کی ہے یعنے نذر مانی تھی کہ جب مین اپنے باپ سے ملونگی تو غربا کو شیرینی تقسیم کرونگی سو تم بھی لیکر کھاؤ خلاصہ
اینکہ اُس مٹھائی کا کھانا تھا کہ دربان تو سب کے سب بیہوش ہوکر گرے ہرسلہ نے سبھون کے سر کاٹ ڈالے اور خود داخل قیدخانہ
ہوئی ملکہ قریشیہ کے ہاتھ پانون سے ہتھکڑی بیڑی کاٹ کے دیوار قیدخانہ کی طرف سے پھاند کے قریب اُس تخت کے آئی
جو پہلے سے ملکہ آسمان پری بھیج چکی تھی ہرسلہ مع اُس مصنوعی آسمان پری اور ملکہ قریشیہ کے اُس تخت پر بیٹھکر نہایت
جلد راہ طے کرکے قلعۂ گلستان ارم مین پہونچی اب سنیے کہ ہرسلہ جاکر کیا دیکھتی ہے کہ ملکہ آسمان پری بیہوش ایک درخت
کے نیچے پڑی ہوئی ہے فقط دم کی آمد و شد باقی ہے اور یہ حال ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ اب کوئی دم کی ہوا کھا رہی ہے
ہرسلہ نے جاکر کیوڑے گلاب کے چھینٹے دے کر ہوشیار کیا جب ملکہ آسمان پری ہوشیار ہوئی تو ہرسلہ نے کہا کہ لو ملکہ
مبارک ہو کہ ہرسلہ ملکہ قریشیہ کو چھڑا لائی اُٹھو اور ملکہ قریشیہ کو گلے سے لگاؤ یہ سننا تھا کہ ملکہ آسمان پری کہان کہان
کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی اُدھر سے ملکہ قریشیہ بڑھی دونون آپس مین گلے ملکر بیہوش ہوکر گر پڑین ہرسلہ نے کیوڑا گلاب چھڑکر
کر ہوشیار کیا تمام حالات ملکہ آسمان پری نے اپنے اور ملکہ قریشیہ نے اپنے بیان کیے جب یہ سب باتین ہوچکین تو ملکہ قریشیہ
نے کہا کہ ابتک تو جو کچھ ہونا تھا ہوا مگر اب تو یہ جی چاہتا ہے کہ دو دو ہاتھ دکھا کر دون بیغیر لڑے نہ باز آؤن اور بغیر مارے نہ چھوڑون
ہرسلہ نے کہا کہ اے ملکہ لڑائی سے کیا فائدہ ہے جو مطلب تھا حاصل ہوگیا آپ کو حق تعالے نے قید سے رہائی دی دونون
آدمی آپس مین ملکے ملکہ قریشیہ نے کہا کہ اے ہرسلہ تمنے جو احسان ہمپر کیا اُسکا شکریہ تو کسی طرح ہم ادا نہین کرسکتے اگر
ہر بن مو مین ایک ایک زبان پیدا ہو تب بھی تمھارا شکریہ نہین ادا ہوسکتا لیکن اے ہرسلہ اس امر مین مجھے مانع نہ ہو
کہ یہ حسرت بھی دل مین نہ رہ جائے یہ تو ممکن نہین کہ خواجہ آئے کے ساتھ ہی ہمارا لقمہ کرکے ہم بھی دو چار کو ضرور رہی
فی النار کرکے مرینگے اگر خدا نے فتح دی تو سبحان اللہ پھر کیا کہنا ہے اور اگر خدا نخواستہ خدا نخواستہ شیطان کے کان بہرے
امر نوع دیگر ہوگیا تو خیر یہ ذکر ہی باقی رہ جائیگا کہ ایک عورت بھی کسطرح لڑی یہ کہکر تمام اسباب جنگ مہیا کرنا شروع کیا
اب اُدھر کی سنیے کہ خواجہ کو خبر پہونچی کہ ہرسلہ بڑا مکر کرگئی اور بڑی زبردست عیاری کرگئی ملکہ قریشیہ کو چھڑا لے گئی کل بند خانہ
کے دربانون کی گردنین کاٹ کر ڈال گئی خواجہ نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہنے لگا افسوس بڑا دھوکا دے گئی خیر سمجھا جائیگا
اپنے ملازمین سے کہنے لگا ذرا دریافت تو کرو کہ ہرسلہ کدھر گئی اور قریشیہ کو کہان پہونچا آئی معلوم ہوا کہ قریشیہ اور
ہرسلہ اور آسمان پری سب کی سب قلعۂ گلستان ارم مین ہین اور تیاری جنگ کر رہی ہین خواجہ یہ سنکر
نہایت متردد ہوا کہنے لگا کہ اب کیا کرون ایک عورت کا کیا مقابلہ کرون اگر مقابل ملکہ نہین نکلتا تو خلاف مردانگی ہے
اور اگر مقابلہ کیا اور قریشیہ میرے ہاتھ سے ماری گئی تو خلق خدا کیا کہیگی کہ ایک عورت کو مارا تو کیا مارا بڑی دیر تک
خواجہ اس کشمکش و پیچ مین نہایت متردد و متفکر رہے کہ کیا کرون کیا نہ کرون آخرکار اسی امر پر رائے خواجہ کی مستقل ہوئی
کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مقابلہ ملکہ کو نکالو بھی اگر فتح میسر ہوئی تو قریشیہ اور آسمان پری اور اُس ہرسلہ لکاتہ کا وہ
حال کرو کہ قید شدید مین سڑا سڑا کر مار ڈالو اور اگر خدا نخواستہ شکست ہوگئی اور ہار گئے تو پھر مع بعد از سر من گیسو کن
شد شدہ باشد مگر خوب اچھی طرح درست ہوکر ملکہ قریشیہ کا مقابلہ ضروری ہے شکست و فتح نصیبون سے ہوتے ہے
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا جو کچھ ہو مقابلہ خوب جی کڑا کرکے کرلینا چاہیے آگے وہ مالک ہے یہ سوچکر خواجہ نے
بھی تمام جنگ کا سامان مہیا کیا اور قریب صبح متصل قلعۂ گلستان ارم ہو نچکر نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

نقارہ رزمی کی آواز پہونچتے ہی ملکہ قریشیہ بھی سلاح جنگ و فوج درست کرکے قلعہ سے باہر آئین فوج ملکہ مین بھی طبل جنگ بجا
دونون صفین آراستہ ہوئین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح دونون جانب سے آراستہ ہوئے خواجہ خود لشکر مین ایستادہ ہوئے
شقلیں لیے برہان نفریت بن عفریت دیو سرنگال اور دیو نرنگال وغیرہ بڑے بڑے دیوان تہمتن اور پہلوانان نامی
داہنے بائین فوج کے آکر کھڑے ہوئے ادھر ملکہ کی فوج بھی درست ہو چکی تھی وہ بھی قلب فوج مین آکر کھڑی ہوئی دیو برق گرد
اور دیو کیوان گری وغیرہ داہنے بائین ملکہ کے آکر کھڑے ہوئے جب دونون فوجین مرتب ہو چکین تو خواجہ نے آواز دی
کہ منم نائب ابلیس کہ گزارم تم ہوشیار باش کہ مین قریب آگیا ابھی کہ جو تم سب کو زنجیرون مین باندھ باندھ کر قید شدید مین سڑا کر
نہ مار ڈالون یہ سنکر ملکہ قریشیہ نے جواب دیا کہ واہ چچا جان کیا کہنا سبحان اللہ آپ سے اس سے زیادہ امید تھی تو سہی جو
تمکو چچا ہی بنا کر چھوڑون خوب تمنے چچا گری ادا کی ہم تو تمھین اپنا عمو سمجھتے تھے امیر کو تمپر کسقدر بھروسا اور کیا الطاف و
عنایات تھی مگر تم بڑے ہی نمک حرام نکلے خوب حق مروت ادا کیا اور بڑی نمک حلالی کی دیکھو زبان سنبھالو کیا لاف و گزاف
واہیات پوچ کلمات زبان سے نکالتے ہو ایسا نہو کہ زبان گدی سے کھینچ لیجائے اور تمھین اس کردار ناہنجار کی سزا ملے
آخر اپنی رذالت کی بنا دیکھو اور سار بان رد ادوے اپنے افعال پر نادم ہو کر رومال سے ہاتھ باندھ کر چلا آورنہ وہ سزا ملیگی جو ساری
عمر کو یاد کریگا کیا خوب ہمارے سامنے اور یہ جہالت واہ واہ واہ کیا خوب نائب ابلیس بنے ہین یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ ای
ملکہ مجھکو تمھارے حال پر رحم آتا ہی کہ تمھارے باپ سے اور مجھسے دوستی ہی ابھی اتنی بڑی قید سے چھوٹی ہو ہوش و حواس
بجا نہین ہین جاؤ کیون اپنے تئین مبتلا ہوتی ہو ورنہ وہ حال تمھارا بناؤنگا کہ ساری عمر یاد کروگی یہ سنکر ملکہ کو غیظ آگیا کہنے لگی
کہ اجی خواجہ صاحب اگر کچھ دعوی دلاوری ہی تو بسم اللہ میدان مین نکل آئیے یہ گیدڑ بھبکیان تو کوئی اور سنتا ہوگا یہ کہکر ملکہ آگے
بڑھین اور ادھر سے خواجہ نے دیو شاپور کو حکم دیا کہ او شاپور کیا دیکھ رہا ہی لینا ملکہ زندہ نہ جانے پاوے یہ سنتے ہی شاپور
دار ہمشاو پکڑ کے آگے بڑھا اور ملکہ قریشیہ پر بڑے گرز مین ایک ہاتھ جمایا ملکہ نے اسکی چوٹ کو خالی دیکر تیغ سلیمانی کا جو ایک
وار کیا تو سر پر چمکا اور جگر گاہ تک پہونچکر برابر دو ٹکڑے کیے دیو شاپور کا مارا جانا تھا کہ عمرو کی آنکھون مین جہان اندھیر ہو گیا
کیونکہ شاپور بہت بڑا پہلوان اور خواجہ کے لشکر کی جان تھا اسکے مارے جانے سے لشکر عمرو کا گویا بیجان ہوگیا عمرو نے
پکار کر اپنی فوج کو للکارا کہ بہادرو خبردار ملکہ جانے نہ پاوے چہار طرف سے وار چلین کہ ملکہ بچنے نہ پاوے یہ سننا تھا کہ ادھر سے
فوج خواجہ اور ادھر سے فوج ملکہ آگے بڑھی دونون لشکر آکر گتھ گئے تمام مقابل ہوئی فوج سے آکے فوج عجب طرح سے آ
مین ہوئی غت پٹ اور وار چلنے لگے ہر آئین ہتھیار چلنے لگے معرکہ عظیم پڑ گیا جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی ہزارون کے
وارے نیارے ہوگئے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگ گئے فوج ملکہ بھی ایسی بہادری سے لڑی کہ بڑے بڑے
دلاورون کے چھکے چھڑا دیے ہر شخص کی زبان پر جاری تھا کہ سلطنت سے آجتک کوئی عورت ایسا نہین لڑی ہر طرف سے
صدائے تحسین و آفرین بلند تھی شقلیں لیے برہان فوج ملکہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج خواجہ کو یقین ہوگیا کہ اب کسی طرح
فتح میسر نہ ہوگی لیکن خواجہ برابر غیرت دلا رہے ہین برابر آوازین دے رہے ہین کہ ای بہادرو جی نہ ہارو عنقریب فتح
مظفر و منصور ہوا چاہتی ہی مگر قدم فوج کے نہین تھمتے اور ہمراہیان ملکہ کو یقین ہوگیا کہ اب فتح ہوئی اور اب یہ فوج خواجہ مفرور ہوئی
ملکہ بھی اس جوش مسرت مین آگے بڑھکر سیر دیکھنے لگین اور فوج کو تحسین و آفرین کرنے لگین مگر دیکھیے بنکر بگڑنا اسے کہتے ہین
اور چون قضا آید طبیب ابلہ شود کا مصداق یہان پر صادق آتا ہی کہ کوئی تدبیر کارگر نہوئی جنگ مغلوبہ تو ہو ہی رہی تھی اسی ہنگامہ
عظیم مین ایک زخم ملکہ کی پیشانی پر لگا ملکہ نے یہ خیال کرکے کہ مبادا فوج بد دل ہو جاے تخت کو پیچھے ہٹایا کہ دفعتہ آثار
ہزیمت پیدا ہو گئے اور سارا کیا دھرا خاک مین ملگیا فتح ہو کر شکست ہونا اسی کو کہتے ہین جسکو خدا بناتا ہی تو یون بناتا ہی

اور جسکی بگاڑتا ہی تو یون بگاڑتا ہی عبد الرحمٰن جنی نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ بڑا غضب ہو گیا ابتک کل ساعات اور سیارات موافق تھے مگر اب آپکے سیارات سب مخالف ہو گئے ہین اب قیام کرنا کسی طرح مناسب نہین ہی اور درصورت قیام جانبری ممکن نہین ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی اگر جان بچانا منظور ہی اور اتنے بندگان خدا کی جان کی حفاظت چاہیے ہی تو بھاگ چلیے اور اپنے تئین طلسم خارستان سلیمانی مین گرا دیجیے جب تو جان بچتی ہی ورنہ ہلاکت کا سامنا ہی یہ سنکر ملکہ نے لشکر کو آواز دی کہ بھائیو اب ساعات اور سیارات ہمارے بگڑ گئے اور اب ٹھہرنا مناسب ہی لہذا اے دیوان تہمتن و اے یاران وطن جسکا جدھر جی چاہے اُس طرف چلا جاے جسکا جدھر سینگ سماے منہ اُٹھا کے چلا جاے اب بضرورت مصلحت ہم طلسم خارستان سلیمانی کو جاتے ہین جسوقت تمکو ضرورت ہو گی فوراً طلب کر لینگے یہ سننا تھا کہ فوج ملکہ کی متفرق ہونے لگی دو دو چار چار دس دس بیس بیس جانا شروع ہو گئے جسکا جدھر سینگ سمایا ہوا اُودھر چلا گیا اور اُدھر سلمہ اور عبد الرحمٰن جنی اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ نے اپنے کو طلسم خارستان سلیمانی مین پہونچایا اور درہ کوہ پر عبد الرحمٰن نے ایک میل نصب کر کے بخط جلی لکھدیا کہ جو کوئی یگانہ و دوست امیر حمزہ صاحبقران کا اس طرف سے گذرے اُسے لازم ہی کہ ہمارے حال پُر اختلال سے مطلع ہو کر ہماری رہائی کی فکر کرے کہ ہم بسبب گردش فلکی کے تباہ و برباد ہو کر عمرو نا ہنجار کے ہاتھ سے اپنے وطن و سلطنت سے چھوٹ کر طلسم خارستان سلیمانی مین بھاگ کر آے ہین عبد الرحمٰن نے ادھر تو یہ میل نصب کیا اور اُدھر سے بچ کر چارون کو اُٹھا لے گئے اب یہانکا حال سنیے کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ میدان فوج مخالف سے خالی ہوا اور اپنی فتح ہوئی تو فوراً اسنے اپنی جانب سے دیو سر نکال کو پردہ قاف کا حاکم کیا اور دیوان تہمتن اور ساحران زبردست کی بیشمار فوج کہ جسکی تعداد قریب بارہ لاکھ کے ہوتی ہی اپنے ہمراہ لیکر واسطے مقابلہ امیر حمزہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور دیو سر نکال کے پاس بھی سترہ ہزار فوج معین کی کہ وقت ضرورت کے کام آسکے

اب دو کلمے داستان نقابدار یاقوت پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب نقابدار یاقوت پوش نے خبر محاصرہ پردہ قاف کی سنی تھی کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے پردہ قاف کا محاصرہ کیا ہی اور عنقریب ملکہ آسمان پری اور خواجہ سے جنگ ہوا چاہتی ہی تو فوراً نقابدار مع فوج بیشمار کے کہ جسکی تعداد قریب بائیس ہزار کے تھی کمک ملکہ کے لیے روانہ ہوے تھے اب جو پردہ قاف کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ آسمان پری اور عبد الرحمٰن جنی اور ہر سلہ بنت عمرو قلعہ گلستان ارم مین بھاگ کر گئے اور ملکہ قریشیہ مقید بہ قید شدید ہوئین تمام پردہ قاف بدست عمرو تاخت و تاج ہو گیا اس سارباں نژاد نے ہزارہا پریزادون کو قتل عام کر ڈالا آخر کار بعد چندے بعیاری ہر سلہ بنت عمرو ملکہ قریشیہ رہا ہوئین اور بعد رہائی کے ملکہ قریشیہ اور خواجہ مین فوج کشی ہوئی ملکہ قریشیہ بڑی دلاوری سے لڑین مگر بمشورہ عبد الرحمٰن جنی طلسم خارستان سلیمانی مین بھاگ کر چلی گئین اور عبد الرحمٰن جنی نے درہ کوہ پر ایک کتبہ بخط جلی لکھکر نصب کیا ہی کہ جو دوست و یگانہ امیر کا اس طرف آجاے لازم ہی کہ ہمکو اس طلسم سے نجات دے اور خواجہ بعد اس جنگ کے دیو سر نکال کو پردہ قاف کا حاکم کر کے امیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا یہ خبر وحشت اثر سنکر نقابدار یاقوت پوش کو انتہا کا قلق و اضطرار ہوا دست تاسف زانو سے غم پر مارا اور کہنے لگے کہ افسوس دل کی آرزو دل ہی مین رہ گئی اور علاوہ برین ملکہ آسمان پری اس بلا مین مبتلا ہو گئین بعد اُسکے اپنے ارکین فوج سے نقابدار نے کہا کہ اب تو جس قصد سے گھر سے چلے بغیر اُسے پورا کیے واپس جانا خلاف ہمت مردانہ ہی اگر ملکہ مبتلاے بلا ہو گئی تو ہو گئی شاہ و شہریار اکثر بلاؤن مین مبتلا ہوتے رہے ہین اگر مدد خدا شامل حال ہو جاے تو پہلے اس دیو سر نکال کو مار کر پردہ قاف سے ہٹا دیجیے بعد اُسکے ملکہ کی رہائی کی فکر کیجیے خدا وند کریم قادر و حاکم ہی سمجھا جائیگا اب تو دل افگندیم

بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ہر چہ بادا باد اللہ مالک ہی اگر ہم حق پر ہین تو البتہ فتح دیگا یہ کہکر دیو سر نکال کے پاس کہلا بھیجا کہ او مردود اگر تجھے اپنی جان بچانا ہو تو فورًا حکم کے سنتے ہی پردہ قاف کو خالی کر دے اور مع قارو مال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ہماری اطاعت اختیار کر اور اگر کچھ دم داعیہ ہو تو ہمارے مقابلے کو نکل آ لیکن اتنا سمجھ لے کہ تیرے ولی نعمت خواجہ عمرو کی بھی یہ حقیقت اور مجال نہین ہی کہ ہمارے مقابلے کو نکلے جسوقت یہ پیام غیظ التیام نقابدار یاقوت پوش کا دیو سر نکال کو پہونچا نہایت طیش مین آیا اور کہلا بھیجا کہ میان صاحب تم تو تم تمھارے صاحبقران کی بھی یہ مجال ہی کہ ان دیوان زبردست کے مقابلے کو آ سکینگے یہ تو صرف تمھاری لاف و گزاف ہی لیکن مین نے سنا ہی کہ تم ملکہ آسمان پری کی کمک سے بمقابلہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آے تھے تو تمھاری آرزو دل مین کیون رہے اگر موت ہی تمھاری یہان لائی ہی تو ہم کو بھی کوئی عذر نہ ہونا چاہیے اگر دعوی ہو تو کل صبح کو میدان مین نکل آ سے سمجھ لیا جائیگا جسوقت یہ جواب دیو سر نکال کا نقابدار کو پہونچا نقابدار یہ سمجھے کہ اللہ اکبر بڑا کبر آمیز پیام بھیجا ہی معلوم ہوتا ہی کہ نہایت متکبر شخص ہی خیر اب زبان تیغ سے اسکا جواب دیا جائیگا یہ کہکر شب بھر تیاری سپاہ مین بسر کی صبح کو طبل جنگ بجوا دیا **اشعار**

جنگ پر ہر جوان چسپت ہوا
جو کہ نزدیک ہوا سے مارین
تھے جو نامی جوان ہراول تھے
اسقدر تھا عروج تیغ زنی
شیر کی طرح سب وہ تھے آگے
ایک حملے مین پیچھے صف شکنی
میمنہ میسرہ درست ہوا
تولتے تیغ زن تھے تلوارین
جب میدان درست ہو چکا

نقیبون نے نہیب دی اور یہ خبر دیو سر نکال کو پہونچی کہ لشکر نقابدار کا درست ہو چکا بس فورًا اس خبر کے سنتے ہی دیو سر نکال بدین خیال کہ نقابدار کی فوج کی کیا حقیقت ہی فقط سپاہ دکھا دینے مین بھاگ نکلیگی ایک بارہ ہزار فوج لیکر یکبارگی لشکر نقابدار پر خلاف قواعد جنگ آ کر گر پڑا ایک شور و غوغا محشر انگیز برپا ہوا اور شمشاد چوب چماق اور دلشت نہنگ چلنے لگے **نظم**

ہر طرف وار و گیر کا غل تھا
سر پہ تلوار جسکے چلتی تھی
برق انداز کی چلی گولی
ایک خنجر اٹھا سے بیٹھا تھا
کوئی نیزہ دکھا سے جاتا تھا

ساحرون کی نفیر کا غل تھا
تنگ کے نیچے سے نکلتی تھی
تھی عجب طرح کی وہان ہولی
ایک شمشیر کھا سے بیٹھا تھا
کوئی لڑنے سے جی چراتا تھا

دے رہے تھے صدا الشور و فغان
تیر جسکا چلا دُسار ہوا
کسی جا نیزہ تھا کہین تھے تیر
کوئی زخمون سے سخت آری تھا
سارے جانباز خون مین سرشار

جس سے ہلتا تھا گنبد دوران
زخمی مرکب فنا سوار ہوا
موت تھی ہر جگہ گریبان گیر
کسیکو وقت دم شماری تھا
بہہ میان زخمون کی گلے کا ہار

بڑی گھمسان سے جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے برابر فوج دیو سر نکال کی ہزیمت کھانے لگی دیوون کی ہستی اترنے لگی فورًا دیو سر نکال نے سحر کا ابر بنا کر آسمان پر اڑایا کہ اس سے شعلے آگ کے گرنے لگے فوج نقابدار کی جلنے لگی اور آثار ہزیمت پیدا ہوے فتح کے بدلے شکست ہونے لگی یہ رنگ جو نقابدار نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت ہوئی فورًا ناد علی پڑھکر علم سعادت شیم کے پھریرے پر دم کری ناد علی کا علم کے پھریرے پر دم کرنا تھا کہ فورًا فوج سر نکال مین کھلبلی پڑ گئی وہ ابر بھی غائب ہو گیا اور ساحر اور فوج بھی بھاگنے لگی یہ رنگ جو دیکھا نقابدار نے پکار کر کہا **اشعار**

لڑنے پر چست اب کمر رکھو
اپنے اللہ پر نظر رکھو
مرد مردانہ وہ دلیر ہوے
فوج روباہ پر وہ شیر ہوے

پھر لڑنا شروع کیا جو ساحر سحر کرتا تھا فورًا ردہو جاتا تھا ستھر پھر وہان ایک شور برپا تھا بلکہ شور نشور گویا تھا یہ رنگ دیکھا کہ فوج دیوان کو ہزیمت ہوا چاہتی ہی گھوڑا بڑھا کے آگے آے اور باواز بلند پکار کر کہا کہ او سر نکال ہوکہ غفلت مین سرشار ہی موت تیرے سر پر آ برابر ہوئی یہ کہکر تیغہ سلیمانی پکڑ کر آگے بڑھے نقابدار کا آگے سر نکال زمین پر گر کے بشکل فیل متشکل ہو کے چنگھاڑتا شعلے آگ کے منھ سے نکلتے ہوے نقابدار نے وہ اسماء الٰہی جو حضرت سلیمان نے عالم رویا مین تعلیم کیئے تھے تیغے پر دم کر کے

خوب مضبوط پکڑ کے جو اُسپر ایک وار کیا تو برابر دو حصے کر دیے لشکر سر نگال مین آواز الامان الامان بلند ہوئی نقابدار نے آواز دی امان بشرط ایمان سمجھو ان نے ایمان قبول کیا نقابدار نے سبکو امان دی نذرین فتح کی گذرنے لگین نقابدار بھی بہایت خوش ہوا اہتمام ارکان سلطنت اور اعوان مملکت اور افسران شاہی مین تو مین فتح کی چلنے لگین جب نقابدار نے دیکھا کہ اب سب طرح کا اطمینان ہوا اور کوئی خرخشہ باقی نہین رہا تو اب طرف تختگاہ و بارگاہ ملکہ آسمان پری کے بدین قصد روانہ ہوئے کہ آج شب بھر وہان قیام کرینگے صبح کو روانہ طلسم ہونگے یہ خیال کرکے طرف بارگاہ ملکہ کے روانہ ہوئے اب وہان جا کر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک باغ لگا ہی باغ مین ہر وقت گل و بلبل کے ترانے اور عیش و عشرت کے افسانے گرم رہتے تھے اب وہان کیا حال ہی کہ زاغ و بوم کے آشیانے ہین جس جگہ ہر وقت صدا سے نغمہ ساز آیا کرتی تھی اب وہان ہو مار رہا ہی کہ کھڑے ہونے کو جی نہین چاہتا جس باغ مین کہ ہر وقت خوشبوے گلہاے رنگارنگ آیا کرتی تھی اب وہان بعوض اُس بہار کے صحرائی پھول لگے ہوئے ہین ڈھیرون گھاس لگی ہوئی ہی جن درختون پر کہ زربفت کے تھان چڑھتے تھے اب اُن درختون پر وہ جانور بیٹھے ہین کہ جنکی صورت سے تنفر معلوم ہوتا ہی غرض عجب حالت ہی جو اُن چمن پر نئی مصیبت ہی اشعار عبرت آثار

نخل پت جھڑ ہوے اور ٹوٹی پڑی ہین شاخ شجر
نشہ بے قدری کے اُسجا نظر آے دوچار
چشم نرگس تھی کرشمے مین جہان با صد ناز
زلف سنبل سے نکلتی تھی جہان بوے تتار
بصد آہ و بدم سرد بصد سوز جگر
دے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

خاک اُڑتی ہی ہر اک سمت پڑے ہین خس خار و
مسکراتا تھا جہان غنچہ و گل ہنستا تھا
وان تو اب خاک نہین سارا چمن ہی سما
دیکھتے کیا ہین کہ سوکھی سی اک شاخ اوپر
دیکھکر سوے چمن کہتی ہی با نالہ و زار

جس جگہ جلوہ نما رہتے تھے سرو و شمشاد
اشک شبنم کے بھی قطرے کے نہ وان تھے آثار
وہ مکان جاے تعفن ہی سبحان اللہ
عندلیب ایک ہی بے بال و پر و دل افگار
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

غرض عجب ایک عشرتکدہ معلوم ہوتا ہی صاف یہ ثابت ہوتا ہی کہ کسیقدر اس باغ مین ایسی بہار تھی لہ صل علی محمد و آل محمد نقابدار نے فاعتبروا یا اولی الابصار اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوے آگے بڑھے ایک تھوڑی دور کے بعد کیا جا کر دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری معلوم ہوئی مگر حال یہ ہی کہ جو دروازون پر پچہ کی پچی کاری اور میناکاری کی ہوئی تھی اُن پر ستون گرد اُڑ اُڑ کر پڑی ہوئی ہی کہ سب نقش و نگار اُسکے مٹ گئے ہین درون مین جو زر لبفت کے پردے پڑے ہوے ہین اُنپر بھی ڈھیرون خاک پڑی ہوئی ہی اور ہوا سے اُڑ اُڑ کر ہا بر دھر اودھر پردے گرتے ہین گویا اُس چوکھٹ پر سر ٹپک رہے ہین غرض ایک عجب عبرتناک مقام معلوم ہوتا ہی نقابدار پردہ اُٹھا کر اندر بارہ دری کے گئے لیکن باغ سے بھی بدتر حالت پائی جہان جہان فرش زری بچھا ہوا تھا اُسپر وہ خاک تھی کہ اُسکے تودے بن گئے تھے وہ دالان صحرا سے ہولناک معلوم ہوتا ہی جابجا کبوتران صحرائی اور جانوران وحشی نے اپنے آشیانے بنائے ہین تنکون کے ڈھیر جابجا پڑے ہین جنگلی جانورون کی آوازین آرہی ہین جن درون پر منقش پردے پڑے ہوے ہین اُنکے بیل بوٹون پر جانورون کی بیٹ اسقدر پڑی ہی کہ بالکل نقش و نگار جاتے رہے ہین کہین جام و سبو اور صراحی اوندھے پڑے ہوے ہین غرض جملہ اسباب عیش جمع ہین کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس مقام پر سیمنان جہان کا ایک بڑا مجمع رہتا تھا اور یہ دربار کسی شہنشاہ اولوالعزم شوقین و حسین کا ہی گردش فلکی سے تباہ ہو گیا ہی غرض یہ حالت دیکھکر نقابدار کو اسقدر عبرت ہوئی کہ قدرت خدا اور خوف الہی کے خیال مین اسقدر روئے کہ روتے روتے بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے عرض کرنے لگے کہ بار الہا شکر ہی تیرا کہ تو نے اس ہنگامے کو فتح کیا اور ہر جنگ زبردست پر مجھکو ظفر دی میرا منھ اس لائق نہ تھا اور میرے اعمال ہرگز اس لائق نہ تھے کہ جیسی تو نے فتح دی بین لاکھ لاکھ اور کرور کرور تیرا شکر ہی خدایا یہ بندہ عاجز بدین الکن زبانی کب تیرا شکریہ ادا کرسکتا ہی مصرع جو کچھ

ہوا فقط تری امداد سے ہوا اب بار خدایا اسقدر اور امیدوار ہون کہ تو اس طلسم کو بھی میرے ہاتھ سے فتح کر دے ابھی
نقابدار یہ دعا کر رہے تھے کہ مرغ سحر نے اذان دی سفیدۂ سحری نمودار ہوا اُٹھکر نماز ادا کی اشعار روز دیگر کاین سپہر پُر غرور
یافتاز سر چشمۂ خورشید نور + ترک روز آخر بایں زرین سپر + ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر دیگر شب گئی نور کا ہوا تڑکا
پتا پتا نسیم سے کھڑکا پنا زصبح سے فارغ ہوکر حکم دیا کہ سب لشکر و کل افسر اسی باغ مین قیام کرین اس بارہ دری
و باغ کو قابل بود و باش بنالیا جائے ہم طلسم خارستان سلیمانی کی طرف جاتے ہین اگر خدا نے مدد کی تو اس طلسم
کو فتح کر کے پھر آملینگے یہ کہکر سبھون سے رخصت ہوکر چند آدمی رفیق با تحقیق اور شفیق بالتصدیق جنسے پورا پورا اعتماد
اور یک روح و دو قالب کا معاملہ تھا انکو اپنے ہمراہ لیکر طرف طلسم خارستان سلیمانی کے روانہ ہوے اب اسوقت کا سمان قابل
دید تھا وہ صبحدم ہوائے پُر فزا کا چلنا اور ہر چہار طرف گلہائے رنگا رنگ کا کھلنا جا بجا بلبلون کا چہکنا اور جانورون کا بولنا
فاختہ کی کو کو قمریون کی حق سرہ کہین پہاڑی چشمے جاری کسی جا پھولون کی گلکاری کہین شاخہائے سبز کے سرون پر پھولون
کی ٹوپیان کسی جا نازنینان چمن پر باد صبا کے جھوکون سے پھولون کی چھپیان گیاہ سبز کا فرش گویا مخمل کاشانی اور اسمین گلہائے
رنگا رنگ کوئی سرخ کوئی زرد کوئی آسمانی کسی جا درختان سبز کا فرط مسرت اور انتہائے عشرت اور نزول رحمت سے مستانہ وار
بہ یاد ایزد غفار گویا ایک عالم وجد مین جھومنا اور کہین باد صبا کا مثل معشوق چلنا کہ گویا عالم بے اختیاری مین آکر غنچہ ہا
نو رسیدہ کا منہ چومنا غرض ایک عجیب عالم وجد تھا اور قدرت خدا کا ایک ادنی نمونہ تھا نقابدار مع رفقائے جان نثار یاد
خدا کرتے اور اُس معبود حقیقی کا دم بھرتے ہوئے شوق فتح طلسم مین چلے جاتے تھے کہ یکایک بعد طے مراحل اور قطع منازل
کے منزل مقصد پر پہونچے اور سامنے سے وہ پہاڑ دکھائی دیا جسپر عبد الرحمن جنی نے دو میل نصب کر کے کتبہ لکھا تھا اسکا
دکھائی دینا تھا کہ نقابدار بے اختیار ہوگئے اور جلد جلد گھوڑا گٹ کر کے مع رفقا متصل اُس پہاڑ کے پہونچے اُس کتبہ کو
پڑھکر ایک صدمۂ عظیم نقابدار نامدار کے دل پر گذر گیا چاہا کہ فورًا اپنے تئین اُس طلسم مین گرا دین کہ رفقا نے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا
اور عرض کی کہ حضور کیا غضب کرتے ہین ای نقابدار یہ دستور صاحبقران کا ہرگز نہین ہی جو حضور عمل مین لاتے ہین کہ بے
سمجھے بوجھے اپنے تئین کسی مقام مخوف مین گرا دیجیے مطلب اور اسقدر بیتاب نہ ہوجیے دیکھیے کیا کرتے ہین ای نقابدار
نامدار سنیے معمول صاحبقران کا یہ ہی کہ جب انکو اس قسم کی ضرورت درپیش ہوتی ہی تو وہ رجوع الی اللہ کرتے ہین
اور اُسی قادر مطلق سے اعانت چاہتے ہین ایک رات کی بسر اوقات کرتے شب بھر یاد خدا اور عبادت پروردگار مین بسر کرتے
ہین بقدرت خدا سب اسرار اور نکات ظاہر ہو جاتے ہین مطابق اُسکے عمل کرتے ہین آپ کو بھی مناسب ہی کہ آپ بھی
ایسا ہی کرین ایک رات کی بسر یا کیجیے شب کی شب یہان قیام کیجیے عبادت الٰہی اور یاد پروردگار کیجیے اور تماشا قدرت خدا
کا دیکھیے اگر فتح اس طلسم کی آپ کے ہاتھون مقدر مین ہی تو فضل خدا شامل حال ہوگا اور اس طلسم سے متعلق جو اسرار
اور نکات ہین وہ سب ظاہر و باہر ہو جائینگے جلدی نہ کیجیے عجلت مین ہمیشہ کام بگڑ جاتا ہی جلدی مین کوئی کام بنتے نہین دیکھا
مثل مشہور ہی کہ جلد کام شیطان کا اور دیر کام رحمن کا یہ رائے اور تجویز اُن رفیقان جانباز کی نقابدار نامدار کو نہایت
مرغوب ہوئی اور فرمایا کہ شاباش و مرحبا نمک حلالی و خیر خواہی اسی کا نام ہی کہ ان مواقع خوفناک مین افعال و کردار ہا سے
مخوف سے روکے اور اپنے مالک و آقا کی جان بچائے حق تعالی تمکو جزائے خیر دے اُن رفیقون نے عرض کی کہ خدا حضور
کو سلامت رکھے مصرع کرمہائے تو ما را کرد گستاخ حضور نے اکرام و اعزاز اور قدر شناسی سے اسقدر جرات دی ہی بڑھا رکھی ہی حق سبحانہ
ایک ایک روپیہ مین ہزار ہزار جانین عنایت کرے القصہ نقابدار نے اُن سب کو بشرط انعام و اکرام کر کے حکم دیا کہ
نہایت مناسب ہی آج شب کو ہم یہین قیام کرینگے خیمہ استادہ کیا جاے فورًا الصمد در حکم خیمہ برپا کیا گیا نقابدار نامدار

اُس خیمے مین اُترے شب بھر اُس مار کی مین قیام کیا دعا و عبادت و یاد الٰہی مین بسر کی ہر مرتبہ یہی دعا تھی رباعی شاہا زکرم برمن
درویش نگر بحال من خستہ دل ریش نگر ہر چند نیم لائق بخشایش تو بر من منگر بر کرم خویش نگر خداوندا اگرچہ مین ایک بندہ گنہگار
ہون لیکن تیری رحمت و کرم کا امیدوار ہون مع تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار بار خدایا جو عنایت و الطاف تیرے اس
ذلیل بندہ کے حال پر مبذول رہے اُسکا شکریہ مین کہانتک ادا کرون شعر اگر ہر موے من گردد زبانے بہ ہر یک حرفے از
شکرش بیانے خداوندا اگر تو فضل کرے اور تیری نصرت شامل حال ہوجاے تو یہ فقیر اس طلسم کو بھی فتح کرلے خداوندا تیرے
آگے تو ہر ایک مشکل آسان ہے اتنی سی مشکل کی کون حقیقت ہے مع تو مددگاری کرے تو پل مین بیڑا پار ہے بار الٰہا تیرے آگے
تو کوئی مشکل نہین ہے مگر مجھکو تیری کرامت و رحمت پر ایسا بھروسا مین ہے کہ کبھی کسی مشکل کو لاینحل نہین سمجھا خداوندا مین صرف
تیرے افضال کے بھروسے پر اتنا بڑا دعوی کرکے چلا ہون تیرے ہاتھ اس عبد ذلیل کی سرخروئی ہے اور وہ فقط اس طلسم کی
فتاحی پر منحصر ہے خداوندا رحم کر یہ دعا کرتے کرتے قریب صبح آنکھ لگ گئی کہ عالم رویا مین حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ
و علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف لاے ہین فرماتے ہین کہ اے نقابدار یاقوت پوش اُٹھ گریہ و زاری تیری بارگاہ
قاضی الحاجات و بارگاہ مجیب الدعوات موجب رحمت ہوئی اور دعا تیری قبول ہوئی اب تو ہراسان نہو فتاحی اس طلسم کی
تیرے ہی ہاتھ مقدر ہوئی ہے تیرے ہی حصے مین یہ نام آوری بدی ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ مین کلید طلسم تجھے تعلیم کرون یہ آواز جو
نقابدار کے کان مین پہونچی اُسی عالم رویا مین آنکھ کھولکر مصافحہ کیا اور عرض کی کہ یا حضرت ارشاد ہو کہ کلید اس طلسم کی کہان
ہے فرمایا کہ یہ پرچہ مین تیرے سرھانے رکھے دیتا ہون تجھکو اس پرچہ کو دیکھنا جو کچھ اسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا بعد اُسکے وہ تو غائب
ہوگئے نقابدار کی آنکھ کھل گئی غور سے دیکھا تو وقت نماز صبح تھا اُٹھکر وضو کیا نماز پڑھی شکر الٰہی بجالاے کہ بار الٰہا شکر ہے تیرا کہ
تونے دعا میری مستجاب کی اور کلید طلسم مجھے مرحمت فرمائی بعد فراغت دعا جو اُس پرچے کو سرھانے سے نکالکر دیکھا تو لکھا تھا کہ
اے فتاح طلسم اس پرچے کو لیکر داہنی جانب جا بعد تھوڑی دور کے تجھکو ایک تکیہ ملیگا پھر رات گئے تک اُسی تکیہ پر بیٹھا رہنا پھر
رات گئے ایک شخص کہ تمام اُسکا دربان جادو ہے ایک قبر سے نکلیگا تمام صحرا مین سیر کریگا ہر چہار جانب پھریگا جب تجھسے
دور ہوجاے اور اپنی قبر سے فاصلے پر چلا جاے تو تو فوراً اُس قبر مین پھاند پڑنا ہر چند کہ وہ تجھے انتہا کی ممانعت کرے ڈراے
دھمکاے سمجھاے مگر تو کسی بات پر عمل نہ کرنا اور فوراً قبر مین کود پڑنا کسی طرح کا خوف نہ کرنا اور یہ اسما پڑھکر کہنا کہ اے قبر بند ہوجا
فوراً وہ قبر بند ہوجائیگی یہ حال دیکھکر نقابدار نامدار اُس پرچہ کو ہاتھ مین لیکر حسب تحریر اُس پرچہ کے داہنی طرف کو روانہ ہوے
جاتے جاتے بعد تھوڑی دور کے ایک صحراے لق و دق مین ایک تکیہ ملا کہ اُسمین چند قبرین بنی ہوئی تھین نقابدار نامدار
موافق تحریر اُس پرچہ کے وہان ٹھہر گئے نماز مغرب کا وقت آگیا نماز پڑھی پھر رات تک وہان ٹھہرے رہے جب پہر رات
گئی تو ایک مرتبہ سائین سائین ہوا چلنا شروع ہوئی اور ایک عجیب قسم کا خوف پیدا ہوا اور وہ تکیہ نہایت بھیانک ہوگیا
اب نقابدار نامدار ایک درخت کے نیچے کھڑے دیکھ رہے ہین کہ دفعتاً ایک قبر شق ہوئی اور ایک شخص نہایت کریہ منظر بدشکل
شعلہ آتشین منھ سے نکلتے ہوے تمام جسم پر بڑے بڑے بال ننگا مادرزاد مثل شتر بے مہار کے اُس قبر سے نکلا اُس صحرا مین
پھرنے لگا چہار طرف کی سیر کرنے لگا جس درخت کے قریب جاتا ہے وہ اُسکے منھ کے شعلون سے جلکر خاک سیاہ ہوجاتا ہے جب
دور سے وہ شعلہ ہاے آتشین منھ سے نکالتا ہے جانوران صحرائی کباب ہوکر گر پڑتے ہین یہ تو تاک لگاے کھڑے ہی تھے
جیسے ہی کہ وہ شخص ایک میل کے فاصلے پر اُس قبر سے ہٹا نقابدار نامدار اُس قبر کی طرف بڑھے انکا بڑھنا تھا کہ اُسنے بھی دیکھ پایا
فوراً وہین سے ڈراتا دھمکاتا آگے بڑھا کہ او جوان کہان جاتا ہے خبردار اپنے ارادے سے باز آ کدھر کا قصد ہے اگر اُس قبر کی طرف
نظر بھر کے دیکھیگا تو فوراً ہلاک ہوگا مگر کسیکی سنتے ہین اُس قبر کی طرف لپکتے چلے جاتے ہین اور وہ بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہے اب

اُسنے دیکھا کہ ڈرانا دھمکانا کارگر نہیں ہوتا تو دھمکی کے طرز میں سمجھاتا ہی کہ بھائی تجھکو اپنی جان کا خوف نہیں ہی ارے کوئی مرنے
بعد قبر کا منھ دیکھتا ہی اور مجبوری سے قبر مین جاتا ہی تو دیدہ و دانستہ جیتے جی قبر مین جاتا ہی اور زندہ درگور ہوا جاتا ہی مگر یہ سنکر بھی
سنتے ہین فوراً قدم بڑھاتے ہوے چلے جاتے ہین جلد جلد جاکر اُس قبر مین کود پڑے اور وہ شخص بھی بالکل قریب آگیا جلد
جلد وہ اسما کے الہی پڑھکر کہنے لگے کہ ان اسما کی برکت سے اے قبر بند ہو جا وہ قبر فوراً بند ہوگئی اور وہ دربان جادو اسی قبر پر
سر ٹکرا ٹکرا کر مر گیا اب یہان سے حال فتاح طلسم کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب وہ قبر بند ہو گئی تو لقا بدار نامدار کیا دیکھتے ہین کہ
سامنے ایک صحرا ہے لق و دق صحرا ے محشر سے کچھ زیادہ ہولناک نظر آتا ہی اشعار

بیابانے درو جز دام و دد نے		بجز روباہ و گرگ و شیر بد نے
ندر وے سایہ جز شب تار		ندر وے بستری جز بستر خار
نبودی نان او جز قرص خورشید		نبودی آب او جز اشک نومید

عجیب وحشت انگیز و قیامت خیز صحرا نظر آیا کہ زہرہ آب ہو گیا کوسوں تک سوا ے میدان
لق و دق کے اور جانوران صحرائی کے کچھ نظر نہین آتا تھا لقا بدار نامدار متوحش ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی فوراً خیال آگیا کہ اس پرچہ
کو دیکھنا چاہیے جب اُس کاغذ کو دیکھا تو لکھا پایا کہ جب تو صحرا مین پہونچے تو قریب صحرا کے تجھکو ایک باغ ملیگا دروازہ
باغ پر دو درخت نہایت گھنے اور خوبصورت ملینگے مگر حال اُن درختون کا یہ ہوگا کہ باہم مثل عاشق و معشوق کے متصل ہونگے اور خود بخود آب
اشک کی طرح پانی اُن درختون سے روان ہوگا تو تجھے لازم ہی کہ تمام دن اُس باغ مین سیر کرے اور شب کو اُن درختون کے نیچے جاکر قدرت
خدا کا تماشا دیکھ الغرض یہ حال اُس کاغذ مین دیکھکر لقا بدار آگے بڑھے جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر کیا دیکھتے ہین کہ ایک باغ
نہایت ہی پر فضا اور طرب خیز نظر آتا ہی جب قریب اسکے پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ باغ پر دو درخت نہایت بار دار اور گھنے لگے ہوے
ہین مگر حالت اُن درختون کی یہ ہی کہ ایک درخت کی ڈالیان دوسرے درخت کی ڈالیون مین چسپیدہ ہین گویا عاشق و معشوق بغلگیر ہو رہے
ہین یہ دیکھکر لقا بدار حیران و پریشان اُس باغ کے اندر گئے باغ کے اندر جاکر کیا حالت دیکھتے ہین کہ باغ اُجڑا پُجڑا پڑا ہوا ہی اشجار تمام سوکھ کر سو
ہو گئے ہین ڈالیون مین سوکھے پتے دو چار لگ رہے ہین کسی درخت کے پھل گر رہے ہین اور اثمار کہین پک پک کر گر رہے ہین کیاریون مین خاک اُڑ رہی
ہی بعوض سبزہ کے نو دمیدہ کے گھونس اور پتا درانگی ہوئی ہی مگر قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ کسی حسین شوقین کا ہی اور وہ جس
زمانے مین یہان رہتا ہوگا یہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ مالک اس باغ کا کسی بلا مین مبتلا ہو گیا ہی مگر
وہ بلا ے عشق معلوم ہوتی ہی جب تو اس باغ کی یہ حالت ہی کہ دیکھکر خود بخود عبرت ہوتی ہی ہر مرتبہ بے اختیار فاعتبروا یا اولی
الابصار زبان سے نکل جاتا ہی جس طرف جاکر دیکھیے ایک عبرتکدہ معلوم ہوتا ہی اشجار کا یہ حال اثمار کی یہ کیفیت کیاریان لوٹن
لٹی پڑی ہین نہر کا یہ حال ہی کہ پانی سب خشک ہو گیا ہی ایک تھوڑا پانی باقی ہی لیکن خراب فوارہ بھی موجود ہی لیکن ایک عالم
حسرت و یاس مین اُس باغ کی طرف گویا نگران ہی حباب اُٹھ اُٹھکر اُس فوارے سے کہ وہ سنگ مرمر کا ہی سر ٹکراتے ہین گرد اُس
نہر کے جام و سبو ساغر و صراحی جو چند رکھے ہوے ہین وہ بھی اُلٹے ہوے ہین گرداگرد اُس نہر کے جو درختان پر بہار لگے ہوے
ہین جنپر قرینہ شاہد ہی کہ بلبلین نغمہ سرا ہونگی فاختہ نعرہ زن ہوگی اُنکا یہ حال ہی کہ جانوران صحرائی بیٹھے ہوے ہین اور وہ آوازین
دے رہے ہین کہ کانون کو بری معلوم ہوتی ہین کھڑے ہونے کو جی نہین چاہتا غرض وہ حالت ہی کہ دیکھ دیکھکر کلیجا منھ کو آتا
ہی اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہی کہ ع دنیا بھی عجب گھر ہی کہ راحت نہین جسمین ۔ انسان کو چاہیے کہ اس سے دور ہی بھاگتا رہے
اللہ اکبر اس فلک تفرقہ ساز نے کہان کہان نہین تفرقہ برپا کیا افسوس صد افسوس الغرض اسی حالت مین دن تو لقا بدار نے
اُس باغ مین بسر کیا جب شب ہوئی تو یہ اُس باغ سے نکلکر باہر آئے اور اُن درختون کے نیچے آکر کھڑے ہوے عجب حالت
اُن درختون کی دیکھی کہ خود بخود آنسو اُن درختون سے بشکل شبنم جاری ہین صدا ے آہ آہ اُن درختون سے آ رہی ہی اور گویا بزبان حال سے
کوئی کہ رہا ہی کہ کیون اے فلک تفرقہ ساز ہم نے تیری کیا خطا کی تھی جو تو نے اس بلا مین ہمین مبتلا کیا افسوس کہانتک تیری

شکایت کریں اور اپنے حال زار پر نوحہ و بکا کریں ہائے ہم نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تجھکو یہ کج ادائی ہماری ناگوار ہوئی ہائے ای پیر
فلک اسقدر تو ہم پر ظلم روا نہ تھے تو نے کیونکر جائز کر لیے ہائے تو نے ہمارا وہ حال کر دیا کہ مرغان ہوا اور جانوران صحرا تک
نالان و گریان ہیں اور ہماری چشم پرنم تو گویا رونے ہی کو خلق ہوئی تھی غرض کہ اس درد و حسرت کی آوازیں آ رہی ہیں کہ
خودبخود کلیجا منہ کو چلا آتا ہے اور جی بیٹھا جاتا ہے آنسو نکلے آتے ہیں اور ایک عجیب عالم بیقراری و یاس کا سامنا ہے اب نقابدار
نامدار یہ خیال کرتے ہیں کہ بار الٰہا یہ معرکہ کیا ہے جب سے میں آیا ہوں میرے آنسو نکلے آتے ہیں اور خودبخود گریہ گلوگیر ہوتا ہے
خداوندا جلد اس راز کو مجھپر افشا کر دے کہ اب مجھسے یہ عالم بیقراری و یاس دیکھا نہیں جاتا خداوندا یہ ماجرا جبتک مجھپر منکشف
نہو گا میری بھی حالت بیقراری کم نہو گی اور کیونکر کم ہو کہ اس جگہ عجیب ایک تاثیر تو نے ودیعت فرمائی ہے اس مقام کی حسرت
انگیزی نے میرے قلب پر پورا پورا اثر کر لیا ابھی نقابدار یہ تخیلات کر رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ ناگاہ ایک کیا دیکھتے
ہیں کہ ایک طوطی نہایت خوشرنگ و خوبصورت اس درخت کی ایک شاخ پر آ کر بیٹھی اور بیٹھتے کے ساتھ ہی اس بے اختیاری
اور بیقراری سے اس طوطی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہ جسکو سنکر نقابدار کا کلیجا پھٹنے لگا اور دل لوٹنے لگا اب
جو نقابدار سر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ طوطی نہایت بیقراری سے زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہے اور کہتی ہے کہ ہائے ای
بیٹی ای ماہ رخ پری اب تجھسے حشر میں ملاقات ہوگی کیونکہ قلعہ طلسم اب تک نہ آیا اور ہائے ای ماہ رخ تیرے فراق
میں میرے کیا کیا حال ہو گئے اور تجھکو خبر بھی نہ ہوئی ای ماہ رخ پری تجھے کس دیس میں ڈھونڈتی پھروں اور کہاں
لے آؤں دل تڑپتا ہے اور کچھ قابو نہیں چلتا ہائے میں کیونکر تدبیر کروں تیری صورت نظر آئے ہائے تو کیسے
آنکھوں سے پوشیدہ ہوئی تیری صورت کبھی کسی کی نظر سے نہیں گذرتی غرضکہ اس شدت سے بین کیے وہ طوطی رو رہی
کہ نقابدار کا بھی کلیجا منہ کو آ گیا اور وہ طوطی بھی روتے روتے غش کھا کر زمین پر گری نقابدار کو بھی سکتا سا ہو گیا [illegible] جلدی
اس طوطی کو اٹھا لیا اور اسکو پھونکنے لگے جب ہوش و حواس اس طوطی کے درست ہوئے تو وہ طوطی حیران ہو کر نقابدار
کی طرف دیکھنے لگی نقابدار نے اس طوطی سے کہا کہ ای طوطی تو خوف نہ کر اور کل ماجرا اپنا بیان کر کہ تو کس لیے بیقرار ہے اور
سبب تیرے اسقدر گریہ و بکا کا کیا ہے اس طوطی نے کہا کہ تم کون شخص ہو اور نام تمہارا کیا ہے اس صحرا میں تو [illegible]
و بنی جان کا نام بھی نہیں آیا نقابدار نے کہا کہ ای طوطی تو پہلے اپنی حقیقت بیان کر کہ تیری بیقراری [illegible]
باعث کر دے تو اپنی کیفیت مشرح بیان کر دے تو میں اپنا حال بیان کر دوں اس طوطی نے کہا کہ ای شخص میری [illegible]
اور میری کیفیت تو کیا پوچھتا ہے ای شخص یہ عجیب سانحہ و طرفہ ماجرا ہے سنتا ہے ای شخص میں [illegible]
مبادا [illegible] ولیکن تجھکو جو استفسار حال ہے اصرار ہے تو سن کہ میری ایک دختر تھی ماہ پیکر ماہ رخ پری نام تھا
اور اسکے حسن خداداد کی تعریف و توصیف کس سے بیان ہو سکے کہ ماہ تاباں اور بدر کامل دیکھکر اس سے شرماتا تھا [illegible]
جب وہ بناؤ سنگار کر کے جلوہ گر ہوتی تھی تو مہر منیر سے چھپتا تھا اگر ای شخص دل پر کسی کا اختیار ہوتا نہیں ایسی حسین و [illegible]
پری ایک آدمزاد پر عاشق ہو گئی اور جا کر اسے اٹھا لائی اور اسپر شب و روز پروانہ وار تصدق ہونے لگی ای شخص [illegible]
بلا سے بھی اس کمبخت کا ستیاناس جائے [illegible] اسکی [illegible] اسی ہی اٹھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور انسان
سے جب حیوان کر لیتے ہیں تب اس سے منہ موڑ لیتے ہیں ہائے اب میں آگے کی داستان حیرت و عبرت نشان کیا بیان کروں
کہ شب و روز ماہ رخ پری اس سے اپنا دل بہلایا کرتی تھی کہ دفعتاً اس چرخ بے مدار اور فلک جفاکار کو عاشق و معشوق
کا ملنا ایک جگہ ناگوار ہوا اور یہ کمبخت درپے آزار ہوا یعنی یکایک اسکے باپ کو یہ حال مفصل معلوم ہو گیا تو اس کمبخت نے
اس آدمزاد کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا کہ میں اس کمبخت کو قتل کیوں نہ کر ڈالوں جو اس تمام عمر کی بدنامی سے چھوٹوں اور یہ

کلکنگ کا ٹیکا ہاتھ سے چھوڑ دے یہ قصد کر کے مع محشر جادو کے جو ایک طلسم ہی طلسم سے باہر آیا اب اُس روز کی عجیب کیفیت
کیا بیان کروں کہ ایک انبوہ کثیر اور ایک جم غفیر اُس روز جمع تھا گویا تمام خلقت خدا اُمنڈ آئی تھی ایک غلغلہ تھا اور ایک
شور محشر انگیز برپا تھا کہ آج ایک نیا تماشا اور ایک نیا سانحہ ہونے والا ہی یہ فلک تفرقہ ساز نیا انقلاب دکھایا چاہتا ہی کہ
عاشق کے سامنے معشوق مارا جاتا ہی سلف سے آجتک یہ رنگ نہ کسی نے دیکھا نہ سنا آج یہ انقلاب تازہ دکھلائی دیگا
گویا نقارۂ قدرت سے تمام خلق خدا میں یہ آواز پہونچ گئی تھی کہ آج ایک نیا رنگ یہ فلک دکھایگا جسکو دیکھنا ہو چلا آوے تمام
خلق خدا جمع ہوئی جب تمام خلقت جمع ہو چکی تو اُسوقت حکم ہوا جلادوں کو کہ آکر کام اس جوان کا تمام کرے جب اُس عاشق
جانباز نے یہ دیکھا کہ اب کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہی تو کہنے لگی کہ اب تو تمہیں مارا جاتا ہی تمام زندگی سوا روز قیامت
کے ملاقات ہوگی اگر اجازت ہو تو میں اس جوان سے ایک مرتبہ اور بغلگیر ہولوں الغرض بعد حجت بسیار ماہ رخ پری
کو اجازت حاصل ہوئی اور ایک کٹار اپنی بغل میں سے لی اور جاکے بغلگیر ہوئی ایک کٹار ماہ رخ پری نے اپنے ماری
اور وہی کٹار اُس جوان نے اپنے ماری اور دونوں آتش عشق سے جلکر خاک ہو گئے ای شخص اُس روز سے یہ دونوں
درخت پیدا ہوئے ہیں اور مثل عاشق و معشوق کے گویا قتل عاشق و معشوق کا نشان دیتے ہیں ای شخص ان درختوں
اور باغ کی ویرانی اور حسرت پر جو یہاں آتا ہی بغیر روئے نہیں جاتا ہی ای شخص مجھے ایک طوطی بنا کر چھوڑ دیا ہی کہ میں شب و روز
اسپر رویا کرتی ہوں جب فتاح طلسم آئیگا تو ان دونوں کو زندہ کریگا اور مجھے ہیئت اصلی ملیگی باپ ماہ رخ پری کا ارباس
پر پیرزادہ ہی اور اب وہ بیرون طلسم رہتا ہی نقابدار بھی یہ حال زار سنکر بہت شدت سے روئے اور کہنے لگے کہ ای طوطی
تو گھبراتا نہیں کہ میں ہی فتاح طلسم ہوں بقدرت خدا اس طلسم کو فتح کرونگا تو لوح طلسم کا پتا مجھے بتا دے اُس طوطی نے
کہا کہ لوح طلسم کا حال مجھے معلوم نہیں ہی لیکن وقتاً فوقتاً کام آتی رہونگی نقابدار نے قصد آگے جانے کا کیا ایک تھوڑی دور
نہ چلے تھے کہ زمین موم ہو کر دھنسنے لگی اور نقابدار کے قدم رکھتے ہی وہ سب زمین پانی پانی ہو گئی تا اینکہ وہ ایک عظیم الشان
دریا ہو گیا جہانتک نظر کام کرتی ہی بجز سطح آب کے تختہ زمین نظر نہیں آتا نقابدار ناندار مجبور ہو کر پھر اُسی باغ میں واپس
آئے اور اُس شب کو بتضرع و زاری بدرگاہ جناب باری دعا کیا کیے قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ
و علیہ السلام تشریف لائے ہیں نقابدار اُٹھے اور مصافحہ کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای نقابدار ہراسان نہ ہو اور کسی طرح
کا خوف نہ کر یہ دریا تجھے جو نظر آتا ہی قریب اُس دریا کے جا اور یہ اسما اپنی سپر پر دم کر کے دریا میں ڈالدینا سپر تیری مثل
کشتی کے ہو جائیگی اُس کشتی پر بیٹھ جانا وہ کشتی جاتے جاتے ایک مقام پر غرق ہو جائیگی تو خوف نہ کرنا جب وہ کشتی تہ پر
پہونچ جائیگی تو تجھکو سامنے ایک دروازہ دکھائی دیگا مگر مقفل تو اُس دروازے کو توڑکر یہ اسما پڑھتا ہوا اور بے خوف و ہراس
چلے جانا جب تو اندر اُس مکان کے جائیگا تو ایک کبر نا ہنجار بکمال غرور و تجبر ایک تخت پر بیٹھا معلوم ہوگا اور جب تجھے
دیکھیگا تو پاش پاش کہکر تیغ آبدار ہاتھ میں لیکر تجھپر حملہ آور ہوگا تو فوراً اُس وار کو خالی دیکر اُسکی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لینا
اور وہی تلوار اُسکے بیچ بیچ چوڑے پر مارنا وہ برابر دو ٹکڑے ہو جائیگا خبردار نہایت چالاکی اور عجلت سے کام کرنا اگر ذرا
بھی خطا ہو گئی اور اُسکی تلوار تیرے پڑ گئی تو پانی پانی ہو کر بہ جائیگا یہ خواب دیکھکر نقابدار ناندار اُٹھے دیکھا تو وقت نماز صبح
ہی اُٹھکر نماز صبح ادا کی بعد ادائے فریضہ نقابدار ناندار شکر خدا کرتے ہوئے قریب اُس دریا کے ہوئے اور جو اسما کہ
حضرت نے تعلیم کیے تھے وہ پڑھکر سپر پر دم کیے اور اُس سپر کو دریا میں ڈالدیا بقدرت خدا وہ سپر کشتی ہو گئی اور نقابدار
بسم اللہ مجریہا و مرسہا کہتے ہوئے اُس کشتی پر بیٹھ گئے اور وہ کشتی اُس پانی میں ہی نقابدار ناندار بے خوف و ہراس اُس
پر چلے جاتے ہیں کہ جاتے جاتے وہ کشتی ایک مقام پر پہونچکر ڈگمگائی اور ڈگمگا کر غرق ہو گئی اور ایک تھوڑی

دیر مین پتہ پر پہونچی اب جو نقابدار دیکھتے ہین تو انکو سامنے سے ایک دروازہ معلوم ہوا جا کر قریب دروازے کے دیکھا
تو موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت کے وہ دروازہ مقفل تھا قریب اُس دروازے کے جا کر اُس قفل کو توڑا اور قفل توڑ کے
وہی اسما پڑھتے ہوے دراندہ بیخوف وہراس اُس مکان کے اندر چلے گئے جا کر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک گبر ناہنجار
بدکردار بائے بیہنود رسکا قشقہ لگائین چھوٹی ہوئی جوڑا بیچوں بیچ مین بندھا ہوا ننگا دھڑنگا صرف ایک لنگوٹہ باندھے ہوے
بڑے کبر و تجبر سے ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور دست بستہ ملازمین بھی اُسکے اُسکے مثل سامنے کھڑے ہوے ہین
اور کچھ اسباب [illegible] و ساحری بھی سامنے رکھے ہوے ہین نقابدار کو دیکھتے ہی بڑے غیظ و غضب سے باش باش کہتا ہوا
تلوار پکڑے ہوے نقابدار کی طرف لپکا کہنے لگا او مردود کم ظرف تو رہ کہان جاتا ہی یا مذہبی تا بد روز قیامت اینجا ماندی اور قریب
آ کے نقابدار پر بڑے غیظ و غضب سے حملہ آور ہوا اور چاہا کہ ایک ہاتھ جھنڈارے کا نقابدار پر چھوڑے فورًا
نقابدار بدن کو چُرا کر چوٹ اُسکی خالی دیکر اپنے تیغ کو اُٹھا کر یا علی کہکے اُسکی طرف لپکے اُسنے جو دیکھا کہ اب اس جوان
نے بھی تلوار اُٹھائی تم ہی فورًا ڈھال اپنی اُٹھائی کہ مین ڈھال پر وار اسکا روک لون جیسے ہی سپر اُسنے منہ پر روکی
کہ نقابدار نے آگے بڑھکر ہشیار باش کہکے ہاتھ اپنا اُسکی کلائی پر ڈالدیا اور یا علی مدد کہکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین کر
وہی تلوار بیچوں بیچ جوڑے پر جو اُسکے ماری تو برابر سر سے لیکر ناخن پا تک دو حصے کردیے بس اُسکا دو حصے ہونا تھا کہ
ایک شعلہ آتش ایسا بلند ہوا کہ تمام مکان اور سب اُسکے ملازم جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور اُسکے سب ساری تدبیر کھو کر
پہرا ہر پہ شور بپا رہے تھے کہ ہا اے جوان کشتی نام من آبریز جادو بود جسوقت آبریز جادو اور اُسکے ملازم اور وہ مکان بالکل
جلکر خاک سیاہ ہو گیا تو اب کیا دیکھتے ہین کہ نہ وہ صحرا ہی نہ دریا ہی نہ وہ مکان ہی بلکہ ایک میدان لق و دق صحرا ہے ہولناک
ہی جانور [illegible] صحرائی اور [illegible] چہار طرف پھر رہے ہین ہوا سے جھکڑ ساین ساین چل رہے ہین خاک اُڑ رہی ہی بگولے
خاک کے اُٹھکر تا فلک چلے جا رہے ہین کہ جسے دیکھ دیکھکر ایک عجیب قسم کی دہشت پیدا ہوتی ہی الغرض دور سے جو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ سامنے ایک سہ دری پڑی ہوئی ہی جب نقابدار اُس سہ دری کے اندر گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک
طاق ہی اور اُس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوا ہی اب نقابدار نامدار حیران ہوے کہ اس مقام پر کیا کرنا چاہیے فورًا
اُس پرچہ کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جب تو اُسکے مرجانے کے اور اُس مکان کے جلنے سے تجھکو ایک سہ دری
معلوم ہوگی جب تو اُس سہ دری مین جائیگا تو ایک طاق ملیگا اُس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوگا پشت گلدستہ پر لوح طلسم
ہی بیخوف و ہراس جا پشت گلدستہ سے اُس لوح کو اُٹھا لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہوگا اُسپر عمل کرنا خبردار خلاف اُسکے نکرنا
اور اگر اُسکے مخالف کروگے اور خیال نہ رکھوگے تو پھر اسیر طلسم ہو جاؤگے بہت پچھتاؤگے اور دیدہ و دانستہ پھنس جاؤگے
پیرزال اُس کاغذ مین دیکھکر بیخوف و ہراس قریب اُس طاق کے گئے اور اُس گلدستے کو اُٹھا کر اُس لوح کو اُٹھا لیا
اور شکر الٰہی بجا لائے اور اُس لوح پر ایک سو دس مرتبہ درود شریف پڑھکے دم کیا اور دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے فتاح
طلسم اس لوح کو اپنے پاس بحفاظت تمام رکھنا خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور لوح کو لیے ہوے بے کھٹکے
چلا جا سامنے ہی چلا جانا چلتے چلتے تھوڑی دور پر ایک صحرا ہے لق و دق صحرا ہے محشر سے زیادہ ہولناک تجھکو
ملیگا جب تو حد صحرا پر پہونچیگا تو تجھے ہزار ہا بھوت گھیر لینگے اور گویا ہزاروں پہاڑ خاک کے تجھپر گر پڑینگے اور خار
مغیلان کی بارش ہوگی لیکن تو ڈرنا نہین اور خبردار یہ اسم ورد زبان رکھنا بفضل الٰہی تجھپر کوئی اثر نہوگا اور بعد
دو گھڑی کے [illegible] بگولون سے ایک ساحر پیدا ہوگا اور کہیگا کہ اے بدبخت مکار تو نے اس صحرا مین آکر اپنی جان
بیجا [illegible] اور بہت [illegible] مارتا [illegible]

تو تو یہ اسم پڑھکے اپنے تیغے پر دم کر کے اُسکے بیچوں بیچ جوڑے مین تیغہ مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہوجائیگا جب وہ
مرجائیگا تو بیابان صاف ہوجائیگا صحرائے سبزہ زار ملیگا بعد تھوڑی دیر کے ایک مکان شاہانہ ملیگا تو تجھے
لازم ہی کہ نہایت ہوشیاری سے کام کرنا اور لوح سے غفلت نہ کرنا الغرض نقابدار ناہدار عبارت لوح کو پڑھکر
سامنے چلے جاتے جاتے ایک مقام سے صحرائیت شروع ہوئی اور بعد چند منٹ کے ایک صحرائے لق و دق
شروع ہوا کہ جسکی ہیبت نقابدار پر بھی الجملہ طاری ہوگئی مگر دل مضبوط کر کے نقابدار ناہدار آگے بڑھے بعد پہر بھر کے
حد صحرا پر پہونچے حد صحرا پر پہونچنا تھا کہ خاک کے بگولے اُٹھنا شروع ہوئے اور تھوڑی ہی دیر مین ہزار ہا بگولون
نے نقابدار ناہدار کو آکر گھیر لیا ابھی نقابدار اُن بگولون ہی سے گھبرا رہے تھے کہ دفعتہ کانٹون کی بارش
ہونا شروع ہوگئی کہ نقابدار کا جی اُلٹ پلٹ ہوگیا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کہ فورًا وہ اسمار یاد آگئے بس نقابدار
ناہدار نے جیسے ہی وہ اسمار شروع کیے ویسے ہی وہ اُلجھن اور گھبراہٹ بھی قلب نقابدار سے کم ہوئی اور وہ بگولے
اور کانٹے بھی فی الجملہ کم ہوئے کہ دفعتہ انھین بگولون سے ایک ساحر زبردست نہایت کریہ منظر اور بدشکل پیدا ہوا
قشقہ سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا جوڑا بیچوں بیچ سر مین باندھے ہوئے کچھ چلیی چلیی لٹین ادھر اُدھر گردن پر لٹکتی ہوئی
زرد زرد آنکھین بڑے بڑے دانت تمام جسم سیاہ بیچ بلی ننگا دھڑنگا فقط ایک لنگوٹہ باندھے ہوئے تونبا
ہاتھ مین اسباب ساحری تن پر آراستہ کیے ہوئے چیختا چنگھاڑتا ڈکارتا نقابدار کی طرف لپکا اور کہنے لگا
کہ باش باش کہان جاتا ہی منم خار خار بن خاکسار جادو قضا تیری یہان لائی ہی او بدبخت تو کیون یہان
آیا اور کیون اپنی جان دینے کا قصد کیا ہی جیسے ہی وہ ساحر چیختا پکارتا غصہ ہوتا ہوا نقابدار ناہدار کے قریب آیا بس
فورًا نہایت پھرتی سے نقابدار ناہدار نے وہ اسمار تیغہ پر دم کر کے تیغہ کو دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے یا علی کہکر
لپک کے بیچوں بیچ جوڑے مین تیغہ مارا تو برابر سر سے پانون تک دو حصے کر دیے بس اُسکا مارا جانا تھا کہ ایک غل و شور
قیامت نما برپا ہوا کہ کشتی مارا جوانکا نام منم خار خار بن خاکسار جادو بعد اُسکے مرنے کے اب جو نقابدار دیکھتے
ہین تو نہ وہ گرد ہی نہ غبار نہ کانٹے ہین نہ صحرا بلکہ ایک طرب خیز اور انتہا کا پُر فضا صحرا ہی گیاہ نو میدہ ہر ایک جا پر جمی ہوئی
ہی اور اُس گھانس مین قدرتی پھول سُرخ زرد سبز لگے ہوئے ہین صحرائی میوون کی بیلین لگی ہوئی ہین جابجا درختون پر بلبلین
اور قمریان نغمہ سرا ہین غرض عجیب قسم کا طرب خیز صحرا ہی کہ جسے دیکھکر افسردہ آدمی کا جی لگے خلاصہ اینکہ ابھی نصف صحرا طی
کیا تھا کہ سامنے سے ایک مکان نہایت جلیل القدر عظیم الشان قابل بود و باش شاہان والاشان نظر آیا اُس مکان کو
دیکھکر نقابدار ناہدار آگے بڑھے آگے بڑھکر کیا دیکھتے ہین کہ سونے کا دروازہ ہی ہیرے کی چقین اُسپر لگی ہوئی ہین اور
اور اس طرح کا بنا کیا ہوا ہی کہ مینائے فلک اُس سے شرمارہا ہی چہار دیواری اُسکی نقرۂ مصقول کی ہی اور چند غلامان
زرین کمر ہاتھون مین سونے کے عصے لیے ہوئے وردیان زربفت و کمخواب کی پہنے ہوئے ہین اور اُس دروازے پر کھڑے پہرا
دے رہے ہین غرض کچھ اس وضع کا مکان ہی کہ نقابدار ناہدار کو ایک حیرت و سکتہ ہوگیا کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ ناگاہ ایک
دروازہ مکان کا کھلا اور جلوس شاہانہ اُس مکان سے نکلنا شروع ہوا اول مسیر وار چوبدار عصے ہاتھون مین لیے ہوئے
ڈنکا ہوتا ہوا نقیب پکارتے ہوئے اور اس سب جلوس کے پیچھے ایک تخت جواہر نگار کچھ ہیرے نہایت با آب و تاب جڑے ہوئے
اور زمرد کی مچھلیان اوسپر لگی ہوئی اور تمام لباس زرتار پہنے ہوئے اُس تخت کو اپنے کاندھے پر اُٹھائے ہوئے چلے آتے
ہین نقابدار ناہدار یہ ماجرا دیکھکر اور بھی متعجب ہوئے کہ بار الٰہا آخر یہ ماجرا کیا ہی اور یہ کس طلسمات کا کارخانہ ہی کس بادشاہ
اولوالعزم کا مکان ہی کہ کبھی خواب مین بھی نہین نظر آیا اسی حیرت مین کھڑے ہوئے نقابدار یہ سوچ رہے تھے کہ ایک چوبدار

تخت لیے ہوئے ہر ہر چمن اور ہر ہر روش ٹہری پہ گھوم رہی ہین جون جون وہ پریان تخت لیکر بڑھتی ہین نقابدار کی حیرت اور زیادہ ہوتی ہی اور ہوا سے سرو اور شگوفہ زار جو آتی ہی تو نقابدار عالیوقار کو ایک قسم کی نیند سی آئی جاتی ہی اور چونکہ اتنی بڑی مسافت کھینچ چکے ہین اور اسقدر آلام اُٹھا چکے ہین اور اب فی الجملہ راحت ملی ہی تو سوے جاتے ہین مگر آوازہاے طائران خوش نوا کی ہر مرتبہ ہوشیار کردیتی ہی اور نقابدار عالیوقار جو نک پڑتے ہین اور باغ کی طرف بدیدہ حیرت و تعجب دیکھنے لگتے ہین باد برابر گلہاے رنگا رنگ اور غنچہ ہاے نو دمیدہ کے کھلنے سنگہا رہی ہی نقابدار نامدار کے قلب باصفا مین ایک عجیب قسم کی فرحت آتی ہی خود بخود غنچہ دل کھلا جاتا ہی اور جون جون وہ تخت آگے بڑھتا جاتا ہی اور بہار تازہ ہر مقام پر نظر آتی جاتی ہی ایک عجیب قسم کا آرام آتا ہی جب کسی فوارہ سے پانی نقابدار نامدار پر پڑجاتا ہی تو ایک اس قسم کی کیفیت دل و دماغ و قلب کو حاصل ہوتی ہی کہ گویا سوکھے دھانون پانی پڑگیا یا بہ نورو ہمت بیابان برس گیا خلاصہ اینکہ یہ حال ہی ابیات زمین گل آسمان گل بحر و بر گل ۞ نماندہ در عدم گوے مگر گل ۞ اگر فردوس بر روے زمین است ۞ ہمین است و ہمین است و ہمین است سیر کرتے ہوئے نقابدار نامدار باصد حشم و اقتدار چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے کیا دیکھا کہ سامنا ایک بہت بڑی نہر نہایت پر ضیا اور پر آب و تاب نظر پڑی کہ شہر بہشتی کا اب بگلاب سے وہ نہر پرجوش سے پانی مارتا تھا لہر پہ گرد و گرد اس نہر کے ایک چمن نہایت پرصفا لگا ہوا ہی کہ جسکی ہر روش پر بادلہ کترا ہوا بچھا ہی تخلان نقرہ صقیل کے رکھے ہوئے ہین اور طرح طرح کے درخت ان تخلدانون مین لگے ہوئے ہین انگور کی بیلین چڑھی ہوئی ہین خوشہ ہاے انگور پر تماشی کی بیلیان چڑھی ہوئی ہین بیچ مین نہر کے فوارہ سنگ مرمر کا چھوٹتا جاتا ہی اور اس فوارے کا پانی جو اس چمن پر گرتا ہی تو ایک عجیب تازگی اس چمن مین پیدا ہی کہ دیکھنے سے آنکھین خیرہ ہی کرتی ہین اور مشرقی مغربی پہلو مین اس نہر کے ایک ایک سرو ایسا خوش قطع اور خوشنما لگا ہوا ہی کہ سبحان اللہ و بحمدہ صل علی محمد و آلہ محمد اور ہر سرو کے درخت پر قمریان بول رہی ہین کہ جنکی آوازون کو بھلی معلوم ہوتا کیسا گوشہ دل مین کھنچی جاتی ہی اور وہ سب کی سب گویا بزبان فصیح یہ شعر پڑھ رہی ہین اشعار

اگر دیکھے یہ چمن ایک بار
اگر ہی زمین پر بہشت برین

ادھر دیکھا سے شداد بھی جل جاتا
تو بہشتیکہ ہیں ہی یہین آکر بستا

اگر دیکھے رضوان عالیوقار
یہ اشعار طرب انگیز و فرحت خیز پڑھ رہی ہین

تو وہ بھی ہو سو جاتے اسیر بہار
پھر اُس طرح و طرح پڑھ رہی ہین

اُدھر جھوم رہی ہین کہ انکے وجد کو دیکھ دیکھ کر انسان کو کسی غیر دیکھ کر وجد ہوا جاتا ہے نقابدار نامدار کو بھی ایک حالت وجد پیدا ہوگئی مگر نظر اُٹھا کر جو دیکھتے ہین تو سامنے ایک قصر عالیشان جواہر نگار مرصع کار نظر آتا ہی کہ شہر طاق کسرے سے حسن مین وہ دو چند قصر قیصر سے بھی زیادہ بلند تمام قصر نقرہ معتدل کا رنچی کاری ہیرے اور زمرد کی تیلیان پنا وہ کہ بنا سے فلک کو رشک چشم آئے تمام پردے زربفت و کمخواب کے پڑے اور چمچماتی نور ان پردون پر بنے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب بولے اور اب بولے غرض تخت نقابدار کا سامنے اس بارہ دری کے پہونچا چوبدار نے جا کر ملکہ سے عرض کیا کہ حضور شاہزادہ عالیوقار تشریف لاتے ہین اُدھر تو چوبدار بارہ دری سے پھرا اور اُدھر ایک حسینہ نوسو خواصون کے ساتھ نہایت حشم و خدم کے ساتھ استقبال نقابدار نامدار کے لیے باہر آئی بس نقابدار کا سامنا ہونا تھا کہ تیر عشق جگر کے پار ہوگیا نقابدار اسکو دیکھکر بے ہوش ہو گئے کہ ایسا حسین آجتک نہ دیکھا تھا شہزادہ حسن خداداد ہی کہ ایسا حسین

جسکا دیکھا نہ آجتک ہمسر
خضر دیکھی جادہ ظلمات
لیس پہنے ہوئی ہین غیر کمان
پھول شبو کا ہی میان چمن

کیا ہو اُس رخ پر زلف کا سایا
ابروون کی صفت مین لکھوں کیا
مردم چشم سامری سے سوا
کیا بتاؤن گوش کا ہو بیان

نور و ظلمت کا ہی یہ ہمسایہ
ایک جادو ہلال ہین گویا
تلخ قہر سحر کا اُٹھا
پردہ کا دین ہین یہ پریان

کیا ہی طاقت کہون جو دروغ
مانگ ہی رشک شب تابان
ہین وہ دار و بن تا و کہکشان
لبی و دہن بہت پرفن
فرد آئینہ ہی وہ صفا رخسار

دل عارف کی طرح غیر غبار | معجزہ ہی بیان مسیحا لب | کرتے ہین مردہ و اکو زندہ لب | رنگ مسی کا لب پہ یون آیا
ابر جیسے شفق پہ ہی چھایا | ہی وہ ہین اسکا غنچہ برگ زبان | کیون نہ اسیر فدا ہو بلبل جان | دانت ہین مثل پارۂ الماس
ٹکڑے کرتے ہین دلکو سو سو | نخل قامت کا پہل ہی سیب ذقن | جس سے خوشنما ہی چمن گلشن | ہی قیامت کی پیچ وہ گردن
یا کہین نور وادی ایمن | واہ کیا خوشنما ہی وہ شانہ | کہیے شانے کو دل کا کاشانہ | اسکے بازو کا نور کیا ہو بیان
الغرض جسپہ ہو قربان | ہاتھ پر دیتے گر نکل آوے | پنجۂ مہر اس سے شرمائے | ایک سے ایک انگلی بہتر ہی
جو ہی ناخون وہ رشک اختر ہی | وہ کیا نور کا بنا سینہ | لوح سیمین سے ہی صفا سینہ | چھاتیان آئین شاہ حسن نظر
ایک دارا ہی ایک اسکندر | شرک ہندوستان ہین وہ پستان | سامنا کرتے ہین سر میدان | بحر کی طرح سے شکم ہی صاف
سرح سنبل کھنو ہی اسمین ناف | لکھے صفت پشت کی تو خاطر خواہ | حسن کی ہی وہ گویا پشت پناہ | ہی گمان وہ کمر کہ ہی عنقا
جو دکھائی نہ دے تو کہین ہم کیا | شاخ بلور ساق کو پایا | نقش پا چاند سا نظر آیا | قہر کے کولے ہین سم کی ران
دیکھکر جسکو خود ہو وہ حیران

خلاصہ یہ کہ ہر انداز و ناز اس قسم کا ہی کہ جسے دیکھکر جان عشاق فدا ہی اشعار

ہنسے رعد پر قہقہے کا خروش | تبسم سے اڑتا ہین بجلی کے ہوش | زبس آئنہ سان ہی تن کی صفا | پہ سینے پہ پڑتا ہی عکس انکھ کا

وہ تڑپ اور وہ پھڑک ہر ایک عضو مین ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہر ہر عضو مین بجلی بھر دی ہی یا تمام جسم برق کے سانچے مین ڈھالا ہی نظم

گرمی ہر عضو مین ایسی شب و روز | یاد کرتی ہی یہ سے دہن مرگ کی چمک | سر سے لے غرق جواہر تن پا | ایک بیک دیکھے اگر راہ تو ہو جائے ہلاک

خوض خراماں خراماں باصد ناز و انداز قریب نقابدار زنبادار کے چلی آتی ہی اب نقابدار نے پوچھا کہ یہ جمیلہ کون ہی ملکہ کا صفدر نے بڑھکر عرض کیا کہ حضور ملکہ نسیم سحر یہی ہین بس یہ سننا تھا کہ نقابدار فوراً تخت سے کود پڑے اور ادھر ملکہ نسیم تیز آگے بڑھی صاحب سلامت ہوئی مزاج پرسی ہوئی ملکہ نے کہا کہ حضور چلیے بارہ دری مین استراحت کیجیے نقابدار نے کہا کہ بہتر دونون کے دونون ہاتھ پکڑے ہوئے بارہ دری کی طرف چلے اب جو نقابدار نے قریب سے اس بارہ دری کو دیکھا تو دیکھکر ایک متحیر ہو گیا کہ اسکے در و دن پر یہ مینا اور یہ پچیکاری کسکے ہاتھ سے ہوئی ہی اور کن کاریگرون نے اسے بنایا ہی اندر گنبد کا عکس جو اس نہر کے آب پر صفا مین پڑتا ہی تو ایک عجیب تازہ بہار معلوم ہوتی ہی الغرض نقابدار اس قصر مین داخل ہوے نظم

عجب بارگاہ معلی اساس | نہ قالین و جاجم ہوتی قیاس | نہ قالین و جاجم دران بارگاہ | زمین لطف مین ز خورشید و ماہ

ایسی بھی ہوگی بارہ دری اور یہ قصر معلے کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ہر ہر درجہ مین تمام اسباب عیش و عشرت کے مہیا ہر ہر مقام پر شیشہ آلات لگا ہوا ساری بارہ دری مین آئینہ بندی کی ہوئی اسطرح کہ جیسے دیوارین حلبی شیشون کی بنائی ہین اشعار

آئینے تھے کہ باغ جوہر تھا | سب کلفت دل سکندر تھا | جو لگے تھے سنگ کردہ دولوے کے تھے | جھاڑ سب ایک ڈال نور کے
اور وہ دیوار گیریون پہ بہار | کہیے پیشانی شاہد دیوار | اس طرح کے چڑھے ہوئے تھے گلاس | جس سے شرمائے باغ الماس
فلک انجمن کے تارے تھے | یا کلس عرش کے آثار سے تھے

غرض اس قسم کی سجاوٹ اور بناوٹ تھی کہ بے اختیار قدرت صانع حقیقی یاد آتی تھی ہر ہر در و دیوار پر اس طرح کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے کہ اگر نقاش چین اسے ایکبار دیکھ لین تو اپنی ساری صنعت بھول کر معترف بعجز ہون سبحان اللہ وبحمدہ صل علی محمد و آل محمد ہر جگہ فرش سفید چاندنی کا کہا ہوا اور اسپر بادلے کا کیسا عمدہ کام کیا ہوا از زربفت اور کمخواب کے حاشیے اسپر لگے ہوئے اور ہر ہر درجے مین مسند سفید بچھی ہوئی اور اسپر موتیون کی جھالر لگی ہوئی کہ جیسے آفتاب پہ بادل آسمان پر غرض کس سے مدح و ثنا اس قصر کی بیان ہو سکے اور کون مصور اس بارہ دری کی تصویر کھینچے کہ جسے دیکھکر مانی و بہزاد سر بہ گریبان حیرت ہو جاتے ہین جل جلالہ و جل شانہ خلاصہ اینکہ ملکہ نسیم سحر نے نقابدار عالیمقدار کو ایک خاص درجے مین مسند شاہانہ پر لا کے بٹھایا اور خود سامنے نقابدار کے آکے بیٹھی اب

نقابدار کی یہ کیفیت ہے کہ ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہین کہ خدائی مین ایسے حسین بھی پڑے ہوئے ہین کہ جنھین دیکھ دیکھ کر بھوک پیاس جاتی ہے گویا حق سبحانہ و تعالی نے اپنی دست قدرت خاص سے بنایا ہے وہ حسن اور وہ چمک دمک کہ مثل شپرہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہے اور وہ حسینہ نہایت شرم و حجاب اور ناز و انداز سے باصد کرشمہ و ناز سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے اور کبھی نیچی نظرون سے نقابدار کی جانب دیکھتی ہے اور کبھی چھپی چھپی نظرون سے سر اٹھا کر نقابدار سے کہتی ہے کہ مہربان اچھی طرح بیٹھیے ایک تو نقابدار نامدار اسکے تیر حسن سے گھائل ہو ہی چکے تھے دوسرے اُس ناز و انداز کی باتون نے اور بھی دلکو لبھا لیا اور اسکے حسن ملیح کا گرویدہ بنایا نقابدار نے ارشاد کیا کہ اے نگار اگر یہی ہے تمنے مہمان اپنا کیا ہے تو چار آنکھ کرکے باتین کرو کچھ اپنی کہو کچھ ہماری سنو کیونکہ ہم اسی شب کی شب یہان قیام کرینگے پھر معلوم نہین کب ملاقات میسر ہوگی معلوم نہین کیا کیا آلام اٹھا کر یہانتک آئے ہین ایک ذرا دل بہلے اور کچھ تو رنج و تکلیف کم ہو یہ کہکر اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیا اب تو ملکہ کا بھی مقصود دل گویا حاصل ہو گیا نہایت ہی ناز سے اٹھکر نقابدار کے برابر آکے بیٹھی اور حکم دیا کہ طائفے اور گانیوالیان آکر حاضر ہون اور مجرا کرین بمجرد حکم کے گانیوالیان اور طائفے آنا شروع ہوگئے ملکہ نے کہا اے نقابدار نامدار جس وقت سے مین اس باغ مین آئی ہون اس حرامزادے خار خار بن خاکسار جادو کی قید مین پھنسی ہون اُسدن سے آج آپکے تصدق مین خوش و مسرور ہو کر بیٹھی ہون اور خوشی سے آج ناچ دیکھونگی الغرض سب گانیوالیان آکر حاضر ہوئین وہ بھی ایسی گرما گرم اور حسینان ملیح کہ جنکی مدحت مین زبان قاصر ہے اشعار

وہ ترنگین بلا جوانی کی　　ایک ایک انمین شوخ دیدہ تھی　　پردہ ناموس کا دریدہ تھی　　وہ امنگین بلا جوانی کی
رشک ناہید و غیرت بلقیس　　ایسی بیچین ایسی گرماگرم　　برق و سیماب کو بھی آئے شرم　　نور کی صورتین مزاج نفیس
حور تھی کوئی تو پری کوئی　　چور ہر ماہ پارہ مستی مین　　محو و بیہوش خود پرستی مین　　کوئی گوری تو سانولی کوئی
بھولی بھولی وہ لاڈلی باتین　　ایک ایک انمین قاتل عالم　　اور وہ اٹھتی جوانی کا عالم　　دل لبھانے کی یاد سب گھاتین
سرخ ہوباف کوئی ڈالے ہوئے　　وہ چھلاوے کی طرح سے چنچل　　ترچھا انداز چال مین چھل بل　　پٹیان انچی کوئی نکالے ہوئے
جسپہ بنگلا بنا ستا چنگی کا　　کلیج کی پہنے تھی کوئی محرم　　ہاتھ جس سے کبھی نہ ہو محرم　　کوئی لاہی کی پہنے تھی انگیا
کھیلتی تھی شکار ٹٹی کی آڑ　　سب کی سب مست بادہ پر جوش　　کوئی گلگیر ہے کوئی گلپوش　　ایک ایک انمین تھی غضب کی کھلاڑ

نقابدار نامدار اور ملکہ تسلیم سمجھتین کہ نہایت ناز و انداز سے سلام کیا ملکہ نے اشارہ کیا کہ ناچ شروع ہو سازندون نے ساز ملائے کہ پایین کی کمک آسمان کو جانے لگی رود باسارنگی کا کھینچنے لگا ہر قسم کا راگ بالا بجنے لگا ایک پری زاد گانیوالی اُسمین سے اٹھی اور گھنگرو باندھکر پشواز پہنکر ناچنا شروع کیا اور گت ناچنے لگی

ابیات

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا　　وجد کرنے لگا قدر و ادا　　بچھنے ہاتھ وہ نکالتی تھی　　دلکو ہر بار چھینے ڈالتی تھی
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا　　کبھی دامن سنبھالتے جانا　　کبھی غمزے سے مسکرا دینا　　کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک　　ابھرے سینے کی بھی وہ قہر سلک　　مثل طاؤس ایسی مست بنی　　چوٹی ایڑی سے لگ گئی اسکی
حلقۂ دست جب ہوا بالا　　بندھ گیا گرد ماہ کے ہالا　　سرپہ رکھا الٹ کے جب آنچل　　ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
ناز سے سر پہ جھک کے رکھا ہاتھ　　اہل محفل کو تھا سر ہی کا ہاتھ　　جسکو تیوری بدل کے تبلایا　　وہین تیور اسکے اسکو غش آیا
جسکی جانب بتا کے دسکی لی　　جان اسنے سسک سسک کر دی　　تیر بارا جدھر نظر پلٹی　　مسکرائی تو گر پڑی بجلی

اسطرح ناچی کہ ملکہ اور نقابدار دونون محو نظارہ ہوگئے اور ہوش و حواس بجا نہ رہے تھوڑی دیر کے بعد نقابدار نے ارشاد کیا کہ اب بیٹھ جاؤ تو وہ تسلیم کرکے بیٹھ گئی سازندون نے پھر ساز ملائے اور دوسری نے گانا شروع کیا نظم

راگ کو شکل صوتی آگیا ڈھال　　باربد شرم سے چھپا تہ خاک　　کیا ناہید نے کفن کو چاک　　گائی اس لٹکے سے وہ حور تمثال
رنج مرقد مین تانسین کی روح

تڑپی مانند طائر مذبوح ایسا باندھا تھا اُسنے سُر اونچا داد دیتی تھی چرخ پر زہرہ لولی چرخ لاکھ دون کی لے
پرکھی اسکے کمال کو پہونچے زیر تھا گو پر اگ رنگ ہوا دف لیے مہ فلک پہ دنگ ہوا کیا ہی اُسکا گلا تھا جوبن کا
جھاڑ و صند وقچہ تھا ارگن کا کس غضب کی سُریلی تھی آواز ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا ساز ہی بجا گر کہون اُسے اعجاز
لحن داؤد اُسکا تھا دمساز ہو گئی چشم ساز کو ہر بار بن گئے تار آنسوؤن کے تار شیشۂ مے کو لگ گئی ہچکی
ڈبڈبا آئی چشم ساغر کی لب تصویر پر تھی شورش آہ شعلۂ شمع کی زبان پر واہ ہو گئے مست سب در و دیوار
بول اُٹھے طائران نقش و نگار جھبلا لیتی تھی نور کی کوئی تان ڈھاری کہتے تھے ای علی کی ماں ایسا گائی کہ نقابدار اور ملکہ

دونون بیخود ہو گئے بعد اُسکے اور گانیون اپنی اپنی باری اپنے اپنے موقع پر نہایت ناز و انداز سے گائین کہ نقابدار نے اس قسم کا رقص کم دیکھا تھا جب صحبت برخاست ہوئی تخلیہ ہوا ملکہ نے نقابدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری کے باہر آئی اور بیچ کے درمیں دو کرسیان بچھوائین ملازمین کو حکم دیا کہ آپ سب اپنے اپنے مقام پر جائین اور ایک تھوڑی دیر آرام کرین ملازم سب اپنی اپنی طرف چلے گئے کنارے نہر کے سب اسباب مینوشی تو پہلے ہی سے مہیا تھا ملکہ تسنیم ستمتن نے ایک جام نقابدار کو بھر کے دیا اور ایک جام خود پیا اور اُٹھکر نقابدار کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے نقابدار تو پہلے ہی اسکے دلدادہ ہو چکے تھے نقابدار نے بھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دست درازی ہونے لگی لیکن نقابدار نے وہ جام ملکہ کے ہاتھ سے تو لے لیا مگر ایک میز جو برابر رکھی ہوئی تھی اُسپر رکھ دیا اور کہنے لگے کہ ای ملکہ مین نے بھی جب سے تمھین دیکھا ہی مجھکو بھی ایک قسم کا تعشق ہو گیا ہی اور مین خود تمھارے وصل کا مشتاق ہون لیکن یہ امر تقبیل ایمان پر منحصر ہی جبتک تم ایمان نہ لاؤگی یہ امر ہرگز وقوع پذیر نہوگا مگر خیر اسوقت تو ہنگام مینوشی ہی پھر دوسرے وقت ہمارے تمھارے یہ امور حل ہونگے یہ باتین سُنکر اب جو ملکہ نے دیکھا تو وہ جام شراب گلرنگ اُسی طرح رکھا ہوا ہی ملکہ نے اُٹھکر وہ جام اپنے ہاتھ مین اُٹھا لیا اور کہنے لگی کہ واہ ای نقابدار یہ طرز محبت نہین ہی ہمین کو بیٹھے اگر یہ جام ہمارے ہاتھ سے نہ پیے اسکی ان باتون پر نقابدار بھی کچھ کھل گئے اور چاہتے تھے کہ وہ جام اُسکے ہاتھ سے پی لین کہ دفعتہً نظر جو نقابدار کی اُٹھی تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی طوطی ایک درخت پر بیٹھی ہوئی ہی جیسے ہی اُس طوطی کی نظر نقابدار سے دو چار ہوئی کہ اُس طوطی نے وہین سے نقابدار نامدار کو آواز دی کہ ہشیار و خبردار ای نقابدار عالیوقار ہرگز یہ جام نہ پینا کہ یہ جام طلسم ہی اور یہ سارا مکان و باغ سحر کا ہی خبردار ہو جیے ای نقابدار یہ عورت اُسی ساحر کی بیٹی ہی کہ جسکو آپ ابھی قتل کر چکے ہین دیکھیے لوح سے ہشیار ہو جیے ایسا نہو کہ لوح ہاتھ سے جاتی رہے تو پھر ساری کی کرائی محنت و جانفشانی خاک مین مل جاے اگر لوح آپکے ہاتھ سے چھن گئی تو پھر کچھ بناے نہ بن پڑیگی اور ہاتھ ملتے رہ جایے گا دیکھیے سنبھلیے اس جام کو ہاتھ سے پھینکیے اور اپنے سامان کو درست کرکے راہ لیجیے اللہ اکبر آپ لوح سے بھی غافل ہو گئے یہ سننا تھا کہ نقابدار نامدار نے وہ جام ہاتھ سے پھینک دیا اور فورًا اُٹھ کھڑے ہوے کہنے لگے کہ او بدبخت تو مجکو دام تزویر مین پھنسانا چاہتی تھی ارے تیرے دام مین اور ہی کوئی پھنسیگا نقابدار کا اُٹھنا تھا اور لوح کو دیکھنا تھا کہ فورًا وہ ملکہ دھڑ سے کرسی پر گری اور گرتے ہی فورًا ایک بھری کی قطع پر متشکل ہوکے اُس طوطی کے پیچھے لپکی اُسکا لپکنا تھا کہ وہ طوطی بھی اُس درخت پر سے اُڑی اور اُڑکے دوسرے درخت پر جا بیٹھی یہ بھری بھی وہان پہونچی یہ طوطی اُڑکے قصر کے اندر چلی گئی وہ بھری بھی اُس بارہ دری کے اندر چلی گئی غرض جہان جہان وہ طوطی جاتی تھی وہان وہان یہ بھری بھی اسطرح لپکتی ہوئی جاتی تھی کہ اگر پا جاے تو اُس طوطی کا ایک ہی لقمہ کر جاے وہ طوطی کہنے لگی کہ ای نقابدار یہ طوطی تمپر اپنی جان فدا کرتی ہی مگر یاد رکھنا کہ تمھاری محبت اور الفت مین میری جان پر بنتی ہی اگر مین تمھین اس راز سے آگاہ نہ کرتی اور پھنس جانے کا خیال نہ کرتی تو آج ہیکو گرفتار بلا ہوتی اور آنکھون سے طوطی کی آنسو ٹپک کے نقابدار پر گرے اُسکے آنسو گرنے پر نقابدار بھی آبدیدہ ہو

اور وہ طوطی نقابدار نامدار کی پشت پر آ گر گری نقابدار نے اُس طوطی کو اُٹھا کر اپنے دامن مین چھپا لیا اور لوح اُس مجمر
کی طرف اُٹھائی کہ اُس لوح کے سامنا ہوتے ہی بھری گرمی اور شکل اژدر شکل ہو کے نقابدار کی طرف لپکی اور چاہا کہ نقابدار پر
حملہ کرے اب جو نقابدار لوح کو دیکھتے ہین تو دیکھا کہ صاف لکھا ہوا ہی کہ ای نقابدار نامدار جب تجکو یہ واقعہ پیش آئے اور
وہ بھری شکل اژدر شکل ہو جائے تو ہرگز ہرگز خوف و ہراس نہ کرنا اور مطلق نہ ڈرنا بلکہ ان اسماے معظم کو پڑھنا شروع کرنا اور
اپنے تیغے پر دم کرکے دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑکے یا علیؑ ولی کہکے مارنا وہ اژدر فورًا ہلاک ہو جائیگا بس یہ دیکھکر نقابدار
عالیوقار نے وہ اسما پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو اُس تیغہ پر دم کرکے تیغے کا جو ایک ہاتھ یا علیؑ ولی کہکر اُس اژدر کے
مارا تو برابر دو حصے کر دیئے اُسکا مرنا تھا کہ ایک شعلہ آگ کا بلند ہوا کہ اُسنے اُس قصر اور باغ کو بالکل سوختہ کر دیا اور بگولے اور
تتق خاک کے اُٹھنا شروع ہوے اور ایک آواز ہولناک بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی کہ مارا جان کشتی نام من ساحرہ
شہرنگ شرارہ بنت خار خار بن خاکسار جادو بود بعد اُسکے جب بگولے اور تتق خاک کے اپنی جگہ بیٹھ گئے تو اب
جو دیکھتے ہین تو وہ طوطی اور وہ لوح اور وہ تیغہ سب اُنکے پاس حاضر و موجود ہی نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ درخت ہین نہ نہر نہ وہ
چوبدار نہ وہ خاصبردار نہ مہربان نہ تخت کسی چیز کا پتا نہین ہی سب غائب ہو گئے اب فقط نقابدار نامدار ہین اور وہ
طوطی و تیغہ اور لوح اُنکے پاس ہی اکیلے کھڑے ہوے ہین اور ایک صحرا ایسے وسیع ہی کہ جہانتک نظر کرتے ہین سواے میدان
کے کچھ نظر نہین آتا معلوم ہوتا کہ یہ سارا سامان سحر کا تھا اور وہ گانیوالیان سحر کی پتلیان تھین اور وہ سب لوازم سحر کے پتلے تھے اب
نقابدار نامدار نے جو لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم بعد اس واقعے کے تو اُس صحرا کی داہنی جانب جانا جاتے
جاتے تجکو ایک میدان وسیع پُرفضا سبزہ زار ملیگا تو سیدھا منہ اُٹھائے ہوے چلا جانا جاتے جاتے تجکو ایک کوہ زمردین ملیگا
تو یہ اسماے الٰہی پڑھکر ایک ڈھاک کا پتا توڑکر اُسپر دونون پاؤن جما کر کھڑا ہونا بقدرت خدا وہ پتا تجکو اُڑا کر اُس پہاڑ پر پہونچا دیگا
اور جب تو اُس پہاڑ پر پہونچیگا تو ایک پندرہ سولہ لڑکے ایک تخت پُرتکلف پر بیٹھے ہونگے اور بیچ مین اُنکے ایک لڑکا نہایت
حسین و خوبصورت جلوہ گر ہوگا پیشانی پر اُسکی ایک خال سیاہ ہوگا اور ایک زمرد کے پیالے مین صابون کا پانی بھرا ہوگا
اور ایک نے بلورین منہ مین لیے ہوے بلبلہ چھوڑتا ہوگا اور جب وہ حباب بہت سے ہو جائینگے تو بالاے ہوا باہم لڑکر ٹوٹ
جائینگے اور اُن حبابون مین سے نہایت حسین و خوبصورت پریان پیدا ہونگی اور بالاے ہوا باہم لڑینگی اور وہ لڑکا یہ تماشا
دیکھ دیکھکر قہقہہ ماریگا اور خوش ہوگا اور جو لڑکے اور ہونگے وہ بھی ہنسینگے جب وہ لڑکے تجکو دیکھینگے تو نہایت مہیب آواز سے
صدا باش باش کی بلند کرینگے مگر تو ہراسان ہونا اُس طفل حسین کے آگے بڑھتا چلا جانا جب وہ لڑکا تجکو اپنی جانب آتے
دیکھیگا تو تیغہ پکڑکے تیری جانب دوڑیگا تو بخوف و خطر تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُسکی پیشانی کا خال تاک کے مارنا اگر تیرا تیر اُسکے
بیچوبیچ خال پر پڑ گیا تو تو اچھا ہی اور اگر نشانہ تیرا خطا کر گیا تو نقصان دھرا ہوا ہی بیشک خطا پائیگا دیکھ خبردار بہت ہوشیاری
سے کام کرنا چوکنا نہین الغرض نقابدار یہ حال دیکھکر اُس صحرا سے آگے بڑھے اُس صحرا کی داہنی جانب جاتے جاتے
تھوڑی دور کے بعد ایک پُرفضا اور طرب خیز نہایت وسیع صحرا سے سبزہ زار ملا کہ جسے دیکھکر نقابدار کی آنکھون مین طراوت
اور قلب مین سکون پیدا ہوا کیسی ہری ہری گھانس جمی ہوئی ہی اور قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کے سلسلے اور چشمون کا
پانی رواں ہی ایک عجیب بہار اور سرور کی جگہ ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ اور سامنے ایک نہایت بلند کوہ زمردین ہی کہ جسکی چمک
سے آنکھون مین چکاچوند آئی جاتی ہی غرض نقابدار نامدار نے موافق تحریر لوح ایک بڑا سا پتا ڈھاک کا توڑکر اُسپر دونو
پاؤن جما کے وہ اسماے الٰہی پڑھنا شروع کیے جب نقابدار نامدار اُن اسما کو پڑھ چکے تو خود بخود وہ پتا بقدرت خدا حرکت
مین آیا اُسپر جیسے کا حرکت کرنا تھا کہ بڑے زور و شور سے ہوا چلی اور وہ پتا اُڑا نقابدار بھی اُس پتے پر دونون پاؤن

جماسے اڑتے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہ بلند ہوتا جاتا ہی تا اینکہ نقابدار عالیوقار اُس پہاڑ پر پہونچے جاکر کیا دیکھتے ہین کہ اُس پہاڑ پر عجیب بہار طرب خیز ہی میوہ دار درخت بارور کھڑے ہوئے ہین نہر مصفا جاری ہی کرسیان بچھی ہوئی ہین گرداگرد اُس نہر کے صحرائی پھول نہایت ہی خوش وضع لگے ہوئے ہین اور سامنے اُس نہر کے ایک تخت نہایت ہی پرتکلف بچھا ہوا ہی اور ایک لڑکا حسین و خوبصورت کہ سکے درست نظم

تھی جبین اُسکی غیرت خورشید — جس سے روشن تھا خانۂ امید
زلف تھی اُسکی مثل مار سیاہ — جسکو کاٹا ہوا وہ جی سے تباہ
اُسکے دندان تھے گوہر نایاب — روبرو اُسکے ہی گہر بے آب
کف دست اُسکے مثل بدر منیر — بلکہ بدر اُسکے آگے عشر عشیر
ہنسنا اُسکا غضب خرام بلا — شوخی و دلبری بتمام بلا
دیکھکر اُسکے سرو قد کی پھبن — پابگل سرو ہو گیا بچمن
اُسکے ابرو کمان تھے مژگان تیر — دل عشاق تھے جہان نخچیر
کیا منور تھے اُسکے رخسارے — مطلع نور کے تھے مہ پارے
چاہ غبغب کا تھا دہان پیدا — ڈوبتا اُسمین تھا دل شیدا
تھی کمر اُسکی وہم بلکہ گمان — ہو جو بن دیکھا اُسکا وصف کہان
دیگر جامے داشت از حد بشر دور — دیدہ از پری شنیدہ از حور

ایک مسند زرتار پر نہایت ہی ناز و انداز سے بیٹھا ہوا ہی اور ایک خال سیاہ اُسکی پیشانی پر ایسا حسن دے رہا ہی کہ واہ واہ معلوم ہوتا ہی کہ دو جہاں دل عشاق سمٹ کر ایک جا جمع ہو گیا ہی اور ایک پندرہ سولہ لڑکے چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے گورے گورے گرداگرد اُس طفل حسین کے بیٹھے ہوئے ہین باتین طرح طرح کی ہو رہی ہین وہ طفل حسین بھی ہنس رہا ہی وہ لڑکے بھی قہقہے مار رہے ہین کچھ راگ باجے رکھے ہوئے ہین چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہی ایک عجیب طرح کی صحبت ہی عجیب قسم کا سمان ہی کہ نقابدار کے بھی دل مین یہ بات متحرک ہونے لگی کہ کیونکر اُس صحبت عشرت مین جاکر شریک ہو جاؤن اور اپنا دل بہلاؤن پھر خیال آگیا کہ ای نقابدار یہ خیال بدکردار کس قسم کا ہی اس خیال خام سے باز آ دیکھ کیا کرتا ہی اور یہ کہکے سامنے اس تخت کے بڑھے اب جاکر کیا تماشا دیکھتے ہین کہ زمرد کے پیالے مین صابون کا پانی بھرا ہوا ہی بلور کی نی ہاتھ مین ہی بلبلہ چھوڑ رہا ہی اور وہ حباب بالا ہوا جب بہت سے جمع ہو جاتے ہین تو باہم ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہین اور اُنھین سے نہایت حسین و خوبصورت پریان پیدا ہوتی ہین اور باہم بالا ہو اڑتی ہین یہ طفل حسین اور وہ سب لڑکے ہنستے ہین اور قہقہے مارتے ہین نقابدار نامدار یہ تماشا کھڑے دیکھ رہے تھے کہ دفعتہً اُن لڑکون کی نظر جو اُس طفل حسین کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے نقابدار نامدار پر پڑ گئی ایک مرتبہ وہ سب کے سب آواز باش باش بلند کرکے اٹھ کھڑے ہوئے کہ کہان جاتا ہی ٹھہر ارہ اب اسیر طلسم ہو گیا قضا تیری یہان لائی ہی لیکن نقابدار بخوف اُس طفل حسین کی طرف چلے کہ وہ لڑکا بھی نقابدار نامدار کی طرف چلا اور چاہا کہ تیغہ پکڑ کے نقابدار پر حملہ کرے اور تیغے پر ہاتھ رکھکے نقابدار کی طرف لپکا کہ فوراً نقابدار نامدار نے تیر چلہ کمان مین رکھکر اُسکی پیشانی کے خال کو تاک کر اس زور سے مارا کہ عین پیشانی کے خال پر پڑا تیر کے پڑتے ہی وہ لڑکا تخت نیچے گرا اُسکا تخت سے گرنا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ای کمبخت کہان جاتا ہی ٹھہر تو جا اور وہ تمام پریان شعلہ ہائے آتشین منھ سے چھوڑتی ہوئی نقابدار کی طرف لپکین اور ایک تاریکی پیدا ہوئی شروع ہوئی اب نقابدار حیران ہوکے کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین فوراً لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ جب تو اُس لڑکے کو مار چکے اور پریان تیری طرف شعلہ ہائے آتشین چھوڑتی ہوئی دوڑین اور ظلمت پیدا ہو تو یہ اسمار پڑھکر اُس تاریکی کی طرف پھونک دینا وہ ظلمت رفع ہو جائیگی اور بلا دفع ہو جائیگی پس فوراً وہ اسمار پڑھکر نقابدار نے اُس ظلمت کی طرف پھونک دیا اُن اسمار کا دم کرنا تھا کہ وہ ظلمت رفع ہونا شروع ہوئی اور اُسکے بعد ساری تدبیر دیکھو لکریہ آواز دینے لگے مار اے جوان کشتی نام من حباب جادو بود رفتہ رفتہ وہ ظلمت سب رفع ہوئی جب وہ تاریکی رفع ہوئی تو اب نقابدار کیا دیکھتے ہین کہ نہ وہ پہاڑ ہی نہ صحرا ہی نہ تخت نہ وہ ہی نہ مجمع طفلان بلکہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک بڑا عظیم الشان قلعہ نہایت مستحکم اور زبردست سامنے معلوم ہوتا ہی

اور اُس قلعے سے ایسی جلالت اور رعب ساطع ہی کہ نقابدار سے بہادر رو جرار کے حواس باختہ ہوگئے لوح کو جو اُٹھا کر
دیکھتے ہین تو اُسمین لکھا تھا کہ ای نقابدار نامدار ہوشیار ہو کہ یہ حباب جادو تھا جو بقدرت خدا تیرے ہاتھ سے مارا گیا
اور یہ قلعہ طلسمی محشر جادو کا ہی حباب جادو کے مارے جانے کی خبر محشر جادو کے بیرون نے اُسے پہونچا دی ہوگی
وہ تیرے مقابلے کو ہزار ساحرون سے نکلیگا خبردار گھبرانا نہین اور ہراسان نہونا جو ایک ساحر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا
تو اُسکے خون سے دس دس ساحر پیدا ہونگے تو کسی طرح کا خوف نہ کرنا اور لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا محشر جادو کے قریب پہونچ جانا
اور جا کر قریب محشر جادو کے کھڑا ہونا اور یہ لوح طلسم جو تیرے پاس ہی وہ اُسکے سامنے ڈالدینا اور کہنا کہ ای محشر جادو
اگر تم مجھسے صرف اس لوح کے لیے اسقدر جنگ و جدل کرتے ہو تو لوح حاضر ہی بسم اللہ لو مجھے اس سے کوئی کام نہین ہی بلکہ
اگر تمھاری مرضی اس امر مین ہو کہ مین تمھارے ساتھ رہون تو مین اسمین بھی موجود ہون تمھارے ہمراہ چلون ای نقابدار جب
تم لوح اُسکے سامنے ڈالدوگے تو وہ علامتین جتنی ہونگی سب برطرف ہوجائینگی اور پھر سحر اُسکا تمپر کارگر نہوگا جب سب علامات
سحر کے برطرف ہوجائین تو تیغہ اپنا دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے بیچون بیچ جوڑے پر مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہوجائیگا اور
اگر تمھارے تیغے نے خطا کی اور بیچون بیچ جوڑے پر نہ پڑا تو یاد رکھنا کہ معرکہ قیامت خیز برپا ہوجائیگا اور تم اسیر طلسم ہوجاؤ
یہ حال نقابدار نے اُس لوح مین ملاحظہ کر کے اُسے اپنے پاس رکھا اور نظر اونچی کر کے جو دیکھتے ہین تو دیکھا کہ ایک نہایت پرہیبت
اور مہیب لشکر ساحرون کا چلا آتا ہی شعلے آگ کے مُنھ سے نکل رہے ہین آتشین گرز ہاتھون مین لیے ہوے اژدہا سے
پشت نہنگ کاندھون پر رکھے ہوے سیندور کے قشقے پیشانیون پر لگے ہوے لوہے کے کڑے پہنے ہوے مُنھ پر ٹیکے لگے
ہوے زرد زرد آنکھین کھینچتے ڈکارتے آواز باش باش ماندی تا بدور قیامت انجا مانذی بلند کرتے ہوے قریب آگئے
نقابدار نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار ساحر سے کچھ زیادہ ہی ساحر ہین اور سب کے آگے محشر جادو بڑے
کبر و تجبر سے چلا آتا ہی اور قریب نقابدار کے آکر ایک نعرہ مارا کہ بگیرید نقابدار را بگیرید اس آواز کا بلند ہونا تھا
کہ دفعتہً دو ہزار ساحر نقابدار پر گرے اور حملہ ہاے ترسول و پنسول کرنا شروع کیے مگر بہ برکت اُس لوح کے کوئی
حملہ اُنپر متاثر نہوا اور نقابدار نے جو تیغہ پکڑ کے وار کرنا شروع کیا تو ایک ایک ہاتھ مین دس دس گرنا شروع ہوگئے
مگر جو ساحر زمین پر گرتا ہی اُس ساحر کے خون سے دس دس ساحر اور پیدا ہوجاتے ہین خلاصہ اینکہ جیسا اُس لوح مین لکھا
تھا کہ تو اسپر ظفر یاب نہوسکیگا ویسا ہی نظر آیا کہ نقابدار نامدار اُس فوج ساحران کو چیرتے پھاڑتے ہوے اُس ساحر
نابکار محشر جادو کی طرف چلے ہرچند وہ ساحر وار کرتے تھے لیکن بہ برکت لوح اُنپر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا اور بہ برکت
لوح صحیح و سالم اُن ساحرون کو چیرتے پھاڑتے محشر جادو کے قریب چلے جاتے ہین کہ بعد چند منٹ کے قریب محشر جادو
کے پہونچے جیسے ہی متصل اُسکے پہونچے کہ محشر جادو نے ایک وار گرز آتشین کا اُنپر کیا اُس وار کو نقابدار نامدار نے
بفن سپاہگری خالی دے کر محشر جادو سے کہا کہ ای محشر جادو پہلے تم میری دو باتین سن لو بعد اُسکے جو تمھارا جی چاہیگا میرا
حال کرنا مین تو خود تمھارے پاس چلا آتا ہون یہ کہکر لوح اُسکے سامنے پھینک دی اور کہنے لگے کہ سنو ای محشر جادو اگر تم
مجھسے اس لوح کے لیے لڑتے ہو تو مین نے یہ لوح حاضر کردی بسم اللہ اُٹھا لو اور اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ مین تمھارے ساتھ ہو لون
تو اُسمین بھی مجھے عذر نہین ہی مین تمھارے ساتھ ہون تم کیون اسقدر بیخود ہوگئے اور مجھ ایک متنفس کے لیے اسقدر فوج زبردست
لیکر نکل آے مین ہرگز تمھارا مقابلہ نہین کرسکتا کچھ اس قسم کی باتین نقابدار نے کین کہ محشر جادو بھی سننے لگا یہ باتین
سنتے سنتے محشر جادو کی نظر جو اُس لوح پر پڑ گئی تو ساری شیخی بگھاری بھول گئے اور وہ سب سحر و ساحری ہوا ہوگئی
ہوگئی ساری حقیقت ساحری دماغ سے رفو چکر ہوگئی اب جو نقابدار پر سحر کرتے ہین تو وہ الٹ پلٹ کر یہان

محشر ہی کے سر پر جاتا ہی نقابدار پر کوئی چیز اثر نہین کرتی بس یہ حالت جو محشر جادو نے دیکھی اپنے ساحرون کے تئین آواز
دی کہ لینا اس جوان کو یہ تو مجھسے بھی زیادہ تر لانبا چوڑا ساحر معلوم ہوتا ہی بس یہ آواز سنتے ہی تمام ساحر نقابدار پر ٹوٹ پڑے
یہ رنگ جو نقابدار نے دیکھا تو فوراً اُس لوح کو ہاتھ مین اُٹھالیا اور چار طرف اسکو پھرانا شروع کیا جسکی آنکھ اُس لوح پر پڑ گئی
سارا سحر بھول گیا غرض جتنے ساحر تھے اُن سب کے سحر بیکار ہو گئے اور کوئی بات کارگر نہوئی بس جیسے ہی یہ حال نقابدار نے دیکھا
فوراً تیغہ سلیمانی کو یا علی ولی کہکر کھینچ جو تڑسے پر جو بھرپور تاک کر ہاتھ مارا تو از سر تا ناخن پا برابر دو حصے کر دیئے بس اُسکا مارا جانا تھا کہ
ایک شور و غل برپا ہوا اور اُسکے پیر ساری تدبیر بھولکر چلانے لگے کہ مارا جوان کشتی نام من محشر جادو بود اور ایک ہنگامہ
قیامت انگیز برپا ہوا تمام ساحر جلنے لگے یہانتک کہ جلتے جلتے سواے خاک سیاہ کے ڈھیر کے اور کوئی شئی نہ معلوم ہوتی تھی گرد و غبار
انتہا سے زیادہ اُٹھا بگولے اور تیغ گرد کے بے انتہا اُٹھے جب وہ بہ برکت اُس لوح اور ورد اسماے الٰہی کے بر طرف ہوے تو
میدان صاف ہوا نقابدار نے جو اُس لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای نقابدار بڑا معرکہ تو نے سر کیا سارے بدن کی
سوئیان نکل گئی ہین فقط آنکھون کی سوئیان باقی ہین ای نقابدار نامدار اس قلعے کے اندر چلا جا اور جس جگہ محشر جادو کا
تخت شاہی رکھا ہوا ہی اُسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی اُس تہ خانے کے اندر چلا جانا ایک جوگی تجکو ملیگا کہ نہایت کبر و تجبر سے ایک
پتھر کی چوکی پر بیٹھا ہوا اور سامنے اُسکے چھت مین اُس تہ خانے کی ایک دو پنجرے لٹکے ہونگے ای نقابدار نامدار وہ دونون
جانور خوش رنگ جو اُن پنجرون مین بند ہونگے وہ وہی عاشق و معشوق ہین کہ باہم گلے ملکر آتش عشق سے جلکر خاک ہو گئے تھے
اور اُنکے نشان دہندہ وہ دونون درخت پیدا ہوے ہین جو تمکو باہم چسپیدہ ملے تھے پس جب تو اُس جوگی کو ماریگا تو وہ جانور
بشکل اصلی متشکل ہو جاینگے کہ ایک کا نام ماہ رخ پری ہی اور وہ معشوق دلفریب جسپر ماہ رخ پری عاشق ہوئی تھی سلطان
غیاث الدین ہی اُن دونون کو باہر نکال لینا الغرض نقابدار نامدار یہ حال فرحت اشتمال لوح مین دیکھکر آگے بڑھے
مین تو دیکھتے کیا ہین کہ وہ طوطی بھی بہیئت اصلی متشکل ہو کے اُنکے ساتھ ہولی نقابدار نے اُس سے استفسار حال کیا اُسنے
بیان کیا کہ ای نقابدار اُسی محشر جادو نے مجھے اس حالت پر کیا تھا جب وہ مرا تو اُسکا سحر بھی بر طرف ہوا مجھے ہیئت
اصلی عنایت ہوئی اب مین آپ کے ساتھ ہون جہان چاہیے چلیے نقابدار نے کہا کہ اب اُن دونون عاشق و معشوق مبتلاے
بلاے اسیری کی رہائی کو چلتے ہین وہ بھی اُنکے ہمراہ ہولی یہ اندر قلعے کے داخل ہوے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ باہر سے اس قلعے
کے کیا ہیئت تھی جو اندر ہی محشر جادو کے مرنے کے بعد بھی یہ کیفیت ہی کہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ ہزارہا ساحر پیچھے دوڑے چلے
آتے ہین غرض نقابدار نے اُس تخت کو ڈھونڈھا اور قریب اُس تخت کے گئے وہان جا کر جو دیکھا تو ایک چار جوگی لنگوٹین
کسے ہوے لوہے کے بڑے بڑے دستپنے ہاتھون مین لیے تونبیان آگے رکھے ہوے زرد زرد آنکھین ملاتی ہی
منہ پھیلائے ہوے چارون کونون پر تخت کے بیٹھے ہوے ہین نقابدار کو دیکھتے ہی سب کے سب نقابدار کی طرف دوڑے
نقابدار نے فوراً لوح کو نکال کر دیکھا لکھا تھا کہ ای نقابدار جب جوگی تیرے پیچھے دستپنے لیکر دوڑین تو تو خوف نہ کرنا
اپنے تیغے کو پکڑ کے اور یہ اسما دم کر کے لپک کے ایک جوگی پر جو مشرق رو کھڑا ہو مارنا جب وہ مر جائیگا تو اثر سحر اُن تینون
کا بھی باطل ہو جائیگا اُنکو بھی مار ڈالنا ویسا ہی کیا نقابدار نامدار نے کہ وہ اسما پڑھکر اُس جوگی کے جو مشرق رو تھا
ایک مرتبہ تیغہ دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے مارا تو اُسکے دو حصے ہوے اُسکا مارا جانا تھا کہ اُن تینون جوگیون کا بھی سحر
باطل ہو گیا بس لپکے تیغہ اُن تینون کو بھی واصل جہنم کیا جب وہ مر چکے تو نقابدار نامدار اُس تخت کو ہٹا کر اُس نقب مین
اُتر گئے جب اندر گئے تو کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا تہ خانہ ہی کہ جسکا اور چھور نہین معلوم ہوتا ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی تہ خانہ
ہی تہ خانہ معلوم ہوتا ہی اور ایک سنگ مرمر کی چوکی پر ایک گبر ناہنجار بڑے کبر و تجبر سے بیٹھا ہوا ہی آگے اُسکے کچھ اسباب

سحر و ساحری کبھی رکھے ہوئے ہین ایک بالا ہاتھ مین کچھ میٹھا پڑھ رہا ہی نقابدار کا دیکھنا تھا کہ گویا اُسکے مرچین لگا دین پکارا کہ
اگر ز آتشین نقابدار کی طرف جھپٹا اور کہنے لگا کہ ای گرفتار اجل تو یہان کہان آیا ہی تیری قضا تجکو گھیلائی ہی خیر آ تو سہی دیکھ
کیا سزا پاتا ہی نقابدار نے یہ سنکر جواب دیا کہ تو کیا مسخرہ ہی مین تو ابھی تیرے ساتھیون کو جو محافظ کمبخت محشر جادو تھے مار کر
آیا ہون اور سارے قلعے کو بھی ستیاناس کر چکا محشر جادو کے تئین مع اُسکی فوج کے واصل جہنم کر چکا تو تیری کیا ہستی ہی
جو میرے مقابلے کو اُٹھا ہی تو جانتا بھی ہی کہ یہ میرے ہاتھ مین کونسا تیغہ ہی اور مین کون ہون آگاہ ہو کہ یہ تیغہ سلیمانی ہی ایک
وار مین تیرا کام بھی تمام ہی اور مین فتاح طلسم نقابدار نامدار ہون بس یہ سننا تھا کہ اُس جوگی کے چھکے چھوٹ گئے اور سحر سارا
بھول گیا مگر چونکہ دعوی بہت بڑا کر چکا تھا نقابدار نامدار کی طرف جھپٹا بس نقابدار نامدار نے یا علی کہکے جو ایک وار کیا
تو اُس جوگی کو سر سے ناخن پا تک برابر دو حصے کر دیا بس اُسکا مارا جانا تھا کہ ایک غل و شور برپا ہوا اور آگ نکلنے لگی کہ وہ سارا احاطہ
جلکر خاک سیاہ ہو گیا مگر نقابدار پر بفضلہ تعالے آنچ بھی نہ آنے پائی جب وہ سب سامان جل چکا تو وہ پنجرے خود ٹوٹ گئے
اور وہ دونون جانوران خوش رنگ اُن پنجرون سے گر کر شکل اصلی شکل ہوے اور نقابدار کے پانؤن پر گر پڑے کہ ای
نقابدار نامدار خداوند عالم آپ کو آپکے مقاصد دلی پر فائز فرماے کہ ہم نے آپ کے صدقے سے اس قید ستم سے نجات پائی
نقابدار نے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت تو بیان کرو اُن دونون نے عرض کی کہ جب ہم دونون گلے ملے ہین تو ایک دھوان بلند
ہوا تھا ظاہر مین سب لوگ یہ سمجھے کہ ہم دونون جل گئے ہین مگر اصل مین اس محشر جادو کمبخت نے ہمکو اس جگہ جانورون کی
شکل مشکل کرکے اور ان پنجرون مین بند کرکے اس جوگی کی حفاظت مین دیدیا تھا اور یہ مان میری ہی اسکو ایک طوطی کی شکل
بنا دیا تھا حق سبحانہ تعالے آپ کو زندہ و سالم مقاصد دلی پر فائز فرماے کہ آپکی بدولت ہم نے بھی اس قید سے نجات پائی
اور یہ مان بھی میری اس ہیئت سے ہیئت اصلی پر آئی اب جو نظر اُٹھا کر نقابدار نامدار دیکھتے ہین تو نہ وہ تہ خانہ ہی نہ قلعہ نہ
جوگی ہین نہ سحر بلکہ ایک میدان پر فضا اور صحراے وسیع الیسر مین کھڑے ہوے ہین یہ سب کے سب ابھی کھڑے ہوے تھے
کہ باپ ماہ رخ پری کا اسی پیرزادہ حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجرا کیا نقابدار نے نام پوچھا اُسنے عرض کیا کہ
ای فتاح طلسم حق سبحانہ تعالے جاہ و عمر و ہمت و سطوت مین ترقی عنایت کرے نام میرا ارد اس پیرزادہ ہی ماہ رخ کا باپ
ہون نقابدار نے ارشاد کیا کہ اچھا کچھ اپنی حقیقت بیان کر اُسنے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ تابعدار بھی اس محشر جادو
کمبخت کے پھندے مین تھا جو وہ کہتا تھا اُسپر عمل کرتا تھا اگر اُسکے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو معلوم نہین میرا بھی کیا حال کرتا ای فتاح طلسم
اُسی کمبخت کے کہنے سے مین اس آدم زاد کے قتل پر بھی راضی ہو گیا تھا ورنہ خدا جانے میرا بھی کیا حال کرتا الغرض بعد اُسکے
محشر جادو کے ہاتھ سے یہ سارا ہنگامہ جو آپ نے غالبا اس ماہ رخ پری کی زبانی اور اس کنیز کی زبانی سنا ہوگا برپا ہوا
اور اس کمبخت محشر جادو نے بعد اُس واقعہ کے مجکو اسیر طلسم کر دیا تھا اب جو وہ آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم سب کو رہائی
ہوئی یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ اچھا ہم نے تمھین اپنی جانب سے اس سرزمین کا بادشاہ معین کیا اور خیر و ارشادی ان دونون
کی جلد کر دینا اب ہم آگے جاتے ہین کہ ابھی بڑا مرحلہ طے کرنا ہی یہ کہکر انھون نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ایک تھوڑی دور کے
بعد ایک گنبد تجھے معلوم ہوگا کہ اُسی گنبد مین ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ اور مرسلہ اور عبدالرحمن جنھی قید ہونگے
تو بے تامل چلا جانا اور جاکر قفل اُسکا توڑ کر اُن سب سے مل جانا کہ یہی طلسم خارستان سلیمانی ہی یہ حال دیکھکر نقابدار آگے
بڑھے موافق تحریر لوح کے وہ گنبد ملا نقابدار اُس گنبد کے قفل کو توڑ کر اندر گئے دیکھا کہ مرسلہ اور عبدالرحمن اور ملکہ قریشیہ
اور ملکہ آسمان پری مقید بقید شدید ہین اُن سب کے ہاتھ پانؤن سے بیڑیان ہتھکڑیان کاٹ کر اُن کو رہا کیا ملکہ آسمان پری
نے اُٹھکر گلے سے لگایا ادھر مرسلہ اور عبدالرحمن نے آکر قدم بوسی کی اُدھر ملکہ قریشیہ بغلگیر ہوئین ملکہ آسمان پری نے فنا ارشاد کیا

کہ شاباش ای مرحبا مردان دلاور ایسے ہی کام کرتے ہین اور بفضل خدا اپنے ارادون مین کامیاب ہوتے ہین سارا قصہ ملکہ آسمان پری نے اپنا اور قہر شیشہ کی اسیری اور مہرسلیمہ کی عیاری اور قہر شیشہ کی رہائی اور خواجہ سے جنگ ہونا کا بیان کیا اور نقابدار نے اپنی روئداد بیان کی جب سب باتین ہو چکین تو ملکہ آسمان پری نے امیر حمزۂ صاحبقران کو ایک نامہ بدین مضمون تحریر کیا کہ ای امیر نقابدار نامدار کی بدولت ہم رہا ہوے اور اُسنے طلسم کو فتح کیا اب ہم کل نو لاکھ دیو دیکا لشکر لیکر تمھاری کمک کو آتے ہین

دوسرے کلمے داستان طہماس بن عقیوپل دیو پرور کے غول کے پیچھے آوارہ ہونا او پھر اسکے قتل کرنا بیان کیے جاتے ہین

کہان ہی تو ای ساقی لالہ فام　　مرے سامنے جلد لا مے کا جام
پلادے مئے ارغوانی مجھے　　رہے نشۂ جاودانی مجھے

لگا دے مرے منھ سے جام شراب　　کہ اٹھ جائین سب سامنے سے حجاب
نظر آے حسن عروس بہار　　کرون دختِ رز سے مین بوس و کنار

رہین گلعذار چمن ہم بغل　　نہ آے مرے عیش مین کچھ خلل
دکھاؤن مین اپنی طبیعت کا رنگ　　جدا سب سے ہی میرا ہر رنگ ڈھنگ

ازل سے ہی یان مے پرستی کا شوق　　ہمیشہ ہی اشعار رنگین کا ذوق
عروس مضامین کرون جلوہ گر　　رہے نشۂ بادہ آٹھون پہر

اب اس دور مین تو چھکا دے مجھے　　کرم اپنا ساقی دکھا دے مجھے
چمن مین بہار آئی ہی ابھی　　بھلا اب کہان طاقت صبر ہی

پیا ساقیا جام عشرت بہار　　نویسم سبک داستان پر بہار

گم گشتگان وادی حیرت و آوارگان دشت مصیبت یون بادیہ پیمائی کرتے ہین جب طہماس رات کے وقت ایک غول کے تعاقب مین روانہ ہوا تھا رات بھر اسکے تعاقب مین ہزار ہا منزل طی کرتا چلا جاتا تھا جو ہین آثار صبح نمودار ہوے وہ غول ایک سمت کو جنگل کی غائب ہو گیا اسوقت طہماس صحرا مین حیران و پریشان و سرگردان پھرتا تھا اور راستہ نہ پاتا تھا کمال صدمہ تھا دل سے کہتا تھا کہ ای طہماس بڑا افسوس ہی کہ تو شہزادہ نور الدہر سے جدا ہوا اور وہ حرامزادہ غول بھی ہاتھ سے نکل گیا خدا جانے کہان غائب ہو گیا اُسکو کہان ڈھونڈھون اور کیا کرون غرض دور ور حیران و سرگردان پھرتا رہا تیسرے روز ایک غار پر پہونچا اور اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ یقین ہی وہ غول اسی غار مین ہوگا یہ سمجھکر نعرہ کیا کہ او غول بیا باتی نکل غار مین سے ایک آواز مہیب آئی کہ او اجل رسیدہ تو یہان بھی آیا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اتنے مین ایک غول غار سے باہر آیا کہ تمام جسم پر اُسکے بال تھے اور آنکھین مانند شعلۂ آتش کے سرخ تھین اور قد دوسو گز کا تھا اور ایک چوبدست گران سنگ ہاتھ مین لیے تھا نکلتے ہی غار سے وہ چوبدست طہماس پر ماری طہماس نے دستۂ ساطور پر روکی مگر ضرب شدید پہونچی اُس صدمے مین آہ کا نعرہ طہماس کے منھ سے نکلا بعد ازان وہی ساطور جو سات سو من کا تھا اور ہر وقت اُسکے پاس رہتا تھا کھینچکر اُس غول پر مارا کہ کمر پر اُسکی پڑا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اور غول زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور کہنے لگا کہ ای بنی آدم ایک ہاتھ اور لگا کہ کام میرا تمام ہو جاے طہماس نے پوچھا کہ عمر تیری کتنی تھی اُسنے کہا کہ ہزار سال کی طہماس نے ایک ہاتھ اور لگایا کہ وہ غول واصل جہنم ہوا طہماس غار کے اندر آیا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین درخت میوہ دار لگے ہین نہرین جاری ہین ہواے خوش چلی آتی ہی مکان پر تکلف بنا ہوا ہی تمام اسباب عیش اُسمین رکھا ہی کوٹھے بند ہین قفل پڑے ہین قفلون کو جو کھولا تو دیکھا کہ اُسمین بہت لوگ قید ہین کئی کوٹھون مین مال و اسباب و جواہر بے بہا رکھا ہی کئی کوٹھون مین گھوڑے تھے طہماس نے ہر ایک کو گھوڑا دیا اور مال و اسباب دیکر رخصت کیا اور کہا جہان چاہو جاؤ خدا نے فضل کیا کہ مین نے اُس غول کو مارا لیکن اُن قیدیون مین ایک جوان تھا نہایت حسین تاج شاہی سر پر رکھے کھڑا تھا طہماس نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی اور کس شہر کا باشندہ ہی وہ بولا کہ ای شہریار مین شہر نیل رود کا شاہزادہ ہون فرامرز نیل رودی میرا نام ہی اور فرہاد شاہ نیل رودی کا بیٹا ہون یہ غول میرے درپی آزار تھا اور چاہتا تھا کہ مجکو ہلاک کرے چند عرصہ سے مین اسکی قید مین گرفتار تھا اتفاقاً خدا نے باختر کہ قید سے اس حرامزادے کی مجکو نجات دی

ہرکاروں نے فرہاد شاہ کو خبر پہونچائی کہ اے شہریار کئی برس کے بعد شاہزادہ خوش اطوار داخل شہر ہوا چاہتا ہے تاکہ
پر شہر کے خیمہ زن ہو یہ سنتے ہی فرہاد شاہ محبت پدری سے بیتاب ہوا اور جوش مسرت و سرور سے پھولا نہ سماتا تھا
اسپ تیز رفتار پر سوار ہوا اور خوشی کے مارے تنہا بے سوار و پیادہ کچھ تھوڑا سا جلوس سواری ہمراہ لیکر شہر سے
باہر چلا جب قریب اُس مقام کے پہونچا کہ جہاں فرامرز خیمہ زن تھا اُدھر فرامرز نے سنا کہ باپ اُس شخص کا آتا ہے سوار
ہو کر ہمراہ طہماس کے پیادہ تھوڑی سی راہ قطع کی تھی کہ فرہاد شاہ نے دیکھا کہ فرامرز ایک جوان خورشید طلعت و مہر صورت
کے ساتھ چلا آتا ہے قریب آتا تھا کہ فرہاد شاہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور فرط محبت سے دوڑ کر بیٹے کو سینہ سے لپٹا لیا
اور سر و چشم کے بار بار بوسے لیتا تھا فرامرز بھی آداب تسلیمات بجا لا کر باپ کے قدم پر گرا قدم اپنے باپ کے آنکھوں
سے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پدر بزرگوار اس شہریار کا بھلا ہو کہ جس بہادر نے آپ کی زیارت سے مجکو سرفراز کروایا
جناب عالی غلام کو ایک غول صحرائی پکڑ کے لیگیا تھا اور ایسی ایسی ایذا رسانی کرتا تھا کہ غلام کو اپنی زندگانی سے یاس کلی
تھا اس شہریار کا بھلا کرے کہ اُس دشمن سخت کو مارا اور غلام کو اسکی قید سے چھڑایا آپ بھی اس شہریار کے ممنون
ہو کے دیر تلک دولت سے متحمل کریں یہ سنکے فرہاد شاہ فوراً قریب طہماس کے آیا قدموں کو آنکھوں سے لگایا اور بار بار گرد
پھرا اور صدقہ ہو کے کیا بیان داری کر کے طہماس کو مرکب پر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر شہر میں آیا اور ایک بارہ دری جو خاص
اپنے رہنے کی تھی اُسمیں لا کے اُتارا اور نہایت اُس کوٹھی کو زینت تازہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور فرش بیش بہا آلا سے
سے عزیز مثل عروس کے کیا طہماس تو آکے یہاں آرام سے بیٹھے فرہاد شاہ نے اُدھر آکے دعوت و ضیافت کا سامان
کیا اور بڑی دھوم دھام سے مہمانداری میں مصروف ہوا ایک روز طہماس نے آکے عرض کیا کہ اے شہریار اب غلام
کو دولت اسلام سے مشرف فرمائیے حضور کا احسان تا دم مرگ یاد رہیگا کہ غلام زادے کو اُس بلا سے بچایا اور جان بخشی
فرمائی یہ سنکے طہماس نے اُسکو بھی کلمہ طیبہ پڑھایا یہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور تمام شہر اسلام آباد ہوا رات
بھر رقص دیکھا کیا جب پہر رات باقی رہی چھپر کھٹ پر آکے آرام کیا اور چونکہ بہت بیدار رہے ہوئے تھے پہر دن
چڑھے تک سوتے رہے جب بیدار ہوئے ضروریات سے فراغت کی اور مسند پر گاؤ تکیہ سے لگے بیٹھے ہیں اور شغل
میں شاہزادہ نورالدہر کی رخصت کا ارادہ چاہتے تھے کہ یکایک جوڑی ہرکارے کی گرد میں آکر وہ آگے مجرا گاہ
پر کھڑی ہوئی اور اصطلاح و دعا دینے لگی کہ الٰہی بخت تو بیدار باد دولت ہمیشہ یار باد اے گل اقبال
تو دائم شگفتہ بچشم دشمنان خار باد اسکے کہ اے شاہزادہ والا تبار فرامرز نامدار صاحب یہ کہ بادشاہ نرطاق یعنی سکندر عالم
میں عاد ابن شیبہ دلاور جنگ ادھر کی طرف لشکر لیے ہوئے یلغار کیے چلا آتا ہے باقی خیریت ہے حضور میں یہ خبر وحشت اثر زبان
سے ہرکاروں کی فرہاد شاہ و فرامرز نے سنی دونوں کے رنگ مثل زعفران کے خوف سے اڑ گئے اور کہنے لگے
کہ ایسا کون ہے جو اُس بہادر سے مقابلہ کرے عاد بن عاد ان ایک ہی زبردستان روزگار سے ہے ہم تو کیا ہیں بڑے
بڑے بہادر اُسکے سامنے ایک مور چونٹی سے کم ہیں پس ایسے کا مقابلہ کرنا اپنا ہاتھ خون میں رنگین کرنا ہے طہماس نے جو
ان دونوں کو ایسا خوفزدہ اور پریشان دیکھا کہا کہ [illegible] پاس نورالدہر کے جانے کا تھا اب یہ امر وقوع
میں آتا نہیں ہو سکتا کہ اس لڑائی کو بے فتح کیے چلا جاؤں [illegible] پریشان ہوتے ہو خدا چاہتا ہے تو میں اس جنگ
کو بہت جلد فتح کرتا ہوں تم بھی اپنی فوج کو آراستہ کر [illegible] فرہاد شاہ نے حکم آراستہ ہونے فوج ظفر موج کا
دیا تمام لشکر سوار و پیادہ اپنے ہتھیار و آلات جنگ [illegible] اور آراستگی میں مصروف ہوئے اُس طرف سے
پانچ یا چھ کوس کے فاصلے پر آکے سکندر عاد بن [illegible] اُتارا اور پڑاؤ کیا اور آپ بھی اپنے خیمے میں جا کے

مسند پر بیٹھا اور سب سرداران فوج بھی دولت پر حاضر ہوئے سکندر عاد بن عادان نے سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل صبح کو جنگ کروں سب نے دست بستہ عرض کیا کہ جو رائے حضور کی ہے بہت مناسب ہے ہم سب تابع حکم ہیں اسوقت سکندر عاد بن عادان نے حکم بجانے طبل جنگ کا دیا اسکے لشکر میں طبل جنگ بجنے لگا تمام فوج آراستگی اسلحہ میں مصروف تھی یہ خبر لیکر ہرکارے آئے اور بارگاہ پر کھڑے ہو کے دعا دی اور کہا کہ اے شہریار لشکر حریف میں طبل جنگ بجا صبح کو فوج میدان میں آئیگی اور لڑائی ہوگی فرہاد شاہ نے سنتے ہی اس خبر کے اپنے لشکر میں بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بتائید پروردگار بجے طبل جنگ چنانچہ لشکر فرہاد شاہ میں بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا کیا ہر ایک اس امید و بیم میں ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کس کو خدا شکست دیتا ہے اور کون فتحیاب ہوتا ہے ہر چند نوکر سپاہیوں میں ایسی چینیت چھائی ہوئی ہے آپس میں کہتے ہیں کہ ارے بھئی سنا دصوخان و شہباز خان ہم جسوقت لشکر میدان میں جائیگا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی جھاڑیوں میں جا کے چھپ رہینگے اگر ہماری طرف والوں کی فتح ہوئی لشکر کا داؤ دشمن پر پڑا اور حریف بھاگا فوراً آ کے نعرہ میں شریک ہو جاوینگے اور اگر خدانخواستہ ہماری طرف شکست ہوئی تو ادھر سے ادھر جنگل جنگل ہو کر چلے جاوینگے بھیا ابھی ہمنے دنیا کا کیا دیکھا اور جو بہادر دلیر تھے جوش شجاعت سے جھوم کے ایک دوسرے سے کہتا تھا ہاں بھیا صبح کو لڑائی ہوگی اور شعلہ جنگ و حرب مشتعل ہوگا دیکھیں کون کون اپنے اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ کرتا ہے اور پہلے دشمن سے مقابلہ کرتا ہے ایک بولا کہ اچھے یاران دیکھ لینا کیا کیا بڑھ بڑھ کے تلوارین ماریں ہونگی کہ حشر برپا کر دیا ہوگا ایک بولا کہ ہاں جی سچ کہتے ہو جب پرائے پوت سے سامنا ہوگا تو سب کا حال کھل جائیگا جسکو خدا دے وہ لے فتح و شکست خدا کے اختیار ہے غرض چار پہر رات دونوں لشکروں میں طبل جنگ کا گڑ گڑا ہی کیا نظم

پیدا تھے مردے زیر تربت
جوڑا کا تھا دل دو نیم اس شب
ر دعون کا گذر تھا اپنی پلک
تھا گوش فلک میں پنبہ باد

رہتا ہے کہاں عدو کا انبوہ
دکھیو دم تیغ اور رجو ہے
شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو

آواز تھی شفق ہو جیسے دل کوہ
تھا ایک تو شعلہ سو سمت سے
تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
تھا ترک فلک کو بیم اس شب
تلوارین کھنچیں پاکہ آہنی پل
کیا شور سپاہ تھا اللہ اللہ

ایسی تردد دبیاری حرب میں سرہنگ مہر جان پر کھیل کر دعدگاہ فلک میں آیا اور روزگار نے شمشیر شب زرہ طلائی ضیاے خورشید کی پہنی نظم ہوئی پیدا سحر استغنا میں ناگاہ + ستاروں نے بھی لی سوئے عدم راہ + ہوئی جب تیغ روشن آشکارا + فلک پر صبح کا چمکا ستارا + اسوقت دونوں طرف کا لشکر آراستہ ہو کر جوق جوق فوجوں کے غٹ کے غٹ گروہ گروہ میدان میں آیا اور تمام صفیں آراستہ و پیراستہ ہوئیں نظم زلیس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ + تو گفتی ہوا شد ابر بار در تیغ چنین گفت لشکر گرد ہا گروہ + ز افواج شد دشت و ہامون چو کوہ + اسکے بعد نقیب انقابت کرکے چلے گئے کڑکیت نے کڑکا کہنا شروع کیا کہ اے بہادران بکوشید تا جاے ز نان نپوشید اسوقت سکندر عاد بن عادان صف سے مرکب کو جولان کرکے میدان میں آیا اور سب ہنر سپاہ گری ظاہر کرکے مبارز طلب کیا اس طرف سے طہماس بن عفقویل دیو پرور اپنے فرس تیز رفتار پر چست و چالاک سوار ہو کر بمقابلہ سکندر عاد بن عادان کے آیا سکندر عاد بن عادان نے پوچھا کہ اے شخص کیا حسب نسب رکھتا ہے اور نام تیرا کیا ہے طہماس نے کہا کہ مجھے بیر بلنتیہ کلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عفقویل دیو پرور کہتے ہیں آگے میں لقا پرست تھا اب خدا پرست ہوں جو خالق و مالک ہے کل کائنات کا یہ سنتے ہی وہ کبر نامنجار مثل مار ہر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کے کہنے لگا اے طہماس اب تیرے حق میں بہتر یہی ہے کہ اپنے دین قدیم پر قائم ہو ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور وہ حال کرونگا کہ ہاتھیان دریا و جانوران صحرا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے اور مجکو اسوقت ذرا رحم نہ آئیگا اسوقت طہماس نے کہا کہ اے

کافر ناہنجار اے گبر بدکار کیا بکتا ہے مثل ہو گرجے سو برستے نہیں اور جو گرجتے ہیں برستے نہیں اسے میں نے تمام
ادیان باطلہ پر لعنت کی ہے سوا اس خدا کے یکتا کہ جو وحدہ لاشریک ہے اور کسی کو نہیں مانتا ہوں اسدم وہ کافر بہت غصہ
میں آیا اور کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا جبتک تجھکو سزا نہ ملیگی تو کسی طرح سے نہ مانیگا خیر لا جو کچھ حربہ رکھتا
ہو طہماس نے جواب دیا کہ او بدکردار ہم اہل اسلام ہیں حملہ میں سبقت نہیں کرتے ہیں پہلے تو اپنا حربہ کر لیتا ہے اور
خداوند عالم اسکے حربے سے بچاتا ہے اسوقت ہم اپنا حربہ کرتے ہیں یہ سنکے سکندر رعاد نے کہا کہ لے خبردار ہو یہ کہنا کہ خبردار نہیں
کیا یہ کہکر نیزہ سینہ بے کینہ طہماس پر تاک کے مارا شاہزادے نے نیزہ کو سنان نیزہ پر روکا اور آپس میں نیزہ بازی ہونے
لگی ابھی بیس بائیس طعنہ نیزے کی رد و بدل ہوئیں تھیں کہ طہماس نے نیزہ اسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور یہ کافر نیزہ جانے
آپ خجالت میں غرق ہوا اور کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راست بازی ہے یہ کہکر تلوار میان سے لیکر طہماس
پر برس پڑا ضرب پر ضرب لگانے لگا اس اثنا میں ایک ضرب سپر طہماس کے ایسی پڑی کہ دو پرکالے ہوئے طہماس
نے سر و گردن پشت کی طرف کھینچی طہماس تو بچا مگر تلوار گردن پر گینڈے کی اس زور سے پڑی کہ گردن اسکی قلم ہوئی
طہماس گینڈے کو چھوڑکر کود پڑا اسوقت گینڈا ابھی چکر کھا کے گرا طہماس کا پانون گینڈے کے نیچے دب کر الجھ گیا
سکندر رعاد بن عادان نے اپنے مرکب سے اترکر طہماس کی مشکیں باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا وہ عیار طہماس کو
اپنے لشکر میں لیگیا یہاں سکندر رعاد بن عادان مبارز طلب ہوا فرامرز حاد شیل رودی اپنے گھوڑے کو جولان کرکے
میدان میں آیا اور مقابلہ کیا نیزہ بازی ہونے لگی دونوں کے نیزون کی ڈانڈیں ٹوٹ گئیں نیزے ہاتھ سے پھینکدیے اور تلوار
پکڑکر مقابلہ کیا فرامرز نے تلوار ماری سکندر رعاد بن عادان کے جب قریب سر کے تلوار پہونچی تو جھکی دے کے تلوار فرامرز کے
ہاتھ سے چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور مشکیں باندھ کے عیار کو حوالے کیا پھر مبارز طلب کیا فرہاد شیل رودی
نے مقابلہ کیا وہ بھی بعد کوشش بسیار کے ہاتھ سے سکندر رعاد بن عادان بدکردار کے زخمی ہوا اب پابند ہو گیا کوئی بہادر مقابلہ
سکندر رعاد کے نہیں آتا یہ شب پر شب ہوا رہا مگر کوئی مقابلے کو نہیں آیا سکندر رعاد بن عادان نے ارادہ کیا کہ لشکر فرہاد
پر جا پڑے اور تمام لشکر کو درہم برہم کر دے ناگاہ ایک گرد سامنے سے اٹھی تیرہ و تیرہ غبیرہ جب دامن گرد کا چاک ہوا
طرماسپ آکے پہونچا اور حال طرفین کا دریافت کرکے آکر مقابلہ کیا سکندر رعاد بن عادان نے چاہا ہاتھ اٹھاکر تلوار طرماسپ
کو مارے اس اثنا میں یہ بہادر ہوشیار ہو گیا تھا تلوار کو اسکی رد کیا اور ایک تلوار ایسی سکندر رعاد بن عادان کے ماری کہ دو ٹکڑے
ہو کے زمین پر گرا عادان نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے طرماسپ کے واصل جہنم ہوا یہ دیکھکر فوج نے اسکی طرماسپ پر حملہ کیا اب
تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے اور سوار و پیدل کی لاشوں کے انبار میدان کارزار میں دکھائی دینے لگے خون رستاخیز
ظاہر ہوا اس بہادر کارزار نے جس سوار کے سر پر ساطور کا وار کیا مع راکب و مرکب کے صاف دو ٹکڑے کیے اور جس
پیدل کے بڑھکر ہاتھ مارا برابر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شور واویلا برپا ہوا یہ حال دیکھکر لشکر سکندر رعاد بن عادان کے قدم
اکھڑ گئے اور لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی سب سوار و پیدل بھاگ گئے اب میدان جنگ میں سوا لاشوں کے ڈھیر کے اور کچھ نظر
نہیں آتا ہے مال و اسباب اور بہت سی غنیمت ہاتھ آئی طرماسپ ساتھ فتح و فیروزی کے پھرا اور فرہاد شاہ شیل رودی و
فرامرز شاہ شیل رودی ساتھ اسکے مکان پر اسکے آئے تمام باجے خوشی کے بجتے ہوئے اور طرماسپ پر سے روپیہ
لٹاتے ہوئے لاکے بارگاہ میں دنگل سلطانی پر بٹھایا ناچ رنگ ہونے لگا دور عیش و نشاط و سامان فرحت و انبساط
کا مہیا کیا طرماسپ کے سامنے خوان جواہر نگار لگایا گیا ہے اور خاصہ ان گاوریون سے مملو سامنے موجود کیا طرماسپ کھا
رہا ہے ہمراہ ان فرہاد شاہ سب اپنی جگہ بیٹھے ہیں وہ کہ شکستہ و حیران کا بیان ہوتا ہے ایک عالم طرماسپ کی جرأت و بہادری کی

ہیچ و تناکرے اور طرماسپ بھی بہت خوش ہو فہر بادشاہ شغل رودی و قواعر نسیل رودی بھی سامنے
کرسیون پر بیٹھے ہین اور سامان دعوت و ضیافت کا تیار ہو رہا ہے اسوقت طرماسپ نے فرہاد شاہ شغل رودی
اور قواعر نسیل رودی سے کہا کہ مین جو دین رکھتا ہون مین چاہتا ہون کہ تم دونون بھی قبول و اختیار کرو اگر
میرے حکم سے سرتابی یا انکار کروگے تو تم دونون کو بھی قتل کرونگا اور تمام شہر کو تمھارے تاراج و برباد کردونگا بلکہ
ایک کو بھی زندہ و سلامت نہ چھوڑونگا دونون نے عرض کی ای شاہزادہ عالیمقدار ہمکو کیا عذر ہے جس طرح حضور ارشاد
کرینگے وہی عمل مین آئیگا اسوقت ان دونون کو طریقۂ آفتاب پرستی تعلیم کیا اور ان دونون نے دین آفتاب پرستی
قبول کیا بعد ازان حکم کیا کہ طہماس کو بلاؤ چونکہ طہماس زخمی تھا جسوقت آیا بطریق اسلام سلام کیا طرماسپ یہ دیکھکر
نہایت آزردہ دل ہوا اور کہا کہ ای پدر بزرگوار کیا یہ کلمہ و کلام ہین آپنے عشق مین حمزہ کے دین و مذہب و
ملت اپنا سب برباد و ضائع کردیا اور نام شجاعت کا ڈبو دیا اب آپ کے حق مین بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین آفتاب پرستی
قبول فرمایئے مین آپکو خدمت زمرۂ آفتاب پرستان سے عہدۂ سپہ سالاری دلوا دونگا کہ جسمین دونون جہان کا فائدہ
متصور ہو اور ایرج نوجوان کے پاس لیچلونگا مجھسے زیادہ وہ آپ کی عزت و حرمت کریگا طہماس نے کہا کہ او بدعقل
تو کیا بکتا ہے اس بوالعجبی پر دعوی پہلوانی کرتا ہے مین غلامی گل بوستان بدیع الزمان چراغ دودمان حمزۂ صاحبقران
نور الدہر عالیشان کی چھوڑکر ایک کمبخت آتش پرست بچہ بازاری کی اطاعت اختیار کرون یہ ہرگز ہرگز مجھسے نہوگا اگر تو بہتر
خلاف سے ہو تو دین اسلام قبول کر اور میرے ساتھ نور الدہر کی خدمت مین چلا چل وہ تجھکو بہت آبرو سے رکھیگا اور دونون
دین دنیا کی تجھے حاصل ہوگی یہ کلمات طہماس کے سنکر طرماسپ نہایت درہم برہم ہوکر کہنے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ تو راہ
راست پر نہ آئیگا اب مجھکو تیرے واسطے تدارک سخت کرنا پڑا اسی واسطے تو ملکزادہ ایرج کو تاجر زادہ کہتا ہے اور نور الدہر
کی جسکی تو خدمت مین ہے اسکی تعریف و توصیف اسقدر زیادہ اور فضول میرے سامنے کرتا ہے مین تجھکو قتل کرونگا جب طہماس
نے یہ کلام طرماسپ کا سنا اسوقت نہایت غیظ و طیش مین کہا کہ ای طرماسپ میرا مار ڈالنا تو اسوقت مین کوئی بڑی
بہادری اور دلاوری کا کام نہین کیونکہ اول تو مین زخمی ہون اور شدت درد سے نہایت بیتاب ہو رہا ہون دوسرے
بیکرانہ دریا جرا خون سے ضعف و کم طاقتی مجھمین اسقدر ہے کہ اگر ایک پیرزال یا کوئی بچہ چند سالہ بھی اگر میرے
قتل کرنے کو مستعد و آمادہ ہو تو چشم زدن مین بے جہد و سعی سلاح اور زور و قوت کے اگر اشارہ ایک انگشت کا
بھی کردے تو مثل تیر کے میرے جسم سے جان نکل جائیگی اور مین مر جاؤنگا ہان اگر مین صحیح و سالم اور تندرست ہوتا اور
قوت و طاقت صحت نفس کی کچھ بھی میرے جسم مین باقی ہوتی تو البتہ تجھکو میرے قتل کرنے کا اور اسطرح سے روبرو سخت کلامی
کرنے کا لطف مین تجھکو دکھلاتا اگر بالفعل تو مجبور ہون یہ کلام اسکا طرماسپ نے سنکے طہماس زخمی شدہ یعنی اپنے
والد بزرگوار سے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے جبکہ تجھکو اندمال زخمون سے صحت کلی حاصل ہو اور طاقت بدستور تیرے جسم
مین آجائے تو اسوقت مین تجھکو سزا اس کلام زشت اور سخت و سست کی قرار واقعی دونگا اور بیک ضرب شمشیر تجھکو
جہنم واصل کرونگا اور تیری حالت و قوت اور شجاعت و لاف زنی دیکھ لونگا یہ کہکے طہماس کو زندان خانے مین
بھیج دیا اور بعد اسکے تمام شہر شغل رودی کے باشندون کو آفتاب پرست کرکے وہان سے کوچ کا قصد کیا
اب دو کلمے داستان عشرت بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان صاحبقران و
شہزادون کے اسیر ہونا نور الدہر و ایرج و داراب کشور کشا کا طلسم آذر سلیمانی مین اسیر ہو جانا
اور لقا بدبخت کا قوت پوشش کا آنا اور طلسم کو توڑنا اور ان سب کو غیب سے چھڑانا

کہ امیر حمزہ صاحبقران دوران اپنی بارگاہ عرش اشتباہ میں بیٹھے مصروف عیش و طرب تھے کہ ناگاہ ایک ہرکارے
نے آکر پایہ تخت سلطانی کو بوسہ دے کر بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے عرض کی کہ سلطان عالم کی عمر دراز لشکر
حریف میں طبل جنگ بجا صبح کو فوج حریف بعزم رزم و جنگ میدان ستیز میں آویگی یہ خبر حمزہ صاحبقران نے سماعت
فرما کے جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی طبل جنگ بجے
چنانچہ حسب الحکم صاحبقران دوران لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ سپید رنگ بجا القصہ رات کو تو سب
مستعد جنگ ہو کر سو رہے وقت علے الصباح جب خواب سے بیدار ہوے تو دیکھا کہ تمام سرداران حمزہ
صاحبقران اور لقا اور نورالدہر و ایرج و داراب کشورکشا سب کے سب غل و زنجیر میں مقید و گرفتار
ہیں اور ایک زندانخانے میں اسیر ہیں یہ حال دیکھ کر امیر باتوقیر نے پوچھا کہ اے ایرج تم یہاں کیونکر مقید ہوے ایرج
نے جواب دیا کہ یہ کیا آپ مجھسے پوچھتے ہیں آپ ہی نے تو مجھے پکڑوا بلوایا ہے یہ سنکے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ بڑے
تعجب کا مقام ہے کہ میں تو خود مقید بہ غل و زنجیر ہوں تجکو میں نے کس طرح سے قید کروایا تو محض جھوٹ دغو بکتا ہے
ایرج نے نورالدہر سے استفسار کیا کہ کیوں صاحب آپ کس طرح سے اسیر ہوے نورالدہر نے داراب سے
پوچھا داراب نے لقا سے کیفیت پوچھی لقا نے کہا کہ سب یہ میری قدرت ہے کہ تم سب کو گرفتار کروا کے مبتلاے
صد گونہ آفات کیا ہے مگر تقدیر سے غفلت کی ہے کہ خود بھی قید میں گرفتار ہوں یہ بات سنکے امیر باتوقیر نہایت غیظ و غضب میں
آسے اور حالت غیظ و غضب میں کہا کہ او کمبخت مردود خر تو کیا بکتا ہے اور بکواس مارتا ہے ایسی باتیں بہی ہو سکتی ہیں کہ دروازہ
زندانخانہ کا کھلا اور اسباب عیش و نشاط کا لا کر لوگوں کے سامنے چنا اور کہا کہ آپ سب صاحب اپنے دل میں
کسی طرح کا فکر و اندیشہ نکریں آپ سب صاحبوں کو کسی نے ازراہ عداوت کے نہیں بلوایا ہے یہ کہکے صاحبقران
کو مع ایرج و نورالدہر و داراب و لقا وغیرہ کے حمام کروایا اور خلعت فاخرہ پہنایا بعد اسکے بارگاہ شاہی
میں لاے انہوں نے بارگاہ میں تین بادشاہوں کو تخت پر بیٹھے دیکھا ہر ایک نے موافق اپنے دین و مذہب
کے سلام کیا اور لقا پکارا کہ سلام ہے ان صاحبوں کو جو کہ مجھ کو خدا برحق جانتے ہوں یہ بات سنکے کسی نے
اسکے سلام کا جواب نہ دیا مگر تینوں بادشاہ باادب بتعظیم کیواسطے اپنی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑے ہوے اور اپنے
برابر ان سب کو بٹھلایا اور خاصدان پاندان چنگیر جو گلدستے شراب و کباب اور جو سامان تکلفات کے تھے مہیا
کیے اور سامان رقص و سرود کا کرکے مصروف تماشاے رقص و سرود ہوے بعد اسکے امیر نے
پوچھا کہ تم نے ہمیں یہاں کیوں بلوایا ہے اور یہ شہر کونسا ہے اور اسکا نام کیا ہے انہوں نے کہا کہ اے شہریار
نام اس شہر کا سیقولہ ہے اور نام ہم لوگوں کا سیقول شاہ و سیقول شاہ و سیقول شاہ ہے اور ہم سب
لوگ ماہ پرست ہیں اور یہاں ایک بہادر بڑا دلاور ہے کہ نام اسکا فوریح ماہ پرست ہے وہ دعوی صاحبقرانی
رکھتا ہے اُسنے اپنے عیاروں کو بھیجکر آپ سب کو بلوایا ہے کہ قریب ہمارے شہر کے ایک باغ ہے اور اس باغ
میں ایک درخت چنار کا لگا ہے اُسکے تنہ میں ایک خط سفید کھنچا ہے اور ایک دیو الکنا نامے دیو وہاں بیٹھا
ہے اُسکے پاس ایک نازنین جبین پری تمثال سراپا حسن و جمال برس بارہ ایک کا سن و سال کہ جسکی القصہ تعریف
میں زبان سخنوران جہان کی لال ہے قطعہ از زمین تا سپہر پایہ او عابد فریب * بالا یک صورت طاؤس زیب * کہ بعد
دید نقش صورت شد بند * وجود پارسایان را شکیب * اُسکے ہاتھ سے دور جام شراب پیا کرتا ہے اور ایک
دیوار آہنی بہت بلند اس سرے سے اس سرے تک باغ کے کھچی ہے اس طرف دیوار کے آتش سوزان

شعلہ سر بفلک رسان روشن ہوا اور چہار اطراف مین اُس باغ کے گلہائے رنگا رنگ اس کثرت سے پھولے ہوئے
ہین گردہ تختہ لالہ زار خجلت دہ گلزار ارم معلوم ہوتا ہے اور نام اُسکا طلسم آذر سلیمانی ہے اور بعضے لوگ کہتے ہین
کہ جو صاحبقران وقت ہوگا وہی اس طلسم کو فتح کریگا یہ مقرر ہے کہ خط سفید جو اُس درخت چنار مین ہے اسپر تلوار
مارے اگر چنار قلم ہوا تو طلسم فتح ہے اور جو قلم نہوا تو ایک دیو اسمین سے نکلکر اُسکو پکڑ کے دیوار آہنی پر بٹھلا دیتا ہے اگر
آپ کو دعوی صاحبقرانی ہے تو آپ جاکر اُس درخت پر تیغ آزمائی کیجیے یہ بات سنکے امیر نے فرمایا کہ مجھے اُس باغ
مین لیچلو دیکھون تو کیا ہوتا ہے سیفقول شاہ اُسی وقت سوار ہوکے اپنے ساتھ اُن سب کو اُس باغ مین لایا امیر نے
دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہے گلہائے رنگا رنگ بوقلمون کھلے ہین نہرین سنگ مرمر کی بہت صاف و شفاف اور ہر چہار
طرف نہرون کے فوارے مثل ابر بہاری روان طائران نغمہ سنج رنگا رنگ اشجار پر مصروف نغمہ سنج ہین میوہ سبز ڈالیون
مین لگا ہے اور میوہ خشک زمین مین پڑا ہے تتلیان مہندی کی روشون پر رنگت مینا سے سبز دکھلا رہی ہین کہین گل مہندی
اور لالہ پھولا ہے قدرت کا نمونہ عیان ہے گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت ایک لخت بار کے بار
سے سرنگون اور درخت سرکشیدہ کہل لطیف اور خوشگوار پھول نازک و طرحدار اور ایک طرف انگور کے خوشے
مثل دل آبلہ دار لٹکے ہوئے ہین اُنمین زربفت کی تھیلیان چڑھی ہوئی اور ایک طرف درخت گلہائے عنبر و معطر بیلا
چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسرین و نسترن کی نرالی آن بان اور ایک طرف لالہ خوف خزان سے بادل
داغدار کھلا ہے اور کہین سرو و شمشاد لب جو فاختہ و قمری کی اُسپر کوکو اور شور حق سرہ اور شاخہائے گل پر بلبل شور
مچا رہی ہے اور کہین مور ناچ رہے ہین اور ایک سمت سیب و بہی و ناشپاتی سے عجب کیفیت نظر آتی تھی القصہ خراماں
خراماں سیر کرتے ہوئے درخت چنار کے پاس آئے دیکھا کہ درحقیقت ایک خط سفید مانند برق کے چمک رہا
ہے اتنے مین لقا نے پکار کے کہا کہ ایہا الناس مین نے اس درخت کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور جو پہلے تلوار
مین اسپر ماروںگا امیر نے فرمایا کہ او ملعون بدذات کیا واہیات مزخرفات بکتا ہے اگر تجکو تلوار لگاتا ہے تو کون مانع ہوتا
ہے یہ سنکے لقا نے تلوار کمر سے کھینچکر کہا کہ دیکھو کس جوانمردی و مردانگی سے ایک ہی ضرب مین اس درخت کو جو کہ قدرت
کاملہ سے اپنی مین نے پیدا کیا ہے دو پرکالے کرکے منہدم بزمین کیے دیتا ہون اور طلسم کو شکست کیے دیتا ہون لیکن
یہ کہکے ایک ضرب تیغ سپید ریغ اپنے ہاتھ سے درخت چنار پر ماری اُس خط سے اُسکی تلوار اسطرح اُچٹ گئی جسطرح سے
گلڈال پر سے موگری اُچٹ جاتی ہے تلوار علحدہ جا پڑی اُسیوقت ایک دیو پیدا ہوا اور لقا کو اٹھا لیجا کے دیوار آہنی
پر بٹھلا دیا بعد اسکے ایرج حملہ ور ہوا مگر اُس درخت کو مطلق جنبش نہوئی اور تلوار اُس خط سے اُچھل گئی اور وار
خالی گیا بس وہی دیو پھر نکلا اور ایرج کو بھی گرفتار کرکے دیوار پر قریب لقا کے بٹھلا دیا تب داراب کشور کشا
نے بکمال جرأت اُٹھکر کے قبضہ شمشیر کو ہاتھ مین لیا اور کہا کہ دیکھو مین خط سفید پر اس درخت کے نشانہ کرتا ہون
اور کس صفائی سے دو ٹکڑے کرکے اس طلسم کو فتح کرتا ہون بس یہ کہکے ایک ضرب اُس خط سفید پر اس زور
سے لگائی کہ اگر کوہ رویین بھی ہوتا تو اسکو بھی وہ تلوار دو ٹکڑے کرکے اُس پار نکل جاتی مگر اُس خط سے
نشانہ اُسکا بھی خطا کر گیا اور فی الفور وہی دیو پھر نکلا اور اسکو بھی اسیر کرکے لیگیا اور اُسی دیوار آہنی پر برابر
لقا کے بٹھلا دیا جبکہ داراب کشور کشا بھی اسیر ہوگیا تو نور الدہر نے یہ خیال کیا کہ تین شخصون نے تیغ آزمائی
کی مگر کوئی کامیاب نہوا چونکہ یہ بھی فن سپہ گری و تیغ بازی مین نہایت تیز اور مشاق تھا جھٹ پٹ تلوار کو لیکے سمت اُس
درخت کے روان ہوا اور خوب سا دیکھکر اُس خط سفید پر ایک وار کیا قضا سے کار اُسکی بھی تلوار خط پر نہ لگی

بس وہین وہ دیو آیا اُسکو بھی لیجا کے اُن سب کے برابر بٹھلا دیا اور غائب ہو گیا تب تو امیر کو نہایت تعجب ہوا
اور سوچے کہ چار شخصون کے وار ہوے مگر سب کے خالی گئے نشان پر ضرب کسی کی نہ پڑی اور نہ یہ معلوم ہوا
کہ یہ دیو کہان سے آتا ہے اور گرفتار کر کے ان سب کو لیجاتا ہے کہ کسی کا مقدور نہین پڑتا ہے جو اُسکا مقابلہ کرے اور آپ کو
اُسکے ہاتھ سے بچا سکے غرض کہ امیر یاقوت قبا بھی شمشیر عریان بکف اُس درخت کی جانب چلے اور جبکہ اُس درخت
کے پاس پہونچے اُس خط کو دیکھکر ایک تلوار امیر نے بھی حتی المقدور نشان دیکھکر لگائی مگر ضرب اُنکی بھی خط پر نہ پڑی
اور بدستور سابق اُس دیو نے آکر اُنکو پکڑ لیجا کے اُسی آہنی دیوار پر سب کے برابر بٹھلا دیا اور کہا کہ بعد چالیس
دن کے اسی آتش سوزان مین تم سب جلا دیے جاؤ گے یہ حال زبانی دیو کے سنکے سب کے سب بخوف
جان ترسان و ہراسان ہو کے رونے لگے اور دست بدعا ہو کے امیر نہایت عجز و انکسار بدرگاہ جناب باری
مین کر کے ملتجی ہوے کہ یارب تو کریم و رحیم ہے اور مین اسوقت ناچار و مجبور ہون بجز تیرے اور کسی کا بھروسا نہین
شعر چو عاجز رہا شندہ وانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا + بس یہ دعا کر رہے تھے تین شبانہ روز اسی طرح
بیخور و خواب اُسی دیوار پر گذرے تھے کہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس اُنپر پڑتی تھی اور ایک وقت
کھانا کھانے کو وہی دیو مہیب صورت دوپہر کے وقت دے جاتا تھا روز چہارم لقا سے ناگاہ شیطان طینت
نے کہا کہ تم سب لوگ اب بھی اگر بصدق دل و پاک طینت مجکو سجدہ کرو تو مین تم سب کو ابھی نجات دلوا دون امیر نے
نہایت غیظ و غضب مین آکر کہا کہ او دروغگو ملعون نابکار تجھپر خدا کی مار یہ کیا کلمات کفر آمیز بکتا ہے ارے او خرس بیکل
خرس بادیہ ضلالت تیری کیا اصل و حقیقت ہے جو مین تجکو سجدہ کرون تیری تو وہی کیفیت ہے کہ جو مثل کہتے ہین مثل
پیر خود در ماندہ شفاعت کسکی کرین یعنی جبکہ تو خود بحال خستہ خراب و رنجور و مقید یہان بیٹھا ہوا ہے تو تو پہلے
آپ کو قید سے نجات دے پھر ہم سب کو سجدہ کرا کے نجات دلوانا لقا یہ گفتگو سنکے نہایت پیچ و تاب کھا کے
خاموش ہو رہا الغرض امیر یاقوت قبا پھر باربار مستدعی ہوے کہ اے خالق حقیقی و اے مالک حقیقی واسطہ اپنے
بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے خلاصی کر دے ہنوز امیر یاقوت قبا دست بدعا تھے کہ سلطان ماران تاج
الماس برق سر پر رکھے ہوے علم گرد باد پیلان کوہ پیکر سحاب پر آراستہ کیے ہوے قطرہ زنان سامنے سے نمایان
ہوا اور ستر ساٹھ ہزار پریزادون کے پرے جمائے ہوے اپنے ہمراہ لیے تخت پر بیٹھا ہوا اور گرد
اُسکے ہزارون لاکھون دیو ہمراہ اور چالیس ہزار سوار یاقوت پوش علاوہ اسکے بہت سا جلوس شاہی
ہویدا ہوا اور لعبتا بدار یاقوت پوش شتر پرند پر سوار آتا نظر آیا جب سب لشکر قریب اُس باغ کے جہان وہ
درخت چنار سفید خط کا لگا تھا پہونچے اسوقت سب نے سو وہ باآداب شاہنشاہی جھکا کر امیر یاقوت قبا کو سلام
کیا اور کہا کہ حضور گھبرائین نہین انشاء اللہ تعالی مین اس طلسم کو ایک دم مین فتح کرتا ہون اور تم سب کو جو یہان مقید
ہو رہا کرا کے دیتا ہون امیر نے جو اُس نقابدار کو دیکھا تو خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا اور ایک محبت سی
اُسکی دل مین پیدا ہوگئی اور سب نے پکار کر کہا کہ اے نقابدار خدا تجھے فتحیاب کرے غرض نقابدار نے ایک
لوح اپنی بغل سے نکالی اُسوقت امیر کے دل کو یقین کامل ہوا کہ لاشک و لاریب یہ طلسم کو فتح کریگا پھر نقابدار نے
لوح کو دیکھکر تلوار اپنی بغل سے نکالکر ایک اسم اُس لوح سے پڑھکر تلوار پر دم کیا اور اُس درخت کے پاس
جا کے بصد دولت تمام نشان خط سفید کا تاک کر بہ زور ایک وار تلوار کا کیا کہ وہ درخت خط سے دو ٹکڑے ہو کر گرا
اور وہ دیو نہایت مضطر اور پریشان گھبرایا ہوا اور چلاتا دوڑا کہ یا ششش! غیرت روزگار اب میرے ہاتھ سے

بچکر کہاں جاسکتا ہے یہ کہکر وار شمشاد نقابدار پر مارا نقابدار نے حربہ اُس دیو کا خالی دیا اور وار شمشاد زمین پر گری وہ
دیو خود بھی ٹھوکر کھا کر جب اُرون شانہ چت گرا اُسوقت نقابدار اچھلکر چالاکی تمام دوڑ کر اُس دیو سے لپٹا
گیا باہم زور کشتی ہونے لگا دو گھڑی تک خوب زور کشمکش کا رہا آخر بعد دو گھڑی کے نقابدار نے لنگر اُسکا توڑ کر
اٹھا لیا اور بالا سے سر خوب سا چرخ دے کر دے مارا وہ دیو ہر چند چاہتا تھا کہ کوئی موقع ایسا ہاتھ آئے کہ بھاگ
جاؤن مگر نقابدار سرخ پوش نے خنجر آبدار میان سے نکالکر اُسکی چھاتی پر چڑھ کے بیٹھ گیا اور سینہ اُس دیو
سیاہ دل کا چاک کیا تو ایک مہرہ سیاہ اندرون سینہ سے اُس ناپاک کے نکلا اُسوقت ایک شور یوم النشور برپا ہوا
اور چار طرف تاریکی چھا گئی اور ایک آواز مہیب گوش زد ہوئی کہ کشتی مرا نام سن بلاق جادو دیو بعد اسکے وہ نازنین
سملقا جو اس دیو کے پاس تھی نعرہ کر کے کہنے لگی کہ باش او کلند ہ بلاق اب تو میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جا سکتا ہے
اے ہے غضب تو نے کیا کہ میرے معشوق کو قتل کیا یہ کہکے کچھ دانے ماش درسون کے اُسپر ایک اسم سحر دم کر کے نقابدار
پر پھینکے اور خود زمین پر لوٹ پوٹ کے ایک صورت اژدہے کی بنکے نقابدار کی طرف دوڑی نقابدار نے
اُس لوح کو دیکھکر مطابق اُسکے عکس اُس لوح کا اُسکے منہ کے مقابل جو کیا تو صورت اُسکی تبدیل ہو گئی اور ایک
زن پیر ساحرہ کریہ منظر زشت رو سیہ فام قد اُسکا مثل درخت تاڑ یا کھجور کے بلند بنکے اُسکی طرف دوڑی نقابدار
نے پکار کے کہا کہ او علامہ عصر نابکار دیکھ اپنی شکل بد کو دیکھ تو سہی کہ تیری صورت کیا ہے اور کس طرح تو شتابان و
حیران چلی آتی ہے اُسنے جو اپنی صورت کو دیکھا تو نہایت نادم اور شرمندہ ہوئی اور ایک اسم دوسرا سحر کا پڑھ کے اپنے
اوپر دم کیا اور کبوتر کی صورت بنکے پرواز کر گئی نقابدار نے ایک تیر اپنی کمان میں پیوستہ کیا اور زہ سے زہ کو
ملا کے پرتاب کیا وہ تیر اُسکے سینہ پر پڑا اور پیٹ کو توڑ کر اُس پار نکل گیا وہ کبوتر بیضہ ساحرہ چیخ مار کر زمین پر گری
اور ایک شور وغل چار طرف سے بلند ہوا کہ گویا تمام دنیا زیر و زبر ہوگئی اور تاریکی سی چھا گئی بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی
جو سب دفع ہوئی اور روشنی نمایاں ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن پیر دین جادو دیو دلقا بیٹھا ہوا یہ سب
تماشا دیو ارا ہنی پر دیکھ رہا تھا بیساختہ اُن ہر دو بیدیان طلسم کی جانب مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ او بندگان حق دیکھا
کہ میں نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسے بندے پر زور و قوی بازو بہمتن اسفندیار توان روے زمین پر
خلق کیے ہیں اور اس بندے نے پہلے اپنے دل میں بعد ہزار عجز و انکسار مجھسے دعا کی تھی اور جب دریا
رحمت کا میری جوش میں آیا تب اُسنے دیو اور ساحرہ کو مارا اور درخت کو سفید خط سے دو ٹکڑے کیا ہے گفتگو لقا
کی نقابدار سنکر نہایت غضبناک ہوا اور لقا کو للکار کر آواز بلند کہا کہ او نامعقول ولد الزنا سے نابکار یہ تو کیا واہیات
خرافات بکتا ہے کہاں تک بکتا ہے بس لقا سکتے کے عالم میں محو حیرت ہو کر چپ ہو رہا لیکن نقابدار نے جو بیچ لوح کو ملاحظہ
کیا تو اسمیں یہ رقم تھا کہ اس درخت کو جڑ سے اُکھاڑیگا تو نیچے اُس درخت کی جڑ کے ایک چٹان سنگ مرمر کی
سفید رنگ کی لمبی چوڑی نہایت صاف و شفاف رکھی ملیگی اُسکو اُٹھانا تو اُسکے نیچے ایک نقب ہے اُسکے اندر
تو بیخوف و خطر چلا جانا تھوڑی دور آگے جب تو اسمین جائیگا تو داہنی اور بائین طرف دو راستہ تجھکو دکھینگے
داہنی طرف کے راستہ میں قدم زن ہونا جبکہ تو وہان تک دو ایک قدم جائیگا اُسوقت ایک اژدہا
خونخوار ملیگا اور اُسکے منہ سے شعلے آگ کے سر بفلک رسان نکلتے ہونگے تو بیخوف و خطر اُسکے تیغ آزمائی
پھر آگے جو لوح میں لکھا ہو مطابق اُسکے عمل کرنا بس نقابدار نے جو اُس درخت کو جڑ سے اُکھیڑا تو اُس
سفید سنگ مرمر کی جو وہاں رکھی تھی اُٹھائی تو وہاں وہ اژدہا سے آتش فشان ملا نقابدار اُسکے سر پر خنجر مارنے لگی

آواز مہیب پیدا ہوئی اور بہت زور کی آندھی چلی اور مثل ابر باران آسمان سے آگ برسنے لگی لقا نے پکارا کہ یہ
سیر الٹ دیا تھا جو لقا بدار کو نگل گیا امیر نے الٹا ہاتھ لقا کے منہ پر اس زور سے مارا کہ ہونٹ اسکا پھٹ گیا اور کہا کہ او
ملعون خبردار اب کبھی ایسے کلمات کفر و کافری کے زبان پر نہ لانا لقا نے ڈر کے کہا کہ مین نے بڑی تقصیر کی اب
مجھسے کبھی ایسی تقصیر نہ ہوگی اور خاموش ہو رہا اور وہ دیوار آہنی جس پر امیر و لقا بیٹھے تھے اور شعلہ ہاے
آتش اور باغ سبزہ زار وغیرہ مفقود ہوگئے تیسرے دن ایک گنبد سبز دکھائی دیا اور لقا بدار نے آکر دروازہ گنبد
کا کھولا اور مال و خزانہ و زر و جواہر بیشمار اسمین بھرا تھا اور ایک خیمہ زرنگاری ایک طرف رکھا تھا وہ سب مال و اسباب
و خیمہ زرنگار کو ہمراہ لیکے اس طلسم سے باہر نکلا اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوا اور بہت عزت
سے بٹھلا کے الائچی پان وغیرہ پیشکش کیے اور عطریات نفیس نفیس اور خوشبودار قبا سے امیر با توقیر پر ملکے با ادب
سامنے بیٹھا اور حکم تیاری دعوت اور سامان رقص و سرود کا اپنے سرداروں سے کیا بعد اسکے نور الدہر و ایرج
اور داراب اور لقا کو طلب کیا وہ سب آکے حاضر ہوے پہلے نور الدہر نے سلام برسم اسلام کیا لقا بدار
نے جواب سلام کا دیا بعد ازان ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا لقا بدار نے کسی کے سلام کا جواب نہ دیا مگر
ہر ایک کو نہایت عزت و توقیر سے بٹھایا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا جام شراب کا گردش مین آیا اسوقت لقا بدار
نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے طلسم آذر سلیمانی کو فتح کیا ہے صاحبقران مین ہون آپ
اپنا منصب صاحبقرانی مجھے دیجیے امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے لقا بدار تو نے توصرف اتنا ہی کام کیا ہے کہ ایک طلسم کو فتح
کیا ہے جس پر تو اتنا مغرور رہتا ہے اور لاف زنی کرتا ہے کہ گویا تو نے جھنڈا فتحیابی کا عرش پر گاڑ دیا میری اولاد نے
تو ایسے ایسے کام بہادری کے کیے ہین اور ایسے ایسے طلسمات زبردست اور دشوار اور مشکل فتح کیے ہین کہ تو نے
کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے اور نہ سنے ہونگے اگر تو اس ایک طلسم کشائی پر اتنا نازان ہوتا ہے اور دعوی
صاحبقرانی کرتا ہے تو اچھا ایک کام کر کہ مجھسے تو فنون سپہگری رزم و پیکار کر خواہ زور و کشتی کر اگرچہ تو مجھکو زیر کرے
اور آپ غالب ہو تو البتہ وہ اسباب صاحبقرانی کا آج سے مین نے تجھکو دیا اسپر لقا بدار نے جواب دیا کہ اچھا
ایسا ہی ہوگا بعد ازان لقا بدار سرخ پوش نے ایک تخت پر تو ایرج کو سوار کرکے رخصت کیا اب تو ایرج تو شہر
سیقونیہ مین آیا اور وہان سے اپنے لشکر کو ہمراہ لیے شہر اشتم کو روانہ ہوا اسی طرح امیر با توقیر اور نور الدہر
سوار ہوکے اپنے لشکر مین داخل ہوے ایرج اپنے خیمے مین آیا لقا اپنے لشکر مین گیا داراب اپنی فوج مین داخل
ہوا نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ چالاک بن عمرو آیا بعد سلام کے یہ دعا دی قطعہ آئی بہجت تو بیدار باد ا
ترا دولت ہمیشہ یار باد ا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + چشم دشمنانت خار باد + یہ عرض کی کہ شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو
غلام واسطے بالا دوی کے گیا تھا ایک لشکر دیکھا تحقیق ہوگیا تو معلوم ہوا کہ طرماسپ تھا کہ پیچھے طہماس کے گیا تھا اور
طہماس تعاقب مین ایک ساحر کے گیا تھا وہ ساحر غول کی تھی طہماس نے غول کو مارا اور اس غول کے یہان
بہت سے لوگ قید تھے اسمین شاہزادہ دشیل رو بھی تھا وہ طہماس کو اپنے شہر مین لیگیا شہر دشیل رو مین اسکی
بادشاہ چڑھ آیا اور آمادہ جنگ ہوا آخر کو طہماس اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے دن طرماسپ وہان پہونچا اسکے
ساتھ جنگ ہوئی اور بعد جنگ و جدل بسیار کے طرماسپ نے بادشاہ کو مارا اور فرمان دشیل رو دوی
لوح اپنی الخ ... دست بنایا اور طہماس کو کہ زخمی تھا قید کر کے ساتھ لایا ہے اب ایرج کے پاس لیے جاتا ہے نور الدہر نے
جب یہ ... چالاک بن عمرو سے سنا نہایت غیظ و طیش مین آیا اور مثل شعلہ آتش بھڑک اٹھا اور کہنے لگا کہ دیکھو تو
اردہ دیو نہایت ...

ہین گیا زندہ چھوڑتا ہون زندہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جاتا ہے پس اُسی وقت نقاب سفید منہ پر ڈال کے مع
بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور کچھ جلوس اور سرداران نامی کے گھوڑون پر سوار ہوکر جانب شہسل رو
روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل جب قریب اُس شہر کے پہونچا حسب اتفاق طرماسپ اُس روز بطریق سیر و شکار
کے کسی طرف گیا تھا اثنا سے راہ مین دور سے اُسنے دیکھا کہ کچھ گرد و غبار سر بفلک رسان ہے رفتہ رفتہ جب کہ دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور سردارون وغیرہ کے
اس طرف کو چلا آتا ہے جب نقابدار قریب پہونچا آواز بلند پکار کر کہا کہ ہاش او طرماسپ مین کب تجھکو زندہ چھوڑتا ہون
اور کہا کہ تو بیوفا اسقدر ہے تیری جو تو طہماس کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے ادہر طرماسپ نے بھی نعرہ کرکے کہا او نقابدار
مغالطہ روزگار تو کیا اپنے دل مین سمجھا ہے تو جیسے لڑنے کو آیا ہے شاید تو مجھے نہین پہچانتا ہے کہ طرماسپ ہون نقابدار
نے کہا کہ تو طہماس کو میرے حوالے کر اور تو جدہر چاہے چلا جا کیونکہ مجھکو تجھسے غرض نہین ہے طرماسپ نے کہا یہ تو میرا باپ
ہے اور عشق مین کسی پری چہرہ کے سودائی ہو گیا ہے اسواسطے مین نے اسکو قید کیا ہے اور جبکہ جنون اسکا کم ہو جائیگا تو مین اسکو
چھوڑ دونگا نقابدار نے کہا کہ او بدکردار ناہنجار کیا بکتا ہے اپنے باپ پر یہ اتہام معلوم ہوا کہ تو نطفہ ناتحقیق ہے اولاد صحیح النسب
سے یہ افعال و کردار ممکن الوقوع نہین ہین دیکھ پھر کہنا مان اور طہماس کو چھوڑ دے ورنہ وہ سزا سے معقول تجھے
دونگا کہ تمام عمر یاد رکھیگا الغرض بعد گفتگو بسیار طرماسپ نے آمادہ جنگ ہوکر ایک نیزہ نقابدار کے سینہ پر مارا
نقابدار نے سنان نیزہ کو خیال کر کے سنان نیزہ پر گانٹھ لیا نیزہ بازی ہونے لگی صدا سے چقاچاق بلند تھی شرارے
مثل [illegible] کے چھوٹ رہے تھے عجب نکلت (?) سے نیزہ بازی کر رہے تھے شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی
کہ [illegible] دو شیر الغرض ستائیسوین طعن مین نقابدار نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال لیا طرماسپ مثل شعلہ جوالہ
کے آشفتہ ہوا اور جہان اُسکی نظرون مین تیرہ و تار ہو گیا پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے
چھین لیا لیکن خبردار ہو کہ [illegible] دست [illegible] پر ایک ساطور مارا نقابدار نے اُسکی صدا کو پہچان کر دست
ساطور پر ہاتھ ڈالکر [illegible] چند قدم طرماسپ دوڑا آیا نقابدار نے وہی ساطور جو اُسکے سر پر مارا طرماسپ
نے سپر چہرے کی پناہ کیا اور سپر [illegible] لیا ساطور گردن مرکب پر پڑا اکر گردن مرکب قلم کرکے زمین پر اترا طرماسپ
مرکب سے گر کر [illegible] نقابدار نے دوڑ کر طرماسپ کو اٹھا لیا اور میدان سے لیکر چلے گئے طہماس نے جو یہ کیفیت
دیکھی تو [illegible] اُسکی آنکھون مین چڑہتا اور ایک ہی زور مین تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا
اور [illegible] مثل [illegible] میدان آگے [illegible] نقابدار رہا یہ کیفیت جو اُسکے لشکریون نے دیکھی تو سب کے سب
اکبارگی تلوارین [illegible] نیزہ و گرز لیکر نقابدار سفید پوش سے لڑنے لگے اور طرماسپ بھی دوسرے گھوڑے
پر سوار ہوکر لڑنے لگا ادہر صرف نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سوارون کے آمادہ کارزار تھا آخرکار
لڑتے لڑتے جب وقت شام کا قریب ہوا تاریکی شب کی پردہ پوش عالم ہوئی دونون نے طبل بازگشت بجوا کے
اور اپنے اپنے لشکر مین آکے آسائش تمام سے ڈیرون مین پہونچے ہتھیار کھول کھول کر رکھے باطمینان تمام بیٹھے
نقابدار سفید پوش بھی اپنی بارگاہ مین متمکن ہوا اور سامنے سب سردار و مصاحبین و ہمنشین اپنے اپنے
ٹھکانون کرسیون پر بیٹھے تھے قریب پہر رات کے گذری تھی کہ ایک خبردار نے عرض کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ
بجا نقابدار نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی کہدو کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ حسب الحکم لشکر اسلام
مین بھی اُسی وقت طبل جنگ بجا تمام شب لشکر مین طرفین کی چہل پہل رہی طلایہ لشکرون مین پھرتے رہے آواز

بیدار باش ہوشیار باش کی بلند تھی لوگ اپنے ہتھیاروں کو نکال کر صاف کرتے تھے کچھ لوگ آپس میں باتیں
کر رہے تھے کہ کل صبح کو کون ہراول لشکر ہوتا ہے کوئی کہتا تھا کہ دیکھیے کل میدان کارزار میں کسکا پلہ وار ہوتا ہے اور
کون ہمدوش فتح و ظفر ہوتا ہے اور کس کو شکست ہوتی ہے غرض اسی طرح سے تمام شب گذر رہی جب کہ وقت صبح کا ہوا
طرماسپ اپنی فوج سے نکل کر مرکب پر سوار ہوا اور زانت میدان میں آکر پکارا کہ اے لشکر اسلامیان از شما ہر کرا آرزوئے
مرگ باشد بیاید بمیدان جنگ کہ ارادہ دست پا آوری داریم اس آواز کے سنتے ہی طہماس چاہتا تھا کہ مقابلے
کو نکلے مگر نقابدار مانع ہوا اور اپنے مرکب کو گرم تاز کر کے میدان جنگ میں آیا اور پکارا کہ اے طرماسپ
تیرہ روزگار کو گذارم کہ از دست من زندہ بسلامت بدر روی یہ ہیبت سنکر طرماسپ نے ایک وار نیزہ کا سینۂ نقابدار
پر کیا نقابدار نے سنان نیزہ سے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا طرماسپ نے دوڑ کر تیغہ آبدار کا وار کیا نقابدار نے اسکے
وار کو رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو تا دو ابرو اتر آیا طرماسپ نے دستانہ را تیغہ جھٹکا کر نکل گیا پھر دوسرا وار
تلوار کا نقابدار پر کیا نقابدار نے پھر وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ مارا تو زخم سر طرماسپ کا چہارپارہ ہوگیا ہمراہیان
طرماسپ نے گھوڑوں کو دوڑا کر نقابدار کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی اب نعرہ طہماس بلند ہو۔ النعرہ منم طہماس
شیر بیشۂ زار گلستانی + پدر من جعفر پیل دو پسر رستم ثانی + غلام حمزہ ام شاہم منم طہماس عالی شان + عدو ہیچ کافر اتم
گر دعاشق دین مسلمانی + تلوار چلنے لگی اسی ہنگامۂ جنگ میں گھوڑا طرماسپ کو لیکر نکل گیا فراد نیل رو دی بھی
شکست کھا کے بھاگا یہ حال دیکھکر طہماس دوڑتا ہوا نقابدار کے پاس آیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی تابعدار امیدوار
ہے کہ حضور اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں کیونکہ آپ میرے بڑے محسن ہیں کہ ایسے ظالم خونخوار کے
پنجۂ قہر سے نجات دی اور جانبری کی پس نقابدار نے اتنا سنکے نقاب اپنے چہرے سے اٹھا دی تب طہماس
نے پہچانا کہ یہ سرمایۂ زندگانی نور چشم ہندوستان نور دیدۂ مسلمانان یعنی شاہزادہ نورالدہر عالی شان ہیں بس
دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا سر و چشم دیکھکر کہنے لگا الحمد للہ والمنۃ شعر سود دیدہ ام گرد دیدہ از نور سراپایت +
گرفتم قوت جان از حدیث لعل شکر خایت ای شہریار لاکھ لاکھ جان میری آپ پر سے نثار شعر ہزار بار بشویم
دہن زمشک و گلاب + ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست + قربانت شوم حضور کو میرے حال پر اطلاع کیونکر آگاہی
ہوئی جو اسقدر تکلیف اٹھا کر راہ دور و دراز کو طے کر کے اس خانہ زاد کے حال پر عنایت فرما کے سرفراز کیا نورالدہر
نے کہا کہ چالاک بن عمرو نے مجکو خبر دی کہ طہماس کو طرماسپ گرفتار کر کے بہزار ذلت و خواری سمت ایرج
لیے جاتا ہے مجکو یہ حال سنکر نہایت غصہ آیا اور میں نقابدار سفید پوش بنکے مع بارہ ہزار سوار اور سرداروں کے
ہمراہیوں کے یہاں پہونچا اور تجکو رہا کیا طہماس نے کہا اے شہریار بنا ہنجار میرے تعاقب آیا اور مجکو اسنے
نامردی سے گرفتار کیا تھا مگر ہزار ہزار شکر اس رب کا اور ہزار ہزار احسان حضور کا کہ اسقدر سفر دور و دراز
سے تکلیف کر کے آپ میری رہائی کو تشریف لائے اور اس عذاب الیم سے مجکو نجات دی اور آپ میری اعانت
نہ کرتے تو رہائی میری غیر ممکن تھی نہیں معلوم وہ مجکو ایرج کے پاس لیجا کے کس کس مصیبت میں مبتلا کرتا یہ آپ
کی عنایت سے میری جان بچی گویا از سر نو زندگی ہوئی اور اے شہریار مجکو لازم ہے کہ میں بھی اسکا تعاقب کروں اور
اور اسکو جہاں ملے گرفتار کر کے لاؤں اسنے جو مجکو قید کیا تھا اور ایرج کے پاس لیے جاتا تھا تو اسکے عوض
میں اسکو گرفتار کر کے بند سے قید رکھوں بعد ازاں اسکو قتل کر کے جہنم واصل کر دوں نورالدہر نے کہا اے طہماس
طرماسپ جب پھر ادھر آئیگا تب سمجھ لینا طہماس نے کہا جو مرضی شہریار کی بہت خوب نہ جاؤنگا یہ کہکے خاموش ہو رہا

جب کہ قریب نصف شب کے گذر گئی تو طہماس بے اطلاع نور الدہر کے پوشیدہ طرماسپ کی تلاش میں روانہ ہوا صبح
کو شاہزادہ نور الدہر جب خواب راحت سے بیدار ہوا اور طہماس کو نہ دیکھا تو نہایت بیتاب ہو کر لوگوں سے
پوچھا کہ طہماس کہاں ہے جلد بلاؤ ملازموں نے عرض کی خداوند نعمت آج نصف شب سے اسکا کچھ حال نہیں معلوم
کہ کہاں چلا گیا ہے تب نور الدہر نے سواروں کو حکم دیا کہ دس دس سوار ہر چہار طرف جاکر تلاش کریں جہاں اسکا
پتا اور نشان ملے وہاں سے اسکو مع الخیر میرے پاس حاضر کریں دس دس سوار ہر سمت کو روانہ ہوئے اور تمام
دن سرگردان حیران و پریشان اسکی تلاش میں رہے جب اسکا کچھ پتا نہ لگا تو مجبور ہو کر واپس آئے عرض کی اے
شہریار ہم لوگوں نے تمام دن اسکو تلاش کیا اور بہت لوگوں سے اسکا پتا بھی پوچھا مگر نہ وہی ملتا ہے اور نہ کسی
سے اسکا کچھ پتا نشان معلوم ہوتا ہے نور الدہر نہایت متردد اور متفکر ہو کر اس شب بھر منتظر طہماس کا رہا کہ شاید
جو کہیں چلا گیا ہے تو کوئی ضرورت ہو گی مگر شب کو کسی وقت ضرور آئیگا مگر جب وہ نہ آیا اور صبح ہوئی جانا کہ طہماس
مقرر بتلاش طرماسپ گیا ہو گا اور کہیں گیا ہوتا یا کسی کام میں مشغول ہوتا تو اب تک آجاتا کیونکہ آج تیسرا
دن ہے ضرور آتا یا کچھ حال معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ ہے القصہ لشکر طرماسپ کا جو شکست کھا کر شہر شیل رود سے بھاگا
تھا تو وہ لشکر پاس ایرج کے گیا اور سارا حال اسنے طرماسپ کے شکست کھانے کا روبرو ایرج کے بیان کیا
اور فرہاد شیل رودی نے بھی تمام حال کہا ایرج نہایت آزردہ ہوا علو خل دریا باری سے کہا کہ یہ خداپرست
عجب طرح کے لوگ ہیں کہ مروت چھو نہیں گئی ہے ان سے ہر چند مروت کرتا ہوں وہ اپنے طریقے سے باز
نہیں آتے میرے ساتھ اس طرح پیش آتے ہیں اگر طرماسپ میرے پاس طہماس کو لے آتا اور نور الدہر کے پاس
نہ بھیجتا تو کیا میں طہماس کو نہ بھیج دیتا کیا فائدہ ہوا کہ نور الدہر نے جاکر طرماسپ سے جنگ و ستیز کر کے اسکو زخمی کیا
میں جبتک اسکو سزا سے معقول نہ دونگا اور تدارک سخت نہ کرونگا تب تک وہ لوگ اپنے فعل بد سے باز نہ آئینگے یہ
باتیں ہو رہی تھیں کہ آواز طبل جنگ کی لشکر لقا میں بلند ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ تم جاکر دیکھو کہاں پر یہ
صدائے طبل جنگ بلند ہے حسب الحکم اسکے شاپور نے حال دریافت کیا پھر بعد چار گھڑی کے طرماسپ آیا اور دربارگاہ
میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنائے شاہی کے یوں کہنے لگا کہ تابعدار حسب الحکم حضور کے لشکر میں جہاں صدائے
طبل جنگ بلند تھی گیا دیکھا کہ آسن بن الوس آگے تخت لقا کے دست بستہ کھڑا ہوا عرض کر رہا ہے کہ غلام کی تقصیر معاف
ہو اسکی ناک کا انتقام لیگا جبتک دشمنان حضور کو غارت نہ کر لیگا جسوقت فوج دشمن کو شکست فاش دے کر
بھگا دونگا اسوقت میری ناک درست کر دیجیے گا لقا نے اقرار کیا اور کہا اچھا جا جسوقت تو لشکر حریف کو شکست و
ہزیمت دے کر آئیگا اسوقت تیری ناک بدستور سابق درست کر دونگا یہ صدائے طبل جنگ جو بلند تھی آسن بن الوس
کے لشکر میں تھی اور ادھر لشکر داراب کا ایک سمت میدان میں فروکش تھا ان سے بھی آواز طبل جنگ کی آنے
لگی شب کو امیر باتوقیر نے بھی حکم دیا کہ اچھا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجوا دو حسب الحکم امیر باتوقیر کے طبل جنگ
بجنے لگا طرفین میں درستی آلات حرب کی تا آنکہ روز روشن ہوا اور ہنوز لشکر یانہین سے کوئی میدان وغا میں بھی نہ
آیا تھا کہ ناگاہ کچھ گرد و غبار ایک سمت سے اٹھتا ہوا نظر پڑا کہ جسکی بلندی سے قرص خورشید تیرہ و تار نظر آتا تھا امیر
باتوقیر نے چند ہرکاروں کو طلب کر کے حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ گرد سر بفلک رسان کیسی ہے کہ جسکی تاریکی سے
آسمان تک چھپا ہے حسب الحکم امیر باتوقیر کے ہرکارے دوان دوان وہاں پہونچے تو دیکھا کہ تخمیناً چار سو
علم نشان چہار لاکھ سوار کا اور علم کے پھریرے پر ایک ایک تصویر ماہتاب کی منقش علحدہ اردو بان

نقرئی وطلائی پہنے ہوئے فیلان کوہ پیکر پر سوار چلے آتے ہین اور تین بادشاہ ہمجاہ پر از شوکت و شان تاج شاہی بر سر
چار رقب شاہنشاہی در بر اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار نمودار ہوئے اور پشت پر تخت کی چار لاکھ سواران جرار سلح وکمل
چلے آتے ہین ہرکارون نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر تورج ماہ پرست صاحبقران ماہ پرستان
کا ہی شہر سیقولیہ سے آیا ہی اور یہ جو دو تخت ہمراہ ہین یہ دونون بادشاہ اسکے ہمراہ آئے ہین ایک کا نام داراب
اور ایک کا نام ایرج ہی ہرکارون نے بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوکر سب کیفیت بحضور سلطان والاشان
عرض کی غرض وہ لشکر اسی میدان مین اترا خیمے ڈیرے استادہ ہوگئے اور اپنے اپنے خیمے ڈیرون مین بیٹھے اور تینون
بادشاہ اپنے ہمنشینون اور سردارون سے صلاح رزم وجنگ کر رہے تھے کہ ناگاہ تین پنجے نمودار ہوئے تورج
صاحبقران ماہ پرستان اور ایرج و داراب ماہ پرست کو اٹھا لیگئے اب عادل قاف شہر اختم پر آیا اور
دیوون کو لشکر اسلام سے لڑوا دیا اب جسوقت ایرج و تورج و داراب ہوش مین آئے انھون نے آنکھین کھولکر
دیکھا تو ایک بارگاہ عالیشان نظر پڑی اور تخت پر ایک مرد پیر باریش سفید بیٹھا ہوا ہی چتر جواہر نگار سر پر رکھے
ہی ہزار ہا دیو اور پریان دست بستہ کھڑی ہوئین دعائین مانگ رہی ہین گھنٹ گھڑیال دمامہ بج رہا ہی ایک طرف
صدائے ناقوس بلند ہی نعرہ یاعادل قاف یاعادل قاف کا شور ہی ناگاہ اس پیر نے ایرج و داراب کی
طرف دیکھکر کہا تمنے قطب دوران اور پیر زال کی قدر نہ کی اپنے سے بیزار کیا آخر اس نوبت کو پہونچے تمنے مجھکو نہین
پہچانا کہ مین کون ہون وہ دونون میرے نائب تھے ایرج و داراب نے کہا کہ ہمنے آپکو کچھ تو پہچانا مگر بخوبی نہین اسوقت
عمرو نے کہا کہ اب یہ بتاؤ کہ تم دونون میری اطاعت قبول کروگے یا نہین دونون نے کہا کہ آپ پہلے حمزہ صاحبقران سے
فیصلہ کر لیجیے پھر ہم دونون آپ کی اطاعت کرینگے پھر تورج سے خطاب کیا تورج نے بھی یہی جواب دیا پیر عمرو نہایت برہم ہوا
اور کہا ان تینون کو لیجا کے زندانخانے مین قید کرو داراب و ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس ایسے شخص عاقل کو
صفت اپنے سے کھویا یہ کیا کیا عمرو نے ان تینون شخصون کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے تخت پر ڈال دیا اور آپ جانب اختم
روانہ ہوا یہان آس بن الوس طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا ہی اور مبارز طلب کر رہا ہی ناگاہ ابر تیرہ و تار آسمان
پر چھایا اور چار ہزار قرنا برابر پھونکین اور ایک سو چار نقارے اور بیس ہزار کوس حربی بجے اور بیچ مین تخت
عادل قاف سوار گرد تخت پر پریزادون کی قطار رناچ ہوتا ہوا مشک عنبر اڑتا ہوا بکمال شان و شوکت سے
تخت عادل قاف کا دکھائی دیا لشکر دیوون کا ایک طرف استادہ ہوا عمرو نے آس بن الوس کو جو میدان
مین کھڑے ہوئے دیکھا آگ ہوگیا شقیرا سے کہا کہ تو جا کر مع گینڈے کے اسکو کھالے شقیرا دوڑا اور قریب
آس کے آیا امیر نے دیکھا کہ یہ دیو اسقدر بڑا ہی کہ عفریت اسکے مقابل مین مثل ایک پیرزال کے تھا لیکن جب
شقیرا آس بن الوس کے پاس پہونچا آس کو اپنی زندگی سے یاس ہوگئی چاہا کہ میدان سے بھاگ جائے مگر شقیرا
نے گینڈے کو اٹھا لیا آس بن الوس گینڈے سے کود کر بھاگا شقیرا نے جیسے چڑیا پکڑ لیتے ہین اس طرح
اسے اٹھا کر مع کرگدن منھ مین ڈال لیا اور نگلکر پھر اپنے لشکر کی طرف رخ کیا تمام کفار کانپنے لگے یقین تھا کہ زہرے
سبھون کے آب ہوجائین الغرض طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنے اپنے خیمون مین گئے عمرو اپنی بارگاہ مین آیا تخت پر
جلوس فرمایا ناچ شروع ہوا دبیر کو بلوایا پانچ نامے لکھوائے تین نامے لشکر داراب و ایرج و تورج کے پاس
بھیجے مضمون اسکا یہ تھا کہ ایرج میرے پاس قید ہی تم اگر اطاعت کرو تو خیر اور نہین تو تمھارے سردار میرے
پاس قید ہین تمکو لائق و لازم ہی کہ آکر میرے شریک ہو القصہ وہ تینون لشکر آکر شریک عادل قاف ہوئے

بعد اسکے شقیرا سے برہمن کو نامہ دے کر لشکر لقا مین بھیجا شقیرا نے وہ نامہ سر سے لپیٹا اور سمت بارگاہ لقا روانہ ہوا
القصہ بعد قطع راہ بارگاہ لقا مین پہونچا اگرچہ لقا نے کبھی اس قد و قامت کا دیو نہ دیکھا تھا دیکھکر ڈر گیا اور
کانپنے لگا تمام اہل دربار بھی کانپنے اور تھرانے لگے اور بختیارک بھی خوف سے بیہوش ہوکر گر پڑا تب شقیرا
نے کہا کہ تم لوگ کچھ خوف و دہشت نہ کرو مین تمکو کسی طرح کی تکلیف دینے کو نہین آیا ہون مین نامہ عادل قاف
کا لیکر آیا ہون بس یہ کہکر نامہ سر سے کھولکر لقا کی حضور مین پیش کیا لقا نے نامے کو دونون ہاتھ سے اٹھایا اور
سرنامے کو بوسہ دے کر دبیر کو دیا اور حکم کیا کہ لفافے کو کھولکر پڑھے جب دبیر نے نامہ لیکر کھولا اسمین یہ مضمون
مرقوم تھا کہ ای لقا اگر تو بہتری اپنی چاہتا ہی تو آکر میری خدمت مین حاضر ہو مین تجھکو بڑی عزت سے رکھونگا اور
اختیارات سابقہ سے دوچند اختیارات تجھکو دونگا اور جو انکار کریگا تو دیوان لشکر کو حکم دونگا وہ وہان آکر تجھکو معہ لشکر
و بچہ و قوم سپاہ سب کو کھا جائینگے لقا نے بمشورہ بختیارک جواب نامہ یون تحریر کیا کہ ای بادشاہ دیوان قاف آپ
کے چلنے مین بھی حاضر ہوتا ہون شقیرا نے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ چلیگا تو خیر ورنہ مین خود ہی سبھون کو کھا جاؤنگا لقا یہ
کلمہ سنکر اپنے دل مین کچھ دیر تک سوچا کیا مارے خوف جان کے کانپنے لگا اور کہا ای شقیرا ے برہمن مین نے
تین ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی کہ مین ابھی تیرے ساتھ چلونگا جسکا جی چاہیگا وہ میرے ساتھ چلیگا بس اتنا کہکر اسی وقت
لقا اٹھ کھڑا ہوا اور ارادہ چلنے کا کیا کہ ساتھ ہی اسکے یاقوت شاہ ملک بختیارک اور ضیغم خون آشام زہیر بن ملک حبیبا
دریا باری مالک زر لقا جمشید و خورشید اختی یہ سب ہمراہ لقا کے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلنے کو آمادہ ہوئے شقیرا ے برہمن ان
سبھون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت عادل قاف روانہ ہوا جب قریب لشکر عادل قاف کے پہونچا تو عادل قاف نے لقا کی آمد کی
خبر سنکر کشور شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ اور جملہ سردارون کو حکم کیا کہ تم سب صاحب جا کر استقبال کر کے لقا کو باعزاز و احترام میری
بارگاہ مین لے آؤ الغرض بڑی تعظیم و تکریم سے لقا کو بلوایا اور بڑی عزت و حرمت کی کمال عظم و شان سے دعوت کی بعد اسکے
دیو جہارہ کے ہاتھ نامہ امیر کو بھیجا دیو اس نامے کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر نے بتوقیر تمام اسے بٹھایا نامے پر سے زر
نثار کر کے ہاتھ مین لیا خط عمرو کا پہچانا لکھا ہوا تھا کہ ای عرب بیوفا باوجود برائیون کے جو تو نے میرے ساتھ کین مین سب در گذرا
نامے کو دیکھتے ہی میری خدمت مین جلد آ تیرے گناہ معاف کر دونگا ملک معظمہ تیری بسر اوقات کے لیے بھی دیدونگا اور اگر اسکے
خلاف کیا تو یہ دیو کہ جنکے باپ دادا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہین وہ سب میرے پاس جمع ہوکر آئے ہین اگر ایک ادنے
اشارہ بھی کر دونگا تو تیری کل فوج کو کھا جائینگے بس یہ مضمون پڑھکر امیر باتوقیر نہایت آزردہ ہوئے اور نامے کو چیر کر پھینکدیا
یہ حال دیکھکر دیو جہارہ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا ای حمزہ تو نے غضب کیا کہ نامہ عادل قاف کا چیر کر پھینکدیا ای حمزہ بغیر
مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکر امیر کی طرف جھپٹا نور الدہر نے جو یہ دیکھا کہ دیو گستاخی کرتا ہی فوراً اپنے دنگل پر سے کود کر للکارا
کہ او نابکار ناہنجار خبردار جہارہ نے کہا آؤ پہلے تجھ پر ہاتھ صاف کرون بعد اسکے حمزہ سے سمجھونگا یہ کہکر چاہا کہ نور الدہر سے
دست و گریبان ہو فوراً نور الدہر نے ہاتھ اسکا پکڑ کے آگے کھینچکر ایک طمانچہ جو اسکے منہ پر مارا تو دیو زمین پر لوٹنے لگا نور الدہر
نے چاہا کہ سر اسکا جدا کر کے پھینکدے کہ امیر نے مخالفت کی کہ ہان ہان خبردار نور الدہر یہ فعل بہادرون کی شان سے خلاف ہی
ایلچی کو مارنا نہ چاہیے نور الدہر نے یہ سنکر عرض کیا کہ اگرچہ یہ مردود رہائی کے قابل نہین ہی مگر الامر فوق الادب حکم
جناب سے چارہ کیا ہی یہ کہکر دیو جہارہ کو بارگاہ سے نکلوا دیا دیو جہارہ وہ نامہ پارہ پارہ لیے ہوئے عمرو
کے پاس آیا اور کہا کیسے مین امیر حمزہ کے پاس ہو آیا آپ کے نامے کی تو یہ توقیر کی کہ پھاڑ کے پھینکدیا لیجیے
پرچے اس خط کے مین سمیٹ لایا ہون اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ بذلت تمام بارگاہ سے نکلوا دیا

یہ سنکر عادل قاف بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اب تادیب و تہدید حمزہ کی ضرور ہے بغیر سزاے معقول کے یہ ہرگز
نہ مانیگا طبل جنگ بجوا دیا جاے بموجب حکم اُسی وقت طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے یہ خبر امیر کو پہونچائی امیر نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا جاے امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا شب بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوے دیو مہارہ عادل قاف سے رخصت ہوکر
میدان مین آیا مبارز طلب کیا نورالدہر امیر سے رخصت لیکر مہارہ کے مقابلے کو نکلا مہارہ نے کہا ای نورالدہر
کل تو نے مجھے ذلیل کیا تھا آج مین تجھکو دیکھ تو کیسی سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر بڑے زور مین آکر نورالدہر پر دار شمشاد کا
وار کیا نورالدہر نے وار خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی کہ تہ آب تک پہونچگئی خاک اُڑی زیادہ شب تار ہو گیا دیو یہ سمجھکر کہ نورالدہر کا
کام تمام ہو للکار اُٹھا کہ وہ مارا نورالدہر نے آواز دی کہ او کافر خاسر کسکو مارا مین حریف تیرا تو زندہ و سلامت ہون اور نہایت
پھرتی سے دیو مہارہ کے لپٹ گیا اور دار شمشاد اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور وہی دار شمشاد جو اُسکے ماری تو برابر دیو
کے دو ٹکڑے کر دیے یہ کیفیت دیکھکر عمرو بہت آزردہ ہوا عفیف بن خفیف بن عنوان راہدار نے عمرو سے کہا کہ ای
عادل قاف آپ آزردہ نہ ہوجیے مین ابھی اس آدمزاد کو گرفتار کیے لاتا ہون عادل قاف نے کہا کہ اچھا جا اطبیب تیرا
نگہبان ہو عفیف میدان مین آیا اور کہا کہ او آدمزاد مین تیرا کام تمام کرونگا نورالدہر نے کہا کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
بن عفیف نے چاق چادر نورالدہر پر ماری نورالدہر نے اُسے رد کرکے بقوت تمام جو ایک تلوار کمر عفیف پر ماری تو مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے ہتے غل ہوا کہ وہ دیو عفیف مارا گیا عمرو نہایت پریشان ہوا طبل بازگشت بجا لشکر پھر گیا اُدھر امیر نورالدہر پر سے زر
نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور یہان رات کو عمرو نے دیو تندرک سے کہا کہ مجھکو نورالدہر کے خیمے مین لیچل تندرک نے کہا بہت
مناسب اور دو پہر رات گئی تھی کہ تندرک نے عمرو کو نورالدہر کے خیمے مین پہونچا دیا عمرو نے وہان پہونچکر ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑانا
شروع کی تو سب پاسبان بیہوش ہوگئے عمرو قنات کاٹ کے داخل خیمہ ہوا اور نورالدہر کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور ایک لقاپرست
کو جسکا بصورت نورالدہر مشکل کرکے اپنے ساتھ لیگیا تھا قتل کرکے نورالدہر کے پلنگ پر لٹا دیا اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ
حمزہ آگاہ ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری نے نورالدہر کو قتل کیا لکھکر نورالدہر کے پلنگ پر ڈال کے روانہ ہوا اور نورالدہر کو اپنے
لشکر مین لاکر قید کیا صبح کو لشکر امیر مین ایک غل و شور برپا ہوا کہ کوئی شخص رات کو آکر نورالدہر کو قتل کر گیا یہ سنکر اُدھر تو لشکر مین
بدیع الزمان نے نعرہ آہ کیا اُدھر امیر نے اپنا حال تباہ کیا تمام لشکر مین ایک کہرام پڑ گیا ہر شخص قصد خودکشی کا کر رہا تھا ایک عجب
طرح کا تلاطم برپا تھا الغرض پسران بزرجمہر نے یہ کیفیت دیکھکر بحساب رمل زائچہ کھینچکر عرض کیا کہ ای امیر آپ گھبرائین نہین نورالدہر
قتل نہین ہوا بلکہ زندہ ہے مگر قید ہے یہ سنکر امیر نے کہا کہ اچھا اس لاش کو تو نہلاؤ عیارون نے جو اُس لاش کو نہلایا تو رنگ و
روغن عیاری برطرف ہوا اور شکل زشت اُس لقاپرست کی نمودار ہوئی تب یقین ہوا کہ بیشک نورالدہر زندہ ہے ہر ایک کے
جسم مین اس خبر کے استماع سے جان تازہ عود کر آئی یہان کی تو یہ کیفیت اور وہان لشکر عادل قاف مین طبل جنگ بجا ہرکارون
نے آکر امیر کو خبر پہونچائی کہ لشکر عادل قاف مین طبل جنگ بجا یہ سنکر امیر نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا دونون لشکرون
مین تیاری جنگ ہونے لگی شب بھر تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے لشکر عادل قاف سے
دیو نفرہیت بن عفریت میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا خسرو بلاد ہند اپنے ہاتھی کو ہولکر سامنے تخت بادشاہی کے
آیا اور نہایت ادب سے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بادشاہ نے پوچھا کیا ارادہ ہے لندھور نے عرض کیا کہ حضور کے اقبال
سے ارادہ ہے کہ اس کمبخت نابکار کو جاکر پکڑ لاؤن یا سر میدان کام اسکا تمام کر آؤن یہ سنکر بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ جاؤ
ای لندھور تمکو خدا کے سپرد کیا لندھور سلام کرکے میدان کو روانہ ہوا اور نفرہیت بن عفریت کے مقابل ہوا

نفریت نے لندھور کو دیکھکر نعرہ کیا کہ او آدمزاد سر سیاہ دندان سفید تو میرے مقابلے کو آیا ہی لندھور نے کہا ہاں مین
تیری جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر نفریت بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ خیر لندھور ہوشیار ہو یہ کہکر ایک وار
دار شمشاد کا لندھور پر کیا لندھور نے وار اُسکا خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی زمین سے تتق گرد بلند ہوا دیو
یہ سمجھکر کہ لندھور مارا گیا پکار اٹھا افسوس ای آدمزاد گوشت بھی تیرا خاک آلود ہو گیا لیکن گرد و اپنے جب میں کھڑا کہہ رہا ہی
کہ لندھور تو بلا سے بے درمان ہی نفریت بھلا اسکے ہاتھ سے کیا بچیگا کہ دفعتہً نعرہ لندھور کا بلند ہوا کہ او تیرہ روزگار
کیا بکتا ہی کسکو تو نے مارا اور کسکا گوشت قابل کھانے کے نہ رہا مین تو ابھی زندہ و سالم موجود ہون یہ کہکر دو دستی گرز نفریت
کے سر پر مارا کہ ایک سینگ اُسکا ٹوٹ گیا اور خون اُسکے سر سے جاری ہوا نفریت نے ایک نعرہ کیا اور اپنی ٹوٹی ہوئی شاخ
اٹھا کر لندھور کے سامنے سے بھاگا خون سر سے بہتا جاتا تھا آگے پوچھ پوچھ کے چاٹتا جاتا تھا تا اینکہ سامنے عادل قاف
کے پہنچا اور کہا کہ مین اس آدمزاد کا مقابلہ نہین کر سکتا عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ ای شاہ جہانان قاف وای بزرگ
روز مصاف مین راضی ہی نہ تھا کہ تو میدان مین جاے تو کیون گیا اُسنے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا آپ نائب خداوند ابلیس
ہین میری شاخ شکستہ کو بنوا دیجیے عادل قاف نے کہا کہ ای فرزند ارجمند تو خاطر جمع رکھ مین تیری شاخ اسطرح درست کروادونگا
کہ کسی کی ایسی نہ ہوگی یہ کہکر حکم طبل بازگشت دے کر واپس گیا اپنے خیمے مین متمکن ہوا اور ایک شاخ طلائی بنوا کر یاقوت مروارید
نصب کرواکے نفریت کے سر پر جڑوادی اس احمق نے جو اُس شاخ کو آئینے مین دیکھا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یا عادل قاف
میری دوسری شاخ بھی ایسی ہی بنوا دیجیے عادل قاف نے کہا اچھا خدا پرستون سے فیصلہ ہو لے تو مین تیری دوسری شاخ
بھی ایسی ہی بنوا دونگا بعد اسکے دربار برخاست ہوا لوگ اپنی اپنی خوابگاہ کو گئے عمرو نے دیو شترک سے کہا کہ تو مجھکو لشکر اسلام مین لیجا کہ
اس ہندی نے میرے فرزند کی شاخ کو توڑ ڈالا ہی مین اُسکو دنیا ہی سے معدوم کرونگا اور ایک ترکیب ہے کہ بصورت لندھور شکل کر کے ہمراہ لیا اور
لندھور کے خیمے مین گرا اُسے تو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈالا اور اُس لقا پرست کا سر کاٹ کر لندھور کے پلنگ پر ڈالدیا اور لندھور کو لاکر
لقا الیہ کے پاس بند کیا یہان لشکر اسلام مین ایک غل پڑ گیا کہ رات کو کوئی لندھور کو قتل کر گیا امیر نے یہ غل سنکر ارشاد فرمایا کہ سوا
اُس دزد مکار کے اور کسی کا یہ کام نہین ہی اور فرمایا کیا تدبیر اسکی کی جاے اور ہر ایک سردار سے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اپنے خیمے مین
جاگتا رہے سبھون نے عرض کیا کہ بہت مناسب آیندہ ایسا ہی کیا جائیگا اُدھر شقیر اسے برہمن نے حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارہ
رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر امیر کو خبر پہونچائی کہ عادل قاف کے لشکر مین طبل جنگ بجا دیا گیا امیر نے بھی یہ سنکر
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آے بموجب حکم اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا رات بھر
سامان حرب مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوئے شقیر اسے برہمن کہ قد اُسکا
چوراسی گز کا ہی سامنے تخت عادل قاف کے آیا اجازت میدان چاہی عادل قاف نے کہا کہ اچھا جا
خداوند ابلیس پر تلبیس تیرا حافظ ہی شقیر اسلام کر کے میدان کی طرف چلا اس جوش و خروش سے راستہ چل رہا تھا
کہ زمین ہل رہی تھی میدان مین پہونچکر لشکر اسلام کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ قضاے کار اتفاقات روزگار پہلوان عادی کا
تخت بغداد پکڑے ہوئے صف آرائی کر رہا تھا جیسے ہی شقیر اسے نے پہلوان عادی کو دیکھا جست کر کے قریب آیا
اور عادی کو بغل مین دبا کر میدان سے لے بھاگا اور عادل قاف کے سامنے لیچلا پہلوان عادی ہر چند چلاتا رہا کہ
ارے کمبخت مجھے کہان لیے جاتا ہی مگر شقیر اسے نے ایک نہ سنی اور عادل قاف کے پاس پہونچکر ملتمس ہوا کہ حضور یہ لقمۂ چرب
میرے ہاتھ لگا ہی اگر عادل قاف اس آدمزاد کو مجھے عنایت کرین تو مین اپنا ناشتہ اسیر کرون خداوند مین نے آجتک کبھی
کوئی چیز نہین طلب کی آج آپ سے اس آدمزاد کو مانگتا ہون اگر سرکار کی اجازت ہو تو مین اسے کھا کر اپنا شکم سیر کرون عادل قاف نے

کہا ای شہنشاہ قاف یہ مال میرا ہی ہی سوائے تیرے اور کسیکو دونگا تو خاطر جمع رکھ مین اسکو گلاب و زعفران و مشک مین پرورده کرتا ہون صبح و
شام بجائے گزک کے تجھے کھلاؤنگا اب اگر کہا جائیگا تو تو بیمار ہو جائیگا اسلیے کہ یہ ذبح کیا ہی گوشت اسکا تلخ ہو گیا ہوگا شقیر نے کہا کہ بہت مناسب
جو حضور کے نزدیک مناسب عادل قاف نے تندرک سے کہا کہ ای تندرک اسے لیجاؤ اور مشک و گلاب مین پرورده کرو تندرک
ان عادی کو لیکر چلا گیا شقیر نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے کہ کل صبح کو لڑائی ہوگی اسی وقت لشکر عادل قاف مین طبل جنگ
بجا خبر صاحبقران کو پہونچی لشکر امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے میدان
ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوگئے جب نقیب نقیب ہٹ کر چلے گئے تو شقیر میدان مین آیا مبارزطلبی کی ہاشم تیغزن مقابلے
کو نکلا شقیر اسکے برہنہ ہاتھ دوڑا کہ اسے اٹھالے ہاشم نے تلوار ماری شقیر نے چھین لی اور ہاشم کو پکڑ کے میدان سے لے بھاگا اور
عادل قاف کے حوالے کیا پھر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی مقابل ہوا اسکو بھی شقیر پکڑ لیگیا تا بہ شام
شقیر اسی طرح اس روز سات آدمیون کو پکڑ لیگیا یہ کیفیت دیکھ کر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شقیر ابرار زبردست معلوم ہوتا ہی کوئی
اس سے عہدہ برآ ہوتا نہین معلوم ہوتا کل مین خود اس سے مقابلہ کرونگا عیارون نے عرض کیا کہ ای صاحبقران طالع آپکا بھی
نحس ہی آپ بھی شقیر پر غالب آتے مشکل سے معلوم ہوتے ہین بہتر یہ ہی کہ آپ چند روز کے واسطے شکار کھیلنے کو چلے جائین کہ یہ قران
نحس دفع ہو جاے امیر نے فرمایا کہ بہتر ہی مگر مین اس نام سے مہلت طلب کرنا ننگ و عار جانتا ہون بادشاہ اسلام نے
کہا کہ اچھا مین طلب کر لونگا اور خواجہ بزرگ امید کو [illegible] کرکے عمرو سے کہلا بھیجا کہ ای عادل قاف ہمین ایک ہفتے کی مہلت
دی ایک ہفتے کے بعد مقابلہ کرینگے پیغام بادشاہ اسلام کا خواجہ بزرگ امید نے عمرو کو پہونچایا اسنے جواب دیا کہ اچھا کیا مضائقہ
ہی جاؤ ہفتے بھر مہلت دی خواجہ پھر کر آئے تمام حال بیان کیا امیر شکار کے واسطے روانہ ہوئے خوب شکار کھیلا ساتوین روز داخل
لشکر ہوئے جیسے ہی خبر آمد آمد صاحبقران عادل قاف کو پہونچی اسی وقت نقارۂ رزمی بجوا دیا یہ خبر امیر کو پہونچی ارشاد ہوا
لاحول ولا قوة الا باللہ ہم [illegible] ناحق اس پاجی کا احسان لیا غرض امیر نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا شب بھر تیاری جنگ
رہی علی الصباح دونون لشکر میدان مین آے ہنوز دونون لشکرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ آسمان پر سے ایک پریزاد پیدا ہوا اور
امیر کے سامنے آکے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ ای امیر تو تو مبارک ہو کہ آسمان پری جو بخوف عمرو طلسم خارستان مین مبتلا
ہوگئی تھین وہ بھی بزور نقابدار یاقوت پوش طلسم سے رہا ہو کر مثل سابق پردۂ قاف کی حکمران ہوئین اور آپکی اعانت کے لیے
لاکھ دیو و پری کی جمعیت سے تشریف لاتی ہین یہ سنکر امیر با توقیر بہت شاد و مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ طبل شادیانی بجایا جاے جیسے
ہی طبل بشارت کی صدا عادل قاف نے سنی پوچھا کہ حمزہ نے یہ طبل بشارت کیسا بجوایا ہی بعد دریافت حال لوگون نے آکر بیان کیا کہ
آسمان پری نے آپکی طرف سے کل دیوون کو مار کر منتشر کر دیا اور لشکر تیار ہو کے مدد زلزلہ قاف کو آتی ہی عمرو یہ سنکر
بہت ہی آزرده ہوا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اور امیر کشورگیر نے استقبال کے واسطے سردارون کو روانہ کیا لیکن زمرد شاہ
نے بختیارک سے کہا کہ عمرو میری بہت مدارت کرتا ہی بختیارک نے کہا کہ خداوندا آپ کی بھی کیا باتین ہین بھلا عمرو کے سامنے ہم
لوگون کی کیا وقعت ہی ہم سب عمرو کے سامنے مثل گوسفند [illegible] ہین جس طرح گوسفند قصاب سے ڈرتی ہی [illegible]
رہتے ہین آخر ایک روز ذبح کریگا [illegible] اور [illegible] لگا کہنے لگا کہ پھر کیا التماس کرون بختیارک نے کہا [illegible]
اوقت یہ ہی کہ قہقہہ حبشی قید مین عمرو کی گرفتار ہی اسے چلکر چھڑا لیجے اور ان سب سے [illegible] کہ قہقہہ [illegible]
لڑیگا اور ان سب کو ماریگا زمرد شاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا اور وقت شب [illegible]
قہقہہ کیا اور سب پاسبانون کو بیہوش کرکے اندر زندان خانہ آیا اور قہقہہ [illegible]
[illegible] دون قہقہہ نے کہا کہ ای زمرد شاہ اگر تم مجھکو چھڑا دو تو مین ان دونون لشکر [illegible] دونون اور ایک کو زندہ نہ [illegible]

مجھکو تو عادل قاف نے فریب سے گرفتار کر لیا ورنہ کون مجھے لڑ سکتا یہ سنکر زہر دشاہ نے قہقہہ کو اُسکے بیٹوں اور سرداروں سمیت
قید سے رہا کر کے اپنے لشکر مین لے آیا اور علیحدہ سب سے جہان اُسکا لشکر پہلے تھا وہان خیمہ برپا کیا قہقہہ نے ایک دیو کو بھیجکر اپنا لشکر
طلب کیا صبح کو یہ خبر عادل قاف کو ہوئی کہ لقا شب کو آکر قہقہہ کو چھڑا لیگیا عمرو یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا شقیر اسکے برہمن نے
کہا کہ ای عادل قاف آپ آزردہ نہ ہون مین سب کو مارونگا عادل قاف نے کہا ای شقیر ادیکھو تو کیا ہوتا ہی لیکن جسوقت قہقہہ
کا لشکر مجتمع ہوا تو تین لاکھ کی جمعیت ہوئی زہر دشاہ سے کہا کہ ای زہر دشاہ لشکر عادل قاف مین بڑا زبردست ایک شقیر برہمن
ہی تو اُسکی کیا حقیقت ہی مجھے ان برہمنون سے کچھ اندیشہ نہین ہی مین ان سب کو مارونگا ای لقا تم طبل جنگ بجواؤ دیکھو تو کل ہوتا کیا ہی غرض
لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاوے فوراً النقارہ رزمی نوازش مین آیا چار پہر رات جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینوں لشکر میدان
مین آے ہنوز کوئی شخص کسی طرف سے نہ نکلا تھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے کچھ دیو پیدا ہوئے اور بیچ مین اُنکے ایک
آدم زاد دیو کی گردن پر سوار تمام جسم پر اُسکے بال کہ وہ بال ہوا سے اُڑتے ہوئے چہرہ اُسکا مثل آفتاب کے چمکتا ہوا اقبال و رنگ ہاشمی
چہرے پر نمایان تمام تھا۔ نیان اولاد صاحبقرانی کی چہرے پر عیان مصرع برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔ کیا جوانی مین وخوبصورتی
چلا آتا ہی جسوقت کہ زمین پر پہونچا ایک جانب کو آکر کھڑا ہو رہا کہ حمزہ صاحبقران کو دیکھتے ہی ایک انس اُسکے ساتھ پیدا ہو گیا ہزار
جان و دل سے والا و شیدا ہو گیا کہ اتنے مین اور تخت پریزادون کے نمایان ہونے لگے تا اُنکے آسمان پری نے مع قریشہ سلطان
تو لاکھ دیو و پری سے آکر حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی کل کوائف جو کی زیادتیون کے بیان کیے امیر نے ارشاد کیا کہ ای آسمان پری
کیا کہون کہ کیا کیا داغ اس نمک حرام نے مجھکو دیے ہین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ وہ لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے اور دیو زاد اور پریزاد
نمایان ہونا شروع ہوئے اور ایک نقابدار سرخ پوش آکر ایک جانب استادہ ہوا بعد اُسکے اور لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے اور قمرزاد
لشکر دیوان و پریزادان لیے ہوئے آیا مگر امیر نے اُسے نہ پہچانا آسمان پری نے کہا کہ ای امیر یہ قمرزاد بیٹا قمر چہر پری سے پیدا ہوا ہی
امیر بہت خوش ہوئے بیٹے کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا جب یہ سب لشکر قائم ہو چکے تو قہقہہ سہ چشمی نے نعرہ کیا کہ جسے آرزوے
مرگ ہو میرے مقابلے کو آے وہ آدم زاد کہ جو رویین تن تھا اور نام اُسکا قہور دیو پرور تھا اُسنے قصد کیا کہ میدان مین جاکر مقابل ہو
لہ اُسکے باپ دیوا ورنگ نے کہا کہ ہان فرزند جگر بند مردانہ باش یہی تو وقت نام آوری ہی کہ تمام سرکردان قاف اس مقام مجتمع
مین جنبا قہقہہ کا مقابلہ کر اور اُسکو حلقہ بگوش کر لا قہور دیو پرور نے کہا کہ آپ مطمئن رہین ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جانب میدان قلقاریان
مارتا ہوا چلا جسوقت کہ سامنے قہقہہ کے آیا نعرہ کیا کہ او سہ چشمی تو یہ نہ سمجھا کہ مین کھڑا ہوا ہون میرے سامنے تو نے مبارز طلبی کی قہقہہ
نے کہا کہ مین نے تجھکو اپنے مقابلے کے واسطے نہین طلب کیا تھا مجھکو تو غرض لشکر عمرو سے ہی قہور نے کہا کہ او مردک تو نے میرے سامنے
مبارز طلبی کی مین کیونکر تیرے مقابلے کو نہ نکلتا دیکھ تو اب تجھے کیسی سزا کو پہونچاتا ہون مگر یہ باتین سواے دیوون کے یا امیر کے کہ وہ
بھی زبان جنی سے آگاہ تھے اور کوئی نہ سمجھتا تھا الغرض بعد از گفتگوے بسیار قہقہہ سہ چشمی نے قہور پر چماق ماری قہور دور کر اُسکی
ٹانگون مین گھس گیا اور چماق زمین پر گری کہ خاک مین دھنس گئی اور تتق خاک کا بلند ہوا دیو قہقہہ نے نعرہ کیا کہ نہ دم دلیت کردم
قہور نے ساتھ ہی اسکے نعرہ ستیزانہ کیا کہ او بدخصال کرا زدی و کرا پست کردی شیر احریفین و جانستان موجود ہی یہ کہکر اُسکے ساتھ
لپٹ گیا قہقہہ بھی چماق چھوڑکر دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی قہور نے لنگر قہقہہ کا توڑکر بالاے سر بلند کیا اور چرخ دیکے
قہقہہ کو زمین پر دے مارا قہقہہ کو غش آگیا قہور اُسے دیکھنے لگا ساعت بھر کے بعد قہقہہ کی آنکھ کھلی اٹھی آدم زاد کو سرہانے
کھڑا دیکھا جلدی سے آنکھ بند کر لی اپنے دل مین ڈرا کہ ایسا نہ ہو ابکی مرتبہ یہ مار ہی ڈالے اسی طرح بار بار آنکھیں کھولتا تھا اور بند
کر لیتا تھا قہور یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور قہقہہ بار بار کروٹ لیتا تھا آخر قہور نے کہا کہ جا مردود چلا جا میرے سامنے سے اور ایک روایت
ہی کہ قہقہہ قہور سے زخمی ہوکر بھاگ گیا اور قہور تخت پر سوار ہو گئے اچھے دیوون سمیت چلا گیا اب دیکھیے پھر کہان پیدا ہوتا ہی

قبول کیا اور اُسی وقت نور الدہر اور لندھور کو بھیجا تشدرک اور نقرہ تیز کو بلوالیا مگر سرداران دست چپ یہ حال سنکر طعنہ زن تھے
کہ واہ واہ نور الدہر بہادر اور تشدرک کے صدقے میں رہائی پاسکے اور سوا سکی نور الدہر کی اقبال خانے میں پہونچ چکی تھی بدیع الزمان
اسد میں کرب عملہاس بھی ساتھ ساتھ تھے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب دیکھیے تمام سرداران دست چپ طعنہ زن ہیں اور انگشت نما ہیں
کہ نور الدہر نے تشدرک کے صدقے میں رہائی پائی نہیں تو مارا جاتا نور الدہر یہ سنکر آگ ہوگیا اور برہم ہو کر کہنے لگا کہ خیر میں ابھی
جا کر شقیل کو مارتا ہوں اور عادل قاف کو پکڑے لاتا ہوں اور اس ذلت کی تلافی کرتا ہوں مگر بدیع الزمان نور الدہر سے لپٹ گیا
ہاتھ پکڑ کے کہا کہ خبردار میری جان ایسی حرکت نہ کرنا یہ لشکر دیوون کا ہے جانا اچھا نہیں ہے نور الدہر چونکہ نہایت سعادتمند ہے باپ کے
پاس و لحاظ سے خاموش ہو رہا کہنے لگا کہ بہت اچھا نہ جاؤنگا آپ خاطر جمع رکھیے لیکن دو چار روز بارگاہ میں بھی نہ آؤنگا اسلیے کہ مجھے
ان لوگوں کے طعنے نہ سننے جائینگے یہ بہانہ کر کے اپنے خیمے میں گیا اور سب رفیقوں کو رخصت کیا تنہا سوار ہو کر لشکر عادل قاف کا راستہ
لیا اُسپہ ساتھ ساتھ تھا دیکھا کہ یہ اکیلا لشکر عادل قاف کو جاتا ہے اپنے دل میں سوچا کہ تو رفیق قدیم ہے بدیع الزمان کا اگر نور الدہر
ضایع ہوگیا تو بدیع الزمان کو کیا جواب دیگا بہتر یہ ہے کہ چلکر اُسے آگاہ کر دیجیے یہ خیال اپنے دل میں کر کے نور الدہر سے چھپ کر روانہ ہوا
اور یہاں بدیع الزمان بارگاہ میں بیٹھا ہوا امیر سے یہ باتیں کر رہا تھا کہ لوگ نور الدہر پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ نور الدہر تشدرک کے
باعث سے رہا ہوا اور علمشاہ سے کہا کہ قبلہ و کعبہ نور الدہر تو آپ کا غلام ہے حضور سے یہ بہت بعید ہے کہ آپ اس طرح کے کلمات سرداران
دست چپ سے کہوائیں یہ کہکر قاسم کو یاد کر کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ افسوس صد افسوس ہزار جان میری قاسم کے نام پر فدا ہو
کہ گو ظاہر میں وہ مجھسے عداوت رکھتا تھا مگر باطن مجھپر جان ہی فدا کرتا تھا اگر وہ موجود ہوتا تو وہ کبھی ایسے کلمات نہ کہتا اور علمشاہ جو بدیع الزمان
سے کہہ رہا ہے کہ ای بدیع الزمان نور الدہر جیسے تمہارا فرزند ہے ویسے میرا فرزند ہے بھلا اُسپر کیا طعنہ زنی کرتا بھائی میں نے تو کوئی بات زبان
سے نہیں نکالی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اسپہ پہونچا اور حال نور الدہر کا بیان کیا بدیع الزمان سنکر بیتاب ہوگیا اور امیر سے
عرض کیا کہ خداوندا اب مجھ میں تاب نہیں ہے اور مجھے ہرگز یہ ہوگا کہ نور الدہر اکیلا لشکر عادل قاف کو چلا جائے اور میں یہاں
بیٹھا رہوں میں بھی جاتا ہوں یہ کہکر بدیع الزمان نے لشکر عادل قاف کا راستہ لیا پیچھے پیچھے اُسکے علمشاہ اور سرداران دست راست
و دست چپ بھی چلے اور آسمان پری بھی تمام دیوون کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی اور ادھر نور الدہر تنہا بارگاہ عادل قاف میں پہونچا
اور نعرہ کیا کہ او نقرہ تیز تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا نقرہ تیز یہ نعرہ سنکر تخت کے پیچھے چھپ رہا مگر شقیل شاہزادے پر دوڑ پڑا اور
کہا کہ او آدمزاد کمبخت تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا اور ہاتھ نور الدہر کی طرف دوڑایا نور الدہر نے اس زور سے جھٹکا دیا کہ شقیل
منہ کے بل گر پڑا شقیل پھر اٹھنے چاہا کہ نور الدہر نے جو گرز کا ایک گھونسا دیا تو کھوپڑی اسکی سر میں گھس گئی اور مغز سر پاش پاش ہوگیا
عادل قاف یہ دیکھکر بیتاب ہوا اور دیوون کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو مار لو دیو نور الدہر پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی اسی اثنا میں
بدیع الزمان اور علمشاہ بھی پہونچ گئے لیکن اُنکے امیر کا نعرہ بلند ہوا پھر تو ہر ایک سردار جس طرح [illegible] دیوون پر گرنے لگا تلوار چلنے لگی
آسمان پری بھی اپنے دیوون سمیت شریک جنگ ہوئی دیو سے دیو لڑ رہا تھا پری سے پری [illegible] بیٹھا ہوا تھا ایک طرف سے
سرداران اسلام دیوون سے جنگ کر رہے تھے [illegible] دروازے دیوون کی ناگوار [illegible] رکے تھے اس در میں سے نکل گئے
اُس دروازے میں سے چلے گئے [illegible] بدیع الزمان پر دیو سنگال نے وار کیا بدیع الزمان نے خالی دی
جب دیو سنگال جھکا بس اُسکا جھکنا تھا کہ بدیع الزمان نے ایک تلوار رسید کی کہ کمر پر پڑی [illegible] دو ٹکڑے ہوئے دیو
جبریال [illegible] مالک سے سامنا ہوا [illegible] نے اسکے وار کو خالی دیا اور اپنا نیزہ جو سینے پر اُسکے مارا
تو سینے کے پار ہو گیا [illegible] نعرہ کرکے جبریال زمین پر گرا دیو عفریت ابن [illegible] سے اور لندھور سے مقابلہ ہوا اُسنے چماق مارا
لندھور اُسکی ٹانگوں میں گھس گیا [illegible] چماق کی [illegible] لندھور نے دونوں ٹانگیں دیو کی پکڑ

زمین پر گرادیا اور تیغ بہتہ ہی سے سر اسکا جدا کردیا اُدھر نفریت بن عفریت سے اور امیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ ہوا اُسنے بھی
آسیا سنگ سے امیر پر وار کیا امیر نے تیغ عقرب سلیمانی سے اُسے دو کردیا اور دوسرا ہاتھ جو مارا تو شانے پر پڑا زیر بغل اُتر گیا وہ بھی تمام ہوا وہ گھمسان
کی لڑائی ہو رہی تھی کہ جبرائیل فلک کے رعشہ پڑ گیا اور چوتھے آسمان کا زہرہ آب ہو گیا لاشوں کے انبار اور کشتوں کے پشتے لگ گئے
تھے دریائے خون جاری تھا ملک الموت ایک کی قبض روح نہ کر چکتے تھے کہ ہزار اور گر پڑتے تھے ہنگامہ محشر انگیز برپا تھا صدا دار و گیر
بلند تھی اور نقیب پکار رہے تھے کہ ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شہر وفر جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد
اور کسی طرف سے آواز آرہی تھی کہ ہان غازیو آج نام کرنا تمسے نہ ہو وہ کام کرنا شمشیر کس باپ کے بیٹے ہو دلیرو + کن نیستانوں کے
شیر تم ہو شیرو + نام اپنے بزرگوں کا نہ کھونا چاہئے نہ آبرو ڈبونا + رستم رہا نہ سام باقی + مردوں کا رہا ہے نام باقی + ہر شخص
بیدریغ کشتہ کرتا تھا کہ لڑ رہا تھا الغرض دو شبانہ روز لڑائی رہی کل دیوان ہمراہی عادل قاف مارے گئے لشکر عادل قاف نے شکست
کھائی عادل قاف نے جو یہ رنگ دیکھا تاج سر سے اُتار کر زنبیل میں ڈال دیا اور پوشیدہ گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگا کہیں تو بہت سے دیو مارے گئے
لاکھوں اسیر ہوئے لاکھوں بھاگ گئے مال و اسباب دنگا آسمان پری کے دیووں نے لوٹ لیا طبل شادمانی بجنے لگا امیر نے دارا سپید و
فورج اور ایرج کو قید سے نجات دی اور اپنی فرودگاہ میں واپس آئے صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے ایرج سے کہا کہ تم میں سے کوئی
آفتاب اور کوئی ماہتاب کو مانتا ہے اور کوئی آپ کو خدا جانتا ہے یہ سب ادیان باطلہ ہیں خدا سے برحق پروردگار عالم ہے تم نہیں دیکھو لتے
کہ آفتاب نکلتا ہے رات کو ماہتاب فروزاں ہوتا ہے کہ سب بے استقلال اور معرض زوال میں تابع فرمان ایزد متعال ہیں اُسی معبود برحق
کے حکم سے ہر چیز متحرک ہے پانی اُسی کے حکم سے جاری ہے ابر کو دیکھو کہ استادہ رہتا ہے بغیر حکم خالق ایک قطرہ نہیں برستا ان سب کا خالق
مالک وہی رزاق مطلق ہے تمہیں چاہئے کہ اپنے خالق کو پہچانو اور مخلوق کو خالق نہ جانو ایرج وغیرہ نے تقریر امیر کی سنکر کہا کہ کلام آپکا
برحق دلاجواب ہے اور سنا ہمنے جواب ہے ہم آپ کے کلام کی تردید نہیں کر سکتے ہم سب کو تو عمرو نے دیووں کے ہاتھ گرفتار کروالیا تھا آپنے
ہمکو نہیں گرفتار کیا اگر آپ ہم سب پر غالب آئیں تو جو کچھ آپ فرمائیں وہ ہم بجا لائیں امیر نے فرمایا کہ اچھا تم اپنے لشکر میں جاؤ طبل جنگ
بجوا کر میدان میں آؤ القصہ سب کے سب اپنی فرودگاہ میں آئے اُدھر امیر نے آسمان پری کو رخصت کیا اُدھر قہقہہ سے جتنی پیشتر ہی
لقا کے لشکر سے جا چکا تھا نام و نشان اُن کے کسی دیو کا باقی نہ تھا ایرج نے طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران میں بھی طبل جنگی نوازش ہوا
رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو ادھر سے امیر باتوقیر با سپاہ ظفر پناہ تشریف لائے اُدھر سے ایرج و فورج اور دارا سپید لشکر و فوج
لئے آئے سب اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں جب وقت نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج اپنے مرکب
کو اُڑا کر سامنے مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اور اجازت خواہ ہوا اقبال شاہ نے کہا کہ جاؤ بھیڑ اعظم تمہارا نگہبان ہے دلیران خدا پرست
کو سزا دو ایرج جلد بیان کرتا ہوا ران باگ کی جنبش دیتا ہوا معرکہ کارزار میں پہنچا اور خوب مرکب کو گرمایا بعدہ اُسکے مبارز طلبی کی کہ
جسکو تم میں سے آرزوئے مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے ابھی پوری بات ایرج کی تمام نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر اسلام میں علم اسد پیکر
جلوہ گری پر آئے اور نور چشم ہوشمندان و سلطان دل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران یعنی
نور الدہر عالیشان نے مرکب کی باگ لی مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ نے کہا کیا ارادہ ہے عرض کیا کہ باقبال حضور
یہ قصد ہے کہ جا کر اس آفتاب پرست کا کام تمام کروں یا مشکیں باندھ کر حضور والا میں حاضر کروں بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بسم اللہ
بخدا سپردیم اور جام کلاہ عقرب نور الدہر کو عنایت کیا شاہزادے نے اس جام کو پی کے میدان کا راستہ لیا جب نور الدہر میدان میں آیا
اور ایرج کے مقابل ہوا تو ایرج تکاور رزن ہوا دونوں مرکب برابر سے چلے مثل کرداگون میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا
ایرج نے کہا کہ اے نور الدہر مدت سے یہ آرزو تھی کہ مجھسے آپکے مقابلہ ہو بھیڑ اعظم نے میری آرزو کو پورا کیا اب میرے آپ کے آج فیصلہ کر
لگی ہیں باتیں ہو رہی تھیں کہ جانب صحرا سے ایک بگولہ خاک کا اٹھا جب وہ قریب آکر شق ہوا تو عیار دیو چہرہ نمودار ہوا اور آتے ہی

مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور ایک نامہ ہاتھ میں دیا اُسنے وہ نامہ پڑھکر ایرج کو بھجوا دیا عیار نے وہ نامہ ایرج کو لاکر دیا ایرج نے اُس نامہ کو پڑھا فرخ تاجر نے لکھا تھا کہ اے فرزند جگر بند اور اے راحت جان دل دردمند شہر فرنگوشیہ پر ملکوت شاہ اور ارسلان شاہ چڑھ آئے ہیں اور ہم قلعہ بند ہو گئے ہیں اگر تمہیں ہماری خبر جلد ملی تو خیر ورنہ ہمیں جیتا نہ پاؤگے اور لاشہ بھی ہمارا خراب ہوگا جس طرح ہو سکے جلد اپنے کو یہاں پہونچاؤ کھانا و پانی کا توڑا یہاں ہوا ایرج نے اُس نامہ کو پڑھتے ہی نور الدہر سے کہا کہ خط پدر بزرگوار کا آیا ہے میں تو جاتا ہوں کہ نہایت مجبوری کی یہ خبر ہمارے آپ کے پھر سامنا ہو رہیگا اب میں ایک دم نہیں ٹھہر سکتا شاہزادے نے کہا اچھا جاؤ ایرج اُسی وقت روانہ ملک فرنگوشیہ ہوا پیچھے پیچھے اقبال شاہ بھی مع لشکر روانہ ہوا بعد چند روز کے ایرج داخل شہر فرنگوشیہ ہوا مگر اُس وقت پہونچا کہ ملکوت شاہ نے قلعہ پر یورش کی تھی قریب تھا کہ قلعہ کو لے لے اور فرخ تاجر دعا مانگ رہا تھا کہ سامنے سے گرد نمودار ہوئی اور ایرج نوجوان دکھائی دیا نعرہ کیا کہ او نامردو کہاں جاؤگے میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار کھینچ کے گرا اور تلواریں مارنے لگا ملکوت شاہ کے ہمراہی ایرج پر آگرے فرخ تاجر بھی یہ موقع غنیمت جانکر قلعہ کھلواکر مع فوج شریک ایرج ہوا خوب ہی تلوار چلی ایرج لڑتا ہوا ملکوت شاہ کے قریب پہونچا اور نعرہ کیا کہ کدھر ارادہ کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے ملکوت شاہ نے کہا او بزرا ز بچے میں تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر تلوار ماری ایرج نے ضرب اُسکی روکی اور اپنا وار جو کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی اور خود اور رواقہ اور عرقچین اور زرہ ٹوپ کو کاٹ کر ایسی صراحی گردن سے مثل قطرہ آب کے گذر گئی اور تمام جسم کو کاٹ کر ہاتھی کی پشت پر پڑی کہ اُسے بھی قلم کر کے زمین کو بوسہ دیا ایک غل پڑ گیا کہ ملکوت شاہ مارا گیا یہ غل سُنکر ارسلان شاہ آگے بڑھا اور ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور بجائے سپر کے بالائے سر بلند کرکے آواز دی کہ ایہا الناس کیوں اپنی جانوں کو تباہ کرتے ہو آگاہ ہو کہ ملکوت شاہ مارا گیا اور ارسلان شاہ گرفتار ہوا آؤ سب کے سب میری اطاعت کر دینا تم میں سے ایک کو بھی ہرگز نہ قتل کرونگا اگر تم سب [illegible] ہو سب افسران فوج ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے اور اطاعت ایرج کی قبول کی اسی اثنا میں مالک بن ملکوت شاہ بھی حاضر ہوا طبل شادیانی بجنے لگا فرخ تاجر مالک سے ملا آکے بیٹا ایرج نے ارسلان کو مالک کے حوالہ کیا ارسلان شاہ باپ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف کیجئے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی مالک بن ملکوت چاہتا تھا کہ کچھ کہے کہ اقبال شاہ نے بھائی کے ہاتھ کھولدیئے خلعت منگوا کر دیا ایرج اب میدان سے واپس چلا ہی تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور ایرج کو اٹھا لیگیا مالک بن ملکوت شاہ نے سانڈنی سوار روانہ کیے کہ خبر لاؤ ایرج کو کون اُٹھا لیگیا ہے مگر ایرج کا حال سُنیے کہ اُنکی جو آنکھ کھلتی ہے تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین میں پایا حیران ہوا کہ کون مجھے یہاں لے آیا یہ کیا معرکہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا حیرت میں کھڑے کھڑے چل نکلا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ آواز دف و دائرہ کے کان میں آئی پائین کی لگک آسمان کو جا رہی ہے زدنا سارنگی کا بج رہا ہے ایرج اُسی ساز کی آواز پر چلا جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا جب اُس بارہ دری کے اندر گیا دیکھا تو فرش بادلہ کا بچھا ہوا ہے نازنینان ماہ جبین اور مہ جبینان فلک تمکین مجتمع ہیں ایرج یہ رنگ دیکھکر رک رہا کہ اُنمیں سے ایک نازنین نے آواز دی کہ ارے یہ نامحرم کہاں سے گھس آیا ہے مگر صاحب خانہ اپنی مسند سے اٹھی اور ایرج کو دیکھکر کہنے لگی یہ تو کوئی شہریار زادہ معلوم ہوتا ہے اسے بعزت تمام لے آؤ کہ یہ ہمارا مہمان ہے اور آواز دی کہ آئیے آئیے خانہ شما است اور تا لب فرش اُٹھکر آئی اور ہاتھ ایرج کا پکڑ کر مسند پر لاکر بٹھا لیا گانیوں گانے لگیں طبلے پر تھاپ پڑنے لگی قانون بین اور مرچنگ بجنے لگا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش میں آیا ساقیان سیمین ساق جام شراب ہاتھوں میں لیکر موجود ہوئیں وہ نازنین مہ تمکین اپنی جگہ سے اُٹھی گلابی شراب کی ہاتھ میں لیکر جام بھر کے ایرج کو دیا ایرج نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا اور خود گلابی ہاتھ میں لیکر پیمانہ بھر کر اُس نازنین کو دیا وہ بھی بخوشی تمام پی گئی پھر تو دو دو تین تین جام خوب آپس میں چلے نشے میں سرشار ہو کے اختلاط ہونے لگا ایرج نے گلے میں ہاتھ ڈالکر منہ سے منہ ملا کر چاہا کہ بوسہ لے وہ بدبو اُسکے منہ کی آئی کہ دماغ ایرج کا پراگندہ ہو گیا اور اُسکو دھکا دیکر دور جا بیٹھا وہ نازنین بولی کہ اے عزیز یا تو شور اشوری یا یہ بے نمکی دور کیوں جا بیٹھا ایرج نے کہا کہ او لکاتہ و مردار تیرے منہ سے وہ بو سے بد آتی ہے کہ دماغ میرا پراگندہ ہو گیا معلوم ہوا کہ تو کوئی ساحرہ ہے اُسنے جو اپنا

کہ اُس نام میرا مرجانہ جادو ہی اور جب تو خورد سال تھا میں جبہی سے عاشق تھی اب جو تیرا عالم شباب دیکھا تو میں تجھے اُٹھا لائی بہتر یہی ہے کہ
کہ تو مجھسے انکار نہ کر کہ میں تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کر دونگی ایرج نے کہا کہ ای مرجانہ مجھے مرنا گوارا ہی مگر تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی مرجانہ جادو
نے کہا کہ دیکھ پچھتائیگا اور یہ کہکر ایرج کی طرف دوڑ کر کہنے لگی کہ آ ذرا مجھے گلے سے لگا لے ایرج للکارا کہ او مردار خبردار اگر میرے پاس
آئی تو ایک ایسی تلوار مارونگا کہ دو ہی ٹکڑے ہو جائیگی اور یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ تلوار کھینچی فوراً اُسنے چند دانہ ہاے ماش پر اسم سحر پڑھکر
جو ایرج پر مارے تو ہاتھ ایرج کا خشک ہو گیا یہ ساحرہ ایرج کا ہاتھ پکڑ کر کشاں کشاں لائی جیسے کوئی بچے کو اُٹھا لیتا ہی اور لا کر اپنے سامنے
ڈالدیا اور الحاح و زاری کرنے لگی کہ ای نوجوان مجھے قبول کر مگر ایرج یہی کہے جاتا ہی کہ او مردار جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول مگر
تیرے پہلو میں بیٹھنا گوارا نہیں ہی جب اُسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا تو ایک حبشن سے کہا کہ اسے فلان فلان کوٹھری میں لیجا کر
بند کر آ حبشن ایرج کو کھینچتی ہوئی لیگئی اور جا کر بند کر دیا اور آب و دانہ بھی بند کیا دو شبانہ روز اسی طرح گذر گئے تیسرے روز مرجانہ جادو
نے ایرج کو پھر اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ چہرہ اُتر گیا ہی رخسار کمہلا گئے ہیں پیٹ پیٹھ سے لگ گیا ہی اور کہنے لگی کہ او آفتاب پرست
اب تو اپنی سزا کو پہونچا دیکھ ابھی کچھ نہیں گیا ہی ابھی خیر ہی میرا کہنا مان لے اور کھانا منگوا کر ایرج کو کھلوایا شراب پلوائی ناچ دکھایا اور کہنے لگی
کہ ای ایرج تو مجھے اپنی لونڈی سمجھکر سرفراز کر دے ایرج نے کہا کہ ای مرجانہ تو اپنے دل کی آرزو دل ہی میں لے جائیگی مجھسے ہرگز تیرا مطلب نہ
حاصل ہوگا یہ سنکر مرجانہ جادو اپنی ساتھ والیوں سے کہنے لگی کہ صاحبو دیکھتی ہو میں تو اسپر ولدادہ و فریفتہ ہوں اور یہ مجھسے انکار کرتا ہی انھوں نے
جواب دیا کہ حضور یہ مثل ہی دیکھنے ہی کا ہی اندرائن کا پھل دیکھنے ہی کا ہوتا ہی کھانے کا نہیں ہوتا دو ہی کیجیے ہم آپ کے واسطے اور کوئی جوان
خوش رو ڈھونڈھ لا دینگے جو اس سے لاکھ درجہ بہتر ہوگا مرجانہ نے کہا کہ او حرامزادیو مردار دیں تو اسپر عاشق ہوں اور تم کہتی ہو کہ ہم اور ڈھونڈھ
لا دینگے یہ سنکر ایک اُنمیں سے بول اُٹھی کہ وہ تو آپکی طرف ہرگز نہ دیکھیگا آپ چاہے مر ہی جائیے یہ سنکر مرجانہ بہت برہم ہوئی اور
اُسے ایسا مارا کہ وہ بیدم ہو گئی اور غصے میں آ کر ایرج کے پاس بیٹھکر کہنے لگی کہ دیکھ مجھے زیادہ نہ تنگ کر میں اپنی جان سے عاجز ہو رہی ہوں
اب جو انکار کریگا تو میرے ہاتھ سے تجھے مضرت پہونچیگی ایرج نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے تو کر میں ہرگز نہ مانونگا بس یہ سننا تھا کہ آگ ببولا
ہو گئی اور حکم دیا کہ اسکو چوپنجا باندھ دو میں اسکے گوشت کے کباب کھاؤنگی یہ سنکر کچھ کنیزوں نے اُٹھکر اُسے چوپنجا باندھ دیا اور کوئلے لاکر دہکا
گرمی آتش جو ایرج کو پہونچی تڑپنے لگا اس عرصے میں نمک مرچ آ موجود ہوا مرجانہ جادو چھری لیکر اُٹھی اور ایرج کے پاس
آکر بیٹھی چاہا کہ گوشت کاٹکر کباب کرے اُسوقت ایرج نے بلبلا کر دعا مانگی کہ یا نیر اعظم آفتاب تابان فروغ بخش جہان یہ وقت مدد ہی
اس لکاتہ کے ہاتھ سے نجات دے پروردگار عالم سب کی دعا قبول کرتا ہی اتفاقاً روزگار قضا سے کار ایک دیو آفتاب پرست
عادل قاف کے لشکر سے بھاگا تھا اُسکا گذر جو اس طرف ہوا اور اُسنے سنا کہ ایک شخص نیر اعظم آفتاب تابان کو پکارتا ہی مثل
بلاے مبرم کے آسمان سے اُتر آیا اور آتے ہی اس بلا کا ٹینٹوا ایسا دبایا کہ ہلنے کی مہلت نہ دی اور ایک ہاتھ نیچے اور ایک ہاتھ اوپر رکھکر
جو مسلا تو وہ لکاتہ ایک گولی سی بنکر رہ گئی جھپٹ منہ میں ڈال لیا خون بھی نہ بہنے دیا وہ بھی چاٹ گیا صدا سے دار و گیر بلند ہوئی پر اُسکے چیلے
چلاتے رہے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تمام مکان کے چھپر ہو ہو کر اُڑ رہے تھے در و دیوار سے قلعہ کے شعلہ ہاے آتشیں نکل رہے تھے باغ آتشکدہ ہو گیا تھا
آخر کار تمام زمین و آسمان ایک دھواں دھار ہو گیا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ ہیہات صد حیف کشتی مرا نام من مرجانہ جادو بود جب روشنی
ہوئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ عمارت ہی نہ ویسا مکان ایک مکان کہنہ نظر آتا ہی عمارت بہت پرانی دکھائی دیتی ہی دیواروں پر کائی
قدِ آدم جمی ہوئی ہی اور پردے جو لگے ہوئے ہیں تو اُنکا یہ عالم ہی کہ گھونسوں نے آدھے آدھے اُڑا دیے ہیں سوکھے ہوئے درخت کھڑے ہیں
پتوں کے ڈھیر جابجا لگے ہوئے ہیں ایک عجب ویرانہ میں برس رہا ہی غرض اُس دیو نے ایرج کو کھولا اور کہا میں بھی آفتاب پرست ہوں
ایرج نے کہا کہ ای دیو میں تیرا نہایت ممنون منت اور رہین احسان ہوں اسوقت میں تو نے میری مدد کی ہی لیکن اب تیرے سے ایک
ایک احسان اور کر کہ مجھکو شہر فلوشیہ میں پہونچا دے اُس دیو نے کہا کہ بہت اچھا وہ مرستین جو مرجانہ جادو کے پاس تھیں

کوئی زمیندار کی بیٹی کوئی سوداگر بچی کوئی وزیرزادی تھی اُن سب نے کہا کہ تمہارا جس طرح منہ چڑھا ہے چلی جاؤ مال و اسباب مرحبا نہ جادو کا بیشمار تھا گھوڑے بھی سواری کے بیشمار تھے مگر انکی بھی کچھ پروا نہ کی اور انکو بھی چھوڑ دیا اور آپ دیو کی گردن پر سوار ہو کر شہر فرنگوشیہ میں آیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ سے ملاقات کی ان سب کو اسکے آنے کی عید ہو گئی تصدق اُترنے لگے جب اطمینان سے ایرج بیٹھا تو کل سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف چلنے کا اہل لشکر کو حکم دیا ایسا کہیں نہیں چھوڑتے ہیں اور احوال حمزہ صاحبقران کا سُنیے کہ بعد روانگی ایرج داراب کشور کشا شہر کشور ریزہ کو چلا گیا تو ریج راہ پرست شہر ستقولیہ کو چلا گیا جمشید اشمی اور خورشید اشمی نے آپس میں صلاح کی کہ ہمارا ذبح دروغ گو ہے قابل خدائی کے نہیں ہے اسکو باندھ کر امیر حمزہ صاحبقران کے پاس لے چلو اور خود دین اسلام قبول کرو بختیارک نے تیور انکے بدلے ہوئے پائے تھے ڈرا کہ بھاگ ورنہ گرفتار ہوگا غرض شب کو زمرد شاہ بھاگ کر جزیرۂ نارون کی طرف روانہ ہوا صبح کو یہ دونوں جمشید اشمی اور خورشید اشمی یہ خبر سنکر بہت پریشان ہوئے اور افسوس کرنے لگے القصہ کچھ تحفے شہر اشتم کے اپنے ساتھ لیکر خدمت امیر کشورگیر میں حاضر ہوئے اور دین اسلام قبول کیا صاحبقران نے انکو خلعت دیئے یہ دونوں باصرار حمزہ صاحبقران کو شہر اشتم میں لائے دعوت ضیافت کی صاحبقران نے حکم دیا کہ بتخانے ٹوٹ جائیں اور مساجد کی بنا کی جائے سکہ قباد شہریار کے نام پر جاری ہو بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے جشن کیا بعد جشن کے چالاک بن عمرو سے پوچھا کہ یہ بد اقبال راندۂ درگاہ ذوالجلال تھا ہے بہ انکا کس طرف بھاگا ہے چالاک نے کہا کہ حضور وہ تو جزیرۂ نارون کو چلا گیا ہے اسی وقت امیر باتوقیر نے پہلوان بادی کو بلا کر کہا کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جزیرۂ نارون کی طرف روانہ ہو پہلوان بادی پیش خیمہ لیکر طرف جزیرۂ نارون کے روانہ ہوئے اور امیر نے بھی شہر اشتم سے کوچ فرمایا لیکن اب بیان کا حال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بھی ملاحظہ فرمائیے کہ شتدک جو عمرو کو لیکر بھاگا تو دامن کوہستان میں جاکر اُتار دیا عمرو نے کہا کیوں دیو شتدک دیکھا تو نے کہ اس فلک کج رفتار و مرگردون غدار نے ہمارے ساتھ کیا کجروی کی اقبال امرع بکا یاور ہو طالع اسکے زور پر ہیں افسوس ہیں اسکا کچھ نہ بنا سکا خیر اب تو چلا جا مگر خبردار ہوشیار رہنا اور مجھسے غافل نہ ہونا شتدک تو اپنی طرف چلا گیا اور عمرو اس مقام سے اُٹھکر ایک جانب کو روانہ ہوا بعد چند روز کے عمرو ایک شہر پر فوراً میں پہونچا دیکھا کہ شہر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اور خوب آباد مگر باشندے وہاں کے سیاہ فام ہیں اور بہت قوی ہیکل اور زبردست ہیں دریافت کیا کہ اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہاں کا کون ہے معلوم ہوا کہ نام اس شہر کا جزیرۂ نارون ہے حاکم یہاں کا لکمنتہ ہے یعنی لکمنتہ زنگی ہے اتفاقاً لکمنتہ نے فوج اپنی آراستہ کی تھی اور ایک بلندی سے بیٹھا ہوا تماشا فوج کا دیکھ رہا تھا عمرو نے جو لکمنتہ کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان نہایت ہی حسین ہے اور شکل بیتاب زنگی اسکی بھی شان و شوکت ہے اور ایک جانب کو دیکھا کہ دریا سے مواج بحر ذخار تلاطم سینہ آفت زا کہ ایک ایک موج اسکی مثل کوہ کے اُٹھ رہی ہے اور آسمان اس دریا کا ایک حباب معلوم ہوتا ہے ہوا ہے نمودی ز ہر حباب آسمانے + خطر ہر موج او چون کہکشانے + جو جنبیدی بہنگام تلاطم + بگردیدی سر افلاک انجم + شہر یہاں محیط فلک کے پانی بھرتے ہیں حباب اسکے ستاروں سے باتیں کرتے ہیں اور ایک دو ہزار کشتیاں دریا میں کھڑی ہوئی ہیں اور ایک بارہ ہزار غوطہ زن موجود ہیں کہ ایک ایک اُن میں کوئی چار گھڑی کا غوطہ لگاتا ہے کوئی پہر بھر کی خبر لاتا ہے بس فوراً ہی دل میں خیال گذرا کہ اے عمرو یہ لوگ اگر تیرے شریک ہو جائیں تو ضرور حمزہ سے عہدہ برآئی ہو جائے یہ سوچ کر ایک زنگی کی صورت بنکر لکمنتہ زنگی کی ملازمت اختیار کی اور اسکے ساتھ رہکر اسکی کل حقیقت سے آگاہ ہوا ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ اسکے پلنگ کے قریب بیٹھے جب وہ سو گیا تو اسے بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا اور خود اسکی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا صبح کو اُٹھکر تخت پر بیٹھا تمام زنگیوں پر حکم اپنا جاری کیا سب زنگی اسکے مطیع ہو گئے مال خزانہ سب قبضے میں کیا آپ رہنے لگا اور فکر کرنے لگا کہ حمزہ سے کیونکر مقابلہ ہو ایک روز یہ بیٹھا ہوا تھا کہ سردار غوطہ خوران تہمتن آمد باز نے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ غوطہ زن خوب تیار ہو چکے ہیں خوب مشقیں بہم پہونچائی ہیں بعض پہر بھر بعض دو پہر بعض دن بھر پانی سے باہر نہیں نکلتے اب جو حمزہ سے مقابلہ کیجیے گا تو البتہ سر ہو جیئے گا عمرو یہ سنکر متحیر ہوا کہ کیا مضمون ہے اور لکمنتہ نے اپنے دل میں کیا منصوبہ کیا تھا افسوس تو نے لکمنتہ سے

پوچھ نہ لیا مگر اپنے دل میں کہا خیر رحمن آپ باز سے معلوم کرلینگے اور رحمن سے کہنے لگا کہ بیان کرو کس طرح لڑائی ہوگی رحمن نے عرض کیا کہ
جس طرح حضور نے ارشاد فرمایا ہے اور جو طریقہ آپ نے تعلیم کردیا ہے اُسی طرح لڑینگے اسنے کہا کہ اچھا بیان تو کرو میں بھی تو سنوں کہ تفصیل
یاد بھی ہے یا نہیں رحمن نے عرض کیا کہ حضور نے یہ تدبیر ٹھہرائی ہے کہ حمزہ کو بلوا بھیجے اور کشتیوں پر سوار ہوکے حمزہ سے لڑیے اور یہ غوطہ زن
تیار ہوئے ہیں کہ دن دن بھر پانی میں غائب رہتے ہیں اثناے جنگ میں غوطے لگا کر نیچے سے کشتیوں میں سوراخ کردینگے پانی کشتیوں میں بھر جائیگا
کشتیاں ڈوب جائینگی اسی وقت اندرون دریا حمزہ کو گرفتار کرینگے اور لاکر قید کرینگے اسی طرح تمام خداپرستوں کو گرفتار کرینگے اور حمزہ کو بھی
مقید کرینگے اسنے یہ سنکر جواب دیا کہ رحمن مرحبا صد مرحبا خوب تجھے یاد ہے اب میں نامہ لکھکر حمزہ کو بلواتا ہوں یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے
آکر خبر پہونچائی کہ زمرد شاہ باختری خداوند ہیژدہ ہزار ملک باختر فرقہ خداپرستان کے ہاتھ سے ہزیمت اُٹھا کر یہاں آیا ہے یہ سنکر
سرداران لشکر کو لیکر استقبال کے لیے اپنے مقام سے چلا اثناے راہ میں ملاقات ہوئی ساتھ لیکر داخل شہر ہوا دعوت کی اور رکھا اسنے میں
پہونچکر لقا کو اُسکے سرداروں سمیت گرفتار کرکے لشکر پر اُسکے شبخون مارکر بھگا دیا لوگ لقا کے دامن کوہ میں چھپے بعد اُسکے حمزہ
صاحبقران کو نامہ لکھا کہ دین لات پرستی اختیار کرو یا مجھسے آکر دو گھڑی دریا میں لڑتا ہوں جب نامہ امیر کے پاس پہونچا امیر
نے چیر کر پھینکدیا اور کہا کہ میں آتا ہوں جہاں وہ لڑیگا میں اُس سے لڑونگا ایلچی جواب لیکر یہاں آیا اور کہا کہ حمزہ آتا ہے مگر نامہ کو تمہارے
چیر کر پھینکدیا اسنے کہا خیر سمجھا جائیگا تیسرے دن لشکر حمزہ صاحبقران کا جزیرہ کنارے دریا میں پہونچا بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی لشکر اترا
خیمہ خرگاہ راوٹی اسباب بچھونا قلندریاں سراچے برپا ہوئے بیچ میں دریا حائل تھا اُس پار لشکر اسلام اِس پار لشکر لکشن زنگی اُدھر کشتیاں
لکشن زنگی کی اس طرف کشتیاں حمزہ صاحبقران کی الغرض لکشن زنگی نے نشہ شراب میں حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ
پر چوب پڑی یہ خبر امیر کو بھی پہونچی لشکر امیر میں بھی طبل حربی نوازش میں آیا صبح کو ادھر لشکر اسلام پشت دریا صف باندھکر کھڑا ہوا اُدھر سے
لکشن زنگی کا لشکر آپہونچا دونوں صفیں آراستہ ہوئیں لکشن زنگی بہت بڑا گرز مقوے کا ہاتھ میں لیکر بیچ دریا میں آکر کھڑا ہوا اور نعرہ کیا
کہ اے خداپرستو آؤ میرے مقابلے کو بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر کشتی پر سوار ہوکر مقابل لکشن ہوا بعد از
گفتگو کے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی لکشن نے نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے چاہا کہ تلوار مارے غوطہ خوروں نے نیچے جاکر بہرام کی
کشتی میں سوراخ کردیا پانی کشتی میں بھر آیا ڈوبنے لگی اوپر سے لکشن نے وہ گرز مارا کشتی بہرام کی ڈوب گئی دریا کے اندر آب بازوں نے بہرام
کی مشکیں باندھ لیں اور زندانخانے میں لیجا کر قید کیا یہاں اہل چین بہرام کے واسطے رونے لگے اور اپنی حالت تباہ کی لکشن زنگی نے
پھر مبارز طلب کیا بہرام شتر خوار نے مقابلہ کیا اُسکو بھی مثل بہرام کے گرفتار کیا اسی طرح بہرام کہہ نشین اسد اژدہادم وغیرہ شام تک
سترہ جوان اسیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے مگر حمزہ صاحبقران نہایت ہی اداس کمال پریشان بارگاہ میں پھر آئے
فرمایا کہ بہت برا رنگ ہے لڑائی کا اور گرز بھی بہت زبردست معلوم ہوتا ہے سلامتی کچھ انکی شر سے پروردگار عالم [illegible] رکھے مگر لکشن زنگی جو پھر کر
اپنی بارگاہ میں آیا نہایت خوش ہوکر حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو قید خانے سے ہمارے سامنے لاؤ حسب الحکم وہ سب حاضر
کیے گئے بارگاہ میں پہونچکر بطریق اہل اسلام سلام کیا سب کو بیٹھنے کا حکم ملا حال لشکر حمزہ کا پوچھا اور کہا کہ کیوں صاحبو لشکر حمزہ میں کون
شخص تھا اور کیسا آدمی تھا جسنے تعریفیں کی اُس سے بہت ہی خوش ہوا اور جسنے مذمت کی اُسکو خوب ہی مار دلوائی اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آئے اور مقابل یکدیگر ہوئے لکشن کشتی پر سوار ہوکے نصف دریا میں آکر قائم ہوا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے
مالا گرد فرنگی کشتی پر سوار ہوکر مقابل لکشن ہوا لکشن نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے مالا گرد نے نام و نسب جو تھا بیان کیا بعد گفتگو
بسیار گرز لکشن زنگی نے مالا گرد فرنگی پر مارا اُدھر اُسنے گرز مارا اُدھر سے آب بازوں نے کشتی میں سوراخ کردیا پانی بھر گیا
کشتی ڈوب گئی آب بازوں نے اندرون دریا مشکیں باندھ لیں اور دریا سے باہر لاکر زندانخانے میں اسیر کیا اُسکے بعد جو مقابلے میں
آیا سردار فرنگستان مثل اسیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ کو واپس گئے مگر سرداران اہل اسلام

کو اپنے سامنے بلوایا اور مالاگرد فرنگی سے پوچھا کہ ای مالاگرد فرنگی حمزہ سے اور عمرو سے جس وقت بگاڑ ہوا تھا تو تقصیر کسکی تھی مالاگرد نے کہا کہ سراسر تقصیر حمزہ کی تھی اگر عمرو لشکر حمزہ مین موجود نہوتا تو تجھ ایسا زنگی روسیاہ مجھکو گرفتار کر سکتا تھا ہزارون ہی بلائین تو عمرو کے باعث سے رفع دفع ہوتی تھین حمزہ کو حمزہ صاحبقران دراصل خواجہ عمرو نے بنا دیا اگر عمرو لشکر حمزہ مین موجود نہوتا تو سو ہی جگہ لشکر حمزہ غارت ہو چکا تھا عمرو وہی ایسا شخص تھا کہ ہر واقعہ مین ہر جنگ مین سینہ سپر رہا اور سبھون کو بچایا عمرو نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا ای فرنگی جواہر انصاف اور حق تھا وہ تو نے بیان کیا اور اُسی وقت خلعت منگوا کر دیا اور حکم دیا کہ خبردار اس فرنگی کو کسی طرح کی تکلیف نہو پائے اور پھر طبل جنگ بجا کر دوسرے روز میدان مین آیا اور اُسی طرح کشتی پر سوار ہو کے دریا مین گیا اور مبارز طلب کیا علم شاہ مقابلے کو گئے مثل سابقین وہ بھی گرفتار ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی جگہ واپس گئے جب شام ہوئی تو علم شاہ کو دربار مین طلب کیا علم شاہ جو دربار مین آتے ہین تو کیا دیکھا کہ مالاگرد فرنگی بعزت تمام کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہی علم شاہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اس زنگی نے جب مالاگرد کی اس درجہ توقیر کی کہ اپنے سامنے ایک قیدی کو کرسی جواہر نگار دی اگرچہ وہ سردار فوج تھا مگر اب تو قیدی ہی ہوا اُسکی سرداری کا پاس و لحاظ کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ زنگی نہایت معقول ہی تیری عزت اس سے زیادہ عمل مین لائیگا کیونکہ تو تو مالاگرد کا بھی مالک ہی الغرض جب علم شاہ سامنے آئے تو عمرو نے پوچھا کہ کیون علم شاہ حمزہ اور عمرو کے فساد مین خطاوار کون تھا اور کسکی زیادتی تھی علم شاہ نے جواب دیا کہ ای لکنت زنگی تیری بھی کیا باتین ہین چہ نسبت خاک را با عالم پاک بھلا حمزہ سے اور عمرو سے کیا نسبت عمرو ایک ادنی سا نفرہ حمزہ صاحبقران زمانہ اُس سے حرکات ناشائستہ وقوع مین آئے نکالدیا گیا حاکم و مالک کی تقصیر کیسی اگر حاکم کی زیادتی بھی ہو تو اُسے زیادتی نہین کہہ سکتے اصل یہ ہی کہ صاحبقران نے اُسے عزت و توقیر دے رکھی تھی اسلیے وہ انتہا کا گستاخ ہو گیا تھا اپنے کو فلک ہفتم پر پہونچاتا تھا واقعی یہ ہی کہ پاجی کو کبھی سر نہ چڑھائے اور کبھی اُسپر بھروسا نہ کرے صاحبقران کے کل احسانات کو بھولکر وہ کمبخت بڑی بڑی لڑائیان صاحبقران سے لڑا اور کوئی لحاظ خداوندی نہ کیا بس یہ تقریر علم شاہ کی سُنکر لکنت نہایت برہم ہوا پہلے کمند چھپا سے باصفا مین بند ہوا یا کہ قید کو توڑ نہ سکے بعد اُسکے خوب ہی مار دلوائی مالاگرد کو کمال درجہ رنج ہوا اور انتہا کا غصہ آیا مگر کرے کیا مجبور و بے بس القصہ جب مالاگرد اور علم شاہ دونون زندان خانے مین آئے تو علم شاہ نے پوچھا کہ ای مالاگرد تو نے آتے ہی بیان کیا کارستانی کی تھی جو اسنے تیری یہ عزت و توقیر کی کہ اپنے سامنے جواہر نگار کرسی پر جگہ دی مالاگرد نے کہا کہ ای شہریار آپ کو معلوم بھی ہی کہ یہ لکنت زنگی ہی کون علم شاہ نے کہا کہ ای مالاگرد یہ تو تو ہی جان مین ابتک نہین سمجھا کہ یہ کون ہی مالاگرد نے کہا کہ آپ نے اُسکی طرز کلام سے بھی نہ جانا کہ یہ لکنت زنگی نہین ہی ای شہریار یہ ضرور کوئی طرفدار عمرو معلوم ہوتا ہی اگر لکنت زنگی ہوتا تو اُسکو عمرو اور صاحبقران کے جھگڑون سے کیا بحث تھی کہ وہ جھگڑا عمرو کا پوچھتا ای شہریار مین بھی جس روز اسیر ہو کر آیا تھا تو مجھسے پوچھا تھا کہ ای مالاگرد امیر اور عمرو کے بگاڑ مین تقصیر کسکی تھی میرے مُنہ سے بیساختہ نکلگیا کہ عمرو بے تقصیر تھا اگر وہ لشکر امیر مین نہوتا تو تجھ ایسا روسیاہ زنگی مجھے اسیر کر سکتا تھا یہی کلمات میرے واسطے بہتری کا باعث ہو گئے اور میری عزت کا سبب ہوئے اور آپ نے تو صریحاً اُسے پاجی بنایا اور نالائق کہا آپ کی کیونکر حرمت کیجاتی علم شاہ نے کہا کہ ای مالاگرد معلوم ہوتا ہی کہ یہ وہی پاجی ہی خیر جائیگا کہان لیکن لکنت زنگی نے پھر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو پھر کشتی مین سوار ہو کر آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے نور الدہر عالی شان مقابل لکنت زنگی ہوا بعد از گفتگو لکنت زنگی سے اور نور الدہر سے نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ بازی مین دونون برابر رہے لکنت زنگی نے گرز مارا اور اندرون دریا سے غوطہ خورون نے برچھون سے سوراخ کر کے کشتی کو ڈبو دیا اور شاہزادہ نور الدہر کو گرفتار کر لیا اسد بن کرب غازی بھی دریا مین گر پڑا وہ بھی گرفتار ہوا اب ایک حشر کنارے دریا کے بلند ہو گیا یہ معرکہ دیکھکر امیر نے بھی چاہا کہ اپنے کو دریا مین گرادین لندھور اور مالک امیر سے لپٹ گئے اور دریا کنارے سے گھسیٹکر لے آئے ادھر خواتین معظمہ مین ہاے نور الدہر اور واے نور الدہر کا غل برپا تھا لشکر اسلام مین ایک ہنگامہ محشر انگیز اور غلغلہ قیامت خیز برپا تھا غرض چند سپہ انداز یون ہی بہت سے سردار لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے اور لکنت زنگی سر روز کہتا ہوا پھرتا تھا کہ ہر چند یہ خدا پرست بہت زبردست ہین مگر میرے گرز کی تاب نہین لا سکتے

ہمراہی اُسکے آمنا اور صدقنا کہتے تھے القصہ پھر کشتی مین سوار ہوکر آیا اور مبارز طلب کیا اُس روز دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن
سعدان کشتی پر سوار ہوکر مقابل لکنت زنگی آیا اور بعد از گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہونے لگی اور کشتی اُسکی ڈوبنے لگی پس فوراً لندھور
خبردار ہو گیا پس جیسے ہی کشتی اندر دریا کے بیٹھی اور غوطہ خوراں لندھور سے لپٹے لندھور نے پانی کے اندر لڑنا شروع کیا اور رفقا سے لندھور
یعنے اکرمہ ہندی گوجر ملک دکنی آریا شاہ املتوجی سکندر دہلوی ادہر گلرخان ہندی اورنگ شاہ گورنگ شاہ گکھوری
عادل شیر دل فاضل شیر دل کہ سب کے سب شناور تھے پہلا تھے دریا مین کود پڑے آب باز تو صرف بارہ ہی ہزار تھے اور یہ سب ہندیا
پچاس چالیس ہزار بہلا کیا مقابلہ کرتے بہت سے آب باز دن کو مارا انہون کو گرفتار کیا اب باقی رہے ملاح اور ماجھی وہ بدبخت لڑنا کیا
جانین اور پہر ان سپاہیان سے بدل سے غرض لندھور لڑ بھڑ کر مع ہمراہیون کے دریا سے نکل آیا تمام حال امیر سے بیان کیا کہ خداکا
تمام سردار جو میری مدد کو گئے تھے زندہ ہین کوئی مارا نہین گیا امیر نے خوش ہوکر کہا لندھور سچ کہو لندھور نے کہا کہ حضور ایک سرمو
فرق نہین ہی بھلا مین آپ سے خلاف عرض کرونگا غرض خوشی خوشی پھر کر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے اور ادہر لکنت زنگی نے دیکھا کہ
افشائے راز اس ہندی نے کر دیا اپنے دل مین کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہی رات کو سمجھ لونگا غرض چار گھڑی رات گئے گلیم عیاری اوڑھکر
لشکر حمزہ صاحبقران مین داخل ہوا اور ایک مقام پر بیٹھکر خنجر ہاتھ مین لیکر نقب کنی کرنا شروع کی دو پہر رات گئے مہرہ نقب کا لندھور
کے خیمہ مین نکالا خاصبردارون کو دیکھا کہ پہرے پر کھڑے ہین اور خدمتگار چپی کر رہے ہین اپنے پروانے بیہوشی کے نکالکر شمع کی لو پر جلا
اور دود بیہوشی اُڑا خاصبردار تو اُسکی بو سونگھکر چرخ کھا کر گرے اور بیہوش ہو گئے عمرو نقب سے باہر آیا اور بیلا عیاری کا ہاتھ مین پکڑ کر ہاتھ
کو چرب کیا اور پلنگ کے برابر آکر چادر عیاری نکالی ایک کونا انگوٹھے کے نیچے دبایا اور تین کونون سے جھٹک جھٹک کر جتنی شمعین تھین
سب کو بجھا دیا اور ایک آدھ شمع کو رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہو جائے اور کفچہ عیاری پر داروے بیہوشی لگا کر دماغ سے لندھور کے
لگا دی جیسے ہی اوپر کا دم لندھور نے لیا بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی لندھور کو چھینک آگئی اور آنکھ کھلا گئی عمرو تو پلنگ کے نیچے چھپ گیا لندھور
نے ادہر اُدہر دیکھا جب کسی کو نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھکر سو گیا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے حلقہ ہائے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو
حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن وکمر ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کر کے چادر عیاری مین لپیٹ کر زنبیل مین ڈال لیا اور اُسی نقب
مین بیٹھکر خیمۂ امیر کی سیدھ باندھکر نقب کنی شروع کی ایک گھڑی مین نقب کا مہرہ امیر کے خیمے مین نکالا اور خدمتگار اور خاصبردارون
کو داروے بیہوشی اُڑا کر بیہوش کیا اور امیر کے پاس آکر بیٹھا کہ بیہوش کرے مگر دہراجا کو رائکے سائیان بارہ ساکے کو لکھے بال بیکا
کر سکے جو دو جگہ سیری ہوئے + صاحبقران نے خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ حملہ آور ہی گھبرا کر آنکھ کھولدی ایک سیاہ پوش کو
دیکھا کہ پلنگ کے برابر کھڑا ہی یقین ہوا کہ وہی دزد باریک گردن لک لکا پار بان زادہ ہی میری خبر پا کر کسی نہ کسی طرح یہان پہنچ گیا ہی نہایت
خوش ہوئے کہ اسکو اسوقت پکڑنا چاہیے پس آنکھین تو بند کرلین اور ہاتھ کو تیار کیا عمرو داروے بیہوشی نکالنے مین مصروف تھا امیر
کو آنکھ کھولتے نہ دیکھا تھا ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ کفچہ عیاری دماغ سے لگائے کہ صاحبقران نے ہاتھ بڑھا کر پہونچے کے برابر سے ہاتھ پکڑ کر ایک
جھٹکا دیا اور نعرہ کیا کہ باش اے نمکحرام کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہی بس عمرو منھ کے بل زمین پر گرا مگر
ہاتھ اُسکا جو بسبب روغن کے چرب ہورہا تھا اور اُسپر بیلا عیاری کا پہنے ہوئے تھا ہاتھ کھینچا جو ہی تو بیلا عیاری کا امیر کے ہاتھ مین
تھا اور ہاتھ اُسکا اُسمین سے نکل گیا وہ جست کر کے بھاگا اور پکارا کہ اوعرب اسوقت تو تو میرے ہاتھ سے بچ گیا مگر تو جائیگا کہان جہان ہوگا تیری
خدمتگذاری کو موجود ہون امیر دوڑے مگر وہ بھلا کب ہاتھ لگتا ہی سراپردے کو قطع کر باہر نکل گیا امیر کی آواز سنکر لوگ دوڑے مقبل نے
عرض کیا کہ حضور یہ غل کیسا تھا امیر نے مسکرا کر کہا کہ وہی نمکحرام دزد باریک گردن مجھے پکڑنے آیا تھا ہر چند کہ مین نے اُسکا ہاتھ بہت
مضبوط پکڑ لیا تھا لیکن وہ کمبخت پھر بھی نکل گیا لوگون نے کہا کہ پیر و مرشد شکر ہی خدا کا مصرع رسید بود بلائے ولے بخیر گذشت +
خیر دور کیجیے جو کچھ ہوا سو ہوا اب کوئی سوا پہر رات باقی تھی سو نا کون ہی بارے دہشت کے صاحبقران کو نیند نہ آئی اور عمرو بھی

ایک گوشے مین لیٹا کھڑا ہی رہا مگر تدبیر بن نہ پڑی یہانتک کہ نماز صبح کا وقت آگیا امیر مسجد کو پاس سلیمانی کی طرف چلے عمرو نے کیا کام کیا
کہ ایک فراش کی صورت بنکر جلدی سے شمع روشن کر کے مسجد مین لگا دی امیر نے مسجد مین آکر نماز پڑھنے لگے مگر حالت یہ ہی کہ بہت شدت سے
دوران سر ہو رہا ہی خیال ہوا کہ غذا بد جلد کے باعث سے یہ کیفیت ہی الغرض اتنی دیر مین دوسرا فراش جو روشنی لیکر آیا تو اوس سے اسنے کہا کہ
مین تو روشنی کر آیا پھر لیجا وہ فراش روشنی لیکر چلا گیا اور یہ اس فکر مین کھڑا ہوا کہ کسی طرح امیر کو گرفتار کرون خیر جون تون امیر نے دونون
رکعتین تو ادا کین مگر سجدۂ اخیر مین بیہوش ہو گئے بس جھٹ عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے باندھکر کیتارے کی گرہ دو گز زنبیل مین ڈال لیا اور
راہی ہوا یہان صبح کو ادھر تو لندھور کے خیمے مین غل ہوا کہ دارا سے ہند خیمے سے غائب ہی اور اُدھر شہرہ ہوا کہ صاحبقران کو بھی کوئی پکڑ لیگیا
بادشاہ اسلام نے کہا کہ سواے عمرو کے یہ کام کسی اور کا نہین ہی اور ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا اب احوال عمرو کا سُنیے کہ لندھور اور
صاحبقران کو لا کر غل و زنجیر مین گرفتار کر کے زندانخانے مین بھیجدیا امیر جب زندانخانے مین پہونچے اپنے کل سردارون کو زندہ پاکر سجدۂ شکر
کیا اور فرمایا کہ خیر کیا بیم مرگ انبوہ جشنے دارد اور یہ بدبخت بارگاہ مین آکر لباس سُرخ پہنکر بیٹھا اور کہا کہ لاؤ سب خدا پرستون کو داروغہ زندانخانہ
سار زنجیر کا پکڑ کر صاحبقران اور کل سرداران اسلام کو سامنے لایا امیر نے جب بارگاہ مین قدم رکھا تو لکنت زنگی کو تخت زرنگار پر بیٹھے دیکھا
آواز دی کہ اُس شخص پر میرا سلام ہو جو خداے واحد کو پہچانتا ہو اور دین پیغمبر آخرالزمان کو برحق جانتا ہو اور نمک حرام پر میرا سلام نہین ہی یہ
سُنکر عمرو نے آواز دی کہ او عرب کشکینہ نوش پشمینہ پوش سوسمار خوار ریگ بیابان شتر چران جلد میرے قدمون کو آکر بوسہ دے کہ ابھی مین تیرے
لیے بہتری ہی نہین تو بہت بُری طرح تجھے مارونگا امیر نے جواب دیا کہ او نمک حرام کیا بکتا ہی مین نے جو تجھے منہ لگایا تو آپ کو بھول گیا عمرو نے
یہ سُنکر جواب دیا کہ او ہچا درزادہ کہ تیری حقیقت ہی کیا ہی جمعرات کے دن جو ریوڑیان اور کوڑیان خانۂ کعبہ مین چڑھتی تھین اُسی پر تیری اور
تیرے بزرگون کی اوقات بسری ہوتی تھی عمرو ہی کے صدقے مین تو اس رتبے کو پہونچا ورنہ تو کہان اور صاحبقرانی کہان یہ سب شان و شوکت
تیری عمرو کی باعث سے ہوئی ہزار مقام پر تیرا لشکر شکست کیا ہوتا عمرو ہی کی پاپوش کے صدقے سے بچگیا اب تو میری اطاعت کرنے سے
انکار کرتا ہی صاحبقران یہ سنکر برہم ہوکر کہا کہ او نابکار نمک حرام کیا بکتا ہی [illegible] عمرو نے برہم ہوکر ایک دعوات جو سامنے رکھی ہوئی تھی امیر
پر کھینچ ماری کہ امیر کے سینے پر پڑ کے ٹوٹ گئی اور جہان صاحبقران کی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اور ایک جھٹکا جو دیتے ہین تو داروغۂ
زندانخانہ منہ کے بل زمین پر گرا اور امیر نے [illegible] کر ہاتھ کی ہتھکڑی پانون کی بیڑی گلے کا طوق پکڑ کے مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اور اُس
زنگی یعنی داروغۂ زندانخانہ [illegible] گر پڑا بس اُسکی چھاتی پر چڑھ کے اُسی کی تلوار لیکر پہلے اُسے
واصل جہنم کیا [illegible] عمرو [illegible] کہ او نمک حرام کہان [illegible] امیر کی یہ حالت دیکھکر سرداران اسلام کو بھی جوش شجاعت
آیا اور [illegible] سر دار [illegible] ستون [illegible] طوق و سلاسل کو [illegible]
[illegible] عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا تاج و خلعت کو اُتار کر زنبیل
کیا اور [illegible] خدا پرستون کو [illegible] آتا ہون زنگیون سے تلوار چلنے لگی اور عمرو جست کر کے
بارگاہ سے باہر آیا [illegible] کو زنبیل [illegible] کر کے بیہوش مین لایا اور خود ایک خدمتگار کی صورت بنکر
کہنے لگا [illegible] بارگاہ مین [illegible] ہزار [illegible] آواز سُنکر مسلح و مکمل ہوکر چار طرف سے دوڑے اور یہان
امیر با توفیق تلوار [illegible] ایوان شاہی سے باہر [illegible] قضاے کار اتفاقات روزگار امیر کے نعرہ کی آواز
لشکر اسلام مین پہنچ گئی اور بادشاہ اسلام نے یہ آواز سُنکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی صاحبقران چھوٹ گئے کل لشکر تیار ہوکر
چلے تمام غازیان دیندار اور بہادران بہتور شعار پہلوانان عالی وقار مرکبون پر سوار ہو ہو کر مسلح و مکمل ہوکر دوڑ پڑے اور زیر بند کاٹ
کاٹ کر گھوڑے دریا مین ڈال دیے اُدھر لکنت زنگی کو بھی خبر پہونچ گئی کہ لشکر امیر کا اعانت امیر کے لیے دریا میں پھیر کر آتا ہی زنگیون
کو حکم دیا کہ جا کر خدا پرستون کو دریا ہی مین روکو ادھر سے زنگی چلے اُدھر سے لشکر اسلام چلا بیچون بیچ دریا مین مقابلہ ہوا بہت سے

زنگی لشکر اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اب زنگی تھوڑے بہت جو باقی رہگئے تھے اُنکو بھگا کر لشکر اسلام امیر کے پاس پہونچ گیا اب سُنیئے
کہ اِدھر تو دریا مین اسقدر تلوار چلی تھی کہ تمام دریا سُرخ ہوگیا تھا اور کالے کالے سر زنگیون کے جو اُس پانی مین تیر رہے تھے تو یہ معلوم
ہوتا تھا کہ فصد کھولکر خون مین کوئلے ڈالدیئے ہین یا تختۂ لالہ زار مین بھونرے بیٹھے ہین اور اُدھر یہ عالم تھا کہ لاش پر لاش سر پر سر دھری
دھر گر رہا تھا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے تھے عین گرمی جنگ مین لکنت زنگی اور حمزہ سے مقابلہ ہوا لکنت نے حمزہ
صاحبقران پر تلوار ماری جب تلوار اُسکی نزدیک پہونچی امیر نے ایک جھپکی دی کہ تلوار اُسکی پرے جا پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالکے اُسکی تلوار اپنے
قبضے مین کی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زمین سے اُٹھالیا اور بالاے سر چرخ دینے لگے وہ زنگی مثل طاوس آتشبازی
کے چرخ کھانے لگا صاحبقران نے آواز دی کہ ہے مردک تجھے اس زور سے زمین پر دے مارون کہ تیرا دم نکلجاے بہتر یہ ہے کہ لقا پر لعنت کر
اور دین اسلام کو اختیار کر لکنت نے عرض کیا کہ اے شہریار مجھے معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہے جبتک زندہ ہون آپکی غلامی سے باہر
نہ ہونگا صاحبقران نے لکنت کو زمین پر رکھدیا لکنت صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مجھے تلقین اسلام فرمایئے
امیر با توقیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اور لکنت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور اپنے افسران فوج اور سرداران لشکر کو بھی مسلمان کیا وہ بھی از صدق
مسلمان ہوئے بعد اُسکے لقا کو بلوایا لقا نے آکر اپنے سردارون سمیت سلام کیا اور پکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر کہ جو مجھکو خدائی برحق
جانتا ہو صاحبقران نے کہا او نابکار کیا واہیات بکتا ہے بس خاموش رہ اس خیال خام اور تصور ناتمام سے باز آجا اور توبہ کر اور پروردگار عالم
کو سجدہ کر مین نے جتنے ملک تیرے لے لیے ہین سب دیدونگا ورنہ آج تجھے ضرور مار ڈالونگا لقا کو تو بختیارک پہلے ہی سکھا چکا تھا کہ جب
تعلیم بختیارک لقا نے جواب دیا کہ اے حمزہ تمنے مجھے گرفتار نہین کیا مجھکو تو دغا باز ہی عمرو نے گرفتار کیا تھا اب تم مجھے چھوڑ دو بعد
اُسکے اگر مجھپر غلبہ حاصل کروگے تو جو کچھ کہوگے اُسے قبول کرونگا صاحبقران نے کہا کہ چھوڑ دو اس نابکار کو کہ یہ ایک حجت درمیان مین
لایا ہے اُسی وقت بیڑیان پانون کی کٹوا دی گئین اور گھوڑے سواری کو دیئے اور کہا کہ جا لقا وہانسے باہر نکلا اور اپنے لوگون سے کہا
کہ دیکھا تمنے مین نے کیا تدبیر کی اور اپنی قدرت کاملہ سے کسطرح چھوٹ آیا جو شیطان اور نادان اسکے ساتھی تھے وہ سب کہنے لگے کہ یا
خداوند جو کچھ آپ فرماتے ہین سب بجا اور درست ہے آمنا وصدقنا الغرض یہ کہتے ہوئے وہانسے چلے اور دامن کوہ مین جہان اسکی فوج
پڑی ہوئی تھی پہونچے اہل فوج نے جو اپنے مالک کو آتے دیکھا دوڑ کر قدمبوس ہوئے اور سجدہ کیا لقا نے سب کو تشفی اور دلاسا دیا اور
کہا تم سبھون نے دیکھا کہ اس لکنت نمک ناشناس بدزادہ دزد باریک نے [illegible] میرے ساتھ کیا سلوک کیا اور مین نے اُسکا کسطرح غارت
کردیا اور حمزہ کے ساتھ سے بچکا سبھون نے کہا کہ یا خداوند گو تو دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے بختیارک نے کہا کہ واقعی آپ بڑے سخت گیر ہین کوئی
شک و شبہ نہین ہے فقط چند [illegible] لقا نے ہرکارون کو روانہ کیا کہ جہان جہان ہماری فوج پھیلی ہوئی ہو اُسے بلالاؤ بعد اُسکے بختیارک سے
عالم تنہائی مین مشورہ کیا کہ اے بختیارک تو خوب جانتا ہے کہ مجھسے کچھ نہین ہوسکتا اور تجھسے کچھ نہین ہوتا پھر اب تو بتا کہ مین کیا تدبیر
کرون کہ مین تو حمزہ کے سردارون سے ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا بختیارک نے کہا کہ اے خداے با خبر آپ کیا فرماتے ہین دنیا مین کون ایسا شخص
ہے کہ جو حمزہ سے عہدہ برآ ہوسکے زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردہ قطب دوران صاحبقران زمان ایرج نوجوان بیٹا
حمزہ سے لڑ سکتا ہے اگر اب میری راے ہے کہ آپ جنگ بجوا دیجیے اور کوئی دو پہر رات گئے لشکر حمزہ پر شبخون مارتے ہوئے شہر [illegible]
کو روانہ ہوجیے اور وہان ایرج سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اب میرا ہاتھ ہو اور آپ کا دامن ہے مجھکو حمزہ کے
ہاتھ سے بچا لیجیے اگر اسکے جواب مین ایرج آپسے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کی شرط پیش کرے اور کہے کہ اگر تم آفتاب پرستی اختیار کرو
تو البتہ مین تمھاری اعانت کو مستعد ہون تو آپ اُسکا جواب دیجیے گا کہ جب تو لشکر اسلام کا استیصال کرلیگا تو مین فوراً آفتاب پرستی قبول کرلونگا
بس جسوقت آپ یہ کہینگے تو ایرج بہت خوش ہوگا اور آپ کو پناہ دیگا مگر اتنا خیال رکھیے گا کہ اپنی خدائی جاکر نہ گنوا دیجیے گا اور یہ نہ فرمایئے گا
کہ مین نے فلان تدبیر کی یا فلان کام کیا اور نہین تو پھر مین نہین جانتا اُلٹی ٹھوکریان لگنے لگینگی اور اگر حمزہ پر [illegible] غالب آگیا

اور اُسکو ایرج نے مار لیا تو پھر ایرج کا مار لینا کیا بات ہی ایک ذراسی بات ہی تو مین ایرج کو مٹا دونگا اور اگر ایرج کو حمزہ نے قتل کیا تو بھی
اچھا ہو دو دشمنون سے ایک ہی رہ جائیگا لقا اسکی تقریر سے بہت ہی خوش ہوا اور کہا ای بختیارک کیا خوب تدبیر تو نے بتائی ہی اور یہ
تدبیر تو شیطان کو بھی نہ سوجھتی جو تجھے سوجھی ہی ارے مین نے بھی ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے کہا کہ پھر تو نے واہیات بکنا
شروع کیا ارے ایسے بیٹرے تقدیر کرنے نے تو ایسی بیٹری تقدیر کردی کہ ملک او مال سب چھوڑا بھاگتے بھاگتے یہان تک آیا غیر شخص پاس پناہ لینے
جاتا ہی کہ وہ تیرا پرستار بھی نہین ہی لقا نے کہا کہ ای شیطان درگاہ مجھکو تو عادت پڑگئی ہی یہ عادت یکایک تو جائیگی نہین رفتہ رفتہ چھوٹیگی
بختیارک چپ ہو رہا الغرض لقا نے طبل جنگ بجوایا اب ادھر یہان کا حال سُنیئے کہ امیر نے تمام جزیرۂ نارون کو مسلمان کیا بتخانے توڑ ڈالے
مسجدون کی بنا ڈالی بانگ صلوٰۃ چارطرف بلند ہوئی امیر اپنی بارگاہ مین دنگل شوکت پر بیٹھے ہوئے ہین سردارونکا دورہ بندھا ہوا ہی گلشن
زنگی سے باتین ہو رہی ہین گلشن زنگی کہہ رہا ہی کہ ای شہریار مین آپکے لشکر سے نہین لڑا مجھکو لڑائی کی خبر بھی نہین ہوئی اگرچہ میرا قصد آپ سے
مقابلے کا ضرور تھا مگر الحمدللہ کہ مین اس سے محفوظ رہا امیر فرما رہے ہین کہ ہان جو کچھ کیا وہ اس دزد باریک گردن نے کیا یہی باتین ہین
کہ یکایک ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ لقا کے لشکر مین طبل جنگ بجا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی بفضل ایزدی و تائید ربانی
ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاری جنگ لشکر اسلام مین شروع ہوئی اور ادھر یہ سیاہ رو سیاہ
قلب زمرد شاہ پہر رات گئے لشکر اسلام پر شبخون لایا اور جو سامنے آگیا اُس سے لڑتا بھڑتا ہوا شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور یہان دھوکے
دھوکے مین رات بھر تلوار چلا کی کچھ ادھر سے کچھ اُدھر سے کچھ اس خیمے سے کچھ لوگ اُس خیمے مین سے نکل آے یہ اُنہین حریف سمجھے وہ اُنہین حریف
سمجھے خوب تلوار چلی ایک عجب غلغلۂ محشر انگیز شب بھر برپا رہا صبح کے قریب کوئی چار گھڑی رات رہے حمزۂ صاحبقران کو خبر ہوئی
بادشاہ اسلام و سرداران ذوی الاحترام سوار ہوئے پنجشاخے ساتھ ساتھ روشن ہو رہتا ہین چمکتی ہوئین جدھر سے ہو کر نکلے اُدھر کی لڑائی موقوف
ہو گئی روشنی مین ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ دوڑ کر گلے سے لپٹ گئے کہ بھائی ہماری خطا معاف کرو لاعلمی اور نادانستگی مین تیغ تلوار
ماری تھی الحاصل امیر نے تمام لشکر مین گردش کی کسی طرف حریف کا پتا نہ لگا سب طرف کی لڑائیان موقوف ہوئین مگر اس دھوکے مین ہزارون آدمی
کے وار سے نیا مرے ہو گئے امیر نے چاہا کہ میدان لقا کی طرف روانہ ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آے اور عرض کیا کہ حضور کہان تشریف
لیے جاتے ہین لقا تو رات کو بھاگ گیا صاحبقران نے کہا کہ ہان سچ کہو ہرکارون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہماری جو خلاف کہین ارشاد ہوا
کہ واللہ ثم باللہ تو پھر وہی کافر شبخون کرکے سیاہ فوج کا دکھلا کر چلا گیا یہ کہکر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے اور وہ لوگ جو رات کو شبخون
مارے گئے تھے اُنکے وارثون کو بلا کر زر نقد دیا اور درماہے اُنکے مقرر کردیے پسر عمرو جو کرسی پر ہر پر بیٹھا ہوا تھا امیر نے اُس سے فرمایا
کہ ای چالاک ہرکارون کو روانہ کرو کہ یہ راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران آل لقا سے بوم خصال کس طرف گیا ہی مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک
اُس گبر ناہنجار کنندۂ ناتراش کو دائرۂ اسلام مین نہین لاتا ہون یا تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہین کھینچتا ہون مجھکو چین اور آرام
نہین ہی چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ بہت خوب اور چالیس جوڑیان ہرکارون کی کہ افسر اُنکے نونہال خیبری سرہنگ کی
ابوطاہر خونریز تھے خبر کو روانہ کین لیکن اب یہانسے احوال اقبال بے بقا کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ بھاگتا ہوا قریب شہر فرنگوشیہ کے
پہونچا قضاے کار را اتفاقات روزگار ایرج نوجوان اُس روز شکار کے لیے نکلا ہی پہلے قراول میر شکار یوزباشی جانوران صید گیر لیے ہوے
ہمراہ ہین اور بحری کو ایک قاز کے پیچھے چھوڑا ہی وہ پیچھے چلی جاتی ہی پہلے تو آسمان مین ڈوبی پھر دہنے ہاتھ سے مار مار کر قاز کو نیچے لانا شروع کیا
اور ایرج اُسکا تماشا دیکھتا ہوا گھوڑا اُڑاے ہوے چلا آتا ہی کہ ایک مقام پر بحری قاز کو دبوچ کر بیٹھ گئی ایرج نے اُسے اُٹھا لیا اور گوشت
شکاری سے سیراب کیا کہ فوراً لقا سامنے ایرج کے آیا اور بموجب تعلیم بختیارک آتے ہی ایرج کے پانون پر گر پڑا کہا ای زبدۂ افتخار
مین دہشت تیغ حمزہ سے بھاگ کر تیرے دامن پناہ مین پوشیدہ ہونے آیا ہون اب میرا ہاتھ ہی اور تیرا دامن ہی تو ہی خدا پرستون سے
مجھے بچائیگا تو بچونگا یہ کلمے زبان لقا سے سُنکر ایرج نے اُسے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ آپکے پیچھے آئیگا تو معقول

سزا پائیگا یہانسے ایک بھی زندہ نہ جائیگا مگر شرط یہ ہی کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو لقا نے کہا کہ جب تم آئین خدا پرستی کو مٹا دوگے تو مجھے
اس امر کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ مجھے قبول ہے اور ساتھ ہی اسکے بختیارک بھی سامنے آیا اور قدسون کو بوسہ
دے کر دعا دی اور فریاد کرنے لگا کہ ای ایرج نوجوان مین تو اس دزد بار یک گردن لک لک پا ساربان زادے کا مارا ہون لیس یہ سنا تھا کہ
کہ ایرج کو غصہ آگیا اور کانپنے لگا مگر یہ خیال کہ یہ پناہ مین آیا ہی غصے کو ضبط کر کے کہنے لگا کہ ای بختیارک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو
کو برا نہ کہو ارے بھائی وہ تو میرا دلی نعمت ہی مین انہی کا ساختہ و پرداختہ ہون اگر وہ مجھے صاحبقران نہ بناتا تو مین پھر وہی بزاز بچہ کا
بزاز بچہ ہی رہتا اسی ارسطو فطرت لقمان حکمت کے حسن تدبیر سے یہ عزت دولت مجھے حاصل ہوئی اور مین اس رتبہ کو پہنچا ہون اسنے قدر نہ کی
اور اپنی نادانی سے اسے کھو دیا بختیارک نے جو دیکھا کہ یہ مرشد کی تعریفین کر رہا ہی اپنے دل مین کہا کہ مرشد کا سکہ ہر جگہ بیٹھا ہوا ہی کہنے لگا
کہ ای ایرج نوجوان فی الواقع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایسا ہی شخص ہی اول تو وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران دوسرے جو کرامتین کہ خواجہ مین
جمع ہوئی ہین وہ آج تک کسی عیار و نامور مین نہین دیکھی گئین مشرق مین مغرب مین جنوب مین شمال مین ہر جگہ اور جس وقت خواجہ کا نام لیا گیا
موجود تھے اور حمزہ کو حمزہ صاحبقران کسنے بنایا خواجہ ہی نے یا کسی اور نے ایرج نے کہا کہ ای بختیارک تو بھی دو رنگا آدمی ہی ابھی تو مذمت
کر رہا تھا اور ابھی تعریفین کرنے لگا بختیارک نے جو یہ کلمہ سنا اور ایرج کو برہم پایا جھپٹ سے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ معاف فرمایئے اب
تو مجھسے ایک خطا ہوگئی آپکے پیر و مرشد ہونے مین تو کون شک لا سکتا ہی مگر مین پریشان خاطر تھا اور خواجہ کی نظر میری جانب سے کج ہوگئی تھی
اس لحاظ سے یہ کلمات میرے منہ سے نکل گئے اب ایسی خطا کبھی نہ ہوگی غرض ایرج نوجوان لقا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین داخل ہوا لقا کی
دعوت کی بعد دو روز کے ایرج نے کہا کہ ای لقا مین نے ایک باغ نہایت پرتکلف تیار کروایا ہی ایک ذرا چلکر سیر کر آیئے لقا نے کہا کہ
اچھا مین نے بھی تقدیر کی یہ جواب لقا کا سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیا واہیات کلمہ تمنے منہ سے نکالا ابھی وہی مرغے کی
ایک ٹانگ چلی جاتی ہی اس حالت کو پہونچگئے اور وہی دعوی خدائی بختیارک نے دیکھا کہ اب معاملہ خراب ہوتا ہی کہنے لگا کہ زبدۂ آفتاب پرستان
اسکو عادت پڑ گئی ہی چھوٹتے ہی چھوٹیگی اور لقا نے بھی عذر خواہی کی کہ ایرج اب کبھی ایسی خطا مجھسے سرزد نہ ہوگی اس عذر خواہی سے
لقا کی ایرج نے سکوت کیا اور اپنے ہمراہ لیکر باغ مین آیا دیکھا تو باغ نہایت سرسبز و شاداب بہشت بریں کا جواب معلوم ہوتا ہی عجیب و غریب
درخت لگے ہوئے ہین انواع اقسام کے پھول کھلے ہوئے ہین ہٹریون پر داغ بیل لگا ہوا روشون پر سرخی کٹی ہوئی وسط باغ مین ایک بارہ دری
عالیشان بنی ہوئی ہی اسکے درجۂ ثانی مین ایرج آکر بیٹھا بزم عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا اور ایک نازنین حور تمثال نے
بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

اگر جذب دل عاشق یہان تک اسکو لے آئے
کھلے کچھ حال تو آخر ہین انکی نہین ہان کا
جواب آئے وہان سے ای قضا اتنا تو وقفہ کر
مرا افسانۂ شہرت دہ ہی اس آفت جان کا
وہی ہی عاشق صادق وہی ہی ضبط مین کامل
لگایا خوب سا لبن تنے جگر کوئی جانان کا
گذر شاید ہوا ہی اسطرف اس آفت جان کا
تو منت کش ہون کس واسطے پھر اسکے دربان کا
نہ کہنا اور کچھ قاصد سمجھ جائیگا وہ خود ہی
مین سنلون حال تو قاصد سے کچھ اسکی نہین ہان کا
گر ہمراہ غیرون کے جلانے کو مرے ظالم
نہین کرتا کسی سے تذکرہ جو درد پنہان کا
تنزل مین ہی تختہ آج کچھ گور غریبان کا
وہ آئینگے نہ آئینگے ہوا کیا جب ہی کیون کا
فقط تو پوچھ آ جا کر مزاج اس آفت جان کا
ہوئے معشوق عالم وہ مرے معشوق ہولے ہے
اور اسیر ستم میری گلی مین آ کے منہ ڈھکا
چلو اعلال کہے کر کرو یا وضد ایکہ دل

الغرض بڑی دیر تک صحبت عیش برپا رہی اتفاقات روزگار قضا سے کار سالک بن بلکوت شاہ
کا ایک ہاتھی نہایت مست اپنے فیلبان کو مار کر زنجیر مین توڑ کر چھوٹ گیا ہی اور شہر کے اندر گھسا ہی بازار بند ہوگیا لوگ بھاگ گئے جس آدمی
کے ہاتھ لگا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی کو دانتون کو چیر کیا کسی کو پاؤن سے مسل ڈالا ایک زمانہ تہ و بالا کر دیا درخت پہاڑ پھاڑ کر ڈال دیئے تمام
دیوارین گرا گرا دی ہین پختہ عمارتون پر اسقدر ٹکرین لگائی ہین کہ دیوارین ہل گئی ہین اور شق ہو ہو گئی ہین شہر مین تلاطم مچا ہوا ہی کہ بھالے ہوئے
دیکھے بھالے ہوئے دور دور چلے آتے ہین نزدیک کوئی نہین جاتا اور اس ہاتھی کی تو عجب صورت بنی ہوئی ہی کہ دانتون مین تو خون بھرا ہوا

بھسونڈ سے مین خاک جمی ہوئی ہے مستانہ پن ٹی کوڑا پڑا ہوا ہے اور لوگ پیچھے پیچھے ہٹے رہو بچے رہو کا غل مچاتے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ ہاتھی پیچھے پھر پڑتا ہے تو لوگ پھر اُبال بارکر تتر بتر ہو جاتے ہین الغرض یاہین صورت گذاری وہ ہاتھی دروازۂ باغ پر پہونچ گیا اور لوگون کو دیکھ کر جھپٹا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ باغ کے اندر گھس آئے ہاتھی بھی دروازہ باغ کا چیر کر باغ کے اندر گھس آیا اور جسوقت سامنے بارہ دری کے آیا مالک بن ملکوت شاہ بھی اُس صحبت مین موجود تھا اُسکا تو زہرہ آب ہوگیا لقا کا پیتا پانی ہوگیا بختیارک کا بھی عجب حال ہوا کانپنے لگا غرض تمام حاضرین محفل کا عجب حال ہوا یہ حالت دیکھکر ایرج اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین ابھی تو اس ہاتھی کو مار ڈالونگا اقبال شاہ لپٹ گیا اور کہا کہ آپ کہان جائینگے ایرج نے کہا کہ آپ کی یہ خواہش ہے کہ بندگان حضور اعظم اسکے ہاتھ سے مارے جائین اور ہاتھ چھڑا کر اُس فیل مست کی طرف دوڑا جب قریب اُس ہاتھی کے پہونچا اُسنے پستی کرکے چاہا کہ ایرج کو بھسونڈ سے مین لپیٹ کر دے مارے فوراً ایرج نے اُسکی سونڈ کو دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ مع زنجیر کے دفعتہً مین سے گردن تک کھنچ آئی ہاتھی چیخ چنگھاڑ کر گرا غل ہوگیا کہ زبدۂ آفتاب پرستان نے ہاتھی کو مار ڈالا لقا کھڑا ہوا تماشا دیکھنے کو جھکا تھا کہ کٹہرا ٹوٹ گیا اور لقا نیچے چلا لوگ چلا اُٹھے کہ ارے لینا لقا کو اگر نیچے گر پڑیگا تو ہاتھ پاؤن اُسکے ٹوٹ جائینگے کہ بختیارک نے ایرج سے کہا کہ ای ایرج نوجوان لینا لقا کو ایرج نے جو پھر کر دیکھا تو دیکھا کہ لقا غلطان اور پیچان چلا آتا ہے ایرج نے ہاتھ بڑھا کر لقا کو روک لیا اور زمین پر رکھدیا لقا بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا تو لوگون نے بیان کیا کہ ای خداوند ایرج نوجوان نے آپ کو بیحد روک لیا اور چوٹ نہ لگنے دی لقا نے اپنی انگوٹھی کہ جسمین کئی سال کا خراج ملک باختر کا صرف ہوا تھا اُتار کر ایرج کے ہاتھ مین پہنا دی اور کہا کہ ای ایرج مین نے تمام ملک باختر تجھے دیدیا اور لورخالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز کو مین نے تیرے ساتھ منسوب کیا ایرج نے کہا کہ کیا خوب ملک باختر حمزہ کے قبضے مین ہے وہ عنایت ہوتا ہے اور گیتی افروز قاسم کی زوجیت مین ہے وہ مرحمت ہوتی ہے یہ چیزین قبضۂ غیر مین ہین وہ آپ عنایت کرتے ہین مونچھ پر میرے نام لقا یہ سنکر آبدیدہ ہوگیا اور کہا کہ ای ایرج ادر کیا چیز اب میرے پاس رہ گئی ہے جو تجھے دون ایرج نے کہا کہ ای لقا رنجیدہ نہ ہوجئے دیا مین نے پایا مین حمزہ سے لڑکر باختر تو لے لونگا گیتی افروز سے مجھے سروکار نہین ہے الغرض ایرج نے شاپور شیردل سے کہا کہ ای شاپور حمزہ کی خبر منگواؤ کہ حمزہ آجکل کہان ہے شاپور نے اُسی وقت بحسب حکم ایرج نوجوان بہت تیز رو اور چالاک ہرکارے روانہ کیے

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان روانگی امیر حمزہ صاحبقران بسمت شہر فرنگوشیہ بیان کیے جاتے ہین

کہ جب ہرکارے حسب الحکم امیر دریافت حال لقا کے لیے روانہ ہو چکے تو امیر یا توفیر نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور جشن عشرت برپا کیا عین جشن مین آکر ہرکارون نے خبر دی کہ لقا یہان سے بھاگ کر شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور دامن ایرج مین پناہ لی ہے صاحبقران نے بمجرد استماع اس خبر کے پہلوان عادی کو طلب کیا اور ارشاد ہوا کہ پیش خیمہ ہمارا جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہو اُسی روز پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہوا اور دوسرے روز حمزۂ صاحبقران نے بھی کوچ فرمایا بعد طی مراحل وقطع منازل قریب شہر فرنگوشیہ کے پہونچے بارگاہ سلیمانی بپا ہوئی امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوئے اور دنگل صاحبقرانی پر جلوہ فرمایا اور ہر ایک سے استفسار کیا کہ ایرج سے کس مقام پر لڑائی ہونا مناسب ہے ہر ایک بہادر نے عرض کیا کہ ای امیر سامنے شہر فرنگوشیہ کے زیادہ مناسب ہے یہ سنکر بادشاہ اسلام نے کہا کہ نجومیون سے بھی تو کچھ پوچھیے امیر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اُسی وقت بیسیرا ابن خواجہ بزرجمہر طلب ہوئے اُنھون نے آکر عرض کیا کہ بہتر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پل کفیل سے اُس پار اُتر کر مقابلہ کیجیے اور اگر لشکر اس پار اُتر آیا تو پھر اُسی کی فتح ہے امیر نے چار خلعت اور چار توڑے اشرفی کے منگا کر چارون بھائیون کو دیے اور رخصت کیا ادھر تو وہ رخصت ہوئے ادھر صاحبقران نے پہلوان عادی سے کہا کہ بہت جلد بارگاہ سلیمانی پل کفیل کے اُس پار نصب کرائی جائے پہلوان عادی اُسی وقت خیمہ لیکر چلا اگر اب امیر [illegible] کی کیفیت ملاحظہ ہو کہ یہ دونون بارگاہ مین پہنچے ہوے لیے ہیں [illegible] صاحبقران اور اُنکی فوج

سرداروں کا تذکرہ ہو رہا ہی اور بختیارک ایک ایک کی تعریف کر رہا ہی علی الخصوص شاہزادہ خاور سیاہ کی بہادری کا کہ وہ ترک تو سن بلا پہ سوار
کا اٹھارہ روز تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی مین گھس گیا اور کل بارگاہ کو قلم کر ڈالا اور ایرج بھی کہ رہا ہی کہ واقعی وہ ایسا ہی جری ہی اور
آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ حمزہ صاحبقران آپہونچا اور پل کفیل سے تہیہ حمزہ
کا اسطرف آتا ہی یہ سنکر اتنا کا تو یہ حال ہوا کہ کانپنے لگا اور جام شراب ہاتھ سے چھوٹ پڑا رنگت زرد ہو گئی ایرج نے دلاسا دیا اور بختیارک
نے ایرج سے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مین نے کتاب نجومی مین دیکھا ہی کہ جسکا خیمہ پل کفیل سے اُتر جائیگا اُسی کی فتح ہو گی اور اگر
آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو نجومیون کو بلوا کر پوچھ لیجیے ملکوت شاہ نے کہا کہ ہان مین نے بھی نجومیون سے یہی سُنا ہی کہ جسکا خیمہ پل کفیل
سے پار اُتر جائیگا وہی فتحیاب ہوگا یہ سُنکر ایرج نے عوجان دریا باری سے کہا کہ تم بہت جلد ہمارا پیش خیمہ لیکر پل کفیل سے اُس پار اُتر جاؤ
عوجان دریا باری اُسی وقت روانہ ہوا جب پل کفیل پر پہونچا تو اُدھر سے پہلوان عادی آرہا تھا دونون سے اثنائے راہ مین ملاقات ہوئی
عوجان نے آواز دی کہ اسی طرف پھر جاؤ کہ خیمہ ایرج نوجوان کا اُس پار استادہ ہوگا پہلوان عادی نے جواب دیا کہ یہ خیمہ امیر گیتی ستان
حضرت امیر حمزۂ صاحبقران کا ہی تو اپنا خیمہ اُس طرف پھیر لے جا کہ مین اُس پار جا کر بارگاہ سلیمانی قایم کرونگا عوجان نے آواز دی
کہ ای پہلوان عادی اگر تو یون نہ ہٹیگا تو مین بزور تیغ تجھکو یہان سے پھیرونگا عادی نے جواب دیا کہ کیا مجال ہی تیری عوجان نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا اور بڑھکے ایک تلوار پہلوان عادی پر ماری پہلوان عادی نے سپر پر روکی تلوار عوجان کی سپر کو کاٹ کر عادی کے سر پر پڑی کہ
تا دو ابرو اُتر گئی زخم بہت کاری لگا دامستانہ ایک تلوار تو اُسکی چھپاکر نکل گئی سر سے چادر خون کی جاری ہوئی ذوالفقار عادی نے سامنا کیا وہ
بھی زخمی ہوا آخرکار عوجان نے لشکر عادی کو شکست دی اور بارگاہ سلیمانی چھین لی ابھی پہلوان عادی کے ہمراہیون سے مقابلہ ہو ہی
رہا تھا کہ ایک سمت گرد و غبار کا بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا انجم سپہر شجاعت در دریائے قوت اسد بن کرب
ولا وربارہ ہزار قزاق اور چالیس امرا ادون سے پہونچ گیا اسد نے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عوجان نے بارگاہ چھین لی یہ سُنتے ہی
آگ ہو گیا اور عوجان کا تعاقب کیا اور عوجان بارگاہ سلیمانی کو اپنے ہمراہ لیکر ایرج کے پاس روانہ ہوا تھا آواز نعرہ اسد کی
سُنائی دی کہ او کافر خیرہ سر کہان جاتا ہی ٹھہر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عوجان اسد کے نعرہ کی آواز سُنکر پھرا اور پکارا کہ او دیوانے
مجہول کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کٹارہ مین آپہونچا اور سامنے آکر اسد کے تلوار لگائی اسد بھلا اسکی چوٹ کب کھاتا ہی تلوار عوجان کی
رد کرکے ایک تلوار عوجان کے پہلو پر ماری کہ بہت کاری زخم آیا دوسری تلوار سر پر لگائی کہ سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گئی تیسری تلوار
شانے پر ماری عوجان پکارا کہ ارے یارو مجھے بچاؤ کہ میری جان گئی ہزارہا آدمی ٹوٹ پڑے اور عوجان کو اُٹھا کر لے بھاگے پھر تو کوئی
آفتاب پرست سامنے اسد کے نہ ٹھہرا جتنے تھے سب کے سب بھاگ گئے اسد کے قبضے مین بارگاہ سلیمانی آگئی اسد بارگاہ کو لیکر فوراً
آفتاب پرستون کے تعاقب مین روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار عوجان کے پیچھے مرجان دریا باری کو روانہ کیا تھا
کہ تم بھی اپنے بھائی کی کمک کے لیے ہمراہ رہو مرجان دریا باری ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا تھا اور اُدھر سے عوجان کے
لوگ شکست کھائے ہوئے چلے آتے تھے مرجان نے جوان لوگون کو حیران و پریشان گھبرائے ہوئے دیکھا بعد دریافت حال بہت سی لعنت
ملامت کی کہا کہ اُس دیوانے کی بھی کیا حقیقت تھی کہ جسکے سامنے سے تم بھاگے اب دیکھو مین جاکر ابھی تو اُسکو مارتا ہون اُسکی حقیقت کیا ہی یہ کہکر عوجان
کے لوگون کو بھی اپنے ساتھ لیا اور اسد کی طرف روانہ ہوا تا اینکہ اسد سے اور لشکر مرجان سے مقابلہ ہوا اسد تلوار کھینچ کے مرجان کے
لشکر پر گرا تلوار چلنے لگی تا اینکہ اسد سے اور مرجان سے سامنا ہوا اسد سامنے جاتے ہی برس پڑا کہ مرجان چور چور ہو گیا اور بھاگ نکلا
بارہ ہزار سے دو لاکھ بھاگ گئے اور ایک کے بھی قدم نہ ٹکے اسد ان سب کو بھگاتا ہوا ایرج کے لشکر پر گرا اور لوٹنا شروع کیا خیمون
مین آگ لگا دی ایک تہلکہ برپا کر دیا جبکہ خیمے پاس پہونچا اُسکی طنابین کاٹ کر گرا دیا اور آگ دیدی گھوڑون کی میخین اُکھڑ اُکھڑ کے سارے
لشکر کے گھوڑے چھوٹ گئے اور برابر بے تامل قتل و قمع کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ دفعتاً یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد لشکر پر آگرا یہ خبر سُنکر

باہر آیا اور سوار ہو کر اسد کو ڈھونڈھتا ہوا چلا اِدھر سے تو یہ چلا اُدھر سے اسد تلواریں مارتا ہوا چلا آتا تھا اسد نے ایرج کو دیکھتے ہی نعرہ
کیا کہ اپنی اوکر پاس فروش بچہ بازاری کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے گذارہ کہ میں آپہونچا ایرج نے آواز دی کہ او دیوانے مجہول برگشتہ بخت
نامعقول تو نے جگر خون کر دیا ہے آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر اسد کے سامنے آیا اور اسد نے بھی ایرج کے سامنے جاکر اسطرح تلواریں
برسانا شروع کر دیں کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑگیا انجام کار جب اسد کا ہاتھ سست ہوا تو ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالکے تلوار اُسکی چھین لی
اور کمر بند میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور مشکیں باندھکر قلعہ آفتاب نما میں بھیجدیا فوج اسد تباہ حال زخمی ہوکر
شکست کھاکر بھاگی ایرج اُنکے تعاقب میں پل کفیل کی طرف چلا اب سُنیئے کہ ادھر سے تو فوج اسد بھاگی ہوئی چلی جاتی تھی اور اُدھر سے نظر کردہ
شاہ ولایت اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام یعنے مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر ساٹھ سو عربوں سے شکار کھیلتا ہوا چلا آتا تھا
لشکر اسد کو جو دیکھا اور یہ حال سُنا کہ ایرج کے ہاتھ سے شکست کھائے ہوئے چلے آتے ہیں نہایت غضبناک ہوا اور اُن سب کو اپنے ہمراہ
لیکر روانہ ہوا اِدھر سے تو یہ سب پل کفیل پر پہونچے اور اُدھر سے ایرج آرہا تھا مالک نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست یہ کیا نامعقول
حرکت تو نے کی کہ بارگاہ سلیمانی اپنے قبضے میں کی ایرج نے جواب دیا کہ ای مالک میری کچھ خطا نہیں ہے میں نے اپنے ملازموں کو بھیجا تھا
کہ تم جاکر پل کفیل کو روکو اور کسی کو پل سے اِدھر نہ آنے دینا پہلوان عادی آکر عوجان دربار ہی سے اُلجھ پڑا اور لڑکر زخمی ہوا پھر اسد
نے آکر عوجان اور مرجان کو زخمی کر کے سب کو شکست دی مگر اُسپر صبر نہ کر کے میرے لشکر پر آگرا بہت سے لوگ قتل کیے اُس وقت
میں نے اُس دیوانے کو تنبیہ کر دی مالک نے کہا تو اپنی اصل کو بالکل بھول گیا دیکھ تو کیا سزا اے معقول تجھے دی جائیگی یہ کہکر نیزہ مارا
ایرج نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا مانند خلال فراشان کے نیزوں کے پرخچے اُڑگئے مالک نے تلوار ماری ایرج نے اُسکی تلوار
رد کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُترگئی مالک نے سر کھینچ لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی
قلم ہوگئی مالک مع مرکب تہ و بالا ہوا ایرج گھوڑے سے کود کر مالک کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور زنجیر فولادی کا توڑا کاٹ کر مشکیں مالک کی
باندھ لیں مالک جو ہوش میں آیا ایرج کو چھاتی پر چڑھے دیکھا کہا کہ او آفتاب پرست یہ کیا حرکت نامردانہ ہے بہادروں کو یوں نہیں گرفتار کرتے
ایرج نے کہا کہ ای مالک حمزہ کے ہزاروں ہی سردار ہیں اور میں تنہا کس کس سے سامنا کرونگا خیر جب حمزہ سے فیصلہ ہوجائیگا تو میں
تجھے چھوڑ دونگا مالک نے کہا خیر جب چھوٹونگا تب سمجھونگا ایرج نے کہا خیر تو تجھے سمجھ لینا یہ کہکر مالک کو بھی اسد کے پاس قلعہ آفتاب نما
میں بھیجدیا اور فوج کو مالک کی شکست دی کہ وہ سب گریزاں ہوئے قضائے کار اتفاقات روزگار شاہزادہ عالم و عالمیان نور الدہر
بن بدیع الزمان شکار میں مصروف تھا کہ پہلوان عادی کی زخمداری اور اسد و مالک کی گرفتاری کی خبر سُنی آتش غضب کانون سینہ میں
مشتعل ہوئی فرمایا کہ یہ آفتاب پرست جاتا کہاں ہے میرے ہاتھ سے اور اُسی طرف سے پل کفیل کا راستہ لیا امیہ بن عمرو نے جو یہ حال
دیکھا بالعجلت تمام خدمت حمزہ صاحبقران میں پہونچکر تمام حال بیان کیا امیر نے بدیع الزمان سے کہا کہ ای فرزند تم جلد جاؤ اور اسلحہ
نور الدہر کو پہونچاؤ کہ وہ بغیر اسلحہ لگائے ہوئے ایرج سے نہ لڑے کہ وہ بلائے بے درمان آفت جان ای نکوہ اسم کا سکھایا ہوا ہے بدیع الزمان
اُسوقت اسلحہ لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے صاحبقران بھی سوار ہوئے اور کل سرداروں کو ہمراہ لیکر پل کفیل کا راستہ لیا اُدھر بدیع الزمان
سے اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی نور الدہر نے مجرا کیا کہ ای پدر بزرگوار آپ کہاں جاتے ہیں بدیع الزمان نے کہا کہ ای فرزند خبر
تمہاری صاحبقران کو پہونچی تھی کہ تم ایرج پر بغیر سلاح جنگ کے روانہ ہوئے ہو فرمایا کہ جلد نور الدہر کو اسلحہ پہونچاؤ تو میں لے آیا ہوں
اسے لگاؤ عرض کیا کہ ای شہریار وہ کرپاس فروش بچہ بازاری کیا وجود رکھتا ہے کہ میں اُسکے واسطے اسلحہ جنگ لگاؤں یہی باتیں کرتا ہوا
پل کفیل پر پہونچا ایرج چاہتا تھا کہ پل کفیل سے اُترے کہ نور الدہر کا نعرہ بلند ہوا کہ ای آفتاب پرست خبردار اِدھر نہ آنا رجعت
قہقری کر کے میں تجھے اُس پار جانے نہ دونگا ایرج نے جو دیکھا کہ نور الدہر آپہونچا بس وسط پل میں ٹھہر گیا اور کہنے لگا کہ ای نور الدہر
میں یہ چاہتا تھا کہ تجھے اُس پار جاکر لڑونگا نور الدہر نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ خیر نہ سہی مگر آج ہمارے تمہارے فیصلہ ہے

اگر میں تم پر غالب آیا اور تمہیں زیر کر دیا تو لیجا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا اور اگر تم مجھ پر غالب آے تو میں تمہاری غلامی کا حلقہ کان میں پہن لونگا نور الدہر نے کہا کہ ای ایرج میں تجھے اتنا بزدل اور نامرد نہ جانتا تھا کہ تو اسطرح مالک کو بنامردی گرفتار کریگا ایرج نے کہا کہ خیر اس بحث سے کیا ملا ہی حریفوں کو جس طرح چاہا گرفتار کرلیا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک شہر فترنگوشیہ کی جانب سے تتق گرد کا بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ لقا اور ملکوت شاہ لشکر بے پایان لیکر چلے آتے ہیں جب قریب پل کفیل کے پہونچے تو دیکھا کہ نور الدہر اور ایرج مقابل کینہ گیر ہیں ایرج نے جب اپنے لشکر کو دیکھا تو نور الدہر سے کہا کہ ای نور الدہر اگر ہم تم پل پر لڑینگے تو پل ٹوٹ جانے کا خوف ہے اور اگر میں اپنی طرف چلکر لڑتا ہوں تو خلقت یہی کہیگی کہ نور الدہر تنہا چلا گیا ایرج نے بمدد اپنی فوج کے گرفتار کرلیا اس سے بہتر یہ ہے کہ اسی طرف چلکر لڑو نور الدہر نے کہا بہادروں کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ پل ٹوٹ جائیگا تو تمہیں اپنی طرف پھر چلو ایرج نے کہا علی ہذا القیاس میں بھی آپ سے کچھ کم نہیں ہوں یہاں بھی قطب از جانمی جنبد کا معاملہ سمجھنا چاہیے ابھی ایرج اور نور الدہر سے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک تتق گرد بلند ہوا اور آواز طبل سکندری کی سنائی دی اور علم اژدہا پیکر دکھائی دیے لشکر اسلام نمایان ہوا امیر با توقیر مع سرداران نامور پہونچے نور الدہر پکارا کہ ای ایرج میرا لشکر بھی آپہونچا اب بتاؤ کہاں لڑوگے ایرج نے کہا کہ ای نور الدہر یہ تو سب پر ظاہر و آشکار ہے کہ جسکا لشکر پل کفیل سے گذر جائیگا اسی کی فتح ہوگی اور نہ آپ یہاں سے ہٹینگے نہ میں ہٹونگا یہیں لڑائی ہوگی نور الدہر نے یہ سنتے ہی بسم اللہ کہکر نیزہ اٹھایا پہلے ایرج نے نور الدہر پر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے تا اینکہ نیزے مانند خلال ز شان سکے پرنچے اڑ گئے نیزوں کو ہاتھوں سے پٹک دیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ پرچہ کو ہاتھ میں لیا نور الدہر نے لندھور سے گرز طلب کیا لندھور نے ہاتھی پر سے گرز پھینکا نور الدہر نے ہاتھ پر روکا اور ایرج پر چلا حمزہ صاحبقران جو یہ رنگ دیکھا امیہ سے کہا کہ جاکر کہو کہ پل سے اتر کر لڑیں اسلیے کہ پل سکندر ذوالقرنین کے وقت کا بنا ہوا ہے گرز جو اسپر چلینگے تو پل ٹوٹ جائیگا تم دریا میں گر پڑوگے اور سابق ازیں یہ معرکہ ہو بھی چکا ہے کہ پل جیحون پر ترک طہماس تہمندی و فرامرز عاد مغربی سے گرز چلا تھا تو پل ٹوٹ گیا تھا اور دونوں دریا میں گر پڑے تھے نہیں یہاں بھی وہی معرکہ در پیش نہ ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ اس پار یا اس پار آکر لڑو امیہ گیا اور ہر چند چلاتا رہا مگر کون سنتا ہے ایرج نے گرز مارا نور الدہر نے گرز پر روکا پل میں زلزلہ پڑ گیا اور نور الدہر کا بھی بند بند ہل گیا مگر نور الدہر نے جواب دیا ایکی مرتبہ ایرج نے نور الدہر کا گرز اپنے گرز پر روکا مگر تمام پل جنبش میں آگیا اور ایرج کا بھی یہ حال ہوا کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا مگر ایرج نے پھر جرأت کرکے دوسرا گرز نور الدہر پر مارا نور الدہر نے پھر گرز پر روکا ایکی مرتبہ یہ عالم ہوا کہ بہت سی اینٹیں پل کی دریا میں گریں اور خاک اڑی نور الدہر نے پھر ایرج پر گرز مارا کہ چشمے پل کے نکل گئے مگر ایرج نے پھر گرز کو گرز پر روک کے جو حملہ کیا تو کچھ ٹکڑے اطراف پہلو کے دریا میں گرے اور نور الدہر نے پھر ایرج پر جو حملہ کیا تو خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پل بالکل ٹوٹ گیا دونوں کے دونوں غرق ہوگئے مرکب تو پیر کر نکل آئے راکبوں کا پتا بھی نہ لگا کہ کدھر غائب ہوگئے حمزہ صاحبقران نے گریبان چاک کیا تمام رفقا نور الدہر کے پیٹنے لگے بدیع الزمان نے حال اپنا تباہ کیا ایک ماتم عظیم لشکر اسلام میں برپا ہوگیا جال ڈلوائے غوطہ خوروں نے غوطے لگائے تفحص کیا مگر کہیں پتا بھی نہ لگا حمزہ صاحبقران اور بدیع الزمان کو لوگ لپٹے ہوئے تھے ہتھیار لے لیے تھے کہ کہیں خودکشی نہ کریں ہائے نور الدہر کی صدا بلند تھی بدیع الزمان پکار رہا تھا کہ [illegible] ظالم یہ کیسا ستم کر گئے خود غریق لجۂ فنا ہوکر ہمکو آشنائے گرداب رنج و الم کر گئے حمزہ صاحبقران کا یہ حال تھا کہ ایک تو غم نور الدہر کا [illegible] جاتا ہی دوسرے بدیع الزمان کی یہ حالت دیکھکر اور بھی کلیجا منہ کو چلا آتا تھا آخرکار بادشاہ اسلام نے صاحبقران اور بدیع الزمان سے کہا کہ آپ کیوں اسقدر بیقرار ہو رہے ہیں اور اپنی حالت تباہ کر رہے ہیں اسی طرح ترک طہماس تہمندی و فرامرز عاد مغربی دریا میں گرے تھے اور پھر دونوں صحیح و سلامت نکلے تھے نور الدہر تو اولاد صاحبقران سے ہے خدا چاہیگا تو زندہ و سلامت پیدا ہوگا اور حکم دیا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو طلب کرو کہ وہ احکام نکالیں حال شاہزادے کا بتلائیں اسی وقت خواجہ زادے حاضر ہوئے اور بقاعدہ نجوم عرض کیا کہ ای شہریار نور الدہر اور ایرج دونوں سلامت ہیں ایرج تو سترہ برس شمشیر زنی کرکے تمام ملک باختر کو مسخر کریگا اور نور الدہر [illegible] نکلکر [illegible] مبتلائے [illegible] موجب عشق رہیگا اور بالفعل یہ دونوں ہفت منظر سلیمانی میں آئینگے صاحبقران اور بدیع الزمان کو چاہیے [illegible]

فی الجملہ سکون ہوا بعد اُسکے امیر بانو قیر دہانسے پھر کر بارگاہ مین آئے اور حکم دیا کہ پل آراستہ ہو موجب حکم اُسی وقت سے پل بننے لگا مگر ایرج کے
غائب ہونے سے مالک بن ملکوت شاہ نہایت مضطر ہوا اور شہر کی طرف چلا لقا بھی ساتھ ساتھ ہے مگر کمال اُداس اور نہایت پریشان القصہ
جب داخل شہر ہوا اور بارگاہ مین بیٹھا تو بختیارک سے لقا نے کہا کہ ای بختیارک حالا چہ تقدیر کنیم بختیارک نے کہا کہ مین نے جاماسپ نامہ
مین دیکھا ہے کہ ایرج ہفت منظر سلیمانی پر نکلیگا اور خدا پرست بھی وہین جمع ہونگے ہفت منظر پر قران صعب ہے اب بہتر یہ ہے کہ ہفت منظر کی
طرف روانہ ہو جیے القصہ یہ مشورہ بختیارک کا لقا کو پسند آیا اور یہ تو رات کو بھاگ کر ہفت منظر سلیمانی کی طرف چلا اور یہان چندروز مین پل
تیار ہوا امیر اُس پار اُترے اور یہ خیال کیا کہ اب شہر فرنگو شیہ لے لیجیے تو مناسب ہے مگر اب امیر بانو قیر کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور کچھ حال
پراختلال نورالدہر والا قدر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جیسے ہی نورالدہر دریا مین گرا پہلے تو تہ آب پر پہونچا اور پانی نے جو اُبھارا تو نورالدہر نے
سر پانی سے نکالکر جو دیکھا نہ لشکر کو پایا اور نہ ایرج کا پتا لگا یہ دیکھکر نورالدہر شناوری کرتا ہوا چلا جب پیرتے پیرتے تھک گیا تو اپنی نجات اور
حفظ جان کے لیے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا مانگنے لگا ابھی دعا ختم ہوئی تھی کہ یکایک ایک درخت بہتا ہوا اسکے پاس آیا نورالدہر شکر
خدا بجالا کر اُس درخت پر سوار ہوا دوسرے روز وہ درخت ایک کنارے پر پہونچا شاہزادہ اُترا اور کپڑے خشک کرکے ایک جانب کو روانہ ہوا
تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک قافلے کو اُترے ہوئے دیکھا جب قریب اُس قافلے کے گیا تو دیکھا کہ اُس قافلے کا قافلہ باشی کہ نام اسکا خواجہ سہراب
ہے باہر بیٹھا ہوا ہے خواجہ سہراب کی نظر جو نورالدہر پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و خوبصورت مسلح و مکمل آثار سرداری چہرے سے
ظاہر نور شہریاری جبین سے ساطع و لامع چلا آتا ہے اپنے دل مین کہا کہ معلوم نہین یہ جوان کون ہے اور اسکا کیا نام ہے اور کہانسے آتا ہے یہ سوچکر اپنے
مصاحب سے خطاب کیا کہ جلد اس جوان کو بلاؤ یہ سنتے ہی لوگ دوڑ پڑے اور نورالدہر سے آکر کہا کہ آپکو ہمارا سردار بلا رہا ہے ایک دم بھر
کے لیے چلے چلیے نورالدہر نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اُن لوگون کے ساتھ خواجہ سہراب کے پاس آیا سلام کیا خواجہ سہراب تعظیم کے لیے
اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر ایک نہایت پرتکلف کرسی پر بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کون ہین اور کیا نام ہے شاہزادے نے کہا کہ مین ایک سوداگر ہون
مال لیکر وطن سے نکلا تھا دریا مین طوفان آیا جہاز پاش پاش ہو گیا مین ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پہونچا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ آپکا قافلہ ملا
خواجہ سہراب نے کہا کہ آپکا اسم اقدس شاہزادے نے کہا کہ اس حقیر کو خواجہ نور کہتے ہین اتفاقاً خواجہ سہراب کی کوئی اولاد نہ تھی اُنکو
اُنکی شیرین کلامی اور حسن و جمال بہت پسند آیا بظاہر اسباب اور آدمی نہایت شجاع و غیور پایا شاہزادے سے کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہنا منظور فرمائین
تو میری عین سعادت ہے مین آپکی خدمتگذاری کرونگا اور آپکو بجائے فرزند کے سمجھونگا شاہزادے نے کہا کہ بہت مناسب ہے مضائقہ کیا ہے مین تو
آپ ایسے شفیق اور مہربان کی جستجو مین تھا کہ اب مین بہت تباہ ہو گیا ہون اور خدا سے دعا کرتا تھا کہ کوئی شفیق تو ایسا دلوا دے کہ جو میری سرپرستی
کرے جب آپسا شخص مجھپر یون شفقت اور عنایت کرے اور اپنا فرزند قرار دے تو پھر مجھے کیا عذر ہے مین بھی بشوق تمام آپکی خدمت مین
رہونگا اور جب آپ اپنا فرزند مجھے قرار دیتے ہین تو مین بھی آپکو مثل پدر مہربان کے تصور کرونگا اور کسی وقت آپکی اطاعت سے باہر نہ ہونگا یہ کلام
سُنکر خواجہ سہراب بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ مطمئن رہیے مال دنیا بھی بہت کچھ ہو جائیگا کارخانہ بھی تمھارا درست ہو جائیگا جو کچھ میرے پاس ہے
وہ سب تمھارا ہی ہے یہ باتین کرتا ہوا خیمے مین آیا اپنے برابر بٹھایا کھانا کھلایا اور رات کو ایک خیمہ نہایت پرتکلف اُنکے لیے خالی کرا دیا نورالدہر
اُس خیمے مین جا کر سویا غافل پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک کسی نے آکر نورالدہر کے پاؤن دابنا شروع کیے گھبرا کر آنکھ کھل گئی غور سے جو دیکھتا ہے تو
ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین لباس سُرخ نہایت ہی پرتکلف پہنے ہوئے سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھین جٹی بھوین سن شعور برس پندرہ یا کہ سولہ
کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + نہایت ہی خوش قطع اور خوش وضع کہ سبزہ رنگ عورت اس سج دھج کی نورالدہر کی نظر سے بھی
نہ گذری ہوگی بلکہ کبھی عالم خواب مین نہ دیکھی ہوگی پائنتی بیٹھی ہوئی پاؤن داب رہی ہے یہ رنگ دیکھکر شاہزادہ جلدی سے پاؤن سمیٹ کر اُٹھ بیٹھا اور پوچھا
کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے میرے پاس کیون آئی اور میرے پاؤن دابنے کی تجھے کیا وجہ ہے یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای باعث زندگانی عاشقان
ای شاہزادۂ عالیشان آپکو میرے نام و نسب اور یہان آنے کے باعث اور پاؤن دابنے کے سبب سے کیا مطلب ہے مین جو کوئی ہون اور

جیسی ہون آپکی خادمہ ہون یہ سنکر نور الدہر اور بھی متوحش ہوا اور کہنے لگا کہ آخر کچھ مفصل حال تو بیان کر کہ اطمینان ہو اُس نازنین نے کہا کہ جب
آپکو اس خادمہ کے استفسار حال پر کمال اصرار ہی تو مین بھی صاف ہی صاف کہے دیتی ہون کہ مین زوجہ ہون خواجہ سہراب کی مین نے
جب سے تجھے دیکھا ہی عاشق و دلدادہ ہوگئی ہون یا اگر تو مجھسے موافق ہوجائیگا اور میرا کام دل برلائیگا تو مین خواجہ سہراب کو زہر دلوا کر مار ڈالونگی
اور جتنا مال و اسباب خواجہ سہراب کا ہی اُس سب کا تجھکو مالک کر دونگی نور الدہر نے جو یہ کلمہ سنا آگ بگولا ہوگیا کہا کہ ادمر دار کیا واہیات
اور لاطائل و مزخرفات بکتی ہی دور ہو سامنے سے ورنہ ایک ایسی لات ماردونگا کہ دم تیرا نکل جائیگا اور کلاتہ مین نمکحرامی کرون جو شخص میرے
ساتھ ایسی عنایت کرے مین اُسکے ساتھ ایسی نالائق حرکت کرون اور یہ برتاؤ کردن اُسنے تو مجھکو اپنا فرزند کیا ہی اور مین اُسے اپنا باپ
کہ چکا ہون اور تو مجھسے یہ سوال کرتی ہی دور ہو میرے سامنے سے مجھسے تیرا کام دل ہرگز پورا نہ ہوگا وہ نازنین نور الدہر کے قدمون پر گر پڑی
اور کہنے لگی کہ از براے خدا مجھپر رحم کر کہ میری جان ہی نکلی جاتی ہی اگر تو میری جانب نہ متوجہ ہوگا اور میرا کام دل نہ برلائیگا تو مین ضرور ہلاک
ہوجاؤنگی یہ سنکر نور الدہر نے جھنجلا کر جو ایک اُلٹا ہاتھ اُسکے مُنھ پر مارا تو اُسکے ہونٹھ پھٹ کر خون نکل آیا اور دانت حلق مین جا پڑے اور مُنھ سے
خون تھوکنے لگی اور روتی ہوئی اور نالہ و بکا کرتی ہوئی نور الدہر کے سامنے سے بھاگی جب وہ چلی گئی تو یہ غافل شعبدہ بازی فلک کجرفتار و گنبد دوار
بیہوش و غافل ہوکر سو رہا اور یہ مکارہ جو نور الدہر کے پاس سے آئی تو اپنے دل مین سوچنے لگی کہ ای کمبخت صبح کو خواجہ سہراب جو تجھکو اس حال تباہ
و پریشان سے دیکھیگا اور تیرا حال پوچھیگا تو کیا جواب دیگی اور کیا بتائیگی اور وہ جوان خواجہ سہراب سے ضرور اس حال کو بیان کریگا
پس اگر تو نے کوئی بات بنا کر کہدی تو اُس سے کیا فائدہ ہوگا جو اُسکی بات کا یقین آئیگا وہ ہرگز تیری بات کا اعتماد نہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تو
پہلے ہی سے اُسکو رسوا کر دے اور اپنی جان بچا ورنہ یہ بیل منڈھے چڑھتے معلوم نہین ہوتی اور اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین نظر آتی اور نہین تو
اُسکی محبت و الفت مین تڑپیگی اور اپنی جان زار کو ہلاک کریگی اور وہ تجھے مرکر بھی نہ دیکھیگا ہی تیرا تو یہ حال ہوگا اور وہ عیش و آرام کریگا یہ
خیال بد مآل اپنے دل مین ٹھہرا کر اُسی وقت بال اپنے سر کے نوچ ڈالے سارے کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور خواجہ کی خوابگاہ مین آئی اور
آتے ہی بعجلت تمام خواجہ کو بیدار کیا اور اپنا حال زار دکھایا خواجہ نے گھبرا کر پوچھا کہ ارے کمبخت جلد بیان کر یہ کیا حال ہی تیرا ارے جلد
بیان کر کہ یہ کیا سانحہ ہوا یہ سنکر وہ پھوٹ پھوٹ کے رو کر کہنے لگی کہ واہ واہ تیرا ہی تو یہ سب کرشمہ ہی خوب موٹا تازہ مسٹنڈا فرزند پیدا کیا ہی کہ
اُسنے پہلے بھی یہ تماشا پھیری کی دو پہر رات گئے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ مین تیرے اوپر عاشق ہوا ہون تو مجھسے میرا کام کر دو اور نہ مین ابھی
جان دیدونگا ای خواجہ سہراب مین اپنی عزت بچا کر بھاگی اور راہ مین گر پڑی یہ سنکر خواجہ سہراب آگ ہوگیا اور فوراً خیال کیا کہ اسکے ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالو پھر سوچا کہ جانے بھی دو اسکو خدا ہی پر چھوڑ دو وہی اس سے سمجھ لیگا یہ سوچ کر خواجہ مع لشکر و ہاں سے کوچ کرکے چلا گیا اور نور الدہر
کو وہین سوتا چھوڑا صبح کو جو نور الدہر کی آنکھ کھلی تو وہان کسی کو نہ پایا صحراے لق و دق اور وادی بے کنار کے سوا کچھ نہ نظر آیا نہ کوئی مونس
نہ یار نہ ہمدم نہ غمگسار بہت حیران ہوا کہ کیا سانحہ تھا ساتھ ہی اسکے یہ خیال گذرا کہ یہ اُسی مکارہ کا کام ہی وہی خواجہ کو ورغلا کر لیگئی ای
نور الدہر یہ تو عورت ایسی معلوم ہوتی ہی کہ اُس مرد سادہ دل کو قتل کروائیگی خیر تجھے اس سے کیا بحث ہی جیسا تیرے ساتھ کیا خدا اُسے
پائیگی یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا اگرچہ سم مرکب کا نشان دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا مقام بہت دلآویز تھا ٹھہر گیا کہ آواز گریہ و بکا کی کان مین آئی حیران ہوا کہ اس صحرا مین یہ کسکی
صدا آرہی ہی چند قدم آگے بڑھا پھر ویسی ہی آواز آئی اپنے دل مین کہنے لگا کہ پروردگار تو نے مجھکو کس عذاب مین گرفتار کروایا جلد کوئی
مددگار بھیج کہ مجھکو نجات دے نور الدہر اور قریب آیا دیکھا کہ خواجہ سہراب درخت سے بندھا ہوا ہی اور لوگ اُسکے کچھ تڑپ رہے ہین
اور کچھ لوگ مردہ پڑے ہین نور الدہر نے سلام کیا اور ہنسکر کہا کہ ای خواجہ تمنے بدی کا عوض دیکھا اُس فاحشہ کے کہنے پر عمل کیا
اور اس گت کو پہونچے خواجہ سہراب نے کہا کہ بیشک کہ تم بدنگاہ ہوئے میری ناموس پر بدنگاہ ڈالی نور الدہر بولا کہ ہم اُن لوگون مین نہین ہین
کہ جو بدنگاہی کرین وہ مکارہ خود میرے پاس آئی تھی اور کہتی تھی کہ تجھپر عاشق ہون خواجہ کو زہر دیکر مار ڈالونگی تجھے مالک و مختار کردونگی

ہین نے یہ سنکر اُسے جھڑ کا بلکہ اُلٹا ہاتھ مارا کہ ہونٹھ اُسکا پھٹ گیا اُسنے سمتے جا کر اور طرح سے لگایا ہم اولاد صاحبقران ہین ہمسے خیانت پر آئے
ناموس ہین نہین ہوتی خواجہ نے کہا کہ سچ ہی مین اُس مردار کے کہنے سے آپ کو وہان چھوڑ آیا تھا نورالدہر نے کہا خیر اب یہ بتاؤ کہ جنھون نے تمھین لوٹا
وہ لوگ کدھر گئے خواجہ نے کہا کہ آپ کیون پوچھتے ہین نورالدہر نے کہا کہ مین اُنسے تمھارا مال و اسباب دلوا دونگا اور اُنکو سزا دونگا خواجہ نے
کہا کہ ہم اپنے اسباب سے درگذرے ہمارے آدمیون کو ڈھونڈھکر ہمکو یہان سے چھڑا دیجیے نورالدہر نے کہا کہ تم اُنکا پتا دو کس طرف سے آئے تھے
خواجہ نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہین مین آپ کو نہین بھیجونگا نورالدہر نے کہا سہراب مجھکو تو جانتا نہین ہی کہ مین کون ہون نبیرہ حمزۂ صاحبقران
نورالدہر بن بدیع الزمان ہون مجھے اور ایرج سے پل کفیل پر گذر رہے چلے تھے پل ٹوٹ کر ہم دونون گرے مین ادھر نکل آیا ایرج کا حال
معلوم نہین کہ کہان نکلا مین اُن قزاقون کو مار کر تمھین رہا کر دونگا خواجہ جب تک جواب دیوے ہی دیوے کہ ایک شخص بول اُٹھا کہ مجھسے سنیے یہان سے
نزدیک ایک قلعہ ہی کیوانیہ اور دو بھائی اُسمین رہتے ہین ایک کا نام ہی اکوان دزد اور دوسرے کا نام کیوان دزد بارہ ہزار قزاق اُنکے
ساتھ ہین قافلے کے قافلے لوٹ لیتے ہین کوئی اُنپر غالب نہین ہوا آپ ایسے ہی بہادر ہین تو جا کر لڑ لیجیے نورالدہر نے یہ سنکر خواجہ کو تو اُسکے
ہمراہیون سمیت درخت سے کھولدیا اور آپ قلعہ کی طرف روانہ ہوا یہان اکوان و کیوان مال و اسباب خواجہ کا لیکر آئے ہین کرسیون
پر بیٹھے ہوئے مال و اسباب کی تقسیم مین مصروف ہین کہ نورالدہر سامنے سے دکھائی دیا ایک قزاق نے جو دیکھا کہ ایک نوجوان نہایت حسین
ہزارون روپیے کا اسباب لاکھون روپیے کا جواہر پہنے چلا آتا ہی پکارے میان آج اچھے شخص کا مُنھ دیکھا تھا کہ صبح کو قافلہ سوداگر کا
لوٹا اسوقت سونے کی چڑیا نظر آئی ہی اور اسکا گھوڑا بھی کیا گھوڑا ہی اکوان و کیوان نے پھر کر دیکھا اور کہا کہ یہان اسے مار دو نہین گھوڑا اور اسباب
اس سے لیلو اور اسے چھوڑ دو کہ چلا جاے ایک دو حرامی گھوڑون پر چڑھکر چلے اور آواز دی کہ ای عزیز کھڑا رہ نورالدہر بولا کہ کیا
کہتے ہو مین کہین بھاگا نہین جاتا ہون وہ دونون قزاق قریب شاہزادے کے آے اور کہا کہ ہمارے مالک نے تجھپر رحم کھا کر کہا ہی کہ جاؤ اس
جوان کا گھوڑا اور اسباب لے آؤ اور اُسے زندہ چھوڑ دو تو بہتر ہی پس تم جو زندگی اپنی چاہتے ہو تو ہمین گھوڑا ہتھیار دیدو اور جدھر جاؤ
چلے جاؤ نورالدہر نے کہا کہ تمھارے مالک نے بہت جھک مارا ہی سپاہی کے سر کے ساتھ گھوڑا اور ہتھیار ہین کسکی طاقت ہی کہ مجھسے لے سکے
اور مین تو تمھارے افسرون کو مارنے آیا ہون یہ سنکر وہ آگ بگولا ہو گئے اور پکار کر کہا کہ ای اکوان یہ سہل مین نہین دیتا معلوم ہوتا ہی
وہان سے اور قزاقون نے کہا کہ قاتل کا ہیکا ہی اسے قتل کر دو اور گھوڑا اسباب لے آؤ وہ دونون برچھے ترچھے کر کے داہنے بائین طرف سے دوڑے
اور نورالدہر پہ مارے شاہزادے نے نیزے دونون کے چھین لیے اُن دونون نے تلوارین اُرین نورالدہر نے تلوارین اُنکی چھینکر
کمر پر ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور دونون کو ٹکرایا کہ بھیجے شق ہو گئے ہاتھ سے پھینک دیا وہ دونون مردۂ صد سالہ تھے اکوان اور کیوان دزد
نے دیکھا کہ دو رفیق مارے گئے ایکی مرتبہ سو حرامیون کو بھیجا کہ جا کے اسکو پکڑ لاؤ یا سر کاٹ لاؤ یہ انسے یہ سب قزاق دوڑے اور آکر
نورالدہر کو گھیرا اور کہا کہ او اجل رسیدہ تو نے غضب کیا کہ ہمارے دونون بھائیون کو مار لیا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بھی گھوڑا اور ہتھیار دیدے
اور جدھر تیرا جی چاہے اُدھر چلا جا نورالدہر نے کہا او تیرہ روزگار مین تم سب کو مار ڈالونگا اور تلوار کھینچکر اُنپر گرا ایکی جو تلوار چلی تو ایک
طرفۃ العین مین دس بیس کو زخمی کیا باقی بدحواس ہو کے بھاگ گئے اکوان اور کیوان نے جو یہ حال دیکھا خود سوار ہوکے بارہ ہزار قزاقون
کو ساتھ لیکر نورالدہر پہ آ گرے نورالدہر لڑتے لڑتے برابر اکوان و کیوان کے پہونچا اور للکارا کہ او نامردو تم کہان جاتے ہو میرے
ہاتھ سے اکوان و کیوان نے جب نورالدہر کو آتے دیکھا دونون کے ہاتھ مین تلوارین کھنچی ہوئین تھین شاہزادہ نورالدہر پہ مارین لیکن نورالدہر
نے ایک کی تلوار داہنے ہاتھ سے چھین لی اور دوسرے کی بائین ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر دونون کو دونون ہاتھون سے
اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا وہ بیہوش ہو گئے اور پھر تلوار کھینچکر قزاقون پر گرا لاشون پر لاشین گرا دین قزاق سامنے سے بھاگے
اور اکوان اور کیوان بیہوش پڑے ہوئے تھے اتفاقات روزگار وہ سوداگر کہ جن کو اُنھون نے لوٹا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے تماشا دیکھنے کو
آئے تھے قزاقون کو جو دیکھا کہ شاہزادے سے مغلوب ہوئے یہ بھی قزاقون پر آ گرے اور پتھر مارنا شروع کیے اور پکارے کہ او نالائق

تمہارا مال و اسباب لوٹا ہی اب ہم تمکو کب زندہ چھوڑتے ہین اُدھر شاہزادہ نور الدہر اکوان وکیوان کو ہوش مین لایا اور صورت اپنی دکھا دے
تم دین اسلام مین آ ؤ ورنہ تمکو زندہ نہ چھوڑونگا ان دونون نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای شہریار جب تک جیتے ہین کبھی غلامی آپنے ہمکو جلا لیا
نہ ہونگے ہمنے لعنت کی لقا پر اور لقا کے پرستارون پر جو کوئی آپکے دین مین آئے کیا کہے شاہزادے نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا دونون کلمہ پڑھا انہ
از سر صدق مسلمان ہوئے اور اپنے ساتھ والون کو بھی مسلمان کیا اب نور الدہر نے سوداگرون کو منع کیا کہ نہ لڑو اور کہا کہ اگر ایسے ہی مرد تھے
تو پہلے قزاقون سے نہ لڑے سوداگرون نے جواب دیا ای شہریار آپکی پشت و پناہی سے مضبوط ہو گئے اور نہین تو ہمسے کیا ہو سکتا تھا آپنے
ہمکو دلاور کیا غرض اکوان وکیوان اپنے قلعہ مین شاہزادے کو لیکر آئے دعوت کی شاہزادہ نور الدہر نے سب مال خواجہ سہراب کا
اکوان وکیوان سے خواجہ سہراب کو دلوایا اور کہا کہ اب تم جاؤ خواجہ سہراب نے کہا کہ اب مین اُس لکانہ کو قتل کرونگا یہ کہکر اُسنے
وہین بلاکر قتل کیا بعد اُسکے خواجہ سہراب نور الدہر سے رخصت ہوکر چلا گیا بعد اُسکے نور الدہر رخصت ہوا اکوان وکیوان نے کہا شہریار
ہم آپکے ہمراہ رکاب ہین آپ جہان چلیے وہان ہمین بھی لیچلیے نور الدہر بولا کہ اب تم قزاقی سے توبہ کرو اور یہین رہو مین تنہا یہان سے
جاؤنگا یہ کہکر یکہ و تنہا ایک سمت کو روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت چنار پاس پہونچا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہی
اور کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی اُٹھکر ناچنے لگتا ہی نور الدہر حیران ہوا کہ کیا اس شخص کو سودا ہوا ہی نزدیک اُسکے جاکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور
کہا کہ ای عزیز تجھے کیا ہوا ہی کہ کبھی روتا ہی اور کبھی ہنستا ہی اُسنے ایک آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا کہ شہریار شعر مین کیا بتاؤن تجھے کون
خستہ تن ہون مین + غریب و بیکس و بے یار دیار وطن ہون مین گرفتار بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون +
آپ میرا حال کیا پوچھتے ہین مصیبت زدہ بیچارہ خراب حال خانمان آوارہ شاہزادے نے کہا کہ جو کچھ ہو بیان تو کرو وہ بولا مین سوداگر بچہ
ہون قلعہ قمر بخش ایک مقام ہی وہانکے بادشاہ کا کیوان فلک رفعت نام ہی اُسکی بیٹی ہی کہ جسے ملکہ قمر چہر کہتے ہین اسپر عاشق ہون لیکن
اُسے ایک دیو اُٹھا لیگیا ہی اور ہفت منظر سلیمانی پر لیجاکے رکھا ہی اور وہ قصر عین دریا مین ہی وہ دیو سیکڑون شاہزادیون اور
وزیر زادیون کو اُٹھا لایا ہی وہ بھی ہر وقت ملکہ کی خدمت مین حاضر رہتی ہین اور ملکہ اُس قصر پر بیٹھی رہتی ہی اور ہزارہا عاشق اسیر دام
گیسوے پرشکن دریا کنارے جمع رہتے ہین جب دیو باہر شکار چلا جاتا ہی تو ملکہ سامنے آکر عشاق کو صورت دکھاتی ہی عاشقون مین جان
تازہ آتی ہی ملکہ قمر چہر کے باپ نے مصورون کو بلا کر تصویرین ملکہ کی کھنچوا کر شہرون شہرون بھجوادی ہین کہ شاید کوئی عاشق ہوکر آوے اور
دیو کو مار کر ملکہ کو اُسکے پنجے سے چھڑاوے چنانچہ اُنہی تصویرون مین سے ایک تصویر میرے بھی ہاتھ لگی ہی کہ مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوا اور
ہفت منظر سلیمانی پر گیا ملکہ سامنے بیٹھی ہی ایک نظر اُسے دیکھ تو لیا مگر دیو کو جو دیکھا میری جان نکل گئی کہ ایسا نہ ہو یہ دیو کسی دن کھا جاے
بس دیو کے ڈر سے وہ عشق اُتر گیا وہانسے بھاگا مال و اسباب سب برباد ہوا اب فقیر بنا ہوا ہون اور ملکہ کی تصویر پاس ہی اُسے دیکھ لیتا ہون
دل کو اپنے تسکین دیتا ہون اور روتا ہون اور ہنستا ہون اپنی حالت پر کہ یا تو مین سوداگر تھا اور ہر چیز میرے واسطے مہیا تھی یا اب یہ حالت
ہی کہ فقیر ہون کوئی چیز پاس نہین اور اُسپر بھی جسکے واسطے فقیر ہوا ہون اُس سے جدا ہون شعر گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر
کے رہے نہ اُدھر کے رہے + نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + ای شہریار کہین ٹھکانا میرا نہین ہی کدھر جاؤن
نور الدہر نے نام جو ملکہ قمر چہر کا سنا محبت پیدا ہوئی کہ شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + اور کہا ای عزیز
وہ تصویر ذرا مین بھی دیکھون مجھے تو دے اُسنے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ بھی عاشق ہو جائین اور میرے رقیب بنین نور الدہر بولا کہ ای عزیز عجیب
سمجھ ہی تیری تو آپ ہی اپنے منھ سے کہتا ہی کہ ہزارون آدمی اُسے دیکھنے آتے ہین اور تصویر اُسکی شہر بشہر پھرتی ہی پھر اب مین بھی دیکھ لونگا تو کیا
ہوگا ایک نگاہ تو مجھے دکھا دے اُسنے کہا کہ خیر آپ کے ہاتھ مین تصویر نہ دونگا دور سے ملاحظہ فرمائیے نور الدہر نے کہا اچھا اُسنے
تصویر بغل سے نکالی اور شاہزادے کو دکھائی نور الدہر کی نگاہ جو اُس تصویر پر پڑی خود مثل تصویر ہو گیا اور کانپکر گر پڑا اشعار

اِدھر پڑ گئی آنکھ اُسپر ذرا	اُدھر کھاکے غش شاہزادہ گرا	ہوا صدمہ ایسا دل چاک پر	پڑی دیر تک غش رہا خاک پر

مین نے یہ سنکر اُسکا اثر ہوگیا | کہ تصویر کا دل مین گھر ہوگیا
بس شاہزادے کا گرنا تھا کہ فقیر دوڑا اور نورالدہر کو لاکر اپنے بستر پر ناموس مین لٹایا پانی کے چھینٹے دینے لگا ساعت بھر کے بعد آنکھ کھلی کہا کہ ای عزیز پھر وہ تصویر مجھے دکھا دے مین تجھے دعا دونگا اُسنے پھر وہ تصویر دکھائی شاہزادہ آہ کرکے گرا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا تو عجب عالم تھا کہ آنکھون سے آنسو جاری دم بدم ولولۂ عشق طاری لبپر آہ حالِ دل تباہ اشعار

یکایک چڑھی دل پہ فوج جنون | علم عقل کے سب ہوئے سرنگون
سرکنے لگا پاس ناموس وننگ | لگی عشق اور عقل مین ہونے جنگ
جنون کا علم دل نے برپا کیا | تخلل حواسون نے پیدا کیا

اُس سے کہا ای عزیز یہ تصویر تو مجھے دیدے اُسنے کہا کہ مین اسکے پیچھے فقیر ہوگیا ہون مال واسباب سب برباد کرچکا ہون نورالدہر نے کہا کہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تو دیکے پیچھے سے اُسے چھپاتا ہیگا اُسنے کہا کہ دیکے ڈرسے تو بھاگ آیا ہون نورالدہر نے کہا کہ اگر مال چاہیے ہو تو تجھے اسقدر دونگا کہ پھر تو سوداگر ہو جائیگا اگر عشق سے اسکے تو دستبردار ہو اور مجھکو اس نازنین کو بخش دے اُسنے کہا کہ آپ ہین کون اپنے حسب ونسب سے تو آگاہ کیجیے شاہزادہ پکارا کہ ای عزیز مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران فرزند شاہزادۂ بدیع الزمان ہون نورالدہر میرا نام ہے اور تمام اپنا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ مین غلام ہون خواجہ منصور میرا نام ہے آپ مقرر اُس دیو کو مارینگے یہ تصویر حاضر ہے لیجیے نورالدہر نے تصویر اُس سے لی اور خنجر مرصع نیام کمر سے نکال کر دیا کہ اسے لیجا لشکر اسلام مین وہان میرا رفیق ہے طہماس بن عنقویل دیوپرور اُسکو دینا اور کہنا کہ آقا تمھارا نورالدہر بن بدیع الزمان ملکہ قمرچہر پہ عاشق ہوکر ہفت منظر سلیمانی کو گیا طہماس اسقدر مال واسباب دیگا کہ تو محتاج نہ رہیگا اور لشکر اسلام اُفعل شہر فرنگوشیہ ہے وہ فقیر خواجہ منصور تو خنجر لیکر روانہ ہوا اگر نورالدہر اُس تصویر کو سینے سے لگائے ہوئے راستہ ہفت منظر سلیمانی کا پوچھتا ہوا چلا جاتا ہے عجب عالم ہے کہ جگر مین درد لبون پہ آہ سرد مثل صرصر حال ابتر شکل گردباد خاک بستر جنون کا جوش پاؤن کی خبر نہ سر کا ہوش وہ صحراے لق ودق وادی بیکنار کہ جہان پرے عمرانات کو سون نہین انسان کیا طیور النسان بھی میسر نہین ہم تباہی خضر رہنماے گمراہی اب کس سے راہ پوچھے اور کون بتائیگا کسی جانور سے خطاب کرتا تھا کہ اگر تو ہفت منظر کا راستہ جانتا ہو تو بتادے اشعار

کوئی جانور جو اُسے ملگیا | قریب اُسکے وہ ماہ کامل گیا
بہت مبتلاے مصیبت ہون مین | کہ آوارۂ دشت الفت ہون مین
مجھے راہ ہفت منظر بتلا شتاب | کیا بیخودی مین یہ اُس سے خطاب

جب اُس وحشی بے زبان سے کچھ جواب نہ پایا تو ناچار ہوکر درختون سے مخاطب ہوکے یہ زبان پر لایا مگر تمھین کچھ خبر ہے کہ میرا سرو ناز کدھر ہے اشعار

کہان ہے وہ قامت برافراختہ | کہان ہے وہ جسکا مین ہون فاختہ
درختون سے کہتا بعجز ونیاز | بتاؤ کہان ہے مرا سرو ناز
نہ پاتا تھا اُنسے وہ جب کچھ جواب | بہاتا تھا آنسو برنگ سحاب

کبھی یہ عالم تھا کہ اگر کوئی ہرن سامنے سے جاتا ہوا دکھائی دیتا تھا تو یہ اُسکی طرف دوڑتا تھا کہ ذرا ٹھہر جا تیری آنکھین میرے معشوق کی آنکھون سے مشابہ ہین تجھسے پتا اُس آہو چشم کا معلوم ہوگا اشعار کسی جا جو آہو کوئی ملگیا + تو اُس سے کہا تو ٹھہر اک ذرا + ملیگا پتا تجھسے مطلوب کا + کہ نقشا ہے تو چشم محبوب کا + کبھی کوئی پتھر پڑا ہوا دیکھتا تھا تو اُس سے یہ پوچھتا کہ بتا تو سخت زیادہ ہے یا دل میرے معشوق کا اشعار

نظر آگیا کوئی پتھر اگر | تو کہنے لگا اُس سے سر پھوڑ کر
اگر تو کہے مین کرا ہون کمال | تو ہرگز نہ مانونگا مین خستہ حال
ترا سب کڑاپن دکھادون تجھے | جو اک نالہ کھینچون بہادون تجھے
سوال اتنا کرتا ہون مین تیرہ بخت | کہ تو سخت ہے یا دل یار سخت
ابھی مین جو تجھسے محبت کرون | ابھی جو تری سمت رغبت کرون
کڑا اُسکا دل تجھسے کیونکر نہین | مرادھیان اُسسے خاک تجھپر نہین

کبھی جو ہوا کہتا تھا میرا پیام پہونچادے اشعار

پہونچادے یہ غمزدے کا پیغام | کہ ای بادِ صبا سوے دلارام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی | جب تم سے ہوئی تری جدائی
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا | گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
رحم آر کہ بندۂ خستہ ایم | ہرچند کہ قابل جفائیم

کبھی گھبراتا تھا اور کہتا تھا شعر نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ برے + کسے نمیکشی از منبر دو خبرے

لگا ہے سر راہ با دردرو | دیتا تھا پیام یہ صبا کو
ای چشم وچراغ جان عاشق | ای نو گل بوستان عاشق
کھویا سا گیا ہون جستجو مین | آوارہ ہون تیری آرزو مین
بے گھر مین ہوا ہون اپنے گھر سے | بیزار ہون مادرو پدر سے

کبھی تصور محبوب مین آہ جگر سوز نعرے مارتا تھا اور پکارتا تھا کہ ای یار جانی و دانی وای مایۂ زندگانی اب تو دیدۂ دیدار طلب کو صورت اپنی دکھا دے
اور گوش مشتاق کو آواز سنا دے کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ معشوق چلا آتا ہے آنکھین فرش راہ کرنے لگتا تھا اور کہتا تھا کہ آئیے آپ نے مجھکو جلا لیا
مین فقط صورت دیکھنے کا عاشق ہون ایک مرتبہ آپ روز صورت دکھا جایا کیجیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ
خانۂ تست ٭ جب وہ تصویر خیالی سامنے سے غائب ہو جاتی تھی تو نعرہ کوہ شگاف کرتا تھا کہ ہائے وہ آیا تھا خفا ہو کر چلا گیا القصہ دیوانہ وار وحشی
مثال سر پٹکتا ہوا جو دل مین آتا تھا بکتا ہوا مرحلہ پیمائی مین مصروف تھا تلوون سے خون کے فوارے جاری نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کا
خیال ہے دیدار یار کا بھوکا تشنۂ شربت وصال سے مست جب زیادہ گرسنگی بیقرار کرتی تھی تو کچھ پھل جنگلی کھا لیتا تھا اور پانی کسی چشمہ مین سے لے لیتا تھا
جاتے جاتے قریب شہر تحت الشعاع کے پہونچا ایک درخت کے سایے مین بیٹھ گیا اور یاد معشوق مین یہ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا شعر
یا من نا صبور را پیش خود از وفا طلب ٭ یا تو کہ پاک دامنی صبر من از خدا طلب ٭ قضا کار اتفاقات روزگار بادشاہ شہر تحت الشعاع کا
خسرو زرین ترکش نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک تخت نورانی آسمان پر سے کہ اُسپر ایک مرد پیر باریش سفید نمایان ہوا اور سرہانے آکر
اُترا خسرو نے سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اُس مرد پیر نے فرمایا کہ ای خسرو زندگی مین تجھکو اختیار ہے بعد مرگ کچھ نہ ہو سکیگا جہنم
مین جائیگا اور جو مسلمان ہوگا تو بہشت مین جگہ ملیگی اُسنے کہا کہ آپ کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کیجیے فرمایا مجھکو ابراہیم خلیل اللہ
کہتے ہین خسرو نے کہا کہ یا حضرت دوزخ و بہشت دکھا دیجیے حضرت نے بایان ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھ خسرو کو شعلہ ہای آتش سر بفلک کشیدہ
معلوم ہوئے اور دیکھا کہ سیاہ فام کریہ منظر آدمی گرز گران سنگ کاندھون پر رکھے ہوئے چمڑے کے لباس پہنے ہوئے آنکھین اُنکی لال لال
لوگون پر گرز مارتے ہین اور عذاب کر رہے ہین آواز توبہ اور استغفار کی بلند ہے خسرو یہ دیکھکر کانپنے لگا پسینا آگیا اور حضرت سے عرض کیا
کہ بہشت بھی مجھے دکھا دیجیے حضرت نے داہنا ہاتھ اُٹھایا اور فرمایا دیکھ خسرو کو ایک باغ سرسبز و شاداب نظر آیا اور لوگ نورانی شکلوان
دکھلائی دیے ہوا سے خوش چلی آتی ہے درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین جو میوہ کھانے کا ارادہ کرتا ہے شاخ درخت جھک جاتی ہے اور میوہ
منھ تک آجاتا ہے وہ توڑ کے کھا لیتا ہے بس یہ دیکھکر خوش ہوا عرض کیا کہ یا حضرت مین نے لعنت کی لقا پر اور تمام ادیان باطلہ پر حضرت
نے کلمہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اگر حضرت [illegible] حضرت نے فرمایا ای خسرو ہمارا فرزند نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نور الدہر
بن بدیع الزمان ملکہ مہرچہر پر عاشق ہو کر لباس فقیرانہ پہنے ہوئے تیرے شہر کے [illegible] آیا ہے تو اُسے جاکر دیکھ اپنا آقا جان خدمت اُسکی کر اپنے
شہر مین اُسے لا طریقۂ اسلام وہ سب تجھے بتلا دیگا اور اُسکی خدمت سے تو رتبۂ اعلی کو پہونچیگا صبح کو تو جا یہ تجھسے ملاقات ہوگی بس یہ خواب
دیکھکر اُٹھا پسینے سے بستر تر ہو رہا تھا جلدی سے غسل کیا ہاتھ منھ دھویا اور اپنا نوران صید گیر ساتھ لیکر سوار ہوا صحرا کو چلا صید و شکار مین مصروف ہو شاہزادہ
کو ڈھونڈھنے لگا جب قریب پہونچا کہ جہان نور الدہر تھا آواز آئی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی ہے کہ مین معشوق کو اپنے
ڈھونڈھتا ہوا یار وہ مجھکو نہین ملتا اور ہائے موت بھی نہین آتی کہ اس عذاب الیم سے نجات پاؤن شعر موت کو موت آگئی اسکو بھلا مین کیا کرون
زندگی اب گلے پڑی اسکی دوا مین کیا کرون خسرو اُسی آواز پر آیا دیکھا کہ جوان باطلعت مہر صورت کہ چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہے آثار
سروری جبین سے ہویدا طالع دولت مین فقیر بنا بیٹھا ہوا ہے دونون آنکھون سے آنسو جاری ہین رنگت زرد لب پر آہ سرد خسرو سمجھا کہ یہی
نور الدہر ہے قریب جاکر سلام کیا اور کہا کہ حال اپنا بیان کیجیے کہ آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے سرو کس بوستان کے ہین
شاہزادے نے کہا کہ کیا میرا حال تو پوچھتا ہے مین ایک فقیر بیکس ہون جسکو عشق نے تباہ کیا نہین تو ایک لازم میرا بادشاہ ذیجاہ
تھا اُسنے کہا کہ مین آپکو جانتا ہون نام آپکا نور الدہر بن بدیع الزمان ہے مین آپکی تلاش مین نکلا تھا مجھکو حضرت ابراہیم نے خواب مین
آگاہ کیا ہے مین اسلام لایا ہون مجھکو طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمائیے شہر کو چلکر اسلام آباد کیجیے نور الدہر نے کہا کہ ای عزیز مین حقیقت مین نور الدہر
ہون مگر تیرہ بخت عاشق نے ہوش و حواس میرے بجا نہین رکھے اگر تجھکو مجھسے محبت ہے تو بڑا احسان یہ ہے کہ کوے یار کا پتا بتا دے [illegible]
مین پہونچا دے خسرو نے عرض کیا کہ شہر اس جگہ سے پاس ہے عاشق ہین آپ [illegible] اُسکا کیوان فلک رفعت سپہر اخلاص گدا ہے مین آپ کو وہان لیجاونگا

اور بہت آبرو سے آپ کو کیوان سے بیاہ دونگا نور الدہر یہ کلمہ سنکر خوش ہوا اور کہا اچھا چلو مجھے ہفت منظر سلیمانی پر پہونچاؤ خسرو نے کہا کہ آپ سوار ہوکر چلیے نور الدہر بولا کہ فقیر کو سواری سے کیا غرض خسرو نے کہا کہ مین اس ذلت سے آپ کو ہفت منظر مین نہ لیجاؤنگا آپ اپنے ہوش و حواس بجا کرین سوار ہون تو مین آپ کو ہفت منظر مین پہونچاؤن نور الدہر ناچار ہوکر مرکب پر سوار ہوکر خسرو کے ساتھ روانہ ہوا خسرو شاہزادے کو شہر مین لایا حمام کروایا لباس پہنایا دعوت و ضیافت کی نور الدہر نے پوچھا کہ ای خسرو ہفت منظر یہان سے کتنی دور ہی اُسنے کہا کہ سات فرسنگ ہی اور بعضے دس فرسنگ کہتے ہین شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے جلد وہان پہونچا خسرو نے کہا کہ مین غلام ہون دو ایک روز ٹھہریے مین آپ کو لیے چلتا ہون نور الدہر بولا کہ تم ایک راہبر میرے ساتھ کردو خود ساتھ نہ چلو مجھکو کچھ شان و شوکت سے جانا منظور نہین ہی خسرو نے عرض کیا کہ مین تنہا آپ کے ساتھ چلونگا شاہزادے نے فرمایا مین تمھین ساتھ نہ لیجاؤنگا مین اکیلا جاؤنگا خسرو نے کہا کہ جس طرح مرضی آپکی غرض ایک نامہ کیوان فلک رفعت کو لکھا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای کیوان فلک رفعت آگاہ ہو کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزۂ صاحبقران جوان وجیہ و شکیل فہمیدہ و سنجیدہ عاقل و دانا بہادر بے نظیر یگانۂ آفاق تمھاری بیٹی کے عشق مین دیوانہ ہوکر نکلا ہی اور تمھارے پاس آتا ہی تم اپنی سعادت و افتخار سمجھکر لازم ہی اُسکی کرنا بڑا الضیب تمھارا تھا کہ ایسے عالی نسب کے ساتھ تمھاری دختر منسوب ہو اور وہ ایسے ہی شہریار کے قابل و لازم ہی جسوقت شاہزادہ وہان پہونچے بیٹی کو اپنی شاہزادے کے ساتھ منسوب کرنا ورنہ ہم اُسکو دیکھینگے یہ نامہ ایلچی کو دیکر روانہ کیا بعد اُسکے نور الدہر کو خلعت فاخرہ پہناکر مرکب پر سوار کرکے روانہ کیا اور بارہ ہزار سوار شاہزادے کے پیچھے روانہ کیے اُنسے کہدیا کہ تم دور دور شاہزادے کے تعاقب مین چلے جانا اپنی صورت نہ دکھانا اس طرح سے شاہزادہ چلا لیکن ایلچی نے نامہ جاکر کیوان فلک رفعت کو دیا وہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ایلچی کو خلعت دیکر رخصت کیا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شاہزادۂ نور الدہر آپہونچا کیوان فلک رفعت سامنے آیا گھوڑے سے اُترکر سلام کیا کیوان بھی پیادہ ہوکر دوڑکر شاہزادے سے بغلگیر ہوا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ لیکر داخل شہر ہوا در شہر سے ایوان بادشاہی تک پا انداز ڈلوایا کشتیان جواہر کی نثار ہونے لگین شاہزادے نے دیکھا شہر آباد ہی ہر طرف خلقت کی آمد و رفت ہی عجیب رونق ہی دوکانین اور کوٹھے بنے ہوئے ہین اور ہر مکان اور ہر کمرے مین تصویر ملکہ قمر چہر کی لگی ہوئی ہی نور الدہر ہر جگہ کھڑا ہوجاتا تھا گھڑیون تصویر کو دیکھا کرتا تھا اور وہ تصویر جو اُس فقیر یعنی خواجہ منظور سے لی تھی وہ ہر وقت سینے پر تھی شعر سینے پہ ہر وقت تھی تصویر یار۔ دل سے جب جاتا اُٹھائی دیکھ لی۔ تصویر کو دیکھتا تھا اور روتا تھا لوگ شاہزادے کے حسن و جمال کی تعریفین کرتے تھے بلکہ جہان نور الدہر کھڑا ہوجاتا تھا آدمیون کا ہجوم ہوجاتا تھا کہ دیوانے دیکھکر اُسے ہوشیار و دانشمند ہوجاتے تھے جدھر ہوکر نکلتا تھا وہ رستے بند ہوجاتے تھے چہار طرف کو غلغلہ تھا کہ یہی نبیرۂ صاحبقران یہی نور الدہر ہی عاشق ملکہ قمر چہر کا ہی ہر طرف سے اُنگلی اُٹھ رہی تھی مثل ہلال انگشت نما تھا القصہ شاہزادہ تمام شہر کو دیکھتا ہوا ایوان بادشاہی مین پہونچا کیوان تخت پر بیٹھا نور الدہر ذیل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی حال اپنا نور الدہر نے تمام و کمال بیان کیا اور کہا کہ ای کیوان اب مجھے تم ہفت منظر پر لیجاؤ اُسنے کہا کہ کل مین لیجاؤنگا اور اُسی وقت وزیر کیوان کا کشتیان اسباب کی لیکر آیا تیج خوشبو شاہزادے کی چپاتی پر مارا سب مین مشہور ہوا کہ کیوان فلک رفعت نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا مبارک و سلامت کی آواز چہار طرف سے بلند تھی تین دن وہ صحبت رہی چوتھے دن نور الدہر کو سوار کرکے ہفت منظر سلیمانی پر لایا شاہزادے نے دیکھا کہ دریا سے مواج ذخار للہ سبحٰن آفت خیز بہ رہا ہی ایک ایک موج اُسکی مثل کوہ اُٹھ رہی ہی درمیان مین ایک عمارت فلک اقتدار جواہر نگار بنی ہوئی ہی سات درجے کی پہلا درجہ الماس کا دوسرا درجہ زبرجد کا تیسرا نیلم کا چوتھا پکھراج زرد کا پانچوان درجہ یاقوت سرخ کا چھٹا درجہ صندلی رنگ کا ساتوان درجہ حدید کا اور ہر درجہ مرصع کار انواع طرح کا جواہر جڑا ہوا کبھی ایسا قصر چشم فلک نے بھی دیکھا تھا اشعار

تھا بلند ایک قصر نادر کار	تھے جواہر کے سب در و دیوار	طاق کسریٰ سے اوج مین وہ چند	قصر شیرین سے مرتبہ مین بلند
سقف نقاش چین اگر دیکھیں	دنگ ہون آنکھین چھت کو گر تاکین	مشرق آفتاب تھا وہ مکان	بھیری تھی صبح کی سفیدی وہان

کنارے دریا کے دیکھا کہ صد ہا آدمی بحال پریشان مثل ابر گریان مانند برق تپان بیٹھے قصر کی طرف دیکھ رہے ہیں آہ سرد کھینچتے ہیں شعر عاشقانہ
پڑھ رہے ہیں کوئی کہہ رہا ہے شعر حسرت میں جی کی رہیں جی ہی میں مرتے مرتے + پھر نظر بھر کے نہ دیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے + کوئی پکار رہا ہے شعر تم کو بجا ہے من ہر گز نا
حیا نہ گئی + حیا گئی زمین و شرم از خدا نہ گئی + اور بعضے چھتری کے سایے تلے بیٹھے ہیں بعضوں نے کمل تان لیا ہے بعضوں نے زمین کو کھود کر اُس میں مسکن
اختیار کیا ہے گویا زندہ در گور ہیں کوئی شاخ درخت ہاتھ میں لیے ہوئے اُس سرو قد کی الفت میں فاختہ وار نعرہ زن تھا شعر رہا تھا شاخ درخت
کے اوپر + پاؤں پر پاؤں سوے چرخ نظر + لو اُسی کی طرف لگائے ہوئے + تیر الفت جگر پہ کھائے ہوئے + کسی کا یہ عالم تھا کہ مٹی بدن پر جمی ہوئی گھونسلے
سر پہ بیٹھے ہوئے کاندھوں پہ جانور بیٹھے ہوئے تھے کوئی کہہ رہا ہے کہ اب معشوق کے آنے کا وقت قریب ہے دیو قلیاس شکار کو جائیگا تو وہ اِدھر
آئیگا یہ جو کیفیت نورالدہر نے دیکھی اپنے دل میں کہا کہ جو عاشق ہے وہ فقیر بنا بیٹھا ہے تجھے کیا آرام ہے کہ لباس شاہانہ پہن کر بیٹھے اُسی وقت گھوڑے
کو چھوڑ دیا ایک فقیر کو دیکھا کہ خرقہ پہنے ہوئے کلاہ نمد سر پر تہمد باندھے ہوئے چلا آتا ہے اُس سے کہا کہ یہ اپنا لباس مجھے دے اور میرا لباس
تو لے اُس فقیر نے عرض کیا کہ جامہ حاضر ہے آپ لیجیے نورالدہر نے دلق فقیری پہنا لوگوں نے جلدی سے ایک تکیہ بنایا اُس پر آکر بیٹھا لیکن
مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار جزیرہ ناروں سے جو بھاگ کر نکلا آتے آتے
ایک دامن کوہ میں قریب ہفت منظر کے آکر اپنے حال زار پر نالان و بیقرار گریان و حیران و بیر اضطرار آکر بیٹھا اور سر جھکائے ہوئے انتہا سے
فکر و تردد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اب میں کدھر جاؤں اور کیا تدبیر کروں اگرچہ لاکھ لاکھ تدبیریں کیں مگر کوئی فکر نہ چلی دیکھیے اب قسمت کیا دکھاتی ہے یہی
فکر کرتے کرتے ایک حالت طاری ہو گئی اور جی اُلٹنے لگا بے اختیار بانسری اُٹھا کر بجانے لگا ایک تو عمرو کی بانسری دوسرے وقت صبح کا سہانا
وقت اور دامن کوہ کا سبزہ بلبلوں کا چہکنا اور غنچہ ہائے نودمیدہ کا کھلنا ایک عجب کیفیت دے رہا ہے اتفاقاً دیو قلیاس اُسوقت شکار کو
نکلا تھا عمرو کی آواز سنکر مست ہو گیا بے اختیار چاروں طرف دیکھنے لگا کہ یہ کون خوش آواز جانور چہک رہا ہے کہ ایک جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک پتھر
کی چٹان پر میاں عمرو منھ سے بانسری لگائے گا رہے ہیں دل میں کہنے لگا کہ واہ واہ یہ تو عجیب الخلقت آغا بلبل ہے کہ کبھی اتنی بڑی منقار کسی
آغا بلبل کی نہ دیکھی نہ سنی اور جیسا یہ گاتا ہے اور خوش آواز ہے ایسا خوش آواز بلبل میں نے کبھی نہیں دیکھا بس جھپٹ کر جا کے عمرو کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اُسے اٹھا لیا اور لیکر
پر لگا دیئے قفس میں بند کرکے ملکہ قمر چہر کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ ذرا دیکھو تو میں تمھارے لیے ایسا آغا بلبل پکڑ کے لایا ہوں کہ میں نے بھی
ایسا بلبل کبھی نہیں دیکھا دیکھو تو کہ اسکی کتنی بڑی چونچ ہے اور اعضا اسکے کس قطع کے واقع ہوئے ہیں اور گاتا اس خوش آوازی سے ہے کہ سنکر
جی اتنا مست ہو جاتا ہے اور دل بول اُٹھتا ہے اے ملکہ تم سنو گی تو جانو گی ملکہ عمرو کو دیکھ کر کہنے لگی کہ اے کمبخت یہ کس بوالبشر کو تو پکڑ لایا ہے دیو نے
کہا کہ ملکہ سنو تو پھر بوالبشر کہنا اور عمرو سے کہا کہ آغا بلبل گاؤ مگر عمرو اپنے پنجرے میں چپکا بیٹھا تھا کہ ایک تو مارے کوٹے کھا لینے کہاں آئے
اور دوسرے یہاں آکر پنجرے میں بند ہوئے چپ رہے دیو نے دیکھا کہ کسی طرح نہیں گاتا اور چپکا بیٹھا ہوا ہے تو پنجرا اٹھا کر کہنے لگا کہ گاتا نہیں نہ گائیگا
تو اس سیخچے سے چھید ڈالونگا عمرو نے دیکھا کہ اب نہ گاؤں تو بچے مجبور ہو کر گانے لگا اس طرح گایا کہ ملکہ اور اُسکی خواصیں اور دیو سب کے سب
مست ہو گئے دیو نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ تم نے سنا کہ یہ آغا بلبل کیسا گاتا ہے ملکہ نے کہا کہ واقعی ہم نے ایسا خوش آواز بلبل آج تک نہیں دیکھا
مگر عمرو نے جو ملکہ قمر چہر کو دیکھا بہت ہی خوش ہوا کہ کیا نازنین مہ جبین ہے قابل خاندان حمزہ صاحبقران کے معلوم ہوتی ہے الغرض
عمرو گاتا تھا دیو ناچتا تھا اور کودتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہتا تھا کیوں نازک کیا جانور ہے ملکہ بھی کہتی تھی کہ ہاں واقعی عجیب خوش الحان
بلبل ہے ارے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا الغرض دیو تو تھوڑی دیر کے بعد شکار کو چلا گیا ملکہ اپنے پلنگ پر چپکی ہو کر پڑ رہی جب زیادہ
جی گھبرایا تو ایک خواص سے کہنے لگی کہ ارے فوراً آغا بلبل کا پنجرا تو اُٹھا لا وہ خواص جا کر پنجرا اُٹھا لائی اور ملکہ کے پلنگ کے پاس
رکھ دیا عمرو نے دیکھا کہ اب دیو تو چلا گیا ملکہ سے کہنے لگا کہ اے ملکہ میں جانور نہیں ہوں بلکہ آدمی ہوں یہ سنکر ملکہ بہت حیران ہوئی کہ واہ
وا یہ تو زبان گویا رکھتا ہے اور خوب باتیں کرتا ہے ایک نے کہا کہ حضور یہ جبل بالنس ہے ایک نے کہا کہ یہ بوالبشر ہے عمرو نے کہا کہ نہیں جبل بالنس
ہوں نہ میں بالنس ہوں خبر جو کچھ ہوں اپنا حال تمسے بیان کیے دیتا ہوں اور چپکے سے کہنے لگا کہ اے ملکہ میں اس دیو کی قید میں تھوڑی ہی ہونگا

جب تک جی چاہیگا رہونگا اور جب چاہیگا اس دیو کو مار کر چلا جاؤنگا اور تم بھی مطمئن رہو تمہین بھی چھڑا لونگا القصہ عمرو کو آئے ہوئے کوئی
ہفتہ عشرہ ہی گذرا ہوگا کہ نور الدہر بھی وہان پہونچا اور فقیر بنکر بیٹھا جہان اور عشاق کے جھونپڑے پڑے ہوئے تھے وہین اسنے بھی ایک منڈھیا
ڈال لی اور کیوان فلک رفعت سے کہا کہ اب تم یہانسے جاؤ مین یہین رہونگا شعر کرا دماغ کہ از کوئی یار برخیزد + نشستہ ایم کہ از ما غبار
برخیزد دیگر بس اب اُٹھیگا نہ یہ ناتوان یہین کا ہوا + مثال اشک جہان گر پڑا وہین کا ہوا + کیوان نے ہرچند اصرار کیا اور عرض کیا ای
شہریار بلند اقتدار مین تو کسی طرح حضور سے جدا نہ ہونگا نور الدہر نے نہ مانا اور کہا کہ نہین بھائی اب تم جاؤ ہمارے ساتھ تکلیف اٹھاؤ
کیوان نے عرض کیا کہ پھر جسقدر لوگ فرمایے حضور کی خدمتگذاری کے لیے معین کردون نور الدہر نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا
کہ بھائی اب مجھے کسی کی حاجت نہین ہی کیوان مجبور ہوگیا مگر چاہا کہ اور عشاق جو نور الدہر کی منڈھی کے برابر جھونپڑے ڈالے ہوئے ہین
انکو اٹھا دے نور الدہر اس امر مین بھی مانع ہوا اور کہا کہ ای کیوان ان لوگون کو یہانسے ہٹا دیکہ یہ سب میرے ہم درد اور ہم داستان ہین
جب زیادہ دم گھبرائیگا تو انسے بات کرکے جی تو اپنا بہلا لونگا یہ سنکر کیوان چپ ہو رہا اور شاہزادے سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن نور الدہر
سے خفیہ کچھ لوگ خدمتگذاری کے لیے مقرر کر دیے اور انسے تاکید کر دی کہ خبردار کوئی لحظہ شاہزادے سے غفلت نہ کرنا اگر اب سنیے
کہ حالت نور الدہر کی یہ ہی کہ صبح سے ہفت منظر کے سامنے آ بیٹھا اور قصر کی طرف ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی اور بھی جو عاشق تن وہان بیٹھے ہین
وہ دریچہ ہائے قصر کی طرف بہ نگاہ حسرت و یاس نگران ہین اسواسطے کہ جب لو شکار کے لیے جاتا ہی تو وہ دریچے وا ہوتے ہین اور ملکہ قمر چہر
تفرجاً ان دریچون مین آکر بیٹھتی ہی سیر دریا کرتی ہی اور یہ سب مشتاق دیدار محو نظارہ جمال باکمال اور حسن جانفزا ہوتے ہین الغرض یار
روزگار اُس روز تین پہر دن گذر گیا اور دیو قلیاس اس لحاظ سے کہ عمرو کے گانا سننے مین مصروف تھا شکار کو نہ گیا یہ منتظر دیدار یار نور الدہر
عالیوقار صبح سے اسوقت تک برابر دھوپ مین کھڑا رہا اور بسبب اثر سردمہری محبوب کے آفتاب کی تمازت اور گرمی مطلق محسوس نہ ہوئی
تین پہر دن یونہین گذر گیا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ وہانسے ایک دم کے لیے ہلا ہرچند لوگون نے اصرار کیا کہ ای شہریار دھوپ مین
کھڑے کھڑے جان دیجیے گا صبح سے یہ وقت آگیا ہی نہ کچھ کھایا ہی نہ پیا ہی ای شاہزادے سر گھوم جائیگا اور گر پڑیگا از برای خدا دم بھر
کے لیے سایہ مین چلے چلیے ایسا ہی ہی تو پھر چلے آیے گا مگر نور الدہر کسی کی سنتا ہی مبہوت عشق ساکت و صامت کھڑا ہوا ہی اور تمازت آفتاب
کو خیال مین بھی نہین لاتا حتےٰ کہ پہر دن رہے دیو قلیاس شکار کے لیے چلا گیا اور ملکہ کے دل مین خود بخود ایک تڑپ اور بیقراری پیدا ہوئی
دل بیتاب بیکل ہوا جیسے آب پھڑکنے لگا ہرچند چاہا کہ دم بھر لیٹ رہے مگر دل نے نہ مانا اور اس طرح دل اُلٹنے لگا اور جی گھبرایا کہ کسی طرح ضبط
نہ ہوسکا خواصوان سے کہا کہ ارے جلد دریچے کھولو کہ اب تو وہ مردود چلا گیا اور یہان سے دفع ہوا جلدی سے کرسی بچھا دو کہ ذرا اسپر بیٹھکر
سیر دریا کرون کہ دل ٹھکانے سے ہو اور جان مین جان آئے یہ سنتے ہی خواصین دوڑین اور جلد جلد دروازہ کھولے گرد و غبار جھاڑا فرش
بچھایا کرسی جواہر نگار لا کر بچھائی عشاق نے یہ دیکھتے ہی ایک غل پڑ گیا کہ ابھا جان جہان آتی ہی زمانہ رنگ بدلتا ہی آفتاب عالمتاب طلوع
ہوتا ہی سب مکے سب اپنی جگہ سے دوڑ کر قصر کے سامنے آئے اور نور الدہر عالی قدر تو صبح سے وہین کھڑا ہی تھا نگاہ اسی طرف لڑی ہوئی ہی
کہ ایکایک دریچہ الماس نگار پر جو شعاع کی تھین زمرد کی چلمن پڑی ہوئی تھی ایک نور ایسا ساطع ہوا کہ یہ معلوم ہوا کہ آفتاب عالمتاب قصر
ہفت منظر سے طلوع ہوتا ہی نظم وہ چقی زمرد کی چلمن پڑی + ایکا یک ہوئی اسمین اک روشنی + ہوا سب کو معلوم بے اشتباہ + ہرے
دھانون مین کھیت کرتا ہی ماہ + کہ ایکا یک وہ چلمن اُٹھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکے حسن خداداد کے آگے طلعت مہر ہیچ و پوچ
معلوم ہوتی تھی اور ماہتاب عالمتاب بے نور محسوس ہوتا تھا اسی دریچے مین آکر بیٹھی اور وہ چلمن سیدی اشعار پڑی تھی جو چلمن لٹکا یک بندھی ہوئے تاب
نہ تھی پھر جو دیکھی کوئی + جگر شق ہوئے دل دھڑکنے لگے + وہ سب مردم آنکھین جھپکنے لگے + ہر ایک کی یہ کیفیت ہوئی کہ اُس حسن خداداد کے
نظارہ سے آنکھین خیرگی کرنے لگین اور غش کھا کھا کر منہ کے بل گر گر پڑے اور نور الدہر کا بھی یہ حال ہوا کہ جیسے ہی جمال عدیم المثال ملکہ پر
نگاہ پڑی تو نگاہ خیرگی کرنے لگی اور ہاتھ پانون کانپنے لگے بے اختیار یہ مصرع زبان پر لایا مصرع فریاد ہوا ای جوش جنون ہاتھ پکڑنا

بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو ایک نمونہ قدرت خدا کا نظر آیا اور وہ تصویر جسے دیکھ کر یہ عاشق ہوا تھا صاحب تصویر پر سے نثار کر کے پھینک دی
اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھا کہ اے ملکہ اے اقلیم حسن و جمال میں تیری تصویر پہ تو یہ دیکھ کر عاشق ہوا ہوں اور نالہ و زاری اور نوحہ و بیقراری
کرتا ہوا یہاں تک آیا ہوں لیکن ذرا اس کشتہ چشم جادو و ہلال خنجر ابرو خانمان برباد ناشاد نامراد ہدف تیر نگاہ سودا زدہ زلف سیاہ دہان تنگ [illegible]
ساختہ و پرداختہ عشق والفت کی طرف بھی نظر ترحم فرما اور ایک نظر بھر کر ادھر بھی دیکھ لے بس جیسے ہی نور الدہر عالی قدر نے یہ آواز دی
ویسے ہی ملکہ قمر چہر نے نور الدہر کی طرف منہ کر کے دیکھا کہ ایک جوان حسین و خوبصورت ماہ طلعت و مہر صورت بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری
مچھلیاں چوڑا چکلا سینہ پتلی کمر تمام بدن سانچے میں نور کے ڈھلا ہوا اور لو نور کی جسم نورانی سے اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے گویا خدا نے اپنے دست
قدرت خاص سے اسے بنایا ہے اشعار دیکھتے ہی ایسے نہ ضبط نہ رہا + بے تکلف درود پڑھ کے کہا + تو شرف اس زمین نے پایا + بام گردون
سے پھر اتر آیا + القصہ جو نہیں آنکھ سے آنکھ ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی یہ حال ہوا کہ گویا خرمن دل پر دونوں کے ایک بجلی گری تیر عشق دونوں
کے جگر سے پار ہو گیا ادھر اسے دیکھتے ہی غش آگیا اور ادھر یہ بے ہوش ہو کر گرا ادھر تو یہ مدہوش اور ادھر وہ بے ہوش یہ اسکی تیغ ابرو سے
گھائل اور وہ اسکے تیر نگاہ سے بسمل ادھر وہ مبتلائے بلائے الفت ہوئی اور ادھر تو یہ دام محبت میں اسیر ہوا ادھر اسیر کوہ محبت گرا اور
ادھر اسکو برق عشق نے سوختہ کر دیا گویا مقام ارنی و لن ترانی پیش نظر ہو گیا ملکہ قمر چہر کو تو اسکی انیسیں اور جلیسیں اٹھا کر لے گئیں اور اندرون
قصر لے جا کر ایک پلنگ پر لٹا دیا پنکھے جھلنا شروع کیے لخلخے سنگھانے لگے کوئی ناد علی پڑھنے لگی اور کسی نے سورۂ نور کی تلاوت شروع کر دی کسی نے
مٹی کے ڈھیلے پر پانی چھڑک کے ناک کے برابر رکھدیا کوئی کیوڑہ اور گلاب چھڑکنے لگی کسی نے حضرت جعفر طیار کا پیسا دھو کر باندھا کسی نے
امام ضامن کی اشرفی باندھی کسی نے پیر الیکا بک کا ملیدا مانا کوئی کہتی تھی کہ اے لوگو ابھی تو ملکہ صحیح و سالم بیٹھی تھی یہ کیا حال ہوا اور کیا
گذری کوئی کہتی تھی کہ ہاں ہاں ہمیں بیٹھے بیٹھے یکایک ابھی ابھی غش آگیا ہماری کچھ سمجھ میں کوئی وجہ نہیں آتی ایک کہتی تھی یا علی تمھیں بچاؤ گے
اور تمھیں نگہبان ہو اے مولا سوائے تمھارے کسکو پکاریں کوئی کہتی تھی ارے لوگو گھبراؤ نہیں غل نہ مچاؤ کیوں ہنگامہ کرتے ہو آخر اس بک بک سے
کیا فائدہ ہے اور اس گھبراہٹ سے کیا نتیجہ ہے اللہ فضل کریگا اس شور و غل کرنے سے تو یہی بہتر ہے کہ دعا ہی کرو اور الی اللہ رجوع کرو معلوم یہ
ہوتا ہے کہ آج صبح سے اسوقت تک یکساں ایک مقام پر بیٹھی رہیں دل پہ گرمی چھا گئی دم گھبرا اٹھا اور اس گرمی سے جو یکایک ہوا میں جا کر بیٹھی اور
دفعتہً پانی کی خشکی دل و دماغ کو پہونچی غش آگیا اسمیں تردد ہی کس امر کا ہے اور گھبراہٹ کس امر کی ہے ایک ذرا سب کے سب چپ رہو پنکھا جھلو
لخلخہ سنگھاؤ ہوش آیا جاتا ہے ادھر ملکہ کا یہ حال ہوا اور ادھر نور الدہر کو بھی اسکے خدمتگار اٹھا کر لے گئے اور لا کر لٹا دیا پانی کے چھینٹے دیے
پھول لا کے سنگھوائے پنکھا جھلا چھوئی مٹی لا کر سنگھائی ناد علی پانی پہ دم کر کے پلایا ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ادھر تو نور الدہر کو ہوش آیا
اور ادھر ملکہ قمر چہر کو ہوش آیا یہاں نور الدہر کا یہ حال ہوا کہ ہوش آتے ہی گھبرا گھبرا کر کہنے لگا کہ ارے مجھے وہاں سے یہاں کون لے آیا
اور کسنے یہ غضب کر دیا کہ مجھے دیدار محبوب سے محروم رکھا ارے یہ کیا ستم کر دیا کہ نظر بھر کر دیکھنے بھی نہ دیا اور دیوانہ وار وحشی مثال اٹھکر
دوڑا اور روزن میں جا کر کھڑا ہوا اور اسی طرف دیکھنے لگا اور ہر بار کہتا تھا کہ خداوندا اب پھر بھی اسے دیکھونگا یہ کہتا تھا اور روتا تھا اور وہاں ملکہ قمر چہر
کا یہ حال ہوا کہ جیسے ہی ہوش آیا اور آنکھ کھلی گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور ایک ایک سے کہنے لگی کہ ارے صاحبو مجھے کیوں یہاں اٹھا لائے
اور کون یہاں لے آیا ارے دم بھر تو بیٹھنے دیا ہوتا اور دل بھر کے ٹھہرنے دیا ہوتا ارے لوگو تین پہر دن تو میں بیٹھی رہی ابھی تو جا کر بیٹھی تھی دم
تو دل بہلنے دو کچھ تو جی بہلنے کو ہوا لگے اور یہ الجھن اور گھبراہٹ کم ہو یہ سنکر ہر ایک انیس و جلیس اور خواص کہنے لگی کہ بسم اللہ بسم اللہ
اٹھیے اٹھیے چلیے پاک پروردگار آپ کو صحیح و سلامت رکھے الغرض ملکہ وہاں سے اٹھی اور آکر اسی دریچہ میں کرسی جواہر نگار پہ بیٹھی اور پھر
دیکھنے لگی نور الدہر تو سامنے کھڑا ہی تھا جیسے ہی نور الدہر پہ نگاہ پڑی ملکہ ہزار جان سے اسپر تصدق ہونے لگی اور بلائیں لینے لگی دل ہی دل میں
کہتی تھی کیوں خداوندا تو نے اسکی صورت دکھا کر بیتاب و بیقرار تو کر دیا اب اسکے وصل سے بھی کبھی شاد و مسرور کریگا اے اللہ وہ کون سی
شب اور وہ کونسا دن ہوگا کہ جب یہ ماہ لقا میرے پہلو میں ہوگا اور ادھر نور الدہر نے جو دیکھا یہ بھی ہزار جان سے والہ و فریفتہ ہو گیا

اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے لگا کہ خداوندا تین دن انتظار دیدار مین خوب تڑپ چکا اور خوب صدمہ اُٹھا چکا بار آلہا اب تو نے صورت تو دکھا دی
کہانتک تیرا شکر ادا کرون اور کونسی زبان لاؤن اگر ہر تن مو میرا ایک ایک زبان ہو جائے تب بھی مین تیرا شکر نہین کر سکتا مگر بار آلہا
اب اسکے فراق مین ایسا نہ تڑپانا اسلیے کہ اب مین صدمہ فراق نہ اُٹھا سکونگا اور جان بچنا دشوار ہو جائیگی غرض ملکہ پوچھنے لگی کہ ای ماہ سپہر
محبوبی و ای سرو بوستان حسن و خوبی آپ اپنا نام نامی اور اسم گرامی ارشاد فرمایئے اور اپنے حسب و نسب سے مطلع کیجیے کہ آپ کون ہین اور کہانسے
آئے ہین اور یہان تشریف لانے کی کیا وجہ ہوئی مگر اتنی دور سے آواز نورالدہر تک کب پہونچتی ہے مگر جو کچھ جنبش لبہاے نازک سے ثابت ہوتا ہے
اور جو بات سمجھ مین آجاتی ہے تو اُسکا جواب دیدیتا ہے مگر اب جو نورالدہر سے اور ملکہ سے یہ اشارے بازی اور رمز و کنایہ مین باتین ہونے لگین
تو اور جو عشاق وہان جاگزین تھے اور جمال عدیم المثال کا نظارہ کر رہے تھے وہ تو آتش رشک سے جل بھن کر سوختہ پلینہ ہو گئے کہ اللہ اکبر یہ
شخص آج ہی آیا اور آج ہی اسکی یہ کیفیت ہوئی کہ ملکہ سے اور اس سے اشارہ بازی بھی ہونے لگی اور ملکہ کو اسکی طرف یہ التفات ہو گیا ہم
سب اتنے اتنے دنون سے فقیر بنے ہوئے بیٹھے ہین اور اسکے عشق مین سارا تمول چھوڑ بیٹھے مگر کبھی ملکہ نے کسی طرف آنکھ اُٹھا کر یہ بھی نہ دیکھا
کہ یہ کون لوگ ہر روز آ کر کھڑے ہوتے ہین ہم تو اسی کے منتظر رہے کہ ملکہ نظر بھر کے دیکھ ہی لے مگر کچھ خاک بھی توجہ و سماعت نہ ہوئی
معلوم نہین اس شخص نے آتے ہی کیا طلسمات کر دیا کہ آج ہی آیا اور آج ہی باتین بھی ہونے لگین کچھ یہ سحر کہ سمجھ مین نہین آتا ایک آدمی بول اُٹھا
کہ بھئی اس امر مین رشک و حسد بیکار ہے یہ اپنا اپنا نصیب ہے اسمین کسی کا کیا اجارہ ہے ایک آدمی نے کہا کہ صاحب اپنا اپنا جذب دل اگر تمھاری
بھی محبت اس درجہ ہوتی اور جذب دل کامل ہوتا تو تمھاری بھی طرف ایسی ہی توجہ ہوتی تاثیر عشق اور جذب مقناطیس کی ایک کیفیت ہے
کسی نے کہا کہ تمھاری بھی عجب عقلین ہین کیا تم اور کجا یہ ارے یہ بڑا شاہزادہ جلیل القدر و والا منزلت ہے یہ نبیرہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران
ہے نام نامی اور اسم گرامی اسکا نورالدہر عالیشان ہے بدیع الزمان نامور کا خلف ارشد ہے تمھاری اسکی کیا برابری اور کیا مقابلہ ارے
یار دھول کے ناخن لو اور قطع نظر اسکے کہ یہ بہت بڑا حسیب و نسیب ہے شکل و صورت کیسی پائی ہے اُسکے حسن و جمال کو دیکھو کہ باوجود اسکے
کہ کسقدر صعوبات و تکالیف اُٹھا کر آیا ہے گرد و غبار تمام چہرے پر بھرا ہوا ہے مگر اس گرد و غبار مین بھی اسکا چہرہ بدلی کا چاند معلوم ہوتا ہے
واقعی امر یہ ہے کہ ملکہ قمر چہر کا حسن و جمال اسکے حسن خداداد کے آگے ماند ہے اور کوئی حقیقت نہین رکھتا ہے پھر کیونکر ملکہ اسپر مائل نہ ہو اور کیونکر
اسکی جانب توجہ نہ کرے کہ یہ کہان سے تصویر پر عاشق ہو کے آیا ہے کسی نے جواب دیا کہ صاحب یہ سب کچھ سہی کہ یہ اُسپر مرتا ہے اور وہ اسکا
دم بھرنے لگی ہے مگر جو دیو نے سن لیا تو پھر کیسی ٹھہریگی یہان تو یہ باتین تھین اور نورالدہر ساکت و صامت کھڑا تھا مگر وہان ملکہ قمر چہر کو یہ
خیال پیدا ہوا کہ ای ملکہ قمر چہر اگر دیو کو کسی طرح معلوم ہو جائیگا کہ تو اسپر عاشق ہے اور یہ جوان تیرا دم بھرتا ہے تو ضرور اسکو مار ڈالیگا اور تیری
زندگی اسکی زندگی سے وابستہ ہے یہ کیسی ہوئی یہ خیال کرکے بے اختیار ہو کر رونے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ ملکہ رونے لگی کلیجے پر گھونسا پڑا
اور یہ بھی زار و قطار رونے لگا ملکہ کو تو اسکی انیسین اور جلیسین سمجھانے لگین کہ ای ملکہ قمر چہر آپ کیون اسقدر نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری
کرتی ہین اور دشمنون کی جان کو ہلاک کیے ڈالتی ہین حضور ایک ذرا جی کو بہلایئے دل کو ٹھہرایئے اللہ کو یاد کیجیے وہ بڑا مسبب الاسباب ہے
کوئی سبب تو ایسا پیدا کر دیگا کہ آپ سے اور اُس جوان سے ملاقات ہو جائیگی اور وہ حضور کی قدمبوسی سے کامیاب ہوگا یہ سنکر ملکہ بظاہر
تو بہت برہم ہوئی اور کہنے لگی کہ کون جوان تم کہتی کیا ہو تمھارا خیال کس طرف ہے صاحبو مجھے تو کسی سے سروکار نہین ہے تو قیدی بندہ ہون
کیسا عشق اور کیسی عاشقی خبردار اب ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالنا ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگی تم لوگ ناحق مجھے رسوا اور بدنام کرتی ہو میری
جان کے پیچھے کیون پڑی ہو کیون مجھے ہلاک کیا چاہتی ہو ایک تو مین اپنے صدمہ و رنج مین خود ہی مبتلا ہون دوسرے تم لوگون کی ان
باتون سے اور بھی کلیجا پکا جاتا ہے سبھون نے عرض کیا کہ حضور آپ خفا نہ ہون اب کبھی ایسی بات منہ سے نہ نکالینگے خطا ہوئی معاف فرمایئے مگر
خداوندا اب یہان سے اُٹھ چلیے تو بہتر ہے اسلیے کہ اب دیو کے آنے کا وقت قریب ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کو یہان بیٹھا ہوا دیکھکر کوئی گستاخی
کرے ملکہ نے کہا کہ اچھا آئیگا تو آئے یہی نا کہ وہ ایسا ہی ہے تو مجھے مار ڈالیگا مار ڈالے مصرع اک جان ہے میری اسے وہ لے کہ خدا اسے ۔

کسے میری جان کی اللہ آمین ہے اسے میری تو ہر وقت یہی دعا ہے کہ جلد میری قبض روح ہو کہ اس عذاب سے نجات پاؤں مگر مصرع موت کو موت آگئی اسکو بھلا میں کیا کروں + کسی طرح جان نہیں نکل چکتی خواصوں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بھی عجب باتیں ہیں آپ کا تو کچھ نہ جائیگا اور دشمنوں کا رویان بھی وہ میلا نہ کر سکیگا مگر ان بیچاروں کی شامت آجائیگی معلوم نہیں ان سب کا وہ کیا حال کریگا تو اتنے بندگان خدا کی جان اپنا گیا ضرور ہی یہ کہنا اُنکا ملکہ کو بھی پسند آیا اور کہنے لگی کہ تم سچ کہتی ہو اچھا چلتی ہوں یہ کہکر اُٹھی اور بنگاہ حسرت شاہزادے کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا کہ چاہیے صاحب اب کنارے بیٹھ رہیے وہ مردہ بد ذات آتا ہوگا اور وہ ہانسنے اٹھی کہ ایکایک آندھی چلنا شروع ہوئی ملکہ سمجھ گئی کہ دیو آگیا بے تحاشا دوڑنے بھاگی نور الدہر کا تو اُسکے جاتے ہی یہ عالم ہوا کہ غش کھا کر گر پڑا اشعار

خاک میں ملگئی وہ رعنائی | اور ہی دل کا ہوگیا انداز | رنگ چہرے سے کرگیا پرواز | وہ گئی اسکے سر بلا آئی
چاک کے پاؤن پھیلے دامان تک | طبع نے اک جنون کیا پیدا | اشک نے رنگ خون کیا پیدا | ہاتھ جانے لگا گریبان تک
داغ غم نے جگر کو چاک کیا | بستر خاک پر گرا وہ زار | درد کا گھر ہوا دل بیمار | سوزش دل نے تن کو خاک کیا
لوگ اُٹھا کر لیگئے پلنگ پر لٹایا

منہ ہاتھ دھلایا پنکھا جھلا جب حواس فی الجملہ درست ہوئے اور ہوش آیا تو سب ہوشیوں سے بدتر تھا بے اختیار دھاڑیں مار کر رونے لگا اس عرصے میں رات تو ہو ہی چکی تھی روتا اور بیقراری کرتا ہوا پھر ہفت منظر کے سامنے آیا قصر کے دروازے سب کے سب بند ہو چکے تھے سامنے کھڑا ہو کر رونے لگا اور یہ خمسہ عاشقانہ پڑھنے لگا خمسہ شعلہ رویوں کا [illegible] سوز غم نے کبھی جوں شمع جلایا مجھکو + آٹھ آٹھ آنسو ہرا لحظہ رُلایا مجھکو + دوستی دوستی میں اسنے گھلایا مجھکو + دل مرا دشمن جان [illegible] آخر کار لوگوں نے سمجھایا کہ اے شہریار والا تبار آپ نے عشق و محبت میں عقل کو بالکل تج دیا آپکو یہ بھی خیال نہیں [illegible] زاری اور نالہ و بیقراری سے دیو قلیاس آگاہ ہوگیا کہ یہ ملکہ پر عاشق ہے اور ملکہ اسپر جان دیتی ہے تو غضب ہے کہ [illegible] ایگا اور ملکہ کو کیسی ایذا پہونچائیگا یہ جو لوگوں نے سمجھایا تو نور الدہر کو بھی کچھ تنبیہ ہوئی اور اپنے بستر پر چپکا ہو [illegible] جو وہاں سے اٹھی تو چپ اور ساکت و سامت آکر پلنگ پر گری گروہ پلنگ نہ تھا پلنگ درندہ تھا کہ پھاڑے کھا [illegible] خاموش تھی اور منہ سے کچھ نہ کہتی تھی مگر دل کا مالک اللہ ہی تھا القصہ دیو جو شکار سے آیا تو پہلے جو شکاری جانور لایا تھا [illegible] لگا کر کھا لے بعد اُسکے ملکہ کے پاس آیا دیکھا کہ ملکہ چپ سناٹے میں پڑی ہوئی ہے پکارا اے ناز ک مزاج کیسا ہے آج چپ چپ کیوں [illegible] ملکہ نے کہا اچھی ہوں مگر طبیعت سست ہے یہ سنکر مسخرگی کرنے لگا تصدق ہونے لگا کہنے لگا ملکہ ابھی کہو تو کیا مزاج نادرست ہے [illegible] کیا معلوم ہوا کہ تمنے کوئی بات خلاف مرضی کے ہے اسی کا رنج ہے ملکہ نے کہا کہ نہیں اسوقت میرے دل میں کچھ میٹھا میٹھا درد ہے [illegible] کہ پھر ملکہ ہمہ شے موجود ہو سکتی ہے جو دوا کہو آجاے جو حکم کرو بجا لاؤں جو کہو طبیب کو کہو اُسے اٹھا لاؤں ملکہ نے کہا کہ نہیں اب میں اچھی [illegible] کہا کہ پھر ملکہ آغا بلبل کا گانا سنو گی کچھ دل بہل جائیگا ملکہ کو اگرچہ اور ہی خیال بندھا ہوا تھا مگر مجبوری [illegible] اچھا [illegible] لایا تمام ہفت منظر میں روشنی کی گئی اور عمرو یہ اشعار پر اثر اپنی بانسری میں گانے لگا اشعار

[illegible] کسی کو خبر ہی نہیں | درا ہجر میں جسکے یہ حال ہے اُسے حال پہ میرے نظر ہی نہیں
نہ تو آتی ہے نیند نہ سو [illegible] ہے کوئی کہ بات کروں | شب ہجر کی کس سے درازی کہوں یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہیں

الغرض خوب خوب ان اشعار [illegible] تو عمرو کی آواز ہی بہت پیاری ہے دوسرے اشعار جو اس طرح کی گائے تو ملکہ سے بے اختیار آنسو نکل آئے پلنگ پر اُٹھ بیٹھی دیو سمجھا [illegible] دی دیو نے عمرو کو خوب پیار کیا اور خوب میوہ کھلایا کہنے لگا کہ مرحبا آغا بلبل مرحبا کیا خوب گایا ہے مگر عمرو نے جو ملکہ کو دیکھا تو [illegible] چہرے پر نمایاں تھے روتی بھی ہے اور آہ سرد بھی کھینچتی ہے تاڑ گیا کہ مقرر یہ کسی پر عاشق و دل دادہ ہے دل میں کہا کہ خیر معلوم ہی ہو جا [illegible] نے ملکہ کو کھانا کھلوایا باتیں کیا کیا سور ہا عمرو کا قفس لٹکوا دیا مگر ملکہ قمر چہر کی یہ حالت ہے کہ معاذ اللہ رو رہی ہے اور تڑپ [illegible] کہ جیسے مچھلی خشکی میں تڑپتی ہے اور ہر دم و ہر لحظہ زبان پر یہی جاری ہے کہ اے خدا میں کب اس قید سے نجات پا کر اپنے محبوب [illegible] اے اللہ سوائے تیرے اپنا درد دل کس سے بیان کروں وہ میرا کا کمرہ کا سے کہوں درکہوں کہ پہنچا +

گو سنگ کا سینا کیوں نہ ہو سمجھ سکتا ہے + غرض یہ حال ہے کہ کبھی روتی ہے کبھی خداسے دعاے وصال محبوب کرتی ہے انہیں سمجھا رہی ہیں کہ حضور خاموش ہو رہیے ضبط کیجیے ایسا نہ ہو کہ دلو اس راز سے آگاہ ہو جاے تو پھر غضب ڈھاے ای ملکہ آپ اپنی عزت کا خیال کیجیے اسقدر بیقراری نہ کیجیے اور حضور ابھی تو آپ نے دیکھا ہی ہے آپکے پاس بھی نہیں آیا آپ اسکے عادات و خصائل اور حقیقت حال سے بھی واقف نہیں کہ کون شخص ہے کہاں سے آیا ہے اور اچھا اس سب کو بھی جانے دیجیے آپ کو اس سے الفت و محبت اور عشق و مودت سہی لیکن شہرۂ عشق یوں کیجیے و ریان کہ کوئی جان نہ جاے جان جاے تو بلا سے پر کوئی جان نہ جاے + بھلا اسقدر گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری سے کیا حاصل اور اپنے راز کو افشا کرنے سے کیا نتیجہ ہے اپنے دل کو سمجھایئے اور اس غم کو ہٹایئے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اشعار دل کی تقصیر نہیں آنکھوں کا سب ہے یہ قصور + لائیں آفت یہی ارکان پہ انھیں کا ہے فتور سنیے اگر گرفتاری چشم سست گرفتاری دل + سبب چشم ہو موجب ناچاریِ دل + دو پہر اب میں کہاں جہاں میں لگو اور نیم کہاں جہاں پہ نیم اروہی + سدھ کہاں جہاں بدھ نہیں اور سکیج کہاں جہاں دہیر دھر وہی + دھیر کہاں جہاں پیہ مبارک بیٹھ کہاں جہاں لاج کروہی بچھو نیگے تب ہی تو جا مینگے اب تو من ہاتھ پراے پروہی + جگ مریادت چھوڑ کل کان مینڈ یہ چھوڑ لاج کی گٹھری ٹوڑ روپ ملا وردہری سدھ گئی دیہہ کی بیکھ گئی گریہہ کی مشٹ نا نیند کی بھوک کی دھر ہی + اردھلک کی لاگے مین ٹکٹکی لاگی کب کیہم ان راگی سا گری پری آلی میری ہری مین پھر میرے ہی کچھو نہیں میری ہی چتون کا پھر میری گلے پری + میں مجبور ہوں کروں کیا میری قسمت میں تو یونہیں جل جل کر مرنا اور شمع سا گل گل کر دنیا سے جانا لکہا ہے دھر اسو جت جات سبھی دنرات کچھو لتہات کہا کری بیا کل مین پر ونہین چین الامین دہیر وکہاں دھریئے + جیت جاہت لالن کو ملیو اون لاج مہا جگ کی کریئے + جریئے مریئے بسریئے رہی لکہی بدھ جو نہین لکہی تو کہا کریئے + ارے صاحبو میں کیا کروں آنکھوں کے بس میں تو رہتی ہوں سواے اسکے کیا چارہ ہی لیکن یہ بیشک قصور ہوا کہ آج میں سیر کو کیوں گئی اور گئی تھی تو آنکھ کیوں دیکھا ریا تکی اس دل کا جو اول سے پرکھا ہوتا + یا ٹک کا یہ کو میرا لکیا ہوتا + اس خانہ خراب اپنی آنکھوں سے اے + ای کاش نہ میں نے اسکو دیکھا ہوتا + ارے لوگو جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر اس دل کم بخت کو کیا کروں کہ کسی طرح ضبط نہیں ہو سکتا اور ایک لحظہ قرار نہیں آتا + ہر دم یہی خیال ہے کہ وہ ماہ لقا مجھ تک کیونکر آئیگا یا میں اس تک کیونکر پہنچونگی ارے لوگو میرا تو جی ہی الٹ پلٹ ہوا جاتا ہے رہ رہ کے دل میں ایک درد سا اٹھتا ہے ہر چند دل کو سمجھاتی ہوں مگر جی امڈا آتا ہے اور بے اختیار گریہ گلوگیر ہوتا ہے یہ کہتی تھی اور روتی تھی کبھی ایک آہ سرد بھر کر کہتی تھی کہ ای اللہ کیونکر اس عذاب الیم سے جان چھوٹیگی ای اللہ میری نہیں سنتا تو اپنی جان ہی کو لے لے اب تو دل ہوا ہوا جاتا ہے اور عنان صبر ہاتھ سے جاتی ہے مصاحبین کہ رہی ہیں کہ حضور کسی طرح تو ضبط کیجیے اور دل ٹھہرایئے ایسا نہ ہو کہ دیو کی آنکھ کھل جاے ای ملکہ صبح تو ہونے دو جب دیو شکار کو جائیگا تو پھر چلکر دیکھیے گا اتنی رات ہی تو درمیان میں ہے کل شب تک پھر دیدار یار سے شاد کام ہو جائیگا ملکہ نے کہا ارے لوگو یہ تو سب سہی کہ یہ رات کیونکر بسر ہوگی اور دیکھیے سحر کب ہو گی نظم

دفعتہً دیکھ کر رخ شب غم
ڈر گئی وہ مہ سپہر حشم
شب فرقت اسی کو کہتے ہیں
لوگ آفت اسی کو کہتے ہیں
جسمیں سجھتے نہیں یہی ہے وہ شب
شب بیمار ہے اسی کا لقب
یہی نالہ بسر نہیں ہوتی
اسی شب کی سحر نہیں ہوتی

شب غم کی تو شکل سے بھی وہ ماہ
خواب میں بھی کبھی نہ تھی آگاہ
کانپ اٹھی یوں سے گھبرا کر
پوچھتی تھی گھڑی گھڑی وہ قسم
جان لیتا ہے کام اسی شب کا
شام بلبل ہے نام اسی شب کا
ہے بلاے فراق یاد رہی
آج شب اول مزا رہی

اے شب تاریک فراق کیونکر بسر ہوگی اور کسطرح اتنی رات کٹیگی یہ کہکر رونے لگی زمام صبر ہاتھوں سے گرنے لگی تصویر شاہزادے کی آنکھوں کے پیچھے پھرنے لگی شعر تصور آئینہ صاحب اس صنم کا + لگا ٹپکا ٹپکنے چشم نم کا + بار بار یہ کہنے لگی کہ ارے یہ خواب ہے یا بیداری مصاحبین عرض کرنے لگیں کہ حضور آپ کا مزاج کیسا بدل گیا ہے اور طبیعت کا یہ کیا رنگ ہو گیا ہے کہ کسی کا سمجھانا اثر ہی نہیں کرتا کسی کے کہنے پر عمل ہی نہیں کرتیں خدا و ند دل کو ٹھہرایئے حواس درست کیجیے اپنی جان کو جان سمجھیے ہم سب تب عرض کرتے ہیں کہ اب خاموش ہو رہیے اور اتنی رات کٹجانے دیجیے اگر دیو چونک اٹھا تو فرمایئے کیسی بنیگی کیا جواب دیجیے گا گر آپ کچھ سماعت نہیں فرماتیں اب آپ کو اختیار ہے ہم تو یہی جانتے ہیں کہ رات تھوڑی رہ گئی ہے چپکی ہو کے سو رہیے صبح کو سمجھا جائیگا

سنکر ملکہ کو کچھ تنبہ ہوا اور دم بخود ہو کر پڑ رہی۔ بہر نوع جون توں اتنی رات کٹی صبح ہوئی ملکہ اُٹھی ہاتھ منھ دھویا دیو کو بیدار کیا دیو تکیہ پر سے
سر اُٹھاتے ہی ملکہ قمر چہرہ کی صورت دیکھکر بہت خوش ہوا گرد ملکہ کے پھرا اور کہنے لگا کہ ملکہ سچ کہو تم آغا بلبل سے خوش ہوئین اور کچھ جی
بہلتا ہی یا نہین ملکہ نے کہا کہ ہان دیو قلیاس نے کہا کہ ہان ملکہ یہ آغا بلبل بہت ہی پرانا معلوم ہوتا ہی اور خوب باتین کرتا ہی تم جب گھبرایا
کرو تو اس سے باتین کیا کرو اپنا جی بہلایا کرو ملکہ نے کہا کہ ہان قلیاس ایسا ہی ہوگا القصہ دیو اُٹھا ہاتھ منھ دھویا کچھ میوہ خود بھی کھایا ملکہ
کو بھی کھلایا آغا بلبل کا کچھ ذکر نہ سنا گیا ملکہ سے سخن آرائی کیا کیا بعد اُسکے شکار کھیلنے چلا گیا جب دیو چلا گیا تو ملکہ نے خواصون سے کہا کہ ارے
لوگو اب تو وہ موذی کاٹا گیا برآمدے پر کرسی بچھاؤ کہ مین جا کر تھوڑی دیر سیر دریا کرون کہ دل بہلے اُسی وقت خواصین اُٹھین گرد و غبار
جھاڑ کر فرش کیا کرسی بچھائی ملکہ سے آکر عرض کیا کہ خداوند کرسی بچھا دی دریچے کھول دیے حضور اب چاہین یہ سنکر ملکہ اُٹھی اور چاہا تھا کہ
جا کر بیٹھے عمرو نے جو دیکھا کہنے لگا کہ ای ملکہ آج مجھے اپنے ساتھ لے چلو مین بھی تو دیکھون کہ وہ کون شخص ہی جسپر تم عاشق ہوئی ہو اور جسکے
فراق مین تمھارا یہ حال ہی ملکہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مین تو کسی پر عاشق نہین ہون ای آغا بلبل تمھین کچھ خبر ہی یہ تم کہتے کیا ہو عمرو نے کہا کہ ای
ملکہ تم مجھسے نہ چھپاؤ مین خوب جانتا ہون ساری عمر میری اسی کارستانی مین گذری ہی یا کچھ اور کھیلا ہین اور یہ کرشمہ نہ پہچانون تو ہیچ کاری
ای ملکہ اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین تمھارا راز افشا کر دونگا اور ساری حقیقت تمھاری دیو سے کہہ دونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو مجھسے
یہ امر ہرگز نہ ہوگا اور دوسرے وہ نالائق ہی کب اُسکی ہستی کیا ہی مین تو فقط تمھارے سبب سے یہان رہ گیا ورنہ مجھکو کوئی بھلا اپنے پاس
قید کرسکتا ہی اگر تمھاری محبت میرے دل مین جا گزین نہ ہو جاتی تو مین کب کا راہی ہو چکا ہوتا اگر مین چاہون تو ابھی چھوٹ کر چلا جاؤن اور
یہ دیو منھ دیکھکر رہ جاے ای ملکہ اُسنے مجھے کیا راضی کیا ہی اور کیا اچھا برتاؤ میرے ساتھ کیا ہی جو اُسکا دوست ہو جاؤنگا اور اُسکی بیخ کر کے
ہتکو ایذا دلواؤنگا اور ای ملکہ میری دعا تو یہ ہی کہ وہ شخص اولاد صاحبقران سے ہو کہ تمھارا حُسن و جمال لائق خاندان حمزہ صاحبقران
ہی ایک مصاحب بول اُٹھی کہ ہان آغا بلبل یہ شخص حسین تو بہت ہی کہ ہمنے ایسا حسین و خوبصورت آج تک نہین دیکھا فی الواقع کیا
شکل و صورت پائی ہی کہ ماہ دو ہفتہ جسکے آگے گرد آفتاب نیمروز جسکے سامنے ماند ہی اور جو شان و شوکت اور جلالت و صولت و رعب و تہور
و دبدبہ و شجاعت اُسکے چہرے سے آشکار ہی اور جو سطوت شاہی اُسکی جبین سے ظاہر ہی آج تک بڑے بڑے شاہان والا قدر اور
سلاطین اولو العزم مین نہین دیکھی گئی واقعی اُسکا حُسن و جمال قدرت خالق کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہی اب ملکہ نے دیکھا کہ اس سے
اخفاے راز ممکن نہین خواصون سے کہا کہ اچھا اسکو بھی ساتھ لے لو غرض ملکہ قمر چہرہ اُس دریچے کی طرف آئی اور عمرو کو بھی ساتھ لیا
اور ادھر نور الدہر کا حال سنیے کہ اسکی بھی شب بھر عجب کیفیت رہی مثل ماہی بے آب تڑپا کیا شب بھر اختر شماری اور یاد محبوب مین کٹی
گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے زمین و آسمان کو ہلا دیا ہر دم زبان پر یہی کلمات تھے کہ کیون اللہ وہ بھی کوئی دن آئیگا کہ یہ
بیقراری میری کم ہوگی اور شربت وصال یار سے محظوظ ہونگا ای خدا اب تو جلد مدد کر کہ اب تاب صدمہ و رنج کی باقی نہین
ہی اور صبر و ضبط دل بیقرار سے اب نہین ہو سکتا خداوندا یا تو اس صدمے سے نجات دے اور محبوب تک پہونچا دے اور یا ملک الموت
کو حکم فرما کہ قبض روح اس فقیر کی ہو جاے اور اس عذاب سے چھٹکارا ہو یہ کہکر اس بیقراری سے ڈاڑھین مار مار کر روتا ہی کہ سنگدلون
کے کلیجے شق ہوے جاتے ہین اور دیکھنے والون کے دل اُلٹے جاتے ہین ہر ایک شخص سمجھاتا ہی کہ ای شہریار براے خدا اس نالہ و
بکا کو موقوف کیجیے اور اس بیقراری کو کم کیجیے حق سبحانہ تعالیٰ مقلب الاحوال ہی کبھی آپ کی بھی پھیر دیگا اور آپکے مقصد دل پر فائز کریگا
آخر رحمت خدا سے مایوس ہو کر یہ بیقراری کیونکر آپنے جائز کرلی لا تیئسوا من رحمۃ اللہ رحمت خدا سے مایوسی نا زیبا ہی اور آپکو
تو نمائش کی کوئی حاجت نہین ہی آپ خود ایک عالی فہم ہین اور ذکی الطبع ہین مگر معلوم نہین کہ اس وقت آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہی
ارے صاحب خداوند عالم سے اتنی دیر دعا ہی کیجیے اس گریہ و زاری سے سواے اسکے کہ دشمن آپکے بدنام ہون اور اعدا
حضور کے خوش ہون اور کیا متصور ہی اور معلوم نہین آپکو یہ کیا سوجھی ہی کہ آپ اسقدر شور و غل کرتے ہین کیا محبت اسیکا نام

سنکر ملکہ کو کچھ تنبہ ہوا اور دم بخود ہو کر پڑ رہی بہر نوع جون تون اتنی رات کٹی صبح ہوئی ملکہ اٹھی ہاتھ منھ دھویا دیو کو بیدار کیا دیو تکیہ پر سے
سر اٹھاتے ہی ملکہ قمر چہر کی صورت دیکھکر بہت خوش ہوا اور ملکہ کے پھرا اور کہنے لگا کہ ملکہ سچ کہو تم آغا بلبل سے خوش ہوئین اور کچھ جی
بہلتا ہی یا نہین ملکہ نے کہا کہ ہان دیو قلیاس نے کہا کہ ہان ملکہ یہ آغا بلبل بہت ہی پرانا معلوم ہوتا ہی اور خوب باتین کرتا ہی تم جب گھبرایا
کرو تو اس سے باتین کیا کرو اپنا جی بہلایا کرو ملکہ نے کہا کہ ہان قلیاس ایسا ہی ہوگا القصہ دیو اٹھا ہاتھ منھ دھویا کچھ میوہ خود بھی کھایا ملکہ
کو بھی کھلایا آغا بلبل کا کچھ زیرگانا سنا کیا ملکہ سے سخن آرائی کیا کیا بعد اسکے شکار کھیلنے چلا گیا جب دیو چلا گیا تو ملکہ نے خواصون سے کہا کہ ار
لوگو اب تو وہ موذی سے کاٹا گیا برآمدے پر کرسی بچھاؤ کہ مین چلکر تھوڑی دیر سیر دریا کرون کہ دل بہلے اسی وقت خواصین اٹھین گرد و غبار
جھاڑ کر فرش کیا کرسی بچھائی ملکہ سے آکر عرض کیا کہ خداوند کرسی بچھا دی دریچے کھول دیے حضور اب چلین یہ سنکر ملکہ اٹھی اور چاہا تھا کہ
جا کر بیٹھے عمرو نے جو دیکھا کہنے لگا کہ اے ملکہ آج مجھے اپنے ساتھ لیے چلو مین بھی تو دیکھون کہ وہ کون شخص ہے جسپر تم عاشق ہوئی ہو اور جسکے
فراق مین تمھارا یہ حال ہی ملکہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مین تو کسی پر عاشق نہین ہون اے آغا بلبل تمھین کچھ خبر ہی یہ تم کہتے کیا ہو عمرو نے کہا کہ اے
ملکہ تم مجھسے نہ چھپاؤ مین خوب جانتا ہون ساری عمر میری اسی کارستانی مین گذری ہی یا کچھ اور بھلا مین اور یہ کرشمہ نہ پہچانون تو یہی کہی
اے ملکہ اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین تمھارا راز افشا کر دونگا اور ساری حقیقت تمھاری دیو سے کہدونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو مجھسے
یہ امر ہرگز نہ ہوگا اور دوسرے وہ نالائق ہی کب اسکی ہستی کیا ہی مین تو فقط تمھارے سبب سے یہان رہ گیا ورنہ مجھکو کوئی مجھکو اپنے پاس
قید کر سکتا ہی اگر تمھاری محبت نہ میرے دل مین جاگزین نہ ہو جاتی تو مین کب کا رہی ہو چکا ہوتا اگر مین چاہون تو ابھی چھوٹ کر چلا جاؤن اور
یہ دیو منھ دیکھا رہ جاے اے ملکہ اسنے مجھے کیا رکھی کیا ہی اور کیا اچھا برتاؤ میرے ساتھ کیا ہی جو اسکا دوست ہو جاؤنگا اور اسکی پیچ کر
تمکو ایذا دلواؤنگا اور اے ملکہ میری دعا تو یہ ہی کہ وہ شخص اولاد صاحبقران سے ہو کہ تمھارا حسن و جمال لائق خاندان حمزۂ صاحبقران
ہی ایک مصاحب بول اٹھی کہ ہان آغا بلبل یہ شخص حسین تو بہت ہی کہ ہمنے ایسا حسین و خوبصورت آج تک نہین دیکھا فی الواقع کیا
شکل و صورت پائی ہی کہ ماہ دو ہفتہ جسکے آگے گرد آفتاب نیمروز جسکے سامنے ماند ہی اور جو شان و شوکت اور جلالت و صولت رعب و داب
دبدبہ و شجاعت اسکے چہرے سے آشکار ہی اور جو سطوت شاہی اسکی جبین سے ظاہر ہی آج تک بڑے بڑے شاہان والا قدر اور
سلاطین اولوالعزم مین نہین دیکھی گئی واقعی اسکا حسن و جمال قدرت خالق کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہی اب ملکہ نے دیکھا کہ اس سے
اخفاے راز ممکن نہین خواصون سے کہا کہ اچھا اسکو بھی ساتھ لے لو غرض ملکہ قمر چہر اس دریچے کی طرف آئی او عمرو کو بھی ساتھ لیا
اور ادھر نور الدہر کا حال سنیے کہ اسکی بھی شب ہجر عجب کیفیت رہا مثل ماہی بے آب تڑپا کیا شب بھر اختر شماری اور یاد محبوب مین گذری
گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے زمین و آسمان کو ہلا دیا ہر دم زبان پر یہی کلمات تھے کہ کیون اللہ وہ بھی کوئی دن آئیگا کہ یہ
بیقراری میری کم ہوگی اور شربت وصال یار سے محظوظ ہونگا اے خدا اب تو جلد مدد کر لے کہ اب تاب صدمہ و رنج کی باقی نہین
ہی اور صبر و ضبط دل بیقرار سے اب نہین ہو سکتا خداوندا یا تو اس صدمے سے نجات دے اور حبیب تک پہونچا دے اور یا ملک الموت
کو حکم فرما کہ قبض روح اس فقیر کی ہو جاے اور اس عذاب سے چھٹکارا ہو یہ کہ کر اس بیقراری سے ڈاڑھین مار مار کر روتا ہی کہ سننے والون
کے کلیجے شق ہوے جاتے ہین اور دیکھنے والون کے دل الٹے جاتے ہین ہر ایک شخص سمجھاتا ہی کہ اے شہریار از براے خدا اس نالہ و
بکا کو موقوف کیجیے اور اس بیقراری کو کم کیجیے حق سبحانہ تعالی مقلب الاحوال ہی کبھی آپ کی بھی پھیر دیگا اور آپ کے مقصد دل بر لائیگا
آخر رحمت خدا سے مایوس ہو کر یہ بیقراری کیونکر آپ نے جائز کر لی لا تیئسوا من رحمۃ اللہ رحمت خدا سے مایوسی نازیبا ہی اور آپ کو
تو فہمائش کی کوئی حاجت نہین ہی آپ خود ایک عالی فہم ہین اور ذکی الطبع ہین مگر معلوم نہین کہ اس وقت آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہی
ارے صاحب خداوند عالم سے اتنی دیر دعا کیجیے اس گریہ و زاری سے سوا اسکے کہ دشمن آپ کے بدنام ہون اور اعدا
حضور کے خوش ہون اور کیا متصور ہی اور معلوم نہین آپ کو یہ کیا سوجھی ہی کہ آپ اسقدر شور و غل کرتے ہین کیا محبت آپکی نا تمام

گو اپنے ساتھ محبوب کو بھی رسوا اور بدنام کیجیے بھلا خیال تو فرمایئے کہ اگر دیو قلپاس کو یہ خبر معلوم ہو گئی تو بھلا آپکے ساتھ تو جس طرح پیش آئیگا آپ کو کوئی پروا نہ ہوگی مگر جو بدی ملکہ قمر چہر کے ساتھ کریگا اسکا موجب کون ہوا کیا آپ کو یہ گوارا ہے کہ دیو قلپاس ملکہ سے بدی پیش آئے ای شاہزادہ والا قدر ذرا تو عقل کو دخل دیجیے اور انجام کار کو ملاحظہ فرمایئے ایک آہ بھرکے کہا کہ اچھا صاحب اس سب کو جانے دیجیے اور کسی بات کا خیال نہ کیجیے مگر یہ شب بھر تو خاموشی سے گذار دیجیے جب صبح ہوگی اور دیو قلپاس شکار کو جائیگا تو پھر نظارۂ محبوب ہے یہ اتنی رات ہی درمیان میں ہے مگر بھلا نور الدہر کو کب ساعت ہوتی ہے اور کب قرار پڑتا ہے لوگ سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے اور عاجز ہو کر خاموش ہو رہے اور نور الدہر کی وہی بیقراری اور گریہ و زاری اور بار بار لبوں پہ یہ کلمہ جاری کہ یا الہا اتنی رات کیونکر بسر ہوگی اور کیونکر سحر ہوگی رات بھر پلک سے پلک نہ لگی کہیں نام کو بھی نیند نہیں آئی اور جو روتے روتے ایک آدھ منٹ کو کچھ غفلت سی آ گئی تو یہی دیکھا کہ ملکہ قمر چہر کھڑی ہوئی پکار رہی ہے کہ ای شاہزادۂ عالی قدر ہم تو یہاں اس دیو قلپاس بے اساس کی قید میں مبتلا ہیں اور تمہیں ہماری خبر نہیں یہ چاہے ہی سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور یہ کہتا ہوا ہفت منظر کی طرف دوڑا کہ ملکہ تمنے یہ کیا کلمہ کہا ارے میری تو جان تک مختار ہے لیجیے حاضر ہے تھوڑی دور جا کر یہ خیال آ گیا کہ ای نور الدہر کہاں جاتا ہے وہاں دروازہ بھی بند ہو گیا ہوگا طائر خیال کا بھی گذر ممکن نہ ہوگا اور یہ سوچ کر پھر اپنے بستر پہ آ کر پڑ رہا اور یہ غزل حالت بیقراری میں پڑھنے لگا غزل

اتنا ملول مجھسے بھی ای روزگار کر
لے آمد و سے کے پاس سے آنا ابھار کر

ستمشا ہمیری نگاہ سے پھر اسکو دیکھ لو
ای موت اتنی دیر تو اور انتظار کر

ای چرخ جس طرح ہی عدو اس سے ہم اقبل
اسکے گلے کا دھیان بھی مجھسے بھی توبار کر

ارمشق کی بلائیں تو ای دل بنا دیکا
کچھ اور گل کھلانہ بھی اب ابھار کر

وہ مر گیا اٹھاتا تھا نالوں سے جو فلک
کہتے تھا یہ اسکی گلی میں پکار کر

کہتا ہے جوش عشق یہ کہ دل ابھی ابھی آلی کیا
سو دل جو پاس ہیں تو سمجھوں کو نثار کر

بھلا ہی اٹھ بیٹھا ہی وہ دل قرار سے
پہونچے لگے اس تک اتنی ہی شب بھر گذار کر

الغرض اسی کیفیت میں وہ رات بسر ہوئی جس وقت کہ فوج سیاہ رات کا کوچ قریب ہوا اور آفتاب نے سمت مغرب جانے کا قصد کیا تو نور الدہر اٹھکر اس صحرا میں ٹہلنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

شب کو نیند آئی نہ مجھ میں لگی یہ دھڑکا رہا * پہلی سے صبح تک میں کروٹیں لیتا رہا اگر کروٹیں لیتے ہی لیتے آہ اڑ جاتی ہے نیند * جسکا دل دلبر میں ہو وے اسکو کب آتی ہے نیند * خدا خدا کر کے جسوقت کہ سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور مرغ سحر نے اذان دی وقت نماز صبح کا آ گیا نور الدہر نے وضو کر کے فریضہ سحری ادا کیا درگاہ قاضی الحاجات میں بصد عجز و نیاز وصال یار کی دعا کی اور یہ شعر پڑھتا ہوا اسی جانب روانہ ہوا کہ جہاں سے قمر چہر کو دیکھا تھا شعر علی الصباح جو مردم بکار و بار رفتند * بلا کشان محبت بکوی یار روند * جب سامنے ہفت منظر کے آیا دیکھا کہ دروازے قصر کے مسدود ہیں ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر فرش خاک پہ بیٹھ گیا پھر بیقرار اٹھ کھڑا ہوا اور قصد کیا کہ ملکہ کو پکارے فوراً خادم سمجھ گئے اور منع کیا کہ حضور ذرا یہ اسے خدا نہ پکاریے گا یہ لوگ ہفت منظر میں ابھی موجود ہیں اگر آپ نے پکارا اور وہ اس امر سے مطلع ہو گیا تو معلوم نہیں ملکہ سے کس طرح پیش آئیگا اور کس قسم کی ایذا پہونچائیگا خدا کے لئے تھوڑی دیر اور خاموش رہیے اور ایک ذرا کی ذرا اور صبر کیجیے جب دیو شکار کو چلا جائیگا تو ملکہ خود ہی برآمد ہوگی جہاں اتنا صبر کیا ہے تھوڑا صبر اور کیجیے شاہزادے نے کہا کہ خیر صاحب ایں ہم بالاے الم اور جب تک کہ وہ گئے خاموش رہیئے یہ کہکر چپکا ہو رہا اور جو عاشق تن وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنے اپنے مقام پر متمکن رہے اسلیے کہ انکو تو وقت دیو کے جانے اور ملکہ کے برآمد ہونے کا معلوم ہی تھا کہ جسوقت دیو جاتا ہے اسوقت ملکہ برآمد ہوتی ہے اسکو کوئی چار گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ یکایک چلمن جواہر نگار بندھی اور جتنے عشاق بیٹھے ہوئے تھے سب کے سب اپنی اپنی جگہ سے دوڑے اور ملکہ قمر چہر آ کر دریچہ جواہر نگار میں کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئی ادھر سے نور الدہر کی نگاہ بلند ہوئی اور ادھر سے ملکہ قمر چہر نے نور الدہر کو دیکھا نظر سے نظر ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی دونوں دونوں مسکرائے اور اپنی اپنی بیقراری اور بیتابی کا حال لب اشارت پہ لائے اور ساتھ ہی اسکے بمصداق السرور والحزن توامان کے آنسو بھی نکل آئے اور ادھر جو کچھ نگاہ شاہزادہ نور الدہر والا قدر پر پڑی دیکھا کہ ایک نوجوان با طلعت خورشید صورت چہرے پہ بھبوت ملے ہوئے سر پر جوڑا باندھا ہوا کفنی لیا

زیب بدن کیے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وقت سحر یا غروب آفتاب شفق مین نمایان ہی پس عمرو تو اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے
دل مین کہنے لگا کہ اچھا وسیلہ قسمت سے ہاتھ لگ گیا اگر فضل خدا شامل حال ہوا تو اس ذریعہ سے بوجہ احسن امیر سے صفائی ہو جائیگی
اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ قہر چہر شکر صد شکر کہ تمھارے اوپر وہ شخص عاشق ہوا اور تمھارے حسن و جمال پر وہ شخص دل دادہ ہوا کہ ای ملکہ
یہ شخص شاہزادہ عالی قدر رفیع المنزلت بلند مرتبت شجاع و دلیر حسیب و نسیب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ
نور الدہر عالیشان بن شاہزادہ بدیع الزمان اور نبیرہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہی ای ملکہ یہ شخص حسباً و نسباً بھی تمسے بہت
اچھا ہی ای ملکہ نصیبا تمھارا جاگ اٹھا کہ تم ایسے شخص پر دل دادہ ہوئین تم ہر طرح خاطر جمع رکھو مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ تمکو اسکے ساتھ
منسوب کر دونگا ای ملکہ قہر چہر گو یہ اسوقت اس حالت فقیری مین ہی مگر بہت بڑا لشکر اسکے زیر حکم ہی باپ اسکا سر فتنہ ملک باختر
ہی جسوقت امیر حمزہ صاحبقران کو یہ خبر پہونچیگی کہ نور الدہر والا قدر ہفت منظر مین ہی اور ملکہ قہر چہر پر عاشق ہوا ہی تو پھر سبھی
تو آ پہنچینگے اُسوقت کی شان و شوکت و صولت و سطوت اسکے لشکر کی دیکھنا کیسے کیسے شجاع و دلیر اسکے لشکر کے سالار ہین
کہ جنکے نام سے روح رستم قبر مین لرزان ہی ملکہ نے کہا کہ بھلا تم انکو کیا جانو اور انسے واقفیت کی کیا وجہ ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ
مین ہی خواجہ عمرو ہون امیر حمزہ کا عیار طرار ہون ایک مدت سے اس بلند قدر کے دادا یعنی امیر حمزہ صاحبقران کا
ملازم رہا اور نمک کھایا کیا جیسے اور حمزہ سے بگڑ گئی مین نے اسکی ملازمت ترک کر دی اور اُسکے لشکر سے نکل آیا ملکہ نے پوچھا
کہ اچھا بیان کرو تمسے اور امیر سے کیا قصہ ہوا عمرو نے کل حقیقت من و عن ملکہ سے بیان کی جب ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص خواجہ عمرو
عیار ہی اور یہ بلند قدر شاہزادہ نور الدہر ہی تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ اچھا خواجہ یہ بتاؤ کہ اس دیو موذی کا ہاتھ سے
کیونکر نجات ہوگی عمرو نے کہا کہ ملکہ اس کا مار ڈالنا کتنی بڑی بات ہی امیر کو آ لینے دو یہ سنکر ملکہ اور بھی خوش ہوئی مگر نور الدہر نے
جو عمرو کو پہچانا مصلحتاً سلام کیا عمرو نے اشارے سے کہا کہ ابھی تو نہین خدا مالک ہی الغرض دونون عاشق و معشوق بڑی دیر تک
مصروف نظارہ بازی رہے جب دیو کی آمد قریب ہوئی ملکہ اٹھکر چلی گئی دروازے بند ہو گئے نور الدہر بیٹھا ہوا تھا پھر زمین پر آ بیٹھا اتنے
مین کیوان فلک رفعت بھی آ گیا شاہزادے نے کہا کہ اسوقت آپ کہان آ سے عرض کیا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہون اور یہ
عرض کرتا ہی کہ لباس قلندری جسم سے اتار لیجیے مین آپ کے واسطے خیمہ استادہ کرا دون اُسمین آرام سے بیٹھیے نور الدہر نے کہا کہ مین
خاک نشین ہون خیمہ کیسا مکان کیسا سایہ آسمان کچھ مدار مجھکو کافی ہی اور علاوہ اسکے اگر کچھ سایہ ہوگا تو قصر یار نظرون سے اوجھل ہو جائیگا اگر
مین معشوق کو نہین دیکھتا ہون تو نشستگاہ تو اُسکی پیش نظر ہی معشوق کو شان و شوکت کیا دکھانا ہی کہ وہ بادشاہ اقلیم حسن ہی اور ہم گدا
عشق ہین ہمارا ساز و سامان اور ہی کچھ ہی فرش خاک اپنا بستر ہی صحرا پڑا ہوا اپنا گھر ہی کیوان فلک رفعت نے جب یہ کلام
سنا ناچار کہا بہت معقول ہوا یا چہار طرف ہری ہری دوب جموائی چمن بندی کروا کے بیچ مین بنگلہ خس کا بنوایا اُسمین
شاہزادے کو بٹھایا کیوان فلک رفعت دونون وقت آتا ہی کھانا شاہزادے کو کھلاتا ہی تمام خدمت بجا لاتا ہی اور چلا جاتا ہی
اور ملکہ کا یہ حال ہی ہر روز شاہزادے کے دیکھنے کو اور اُسے دکھلانے کو سہ پہر چار گھڑی آ بیٹھتی ہی اور نور الدہر حسب دستور مقام
معینہ پر آ کھڑا ہوتا ہی اور ملکہ کا نظارہ کیا کرتا ہی جب دیو کی آمد قریب ہوتی تھی ملکہ اٹھکے ادھر چلی جاتی تھی نور الدہر ادھر چلا آتا تھا
اور دیو فولاد پاس سوتے وقت عمرو کو گود لیتا تھا اور عمرو ناچار ہو کر گاتا تھا جس وقت دیو شکار کو چلا جاتا تھا تو ملکہ عمرو کو قفس سے
نکال لیتی تھی اور اپنے ساتھ لیکر ہفت منظر کی سیر کرواتی تھی اور کہتی تھی کہ خواجہ جس طرح ہو سکے اس دیو کو مار ڈالو عمرو کہتا تھا حمزہ
کو آ لینے دو مین اسکو مار ڈالونگا اور تمھارا نور الدہر کے ساتھ عقد کر دونگا یہی باتین رات کرتی تھین جب ملکہ بہت بیقرار ہوتی تھی
تو عمرو تسلی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ای ملکہ مین تمھین ابھی شاہزادے سے ملا سکتا ہون مگر کام میرا ابتر ہو جائیگا مین نے حمزہ کو
صاحبقران بنایا ہی وہ مجھسے بگڑا ہوا ہی خیر دیکھا جائیگا اور ادھر نور الدہر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ملکہ خدا جانے کب دام مین آئیگی

انجام کار کیا ہونا ہے ملکہ کو مجھے کیون دیگا اگر ای نورالدہر جو ملکہ ہاتھ نہ لگی تو جان دے دونگا یہان تو انکو اس حال مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت پل کفیل ٹوٹا اور ایرج دریاے سرخاب مین گرا ایک لٹھا پل کفیل کا ایرج کے ہاتھ آیا اسپر سوار ہوا وہ لٹھا بہتا ہوا کنارے آکے لگا کئی روز جو دریا مین گذرے تھے تو بھوکھا بہت تھا نہایت ناتوان تھا ہزار دقت سے اٹھا بیابان کو چلا ہوا ٹھنڈی ہوا چلتی تھی درخت میوہ دار لگے تھے میوہ توڑ کر کھایا کچھ سیری حاصل ہوئی پانی پیا لیٹ رہا بعد دو چار گھڑی کے پھر روانہ ہوا چلا آتا تھا کہ کچھ زنگی آدم خوار دکھائی دیے نہایت سیہ فام اور ایرج کو دیکھکر نہایت شاد و خرم ہوئے دوڑے کہ خداوند ابلیس نے لقمہ چرب پہونچایا ہے ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ غضب ہوا ہوئی یہ جزیرہ آدم خوارون کا ہے تو سنا گر دہی ہے کچھ مکر و کا تو عیاری کر کے بہت تیری اسپر چھا ـــ یہ خیال اپنے دل مین کر کے نعرہ کیا کہ بڑی دیر سے ڈھونڈھتا تھا اب شکار دکھائی دیا یہ کہکر زنگیون پر دوڑا زنگی ایرج پر حملہ آور ہوے ایرج نے ایک زنگی کا حربہ چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور پھر چرخ دے کر دوسرے زنگی پر مارا کہ دونون تلے اوپر گرے ایرج سینے پر چڑھ بیٹھا ایک کے خنجر سے ذبح کیا دوسرے کو ٹانگ پکڑ کر چیر ڈالا پھر ایرج نوجوان نے چقماق پتھری مین سے آگ نکالی اور گوشت انکا کاٹ کر بھونا اور انکے دکھانے کو منہ لگایا زنگی جو یہ دیکھ رہے تھے بھاگے کہ یہ تو آدمی زنگیون کو کھاتا ہے اور اپنے بادشاہ کے پاس گئے جاکر سلام کیا کہا کہ اس بیشہ مین ایک آدمی زنگی خوار آیا ہے ہم دس زنگی شکار کھیلنے کو بیشہ مین گئے تھے وہ ہم پر دوڑا اور دو بھائیون کو پکڑ کر مار ڈالا اب انکا گوشت بھون کر کھاتا ہے کیا عجب ہے کہ شہر مین گھس آوے اور سب زنگیون کو کھا جاوے بادشاہ اس جزیرے کے دو بھائی ہین ایک کا نام سقنبیل سپہر گردان دوسرے کا نام ہے سپہر سپہر گردان دونون نے جو سنا کہ انسان زنگی خوار اس بیشہ مین آیا ہے آپس مین صلاح کی کہ اسکو چلکر مار ڈالیے یا لیو کر کے زندہ پکڑ لیجیے اسی وقت بارہ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوئے جہان ایرج تھا وہان آئے ایرج نے دیکھا کہ وہ شخص ہے سقنبیل و سپہر نے زنگیون سے کہا کہ چارطرف سے اسے گھیر زنگیون نے دور دور چلتے باندھ ایرج کو گھیر لیا مگر کوئی نزدیک نہین آتا اور زنگیون نے کہا کہ ای شخص ہمارے جزیرے مین سے چلا جا نہین ہم تجھے مار ڈالینگے ایرج نے نعرہ کیا کہ اگر دین آفتاب پرستی قبول کرو نہین تمھین کچھ نکلنا غل ہوا کہ ارے یہ تو آفتاب پرست ہے دشمن دین لقا ہے ارے اسے زندہ نہ چھوڑو چارطرف سے تیر ایرج پر پڑنے لگے ایرج نے تلوار ماری اور زنگیون پر گرا شمشیر زنی کرنے لگا بہت سے زنگیون کو مار کر سقنبیل اور سپہر سپہر گردان کے پاس پہونچا دونون نے تلوارین ماری ایرج نوجوان نے تلوارین چھین لین اور کمر مین ہاتھ ڈالکر دہنے ہاتھ سے سقنبیل کو اور بائین ہاتھ سے سپہر کو اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر کہا کہ یہی شرط ماردون زمین پر تم دونون کو کہ بھیجے نکل جائین اور سب زنگیون مین غل ہوا کہ ارے پکڑ لیا ہمارے بادشاہون کو ایک نے کہا کہ اب انھین کہا جائیگا اسے کہا اگر بعضے مستعد ہوئے کہ یہ نہین کھالیے بادشاہ تو چھوٹ جائیگا اور بیٹھ کر چلیے غل کرتے ہوئے کہ ارے چھوڑ دے ہمارے بادشاہون کو مگر ایرج نے سقنبیل و سپہر سے کہا کہ مین تمھین مار ڈالونگا نہین دین آفتاب پرستی اختیار کرو ان دونون نے عرض کیا کہ ہم نے لعنت کی لقا پر آپ ہمین چھوڑ دیجیے ایرج نے انکو ہاتھ سے رکھ دیا وہ دونون پائون پر گرے اور زنگیون سے کہا کہ تم بھی اسکی اطاعت کرو سب زنگی ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے سقنبیل و سپہر ایرج کو شہر مین لائے دعوت کی عین گرمی صحبت مین سقنبیل نے عرض کیا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے ہمین آگاہ کیجیے ایرج بولا کہ مجھے زبدہ آفتاب پرستان نام کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان کہتے ہین مجھے اور نبیرہ حمزہ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان سے پل کفیل پر گذر چلے تھے پل ٹوٹا ہم دونون دریاے سرخاب مین گرے مین اس جزیرے مین نکلا نورالدہر کا حال نہین معلوم کدھر گیا یا غرق ہوگیا سقنبیل نے جو سنا کہ یہ ایرج ہے نہایت خوش ہوا عرض کیا کہ شہریار ایک میرا دشمن ہے کہ نام اسکا دلہم شاطر زنگی ہے اور یہ ملک اسکا تھا یہ جو شہر ہے مگر دلہم نہایت زبردست ہے اور بہت [illegible] ملک میرا زبردستی اپنے قبضے مین کر لیا ہے مین اس سے مقابلہ نہین کر سکتا ہون اسکے ہاتھ سے ناک مین دم ہے یہ خوف ہے کہ وہ میرا شہر بھی لیگا رات دن اسی اندیشے مین گذرتی ہے ایرج نے فرمایا ای

سفیل تمھارے ساتھ کتنی فوج ہے اُسنے کہا کہ چالیس ہزار اور دلیم شباط کے ساتھ قریب لاکھ زنگی کے ہین ایرج نے کہا کہ کچھ پروا نہین
ہے تم فوج اپنی تیار کرو ہم حملہ کر دلیم کو گرفتار کر لینگے اور سزا اسے معقول اُسکو دینگے سفیل نے کہا کہ اے شہریار بہتر ارشاد کیجیے کہ آپ ہمیشہ
سے زنگی کا گوشت کھایا کرتے ہین ایرج نے کہا کہ اے سفیل ہم اپنا دبدبہ تمھین دکھاتے تھے اور اپنا رعب ڈالتے تھے کہ تم ہم سے ڈرو
اور ہمپر حملہ نہ کرو ورنہ ہم آدم خوار تھوڑی ہین اور اے سفیل تم بھی آدم خواری ترک کرو خبردار اب کبھی آدمی کا گوشت نہ کھانا اُسنے
عرض کیا کہ بہت خوب القصہ ایرج نوجوان لشکر فراوان ساتھ لیکر دلیم شباط زنگی کے ملک پر چلا جب قریب ملک دلیم کے پہونچے
اور اُسکو یہ خبر ہوئی کہ سفیل اور سپہر ایک آدم زاد ساتھ لیکر میرے مقابلے کو آئے ہین تو بہت برہم ہوا اور اپنا لشکر درست
کیا اور ایرج نے دلیم کو لکھ بھیجا کہ آگاہ ہو اے دلیم شباط کہ مین صاحبقران آفتاب پرستان ہون اس نامے کو دیکھتے ہی سر
اطاعت خم کرکے میرے حضور مین چلا آ ورنہ بہت بُری طرح میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دلیم شباط اس نامے کو پڑھکر بہت برہم ہوا
اور کہا کہ اسکا جواب اس نامے کا زبان تیغ سے دیا جائیگا ایلچی تو ایرج کا اُدھر گیا اور ادھر دلیم شباط زنگی نے طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر
ایرج کو بھی پہونچی ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجا دیا جائے جوں ہی حکم اُس طرف بھی طبل جنگ بجا تمام رات
دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کرکے
چلے گئے ایرج میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا دلیم شباط مقابلے کو نکلا بدنگاہ زنگی کے دلیم نے پوچھا کہ تو ہی ایرج نوجوان صاحبقران
آفتاب پرستان ہے ایرج نے کہا کہ ہان مین وہی ہون دلیم نے کہا کہ واہ اسی قد و قامت پر لڑنے آیا ہے بہتر یہ ہے کہ تو جدھر سے آیا ہے
اُس طرف چلا جا ایرج نے کہا کہ خوب اگر چلا ہی جانا ہوتا تو یہان تک آتا ہی کیون اب بغیر تیری مشکین باندھے چلا جاونگا دلیم شباط
یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ ایرج نے کہا کہ پہلے تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے پھر مین بھی حربہ کرونگا
یہ سنکر دلیم شباط نے ایرج پر نیزہ مارا اُسنے سپر پر روکا اگلی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین دلیم شباط کا نیزہ ایرج نے ہوائی کیا
دلیم نے غصے مین آکر آرہ پشت سمند مارا ایرج نے بیٹھکی دی کہ وہ پٹ پڑا البس ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے ہاتھ مروڑ کر آرہ کو
چھین لیا اور کمر مین دلیم کی ہاتھ ڈال دیا دلیم بھی ایرج سے لپٹ گیا زور ہونے لگے مرکب دونون کے پیٹ سے بیٹھ گئے دونون
گھوڑون سے کود پڑے اور دامن گردان کر آستینین چڑھا کر دو زور سے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی ہوا کی شام ہو گئی مگر شام کو بھی علیحدہ نہ ہوئے
اُسی طرح کشتی ہوا کی چاہون سے روشنی آئی میوے کے خوان و دودھ کے کاسے آکر موجود ہوئے دلیم شباط نے کہا کہ کچھ کھا لین تو پھر لڑین
ایرج نے کہا کہ تو کھا لے مین تو بغیر تیری مشکین باندھے ہوئے کچھ نہ کھاؤنگا غرض دلیم نے میوہ کھایا دودھ پیا اور ایرج نے کچھ نہ کھایا کہ
یہ تو آفاکر کسست قلماق کا شاگرد ہے جانتا ہے کہ کھانے سے بوجھل ہو جاتا ہے الغرض جب دلیم خوب طرح کھا چکا تو پھر دونون کشتی
لڑنے لگے تا اینکہ دو شبانہ روز زور ہوا کیا تیسرے روز ایرج نے لنگر دلیم کا توڑ ڈالا اور ہاتھون پر اُٹھا کے بالا سر مثل طاؤس آتشباز
کے چرخ دینے لگا بعد اُسکے ایرج نے چاہا کہ زمین پر دے مارے کہ دلیم نے آواز دی الامان یا صاحبقران آفتاب پر
نے ہوا بعد کہ اگر تو آفتاب پرستی قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون دلیم نے کہا کہ اچھا ایک شرط میری ہے اگر اُسے
بصدق دل آفتاب پرست ہوتا ہون ایرج نے اُسے زمین پر رکھا وہ قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ
میری یہ ہے کہ حامد بن حمید زنگی کہ پانچ لاکھ زنگیون کا افسر ہے اُسکی بہن پر مین عاشق ہون مگر کوئی
پیغام بھی بھیجا تھا تو اُسنے مطلق لحاظ نہ کیا بلکہ میرے ایلچی کو بھی مار ڈالا اور جو لوگ اُسکے ساتھ گئے
یہ خبر پہنچی ہے کہ اب حامد بن حمید آیا اور اب آیا ہر وقت اُسی کا خوف لگا رہتا ہے جب اُسکے
اسلیے کہ اُسکے ساتھ پانچ لاکھ سوار ہین مین اُسکا کیا بنا سکونگا میرے ساتھ تو لاکھ سوا
نہین ہین اُسے زیر کرونگا خاطر جمع رکھو سفیل اور سپہر سے ملا یا دونون لشکر ایک ہو

دو لاکھ زنگی ساتھ لیکر قلعہ برقان کوہ کی طرف جمشید او حامد بن جمشید کے مقابلے کو روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا اور یہ خبر
حامد بن جمشید کو پہونچی تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر آتا ہے تو آنے دو دیکھو تو کیا سزا اسے معقول دیتا ہوں اور اس غلیم کو
نوجوان ہی سے دو ڈالا نکالا اور یہ کہکر حکم دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے بموجب حکم فوج قلعہ سے باہر نکلی اور طبل جنگ بجا اور
ادھر ایرج کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ حامد بن جمشید نے بجوادیا یہ سنکر ایرج نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے نقیبوں نے نقابت کی بعد اسکے حامد بن جمشید زنگی میدان میں آیا اور
مبارز طلبی کی اس طرف ایرج نوجوان مرکب کو چمکا کر مقابل حامد کے آیا تکاور ایک جھری ایرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور حامد
کا گھوڑا چھ قدم پسپا ہوا دونوں نے مرکبوں کو رانوں میں دبا کر مقابلہ کیا حامد کی نگاہ جو چہرۂ ایرج پر پڑی ایک آفتاب جلوہ گر
دیکھا آنکھیں خیرہ ہونے لگیں حامد نے حیران ہوکر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے کہا کہ مجھکو ایرج نوجوان کہتے ہیں حامد
نے کہا کہ خیر میں نے تو بہت بڑا نام سنا تھا سمجھا تھا کہ ایرج کوئی بڑا پہلوان زبردست اور قد آور ہوگا مگر واہ واہ اسی قد و قامت پر یہ دعوی
ہے اور مقابلہ میں ہاتھ پاؤں پر اپنے کو صاحبقران کہلاتا ہے ایرج نے کہا کہ خیر اس بکبک سے کیا حاصل ہے جب ہاتھ اٹھیگا تو آپ ہی
معلوم ہوجائیگا کون قوی ہے اور کون ضعیف حامد نے کہا اچھا الحرب اپنا ایرج نے کہا کہ پہلے تو ہی اپنا حملہ نکال پھر میں
بھی وار کرونگا یہ سنکر حامد نے ایرج پر نیزہ لگایا ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کردیا حامد نے تلوار ماری ایرج نے تلوار اسکی پکڑلی
کمر میں ہاتھ پڑ گئے زور ہونے لگے مرکب دونوں کے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں کے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی چار شبانہ روز
کشتی ہوئی پانچویں روز ایرج نے اسکو زیر کیا اور کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر اسنے کہا کہ ایک شرط سے ایرج نے کہا کہ وہ شرط
بیان کر حامد نے کہا کہ میں دختر کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوں اسے دلوادیجیے تو میں اپنے لشکر سمیت آفتاب پرست
ہوتا ہوں ایرج نے کہا کہ میں تیری جورو تجھے دلوادونگا مگر اپنی بہن کو دیلم کے ساتھ منسوب کردے اسنے کہا کہ بہت بہتر کیا مضائقہ
ہے غرض ایرج نوجوان نے تمام قلعہ اور شہر برقان کوہ کو آفتاب پرست کیا اور شادی دیلم کی زنگلہ بانو کے ساتھ کردی بعد اسکے
دو لاکھ زنگیوں کی جمعیت فراہم کرکے حامد بن جمشید کو بادشاہ کیا تخت زرنگار پر بٹھایا اور فوج کثیر نو لاکھ زنگیوں کی اپنے ہمراہ
لیکر بعید کرکے جانب ہفت منظر سلیمانی کے روانہ ہوا

اب یہاں سے چند کلمے داستان طرماسپ کے بیان کیے جاتے ہیں

ادھر طرماسپ جو نور الدہر کے ہاتھ سے کشتی ہوکر بھاگا تو گھوڑا اسکو لیکر علی الصباح ایک صحراے پر فضا میں پہونچا اور گھانس چرنے لگا
[illegible] ایک گھوڑا ہر ایک جا چلتا ہے تو طرماسپ زمین پر گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا ہوش جو آیا تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا کہ
[illegible] اڑتی ہے ہوا سے صحرا کے اور کچھ نظر نہیں آتا مگر زخم سے خون جو علی الاتصال جاری تھا وہ بند ہوچکا ہے طرماسپ
[illegible] چلے جاتے ہیں اور سامنے ایک چشمہ آب ہے پہلے زخم اپنا دھویا بعد اسکے چرنے
لگا بعد اسکے گھوڑے کو پکڑا زین اسکا درست کرکے اسپر سوار ہوا اور ایک گاؤں میں پہونچا وہاں کا
[illegible]ات کی پوچھا کہ کوئی شہر بھی یہاں سے قریب ہے اسنے کہا کہ ہاں شہر اشراقیہ یہاں سے دس بارہ
[illegible]م کر جب زخم کچھ اچھا ہوگیا تو جانب شہر اشراقیہ روانہ ہوا جب داخل شہر ہوا تو شہر
[illegible] دربار گاہ پر آیا گھوڑے پر سے اترکے بارگاہ کے اندر جانے کا قصد کیا دربان نے
[illegible]کا طرماسپ بے تحاشا ایوان شاہی کے اندر چلا گیا دیکھا کہ شرق شاہ
[illegible]سکے متمکن ہے طرماسپ پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر کہ جو
[illegible] کہ پہلے دروازۂ بارگاہ پر غل و شور ہوا کہ ارے دربان کو مار ڈالا

طرماسپ کو دیکھا کہ اندر آیا اور بطریق آفتاب پرستان سلام کیا پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے کہ بارگاہ میں بے اطلاع چلا آیا دربان کو
مار ڈالا اور دین آفتاب پرستی کا نام لیتا ہے تو ایسا کہاں کا زبردست ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے اگر تو سودائی ہوا ہے تو اپنا علاج کر ورنہ یہ
حرکات تیرے تجھکو خرابی میں ڈالینگے طرماسپ نے کہا کہ سن اے بادشاہ نام میرا طرماسپ بن طہماس بن عنقویل دیو پروردہ
رفیق بالتخصیص ہوں زبدۂ آفتاب پرستان نامور دہر قطب دوران صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا آیا ہوں
کہ تمکو آفتاب پرستی کی جانب ہدایت کروں اور میں ہاتھ سے ہیرۂ حمزہ کے زخمی ہوا تھا گینڈا یہاں لیکر نکل آیا یہ تقریر سنکر شرق شاہ
اور بھی برہم ہوا اور پکارا کہ ارے جلد اسے گرفتار کرو سودائی ہو گیا ہے ہمکو آفتاب پرست کرنے آیا ہے یہ حکم سنکر بہت سے لوگ دوڑ پڑے
طرماسپ انکی جانب حملہ آور ہوا بہت سے لوگوں کو قتل کیا لاش پر لاش گرا دی جسپر ساطور مارا اسکے دو ٹکڑے تھے ایک تہلکہ مچا
دیا شرق شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا بارگاہ سے باہر نکل آیا تخت پر سوار ہوا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ ہیں سب نے ایکبارگی
اسکو گھیر لیا چاروں طرف غلغلہ ہے کہ لینا اس مردود کو طرماسپ بھی خوب ہی لڑ رہا ہے تا اینکہ بہت سے لوگ طرماسپ کے ہاتھ سے
مارے گئے اب عجب تماشہ ہو رہا ہے کہ بازار میں لڑائی ہو رہی ہے دکاندار دکانوں میں الگ شور کر رہے ہیں راہگیر الگ چلا
رہے ہیں قد جو طرماسپ کا بچھر گز کا ہے تو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کوئی دیو زادہ ہے بعضے کہتے ہیں کوئی راکھس ہے بعضے جو سمجھ رہے
ہیں وہ چلا رہے ہیں کہ دوڑنا ہمیں بچا لیجیے ہم تو آپ ہی کے ہیں واسطہ بھگوان کا ہمکو قتل نہ کیجیے اور طرماسپ برابر ساطور
مار رہا ہے جسپر پھل پڑ گیا اسکے دو ہی ٹکڑے تھے جسپر دستہ پڑ گیا اسکا بھیجا پاش پاش ہو گیا کسی محلے سے کوئی باہر نہیں نکلتا کہ بال بچوں
کو چھوڑ کر کہاں جائیں کسی محلے میں کل اہل محلہ ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں کہ وہ بلا ادھر آئے تو اسکو ماریں گے ایک غل تمام شہر میں مچا
ہوا ہے جس طرح مست ہاتھی سے لوگ بھاگتے ہیں اس طرح طرماسپ سے لوگ گریزاں ہیں جس طرف طرماسپ نکل جاتا ہے
لاش پر لاش گرا دیتا ہے اور ایک غل ہو جاتا ہے کہ میاں وہ طرماسپ آ پہونچا بھاگو بھاگو لوگ سر اٹھا مار کر تتر بتر ہو گئے ایک عالم تہ و بالا
ہو گیا آدمی پر آدمی گرنے لگا لیکن طرماسپ نے جو بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ایک آن آٹھ پہر تک لڑا کیا تو اسکے زخم سب کے ٹانکے
ٹوٹ گئے خون بہت جاری ہوا اور غش طاری ہو گیا عیاروں نے کمندیں مار کر پکڑ لیا طرماسپ تو بیہوش تھا ہی اسی حالت میں طوق و
زنجیر میں گرفتار کر لیا شرق شاہ نے حکم دیا کہ اسے زندانخانے میں لیجاؤ اور سب لاشیں اٹھوا کر دفن کرا دو یہ حکم دیکر چلا گیا
دوسرے روز پھر بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا اور حکم دیا کہ جلد اس قیدی کو لاؤ میں اسے قتل کرونگا وزیر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ حضور
اسے رہنے دیجیے اور اسکے زخم کا علاج کرائیے شاید کسی وقت میں اس سے کوئی کام نکلے کھانا اسکے لیے مقرر کیجیے اور تاکید فرمائیے
کہ کسی طرح کی تکلیف اسے نہ پہونچنے پاوے کہ خداوند ایسے پہلوان و بہادر کم ملتے ہیں وزیر کے کہنے سے بادشاہ خاموش ہو رہا اور
اسکے زخم کا علاج شروع کیا جب زخم اسکا اچھا ہو گیا تو شرق شاہ نے اسے بلوایا اور کہا کہ اے طرماسپ دین لقا پرستی خوب ہے
طرماسپ [illegible] میں ایسے دین روشن کو چھوڑ کر اس پاجی لقا سے یہ تو کو سجدہ کروں مجھسے یہ امر ہرگز نہ ہوئیگا مجھے
ہرگز گوارا [illegible] لقا پرستی منظور نہیں شرق شاہ نے کہا کہ خیر اسے قیدخانے میں رکھو سمجھایا جائیگا طرماسپ کو پھر حسب الحکم
بادشاہ [illegible] پانی شراب و کباب وغیرہ سب اچھی طرح پہونچتا رہا چند ہی روز گذرے تھے کہ ہرکاروں نے آکر عرض کیا
کہ [illegible] شاہ نو دلاور سکندری سکندر شاہ عاد اور سعادت شاہ ہمراہ سکندر فوج کثیر لیے ہوئے چلا آتا ہے یہ خبر
سنکر شرق [illegible] سٹپٹا گیا اور اپنے وزیروں سے مشورہ کرنے لگا کہ میں تو سکندر سے ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا اب تمہاری
کیا رائے [illegible] ہوں یا قلعہ بند ہو جاؤں اکثروں نے قلعہ بند ہونے سے بھاگ چلنے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند اسکی فوج
کوئی [illegible] جانتی ہے دم بھر میں قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بعضوں نے قلعہ بندی ہونے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند بھی
کہ مارے [illegible] دل تو حوصلہ تو نکل جائیگا بھاگ جانا تو مردی و مردانگی کا نام ڈبوتا ہے مگر ایک وزیر جو نہایت ہوشیار اور

ذیشعور تھا عرض کرنے لگا کہ طرماسپ کو زندانخانے سے طلب کیجیے اور اُس سے کہیے کہ وہ سکندر کا مقابلہ کرے اگر وہ مقابلے
کا اقرار کرے تو اُسے چھوڑ دیجیے اور اگر وہ حریف کو مار لے تو اُسکا دین بھی قبول کیجیے شرق شاہ نے کہا کہ اچھا بلاؤ طرماسپ کو
القصہ طرماسپ کو زندانخانے سے طلب کیا جب وہ آیا تو اُس سے کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اگر تو سکندر پر غالب آئیگا تو مین
دین آفتاب پرستی قبول کرونگا طرماسپ نے کہا کہ ہان مین سکندر عاد سے لڑونگا آپ نہ گھبرائیے اور نہ کوئی تشویش کیجیے
شرق شاہ نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلوا کر قید اسکی کٹوا دو طرماسپ نے کہا کہ اے بادشاہ کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہے
یہ کہکر کل قید اپنی مثل ریسمان کے توڑ ڈالی شرق شاہ بہت خوش ہوا طرماسپ کو حمام کروا کر لباس فاخرہ پہنایا دوسرے ہی روز
خبر آئی کہ لشکر سکندر عاد کا آپہونچا طرماسپ نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہے تم بھی لشکر اپنا باہر نکالو شرق شاہ کا بھی لشکر باہر آیا
اُدھر لشکر سکندر شاہ کے لشکر مین طبل جنگ بجا اِدھر شرق شاہ کے لشکر مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون
لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا سے میدان نبرد ہوکے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوگئین نقیبون نے
نقابت کی اُدھر سے سعادت شاہ اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے طرماسپ شرق شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا سعادت شاہ کے سامنے آکے لگاورزن ہوا بعد لگاورزنی کے سعادت شاہ نے
پوچھا کہ تو کون ہے نام و نسب اپنا بیان کر اُسنے کہا کہ مجھے طرماسپ بن طہماس بن عنقو بیل دیو پیر کہتے ہین مین صاحبقران
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہون اُسنے کہا کہ اے طرماسپ دین لقا پرستی اختیار کر مین تجھکو اپنے لشکر کا
مختار کرونگا طرماسپ نے کہا کہ اے سعادت شاہ پہلے مین بھی لقا پرست ہی تھا جب مین نے دیکھا کہ وہ لائق خدائی
اور قابل پرستش نہین ہے تو مین نے اُس پر لعنت کی اور دین آفتاب پرستی قبول کیا یہ سُنکر سعادت شاہ نے کہا کہ ہان یہ کہہ
کہ تو لقا کو بُرا جانتا ہے خیر معلوم ہو جائیگا اور جو حربہ تیرے پاس ہو لا طرماسپ نے کہا کہ تو پہلے وار کر لے تو مین حربہ کرونگا
یہ سُنکر سعادت شاہ نے نیزہ مارا طرماسپ نے نیزہ اول ہی مین ہوا لی کر دیا سعادت شاہ نے تلوار ماری طرماسپ نے
وار بچا کر تلوار اُسکی پکڑ لی زور ہونے لگے مرکب تو پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونون گھوڑون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی طرماسپ
نے قریب شام اُسے زیر کرکے مقید کر لیا دوسرے روز سکندر خود میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا طرماسپ نے اسکا بھی
مقابلہ کیا شام تک مقابلہ رہا آخرکار طرماسپ نے اُسے بھی زیر کرکے مقید کیا صبح کو دونون کو اپنے سامنے طلب کیا انھون نے
سامنے آتے ہی بطریق آفتاب پرستان سلام کیا طرماسپ نے انھین بٹھایا اور بندش [illegible] اور حقیقت آفتاب پرستی بیان کرنی
شروع کی اور کہا کہ اگر تمنے آفتاب پرستی اختیار کی تو خیر ورنہ مین تمھین زندہ نہ چھوڑونگا یہ سُنکر وہ دونون بھی آفتاب پرست
ہوگئے اور شرق شاہ بھی آفتاب پرست ہوا سکندر عاد نے جاکر اپنے تمام لشکر کو آفتاب پرست کیا ادھر طرماسپ کو
شہر نطاق سکندری مین لیگیا دعوت و ضیافت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرض طرماسپ تین لاکھ سوار
اور پیادے اپنے ہمراہ لیکر خدمت ایرج نوجوان مین روانہ ہوا

اب یہان سے چند کلمے داستان اُس درویش کے حال مین بیان کیے جاتے ہین کہ جسنے ملکہ قمر چہر کی
تصویر نورالدہر کو دی تھی اور نورالدہر نے اُسے اپنا خنجر دیا تھا کہ تو لشکر اسلام مین اُسے لیجا

کاتبان حکایات عبرت آیات و محرران مضامین حیرت نشان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب وہ
فقیر اُس خنجر کو لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا تو بہت جلد بعجلت طے مراحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے چور لباس فقیرانہ
پہنے ہوئے ایک جانب سے پیدا ہوئے اور خواجہ منصور اُس خنجر کو کپڑے مین لپیٹے ہوئے اپنے کلیجے سے لگائے ہوئے
چلا جاتا ہے اُن چورون نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس کوئی نایاب چیز ہے جسے چھپائے ہوئے چلا جاتا ہے

آپس مین صلاح کی کہ کسی طرح اسے دیکھا چاہیے کہ یہ کیا چیز ہی تا اینکہ وہ سب ایک فقیر کے تکیے پر اُترے وہ ساتون تو گدائی کو چلے گئے
اور یہ فقیر یعنے خواجہ منصور وہین بیٹھا رہا جب ساتون پھر کر آے تو شیرینی مین بیہوشی آلودہ کرکے اس درویش کے آگے بھی رکھدی
خواجہ منصور نے کہا کہ بابا یہ شیرینی کیسی ہی انھون نے کہا کہ داتا مانگ کر لاے تھے تو تم بھی کھاؤ کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو خواجہ منصور
نے کہا نہین بابا اندیشہ کا ہے کا اور تردد کس امر کا معبود مالک ہی شعر درویش بلانوش بلا چشت ہین میان ہم بھنگ مین جو آئین افعی کو
مسلکر کرین افیون کا گولا ہین ایسے ہم آفت + اور یہ کہنے تو اُسی پر سر منڈایا ہی وہی ہمارا مالک ہی یہ کہکر افیون نکالی گھولکر پی بعد اسکے وہ
شیرینی کھائی بس کھاتے ہی بیہوش تھا دو پہر رات گئے جب ان سب نے دیکھا کہ خوب مدہوش ہوگیا تو وہ خنجر چرا لیا اور یہ صلاح کرکے کہ
اسکے بیچکر حصہ بانٹ کر لینگے زمین مین گاڑ دیا جب صبح کو بیدار ہوے تو لگے نشہ جمانے حقون کے دم اُڑانے اور کمرین چُست کرنے
کہ اتنے مین خواجہ منصور کی بھی آنکھ کھُلی دیکھا خنجر کا غائب تھا جان نکلگئی یقین ہوگیا کہ انھین سب نے چرایا ہی جان پر تو صدمہ تھا ہی
پُکار کر کہا کہ مین تمھین ہرگز جانے نہ دونگا تمنے میرا خنجر چرایا ہی وہ ساتون تو ایک دل تھے ہی کہنے لگے کہ ارے داتا کچھ تجھے خبر ہی ارے
تو کسکا سونڈا ہوا ہی فقیرون پر تہمت لگاتا ہی ہم لوگ چوری کیا جانین جو مانگنا وہی کھانا شعر لنگلے زیر و لنگلے بالا + نہ غم دزد نہ غم کالا
ارے میان ہمارا اسباب دیکھ لے یہ کہکر کمرین کھول ڈالین سب اسباب کھولکر سامنے رکھدیا کہا بابا دیکھ لے یہ سب اسباب موجود ہی
اب ہمنے کچھ پیٹ مین تو رکھ نہین لیا اور جب اسباب دکھا چکے تو سونٹے پکڑ پکڑ کر دہوے فقیر جو تکیہ دار تھا مانع ہوا کہنے لگا کہ خوب
بات ہی اُسی کا اسباب گم ہوا اُسی کو مارتے ہو یہ کہکر اپنے فقیرون سمیت اُٹھ کھڑا ہوا یا ہادی یا مرشد یا داتا کا غل ہوا اور ہر ایک کہنے لگا کہ
عجب لنگار ہے حرام خوار آتے ہین مال بھی چراتے ہین مار پیٹ بھی کرتے ہین قضا سے کار شہر سبز نگار کی کوتوالی کے لوگ کہ اُسی شہر کی عملداری
مین یہ مقام تھا موجود تھے غل اور ہنگامہ جو ہوا تو اُن سب نے آکر فقیرون کو گھیر لیا پوچھا ارے یہ کیا شور و غل ہی اُن ساتون نے
کہا کہ یہ کیا یہ فقیر ترنٹ ہمیشہ چوری لگاتا ہی اور ہم اسکے اسباب سے واقف نہین ہر چند کہتے ہین کہ ہمارا سب اسباب ڈھونڈ دیکھ لے
مگر کسی طرح نہین مانتا اور وہ فقیر زار زار رو رہا ہی کہتا ہی کہ جہان میرا خنجر گیا وہان مجھے بھی مار ڈالو وہی تو وسیلہ تھا میری روٹیون کا
مین اب ایسی شی کہان سے پاؤنگا اب وہ سپاہی تکیہ دار کی جانب متوجہ ہوے کہ شاہ صاحب تم کیا کہتے ہو اُس تکیہ دار نے کہا کہ
بابا مین تو اتنا جانتا ہون کہ یہ آٹھون فقیر کل شام کو یہان آے تھے یہ ساتون تو گانون مین گدائی کو چلے گئے اور یہ آٹھوان فقیر
جسکا خنجر جاتا رہا ہی یہین رہ گیا تھا یہ نہین کہ صبح کو مین نے اسے روتے دیکھا کہ ہاے میرا تنچہ جاتا رہا اب اُن سپاہیون نے اس
فقیر سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہی خواجہ منصور نے کہا کہ صاحب یہ ساتون راستہ سے میرے ساتھ ہو لیے تھے اور آپسمین سرگوشی
کرتے جاتے تھے کہ جو کچھ اس فقیر کے پاس ہی یا چھین لیجیے یا چرا لیجیے مگر مجھکو غافل نہ پاتے تھے اور مین بہت ہوشیار رہتا تھا جب
یہان اس تکیہ پر آیا تو زبردستی مجھکو شیرینی بیہوشی آلود کھلا کر بیہوش کیا جب مین بیہوش ہوگیا تو رات کو انھون نے میرا تنچہ
چُرا لیا وہ ساتون پکارے کہ حاشا ہمکو خبر بھی نہین کہ اسکے پاس کیا تھا سپاہیون نے دیکھا کہ یہ ساتون تو ایک طرف ہین اور
وہ اکیلا بلبلایا جاتا ہی کہا کہ ان سبکو کوتوال کے پاس لیچلو وہ جو چاہے سو کرے اور ان آٹھون فقیرون کو پکڑ کر کوتوال کے پاس
لاے اور تمام حال بیان کیا کوتوال نے کہا کہ اچھا ہم دم بھر مین قبلوا لیے لیتے ہین ابھی تو یہ بتا دینگے مار کے آگے تو بھوت بھاگتا ہی اور
ان ساتون کو بندھوا کر تازیانے مارنا شروع کیے ایک فقیر انمین سے تاب مار کھانے کی نہ لاسکا پکارا کہ مین بتا دیتا ہون مجھے
چھوڑ دو اُسکو مارنا موقوف کر دیا جب مار کم ہوگئی تو کہنے لگا کہ تکیہ کی پشت پر اُس خنجر کو گاڑ دیا ہی کوتوال نے کہا کہ پیادے اسکے ساتھ
جائین اور تنچہ لے آئین جب وہ تنچہ آیا تو اُسے کھولا دیکھا کہ ایک خنجر غلاف جواہر نگار مین ہی کہ قبضہ اُسکا الماس کا ہی خنجر کو کھینچکر دیکھا تو
ایک پرچہ الماس تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ برق چمک گئی کوتوال اُس خنجر کو دیکھکر لوٹ ہوگیا پہلے تو خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو دیکر
یہ خنجر لے لیجیے پھر سوچا کہ اگر یہ راضی نہ ہوا اور بادشاہ تک یہ خبر پہونچیگی تو مفت مین ذلیل ہونگا اس سے حاصل کیا بہتر یہ ہی کہ یہ خنجر

بادشاہ کو جاکر دے القصہ فقیرون کو تو وہین چھوڑا اور خود جاکر وہ خنجر بادشاہ کو دکھایا بادشاہ نے جو اُس خنجر کو دیکھا تو نام مبارک
حضرت سلیمان پیغمبر اُس خنجر پر کندہ تھا اور فی الحقیقت ایسا خنجر کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا سو جان سے عاشق ہو گیا پوچھا کہ کیون
کوتوال یہ خنجر کہان سے تیرے ہاتھ آیا کوتوال نے کل حال من و عن اُن فقیرون کا بیان کیا بادشاہ کو یہ خیال گذرا کہ اس خنجر کے ساتھ سپر
تلوار بھی ہو گی کوتوال سے کہا کہ جلد اُن فقیرون کو بلواؤ کوتوال نے اُسی وقت اُن فقیرون کو طلب کیا جب وہ آئے تو بادشاہ نے پوچھا
کہ سپر تلوار اسکے ساتھ کی کہان ہی جلد بتاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا وہ ساتون فقیر تو کہنے لگے کہ حضور ہم نہین واقف خنجر اسی شخص کے پاس
تھا یہی بتائیگا جب بادشاہ اس سے مخاطب ہوا تو اسنے عرض کیا کہ یہ خنجر مجھکو نور الدہر نے دیا تھا اور تمام ماجرا سرگذشت ابتدا سے
انتہا تک بیان کی بادشاہ کو یقین نہ آیا سمجھا کہ یہ مکر ہی کہنے لگا کہ اگر تمنے سپر تلوار اسکے ساتھ کی دے دی تو تمکو بہت کچھ دونگا ورنہ تم
مارے جاؤگے فقیرون نے کہا کہ اگر معبود نے قضا اسی شہر مین لکھی ہی تو پھر مجبور ہین کیا بنا سکینگے یہ سنکر حکم دیا کہ اچھا ان سب کی گردن
مارو کوتوال اُن سب کو شہر سے باہر لایا جلادون کو طلب کیا میدان خونی تیار ہوا اور کشتہ کش تسمہ کش قیچیان سولیان سب موجود ہوئین شقی
کوتوال نے کہا کہ انھین دار پہ کھینچو نہین تو یہ سپر تلوار اسکے ساتھ کی بتائین اور سب فقیر پکار رہے ہین کہ یا القادر دے یا القادر دے
اور یا لات اعلیٰ و مناۃ معلی الغیاث ہم سب بے گناہ تہ تیغ ہوتے ہین مگر خواجہ منصور تو مسلمان تھا یہ چلانے لگا کہ ای مالک حقیقی
و خالق تحقیقی اس وقت بد مین میری مدد کر سواے تیرے کسکو پکارون ای مالک میرے مجھکو اس جان کنی سے نجات دے اشعار

ای کارکشاے بستہ کاران ۔ مقصود وہ امیدواران ۔ ہم منتہی سید نکات تو ہی ۔ ہم ناظم کائنات تو ہی
ہی کعبہ و دیر مین ترا شور ۔ موران ضعیف کو ترا زور ۔ تو ہی ہی دواے دردمندان ۔ تو ہی ہی امید مستمندان

مین بیگناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے بس اسکا یہ دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر جا کر ین ہوا اور جانب
صحرا سے ایک تیرہ گرد کا بلند ہوا جسپہ دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ طہماس بن عنقویل دیو پیرو پر گرگدن پہ سوار سامنے سے نمودار ہوا
ہجوم خلائق دیکھکر یہ بھی اُس مقام پر آیا دیکھا کہ آٹھ فقیر تہ تیغ بیٹھے ہوئے ہین اس جگہ پر تو پہنچا لکھدینا مناسب ہی کہ طہماس بن عنقویل دیو پری
نژاد سپر کے تعاقب مین نکلا تھا قضاے کار اتفاقات روزگار خطر ماسپ کو ڈھونڈھتا ہوا یہان بھی پہونچ گیا القصہ طہماس نے جلادون
سے ڈانٹ کر کہا کہ خبردار انھین ابھی نہ مارنا اور کوتوال سے کہا کہ آخر انکا گناہ کیا ہی جو انکو قتل کرتے ہو اُسنے حال بیان کیا اور خواجہ منصور
پکارا کہ تحفہ بھی میرے پاس سے چھین لیا اور ناحق مجھے قتل کرتے ہین ہین اُسکے ساتھ کی سپر تلوار کہان سے لاؤن طہماس نے کہا کہ تو کون
ہی اور تحفہ تیرے پاس کیا تھا اُسنے کہا کہ جان بچے تو بیان کرون طہماس نے کوتوال سے کہا کہ خبردار اسے نہ مارنا کوتوال نے کہا کہ حکم
شاہی ہی کیونکر نہ مارین طہماس نے کہا کہ بادشاہ تیرا کیا حقیقت رکھتا ہی اور تو کیا فساق ہی دور ہو سامنے سے اور جلادون سے
کہا کہ تمہاری بھی قضا آئی ہی جاؤ چلے جاؤ جلاد تو دور ہٹکر کھڑے ہوئے مگر کوتوال ذرا گرم ہوا کہ تو ہی کون جو انکا حمایتی بنا ہی کیا تیری
شامت آئی ہی طہماس یہ سنکر بہت برہم ہوا اور ایک ساطور جو اُسکے مارتا ہی تو برابر دو ٹکڑے ہوئے یہ معرکہ دیکھکر کوتوال کے پیادے
تلوارین سونت کر دوڑ پڑے طہماس نے ایک لمحہ بھر مین اُن سب کو مار کر ڈالدیا باقی پیادے اور تماشائین بھاگے طہماس نے فقیرون
کو رہا کیا مگر مخبر کارون نے جاکر بادشاہ کو خبر دی کہ ای مجمل شاہ سبزپوش ایک ہادی یا دیو تنہا آیا ہی اُسنے کوتوال کو مع پیادون کے مار ڈالا اور
فقیرون کو رہا کر دیا بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ فوج تیار ہوا اور خود ایک گینڈے پہ سوار ہو کے تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر اُس طرف
روانہ ہوا اور یہان طہماس اُن فقیرون سے حال پوچھ رہا ہی وہ کہہ رہے ہین کہ یہان سے چلے تو چلیے ایسا نہ ہو کہ فوج شاہی آجاے
اور طہماس کہہ رہا ہی کہ مین جب تک اس شہر کو مسخر نہین کرتا اور بادشاہ کو یہان کے دائرہ اسلام مین نہین لے آتا مجھے آرام
نہ پڑیگا تم سب دور سے تماشا دیکھو کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور غل و شور ہوتا ہوا سنائی دیا کہ اپنا اسپ مفسد کو جسنے کوتوال کو
مارا ہی اور قیدیون کو چھڑایا ہی جانے نہ پاے یہ رنگ دیکھکر طہماس ساطور پکڑ کر دوڑا اور اُس فوج پر حملہ آور ہوا سبکے

ساطور پڑگیا اُسکے دو ہی ٹکڑے تھے ایک دم بھر مین ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاش پر لاش گرادی اکیلے نے سیکڑون کے وارے
نیارے کر دیے وہ تلوار کی کہ ہر طرف سے صداے تحسین و آفرین کی بلند ہوئی علماے لشکر نے سرو قد تعظیم دی نہیے استقبال کے لیے
آگے بڑھے کمانین قربان ہونے لگین دہان تیر و کلہ عمود سے صداے آفرین و تحسین بلند ہوئی الیاللہ اکر رستم و اسفندیار کو یاد دلا دیا
القصہ لوگون کو قتل کرتا ہوا محمل سبز پوش تک پہونچا اُسنے تلوار ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اکر اُٹھا لیا
چار طرف سے کفار کا نرغہ ہوا ہر طرف سے طہماس پر تلوارین پڑنے لگین مگر جو شخص طہماس پر تلوار مارتا ہی طہماس محمل شاہ
کو بجاے سپر سامنے کر دیتا ہی اور محمل سبز پوش چلا اُٹھتا ہی کہ ارے سنبھل کس پر تلوار مارتا ہی یہ آواز سنکر وہ تلوار کو روک لیتا ہی
اور طہماس جب ساطور مارتا ہی تو اُسکے دو ہی ٹکڑے ہو جاتے ہین القصہ محمل سبز پوش یہانتک تڑپا کہ کمر بند اُسکا ٹوٹ گیا اور
ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور بھاگا محمل سبز پوش کے بھاگتے ہی تمام فوج بھاگ نکلی طہماس نے اُسکا تعاقب کیا محمل سبز پوش
اگر قلعہ بند ہوا اور گولہ اندازون سے کہا کہ مارو توپین بموجب حکم گولا برسنے لگا توپ پڑنے لگی اور جو لوگ محمل شاہ کے بیرون قلعہ
رہ گئے تھے ہر چند وہ چلایا کیے کہ ارے ہمین تو آنے دو مگر سنتا کون ہی آخر کار وہ سب بھاگ کر طہماس کے پاس آے اور ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ ہم آپ کے مطیع ہین طہماس نے کہا کہ اچھا تم یہین کھڑے رہو مین قلعہ کو لیتا ہون تم بھی میرے عقب مین چلے آنا
وہ سب تو وہین ٹھہرے رہے اور طہماس ساطور ہاتھ مین لیکر جانب قلعہ روانہ ہوا اور یہان دیدبان جو بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے
اُنھون نے بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ عادی آپہونچا اُسنے کہا کچھ پروا نہین خوب زد پر آنے دو جب طہماس قریب زد کے پہونچا
محمل سبز پوش نے ہوائی داغی گولہ اندازون نے توپون کو جھکا کر سیدھا باندھکر گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش
مین آیا گولہ برسنے لگا طہماس کا یہ عالم ہی کہ جو گولہ داہنی جانب آتا ہی اُسے بچاتا ہی نکل جانے دیتا ہی جو بائین طرف جاتا ہی اُسے
بائین طرف جانے دیتا ہی جو سامنے آتا ہی اُسے دستہ ساطور سے کہ وہ پورے پانچ من کا ہی توڑ ڈالتا ہی اور یا تھپکی دے کر اُسی
طرف پلٹا دیتا ہی کہ وہ قلعہ کے برج پر پڑتا ہی اُسی طرح گولونکا ستیاناس کرتا ہوا لب خندق پہونچا یہان گولہ اندازون نے عرض کیا
کہ خداوندنعمت فلیتہ باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ ہاتھ کو روک لو دیکھو تو کہ ایک آدھ گولہ قضا کا لگا ہی ہوگا ہاتھ کا رکنا
اور ہوا کا چلنا تھا کہ دھوان ہر طرف ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا کہ طہماس لب خندق کھڑا ہی اور للکار رہا ہی کہ اب تم میرے ہاتھ سے
کہان جاؤگے اوپر سے ماتا منوا الا تیل کا کڑاہ کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے پتھر پڑنے لگے طہماس نے سب کو رد کیا ایک
کافر نے ایک تیر پیشانی پر مارا کہ خون جاری ہوا طہماس نے تیر تو نکالکر پھینک دیا مگر خون پیشانی سے جاری تھا خندق کو پھاندکر
پار آیا ساطور دروازے پر مارا کہ دروازہ قلعہ کا مع برج گرا طہماس اندرون قلعہ در آیا اور قتل کرنا شروع کیا محمل سبز پوش
نے دیکھا کہ یہ ظالم عجب بدبلا ہی لوگون کو آواز دی کہ ارے یہ کیا نامردی ہی کہ ایک تن تنہا کا کچھ نہین بنا سکتے تمام اہل قلعہ
طہماس پر ٹوٹ پڑے مگر ساطور کی دہشت سے کوئی طہماس کے پاس نہین آتا اور طہماس دو دستی ساطور مار رہا ہی کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا دیے قتل کرتا ہوا قریب محمل سبز پوش کے پہونچا دو چار آدمی جو اُسکے رفیق خاص تھے وہ خوب لڑے
مگر آخر کار طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو لوگ قریب تھے وہ سب بھاگ گئے جب محمل سبز پوش نے دیکھا کہ یہ عادی قریب آ
گیا تو ہاتھ تلوار کا [illegible] طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر ایک طمانچہ جو مارا تو محمل سبز پوش بیہوش ہو کر زمین پر گرا اب لوگ دور ہی
سے شور و غل کر رہے ہین مگر کوئی قریب نہین آتا اور طہماس کہہ رہا ہی کہ جو اسکے قریب آیا مار ہی ڈالونگا کہ ایک ساعت کے
بعد محمل شاہ کی آنکھ کھلی طہماس نے ساطور کی نوک چھاتی پر رکھدی اور کہا کہ دین حقہ اسلام کو قبول کر ورنہ تجھے بغیر مارے کیے
نہ چھوڑونگا محمل سبز پوش نے کہا کہ بہت مناسب ہی مین نے لقا پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا طہماس نے ساطور اُسکے سینے سے
ہٹا لیا وہ قدمون پر گرا عرض کیا کہ کلمہ طیبہ ارشاد فرمایے طہماس نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا محمل سبز پوش کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوا اور

افسران فوج بلا کر کہا کہ مین نے تو دین اسلام قبول کیا تمھین بھی اگر میرا ساتھ دینا منظور ہو تو زمرد شاہ پر لعنت کرو سبھون نے کہا کہ ہمین
زمرد شاہ سے کیا غرض ہی ہمین تو آپ سے مطلب ہی الناس علیٰ دین ملوکہم جو مشرب حضور کا وہی مذہب ہمارا اور سب بآواز کے سب کلمہ
پڑھ پڑھکر مسلمان ہوئے محمل طہماس کو ایوان شاہی مین لایا عرض کیا کہ آپ تخت پر بیٹھیے مین آپ کی غلامی کرونگا طہماس نے کہا کہ ہمکو
تخت نشینی سے کوئی مطلب نہین تمھارا تخت تمھین مبارک رہے ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین خدا ہمارے شاہنشاہ کو سلامت رکھے
ہم اُسکے ہوتے تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ کہکر محمل شاہ کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور خود کرسی جواہر نگار پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی طہماس
نے اُن آٹھون فقیرون کو بلوایا اور محمل شاہ سے کہا کہ کیا چیز تو نے اُنسے لی ہی اُسنے عرض کیا کہ اُن فقیرون کو آپنے دیکھے ہین اُسے
حاضر کرتا ہون الغرض لوگ جاکر اُن فقیرون کو بلا لائے سبھون نے قدمبوسی طہماس کی حاصل کی گرد پھر کے تصدق ہوئے طہماس نے
فقیرون سے پوچھا کہ وہ کیا شی تھی جو تمسے محمل شاہ نے چھین لی تھی خواجہ منصور نے عرض کیا کہ خنجر تھا یہ کہکر رونے لگا طہماس نے
دلاسا دیا اور محمل شاہ سے کہا کہ وہ خنجر منگاؤ اُسنے خنجر منگا کر پیش کیا طہماس نے خنجر کو پہچانا کہ یہ خنجر تو نورالدہر کا ہی اور خیال گذرا کہ
نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری اور بے اختیار ہوکر رونے لگا اور کہا کہ سچ بتا یہ خنجر کیونکر تیرے ہاتھ لگا یہ خنجر تو میرے آقا کا ہی
خواجہ منصور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپ کا کیا نام ہی طہماس کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ مجھے طہماس بن عنقول دیوزاد
کہتے ہین بس اُسنے جو نام طہماس کا سُنا عرض کیا کہ آپ ہی طہماس ہین ہین تو آپ ہی کی خدمت مین چلا تھا آقا آپ کا اچھی طرح ہی
مگر تصویر ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوکے فراق محبوب مین جانب ہفت منظر تشریف لیگئے ہین اور یہ خنجر مجھے دیکر آپ کی خدمت مین روانہ
کیا تھا اور ابتدا سے انتہا تک کل حال بیان کیا طہماس نے اُس درویش کو بہت سا روپیہ اشرفی دیکر رخصت کیا اور کہا کہ تم جاکر
سوداگری کرو خواجہ منصور تو مالا مال ہوکر چلا گیا اور اُن ساتون فقیرون کو بھی کچھ کچھ روپیہ دیکر رخصت کیا اور تمام شہر کو اسلام آباد
کیا اور محمل شاہ سے کہا کہ مین اب ہفت منظر سلیمانی کی طرف اپنے آقا نورالدہر کی خدمت مین جاتا ہون اُسنے کہا کہ مین بھی
ہمراہ رکاب ہون اور شاہزادے کے دیدار کا مشتاق ہون طہماس نے کہا کہ اچھا چلو کیا مضائقہ ہی محمل سبزپوش نے اپنے
وزیر کو شہر مین چھوڑا اور بیس ہزار سوار ہمراہ لیکر طہماس کے ساتھ روانہ ہوا کوچ بکوچ چلے جاتے تھے تیسری ہی منزل تھی کہ ایک
قافلہ سوداگرون کا ہفت منظر کی طرف سے آتا تھا اور قافلہ باشی اُسکا مسلمان تھا طہماس نے قافلہ باشی سے ملاقات کی اور پوچھا
کہان سے آتے ہو اُسنے عرض کیا ہفت منظر سے طہماس نے کہا کہ اگر کچھ حال میرے آقا نورالدہر کا معلوم ہو تو بیان کرو اُس سوداگر
نے کہا کہ اِن مین اتنا جانتا ہون کہ جب شاہزادہ نورالدہر وہان پہونچا تھا تو مین موجود تھا کیوان فلک رفعت نے شاہزادے
سے ملاقات کی اور بہت خاطر کی ملکہ قمر چہر کو اُسکے ساتھ منسوب کیا اور کہا کہ وہ دیو کے قبضے مین ہی آپ دیو کے پنجے سے چھڑاکر ملکہ کو
لے لیجیے شاہزادہ سامنے ہفت منظر کے گیا عاشق تون کو دیکھا کہ وہان بیٹھے ہین آپ بھی فقیر بنکر وہان بیٹھا ہی ہرچند کیوان فلک رفعت
نے منع کیا کہ یہ وضع اختیار نہ کیجیے آپ کی شان کے خلاف ہی لیکن کسی طرح نہ مانا اور فقیر بنکر دریا کنارے ہفت منظر کے سامنے
بیٹھا ہی اور وہ ہفت منظر بیچوں بیچ دریا مین سات درجے کی عمارت ہی دیوون کی بنائی ہوئی آدمزاد وہان جا نہین سکتا اور دیو قلیاس
وہان کا مالک ہی ملکہ اُسی کے قبضے مین ہی طہماس نے جو یہ حال اپنے آقا کا سُنا سوداگر کو تو رخصت کیا اور شیخ فی لباس پہنکر فقیر بنا محمل
سبزپوش بھی اپنے ہمراہیون سمیت گیروا بستر ہوا القصہ طہماس بن عنقول دیوزاد بوضع فقیری طرف ہفت منظر روانہ ہوا

اب یہان سے پھر داستان عبرت نشان شاہزادہ نورالدہر کی بیان کیجاتی ہی

کہ وہ مشتاق دیدار یار فقیر بنا ہوا سامنے ہفت منظر کے بیٹھا رہتا ہی اور بھی جتنے فقیر وہان عاشق بنے ہوئے بیٹھے ہین وہ بھی سب خوش
و محظوظ رہتے ہین اسلیے کہ شاہزادہ اُنکو کھانا کھلواتا ہی میوہ کھلاتا ہی اور ملکہ جس وقت آتی ہی جدھر نورالدہر کھڑا ہوتا ہی اُسی طرف
آکر بیٹھتی ہی اور شاہزادے کی خوشی ہوکر کبھی بلائین لیتی ہی اور کبھی ہزار جان سے صدقے ہوتی ہی اور اشارے سے کہتی ہی کہ اے

کیونکر تجھ تک پہونچ جاؤن بے بس اور بیکس پڑی ہون کوئی قابو نہین چلتا ہاے کیا کرون کہ تجھ تک آ نہ سکون ہاے یونہین پُر حسرت دار
جہان سے جاؤنگی اور تیرے وصل کی حسرت دل مین لیجاؤنگی یہ اشارے کر کرکے روتی ہی آنسوون سے منھ دھوتی ہی اور کبھی عمرو سے
کہتی ہی کہ اے خواجہ آپ تو کہتے تھے کہ دیو کا مار ڈالنا کوئی بات نہین ہی جسوقت چاہونگا دیو کو مار ڈالونگا مگر اب تک تو آپ نے کوئی تدبیر
نکی اے خواجہ جب ہم غم فراق سے گھل گھل کر مر جائینگے تب آپ دیو کا کام تمام کرینگے عمرو جواب دیتا ہی کہ ملکہ مین سچ کہتا ہون اسکا
مارنا کچھ مشکل نہین ہی ایک چٹکی بجاتے مین مار ڈالونگا مگر بغیر حمزہ کے آئے ہوئے کچھ نہین ہو سکتا تم گھبراؤ نہین عنقریب حمزہ آیا ہی
چاہتے ہین یہ سنتے ہی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ افسوس معلوم ہوا کہ ہماری قسمت مین یونہین گھل گھل کر مرنا اور
بے نیل مقصود دنیا سے گذرنا ہی شعر قبر مین بھی یار کا غم ساتھ لے جائینگے ہم + جب وہان گھبرائینگے دل اس سے بہلائینگے ہم + انیسون
اور جلیسون نے کہا کہ حضور آپ کیون اسقدر غم و غصہ کھا کھا کر اپنی جان ہلاک کیے ڈالتی ہین حضور خواجہ عمرو تو کہتے ہین کہ
دو چار روز صبر کیجیے مین صورت وصل نکال دونگا خداوند خواجہ عمرو تو ایک بلا ہین دران آفت جہان ہین انکے نزدیک
یہ کام کچھ مشکل نہین ہی انھون نے تو بڑے بڑے زبردست دیوون کو مار کر خاک سیاہ کر دیا ابھی آپ ذکر سن چکی ہین کہ پردہ قاف
مین جاکر تمام دیوون کو اپنا مطیع کر کے حمزہ سے لڑوا دیا اور خواجہ نے تو تمھین اپنی بیٹی بنایا ہی آپ کو شاہزادہ نور الدہر سے
ملا دینگے آپ گھبراتے نہین دل کو چین دیجیے خدا کو یاد کیجیے دیکھیے کیا ظاہر ہوتا ہی ملکہ نے کہا کہ او کمبختو کیا کہتی ہو عاشق کو کہین
چین آتا ہی دوہرہ چین کہان جہان نین لگو اور نیم کہان جہان پریم ار دہی + سُدھ کہان جہان بدھ نہین اور سُکھ کہان جہان دھیر
دھرو ہی + دھیر کہان جہان نیر میا ک نینہ کہان جہان لاج کرو ہی + چھوٹینگے جب جائینگے ابتو من ہاتھ پرائے پڑو ہی + ہم بھی
پہلے جب عاشق تنون کو دیکھتے تھے اور اپنے دیوانگان حسن کو بیقرار پاتے تھے تو کہتے تھے کہ ان موؤن کے دل مین کیا سمائی ہی مخبوط
ہو گئے ہین اپنے کو دیوانہ بنایا ہی مگر اب انھین بڑے بولون کا سامنا ہوا قطعہ ہم یہ کہتے تھے کہ نادان ہو جو دل کو دیوے +
دیکھین تو چھین لے دل ہمسے وہ کون ایسا ہی + سو اب اک شخص کہ ہی زیر قدم سر اپنا + سچ کہا ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی + او
ہمیر کیا تمھر ہوا اس عشق خانہ خراب نے ہزارون کے گھر برباد کر اسکے بہتون کو انسان سے حیوان کر دیا اشعار تنہا نہ ہمین اک غم
دلدار نے مارا + بہتون کو اسی عشق کے آزار نے مارا + رہزن تھے ادا و نگہ و خال و خط یار + تنہا ہمین پاکر انہین دو چار نے مارا +
یہ کہکر روتی جاتی تھی اور شاہزادے کو دیکھکر اپنا حال تباہ کرتی تھی ادھر نور الدہر زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا تھا مگر اب فلک کجرفتار
کے ظلم و ستم کا حال دیکھیے کہ اس ناہنجار کو اتنا دیکھنا بھی ناگوار ہوا اتفاق سے ایک روز دیو شکار کو گیا تو اُس روز شکار ایسے ہاتھ
کم لگا جھوکھا جھنجلاتا ہوا سویرے سے پھرا اور ملکہ قمر چہر اس خیال سے کہ ابھی دیو کے آنے کا وقت نہین ہی نور الدہر کی بلائین لے رہی تھی
کہ دفعتہً آندھی چلی راحت بخش نے عرض کیا کہ حضور دیو آتا ہی اُٹھ چلیے ملکہ نے کہا کہ ارے ابھی اُس مری کے آنے کا وقت
کہان ہی خدا جانے آندھی کیسی چل رہی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیو آ پہونچا عمرو تو پہلے ہی پنجرے مین جا بیٹھا اور دیو نے
ملکہ کو دیکھا کہ کسی کی بلائین لے رہی ہی بس یہ دیکھکر آگ ہو گیا کہنے لگا کہ اے نظر ک تو کس سے باتین کر رہی تھی کسکے صدقے ہو رہی تھی
ملکہ تھرانے لگی رنگت زرد ہو گئی مگر اپنی جان سے تو بیزار تھی ہی کہنے لگی کہ انھین ساتھ والیون سے باتین کر رہی تھی دیو نے کہا کہ ہرگز
نہین تو ان لوگون سے باتین کر رہی تھی جو کنارے دریا کے بیٹھے ہین دیکھ مین اُن سب کو مارے ہی ڈالتا ہون پھر تو کس سے باتین کریگی
دیکھ ایک کو تو جیتا نہین چھوڑونگا ملکہ نے کہا کہ مین نے تجھے ایسا بدگمان نہین دیکھا کہان وہ کہان مین وہ زمین پہ مین آسمان پہ تیری
عقل گم ہو گئی ہی اور ایسا ہی مار ڈالنا ہی تو رہی بات تو مجھی کو مار ڈال کہ جھگڑا ہی چُک جائے اور عذاب کٹے اسے ایک تو میرے ماں باپ
سے تو نے چھڑایا دوسرے اوپر سے یہ مہمل بات کرتا ہی ارے مردے مین کسی وقت اُدھر اپنا جی بہلانے کو جا بیٹھتی ہون تجھکو وہ بھی
ناگوار ہی اور تیری مرضی یہ ہی کہ مین یہان گھٹ گھٹ کر مر جاؤن نہ کسی طرف جاؤن نہ اُٹھون نہ بیٹھون تیرے جگہ بیٹھی ہون یہین

بیٹھی رہون دیو کہنے لگا کہ ہان یہ کیون نہین کہتی کہ جب مین چلا جاتا ہون تو تو نظارہ بازی کرنے جاتی ہی خبر اُن سب کا تو مین کام تمام کرتا ہون سب کو کہاے جاتا ہون مگر اب تو تو یہان سے کہین ہلکر جا ملکہ نے کہا کہ ارے موے ناحق بھی تو اُن غریبون کا دشمن ہوا ہی ارے غضب الٓہی تجھپر نازل ہوگا اور یہ کہکر اپنی بے بسی اور بیکسی پر اپنے کو کوسنے لگی کہ خداوندا اب جلد اس عذاب سے نجات دے اور میری روح کو قبض کرلے اے اللہ میری موت کو بھی موت آگئی سیکڑون کو سنا اپنے کو دیتی تھی اور زار زار مثل ابر بہار روتی جاتی تھی دیو تو اسکا عاشق ہی منتین کرنے لگا کہ لے اماں بس بس اب نہ رو چلو جانے دو مین سوتا ہون تم میرے سرہانے بیٹھو اب اُدھر نہ جانا یہ کہکر جو شکار لایا تھا اُسے کھاکر سو رہا جب نفیر خواب بلند ہوئی تو ملکہ فرط بیقراری مین تڑپ کر نور الدہر کے دیکھنے کو چلی گو ہرچند ساتھ والیون نے منع کیا کہ حضور از براے خدا نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ موا دیو چونک اُٹھے تو غضب ہو جائیگا ملکہ نے کہا کہ مین ابھی تو چلی آتی ہون اور کہا کہ شعر مین تو بہتیرا ہی چاہون کہ نہ جاؤن وان پر + اشتیاق اُسکا کھینچے لیے جاتا ہی مجھے ارے یہ دل کمبخت نہین مانتا اسکو بغیر معشوق کے دیکھے آرام نہین ہی ہاے یہ کیا بلا میرے پیچھے لگ گئی یہ کہتی ہوئی اُسی دریچے مین آکر بیٹھی شاہزادہ تو سامنے کو بیٹھا ہوا اُسی دریچے کی جانب دیکھ ہی رہا تھا ملکہ کی صورت زیبا دیکھتے ہی جان تازہ جسم ضعیف مین آئی اشارے سے کہا کہ ای دلربا جب سے تم گئین ہم بیٹھے ہوئے ہین اور اس خیال سے کہین ہل کے نہین گئے کہ شاید پھر تم یہان تک چلی آؤ الحمد للہ کہ آپ نے جان تازہ جسم مین ڈالی ملکہ نے کہا کہ ہان صاحب ہمپر تو تمھارے کارن بڑی بڑی آفتین گذر گئین جب وہ مردہ بکبک کے سو رہا تو مین یہانتک آئی نور الدہر نے کہا کہ ہان ملکہ مصرع یہ مرے دل کی کشش تھی کہ ہوئین تم بیچین + یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو نے کروٹ لی آنکھ کھولکر جو دیکھا تو ملکہ کو سرہانے اپنے نہ پایا جھٹ اُٹھ بیٹھا اور پلنگ سے اُٹھکر ملکہ کو چارطرف ڈھونڈھنے لگا ملکہ نے جو پاؤن کی چاپ سُنی جلدی سے دروازہ بندکر منھ دھونے لگی دیو جو اُس طرف آیا کہا کہ ای نظرک تو کیا کر رہی تھی ملکہ نے کہا کہ کرتی کیا تھی بیٹھے بیٹھے نیند آنے لگی تھی اُٹھکر منھ دھونے آئی تھی کہ آنکھون سے نیند کا خمار جاتا رہے دیو نے ہنسکر ملکہ کو گود مین اُٹھا لیا پیار کیا اور لاکر بٹھایا اور آپ سو رہا ملکہ کو خیال گذرا کہ تیرے لیے شاہزادہ دھوپ مین کھڑا ہوگا اور یہ مردہ تو سو گیا ہی ایک ذرا چلکر تو پھر اُسے دیکھ آؤ اور بیقرار ہوکر دوڑی ہوئی اُسی دریچے کی طرف آئی اور شاہزادے کو دیکھنے لگی اور نور الدہر کا تو یہ حال تھا ہی کہ جب ملکہ چلی جاتی ہی اُسی جگہ دل پکڑ کے بیٹھ جاتا ہی جب ملکہ کو دیکھتا ہی قالب بیجان مین جان آجاتی ہی کھڑے ہوکر ملکہ کو دیکھنے لگتا ہی ملکہ نے اشارے سے کہا کہ ارے صاحب از براے خدا دھوپ سے چلے جاؤ کہان کھڑے رہوگے اور کب تک اس گرمی مین بتی ہوا کروگے ہی ہی جی ماندہ ہو جائیگا دشمنون کو بخار چڑھ آئیگا ارے مین تمھارے صدقے سایے مین جاکر بیٹھو مجھ نگوڑی کی صورت مین کیا لعل لگے ہین جو میرے لیے اپنے کو ہلکان کیے ڈالتے ہو ارے مین کیا کہین چلی جاتی ہون پھر دیکھ لینا مگر نور الدہر کی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی جو اشارہ سمجھ مین آتا ہی اسکا جواب اشارہ ہی دیتا جاتا ہی کہ اس اثنا مین دیو پھر بیدار ہوا ملکہ کو جو نہ پایا چپکے سے اُٹھا اور سب سے منع کیا کہ خبردار ملکہ سے کوئی خبر نہ کرے سب چپ چاپ رہین اور بہت آہستہ آہستہ آیا دیکھا کہ ملکہ دریچے مین تکیہ لگائے بیٹھی ہی اور دونون ہاتھون سے بلائین لے رہی ہی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہی سمجھا کہ یہ کسی پر عاشق ہی کوئی خوبصورت فقیران فقیرون مین ہی اُسے دیکھ رہی ہی بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ تو کس پر عاشق ہوئی ہی کسکے صدقے قربان ہو رہی ہی ملکہ نے کہا کہ تجھے ہو کیا گیا ہی مین تو سواے تیرے کسی کو بھی نہین چاہتی دیو پکارا کہ مین کبھی یقین نہ لاؤنگا تو جس شخص کو دیکھنے کو یہان آتی ہی اُسے مجھے بتادے ملکہ نے کہا کہ ارے مین اپنا جی بہلانے کو یہان آبیٹھتی ہون تو مجھے ناحق ستاتا ہی اس دق کرنے سے کیا حاصل ہی اس سے تو ایک مرتبہ مجھے کھا ہی جا دیو نے کہا کہ خیر تو مجھے نہ بتا مین خود دریافت کرلونگا اور ملکہ کے پاس منھ لاکر دیکھنے لگا سامنے ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا اسی کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہی بس یقین ہوا کہ ملکہ اسی پر عاشق ہی اسی کو آکر دیکھا کرتی ہی ملکہ سے کہنے لگا کہ مین سمجھا تو اسی پر عاشق ہی

اسکو بار بار دیکھنے آتی ہی میں ابھی تو اُسے جاکر کہا سے لیتا ہون ملکہ نے کہا کہ او بد ذات یہ گمان تیرا عبث ہی وہ بیچارے فقیر گوشہ نشین
ہین تو کیون اُنھین ایذا دیا چاہتا ہی دیو نہایت غضبناک ہوکر چلا اور یہان وہ وقت ہی کہ کیوان فلک رفعت شاہزادے کے
پاس آیا ہی شاہزادے کو دیکھ رہا ہی کہ دیو غیظ وغضب مین چنگھاڑتا ہوا پہونچا خیال ہوا کہ ای کیوان دیکھیے کیا ہوتا ہی اودھر ملکہ کی
جان پر صدمہ ہی دعا کر رہی ہی کہ ای خدا تو ہی اس شہریار کو اسکے شر سے محفوظ رکھیگا اور اگر کوئی امر نو عدر ہونے والا ہو تو پہلے تو
میری جان نکال لے کہ مین اُسکا روز بد نہ دیکھون اور عمرو کہہ رہا ہی کہ ای ملکہ تم مضطر نہ ہو اس دیو کی کیا حقیقت ہی ابھی کل کا ذکر ہی
کہ جب ہین دیوون کی فوج لیکر عادل قاف نبیرہ حمزہ سے لڑا تھا تو یہ جوان ہزار دیوان زبردست سے ایسا لڑا کہ انجام کار وہ
سب بھاگ نکلے یہ مرغا دیو قلیاس اُن دیوون کے سامنے کیا ہستی رکھتا ہی اور میرے کہنے پر کیا ہی تم خود دیکھ لینا ہرچند عمرو تسکین
وتشفی کے کلمات کہتا ہی مگر ملکہ کو بالکل اثر نہین ہوتا زار زار رو رہی ہی کہ دیکھون کیا ہوتا ہی اور یہان دیو قلیاس جوشان وخروشان
نور الدہر پر آیا شاہزادہ تو ساکت بیٹھا ہوا تھا اور لوگ دور دور تماشا دیکھ رہے تھے اور سہم رہے تھے کہ اگر اسکو کھالیا تو پھر
ہم سبھون کا بھی نوالا کریگا ساری عشق وعاشقی رفوچکر ہوگئی القصہ جب دیو نور الدہر کے پاس آیا تو شاہزادے نے ہاتھ پکڑ کر جو
جھٹکا دیا تو دیو منہ کے بھل سامنے آیا ہرچند چاہا کہ ہاتھ چھڑاے مگر کسی طرح نہ چھوٹا آخر کار کشتی ہونے لگی مگر حال دیو کا یہ ہی کہ ہرچند
بھاگنے کا قصد کرتا ہی مگر کسی طرح نجات نہین ہوتی چار گھڑی تک ایسی کشتی ہوئی کہ دیو ہلاک ہوگیا اور نور الدہر نے شاخ اُسکے
سر کی پکڑ کر کھینچی دیو نے جو سر پیچھے ہٹا کر زور کیا تو شاخ اُسکی جڑ سے اُکھڑ آئی اور دیو نور الدہر کے ہاتھ سے جھٹک کر بھاگا کیوان
پکارا کہ مرحبا صد مرحبا ای شہریار اس حالت مین یہ کارنمایان آپ ہی کا کام تھا نور الدہر نے کہا ای کیوان کیا خاک کارنمایان کیا
دیو تو ہاتھ سے چھوٹ گیا کیوان نے کہا کہ ای شہریار زندہ وصحبت باقی مگر دیو جو بھاگا تو ہفت منظر مین آیا پہلے تو ملکہ نے شکر
خدا کیا کہ بار الٰہا لاکھ لاکھ شکر ہی تیرا کہ تو نے اُس شہریار کو بچایا اور دیو سے پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا دیو نے کہا ای ملکہ ہوا کیا وہ آدم زاد
بہت بڑا زبردست ہی اُسنے میری ایک شاخ توڑ ڈالی اور اگر نہ بھاگتا تو مارا جاتا عمرو نے کہا کہ ای دیو قلیاس تم تو غصے مین آکے
چلے گئے اگر مجھسے پوچھتے تو مین ہرگز نہ جانے دیتا زلزلہ قاف کا نام تو سنا ہی ہوگا یہ شخص اُسی کا پوتا ہی ہاے بے درمان آفت
جان وجہان ہی تم ناحق اُسکے مقابلے کو گئے اور خیر گھبراؤ نہین شاخ جو تمھاری ٹوٹ گئی ہی اُسکا غم نہ کرو مین تمھاری شاخ طلائی
بنا دونگا دیو نے کہا کہ ای آغا بلبل تو میری شاخ درست کر دیگا عمرو نے کہا کہ ہان تم زرگرون کو اٹھا لاؤ اور ایک تھوڑا سا سونا
منگاؤ مین شاخ تمھاری درست کر دونگا دیو گیا اور جو کچھ عمرو نے کہا تھا بہت جلد مہیا کر لایا عمرو نے سونے کا سینگ زرگرون
سے بنوا کر دیو کے جڑوا دیا اور سنارون کو بہت سا انعام واکرام دلوا کر رخصت کروا دیا دیو بہت خوش ہوا مگر نور الدہر کے
نام سے روح کانپ رہی تھی دل مین عہد کیا کہ اب کبھی اس آدم زاد کے پاس نہ جاؤنگا بلکہ غافل پا کر اسے مار ڈالونگا ایک روز عمرو
ہفت منظر پر بیٹھا ہوا تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی زمانہ تیرہ وتار ہوگیا ملکہ قمر چہر بھی دیکھنے لگی فقیر کی
بھیانک ہوکر دیکھنے لگے کہ دفعتہً دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ ایک جم غفیر اور فوج کثیر اس حیثیت سے چلی آتی ہی کہ آگے آگے سقے
زربفت کی مرزائیان پہنے ہوئے بادلے کی لنگیان باندھی ہوئین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے کہ اُنھین بل دے کے گھٹنون تک
چڑھا لیا ہی کڑے ہاتھون مین پڑے ہوئے کاندھون پر مشکین رکھے ہوئے ہزارے دہانون مین لگے ہوئے پانی مین گلاب وکیوڑا
ملا ہوا چھڑکاؤ کرتے چلے آتے ہین جب وہ گذر گئے تو سات سو علم سات لاکھ فوج کے نشان سات سو ہاتھیون پر اس حیثیت سے
دکھائی دیے کہ ہاتھیون پر بہت پرتکلف جھولین پڑی ہوئین علم کے پھریرون پر آفتاب کی تصویر بنی ہوئی عماری سنہری پوشش
ہاتھیون کی مستکون پر آئینے لگے ہوئے سونے کی زنجیرین جھونڈون مین لپٹی ہوئین اگر ایک جانب ٹھہرے بعد اُسکے [illegible]
[illegible] مین فیلبان بالون کی بیدلون کے تھل کے ڈنکے نفیری کی آواز بلند لگیان [illegible] ہوئین [illegible] سوار [illegible] غول کے

غول خاصبان کاندھون پر رکھے ہوئے مخمل سُرخ کے غلاف اُنپر چڑھے ہوئے زردوزی کام اُسپر بنا ہوا سُرخ پگڑیان باندھے ہوئے
تخت الحنک چھوٹی ہوئی چلے آتے ہین بعد اُسکے سوارون کے پرے کے پرے مرکب تازی ترکی عراقی نہایت عمدہ اور اصیل ایک
ایک گھوڑے پر دو دو سائیس چنوریان ہاتھون مین لیے ہوئے گذر گئے بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار اور اُسکے
پیچھے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج شہریاری بر سر چار قبۂ شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوئے اور خاص
خاص رفیق ساتھ چلے آتے ہین اس عظم و شان سے یہ فوج سامنے ہفت منظر کے پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی ایرج داخل بارگاہ
ہوا اور حامد بن جمشید تخت پر بیٹھا ایرج نوجوان نے دنگل شوکت کو مزین کیا صحبت عیش برپا ہوئی حامد نے ایرج سے پوچھا کہ ای
ایرج نوجوان یہانتک تو پہونچ گئے اب بتا دیئے کہ ملکہ کیونکر ہاتھ لگیگی وہ تو وسط دریا مین اندرون عمارت دیو کے قبضے مین ہی
ایرج نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین کشتی پر سوار ہو کے ہفت منظر مین جاؤنگا حامد نے کہا کہ دیو کے ڈر سے کوئی کشتی دریا مین
جا نہین سکتی دیو پتھر مار کر ڈبو دیتا ہی ایرج نے کہا کہ اچھا خیر سمجھا جائیگا اب یہان تک تو پہونچ گئے حامد نے کہا کہ خیر اتنا تو کیجیے کہ
کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر کا باپ ہی اُسے بلا کر کہیے کہ ملکہ کو میرے ساتھ منسوب تو کر دے ایرج نے کہا کہ اچھا یہ بھی ہو جائیگا
اور منشی سے بلا کر کہا کہ کیوان فلک رفعت کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھ کہ اس نامے کو دیکھتے ہی بہت جلد آستانہ فیض کاشانہ
پر حاضر ہو ورنہ بہت سزا پائیگا جب نامہ تیار ہوا تو دیلم شاطر زنگی اُس نامے کو لیکر روانہ ہوا اگر ملکہ قمر چہر نے جو لشکر ایرج کو
دیکھا خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ لشکر کسکا ہی عمرو نے کہا کہ یہ لشکر ایرج کا معلوم ہوتا ہی شاید اس لشکر کا بادشاہ تمپر عاشق ہو کر
آیا ہی یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ خواجہ تو ج ایسی باتین تو نہ کیا کر واس مردے کی صورت کو مردے شو سے جاتین ای خواجہ سواے اُس شاہزادہ
عالی قدر کے خدا کسی اور کی شکل نہ دکھائے ای خواجہ خدا اُس روز کے لیے مجھے نہ رکھے کہ مین کسی اور کا منہ دیکھون اور اُس
روز کو خدا زمین کا پیوند کر دے کہ جس روز مین کسی اور کے پہلو مین بیٹھون عمرو نے کہا کہ ملکہ مین ہنسنے تو ایک بات کہدی کہ اگر
میری زندگی ہی تو تم سواے نور الدہر کے اور کسی کا پہلو نہ دیکھو گی کیا مجال کسی کی جو تمھاری طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے ملکہ نے کہا
خواجہ خدا تمھین سلامت رکھے مجھے تمسے ایسی ہی امید ہی بلکہ اس سے زائد امید ہی یہان تو یہ گفتگو ہی اور وہان دیلم شاطر زنگی نامہ
ایرج کا لیکر قلعہ قمر بخش مین پہونچا اور ایوان شاہی مین جا کر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کیوان نے کہا کہ آپ ہی اندر
دیلم کے لیے دنگل منگا کر بچھوایا مگر صورت دیکھکر سہما ہوا ہی پوچھا کہ آپ کدھر تشریف لائے دیلم نے کہا کہ مین صاحبقران آفتاب پرستان
ایرج نوجوان کا نامہ لیکر آیا ہون کیوان نے کہا کہ لائیے دیلم نے نامہ ہاتھ مین دیا کیوان نے دبیر کو بلوا کر نامہ پڑھوایا مضمون نامہ
سُنکر کچھ چپ سا ہو گیا مگر نامے کو لیکر بوسہ دیا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور کہا کہ ای پہلوان دوران آپ چلیے مین کشتیان ہدایا کی تیار
کر کے حاضر ہونگا اور خلعت بیش بہا منگا کر دیلم کو دیا دیلم بہت ہی خوش و مسرور ایرج کے پاس آیا تمام حال بیان کیا اور
یہان کیوان نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا کہ ای وزیر باتدبیر اب کیا تدبیر کرون ایک بیٹی تھی اُسے نور الدہر والا قدر کے ساتھ
منسوب کر چکا اب دوسری بیٹی کہان سے لاؤن جو اس بچہ ملوک کے ساتھ منسوب کرون اور شاہزادہ نور الدہر اپنے ہوش مین نہین
ہی اور مین تنہا اس بزاز بچے سے مقابلہ نہین کر سکتا وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد بہتر یہ ہی کہ قلعہ آپ کا بہت زبردست ہی آپ
قلعہ بند ہو جایئے اس قلعہ کا لے لینا کوئی ہنسی نہین ہی اور حضرت صاحبقران کی خدمت مین عرضی لکھکر روانہ کیجیے وہ جس وقت
حال نور الدہر کا ملاحظہ فرمائینگے اُسی وقت یا خود تشریف لائینگے یا اور کسی زبردست سردار کو روانہ کرینگے کہ وہ آکر کلہ مہرہ اس
آفتاب پرست کا توڑیگا کیوان وزیر کی اس راے صائب سے بہت خوش ہو گلے سے لگایا خلعت دیا اور حکم دیا کہ دروازہ قلعہ
بند کر لو پل تختہ اُٹھا لو خندق پر آب کر دو توپین جہان نہ چڑھی ہون چڑھوا دو گولہ انداز مستعد ہو لے حکم ہوا خبردار اب کوئی پرندہ
پر نہ مارنے پائے ملازمون نے حسب الحکم کل سامان درست کیا اور کیوان نے خدمت حضرت صاحبقران مین عرضی لکھکر روانہ کی

ادھر تو قلعہ تیار ہوا اُدھر ایرج انتظار کر رہا ہی کہ کیوان اب آتا ہی اب آتا ہی ناگاہ وہ دن تو گذر گیا اور دوسرا دن آیا جب پہر دن
چڑھ آیا اور کیوان نہ آیا تو ایرج مشوش ہوا ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ کہ کیوان نے کیون دیر کی اور اب تک نہ آنے کا کیا سبب
ہوا ہرکارے گئے اور شام کو آکر خبر دی کہ کیوان تو قلعہ بند ہوا ہی ارادہ جنگ رکھتا ہی یہ سنتے ہی ایرج کمال درجہ غضبناک ہوا
اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو اور بہت جلد جا کر قلعہ قہر بخش کو گھیر لے اُس قلعہ قہر بخش کی حقیقت کیا ہی مین ایک پہر مین
توڑے لونگا لشکر اُسی وقت تیار ہونے لگا اور کل لشکر اپنے ہمراہ لیکر قلعہ پر آیا چہار طرف سے یون قلعہ کو گھیر لیا کہ جیسے دانتون
مین زبان جب فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو ایرج نوجوان داخل خیمہ ہوا اور دنگل شوکت پر متمکن ہوا اور حکم دیا کہ طائفے آکر مجرا کرین
بمجرد حکم طائفے اُسی وقت حاضر ہوئے اور ناچ گانا شروع ہوا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا ہر ایک سردار ہر ایک زنگی چہار
طرف بیٹھا ہوا تھا ایرج نے اُنسے مخاطب ہو کر استفسار کیا کہ ای بہادرو مین تم سب سے یہ پوچھتا ہون کہ تم سب کے نزدیک قلعہ لینے کی کیسا
تدبیر ہی اور اس مقدمے مین کونسی کوشش مناسب ہی یہ سنکر اُن سب نے عرض کیا کہ خداوندا آپ طبل جنگی بجوا دین اور ہر طرح سے
مطمئن رہیے کسی قسم کا تردد نہ فرمایئے اگر تائید نیر اعظم شامل حال رہی تو ہم سب یورش کر کے قلعہ کو لے لینگے اسمین وقت اور مقام تردد
کا کیا ہی الغرض ایرج نے طبل جنگ بجوایا اور یہ خبر کیوان فلک رفعت کو بھی پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی کیوان نے کہا
کہ کچھ مضائقہ نہین ہی اور کوئی مقام فکر و تردد کا نہین ہی رضینا بالقضا جو خواہش الٰہی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دیا جائے
اس طرف بھی بموجب حکم کیوان فلک رفعت کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون طرف جنگ کی تیاری ہونے لگی شب بھر دونون
جانب سامان جنگ درست ہوا صبح کو کیوان فیلتن دروازے پر آکر بیٹھا اور اُس طرف سے ایرج نوجوان زنگیون کی فوج لیے ہوئے
نمایان ہوا قلعہ پر سے ایکا دکا گولہ پڑنے لگا زنگیون کی فوج گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑی ہوئی اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
قلعہ اس طرح توپ و تفنگ اور جملہ سامان جنگ سے آراستہ ہی کہ جس طرح عروس نو اپنے زیور سے آراستہ ہوتی ہی گولہ انداز لیس
بیٹھے ہین مہران داغ رہے ہین اور کیوان فیل انداز کے گرد بھی کچھ لوگ مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہین بس ایرج نے زنگیون کی طرف
دیکھ کر کہا کہ بتلاؤ بھائیو کیا ارادہ ہی سبھون نے عرض کیا کہ خداوندا آپ کے حکم کی دیر ہی ہم ہر طرح مستعد ہین ایرج نے کہا پھر دیر
کاہے کی ہی تو جلدی سے یہ حکم سنکر دفعتہً سب کے سب یورش کر کے قلعہ کی جانب چلے دیدبان جو قلعہ پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے
اُنھون نے کیوان فلک رفعت سے عرض کیا کہ حضور ہوشیار ہون زنگی یورش کیے ہوئے قلعہ کی طرف آتے ہین کیوان نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہی زد پر تو آنے دو جب زنگیون نے کچھ میدان زد کا بھی طی کیا تو کیوان نے ہوائی داغی گویا یہ حکم تھا کہ اب اپنے
کام مین مشغول ہو بس گولہ اندازون نے فوراً توپون کو جھکا جھکا کر اور سیدھ باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کیے فوج ایرج مین
ایک تلاطم ہو گیا غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا فوج ایرج پر برابر گولہ پڑنے لگا جس پر جھپٹ بھی پڑ گئی مع راکب و مرکب بیخ ہو گیا جتنے
زنگی آگے بڑھ آئے تھے وہ آن واحد مین واصل جہنم ہوئے اور جو پیچھے کھڑے تھے یا بچ گئے تھے وہ بھاگ بھاگ کر کھڑے ہوئے
اور گولہ اندازون نے کیوان فیل انداز سے کہا کہ ہفت فلیتہ باڑھ کی داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ [illegible] روک لو دیکھو کہ
ایک آدھ گولہ قضا کا لگا ہوگا بس ہاتھ روک لینا تھا کہ ہوا چلی اور دھواں برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا ہزارہا زنگی
مرے پڑے ہوئے ہین دست و پا اور سرون کا میدان مین ڈھیر لگا ہوا ہی اور کچھ زنگی بھاگے ہوئے اور سہمے ہوئے دور کھڑے ہین
یہ معرکہ دیکھ کر کیوان فلک رفعت نے کہا کہ ہماری فتح ہوئی طبل شادمانی بجایا جائے بمجرد حکم قلعہ پر طبل شادمانی بجنے لگا
ایرج نے جھنجلا کر چاہا کہ آپ اکیلا قلعہ پر جائے حامد بن حمید زنگی قدمون پر گر پڑا اور ایرج کو روک لیا اور قلعہ پر جانے نہ دیا
اور اُسکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا الغرض اسی طرح سات دفعہ قلعہ پر حملہ آور ہوا مگر ازبسکہ قلعہ بہت بڑا
زبردست تھا کچھ نہ ہو سکا ناچار ہو ہو کر پھر پھر آئے اور ان سات دفعہ کے حملون مین قریب ایک لاکھ زنگی کے جان سے ہلاک ہوئے

زخمیون کا حساب نہین اور ایرج جب قصد جانے کا کرتا تھا حامد بن حمید زنگی مانع ہوتا تھا القصہ لاکھ لاکھ تدبیرین کین مگر
قلعہ کسی طرح ہاتھ نہ آیا ایرج کمال متردد ہوا اور کمال فکر و تشویش لاحق حال ہوئی شاپور شیر دل سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے
ایرج نے کہا کہ ای شاپور عمرو تو قلعہ گیر ہے جنگ مشہور ہی اور اُسکی اولاد نے بھی بڑی بڑی لاجواب عیاریان کین ہین تو بھی شاگرد
ہی عمرو کا مگر اب تک کوئی عیاری نہ کی شاپور نے کہا کہ آپ نے کہا کب جو مین نہین بجالایا جو ارشاد فرمایئے اور جو حکم دیجیے بجالاؤن
ایرج نے کہا کہ ای شاپور اگر تو کیوان کو پکڑ لا تو مین بہت خوش ہون شاپور نے کہا کہ لیجیے کیوان کو یہ کتنی بڑی بات ہی اگر کیوان
کو نہ لاؤن تو آج سے عیاری کرنا چھوڑ دون اور نام عیاری کا نہ لون ای خداوند اپنا نام شاپور نہ رکھون یہ کہکر ایرج سے
رخصت ہوا رنگ و روغن عیاری اور کل سامان شب روی مہیا کر کے رات کو قلعہ کے سامنے آیا آکر کیا دیکھتا ہی کہ بہت بڑی بڑی مشعلین
جل رہی ہین اور ہر فصیل اور ہر برج مین چراغ اور مہتابین دھڑ دھڑ کر رہی ہین چہار طرف بالاے قلعہ طلایہ پھر رہا ہی آواز بیدار باش
ہشیار باش حاضر باش کی بلند ہی ہر طرف جاگ ہو رہی ہی اور سواران زرہ پوش چار طرف گرداگرد قلعہ توڑے بندوقون کے سلگائے
ہوئے بندوقین کاندھون پر رکھے ہوئے طلایہ پھر رہے ہین غرض چہار طرف قلعہ کے پھرا کسی طرف سے راستہ نہ پایا کہ کمند مار کر
اوپر جاے آخر کار لوٹتا ہوا کسی نہ کسی طرح لب خندق تک پہونچا اور مشک کو پھلا کر پیٹ تلے رکھکر شناوری کر کے پار گیا اور موری
کے راستہ سے داخل خیمہ ہوا صورت کو بدل کر رات تو بسر کر دی صبح کو ایک فقیر کی شکل بنکر شہر مین پھرنا شروع کیا جاے نشست
و برخاست اور خوابگاہ کیوان وغیرہ کو دریافت کیا شب کو جو کیوان اپنی بارگاہ مین جا کر سویا شاپور نے نگہبانون کو بیہوش
کر کے سرہانے کیوان کے آیا اور اُسے بھی بیہوش کر کے حلقہاے کمند مین گرفتار کر کے وہان سے لے نکلا اور اُسی موری کے
راستہ سے نکلکر لشکر ایرج کا راستہ لیا جب بارگاہ ایرج مین داخل ہوا تو ایرج نے پوچھا کہ ای شاپور شیر یار رو باہ اُسنے
عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے شیر ہون روباہ کیسا ایرج نے کہا کہ کیوان کو لایا اُسنے عرض کیا کہ لایا اور پشتارہ سامنے
ایرج کے رکھدیا اور اُسی وقت گرہ پشتارے کی کھولکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا کیوان کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ مشکین بندھی ہوئی ہین
سامنے ایرج کے بیٹھا ہی اور زنگیان آدمخوار جمع ہین خیال کیا کہ توبہ کیا بُرا خواب دیکھا ہی اور آنکھین اپنی بند کرلین شاپور نے کہا کہ
ای کیوان تو خواب سمجھا ہی ارے یہ عین بیداری ہی مین تجھے قلعہ سے پکڑ لایا ہون یہ بارگاہ ایرج ہی یہ آواز جو کان مین گئی
جلدی سے اُٹھ بیٹھا ایرج کو سلام کیا ایرج نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی اور حکم دیا کہ ای شاپور اسے کھولدو شاپور
نے حلقہاے کمند کھولدیے صحبت عیش برپا ہوئی شراب کا دورہ شروع ہوا ایرج نے ساقی سے کہا کہ کیوان کو بھی جام دے بعد
اُسکے کیوان سے کہا کہ ای کیوان مین نے تجھے اس لیے طلب کیا ہی کہ تو اپنی بیٹی کو شاہزادہ زنگبار حامد بن حمید کے ساتھ منسوب
کردے کیوان نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان میری ایک ہی بیٹی تھی اُسے شاہزادۂ عالی قدر نور الدہر
کے ساتھ منسوب کر دیا اب دوسری بیٹی کہان سے لاؤن جو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کرون ایرج بہت غضبناک ہوا
اور پکارا کہ ای دیلم شاطر جلد اسے پکڑ کر کھالے دیلم شاطر دوڑا کیوان کی جان نکل گئی چاہا کہ ایرج کے قدمون پر گرے دیلم شاطر
نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چاہا کہ اُسے چیر ڈالے کیوان پکارا کہ مین نے قمر چہر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا ایرج نے کہا
کہ ای دیلم شاطر بس یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا دیلم شاطر نے اُسے زمین پر رکھدیا کیوان ایرج کے قدمون پر گر پڑا ایرج نے خطا کیوان
کی معاف کی کیوان نے خوف جان سے نوشتہ لکھدیا کہ مین نے بخوشی ملکہ قمر چہر کو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا اور اگر کوئی
دوسرا دعویٰ کرے تو باطل ہی اور مہر اپنی اُس نوشتہ پر ثبت کر دی ایرج نے کیوان کو رخصت کیا کیوان چشم گریان با دل بریان
قلعہ قمر پیچ کو چلا اور یہان کا حال سنیے کہ قلعہ مین کہرام ہی ہر طرف غل شور ہو رہا ہی کہ کوئی کیوان کو پکڑ لیگیا اور سوا اسکے عیار
ایرج کے یہ کام کسی کا نہین ہی وزیر نے سبھون کو تسلی دی اور کہا کہ مین ابھی خبر منگواتا ہون اور اُسی وقت ہرکارون کو روانہ

ہرکارے صورت بدلکر لشکر ایرج میں آئے اُسوقت پہونچے کہ کیوان پر سیاست ہو رہی تھی ناچار دیکھا کیے تا اینکہ نوشتہ دے کر چھوٹا
اور با چشم پر آب قلعہ کو چلا اثناے راہ میں ہرکاروں نے آکر سلام کیا عرض کیا کہ ہم تو آپ کی خبر کو آئے تھے آپ نے بہت خوب کیا
جو نوشتہ دے کر جان بچائی غرض کیوان داخل قلعہ ہوا کل حال وزیر دل سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ حضور یہ بڑا مکار ظالم ہے
آپ صبر کیجیے اگر شاہزادہ ہوش میں ہوتا تو اس سے کچھ نہ بن پڑتا مگر افسوس کہ وہ بالکل بیہوش ہے اُسے اپنے ہی تن کا ہوش نہیں ہے
لیکن حمزہ صاحبقران کو اب نامہ آپ کا پہونچا ہوگا وہ آتے ہی ہونگے کیوان تو صبر کرکے چپکا ہو رہا اور ایرج سامنے ہفت منظر
کے چلا دیو قلیاس شکار کو گیا تھا ملکہ عمرو کو ساتھ لیے ہوئے نور الدہر کو بیٹھی دیکھ رہی تھی کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور علم آفتاب پیکر
نمایاں ہوئے عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ایرج بہت ہی خوبصورت آدمی ہے ملکہ نے کہا کہ عمرو یہ سچ ہے مگر سوا اسے نور الدہر کے کل حسینان
عالم میرے بھائی اور باپ میں عمرو نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا اور ملکہ نے بھی جو ایرج کو دیکھا تو بہت حسین پایا لیکن اپنے دل میں کہا کہ حسین تو
ضرور ہے مگر نور الدہر کے حسن کو کہاں پا سکتا ہے القصہ جب تخت حامد بن حمید زنگی کا سامنے آیا تو ملکہ نے کہا کہ عجیب بدشکل زنگی
ہے سیاہ رو کج بینی احول چشم بڑا سا دہانہ موٹے موٹے ہونٹھ زرد زرد دانت لمبے بڑے بڑے بال اس طرح بل کھاتے ہوئے کہ جیسے
پہاڑ پر سانپ ہاتھ پھر سینے کی ہڈی اٹھی ہوئی دست و پا جیسے بڑے بڑے چنار کے ڈالے بدہیئت کریہ منظر ملکہ نے دیکھتے ہی
ادھر کو منھ پھیر لیا اور کہا کہ خواجہ یہ ایسا بنا کون ہے عمرو نے کہا کہ ارے یہی تو پیر عاشق ہوا ہے ایرج اسی کو ساتھ لیکر آیا ہے
ملکہ نے کہا کہ نوج خدا اس موئے پر بجلی گرائے یہ کہکر اٹھ گئی اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ سوائے نور الدہر کے مجھے اور کسی سے
کچھ سروکار نہیں ہے یہ کہکر اُس طرف آئی جدھر سے نور الدہر کا بالکل آمنا سامنا تھا نور الدہر نے جو دیکھا کہ ملکہ آئی اُٹھکر
تصدق ہونے لگا ادھر ملکہ دونوں ہاتھوں سے بلائیں لینے لگی دعائیں دینے لگی اشارے میں باتیں ہونے لگیں لیکن ایرج
سے حامد بن حمید نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ ابھی تو ادھر بیٹھی تھی مجھے دیکھتے ہی اُس طرف جا بیٹھی اتنے میں
ایرج سے ہرکاروں نے کہا کہ ادھر اور عشاق بیٹھے ہوئے ہیں اور نور الدہر بھی ہے ایرج یہ سنکر بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ میں
جہاں میرے لشکر کے بادشاہ کا گذر ہو وہاں کوئی دوسرا شخص آکر بیٹھے کیا مجال ہے میں ابھی سب کو جا کر ہٹائے دیتا ہوں یہ کہکر اُس طرف
چلا آکر دیکھا تو واقعی بہت سے عاشق تن مجتمع ہیں شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہیں نہایت غصہ آیا کہ یہ سب تیرے بادشاہ کے معشوق کو
دیکھنے آئے ہیں ایک کوڑا لیکر دوڑا اور ایک ایک کو مار مار کر وہاں سے ہٹایا ایک غل پڑ گیا کہ یہ ظالم کہاں سے آیا ہے ایک ایک کے
مارتا ہے خدا اسکو سزا دے مگر مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے سب کے سب اُٹھکر بھاگے یہاں تک کہ ایک ایک کو کوڑے مارتا ہوا
نور الدہر کے پاس آیا دیکھا کہ فقیر بنا ہوا بیٹھا ہے شجرفی تہمد بندھی ہوئی شجرفی پیراہن گلے میں پہنے ہوئے بیرا گیے پاس رکھے ہوئے
تکیہ شجرفی پیچھے لگا ہوا تسبیح ہاتھ میں آثار عشق چہرے سے عیاں اپنے تکیے سے باہر نکلا ہوا ایک پتھر کی چٹان کے سایے میں بیٹھا کر
اور ہفت منظر کی طرف دیکھ رہا ہے ایرج نے سلام کیا نور الدہر نے جواب دیا کہ بابا خدا بھلا کرے ایرج نے کہا کہ میری [illegible]
کے نصیب سے یہ حال بنایا ہے تارک دنیا بنا ہے جا اُٹھ یہاں سے کہ میرے ملازم کا ناموس یہاں ہے اور اگر نہ اُٹھیگا تو سخت آزار
پہونچاؤنگا مگر نور الدہر تو مبہوت عشق ہے دنیا و ما فیہا کی خبر نہیں ہے بالکل خاموش ایرج کی لنترانیاں سن رہا ہے آخر سنتے سنتے
اتنا کہا کہ اے ایرج تمنے ہماری دوستی اور آشنائی بالکل بھلا دی جو صحبتیں ہمارے تمہارے رہتی تھیں اُسے بالکل نسیاً منسیاً کر دیا ایرج
نے کہا کہ اے نور الدہر یہ سب سچ ہے مگر مقدمۂ ناموس سب سے زیادہ سخت ہے قمر چہر میرے ملازم کی معشوق ہے اس لحاظ سے مجھے
گوارا نہیں ہے کہ کوئی اور شخص یہاں بیٹھے اور قمر چہر پر نظر ڈالے علی الخصوص تمہارا بیٹھنا تو اور بھی زیادہ ناگوار ہے اس وجہ سے
کہ تمہارے باعث سے بدنامی متصور ہے لوگ یہی تو کہینگے کہ نور الدہر حامد بن حمید کی معشوقہ پر عاشق ہو کر بیٹھا ہے یہ ننگ مجھے
کسی طرح گوارا نہیں بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے اُٹھ جاؤ نہیں تو بہت ایذا پاؤگے یہ سنکر پہلے تو نور الدہر کو غصہ آیا مگر [illegible]

ضبط کیا کہ ای نورالدہر تو عاشق ہی در دلدار پر بیٹھا ہی تجھے غصہ بیکار آیا ہی ہرگز غصہ نہ چاہیے اور جو عاشق اٹھ گئے تو وہ
عاشق صادق نہ تھے عاشق فاسق تھے کہ ایذا کے متحمل نہ ہو سکے مگر تو تو یہان سے نہ جا اور جا تو مر کے جا جو ایذا ہو سو اٹھا یہ سوچ کر
ایرج سے اتنا کہا کہ ای ایرج مین تجھکو نہایت اچھا اور با مروت و باحمیت سمجھا تھا مگر گمان میرا غلط ٹھہرا اور افسوس ہی کہ کمال بے رحم
پاجی اور نامرد و بے مروت نکلا کہ مطلق میرا پاس نہ کیا ارے زنگی کے لیے مجھے اٹھاتا ہی اور ہم تو یہان سے نہ اٹھینگے جو ستم
سہینگے ثابت قدم کوئے محبت مین ہین رہینگے جان سے جائینگے یہان سے نہ جائینگے یہ کہکر رونے لگا اور دیوانہ وار ہفت منظر کی
کی طرف دیکھنے لگا بس یہ سنکر ایرج نے دیدہ و دانستہ ایک کوڑا نورالدہر کے مارا اور ایک راوی کہتا ہی کہ ایک فقیر نورالدہر
کے برابر بیٹھا تھا کوڑا اسکے مارا تھا پھندنا اسکا اچٹ کر نورالدہر کے لگ گیا نورالدہر آنکھون مین آنسو بھر لایا غصے کو ضبط کرکے
آسمان کی طرف بہ نگاہ یاس دیکھکر چپ ہو رہا ابھی ایرج نے پھر کوڑا اٹھایا کہ نورالدہر پر مارے کہ دفعتاً ایک نعرہ بلند ہوا کہ
او آفتاب پرست خبردار کیا کرتا ہی اس طرح غفلت کا پردہ آنکھون پر ڈالا ہی کہ کچھ سوجھتا ہی نہین ارے کیا تو نہین پہچانتا
کہ یہ جان حمزہ صاحبقران زینت لشکر اسلامیان فرزند شاہزادہ بدیع الزمان ہی قسم پروردگار کی رات کو تجھے مار ڈالونگا
اب جو ایرج نے نظر کر دیکھا تو دیکھا کہ چالاک بن عمرو ہی کہنے لگا کہ ای چالاک مجھے ڈراتا ہی خیر اسوقت تو مین پھرا جاتا ہون اب تو
یہان سے تو اٹھا لے جا ورنہ بیشک میرے ہاتھ سے ایذا پہونچیگی یہ کہکر اپنے دل مین کچھ سوچ کر چلا گیا دوسری روایت یہ ہی کہ
شہرنگ بن عمرو نورالدہر کو ڈھونڈھتا ہوا ہفت منظر پر آیا تھا شاہزادے کو فقیر دیکھکر رو رہا تھا اسباب تکیہ کا سنوار دیا کرتا تھا
اسنے ایرج کو منع کیا غرض ایرج تو چلا گیا اور یہ روتا ہوا خدمت صاحبقران مین روانہ ہوا لیکن وہ حریق آتش فراق غریق
لجۂ اشتیاق مورد بیداد سپہر بے مہر ملکہ قمر چہر ہفت منظر سے ایرج کی بدعت دیکھ رہی تھی کہ یہ کمبخت ایک ایک کو مار رہا ہی اور
جو لوگ مدتون سے بیٹھے ہوئے تھے بھاگے چلے جاتے ہین مگر جب نورالدہر کے پاس پہونچا اور اسپر کوڑا اٹھایا تو ملکہ ایرج کو کوسنے
لگی کہ ای اللہ اس مردے پر کڑکڑاتی بجلی ٹوٹے آسمان پھٹ پڑے اور یہ موا غارت ہو کیسا اس نگوڑے مارے نے زور اٹھایا ہی خدا
اسکے زور کو ڈھائے اور ہاتھ اسکے گل کر گر پڑین سہیلیون نے کہا کہ حضور وہ کیا ایسے کمزور ہین دیکھیے دیو سے کیسے لڑے
کہ ایک شاخ ناک اسکی توڑ ڈالی کہ اسنے پھر ادھر کا رخ نہین کیا ملکہ نے کہا کہ صاحبو تمھاری عجب باتین ہین ارے جب وہ ہوشیار
بھی ہون انھین تو خدا جانے کیا ہو گیا ہی وہ تو اپنے ہوش ہی مین نہین ہین ہی ہی یہ موا ناحق ستاتا ہی اور میرا کچھ بس نہین چلتا دیکھیے
کہ فلک کیا کیا دکھاتا ہی ارے وہ تو بڑے صاحب غیرت ہین ایسا نہ ہو کہ یہ موا انھین بھی کوڑا مار بیٹھے اور وہ غیرت مین آکر اپنی
جان دیدین ارے انکا حمایتی کوئی نہین آتا کہ انھین بچا لے ای پروردگار تو ہی انکی جان کا نگہبان ہی غرض تسلی دے رہا ہی کہ ملکہ
تم گھبراؤ نہین دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی ای اتنا مین شہرنگ یا چالاک نے ایرج کو ڈانٹا اور ایرج چلا گیا اور ملکہ بھی اٹھکر چلی گئی
اسلیے کہ دیو کے آنے کا وقت قریب تھا اب سنیے کہ شہرنگ جو لشکر اسلام مین پہونچا حمزہ صاحبقران تو شکار کو چلے گئے تھے
بدیع الزمان سے کل حال نورالدہر کا بیان کیا بدیع الزمان حال فرزند کا سنکر نہایت غمگین ہوا اور اسی وقت اپنے رفقا اور
فوج سمیت ہفت منظر کی طرف روانہ ہوا جب امیر پھر کر لشکر مین آئے بادشاہ اسلام نے کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے
فرمایا کہ غضب کیا اسنے کہ بغیر میری اجازت کے چلا گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای امیر بدیع الزمان کا حق بجانب ہی ایسا سخت
حال فرزند کا سنکر کیونکر تاب رہتی اور فرزند بھی ایسا صاحب لیاقت جانا اسکا بیجا نہ تھا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے بلکہ بدیع الزمان
سے کہا کہ ای بھائی تم بھی فوج لیکر بدیع الزمان کی کمک کے لیے جاؤ اسی وقت بدیع الزمان لشکر کثیر ساتھ لیکر روانہ ہفت منظر
ہوا قضا سے کار الفاقات روزگار اسد بن کرب غازی بھی بارگاہ مین موجود تھا حال نورالدہر کا سنکر نہایت غیظ و غضب
مین آکر بارگاہ سے باہر آیا تمام امیر زادے جو اسکے ساتھ تھے مثل ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہور ہرزنگ بن مرزبان قتیل

ابن مقبل عمدیل بن عادی قرزیل بن فرامرز الماس بن لندھور لندھور و ابن نوران سب نے کہا کہ تمنے سنا جو سلوک اس
حرامزادے نے بھائی صاحب کے ساتھ کیا آخر پاجی تھا نا مین اکثر کہتا تھا کہ دیکھیے اس پاجی کو سر نہ چڑھائیے مگر بھائی صاحب سنتے نہ تھے آخر
اُسنے یہ سلوک کیا کہ بھائی صاحب پر کوڑا مارا قسم پروردگار کی اگر ایک کوڑے کے عوض ہزار کوڑے نہ مارے ہون اور بند بند اُسکا نہ
چھوڑا ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر بارہ ہزار قزاقون سے فقیر بنکر گیروا لباس پہنکر جانب ہفت منظر روانہ ہوا اور اُدھر ایرج نے
مالک بن ملکوت شاہ کو نامہ لکھا کہ مین ہفت منظر سلیمانی پر ہون تم جلد مع لشکر یہان آؤ اور لقا کو بھی اپنے ساتھ لاؤ لقا اور
مالک بن ملکوت نامہ پڑھکر بہت خوش ہوئے اور صلاح کی کہ کیونکر چلین حمزہ کا ہے کو جانے دیگا بختیارک نے کہا کہ آپ
دن سے تیاری فرمائیے رات کو شبخون مارتے ہوئے نکل چلیے ان کافرون نے وہی کیا کہ دن بھر تیاری کی اور رات کو شبخون
مارکر ہفت منظر کو بھاگ گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ وہ سب کافر غاسر شبخون مارکر ہفت منظر کو چلے گئے اور دو ہزار اہل اسلام بدرجۂ
شہادت فائز ہوئے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خیر یہ کافر جائینگے کہان مین بھی تو اُسی طرف چلتا ہون اسلیے کہ مجھکو بھی بغیر
نورالدہر کے ایک دم قرار نہین ہے علی الخصوص اس حال اور ہنگامے مین کہ وہ دیوانۂ محبت اور مبتلاے بلاے الفت ہے کیونکر اسکی
خبر نہ لون یہ کہکے حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو فوج درست ہو اور لندھور کو حکم دیا کہ تم بھی ملک فرنگوشیہ کو مسخر کرکے جلد ہمارے
پیچھے پیچھے آؤ لندھور نے عرض کیا کہ اے شہریار اشتیاق دیدار شاہزادۂ عالی وقار کا تو غلام کو بھی بہت ہے مگر ارشاد عالی سے مجبور
ہون خیر اس شہر کو مسخر کرکے اسلام آباد کرکے حاضر ہونگا الغرض حمزہ صاحبقران نے جانب ہفت منظر سلیمانی کوچ فرمایا
لندھور قلعۂ فرنگوشیہ لینے مین مصروف ہوا اگر لقا کا حال سنیے کہ یہ جو بھاگا تو بھاگا بھاگ قریب قلعۂ تخت الشعل ع کے پہونچا
پیر روشن ضمیر یعنی خسرو زرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اور لقا کی جانب ہرگز ملتفت نہ ہوا نہ استقبال کے واسطے نکلا اسلیے
کہ سابقاً گذارش ہوچکا ہے کہ خسرو زرین ترکش مسلمان ہوگیا ہے اور نورالدہر کو کیوان پاس بھیج چکا ہے اسکو لقا سے بے بقا
مسخرے سے کیا مطلب ہے مگر لقا نے جو سُنا کہ خسرو زرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا نہایت برہم ہوا ہرکارون کو خسرو
کے پاس بھیجا کہ جاکر کہو خسرو سے کہ تو تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے میرے پاس کیون نہ آیا اور دروازہ شہر کا کسواسطے بند کرلیا
بہت جلد حاضر خدمت ہو ہرکارے قلعے کے سامنے رومال ہلاتے ہوئے آئے لقا کا پیغام خسرو کو پہونچایا خسرو نے کہا کہ اس
کاذب سے کہدینا کہ مین تو کب کا مسلمان ہوچکا مجھے تجھسے کیا علاقہ ہے مین نے تجھپر لعنت کی لقا یہ پیغام سُنکر نہایت برہم ہوا
اور کہا کہ قسم ہے مجھے اپنی خدائی کی کہ بغیر اس قلعے کے لیے ہوئے ہرگز یہان سے نہ جاؤنگا بختیارک نے کہا کہ میان ان باتون کو
دور کرو اس قلعے کے لینے سے کیا حاصل ہے لقا غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ او شیطان درگاہ تجھے کارخانۂ خدائی مین کیا دخل ہے خبردار
تو میری تقدیرون مین دخل نہ دے مین نے کئی ہزار برس پہلے یہی تقدیر کی تھی کہ قلعۂ تخت الشعل ع کو لڑکر لونگا اور حکم دیا کہ قلعہ
کو گھیر لو مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ مین تو ایرج پاس جاتا ہون مین نہین ٹھہرونگا لقا نے کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی
اس قلعہ کو فتح کرکے آتا ہون غرض مالک بن ملکوت تو کوچ کرکے چلا گیا اور یہان لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خسرو کو خبر پہونچائی اُسنے کہا کہ خیر یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آئے جو کچھ
خدا میرے حق مین مناسب جانیگا سو کریگا کچھ اندیشہ نہین ہے چار پہر رات تیاری رہی صبح کو خسرو فیلبند دروازے پر ہتیار رفقاے
جانباز گرد مجتمع ہین گولہ انداز سب توپون پر مستعد بیٹھے ہین مہران دفنے لگے سرخ نشان کھلنے لگے مہتاب سلگنے لگی خسرو نے تمام
گولہ اندازون کو یہ حکم کہ کمال انعام دے رہا ہے کہ یا ردیا تو اس کافر کو مار لو یا شکست دو سب نے عرض کی ہے کہ حضور خاطر جمع رکھین
ہم سب جانین لگا دینگے مین حتے المقدور تو حریف کو قلعہ کے قریب پہنچنے نہ دینگے آگے خدا کو اختیار ہے یہان یہ باتین ہو ہی رہی تھین
کہ لقا سے بے بقا فوج فراوان لیے ہوئے نمایان ہوا ادھر سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا وہ کافر تو ہٹکر کھڑا ہوا افسران فوج

سے کہا کہ کیا ارادہ ہی سب نے عرض کیا کہ یا خداوند فوج آپ کی ہزیمت خوردہ دل شکستہ ہی اُنکا حربہ ہم تک آئیگا ہمارا حربہ اُن تک نہ جائیگا اور یون آپکو توپ دم کروا تا ہی تو ہم موجود ہین کوئی عذر بھی نہین ہی لقا یہ تقریر سُنکر بہت برہم ہوا کہا خیر مجھے تمہارے دلون کا حال معلوم ہو گیا مین تو تمہارا دل دیکھتا تھا مجھے کچھ تمہارا بھروسا نہین ہی مین اپنا کام آپ کرونگا شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید گفت من + کس نخارد پشت من جز ناخن و انگشت من + یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہاتھ مین اٹھاکر تنہا قلعہ کی طرف چلا اور کہا کہ ای اہل قلعہ دریاے غضب میرا موج زن ہوتا ہی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے قلعہ پر جو دیدبان بیٹھے تھے اُنھون نے ایک دیو کو دیکھا کہ قلعہ کی طرف چلا آتا ہی کسواسطے کہ لقا کا قد ایک سو چالیس ایرج کا ہی دیو قالب انسانی مین معلوم ہوتا ہی خسرو سے عرض کیا کہ لقا خود قلعہ پر آتا ہی اُسنے کہا کہ خوب باز دیر آیے دو بعد لمحہ بھر کے دیدبانون نے عرض کیا کہ اب کچھ میدان زدگی بھی طی کر چکا ہی اب کیا حکم ہوتا ہی اُسوقت خسرو نے ہوائی داغی آواز سفر بلند ہوئی گولہ اندازون نے توپین جھکا جھکا کر گولے مارنا شروع کیے ہر طرف مثل ژالہ کے گولا پڑنے لگا تمام میدان دھوان دھار ہو گیا مگر لقا گولے رد کرتا ہوا چلا آتا ہی یہان تک کہ سب گولے رد کرکے لب خندق پہونچا یہان گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت قلبہ یار کے داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہی خسرو نے کہا کہ ہاتھ روک لو دیکھو تو سہی ایک دو گولا بھی اُس گمراہ کن خلق کے لگا ہی ہوگا بس جسوقت کہ ہاتھ روک لیا اور تاریکی موقوف ہوئی تو لقا کو دیکھا لب خندق کھڑا ہوا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای بندگان مغضوب کہان جاؤگے دیکھو تو کس طرح سب کو قتل کرتا ہون یہ سُنکر قلعہ مین کھلبلی پڑ گئی یقین ہو گیا کہ اب یہ کافر سب کو قتل کریگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا خسرو نے کہا کہ بھائیو اب یہ وقت دعا کا ہی اور خود تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر درگاہ الٰہی مین دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای دادرس مظلومان ہماری فریاد رسی کر اور اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے اشعار موسے کا رہا تو حافظ جان + یوسف کا کنوئین مین تھا نگہبان + امداد خلیل نار مین کی + یونس کو نجات حوت سے دی + مجھکو بھی اس ظالم کے ظلم سے نجات دے یہ تو یہان دعا مانگ رہا ہی اور اُدھر کلکال خون آشام زنگار خون آشام ضیغم خون آشام سہراب اژدر گیر یاقوت شاہ وغیرہ کہ رہے ہین کہ خداوند نے قلعہ لے لیا ہی اب دروازہ توڑا اور اندر گئے بختیارک نے کہا کچھ دیوانے ہو گئے ہو قلعہ مین جانا نصیب ہی نہ ہوگا کوئی مارتے میان آتے ہونگے یہی باتین تھین کہ آسمان پر سے ابر نمایان ہوا اور وہ ابر پھٹا نقابدار پاے قلعہ پر پہونچا نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی پھر اُدھر سے لقا نے جواب دیا کہ او بندۂ بے ادب تو مجھسے مقابلہ کرنے آیا ہی پہلے تجھے مارونگا بعد اُسکے قلعہ والون سے سمجھونگا یہ کہکر گرز کو پھیر کر برابر نقابدار کے آیا اور وہی گرز نقابدار کے سر پر مارا نقابدار نے گرز اُسکے ہاتھ سے چھین لیا لقا نے تلوار ماری کہ او بندۂ بے ادب تو نے گرز چھین لیا تلوار سے تجھے مارونگا نقابدار نے تلوار اُسکی رد کرکے تلوار اُسپر ماری کہ سپر قلم کرکے سر پر پڑی کہ تا دوابرو اُتر گئی داستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی سر سے ایک چادر خون جاری ہوئی سامنے سے نقابدار کے بھاگا پکارا کہ ای بندگان من مرا دریابید اس بندۂ گستاخ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ دہائی لقا کی سُنکر اُدھر سے فوج لقا دوڑی اور ادھر سے فوج نقابدار دوڑی خسرو نے وقت فرصت غنیمت جانکر دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا آکر شریک فوج نقابدار ہوا خوب تلوار چلی ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے آخر کار لقا شکست کھاکر بھاگا خسرو نے ملازمت نقابدار کی حاصل کی قلعہ مین لیگیا دعوت کی نقابدار نے حال نورالدہر کا پوچھا خسرو نے تمام احوال شاہزادے کا بیان کیا غرض نقابدار ایک روز وہان رہا دوسرے روز وہان سے کوچ کرکے ہفت منظر کو روانہ ہوا اور بعد چند روز کے امیر حمزہ صاحبقران مع لشکر و فوج شہر تخت الشعاع پر پہونچے خسرو نے دعوت کی استقبال کیا نورالدہر کا حال گذارش کیا امیر حمزہ صاحبقران دو ایک روز یہان رہکر خسرو سے رخصت ہوئے اور ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے یہان شاہزادہ نورالدہر ایرج کی زیادتی کرنے سے نہایت آزردہ ہی اور دیو قلیاس جس دن سے کہ شاہزادہ

نورالدہر سے لپٹا ہوا ہی اور اُسکی شاخ ٹوٹی ہی اُسی دن سے اس فکر مین ہی کہ نورالدہر کو غافل پا کر اُٹھا لے جاے قضاے کار
اتفاقات روزگار شاہزادہ ملکہ کو دیکھ کر پھرا ہی اور اپنے جھونپڑے مین آکر سو گیا ہی خدمتگار بھی علٰحدہ ہو گئے ہین دیو تو تاک مین تھا ہی
دونون کندھے دبا کر شاہزادے پر گرا اور اُٹھا کے آسمان کی طرف لیچلا خدمتگار جو آگاہ ہوئے غل کرنے لگے کہ دیو شاہزادے
کو لے چلا اور دیو نے نورالدہر کو آسمان پر لیجا کر کہا کہ تو نے میری شاخ توڑ ڈالی ہی شرط کہ تجھے یہان سے پھینکدون کہ تیرا پتا بھی
نہ لگے تو نے میری ملکہ کو دیوانہ بنا رکھا ہی تجھے زندہ نہ چھوڑونگا نورالدہر جو ہوشیار ہوا اپنے کو دیو کے پنجے مین گرفتار پایا بس ایک
سناٹا سا گذر گیا دل مین کہا کہ افسوس صد افسوس معشوق کے وصل سے بھی کامیاب نہ ہوئے بے نیل مقصود جہان سے چلے اور اُدھر
حسرت دیدار جد و پدر باقی رہ گئی خیر جو مرضی خدا کی اور دیو بالاے ہوا لیے چلا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ او آدم زاد تجھے کہان ماردون کہ
تو مر جاے اور زندہ نہ رہے نورالدہر نے اپنے دل مین کہا کہ ای نورالدہر دیو کی عقل اُلٹی تو ہوتی ہی اگر تو دریا مین پھینکنے کو کہیگا
تو یہ کمبخت پہاڑ پر پھینکیگا اور جو تو پہاڑ پر کہیگا تو دریا مین پھینکیگا تو پہاڑ کی استدعا کر کہ یہ دریا مین پھینکدے اسلیے کہ اگر دریا مین
گریگا تو پانی مین چوٹ نہ لگیگی اور اگر پہاڑ پر گرا تو ہڈی پسلی سرمہ ہو جائیگی یہ سوچ کر دیو سے کہا کہ تو پہاڑ پر پھینکدے دیو نے کہا
کہ ہان مین تجھے پہاڑ پر پھینکون کہ تو جھنڈی جھاڑی مین اُلجھ کر رہ جاے اور بچ جاے مین تجھے دریا مین پھینکونگا کہ دریائی جانور
تجھے کھا جائین یہ کہکر ہنسا اور کہا کہ ای آدم زاد تو مجھے دم دیتا ہی مین تیرے دم مین نہ آؤنگا الغرض دیو نے شاہزادے کو دریا
مین پھینکدیا اور پھر کر بہ ہیئت منظر سلیمانی مین آیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ تو جسے روز دیکھنے جایا کرتی تھی مین اُسے آج دریا
مین پھینک آیا اب کیسے دیکھیگی ملکہ نے جو یہ کلمہ سنا بے اختیار نعرہ کو شگاف کیا اور کہنے لگی کہ پھر تو نے مجھے کیون زندہ رکھا ہی
مجھکو بھی کھا جا اور سر اپنا زمین پر دے مارا اور پچھاڑین کھانے لگی اور پکاری کہ ای شاہزادہ عالیوقار اگر تم صفحہ ہستی سے اُٹھ گئے
تو مجھکو بھی اپنے پاس بلا لو کہ بعد تمھارے مجھے لحظہ بھر کی بھی زیست ناگوار ہی ای شہریار تم ثابت قدم کوے محبت تھے جو تم نے کہا تھا
وہی کیا ہمارے لیے اپنی جان دیدی اور ہم ایسے سخت جان ہین کہ زندہ ہین ہماری جان نہین نکل سکتی اگر تمکو ہمسے محبت ہی تو جلد
اپنے پاس بلا لو کہ بغیر تمھارے ہمکو زندگی بہت شاق ہی ہمکو تو یہ آرزو تھی کہ ہم تمھارے سامنے مرینگے تم مٹی ہماری عزیز کروگے مگر ہا
کہ ہم سخت جان زندہ ہین اور تم ہمارے سامنے دنیا سے اُٹھ گئے اور ہم بے بس و بیکس ناچار رو بے اختیار رہ گئے مگر ای شاہزادے
ہم سخت مجبور ہین کیا کرین کسی طرح دم نہین نکلتا ہماری موت کو بھی موت آگئی مگر ای شاہزادے یہ امر تمھاری محبت و مروت سے
بعید تھا کہ تم یون بے کہے سنے ہوئے چلے جاؤگے ساتھ لینا کیسا اپنے جانے کی خبر بھی نہ کروگے یہ کہتی ہی اور زار زار قطار مثل
ابر بہار روتی ہی سر اپنا دے دے مار رہی ہی کنیزین لپٹی ہوئی ہین مگر ملکہ کسی طرح نہین مانتی ہر مرتبہ دیو سے یہی کہتی ہی کہ تو مجھے
بھی کھا لے ارے ظالم تجھے اُس غریب کے مارنے سے کیا ہاتھ لگا اور کیا حصول ہوا وہ بیچارہ وطن آوارہ ستم رسیدہ دل افگار
بیکس و ناچار غریب الدیار محزون و مغموم رنجور و مہموم چپکا ایک گوشے مین بیٹھا رہتا تھا نہ کسی سے غرض نہ مطلب تیرا کیا بگاڑتا تھا
جو تو نے اُسے ہلاک کیا او موے مردوے مونڈی کاٹے جہان تو نے اُسے مار ڈالا مجھے بھی مار ڈال اور میری بھی جان لے لے
جیسا تو نے مجھے تباہ و برباد کیا اور میرے دل کو بیکل کر دیا اور میری آس توڑ دی اور کہین کا نہ رکھا خدا تیرا بھی یونہین ستیاناس
کرے اور یونہین تجھے بیکل کر دے ہاے ہاے اس عذاب مین کیا کرون اور کدھر جاؤن جو اپنے محبوب کو پاؤن اور کبھی رو رو کر کہتی ہی
کہ ہاے ای شہریار نامدار تم تو ہماری محبت مین جہان سے اُٹھ گئے اور جوانی تمھاری خاک مین ملائی اور ہم ایسے عاجز و بیکس مجبور و
بے بس ہین کہ تمھارے فاتحہ کو بھی نہ آسکے قبر بھی تمھاری نہ بنا سکے اور تمھاری تربت بنا کر دو آنسو بھی نہ بہا سکے ہاے اب مین کیا کرون
دم بھی کمبخت نہین نکل چکتا اور اس موے سے کچھ بس بھی نہین چل سکتا ہاے کیا کرون اور کیا نہ کرون عاشق بیکس و بے بس رنجور و
مجبور ہی زمین سخت اور آسمان دور ہی ہاے مجھپر وہ درد و مصیبت ہی کہ منہ سے نہین نکل سکتا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد

وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + دو بہرہ کا کہون کا سے کہون اور کہون کو پتیاے + گونگے کا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچھتاے + غرض ملکہ اس درد سے رونی اور پٹی کہ در و دیوار رونے لگے اور سننے والے بیخود ہو گئے اور کلیجے پھٹنے لگے اور جان گھٹنے لگے روتے روتے اور پیٹتے پیٹتے گر پڑی اور بیہوش ہو گئی دیو حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور بیچارا یہ کہتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ ہاے افسوس تونے کیا کیا کتنی بڑی نادانی اور حماقت کی اب یہ کاہے کو زندہ رہیگی اور کیونکر اسکی جان بچیگی ملکہ کے بیہوش ہوتے ہی اور بھی ہوش و حواس اسکے باختہ ہو گئے اور عقل بالکل رفوچکر ہو گئی انتہا سے زیادہ حیران و مضطر اور سراسیمہ و نوحہ گر ہوا اور آغا بلبل سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای آغا بلبل ایک ذرا تو دیکھ کہ ملکہ زندہ ہی یا مر گئی کچھ بھی دم باقی ہی یا نہیں یہ سنکر آغا بلبل نے کہا کہ ای شاہ دیوان تمنے حد بھر برا کیا کہ تم اُسے اُٹھا کر یہاں بے سمجھے بوجھے بیدھڑک آئے بالکل خلاف عقل و دانش کیا یہ بات تمکو کسی طرح زیبا نہ تھی مگر تم گھبراؤ نہیں اور پریشان خاطر نہ ہو کہ ملکہ ہوش میں آجائیگی اور اچھی ہو جائیگی کوئی بات گھبراہٹ کی نہیں ہی اب تمھیں مناسب و بہتر یہ ہی کہ تم اسکی دلداری کرو اور ہاتھ باندھو اور خوب طرح اطمینان دلاؤ کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہیں اور مضطر و نوحہ گر نہ ہو اس درجہ بیقراری نہ کرو جان کو جان سمجھو اور اس طرح بیخود ہو ہو کر نہ روؤ اور یوں مفت جان نہ کھوؤ اب تو مجھسے ایک خطا ہو گئی میں اپنی تقصیر پر نادم و شرمسار ہوں ایک ذرا حواس درست کرو اور ایک تھوڑا سا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ میں اپنے کیے کو پھر دونگا اور جس طرح ہوگا اُسے جاکر ڈھونڈھ لاؤنگا یہ کلام آغا بلبل کا سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل یہ تو سب کچھ ہوگا اور جو کچھ تمنے کہا ہی وہ کیا ہی جائیگا مگر اسوقت جس طرح ہوسکے تم ملکہ کو زندہ کرو یہ سنکر آغا بلبل پنجرے سے نکلا اور ملکہ کے منہ پر پانی چھڑکوایا لخلخہ سنگھایا ہوا دی اور تلوے سہلائے دونوں بازو کسکر باندھ دیے بارے ایک تھوڑی دیر کے بعد ملکہ نے ایک انگڑائی لی اور ہوش میں آئی اُٹھکر بیٹھی ہوش میں آنا تھا کہ پھر وہی بیقراری تھی اور وہی گریہ وزاری اس طرح بلک بلک کر اور ڈاڑھیں مار مار کر روتی تھی کہ ہاتھ پانوں پھولے جاتے تھے اور رونگٹین بدن کے کھڑے ہو جاتے تھے اور کسی میں ہوش و حواس باقی نہ تھے یہ دیکھکر قلیاس آگے بڑھا اور ہاتھ باندھکر نہایت ادب سے سر جھکا کر کہا کہ ای ملکہ میری خطا معاف کرو اور جو چاہے تعزیر دو میں یہ نجانتا تھا کہ تم اسکے واسطے ایسی بیقراری اور نوحہ وزاری کروگی اور خدانخواستہ یوں اپنے تئیں ہلاک کردوگی ایک ذرا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ اس نالہ و بیقراری کو کم کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ای دیو قلیاس تونے میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ میری جان ہی لینے کی فکر کی تھی اور یہی منظور تھا کہ میری جان ہی جاے تو خیر میں بھی اب اپنی جان ہی دونگی نہ کھانا کھاؤنگی نہ پانی پیونگی اور یونہیں روتے روتے اب اپنی جان دونگی جب دیو قلیاس نے دیکھا کہ اب کسی طرح ملکہ میرے کہنے کو نہیں سنتی اور اپنی جان ہی دینے پر آمادہ ہی تو اور بھی زیادہ شرمندہ و بیحواس ہوا اور آغا بلبل سے کہنے لگا کہ ای آغا بلبل میری فہمائش تو کچھ بھی اثر پذیر نہیں ہوئی اب تم ملکہ کو سمجھاؤ کہ اپنے اس ارادے سے باز رہیں اور کسی طرح ملکہ کی جان بچے اب تو مجھسے خطا ہو گئی میں اپنی خطا پر نادم ہوں اور حد سے زیادہ شرمسار ہوں آغا بلبل نے ملکہ سے دست بستہ عرض کیا کہ ای ملکہ اب شاہ دیوان عذر خواہی کرتے ہیں اور عفو تقصیر چاہتے ہیں ای ملکہ صبر کرو جی کو ٹھہراؤ دل کو سمجھاؤ اسقدر بیتابی اور بیقراری سے کیا فائدہ ہی اور اپنی جان دینے اور اس حرام موت سے کیا حاصل ہی بھلا کوئی بھی ایسا عاقل ہی کہ اپنی جان عزیز کو یوں رائگان کرے کیا بعد موت کے بھی کوئی دنیا میں آسکتا ہی اور اگر تمنے اپنی جان تڑپ تڑپ کر دیدی تو پھر سواے اسکے کہ تمھارے دشمنوں کی تو بن بی جان جاتی رہیگی اور ہنسنے والوں کو ہنسی کا موقع ملیگا یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ ای آغا بلبل یہ تو تمنے سب بجا اور درست کہا اور جو تمنے کہا سب ٹھیک ہی مگر ای آغا بلبل دل کو کیونکر سمجھاؤں اور اپنی جان کو کیونکر ٹھہراؤں ہر لحظہ اور ہر گھڑی بیقراری بڑھتی جاتی ہی اور کسی طرح جی نہیں ٹھہرتا ہر مرتبہ یہی جی میں آتا ہی کہ اپنی جان دیدیجیے اور نوحہ و بیقراری کیجیے ای آغا بلبل جب کچھ دیر روتی ہوں تو دل کی بھڑاس نکلجاتی ہی ای آغا بلبل جب خیال کرتی ہوں تو ایک دھواں ایسا دل سے اُٹھتا ہی کہ تن من کو جلا دیتا ہی اور ایک ایسی موگری سی پڑتی ہی کہ گویا کلیجا پاش پاش ہو جاتا ہی

آتا ہی کہ کسیطرح دم کو نکال ڈالون گر ای آغا بلبل دم تو وقت کا باندھا ہوا ہی کسیطرح نہین نکل سکتا جب کسی کے سمجھانے بجھانے سے دل کو بھاتی ہولنا تو دل سے صاف یہ جواب ملتا ہی مخمس

کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہی پہونچا
ہین ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار
جب یاد کیا ہی اُسے ای عبرت گلزار
اُچھلتا ہی مرا داغ جنون سے بدن ایسا
تیزاب کا شیشہ ہی ہر اک آبلہ پا
جو کوئی کہتا ہی مجھسے کہ آئیگا وہ پاس
ہوئی ہون ملنے سے اُسکے مین اسقدر بے آس
شرارے کوہ سے نکلین تو قیس ہو مجنون
یہ پیرہن مرا جب تک کہ تار تار نہ ہو

فریاد سے کر زلزلہ عالم مین وہ برپا
اُس بت کو خبر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا
مثل گل تر سبز ہوئے خشک تھے جو خار
بھر بھر دیے ہین آنسوؤن سے بانہ کے تھالے
جل جائے اگر تن سے لگے دامن صحرا
جنگل مین لگے آگ جو پھوٹین مرے چھالے
تو اُس سے کہتی ہون ای ہم نشین بعالم یاس
کہ سامنے بھی وہ آئے تو اعتبار نہ ہو
یہی بار پیرہن زیست مین وہ لاغر ہون

جو اہل زمین اور فلک ہون تہ و بالا
اب نالے سے تو عرش معلی کو ہلا دے
شبنم کی طرح اشک کے قطرے نہین بیکار
اور ای آغا بلبل تمام جسم مرا آتش فراق سے جلتا ہی
ہر گام پہ اب گرم روی سے ہی یہ نقشا
اور ای آغا بلبل اب تو میرا یہ حال ہی کہ مخمس
دوا سے ہوش کرو جا کے گم ہوئے ہین حواس
تپ فراق کا اپنی اگر مین حال کہون
نہ ہاتھ اُٹھائیو تجھکو قسم ہی جوشش جنون

یہ سنکر آغا بلبل نے کہا کہ ملکہ یہ سب سچ ہی اور صحیح ہی جیسے دل پہ گذرتی ہی وہی جانتا ہی دوسرے کو کیا خبر مگر الکہ تقدیر سے خدا رکھو کہ وہی ہر حال مین حامی و کفیل ہی ای ملکہ گھبراؤ نہین نور الدہر صاحبقران جہان ہی خداوند عالمیان اُسکا حافظ جان ہی کچھ گھبراہٹ کی بات نہین ہی فرزندان صاحبقران پر ایسے صعب حادثے بہت پڑے ہین مگر بفضل خدا لم یزل پھر زندہ و سلامت باشوکت پیدا ہوئے ہین ای ملکہ ایک مرتبہ زمرد شاہ باختری لقا نے بے لقا نے جادوگرون کو عنطلی آباد سے بلوا کر لشکر اسلام پہ برف برسوائی تھی کہ تمام سردار تباہ ہوگئے تھے اور سب لشکر قتل ہوگیا تھا لقا نے بہادران لشکر اسلام کے سر کٹوا کر چوبیس ہزار کا منار بنوائے تھے اور پھر بفضل خدا سے زندہ و سلامت رہے یہانتک کہ لقا کو ملک سبائل سے بھگایا اور شہر مشتری حصار مین شاہزادہ نور الدہر کا سر لعل جادو نے کاٹ ڈالا تھا جب لعل جادو مارا گیا تو شاہزادہ زندہ و سلامت پیدا ہوا اب اگر اس دیو نے دریا مین ڈالدیا ہی تو کیا مضائقہ ہی انشاء اللہ العزیز شاہزادہ باآبرو نکلیگا جان دینے سے کیا حاصل ہی تم ہرگز اندیشہ نہ کرو یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ تمھارے مُنہ مین گھی شکر خدا چنین کند مگر دیو سے خطاب کیا کہ ای دیو مجھے رخت سیاہ لادے کہ مین اُسکے لیے سیاہ پوش ہونگی اور جب تک مین اُس شہریار کو نہ دیکھونگی لباس سیاہ جسم سے نہ اُتارونگی آغا بلبل نے دیو سے کہا کہ ای دیو قلیاس جا جلد جا کر رخت سیاہ ملکہ کو لادے نہین تو ملکہ ہلاک ہوجائیگی یہ سُنکر فوراً دیو قلیاس گیا اور ایک گٹھری شال سیاہ کی لاکر ملکہ کو دی کہ ای ملکہ یہ گٹھری شال سیاہ کی حاضر ہی زیب بدن کیجیے جو آپ کی خوشنودی ملکہ خود بھی سیاہ پوش ہوئی اور تمام انیسون اور جلیسون کو حکم دیا کہ وہ بھی سیاہ پوش ہون وہ سب بھی سیاہ پوش ہوئین یہانتک کہ جس مکان مین تھین اُس مکان کے چھت اور پردے اور در و دیوار تک سیاہ کردیے مگر اس عالم رنج و غم اندوہ و ماتم مین اُس لباس سیاہ مین ملکہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے ابر تیرہ و تار مین چاند جھلک رہا ہی دیو قلیاس بہت خوش ہوا کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اور ملکہ سے کہنے لگا کہ ای ملکہ یہ لباس تمھین ایسا خوشنما معلوم ہوتا ہی کہ میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تم یہی لباس پہنے رہا کرو یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ دور موئے ہو مونڈی کاٹے مجھے ستا کر خوش ہوتا ہی کیا

پھل پائیگا تو سہی جو مجھے کوستی ہی کوس سکے نہ کہا جاؤن یہان کی تو یہ صورت ہی

اب یہان سے دو کلمے داستان ایرج کے گوش دل سے سماعت ہون

کہ جب ایرج کو یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی کہ دیو قلیاس نور الدہر کو اُٹھا کر دریا مین ڈال آیا ہفت منظر پر کہرام مچا ہوا ہی ہر صغیر و کبیر برنا و پیر کی چشم نم ہی اور ہر شخص کیا اپنا کیا بیگانہ نور الدہر کے لیے نالان و گریان ہی ایک تلاطم مچا ہوا ہی تمام لوگ سیاہ پوش ہوگئے ہین ہر لحظہ اور ہر گھڑی سوائے آہ و بیقراری کے اور کوئی کام نہین ہی تو ایرج کمال ناخوش ہوا اور انتہا سے مرتبہ افسوس کیا کہ ہائے

افسوس صد افسوس نور الدہر کیا صاحب خلق و مروت اور باصولت و ہمت تھا اور کیا یار شاطر تھا کیسی کیسی صحبتین ہمارے اُسکے رہی ہین
واقعی امر یہ ہی کہ نور الدہر کے مرنے سے لطف صحبت ہی جاتا رہا افسوس یہ قضا کسی کو نہ چھوڑیگی انا للہ و انا الیہ راجعون کسی شئ
کو بجز فنا کے بقا نہین ہی مگر بہادر بن حمید زنگی یہ حال سُنکر نہایت خوش ہوا کہ خوب شد رقیب ہمارا مارا گیا اور دغدغہ و اندیشہ
جو کچھ تھا وہ سب برطرف ہو گیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا اور معشوق خوب بے کھٹکے ہاتھ لگیگا اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجایا
جاے یہ سنکر ایرج نے منع کیا کہ ای بہادر دیکھو خبردار طبل شادمانی نہ بجوانا خیر جو کچھ ہونا تھا ہوا اگرچہ تمھارا رقیب بھی مگر ای بہادر بن
حمید زنگی مرنے کی کسی کے خوشی نہ چاہیے اور اصل امر تو یہ ہی کہ مجھکو بہت بڑا صدمہ و رنج ہوا اور نہایت قلق ہوا واقعی امر یہ ہی
کہ ایسا بہادر نہ پیدا ہوا ہی نہ ہوگا انتہا کا جری و دلاور اور بڑا صاحب حوصلہ تھا یہ سنکر بہادر بن حمید خاموش ہو رہا

اب دو کلمے داستان شیرین بیان شاہزادہ بدیع الزمان اور جمیل باہر دست کے سنیے

کہ یہ دونوں جو روانہ ہوئے تو بعد طی مراحل و قطع منازل وقت بکوچ قریب ہفت منظر کے پہونچے جب کیوان فلک رفعت آگاہ ہوا
تو آکر استقبال کیا شرف پای بوسی حاصل کیا ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوکر قلعہ قمر بخش مین آیا دعوت کا سامان کیا اور نہایت
تکلف سے دعوت کی اور جو کچھ زیادتیان ایرج نے کین تھین وہ سب حرف بحرف بیان کین اب جو بدیع الزمان نے خیال کیا تو
دیکھا کہ سب کے سب سیاہ پوش ہین صورت ماتمداران اور غمزدگان کی بنائے ہوئے ہین کوئی آنکھ ایسی نہین ہی کہ جسمین اشک
حسرت نہ ڈبڈباے ہوئے ہون کوئی لب ایسا نہین ہی کہ جسپر آہ جگر خراش نہ ہو غرض ہر شخص ایک ہی حالت غم و ملال اور رنج و قلق
مین مبتلا ہی اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہی شعر تصویر غم و ملال ہین سب غمگین و تباہ حال ہین سب + یہ حال دیکھکر بدیع الزمان
نہایت متحیر اور کمال حیران و مضطر ہوئے کہ سب نے یہ کیا ہوکر رکھا ہی اور کیا واقعہ ہی کہ ایک سرے سے سب کے سب سیاہ پوش
اور غم پوش ہین کیوان سے پوچھا کہ ارے یہ تم سب نے کیا ماجرا اور کیا سانحہ گذر گیا کس غم مین مبتلا ہو کس رنج مین گھرے ہو
کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہی ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر آہ و افغان ہی جسے نظر
اٹھاکر دیکھتا ہون وہ سیاہ پوش ہی اور صورت ماتمدارون کی بنائے ہوئے ہی دل پھٹا جاتا ہی اور کلیجا شق ہوا جاتا ہی اور خود بخود
جی الٹا آتا ہی اور آپ سے آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہی از براے خدا بیان کرو کہ اب مجھے تحمل اور تاب ضبط باقی نہین ہی یہ سننا تھا کہ
کیوان نے ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ حضور جو حال پر اختلال ہی اور جو صدمہ دل پر ہی اُسکا
اظہار غیر ممکن ہی اس فلک کجرفتار اور چرخ دوار ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہی اور وہ دل پر درد و غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہی
کہ دشمن نا ہنجار پر بھی ایسی مصیبت نہ پڑے بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کچھ کہو تو سہی مین بھی تو سنون کیوان نے عرض کیا کہ ای شہریار
آج کئی روز کا زمانہ ہوا کہ دیو قلماس شاہزادہ بلند قدر کو اُٹھا کر لیگیا اور مردود دریا مین ڈال آیا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان مین تاب ضبط و تحمل باقی نہ رہی اور ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہاے ای فرزند دلبند ای میرے سعادتمند جگر پیوند
ہاے یہ باپ جیتا رہا اور تو دنیا سے اُٹھ گیا ای بیٹا دیدار بھی تیرا نصیب نہ ہوا ہاے ہماری قسمت مین یہ داغ بد لکھا اور تمھین
اس سن مین دنیا سے سدھارنا مقدر ہوا تھا ہاے ای بیٹا مین اب کدھر جاؤن اور کہان سے تمھین ڈھونڈھ لاؤن ہاے
ای بیٹا باپ کی آنکھون مین عالم سیاہ ہو گیا اور ای نور دیدہ تم نے چشم پھیری مجھے کچھ نظر نہین آتا ای بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھا دو
کہ دل کو چین آئے ای بیٹا تمھارے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی ہاے ای بیٹا یہ شرط محبت نہ تھی کہ تم ہمین تنہا چھوڑ کر چلے گئے
اور ہمین کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اور یون اپنے بیگانے سے منھ موڑ گئے لازم تو یہ تھا کہ تم ہمین مٹی دیتے اور ہماری
قبر بنا کر روتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ کہ یہ انقلاب ہوا کہ آج ہم تمھین روتے پیٹتے ہین اور تمھارا ماتم کر رہے ہین کیون ای
فلک کجرفتار اور ای چرخ دوار تو نے یہ تفرقہ کیسا ڈالدیا کہ وہ ہمارے لیے ترس ترس کر مر گیا اور ہم اُسکے لیے تڑپ تڑپ کر رہ گئے

نہ وہ ہمیں دیکھ سکا نہ ہم اُسے دیکھ سکے یہ کہتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ روتے روتے غش آجاتا تھا پھر وہی گریہ وزاری اور نالہ و
بیقراری جو کوئی سمجھاتا ہی کہ حضور اسقدر نالہ و زاری نہ فرمایئے صبر کیجیے مشیت ایزدی یونہیں تھی کہ آپ کے سامنے وہ کڑیل جوان یون
مرجائے اور آپ یہ خبر وحشت اثر سنیں تقدیر سے کیا چارہ ہی جو اُسکی مرضی مصلحت ہو راضی ہیں ہم اُسی میں کہ جسمیں تری رضا + حضور کیا رو
روتے جان دیجیے گا حضور یون بیقراری نہ کیجیے کہ مرنے کی روح پر تکلیف گذرتی ہی حضور کے رونے سے اور اسقدر گریہ وزاری
سے روح اُسکی بےچین ہوگی تو اُسکو بدیع الزمان یہی جواب دیتے ہیں کہ ارے صاحبو یہ کیا غضب ہی کہ جوان فرزند اور فرزند بھی
سعادتمند یون دنیا سے اُٹھ جائے اور میں نہ روؤں اسوقت وہ آگ دل میں مشتعل ہی کہ کسیطرح نہیں بجھتی ہائے افسوس ایسی قسمت ہماری
پھوٹ گئی کہ ہم آنے بھی نہ پائے اور وہ دنیا سے سدھارے ہمارا ابھی انتظار نہ کیا ہائے میں اپنے سعادت نشان فرزند نوجوان کو کہاں سے
لے آؤں قطعہ مرا نخل نوخیز سرو روان + کہاں ہی کہاں ہی کہاں ہی کہاں + اندھیرا ہی آنکھوں کے نیچے مری + کہ ہی میری آنکھوں سے اب وہ
نہاں + ہائے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اور اس قزاق فلک نے یون دولت میری لوٹ لی غرض اسی طرح روتا پیٹتا خاک بسر
گریان مضطر گریبان چاک سر پر خاک سر و پا برہنہ سیاہ پوش باصد جوش و خروش مع فوج و لشکر سامنے ہرن منظر کے آیا اور جس
مقام پہ نور الدہر بیٹھا تھا وہاں پہونچا دیکھا کہ وہ مقام ویران و سنسان پڑا ہوا ہی اُس بستر پر خون خاک پڑی ہوئی ہی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ کسی کڑیل جوان کا لاشہ ابھی یہان سے گیا ہی اور اس طرح کی اُداسی چھائی ہوئی ہی کہ گویا کوئی لوٹ لیگیا ہی خاک وہان کی
اُٹھا کر بدیع الزمان نے اپنے منھ پر ملی اور پھر ماتم کرنے لگا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا اور پکارتا تھا کہ اے فرزند ارجمند اے
میرے اقبالمند ہائے کس سن میں تمنے دنیا سے منھ موڑا کہ کوئی اس سن و سال کے درخت کو بھی نہ توڑے اے بیٹا ہم تو تمھارے
مشتاق دیدار ہوکر آئے تھے کہ جاکر تمکو دیکھینگے کلیجے کو ٹھنڈا کرینگے مگر ہائے اے بیٹا تمنے ہمارے آنے کا بھی انتظار نہ کیا اور ہمارے
آنے سے پہلے ہی گذر گئے ہائے فرزند کسی طرح دل کو قرار نہیں آتا ارے کوئی تمہارا نکال لیگیا اے بیٹا تم ایک نظر صورت اپنی
دکھا جاؤ تو دل کو قرار آجائے ورنہ ہم بھی یونہیں تڑپتے تڑپتے مرجاینگے اور جیتا اے بیٹا نہیں آسکتے تو ندا دو ہم خود ہی چند روز میں
آکر وہیں تمسے ملجائینگے اور اے فرزند یہ تو بتاؤ کہ ماں جو تمھاری تمھیں پوچھیگی کہ کیوں صاحب فرزند کو میرے دیکھ آئے اچھا تو ہی
تو میرا بیٹا میں کیا جواب دونگا کیا یہ کہدوں کہ وہ ہمیں تنہا چھوڑ کر دنیا سے گذر گئے اور تمسے اور ہم سے منھ موڑ گئے اے بیٹا ماں تمھاری
کلیجہ کو زندہ رہیگی یقین ہی کہ سنتے ہی ہلاک ہو جائیگی اے فرزند ہائے وقت آخر ہم تم سے وصیت بھی کسی سے نہ کر گئے اے بیٹا اپنے
کس منھ سے وطن جاؤنگا بس اب یہ ارادہ ہی کہ جوگی بنکر راہ صحرا اختیار کرون یہ کہتا تھا اور ڈاڑھیں مار مار کر روتا تھا اور پیراہن میں
پیچ پچھاڑین کھاتا تھا کہ لباس سب پارہ پارہ ہوگیا ہتھیار سب عجیل یا ہر وستہ نے اس خیال سے لیلئے تھے کہ مبادا خودکشی نہ کرلے تمام
رفقا سے بدیع الزمان روتے تھے ایک حشر بپا تھا اور وہ نعرہ اور وہ فریاد تھی کہ زمین و آسمان کانپتے تھے قمر چہر بھی
یہ معرکہ حشر انگیز اور قیامت خیز بالائے قصر سے دیکھ رہی تھی پوچھا کہ کیون خواجہ یہ کون ہی جو اسقدر روتا ہی اُسنے جواب دیا کہ اے
قمر چہر یہ باپ ہی اُس شہریار کا یہ وہ شخص ہی کہ جسنے پانچ سو ملک کو چلتے ہاتھ فتح کیا تنہا … بڑے بڑے جوان دلیر کو …
اور بڑی بڑی افواج کو فاش زک دی اے قمر چہر اسی کا نام شاہزادہ بدیع الزمان ہی حضرت امیر حمزہ صاحبقران علیہ الرحمۃ
اس شاہزادے کو بہت دوست رکھتے ہیں اور وہ دوسرا عجیل یا ہر وستہ بھائی … حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا لیس خواجہ
سے یہ سنتا تھا کہ رنگ چہرۂ قمر چہر کا متغیر ہوگیا شعر صد دل بے دلی اشتیاق اشتیاق + کو ناصبر یا الفراق الفراق + اور رو رو
یون پکاری کہ شعر من جدا از یار و یار از من جدا افتادہ است + این چنین مشکل کہ من در دام گرفتار افتادہ است + بگرید جان لیجیے
از محنت فراق فدا + اے عجیل کجاست کہ مشتاق او بیجان شدہ ام ہائے اے فلک کہ … تونے ہمیں کیا ستم کیا …
عجیل یا ہر وستہ نے بدیع الزمان کو سمجھانا شروع کیا کہ اے بدیع الزمان اسقدر بیقراری نہ کرو اور یون اپنی جان اعزیز …

نہ دو اور یقین کر لو اس بات کا کہ وہ مرا نہیں ہے بلکہ زندہ ہے اگرچہ دیو قلیاس بے اساس نے اُسے دریا میں ڈالدیا ہے مگر وہ زندہ
ہے اور انشاء اللہ تمسے ملیگا تم ابھی سے یہ بدشگونی کیوں کرتے ہو ایک چند دن تو انتظار کرو دیکھو تو پروردگار کیا کرتا ہے اے
بدیع الزمان تمنے سُنا ہوگا کہ ایک مرتبہ تفضلت کار اتفاقات روزگار حضرت امیر حمزہ صاحبقران سلمہ اللہ سبحان پردہ قاف
میں غرق دریاے شور ہوگئے تھے مگر بفضل الٰہی بعد چند روز کے زندہ و سلامت اُس دریاے بلا انگیز و قہر خیز سے نکلے تھے بلکہ تکلف
یہ ہوا تھا کہ سلحخانہ سلیمانی پر سے تیغ عقرب سلیمانی بھی ہاتھ آگیا تھا کسی قسم کی کوئی گزند ذرا بھی امیر کو نہیں پہونچی تم ہر طرح
اطمینان رکھو اور اپنے دل کو سمجھاؤ جی کو ٹھہراؤ اور اُسکو خدا نخواستہ مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہی ہوگا اے بدیع الزمان نور الدہر بھی
تو صاحبقران ہے انشاء اللہ اُسے بھی کوئی آسیب نہ پہونچیگا اور کوئی مضرت و گزند نہ ہوگی اور بہ حمل و قوت ایزدی نور الدہر بھی
با سامان و شوکت نمایاں ہوگا اور تمسے آکر ملیگا اور جی تمھارا خوش کریگا گھبراؤ نہیں پریشان خاطر نہ ہو ہمارے کہنے پر عمل کرو اور
جتنا کہتے ہیں اُسکو یقین اور سچ ہی سمجھو خدا نے چاہا تو تم اس قول کو ہمارے یاد کرنا دیکھنا کہ ایک سر مو فرق نہ ہوگا اور جو کہتے ہیں
وہی ہوگا یہ سُنکر شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ہاں عمو جان جب ایسا فرزند ارجمند اقبالمند و سعادتمند آنکھوں کے
سامنے سے اُٹھ جاے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجے کہ دل کو کیونکر صبر آئے اے عمو جان میں لاکھ لاکھ دل کو سمجھاتا ہوں مگر کسی طرح
قرار نہیں آتا میں کیا کروں اور پھر یہ یقین کیونکر ہو کہ جو دریا میں غرق ہوگیا وہ زندہ نکلیگا عجیل باہرو نے کہا کہ تمھارے سامنے
حضرت امیر حمزہ صاحبقران کے بارے میں حکایت بھی بیان کردی اور تمھاری سمجھ میں ہمارا کہنا نہیں آتا بدیع الزمان نے کہا
کہ ہاں قبلہ و کعبہ دیدہ باید ہم تو اس غم میں اب تمام ہیں یہ سُنکر عجیل باہرو نے جواب دیا کہ میاں بدیع الزمان گو یہ سچ ہے کہ
مفارقت فرزند گوارا نہیں ہوتی مگر بیٹا سواے صبر کے چارہ ہی کیا ہے اور تم کیا کرسکتے ہو یہ سُنکر بدیع الزمان نے جواب دیا کہ شعر
نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہان برکشم + دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن + اے چچا جان میں مجبور ہوں کیا کروں یہ سُنکر عجیل باہرو
نے جواب دیا کہ میاں یہ سب سچ ہے مگر ہمارا ابھی کہنا مانو چند دن تو صبر کرو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہے بعد اُسکے پھر اگر شاہزادہ والاقدر
نہ ملیگا اور نہ پیدا ہوگا تو پھر آپ کو اختیار ہے جسقدر چاہیے گا نالہ و زاری کیجیے گا جو چاہیے گا سو کیجیے گا مگر بھلا بدیع الزمان عالیشان
کو کب صبر آتا ہے باپ کی محبت تھی سمجھانا کب اثر کرتا تھا اپنے رفقا سمیت گیروا لباس زیب بدن فرما کے فقیر بنکر بیٹھا اور اُدھر ملکہ کو
بھی فرو کی فہمائش سے خاموشی ہوئی اور صبر کیا دل کو جس طرح ہو سکا ٹھہر کیا لیکن جب یہ خبر ایرج کو معلوم ہوئی کہ لشکر ظفر پیکر
بدیع الزمان کا آیا ہے اور ہمراہ اُسکے عجیل باہرو امیر حمزہ صاحبقران کا بھائی بھی ہے فوراً یہ سُنتے ہی سفیل سپہر گردان سے
کہا کہ اے سفیل سپہر گردان تم جاؤ اور جاکر بدیع الزمان سے پیام دو کہ اے بدیع الزمان بہت جلد ہفت منظر سلیمانی کے
سامنے سے خیمہ اپنا ہٹالو کہ ناموس حامد بن حمید زنگی کا ہفت منظر میں ہے میں خوف کرتا ہوں کہ اگر تم اسکی خلاف ورزی کروگے
تو شاید تمھیں گزند پہونچیگی مجھے ہرگز گوارا نہیں ہے کہ حامد بن حمید کا ناموس نامحرموں کے سامنے رہے سفیل سپہر گردان جلد
یہ حکم سُنکر روانہ ہوا اور پیغام ایرج کا بدیع الزمان کو سُنایا بدیع الزمان اپنے رنج و صدمے میں بیٹھا ہوا تھا آنسو بہ رہے تھے
یہ پیغام غیظ التیام جو ایرج کا سُنا مزاج زیادہ برہم ہوگیا اور مارے غصے کے ہاتھ پانوں تھرتھر کانپنے لگے پکار کر کہا او نابکار و نابجا
مجھے ملکہ کی کوئی پروا نہیں ہے ارے میں تو اپنے رنج و صدمے میں مبتلا بیٹھا ہوا ہوں اس کمبخت آفتاب پرست نے خواہ مخواہ کی
چھیڑ نکالی ہے اگر وہ ارادہ جنگ و جدال کا رکھتا ہے تو پھر مجھے کس بات کا ڈر خوف ہے اور کس امر کا کھٹکا ہے ارے میں خود آمادہ مرگ
اور مہیاے اجل بیٹھا ہوا ہوں مجھے خود بھی مدنظر ہے کہ جلد میرا کہیں خاتمہ ہو جاے اور سب جھنجھٹ جھگڑا ایک ہو جاے جا اور
کہدے جاکر ایرج سے کہ او بے مروت و بد حمیت تجھے کچھ بھی مروت و حمیت اور پاس و لحاظ ہے ارے بدبخت شاہزادہ عالیجاہ
نور الدہر کا تو یوں خاتمہ ہو جاے اور ہم اُسکے غم میں یوں ملول و دل افگار بیٹھیں اور تو ہمیں یوں ستاے اور دق کرے

اور یہان سے اُٹھانے کا ارادہ کرے ہم تو یہان سے کبھی بھی نہ جائینگے اور تیری ایک بھی نہ سُنینگے اور ایک نہ مانینگے ہم تیری حقیقت و
ہستی کیا سمجھتے ہین تو ہے کیا سقیل سپر گردان یہ سُنکر اُٹھا اور ایرج سے جاکر ساری حقیقت بیان کی اور جو کچھ بدیع الزمان
نے کہا تھا وہ ایرج سے بیان کیا پیغام بدیع الزمان کا سُنکر ایرج بھی بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا مین خود جاکر آپ سمجھا آؤنگا
یہ کہکر چپ ہو رہا اور دوسرے دن اُٹھکر بدیع الزمان کی خدمت مین آیا اور سامنے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے
جواب نہ دیا مگر بدیع الزمان اور عجیل نے ایرج کی تعظیم دی اور حکم کیا کہ ایرج کو جواہر نگار کرسی دی جاے الغرض کرسی انکے
حاضر کی گئی ایرج رسم آداب بجا لاکر کرسی پر بیٹھا بعد مزاج پرسی ایرج نے نورالدہر کا تذکرہ چھیڑا اور بہت افسوس کیا رسم تعزیت
ادا کی بدیع الزمان اور عجیل ماہرو تو خوب روئے ایرج بھی کچھ جھوٹ موٹ رو دیا بعد اُسکے ایرج نے کہا کہ اسوقت میرے
آنے کی یہ وجہ تھی کہ ایک تو نورالدہر کی تعزیت منظور تھی دوسرے بڑی وجہ یہ تھی اور زیادہ تر آنیکی یہ جہت تھی کہ اگر عجلتا
تمام آج ہی آپ دونون صاحب مع اپنے لشکر کے یہان سے چلے جائین اور اس مقام کو چھوڑ دین تو نہایت بہتر ہی ورنہ مجھے
خوف ہی کہ اگر آپ یہان سے نہ چلے جائینگے تو فساد رکھا ہوا ہی کیا ضرورت ہی کہ خواہ مخواہ جھگڑا ہو اور مبادا رنج بڑھے یہ سُنکر
بدیع الزمان نے کہا کہ ای ایرج مجھے تمھاری عقل و دانش سے بہت بعید معلوم ہوتا ہی کہ تم ایک ذی فہم اور سمجھدار آدمی
ہوکر ایسی حماقت اور نادانی کی باتین کرتے ہو اور زیادہ تر استبعاد تو یہ ہی کہ تم اپنا حکم جنگل پر بٹھاتے ہو یہ تو ایک صحرا ہی کسی کے
ملک مین نہین ہی یہان کسی کا اجارہ نہین ہی اور نہ کسی کا عملدخل اس بیابان مین ہو سکتا ہی کیا ضرورت ہی کہ تم اس قسم کی فساد انگیز
باتین کرتے ہو اور رسم حمیت و مروت کے بھی یہ امر مخالف ہی ای ایرج تمکو یہ بھی خیال نہین آتا اور اسکا بھی لحاظ و پاس نہین ہی
کہ ہمارا تو کڑیل جوان فرزند یون اُٹھ جاے اور ہم اُسکے غم و الم مین نوحہ گر و مضطر بیٹھے ہون اور تم یون چھیڑ چھاڑ کی باتین کرو تسلی
اور دلاسے سے گئے اُلٹی یہ باتین کرتے ہو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دفعتہً ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ اسد بن کرب آپہونچا
اس خبر کے سُنتے ہی عجیل ماہرو نے ایرج سے کہا کہ ای ایرج اب تم جلد یہان سے اُٹھ جاؤ تو بہتر ہی وہ دیوانہ اسد بن کرب
آپہونچا ہی اسد تمھارا پاس و لحاظ بالکل نہ کریگا خدا جانے تمسے اور اُس سے کیا گفتگو ہو تم کیا کہو اور وہ کیا گفتگو کرے اور کیا ٹیڑھی
ترچھی بات چیت کرے اور کیسی ٹھہرے اُسوقت تمکو ملال گذریگا اور رنج ہوگا کہ ہم یہان آئے اور ایسی ٹیڑھی ترچھی بات چیت کی اور
ہمارے آنیکا بھی کچھ پاس و لحاظ نہ کیا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ ای عجیل ماہرو تم اُس دیوانے سے مجھکو ڈراتے ہو اُس دیوانے
کی حقیقت کیا ہی اور وہ دیوانہ کیا چیز ہی آتا ہی تو آنے دو بنا دیگا کیا اور کریگا کیا اُسکی ہستی ہی کیا ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسد
بن کرب بارہ ہزار قزاقون سے فقیر بنا ہوا زیر ہفت منظر پہونچا قمر چہر تو ہر وقت سامنے کھڑی ہی رہتی تھی کہ شاید کچھ خبر شاہزادے
کی معلوم ہو کہ دیکھا اسد بن کرب سامنے سے چلا آتا ہی عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون ہی جو سامنے چلا آتا ہی خواجہ نے جواب دیا
کہ ای ملکہ قمر چہر یہ پھوپھی زاد بھائی ہی شاہزادہ نورالدہر کا اور کرب غازی کا بیٹا ہی اسد بن کرب غازی اسکا نام نامی اور اسم
گرامی ہی اسکے باپ کرب غازی کو مین نے اپنا فرزند کیا ہی اور یہ نورالدہر کا عاشق صادق ہی ملکہ قمر چہر یہ سُنکر بہت خوش ہوئی
اور دعائین دینے لگی لیکن اب سُنیے کہ اسد بن کرب غازی جو وہان پہونچا حال نورالدہر کا وہین سے پوچھنے لگا معلوم ہوا کہ نورالدہر
کو دیو قلماس اُٹھا کر دریا مین ڈال آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل ماہرو بھی یہان کل سے آئے ہوئے ہین اور نوحہ و غم و گریہ و
ماتم کر رہے ہین اور ایرج آیا ہی اور کہتا ہی کہ تم دونون اپنا لشکر یہان سے لیکر اُٹھ جاؤ اور اگر یہان سے نہ چلے جاؤگے اور اس
جگہ کو خالی نہ کر دوگے تو فساد رکھا ہوا ہی لڑائی ہوگی یہ سُنکر اسد کی آنکھون مین خون اُتر آیا نورالدہر کا صدمہ و رنج تو تھا ہی بھبوکا
شعلے کے مانند برافروختہ ہو گیا کہنے لگا خیر دیکھو تو سہی اس پاجی نابکار ناہنجار نالائق روزگار بدکردار آفتاب پرست کو کیسی تنبیہ
کرتا ہون کہ عمر بھر یاد کرے اور ساری شیخی بھول جاے اور غصے سے کانپتا ہوا بارگاہ بدیع الزمان کی طرف چلا اب وہ

وقت ہی کہ ایرج بیٹھا ہوا بدیع الزمان سے کہہ رہا ہی کہ ای بدیع الزمان اب چاہیے جو کچھ ہو تمکو یہان سے اُٹھنا ضرور ہوگا اور اس
جگہ کو خالی کر دینا ہوگا کوئی عذر تمھارا نہ چلیگا اور کوئی بات تمھاری پذیرا نہ ہوگی بہتری اسی مین ہی کہ تم ہمارے کہنے کو قبول کرو فساد
نہ بڑھاؤ کیا اس سے حاصل ہی اور بدیع الزمان کہہ رہے ہین کہ ای ایرج ارے ہم دل شکستہ ہو رہے ہین اپنے نوحہ و ماتم مین مبتلا ہین
کوہ مصیبت دل پر گر پڑا ہی فوج غم کی ہم پر چڑھائی ہی کڑیل جوان فرزند آنکھون سے پوشیدہ ہو گیا ہی ای ایرج وہ مصیبت ہم پر پڑی ہی
کہ جو دشمن ہو اُس پر بھی نہ پڑے ایک گوشہ صحرا مین خاموش بیٹھے ہوئے ہین کیون ہمین اسقدر ستاتا ہی اور رنج و آزار پہونچاتا ہی مصیبت
عذر کن زدہ و دل دردمند ہ ای ایرج کیون ہمین اسقدر دق کرتا ہی اور ہماری بد دعا لیتا ہی کیون اسقدر رشتہ رسم اتحاد و محبت اور
طریقہ ارتباط و مودت کو توڑ ڈالا ای ایرج ارے آنکھون کی سیل بھی جاتی رہی ہے کیا غضب ہی اور کیا ستم ہی اتنا حد سے زیادہ انسان
نہ بھول جائے اور یون نہ ابھرے تمھین اسوقت یہ باتین ہمسے زیبا نہین کچھ تو اس وخیال چاہیے اگر خدانخواستہ تمھارے گھر پر
آتے تو معلوم نہین تم کیا حال کرتے جب اس گوشہ صحرا مین جو تمھاری ملک نہین یہ حال ہی کہ خواہ مخواہ کا قبضہ اور حکومت جتاتے ہو ایرج
نے کہا کہ نہین مین ایک نہ مانونگا تمکو یہان سے اُٹھنا ہی ہوگا اور دو چار کوس یہان سے ہٹ جانا ہوگا یہان سے دو چار دس پانچ کوس
ہٹکر نور الدہر کا ماتم کرو یہ سنکر عجیل ماہر نے کہا ای ایرج دیکھو سمجھو نور زیادہ بے مروتی اور تند و تندی اچھی نہین ہوتی نہ ہمکو کچھ ملک سے
مطلب ہی اور نہ قصر ہفت منظر ہی سے کچھ سروکار ہی ہم بھی کسی سے کوئی پایہ کمی کا نہین رکھتے ہین دیکھو بہتر یہ ہی اور خیر اسی مین ہی کہ ہمکو
ہمارے حال پر چھوڑ دو ایسا نہ ہو کہ پھر ہم بھی اپنی جان پر کھیل جائین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پھر دوبارہ خبر آئی کہ اسد برق کردار غازی
آ پہونچا یہ خبر سنکر عجیل نے ایرج سے کہا کہ ای ایرج دیکھو اسد آ پہونچا اور وہ نہایت شہزور ہی اور ماہتاب کا بیٹا کہ ہی اسکی آنکھون مین ذرا
سیل نہین ہی نہ وقت پر کسی کا لحاظ و پاس کرتا ہی ای ایرج تمھین واسطہ اپنے دین کا اور قسم اپنے مذہب کی اب تم یہان سے اُٹھ جاؤ
اور چلے ہی جاؤ تو بہتر ہی دیکھو ہمارا کہنا مانو ورنہ پچھتاؤ گے اور پشیمان ہوگے اُس سے ہرگز نہ بنیگی معلوم نہین وہ تم سے کیا
[illegible] گفتگو کرے پھر اُسوقت تمھین رنج ہوگا اور آزردہ ہوگے ای ایرج وہ تو صاحبقران کا لحاظ نہین کرتا تو بھلا تمھاری ہستی
اور حقیقت وہ کیا سمجھیگا وہ ایک بلاے بے درمان اور شعلہ جوالہ ہی بھلا اُسسے کیا سروکار تمھاری یہ بے محابا گفتگو سنکر خاموش ہو رہے
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اگر اُسکی یہ حالت ہی تو پھر مین اُسے کیا مال سمجھتا ہون اور اُسکی کیا حقیقت سمجھونگا مین تو ایک دفعہ آپ سے
کہہ چکا کہ وہ ہمکو کیا چیز آتا ہی تو آئے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ای [illegible] اسد غازی بارگاہ بدیع الزمان مین داخل ہوا اور
نہایت ادب سے سلام کیا اور رسم قدمبوسی بجا لایا بدیع الزمان اور عجیل ماہر نے دعا دی اور بدیع الزمان نے اپنے
پہلو مین بلا کر جگہ دی نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آیا بدیع الزمان نے اسد سے رو کر کہا کہ ای اسد حال نور الدہر کا سنا ہی
ہائے اسد نور الدہر نے ساتھ ہمارا چھوڑ دیا اور ہم تنہا رہ گئے یہ سنکر اسد بھی رونے لگا پھر بدیع الزمان کی تشفی دینے لگے کہ ایرج
نے پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ ای بدیع الزمان مین جب سے آیا ہون کئی مرتبہ آپ سے کہہ چکا اور آپ نے کوئی جواب نہ دیا
شد و بار ادھر اُدھر کے عذر معذرت اور حیلہ و حوالے ہی باتین ٹالدیا کئے ہین آپ سے کہہ رہا ہون کہ آپ یہان سے اُٹھکر چلے جائیے
اور دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ آپ برپا کیجیے نہین تو پھر [illegible] سے آپکو آزار پہونچیگا اور فساد ہونا اچھا نہین ہی آگے آپکو اختیار
ہی یہ کلام ایرج کا جو اسد نے سنا اب کہان تاب تھی اور ضبط کہان آگ ہو گیا آپے سے باہر ہو گیا اور ایرج
کی طرف نہایت غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھکر کہا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تیری کیا یہ مجال اور یہ حقیقت و ہستی ہی کہ تو
ہمارے سامنے اس قسم کے کلام کرے او نالائق رذالہ نابکار و بدکردار تو پہلے اپنی ہستی پر تو لحاظ کر اور اپنی حقیقت اور حیثیت
کو تو دیکھ کہ تو کیا ہی اور کون ہی ارے او بدتمیز تجھکو ایسی باتین کرتے ہوے شرم نہین آئی اور لحاظ و مروت کو تو نے بالاے طاق رکھا کیا
بے حیائی اور نالائقی کہ [illegible] آنکھون پر ڈال لیے ہین اسقدر بادہ کبر و نخوت سے چور ہو رہا ہی اور اس درجہ متکبر اور مغرور ہو گیا ہی

الغرض ہی اللہ تھی بس زبان اپنی سنبھال اور اپنے حال پر رحم کر کیونکہ قضا تیرے سر پر کھیل رہی ہی ارے نالائق دین و دنیا کا کچھ خیال تو کر جبہی
کہ شاہزادہ نور الدہر عاشق ہوا اسکی نسبت تو یہ کلمات کہے کہ میرے ملازم کا معشوق بیان ہی ارے لعنت ہی تیری حیا پر اور لعنت ہی
تیری حمیت پر ارے او بے مروت شاہزادے نے کیا کیا مراعات تیرے ساتھ کی اور تیرے ساتھ کس درجہ مروت کو صرف کیا
اور کیسے کیسے احسانات کیے اللہ غنی تو نے ان سب احسانات اور مراعات کو بھلا دیا اور طرہ یہ ہی کہ او مردود تو شاہزادے کی
معشوقہ کو اپنے ملازم کے ساتھ نسبت دیتا ہی ارے یہ بے ادبی اور یہ گستاخیاں او بدبخت یون سمجھ و تجھ میں ہم جانتے اور اس طرح
آنکھوں پر ہاتھ نہین رکھ لیتا ارے بدبخت محسن کش تجھسے ایسی بے ادبی اور بے مروتی کی ہرگز امید نہ تھی ہائین او کمبخت یہ طوطا چشمی
کیا کبھی کے آشنا ہی نہ تھے اور کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی ہم تجھے ایسا احسان فراموش نہ سمجھے تھے اور ایسی امید نہ تھی جیسی کہ
تو نے کی ارے یہ تو تھا کہ وہ ملازم تیرا کون تھا ہی اور کون ایسا پاگل بے وقوف ہی جو ملکہ قمر چہر کی آرزو اپنے دل میں کرتا ہوا سے
تیری بھی اتنی مجال ہی اور تیری کیا ہستی ہی جو قدرت ہی نہ کہ تیرا ہی ایک ملازم صحیح بیرون عقل و دانش بباید گریست + ارے واہ رے بیوقوف
واہ رے بد عقل ارے تو تجھکو اُسے دیکھا تو سہی کہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اور پرزے پرزے کر دون ایرج یہ کلام غیظ التیام سنکر نہایت
آزردہ ہوا اور غصّہ سے کہنے لگا کہ او دیوانے مجہول العقل کیا بکتا ہی یہ سنکر اسد نے کہا کہ بس آگے نہ بڑھنا خاموش ورنہ گدی سے
زبان کھینچ لی جائیگی ارے بادردن کے نامرس پر نگاہ بد کرتا ہی تجھکو یہ بھی معلوم ہی کہ کیوان فال ارسطو رفعت نے ملکہ قمر چہر کو
نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا ہی اور تو ایک رو سیاہ کے واسطے کد کرتا ہی بس معلوم ہوا کہ تیری شامت ہی آگئی ہی جاتیگا کہا
اور جب تیری قضا ہی آگئی ہی تو بے جاتا کہاں ہی ارے میں ابھی تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون اور تلوار کھینچ کر ایرج پر دوڑا کہ ٹھہرا
تو او مردود کہاں جاتا ہی قضا تیری آپہونچی جبتک بدیع الزمان اور عجیل ناہرو اٹھے ہین اٹھین جب تک اسد نے ایک تلوار
ایرج کے جما ہی دی ایرج نے جو ایک پھکی دی تو تلوار اسد کی بیکار پڑی اور ایرج نے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اسد نے اپنے
رفیقوں کو آواز دی کہ ارے کمبختو کیا تم سب مرگئے ہو جانتے نہین ہو کہ یہ پاجی حرام کے تنخے کھا کھا کر موٹا ہوا ہی ارے جلد
اٹھکر دوڑو اور مار ڈالو اس حرامزادے کو بس یہ کلمہ سنکر فوراً رفیق اسد کے دوڑے اور قصد کیا کہ ماریں بدیع الزمان اور عجیل ناہرو
مانع ہوئے کہ خبردار بس تلوار ایرج پر نہ مارنا دیکھو خبردار ایرج پر آنچ نہ آنے پاوے کہ نشانیان صاحبقرانی کی اسکے چہرے سے
ظاہر ہین مگر بھلا وہ کب سنتے ہین اور کب چپ کتنے ہین سب کے سب ہو بے چماق پکڑ پکڑ کے حملہ آور ہوئے ایرج تو تن تنہا جو ایسی
شخص کہ اسد تو ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایرج ان سب کے حلقے میں گھر گیا حیران و پریشان ہی کہ کیا کرے اور کیونکر ان لوگون سے
جان بچاسکے ایک کی دوا دو سہی نہ کہ اکیلے پر اتنے آدمی ٹوٹ پڑے وہ کیا بنا سکتا ہی مگر ایرج بھی جو کچھ لڑ رہا ہی اور یہ سب بھی خوب
زدو کوب کر رہے ہین اور خوب ہی چماق توڑ توڑ کے مار رہے ہین اور اسد برابر کہہ رہا ہی کہ مارو اس پاجی مردود کو خبردار کوئی مروت
و پاس و لحاظ نہ کرے جہانتک ہوسکے خوب ہی کھول کھول کر مارو اب ایرج نہایت ہی مضطر ہی کہ اکیلا آدمی کس کس کی ضرب کو
روکے اور کسکا کسکا جواب دے کہ دفعتاً لندھا وا بن لندھور نے ایرج کی پس پشت آکر بزور جو ایک چماق ایرج کے سر پر
لگائی تو بڑے ہی زور سے چوٹ لگی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور چکر کھا کے بیہوش ہوکر زمین پر گرا اسکا زمین پر گرنا کہ اسد نے
پکار کر کہا کہ جلد مشکین اس مردک کی باندھ لو بموجب حکم اسد فوراً مشکین ایرج کی باندھی گئین جب ایرج کو ہوش آیا تو دیکھا کہ
مشکین بندھی ہوئی گرفتار پڑا ہوا ہی آنکھ کھول کر جو دیکھا تو اسد بن کرب غازی کھڑا ہوا ہی اور کہہ رہا ہی کہ کیون پاجی دیکھا تو نے
اس دہن دراز کی کیا سزا ملی اور ابھی کیا سزا دی ہی دیکھ تو کس طرح بعقاب شدید تجھکو مارتا ہون اور یہ کہکر آواز دی کہ ارے
جلد بلاؤ جلادون کو جلاد ہمارے لشکر کے کہاں ہین مار دو گردن اس پاجی کی عجیل ناہر دوڑ و اسد کے سامنے آکر کہا ای اسد بن کرب غازی
بس اب غصّے کو تھامو زیادہ غصّہ نہین کرتے غصہ حرام ہوتا ہی بس ای اسد بن کرب یہ اپنی سزا کو اچھی طرح پہونچ گیا اگر کچھ بھی

ایرج مین ہوئے شرافت ہوگی تو کبھی ایسی دریدہ دہنی نہ کریگا اب اسے قتل نہ کرو ایرج کے قتل سے کیا فائدہ لیگا اگر کوئی شخص اپنے
برابر کا ہو تو خیر اگر تمنے اسے قتل کیا تو خلائق کیا کہیگی ای اسد از براے خدا اب جانے دو اور تمکو خود بھی خیال کرنا چاہیے کہ ایک تو
ایرج اولاد صاحبقران سے ہی اور دوسرے یہ کہ اگر تمنے اسے قتل کر ڈالا تو یہی مشہور ہوگا اور خلائق بھی کہیگی کہ ایرج تو تن تنہا
بارگاہ بدیع الزمان مین گیا تھا اُسے بلوا کر کے سب نے پکڑ لیا اور مار ڈالا بالکل خلاف مروت اور محض مخالف مردی و مردانگی کیا
پیٹا یہ بات اچھی نہین ہی میان سنبھلو یہ سنکر اسد بن کرب نے کہا کہ آپ نے دیکھا اس پاجی کی حرکات کو اور اسکی دریدہ دہنی کو اسنے
اپنی اصالت او حقیقت کو خیال نہ کر کے ایسی گستاخیان کرنا شروع کین دیکھیے اگر اسوقت یہ چھوڑ دیا گیا تو یہ پھر اپنی اصالت کی لیگا
اور پھر فساد برپا کریگا اسکا چھوڑنا مصلحت نہین ہی نانا جان اگر چھوٹکر یہ مردود ہمین مار ڈالے تو اچھا ہی ہم اسے قتل ہی نہ کر ڈالین
اور کہا کہ او بزاز بچے دیکھ تو سہی تجھے کس طرح قتل کرتا ہون ارے مردک مین تیرا سر کاٹ کے فرخ تاجر کی جورو کے لیے بھیجونگا تاکہ
لوگون کو عبرت ہو کہ محسن کش اور دریدہ دہن کی ایسی ہی سزا ہوتی ہی یہ سنکر ایرج نے پکار کر کہا کہ ارے دیوانے چھوٹ جاؤن تو
بتاؤن دیکھ تو کیا سزا دیتا ہون یہ سنکر اسد غضبناک ہوا اور دانت کٹکٹا کر صراحی شراب کی اُٹھا کر ایرج پر دے ماری کہ وہ صراحی
ایرج کی چھاتی پر پڑی اور ٹوٹ گئی اور ساری شراب ایرج پر گر پڑی بس غصہ جو آتا ہی تو ایرج نے زور کر کے سب قید توڑ ڈالی
اور اُٹھکر اسد کی طرف دوڑا اور کہنے لگا کہ لو اسد دیکھو تو اب تمھارا مین کیا حال کرتا ہون اسد نے عجیل باہر دے سے کہا کہ دیکھا
نانا جان آپ نے آپکے روکنے سے مین خاموش ہوا اب اچھا ہوا کہ یہ چھوٹ گیا اور دیکھیے اب اسنے پھر وہی دریدہ دہنی شروع
کی ہی اور اپنی اصالت پر گیا کس شفقت و محنت سے تو مین نے اس مردک کو گرفتار کیا تھا اب کاہے کو ہاتھ آئیگا جو کچھ کیا آپنے کیا
اگر آپ مجھے نہ روکتے اور مانع نہ ہوتے تو مین کب کا قتل کر چکا تھا بھلا مین چھوڑتا تھوڑی مگر خیر اب کیا ہو سکتا ہی کہ وقت رفتہ و تیر جستہ
بدست نمی آید اور اپنے رفیقون سے کہا کہ ارے کھڑے دیکھ ہی رہے ہو مارتے نہین اس پاجی کو جلد گرفتار کرلو انتظار کس بات
کا ہی منھ کیا دیکھتے ہو یہ حکم محکم سنکر تمام رفقاے اسد دوڑ پڑے اور سب نے آکر ہجوم کر لیا لندھاد ابن لندھور پھر دوڑ پڑا اور کھینچ کر
چماق چاہتا تھا کہ ایرج کو مارے کہ لپک کر ایرج نے چماق اُسکی چھین کر اُسی پر ماری کہ سر لندھاد ابن لندھور کا دو ٹکڑے ہو گیا
اور لندھاد بیہوش ہو کر زمین پر گرا اور ایک روایت ہی کہ مر گیا اب اُسکے گرتے ہی چار طرف سے ایرج پر مار پڑنے لگی مگر ایرج
لڑتا بھڑتا مارتا گراتا ہوا بارگاہ سے باہر نکل آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا راستے مین دیلم شاطر زنگی
سے ملاقات ہوئی ایرج نے بعد صاحب سلامت کے استفسار کیا کہ ای دیلم شاطر زنگی کہان جاتا ہی دیلم نے کہا جاتا کہان ہون آپکے
گرفتار ہو جانے کی خبر سنی تھی کہ آپ بارگاہ بدیع الزمان مین گرفتار ہو گئے ہین آپکے چھڑانے کے لیے چلا تھا ایرج نے جواب دیا کہ ہان
دیلم اس اسد بن کرب دیوانے نے سخت عاجز و پریشان کیا بند بند میرا چھوڑ ڈالا سر میرا شگافتہ ہو گیا مگر مین نے بھی لندھاد ابن
لندھور کا کام تمام ہی تو کر دیا خیر کل میدان مین سمجھ لونگا اور اس دیوانے مبہوت کا خوب طرح مزہ لے لونگا کہ یہ بھی کبھی کو یاد کرے
کہ ہان کسی سے مقابلہ ہوا تھا دیکھو تو دیلم مین اسکی کیسی گت بناتا ہون یہ جانتا ہی کہان ہی اپنے دیوانے پن پر بہت پھولا ہی اور
اپنی جرات و شجاعت پہ بہت دھمکاتا ہی اور نہایت متجبر اور متکبر ہی دماغ اُسکا چل گیا ہی کسی کی کوئی حقیقت ہی نہین سمجھتا جو ہی وہ
اُسکے آگے بالکل بے حقیقت اور بد اصالت اور کم ظرف ہی عجب ہواے کبر اُسکے دماغ مین بھر گئی ہی کہ کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا
دیلم سے یہ باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف راہی ہوا لیکن یہان کا حال سنیے کہ اسد نے جو لندھاد کو دیکھا کہ کام اُسکا تمام ہوا
یہ حال دیکھکر عجیل باہر دے سے کہا کہ ملاحظہ فرمایے نانا جان لندھاد کا کام تمام ہوا اب تو قبلہ و کعبہ آپکی خوشی ہوئی اور آپ مسرور
ہوئے کہ وہ پاجی مار پیٹ کر چلا گیا اور آپ یہ کیا بات بار بار فرمایا کرتے ہین کہ ایرج اولاد صاحبقران سے ہی یہ بدبخت مردک
اولاد صاحبقران سے کب ہی اگر صاحبقران کی اولاد ہوتا تو یہی حرکتین کرتا کیا صاحبقران کی اولاد کی اور ذریات کی ایسی ہی

حرکات ہوتے ہین مین تو ہرگز نہ مانونگا اور کبھی مجھے یقین نہین آتا کہ یہ نالائق صاحبقران کی اولاد سے ہی باپ تو اُسکا فرخ تاجر موجود
ہی آپ صاحبقران کی اولاد بتاتے ہین سبحان اللہ بعد اُسکے لندھاوا کی لاش کو بڑی تیاری سے اُٹھایا تمام رفقاے اسد اور
بدیع الزمان اور عجیل باہرو ساتھون ساتھ تھے اور خود بدیع الزمان اور عجیل نے بھی اسد کی خاطر سے مشایعت جنازہ کی اور
بڑا افسوس کیا اور بعد غسل و کفن پہاڑ کے پیچھے دفن کیا اور اسد بہت رویا خوب ماتم کیا قبر پر فاتحہ پڑھا اور رو رو کر کہا کہ خبر ای
لندھاوا تم تو قبر مین سو رہے لیکن اگر میری زندگی نے وفا کی تو دیکھو تو کیسا تمھارے خون کا عوض لیتا ہون تمنے تو اپنی جان نثار
کردی حق تعالے جزاے خیر دے اور اپنے جوار رحمت مین جگہ دے بعد دفن قبر لندھاوا پر منگیرہ استادہ کرایا صحیفہ خوان قبر پر
پڑھنے بیٹھے اور روتا ہوا لشکر بدیع الزمان مین پھر اور وہان ایرج اپنے لشکر مین داخل ہوا اور اپنے دنگل شوکت پر جلوہ افروز
ہوا کہ حامد بن حمید نے پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان زمان ای ایرج نامدار یہ کیا حال گذرا مین نے سُنا ہی کہ آپ پر اسد نے
بلوا کیا تھا اور گرفتار کیا تھا کچھ کہیے تو سہی مین تو سنون ایرج نے کہا ای حامد بن حمید کیا تجھسے کہون جو کچھ کیا وہ اس دیوانے نے
کیا مار مار کر مجھکو دیوانہ بنا دیا چالیس آدمیون نے ایک دم جمگھٹ بلوا کر لیا اور سب کے سب ٹوٹ پڑے لندھاوا نے چماق
کا وار کیا کہ مین زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا اسد نے میری مشکین بندھوالین جب مجھے ہوش آیا تو مین نے اپنے تئین گرفتار پایا
اسد نے سامان قتل کیا عجیل نے منع کیا مگر وہ کب سنتا ہی جلادون کو طلب کیا مجھکو بھی غصہ آگیا اور جو میرے منھ مین آیا مین نے
بھی کہا اُسنے غصے مین آکر شراب کی صراحی میرے سینے پر دے ماری کہ ساری شراب بکھر گئی بس مین نے بھی جو غصے مین آکر زور کیا تو قید
سب ٹوٹ گئی اور اُٹھ کھڑا ہوا جسقدر بس چل سکا مین نے بھی خوب مارا یہانتک کہ لندھاوا بن لندھور کا تو خاتمہ ہی کر دیا اور اسد
بھی زندگی تھی کہ بچ گیا جس طرح ہوا بارگاہ بدیع الزمان سے نکل آیا لیکن اب مین ان خدا پرستون کو زندہ نہ چھوڑونگا اور خوب
شراب پی پینے مین بدمست ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ کل مین ہون اور یہ خدا پرست دیکھو تو کیا حال کرتا ہون ان خدا پرستون کا
بموجب حکم ایرج اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے آکر بعجلت تمام بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگی بجوا دیا ہی اور
کل اُسکا ارادہ مقابلے کا ہی فوج تیار کر رہا ہی لشکر درست ہو رہا ہی یہ سُنکر عجیل باہرو نے کہا کہ ہم ہر چند چاہتے ہین کہ ابھی لڑائی نہ ہو
اور فساد نہ بڑھے مگر یہ کمبخت ایرج آمادۂ فساد ہی کسیطرح نہین مانتا بدیع الزمان نے کہا کہ پھر کچھ اندیشہ نہین ہی خوف کیا ہی اگر وہ آمادۂ
جنگ ہی اور فساد ہی پر آمادہ ہی تو خیر باشد ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم بدیع الزمان نقارہ رزمی بجایا گیا اور ادھر
بھی فوج درست ہونے لگی چار پہر رات تیاری رہی دونون جانب فوجون کی درستی ہوتی رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین پہنچے
نظم ہمہ دو ابر از دو سو در خروش آمدند + دو دریاے لشکر بجوش آمدند + رسیدند این ہر دو لشکر بپا + ہمہ رزم جو و ہمہ
کینہ خواہ + ہمہ مست لیک از شراب غرور + بہ پیکار نزدیک و از صلح دور + بر آمد شد سے لشکر بیقیاس + زمین گشت لرزان
فلک در ہراس + حضیض زمین چون فلک اوج بود + سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود + صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین
نقیب بلقابیت کر کے چلے گئے جب اچھی طرح لشکر آراستہ ہو چکے ایرج مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا کہ جسکو دعوی دلیری اور
مردی و مردانگی ہو وہ میدان مین آئے اور اپنی شجاعت و جرأت دکھائے یہ سُنکر خود بدیع الزمان مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوا ایرج
نے جو دیکھا تو غیظ و غضب مین خود بدیع الزمان نکل آیا ہی کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان تم تو غم مین نورالدہر کے گریان و نالان و حیران
و پریشان ہو جاؤ میدان کارزار سے چلے جاؤ اور اپنی جان کی خیریت مناؤ مین نے تمھین معاف کیا بہتر یہی ہی کہ میدان سے ہٹ جاؤ یہ سُنکر
بدیع الزمان نے کہا کہ او مغرور و متکبر بس خاموش زیادہ زبان درازی اور دریدہ دہنی اچھی نہین ہوتی اپنی زبان کو تھام جب
ہو سکے تو قصور و کوتاہی نہ کر اور جو تجھسے ہو سکیگا اُسمین ہم کمی نہ کرینگے شعر زبان برکش و تیغ برکش غلاف + کہ جاے سخن نیست دشت
مصاف + یہ سُنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ مین تولا اور پکار کر کہا کہ ای بدیع الزمان ہوشیار و خبردار اور یہ کہکر ایک وار نیزے کا بدیع الزمان

پر کیا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر روکا اور نیزہ بازی ہونے لگی سنانین برچھون کی ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ لگی پڑنے مانند
خلال فراشان کے پرخچے اُڑگئے بدیع الزمان اور ایرج نے برچھے ہاتھون سے پھینک دیے جب نیزے بیکار ہوئے تو ایرج نے
عمود بدیع الزمان کے مارا بدیع الزمان نے وار اُسکا کو رد کرکے عمود ایرج پر مارا ایرج نے بھی اُسے رد کیا جب گرز بازی بھی ہو چکی
تو تلوارین میان سے نکلین ایرج نے بدیع الزمان کے تلوار لگائی بدیع الزمان نے اُسکی تلوار رد کرکے ایرج پر تلوار ماری ایرج
نے بھی تلوار بدیع الزمان کی رد کی بدیع الزمان نے پھر وار کیا پھر ایرج نے رد کیا یہانتک کہ تا شام خوب تلوار چلی ایک مقام پر
بدیع الزمان نے چاہا کہ بند دست ایرج کا پکڑ کر تلوار چھین لے گھوڑے کو گرایا وہان موش خانہ تھا پاؤن گھوڑے کا اُسمین جا تار ہا اور سپہ
تلوار ایرج کی پڑ رہی تا دو ابرو اُتر گئی شاہزادہ بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار چھٹنا کر نکل گئی اُسی حالت مین ایک تلوار بر سر ایرج
ماری ایرج نے خالی دی تلوار گھوڑے کے سر پر پڑی گھوڑا ایرج کا مارا گیا ایرج زمین گرا سنبھل کر اُٹھا ادھر بھیل ماہرو وغیرہ دوڑ پڑے
شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر داخل لشکر ہوئے ایرج بھی پھر گیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی جگہ پر واپس گئے لیکن اسد
لندھاور کی قبر پر بیٹھا رہا تھا کہ یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی کہ بدیع الزمان ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا بس یہ سنکر نہایت درجہ
اسد ملول و آزردہ خاطر ہوا اور نہایت رنجیدہ ہوا اور اپنے دل سے یہ سوچا کہ اگر مین قبر پر لندھاور کی بیٹھا رہا کرونگا اور قیامت
تک نہ ہٹونگا تب بھی لندھاور زندہ نہ ہوگا پھر اس گریہ و بکا اور نوحہ و ماتم سے کیا حاصل ہے جو مرضی الٰہی تھی سو جاری ہوئی قضا سے کیا
چارہ ہے بس اب یہان سے اُٹھو اور اس آفتاب پرست کو چلکر مارو یہ سوچ کر انا للہ و انا الیہ راجعون رضینا بقضائہ و تسلیماً لامرہ کہتا
ہوا اُٹھا ابراہیم نے عرض کیا کہ کیون اسوقت کہان کا عزم ہے اسد نے کہا کہ قتل ایرج کا ارادہ استحکم کرلیا ہے کہ اس پاس فروش
کو بے مارے نہ چھوڑونگا ابراہیم نے عرض کیا کہ بھلا کیونکر اُسے مار لیجیےگا آپ نے اُسکے قتل کی کیا فکر کی ہے کچھ ارشاد تو کیجیے اسد نے
جواب دیا کہ بس یہان سے چلکر دربارگاہ پر پوشیدہ کھڑا ہو رہونگا جس وقت ایرج بارگاہ سے باہر آئیگا اُسی وقت مار لونگا یہ
سنکر سب رفقا نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے چلیے تدبیر بہت معقول ہے بس یہ تدبیر ٹھہرا کر اسد مع رفقا طرف بارگاہ ایرج کے روانہ
ہوا مگر قضا سے کار اتفاقات روزگار شاپور شیردل صورت بدلے ہوئے کھڑا تھا یہ صلاح سنتے ہی وہان سے بھاگا اور طرف بارگاہ
ایرج کے روانہ ہوا جاکر ایرج سے بیان کیا کہ ہوشیار ہو جیے اسد آپ کی فکر قتل مین آتا ہے اور اپنی جگہ سے چل چکا ہے اور اپنے
رفقا سمیت آتا ہے یہ خبر سنکر ایرج نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم سب ہوشیار ہو جاؤ جس وقت وہ دیوانہ آسے اُسی وقت
اُسے گرفتار کرلو اور مجھے خبر کرو مین بھی مستعد بیٹھا ہون غرض اسد اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے بارگاہ ایرج پر آیا کہ ویسے ہی
شاپور نے پکار کر کہا کہ وہ اسد آپہونچا ہشیار و خبردار باشید بس یہ سنتے ہی ایک غل ہوگیا کہ لینا اس دیوانے کو جانے نہ پاوے گرفتار کرلو
دیکھو خبردار جانے نہ پاوے لوگ اسد پر حربے لے لے کر دوڑ پڑے بس اسد نے جو یہ رنگ دیکھا تلوار میان سے لیکر اُن سب
پر گرا یہ غل و شور سنکر ایرج بھی اپنی بارگاہ سے باہر نکل آیا تلوار چلنے لگی اسد ادھر سے مارتا ہوا اور ایرج اُدھر سے للکارتا ہوا
بڑھا جب دونون ایکدیگر مقابل ہوئے تو اسد نے پکار کر کہا کہ او پاجی کرپاس فروش بچہ بازاری کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی او یہ کہکر اسد نے تلوار کھینچ چاہا کہ مارے ایرج نے بڑھکر ایک پھلکی دی کہ تلوار پٹ پڑی ایرج
نے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور پنجہ اسد کا مروڑ کر تلوار اسد کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اسد کو اُٹھا لیا اور کہنے لگا
کہ کیون اسد یہی شرط ہے کہ تجھے اس زور سے پٹکون کہ سر تیرا پاش پاش ہوجاے اسد نے آواز دی کہ یاران من بدوید یہ آواز
سنکر کل رفقاے اسد تلوارین پکڑ پکڑ کے دوڑے مگر یہان ایرج بعجلت تمام اسد کو اُسی طرح ہاتھون پر اُٹھائے اپنی بارگاہ
مین لے آیا اور زمین پر پٹک دیا مشکین اسد کی بندھوا دین اور حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ جب آہنگر حاضر ہوئے تو
اُسنے کہا کہ اس دیوانے کو قید آہن مین گرفتار کرلو اسکے ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور گلے مین طوق گران

ڈالدو جب آہنگر دن بحسب الحکم ایرج اسد کو قید آہن مین گرفتار کر لیا تو اُسوقت ایرج نے اسد سے کہا کہ او دیوانے تو نے پہلے دن
مجھے کیا کیا کہا تھا اور کیا کیا باتین سنائین تھین اور اس دن کی خبر نہ تھی ارے دیکھ تو سہی جو تجھے اس طرح نہ مارون کہ جن و بشر تیرے
حال پر افسوس کرین اور ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و بکا کرین اور تجھے رحم نہ آسے یہ کلام سنکر اسد نے کہا کہ او
کرباس فروش بچہ بازاری تو تو حرام کے لقمے کھا کھا کر مسٹنڈا ہوا ہی مجھے مرنے سے ڈراتا ہی اور مجھے مرنے سے کوئی اندیشہ نہین ہی
تو شوق سے مجھے قتل کر اگر میرا خدا میرا حافظ ہی اور اُسکی طرف سے قضا نہین آئی ہی تو تو کیا مردک ہی اور تیری تو کیا حقیقت ہستی ہی
جو تو قتل کریگا اگر رستم بھی آجاے تو میرا بال بھی نہین بیکا کر سکتا یہ کلام سنکر ایرج کو غصہ آگیا اور اسد سے کہنے لگا کہ او ہوائیک
اور اس حالت قید مین بھی تیری یہ دریدہ دہنی ہی ارے کوئی ہی بلاؤ تو جلادون کو کہ اسکی گردن مارین جو نہین حکم اُسی وقت
جلاد آکر موجود ہوئے اور ایک چبوترہ ریت کا بنوا کر نطع اُسپر ڈالدیا اور اسد کو اُس نطع پر بٹھایا اور منتظر حکم کے تھے کہ ایرج حکم دے
تو گردن ماری جاے اب دیکھیے قدرت خدا کو جسے وہ رکھے اور وہ حفاظت کرے اُسے کون چکھے اتفاقات روزگار قضاے کار
عجیل یاہرو کو خبر ہوگئی کہ اسد کو ایرج نے گرفتار کر لیا ہی [illegible] کہ اب ایرج نہ چھوڑیگا ضرور اسد کو قتل کریگا اور ہرگز کوئی خیال
نہ کریگا چلون چلکر چھڑا لاؤن یہ سوچ کر مرکب پر سوار ہوا [illegible] بارگاہ ایرج کی طرف روانہ ہوا اُسوقت ایرج کے پاس پہونچا کہ
اسد زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاد منتظر حکم اخیر تھے جیسے ہی ایرج نے عجیل کو دیکھا فوراً تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور بعزت و
احترام تمام لاکر بٹھایا اور بہ تواضع تمام پیش آیا مزاج پرسی ہوئی بعد مزاج پرسی کے ایرج نے پوچھا کہ اسوقت آپ نے کہان
تکلیف کی اور میرے غریب خانے پر تشریف آوری کی کیا وجہ ہوئی عجیل نے کہا کہ مین اسوقت تمھارے ہی پاس آیا ہون اور وجہ
یہ ہی کہ مین نے سنا ہی کہ اسد کو تمنے گرفتار کر لیا ہی اور اُسکے قتل کا ارادہ ہی مین چاہتا ہون کہ تم میری خاطر سے اسد کو چھوڑ دو
کیونکہ جس وقت تمکو اسد نے گرفتار کر لیا تھا اور آمادہ قتل تھا تو اُسنے بھی میری خاطر سے تمھین رہا کر دیا تھا اب تمکو بھی لازم ہی کہ
میرا کہنا مانو اور اُسکے حق مین میری سفارش کو قبول کرو اور اُسے رہا کر دو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سنو اے عجیل یہ تو سب کچھ صحیح ہی مگر
مگر یہ دیوانہ نہ تمھین کو مانتا ہی اور نہ مجھی سے ڈرتا ہی نہ تمھارا ہی لحاظ ہی نہ اسے میرا ہی خوف ہی اور قطع نظر اسکے یہ دیوانہ روز اول
سے مجھسے عداوت رکھتا ہی مین اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا تم اسکی سفارش نہ کرو یہ میرا دشمن جانی ہی اور قابل عفو ہرگز نہین ہی اسد
بھی یہ باتین سن رہا تھا جب ایرج نے یہ کہا کہ مین ہرگز نہ چھوڑونگا تم اسکی سفارش نہ کرو اور یہ میرا دشمن جانی ہی قابل عفو نہین
ہی تو یہ سنکر اسد نے کہا کہ چھوٹے نانا اب آپ میری سعی نہ فرمائین کہ آپ کی بات ضایع ہوتی ہی اسے قتل کرنے دیجیے اگر میری قضا
نہین ہی تو یہ مسخرا کیا بنا سکیگا ایرج نے کہا کہ اے عجیل ملاحظہ کرو گرفتار بیٹھا ہوا ہی اور اُسپر یہ دیوانے پن کی باتین کرتا ہی یہ
سنکر اسد نے کہا کہ او بیحیا تجھے انتظار کاہے کا ہی حکم قتل دے اور سر میرا کٹوا اور خوش ہو ایرج نے کہا کیا بکتا ہی چپ رہ اور
عجیل سے کہا کہ آپ اسکی گستاخیان دیکھ رہے ہین اور جلاد بے بنیاد نے ایک لات اسد کے ماری کہ اے مردود تو صاحبقران
آفتاب پرستان کی جناب مین یہ گستاخیان کرتا ہی بس خاموش ہوجا اب کہان تاب اسد کو لات کا پڑنا کہ اسد کی آنکھون مین
تمام دنیا تیرہ و تار ہوگئی اور اسی غصے مین زنجیر پکڑ کے جو زور کرتا ہی تو سب قید ٹوٹ گئی اور یا علی مدد کہکر اُٹھ کھڑا ہوا
اور اُٹھتے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ جو جلاد کو مارتا ہی تو دھڑ سے سر اُڑ گیا اور اُسی کی تلوار اُٹھا کر چند آدمیون کو مار پیٹ کے باہر نکل آیا
اور ایرج ہی کے مرکب پر سوار ہو کر چلا گیا اور کوئی نہ روک سکا ایک غل ہو گیا کہ وہ اسد جاتا ہی ایک آدمی نے کہا کہ میان انگلی
بھی نہ اُٹھاؤ جانے بھی دو ہو گا کیا فائدہ کیا ایرج تعاقب مین چلا کہ لوگون نے روک لیا اور کہا کہ اب بیکار ہی جو ہونا تھا سو ہوا
بھلا اب کیا وہ ہاتھ لگیگا مگر ایرج کب سنتا ہی لپک کے دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا تو گھوڑا بھی سواری کا ندارد لوگون نے کہا
کہ وہ آپ ہی کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اب ایرج یہ سوچا کہ جب تک اور گھوڑا کسا جائیگا اور مین سوار ہونگا اُس وقت تک

وہ کہان کا کہان نکلجائیگا بیکار ہی یہ سوچ کر پھر بارگاہ مین واپس آیا اور اپنے دنگل پر بیٹھا مگر نہایت ہی ملول اور شرمندہ لیکن عجیل سے
کہا کہ ای عجیل آپ نے اگر اُسے چھڑوا دیا نہ آپ تشریف لاتے اور نہ اُسے قوت ہوتی عجیل یہ سُنکر ہنسنے لگا اور ایرج سے کہا سبحان اللہ
چہ خوش مفت کرم داشتن اسی کا نام ہو اگر تم میرے کہنے سے اسد کو چھوڑ دیتے تو البتہ مجھپر احسان ہوتا مگر تمنے تو میری ایک نہ سُنی جو اسد کو
تم اُسوقت میرے کہنے سے رہا کر دیتے تو اُسکا بھی سر جھکتا اور مجھپر تمہارا احسان ہوتا مین تمہارا رہون منت ہوتا اب وہ خود بخود بفضل
الٰہی سے چھوٹ گیا اور مین اور وہ کسی کا احسانمند نہ ہوا خدا اسنے بات رکھ لی تمنے کہنا نہ مانا تو کیا ہوا خدا نے تمہارے احسان سے
بچایا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بیرون بارگاہ آکر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب اپنے خیمے مین آیا بدیع الزمان زخمی لیٹا ہوا تھا
پٹی مرہم کی زخمون پر چڑھی ہوئی تھی عجیل ماہرو کو جو سامنے سے آتے دیکھا تو وہین سے پوچھا کہ حال اسد کا بیان کرو عجیل نے کہا گھبراؤ
نہین وہ چھوٹ گیا یہ سُنکر بدیع الزمان اگرچہ اپنے زخمون سے بہت رنجور تھا لیکن ہنس دیا اور کہا کہ خدایا شکر ہی تیرا اب اتنی دیر
مین عجیل ماہرو نزدیک آکر بیٹھا بدیع الزمان نے کہا کہ کچھ کیفیت رہائی تو بیان کیجیے عجیل نے کل کیفیت تمام و کمال بیان کی یہ حال
رہائی سُنکر بدیع الزمان اور بھی خوش ہوا اور سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت بجالایا اب ایرج کا حال سُنیے کہ یہ اسد کی رہائی سے کمال
دل ملول ہوا اور اُسوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی یہ سُنکر بدیع الزمان نے
بھی حکم دیا کہ یہان بھی نقارۂ رزمی بجایا جاوے بموجب حکم لشکر بدیع الزمان مین بھی طبل جنگ بجایا گیا رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی اشعار چون صبحدم شیر گردون مہر + برون آمد از دشت سبز سپہر + بر آواز زمین بر فلک سر کشید + تزلزل بہ ارکان
عالم رسید + دونون لشکر میدان مین آکے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین ہر ایک بہادر مستعد جنگ ہوا جینے سے تنگ ہوا
پھر پھریرے نشانون کے کھلگئے نقیبون نے نقابت کی جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے اور دونون فوجین لیس ہوگئین تو ایرج بعد
کبر و تجبر و لعبد کر و فر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد حاضر خدمت بدیع الزمان ہوا اور عرض کی کہ حضور اجازت دین تو مین جاکر
اس سے مقابلہ کرون بدیع الزمان نے کہا کہ نہین میان تم نہ جاؤ اور کسی کو بھیجو اسد نے عرض کیا کہ نہین خداوند مین ہی جاؤنگا مجھی کو
جانے دیجیے ہر چند بدیع الزمان روکتے رہے مگر اسد کب مانتا ہی چون تون جس طرح ہوا اجازت لیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا
شعر اسد نامدارم کہ در روز جنگ + بیا بید دل پہلوانان تنگ + یہ نعرہ سُنکر ایرج اسد کے سامنے آیا اسد نے للکار کر کہا کہ او
کرباس فروش بچہ بازاری خبردار ہوشیار کہ مین تیری خدمت کرنے کو آیا اب تو کہان نکلکر جائیگا میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا
یہ سُنکر ایرج ہنسنے لگا اور کہا کہ او دیوانے تو کچھ حیا بھی رکھتا ہی یا نہین ارے تو شرمندہ نہین ہوتا کہ ہر بار تو مجھسے ذلیل ہوتا ہی
اور پھر مجھسے مقابلہ کرتا ہی اور کلمات لاطائل مُنہ سے نکالتا ہی ارے کچھ تو اپنے دل مین قائل ہو اور حیا کر اب پھر تو میرے سامنے آیا ہی معلوم ہوتا
کہ ابھی تیری قضا ہی لائی ہی اگر اپنی خیر مناتا ہی اور جان تجھے پیاری ہی تو میرے سامنے سے چلا جا اور اپنی شامت نہ بلا لشکر بدیع الزمان
مین کیا کوئی اور بہادر نہین ہی کہ میدان مین آوے جو تجھسے بودے اور بیدلے کو بھیجا ہی اگرچہ نام تیرا اسد ہی مگر عجب روباہ دل ہی
جا سامنے سے ہٹ جا یہ سُنکر اسد نے کہا کہ او آفتاب پرست تو کیا بکتا کیا ہی اور کیا لاف و گزاف ہانکتا ہی کیا تو مجھکو مردہ
سمجھا ہی جو ایسے لغویات مُنہ سے نکالتا ہی کیا وجہ جو مین تیرا سامنا نہ کرون اور تو مجھکو یہ کیا طعنہ دیتا ہی کہ تو مجھسے ہر بار ذلیل
ہوتا ہی اور پھر مقابلہ کرتا ہی یہ عجب حماقت زدہ بات ہی ارے جب مین تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا ہون تو تو مجھے مار کیون نہین
ڈالتا ہم تو جب جانتے کہ کل ہی ہم پھنس گئے تھے اور تو نے قتل کا سامان بھی کیا تھا مگر جیسے شیر یون نکلجاتے ہین دیکھا تو نے جس طرح ہم
نکل آئے لیکن قسم بخدا ای ایرج اگر تو اب میرے ہاتھ لگ گیا تو مین اب تو ہرگز نہ چھوڑونگا اور ایک لمحہ مہلت نہ دونگا اور کسی کی
نہ سنونگا ضرور قتل کرونگا تو جائیگا کہان یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ بہت مناسب آپکا جو جی چاہے سو کیجیے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیجیے اب تو مین آپ باہم مقابل ہوکر ہین یہ سُنکر اسد نے تلوار میان سے لی اور ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا اور بجلیان

کہ چمک گئین اور تلوار چلنے لگی مگر اسد نے اس طرح شپاشپ تلوارین مارنا شروع کردین اور اس طرح بے تحاشا ایرج پر گرا کہ ایرج
کو وار روکنا دشوار ہوگیا اور قضائے کار از اتفاقات روزگار ملکہ قمر چہر اور عمرو دونون قصر پر کھڑے ہوے تھے اور تماشا لڑائی کا دیکھ
رہے تھے کہ ملکہ قمر چہر نے عمرو سے پوچھا کہ کیون خواجہ تم تو کہتے تھے کہ یہ شاہزادہ نور الدہر کا بھائی ہے عمرو نے کہا کہ ہان ملکہ یہ
نور الدہر کا بھائی ہے مگر کمزور ایسا ہے کہ ہر مرتبہ گرفتار ہو جاتا ہے ملکہ نے رو کر کہا کہ خواجہ ایسا نہ ہو کہ ایرج اسکو مار ڈالے خواجہ نے
کہا کہ نہین ملکہ تم اسکا خوف نہ کرو وہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور یہان ایرج نے اسد کی تلوار روک کر اسد پر جو تلوار ماری تو اسد
زخمی ہوگیا ابراہیم بن مالک یہ دیکھکر آگے بڑھا اور آکر اسد کو سامنے سے ہٹا دیا اور خود مقابل ایرج ہوا ملکہ قمر چہر نے پوچھا کیون
خواجہ یہ کون ہے خواجہ نے کہا یہ حمزۂ صاحبقران کے سپہ سالار کا بیٹا ہے مالک اژدر اسکے باپ کا نام ہے اور اسکا نام ابراہیم بن
مالک ہے لیکن اگرچہ یہ بڑا بہادر ہے مگر ایرج سے یہ کیا لڑ سکیگا اور اُسکا کیا مقابلہ کریگا ایرج ان ایسے لوگون کو اب بھی بہت ہے یہ
سُنکر ملکہ نے کہا کہ خیر صدمے ہی اُٹھانے کو ہمین خدا نے پیدا کیا تھا خیر جو مالک کی مرضی بشر کا کیا اختیار ہے انسان مجبور ہے القصہ ابراہیم
مقابل ہوا کچھ تھوڑی دیر تک دو چار وار کی رد و بدل ہوئی آخر کار ابراہیم زخمی ہوا جیسے ہی ملکہ نے یہ نقشا دیکھا رو رو کر کاری کہ شعر
داغ پر داغ نیا عشق مین کھایا ہمنے * جب سے عاشق ہوے آرام نہ پایا ہمنے * بعد اُسکے علقمہ آیا اور وہ بھی زخمی ہوا القصہ اُس
روز سب رفیق اسد کے زخمی ہوسکے اسد تو اپنے رفیقون کو ساتھ لیکر خیمے کو چلا گیا اور ادھر ایرج چاہتا تھا کہ اپنے خیمے کو واپس جاے
اور کوئی ایک ہی ساعت دن باقی تھا کہ یکایک گرد سامنے اُٹھی جب گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ طہماس بن عنقویل دیو پرور مع
محمل سبز پوش فقیر بنا ہوا چلا آتا ہے جب قریب بارگاہ آیا تو حال نور الدہر کا استفسار کیا معلوم ہوا کہ وہ قلیاس غفلت مین شاہزادہ
نور الدہر کو اُٹھا کر دریا مین ڈال آیا اور بدیع الزمان اور عمبیل(?) اسد بھی آئے ہوے ہین بدیع الزمان اور ایرج مین معرکہ آرائی
ہو رہی ہے کل بدیع الزمان ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا آج اسد زخمی ہوا اور اُسکے رفقا بھی سب زخمی ہوسکے یہ سنتا تھا
کہ ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور رو رو کر پکارا کہ ہاے ای آقا مین تو آپ کی زیارت کے لیے آیا تھا سو آپ کی خبر مرگ سُنی قدمبوسی
بھی نہ حاصل ہوئی آپ نے تنہا مجھے چھوڑ دیا ای شہریار اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ یہ غلام آپ تک آلیتا ای آقا یہ غلام تو آپ ہی کی آس پر(?)
آیا تھا ہاے آج آس میری ٹوٹ گئی اور امید منقطع ہوگئی ہاے ای آقا اس غلام کو آپ نے آزاد کر دیا خدمتگذاری کے لیے
ساتھ لے لیا ہوتا اس طرح ڈاڑھین مار مار کر رویا کہ بدیع الزمان نے بھی آواز سُنی کہا دریافت کرو یہ کون ہے معلوم ہوا کہ طہماس
بن عنقویل دیو پرور مع محمل سبز پوش آیا ہے حال نور الدہر کا سُنکر رو رہا ہے بدیع الزمان نے کہا کہ بلالو طہماس حاضر خدمت ہوا سلام
کیا اور ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ اب زندگی بیکار ہے یہ کہکر خنجر کھینچ کے چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے بدیع الزمان
نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای طہماس یہ کیا کرتا ہے گھبرا نہین بھائی کیا کرین مجبور ہین مگر نجومی کہتے ہین کہ شاہزادہ زندہ ملیگا اگر
خدانخواستہ چند روز مین خبر اُسکی نہ ملی تو تم کیا ہم بھی جان دیدینگے کہ بے نور الدہر زندگانی عبث ہے اور ای طہماس اُٹھ [illegible]
ایرج نابکار نے جو جو زیادتیان اور گستاخیان کی ہین وہ کوئی کاہے کو کریگا نور الدہر کے یہ احسانات اور اُسکی یہ محسن کُشی
ای طہماس ہم نے سُنا ہے کہ اس مردود نے اُس شہریار پر کوڑا مارا ای طہماس وہ تو عشق ملکہ مین مبہوت تھا اُسے کچھ خبر بھی
نہ ہوئی ارے ایک زنگی بچے کے واسطے ایرج نے یہ نالائق حرکات کیے اسے شرم بھی نہ آئی افسوس صد افسوس اور ای
طہماس ہم جو یہان اگر اُترے تو بدبخت ہمین اُٹھانے آیا تھا کہ یہان سے اُٹھ جاؤ اور اس جگہ کو خالی کردو وہ چار کوس ہٹکر اپنا
خیمہ برپا کرو کہ میرے ملازم کا ناموس یہان ہے طہماس نے کہا کہ خیر حضور اگر مین نے اس ایرج کو نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالیے گا
اور ملکہ قمر چہر نے جو طہماس کو دیکھا خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہے عمرو نے جواب دیا کہ ملکہ یہ رفیق خاص ہے شاہزادہ
نور الدہر کا نہایت بڑا بہادر بے نظیر اور نہایت وفا شعار و جانثار ہے نام اسکا طہماس بن عنقویل دیو پرور ہے جملہ فنون سپاہ گری مین

یکتا ہے یہ سُنکر ملکہ بہت خوش ہوئی الغرض یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ طہماس بن عقول دیو پرور آیا ہے اور نہایت غضبناک ہوا ہے
کل ضرور میدان کارزار میں مقابلے کو نکلیگا یہ خبر سُنکر ایرج بہت متفکر ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ
طہماس بن عقول دیو پرور آگیا ہے اور یہ شخص لشکر نور الدہر کا بہت بڑا پہلوان ہے کل مقابلے کو نکلیگا اور یہ کہکر کہنے لگا کہ افسوس
ہے میرا رفیق خاص طہماسپ یہاں نہیں ہے اگر وہ ہوتا تو پھر البتہ لطف تھا نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے اور اُسپر کیا گذری اور کسی طرف
زخم کھا کر چلا گیا واقعی کس قیامت کا زخم تھا اور یہ کہکر طہماسپ کو یاد کرکے خوب رویا جب دلیم شباط زنگی نے دیکھا کہ ایرج بے مزہ
ہو کر رونے لگا تو کہنے لگا کہ اے ایرج آپ دلیم کو طہماسپ کی جگہ سمجھیے اگر وہ نہیں ہے میں تو ہون میں طہماس کا مقابلہ کرونگا اور اس
معرکہ میں جو کار نمایاں کرونگا اُسے آپ ملاحظہ فرمائیے گا اور تماشا دیکھیے گا یہ کلام دلیم شباط زنگی کا سُنکر ایرج کے کچھ آنسو پچھے کہنے لگا
بہتر ہے اور یہ خبر ہرکاروں نے طہماس کو بھی پہونچائی کہ کل میدان کارزار میں دلیم حبشی مقابلے کو نکلیگا طہماس نے کہا کہ آوے کیا مضائقہ
اور کیا پروا ہے ہم بھی دیکھیں کیسا بہادر ہے الغرض شب بھر تیاری رہی جب شاہ خاور نے اس جہان بے بنیان کو اپنے ظہور سے منور کیا
تو دونوں لشکر میدان میں آئے طبل جنگی بجا شعر ہوئین آراستہ صفوف جدال + ہوا ہر ایک مستعد بہ قتال + ادھر تو میدان قتال
آراستہ ہوا اور اُدھر اسد بن کرب بھی جانب صحرا سے مع رفقا تماشا دیکھنے کو آیا اور ایک جانب استادہ ہوا القصہ دلیم شباط زنگی
ایرج سے رخصت ہو کر میدان کارزار میں آیا اور مبارزطلبی کی اور اس طرف سے شیر بیشۂ کلنگان طہماس بن عقول دیو پرور
شاہزادہ بدیع الزمان سے اجازت حاصل کرکے میدان میں آیا ملکہ قمر چہر اور خواجہ عمرو بھی بالائے قصر سے تماشا دیکھ رہے تھے
کہ ملکہ قمر چہر نے خواجہ سے پوچھا کہ کیوں خواجہ یہ مرد سیاہ کون ہے [illegible] کہ ملکہ یہ دلیم شباط زنگی ایرج کا رفیق خاص ہے اور یہ
وہی طہماس بن عقول دیو پرور رفیق بالتصدیق شاہزادہ نور الدہر ہے جسکا کل حال میں نے عرض کیا تھا القصہ جب طہماس مقابل
دلیم ہوا تو طہماس نے کہا کہ او زنگی کیوں اپنی شامت بلاتا ہے اپنے جان [illegible] ہے مقابلے کو کسکے کہنے سے
نکل آیا کیا تیری جان فالتو ہے ارے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تو میرا مقابلہ کرے [illegible] جواب دیا کہ خیر اس سے کیا حاصل ہے جب مقابلہ
ہوگا آپ ہی حال کھل جائیگا میدان کارزار باتین بنانے کی جگہ نہیں ہے یہ سُنکر طہماس نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور دلیم نے بھی نیزہ ہاتھ
میں لیا نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر تک تو دلیم طہماس کے وار روکا کیا بعد تھوڑی دیر کے طہماس نے دلیم کا نیزہ ہوائی کردیا
روز روشن چشم ہائے دلیم میں سیاہ ہو گیا اور اسی حالت میں ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے اُس وار کو ساطور پر روکا
اور وہی ساطور جو تاک کے دلیم کے مارا تو سپر کو کاٹ کر دلیم کے سر پر بیٹھا اور تا دوابرو اُتر گیا چادر خون کی جاری ہوئی اور دلیم
بے ہوش ہو کر زمین پر گرا طہماس نے پکار کر کہا کہ او ایرج جو اس [illegible] زنگی کو آکر اُٹھا لیجاؤ کہ کام اسکا تمام ہے یہ سُنکر عیار دوڑ پڑے اور
دلیم کو اُٹھا لیگئے مگر یہ خبر سُنکر چند زنگی اور جوش میں آئے اور یکے بعد دیگرے آکر طہماس سے مقابلہ کیا اور مارے گئے تا اینکہ بیس زنگی شام
تک طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے جب تو اسد نے پکار کر کہا کہ ارے ایرج کہ آج تیرا [illegible] ہو بزار بیچے آج تو تیرا ستارہ
گردش میں ہے ارے بیٹا کبھی تو ہم لوگون کا مقابلہ کرسکتا ہے [illegible] شام تو ہو ہی چکی ہے [illegible] طبل بازگشت بجایا جاے
بموجب حکم طبل بازگشت لشکر ایرج میں بجایا گیا اور ایرج [illegible] میدان سے پھر کر اپنے [illegible] ملکہ قمر چہر یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئی
اور خوب قہقہہ مار کر ہنسی اور ادھر بدیع الزمان طہماس کو [illegible] میدان سے اپنے ہمراہ لیکر [illegible] آیا ہوا اپنی بارگاہ کی طرف پھرا
اور اسد مع رفقا کے صحرا کو چلا گیا اور ایرج نے اپنی بارگاہ [illegible] پوشاک رزمی جسم سے اُتار کر لباس بزمی زیب بدن کیا اور
دنگل شعر گشت پر بیٹھ کے جراحون کو طلب کرکے زخمیون [illegible] لگا اسکے بعد [illegible] آکر پھر اکرین طائفہ حاضر ہو
ناچ ہونے لگا شراب اُڑنے لگی خوب نشے میں شراب سے [illegible] ہو کر حکم دیا کہ نقارہ رزمی بجایا جاے بموجب حکم لشکر ایرج میں
نقارہ رزمی پر چوب پڑی تھی اُدھر ہرکارون نے بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ ایرج نے نقارہ رزمی بجوا دیا بدیع الزمان

نے بھی حکم دیا کہ کچھ پروا نہین ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاے اس طرف بھی بموجب حکم طبل جنگ پر چوب پڑی شب بھر
دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی بعد اُسکے ایرج میدان مین آیا مبارزطلبی کی ادھر طہماس بدیع الزمان سے اجازت لیکر گدّن اُڑا کر
مقابل ایرج ہوا تگاورزنی ہونے لگی بعد تگاورزنی کے نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک کامل نیزہ بازی ہوئی آخرکار ایرج
نے نیزہ طہماس کا نکالدیا طہماس نے ایرج پر ساطور مارا ایرج نے گرز پر روکا کہ پھل ساطور کا گرز سے گذر گیا اور دستہ گرز سے ٹکرا
شرارے آتش کے نکل گئے کہ جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا مرکب ایرج کا ٹنگ تک غرق ہو گیا ستون گرد کا اُٹھا ایرج [illegible]
گرد مین غائب ہو گیا طہماس نے آواز دی کہ زدم و پشت کردم ایرج را ای یاران ایرج جدوید یہ آواز سُنکر [illegible]
گرد کے چرخ مارکر گرد کے اندر گُھس گیا دیکھا کہ ہر سر مو اور ہر بن مو سے پسینا جاری پلک سے پلک بند بیہوش [illegible] ہوا ہے
پکار کر کہا کہ حریف زیادتی کرتا ہے یہ آواز سُنکر ایرج کو ہوش آیا مرکب کو جو گرد گرتا ہی تو مرکب طبقہ زمین کا ایک نکلا اور ایرج اپنے منھ
کی گرد جھاڑتا ہوا اُس تتق سے باہر نکلا اور پکار کر کہا کہ او عادی خبردار رہنا اور تلوار کھینچکر طہماس کی طرف دوڑا طہماس نے سپر منھ
پر لی مگر ایرج نے جو پوری قوت سے ایک ہاتھ تلوار کا لگایا تو تلوار سپر کو کاٹ کر طہماس کے سر پر پڑی کہ [illegible] اُتر گئی چادر خون کی سر
طہماس سے جاری ہوئی اور غش آگیا لوگ طہماس کو اُٹھا لیگئے ایرج نے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنے خیمے کو واپس گیا شب بھر
جشن تہنیت برپا کیا ناچ ہوا کیا شراب اُڑا کی اور خوب خوش ہوا نذرین مبارکباد کی گذرتی تھین کہ ایرج نے آج بڑے
دشمن پر فتح پائی طہماس سے پہلوان کو زخمی کیا ایرج بھی ایک ایک کی نذر [illegible] خوشی سے لے رہا ہے ایک ایک سے گلے مل رہا
اور کہتا ہے کہ بھائیو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ نیر اعظم نے مجھکو بڑے بھاری [illegible] پر کہ جو سرگردہ لشکر نور الدہر تھا فتحمند کیا اور
وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا واقعی امر تو یہ ہے کہ مجھکو طہماس کے مقابلہ [illegible] لشکر بالکل ہراس ہو گیا تھا کہ اس سے کون مقابلہ کریگا
اور جس روز دیلم [illegible] زنگی مجروح ہوا اُس روز تو اور بھی زیادہ [illegible] گیا تھا کہ اب کوئی اسکے مقابل باقی نہ رہا کون اس سے
مقابلہ کریگا اور جب اپنی نسبت خیال کرتا تھا کہ مین خود مقابلہ کرونگا [illegible] چھکے چھوٹ جاتے تھے اور ہوش و حواس رفو چکر
ہو جاتے تھے کہ بھلا مین طہماس سے کیا مقابلہ کرسکونگا مگر شکر [illegible] نیر اعظم کا کہ اُسنے مجھکو اس صورت پر فتحمند کیا اور تمام حاضرین
یہ باتین ایرج کی سُن سُنکر کہ رہے ہین کہ بہت بجا ہے اور بہت [illegible] حضور ارشاد فرماتے ہین سب بجا ہے نیر اعظم حضور کے
اقبال کو مضاعف کرے اور ہر معرکہ مین دشمن پر فتح دے [illegible] لوگ بھی بعد مجروح ہونے دیلم کے یہ خیال ہوا تھا کہ اب بجز
دعا وا کر دینے کے کیا چارہ ہوگا یقین ہے کہ حضور صبح کو حکم [illegible] سب ایکدم سے دعا وا کر دین پھر دیدہ باید اس جنگ [illegible] کا
کیا انجام ہوا اور کیا نتیجہ ہوا الغرض شب تو اس جشن و عیش [illegible] جب صبح ہوئی تو ایرج نے عجیل کے پاس کہلا بھیجا کہ اے عجیل
بہتر یہ ہے کہ اب یہان سے تم حمزہ صاحبقران کے پاس [illegible] اور اگر نہ جاؤ گے اور اب بھی میرا کہنا نہ سنوگے تو یاد رکھنا کہ
میرے ہاتھ سے بہت آزار اُٹھاؤ گے جب ایلچی ایرج [illegible] کے پاس پہونچا اور پیام ایرج کا دیا تو عجیل نہایت برہم ہوا اور
اُس ایلچی سے کہا کہ جا کہدے ایرج سے کہ اب تو [illegible] اور تیری کیا حقیقت ہے جو ہمکو یہان سے اُٹھا دیگا ہم ہرگز یہان سے
نہ جائینگے بلکہ تجھی کو بھگا دینگے اب جو تجھسے ہو سکے [illegible] بنائے بن پڑے وہ کر اور کسی طرح کا قصور نہ کر جب یہ پیام عجیل
کا ایلچی نے ایرج کو پہونچایا تو ایرج بھی بہت برہم ہوا [illegible] تھا کہ خیر سمجھا جائیگا اور حکم دیا کہ بجا دو طبل جنگ کل ان خدا پرستون
سے اچھی طرح سمجھ لینگے یہ جانتے کہان ہین اور [illegible] سمجھے کیا ہین ہرکارون نے عجیل کو بھی یہ خبر پہنچائی کہ ایرج نے
طبل جنگ بجوا دیا ہے عجیل نے بھی حکم دیا کہ نقارہ [illegible] ادھر بھی بجا دیا جاے بموجب حکم عجیل اس طرف بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
شب بھر جنگ کی تیاری رہی دونون لشکر [illegible] سے ہشیار باش و بیدار باش بلند رہی ادھر لشکر بدیع الزمان [illegible]

پہا اور سامان جنگ مین مستعد تھا اور ایک ایک سے کہہ رہا تھا کہ بھائی کئی معرکے ایرج کے ہاتھ ہو چکے ہین اور کئی پالے وہ جیت چکا ہی
کل اس طرح کارزار کرو اور اس طرح جی توڑ توڑ کے لڑو کہ ایرج کے بھی چھکے چھڑوا دو بھائیو بڑی غیرت کا مقام ہی کہ ایک آفتاب پرست
ہم مسلمانون کو اس طرح ستاتا جائے بڑے افسوس کی بات ہی کل سب ملکر دھاوا اکر دو اور ایرج کو گرفتار ہی کر لو پھر سمجھا جائیگا اسلیے
کہ بظاہر اسباب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر فرداً فرداً مقابلہ کیا جائیگا تو ہرگز سر نہ ہوگا یہ باتین ہو رہی ہین ہتھیار صاف ہو رہے ہین اور اُدھر
ایرج کے لشکر مین بھی ہر ایک جوان و پہلوان اپنے اپنے اسلحہ صاف و درست کر رہا ہی اور ایک دوسرے سے کہہ رہا ہی کہ کل یقین
ہی کہ عجیل پھر مقابلہ کرے دعا کرو کہ کل کے معرکے مین بھی امیر اعظم فتحمند کرے الغرض جب سفیدہ سحری نے آسمان دنیا پر جلوہ افروزی
کی اور شاہ خاور نے اپنے نور سے اس دنیا دنی کو نورانی کیا تو دونون لشکر میدان مین آئے اور صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایرج میدان مین آیا اور مبارزطلبی کی اور بہ نہایت کبر و نخوت لشکر
بدیع الزمان کی طرف للکار کر کہا کہ اے خدا پرستو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ اب بھی تم یہان سے چلے جاؤ تو بہتر ہی ورنہ یاد رکھنا
کہ عتاب امیر اعظم کا تم پر نازل ہوگا اور مین تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اگر یہ نہین منظور ہی اور جنگ ہی منظور نظر ہی
تو پھر عجیل میرے مقابلے کو نکلے اور اگر تمھین کچھ دم و دعوی ہو تو مجھسے آکر لڑے کیا ادھر اُدھر کے لوگ روز نکلا کرتے ہین مزا تو جنگ کا
یہ ہی کہ بدیع الزمان زخمی ہو چکے ہین اب عجیل ہی آئے تو اچھا ہی یہ سنکر عجیل کو غصہ آگیا اور سمت جنگ سے آگے بڑھنے کا قصد کیا
ہرچند لوگ مانع ہوئے لیکن عجیل کب کسی کی سنتا ہی غصہ آگیا اور کہا ٹھہرو دوستو یہ آفتاب پرست ہمکو اب دھمکا سا ہی جاتا ہی
آج ہم ہی اسکے مقابلے کو جائینگے دیکھین تو یہ کیا بنا ئیگا اب لوگ منع کر رہے ہین کہ حضور ایک تھوڑا توقف کرین ہم سب دھاوا کرکے
اسکو گرفتار کیے لیتے ہین مگر عجیل نے یہی جواب دیا کہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو اس مردود نے اتنا بڑا طعنہ دیا ہی دیکھو تو مین آج جا کر کیا
کارنمایان کرتا ہون کیا اب ہم ایسے ضعیف ہو گئے ہین کہ اس مردود کی یہ زبان درازیان سنکر خاموش ہو رہین یہ کہکر مرکب جھپکا کر
مقابل ایرج ہوا اور کہا کہ او بد ذات بے پیر اب تو ایسا مغرور ہو گیا ہی کہ کسی کو اپنے سامنے موجود ہی نہین جانتا ہمکو اگرچہ پہلے گمان تھا
کہ تو اولاد صاحبقران سے ہی مگر نہین تیری ان حرکتون سے معلوم ہوا کہ تو بیشک اولاد صاحبقران سے نہین ہی آخر کیا اپنی
اصالت پر اِترا رہا ہی کس کے صدقے مین تیری یہ شان و شوکت ہوئی ورنہ تو تھا ہی کیا مگر آدمی کو ایسا بے خود اور بد دماغ نہ ہونا چاہیے
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ بس عجیل بس زیادہ زبان درازیان اور ایسی کہین دریدہ دہنیان اچھی نہین ہوتین اب عجیل آگے نہ بڑھنا خاموش
رہو اور یہ بتاؤ کہ حمزہ صاحبقران ایسا کہان کا بادشاہ تھا ایک پہلوان زادہ تھا صاحبقران ہو گیا ارے اُسپر کیا منحصر ہی
جسکی تیغ اُسی کی دیگ مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند مجھکو بھی امیر اعظم نے صاحبقران کیا ہی اے عجیل میدان کارزار
جنگ و جدال کے لیے ہی نہ کہ قیل و قال کے لیے بہتر یہ ہی کہ تم اسمین کوتاہی نہ کرو اور اپنا کمال و ہنر دکھلاؤ عجیل نے کہا اے ایرج
چونکہ ہستی ہمارا کام نہین ہی اور نہ ہمارا یہ دستور ہی کہ پہلے ہم ہاتھ اٹھائین ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہی اور یہ کہکر نیزہ
عجیل پر مارا عجیل نے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے کا مل تین گھنٹے تک نیزہ بنیزہ کے نکلتے رہے حتے کہ سنانین اور بانین
ناکارہ ہوگئین چھر پر چھڑ لگی پڑنے مانند خلال فراشان کے پرچھے پرچھے اُڑ گئے ایرج نے نیزہ ہاتھ سے پٹک دیا اور گرز گرانی
آسمان رنگ ہشت پہلو پر جکو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور خبردار و ہوشیار کہکر عجیل پر مارا عجیل نے گرز کو گرز پر روکا گرز گرز پر پڑا
کی آواز گنبد گردان تک پہونچی ہزار سے آتش کے بلند ہوئے مگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا مرکب عجیل کا تنگ تک غرق ہو گیا
عجیل تو تنور گرد مین غائب ہو گیا اور ایرج نے کلاہ کو کج کرکے آواز دی کہ زدم ولیست گردم عجیل را یہ آواز سنکر عیار
عجیل کا دوڑ پڑا اندر گرد کے گھس گیا دیکھا کہ عجیل بیہوش کھڑا ہوا ہی ایک سکتہ کی سی حالت ہو گئی ہی سر سے اور ہر بن مو سے پسینہ
جاری ہی مگر شجاعت اسکا نام ہی کہ گرز گران ہر حالت مین مضبوط دونون ہاتھون مین تھا اسمین فرق نہین آیا اور اُسی طرح بہادرانہ

بہادرانہ

چست گھوڑے پر بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھکر عجیبل کو آواز دی عجیبل نے کچھ جواب نہ دیا جب پانی کا چھینٹا دیا تو آنکھ عجیبل کی کھلی جب عیار
نے دیکھا کہ اب کچھ ہوش آیا ہے تو کہا کہ اے عجیبل حریف زیادتی کرتا ہے آپکا کیا حال ہے عجیبل نے جواب دیا کہ کچھ مقام تردد نہیں فضل
کیا خدا نے اور بچا لیا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر باہر نکلا اور آواز دی کہ او مردود کرار دی وکرار پست کردی خبردار ہوشیار یہ کہکر جو ایک
وار گرز کا کیا تو ایرج نے اپنے گرز پہ روکا گرز ایرج کا ٹوٹ گیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی شرارے آگ کے بلند ہوئے جگر
زمین کا ہول سے شق ہو گیا اور مرکب ایرج کا تنگ تک غرق ہو گیا ایرج تو تودہ گرد میں غائب ہو گیا اور عجیبل باہرو نے
آواز دی کہ زدم وبپست کردم ایرج را یہ آواز سنکر عیار ایرج کا دوڑ پڑا گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے گھس گیا تو دیکھا کہ
ایرج بیہوش کھڑا ہوا ہے پلک سے پلک بند ہے رنگ اُڑا ہوا اور سر سر مو سے پسینا جاری ہے بیہوش آنکھیں بند کیے ہوئے گھوڑے پر بیٹھا ہے
عیار نے آواز دی کہ حریف زیادتی کرتا ہے یہ سُنکر فی الجملہ ہوش آیا جب عیار نے پانی چھڑکا تو آنکھ کھلی بس جلدی سے گھوڑے کو
گُدگدا کر باہر نکلا اور آواز دی کہ کرار دی وکرار پست کردی خبردار وہوشیار باش یہ کہکر تلوار ہاتھ میں لی اور عجیبل کی طرف گھوڑا
بڑھایا عجیبل باہرو بھی تلوار ہاتھ میں لیکر ایرج کی طرف بڑھتے تلوار چلنے لگی تا اینکہ کامل تین گھنٹے تک تلوار چلی قریب شام ایرج
کے ہاتھ سے عجیبل باہرو زخمی ہوا لوگ عجیبل کو آکر اُٹھا لیگئے ایرج نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر اپنی اپنی بارگاہ میں آئے
بدیع الزمان نے عجیبل کے زخم میں ٹانکے لگوائے جب عجیبل ہوش میں آیا کہا افسوس اے فلک کجرفتار و اے گردون دوار
تو نے یہ کیا کجروی کی کہ اس پاجی کے ہاتھ سے زخمی کروا دیا اُدھر ملکہ قمر چہر نے جو سُنا کہ عجیبل باہرو ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہو گیا
تو نہایت رنجیدہ ہوئی اور انتہا کا قلق ہوا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ کیوں خواجہ یہ آفتاب پرست بڑے ہی قیامت کا بہادر
ہے جو سامنا کرتا ہے وہ زخمی ہوتا ہے اور اب کوئی اس سے عہدہ برآ ہوتا نہیں معلوم ہوتا عجب طرح کی بات ہے کہ یہ کمبخت نہیں
مرتا ہر مرتبہ اسی کی فتح ہوتی ہے اور یہ کمبخت بلند پروازیاں کرتا ہے اور تکبر و دون کی لیتا ہے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ قمر چہر اگر یہ حرامزادہ
دیو قلیاس شاہزادہ نور الدہر کو نہ لیجاتا اور وہ موجود ہوتا تو وہی اس آفتاب پرست کی خبر لیتا اور اسکو درست کرتا شاہزادہ
کا نام سُنکر ملکہ رونے لگی اور خواجہ سے کہنے لگی کہ ہاں خواجہ اگر وہی زندہ وموجود ہوتا تو پھر کیا تھا اور کاہے کا رونا جھینکنا تھا سارا
رونا تو اسی کا ہے معلوم نہیں اب آیندہ یہ حرامزادہ نور الدہر کے اعزا اور احبا سے کیا کرتا ہے یہ کہکر قصر میں چلی گئی اور یہاں
اہل اسلام کا حال یہ ہے کہ جب بدیع الزمان نے دیکھا کہ اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے میں بھی زخمی ہوا طہماس بھی زخمی ہوا
عجیبل باہرو بھی زخمی ہوئے اسد بھی زخمی ہوا جو گیا زخمی ہو کر آیا اگر پھر ایرج نے طبل جنگ بجوایا تو اُسکی مرتبہ کون مقابلے کو نکلیگا
اور کون جا کر سر تکو سامنا کریگا اور یہ آفتاب پرست کمال بے مروت ہے مطلق پاس ولحاظ نہ کریگا ایک ایک کو ضرور ایذا دیگا
عجیبل سے کہا کہ کیوں اے چچا اب کیا فکر کرنا چاہیے عجیبل بھی سوچ میں ہو گیا اور بدیع الزمان نے بھی سر جھکا کر غور کرنا شروع کیا بعد تھوڑی
دیر کے سر زانوے فکر سے اُٹھا کر عجیبل سے کہنے لگا کہ اے چچا جان میرے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ پر چڑھ چلیے کہ
وہ ایک مقام امن تو ہے اور وہاں جا کر جو جو راستے آنیکے ہوں اُسے بند کر دیجیے عجیبل باہرو نے بھی اس رائے کو پسند کیا
اور آپس میں یہ صلاح ٹھہرا کر راتوں رات پہاڑ پر چڑھ گئے اور ہر طرف سے حریف کے آنیکے راستوں کو بند کر دیا اور مردان جنگی
اور آزمودہ کاروں کو وہاں بٹھلا دیا دوسرے روز ہرکاروں نے ایرج کو بھی خبر پہونچائی کہ خدا پرست پہاڑ پر چڑھ گئے ہیں
اور ہر طرف سے راستے مسدود کر دیے ہیں پہرے بٹھا دیے ہیں یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہے میرے ہاتھ سے
جائینگے کہاں اگر نیر اعظم نے مدد کی تو میں جا کر سبھوں کو مار ڈالونگا اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا میں جب میں کہا کیا کہ
یہاں سے دو چار کوس ہٹکر چلے جاؤ تو نہ گئے اور میرے کہنے کو نہ سُنا اب جیسا کیا ہے ویسا بھگتیں گے بھلا اب میں کب چین لینے
دیتا ہوں اور یہ کہکر حکم دیا کہ کہدیا جائے لشکر سے کہ سب کے سب جا کر ہر طرف سے پہاڑ کو گھیر لیویں اور کسی طرف

کوئی راستہ جانے کا خالی نہ چھوڑیں بموجب حکم ایرج فوراً لشکر آفتاب پرستان نے اُسی وقت کوچ کیا اور گرد پہاڑ کے
اُتر کر پہاڑ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور کوئی چار گھڑی دن رہے ایرج بھی مع رفیقان خاص نہایت کبر و تجبر سے پہاڑ کے سامنے
آیا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو میں تمہیں آگاہ کرتا ہون اور کہے دیتا ہون کہ اگر تم سب کو اپنی جان بچانا ہے اور اپنی زندگی چاہتے ہو
تو بہت جلد پہاڑ سے اُتر کر چلے جاؤ میں تمہیں راستہ دیئے دیتا ہون اور اگر اب بھی نہ جاؤ گے اور میرا کہنا نہ سنو گے تو خوب اچھی طرح
یاد رکھو اور خوب خیال کر کے سنو کہ پھر تم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور ایک ایک کو چُن چُن کے قتل کرونگا ارے میں بڑے
بڑے مستحکم قلعون کو تو خیال میں لاتا نہیں اور اُنکی تو کوئی حقیقت سمجھتا نہیں تو بھلا اس پہاڑ کی کیا حقیقت ہے اور کیا ہستی ہے اسے میں
ایک لمحہ بھر میں تو لے لونگا یہ کلام ایرج کا سُنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ او کافر خاسر جو تجھسے ہو سکے اور جو تیرے بنائے
بن پڑے وہ کر اور کسی طرح کا قصور نہ کر خدائے برحق ہمارا حامی و ناصر ہے اُسی پر ہمکو بھروسا ہے اور اُسی کا خوف ہے سوائے اُسکے
ہمکو رستم کا بھی خوف نہیں ہے تو بھلا تیری کیا ہستی ہے اور تو کیا بنا سکتا ہے بس خاموش کیا لاف و گزاف بک رہا ہے یہ کلام اہل اسلام
کا سنکر ایرج نہایت خشمناک ہوا اور کہنے لگا خیر دیکھو تو کیا سزا دیتا ہون یہ کہکر اپنے خیمے میں داخل ہوا خوب شراب خواری کی
جب خوب نشہ ہو لیا تو حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے کہ ہم کل علی الصباح پہاڑ پر چڑھ کر ان مسلمانوں کا مقابلہ کرینگے بموجب
حکم اُسی وقت طبل جنگ بجا بدیع الزمان کو بھی خبر پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہے کل صبح کو پہاڑ پر چڑھنے کا قصد
ہے یہ سنکر بدیع الزمان نے ارشاد فرمایا کہ رضاً بقضائه تعالی و تسلیماً لامرہ جو اُسکی مرضی یہ کہکر حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگ بجوایا جائے
بموجب حکم بدیع الزمان اس طرف بھی طبل جنگ بجا شب بھر ادھر اور اُدھر تیاری جنگ رہی صدائے ہوشیار باش بلند رہی اُدھر
لشکر اسلام میں آپس میں یہ مشورہ ہوا کہ جس وقت ایرج کا لشکر پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کرے تو اس طرح سب کے سب ایکدم سے تیر باران
کر کے رخ سے پھر جائیں اور یہاں سے ہٹ جائیں کل صبح کا معرکہ اس قسم کا ہے کہ سب کے سب جان لڑا دو اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو
اور اگر تمنے کسی قسم کی کوتاہی کی اور خدانخواستہ بدیع الزمان یا جمیل پر کوئی آنچ آگئی تو بجز جان دیدینے کے کوئی چارہ نہ ہوگا یہ ایسی
بڑی غیرت و حمیت کا مقام ہے اور اُدھر لشکر ایرج میں یہ مشورہ ٹھہرا کہ کل اس طرح ایکدم سے سب ملکر دھاوا کر کے پہاڑ پر چڑھ جاؤ کہ
اہل اسلام سے کچھ چھوٹ جائیں اگرچہ وہ تیر باران کرینگے لیکن مطلق ہراسان نہ ہونا اگرچہ دس بیس آدمی زخمی ہو جائینگے ہو جائیں
مگر جہان تک ہو لڑا دو اور ان اہل اسلام کو گرفتار ہی کر لو الغرض اسی طرح صلاح و مشورے میں دونوں لشکروں نے رات کاٹی
جب شاہ خاور نے مع فوج شعاعی فلک دنیا پر جلوس فرما کر اس جہان بے بنیان کو منور فرمایا تو ایرج مع اپنے لشکر کے قریب
پہاڑ کے آیا اور سپر سر پر رکھ کے قصد کیا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ اُدھر سے تیر چلنے لگے بلکہ پھر جبتک یہ حال معائنہ کیا گھبرا گئی اور
اور نہایت قلق گذرا دیو قلیاس سے کہا کہ او مردے خدا تیرا ستیاناس کرے ارے تو اُس بیچارے فقیر کو دریا میں پھینک آیا
اور اپنے رقیب سیاہ کو مارے ڈالتا ہے اور حامد بن جمشید زنگی جو مجھپر عاشق ہے اُسکا کچھ نہیں بنا سکتا ہے تو جب جانتی کہ جب تو اُسکا
بھی کوئی بال بھی توڑ ڈالتا او موذی اُسی غریب کو ستاتا تھا اور اُسی کی جان لیتا تھا او بیوقوف دیکھ وہ حریف سامنے ہے اور ایرج کو
سامنے سے پھیر دیا ایرج کو دیکھتے ہی دیو قلیاس جوشان و خروشان ایرج کو للکارتا ہوا دوڑا کہ او آدمزاد او ایرج بدنہاد
کہاں جائیگا ایک ہلکے سے طمانچے میں تو تیرا فیصلہ ہی کر ڈالا مردود میں آ پہونچا ارے بولے تجھے مار لون تو اُس زنگی بچے سے
سمجھونگا یہ غل و شور مچاتا ہوا چلا لشکریان ایرج نے جو دیو قلیاس کو آتے دیکھا روح سب کی نکل گئی ایک پکار پڑ گئی کہ بھاگو بھاگو
دیو قلیاس آ پہونچا ہے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا جسکا جس طرف سینگ سمائے چلا جائے بعض لوگوں نے ایرج سے پکار کر
کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ہوشیار و خبردار ہو جیے کہ دیو قلیاس آ پہونچا ایرج تو پہاڑ پر چڑھ رہا تھا جو لوگ اُسکے
پیچھے آ رہے تھے وہ بھی بھاگے ایرج جو مڑ کے دیکھتا ہے تو ایک بھاگڑ سی پڑی ہوئی ہے سبھوں کے قدم ایکدم سے اُکھڑ گئے ہیں لوگ کا

پہاڑ سے اُتر آیا اب جو دیکھا تو دیو قریب آگیا اور آگے بڑھ کر ایرج پر ہاتھ لپکایا جب تک دیو سے اور ایرج سے فاصلہ رہا جب تک
تو خیر ایرج خاموش رہا جیسے ہی دیو ایرج کے مقابل ہوا بس جھٹ ایرج نے دیو کا ہاتھ پکڑ کے جو پوری قوت سے جھٹکا دیا تو
دیو قلیاس منہ کے بل سامنے آیا بس دیو کا گرنا کہ ایرج اُسکے اوپر تھا پیچ گتھ گئے کشتی ہونے لگی کبھی دیو اوپر تھا اور ایرج نیچے اور
کبھی دیو نیچے اور ایرج اوپر تا اینکہ تین پہر کامل کشتی رہی اب جو دور سے اہل لشکر نے یہ معرکہ دیکھا سب کے سب سمٹ کر قریب آگئے
الغرض ایرج کے ہاتھ سے بائیں شاخ دیو کی ٹوٹی ایک شاخ داہنی تو نور الدہر پہلے ہی توڑ چکا تھا اب دونوں شاخیں ٹوٹ گئیں
بائیں شاخ کے ٹوٹتے ہی دیو قلیاس تڑپ کر نکل گیا اور روتا چیختا چلاتا ہوا بھاگا اور گھبرایا ہوا ملکہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ
ملکہ رقیب تیرے زور ہی ہیں تو اب کبھی نہ جاؤنگا ایک شاخ تو نور الدہر توڑ چکا تھا ایک شاخ اسنے توڑ ڈالی معلوم ہوا آدم زاد بہت زبردست
ہوتے ہیں اور خواجہ عمرو سے پوچھا کہ آغا بلبل جب نور الدہر نے میری داہنی شاخ توڑ ڈالی تھی تو تمنے درست کر دی تھی اب
میری بائیں شاخ ایرج نے توڑ ڈالی ہے وہ بھی درست کر دوگے خواجہ نے کہا کہ ہاں دیو قلیاس درست کر دینگے اب ایرج
کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ اس کشتی میں شام تو ہو ہی گئی تھی ایرج نے دیکھا کہ اب تو شام ہو گئی اب رات کو کہاں پہاڑ پر چڑھیں صبح
کو سمجھا جائیگا یہ سوچ کر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ای پہاڑیو آج تو تم دیو قلیاس کی بدولت بچگئے کل بھلا میرے ہاتھ
سے چھوٹ کر کہاں جا سکتے ہو بعد دفع شیر اعظم کل صبح کو تم سب کا خاتمہ ہی کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر افسوس کرتا ہوا اور ہاتھ
پھیرا کہ ہائے افسوس آج دیو مفت ہاتھ سے نکلگیا اگر اسکو گرفتار کر لیتا تو پھر کیا تھا قہر جہ ضرور ہی ہاتھ لگ جاتی یہ سنکر حامد
بن جمشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان شیر اعظم نے تمہاری جان بچائی وہ حرامزادہ نہ ہاتھ آیا تو نہیں سہی ہمکو تمہاری جان کے
لالے پڑ گئے تھے شیر اعظم نے تمکو فتحمند کیا اور وہ مردود تمسے مفرور ہوا ورنہ کہاں دیو اور کہاں آدم زاد بھلا تمہارا اُسکا کیا مقابلہ
تھا مگر خیر بڑے شکر کا مقام ہے یہ باتیں کرتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے صحبت عیش میں جلوہ افروز ہوئے شراب اُڑنے لگی ناچ ہونے لگا
خوشی کی نذریں سرداران لشکر دینے لگے کہ آج ایرج نے دیو سے مقابلہ کیا اور شیر اعظم نے فتحمند کیا ایرج بھی ہنس ہنس کر نذریں
لے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہاں آج شیر اعظم ہی نے جان بچائی ورنہ بچنے کی کون صورت تھی مگر بھائیو کل کا معرکہ بہت بڑھ کر ہے اسلیے
کہ کل میرا قصد یہ ہے کہ جس طرح ہو اس پہاڑ پر قابض ہو جیئے اور ان اہل اسلام کو گرفتار کر لیجیے الغرض ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ
بجوا دیا جائے ہو جب حکم طبل جنگ بجایا گیا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی جب صبح طالع ہوئی تو اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان
اور عقیل ماہرو اور طہماس مع جملہ رفیقان خاص قلعہ کوہ پر متمکن ہوئے اور افسران و سرداران فوج مردان آزمودہ کار کمانیں لیکر
پرستادہ ہو کے بیٹھے اور ادھر سے ایرج بھی مع فوج زیر کوہ آیا اور اُس طرف ملکہ قہر جہ سامنے آکر بیٹھی اور ان آفتاب پرستوں
کی پرستش خدا پرستوں پر دیکھکر کمال قلق و ملال ہوا آنکھوں میں آنسو بھر کے خواجہ سے کہنے لگی کہ کیوں خواجہ تم تو کہتے تھے کہ حضرت
امیر حمزہ صاحبقران آئینگے مگر نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ اب تک تو نہ تشریف لائے اور آج یہ بیچارے پہاڑ والے اس کم
مستنڈے کے ہاتھ سے کاہے کو بچینگے افسوس صد افسوس خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم کوئی خوف نہ کرو ای ملکہ حق سبحانہ تعالےٰ
ان سب کا حافظ و معین ہے اکثر اہل اسلام پر ایسی پریشانیاں گذری ہیں اور اس سے زیادہ مصائب میں مبتلا ہوئے ہیں
مگر پھر بفضل ایزدی بلا دفع ہوئی ہے اور صحیح و سلامت رہے ہیں ای ملکہ تم قدرت خدا کا تماشا دیکھو اور کسی طرح کا غم و ملال
نہ کرو ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ ہماری قسمت میں تو غم و رنج کھانا اور قلق و ملال اُٹھانا ابتدا سن سے مقدر ہوا ہے ہم اسکو
کیا کریں جب سے ہوش آیا اس حرامزادے دیو کی قید میں مبتلا رہے اور طرہ برین یہ کہ اُس شہریار پر عاشق ہوئے اگرچہ
ملجائی نہ تھی مگر دیکھ تو لیتے تھے دل کو تسکین ہو جاتی تھی ای خواجہ دیکھیے سفلہ گری اس چرخ بیدادگر کی یہ بھی اسے منظور نہ ہوا
اُس شہریار کو ہمسے جدا کر دیا اور اُسکے عزیزوں پر یہ بلا نازل ہوئی جسے دیکھ دیکھکر کلیجا پھٹتا ہے ای خواجہ یہ لوگ کیونکر اِس

موںڈھی کاٹنے کے ہاتھ سے بچینگے خواجہ نے کہا کہ ملکہ اطمینان رکھو رنج نہ کرو خدا حامی و ناصر ہی یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا خواجہ رنج تو ہمارا جبھی دور ہوگا کہ جب ہم مرجائینگے یہ سنکر عمرو سمجھانے لگا کہ اچھا دیکھو تو حق سبحانہ تعالے کیونکر انکی نصرت کرتا ہی کس طرح انکو بچاتا ہی الغرض ایرج نے دامن گردانے آستینیں چڑھائین تیغ و سپر ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چلا اور پکار کر کہا کہ ای خدا پرستو آج میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے مین آیا یہ کہکر چلا اور اودھر سے تیر چلنے لگے ایرج تیرون کو خنجر سے کاٹتا ہوا آگے بڑھا اور دو تین گھاٹیان لے لین اب ایک غل ہو گیا کہ آج ایرج آپہونچا اور ایرج برابر پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے ایرج کے دیلم شباط زنگی اور کلید جہنم وغیرہ بھی پہاڑ پر چلے آتے ہین اور ادھر ملکہ قمر چہر ہفت منظر یہ سے دعائین مانگ رہی تھی کہ پروردگار تو ہی ان بیکسون کا حامی و کفیل ہی اور تو ہی بچانے والا ہی ای مالک میرے تیرا ہی سہارا ہی ای خدا یہ خاص تیری پرستش کرنے والے تیرے ہی حوالے ہین اس وقت بیکسی مین تو ہی انکا حافظ ہی پروردگار ان سب کے حال پر خلال پر ترحم فرما اور اس بلا سے انکو نجات عطا فرما اور اودھر شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل با ہرو اور طہماس اور جملہ اہل اسلام دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی تیرے سوا اس وقت بیکسی مین کسکو پکارین اور کسکا سہارا تکین ای مالک ہمارے تو ہی ہمارا حامی و کفیل ہی اور تو ہی ناصر و معین ہی تو ہی خالق ہی اور تو ہی حافظ ہی بار الٰہا اب اس وقت بیکسی مین نہ کوئی حامی اور نہ کوئی ناصر اس پہاڑ پر بیکس و بے پر پڑے ہوئے ہین اور چار طرف سے گھرے ہوئے ہین خداوندا واسطہ اپنی کبریائی کا اور واسطہ اپنی خدائی کا ہم سب کو اس بلا سے نجات دے خداوندا واسطہ اپنے بندگان خاص کا اور واسطہ اپنے پیغمبران اولوالعزم کا تو ہم سب کو اپنے دامن رحمت مین امان دے کہ اس وقت ہم کسی طرف جا نہین سکتے تیری جانب امید ہی اور تیری ہی طرف رجوع ہین اشعار خداوندا شبم را روز گردان + چو روزم اندر جہان فیروز گردان + شبے دارم سیہ چون بخت نومید + درین شب روسفیدم کن چو خورشید + یہ دعا کر رہے تھے اور برابر گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری کر رہے تھے کہ یکایک کیا دیکھتے ہین کہ جانب صحرا سے تتق گرد کا اٹھا کہ سپہر دوار اور چرخ بیدار کو تاریک کر دیا شعر گرد دامن دشت ہا کوہ و اورنگ + گرد سے یہ جا سنا طوطیا رنگ + القصہ جس وقت چادر گرد کی پھٹی اور میدان صاف ہوا تو کیا دیکھتے ہین کہ شاہزادہ چین و ماچین خاقان ابن الخاقان بہرام بن خاقان چین رفیق قدیم حضرت امیر حمزہ صاحبقران اسی ہزار جنگجویون سے پہونچا اور قریب دامن کوہ آکر نعرہ کیا کہ باش او آفتاب پرست باش او عدو سے خدا پرست ایرج بد نہاد نامرد و بے بنیاد ارے جلد پھر وہان سے اور جلد قدم ہٹا وہان سے ورنہ تیرے کل لشکر کو تباہ و برباد کر دونگا اور ایرج اس وقت نیم موورچے لے چکا تھا کہ بہرام قریب آپہونچا ایرج نے جو مڑکے دیکھا کہ بہرام بالکل قریب آگیا بس یہ دیکھکر ایرج نے پشت دست دانتون سے کاٹا اور کہا کہ افسوس صد افسوس بہرام کس وقت پہونچا ہی کہ جب مین پہاڑ لے چکا تھا اسے دل کی آرزو دل ہی مین رہ گئی مصرع فلک را کہ نشان داد بلا را کہ خبر کرد + یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اترا اور طبل بازگشت بجوا کر وہان سے ڈاہی آیا اور اپنے خیمے مین داخل ہوا بہرام نے پہلے کچھ آذوقہ پہاڑ پر بھیجا اور بعد اسکے خود پہاڑ پر گیا بدیع الزمان کا سامنا ہوا دونون رسم مودت و محبت بجالائے باہم بغلگیر ہوئے مزاج پرسی کے بعد کرسیون پر بیٹھے نورالدہر کا حال پوچھا بدیع الزمان نے کل حال نورالدہر کا بیان کیا بہرام سنکر نہایت متاسف و متالم ہوا بعد اسکے بدیع الزمان نے کل حالات ایرج کی بے مروتیون اور گستاخیون کے بیان کیے یہ سنکر بہرام نے کہا کہ خیر یہ آفتاب پرست بڑا بیمروت نکلا جائیگا کہان دیکھو تو کیسی سزا دیتا ہون کہ یہ آفتاب پرست تمام عمر یاد کرے اور بطور کافی تسلی و دلاسا دے کر پہاڑ پر سے اترکر اپنے خیمے مین داخل ہوا یہ حال دیکھکر عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ای قمر چہر دیکھا تم نے قدرت خدا کو وہ بچاتا ہی تو یون بچاتا ہی دیکھو اسنے بدیع الزمان وغیرہ کو بچا لیا اور دفعتہً کیسا مین بہاکر دیا کہ جسکی صورت دیکھکر ان آفتاب پرستون کے قدم اٹھ گئے ای

ملکہ قمر چہر نے ایسے کارنامے بہت دیکھے ہیں کہ اکثر اہل اسلام اس سے سخت تر مصائب میں مبتلا ہو ہو گئے مگر حق سبحانہ تعالیٰ
نے ہمیشہ ان سب کو بچا بچا لیا اور کسی طرح کی کوئی گزند نہیں پہونچی ملکہ قمر چہر نے پوچھا کہ ای خواجہ آخر یہ ہی کون شخص مجھے کچھ بتلاؤ تو
عمرو نے کہا کہ ای ملکہ یہ بادشاہزادہ چین ہی بہرام اسکا نام ہی حمزہ صاحبقران کا رفیق بالتخصیص ہی مگر اتنا زور آور نہیں ہی کہ
ایرج پر غالب آے اور اسپر فتح حاصل کرے یہ سنکر ملکہ قمر چہر کو انتہا کا رنج گذرا اور کمال قلق ہوا ادھر ایرج جو بہر کرنے میں آیا
پوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی زیب بدن کیا اور صحبت میں بیٹھکر حامد بن حمید سے کہا کہ ای حامد میں ہر روز چاہتا ہوں اور ہر چند
کوشش کرتا ہوں کہ ان خدا پرستوں کو قتل کر دوں مگر عجب طرح کی بات ہی کہ ایک نہ ایک رخنہ اس قسم کا ہو جاتا ہی کہ میں بےبس
ہو جاتا ہوں اور مجبوری ہو جاتی ہی اور یہ بچ جاتے ہیں مگر خیر کہاں تک بچینگے اور کہاں تک چھپینگے ایک نہ ایک روز ان سب کو
قتل کرونگا چھوڑونگا نہیں یہ سنکر حامد بن حمید نے کہا کہ ای ایرج پھر ان خدا پرستوں کے قتل کی کیا جلدی ہی اور اُنسے متعرض
ہونے کی کیا وجہ ہی اور کیا حاصل ہی مطلب تو دیو قلیاس سے ہی اگر وہ ہاتھ لگ جاے تو ملکہ قمر چہر ابھی دستیاب ہو جاے اور پھر
کوئی دقت نہیں ہی اُسی کی فکر کیوں نہ کیجاے اور ان ساری کوششوں کا اثر دیو قلیاس ہی پر کیوں نہ ڈالا جاے جو صرف
ایک ذراسی بات کی بات کے لیے پہلے انکا مقابلہ کر کے قوت کو کم کیا جاے اور بعد اُسکے دیو قلیاس سے بکمزوری مقابلہ کیا جاے
کیونکہ جب پہلے ان خدا پرستوں سے مقابلہ ہوگا تو ضرور فوجی قوت کم ہو جائیگی پھر باین کم قوتی دیو قلیاس کا مقابلہ کیونکر ممکن ہی
بہتر یہ ہی کہ پہلے دیو قلیاس ہی کی خبر لیجاے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہاں تمنے خود دیکھ لیا کہ وہ بھی میرے ہاتھ سے نکلگیا اور بچنے
میں اگر چھوٹ گیا مگر خیر سمجھ لیا جائیگا اگر بہرام خطرہ نے اعانت کی تو اُسکو بھی گرفتار کرتے ہیں اور جب وہ ہاتھ آگیا تو پھر ملکہ قمر چہر کا
ملنا کتنی بڑی بات ہی مگر جب تک ان خدا پرستوں کو قتل نہ کر لونگا مجھے چین نہ پڑیگا میں بغیر مارے ان سبکو نہ چھوڑونگا یہ کہکر
خوب نشہ شراب میں چور ہو کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا ہرکاروں نے یہ خبر بہرام کو بھی پہونچائی
کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی یہ سنکر بہرام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا دیا جاے بموجب حکم اُسی وقت
طبل جنگ لشکر بہرام میں بھی بجایا گیا شب بھر دونوں لشکروں میں غلغلہ رہا جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر صف آرا ہوے میدان
نبرد ہوے ایرج خود میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی اس طرف خود بہرام مرکب خوش خرام پر سوار ہو کر مقابل ایرج ہوا ایرج
تیغ آور زن ہوا ادھر بہرام نے سپر پر تیغ روکی مرکب برابر سے پہنچے ہاتھے رانوں میں ملکر مرکبوں کو ایک دوسرے سے مقابل کیا بہرام
نے کہا ای ایرج خیال تو کر تجھے اور شاہزادہ نور الدہر سے کیا رشتہ اور نسبت اور کیسی ملاقاتیں رہا کی ہیں یاد نہیں ایک دم سے
ایسے بےمروتی سے پردے آنکھوں پر ڈال لیے کہ بالکل خیال و پاس نہیں رہا گویا نور الدہر سے واقفیت ہی نہ تھی ایرج نے کہا کہ
ای بہرام تجھے خود خیال نہیں کیا یہ مقدمہ ناموس کا ہی میرے ملازم کا ناموس خیمہ بدیع الزمان کے سامنے تھا میں نے بدیع الزمان
سے ہر چند کہا اور سمجھایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ یا دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرو بدیع الزمان نے ایک نہ مانا اور تجمل باہر و
نے سماعت کی اُسوقت میں مجبور ہو گیا اور تاب تحمل ہاتھ سے جاتا رہا اور سنو ای بہرام کسی کو اپنا ناموس دکھانا گوارا ہوگا
اور حامد بن حمید ملازم کہنا میرے لشکر کا بادشاہ ہی اُسکا ناموس گویا مجھے کیونکر گوارا ہوتا یہ سنکر بہرام نے کہا کہ ای ایرج کچھ
خیال کر اور دماغ کو درست کر جسپر کہ نور الدہر عاشق ہوا اُسکی نسبت تو یہ کہے کہ میرے ملازم کا ناموس ہی ارے کمبخت تجھے خود تو اُسطرف
نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سخت نازیبا ہی نہ کہ تیرا ایک ملازم یہ کلام بہرام کا سنکر ایرج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای بہرام کیا میں کوئی
نور الدہر کا دلیل تھا جو اُس سے دب جاتا اور اول تو مجھے خبر ہی کب تھی کہ نور الدہر یہاں عاشق بنا ہوا بیٹھا ہی حامد بن
حمید زنگی ملکہ قمر چہر کی تصویر پر مدت سے عاشق تھا جب میں نے حامد کو نوکر کیا تو حامد نے یہ شرط مجھسے کی کہ ای ایرج
اگر تو میری معشوقہ کو مجھے دلوا دے تو البتہ میں آفتاب پرست ہوتا ہوں میں نے اس شرط کو منظور کر لیا تھا اور اسی

وعدہ پر مین اُسکو یہان لایا اب مین دیو کو مارکر ملکہ قمر چہر کو دلوا دونگا خیر اب بہتر یہ ہی کہ تو ان سبھون کو پہاڑ سے اُتار کے جہان
چاہے لیجا مین معترض اور مزاحم نہ ہونگا اور نہین تو ای بہرام یہ یاد ہی رکھنا کہ پھر اگر امیر حمزہ صاحبقران بھی آ ئینگے
تو اُنکو بھی نہ ٹھہرنے دونگا بہرام یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اور نہایت غصے سے کہنے لگا کہ ای آفتاب پرست تجھے تیرا غرا ہی
خیر معلوم ہو جائیگا ایرج نے کہا کہ بہرام سنبھل تو بھی ان سب کے ساتھ جاہل بنتا ہی چالے جا کنارے بیٹھ رہ اور اپنی خیر منا
کیون شامتین آئین ہین اور اگر کچھ دم داعیہ ہو تو آگے بڑھ اور جو حربہ تیرے پاس ہو بلند کر بہرام نے کہا کہ یہ ہمارا معمول نہین
ہی اگر تیرا جی چاہے تو تو پہلے وار کر اگر تیرے حملے سے خدا نے بچا لیا تو پھر مین بھی حربہ کرونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر بہتر ہی خبردار
وہوشیار یہ کہکر ایرج نے بہرام کے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر روکا کئی گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار
ایرج نے نیزہ بہرام کا نکالدیا گرز بازی ہونے لگی کئی گھنٹے تک عمود بازی ہوا کی کہ اُسی عمود بازی مین گھوڑا بہرام کا
مارا گیا آخر کار نوبت بہ تیغ زنی رسید شام تک تیغ زنی ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ بہرام ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر اُسی غصے مین جو
بہرام نے پوری قوت سے تلوار ایرج کے ماری تو سپر کو کاٹ کر ایرج کے سر پر پڑی کوئی دو اُنگل کا زخم آیا ایرج نے
جھنجلا کر دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی طبل بازگشت بجادیا گیا
دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین واپس آئے بہرام تو بیہوش تھا لوگ اُسے لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے لیکن ایرج تو میدان کارزار
سے نہایت ہی خوش خوش اپنی بارگاہ مین آیا جلدی جلدی زخم مین ٹانکے لگوائے اور پھر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے
بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے بدیع الزمان کو یہ خبر پہونچائی بدیع الزمان نے بھی حکم دیا کہ اس طرف بھی نقارۂ
رزمی بجایا جائے بموجب حکم اس طرف بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو ایرج پہاڑ کے نیچے آیا کہا
کہ ای خدا پرستو آج میرے ہاتھ سے چھوٹکر کہان جاؤ گے روز بچتے چلے آتے ہو اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ اگر زندگی ہی تو آج بھی
اسی طرح بچینگے اگر قضا نہ ہوگی تو تو کیا مرد دو دہی رستم تو کچھ بنا نہین سکتا تو ہی کس بھلاوے مین اور ادھر ملکہ قمر چہر ہفت منظر
سے بیٹھی دیکھ رہی تھی خواجہ سے کہنے لگی کہ اس موے کا سر کوئی نہین کچلتا اور کوئی اسے سزا نہین دیتا یہ موا ان بیچارون پر ظلم کر رہا ہی
ای خدا واسطہ اپنی خدائی کا جلد اس موے کے زور کو ڈھا دے تیری لاٹھی بے آواز ہی خداوندا اس مردے مونڈی کاٹے نے
کیسا سر اُٹھایا ہی ارے ایک تو وہ سب اُس شہریار کے غم مین مبتلا ہین دوسرے وہ سب زخمی ہین اور اُسپر اس کمبخت کو
کسی طرح کا رحم نہین آتا ہاے کمبخت خدا ہی تجھے سمجھے اور تیرا ستیاناس جاے خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم خاطر جمع رکھو یہ سب
زندہ و سلامت رہینگے کوئی بال بھی انکا نہ بیکا کر سکیگا تم ناحق رنج و ملال کرتی ہو القصہ ادھر تو ایرج نے جانب کوہ رخ کیا
دامن کوہ کے نیچے کھڑا ہو کر سپر تلوار ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چلا اور اُدھر اہل اسلام دعائین مانگنے لگے کہ خداوندا اپنا رحم ہم مسلمانون
کے حال پر شامل فرما ہمکو اس بلاے بد سے نجات دے اسوقت بیکسی ہین سوا ے تیرے سکو پکارین اور کسکی حمایت اور
دامن رحمت مین چھپین فانت حسبنا و نعم الوکیل ابھی پوری دعا اہل اسلام کی تمام نہ ہوئی تھی کہ یکایک ایک گرد جانب صحرا سے
نمودار ہوئی بدیع الزمان نے چند ہرکارون کو استفسار و استخبار کے لیے روانہ کیا کہ دیکھو جاکر یہ گرد کیسی ہی اور کون
آتا ہی اور ایرج بھی مڑ مڑ کے دیکھنے لگا کہ خداوندا یہ گرد کیسی ہی اور کیا معرکہ ہی کہ یکایک دامن گرد کا شق ہوا دیکھا
کہ چھ سو علمدار باعلمہاے زرفشان چلے آتے ہین پھریرے اُنکے آبی رنگ کے ہین مچھلیان رُپہلی اور سنہری پھریرون پر
بنی ہوئین علمدار بھی آبی لباس پہنے ہوے ہاتھیون پر بیٹھے ہوے ہین اور جھولین ہاتھیون کی بھی آبی رنگ کی زردوزی کام
اُنپر بنا ہوا اُنکی پر آئینے حلبی شیشے ہوسے کے سبز مخمل کی زنجیرین بندھی ہوئین خرامان خرامان جھیلتے ہوسے آتے ہین
اور پیچھے اُنکے ہتھنیان شتر نالین فیلیان باتون کی غول خاصبرداروں کے نہایت تزک و احتشام سے چلے آتے ہین اور آگے

فوج کے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے فوجی لگل ہوتا ہوا چلے آتے ہیں اور آگے آگے داراب کشور کشا پیچھے پیچھے تخت پر کشورشاہ
غل و زنجیر میں گرفتار چلا آتا ہے جو ہرکارے بدیع الزمان تک پہنچے تھے اُنھوں نے فوج سے استفسار کیا کہ یہ کون بزرگ ہے
جو بایں کر و فر تخت شاہی پر چلا آتا ہے اور اسکے مسلسل ہونے کی کیا وجہ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ داراب کشور کشا ہے جو آگے
آگے چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے کشور کشا ہے ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہو گیا ہے اور جوش عشق میں آپ سے بے آپ ہو گیا ہے
اس واسطے اسکو مسلسل کر لیا ہے داراب شاہ اسکو لیکر اسلیے آیا ہے کہ ملکہ قمر چہر کو اس سے ملا دے کہ یہ جنون اسکا جاے
الغرض جب داراب قریب کوہ آیا تو آواز گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کی سُنی دریافت کیا کہ اس پہاڑ پر کون ہے اور اسقدر
بیقراری کی کیا وجہ ہے معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل ماہرو اس پہاڑ پر ہیں نہایت درجہ زخمی ہو رہے ہیں اور
ایرج نے اُنپر چڑھائی کی ہے وہ بیچارے انتہا سے اضطرار میں بدرگاہ جناب باری بصد بیقراری مناجات کر رہے ہیں اب
جو غور سے دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ فی الواقع ایرج مع فوج زیر کوہ کھڑا ہوا ہے اور چین جبین سے آشکارا ہے کہ اسکا قصد
یہ ہے کہ پہاڑ پر چڑھ کے مقیمان کوہ کو قتل کرے بس یہ حالت ملاحظہ فرما کے مرکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور پکارا کہ اے ایرج
بدنہاد ہٹ اُس طرف سے اور جلد پھر وہاں سے ہرگز یہ طریقہ بہادروں کا نہیں ہے کہ زخمیوں پر چڑھائی کریں اور حالت
بے بسی میں کسی سے مقابلہ کریں اسکے تئیں کچھ بھی لو سے غیرت و حمیت ہے یا نہیں یہ کلام داراب کا سُنکر ایرج اُدھر سے
پھرا اور کہنے لگا کہ اے داراب مجھے سخت تعجب ہے کہ تم کب سے انکے دوست بن بیٹھے اے داراب خیال تو کرو کہ یہ کون لوگ
ہیں ارے یہ وہی تو ہیں کہ جنھوں نے تمھارے جیسے محسن کو ہمارے تمھارے پاس سے نکلوا دیا ارے انکو تو وہاں مارے جہاں
پانی بھی دستیاب نہ ہو اور تم انکے ساتھ یہ دوستی کا برتاؤ کرتے ہو تمھاری دانش و فراست سے بہت بعید ہے داراب نے کہا
کہ میں تو انکی طرفداری ہرگز نہیں کرتا اور نہ انکے میرے دوستی ہے نہ کوئی غرض مطلب ہے مگر یہ نہ ہوگا کہ ایسی حالت میں جبکہ
وہ بے بس اور مجروح ہیں تو اُنکو ایذا پہونچاے کیونکہ یہ آداب سپاہیانہ کے بالکل مخالف ہے اور کوئی جوانمرد اور سپاہی ایسی
حرکت نہ کریگا کہ کسی سپاہی کو حالت مجبوری میں قتل کرے یا گرفتار کرے اسلیے کہ اگر حالت مجبوری میں کسی سپاہی کو قتل کیا یا
گرفتار کیا تو سواے اسکے کہ لوگ نامرد اور بُودا کہینگے اے ایرج اس ارادے سے باز آؤ جس وقت وہ اچھے ہو لینگے اور یہ
حالت بیکسی اُنپر سے رفع ہو جائیگی اُس وقت تمھیں اختیار ہے پھر ہم مانع نہ ہونگے مگر اسوقت ہم تمھیں پہاڑ پر نہ جانے دینگے
اور اگر تم انصاف سے خیال کرو تو میں تمھاری ہی دوستی کرتا ہوں اس واسطے کہ تمکو اُس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہوں
کہ جسکو خلقت بد کہتی ہے اور اپنے ہی اگر خیال کرو تو وہ بھی بڑے بہادر لوگ ہیں تم سے کوئی پایہ کمی کا نہیں رکھتے ہیں اتفاقات روزگار
اسوقت وہ ناچار ہو گئے ہیں بس تمکو بھی ایسے وقت میں مزاحمت کرنا خلاف ہمت و جرات ہے اسوقت اُنکے قتل سے باز آؤ یہ
کلام داراب کا سُنکر ایرج نے کہا کہ سُنو اے داراب میں نے ہرچند انکو منع کیا اور سمجھایا کہ دیکھو تم یہاں سے چلے جاؤ
دو چار کوس ہٹ کر خیمہ استادہ کرو کہ میرے ملازم کا ناموس یہاں سے قریب ہے اُنھوں نے مطلق خیال نہ کیا اور ایک دل لگی
سمجھکر ٹال دیا یہ سُنکر داراب بول اُٹھا کہ کیا خوب یہ تو بات ہی اور نئی اُپج ہے آپ جنگل پر اپنی حکومت جتاتے ہیں اور صحرا پر
عکام و خانہ کرتے ہیں بیچے اب ایک میں ہی آیا ہوں میرا اٹھنا بیٹھنا تمکو ناگوار ہوگا اور تمکو بھی یہاں نہ اُترنے دونگا اے ایرج
یہ تمھیں کیا سوجھی ہے ایک ذرا ہوش میں آؤ حواس درست کرو عقل سے کام لو یہ کیا سوجھی ہے میں تو صاف بات خوب جانتا ہوں
اور کسی کی لاگی لپٹی نہیں رکھتا اور صاف ہی صاف کہونگا تم چاہے خوش ہو اور چاہے ناراض ہو میاں تمکو تو اپنے کینہ دیرینہ ہی
اچھا اگر یہی تو ہم اسوقت تو میں تمکو ہرگز اُنپر نہ جانے دونگا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تم بھی بر سر فساد آئے ہو
میں تو یہ چاہتا تھا کہ میرے تمھارے دوستی ہی قائم رہے اور نہ بگڑے مگر تمکو خود نہیں منظور اور تمھاری بھی خواہش ہے کہ جب

تمسے بگڑے اور رنج و ملال ہو تو خیر مین مجبور ہون کیا کرون یہان تو ہرگز تمہارے کہنے کو نہ مانونگا اور ایک نہ سنونگا یہ سنکر داراب
نے کہا کہ سنو ای ایرج اول امر تو یہ ہے کہ کوئی بہادر اور کوئی دلاور یہ نہ دیکھ سکیگا کہ کسی غریب و بیکس پہ کوئی ظلم کرے دوسرے
یہ کہ میرا بادشاہ بھی تو ملکہ قمر چہرہ پہ عاشق ہے تو کب گوارا ہوگا کہ رقیب یہان رہے میرے تمہارے تو فساد اور رنج ہر نوع
رکھا ہوا ہے کہین لینے تھوڑی جاتا ہے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اگر یہی بات ہے تو مین بھی کوئی پروا کسی کا نہین رکھتا اور کسی قسم کا خوف نہین
رکھتا واقعی مین کسی کو یہان نہ آنے دونگا نہ ٹھہرنے دونگا اسکا کہنا کیا ہے اب ایک بات ظاہر ہی ہے یہ سنکر داراب نے کہا کہ
خیر بہتر ہے جو تجھسے ہو سکے تو قصور نہ کر اور جو بناے بن سکے اسمین کوتاہی نہ کر پہلے میرے تیرے فیصلہ ہو جاے تو اچھا ہے اور
بہت انسب ہے ایرج نے کہا کہ ہم تو ہر چند چاہتے ہین اور یہ بڑا عظیم یہی خواہش ہے کہ تمسے نہ بگڑے اور لڑائی نہ ہو مگر جب
تمہارے یہ ارادے ہین تو خیر کیا مضائقہ ہمین کو دیکھین میدان بڑھو آگے یہ سنکر داراب نے برچھا اپنا اٹھایا لیکن اس طرف
عمرو اور ملکہ قمر چہرہ بھی سامنے سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ملکہ قمر چہرہ نے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہے جو ایرج سے یون گفتگو کرتا ہے
خدا ایسا کرے کہ اس مردے کا یہی سر کچلکر تحت الثری کو پہونچا دے خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ داراب ہے اور دوسرا شخص
داراب شو کشا ہے جبکہ مین ایرج کے پاس سے نکلا ہون تو مین اسی کو صاحبقران بناکر حمزہ سے لڑوانے لایا تھا بڑا بہادر
اور صاحب ہمت و حوصلہ ہے اور نہایت ہی حسین و خوبصورت ہے ایسا بہادر کم دیکھا گیا ہے تمہاری طبیعت تو اسپر ضرور ہی
آئی ہوگی ملکہ نے کہا کہ بس خواجہ بس ایسی باتین مجھسے نہ بنایا کرو یہ ٹھٹولے کسی اور ہی سے کیا کرو واہ خواجہ تمہاری بھی جو
حرکتین ہین وہ فضل خدا سے ایسی ہی ہین واہ واہ واہ رے خواجہ ہین تو ایسے ایسے ہزار حسین و خوبصورت شاہزادہ نور الدہر
کے ناخن پا پر سے صدقہ کرتی ہون خدا اسکو پھر زندہ و سلامت جیتی زندگی مین دکھاے تو جانون یہ کہکر ملکہ قمر چہرہ آنکھون مین
آنسو بھر لائی اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہنے لگی کہ ای خدا مجھے جیتی زندگی شاہزادے کے دیدار سے مشرف کر دے
تو مین جانون ادھر تو یہ گفتگو ہے ادھر داراب اور ایرج سے خوب نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے کیونکہ یہ دونون ایک ہی
استاد کے سکھاے ہوئے ہین یعنے ان دونون کو فنون سپاہگری مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے تلمذ ہے الغرض بعد گرز بازی
کے تیغ زنی ہونے لگی تا اینکہ ایرج نے خوب بہلا دے کر خوب پوری چوٹ تاک کر ایک تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر داراب
کے سر پر آئی اور تا دو ابرو کاٹ گئی زخم بہت کاری لگا داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر خون کی چادر
سر سے جاری ہوئی داراب نے نہایت پھرتی سے بعجلت تمام اپنے زخم کو باندھ کر جو ایرج پر تلوار لگائی تو سپر کو
کاٹ کر سر پر آئی تھی کہ ایرج نے خالی دی اور سر اپنا ہٹا لیا تلوار گردن مرکب پر آئی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی ایرج گھوڑے
پر سے کود پڑا اور داراب بیہوش ہو گیا ایرج نے آواز دی کہ زود مردم ولیت کردم جلد داراب کو اٹھا لے جاؤ یہ آواز
سنکر لوگ داراب کو پالکی پر ڈالکے لیگئے یہ حال دیکھکر ملکہ قمر چہرہ بہت اداس ہوئی اور ایرج کو کوسنے لگی کہ خدا وندا
اس موذی کا سر کا جلد ستیاناس کر یا یہ مواسنڈا کسی طرح نہین مارا جاتا اور کوئی اسکا سر نہین کچل سکتا جو اسکے مقابل
ہوتا ہے مجروح ہوتا ہے خداوندا یہ کیا سحر ہے اور کیا ساحر ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ تم ہراسان نہ ہو اور گھبراؤ نہین انشاء اللہ العزیز
شاہزادہ نور الدہر ہی آکر اسکی درستی کریگا اور وہی اسکا سر کچلیگا اور حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی اب آتے ہی
ہونگے لیکن ایرج بزیر کوہ آکر اہل اسلام کو پکارا کہ ای خدا پرستو آج بھی تم داراب کے سبب سے بچگئے خیر کل کہان
میرے ہاتھ سے جاؤگے یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ جادو ہی ہوا رے خداے ما بزرگ است وہی بچانے والا ہے
اگر ہماری زیست ہے تو وہ ہر نوع ہمین بچائیگا اور تو ہر روز واپس جائیگا یہ سنکر ایرج نہایت ہی غیظ و غضب مین
پیچ و تاب کھاتا ہوا پھرا اور اپنے خیمے مین بیٹھتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا رات تو جوانان

گذر گئی صبح کو ایرج نے پہاڑ پر یورش کی اور لڑ بھڑ کر گھاٹیاں لے لیں یہ حال دیکھکر اہل اسلام میں ایک تہلکہ پڑ گیا اور ایک
تلاطم پڑ گیا کہ اب یہ آفتاب پرست آیا اور اب آیا بدیع الزمان اور عمرو اور طہماس کے زخموں پر مرہم کی پٹیاں چڑھی ہوئی
تھیں مگر نام خدا لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور تلواریں ہاتھوں میں لیکر کہنے لگے کہ آتا ہے تو آنے دو ہم لڑینگے اس بدبخت سے اور ہم سمجھ
لینگے اس آفتاب پرست کا خداوند تو مالک و حامی ہے مگر غصے میں جو اٹھے تو ٹانکے زخموں کے ٹوٹ گئے اور بیہوش ہو کر گر پڑے
اور ایرج اب قریب پہونچکر لڑنے لگا لیکن ادھر ملکہ مہر چہر دست بدعا ہے کہ خداوندا تو ان بیکسوں پر رحم و کرم فرما اور ان بیچاروں
کی جانوں کو بچا لے اور ادھر اہل اسلام دعا و بکا کر رہے ہیں کہ ای ناصر و معین مدد کر اور اسوقت ہماری خبر لے سوا تیرے
کسکو پکاریں اور کسکے پاس فریاد لیکر جائیں کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی جب گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ اسد بن
کرب غازی بارہ ہزار سواران جرار سے آتا ہے اور چالیسوں رفیق اسد کے ہمراہ رکاب ہیں القصہ اسد بن کرب قریب آکر
اپنے رفیقوں سمیت تلوار کھینچکر لشکر ایرج پر گرا بہت سے لوگوں کو قتل کیا بہت سے خیمے لشکر ایرج کے گرا دیے اور جلا دیے
یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد بن کرب بارہ ہزار سواروں سے آپہونچا اور بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کیا کئی ایک خیمے جلا دیے
کمال درجہ آزردہ خاطر ہو نصر طراول سے کہا کہ ای نصر طراول جلد جا کر اس دیوانے کو باندھ لا اور دیر نہ کر میں خود جاتا مگر مجبور
ہوں کہ یہ معرکہ عنقریب فتح ہوا چاہتا ہے اگر میں چلا گیا تو پھر یہ معرکہ رہ جائیگا یہ سنکر نصر طراول اسی وقت روانہ ہوا بعد روانگی
نصر طراول کے ابن صبا کو بھی روانہ کیا کہ تو بھی جلد جا اور اس دیوانے کو جلد پکڑ لا یہ سنکر ابن صبا بھی عقب میں نصر طراول کے
اسد کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ او دیوانے کہاں جاتا ہے ٹھہر کہ میں آپہونچا او اسد کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ میں آپہونچا
القصہ قریب آکر اسد پر ایک تلوار ماری اسد نے پشت تیغ پر روک لے جو ایک ہاتھ نصر طراول نے جمایا تو سپر کو کاٹ کر سر پر
بیٹھا کہ تا ابرو اتر گیا نصر طراول جھٹ پٹ زخم کو باندھ کر بھاگا اسد نے ایک کر اور ایک ہاتھ رسید کیا کہ پہلو بھی
نصر طراول کا مجروح ہوا اور یہ کہکر بھاگ گیا کہ پڑا لوگ بیچ میں آگئے کہ اتنے میں ابن صبا بھی پہونچگیا اور للکارا کہ او دیوانے یہ کونسی
بہادری ہے کہ تو بھاگ بھاگ کر لڑتا ہے تجھے کچھ بھی حیا آتی ہے یا نہیں یہ سنکر اسد نے آواز دی کہ او مردود کیا بکتا ہے کھڑا رہ تیری بھی
قضا آئی ہے تو بھی لیتا جا کہاں جائیگا یہ کہکر قریب آ پہونچا تر کے آکر جو ایک تلوار پوری قوت سے ماری تو اسکا بھی سر کھلگیا جان لیکر
بھاگا اسد نے دوسری تلوار اور ماری کہ اسکا بھی پہلو شگافتہ ہو گیا یہ بھی دو تلواریں کھا کر چلتا ہوا یہ خبر ایرج کو بھی معلوم ہوئی
کہ دونوں سپہ دونوں اسد کے ہاتھ سے زخمی ہوئے سر اپنا پیٹ لیا اور دیلم شباط زنگی سے کہا کہ ای دیلم اب تو جا وہ دونوں تو
زخمی ہوگئے تو ہی اسکو گرفتار کر لے دیلم یہ حکم سنکر جھپٹا اور اسد کو للکارتا ہوا بڑھا قریب آکر ادہ پشت نہنگ اسد پر مارا
اسد نے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیے اور سمند دیلم کی کمر پر مارا کہ تیغ کش اور چہار قب کو کاٹ کر کمر پر پڑا کہ خوب کاری زخم
آیا دیلم ہاے کر کے اسی پہاڑ کی طرف جھک گیا اسکے اٹھتے ہی اسد نے ایک تلوار سر پر ماری کہ سپر کو کاٹ کر جا اٹکی میں
دیلم کے اتر گئی دیلم تلوار کھا کر پھر اٹھا تھا کہ اسد نے ایک تلوار شانے پر ماری کہ خود پر زخم آیا دیلم نے آواز دی کہ یارو
دوڑو پکڑو تو اسد نے بالکل چکر دے کر آواز دی اسکے آواز دیتے ہی اسد نے اور ایک ہاتھ جمایا کہ گرا اور دیلم کا قلم ہوگیا
اور دیلم دھڑ سے منہ کے بل زمین پر آیا اسد نے چاہا کہ دیلم کا کام تمام کر دوں کئی سو زنگی بیچ میں آگئے اور دیلم کو اٹھا لیگئے
لیکن جب یہ خبر ایرج کو معلوم ہوئی کہ اسد نے دیلم کا بھی خاتمہ کیا جہان آنکھوں میں ایرج کی تیرہ و تاریک ہوگیا کہ ہا
افسوس دیلم بھی سخت زخمی ہوا مجبور و ناچار ہوکر اہل اسلام سے یہ کہکر پھر آکہ ای خدا پرستو خیر اس دیوانے کا پہلے کام تمام
کر لوں تو پھر سمجھونگا جو دیر کی زندگی ہے وہ ہے پہاڑ کے نیچے اترا یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ او کافر خاسر خدا ہمیں بچائیگا
کہ ہم اسی کی ذات پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں وہی ہمارا معین و حافظ ہے القصہ ایرج پہاڑ سے اتر کر اسد کی طرف للکارتا ہوا

چلا کہ او دیوانے کٹہارہ مین آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کدہر جائیگا اسد نے جو ایرج کو آتے دیکھا تو نہایت ہراسان ہوا اور
اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ ای یاران من امروز روز فنای من است اسلیے کہ اگر آج یہ بزاز بچہ میرے ہاتھ سے نہ مارا گیا تو آج مین اپنی
جان ضرور دیدونگا یہ سنکر سبھون نے عرض کیا کہ حضور مضطر و پریشان و ہراسان نہ ہون ابھی تو وہ آفتاب پرست دور ہی
چلے چلیے اسد نے جواب دیا کہ مین اُس سے خائف تھوڑی ہون اور یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کے دوڑا اور للکارا کہ او کرپاس فروش
بچہ بازاری ہوشیار باش کہان جائیگا میرے ہاتھ سے آج تو مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا دیکھ خبردار ہو کہ آج تیری قضا آپہونچی
او نامرد کٹہارہ یہ کہتا ہوا ایرج کے برابر مثل شیر غضبناک کے آیا اور آتے کے ساتھ ہی نہایت پھرتی سے ایک تلوار ایرج پر
ماری کہ ایرج کو سنبھلنا دشوار ہوگیا مگر جون تون سپر پر وار اسد کا روکا سپر تو دو ٹکڑے ہوئی ایرج نے سر اپنا گھوڑے کے
پٹھے پر رکھ دیا تلوار اسد نوجوان کی گردن مرکب پر اتری کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی اور ایرج پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ
گھوڑے سے کودنا مشکل پڑگیا مع مرکب دھڑ سے زمین پر گرا اسد نے اُسی حالت مین ایک تلوار شانے پر ماری کہ شانہ ایرج
کا لنشانہ ہوگیا اب نیچے ایرج اور اوپر گھوڑا اسد نے گھوڑے کی پشت پر جو ایک ہاتھ مارا تو ایک گھوڑے کے دو کر دیے
اور تمام بوجھ اُسکا ایرج پر گرا کہ دم اُسکا گھٹنے لگا اسد نے چاہا کہ ایک ہاتھ اور رسید کرکے خاتمہ ہی کردون کہ حامد
بن حمید زنگی نے پکارکر کہا کہ یاران من بدوید ایرج کو اسد مارے ڈالتا ہی ارے بچاؤ ایرج کو یہ آواز حامد کی سنکر ہزار ہا زنگی
دوڑ پڑے اسد نے دیکھا کہ اب اگر ایرج نکل آیا تو بچنا دشوار ہوجائیگا اور ایرج کو مارا بھی ایسا ہی کہ بھلا کچھ دنون تو یاد کریگا
بس یہ سوچ کر گھوڑا اُٹھاکر روانہ ہوا اور بوق بجا دی کہ ای یاران من بدر روید جتنے لوگ ہمراہیان اسد تھے سب ہٹ کر اسد کے
ساتھ ہوئے اور اسد صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہان ایرج کو لوگون نے نہلایا دُھلایا زخمون مین ٹانکے لگوائے جب ایرج
کو ہوش آیا تو اپنی حالت دیکھکر نہایت رنج کیا اور کہنے لگا کہ یار کچھ نہین بن پڑتا کہ اس دیوانے کی کیا فکر کرون اس کمبخت نے
تو ناک مین میرا دم کر دیا ہی بھاگ بھاگ کے پھر آتا ہی اور ادہر اُدہر غائب ہوجاتا ہی اور پھر آتا ہی اور دق کرتا ہی کیا کیا رنج
اور صدمے اسکے ہاتھ سے مین نے اُٹھائے اور کیسے کیسے افکار و تدابیر کیے مگر یہ کمبخت کسی طرح ہاتھ نہین آتا اور ہر مرتبہ نکلا جاتا ہی
اور اس طرح بلا کی شکل لگا ایک آپڑتا ہی کہ مجھے اپنے کو بچانا دشوار ہوجاتا ہی مگر خیر نیر اعظم کی مدد چاہیے سو دن چور کی تو ایک
دن شاہ کی بھی ہو ہی جائیگی کسی دن تو پھنسے لگ ہی جائیگا آج بھی نیر اعظم ہی نے مدد کی مین بچگیا ورنہ اُسنے تو کوئی دقیقہ میرے
قتل مین فروگذاشت نہین کیا تھا اگر حامد بن حمید آواز دیکر ان زنگیون کو نہ بلاتا تو میرا کام ہی تمام تھا واقعی یہ اسد بن کرب عجب
سخت بلا ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا بعد اُسکے دیلم شاطر زنگی اور نقشبند طرار دل اور راست صبا کے بھی زخمون مین ٹانکے لگوائے اور پھر
حکم دیا کہ طبل جنگ بجادیا جاے بموجب حکم اُسی وقت طبل بجایا گیا اور ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوئے کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوادیا ہی اور یہان کا حال سُنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان مع جبیل باہر و طہماس وغیرہ سب کے سب متعجب و متحیر ہین اور کہتے
ہین کہ امیر حمزہ صاحبقران نے جو کام اٹھارہ برس کے سن مین پردہ قاف مین کیا تھا اُس سے بہتر اسد نے کام کیا واقعی کیا
بہادری کی ہی اور کیا دل و جگر اور کیا جیوٹ اور حوصلہ اسد کا ہی واہ واہ کیون نہ ہو آخر کسکا پوتا کسکا نواسا اور کسکا بیٹا ہی
اگرچہ ہمنے بھی کیسے کیسے معرکے فتح کیے کیسے کیسے شبخون و روزخون فوج لقا اور رنجاب بن گنجوب پر مارے مگر اس وقت تو
ہمسے بھی اسد گوے سبقت لیگیا خدا اسکو نظر بد سے بچاے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ایرج نے
طبل جنگ بجوادیا بدیع الزمان نے یہ سنکر کہا کہ خیر خدا مالک ہی یہان بھی طبل جنگ بجایا جاے الغرض بموجب حکم
بدیع الزمان اس طرف بھی طبل جنگ بجایا گیا شب بھر تیاری رہی صبح ہوتے ہی ایرج مانند شعلۂ جوالہ کے بزیر کوہ آیا دامن و
آستینین چڑھاکر سپر تلوار ہاتھ مین لی اور پہاڑ پر چلنے کا قصد کیا ملکہ قمر چہر اور خواجہ ہفت منظر پر آبیٹھے اور تماشا دیکھنے لگے

ملکہ قہر چہر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہے مجھکو ہر مرتبہ یہی وسواس دامنگیر ہوتا ہے کہ کہین لشکر بدیع الزمان
پر کوئی آسیب نہ پہونچے خواجہ نے کہا کہ ملکہ مین تجھسے سو بار کہہ چکا کہ تم اطمینان رکھو اُنپر کوئی آسیب نہ پہونچیگا آخر روز مرہ
دیکھا ہی کرتے ہو کہ خدا اُنکو کئی دن سے کیونکر بچا رہا ہے اور کیونکر اُنکی محافظت کر رہا ہے برابر کئی روز سے ایرج کس کس زور مین
آتا ہے اور کیسی کیسی محنت کوششین کر رہا ہے کہ کسی طرح اُنپر فتح حاصل کرے مگر ایک نہ ایک ایسی تائید غیبی کہ جسکا سان گمان بھی
نہین ہوتا پیدا ہو جاتی ہے کہ ایرج اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہو سکتا اے ملکہ جسنے ابتک بچایا وہی آج بھی بچائیگا بیشک
ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ تو سب سچ ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ اسکا انجام کیا ہونا ہے یہ موا تو باوجود ان فاش زکون کے کسی طرح نہین چوکتا
اور کسی طرح اپنے ارادے سے باز نہین آتا خواجہ مجھکو تو جبھی اطمینان و تسلی ہوگی کہ جب یہ موا مستنڈا مارا جائیگا اور اسکا
کوئی سر کچلیگا اسکا ستیاناس کر دیگا خواجہ نے کہا کہ گھبراؤ نہین انشاء اللہ شاہزادہ نور الدہر ہی آکر اسے ٹھیک کریگا اور
تمسے ہنسی خوشی آکر ملیگا ملکہ نے کہا کہ اے خواجہ دعا تو یہی ہے مگر خواجہ جو جیتیگا وہ دیکھیگا ہمکو تو اپنی زندگی سے مایوسی ہے
خواجہ نے کہا کہ ہان ہان ملکہ ایسی فال بد تو منھ سے نہ نکالو تمکو وہم بھی نہین آتا القصہ یہان تو یہ باتین ہوتین اور وہان
ایرج برابر لڑتا بھڑتا گھاٹیان فتح کرتا پہاڑ پر چلا جاتا ہے اور اہل اسلام بحالت بیکسی و بے بسی ہین کسطرح تڑپ تڑپ کر
دعائین مانگ رہے ہین کہ خداوندا کہانتک تیرا شکریہ ادا کرین کہ آج تک تو نے کیونکر اس بلا سے نجات دی اور ہم سب کی
محافظت کی مگر اے خداوند کریم و کارساز ہماری بیکسی تو تجھپر ظاہر ہے کہ ہم کس حالت مین ہین خداوندا آج بھی ہمپر رحم فرما اور
اس بلا سے نجات دے کر زندگی رکھ لے کہ ہم اس وقت بالکل بے دست و پا ہین کدھر جائین اور کسکے دامن امن مین سوائے
تیرے چھپین ابھی اہل اسلام یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ یکایک گرد جانب صحرا سے نمودار ہوئی کہ جسنے آسمان کو چھپا دیا خواجہ
نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ دیکھو گرد لشکر نمودار ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مددگار اہل اسلام آتا ہے انشاء اللہ العزیز سزا سے
مقتول ایرج کو دیگا ملکہ نے کہا کہ خدا ہمچنین کند خواجہ تمھارے منھ مین گھی شکر ارے ہان کوئی تو از غیبی ایسا پیدا ہو کہ جو
اس مردود کا سر کچلے کہ یکایک چادر گرد شق ہوئی اور سامنے سے نقابدار یاقوت پوش چالیس ہزار سواران جرار سے پیدا ہوا
اور آتے ہی نعرہ کیا کہ او کرپاس فروش بیچ بازاری او مردود جلد اُتر پہاڑ پر سے اور جلدی پھر وہان سے ورنہ مین تیرے
کل لشکر کو تباہ و برباد اور قتل و قمع کر دونگا یہ آواز سنکر ایرج نے اپنا زانو پیٹ لیا اور پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور
کہا کہ ہائے افسوس آج بھی یہ خدا پرست بچے جاتے ہین اب کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ کہکر پہاڑ سے نیچے اُترا نقابدار سے
وعدہ ہوا کہ خیر اس وقت تو دن کم ہے کل لڑینگے غرض ایرج اپنے خیمے مین داخل ہوا اور نقابدار اپنے خیمہ مین فروکش ہوا
دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا تیاری ہونے لگی مگر اب یہان سے دو کلمے عیاری شمائل نقطہ انداز عیار نقابدار
یاقوت پوش کے بیان کیے جاتے ہین اُسے بھی گوش دل سے سماعت کیجیے کہ ادھر تو دونون لشکرون مین تیاری
ہونے لگی اور ادھر شمائل نقطہ انداز کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اے شمائل نقطہ انداز اگرچہ نقابدار یاقوت پوش
بڑا بہادر و ذی حوصلہ ہے مگر ایرج بھی کسی طرح پایہ بھی کا نہین رکھتا وہ بھی نہایت زبردست اور باقوت ہے خدا جانے
کیسی گذرے جنگ دو سردار برابر کی ہے اے شمائل اگر تو راتی رات ایرج کو کسی طرح گرفتار کر لائے تو کیا اچھی بات
ہو یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کر کے لشکر نقابدار سے نکلکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو اپنی
اپنی صورت تبدیل کر کے ایک سپاہی کی شکل پر متشکل ہوا ایک پتی سر پر لپیٹی مٹی کا رنگا انگرکھا گلے مین پہنا نیلا پائجامہ پاؤن
مین ساز سنگرا لگا ہوا تلوار پرتلے مین چمڑے کی ڈھکی پڑی ہوئی کوکھی ٹوٹ گئی پیپلا نکلا ہوا بندوق کاندھے پر پشت پر
سپر کہ تین پھول اسکے گر گئے ہین ایک پھول باقی ہے ٹوٹا سا جوتا پاؤن مین اس صورت سے داخل لشکر ایرج ہوا

تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ ایرج پر آیا معلوم ہوا کہ ایرج بیٹھا ہوا ہے داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ایرج بیچ میں
دنگل شوکت پر بیٹھا ہے گرد ایرج کے تمام سردار اور افسران فوج رفقائے خاص بیٹھے ہوئے ہیں ناچ ہو رہا ہے شراب
اُڑ رہی ہے ایک جشن تہنیت و عیش برپا ہے اور ایرج حماد بن جمشید سے کہہ رہا ہے کہ اے حماد میں ہر روز چاہتا ہوں کہ ان
خدا پرستوں کو قتل کروں اور کسی طرح اپنے فتحیاب ہوں مگر کچھ عجب طرح کی بات ہے سمجھ میں نہیں آتی کہ ہر روز ایک نہ ایک
رخنہ ایسا پیدا ہو جاتا ہے اور ایک خشت بنیاد و کار انکا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ جسکے باعث سے یہ خدا پرست ہر مرتبہ بچ جاتے ہیں
اور میری کوئی قابو نہیں چلتا اب دیکھیے نقابدار یاقوت پوش آگیا ہے اور وہ سد راہ ہوا ہے دیکھیے اس سے اور تجھ سے کیسی
بنتی ہے اور کیا نتیجہ ہوتا ہے حماد بن جمشید نے کہا کہ کچھ مقام تردد نہیں ہے اگر وزیر اعظم شامل حال رہی تو نتیجہ کچھ اچھا ہی ہوگا
شغل اور دن کے آپ نقابدار پر بھی فتحمند ہونگے مگر ایسے نہیں ایرج نے کہا کہ ہاں جائینگے کہاں غرض شمائل بزمرۂ سپاہیان
کھڑا ہوا یہ باتیں سنا کیا تا آنکہ دربار برخاست ہوا سب اہل دربار اُٹھ اُٹھ کر اپنی جگہ پر گئے اور ایرج نے کھانا طلب کیا بس
فوراً شمائل وہاں سے ہٹ کر ایک چوبدار کی قطع ہو کر چوبدار کھانا لینے چلا تھا اُسکے ساتھ ہو لیا باورچی خانے میں آیا جلد
جلد کھانا نکلوایا خوانوں میں لگوایا اور کل کھانے کو آغشتہ بدارو سے بیہوشی کرکے خوان کسا کر داروغہ باورچی خانہ کی مہر کروائی
اور کہاروں کے سر پر رکھوا کر ایرج کے سامنے لایا اور مہر توڑ کر دسترخوان بچھا ایرج نے ہاتھ دھوئے اور کھانا کھایا
دو چار جام شراب کے پی کر پلنگ پر لیٹ رہا ایک لوٹہ ڈاکر لیا دوسرے چڑھا نیم ایک تو کھانا بیہوشی آلود تھا دوسرے
دو چار جام اور پیے اور نوشی جان کیے تکیے پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا اور جو کھانا بچا تھا وہ شمائل نے اور خدمتگاروں
اور خاصبرداروں کو تقسیم کر دیا اور آپ کچھ نہیں کھایا جسنے کھانا کھایا بیہوش ہوا سب کے سب خاصبردار چوبدار خدمتگار
سپاہی بیہوش ہو گئے اب جب یہ اقتضا شمائل نے دیکھا کہ سب کے سب بیہوش ہو گئے اور کسی میں حواس باقی نہیں ہیں
بس فوراً شمائل نے حلقہائے کمند نکال کر دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے
گردن و کمر باندھ کر گولا لاٹھی کر کے گلیم عیاری میں باندھ پشتارہ بدوش ہو کر پردے سے دوہر اوڑھ لی اور صحیح و سلامت بارگاہ
سے نکلا دروازے پر بھی سب کو بیہوش پایا صاف نکلا ہوا چلا گیا اور لشکر کو طے کرتا ہوا چلا طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا جہاں
بیٹھ جانے کا مقام تھا وہاں بیٹھ جاتا تھا جہاں دوڑنے کی جگہ پاتا تھا وہاں دوڑ کر نکلتا تھا جہاں چھپ جانے کا مقام تھا
وہاں چھپ جاتا تھا الغرض اسی طرح تمام لشکر کو طے کرتا ہوا اپنے لشکر کا راستہ لیا بارگاہ میں اُس وقت پہونچا کہ نقابدار
سوار ہو کر میدان کو جایا چاہتا تھا سامنے سے دیکھا کہ شمائل لفظ انداز پشتارہ بدوش چلا آتا ہے پوچھا شمائل کہاں سے
آتے ہو اور یہ پشتارہ تمہارے کاندھے پر کیسا ہے شمائل نے عرض کیا کہ خداوندا ایرج کو پکڑ لایا ہوں نقابدار کو یہ سنکر کچھ ہنسی
سی آگئی اور دانتوں کے نیچے انگلی دبا کر کہنے لگا کہ ارے تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو ایرج کو گرفتار کر لا شمائل نے کہا حضور آپ نے
تو نہیں ارشاد فرمایا تھا غلام اپنی طبیعت سے گرفتار کر لایا ہے اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیے سو اسکے حق میں کیجیے نقابدار نادم
مسکرا کر کہنے لگا کہ ارے کمبخت تو نے مجھے سخت بدنام کیا اور بہت مطعون کرایا اے شمائل زمانہ یہی تو کہیگا کہ نقابدار کیسا بزدلا
اور بودا تھا کہ سر کم ہو کر میدان میں تو نہ لڑ سکا عیار سے چروا منگایا شمائل نے عرض کیا کہ حضور اب تو خطا ہو گئی اور قصور ہو گیا
غلام نے تو اچھا ہی سمجھ کر یہ امر کیا تھا اگر حضور کے خلاف ہو تو عفو فرمائیے یہ سنکر نقابدار نے کہا خیر اور ایرج کا پشتارہ ساتھ لیکر
بارگاہ کو پھرا اور یہاں صبح کو ایرج کے خیمے میں ایک غل ہو گیا کہ ایرج غائب ہو گیا یہ غل اور شور شغب پورے بھی سنا
بارگاہ ایرج میں آیا اور سپہر اپنا کہنے لگا کہ عیار نقابدار چرا لیگیا اور یہ کہکر جانب بارگاہ نقابدار چلا اور اتفاقاً روز گا
اسد بن کرب غازی کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ نقابدار یاقوت پوش کا عیار شمائل لفظ انداز ایرج کو پکڑ لایا ہے

اُسی وقت اسد سوار ہوکر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوا اور اس وقت داخل بارگاہ ہوا نقابدار یاقوت پوش شمائل لفظ انداز انہ
پر خفا ہو رہا ہی کہ تو میرے بے حکم ایرج کو کیوں پکڑ لایا مجھکو تو نے سخت بدنام کیا یہ امر تو نے بالکل خلاف کیا اور مجھے سخت ناراض کیا
جلد ایرج کو ہوش میں لا اور شمائل اُسی وقت فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ایرج کو ہوش میں لا یا ہی الغرض اتنے میں اسد پہونچا اور
نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا تعظیم کو اُٹھا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہنے لگا کہ بیا برادر بیا خوش آمدی
وصفا آوردی اسد بیٹھتے ہی للکارا کہ او آفتاب پرست خیرہ سر اور مردود پاجی دیکھ اب تجھے کیونکر سزا دیتا ہوں اور کس طرح
پرزے تیرے اُڑاتا ہوں ارے تو سمجھا ہی جہان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر زور و میں ارے او بزاز بچے تو نے تو
کلیجا پکا دیا ہی جو جو کتابیں تو نے لکھی ہیں وہ کوئی نہ کریگا اور جو کردار نامردانہ تجھ سے سرزد ہوئے ہیں وہ کسی سے کاہیکو سرزد ہونگے
آخر ہی نہ کم اصالت و کمینہ یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول ارے کمزور بار کھانے کی نشانی
کیوں تیری شامت آئی ہی کیوں اسقدر کلمات لاطائل و فضول جہالت و لغویات بک رہا ہی بس سنبھل زیادہ مہملات نہ بک ارے
تو نقابدار کی عطوفت و رافت اپنے حال پر دیکھ کر پھول گیا ہی ایک نہ ایک دن تجھکو ایسی سزا دونگا کہ تمام دیوانگی تجھے
بھول جائیگی یہ سنکر اسد جھنجھلا گیا اور پکارا کہ او مردود تو اس آرزو ہی میں رہیگا اگر وہ تو یہاں تجھے ابھی قتل کرتا ہوں اور یہ کہکر اُٹھا
اور تلوار سونت کے ایرج کی طرف لپکا نقابدار نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہان ہان اسد غصے کو تھامو بہت غصہ نہیں کرتے تم یہ
جو کام کرو سمجھ بوجھکر اگر تم نے ایرج کو قتل کر ڈالا تو میں بدنام ہو جاؤنگا اس واسطے کہ اسے میرا عیار چرا لایا ہی اور یہ امر بالکل خلاف
مردانگی ہی جس وقت میں اس سے سرمیدان لڑکر فتحیاب ہونگا اور گرفتار کرلاؤنگا اُس وقت تمہیں اختیار ہی سپاہیوں کی یہ طرز
نہیں ہی کہ کسی کو بے خبر قتل کریں خبردار ایسی حرکت نہ کرنا یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای نقابدار نامدار یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں
زہے رای توان زد ای نقابدار اسے جس طرح چاہو قتل کرو کس واسطے کہ یہ رسم و راہ بہادری کو کیا جانے اور دلیری و دلاوری
سے کیا واقف یہ مردک دلیری اور بہادری کا فقط نام ہی نام سنتا ہو تو سنتا ہو ورنہ یہ کیا جانے کہ بہادری کسے کہتے ہیں
بدیع الزمان نامور اور عقیل ماہرو وغیرہ نے زخمی ہوکر دامن کوہ میں پناہ لی ہی اور پہاڑ کو گوشہ عافیت سمجھکر چھپے ہیں
اور یہ مردود اتنی مہلت نہیں دیتا کہ وہ سب اپنے زخموں کو اچھا کرلیں روز پہاڑ پر چڑھائی کرتا ہی اور اُن سب کے قتل کا ارادہ
کرتا ہی ای نقابدار نامدار ایرج دغاباز نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو کہ جینے کر پاس فروشی سے باز رکھا اور اس مرتبے
کو پہونچا دیا اب یہ ارادہ ملک گیری کا کرتا ہی اور قانون سپاہ گری سے مطلق واقف نہیں ہی یہ نامرد کجا اور پہلوانی و دلاوری کجا
یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ ای اسد دلاور یہ کلام تمہارا بہت سچ ہی اور ذرا بھی خلاف نہیں ہی لیکن یہ بھی تو سمجھو کہ اگر میں اسے مار ڈالوں
یا اپنے سامنے تم سے قتل کرا دوں تو میں بھی اسکے ساتھ نامردوں میں گنا جاؤں اور بودا کہلاؤں اپنی عزت کو ہاتھ سے دیدوں ایسا
امر ہرگز مجھ سے ممکن الوقوع نہیں ہی اور حکم دیا کہ جلد ایرج کو کھولدو بموجب حکم اُسی وقت ایرج کھول دیا گیا اور ایرج اپنے لشکر
کو راہی ہوا اسد نے یہ دیکھکر آواز دی کہ او آفتاب پرست تو جاتا کہاں ہی ارے میں ہر جگہ تیری خدمتگزاری کو حاضر ہوں
اور نہایت برہم ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا نقابدار یاقوت پوش جلدی سے دوڑ کر اسد سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ہائیں ای بہادر
تو مجھسے کیوں خفا ہو گیا مجھسے کیوں ناراض ہو گیا میں تو تیرا بدل و جان خادم ہوں آج یہیں رہ جا کل انشاء اللہ صبح کو باندھکر
ایرج کو تیرے حوالے کر دونگا پھر تجھے اختیار ہی جس طرح چاہنا قتل کرنا اور ای اسد خفا نہ ہو ناراض ہونے کی کوئی بات
نہیں ہی ایک ذرا تم غور تو کرو ای اسد اسمیں میرے لیے کمال بدنامی تھی اسلیے کہ عیار میرا پکڑ لایا تھا اگر میں اُسے ذلیل کرتا تو
خلقت کیا کہتی ای اسد یہ امر آئین بہادری سے بہت مشتبہ تھا ای اسد آج طبل جنگ بجتا ہی کل میرے اسکے مقابلہ ہی
انشاء اللہ اسے باندھکر تمہارے حوالہ کر دونگا اسد کہنے لگا کہ نہیں نقابدار آپ جانتے ہی دو اب میں تمہارے یہاں

ہرگز نہین ٹھہرونگا تمنے اتنا آیا ہوا شکار میرے ہاتھ سے نکالدیا نقابدار نے ہنسکر کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا اب معاف کیجیے مین کل آپ کو آپ کا شکار پھر دلوا دونگا خفا نہو جیے بیٹھیے بیٹھیے غرض جس طرح سے ہوسکا اسد کو روک لیا اور نہ جانے دیا اسد ناچار و مجبور ہو کر نقابدار کے خیمے مین رہ گیا مگر ایرج نہایت ہی پژمردہ و آزردہ ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا حامد بن حمید بہت خوش ہوا کہ خدا نے ایرج کو نجات دی ایرج نے تمام سرگزشت بیان کی اور کہنے لگا کہ ہائے افسوس ہمارے عیار ایسے غافل و سرشار ہوگئے کہ نقابدار کا عیار ہمین پکڑ لے گیا اور افسوس کسی کو خبر نہ ہوئی کیون حامد بن حمید زنگی اگر شاپور اُسوقت یہان موجود ہوتا تو کاہے کو کوئی عیار ہمین پکڑ سکتا اور کیون ہمین یہ ذلت ہوتی کہ تمام سب مین یہ مشہور ہوگیا کہ نقابدار یاقوت پوش نے ایرج کو گرفتار کر واسکے ایک بندلا سمجھا چھوڑ دیا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا سو ہوا مگر خیر اگر شیر اعظم کی نصرت و اعانت ہمارے شامل حال ہی اور اُسنے فضل و کرم کیا تو کل کا دن بھی کچھ دور نہین ہی فقط شب ہی درمیان ہی ہم بھی نقابدار یاقوت پوش کو سر میدان گرفتار کر کے چھوڑ دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دیا جاے بموجب حکم نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے جا کر نقابدار کو خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی یہ سُنکر نقابدار نے بھی حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہی یہان بھی طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم لشکر نقابدار مین بھی کوس حربی بجایا گیا مگر ان سب کو تو اس حال مین چھوڑیے اور حال شاہزادہ نور الدہر کا ملاحظہ فرمایے

داستان عبرت نشان و حیرت بیان حالات شاہزادہ نور الدہر بن شاہزادہ بدیع الزمان بن امیر حمزہ صاحبقران زمان شجاع

پلا ساقیا وہ مئے لالہ فام — کہ زاہد کو بھی ہو نہ جس مین کلام
کہ جب بھر کے تو دے سبو پر سبو — کہ ہے شیخ بھی فاش ہو فاش ہو
پڑھو داستان ہی عجیب و غریب — کہ خوش ہونگے پڑھکر امیر و غریب
وہ حمزہ کے جو مجھکو مرغوب ہی — جو آغاز و انجام مین خوب ہی
پلا جلد عرصہ ابتر ہی قلیل — کہ لکھنا ہی قصہ بھی طول طویل

تحریران عبارات رنگین و نویسندگان اخبارات نوآئین معنی سنجان عبارات پربہار رہوارو ران میدان سخن زار زار طرازندگان مضامین بیحد بہا مضمون نویسان قصہ ہاے پر ضیاء و باصفا بہ تسطیر و تحریر این داستان عجیب و قصہ غریب عنان خامہ عنبرین شمامہ کو میدان قرطاس پر یون منعطف کرتے ہین کہ جب دیو قلپاس بے اساس نے شاہزادہ نور الدہر کو دریا مین پھینک دیا تو پہلے وہ شہریار با وقار پانی کی تہ پر پہونچا مگر جب پانی نے اُچھالا تو وہ شاہ عالی جاہ اوپر آیا اور اُس عالم آب مین شناوری کرنے لگا پیرتا ہوا چلا تو جاتا ہی مگر یقین کامل ہی کہ اب کوئی دم مین راہی ملک بقا ہون اس واسطے کہ اس دریا بے پایان سے یقین ہی نجات نا ممکن امور محالات سے ہی خدا ہی ہی جو اس بحر شور انگیز اور تلاطم خیز سے برآمد ہو لیکن اے دل افگند بسم اللہ مجریہا و مرسیہا رضا بقضا اللہ و تسلیماً لامرہ جو مالک کی خوشنودی بندے کا کیا اختیار اور سواے سر تسلیم خم کرنے کے کیا چارہ کار ہی لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ دل کی حسرت دل ہی مین رہ گئی اور سب امید آرزو خاک مین ملگئی وصل محبوب سے ناکام ہو کر طعمہ نہنگان اور خوراک ماہیان ہوئے اور بار بار فلک کج رفتار اور زمانہ غدار سے مخاطب ہو ہو کر کہ رہا ہی کہ کیون اے فلک شیلگون وا اے زمانہ دگرگون دل لگانے مین بھی ہوتا ہی آدمی اپنی جان کو کھوتا ہی ہمنے تیری کیا خطا کی ہی جسکی تو نے یہ سزا دی کہ اپنے محبوب کے دیکھنے کو بھی ترس گئے اگرچہ وصل نصیب نہ تھا لیکن دور ہی سے نظارہ حسن محبوب کر کے اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیتے تھے تجھکو یہ بھی ناگوار ہوا اور تیری یہی خواہش ہوئی کہ ہم اس بلا مین پھنس جائین اور تو تماشا دیکھے ہاے افسوس ساری تمنائین درجہ شہادت پر فائز ہو کر خاک مین ملگئین الغرض یہ پیہم گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری کرتا ہوا چلا جاتا ہی اور قصیبانہ کا سے دعا کر رہا ہی کہ بار الٰہا تو نے مرنے سے تو نجات دی اور تہ آب سے اس تختہ آب پر پہونچا دیا مگر ابھی امید اور ہی کہ اس دریاے تلاطم خیز سے نجات دے کر ساحل مراد پر پہونچا دے اور اس ورطہ ہلاکت سے بچا کر کوے محبوب دکھا دے کہ

یکایک اور ایک غوطہ کھایا اور پھر بقدرت خدا اُبھر کر دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار عالم جلد اس بلا سے نجات دے کہ میرے
مر جانے سے دشمن خوش ہونگے اور دوست رنجیدہ ہونگے علی الخصوص یہ آفتاب پرست بہت ہی شاد و مسرور ہونگا اے
مالک حقیقی تو اُسکی آرزو پوری نہ کر اسی حالت خوف و رجا میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا چلا جاتا ہے کہ ایک تختہ بہتا ہوا بقدرت خدا
اسکے قریب آیا نورالدہر شکر خدا بجا لایا اور اُس تختے کو کشتی نجات سمجھکر سوار ہوا اور وہ تختہ سطح آب پر بہتا ہوا چلا جہاں تک
نظر کام کرتی ہے بجز عالم آب کے اور کوئی شے معلوم نہیں ہوتی ادنے حباب اُس دریاے ناپیدا کنار کا آسمان ہفت رنگ اور کرتین
موج اُسکی کہکشان معلوم ہوتی ہے اشعار نمودی ہر حبابش آسمانے + خط ہر موج او چون کہکشانے + چو جنبیدی بہ ہنگام تلاطم
بگردیدی سر افلاک انجم + اب جی میں اپنے سوچتا ہے کہ اے نورالدہر یہ تو محض عالم آب ہے غذا یہاں نایاب ہے اور بے کچھ
کھائے زندگی مثل حباب ہے مگر یہ سوچکر پھر خیال کرتا ہے کہ جس خدا نے ڈوبنے سے بچایا اور اس تختے کو تیری سواری کے لیے بھیجا وہ غذا
بھی پہونچا دیگا کوئی مقام تردد نہیں ہے کس واسطے کہ وہ البسار رازق العباد ہے کہ تین روز قبل ولادت مولود و پستانہاے
مادر میں دودھ اُتار دیتا ہے اور پتھر کے بھی کیڑے کو غذا پہونچاتا ہے اگر حیات مستعار بھی باقی ہے تو مجھکو بھی غذا سے سیراب کریگا
الغرض تین شبانہ روز اسی حالت میں گذرے کہ اب بسبب شدت گرسنگی کے غش پر غش آتے ہیں اور ایک عجب حالت منتظرہ ہے کہ
اب جو ایک مرتبہ بیہوش ہوکر ہوش آیا تو ایک جزیرے کے کنارے پر اُس تختے کو پایا شکر خدا و مدح علی بعد عجز و انکسار
بجا لایا اور اُس جزیرے کو غنیمت جانکر اُس تختے پر سے اُترا اور اُس جزیرے میں گیا کیا دیکھتا ہے کہ وہ جزیرہ نہایت شاداں و
خرم ہے جا بجا درختان میوہ دار لگے ہوئے ہیں ایک عجیب پر فضا اور طرب خیز مقام ہے کہ جسکے ہوا لگتے ہی اسقدر تقویت ہوئی کہ
ساری بھوک پیاس جاتی رہی چہار جانب سیر کرنے لگا میوہ توڑ توڑ کر کھانے لگا جان تازہ جسم نحیف میں عود کر آئی اور پانی پی کر
شکر خدا بجا لا کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے سو رہا جب بیدار ہوا تو وہاں سے چلا جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر پہونچکر
عجب طرح کی بوے بد دماغ میں آئی نہایت متفکر ہوا کہ اس جگہ یہ بوے بد کیسی ہے آگے بڑھا تو ایک گنبد سبز رنگ دکھائی دیا اور
آگے بڑھا تو دیکھا کہ آگے اُس گنبد کے چودہ زنگی بیٹھے ہوئے ہیں اور آدمی کے گوشت کے کباب پکا رہے ہیں اور خوب خوش ہو ہوکر
کھا رہے ہیں یہ ماجرا دیکھکر نورالدہر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اے نورالدہر یہ زنگی آدمخوار معلوم ہوتے ہیں کسی طرح
انکو مارا چاہیے اسلیے کہ یہ سب واجب القتل ہیں نہیں معلوم کہ کسقدر آدمیوں کو مار کر کھا چکے ہیں اگر یہ کسی طرح مارے جائیں
تو بڑا ہی ثواب ہاتھ آئے مگر اُن زنگیوں نے جو نورالدہر کو دیکھا تو نہایت خوش ہوے کہ ابلیس پر تلبیس نے خوب چرب لقمہ
ہمارے لیے بھیجا ہے اور پیچھے نورالدہر کے سب کے سب دوڑے اور پکارے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پاوے ایک نے
پکار کر کہا کہ اے آدمزاد تو میرے پاس چلا آ کہ میں تجھے ابھی نہ کھاؤنگا تجھکو شہد مصفا میں پروردہ کرکے لقمہ کرونگا دوسرا بولا
کہ اے آدمزاد تو میری طرف آ کہ میں تجھکو چند دن خوب کھلا کر موٹا تازہ کر لونگا تب کھاؤنگا یہ آوازیں سنکر نورالدہر نے
آواز دی کہ اے آدمخوارو جب میں تمھیں زندہ بھی چھوڑوں ارے تمنے تو ایک زمانے کو ایذا پہونچائی ہے کہاں جاتے ہو کھڑے رہو
کہ میں آتا ہوں یہ کہکر ایک چنار کا درخت قریب تھا اُس سے لپٹ گیا اور یا علی مدد کہکے جو زور کرتا ہے تو جڑ سمیت وہ درخت
اُکھڑ آیا یہ معرکہ دیکھکر اُن زنگیوں میں ایک غل پڑ گیا کہ ارے یہ تو بڑا زبردست ہے جلد اسے گرفتار کر لو لیکن شاہزادے نے
دوڑ کر وہی درخت اُن زنگیوں پر مارا تو چھ زنگی ہلاک ہوگئے اب پھر دوسری دفعہ جو نام مبارک علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کا لیکر اُن زنگیوں پر وہ درخت کھینچ مارا تو وہ باقی ماندہ زنگی بھی ہلاک ہوے شکر خدا بجا لا کر گنبد کے اندر آیا دیکھا تو مکان نہایت
پاکیزہ اور مصفا پایا اور قریب دو اڑھائی سو آدمیوں کے غل و زنجیر میں گرفتار نظر آے مگر اُن سب میں ایک جوان
نہایت حسین و خوبصورت نظر پڑا کہ آنکھیں نورالدہر کی نظارہ جمال باکمال سے اُس شاہ حسن کے خیرگی کرنے لگیں تاب

شہریار ہی بہ سر چار قب شاہنشاہی در بر گرفتار غل و زنجیر اسیر پنجۂ تقدیر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین اور لبہائے خشکیدہ
پر آہ و نالہ ہی سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا ہی اور زار و قطار رو رہا ہی کہ آنکھون مین شدت بکا سے ورم آگئی ہین اور ایک دریا
آنسوون کا قریب اُسکے موج زن ہی مگر جیسے ہی دروازہ نور الدہر نے کھولا تھا تو اُسکو یقین ہو گیا تھا کہ کوئی زنگی کھانے کو
آتا ہی تو اور بھی زیادہ تر ہوائیان چہرے پر اڑنے لگی تھین مگر جب نظر اُسکی شاہزادہ نور الدہر پر پڑی دل مین اپنے یہ خیال کیا
کہ یہ بھی تو مثل میرے آدم زاد ہی معلوم ہوا کہ یہ بھی مثل میرے گرفتار رنج و آزار ہوا ہی مگر سخت متحیر ہی کہ ایسا حسین و خوبصورت
کہان سے ان زنگیون کے ہاتھ لگ گیا اور یا یہ کہ زنگی کسی طرف کو چلے گئے ہین اور یہ بسبب ناواقفی کے یہان چلا آیا ہی بے اختیار ہو کر
پکارا کہ ای عزیز جلد بتلا تو ان زنگیون سے بچ کر یہان کیونکر آیا اور اُنھون نے تجھے کیونکر چھوڑا ارے وہ تو آدمخوار ہین یہ سنکر
نور الدہر نے آواز دی کہ آگاہ ہو ای بھائی کہ مین نے اُن سب کو مار ڈالا اگر یقین نہو تو باہر نکلکر دیکھ لاشین اُنکی پڑی
ہوئی ہین اُس جوان نے کہا کہ ای شخص بھاگ یہان سے ارے یہ سب جزیرہ زنگیون کا ہی جلد نکل جا یہان سے ورنہ ضایع ہوگا یہ
سنکر شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ ای شخص مین تو جاؤنگا یا نہ جاؤنگا مگر تم تو اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس قبیلے سے ہو
کیا نام و نسب رکھتے ہو کہان کے رہنے والے ہو اور ان زنگیون کے ہاتھ کیونکر لگ گئے یہ سنکر وہ شخص ایک چیخ مار کر رو دیا
اور کہنے لگا کہ ای شخص شعر من ملک بودم و فردوس برین جایم بود • آدم آورد درین دیر خراب آباد مرا • یہان سے نزدیک ایک
شہر ہی کہ نام اُسکا شہر انور ہی مین وہان کا بادشاہ ہون اور میرا نام انور شاہ ہی اور ایک شہر درون زنگی ہی کہ نام اُسکا
شباط بن دیلمان زنگی ہی وہ بڑا بدذات اور نہایت حرامزادہ ہی مین اُسکا خراج گذار تھا ایک روز اُسنے مجھسے کہلا بھیجا کہ ای
انور شاہ ایک آدمی ہر روز میرے کھانے کے واسطے بھیجا کر یہ سنکر مجھکو نہایت غصہ آیا اور اُسکے پیغامبر کو نکلوا دیا جب
پیغامبر نے جاکر کل روداد بیان کی تو شباط بن دیلمان زنگی نہایت آزردہ اور بکمال دل ملول ہوا سامان جنگ کیا مگر
فوج و سپاہ بیشمار میرے پاس تھی وہ مجھپر کسی طرح فتحیاب نہ ہو سکا مگر اب میری گرفتاری کی فکر مین رہنے لگا اتفاقات روزگار
ایک روز مین تھوڑے سے آدمیون سے شکار کھیلتا ہوا صحرا مین نکل گیا شباط زنگی وہان پہونچ گیا اور مجھے شکارگاہ سے پکڑ لایا
اور اب یہان قید کیا ہی اس حالت مین مبتلا ہون کہ مرغان ہوا میرے حال زار پر گریان ہین ای شہریار یہان تو میرا یہ حال
ہی اور معلوم نہین وہان شہر انور مین میرے فرزند منصور شاہ پر کیا گذری ہوگی اور وہ زنگی کس طرح پیش آیا ہوگا نور الدہر
نے یہ سنکر کہا کہ تو لقا پرست ہی یا خدا پرست انور شاہ نے کہا کہ لقا پرست نور الدہر نے کہا کہ اگر تو لقا پر لعنت کرے اور
مسلمان ہو جاے تو مین شباط زنگی کو تیرے سامنے چلکر ابھی قتل کرتا ہون اور تجھے اس قید سے رہا کرتا ہون انور شاہ نے کہا
کہ مین نے لعنت کی لقا پر اور بصدق دل مسلمان ہوتا ہون آپ مجھے رہا کیجیے فوراً نور الدہر نے قید اُسکی توڑ ڈالی اور
انور شاہ کو رہا کیا اور بعد اُسکے اُسکے کل ہمراہیون کو بھی قید سے رہائی دی انور شاہ نور الدہر کے قدمون پر گر پڑا اور
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا شاہزادہ اُسکو ساتھ لیکر شہر انور کو روانہ ہوا اور یہان شہر انور کا حال سنیے کہ منصور شاہ بن
انور شاہ خوف شباط زنگی سے قلعہ بند ہو گیا اور شباط بن دیلمانی نے قلعہ پر حملہ کیا اور خندق پر پہونچ گیا نعرہ کیا کہ تم مین
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اس قلعہ کی کیا حقیقت ہی جسمین تم چھپ کر بیٹھے ہو ابھی شباط زنگی یہ نعرہ کر رہا تھا کہ
یکایک نعرہ شاہزادہ نور الدہر کا بلند ہوا کہ باش او گبر ناہنجار باش او کندۂ ناتراش کہان جاتا ہی پھر اُدھر سے کہ مین تیری
خدمتگذاری کو آپہونچا یہ نعرہ سنکر کچھ زنگی شباط بن دیلمان کے پاس آئے اور کہا کہ اُس جوان نے انور شاہ کو تمھاری قید
سے چھڑا لیا ہی اور اُسے اپنے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ آیا ہی اب جو شباط بن دیلمان نے پھر کر دیکھا کہ نور الدہر للکارتا ہوا
چلا آتا ہی بہت غیظ و غضب مین آکر قلعہ کی طرف سے پھرا اور شاہزادہ کی طرف دوڑا اور للکارا کہ او آدمزاد کدھر آورہ

تو نے میرے قیدی کو رہا کیا ہی اور ان قلعہ والون کا حمایتی بنکر آیا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب نور الدہر
آکر آرہ پشت نہنگ کا وار کیا نور الدہر نے آرہ کو خیال مین کرکے ایک جھٹکی دی کہ آرہ چٹ پڑا اور سے کا پٹ پڑنا کہ
نور الدہر نے پیچھے پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مروڑکر آرہ کو چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زمین سے اُٹھالیا اور بالا سے سر
چرخ دے کر زمین پر دے مارا زنگی نے چاہا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے مگر نور الدہر بھلا کب سنبھلنے دیتا تھا گرتے ہی ایک ٹھوکر
جو ماری تو وہ چت ہو گیا بس جھٹ نور الدہر چھاتی پر تھا اور تلوار کھینچکر کہنے لگا کہ او مردود لعنت کر ابلیس پر تلبیس پر اور
ملت بیضائے اسلامیہ کو بصدق دل اختیار کر شباط بن ویلمان زنگی نے اُس حالت خوف مین ڈرتے ڈرتے استفسار کیا
کہ آپ کو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی پہلے یہ تو بتلایئے کہ آپ کون بزرگ ہین نور الدہر نے اپنا حسب و نسب بالتفصیل جلد
جلد بیان کیا شباط بن ویلمان نے کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو تھی کہ کوئی آقا اور مالک آپ ایسا مجھکو ملجائے شکر صد شکر کہ
خدا نے آپ کو بھیجا اور آپ یہان تک آگئے اب مین نے بصدق دل ادیان باطلہ پر لعنت کی اور مین آپ کے ساتھ ہون
نور الدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا شباط زنگی نے از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا نور الدہر اُسکی
چھاتی پر سے اُترا اور شباط بن ویلمان کو شاباش و مرحبا کہا ادھر انور شاہ قلعے مین گیا اور بیٹے سے جاکر کل حالات بالتفصیل
بیان کیے اور اُسے اپنے ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آیا اور شاہزادہ نور الدہر کے قدمون پر گرادیا نور الدہر نے سر اُسکا قدمون
سے اُٹھاکر اپنی چھاتی سے لگایا اور بہ نہایت خندہ پیشانی کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور ان دونون
کے اسلام لاتے ہی تمام فوج اور کل اہل قلعہ بھی مسلمان ہو گئے بعد اُسکے انور شاہ نور الدہر کو تمام شہر مین لیگیا نور الدہر
نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بنام قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اُسکے انور شاہ
نور الدہر کو دار الامارہ مین لایا جشن تخت نشینی برپا کیا تمام ارکین سلطنت اعوان مملکت مجتمع ہوئے جس وقت تمام دربار
مملو ہو چکا تو اُسوقت انور شاہ دست بستہ شاہزادہ نور الدہر کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کیا اے سلطان اقلیم شجاعت
بادشاہ ملک جرات شہریار جہان پناہ شاہنشاہ تاج بخش وظل اللہ مناسب یہ ہی کہ اب حضور اس تخت سلطنت کو اپنے
قدوم میمنت لزوم سے جلوہ افروز فرمائین مین ہر طرح آپکا تابع فرمان ہون آپ حکومت فرمائین اور مجھے جس خدمت کو
حکم ہوگا اُسے بدل و جان بجالاونگا کہ لائق تخت و تاج آپ ہی کی ذات فیض آیات ہی یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے انور شاہ
کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نہین صاحب تخت تمھارا تمھین مبارک ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین یہ کہکر ہاتھ انور شاہ
کا پکڑکے تخت پر بٹھادیا اور فرمایا کہ ہمنے انور شاہ کو بخشا تمام حاضرین مجلس نے نور الدہر کو نذرین دینا
بموجب حکم صدا اُسے تہنیت و مبارکباد دربار مین بلند ہوئی نذرین گذرنے لگین اور در و دیوار سے آواز آنے لگی شعر الٰہی
در جہان باشی باقبال + جوان بخت و جوان دولت جوان سال + گل اقبال تو دائم شگفتہ + چشم دشمنانت خار باد + بعد اُسکے
کو مین چلنا شروع ہوئین جب تمام شہر مین اچھی طرح امن و امان ہوچکی اور کل قلمرو انور شاہ مین یہ خبر فرحت اثر شائع ہوچکی تو
انور شاہ نے سامان دعوت و اسباب ضیافت مہیا کیا کئی روز تک صحبت جشن برپا رہی تمام عمال و افسران ملک کو خلعت
و انعام تقسیم ہوا ہر ایک شاد و خرم اور مسرور و محظوظ ہوا بعد اس جشن کے انور شاہ نے ایک نہایت پاکیزہ اور نفیس قصر
شاہزادہ نور الدہر کے لیے مہیا کیا اُسمین نور الدہر قیام پذیر ہوا ایک روز بیٹھے بیٹھے خیال ملکہ قمر چہر کا آگیا تصویر یار آنکھون
کے سامنے پھر گئی بے اختیار ہو ہوکر ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے پاک پروردگار اب تو یا اس عبد عاصی کی قبض
روح کے لیے حکم فرما اور یا اب بہت جلد دیدار محبوب سے خوش و مسرور فرما کہ اب نور الدہر سے صدمہ مفارقت اُس محبوبہ
دلفریب کا اُٹھ نہین سکتا کلیجا شق ہوا جاتا ہی اور دل بیقرار کسی طرح صبر و قرار نہین پاتا خداوندا تو عالم الغیب ہی تجھسے زیادہ

عرض کرنے کی کیا حاجت ہی تو خود خوب واقف ہی کہ جو میرے قلب کا حال ہی خداوند اب رحم فرما الغرض یہ خبر انور شاہ کو
بھی پہونچی کہ آج شہریار عالم پناہ شاہزادہ نور الدہر بہت نالان و گریان اور حد سے زیادہ بیقرار و مضطر ہین لیکن
کوئی سبب نہین معلوم ہوا کہ کیا باعث ہی یہ سنکر انور شاہ کو بھی استعجاب ہوا کہ معلوم نہین کیا امر ایسا وقوع مین آیا ہی جسکے
باعث سے شاہزادہ نور الدہر سا بہادر بیقرار ہو گیا یہ سنکر انور شاہ اور شباط بن دیلمان زنگی نہایت حیران و پریشان اور
بیقرار حاضر خدمت نور الدہر ہوئے دیکھا کہ شاہزادہ زار و قطار رو رہا ہی دست بستہ عرض کیا کہ اے آقائے نامدار خیر باشد
اُس وقت آپکی اس بیقراری کی کیا حجت ہی اور اس نوحہ و زاری کا کیا باعث ہی کچھ ارشاد تو فرمایئے ادھر انور شاہ
اور شباط زنگی دونون دست بستہ عرض کر رہے ہین مگر نور الدہر کی بیقراری کسی طرح کم نہین ہوتی اور کچھ جواب نہین دیتا جب
بہت اصرار کیا تو ارشاد کیا کہ مین اپنی حقیقت کیا بیان کرون اے انور شاہ وہ مرض لاعلاج رکھتا ہون کہ خدا ہی اُسکا
علاج کرے تو اچھا ہو انور شاہ نے عرض کیا اچھا حضور ارشاد تو فرمائین یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا
شعر کہ جستہ جستہ افتادہ بدل بہر داستان عشق لیس سخت مشکل * مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ ایک محبوبۂ دلفریب اور معشوق
پری پیکر پر عاشق ہون اُسی کے تیر عشق نے میرے دل کو چھید ڈالا ہی مین کیا بیان کرون کہ جو رنج و صدمات اُسکے
عشق مین اُٹھائے ہین اور جو حالات گذر گئے ہین اور تمام حال اپنے تعشق کا اور دیو کا حالت غفلت مین دریا مین ڈال آنے کا
مفصل بیان کیا اور کہا کہ اے بھائی قیامت اور آفت تو یہ ہی کہ مصداق دل را بدل رہیست وہ بھی مجھپر عاشق ہی
اے شباط بن دیلمان بھائی بڑا رنج تو اسی کا ہی کہ معلوم نہین اُسکا میری جدائی مین کیا حال ہوا ہوگا اور کیا رنج و ملال
گذرا ہوگا اگرچہ بسبب ناچاری و مجبوری کے بجز اسکے کہ صرف دور ہی سے دیکھ لیتے تھے اور کچھ علاقہ نہ تھا وہ مجھے دیکھکر
شاد و مسرور ہوتی تھی مین اُسے دیکھکر زندگانی بسر کرتا تھا اور شاد و بشاش ہوتا تھا مگر فلک تفرقہ انداز اور حیلہ باز کو
یہ بھی ناگوار ہوا اور اس بخت کو اتنی ملاقات بھی کھلگئی اور وہ تفرقہ ڈالدیا ہی کہ دیکھیے زندگی مین ملاقات ہوتی بھی ہی یا نہین
اور بڑا خیال تو یہ ہی کہ جب دیو قلیاس بد اساس نے جاکر مالکہ سے بیان کیا ہوگا کہ مین نور الدہر کو جاکر دریا مین ڈال آیا
تو اُسکا کیا حال ہوا ہوگا معلوم نہین کہ زندہ بھی ہوگی یا دشمن اُسکے ہلاک ہو گئے ہونگے اسلیے کہ وہ دن بھر مجھے کھڑی دیکھا
کرتی تھی اور مین بھی دن دن بھر دھوپ مین اُسکے لیے کھڑا رہتا تھا اور اے انور شاہ اور اے دیلمان مین اُسکے حسن کی تعریف
تمھارے سامنے کیا بیان کرون سراپا اُسکا قدرت حق تعالے پر دال تھا گویا صانع قدرت نے برق کے خمیر کو سانچے مین
حل کرکے اُسکے بدن کو ڈھالا تھا ایک صنو حسن سے اُس ماہ طلعت کی ایسی ہو پیدا ہوتی تھی کہ تمام در و دیوار روشن ہو جاتے تھے
مین نے اُسے اتنی دور سے دیکھا ہی کہ میری آواز اُس تک پہونچنا دشوار تھی بیچو بیچ دریا مین حضرت سلیمان بن داؤد وعلے نبینا
علیہم السلام نے ایک قصر بنوایا تھا اُسمین اس دیو قلیاس حرامزادے نے ملکہ قمر چہر کو رکھا ہی اس وقت اُسکا خیال
کمال شدت سے ہوا ہی ان دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یاد کیا ہی پہلے ہفت منظر سلیمانی کی جانب نور الدہر
نے کہا کہ مین چلنے کو تو چلا چلون مگر اندیشہ اسکا ہی کہ کوئی شخص اُس طرف کا اس طرف آئے کچھ احوال وہان کا سن لون تو پھر قصد
کرون ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کی طرف سے آکر اس شہر مین
اُترے ہین انور شاہ نے کہا کہ جلد اُن سب کو بلا لاؤ جب حکم ہرکارے اُسی وقت گئے اور جاکر اُن سوداگرون کو بلا لائے
جب سوداگر سامنے آئے تو اُن سب نے تحائف اور بیش بہا جواہر کیا نذر مین گذرانین انور شاہ نے نذرین اُنکی قبول کرکے خلعت
و انعام سے سرفراز و ممتاز کیا اور بیٹھنے کا حکم دیا جب وہ سوداگر بیٹھے تو شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ کچھ حال ہفت منظر
کا بیان کرو اُن سوداگرون نے عرض کیا کہ حق جل علی شاہزادہ والا قدر نور الدہر کو سلامت و باکرامت رکھے وہان تو کسی کو

توقع آپکی زندگانی کی نہتی ہر ایک کو یہ یقین تھا کہ حضور کے دشمن ہلاک ہوگئے ہونگے مگر شکر ہی خدا کا کہ اُسنے حضور کو زندہ
و سلامت دکھلایا اب حضور ارشاد تو فرمائین کہ حضور پر کیا واقعہ گذرا نورالدہر نے کل اپنا حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور پوچھا
کہ تمنے میرا حال تو سُنا اب کچھ حال میری معشوقہ جانستان ملکہ قمر چہر کا تو بیان کرو کہ وہ بھی بقید حیات ہی اُن سبنے عرض کیا
کہ ہان حضور زندہ تو ہی مگر گویا زندہ درگور ہی اگر خواجہ عمرو اُسکے پاس نہ ہوتا تو کب کے دشمن اُسکے ہلاک ہوگئے ہوتے مگر حضور
وہ حال بنا رکھا ہی کہ دیکھا اور سُنا نہین جاتا دوسرے امر یہ ہی کہ لباس سیاہ آپکے ماتم مین جو اُسنے پہنا تھا اب تک جسم سے
نہین اُتارا اور ای شہریار جب حضور کے والد ماجد مدظلہ العالی اور عجیل ماہرو اور اسد بن کرب غازی اور طہماس بن
عنقویل فریبرور سامنے ہفت منظر کے آئے ہین تو ایک عجب طرح کا ماتم برپا ہوا تھا مگر اس ایرج بدنہاد نے اُن سبکو
قصر ہفت منظر کے سامنے سے ہٹانے کا قصد کیا تھا اُسپر بڑی لڑائی ہوئی سب کے سب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوئے
اور اب بسبب رنجور ہو جانے کے ایک پہاڑ پر جا چھپے ہین لیکن ایرج ہر روز چاہتا ہی کہ پہاڑ پر چڑھکے اہل اسلام کو
قتل کرے مگر بقدرت خدا ہر روز ایک نہ ایک مددگار اُن سب کا ایسا پیدا ہو جاتا ہی کہ وہ ہر روز بچ جاتے ہین اور جو
آتا ہی اُس سے ایرج سے لڑائی ہوتی ہی لیکن ایرج پر کوئی غالب نہین آتا اور ای شہریار قابل صد ہزار آفرین و تحسین
اسد دلاور ہی کہ وہ اپنی جان لگائے ہوئے ہی اور سینہ سپر کیے ہوئے ہی بس یہ حال سنتے ہی نورالدہر آگ ہو گیا سوداگرون
کو تو رخصت کیا اور انور شاہ اور منصور شاہ کو دو لاکھ سواران جرار سے اور دلیان زنگی کو ساٹھ ہزار سوار سے ہمراہ لیکر
جہازون پر سوار ہو کے ہفت منظر کو روانہ ہوا کوئی تیسری منزل تھی کہ یکایک ایک غل و شور برپا ہوا نورالدہر نے
پوچھا ارے کیا غل ہی لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار ایک نہنگ نے دریا سے سر بدر کیا ہی اور جہازون کی طرف
آتا ہی ای شہریار معاذ اللہ اگر نزدیک آپہونچا اور ان جہازون پر ایک دُم مار دی تو خدانخواستہ یہ سب جہاز ٹکڑے
ٹکڑے ہو جاینگے اور ایک تو زندہ نہ رہیگا مگر ابھی تو وہ نہنگ بہت دور ہی نورالدہر نے کہا کہ اچھا پھر اسمین [illegible] کا
جہازون کا رخ دوسری طرف پھیر دو اس جانب سے چلنا کیا ضرور ہی یہ حکم سنکر ملاحون نے چاہا کہ رخ جہازون کا اُس طرف
سے پھیرین مگر ہوا اتنی تیز تھی کہ جہاز اُس طرف سے نہ پھر سکے بس ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا
کہ ارے نہنگ آپہونچا سب کے سب آمادہ مرگ ہو جاؤ یہ آواز سُنکر ہر ایک رونے لگا اور ایک نے دوسرے کو اپنے گلے کا
شاہد کیا کفن سرون پر باندھ لیے صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی ادھر ملاحون نے سر کھولکر دعا کرنا شروع کی کہ ای خالق بحر و بر
و ای مالک خشک و تر تو ہی اس نہنگ بلا سے بچانے والا ہی اور تو ہی ہر بلا اور ہر آفت سے محافظت کرنے والا ہی بار خدایا واسطہ
اپنے انبیاء کرام اور اپنے بندگان خاص ذوالاحترام کا کہ ہماری جان کو اس بلا سے بچا کر ساحل مراد تک پہونچا دے تا اینکہ وہ
نہنگ سامنے دکھائی دیا سب کے چہرون پر مردنی سی پھر گئی اور مصداق مثل مشہور و معروف کہ زیادہ ار مین تو بھول جاتی ہی
آنسو بھی سب کے خشک ہو گئے اب سب کے سب ایک عالم سکتے مین ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ اب زندگی کسی طرح ممکن نہین ہی
مگر شاہزادہ نورالدہر نے یہ نقشا جو ملاحظہ فرمایا تو ملاحون سے حکم کیا کہ ایک کشتی چھوٹی سی ہمارے جہاز کے برابر لگا دیجائے
حسب الحکم ایک چھوٹی سی کشتی شاہزادہ نورالدہر کے جہاز کے پاس لگا دی گئی نورالدہر اُس کشتی پر سوار ہوا اور ملاحون سے
کہا کہ یہ کشتی اُسی نہنگ کی طرف لیچلو مرتے تو ہین دل کی آرزو دل مین کیون رہ جائے اور ملاحون نے بموجب حکم کشتی کا رخ
اُس طرف پھیرا اور لیکر چلے ہرچند شباط بن دلیان نے منع کیا انور شاہ منصور شاہ سمجھاتے رہے مگر شاہزادہ کسکی سنتا ہی
کشتی کو برابر دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہی اور وہ نہنگ بھی برابر دوڑتا ہوا قریب چلا آتا ہی جیسے ہی وہ نزدیک آیا [illegible]
ایک نعرہ ہلاک کر مارا تو وہین آنکھ مین اُس نہنگ کی سہ سوفار در آیا اور ساتھ ہی اُسکے دوسرا تیر جو بائین آنکھ مین

تاک کر مارا تو وہ بھی مسمار ہو گیا دونوں آنکھیں اُسکی ہدف تیر قضا ہو گئیں اب نہنگ نے گھبرا کر جلدی سے دم اپنی اُٹھائی کہ
جہازوں پر مارے بس جیسے ہی دم اُسکی اونچی ہوئی نورالدہر نے بہت ہی پھرتی سے ایک تلوار آبدار دونوں ہاتھوں میں
جو مضبوط پکڑ کے ہاتھی ہدرے کہکر اُسکی دم پر ماری تو صاف دم دو ٹکڑے ہو گئی اور وہ نہنگ اُس دریا میں گرا ایک تلاطم قیامت کا
دریا میں برپا ہوا تمام پانی خون سے اُسکے رنگین ہو گیا چار طرف سے صداے آفرین و تحسین کا ایک شور ہوا ہر ایک شخص کی
زبان پر صداے احسنت جاری تھی الغرض شاہزادہ پھر جہاز پر آیا انورشاہ تو دوڑ کر گلے لپٹ گیا شباط بن دیلمان زنگی دست بوسی
کی ادھر منصور شاہ نے شاہزادے کے قدم لیئے اور انورشاہ نے عرض کیا کہ حضور آپ بیشبہ موئید من اللہ ہیں اور بیشک
آپ حق جل و علی کے خاص بندے اور اُسکے پیارے ہیں سواے حضور کے اس نہنگ کا مارنا کسی دوسرے کا کام نہ تھا اور
اصل تو یہ ہے کہ ایسے وقت اضطرار میں ہوش و حواس کب بجا رہتے ہیں جو کوئی بات سوجھے مرحبا صد مرحبا آپ کی حدت ذہن
اور استقلال و اطمینان طبع کو نورالدہر نے کہا کہ ہاں میں تو اُسکا ایک عبد ناچیز ہوں جو اُسکے الطاف و اعطاف اور رحمت
و مکرمت میرے شامل حال رہی اور ہے میں کہاں تک اُسکا شکریہ ادا کروں بعد اُسکے ہر ایک نے آکر دست بوسی اور قدمبوسی
کی تصدق اُترنے لگے الغرض کئی پہر تک اُس دریا میں لنگر پڑا رہا بعد اُسکے نورالدہر نے حکم دیا کہ لنگر اُٹھایا جاوے اور
جہاز یہاں سے روانہ ہوں بموجب حکم لنگر اُٹھا دیا گیا اور جہاز وہاں سے روانہ ہوئے مقامات معینہ پر لنگر کرتے ہوئے اور
ضروریات بہم پہونچاتے ہوئے بعد چند روز کے کنارے پر پہونچے ملاحوں نے جہازوں کے لنگر ڈالدیئے ناخدا نے ہاتھ جوڑ
تھال میں رکھکر نذر گذرانا اور عرض کیا کہ حضور سفر دریا تمام ہوا شاہزادے نے اُسے خلعت دیا مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی
اور میں خوشی کی گذرنے لگیں الغرض اسباب اُتار لیا گیا خیمے ڈیرے استادہ ہوئے سب کے سب خیموں میں قیام پذیر ہوئے اور
ہاتھ منھ دھویا نہاے دھوئے کپڑے بدلے تین دن تک آرام کیا چوتھے روز شاہزادہ واسطے شکار کے سوار ہوا شکار
کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک بیابان ہول خیز اور صحراے وحشت انگیز میں گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سامنے
نمودار ہے شاہزادہ اُس گنبد کے قریب آیا دروازہ بند پایا اور دیکھا ایک پتھر کی چٹان بہت بڑی دروازے پر رکھی ہوئی ہے
اور اُس گنبد میں سے ایک آواز درد ناک نحیف و ضعیف سنائی دیتی ہے کہ کوئی شخص نہایت دلخراش آواز سے کہ رہا ہے کہ
ہاے افسوس اور واے بیکسی و بیبسی کہ مفت جان گئی اور اب تک کوئی فریاد رس نہ آیا کہ ہماری فریاد سنکر کچھ توجہ کرتا اب
یا تو جان نکلجاے یا اس عذاب سے نجات ملے اس طرح بلک بلک کر کوئی شخص کہ رہا ہے کہ شاہزادہ بیچین ہو گیا اور چاہا کہ
اُس گنبد کو کھولکر دیکھے کہ یہ گنبد کس قسم کا ہے اور یہ کون شخص ہے جو اس طرح فریاد کر رہا ہے اور کس بلا میں مبتلا ہے شباط بن
دیلمان زنگی انورشاہ اور منصور شاہ نے ہر چند منع کیا کہ اے شہریار آپکو کیا غرض ہے اور کیا مطلب ہے جو حضور اس گنبد
میں تشریف لیئے جاتے ہیں اس ارادے سے باز رہیے اور اپنے کو معرض ہلاکت سے بچایئے معلوم نہیں اسمیں کیا بھید ہے
اور کیا امر ہے اور یہ صدا کس قماش کی ہے اگر کوئی بات متحقق ہوتی تو یہ بھی سہی ورنہ کیا ضرورت ہے آپ اس گنبد میں ہرگز
نہ جایئے مگر شاہزادہ کب سنتا ہے ایک کی بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ معلوم نہیں تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو اور تمھارا خیال
کس طرف ہے ہمارے صاحب ہمکو جو پروردگار عالم نے حلال مشکلات پیدا کیا ہے تو ہمکو یہ کب زیبا ہے کہ ہم سنیں کہ کوئی شخص
مصیبت میں ہے اور کسی آفت میں مبتلا ہے اور ہمارے کان تک فریاد پہونچے اور ہم نہ سماعت کریں نہ دیکھیں یہ تو ہمیں
سے ہرگز ممکن الوقوع نہیں ہے خدا جانے تم لوگ کیسی باتیں کر رہے ہو یہ کہکر بہت جلد دروازے کے پاس آیا اور
اُس سنگ گران کو جس سے دروازہ بند تھا ہٹایا اور دروازے کو کھولکر اندر گیا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان
حسین و خوبصورت کہ آثار شجاعت و دلیری اور مردی و مردانگی اُسکے چہرے سے ظاہر و آشکار ہیں غل و زنجیر میں

گرفتار چت لیٹا ہوا ہی اور فریاد و زاری اور نوحہ و بیقراری کر رہا ہی اور ایک سنگ گران اُسکے سینے پر رکھا ہوا ہی اور قریب
مرگ پہونچ گیا ہی کہ سانس لینے کی بھی قوت باقی نہین رہی اور بدقت دم کی آمد و شد ہو رہی ہی اور حال یہ ہی کہ پانون مین
ہتھکڑی لگی ہوئی ہی پتھر اسپر بندھا ہوا ہی ایک انگلی مین چاندی کا چھلا اور ایک سونے کی انگشتری یاقوت سرخ کا نگ
اُسپر جڑا ہوا پہنے ہوئے ہی ہاتھون مین بھی ہتھکڑی لگی ہوئی ہی داہنے ہاتھ مین کنگنا بندھا ہوا گلے مین ہیکل پڑی ہوئی دولھا
بنا ہوا ہی نورالدہر نے پہلے تو لپک کر پتھر اُسکی چھاتی سے اُتارا بعد اُسکے قید اُسکے بدن سے جدا کی جب تو وہ جوان اُٹھکر قدمون
پر نورالدہر کے گر پڑا نورالدہر نے قدمون سے اُٹھاکر اُسکا چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ یہ بتلا کہ تو کون شخص ہی اور کسنے تجھے
یہان قید کیا تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور ایک ساحرہ مکارہ مجھپر عاشق ہی اور مجھکو اُس سے کمال درجہ تنفر ہی جس روز کہ
میری برات ہوئی اُسی شب کو وہ کمبخت مجھے یہان اُٹھا لائی اور مجھسے کہا کہ اگر تجھے اپنی زندگی منظور ہو تو مجھے اپنی زوجیت
مین قبول کر اور اس زوجہ سے اپنی دست بردار ہو ورنہ تجھے بعذاب شدید مبتلا کرونگی کہ زندگی تیری دشوار ہو جائیگی ای
شہریار اس طرح کی بو بدبو اُسکے منھ سے آتی تھی اور اس درجہ کریہ منظر اور بدشکل تھی کہ مجھے اپنی جان عزیز کا دیدینا اور لقمہ
ملک الموت ہونا گوارا اور منظور ہوا مگر کسی طرح اُس سے مواصلت تو درکنار پاس بیٹھنا بھی نہ گیا جب مین کسی طرح راضی
نہ ہوا تو اُس لکانہ نے مجھے قید کردیا اور اس عذاب شدید مین مبتلا کیا ای شہریار وہ لکانہ عجیب طرح کی بلا ہے جیسے دربان اور
آفت جہان ہی کہ اُس سے مفر ملنا دشوار ہی حضور نے کیلیے اسقدر تکلیف گوارا فرمائی اور اپنے کو زحمت مین ڈالا نورالدہر
نے کہا کہ بھائی ہمکو تو حق تعالے نے خلق ہی اسی واسطے کیا ہی کہ درد رسیدون اور مظلومون کی فریادرسی کرین اور
اُنکو بلاؤن سے نجات دین یہ سُنکر اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار حق سبحانہ تعالے آپکے ارادون مین برکت دے اگر آپنے
اسقدر زحمت گوارا کی ہی اور اتنی تکلیف مالایطاق اُٹھاکر مجھے اس مصیبت عظیم سے چھڑایا ہی تو پھر کسی طرح اگر کسی طرف
یہان سے لیکر نکلیے تو بہت انسب ہی نورالدہر نے کہا کہ گھبراؤ نہین ایسا ہی ہوگا ابھی نورالدہر اور اُس مظلوم
مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک مرتبہ سیاہ آندھی چلی اور گرد و غبار اُٹھنا شروع ہوا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور ہاتھ
کو ہاتھ نہین ملتا تھا شاطر زنگی انور شاہ منصور شاہ سب کے سب بھاگے اور شاہزادہ نورالدہر بھی ایک درخت کی آڑ
مین خاموش کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ ایک شیر ببر سامنے سے چلا آتا ہی اور ایک
عورت زشت رو تیرہ رنگ کریہ منظر اُسپر سوار چلی آتی ہی جب قریب گنبد کے آئی دیکھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہی نہایت
متعجب ہوئی کہ یہ دروازہ کسنے کھولا اور اسقدر سنگ گران کسکے ہٹائے یہان سے ہٹا الغرض متحیر و متفکر اندر گنبد کے آئی
دیکھا کہ معشوق نادارد ہی بس آگ بگولا ہوگئی کہ یہ کون شخص یہان آیا ہی کہ جسنے دروازہ بھی کھولا اور میرے معشوق کو چھڑا لیگیا
اور چارطرف ڈھونڈھتی ہوئی اُس طرف پہونچی کہ جہان شاہزادہ نورالدہر کھڑا ہوا تھا شاہزادے کو دیکھکر پکاری کہ
ہان مین سمجھی تو ہی نے میرے محبوب کو رہا کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ ہان مین ہی نے رہا کیا ہی اور یہ کہکر ایک تیر چلہ کمان پر
جوڑکر اُسپر بہت تاک کے مارا مگر اُسکے بدن پر سے اُچٹ گیا کئی تیر اُسپر متواتر مارے مگر کبھی مطلق اثر نہ کیا اور وہ ساحرہ
قریب نورالدہر کے آئی اور شاہزادہ کو دیکھکر ایک جان سے ہزار جان عاشق و فریفتہ ہوگئی کہ ایسا جوان حسین کاہیکو
دیکھا تھا کہنے لگی کہ ای عزیز تو نے جو اسکو رہا کیا برا کیا مگر خیر اب تو جو ہوا سو ہوا جو تونے کیا خیر خوب کیا مگر اب مین تجھپر
عاشق و فریفتہ ہوئی ہون تو اپنے وصل سے مجھے محظوظ کر اور اپنی زوجیت مین قبول کرکے شادکام و مسرور کر یہ سُنکر
نورالدہر نے کہا کہ چپ رہ او مردار کیا واہیات اور خرافات لاطائل و لاحاصل فضول اور بیہودہ بک رہی ہی بس
چپ رہ او مردار کیا کلمہ بدزبان سے نکالتی ہی دیکھ ایسا نہ ہو کہ زبان تیری عقب گردن سے کھینچ لیجائے اور یہ کہکر ایک

تلوار اُسپر ماری وہ بھی اُسکے بدن سے اُچٹ گئی شاہزادے نے جھنجھلا کر ایک خنجر بہت زور سے مارا وہ بھی اُچٹ گیا اب
وہ ساحرہ بالکل قریب شاہزادے کے آکر کہنے لگی کہ ای شہریار بس کیون اپنے ہاتھ کو تکلیف دیتا ہی اور اپنے نفس کو ایذا
پہونچاتا ہی اور اپنے کو مشقت و محنت مین ڈالتا ہی اور فورًا اسم سحر کا پڑھکر جو شاہزادے پر دم کرتی ہی تو معًا شاہزادہ بے
حرکت ہوگیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پھر اسم سحر پڑھکر پھرا ہیان نور الدہر پر جو دم کیا وہ سب حصار آہنی بن گئے
اور وہ ساحرہ لکامہ نور الدہر کو لیکر بالاے ہوا جانب آسمان روانہ ہوئی اور بہت بلندی سے جاکر نور الدہر کو زمین
پر پھینک دیا نور الدہر بہت زور سے زمین پر گرا یقین تھا کہ استخوان سرمہ ہوجاینگے مگر بقدرت خدا چوٹ تک نہ لگی
اور آنکھ جو کھلی تو شاہزادہ بالکل صحیح و سالم ذرا بھی کہین چوٹ کا نام و نشان نہین ہی شکر خدا بجالایا اور اپنے تئین ایک
دشت سبز و شاداب مین پاکر سجدہ کیا اور حمد جناب باری زبان پر لایا اور سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ
لگے ہوئے ہین سبزہ لہک رہا ہی چشمے جابجا جاری ہین جہان تک نظر کام کرتی ہی سواے سرسبزی اور شادابی
کے کوئی زمین ایسی نہین معلوم ہوتی کہ جو سبزے سے خالی ہو ایک عجب طرح کی فرحت اور سرور حاصل ہوا گویا جسم بیجان
مین جان آگئی شاہزادہ نور الدہر نے یہ خیال کیا کہ تو سلامت تھا بعد مرنے کے مجھے بہشت عنبر سرشت ملا ہی سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہی
کہ جاتے جاتے ایک باغ عجیب کے متصل پہونچا کہ عقل حیران ہوگئی چار دیواری اُسکی گنگاجمنی یعنی ایک خشت سونے کی
اور ایک چاندی کی پرچین کاری جواہر کی ہوئی جھلک جھلک کر رہی ہی کہ نظر خیرہ کرتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان دیوارون
مین ہزارون آفتاب نصب کر دیے ہین نور الدہر کو نہایت تعجب و تحیر ہوا کہ یہ عمارت کسکی بنوائی ہوئی ہی اور اسکا مکین
کون ہی الغرض آگے بڑھکر جانب مشرق جو ملاحظہ کرتے ہین تو دروازہ اُس باغ کا کھلا ہوا ہی اندر باغ کے گیا جاکر عجیب
قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ وہ باغ لگا ہوا ہی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا نمونۂ باغ بہشت معلوم ہوتا ہی شاہزادہ
سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک طرف جاکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک قصر نہایت ہی پرتکلف بنا ہوا ہی کل چار دیواری اُسکی نقرۂ
مصقول کی ہی زمرد کی پرچین کاری کی ہوئی ہی سامنے اُس قصر کے ایک نہر نہایت صفا سنگ مرمر کی دو فوارے لگے ہوے ہین
گرداگرد اُسکے درختان سرو لگے ہوئے ہین اور بلبلین ہر درخت پہ چہچہے کر رہی ہین نیچے اُن درختون کے [illegible] دالہ کترا ہوا
بچھا ہی ایک عجیب و غریب کیفیت نظر آرہی ہی غرض شاہزادہ پردے کو اُٹھا کر اُس قصر کے اندر گیا جاکر کیا دیکھتا ہی کہ
نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین جمع ہین ناچ ہو رہا ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی تمام نازنینین لباس پرتکلف
پہنے ہوئے جلوہ گر ہین ایک عجب لطف رنگ کا سماں بندھا ہوا ہی اور تخت جواہر نگار پر ایک معشوقہ ہوشربا اور محبوبہ جانستان
بیٹھی ہوئی ہی شعر دیکھے جو ملک نہ تاب لاسکے + زاہد کی بھی تو یہ ٹوٹ جاے + دھانی لباس زیب بدن ہی سر پر تاج
پہنے ہوئے ہی قریب جاکر جو دیکھا تو قریب چار سو حسینان مہر [illegible] کے گرد اُس ماہ پیکر حسن کے مثل [illegible] جمع ہین اور
بیچ مین وہ شمع انجمن حسن تخت پر اس طرح جلوہ گر ہی کہ جس طرح ستارون کے بیچ مین ماہ شب چار دہ جلوہ گر ہوتا ہی ایک
ضیا اُسکے حسن خداداد کی اس طرح بلند ہی کہ جسنے در و دیوار کو روشن کر دیا ہی اُسکو دیکھتے ہی نور الدہر کے دل سے
خیال ملکہ قمر چہر سہو و محو ہوگیا اور اُس ماہ تابان پر بدل و جان عاشق و شیدا ہوگیا لیکن ضبط سے کام لیا اُسی جگہ ٹھہر گیا
اور دل مین یہ خیال کیا کہ ای نور الدہر خدا جانے یہ کسکا ناموس ہی [illegible] دیکھو خدا کیا کرتا ہی لیکن ناچ دیکھتے
دیکھتے جب اُس نازنین مہ جبین کی نظر نور الدہر پر پڑی تو [illegible] پکار اُٹھی کہ ای شہریار حسن و خوبی و ای
بادشاہ جمال باکمال محبوبی بیا بیا خانہ خانۂ شما است اور یہ کہکر [illegible] لیے اُٹھ کھڑی ہوئی اور تخت سے اُٹھکر
شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب لاکر بٹھا لیا مزاج پرسی کی [illegible] آئی جام شراب گلرنگ

پھر کر اپنے ہاتھ سے نورالدہر کو دیا اور کہا کہ ای شہریار نوش فرمایئے شاہزادے نے ہرچند انکار کیا مگر جب اُسنے اصرار کیا
اور گلے مین ہاتھ ڈالکر قسمین دین کہ ای شہریار آپکو قسم ہی ہمارے سر کی ہین کو پیجیے اگر نہ پیجے تو شاہزادے نے
وہ جام نوش فرمایا بعد اُسکے اُسنے خود بھی شراب پی گانے بجانے لگین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ ہونے لگا اور نشئہ
شراب مین دست درازی شروع ہوگئی نوبت بوس وکنار کی پہونچ گئی یہ رنگ دیکھکر کل حاضرین محفل رفتہ رفتہ سرک گئے
اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے جب پالا خالی پایا تو شاہزادے نے بھی گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور چاہا کہ بوسہ لے مگر ایک ایسی
بوے بد اُسکے منھ سے نکلی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہوگیا اور جلدی سے دور ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ ارے سچ کہہ تو ہی
کون اور نام تیرا کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ای شاہزادہ بلند قدر یہ کنیز وہی ساحرہ ہی کہ جسنے آپکو اُٹھاکر آسمان پر سے
پھینکدیا تھا ای شاہزادے واسطہ اپنے دین ومذہب کا کہ تو مجھکو اپنے وصل سے مسرور کر اور اپنی زوجیت مین قبول کر
نورالدہر نے کہا کہ سن ای ساحرہ تو ناحق میرے پیچھے پڑتی ہی اور بیکار اس ہوس مین مرتی ہی ارے کمبخت ہمارے
خاندان مین تو جادوگر سے اختلاط تک نہین پیدا کرتے مواصلت تو درکنار ہی تو بیکار اسقدر جد وجہد کرتی ہی مجھسے ہرگز
تیرا مطلب کبھی نہ حاصل ہوگا یہ سُنکر اُس ساحرہ نے کہا کہ دیکھو شاہزادے میرا کہنا مانو اور مجھکو نہ جلاؤ ورنہ پچھتاؤگے
شاہزادے نے کہا ہر چہ بادا باد یہ سُنکر اُس ساحرہ نے شاہزادے کو گرفتار کیا دو روز تک آب وطعام بند رکھا اور
تیسرے روز پھر سامنے بلایا بہت خاطر سے پیش آئی ہاتھ منھ دھلا کر کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دی اور بعد اُسکے ہاتھ
جوڑکر قدمون پر گر پڑی اور کہا کہ ای شاہزادے واسطہ اپنے دین ومذہب کا کہ مجھے اپنے وصل سے شاد وخرم کرو اور
اس آتش عشق کو بجھادو شاہزادے نے سر اُسکا اپنے قدمون سے جھٹک دیا اور کہا کہ او لکاتہ اگر تو مجھے ہلاک بھی کر دیگی
تو بھی مین تجھسے ہم صحبت نہ ہونگا اور مواصلت کیسی تیری جانب رخ نہ کرونگا یہ کلام نورالدہر کا سُنکر وہ لکاتہ جلکر
کباب ہوگئی اور اُسی طرح پھر نورالدہر کو قید کیا ہر روز اپنے سامنے بُلاتی تھی اور الحاح وزاری اور منت وعاجزی
کرتی تھی مگر نورالدہر کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا ایسکہ شاہزادہ تنگ آگیا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگار اب تو یہ
صدمات نہین اُٹھائے جاتے یا اُٹھا لے یا اس عذاب سخت سے نجات دے اتفاق سے ایک روز ادلوس حبشی
اُس ساحرہ کے پاس آیا اور سلام کیا دیکھا کہ وہ لکاتہ نورالدہر کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے بیٹھی ہی اور منت وسماجت
کر رہی ہی مگر شاہزادہ کسی طرح راضی نہین ہوتا یہ دیکھکر ادلوس حبشی نے کہا کہ ای ملکہ تم کس واسطے اسقدر رنج کرتی ہو
اور کیون اپنی جان ہلاک کرتی ہو مین اسے راضی کر دونگا اُس ساحرہ نے جواب دیا کہ ای ادلوس حبشی تمہارا بڑا احسان ہوگا
اگر تمنے اسے راضی کر دیا تو گویا میری جان بچالی ادلوس حبشی نے کہا کہ بات ہی کیا ہی آپ ایک ذرا ہٹ جایے مین ابھی
تو راضی کیے دیتا ہون ای ملکہ یہ تو از خود راضی ہو جائیگا تمنے بیکار اسے گرفتار بھی کیا اور اس گل رعنا کو صدمہ بھی پہونچایا
اور آپ بھی رنجیدہ ہوئین یہ سُنکر وہ ساحرہ ذرا ہٹ گئی ادلوس نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار آپ تو محض نادانی
کرتے ہین جادوگر سے کوئی بھی بغیر فریب کیے ہوئے عہدہ برآ ہوا ہی آپ اس سے ہنسیے بولیے اختلاط کیجیے مین ابھی تو
اسے مارے ڈالتا ہون کہ اس ساحرہ نے ہرایک کا ناک مین دم بہ تنگ کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ ای ادلوس مین
کیا کرون ہرچند مین چاہتا ہون کہ اسکے پاس بیٹھون اختلاط کرون اور کوئی نہ کوئی فریب کرکے اس سے مخلصی حاصل کرون
لیکن اسکے منھ سے تو ایسی بوے بد آتی ہی کہ پاس ٹھہرا نہین جاتا جان دینا گوارا ہی مگر یہ امر گوارا نہین ہی ادلوس
نے کہا کہ ای شہریار ناچاری کو گوارا کیجیے نورالدہر نے کہا کہ خیر اچھا یہ بھی سہی لیکن باتون کے ادلوس حبشی نے اُس
ساحرہ کو بلا لیا اور نورالدہر کو پاس بیٹھایا مجلس عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا شاہزادہ ہنسنے لگا اُس ساحرہ

جام شراب اپنے ہاتھ سے بھرکر شاہزادے کو دیا شاہزادے نے اُس ساحرہ کو پلا یا الفت و محبت کی باتین ہونے لگین ساحرہ یہ رنگ
مزاج شاہزادے کا دیکھکر بہت مسرور ہوئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ اتنی دیر مین اولوس حبشی نے اسکو کیسا پٹی
پڑھا دی جو شاہزادہ یون رام ہوگیا متحیر ہوکر اولوس کی طرف دیکھنے لگی اولوس بھی ہنس دیا اُس ساحرہ نے اولوس
کی بڑی خاطر و مدارات کی اور پھر دورہ شراب گلرنگ شروع ہوا اولوس نے آنکھ بچا کر اُس ساحرہ کے جام شراب
مین دارو بیہوشی ڈالدی اور وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئی اولوس حبشی نے خنجر کھینچکر اُسکی گردن پر پھیرا مگر گردن اُسکی نکٹی
نورالدہر نے کہا کہ ای اولوس یہ لکا تا روئین تن اور آہنی بدن ہی اثر حربے کا اسپر کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ تدبیرین کروگے
اور کچھ نہ ہوگا اولوس حبشی نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کیسی باتین کرتے ہین مین تو شاگرد ہون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا
بھلا میرے ہاتھ سے بچ سکتی ہی اگر خنجر نے کام نہین کیا نہ کیا مین اور تدبیر اسکی موت کی کرتا ہون اور یہ کہکر ایک
دو پتھر بڑے بڑے بھاری اُٹھا لایا ایک پتھر اُسکے سر کے نیچے رکھا دوسرا پتھر جو پھر اُٹھا کر اُسکے سر پر مارتا ہی تو سر اُسکا
پھٹ گیا اور بھیجا نکل آیا اُسکے مرتے ہی نہ وہ عمارت تھی نہ باغ تھا نہ نہر تھی نہ قصر سب فنا اور نابود ہوگیا سحر کے تو سارے
کارخانے تھے ہی نورالدہر نے اُس بلا سے نجات پائی اور جتنی عورتین تھین وہ بھی رہا ہوئین اور بھی قیدی کل رہا ہوئے
آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا تو سامنے سے انور شاہ اور منصور شاہ اور شاطر بن دیلمان بھی چلے آتے ہین شاہزادے نے کہا
ہائین تم کہان تھے اُنھون نے عرض کیا حضور ہم لوگ بھی سب یہین مقید تھے یہ کہکر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ
نورالدہر نے گلے سے لگایا دلاسا دیا بعد اُسکے دیکھا کہ وہ شاہزادہ جسکو نورالدہر نے رہا کیا تھا وہ بھی چلا آتا ہی اور
دوڑکر قدمون پر نورالدہر کے گر پڑا اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہم وہان سے بھی رہا ہوئے تھے اور پھر یہان سے
بھی حضور ہی کی بدولت چھوٹے نورالدہر نے اُسکو بھی گلے سے لگایا تشفی دی پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے عرض کیا
کہ حضور نام میرا ملک زادہ ہی سعادت شاہ کا بیٹا ہون شہر میرا یہان سے قریب ہی حضور میرے جان بخش اور
آقا اور مالک ہین امیدوار ہون کہ تشریف لیچلیے اور اُس شہر کو اپنے قدم میمنت لزوم سے مشرف فرمایے غلام
شرط خدمت بجا لائیگا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب خدمت کرتا ہوا چلیگا شاطر بن دیلمان نے عرض کیا کہ
حضور اسکی خاطر بھی لازم ہی اور اُسکے ملک مین بھی چلنا ضرور ہی نورالدہر نے پوچھا کہ کیون شاطر بن دیلمان تو
اسکے باپ کو جانتا ہی شاطر نے عرض کیا کہ حضور ہان مین خوب واقف ہون تجسیے اور سعادت شاہ سے ہمیشہ لڑائی
رہا کی کبھی مین اُسکے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا اور کبھی سعادت شاہ میرے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا ایک مدت تک یہی
کیفیت رہی شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ خوب پھر اب تو مین ضرور چلونگا اور تمھارے اور سعادت شاہ کے
صفائی کروا دونگا سامان سفر درست کرو یہ سنکر وہ سب عورتین جو اُس ساحرہ بد بال جادو کی قید مین تھین آکر
شاہزادہ نورالدہر کے قدمون سے لپٹ گئین کہ حق تعالے حضور کو سلامت با کرامت رکھے ہم سب نے آپکی بدولت
رہائی پائی اب ہماری نسبت کیا حکم ہوتا ہی نورالدہر نے کہا کہ جس طرف تمھارا جی چاہے چلی جاؤ مجھے تم سے کوئی غرض
نہین اور اُس ساحرہ کے اسباب مین سے چیزیں بیچ بیچ کے اُن سب کو دیکر رخصت کیا اور باقی مال و اسباب اپنے
قبضے مین کیا اور ملک زادے سے کہا کہ ای ملک زادے پہلے تم اپنے ملک مین چلے جاؤ اپنے باپ سے ملو اور
اُسکے دل کو مطمئن کرو معلوم نہین تمھاری جدائی مین اُسکا کیا حال ہوا ہوگا اور ہمارے آنے کی اُسے خبر دو کہ اُسکی
پریشانی دفع ہو اور اگر ہم یکایک وہان مع فوج چلے چلینگے تو باپ تمھارا پریشان ہوگا رعایا گھبرا جائیگی خیال ہوگا کہ
کوئی حریف آگیا یہ صلاح دے کر ملک زادے کو روانہ کیا اور پیچھے پیچھے آپ بھی روانہ ہوا ملک زادہ بہت جلد جلد

گھوڑا اُٹھائے ہوئے چلا جاتا تھا جب قریب شہر کے پہونچا تو ہرکاروں نے جاکر سعادت شاہ کو خبر دی کہ حضور مبارک
ہو شاہزادہ عالی جاہ آگیا سعادت شاہ یا تو بیٹے کے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا پہروں ملک زادے کو یاد کر کے
رویا کرتا تھا اور جان کھویا کرتا تھا یا اب دفعۃً جو خبر بیٹے کے آنے کی سُنی یقین نہ آیا ہرکاروں سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ تم مجھسے
مزاح کرتے ہو یا میری تسلی کے لیے کہتے ہو تو میں ایسا کوئی نادان نہیں ہوں مجھکو تو اپنے بخت برگشتہ سے یہ امید ہرگز
نہیں ہے کہ میں جیتی زندگی بیٹے سے ملونگا اور اُسکو پھر دیکھونگا ہرکاروں نے عرض کیا کہ حضور بھلا اتنی مجال ہے ہماری
کہ ہم حضور سے خلاف واقعہ عرض کرینگے خداوند ہم اپنی آنکھوں سے شاہزادے کو دیکھ آئے ہیں کہ وہ حضوری میں حاضر
ہوتے ہیں جب ہرکاروں نے یقین دلایا تو سعادت شاہ بے تحاشا اپنی جگہ سے اُٹھ کر ناکے کی طرف دوڑا سب سُنتے
کہ ادھر سے سعادت شاہ چلا اور اُدھر سے ملک زادہ چلا آتا تھا کہ ملک زادے کی نظر باپ پر پڑ گئی بہت جلد
گھوڑے سے اُتر کر دوڑا اور آکر باپ کے قدموں سے لپٹ گیا سعادت شاہ نے سر بیٹے کا قدموں سے اُٹھا کر چھاتی سے
لگا لیا اور گلے ملکر خوب رویا اور خوش و خرم بیٹے کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا اور زر و جواہر بیٹے پر سے نثار کرتا ہوا چلا آتا ہے
اہل شہر ابھی جہاں تک نثار کرنے کو موجود تھے ہر ایک شاہزادے کے قدموں سے لپٹا جاتا تھا ہر گلی کوچے میں ایک
شور و غل تھا کہ شاہزادہ آگیا غرض سعادت شاہ بیٹے کو لیکر محل میں آیا ماں سے اور بیٹے سے ملاقات ہوئی بیٹا
دوڑ کر ماں کے قدم سے لپٹ گیا ماں نے سر بیٹے کا چھاتی سے لگایا پانی بیٹے پر سے وار کے پیا سات بار گرد بیٹے کے
پھری احوال پوچھا ملک زادے نے کُل حال اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ بھی خوش ماں باپ بھی خوش ہوئے
سعادت شاہ نے کہا کہ بے شبہہ یہ کام خداپرستوں کا ہے کہ وہ ہر ایک کی مشکل میں کام آتے ہیں اور ہر مظلوم کی
فریاد رسی کرتے ہیں سوائے اُنکے یہ کام کسی کا نہیں ہے ای فرزند وہ شہریار کہاں ہے مجھے بھی اُس تک لیچلو کہ میں بھی شرف
قدمبوسی حاصل کروں ملک زادے نے عرض کیا کہ حضور وہ شہریار بھی مع شباط بن دیلمان زنگی کے آتا ہے آپ
دعوت کی تیاری کریں شہر کو آراستہ کریں سعادت شاہ نے کہا کہ کیا شباط بن دیلمان زنگی بھی اُسکا تابع ہوا ہے
ملک زادے نے کہا کہ حضور ہاں وہ بھی اُس شہریار کا تابع فرمان ہوا ہے یہ سُنکر سعادت شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا
تمام شہر میں آراستگی کی آئینہ بندی کرائی روشنی کے لیے ٹھاٹھر بندی کا حکم دیا آتشبازی اور ناچ رنگ ہر چیز کا
سامان درست کرا کے استقبال نور الدہر کے واسطے ناکے کی طرف روانہ ہوا اُس طرف سے نور الدہر بھی آ ہی رہا تھا
سعادت شاہ کی نظر جو نور الدہر پر پڑی دوڑ کر نور الدہر کے قدموں پر گر پڑا اور گرد نور الدہر کے پھرا نور الدہر
نے گلے سے لگا لیا بعد اُسکے سعادت شاہ نور الدہر کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ شاہی میں لایا فوج کو اُتروایا تمام سامان و
اسباب بہت احتیاط سے اُتروا کر رکھا اپنے ہاتھ سے نور الدہر کے ہاتھ پاؤں دُھلائے نور الدہر نے دن بھر آرام کیا
شب کو تمام شہر میں روشنی ہوئی قلعہ میں جگہ جگہ آئینہ بندی ہوئی روشنی کی گئی بعد فراغت اکل و شرب آتشبازی چھوڑی
نور الدہر بعد تماشائے آتشبازی مسند پر آکے بیٹھا اور سعادت شاہ و ملک زادہ سامنے نور الدہر کے حاضر ہوئے
شباط بن دیلمان اور انور شاہ و منصور شاہ کو پہلو میں نور الدہر کے جگہ ملی نور الدہر نے شباط بن دیلمان زنگی اور
سعادت شاہ سے کہا کہ تم دونوں میں ایک مدت سے رنجش چلی آتی ہے آج تم دونوں ہماری خاطر سے ملجاؤ اور
باہم گلے ملکر غبار فساد و رنج کو دلوں سے دھو ڈالو بموجب حکم شباط بن دیلمان اور سعادت شاہ اُٹھے باہم لپٹ گئے اور
دل دونوں کے صاف ہوئے بعد اُسکے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ناچ گانا شروع ہوا جام شراب گلرنگ
گردش میں آیا الغرض اسی طرح تین روز تک دعوت و ضیافت رہی بعد اُسکے نور الدہر نے سعادت شاہ سے

ارشاد کیا کہ اے سعادت شاہ چونکہ نام تمھارا سعادت شاہ ہے میں چاہتا ہوں کہ اب تم سعادت اسلام پر بھی
فائز و مشرف ہو اور ادیان باطلہ اور مذہب لاطائلہ پر لعنت کرو سعادت شاہ نے عرض کیا کہ حضور میں تو آپ کا
ایک ادنے غلام و تابع فرمان ہوں مجھے آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہے اے نور الدہر والا قدر غلام کو بھی عذر ہے مگر مجھے عذر
نہیں ہے حضور موفور السرور نے تو اس غلام کی زندگی کرلی ورنہ میں غم فرزند میں گھل گھل کر تمام ہو جاتا میں نے بصدق دل
لقائے بے بقا پر لعنت کی آپ تلقین اسلام فرمائیں میں بصدق دل مسلمان ہوتا ہوں یہ سنکر نور الدہر نے کلمہ طیبہ
ارشاد فرمایا سعادت شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا بعد اسکے تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے
مسجدوں کی بنا ڈلوائی سکہ بنام سعد بن قباد جاری کیا بعد اسکے کوچ کرکے ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوا
تیسری ہی منزل تھی کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تار اٹھی جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ جم غفیر اور فوج کبیر مع چارسو علمہائے
زرفشان و چار لاکھ سواران جرار کے چلی آتی ہے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے چلے آتے ہیں اور ایک بادشاہ ذیجاہ تختا
کرو فر سے تخت پر سوار اور ایک دیوانہ چوبدست گران ہاتھ میں لیے ہوئے زنجیریں کمر میں باندھی ہوئیں سب کے آگے آگے
نور الدہر اس لشکر کو دیکھکر بہت متحیر ہوا ہرکاروں سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکا لشکر ہے دریافت کرو ہرکاروں نے
بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ ایرج تاج بخش ہے اور چارسو بادشاہوں کو اسنے زیر کرکے تاج بخشی کی ہے اور
اپنے کو صاحبقران زمانہ جانتا ہے یہاں سے کئی منزل پر ایک پہاڑ ہے قاقم کوہ اور ایک شہر ہے مرصع حصار کہ
بادشاہ وہاں کا فریدون شاہ ہے یہ ایرج تاج بخش اسی کا فرزند ہے ایک مدت قبل اسکی ولادت کے نجومیوں نے
خبر دی تھی کہ اس شہر مرصع حصار میں ایرج نام ایک جوان زبردست پیدا ہوگا کہ وہ صاحبقران زمان ہوگا زمانے
میں بہت بڑا نام پیدا کریگا بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کو زیر کرکے انکے ممالک پر قبضہ کریگا اور بڑے بڑے زبردست
پہلوان اسکے نام سے لرزہ براندام ہونگے جب ایرج تاج بخش فریدون شاہ کے یہاں متولد ہوا اور ذی ہوش
و صاحب عقل ہوا اور یہ اخبار ان نجومیوں کا سنا تو اسنے دعوی کیا کہ وہ ایرج جسکی نجومیوں نے خبر دی تھی وہ میں ہی
ہوں اور جب یہ جوان ہوا چارسو ملک اسنے بزور شمشیر اپنے تابع کرکے وہاں کے بادشاہوں کو تاج بخشی کی ایرج تاج بخش
نام پایا بعد اسکے اسنے چاہا امیر حمزہ صاحبقران پر خروج کرے اور انسے جاکر مقابلہ کرے تو فریدون شاہ مانع ہوا
اور کہنے لگا کہ اے فرزند تو ایسے ارادے سے باز آ اور بمقابلہ امیر نہ جا اور اے بیٹا وہ ایرج جسکی نجومیوں نے خبر دی تھی
وہ کوئی دوسرا ایرج ہوگا جب اسنے کسی طرح نہ مانا تو فریدون شاہ نے کہا کہ اچھا اگر تجھے دعوے صاحبقرانی کا ہے
تو ایک دیوانہ عفریت سیہ پوش خون آشام صحرا میں رہتا ہے اگر تو جاکر اسکا مقابلہ کرے اور اسکو زیر کرے تو البتہ
میں جانوں کہ تو صاحبقران ہے یہ سنکر ایرج تاج بخش نے جاکر عفریت سیہ پوش خون آشام سے مقابلہ کیا اور اسکو
اپنا حلقہ بگوش کرلیا اس وقت فریدون شاہ نے اظہار مسرت کیا اور کہا کہ ہاں بے شبہ اب مجھکو یقین کامل ہوا کہ تو
صاحبقران ہے اب شوق سے جاکر امیر کا مقابلہ کر تو اب یہ ملک گیری کرنے چلا ہے اور آپ کے آنے کی خبر سنکر بہت
خوش ہوا ہے اور اپنے مقام پر کہہ رہا ہے کہ پہلے اس نبیرہ حمزہ کو زیر کرلوں تو آگے بڑھنے کا قصد کروں اور صاحبقرانی
کا ڈنکا بجاؤں اور حضور چار لاکھ پیدل و سوار اور ساٹھ ہزار دیو اسنے اسکے ہمراہ رکاب ہیں بڑے کرو فر سے
چلا آتا ہے نور الدہر یہ سنکر بہت ہی خوش ہوا اور شباط بن دیلمان زنگی سے کہا کہ کیوں شباط اگر یہ زیر ہو گیا اور
میرے قبضے میں آکر مسلمان ہو گیا تو البتہ قوت بازو ہوگا شباط بن دیلمان نے عرض کیا کہ خدا ایسا ہی کرے بہت مردانہ مرد خدا
اور ادھر ایرج تاج بخش سے جاکر ہرکاروں نے خبر دی کہ نور الدہر اس طرح اپنی جگہ پہنچا کہہ رہا ہے ایرج کہا

خیر پہلے اسی سے سمجھونگا بعد اُسکے حمزہ کے مقابلے کو جاؤنگا اور شراب کے نشے مین حکم دے دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاوے اور لشکر ہمارا یہین اُتر پڑے کہ نبیرۂ صاحبقران سے مقابلہ ہے ادھر نورالدہر کو خبر ہوئی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا نورالدہر نے حکم کیا کہ ہمارا لشکر بھی یہین اُتر پڑے اور طبل جنگ بجا دیا جاوے الغرض اُسی جگہ دونون لشکر فروکش ہوے نورالدہر کے لشکر مین نقارۂ رزمی بجایا گیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی نورالدہر تمام رات مناجات کیا کیا ہر بار یہی عرض کرتا تھا کہ خداوندا مین کہان تک تیرا شکر ادا کرون کہ تو نے کن کن اہم مقامات پر اس عاصی کو کامیاب کیا خداوندا واسطے اپنی کبریائی کا کہ تو اس معرکے مین بھی مجھکو مظفر و منصور فرما اور ملت حقہ کو ترقی دے الغرض اسی دعا و مناجات و تیاری جنگ مین صبح ہوگئی دونون لشکر صف آرا ہوے میدان نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین ایرج تاج بخش کے لشکر سے عفریت دیوانہ میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی شاہزادہ نورالدہر بصد کروفر اپنے لشکر سے باہر آیا اور عفریت دیوانہ کے مقابل ہوا پہلے تو نیزہ بازی ہوئی جب لڑتے لڑتے تھوڑی دیر گذری نورالدہر نے نیزہ اُسکا ہوا کیا پھر عفریت دیوانہ نے تلوار ہاتھ مین لیکر نورالدہر پر بڑے زور مین ایک وار کیا نورالدہر نے دھار سے تلوار کی بچکر تلوار پر قبضہ کیا عفریت دیوانہ نے نورالدہر کی کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور اپنی طرف کھینچا نورالدہر نے اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا غرض زور ہونے لگے اور کشمکش شروع ہوئی دونون گھوڑون سے اُتر پڑے اور کشتی ہونے لگی اُس وقت سے لیکر شام تک کشتی ہوا کی قریب شام نورالدہر نے عفریت دیوانہ کو زیر کیا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا اور خیمے مین جا کر شکر باری تعالے بجالایا اور پھر حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجایا جاوے بموجب حکم نورالدہر نقارۂ رزمی بجایا گیا ہرکارون نے جا کر ایرج تاج بخش کو خبر دی کہ نورالدہر نے طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنکر طبل جنگ ایرج تاج بخش نے بھی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نورالدہر اپنے لشکر سے باہر آیا اور ایرج تاج بخش اپنے لشکر سے باہر آیا نورالدہر اُسکی صولت و حشمت دیکھکر لوٹ ہو گیا اور خداوند کریم سے دعا کرنے لگا کہ الٰہی پروردگار واسطے اپنے بندگان خاص انبیاے ذوالاحترام کا مجھکو اس پر فتحمند فرما اور اسکو توفیق نیک عطا فرما کہ یہ مسلمان ہو اور اس دین حقہ اور ملت بیضا کے شرف سے مشرف ہو الغرض دونون صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نہیب دے کر کہا کہ اب سب کے سب نگران ہین کہ دیکھین لشکر ایرج تاج بخش سے کون مقابلے کو نکلتا ہے کہ دفعتاً ایرج تاج بخش نے مرکب کی باگ لی چار سو نامدار ہمراہ رکاب ہوئے ایرج نے سبھون کو رخصت کیا کہ تم سب پھر جاؤ مین تنہا اس سے مقابلہ کرونگا بلکہ تم سب یہین ٹھہرے رہو اور دعا کرو کہ ایرج نبیرۂ حمزہ پر فتحیاب ہو سبھون نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دل دعا یہی کرتے ہین یہ کہکر وہ سب تو وہین ٹھہر گئے ایرج تاج بخش مرکب کو جھپکا کر میدان مین آیا خوب مرکب کو جولان کیا برچھے کے ہاتھ نکالے بعد اُسکے مبارز طلبی کی شاہزادہ نورالدہر مرکب کو جھپکا کر مقابل ایرج ہوا اور تلوار زنی ہوئی کوئی چار قدم مرکب نورالدہر کا پیچھے ہٹا اور کوئی سات قدم مرکب ایرج کا پسپا ہوا مرکبون کو دالون مین ستارک ایک نے دوسرے کا سامنا کیا جب غور سے ایرج نے نورالدہر کو دیکھا تو دیکھتے ہی دنگ ہو گیا کہ ایسا جوان حسین اور پہلوان خوبصورت و زبردست تمام عمر کاہے کو دیکھا تھا اور پکارا شعر بگو نام خود را درین انجمن + کہ بسیار شد آدمی سوے من یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر نے آواز دی شعر منم ماہ رخشان صاحبقران + بن شاہ گیتی بدیع الزمان + آگاہ ہو اے ایرج تاج بخش کہ مین نورالدہر بن شاہزادہ بدیع الزمان نبیرۂ حضرت امیر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن ہون دیکھ ہوشیار و خبردار ہو اور اپنی جان کو جان سمجھ اور شرف اسلام سے مشرف ہو ورنہ سمجھ کہ وہ سزا دے کہ مقتول و دنگا

کہ تو تمام عمر کو یاد کرے ایرج تاج بخش نے کہا کہ خیر یہ تو سب کچھ مین نے سنا مگر یہ کہہ کہ تجھے صرف باتین ہی بنانا آتی ہین
یا میدان جنگ مین آکر بہادرون کا مقابلہ بھی کرسکتا ہی اگر صرف چرب زبانی اور باتین ہی بنانا یاد ہین تو جا دبکے گھر بیٹھ
اور اگر تاب مقاومت ہی تو لا اپنے حربے کو مگر قبل اسکے اتنا اقرار کرلے کہ اگر مین نے تجھکو زیر کرلیا تو دین لقا پرستی اختیار کریگا
نور الدہر نے کہا کیا مضائقہ یہ سنکر ایرج نے کہا کہ پھر کیا ہی اٹھا حربہ نور الدہر نے کہا کہ یہ طریقہ اہل اسلام کا نہین ہی
کہ حریف پر پیش دستی کرین پہلے تو اپنا حربہ کرلے پھر مین بھی ہاتھ اٹھاؤنگا یہ سنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ مین پکڑ کے ایک
تیر کے فاصلے پر اپنے مرکب کو ہٹا کر سینہ بے کینہ نور الدہر کو تاک کر چاہا کہ لپک کر نیزہ لگاے نور الدہر نے آگے بڑھکر
اسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا سنانون سے چنگاریان آگ کی جھڑنے لگین نیزہ بازی ہونے لگی کوئی چار گھنٹے کامل
نیزہ بازی ہوا کی آخرکار نور الدہر نے نیزہ ایرج تاج بخش کا ہوا کی کیا بس ایرج تاج بخش نے نہایت غیظ و غضب
مین آکر نوسو من کا گرز اٹھا کر نور الدہر پر مارا نور الدہر نے گرز اسکا گرز پر روکا آواز تراقے کی پیدا ہوئی کہ جگر زمین کا
ہول سے شق ہوگیا اور تتق گرد کا بلند ہوا نور الدہر تو تنورہ گرد مین غائب ہوگیا اور ایرج نے آواز دی کہ جلد نور الدہر
کی خبر لو کہ بزدم دلپست کردم نور الدہر را یہ آواز سنکر عیار نور الدہر کا دوڑ پڑا اور گرد کے گرد چرخ مار کر آواز دی کہ
ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہی ہوشیار ہو جیسے نور الدہر نے جو یہ آواز سنی ہوشیار ہوکر مرکب کو چھیڑا مرکب نور الدہر
طبقہ زمین کا لیکر نکلا اور گرد منہ کی جھاڑتا ہوا نور الدہر باہر آیا اور آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی ہوشیار باش
یہ کہکر چاہا کہ گرز ایرج پر مارے کہ ساتھ ہی اسکے یہ خیال آگیا کہ ایسا نہ ہو ایرج تیرے گرز کی تاب نہ لا سکے اور مفت
تو پھر مجھکو بڑا رنج ہوگا یہ سوچ کر چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھکر دوسرا وار کرے کہ ایرج تاج بخش نے آواز دی کہ ای نیزہ گذار
تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ تو شوق سے وار گرز کا مجھپر کر اور میری جرأت کو دیکھ کہ مین بھی کیا کرتا ہون اگر تیرے
گرز کا صدمہ نہ اٹھا سکا تو مین صاحبقران کا بیٹا کاہے کا ہون تو اپنے خیال سے درگذر کر اور ضرور گرز کا وار اپنی پوری قوت
سے مجھپر کر بس یہ سنکر نور الدہر مجبور ہوگیا اور وار گرز کا کیا گرز یکدستی لیکن ایرج کے اس یکدستی گرز سے بھی یہ کیفیت ہوئی
کہ گو گرز کو روکا مگر دودھ چھٹی کا یاد آگیا ہر بن مو اور ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا دریاے عرق مین غرق ہوگیا اور ایک
تتق گرد اس طرح کا بلند ہوا کہ ایرج تاج بخش اس تتق مین غائب ہوگیا عیار دوڑ پڑے چھاگل سے پانی نکالکر منہ پر
چھینٹے دیے جب گرد بیٹھی تو دیکھا ایرج بیہوش کھڑا ہوا ہی پھر پانی ایرج کے منہ پر چھڑکا ایرج کی آنکھ کھلی ہوش مین
آکر کہنے لگا کہ مین نے کبھی ایسی ضرب نہ اٹھائی تھی اگرچہ نور الدہر نے وار یکدستی کیا مگر میری یہ حالت ہوگئی اور
گھوڑے کو جو دیکھتا ہی تو گھوڑا ابھی قریب مرگ ہی تنگ تلے ہاتھ دے کر اسے اٹھایا مگر اسپ پر عرصہ زندگی تنگ ہوگیا تھا
تنگ ہوکر اسے وہین چھوڑا اور پیدل تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب شاہزادہ نور الدہر کو بھی پامال کردے یہ عزم اسکا دیکھکر
فوراً نور الدہر گھوڑے سے کود پڑا ایرج نے کہا ای نور الدہر خوب مرکب اپنا بچایا لیکن اب میرے تمہارے کشتی ہو تو خوب ہی
نور الدہر نے کہا ای ایرج بہت ہی مناسب ہی ہان کسی لڑائی مین بند نہین ہون جس طرح تیرا جی چاہے اپنا حوصلہ نکال
بس یہ سنکر ایرج نے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور نور الدہر کی طرف چلا ادھر سے نور الدہر بھی آلات حرب
اپنے جسم سے دور کرکے بڑھا اور کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی جب شام ہوئی تو ایرج تاج بخش نے چاہا کہ
پھر جاے نور الدہر مانع ہوا اور تمام [illegible] ان مین روشنی کرادی ایرج نے میوہ کھایا دودھ پیا دونون لشکرون
کے افسر کمرین کھول کھول کر بیٹھے [illegible] گرم بازاری رہی الغرض تین شبانہ روز برابر کشتی ہوا کی چوتھے روز
پہر دن باقی تھا کہ ایرج تاج بخش [illegible] نور الدہر سے کہا کہ ای نور الدہر آج چوتھا دن ہی کہ دونون لشکر

بے دانہ و آب اور بے خور د خواب ہین بس اب ایک زور اور ہی مگر آخری زور ہی خبردار ہو ہوشیار رہنا اور یہ کہکر دونون پا
شاہزادے کے پکڑ کے لے دوڑا شاہزادے نے دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر پیچھے ہٹنا شروع کیا کوئی چھ یا
سات قدم تک ریلکر لیگیا اور ایک جھٹکا دیا کہ داہنا زانو شاہزادے کا زمین سے لگ گیا مگر تڑپ کر لنگر جو مارا پشت پا تک
غرق ہو گیا ایرج تاج بخش نے ہرچند چاہا کہ نور الدہر کو ہٹا دے اور انتہا کا زور کیا مگر اس کوہ وقار نے جنبش بھی
نہ کھائی بس ایرج نے ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ اب جو ہٹنے ہو سکے قصور نہ کرو بس اس وقت شاہزادہ اٹھا اور ایرج کے
دونون بازو پکڑ کے لے کر دوڑا اگرچہ ایرج ہرچند چاہتا ہی کہ رکے مگر کسی طرح نہین رک سکتا مثل پرکاہ کے اڑا جاتا ہی
کوئی گیارہ بارہ قدم تک شاہزادہ ریل لے گیا یہ دیکھ لشکریان ایرج نے آواز دی کہ ای ایرج ہوشیار ہو ای
ایرج خبردار ہو حریف زیادتی کرتا ہی ایرج تاج بخش نے جواب دیا کہ مین مجبور ہون میرا کیا اختیار ہی حریف
زبردست ہی بس اتنی باتون مین ایرج کا نیسال جو ادھر ہٹتا ہی فوراً نور الدہر نے غنیمت جان کر جو ایک جھٹکا دیا
تو دونون گھٹنے ایرج کے زمین سے جا لگے ہرچند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نور الدہر کب سنبھلنے دیتا ہو اور زنجیر گردن
جو ہاتھ ڈالکر زور کرتا ہی تو لنگر ایرج تاج بخش کا ٹوٹا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا کمر تیسرے زور مین
تا بہ سینہ لا کر کہہ بازو کا دے کر ایرج کو سر سے بلند کیا ایرج نے چاہا کہ بغلون مین پاؤن اڑا کر داؤن پیچ کرے بس ساتھ ہی
نور الدہر نے بالاے سر اس طرح چرخ دیا کہ ہاتھ کے دستانے پاؤن کے موزے اڑ اڑ کر ادھر ادھر گرے اور ایرج مثل
طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا نور الدہر نے ایرج سے کہا کیون ای ایرج تجھے صاحبقرانی معلوم ہوئی ہوگی اور
تاج بخشی کا حال اس وقت خوب منکشف ہوا ہوگا ای ایرج دیکھ میرے کہنے کو سن لقاے بے لقا پر لعنت کر راست
بیٹھا دین اسلام کو اختیار کر حلقہ میری غلامی کا اپنے کان مین پہن ورنہ بہت پچھتائیگا یہ کلام نور الدہر کا سنکر ایرج نے
کہا کہ ای شہریار عالم پناہ تا زندہ ہم بندہ ہم حقا کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین صاحبقرانی آپ ہی کے لیئے مخصوص
ہی اور آپ ہی کے گھرانے پر ختم ہی بس یہ سنکر نور الدہر نے ایرج کو زمین پر رکھ دیا ایرج نور الدہر کے قدمون پر گر پڑا
شاہزادہ نور الدہر نے اسے گلے سے لگایا ایرج نے حلقہ بگوش ہو کر لقاے بے لقا پر لعنت کی نور الدہر نے کلمۂ طیبہ
تعلیم کیا ایرج کلمۂ طیبہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا بعد اسکے عرض کیا کہ اگر اجازت پاؤن تو اپنے لشکر مین جاؤن
اور کل فوج کو تلقین اسلام کرون اور سمجھا بجھا کر مسلمان کراؤن نور الدہر نے ارشاد کیا کہ بہت مناسب ہی جاؤ ایرج تاج بخش
اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ نور الدہر شکر خدا کرتا ہوا نہایت مسرور اور بکمال درجہ خوش اور بشاش
اپنے لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوا اپنے خیمے مین آرام بیٹھا نذرین خوشی کی افسران فوج دینے لگے صحبت عیش برپا ہی
بعد برخاست دربار نور الدہر نے کچھ غذا نوش فرمائی اور آرام کیا ادھر ایرج بھی اپنے خیمے مین گیا کھانا کھا کر سو رہا صبح کو جو
بیدار ہوا تو پہلے عفر بیت دیوانہ کو بلایا اور اس سے کہا کہ ای عفر بیت مین نے تو غلامی نور الدہر کی اختیار کی
اور مذہب اسلام کو قبول کر لیا تم کیا کہتے ہو عفر بیت دیوانہ نے کہا کہ حضور مجھکو تو پہلے ہی وہ پکڑ لیگیا تھا آپ مجھکو اپنے ساتھ لیتے
آئے جب آپ نے اسلام اختیار کیا تو مجھے کیا عذر ہی مین پہلے ہی مسلمان ہوا بعد اسکے ایرج نے کل افسران فوج کو طلب کیا
اور تلقین دین اسلام فرمائی وہ سب بھی بمصداق الناس علی دین ملوکہم کلمہ پڑھ پڑھ کر مسلمان ہوئے ایرج تاج بخش
سبھون کو لیکر خدمت فیضدرجت شاہزادہ نور الدہر مین حاضر ہوا سبھون کو اس سرتاج عالم کے قدمون پر گرایا اس
شاہزادے نے سبھون کو گلے سے لگایا خلعت و انعام عنایت کیا بعد اسکے ایرج تاج بخش شاہزادہ نور الدہر
کو اپنے شہر مین لیگیا باپ بھی ایرج کا مشرف بشرف اسلام ہوا اور تمام شہر کو با اسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے اور

مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بنام بادشاہ اسلام جاری ہوا فریدون شاہ نے بڑے تزک و احتشام سے شاہزادہ نورالدہر
کی دعوت کی بعدہ وزیر کے شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اب ہم یہان سے ہفت منظر سلیمانی کی طرف جانے کا عزم بالجزم
رکھتے ہین اسباب سفر درست کرو غرض تیسرے روز شاہزادہ نورالدہر فریدون شاہ سے رخصت ہوکر سات لاکھ سوار
اور پیدل کی جمعیت کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کو روانہ ہوا اشتیاق محبوب مین جلد جلد طی منازل و قطع مراحل
کرتا ہوا برابر قدم بڑھاتے اور گھوڑا اٹھاتے ہوئے چلا جاتا ہے اور ہر مرتبہ یہی دعا ہے کہ خداوند اب جلد منزل مقصود پر
پہونچا دے اب نورالدہر کو یہین اثنائے راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان روانگی امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کے سمت ہفت منظر سلیمانی بیان کیے جاتے ہین

مخبران اخبار صداقت طریقہ و راویان روایات صحیحہ اس داستان صحت بیان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین کہ جب امیر باتوقیر
نے نام تخت الشعاع سے کوچ کرکے عنان عزیمت کو طرف ہفت منظر سلیمانی کے منعطف فرمایا تو انتہا سے اشتیاق میں دو منزلہ
اور سہ منزلہ کرتے ہوئے خبر نورالدہر اور بدیع الزمان اور عجیل ماہر کی پوچھتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ ایک شخص معتبر سے
اثنائے راہ مین دریافت ہوا کہ نورالدہر کو تو دیو قلیاس اٹھا کر دریا مین پھینک آیا اور بدیع الزمان اور عجیل ماہر دیا ایرج
کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ایک پہاڑ پر چھپے ہین مگر ایرج انکو سخت آزار پہونچا رہا ہے ہر بار بارادۂ قتل اُس پہاڑ کی جانب جاتا ہے
مگر بفضل خدا ایک نہ ایک مددگار اُن بیچارون کا ہر روز ایسا پیدا ہوجاتا ہے کہ ایرج بے نیل مقصود پھر آتا ہے امیر باتوقیر یہ
خبر وحشت اثر سنکر نہایت دل ملول اور آزردہ خاطر ہوئے اور بہت تیز چلنا شروع کیا چار چار منزلون کو ایک ایک دن مین
طی کرتے ہوئے ایک پہاڑ کے قریب پہونچے اُس پہاڑ کو دیکھا تو نہایت سر سبز و شاداب پایا اور ایک جانب کو ایک گنبد عالیشان
نہایت پُر تکلف دکھائی دیا امیر باتوقیر جب اُس گنبد کے دیکھنے کو قریب اُس گنبد کے آئے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر نہایت
درجہ نورانی شکل ہزار دانے کی تسبیح ہاتھ مین لیے ہوئے سجادے پر بیٹھا پڑھ رہا ہے جیسے ہی امیر باتوقیر اُس مرد پیر کے
سامنے آئے اور نگاہ چار ہوئی وہ مرد پیر تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیکم یا حمزہ صاحبقران آیئے خانہ ما خانۂ شما
یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیا امیر اُسکے برابر بیٹھ گئے وہ مرد پیر مستفسر حال ہوا امیر نے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا
کہ اب مین چاہتا ہون کہ بہت جلد ہفت منظر سلیمانی پر پہونچ جاؤن یہ سنکر اُس مرد پیر نے کہا کہ یہان سے ہفت منظر سلیمانی
کے دو مشہور راستے ہین ایک راستہ بہت ہی قریب ہے مگر بالکل بے آب و دانہ دوسری راہ بہت دور ہے مگر نہایت آرام کی
مگر ای امیر مین آپ کو ایک تیسری راہ سے لیچلونگا کہ آپ بہت جلد اور بہت آرام سے پہونچ جاینگے امیر نے کہا کہ اگر آپ
ایسا کرینگے تو مین آپ کا بہت ہی ممنون ہونگا اُس مرد پیر نے کہا کہ یا احسان کا ہے کا آخر ہم یہان کس واسطے ای امیر ہم
اسی لیے یہان جب اگزین ہین کہ بھولے کو راہ بتائین بھوکون کو روٹی کھلائین مسافرون کو ہر طرح کا آرام پہونچائین ای امیر باتوقیر
آپ پریشان نہ ہوجیے آج یہین شب باش ہوجیے آرام کیجیے کل صبح کو مین آپ کو باسائش تمام پہونچا دونگا اُس پیر مرد کے
کہنے سے اُس روز و شب امیر نے وہین قیام کیا صبح کو اُس پیر مرد کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے الغرض
جب صاحبقران اُس کوہ سے آگے بڑھے ایک بیابان ہولخیز وحشت و دہشت انگیز نظر آیا کہ اگر رستم بھی دیکھ لیتا تو اُسکا
بھی زہرہ آب ہوجاتا آب وہان نایاب چشمہ چشمۂ آفتاب کے معدوم اور اگر کوئی چشمہ نظر بھی آیا تو مثل چشم کور کے پانی کا نام
و نشان نہین اور اگر کسی چشمے مین پانی ہے بھی تو اسمین اژدہے لوٹ رہے ہین کہ اپنا ڈال رہے ہین کہ پانی بالکل خراب ہوگیا ہے
جنگل بیابان اژدہے ہی منہ چلا جاتا ہے برابر چھوٹے چھوٹے پہاڑون کے سلسلے تمازت آفتاب سے تپ رہے ہین جب کسی
پہاڑی کی طرف سے گذر ہوگیا تو یہ معلوم ہوا کہ قعر دوزخ سے گذر گئے اس طرح کی زمین جل رہی تھی کہ جسکے تصور سے

اپنے خیال مین چھالے پڑے جاتے ہین کسی درخت سایہ دار کا نشان اور کوسون پتا نہ ملتا تھا اور اگر اتفاق سے کوئی شجر بل بھی جاتا تھا
تو بالکل ٹنڈ منڈ تھا کہین نشان نہین زاغ پر پھیلائے اُس درخت پر بیٹھا لنج کر رہا ہے اگر کوئی چیل بھولی بھٹکی اُس طرف نکل آئی تو
وہان پہونچ کر گر پڑی ہے پر و بال مار رہی ہے ہوا کی یہ شدت ہے کہ ادھر کا تل ریت کا اُڑ کر اُس طرف جا رہا ہے اور ادھر کا تل ریت کا
اُڑ کر اس طرف آ رہا ہے کبھی ادھر نشیب اُدھر فراز ہو جاتا ہے اور کبھی اُدھر فراز اُدھر نشیب معلوم ہوتا ہے اگر وہ ریت اُڑ کر منھ
پر پڑ جاتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھڑ بھونجے کے بھاڑ کی بالو منھ پر پڑ گئی اور کوئی سنگریزہ اُڑ کر منھ پر آ گیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا کسی
بندوق مین چھرا بھر کر مارا مغز پکنے لگا اسلحہ جل اُٹھے کہ اگر بھولے سے قبضہ تلوار کا ہاتھ کو لگ گیا تو چھالا پڑ گیا پاؤن اُٹھانا مشکل تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ کے صحرا مین چل رہے ہین اگر بات کی تو زبان بمشکل تالو سے چھٹی تمام فوج کی یہ کیفیت مرکبون کی یہ حالت
تھی کہ گرے پڑتے تھے پیاس کی شدت سے زبانین نکلے ہوئے تھے اگر خواہش گیاہ مین اتفاق سے منھ جھکا گیا تو اس طرح کا
شعلۂ آتش بلند ہوا کہ منھ کباب ہو گیا سمون سے پھٹ پھٹ کر خون جاری ہو گیا تھا الغرض ہر ایک انسان و حیوان کی وہ کیفیت
ہوئی کہ العطش العطش ہر شخص کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا العیاذ باللہ ہر ایک کی زبان پر جاری تھا ہر شخص قریب مرگ تھا جب بہت
صعوبت و تکلیف نفس امیر کشور گیر پر ہوئی تو بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ ذرا اس مرد پیر جس بادیہ ضلالت کو تو
بلاؤ اب جو دیکھتے ہین تو اُس مرد پیر کا کہین پتا نہین ہر چہار طرف ڈھونڈھتے پڑے پھرے جب کہین پتا نہ لگا تو آ کر خدمت امیر مین
عرض رسا ہوئے کہ خداوند اُس مرد پیر کا تو کسی طرف پتا نہین چلتا معلوم نہین کس طرف غائب ہو گیا یہ خبر سنکر امیر باتوقیر نہایت
دل ملول اور آزردہ ہوئے فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہم اس مردود ازلی و ابدی کے دام فریب مین آ گئے اس بلا مین مبتلا ہو
اس ملعون نے عمداً ہمین اس بلا مین پھنسایا معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد ضرور بالضرور کوئی غول نحس تھا الغرض بڑی دیر تک
اُسی بیابان رنج نشان مین مبتلا رہے کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک بیابان سبز و شاداب اور صحراے پر آب و گیاہ مین
گذر ہوا وہ صحراے پر فضا طرب خیز و مسرت انگیز اس طرح کا شاداب تھا کہ اگر مجنون بھی دیکھ لیتا تو اپنی دیوانگی بھول کر عشق
الٰہی کا دم بھرتا نہرین جا بجا جاری پانی صاف و شفاف رواں پہاڑون سے فوارے چھوٹ رہے ہین اور اُن پہاڑی
چشمون مین بطین تیر رہی ہین طرح طرح کے گلہاے رنگین گرداگرد اُس نہر کے لگے ہین اس طرح کی خوشبو آ رہی ہے اور
ایسی تراوت دماغ مین پہونچ رہی ہے کہ دماغ جان معطر اور روح مسرور و محظوظ ہو رہی ہے جب کسی شہر کی طرف سے
گذر ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ نہر سلسبیل کی طرف سے گذر ہوئی اس طرح کا سبزہ ہر سمت اُگا ہوا ہے کہ باغ شداد کی سرسبزی
کی کوئی حقیقت نہین ہے ہر مقام پر درختان میوہ دار لگے ہوئے ہین بلبلین چہک رہی ہین قدرت خدا کا دم بھر رہی ہین
فاختہ کی صداے کوکو قمریون کی صداے حق سرہ دماغ کو مست کیے دیتی ہے اور ایک حوض پر صفا چوپہل بیچ مین تیس گز سے
تیس گز در بنا ہوا ہے گرداگرد اُسکے درختان سرو و شمشاد لگے ہوئے ہین اور ہوا وہ پر فضا چل رہی ہے کہ دل باغ باغ ہوا جاتا ہے
ہر جھونکا نسیم کا ایک گلاب کا چھینٹا معلوم ہوتا ہے ہر ایک کے دل کا کنول کھلا جاتا تھا ایک دوسرے سے کہ رہا تھا کہ کیون
بھائی شکر ہے خدا کا کہ اُسنے اُس صحراے ہول خیز سے نجات دے کر اس صحراے طرب خیز مین پہونچا دیا کیا سرسبز و شاداب
صحرا ہے کہ سبحان اللہ و بحمدہ مرکبون کی کیفیت یہ ہے کہ ہر بار گھانس کی طرف منھ جھکا دیتے تھے اور اوس جو اُس
گھانس پر پڑی تھی اور وہ اُنکے منھ مین لگ جاتی تھی تو خوش ہو ہو کر ہنہنانے لگتے تھے غرض ایک عجب سرور و خوشی اُس صحرا مین پہونچ کر
ہر ایک کو حاصل ہوئی کہ جو حیطۂ تقریر اور میدان تحریر سے باہر ہے امیر باتوقیر اُس صحراے سرسبز کو غنیمت جان کر شکر خداوند
جل و علی بجا لائے اور حکم دیا کہ آج لشکر ظفر پیکر صاحبقرانی یہین قیام پذیر ہو القصہ اُس شب کو امیر باتوقیر نے اُسی صحرا
مین قیام فرمایا صبح کو وہان سے کوچ کر کے راہی ہوئے جب شام ہوئی تو پھر اُسی صحرا مین تھے وہی سرسبزی اور شادابی اور وہی

کیفیت وہی حالت یہ دیکھکر امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ سبحان اللہ یہ منزلین معلوم نہین کسنے بنوائین ہین کہ سب ایک
صورت کی معلوم ہوتی ہین جو کیفیت وہان تھی اُس سے یہان کچھ کم نہین ہی سبھون نے عرض کیا کہ حضور کیا ارشاد ہوتا ہی
غرض شب کو پھر قیام کیا جب صبح کو وہان سے کوچ کیا تو فرمایا کہ آج کوئی نشان یہان دے دو کہ دیکھین جس مقام سے
چلتے ہین شام کو وہین پہونچتے ہین یا نہین اگر یہ کوئی طلسم ہی تو معلوم ہو جائیگا اور اگر منزلین ایک ہی صورت کی ہین تو
وقوع مین آجائیگا غرض چلتے وقت ایک درخت مین ایک تیر مار دیا اور چل کھڑے ہوئے دن بھر چلا کیے شام کو پھر اُسی صحرا مین
وہی حوض تیس گز سی تیس گز تک کا مدور وہی سبزہ وہی درختان میوہ دار کل وہی کیفیت امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تم سبنے
مجھکو تو وہی صحرا معلوم ہوتا ہی ذرا دیکھو تو کہ وہ تیر بھی کسی درخت مین لگا ہی یا نہین ہی اب جو دیکھتے ہین تو وہ تیر جس طرح
درخت پہ لگا دیا تھا اُسی طرح درخت پر لگا ہوا ہی یہ دیکھکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تمنے جو ہم سمجھتے تھے وہی امر ہوا یا تو یہ
کوئی طلسم ہی اور یا وہ مرد پیر کوئی جادوگر تھا کہ سد باندھکر چلا گیا اور ہمکو حیران و پریشان کر گیا سبھون نے عرض کیا کہ پھر حضور
اور دوسرا امر کیا ہی کل صبح کو اسم اعظم پڑھکر چلیے گا امیر نے ویسا ہی کیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے جب شام ہوئی تو جہان سے
چلے تھے پھر اُسی جگہ پہنچے امیر یہ ماجرا ملاحظہ کر کے نہایت پریشان ہوئے اور مجبور ہو کر ارشاد کیا کہ ہمارا خیمہ عبادت برپا کرو کہ
اب عقل اس جگہ پریشان ہی درگاہ ایزدی مین التجا اور رجوع کرنا چاہیے القصہ خیمہ عبادت برپا ہوا امیر اُس خیمے مین تشریف لیگئے
نماز مغرب سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا کرنا شروع کی تمام شب گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری اور
دعا و مناجات مین بسر ہوئی قریب صبح امیر باتوقیر کی آنکھ لگگئی صدا سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہوئی
اور بعد اس ندا کے حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام دفعۃً نمایان ہوئے امیر اُسی عالم خواب مین تعظیم کو کھڑے ہوگئے تسلیم
عرض کی حضرت نے جواب سلام ارشاد فرمایا اور کہا کہ ای حمزہ صاحبقران افسوس کہ تم اُس خرس بادیہ ضلالت غول
بجن کے بہکانے مین آگئے اور اس بلا مین مبتلا ہوئے ای حمزہ تم طلسم مین گرفتار ہوگئے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر آپ
تو واقف ہین کہ مین صاف دل ہون اُسکے فریب مین آگیا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای حمزہ تم جانتے بھی ہو کہ یہ کونسی
جگہ اور کونسا بیابان ہی ای حمزہ یہ وہ جگہ ہی اور وہ بیابان ہی کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہان طلسم
بنوایا تھا کہ تمام غول اس طلسم مین رہین خلق اللہ کو ایذا نہ پہونچائین نام اس طلسم کا سموم سلیمانی ہی اور یہ حوض وہ حوض ہی
کہ اگر تمام عمر بھر رہوگے تو یہین رہوگے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر یا حضرت کچھ تو ایسی ہدایت فرمائیے کہ یہ خادم اس طلسم کو توڑے
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای حمزہ فاتح اس طلسم کے تم نہین ہو بلکہ اس طلسم کا فتاح ایک شخص تمھاری ہی اولاد سے بدیع الملک
نام نور الدہر کا بیٹا ہی بعد تمھاری صاحبقرانی کے ایک شخص تمھاری نسل سے بڑا کافر غاسر پیدا ہوگا کہ اُسکے ہاتھ سے
بہت اہل اسلام قتل ہونگے بلکہ اولاد تک تمھاری قتل ہوگی اور تمام اہل اسلام کو اُسکے ہاتھ سے بہت ایذا پہونچیگی جب
وہ لڑکا شیر خصلت رستم ہیبت شجاع و دلاور پیدا ہوگا تو نہیب سے اُسکی شمشیر کے وہ کافر غاسر مفرور ہو کر طلسمون مین پناہ
لیگا اور وہ بہادر اُن سب طلسمون کو فتح کریگا منجملہ اُسکے وہ کافر اس طلسم مین بھی پناہ لیگا اور وہ فرزند تمھارا اس طلسم کو
بھی بقدرت خدا توڑیگا یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت مین بھی اُسے دیکھونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسکا عالم
علام الغیوب ہی امیر نے عرض کیا کہ کیا مین اُسکے خروج تک اس طلسم مین مبتلا رہونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہین مین
تمھین یہ دعا لکھے دیتا ہون تم صبح کو اسے پڑھنا ایک طاؤس سبز رنگ پیدا ہوگا اور ایک درخت پر آکے بیٹھیگا تم اُس
طاؤس سے کہنا کہ ای طاؤس زرین بال مجھکو حضرت کا حکم ہی کہ طاؤس کے ساتھ اس طلسم سے نکلجاؤ ای طاؤس تو
میرا رہبر ہو اور مجھے اس طلسم سے نکال دے یہ کلام تمھارا سنکر وہ طائر زرین بال ایک طرف کو پرواز کریگا تم

مع لشکر یہی اسم پڑھتے ہوئے پیچھے اُسکے چلے جانا انشاء اللہ تعالےٰ طلسم سے باہر نکل جاؤ گے یہ کہکر وہ دعا امیر حمزہ صاحبقران
کو دے کر غائب ہوگئے اور امیر کی آنکھ کھل گئی شکر خدا بجالائے اور اُس خیمے سے باہر آئے اور حسب ہدایت و ارشاد فیض بنیاد
حضرت خضر علیہ السلام عمل کیا اور بقدرت خدا اُس طلسم سے باہر آئے شکر خداوند کریم بجالا کر ہفت منظر سلیمانی کی راہ لی
جلد جلد راہ کوہ و دشت جبل منزل بمنزل طے کرتے ہوئے اور شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دفعتاً ایک ہرن نہایت
خوبصورت اور خوش قطع سامنے سے دکھائی دیا امیر بانو قبیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالدیا اور یہان تک اُسکے پیچھے دوڑے
کہ اپنے لشکر ظفر پیکر سے بہت دور نکل گئے اور وہ ہرن چوکڑیان بھرتا ہوا چوگان لگاتا ہوا چلا جاتا ہی جاتے جاتے ایک پہاڑی
مین چھپ کر غائب ہوگیا اب امیر کشور گیر اُسی جگہ سکوت مین حیران و پریشان کھڑے ہورہے اور اپنے دل مین خیال
کرنے لگے کہ اے حمزہ تونے یہ کیا نادانی و سفاہت کی کہ ایک ہرن کے پیچھے ایسا بیخود ہوگیا کہ اپنے لشکر سے اسقدر دور نکل آیا
معلوم نہین اب یہان سے لشکر میرا کسقدر فاصلے پر ہی اور وہ کس راہ سے آتا ہی مین نہین معلوم کدھر سے نکل آیا
اسی تردد و تفکر مین حیران و پریشان کھڑے ہوئے تھے کہ دیکھا ایک درویش عبادت کیش اُسی ہرن کو پکڑے ہوئے لیے
چلا آتا ہی اور لاکر سامنے امیر کے حاضر کیا اور عرض کی بابا یہ ہرن حاضر ہی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ شاہ صاحب
آپ نے بڑی زحمت فرمائی اور انتہا کی تکلیف اُٹھائی مین آپ کا بہت ممنون ہوا یہ سنکر اُس فقیر نے کہا بابا یہ کیا
ارشاد ہوتا ہی معبود نے تمکو صاحبقران زمان راہ نمائے گمراہان بنایا ہی تمہاری خدمتگذاری باعث سعادت کونین
اور سبب افتخار دارین ہی یہ سنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب آپ تو مجھکو بڑے صاحب کمال معلوم ہوتے ہین فقیر
نے کہا کہ نہین بابا یہ سب تمہاری خوبیان ہین مین تو ایک عبد ذلیل و عاجز ہون بابا اگر صاحب کمال ہوتے تو کیونکر گوشۂ تنہائی
مین کیون نہ بیٹھے رہتے بابا یہ سب دلق مکاری اور حیلہ دغا ہی جو صاحب کشف و کمال ہوتے ہین کیا وہ یونہی مارے مارے
پھرتے ہین ارے بابا صاحبان کمال ہاتھ کو کھینچ لیتے ہین پانون کو پھیلا دیتے ہین کسی کی کچھ پروا نہین کرتے دنیا کو نابود
اور بادشاہ ہفت کشور کو گدا سے دریوزہ گر سے بدتر سمجھتے ہین اور بابا ہم ایسے ٹکڑ گدا ایک ایک پیسہ پر جان دیتے
پھر ایک سے لپٹتے ہین ہم مین کس کمبخت کی ہول امیر نے کہا کہ پھر شاہ صاحب آپ نے کیونکر جانا کہ مین صاحبقران
ہون فقیر نے کہا کہ بابا میرا تکیہ ان درختون سے اُس طرف ہی مین نے سُنا تھا کہ صاحبقران ہفت منظر کو جاتے ہین
جس دن سے سُنا تھا کمال درجہ منتظر تھا اور اشتیاق زیارت مین ہر وقت چشم براہ بیٹھا رہتا تھا کہ اس وقت اس ہرن
کو دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا آتا ہی اور یہ تیر اسکے پٹھے پر لگا ہوا ہی صاف یقین ہوگیا کہ کوئی شخص اسکے تعاقب مین
آتا ہی بس جھپٹ کر اسکو پکڑ لیا اور یہ خیال کیا کہ چلکر اُسکے ذریعے سے کچھ حاصل دنیا کیجیے اب جب مین یہان تک آیا اور
حضور کے چہرۂ انور پر نظر پڑی تو مجھکو یقین ہوگیا کہ بیشک آپ ہی صاحبقران ہین اسلیے کہ جو شان و شوکت آپکے
چہرے سے آشکار ہی وہ صولت و دبدبہ مین نے آج تک کسی مین نہین پایا بارے بابا گمان فقیر کا صحیح ہوا امیر نے
اُس فقیر سے اُس ہرن کو لیکر ذبح کیا اُس فقیر نے جنگل سے لکڑیان توڑ مین آگ سلگائی جب دھوان نکلگیا انگارے
رہ گئے تو امیر نے کباب سیخون پر لگائے جب بھن گئے تو آپ بھی کھائے اور فقیر کو بھی کھلائے جب کباب کھا چکے تو [illegible]
نے فقیر سے کہا کہ شاہ صاحب پانی بھی پلوائیے یہ حرامزادہ تو آبرو لینے کی فکر مین تھا ہی جلدی سے جاکر آب [illegible]
بیہوشی ملا کر لیتا آیا اور امیر کو دیا حمزہ صاحبقران نے اُس پانی کو پیا پانی بہت ہی سرد و خوشگوار تھا امیر [illegible]
پی کر بہت ہی مسرور ہوئے اب جو فی الجملہ راحت ملی تو سستی چڑھی زین پوش بچھا کر لیٹ رہے اور [illegible]
امیر کے بیہوش ہوتے ہی اُس مکار نے چاہا کہ امیر کو باندھ کے اشقر یعنی گھوڑا امیر کا دیکھ رہا تھا اُسنے [illegible] یہ دیکھا

کہ یہ مکار میرے آقا کے ہاتھ پاؤن باندھنے کا قصد کرتا ہی بس دُم کو کھڑا کرکے دانتون کو چمکا کر آنکھون کو نکال کر منہ پھیلا
ہوا اُس عیار مکار کی طرف دوڑا اس طرح سے کہ اُسے کھا ہی جائیگا عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ گھوڑا آدمخوار ہی امیر کے
پاس سے بھاگا اور دور جاکر کھڑا ہوا اشقر بھی چرنے لگا مگر چرتا جاتا تھا اور گوشۂ چشم سے دیکھتا جاتا تھا کہ پھر وہ عیار مکار
بارادۂ فاسد امیر کے پاس آیا اشقر پھر اُسپر دوڑا پھر وہ مردود بھاگا کئی مرتبہ ایسا ہی واقعہ ہوا آخر کار مجبور ہوکر دور جاکے
کھڑا ہوا حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے اسی اثنا مین شاگرد اُس عیار کے پہونچ گئے اُس عیار نے اپنے شاگردون سے کہا کہ مین
تو اس گھوڑے کا سامنا کرتا ہون تم اس شخص کا پشتارہ باندھ کر لیجاؤ شاگرد تو امیر کو پشتارے مین باندھ کر لے گئے بعد
اُسکے وہ مکار بھی جست و خیز کرکے چلا گیا اشقر ناچار ہوکر رہ گیا اور وہ عیار مع شاگردون کے نکلا ہوا چلا گیا لیکن اس
جگہ پر اسے آگاہی ناظرین و نزہت طبع سامعین اتنا لکھ دینا بھی ضرور ہی کہ ایک بادشاہ ہی شہنشاہ مرصع پوش بادشاہ
ہی اس قلعہ مرصع حصار کا جب اُسنے سُنا کہ حمزہ صاحبقران اس نواح مین آئے ہین تو اپنے مشیران کار کو جمع کرکے
یہ بیان کیا کہ اگر کسی طرح یہ عرب ہاتھ آجائے تو اسے خوب سزا دون اور اتفاق کار یہ عیار بھی کہ نام اسکا طرار تیز رفتار
ہی وہان موجود تھا اس سے کہا کہ اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لائے تو قسم ہی زہر دشاہ باختری کی مین اُسکے برابر اشرفیان تول کر
بخشدونگا یہ سُنکر یہ مکار وہان سے چلا اور امیر کو اسیر کرکے اب وہین لیے جاتا ہی الغرض بہت جلد پشتارہ لیکر داخل دربار
شہنشاہ مرصع پوش ہوا پشتارے کو دیکھکر شہنشاہ مرصع پوش نے پوچھا کہ لایا حمزہ کو اسنے عرض کیا کہ حضور ہان باقبال
خداوند اسیر کر لایا اور پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھدیا گرہ پشتارے کی کھولی امیر تو بیہوش تھے بادشاہ نے کہا کہ کیون ای
طرار یہ زندہ ہی یا مردہ طرار نے کہا کہ حضور زندہ ہین مین نے بیہوشی دے دی ہی اس وجہ سے یہ مدہوش ہو گیا ہی
شہنشاہ نے کہا پھر اسے ہوش مین لا عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ قید آہنی کو تو خیال مین لاتا نہین ان حلقہاے
کمند کی کیا حقیقت ہی ایک ادنی سے زور مین ٹوٹ جائینگے تو پھر کون اسکا سامنا کر سکیگا بہتر یہ ہی کہ پہلے اسے قید شدید
آہنی مین گرفتار کروا لیجیے پھر ہوش مین لائیے تو مضائقہ نہین ہی یہ سُنکر شہنشاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر
حاضر ہوئے صاحبقران کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا بعد اُسکے عیار نے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا امیر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو
کفار ان ہیمون خصلت حبشی سیاہ سے بادیۂ ضلالت مین گرفتار غل و زنجیر پایا اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ وہی فقیر عیار ہی
کہ جسکے پیچھے پکڑ لایا ہی مگر مجبور و ناچار کر ہی کیا لیکن ایک ایسی اکڑ اور مروڑ سے اُٹھے کہ خانۂ زنجیر مین فغان ہوئی قریب تھا
کہ زنجیر کی صدا سُنکر اہل دربار دیوانے ہو جائین بلکہ ہر شخص کو یہ گمان پیدا ہوا صاحبقران نے قید توڑ ڈالی مگر قید کا ٹوٹنا
وقت اور ساعت معینہ پر موقوف ہی اور اتفاق کیا رسے کہ سلام ہو میری جانب سے اُس شخص پر جو خدا کو واحد و لاشریک
جانتا ہو اور اُسکے نبی مرسل جناب رسالتماب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبی برحق اور رسول آخر الزمان
جانتا ہو بس یہ سلام کیا تھا کہ ایک تیر دلدوز اور جگر سوز تھا کہ اُنکے دل و جگر مین پیوست ہو گیا اور کل حاضرین بارگاہ
نے مثل مار سر و دم کوفتہ کے پیچ و تاب کھا کر آواز دی کہ آہا ای خداپرست اگرچہ تو اس وقت گرفتار قید شدید ہی مگر کلمہ و
کلام سے ہی شعلہ انگیز اور غضب آمیز و غیظ خیز ہی ارے رسّی جل گئی مگر بل ابھی باقی ہی یہ سُنکر امیر نے آواز دی او تیرہ روزگار و
اور بدبختو کسکی رسّی جلی اور کسکا بل گیا ارے ایک مکار کہ بھیس فقیر کا لیکر آیا تھا وہ مجھے بمکر و فریب گرفتار کر لایا اسپے بودے پن
پر یہ مباہات ہی ارے اگر کسی بہادر کو بھیجا ہوتا اور وہ مجھے لڑ بھڑکر شان جرات دکھا کر گرفتار کر لاتا تو البتہ مقام تفاخر تھا
اور اس قسم کے کلمات زیبا تھے اور اب تم سب اپنے گریبان مین منہ ڈالو کہ تمنے وہ حرکت کی کہ جو کوئی بہادر و دلیر
شجیع و دلاور جیسے ساتھ نہ کرتا اور اب بھی مین یہ کہتا ہون کہ تم سب مین اب بھی کوئی ایسا ہی جو میرے ہاتھ سے ہتھکڑی

نکالکر پھر پہنا دے اگر کوئی شخص تیرے یہان ایسا ہو تو جو کچھ شرط وہ کریگا اُسے مین قبول کرونگا یہ سُنکر شہنشاہ نے
کہا کہ اے حمزہ بھلا اتنی بھی کسی کی مجال ہے کہ آج تجھسے لڑکر عہدہ برا ہو اے حمزہ حق یہ ہے کہ جسنے تجھے گرفتار کیا مار آستان
اور گرگ بغل بنکر کوئی شخص سر نکلتا ہے کہ آج تک نہین گرفتار کرسکا مگر اے حمزہ اب تمھارے لیے مناسب و بہتر یہی ہے
کہ لقا کو سجدہ کرو ورنہ مارے جاؤ گے جان تمھاری مفت جائیگی یہ سُنکر امیر کو غیظ آگیا اور فرمایا کہ ارے لاکھ لاکھ لعنت لقا
پر اور کرور کرور لعنت اُسکے پرستارون پر او مردود لقا پرست جو تجھسے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے
اُسمین ایک شمہ بھی قصور و کوتاہی نہ کر خدائے بزرگ ست اگر قضا میری آ پہونچی ہے تو کوئی روک نہ سکیگا اور اگر
قضا نہین ہے تو تجھ خرس بادیہ ضلالت کی تو کیا ہستی ہے جو مجھے قتل کرسکیگا یہ سُنکر شہنشاہ کو غیظ آگیا حکم دیا کہ اس
وقت اسے زندانخانے مین مقید رکھو اور صبح کو اسکی گردن زدنی کی جاے حسب الحکم امیر باتوقیر زندانخانے مین
بھیجے گئے لیکن جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے جسکی طرف اُسکی نظر رحمت ہو اُسے کون آزار پہونچا سکتا ہے اتفاقات روزگار
قضاے کار جس وقت امیر داخل بارگاہ ہوئے تھے اُس وقت شہنشاہ مرصع پوش کی بیٹی دریچے سے امیر کو دیکھ رہی تھی
دیکھتے ہی ایک جان سے ہزار جان عاشق ہو گئی اور تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بیتابی و بیقراری تو حد سے دل افگار رہی
مین دن تو جون تون بسر ہو گیا جب رات ہوئی تو لباس عیاری زیب بدن کرکے دارو بیہوشی لیکر در زندانخانہ
پر آئی ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑانا شروع کی جب سب پاسبان اور محافظان زندانخانہ بیہوش ہو گئے تو دروازہ
زندان کا کھولکر اندر آئی دیکھا کہ امیر باتوقیر سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین جیسے ہی پاؤن کی چاپ کان مین آئی اور
روشنی آنکھون کے سامنے آئی سر زانوے فکر سے اُٹھا کر جو ملاحظہ فرماتے ہین تو دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین تمکین
بصد ناز و انداز و کرشمہ و ساز چلی آتی ہے امیر دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گئے شعر جو نہین اُس سے نظر دوچار ہوئی ایک
برچھی جگر کے پار ہوئی + لیکن متحیر ہو کر اُس سے مستفسر ہوئے کہ اے جان جہان و ہوش ربائے عالم و عالمیان تو کون ہے اور
یہان کیون آئی ہے حال اپنا بیان کر یہ سُنکر اُسنے جواب دیا کہ مین کوئی ہون آپکو اس سے کیا مطلب ہے مگر آپکی
ہر طرح کنیز اور تابع فرمان ہون جب امیر بہت مصر ہوئے تو اُسنے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا مین آپکے
چھڑانے کے لیے آئی ہون لائیے قید آپکی کاٹ دون یہ سُنکر امیر نے کہا کہ کوئی ضرورت قید کاٹنے کی نہین ہے قید کا ٹوٹنا
وقت پر مقرر ہے جب وقت آئیگا آپ ہی ٹوٹ جائیگی یہ کہکر یا علی مدد کہکر جو ایک زور کرتے ہین تو کل قید کو مثل تار
عنکبوت توڑ ڈالا ملکہ لپٹ گئی کہ شہریار کہین زخم تو نہین آیا امیر نے فرمایا کہ ملکہ گھبراؤ نہین ایسی قیدین ہمنے اکثر الحمد للہ بقوت خدا
یونہین توڑ ڈالی ہے کچھ وسوسے کا مقام نہین ہے تم کسی طرح کا سوء ظن نہ کرو الغرض ملکہ امیر کو لیکر داخل محل ہوئی اور یہ
بندوبست محکم کیا کہ کوئی شخص غیر خبردار نہ آنے پائے غرض رات بھر کی تو جاگی ہوئی تھی ہی جاتے کے ساتھ ہی سو رہی
تیسرے پہر کو جب بیدار ہوئی امیر کو وہین چھوڑا آپ قصر سے باہر آئی تمام مصاحبون کو طلب کیا اور بہت عمدہ عمدہ
زیور اور پوشاک اور بہت کچھ خلعت و انعام دیکر چپکے چپکے یہ سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین نے تمسے [illegible]
یہ ماجرا اسلیے بیان کردیا ہے کہ تم سب میرے راز کی امین ہو میری آبرو تمھارے ہاتھ ہے خبردار اس راز [illegible]
نہ ہونے پائے اُن سب نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہین ہم سب آپکے دوست اور [illegible] آپکا
پسینا جس جگہ گرے وہان ہم اپنا خون گرا دین حضور ہماری جانب سے خاطر جمع رکھین ہماری ذات سے [illegible]
نہین ہے اور یہین تو حضور کے اس خیال ہی سے تعجب ہوتا ہے کہ حضور کو ہم کنیزون سے ایسا خیال [illegible] ہوا انکو اسی
حال پر چھوڑیے اور اب وہان کا حال ملاحظہ کیجیے کہ صبح ہوتے ہی ایک غوغا ہو گیا کہ کوئی [illegible] مقرران کر

چھڑا لیگیا اور شہنشاہ مرصع پوش جو محل سے برآمد ہوا تو میدان خونی تیار کرایا اور آکر بیٹھا چوبدار کو حکم دیا کہ جاکر حمزہ کو
قیدخانے سے لے آ چوبدار گیا تو وہان سے خالی پھرا اور آکر عرض کیا کہ حضور وہ تو قیدخانے سے غائب ہی بس یہ سنتے ہی
شہنشاہ مرصع پوش بہت برہم ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ تو طرار تیزرفتار کو جب وہ حاضر ہوا شہنشاہ مرصع پوش
برہم ہوکر کہنے لگا کہ کیون ولدالزنا نمک حرام بدکردار و ناہنجار تجھسے ایک رات کی نگہداشت نہ ہوسکی اور حکم دیا کہ جلد اس
مردود کو قتل کرو یہ حکم سنکر طرار تیزرفتار عرض رسا ہوا کہ حضور مجھے چند روز کی مہلت دین اگر مین اُسے نہ ڈھونڈھ لاؤن
تو پھر حضور کو اختیار ہی شہنشاہ نے کہا کہ اگر تو بھاگ جاے اُسنے عرض کیا کہ ای شاہ عالم پناہ مین بھاگ کر کدھر جاونگا گھربار
میرا سب یہان موجود ہی مین کہان جاسکتا ہون بادشاہ کو یہ سنکر تامل ہوا افسران فوج اور سرداران لشکر اور مشیران
ملک جو وہان حاضر تھے اُن سب نے بھی سعی کی کہ پیر و مرشد اسکے قتل سے کیا فائدہ ملیگا غرض ضمانت لیکر اُسے چھوڑ دیا
وہ دربار سے نکلکر تفحص و تجسس مین صاحبقران کی مصروف ہوا اور شاگردون کو بلاکر کہا کہ یارو میری تو جان پر آبنی ہی
اور تم سب کے سب مزے اُڑا رہے ہو بھائیو جلدی حمزۂ صاحبقران کا تجسس و تفحص کرو ورنہ ہم تمسے رخصت ہین یہ
سنکر ہر ایک نے مانند مہرۂ شطرنج کے خانہ بخانہ پہونچنا شروع کیا اور ہر ایک مثل اوراق گنجفے کے صرف تلاش ہوا مگر کام
ابتر ہی بازی ہاتھ سے گئی ہوئی ہی رنگ سفید ہی غلامون کی طرح بیکار جا جا کر اپنے تاجدار سے عرض کرتے ہین کہ حضور
حمزہ کا کوئین پتا نہین لگتا جب بادشاہ یہ سنتا ہی تو غصے سے رنگ سرخ ہوجاتا ہی اور نہایت درجہ غیظ و غضب مین آکر
کہتا ہی کہ ای بدمعاشو تم سب کو زیر تیغ کرونگا اور ادھر کا حال سنیے کہ ملکہ اور امیر رات دن عیش و عشرت مین مصروف ہین
ایک روز ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو آج کباب مرغ کے تیار کرکے جلد لا حسب الحکم وہ کنیز گئی اور وہ کباب بھون کر لائی مگر وہ
کباب کچے رہ گئے اُس کنیز کو ملکہ نے خوب مارا اور قید کیا اور طرار تیزرفتار نے تمام شہر چھان مارا کسی طرف پتا امیر کا نہ لگا بادشاہ
نے طرار تیزرفتار کو بلاکر کہا کہ او طرار تیزرفتار تو اب تک حمزہ کو تلاش کرکے نہ لایا دیکھ اب مین تین روز کی مہلت اور دیتا ہون
اگر تو نے اس تین روز مین سراغ لگا دیا تو خیر ورنہ چوتھے روز تجھے ضرور قتل کرونگا طرار یہ حکم سنکر وہان سے آیا اور سر جھکا کر فکر مین
بیٹھا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے جو حمزہ ہاتھ لگے اور جان بچے مگر معلوم نہین کون ایسا زبردست ہی جو اس قید شدید سے چھڑا لیگیا
اس واسطے کہ یہ کام کسی زبردست اور بڑے ہی نڈر کا معلوم ہوتا ہی سوچتے سوچتے یہ خیال گذرا کہ ای طرار تو آج ملکہ
روح پرور مرصع پوش کے یہان تو جاکر دیکھ عجب نہین ہی کہ وہی چھڑا لیگئی ہو اسلیے کہ حمزہ بھی بہت خوبصورت ہی اور
اُسکی بھی اُٹھتی جوانی ہی اگر اُسنے دیکھ پایا ہوگا تو ضرور حمزہ کو لیگئی ہوگی یہ خیال کرکے شب کو ملکہ کے باغ کی طرف روانہ ہوا
اور برابر دیوار باغ ملکہ کے پہونچ کر کمند پھینک کر باغ کے اندر گیا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ نہایت ناز و انداز سے امیر کے
گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے بیٹھی ہی ناچ گانا ہورہا ہی صحبت عیش برپا ہی بس یہ کرشمہ دیکھکر آگ ببولہ ہوگیا اور
کمند کے ذریعے سے باغ کے باہر آکر شہنشاہ مرصع پوش کے دربار مین آیا مگر اُس وقت پہونچا کہ دربار برخاست
ہوچکا تھا اور شہنشاہ محل مین جاچکا تھا طرار تیزرفتار نے خبر کرائی کہ حضور اس خادم نے اُس خداپرست کا
پتا لگایا ہی ایک تھوڑی دیر کے لیے حضور باہر تشریف لائین یہ خبر سنکر شہنشاہ مرصع پوش باہر آیا طرار نے
سلام کیا اور عرض کیا کہ خداوند خادم امیر حمزۂ صاحبقران کو دیکھ تو آیا ہی مگر عرض حقیقت حال مین خوف شاہی
اور آداب بادشاہی مانع ہی شہنشاہ نے کہا ارے کچھ تو کہہ طرار تیزرفتار نے عرض کیا کہ اگر جان کی امان پاؤن
تو عرض کرون شہنشاہ مرصع پوش نے کہا کہ تیری جان تجھکو بخشی جلد بیان کر طرار تیزرفتار نے عرض کیا کہ حضور
تخلیے مین التماس کرنا مناسب ہوگا اُسی وقت تخلیہ ہوگیا طرار نے عرض کیا کہ خداوند یہ خادم حمزہ کو شاہزادی کے باغ مین

اس طرح دیکھا آیا ہے کہ دونون سے دونون بیٹھے ہوئے شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہے ہین اور شاہزادی حمزہ کے گلے مین
ہاتھ ڈالے بیٹھی ہوئی ہے ناچ گانا ہو رہا ہے اگر حضور کو یقین نہ ہو تو خادم چلکر حضور کو دکھا دے یہ حال سُنکر شہنشاہ مرصع پوش
آگ ہو گیا اور کہنے لگا طرار تو سچ کہتا ہے طرار نے عرض کیا کہ خداوندا اگر اسمین ایک سر مو فرق ہو تو خادم کو اسی وقت
قتل کیجے گا بس یہ سُنکر شہنشاہ اُسی وقت طرار کے ساتھ روانہ ہوا اور دیوار باغ کے برابر آکر کمند پھینک کر داخل
باغ ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران ملکہ کے ساتھ مصروف بوس و کنار ہین صحبت رقص و سرود برپا ہے بس یہ کیفیت
دیکھکر شہنشاہ مرصع پوش مثل شعلۂ آتش کے برافروختہ ہوا اور کہا کہ باش ای حمزہ صاحبقران کی گذارم تاکہ
از دستم بدر روی غضب کیا کہ میرے ناموس مین تو خلل انداز ہوا کی گذاریم کہ از دستم زندہ و سلامت روی
اور تلوار کھینچکر دوڑا ملکہ نے جو باپ کے نعرہ کی آواز سنی حالت تباہ ہو گئی تمام جلسہ پریشان ہو گیا کوئی کسی طرف بھاگا
کوئی کہین چھپا کسی کا پیشاب خطا ہو گیا کوئی کانپنے لگا مگر صاحبقران جس طرح بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے اور
شہنشاہ نے قریب پہونچکر تلوار ماری صاحبقران نے ملکہ کو تو پیچھے کیا اور دونون گھٹنون کو ٹیک کر بسم اللہ کہکے
اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک تھپکی جو دیتے ہین تو تلوار اُسکی ہٹ پڑی اور صاحبقران نے قبضہ پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا
اور تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ او مردود دین حقہ اسلام کو اختیار کر ورنہ اس قدر
سے ٹپکونگا کہ سر تیرا پاش پاش ہو جائیگا اور ابھی تو واصل جہنم ہوگا اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران مین نے ادیان
باطلہ پرستش کی آپ کلمہ تعلیم کیجیے مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ امیر کے قدمون پر گر پڑا بس
صاحبقران نے اُسے کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا بعد اُسکے اُسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران ملکہ کو تو
مین نے آپ کی کنیزی مین دیا اب آپ بارگاہ مین تشریف لیچلیے کہ اور لوگ بھی شرف اسلام سے مشرف ہون اور
مین حضور کی دعوت کرون امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اچھا مین صبح کو آؤنگا یہ سُنکر شہنشاہ تو چلا گیا ملکہ نے امیر سے کہا
ای شہریار دیکھیے مین آپ کو مطلع کیے دیتی ہون مجھے پھر الزام نہ دیجیے گا ای شہریار باپ میرا بڑا مکار اور انتہا کا
فریبی ہے آپ ہرگز اُسکے فریب اور مکر مین نہ آئیگا مجھے تو اُسکے اسلام لانے کا بالکل یقین نہین ہے میری دانست مین
تو آپ کے خوف سے حفاظت جان کے لیے بظاہر ایمان لے آیا ہے اور دل مین اُسکے وہی مکر اور ادیان باطلہ کی پیروی
راسخ و مضبوط ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ کچھ مقام خوف و تردد نہین ہے خدا ہے ما بزرگ است حق تعالے
میرا حافظ و معین ہے اگر یون بھی ہے تو وہ مسخرا میرا کیا بنا سکتا ہے اور میرا کیا کر سکتا ہے جو امر پروردگار عالم میرے حق مین
بہتر و مناسب جانیگا وہ کریگا مجھے اُسکے مکر و زور سے کچھ اندیشہ نہین ہے القصہ رات تو یونہین گذری اور انھین
باتون مین کٹگئی جب صبح ہوئی تو صاحبقران عالیشان بارگاہ شہنشاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہان شہنشاہ
امیر کا انتظار کر رہا تھا بارگاہ کو آراستہ کیا ہے سب انتظام کر رہا ہے کہ اس اثنا مین صاحبقران بھی پہونچے سب کے
سب تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے شہنشاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور تخت شاہنشاہی کو جلوہ افروز فرمائین
کہ آپ ہی لائق تخت و تاج ہین یہ سُنکر امیر نے ارشاد کیا کہ ای شہنشاہ ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین تمھارا
تخت و تاج تمکو مبارک رہے ہمین تمھارے تخت و تاج سے کچھ غرض نہین ہے یہ کہکر شہنشاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود
دنگل پر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی شراب و کباب چلنے لگے اس کمبخت نے اُن سب چیزون کو پہلے سے آغشتہ بدارو سے
بیہوشی کر رکھا تھا امیر کھاتے اور پیتے ہی بیہوش ہو گئے چار سو زرہ پوش چھپے ہوئے بیٹھے تھے وہ صاحبقران کے
بیہوش ہوتے ہی نکل آئے اور امیر کو غل و زنجیر مین مقید کر لیا اور جلاد کو بلا کر چاہا کہ امیر کو تہ تیغ کرے کہ قضا کار

اتفاقات روزگار نظر کردہ علی عمران صاحب بندۂ گران مہتر قران حبشی امیر کو ڈھونڈھتا ہوا ایکایک وہان پہونچ گیا سنا کہ امیر کو تہ تیغ بٹھایا ہے اور ارادہ قتل کا کیا ہے یہ سنتے ہی مہتر قران حبشی بغدہ کھینچ دروازہ بارگاہ پر پہونچا اور جو دربان دروازے پر تھے پھر انکو مار کر بارگاہ کے اندر آیا اور قریب سو آدمیون کے جو اسکے سامنے آگئے انکو قتل کر کے شہنشاہ کے سامنے آکر پکارا کہ او نامعقول خبردار اگر ایک رونگٹا بھی امیر باتوقیر کا میلا ہوا تو یہ یاد ہی رکھنا کہ تو بھی مارا جائیگا یہ کہکے جست کر کے بارگاہ سے نکلا اور صورت اپنی تبدیل کر کے غائب ہوگیا شہنشاہ نے قران کے تعاقب مین کچھ لوگ روانہ کیے مگر سب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر تھک گئے اور آکر شہنشاہ سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ وہ تو مثل باد صرصر کے نکلگیا ہر چند اسکا تفحص کیا مگر کہین پتا نہ لگا ہم مارے گئے اور پکڑتے کسے یہ سنکر شہنشاہ کانپنے لگا اور بطرار سے کہا کہ دیکھا تونے عیار ایسے ہوتے ہین اسنے کہا کہ شہنشاہ یہ عیار کاہے کو ہے بلاے بے درمان آفت جہان ہے مگر حضور کے اقبال سے مین ضرور پکڑ لاؤنگا مگر شہنشاہ کا خوف کسی طرح کم نہین ہوتا اور مارے وہشت کے کانپے جاتا ہے اور کہا کہ جب تک یہ بلا گرفتار نہ ہوے حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہین ہے اسے زندانخانے مین بھجوادو اور مقید بقید شدید کروادو ادھر تو صاحبقران کو قید کیا اور ادھر ملکہ کو نظر بند کیا مگر قران حبشی نے دو تین روز تامل کر کے جب خبر اسیری حمزہ کی سن لی تو قصد کیا کہ چل کر امیر کو رہا کرے یہ قصد کر کے جا شب زندانخانہ روانہ ہوا در زندانخانہ پر پہونچ کے وہ پاسبانی اور حفاظت دیکھی کہ عیاذاً باللہ جو شخص غیر ادھر سے نکلتا تھا اسے رفع شک کے لیے نہلاتے تھے اور اگر کوئی عیار ان عیارون مین سے جو زندانخانے پر معین تھے کسی ضرورت کے لیے ادھر ادھر نکل جاتا تھا تو اسکا بھی خوب امتحان کر لیتے تھے جب اپنے جرگے مین شریک کرتے تھے اور بطرار شبز رفتار بھی ہر وقت وہین بیٹھا رہتا تھا اور اندرون زندانخانہ چار عیار باشمشیر برہنہ امیر کے سر پر کھڑے رہتے تھے قران نے جب یہ نقشا دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہان کچھ نہ ہوسکیگا اور ایک مرتبہ خوانچے والے کی صورت بنکر آیا تھی تو پہچان لیا گیا تلوار چلی چند عیارون کو قتل کر کے نکلگیا اور اپنے دل مین کہا کہ اے قران لشکر اسلام مین جاکر خبر کر دیکھ تو کیا ہوتا ہے یہ بات اپنے دل مین ٹھہرا کر روانہ ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار اسفندیار گیلانی اور فرخ بخت قلندر شکار کھیلنے کو آے ہوے تھے کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی مہتر قران نے حال صاحبقران کا من وعن بیان کیا یہ حال پر اختلال سنکر دونون شاہزادے کمال دل ملول ہوے اور وہان سے پھر کر لشکر اسلام مین آے تمام حال صاحبقران کا من وعن بادشاہ سے گذارش کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی شرف اصدار پاے تو ہم جاکر پدر بزرگوار کو چھڑا لائین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا جاؤ کیا مضائقہ ہے حق سبحانہ تعالے تمھارا حافظ و نگہبان ہے القصہ پھر یہ دونون لشکر و فوج بیکران ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سامنے شہر مرصع حصار کے پہونچ کر خیمے اپنے برپا کیے جب یہ خبر شہنشاہ کو پہونچی کہ فرزندان صاحبقران عالیشان بارادۂ پیکار و رہائی امیر باوقار شہر مرصع حصار کے سامنے آے ہین اور خیمے اپنے برپا کیے ہین تو اسنے بھی لشکر اپنا باہر نکالا اور نقارۂ رزمی بجوادیا یہ خبر سنکر شاہزادون کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری جنگ رہی آواز بیدار باش ہشیار باش بلند رہی علی الصباح دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوے صفوف وجدال وقتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے شہنشاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا شاہزادۂ اسفندیار گیلانی مقابل ہوا بعد از گفتگوے بیجا نیزہ بازی ہونے لگی پہلے ہی وار مین اسفندیار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا شہنشاہ نے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک پہونچی سپر کو اشارہ کیا کہ آ میان سپر کا

پشت پر جا جھولا بخیہ بلی کو دراز کر کے جھکی دی کہ تلوار چھٹ پڑی بس اسفندیار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر دے مارا اور جھپٹ چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ جلد لقا سے بے بقا پر لعنت کر اور ملت بیضائے اسلامیہ کو اختیار کر ورنہ ابھی واصل جہنم کر دونگا شہنشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار میں نے بصدق دل لقا پر لعنت کی آپ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیں میں بصدق دل مسلمان ہوتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں کہ دین آپ کا دین حقہ ہے اور لقا کاذب و مکار ہے ہرگز لائق خدائی اور پرستش کے نہیں ہے یہ سنکر شاہزادہ اسکی چھاتی سے اترا وہ قدموں پر گر پڑا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور کلمۂ طیبہ تعلیم کیا شہنشاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دونوں شاہزادگان عالی وقار گلہائے سر سبز بوستان امیر باوقار کو شہر میں لایا امیر حمزہ صاحبقران کو قید سے نجات دی عفو تقصیر کرائی حمام کروایا لا کر بارگاہ میں بٹھایا دونوں شاہزادوں نے قدم میمنت لزوم امیر کشور گیر کو بوسہ دیا امیر نے شاہزادوں کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا شہنشاہ نے امیر باتوقیر اور دونوں شاہزادوں کی بڑے تزک و احتشام سے دعوت کی تمام شہر کو اسلام آباد کیا تمام فوج و لشکر مسلمان ہوا بتخانے تڑوا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈالی سکہ بنام سعد بن قباد کے جاری ہوا آوازۂ اذان چار طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے شہنشاہ نے ملکہ کو امیر باتوقیر کے ساتھ منسوب کیا صحبت عیش برپا ہوئی بعد تین روز کے امیر کشور گیر شہنشاہ کو ساتھ لے کر لشکر اسلام میں رونق افروز ہوئے بادشاہ اسلام کی ملاقات ہوئی کل حال اپنا بیان کیا بعد اسکے شہنشاہ کو بادشاہ اسلام سے قدمبوس کروایا بادشاہ اسلام نے شہنشاہ کو خلعت سے سرفراز و ممتاز کیا بعد چند روز کے امیر باتوقیر ہفت منظر سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اب امیر کو توانا سے راہ میں چھوڑ کے

دوسرے داستان صداقت بیان لندھور بن سعدان کے ملاحظہ سنیے

کہ حسب ارشاد امیر حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قلعۂ فرنگو شہر پر ترغہ کیا اور عوجان دریا باری سے کہلا بھیجا کہ ای عوجان دریا باری تجھکو چاہیے کہ اپنے باطل مذہب کو ترک کر اور ملت حقہ اسلام کو اختیار کر ورنہ سزا معقول دی جائیگی یہ سنکر عوجان نے اسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ ای ہندی تو سمجھا کیا ہے زہرہ و آفتاب بوستان ایرج نوجوان جو یہاں موجود نہیں ہیں تو تو ہے ہیرد باؤ ڈالتا ہے ہم کوئی بات تیری نہ مانینگے جو تجھسے ہو سکے وہ کر اور ذرا بھی قصور نہ کر ہم بھی کسی طرح تجھسے کم نہیں ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ اب تو تو یہاں سے چلا جا جس وقت ایرج نوجوان یہاں آجائیگا اس وقت سمجھ لینا جب یہ پیغام لندھور کو پہونچا تو لندھور نے پھر کہلا بھیجا کہ ہم تیرے ان عذرات بارد کو نہیں سنتے بہتر یہ ہے کہ تو قلعہ کو خالی کر دے ورنہ پشیمانا پچھتائیگا جب یہ پیغام عوجان نے سنا تو کہلا بھیجا کہ ای لندھور اگر تیرے یہ ارادے ہیں تو ہم بھی آمادۂ مرگ اور مہیائے قضا ہیں یہ نہیں کہ میرا آقا تو تجھکو قلعہ سپرد کر جائے اور میں تجھکو دے دوں جب یہ پیغام عوجان کا لندھور نے سنا تو نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجا دیا جائے کل ہم قلعہ کو لے لینگے فوراً لشکر لندھور میں طبل جنگ نوازش میں آیا ادھر کاردون نے یہ خبر لشکر عوجان میں پہونچائی ادھر بھی نقارہ کرزمی پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی آوازۂ باش ہوشیار باش کی بلند رہی جب صبح طالع ہوئی عوجان فیلبند دروازے پر آ بیٹھا اور ادھر سے لندھور بن سعدان فوج ظفر موج لیے ہوئے سامنے آیا قلعہ سے ایک دو تا گولہ اڑنے لگا تمام ہندی لوگ لیکر دستہ ہٹ کر کھڑے ہوئے مگر لندھور گرز گران سنگ آسمان رنگ ہاتھ میں لے کر یکہ و تنہا قلعہ کی طرف چلا لندھور کا آگے بڑھنا کہ اس طرف سے گولا برسنے لگا کر لندھور بے کھٹکے یا علی یا علی کرتے ہوئے گولوں کو روکتے تھمتے ہوئے لب خندق پہونچ رہی گئے جب قدم باندھ کر

تو ہاتھ کو رکھ لیا دھوان ہر طرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا کہ لندھور لب خندق کھڑا ہوا ہے یہ دیکھتے ہی قلعہ پر سے ماتا منوا
پڑنے لگا مگر لندھور ان سب بلاؤن کو رد کرتا ہوا خندق کے پار پہونچ گیا گرز سے دروازہ شہر کا توڑ ڈالا اور داخل
شہر ہوا دروازے کے ٹوٹتے ہی فوج لندھور بھی پہونچ گئی اور لندھور کے پیچھے پیچھے چلی عوجان دریا باری سے اور لندھور
سے لڑائی ہوئی آخر کار عوجان دریا باری لندھور کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا لندھور نے حکم دیا کہ تین پہر تک قتل عام ہو
جو سامنے آجاے بے تحاشا گو سے مار دو جب تین پہر تک خوب شہر قتل ہو چکا تو دہائی امیر حمزہ صاحبقران کی بلند ہوئی
اور شور الامان الامان کا آسمان تک جانے لگا لندھور نے سب کو امان دی اور ارشیون پریزاد کو مالک شہر کرکے
روانگی خدمت حمزۂ صاحبقران کا تہیہ کیا دیو چہر عیار طرار نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو اپنے ذہن مین یہ خیال
کیا کہ ایرج کو بھی اس واقعہ سے اطلاع کرنا ضرور ہے پھر یہ خیال کیا کہ نہین پہلے اس ہندی کو گرفتار کر لینا چاہیے
بعد اُسکے ایرج کو خبر کرنا چاہیے اس واسطے کہ اگر ایرج یہ خبر سنکر آ گیا تو پھر اس ہندی سے معرکہ درپیش ہو جائیگا
یہ خیال اپنے دل مین مضبوط کر کے لندھور کے خیمے کی جانب روانہ ہوا اور یہان کا حال سُنیے کہ لندھور آ کر اپنے
خیمے مین بیٹھا ہے اور سامان کوچ کا تیار کر رہا ہے کہ کل حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین روانہ ہونگے الغرض جب شب ہوئی
تو لندھور اپنے خیمہ خاص مین جا کر سو رہا اور یہ حرامزادہ دیو چہر صورت اپنی تبدیل کر کے پالنے عیاری کے ہمراہ لیکر
خیمہ سے لگا کہ لندھور پر آیا چار طرف خیمے کے گردش کی کسی طرف سے راستہ جانے کا نہ پایا دیکھتا بھالتا ہوا پشت خیمہ
پر آیا وہان پہونچ کر دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے آپس مین چپکے چپکے کھیل رہے ہین اور چار تین پچیس تیس کا غل ہو رہا ہے
بالکل غافل بیٹھے ہوئے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین بس دیو چہر بھی جھٹ فراش کی صورت بن کر انہین مل بیٹھا
ہوا کا رخ دیکھ کر جھٹ سے بیہوشی اڑا دی بوے تازہ و عجیب جوان سب کے دماغ مین پہونچی خوب ناک پھلا
پھلا کر سونگھی ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی دیکھنا کیا بوے عجیب آ رہی ہے جسنے سونگھی اُسنے کہا کہ بھائی ہان کچھ عجیب
طرح کی بو آ رہی ہے معلوم نہین کس طرف سے آتی ہے غرض خوب طرح سب نے سونگھی اور باتین کرتے کرتے سب کے سب
بیہوش سا ہو گئے لگی آپس مین تکرار ہونے لگی ایک کہتا تھا کہ چار چت پڑی تھین ہمنے پانچ چار کو دکھا کر اُٹھایا ہے اور تم کہتے ہو
پچیس پڑے تھے کوئی ایسی چیختی کرتا ہے واہ بھائی یار سے جو بہت سا ہو تو اب بے ایمانی پر کمر باندھی ہے اس سے ہو گا کیا
پھر ہم ایسے کمزور نہین ہین کہ تم جیسے داؤن لے لو گے اُدھر دوسرے نے کہا کہ ہم تو اپنے پچیس لینگے دیکھین تو کیونکر نہین
دیتے تم ہمیشہ یونہین کوڑیان سمیٹ لیجایا کرتے ہو اور ہم غم کھا کے رہجاتے ہین مگر اب کی ہم نہین چھوڑینگے اپنا داؤن لے لینگے
دیکھین تو تم کیونکر نہین دیتے ہم تو رستم سے لینے والے ہین یہان تک کہ آستینین چڑھ گئین اور کشتم کشتا ہونے لگی
اور لڑتے لڑتے بیہوش ہو کر سب کے سب گر پڑے یہ رنگ دیکھکر مہتر جی اُٹھے کہ یہ لوگ عجب طرح کے پاجی ہین اور انتہا کے
بیہودہ ہین کہ جوا کھیلتے ہین اور دھینگا مشتی کرتے ہین ارے جلد انکو الگ کر دو یہ کہکر اُٹھے ہی تھے کہ بیہوش ہو کر وہ بھی دھڑام سے
گر پڑے اور جو فراش کہ مہتر جی کو اٹھانے آئے تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو ہو کر گر پڑے کوئی ذی ہوش باقی نہ رہا بس اس
حرامزادے نے جھٹ خنجر نکالکر سبھون کو ذبح کیا اور قنات خیمہ کو چاک کر کے اندر خیمے کے جا کر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ
نگینہ تمامی کا استادہ ہے چاندی کا پلنگ بچھا ہوا ہے اور مچھرہ برق تمثال پڑا ہوا ہے گرد اگرد پلنگ کے کافوری شمعین جل رہی ہین
شیشہ ہاے عطر کے منہ کھلے ہوئے ہین دو خاصبردار سونے کی خاصیان ہاتھون مین لیے ہوئے کپڑے نہایت نفیس زرین
پہنے ہوئے کھڑے ہوئے ہین دو خدمتگار بھی پر بیٹھے ہوئے ہین بس اس حرامزادے نے تفنگ مین پر دانے بیہوشی کی جو پھونکے
تو وہ شمع کی لو پر گرے اور جلے دھوان اُٹھا جو خاصبردارون اور خدمتگارون کے دماغ مین گیا سب بیہوش ہو کر گر پڑے اب

جو اس بدذات نے سب کو بیہوش پایا تو پلنگ کے قریب آیا دوشالہ کانٹے سے اٹھا کر بیہوشی کی ڈبیا ہتھیلی پر رکھ کر تھوڑی سی دوا ناک کے
برابر لگا دیا جب لندھور نے اوپر کا دم لیا تو بیہوشی دماغ میں چڑھ گئی لندھور کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی دیو چہر پلنگ کے
نیچے ہو گیا لندھور ادھر ادھر دیکھ کر پھر تکیے پر سر رکھ کے سو رہا اور بیہوش ہو گیا دیو چہر نے فوراً حلقہائے کمند نکال کر دو حلقوں سے
دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن و کمر ساقوں میں حلقے سے کو لالاٹھی کر کے پشتارہ باندھ کر
صحیح و سلامت خیمے سے نکل آیا اور جانب ہفت منظر روانہ ہوا جلد جلد طے مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا کوئی ایک منزل پہنچ
آیا ہوگا کہ ایک جانب سے تتق گرد کا بلند ہوا اب یہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ گرد کیسی اٹھی ہے خیر باشد دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ یکایک
دامن گرد شق ہوا اور سو علم نشان لاکھ سواروں کے دکھائی دیا اور پیچھے پیچھے ان علمہائے زر افشان کے لاکھ سواران جرار نبرد پالا
نظر آئے اور پیچھے ان سواروں کے ایک جوان شیر اندام گردن پر سوار اور اسکے برابر ہاتھی کا ہم پایہ ایک دوسرا جوان
چلا آتا ہے دیو چہر نے پہچانا کہ یہ طرماسپ ہے سامنے جا کر دعا دینے لگا اور کہا کہ اے پہلوان دوران رستم زمان زبدۂ آفتاب
ایرج نوجوان تمہاری جدائی میں روز و شب رویا کرتا ہے اور انتہا کا رنج و صدمہ ہے کسی وقت آنسو نہیں تھمتا
ہر وقت تمہاری ہی یاد رہتی ہے کسی وقت تمہارا دھیان نہیں بھولتا طرماسپ نے کہا کہ ان کی ہم پر کمال عنایات و مراحم
حال پر ایسے ہی ہیں اور اس سے زیادہ ہم دل رہتے ہیں مگر یہ تو بتلا کہ تیری پشت پر یہ کس کا پشتارہ لگا ہوا ہے دیو چہر
نے کہا کہ اے طرماسپ یہ پشتارہ لندھور کا ہے میں اسکے خیمے سے گرفتار کر لایا ہوں اس ہندی نے قیامت برپا
کر دی تمام شہر فرنگوشیہ کو تاراج و برباد کر دیا اور ابتدائے محاصرۂ قلعہ سے انتہا تک کل حال من و عن بیان کیا طرماسپ نے بھی
کل حال اپنا بیان کیا اور حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہیں برپا ہو اور ہندی کو غل و زنجیر میں گرفتار کرو فوراً حسب الحکم طرماسپ خیمے
ڈیرے سراپچے برپا ہوئے کل لشکر اترا ہر ایک افسر اپنے اپنے خیمے میں اترا لندھور کو آہنگران نے آکر قید آہن میں مقید کیا
طرماسپ اپنے خیمے میں داخل ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو لندھور کو ہوش آتا ہے تو اپنے کو مقید پایا موکلان
زندان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ ارے میں تو اپنے خیمۂ خاص میں پڑا ہوا سو رہا تھا یہ کیا حال ہے کون مجھے پکڑ لایا اور یہاں
قید کیا موکلان زندان نے بیان کیا کہ اے لندھور یہ لشکر طرماسپ ہے دیو چہر عیار تمہارے خیمے سے بیہوش کر کے
گرفتار کر لایا ہے اور طرماسپ کے حوالے کر دیا ہے طرماسپ نے تمہیں قید کیا ہے لندھور یہ سنکر چپ ہو رہا مگر عجب طرح کا عالم
سکوت تھا اپنے دل میں کہتا تھا کہ خداوندا میں کس بلا میں مبتلا ہو گیا اور یہ کیسی آفت مجھ پر آگئی خدایا میں کیونکر اس بلا سے
نجات پاؤنگا لندھور اپنے دل میں یہی باتیں کر رہا تھا کہ طرماسپ نے لندھور کو اپنے سامنے طلب کیا داروغۂ
زندان زنجیر پکڑے ہوئے لندھور کو طرماسپ کے سامنے لایا جب لندھور کی نظر طرماسپ پر پڑی تو بطریق اہل اسلام
سلام کیا طرماسپ نے برہم ہو کر کہا کہ کیوں او ہندی اب اس حالت قید میں تو اپنے کو کیونکر پاتا ہے لندھور نے جواب دیا
کہ میں اپنے کو اس طرح پاتا ہوں کہ جس طرح شیر ژیان روباہ حیلہ گر کے حیلہ و فریب میں آ کر گرفتار بلا ہو جاتا ہے مجھکو ایک عیار
مکار جا کر میرے خیمے سے عالم خواب میں گرفتار کر لایا اور تو اسپر اس طرح کے کلمہ و کلام کرتا ہے ایسا بزدلا پن شان جوانان و
بہادران سے بہت بعید ہے اور جو عالی ہمت لوگ ہیں وہ ایسے حرکات ناشائستہ و بیہودہ کو نامردی اور بزدلی سمجھا کرتے ہیں
مگر شاید تو اسی کو جرأت و بہادری سمجھے ہوئے ہے اور اس بزدلی سے کسی بہادر کے گرفتار کرنے کو مقام فخر و مباہات سمجھتا ہے
اے طرماسپ تیرے ہوش و حواس کدھر ہیں ایک ذرا سمجھ کر بات کر اے عادی اگر تو خود بھی مجھکو گرفتار کرتا تو البتہ یہ گفتگو
مجھکو سزاوار تھی اے عادی اب تو ایسی حالت میں یہ گفتگو سخت ناسزا ہے طرماسپ نے کہا کہ اے لندھور میں نے تجھکو نہیں
گرفتار کروایا یہ عیار طرار دیو چہر تیرا پشتارہ باندھے ہوئے ایرج نوجوان کے پاس لیے جاتا تھا کہ میں نے اس سے چھین لیا

اور اب اسی طرح مقید بہ قید شدید بہ تعجیل ایرج کے پاس لیجاؤنگا یہ کہکر لندھور کو تو زندانخانے مین بھیجدیا اور آپ
وہان سے کوچ کرکے شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوا دوسرے دن شہر فرنگوشیہ پہونچا مگر جس وقت کہ فرہاد خان بکفرلی اور
رفقاے لندھور لندھور کے غائب ہونے سے مطلع ہوئے تو نہایت متردد ہوئے اور انتہا کا قلق ہوا لیکن جرار بگلی
نے دلو چہرہ کا پتہ پہچان لیا اور سب سے کہا کہ یہ کام کسی کا نہین ہے دلو چہرہ عیار لندھور کو لیگیا ہے یہ باتین ہو رہی تھین
کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور طرماسپ مع فوج و سپاہ آپہونچا اور لشکر اپنا مقابل لشکر لندھور کے اتارا اور آتے ہی
حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے اُس وقت لشکر طرماسپ مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا جب یہ خبر ہرکارون نے
فرہاد خان کو پہونچائی تو اُسنے بھی اپنے لشکر مین طبل حربی بجوادیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی اور آواز بیدار
باش ہوشیار باش کی بلند رہی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے جس وقت کہ صفوف جدال و قتال
آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کرکے نکلگئے تو طرماسپ میدان مین آیا مبارزطلبی کی فرہاد بکفرلی طرماسپ کے مقابلے کو
نکلا بعد از گفتگوے بسیار طرماسپ نے فرہاد خان پر نیزہ مارا فرہاد خان نے نیزہ نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے
کامل دو گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی سنانین نیزون کی ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ ٹوٹنے لگے مانند خلال فرشان کے
پرچے پرچے اُڑگئے برچھے ہاتھون سے پھینک دیے طرماسپ نے فرہاد خان کے ساطور مارا ہر چند کہ فرہاد نے سپر پر وار
اُسکا روکا مگر ساطور طرماسپ کا سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر گیا فرہاد خان نے دستانہ مارا ساطور تو چھنا کر نکل گیا اور سر سے
چادر خون کی جاری ہوئی فرہاد خان نے بڑی ہی پھرتی سے زخم سر کو باندھ کر طرماسپ پر تلوار ماری طرماسپ نے وار
فرہاد کا سپر پر روکا کہ سپر دو ٹکڑے ہوگئی طرماسپ نے سر اپنا پیچھے ہٹا لیا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی
قلم ہوگئی طرماسپ گینڈے پر سے کود پڑا یہ رنگ دیکھتے ہی ہمراہیان طرماسپ دوڑ پڑے اس طرف سے ہندی بکی
ریلا کرکے دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخرکار قریب شام لشکر فرہاد کا بھاگا طرماسپ
نے طبل شادمانی بجوایا اپنے خیمے مین گیا صحبت عیش برپا ہوئی افسران فوج نے نذرین خوشی کی دین جام شراب گلرنگ گردش
مین آیا ناچ گانا شروع ہوا شب بھر صحبت عیش و عشرت برپا رہی علی الصباح طرماسپ نے قلعہ فرنگوشیہ کا قصد کیا جب یہ
خبر وحشت اثر ارشیون پیرزاد کو پہونچی کہ لندھور طرماسپ کے پاس قید ہے اور فرہاد خان نے فوج طرماسپ سے شکست
کھاکر فرار اختیار کیا اور طرماسپ اب قلعہ فرنگوشیہ پر آتا ہے تو نہایت متفکر اور متردد ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے رفقاے ارشیون
نے یہ راے دی کہ آپ بیکار تردد کرتے ہین طرماسپ سے قلعہ بند ہوکر اپنے قلعہ کا لے لینا کوئی دل لگی بازی نہین ہے یہ
سنکر ارشیون نے جواب دیا کہ ہان یہ سب تو سچ ہے لیکن مین اگر حصاری ہوکر لڑتا ہون تو مجھے یہان کی رعایا پر اعتماد
نہین اور اُنکے اسلام پر وثوق نہین ہے یہ تمام شہر آفتاب پرستون کا ہے اُدھر سے طرماسپ یورش کریگا اور اُدھر سے اہل شہر
باد اُکسینگے تو مین بالضرور پیچ مین گھر کر گرفتار ہو جاؤنگا ایک خوف تو یہ ہے دوسرا خرخشا یہ ہے کہ لوگ طعن کرینگے کہ ارشیون
طرماسپ سے خائف و ترسان ہوکر قلعہ بند ہوگیا اور دو دن بدون تاب مقاومت نہ لا سکا مین تو ہرگز قلعہ بند ہونا
پسند نہین کرتا بہتر یہی ہے کہ مین قلعے سے باہر نکلکر مقابلہ کرون یہ کہکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعے سے باہر نکلے اُسی وقت
لشکر ارشیون کا قلعے سے باہر نکلا جب یہ خبر طرماسپ کو پہونچی تو اُسنے اُسی وقت نقارہ رزمی بجوادیا ہرکارون نے یہ
خبر لشکر ارشیون مین پہونچائی اس طرف بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح
دونون لشکر صف آرا ہوے میدان کارزار مین جب صفوف جدال و قتال ہوچکین نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو طرماسپ
میدان مین آیا مبارزطلبی کی اُس طرف سے ارشیون پیرزاد مقابل ہوا طرماسپ نے کہا کہ اے ارشیون تجھے اپنی خیریت منظور ہو

اور اپنی جان عزیز دے تو میرے سامنے سے چلا جا اور قلعہ میرے حوالے کر دے ورنہ بہت ہی سخت سزا پائیگا کیون اپنی جان کے
پیچھے پڑا ہے ارشیون نے کہا کہ اگر مجھکو اپنی جان ہی کا خیال ہوتا تو مین تیرے مقابلے کو کیون نکلتا مین ہرگز تجھسے
خائف نہین ہون جو تیرے بنائے بن پڑے انھین قصور و کوتاہی نہ کر میدان جنگ مقام گفتگو اور فہمائش نہین ہے یہ سنکر
طرماسپ نے نیزہ اٹھاکر ارشیون کے مارا ارشیون نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے کامل تین گھنٹے تک
نیزہ بازی ہوا کی تا اینکہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینک دیے اور گرز بازی ہونے لگی
جب گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے تو شمشیر زنی ہونے لگی خوب ہی تلوار چلی مگر اسمین بھی دونون برابر رہے آخر کار
طرماسپ نے ساطور اٹھاکر دودستی ضرب لگائی تو سپر کو کاٹ کر ساطور تا دوابرو اتر گیا ارشیون کے زخمی ہوتے ہی اہل میدان
ارشیون دوڑ پڑے اس طرف سے طرماسپ کے ساتھی دوڑ آئے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خوب ہی کھیت پڑا آخر کار لشکر
ارشیون کا شکست کھاکر مفرور ہوا طرماسپ وہان سے مراجعت کرکے قلعہ فرنگوشیہ پر آیا اخناسپرستون نے دروازہ
قلعہ کا طرماسپ کے آتے ہی کھولدیا اور سب نے سب طرماسپ کے قدمون پر گر پڑے طرماسپ نے سبھون کو گلے سے
لگایا تشفی اور دلاسا دیا اور عوجان دریاباری کو راستے سے اپنے ہمراہ لے لیا تھا اسی کو قلعہ فرنگوشیہ کا مالک کرکے کل اہل قلعہ
کو امر بہ اطاعت عوجان دریاباری کیا اور خود بقصد ایرج نوجوان وہین سے روانہ ہوا

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت ایرج نوجوان نقابدار کے خیمے سے نکلکر اپنے لشکر مین صحیح و سلامت پہونچا تو سرداران لشکر نہایت مسرور ہوئے
اور حال استفسار کیا ایرج نے تمام سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کی کہ اس دیو اسفتاسعول نے تو میرے قتل کرنے مین
کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر نقابدار یاقوت پوش نے انتہا سے زیادہ جوانمردی کو صرف کیا اور داد جرأت و بہادری دے کر اور
مجھکو چھوڑ دیا کسی قسم کا تعرض مجھسے نہ کیا مگر مجھسے اور اس سے لڑائی کا وعدہ ہوا ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اسی وقت ہمارے لشکر مین
نقارہ رزمی بجا دیا جائے اسی وقت حسب الارشاد نقارہ حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر نقابدار مین پہونچائی
نقابدار نے بھی فوراً حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے اس طرف بھی [illegible] نوازش مین آیا شب بھر
دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی آواز ہوشیار باش [illegible] تو دونون لشکر میدان کارزار
مین صف آرا ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہوچکین نقیب [illegible] ایرج نوجوان معرکہ آرائے میدان
مبارز طلب کیا نقابدار یاقوت پوش اپنے لشکر سے نکلکر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا کہ اے نقابدار یاقوت پوش
مین صرف حسب وعدہ میدان کارزار مین نکل آیا ہون لیکن خدمت سامی مین التماس یہ ہے کہ اے نقابدار مناسب یہ ہے کہ
آپ مجھسے نہ لڑین اور میری دلی خواہش یہ ہے کہ آپ سے ہرگز نہ لڑون اور آپکا مقابلہ کرون آپ مجھسے درگذر فرمائین تو آپکا
ہر طرح ممنون منت ہون اور آپ کے احسان اور عنایت سے کسی طرح سر نہین اٹھا سکتا کہ آپ نے طلسم آذر سلیمانی سے میری
جان بچائی اور اس طلسم کو فتح کرکے مجھے چھڑایا اگر آپ میرے حال پر عنایت نہ کرتے اور طلسم آذر سلیمانی کو فتح نہ کرتے تو ہرگز
میری رہائی ممکن نہ تھی اگر آپ مجھسے نہ لڑینگے اور مجھسے درگذر کرینگے اور ان خداپرستون کے درمیان مین دخل نہ دینگے تو مین
اس سے بہت زیادہ آپ کا احسانمند ہونگا یہ تقریر ایرج کی سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ یہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ مین [illegible]
کو تمھارے ہاتھ سے ایذا اٹھاتے دیکھون اور کسی بات مین دخل نہ دون تم انکو قتل کرو اور مین اپنی آنکھون سے دیکھا کرون
ہان یہ ممکن ہے اور اسی شرط پر مین تم سے دست بردار ہو سکتا ہون کہ تم [illegible]
سلطین ہوکر پہاڑ پر سے نہ اترین اس وقت تک تم [illegible]

پہاڑ سے اُتر سکینگے تو پھر مین متعرض و مزاحم نہ ہونگا تم اُنسے سمجھ لینا وہ سمجھ لینگے مجھے کوئی دخل نہ ہوگا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ مجھے
ای نقابدار یاقوت پوش مین نے کوئی دقیقہ لجاجت اور منت کا فروگذاشت نہین کیا مگر ان لوگون نے میری کوئی بات
نہ مانی مین نے نہایت لجاجت سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ تم لوگ دو چار کوس یہان سے ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرو کہ میرے ملازم کا ناموس
سامنے ہے اور یہ مجھکو گوارا نہین ہے کہ میرے ملازم کا ناموس تمھارے سامنے ذرہ ہے مگر ان سب نے ہرگز نہ سُنا اب اگر آپ ان سب کو
یہان سے ہٹا دین تو اب بھی مجھے اُنسے کوئی تعرض و مزاحمت نہین ہے وہ دو چار کوس پر ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرین یہ سُنکر نقابدار نے
کہا کہ ای ایرج انصاف بھی کوئی چیز ہے یا نہین اس طرح غیظ و غضب مین آکر غفلت کے پردے آنکھون پر نہین ڈال لینے ذرا
تو غور و تامل کرنا چاہیے کہ ایک تو وہ لوگ مجروح اور مقروح دوسرے نور الدہر کے ماتم دار پھر کس طرح یہان سے سر دست
جا سکتے ہین وہ لوگ سب کے سب اپنے قول کے پابند اور دلاور در استقبال ہین جان دیدینگے مگر یہان سے ہٹینگے نہین یہ خیال تمھارا
بالکل فضول ہے اس خیال سے درگذرو یہ خیال بد آل ہے ایرج نے جواب دیا کہ پھر ای نقابدار اب اسمین جو کچھ ہو جاسے مگر
مین بغیر ہٹائے ہوئے چین نہ لونگا اور جب تک یہان سے ان خدا پرستون کو اُٹھا نہ لونگا کھانا اور پانی حرام ہے یہ سُنکر نقابدار
کو غصہ آگیا اور برہم ہوکر جواب دیا کہ ای آفتاب پرست پست تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہے تیری منت و سماجت پر جو مجھے ساتھ
کی بات کی اور مجھسے دست بردار ہونے کا قصد کیا تو تو اور سر چڑھنے لگا ذرا تو اپنی حقیقت پر تو خیال کر کہ تیری اصلیت کیا ہے
دیکھ اپنی زبان سنبھال اور اگر اپنی خیریت کا خواہان ہے تو سیدھا ان سے بیاد ورنہ وہ سزا سے معقول پائیگا کہ تمام عمر یاد رہے ایرج
نے کہا کہ اگر آپ مجھے الیاد باؤ ڈالتے ہین تو مین بھی کسی طرح آپ سے کچھ کم نہین ہون لایئے جو کچھ حربہ آپ کے پاس ہو نقابدار
نے کہا کہ تیری ابتدا کر کہ ابتدا کرنا ہمارے ضوابط کے خلاف ہے یہ سُنکر ایرج نے نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے وار نیزے کا
بچا کہ کا لگی نیزہ بازی ہونے لگی نیزے سے نیزے کے نکلنے لگے گویا دو بلبلین تھین کہ باہم باغ مین گتھ گئین کامل تین گھنٹے تک اس طرح
نیزہ بازی ہوتی کہ سنانین بنا مین بالکل ناکارہ ہو گئین پھر نیزے مانند خلال دندان کے پرچے پرچے اُڑ گئے دونون نیزے پھینک
[illegible] گرز اُٹھا لیے خوب ہی گرز چلے کہ گرز دو دستی بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی عین حالت شمشیر زنی مین
جانب صحرا سے ایک گرد اُٹھی اور دفعتہً اسد غازی اپنے رفیقون سمیت آپہونچا اور ایک جانب کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگا اب
ایرج اور نقابدار مین خوب ہی تلوار چل رہی ہے تا اینکہ دن بھر تلوار چلی قریب شام ایرج نوجوان کے ہاتھ سے نقابدار زخمی ہوا
یہ رنگ دیکھکر اسد غازی تلوار کھینچکر لشکر ایرج پر گرا بہت سے آدمیون کو قتل کرکے نکل گیا اس طرف سے ایرج نے اسد کا
تعاقب کیا اور للکارا کہ او دیوانے جھول برگشتہ بخت و نامعقول آوارہ کہان جاتا ہے مین آپہونچا ایرج کی آواز سُنکر اسد بھی
پھرا اور پکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری کہان جاتا ہے دیکھ مین آپہونچا یہ کہکر مثل باد تند یا طوفان و زلزلے کے لشکر ایرج
پر گرا اور دو چار سو آدمیون کو مار پیٹ کے مثل باد صرصر صاف صحیح و سلامت نکلا ہوا چلا گیا اور پکار کر کہتا گیا کہ دیکھ او بزاز بچے یون
عوض لیتے ہین اسد تو ادھر نکلا ہوا چلا گیا اور ایرج اس طرف پھرا اور زیر کوہ آکر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو آج بدولت نقابدار
اور اسد غازی کے بچ گئے پھر کل کہان جاؤ گے اسے تم مین سے ایک کو تو زندہ چھوڑونگا نہین یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی
اور خیمے مین داخل ہوا اور دنگل شوکت پر پہنچکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جاسے اور اسد بن کرب غازی پھر دامن کوہ مین آیا
سب کے سب شکوہ بیداد جور فلک ہوئے اور آپس مین باتین ہونے لگین کہ افسوس صد افسوس یہ فلک کجرفتار اور
گردون دوار کیا کیا گردشین دکھاتا ہے کہ ایک بزاز بچے سے ذلیل کروا دیا ہائے افسوس اس فلک تفرقہ پرداز کی کجروی سے
بیچارا بیدل الٹا ہوا اور وہ [illegible] ایک بہادر یون بے دست و پا [illegible] ہوئے ہین یہ باتین کرکے اسد رونے لگا ابھی [illegible]
[illegible] رو رہا تھا کہ ایک [illegible] ایک فقیر کی صورت بنا ہوا آیا اور اسد غازی [illegible]

اہل اسلام سلام کیا اسد نے تعظیم کی اور اُٹھکر جالنسوز کے گلے سے لپٹ گیا اور اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا کہ ای جالنسوز میں تمکو قران کے برابر جانتا ہون ای بھائی تمھارے آنے سے اس وقت میرا دل قوی ہو گیا بازو مضبوط ہو گیا تم کیا آگئے گویا جسم بیجان مین جان تازہ عود کر آئی یا سوکھے دھانون مین پانی پڑ گیا یا باغ خزان رسیدہ مین بہار آگئی دل باغ باغ ہو گیا غرض انتہا کی خوشی اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی مگر اسد یہ اس طرح کا گذرا ہی کہ ہر مرتبہ آنسو ٹپک پڑتے ہین بات کرتا جاتا ہی اور آہ سرد کھینچتا جاتا ہی جالنسوز نے عرض کیا کہ ای شہر یار مین جب سے حاضر ہوا ہون دیکھتا ہون کہ آپ نے بہت خوشی اور مسرت ظاہر کی مگر پھر آہ سرد کھینچتے ہوئے اور آنسو ٹپکتے ہوئے دیکھ رہا ہون دل بیقرار ہوا جاتا ہی آخر سبب کیا ہی اس گریہ وزاری اور قلق و اضطرار کا بیان کیجیے کچھ بیان تو کیجیے کہ آخر وجہ کیا ہی اگر کوئی کام مجھسے ہو سکنے کا ہو تو مین بجالاؤن اور فی الجملہ آپ کے حق سے ادا ہون یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای دلاور کیا بیان کرون کہ اسکی کیا وجہ ہی اور زمانے نے کسقدر اور کس طرح پیسا ہی سمجھ مین نہین آتا کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا بن کہے بھی رہا نہین جاتا ای بھائی کیا بیان کرون کہ اس فلک کج رفتار نے اس پاجی بزرجمہر کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین دلوائی ہین اور کیا کیا رنج و صدمے اسکے باعث سے اُٹھائے ہین کہ کلیجا پاش پاش ہو گیا اور دل پاش پاش ہو گیا لاکھ لاکھ تدبیرین اور کوششین کین مگر کوئی فکر پیش نہین جاتی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی دم گھٹا گھٹا آتا ہی اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہی کہ کونسی فکر کرون اور کیا کرون اور کیا نہ کرون ای جالنسوز تمھین کوئی تدبیر سوجھے جالنسوز نے کہا کہ ای شہر یار باوقار مجھکو اتنی طاقت اور قدرت اور یہ ارادہ کیا کہ مین قران کی برابری کر سکون یا لشکر اسلام مین اپنے کو شامل کرون مگر جو کام کہ آپ ارشاد فرمائین اور جو ضرورت آپکو درپیش ہو اُسے شوق سے ارشاد فرمایئے مین بدل و جان تمام اُسکی تعمیل مین مصروف ہونگا اور سعی وافر کرونگا اسکا ن بھر کوتاہی اور تعویق نہ کرونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای جالنسوز اب اس سے زیادہ مجھے کوئی دقت اور مشکل نہین ہی جسکے باعث سے میرا یہ حال اور اس درجہ ملال ہی جالنسوز نے کہا کہ آپ بیان تو کیجیے مین سنون بھی تو اسد نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ ای جالنسوز اب مجھکو ضرورت اور بڑا کام یہ ہی کہ تو جا کر کسی طرح ایرج کے لشکر سے ایرج کو چھڑا لا تو مجھے اطمینان اور تسلی ہو جالنسوز نے کہا کہ بہت اچھا یہ کونسا بڑا کام ہی اور کونسی مشکل بات ہی جسکے واسطے آپ اس درجہ متفکر و متردد ہین مین ایرج کو جا کر چھڑا لاؤنگا آپ مجھسے ایرج کو لیجیے یہ کہکر اُسی وقت اُٹھا اور صورت اپنی تبدیل کر کے باسنے عیاری کے بدن پر آراستہ کر کے لشکر ایرج کی جانب روانہ ہوا اب وہ وقت ہی کہ ایرج طبل جنگ بجوا چکا ہی تیاری جنگ کی لشکر ایرج مین ہو چکی اور ایرج نوجوان اپنے خیمہ خاص مین بیٹھا ہوا ہی رفقاے خاص ایرج کے پاس بیٹھے ہوئے ہین افسران فوج گرد اگرد جمع ہین لڑائی ہونے کی بابت مشورہ ہو رہا ہی ایرج کہ رہا ہی کہ یہ معاملہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ جب مین ان خدا پرستون کے قتل کا ارادہ کرتا ہون ایک نہ ایک حامی انکا ایسا پیدا ہو جاتا ہی کہ یہ ہر روز بچ جاتے ہین اور مین ہر روز بیل مقصود دیکھتا ہون رفقا کہ رہے ہین کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان شیر اعظم کی اعانت درکار ہی آخر ان خدا پرستون کے حامی کب تک آئینگے اور کہان تک لڑینگے اگر شیر اعظم کی مدد شامل حال رہی تو جو آئیگا اُسے مار لیگا مگر اب تو کوئی شخص آتا جاتا معلوم نہین ہوتا لیکن شب بخیر آپ ان خدا پرستون پر فتحیاب ہونگے القصہ جالنسوز یہ رنگ دیکھکر ایک گوشے مین چھپ رہا تا اینکہ دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے ٹھکانے پر گئے ہوئے سے ایرج نے کھانا کھایا اپنی خوابگاہ مین جا کر آرام کیا سیر فوراً جالنسوز شاطر کی صورت بنکر پہلے تو جو لوگ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے انکے پاس جا کر بیٹھا خود بھی شراب پی اور اُن سب کو بھی خوب شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی وہ سب جب خوب سا بیہوش ہو گئے تو بارگاہ کے اندر آیا شاہ مہرداران اور خدمتگارون کو گشت بیہوشی وغیرہ کھلا کے بیہوش کیا تمام روشنی بجھا دی مگر ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام تھی گر کر رہی تھی اُسے روشن رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہو جائے اور ایرج

پلنگ کے آکر کانٹے سے دوشالہ ایرج کے منہ سے اُٹھایا اور داروے بیہوشی نکالکر کفچۂ عیاری مین رکھکر ایرج کے دماغ کے برابر
لگا دی جب ایرج نے اوپر کی سانس لی اور بیہوشی دماغ مین چڑھی تو ایرج کو چھینک آگئی آنکھ کھلگئی جالنسوز پلنگ کے نیچے
چھپ رہا ایرج نے اِدھر اُدھر دیکھا جب کسی کو اپنے قریب نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھکے سو رہا اور بیہوش ہو گیا بس فوراً جالنسوز
نے حلقہاے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانؤن دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین
حلقے سے گولا لاٹھی کرکے پشتارے مین رکھکر گرہ پشتارے کی باندھکر پشتارہ پیٹ پر رکھکے صحیح و سلامت راہی ہوا اب ہر ایک
کی نگاہ سے بچتا ہوا جلد جلد راستہ طی کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہان تک کہ لشکر ایرج مین پہونچا طلایہ پھر رہا تھا آواز بیدار باش
ہوشیار باش اور حاضر باش کی بلند تھی سیقل سپہر گردان بھی طلایہ کی گشت پر تھا اور ہر چہار طرف دوربین لگائے ہوئے دیکھ رہا تھا
جب جالنسوز اُس طرف سے گذرا اور سیقل نے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش چلا جاتا ہے سیقل نے یہ دیکھکر نعرہ کیا کہ ارے کون جاتا ہے
اور کیا لیے جاتا ہے کھڑا رہ جائزہ دیتا جا یہ آواز سنکر جالنسوز نے للکار کر کہا کہ ارے تو مجھے نہین پہچانتا کہ مین کون ہون نام جالنسوز
ہے قران اور اس پشتارے مین ایرج نوجوان ہے اسد غازی کے حکم سے گرفتار کرکے لیے جاتا ہون اور جاکر اسد کے حوالے کرتا ہون
یہ کلمہ جو سیقل نے سنا پکارا کہ او جالنسوز کھڑا تو رہ مین آن پہونچا تو میرے آقا کو لیے جاتا ہے دیکھ تو کس طرح قتل کرتا ہون یہ کہکے جھپٹا
دوڑا مگر جالنسوز نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین نہین پھر پڑا تو ابھی لشکر ایرج سے لوگ نکل آئینگے اور واقعی لڑائی ہوگی
ایرج ہاتھ سے مفت مین نکل جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ جلد لشکر سے نکال لیجاؤ اور دو چار کوس یہان سے ہٹکر اس مردود کا مزہ
اچھی طرح لو یہ سوچ کر سیقل کے سامنے سے بھاگا سیقل نے اُسکا تعاقب کیا آگے آگے جالنسوز پشتارہ بدوش پیچھے پیچھے سیقل تعاقب مین
جالنسوز کے چلا جاتا ہے جب دو تین کوس لشکر سے نکل آیا تو اُس وقت جالنسوز پھرا اور کہنے لگا کہ او حرامزادے تو اپنے دل مین یہ سمجھا
کہ جالنسوز مجھے دیکھا اور ڈر کے مارے بھاگا ہرگز نہین بلکہ مین اس واسطے تیرے لشکر سے تجاوز کر آیا کہ وہان تیرے حمایتی بہت
تھے اور مین تنہا تھا ایک دو کی دوا ہو سکتی ہے نہ یہ کہ ایک تن تنہا پر اسقدر لوگ ٹوٹ پڑتے مگر اب تو بھی اکیلا ہے اور مین بھی تنہا ہون جس جگہ
تیرا جی چاہے سمجھ لے دیکھ تو مین بھی تیری کیا حالت کرتا ہون اور کیا گت بناتا ہون دوسرے یہ کہ مین گران بار بھی تھا اگر وہان مین
ٹھہر جاتا تو اکیلا آدمی لڑتا بھی اور بوجھ کی حفاظت بھی کرتا یہ کیونکر ممکن تھا مین لڑنے مین مصروف ہوتا اور کوئی صاحب اس بار گران
کو میری پشت پر سے اُٹھا لیجاتے اب یہان تو مین ہون اور تو ہے جو تجھسے ہو سکے تو کر اور جو مجھسے بن پڑیگا وہ مین کرونگا تو جاتا
کہان ہے اگر خدا نے فضل کیا تو آج خوب ہی دل کا حوصلہ نکالتا ہون اور تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون سیقل یہ سنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ
اچھا اب تو میرے ہاتھ سے بچتا تو سب کچھ کر لینا یہ کہکر ایک ہاتھ تلوار کا اپنے زعم مین اس زور سے مارا کہ اسی ہاتھ مین فیصلہ ہو گیا جالنسوز
نے نہایت پھرتی سے پشت شمشیر پر روک کے ایک ہاتھ جو سیقل کے رسید کیا تو تلوار اُسکی سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین سیقل کے در آئی
دوسری تلوار اور ماری کہ شانہ بھی سیقل کا زخمی ہوا سیقل نے باگ پھیری کہ جالنسوز کے سامنے سے بھاگ جاے کہ جالنسوز نے
پانؤن گھوڑے کا ایک کر اس زور سے کھینچا کہ سینہ گھوڑے کا زمین سے لگ گیا سیقل جھپٹ کود کر اپنے لشکر کی جانب
بھاگا ہی تھا کہ اسی اثنا مین ہمراہیان سیقل دوڑ آئے اور سیقل اُنکی آڑ مین ہو کر بھاگ گیا جالنسوز نے گھوڑے کو بالا سے سر
چرخ دے کر جو ہمراہیان سیقل پر کھینچ مارا تو کوئی دس بارہ آدمی کچلگئے اس عرصے مین صبح تو طالع ہوئی چستی کی تھی
جالنسوز جانب کوہستان اسد بن کرب غازی کی خدمت مین روانہ ہوا جلد جلد راستہ طی کرتا ہوا چلا جاتا کہ دفعتہً جانب
صحرا سے ایک تتق گرد کا بلند ہوا اور سات سو علم ستارہ پیکر نشان سات لاکھ سواران نبرد کار کا ہویدا ہوئے جب علم
گذر گئے اور نصف لشکر بھی تجاوز ہو گیا تو بیچون بیچ فوج مین ایک شخص کو تخت پر دیکھا کہ ہاتھون مین ہتھکڑی پانؤن مین
بیڑی گلے مین طوق کمر مین زنجیر مقید بہ قید شدید بیٹھا ہے اور ایک علم ستارہ پیکر کے سایے مین ایک جوان بہت خوبصورت

شتر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن، جوانی کی راتین مرادون کے دن، خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا زلف ہائے عنبرین چہرے
پر چھوٹی ہوئین آثار سطوت و صولت رعب و جودت شور و شجاعت چین جبین سے آشکار چلا آتا ہے اُس جوان کی نظر جو جالسوز
پر پڑی دیکھا کہ ایک پیادہ ایک پشتارہ پشت پر لیے چلا جاتا ہے اور کسی جگہ قدم نہین ٹھہراتا بھاگا بھاگ دوڑتا ہوا منہ اُٹھائے
روانہ ہے تو اپنے لوگون سے کہا کہ اس پیادے کو میرے پاس لے آؤ یہ حکم سُنتے ہی کچھ لوگ جالسوز کے تعاقب مین دوڑے مگر
جالسوز کب ٹھہرتا ہے اور کب کسی کی سُنتا ہے بھاگا ہوا چلا جاتا ہے کہ اتفاقات روزگار قضائے کار جاتے جاتے ایک پتھر کی جو
ٹھوکر لگی جالسوز اوندھے منہ گر پڑا اور ناخن جالسوز کا ٹوٹ گیا خون بہ کثرت جاری ہوا جالسوز کو غش آگیا ایک لمحہ ٹھہر کے
جو ہوش آیا تو پھر پشتارے کو اُٹھا کر چلا مگر دو ہی قدم کے بعد پھر آگے نہ چل سکا اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اس پشتارے کی وجہ سے
آہستہ آہستہ چلتا ہون کیونکہ یہ بوجھ لیکر جلدی جلدی نہ چل سکونگا تو فوراً ضرور ہی گرفتار ہو جاؤنگا اور اگر جان بچا کر نکل جاؤنگا تو یار
زندہ صحبت باقی کا معاملہ ہے ہم زندہ رہینگے تو کبھی نہ کبھی داؤن پڑ ہی جائیگا پھر گرفتار کر لینگے القصہ سوچ بچار کرکے اسی امر کو ترجیح دی
کہ اس وقت اپنی جان ہی بچا کر نکلجانا بہتر ہے یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کرکے پشتارہ تو کھولکر راستے مین پھینکدیا اور آپ اسد کی
خدمت مین روانہ ہوا اسد جالسوز کے انتظار مین بیٹھا ہوا تھا اور اپنے رفقا سے کہ رہا تھا کہ دیکھیے جالسوز کیا کارستانی کرکے آتا ہے
ایرج کو لاتا ہے یا نہین رفقا عرض کر رہے ہین کہ حضور جالسوز اپنے قول کا سچا ہے اور پابند ہے جہان تک اُسکا زور اور قابو
چلیگا وہان تک کوتاہی نہ کریگا اور ضرور بالضرور لائیگا آپ کے انتظار کو دیکھکر بہت تیزی سے گیا ہے اسد نے کہا کہ ہان
یہ تو سب سچ ہے اور اسمین کوئی ریب و شک نہین ہے کہ جالسوز نہایت صادق الوعد اور بڑا وفادار دوست ہے میرے
انتظار نے اُسکے دل محبت منزل پر کامل اثر کیا اور وہ بہت ہی بیقرار ہوکر نہایت تیزی سے گیا ہے مگر میرے دل کو ہرگز ہرگز
یقین نہین ہے کہ جالسوز ایرج کو لاسکیگا کیونکہ لشکر ایرج ایسا ویسا لشکر نہین ہے ہر طرح کا بندوبست بطرز نو ہے دشمنان
مرعوب ہونگا پھر جالسوز کس طرح جاسکیگا میرے خیال مین تو طائر خیال کے بھی پر جلتے ہین پہرے ہے کثرت پہرہ چہار جانب
طلایہ کی گشت میری تو عقل ہرگز قبول نہین کرتی کہ جالسوز اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا اور صحیح و سلامت ایرج کو یہان
لے آئیگا ایرج کا لانا کیسا اگر خود بھی صحیح و سلامت نکل آئے تو بڑی بات ہے اور لو فرضنا بالفرض محال اگر جالسوز ایرج کو اُسکے
خیمے سے نکال بھی لایا تو راستے سے صحیح و سلامت بچکر آنا دشوار ہے کہ لشکر ایرج کا تین چار کوس کی حد مین ہے رات کو
طلایہ کی گشت کے افسر دوربین لگائے چار طرف دیکھا کرتے ہین دیکھیے خدا ہی خیر کرے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جالسوز
لنگڑاتا ہوا آیا اسد بن کرب غازی کو سلام کیا اسد نے جو خالی ہاتھ دیکھا کہا کہ کیون جالسوز بس اسی برتے پر شیخی
مار کے گئے تھے کہ ہم ایرج کو لائینگے بس لا چکے اپنا سا منہ لیکر چلے آئے اسی منہ مصالحہ پر اتنا بڑا دعوے کیا تھا دادا
بھائی چھوٹا منہ بڑی بات کا یہی انجام ہوتا ہے کہ انسان منہ کی کھاتا ہے یہ سُنکر جالسوز نے کہا کہ اے شہریار باوقار
پہلے آپ سن لیجیے پھر برہم ہوجیے گا کہ خطا میری تھی یا قصور تقدیر کا مین نے تو تا امکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا
اسد بن کرب غازی نے کہا کہ بہت اچھا فرمایے مین بھی تو سنون کہ کیا حادثہ گذر گیا جالسوز بن قران نے ابتدا سے
انتہا تک سب کیفیت من و عن بیان کی اور پاؤن کا انگوٹھا دکھایا کہ ملاحظہ فرمایے جب یہ صورت میری ہوگئی ہے تب
مین نے پشتارہ ہاتھ سے چھوڑا ہے اور اپنی جان بچا کر بھاگا ہون ورنہ اتنی کوشش کرکے چھوڑ دینا اور آئی ہوئی چیز
پھینکدینا کوئی عقلمند کیون پسند کریگا یہ حال سُنکر اسد بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ بس بس زیادہ باتین نہ گڑھیے
اور ناحق کی بہانہ بازی نہ کیجیے گئے تو تھے آپ اتنا بڑا دعوے کرکے جب وہان جا کر آپ سے کچھ نہ ہو سکا اور
بے نیل مرام وہان سے پھرے تو راستے مین آپ نے پتھر سے انگوٹھا توڑ لیا کہ اسد جا کر بہانہ بازی کیجیے اور اپنی

دلاوری جتایئے چالشنوز یہ باتین سُنکر جھنجھلایا اور برہم ہوکر کہنے لگا کہ اجی واہ حضرت آپ کی بھی کیا باتین ہین کیا کوئی ایسا مجنون
و مخبوط ہی کہ ناحق بھی اپنا انگوٹھا توڑ لیگا خون بہائیگا اور اپنی ہئیت خواہ مخواہ بنائیگا آج اتفاق سے یہ سانحہ ہو گیا اب
کیا روز روز ایسی ہی آفتون کا سامنا ہوگا خدا چاہیگا تو کل ہی اگر ضرور پکڑ لاؤنگا جو کچھ کہا ہی اُسے پورا کرونگا آپ طعن و
تشنیع بیکار سی کو کرتے ہین اتفاقات روزگار اور قضائے کار کو کیا کیجیے یہ باتین سبھی کے ساتھ ہر وقت لگی ہوئی ہین مجھ
کیا منحصر ہی یہ سُنکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ خیر یہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب یہ کہو کہ وہ لشکر کس مقام پر ملا تھا
چالشنوز نے کہا کہ واقعہ کوہ مین اسد اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور یہان کا حال سُنیے کہ اُس جوان حسین
نے جو لوگ چالشنوز کے تعاقب مین روانہ کیے تھے وہ اُس پشتارے کو لیکر اُس جوان کے پاس آے اور کہا کہ وہ پیادہ
تو ٹھوکر کھا کر گرا تھا غش آ گیا جب ہوش آیا تو پشتارہ چھوڑ کر بھاگا یہ پشتارہ ہم اُٹھا لاے ہین بس اُسی وقت اُس جوان
نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہان نصب کیا جاے لشکر ہمارا یہان اُترے ہم دو ایک روز یہین قیام کرینگے اُسی وقت حسب الحکم
خیمے استادہ ہوے وہ جوان اپنے خیمے مین اُترا پشتارہ ایرج کا سامنے رکھوایا اور سوچ رہا ہی کہ معلوم نہین اس پشتارے
مین کیا ہی کھولون یا نہ کھولون اور اپنے رفقا سے کہہ رہا ہی کہ بھائی یہ عیار واقعی بہادر تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اگر انگوٹھا
اُسکا نہ ٹوٹ جاتا تو کیا ممکن تھا کہ یہ پشتارہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ جاتا اور معلوم نہین کہ اس پشتارے مین کیا ہی کہ اسی اثنا
مین اسد پہونچ گیا دیکھا کہ ایک خیمہ زرین نہایت پر تکلف با ساز و سامان بیچ مین نہایت بلند استادہ ہی اور گرداگرد خیمے
کے فوج و لشکر بیکران اُترا ہوا ہی اسد بن کرب غازی نے چاہا کہ اندر بارگاہ کے جاے دربانون نے روکا اور کہا کہ ہم
بلا اجازت اپنے مالک کے اندر بارگاہ کے آپ کو نہ جانے دینگے آپ اتنا صبر کرین کہ ہم جاکر عرض کرلین اور اجازت لے آئین
تو آپ تشریف لیجائیے یہ سُنکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تم مجھے پہچانتے بھی ہو کہ مین کون ہون مین حضرت امیر حمزہ
صاحبقران کا نواسا ہون بھلا تمھارے روکنے سے رکونگا تمھارا روکنا بھی فضول ہی یہ کہکر بے تامل بارگاہ کے اندر داخل ہوا
اور اُس جوان کو سلام کیا وہ جوان اسد بن کرب غازی کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر
بٹھا لیا اور پوچھا کہ آپ کا اسم اقدس اور نام مقدس کیا ہی ارشاد فرمایئے اسد نے کہا کہ مجھے اسد بن کرب دلاور کہتے ہین
اور مین نواسا ہون حضرت امیر حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان کا اُس جوان نے کہا کہ ای اسد دلاور اس حقیر کو
سرفراز کرنے سے آپکا کیا منشا ہی اور کیا باعث ہی اسد نے کہا کہ باعث یہان آنے کا یہ ہوا کہ ایرج کے پاس فردوش
کو عیار میرا لیے چلا آتا تھا کہ تمھارے لشکر سے سامنا ہوا تھا پشتارہ اُسکا چھوٹا لیا اُس جوان نے کہا کہ ای اسد مجھکو
معلوم بھی نہین کہ اس پشتارے مین کیا ہی آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ پشتارہ ایرج کا ہی دیکھیے وہ آپ کے سامنے اُسی طرح
رکھا ہی مین نے اُسکی گرہ بھی نہین کھولی مگر یہ تو بتلایئے کہ ایرج کی خوبیان اور عادات حمیدہ تو تمام زمانے مین مشہور ہین آپکو ایرج
سے ناراضی ہونے کی کیا وجہ ہی اسد نے کہا کہ یہ عجیب سانحہ طرفہ ماجراے ہست مگر اب سُننا چاہا ہی تو سنو حال اس قصہ کا یہ ہی کہ
حضرت امیر حمزہ صاحبقران سے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے ایسا بگاڑ ہوا کہ امیر کشور گیر خواجہ عمرو کے دشمن
جان ہوگئے اور خواجہ امیر کا قصد قتل ہو گیا اُسی حالت نفاق مین عمرو شہر زنگوشیہ کو چلا گیا اور ایرج آفتاب پرست
کو خاک سے پاک کرکے اس مرتبے کو پہونچایا کہ امیر با توقیر سے لڑنے کے واسطے لا کے لایا اور صاحبقران آفتاب پرستان
کے لقب سے مشہور کرایا اور شاہزادہ ... بن شاہزادہ بدیع الزمان نامور امیر حمزہ صاحبقران
کا پوتا کہ آج لشکر امیر گیتی ستان مین اُس سے زیادہ بلند حوصلہ اور باجرأت اور بہتر اور صاحب شجاعت کوئی
دوسرا شخص نہین ہی اُسکو ایرج سے کمال درجہ محبت ہوگئی اور وہ اس نرے بچے سے نہایت مروت اور

محبت سے پیش آیا اور کمال درجہ اس جوان سے محبت کی کہ اس زمانے میں شاہزادہ نور الدہر عالی وقار کیوان رفعت
کی بیٹی ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو گیا اور ایسا بیخود ہو گیا کہ سامنے قصر ہفت منظر کے کہ جس میں ملکہ سکونت پذیر تھی فقیر بنکر بیٹھ رہا
اور ایرج نے شاہزادہ زنگبار جاماسپ چہرہ زنگی پر فتحیابی حاصل کی اور اُسکو دین آفتاب پرستی قبول کرنے کی ہدایت کی
اُسنے یہ شرط پیش کی کہ میں ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوں اگر آپ اُسے مجھے دلوا دیں تو میں آفتاب پرست ہوتا ہوں ایرج اُسے
لیکر قصر ہفت منظر پر آیا نا حد چہ کہ اُسکے وہاں آتے ہی تمام مجسٹیاں اور دستیان نکالکر پھر دوتی پر کمر باندھی اور شاہزادہ
نور الدہر سے کہا کہ اے نور الدہر میرے ملازم جاماسپ چہرہ کا یہاں ناموس متعلق ہے تم یہاں سے اُٹھ جاؤ اُس شہریار
ابن عالم پناہ نے بیخودی میں کچھ جواب نہ دیا اُس پاجی نے جھنجلا کر اُس شاہزادے کے کوڑا مارا القصہ بعد چند روز کے دیو قلیاس
جسکے قبضے میں ملکہ قمر چہر ہفت منظر سلیمانی میں نظر بند ہے وہ نور الدہر کو اُٹھا کر دریا میں پھینک آیا بدیع الزمان اور
مجیبل ماہرو شاہزادہ نور الدہر کو ڈھونڈھتے ہوئے ہفت منظر میں آئے وہاں آکر یہ خبر بد سنکر بس تاب ضبط باقی
نہیں رہی اُسی جگہ خیمہ برپا کر کے شاہزادہ نور الدہر کا ماتم کرنے لگے اس پاجی نے اُنسے بھی یہی کہا کہ آپ یہاں سے ہٹ جائیے
تا اینکہ نوبت جنگ و جدل پہونچی وہ سب زخمی ہوکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور دامن کوہ میں پناہ لی ہے اب یہ چاہتا ہے کہ اُن
سب کو پہاڑ پر جاکے قتل کرے خلاصہ سارے قصے کا یہ ہے اب یہ مردود آفتاب پرست واجب القتل ہے یا نہیں یہ
سنکر اُس جوان نے کہا کہ آپ مجھے بھی آگاہ ہوئے کہ میں کون ہوں اسد نے کہا کہ میں آپ سے واقف نہیں ہوں آپ
بیان کیجئے اُسنے کہا کہ سنئے ایک شہر اختر ہے وہاں کا بادشاہ جمشید اختری ہے سب لوگ وہاں کے ستارہ پرست
ہیں اور نام خورشید ستارہ پرست ہے اور یہ جوان رعنا جو غل و زنجیر میں گرفتار تخت پر بیٹھا ہوا ہے یہ بیٹا ہے
جمشید اختری کا ناہید اختری اسکا نام ہے یہ بھی ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر عاشق ہو گیا ہے اور اپنے آپ سے گذر گیا ہے
میں اسے اپنے ہمراہ اسلئے لایا ہوں کہ اسکے معشوق کو اس سے ملا دوں اور میں اختر اختران کا بیٹا خورشید صاحبقران
ستارہ پرستان ہوں تو مجھکو بھی یہ حال سنکر ایرج سے ایک قسم کی خصومت پیدا ہوئی ہے مگر جو میں اسے اسی وقت مار ڈالونگا
تو باعث میری بدنامی کا ہوگا اسلئے کہ یہ اسوقت میرے قبضے میں ہے آپ بھی میری خاطر سے اسکے قتل سے باز رہیے میں
اسے پکڑ کر آپ کے حوالے کر دونگا پھر آپکا جو جی چاہیگا اسے سزا دیجئے گا اسد نے یہ سنکر کہا کہ اے خورشید
تجھسے ایک محبت ہو گئی ہے اور تمہاری حمیت اور شیریں زبانی نے میرے دل پر ایک اثر پیدا کیا ہے اس لحاظ سے جو تم کہوگے
سو مجھکو قبول ہوگا لیکن اتنی بات میری بھی قبول کرو کہ اگر تم اسے قتل نہیں کرنے دیتے تو ناک اور کان تو اسکے کاٹ لینے دو
خورشید نے کہا کہ اے اسد ایک ذرا تم خیال تو کرو مثل مشہور ہے کہ کٹا جیا برے احوال اگر قتل نہیں کرتے تو اس سے کیا
حاصل ہے کہ ناک کاٹ کر چھوڑ دیا جائے یہ تو قتل کرنے سے بھی بدتر ہے میری رائے تو یہ ہے کہ اگر آپ اسے صحیح و سلامت
چھوڑ دیں تو بہتر ہوگا اسد بن کرب غازی نے کہا کہ خیر اے خورشید تمہاری خاطر ہے یہ بھی سہی اسے ہوش میں تو لاؤ
خورشید نے کہا کہ بہت بہتر اور یہ کہکر حکم دیا کہ ارے کوئی حاضر ہے ذرا کوکب عیار کو تو بلاؤ حسب الحکم اُسی وقت
کوکب حاضر خدمت ہوا خورشید نے کہا کہ اے کوکب یہ پشتارہ ایرج کا ہے اسکی گرہ کھولکر جلد اسے ہوش میں لاؤ اُسنے
فوراً گرفتار کی گٹھری کھولی اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ایرج کو ہوش میں لایا جب آنکھ ایرج کی کھلی تو اپنے کو بندھا ہوا
پایا اور سامنے ایک جوان باطلعت صورت شجاعت آثار کو بیٹھے ہوئے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ اے جوان تو کون ہے
اور کیا نام تیرا ہے اور یہاں کیوں آیا ہے خورشید نے نام و نسب اپنا بیان کیا اور کہا کہ میں یہاں اسلئے آیا ہوں کہ کیوان رفعت
کی بیٹی ملکہ قمر چہر کو اپنے بادشاہ کو دلوا دوں اور سن اے ایرج میں صاحبقران ستارہ پرستان ہوں میں تجھکو

تو بھی صاحبقرانی کا دعوی کرتا ہی اور بھی بہت سے صاحبقران زمانے مین مشہور ہین سب کا امتحان کرنے آیا ہون
یہ سنکر ایرج نے کہا واہ واہ ای جرأت و دلاوری پر آپ کو صاحبقرانی کا دعوی ہی کیا دلاورون کو لو نہین چھوڑ دالتے ہین
اور پھر اس بزدلے پن پر صاحبقران بھی بن بیٹھے ہین خورشید نے کہا کہ ای ایرج تو بیکار مجھپر لعن کرتا ہی مین نے تجھے
نہین چھوڑ دیا بلکہ تجھکو میرا ممنون ہونا چاہیے کہ مین نے تیری جان بخشی کی اور تجھکو بچا لیا اسد بن کرب دلاور کا عیار جانسوز
اسد کے حکم سے تجھے پکڑے لیے جاتا تھا مین نے اس سے تجھے چھین لیا ورنہ اگر تو اسد غازی کے پاس پہونچ جاتا تو وہ ہرگز
تجھے زندہ نہ چھوڑتا اب تک تو کب کا لقمۂ اجل ہو چکا ہوتا اور اب بھی تو اسد غازی تجھے قتل کیے ڈالتا تھا مین ہی نے
بہزار دشواری اسد کے پنجے سے تجھے چھڑایا اور ذرا ہوشیار ہو آنکھ کھولکر تو دیکھ اسد غازی بھی تو بیٹھے ہوئے ہین یہ
سنکر ایرج نے آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو اسد غازی کرسی پر بیٹھا ہوا ہی ایرج کی جان نکلگئی سہمکر کانپ گیا اور اسد غازی
نے پکار کر کہا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری تو بھی اس قابل ہوا کہ اپنے کو پانچوین سوارون مین گنتا ہی ارے او مردک
تو اپنی حقیقت کو تو دیکھ ارے بیوقوف تو اتنا جلد اپنی اصلیت کو بھول گیا ارے او پاجی تجھکو صاحبقرانی اور ملک گیری
سے کیا واسطہ اور جنگ و جدل سے کیا غرض شعر آخر ترا بکوشش فرمان دہی چہ کار + جہدے بکن کہ شیوۂ جد و پدر کنی
ارے نامعقول تو اپنے باپ دادا کا پیشہ اختیار کر تجھے ان امور سے کیا بحث ہی ایرج یہ کلمہ و کلام اسد غازی کا سنکر
نہایت آزردہ ہوا اور کہنے لگا کہ او دیوانے نامعقول برگشتہ بخت و بے تمیز جہول تو یہان کیونکر آیا اسد نے کہا کہ او پاجی
چپ رہ نہین تو ابھی گردن سے زبان تیری کھینچ لی جائیگی او نالائق تو اپنی قینچی اور کپڑے اور گز کو بھول گیا دکان پر بیٹھا ہوا
کپڑا بیچا کرتا تھا اور اب تو ایسی دون کی لیتا ہی ارے مردک عمرو کو دعا دے کہ جسکی پاپوش کے صدقے مین تو اس رتبہ کو
پہونچ گیا اور جانور سے آدمی ہو گیا مگر تیرا سر غرور نے بلند کر دیا ہی ایسا نہ ہو کہ یہ نخوت اور سربلندی کی امنگ تجھکو پست کرد
او کمبخت تو اس وضع کو چھوڑ دے حلال زادگی یہ ہی کہ اگر آدمی مرتبۂ اعلی کو پہونچ جاے تو اپنی حقیقت کو نہ بھولے اور
اس طرح نہ پھولے تجھے یاد جانسوز عیار بن قران میرے واسطے پکڑے لیے جاتا تھا اقبال نے تیرے یاوری کی اور اصل
یہ ہی کہ زندگی تیری باقی تھی جو خورشید نے جانسوز سے لے لیا نہین تو مین اس طرح تیرے ٹکڑے کرتا کہ ماہیان دریا
اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ کنان ہوتے ایرج نے کہا کہ بجا ہی آپ درست فرماتے ہین کوئی حاجت بیان کی
نہین ہی ارے دیوانے مین تجھے روز اول سے جیسا تو ہی ویسا خوب جانتا ہون اسقدر بڑھ بڑھ کے نہ فرمایے اسد
نے کہا کہ او پاجی کیا مین بھی تیری طرح سے کوئی بزاز بچہ ہون او مکار زیادہ گوئی نہ کر خاموش رہ خورشید
کے صدقے مین تو اس وقت میرے ہاتھ سے بچا جاتا ہی اپنی حقیقت کو دیکھ کسی طرح تجھکو تنبیہ نہین ہوتی برابر کہے جاتا ہی
یہ کہکر تلوار سونت کر اٹھا اور کہا کہ ٹھہر تو جا تو نہ مانیگا مین تیرا کام ہی تمام کیے دیتا ہون تو ہی کس خیال اور کس بھلاوے
مین ہی بس جیسے ہی اسد ایرج کے برابر پہونچا ایرج کو بھی غصہ آگیا جھنجھلا کر جو زور کرتا ہی تو تمام حلقے سے کھلے ٹوٹ گئے
اور اسد غازی کی طرف لپکا اور للکارا کہ او دیوانے او نالائق کون تیری شامتین آئین ہین ہر چند تو مجھسے لڑا کر
اور پھر میرا مقابلہ کرتا ہی ارے تجھے کچلکر مار ڈالونگا تو ہی کس زعم مین خورشید نے جو یہ نقشا دیکھا کہ اب ایرج سے
اور اسد سے چلا ہی چاہتی ہی جس واسطے مین نے اسے قتل ہونے نہ دیا وہی بہانا پھر میرے نام ہوتی ہی ایرج
ابتک لڑا بھڑتا ہی اسد ایک تو دراصل شجاع ہی دوسرے اس وقت صاحب اسلحہ ہی اک ہاتھ مین ایرج کا کام
تمام ہو جائیگا یہ سوچ کر بان ان کے بیچ مین آگیا اسد غازی سے کہا واہ بھائی واہ پھر تم وہی جہالت کیے
جاتے ہو یہان اس سے لڑنا مناسب نہین لوگ کہینگے کہ خورشید نے اپنے خیمے مین ایرج کو ذلیل کروا دیا اور یہ

ایرج نے کہا کہ کیوں صاحب میں نے تمکو اسی واسطے قید آہنی میں گرفتار نہیں کیا تھا اسی واسطے تمکو اسد کے پنجہ
سے چھڑایا اب تم اپنے لشکر میں جاؤ یہاں ٹھہرنا تمہارا مناسب نہیں ہے اسد سے اور تجھ سے ہرگز نہ بنیگی اور ایرج کو
مرکب دے کر رخصت کیا ایرج گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا بعد روانگی ایرج کے اسد غازی نے بھی خورشید
کے خیمے سے جانے کا قصد کیا خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ اے اسد غازی میں ابھی تو تمہیں نہ جانے دونگا
اس واسطے کہ میں نے تو ایرج کو تمہارے عیار سے چھین کر چھوڑ دیا اب میں جب تک اسکو پکڑ کر تمہارے حوالے نہ کر دونگا اسوقت تک
تمہیں نہ جانے دونگا یہ کہکر اسد سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی خانہ ما خانۂ شما است آج رات کی رات یہیں قیام کرو کل کی لڑائی
تو میری اور اس آفتاب پرست کی دیکھو تو کس طرح ہوتی ہے اسد غازی کو بھی خورشید کے ساتھ محبت ہو گئی تھی
اس واسطے کہ خورشید کی بول چال نور الدہر کی گفتگو سے بہت مشابہ تھی اور صورت و شکل بھی نور الدہر سے مشابہ تھی اور
دوسرے خورشید کی شیریں کلامی نے اسد کے دل میں گھر کر لیا تھا کہنے لگا کہ اچھا اے خورشید یہی سہی میں آج نہ جاؤنگا تمنے
اتنے عرصے میں میرے ساتھ وہ برتاؤ اور وہ محبت کی کہ مجھکو تمہارے کہنے سے انکار کرتے ہوئے حجاب آتا ہے ہر طرح تمہاری
خاطر مجھکو مد نظر ہے کل تمہاری اور ایرج کی لڑائی کا بھی تماشا دیکھ لیں یہاں تو یہ باتیں تھیں اب دوسری ایرج کا حال سنیئے کہ یہ جو اپنے
خیمے میں آیا تو اسکے لشکر میں شادمانی کے طبل بجنے لگے ہر طرف خوشی کی دھوم ہو گئی ہر ایک آکر قدمبوس ہوا استفسار حال کیا
ایرج نے تمام حال شروع سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستاں ہم بھی بہت متردد تھے کہ ایسا کون
بہادر دلاور تھا جو اس چوکی پہرے اور اس طلایہ کی گشت سے آپ کو چرا لیگیا اگر خیر شکر صد شکر ہزار آتشکدہ کا کہ اُسنے بڑی بلا آپکے
سر سے روکی اور بہت بڑے مخمصے سے نجات دی ہزار آتشکدہ نے بار دگر زندگی عطا فرمائی ایرج نے کہا کہ واقعی یہ ہو کہ ہزار آتشکدہ
کا افضال تھا ورنہ ایسے بلائے بے درمان کے پنجے سے چھوٹ جانا کوئی آسان امر نہ تھا یہ کہکر حکم دیا کہ اچھا اب طبل جنگ
بجایا جاوے حسب الحکم اسی وقت نقارۂ رزمی نوازش میں آیا ہرکارہ نے یہ خبر لشکر خورشید میں پہنچائی خورشید
نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے خورشید کے لشکر میں بھی کوس حربی نوازش میں آیا یہ خبر جب دار اسپ کے
لشکر میں پہونچی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا شب بھر تینوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی آواز پہرا پاسبان ہوشیار
باش کی بلند رہی علی الصباح تینوں لشکر میدان میں جا کر صف آرا ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں نقیب و چاؤش
کرکے چلے گئے تو اُس وقت خورشید اپنا مرکب چمکا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایرج نے چاہا کہ خورشید کے
مقابلے کو جاوے کہ دیلم شاطر زنگی اپنا گردن بڑھا کے آگے آیا اور ایرج سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان جوان
اے ایرج نوجوان آپ کیوں اسکے مقابلے کو نکلے ہیں جب مجھ ایسا ملازم آپکا حاضر ہے سوا وہ جسے آفتاب پرست آپ کی
بلا کو کیا غرض ہے اور آپکو کیا ضرورت ہے کہ ہر کس و ناکس سے مقابلہ کریں آپ ایک دم بھر توقف کریں میں ابھی تو
جاکر اس ستارہ پرست کو گرفتار کیے لاتا ہوں آپ کھڑے تماشا دیکھا کیجیے کہ شیر آتشکدہ کیا کرتا ہے ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ
ہزار آتشکدہ تیرا حافظ و معین ہو دیلم شاطر زنگی سلام کرکے مرکب اڑا کر سامنے خورشید کے آکر تلوار دوزن ہوا دیلم نے وار
کو نیزہ اس طرح سے کئی قدم پیچھے ہٹا کر دیلم پیچھے پہ جا رہا اور خورشید کا بھی مرکب دو ایک قدم پیچھے ہٹ گیا القصہ دونو
کے دونوں سنبھلکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے خورشید نے کہا کہ ارے او شب دیجور سیاہ بخت و سیاہ رو کیا تیری قضا
آئی ہے اور موت دامنگیر ہوئی ہے جو میرے مقابلے کو نکلا ہے اگر اپنی جان بچانا اور اپنی خیریت منظور ہے تو جا میدان
سے پھر جا اور اسی آفتاب پرست کو بھیج وہ کیوں چھپ کر بیٹھ رہا اور سر میدان مقابلے کو نہ نکلا دیلم نے کہا کہ اے
ستارہ پرست تو اپنے زعم میں ایرج کو سمجھا کیا ہے ارے وہ صاحبقران زمانہ ہے جب تک غلام مجھ ایسے موجود ہیں

تو پھر ایرج کو کیا غرض ہے اور کیا فرض مارا جاتا ہے کہ وہ ہر کس و ناکس کے مقابلے کو نکلے میں ہی تیرے واسطے کافی و وافی ہوں پہلے تو مجھ سے تو حوصلہ نکال لے پھر ایرج سے لڑنے کا دم باندھنا خورشید یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا کہنے لگا کہ بس زیادہ نہ بڑ بڑ لگا شیر کا کام یہ ہے کہ جو اُسکا سامنا کرے وہ اُسکا کام تمام کرے اگر تجھے حوصلہ ہے تو پھر لا جو حربہ رکھتا ہو اور اپنے پاؤں سے اجل کی خدمت میں جا یہ کلمہ سنکر دیلم نے دو مرتبہ خبردار خبردار کہا خورشید کے نیزہ مارا خورشید نے وار اُسکا نیزے پر روک کے چوٹیں نیزے کی لگانا شروع کیں تو ایک آن واحد میں نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا دیلم نے جھنجھلا کر ارادہ پشت نہنگ مارا خورشید نے آتے ہوئے اسے کو خیال میں لا کے تھپکی دی کہ ادھر ہٹ پڑا اسکا ہٹ پڑنا تھا کہ خورشید نے جھٹ شیشے پر ہاتھ ڈالدیا نزدیک ہونے لگے کشمکش شروع ہو گئی مرکب کھینچ کر لڑنے لگے اور پیٹ کے بل ٹھہر گئے دونوں کے دونوں مرکبوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی قریب شام خورشید نے دیلم کو پچھاڑ کر مشکیں اُسکی باندھیں اور اپنے لشکر میں لا کر دیلم کو زندانخانے میں بھیجا یا تینوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آئے خورشید اپنے خیمے میں آکر بیٹھا اسد نے کہا کیوں خورشید دیکھا تم نے کہ اس آفتاب پرست نے آکر اپنا کیا ہے اور کیا چوٹ بچائی ہے خود تو نہ نکلا دیلم شاطر زنگی کو بھیجے لڑوا دیا یہ سنکر خورشید نے کہا کہ خیر بھائی یوں بھی سہی ارے آج نہیں کل نہیں پرسوں یہ آفتاب پرست جائیگا کہاں ایک نہ ایک دن تو میرے ہتھے چڑھ ہی جائیگا جس دن میرے مقابلے کو نکل آیا اسی دن تو میں نے باندھ کر تمہارے حوالے کر دیا اُسکی اصلیت اور حقیقت ہی کیا ہے میں نے اسی لحاظ سے کہ اگر ایک کمینے کو چھپ کر مارا تو کیا مارا میدان نہ مارے کہ اوروں کو بھی عبرت کا موقع ملے اور ذری سے رسوخ میں اپنی حقیقت کو نہ بھول جائیں تمہارے پیچھے چھڑوا دیا تم گھبراتے کیوں ہو یہ سنکر اسد غازی نے جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے خورشید کو دیا خورشید نے ہنسکر جام تو ہاتھ سے لے لیا مگر کہنے لگا کہ ارے اسد اس جام پلانے سے کیا منشا ہے اور کیا مقصد ہے اسد نے مسکرا کر کہا کہ ای خورشید کیا تمہیں یہ گمان ہے کہ تم ایرج کو پکڑ لاؤ گے ارے بھائی تم اس سے واقف نہیں ہو کہ وہ کیسا بدمعاش اور باغی ہے ارے بھائی وہ حرام کے نطفے کا لکھا کر سنڈا ہوا ہے اُسکو روشیان لگی ہے بلا سے بے درمان آفت جان ہے بھائی اُسکا گرفتار کر لینا یا قتل کرنا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے بہت امر دشوار ہے بلکہ قریب قریب ناممکن ہے تم اپنے زعم میں سمجھے کیا ہو بھائی یہ امر کوئی آسان امر نہیں ہے تجھے اپنے ہاتھ سے بھی لکھو یا اور میرے ہاتھ سے بھی لکھوا یا مگر نتیجہ کچھ ہوا سو ہوا اب تم میری خاطر سے اپنے عیار کو بلا کر کہو کہ وہ اُسے پکڑ لاوے سر میدان اُس سے کوئی سروکار نہ ہوگا میری رائے میں تو یہی امر مناسب و بہتر معلوم ہوتا ہے آئندہ تمکو اختیار ہے یہ سنکر خورشید نے کہا کہ ارے بھائی صبر کرو تامل کرو گھبراؤ نہیں تردد و اضطرار کاہے کا ہے آج کی رات اور تامل کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہے کل صبح کو میں سر میدان اُسے گرفتار کر کے تمہیں دے دونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ بھائی جنگ دوبدو اور داؤ پیچ لڑ کر گرفتار کر لینا کوئی امر آسان نہیں ہے اس سے یہی انسب ہے کہ تم اُسے اپنے عیار سے گرفتار کرا لو اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ ایرج کو میں مار ڈالونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو یہ امر ہرگز نہ ہوگا میں اُسے صرف اُس وقت تک قید رکھونگا کہ جب تک ماسوخان کا زخم اچھا ہو اور اُنہیں صحت کلی ہو جاوے اور جب وہ اچھے ہو جائینگے اور اُنکے ہمراہیوں کے بھی زخم اچھے ہو جائینگے تو میں فوراً اُسے چھوڑ دونگا سارا خرخشہ اور سب بندوبست تو اسی کا ہے کہ وہ ماسوخان کو اس حالت مجروحیت اور معذوریت میں ایذا نہ دے اور برسر جنگ نہ ہو یہ کہکر خورشید کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی میں تمہارے عذر اشتہ نہ سنونگا اور نہ مانونگا تم جس طرح ہو ایرج کو منگوا دو آخر کار خورشید اس اصرار سے اسد غازی کے مجبور ہو گیا اور کوکب عیار کو بلا کر کہا کہ ای کوکب جس طرح ہو سکے ایرج کو پکڑ لا اور کسی طرح کی کوتاہی نہ کرنا اگر تو ایرج کو پکڑ لائیگا تو باعث میری خوشنودی اور تیری بہبودی کا ہوگا یہ سنکر کوکب نے کہا کہ بہت اچھا حضور کیگی

میں ابھی جاتا ہوں اور ایرج کو لاتا ہوں اُسکی حقیقت کیا ہے یہ کہکر بارگاہ خورشید سے نکلکر بانے عیاری کے اپنے بدن پر آراستہ کرکے لشکر ایرج کا راستہ لیا قضا سے کار اتفاقات روزگار شاپور شیردل اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے دریافت حالات کے لیے بارگاہ خورشید میں موجود تھا کل گفتگو اسد اور خورشید کی سن رہا تھا جب اُسنے دیکھا کہ کوکب ایرج نوجوان کے گرفتار کرنے کو چلا تو اُسنے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ ای شاپور اگر کوکب ایرج کو گرفتار کر لایا تو یہ دیوانہ ایرج کو فوراً مار ہی ڈالیگا ہرگز تو چھوڑیگا نہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ تو راستے ہی میں چلکر کوکب ہی کو پکڑ لے یہ خیال اپنے دل میں مستقل کرکے کوکب کے تعاقب میں چلا اور آگے بڑھکر مقام گھات کا تجویز کرکے دام حلقہاے کمند زمین میں چھپاکر خود ایک جھنڈی کی آڑ میں چھپکر بیٹھا جب کوکب وہاں پہونچا اور پاؤں کوکب کے حلقہاے کمند میں اُلجھے بس فوراً شاپور شیر کی بولی بولا کوکب گھبراکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ شیر کی آواز کس طرف سے آرہی ہے اور یہ پاؤں کا ہے میں اُلجھا ہے بس کوکب کا ٹھہرنا تھا کہ شاپور نے ایک جھٹکا اس زور سے مارا کہ کوکب اوندھے منھ گر پڑا بس اُسکا گرنا تھا کہ شاپور اُس جھاڑی سے نکلا اور جھپٹ کوکب کی مشکیں باندھلیں اور اُسی طرح ایرج کے پاس لے آیا اور تمام حال ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا کہ ای شاپور تمنے خوب کیا کہ اسے پکڑ لاے اگرچہ یہاں آتا بھی تو کیا بنا سکتا تھا مگر خیر اب اسے سرزنش کامل ہو گئی کہ راستے ہی سے پکڑ لیا گیا اور ارادہ اسکا پست ہو گیا اب کبھی ایسی جرأت نہ کریگا مگر ای شاپور اب اسے چھوڑ دینا چاہیے کہ کل مجھکو بھی خورشید نے چھوڑ دیا تھا اب میں اُسکے عیار کو کیا گرفتار رکھوں یہ کہکر کوکب کی مشکیں کھلوا دیں اور کہا کہ ای کوکب جا تو بھی کیا یاد کریگا تو اپنے سردار کے پاس جا میں بھی آتا ہوں جس طرح وہ چاہے مجھسے پیش آئے یہ کہکر کوکب کو تو رخصت کیا وہ سلام کرکے روانہ ہوا اُسکے تعاقب میں ایرج بھی بارگاہ خورشید کی طرف چلا جب کوکب بارگاہ خورشید میں آیا تو اسد نے پوچھا کیوں کوکب ایرج کو لایا کوکب نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ ایرج بھی آتا ہے کہ اسی اثنا میں سرکاروں نے آکر خبر دی کہ ایرج آ پہونچا اسد نے کہا کہ اچھا جب وہ آے تو دروازے پر ٹھہرا لینا ہم اُسکا استقبال کرکے لائینگے القصہ جب ایرج دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو دربانوں نے روکا کہ آپ دم بھر توقف کریں لوگ آپکے استقبال کے واسطے آتے ہیں یہ سنکر ایرج ٹھہر گیا کوئی آدھ گھڑی گذر گئی تو ایرج نے پکار پکار کر باتیں کرنا شروع کیں جب اسپر بھی کوئی خبر نہ ہوا تو ایرج اپنے دل میں سمجھا کہ اسد نے میری باتیں ضرور سنی ہونگی مگر یہ دیوانہ سنتا ہے اور غفلت کرتا ہے اور کسی کو بہر استقبال نہیں آنے دیتا اب خود ہی چلنا چاہیے یہ سنکر بارگاہ کے اندر قدم رکھا صاحب سلامت کی خورشید ایرج کی صورت دیکھتے ہی جلدی سے تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جلد ایرج کے واسطے کرسی لاؤ اسد نے کہا کہ ای خورشید سمجھ بوجھکے بات کیا کرو یہ کرسی کسکے واسطے منگوا لیے ہو ایرج بھی اس لائق ہے کہ اسے کرسی دیجائے یہ ہرگز کرسی کے قابل نہیں ہے کہیں ادھر اُدھر پاؤں فرش پر ہوتوں کے برابر بیٹھ جائیگا جیسی اسکی حقیقت ہے ویسا ہی اسکے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای اسد میں تجھسے بہت ناچار آیا ہوں تو ابھی آن بان سے کہیں نہیں چوکتا لورالیہ سحر کی ملاقات سے بھی اتنے پر نہیں رہتا انسانیت تجکو کچھ بھی اور یہاں بھی تو ایسی حرکتیں کرتا ہے ای اسد مصرع ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مقامے دارد یہ باتیں یہاں زیبا نہیں ہیں یہ سنکر اسد کہنے لگا کہ ای ایرج اب تو نے لجاجت و منت کی اس لحاظ سے میں نے تجھے عفو کیا اور تیری خطا بخش دی خیر تو بھی کیا یاد کریگا آ بیٹھ جا خورشید نے اُسی وقت کرسی جواہر نگار منگوا دی ایرج کو کرسی پر بٹھا دیا خورشید نے حکم دیا کہ صحبت عیش برپا کیا جاے اُسی وقت ناچ گانا ہونے لگا جام شراب گلرنگ گردش میں آیا عین گرمی صحبت میں ایرج نے کہا کہ ای اسد تو نے اپنے عیار کوکب کو بھیجا تھا کہ مجھے پکڑ لاے اسکو تو میں گرفتار کرکے چھوڑ دیا اور میں خود ہی چلا آیا میں موجود ہوں جو آزار دینا چاہے مجھے پہونچا میں کچھ نہ کہونگا اسد نے ازرہ ... کہا کہ ای

ایرج آج تو تیری منت وسماجت پر مجھے رحم آگیا خطا تیری بخش دی اب ایسی بد ذاتیاں کبھی نہ کرنا اور اگر تو نے پھر ایسی
مبادرت کی تو سمجھا جائیگا یہ باتیں سنکر خورشید نے کہا کہ ای اسد اب ان باتوں کو موقوف کرو آخر اس وقت ان باتوں سے
کیا حاصل ہوا رے بھائی روز جنگ روز آشتی آشتی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے جام شراب بھر کر ایرج کو دیا کہ لو میاں پیالہ
اسوقت ایسی باتیں نہ چاہئیں ایرج نے سلام کر کے جام شراب ہاتھ سے لیکر پی لیا اور کہا کہ ای خورشید مجھے تم سے کچھ اسوقت
التماس کرنا ہے اگر قبول کرو خورشید نے کہا کہ کہو ایرج نے کہا کہ ای خورشید کل کی سپہ داری میں تم دلیم شاطر زنگی کو گرفتار
کرلائے ہو اگر تم اسے چھوڑ دو تو میں تمہارا بہت ممنون ہونگا اسلیے کہ اسکے قید رکھنے سے تصفیہ ہو نہ جائیگا خورشید نے کہا
کہ ابھی ابھی اور دلیم شاطر کو بلوا کر ایرج کے حوالے کر دیا ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای خورشید کل کے میدان میں
اب ہمارے تمہارے مقابلہ ہونا چاہیے خورشید نے کہا کہ ہاں ایرج میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہمارے تمہارے مقابلہ ہو
تو البتہ لطف ہے ایرج نے کہا بہتر ہے اب میں رخصت ہوتا ہوں اجازت ہے اسد نے کہا کہ بس بیٹھیے ملاقات ہو چکی مطلب
تمہارا نکل گیا ہم کو بات تمہاری پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تمہارا آنا خالی از علت تھوڑی ہے دلیم کو چھڑانے آئے تھے بہت اچھا
تشریف لیجائیے ایرج نے کہا کہ جی نہیں اگر آپ کی مرضی نہ ہو تو میں اور تھوڑی دیر ٹھہرا ہوں جو آپ کے مزاج مبارک
میں آئے اور سنا کیجیے اسد نے کہا کہ جی نہیں اب آپ کو تکلیف ہوگی تشریف لیجائیے یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا ہوا خورشید
دروازے تک پہونچانے آیا القصہ ایرج دلیم کو لیے ہوئے اپنے لشکر میں آیا بارگاہ میں بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
جام شراب گلرنگ گردش میں آیا نشے میں آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکاروں نے
یہ خبر خورشید کو پہونچائی وہاں بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے
جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا خورشید
ستارہ پرست مقابلے کو نکلا نگاورزی کے بعد نیزہ بازی ہونے لگی اسد بھی ایک طرف کو کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا
القصہ بعد چند طعنوں کے ایرج نے سنان نیزۂ خورشید کی نکالدی ڈانڈ سے ڈانڈ پڑنے لگی جب سنانیں بنانیں ناکارہ
ہوگئیں تو نیزوں کو ہاتھ سے پھینک دیا دونوں نے گرز اٹھا لیے خورشید نے گرز ایرج پر مارا ایرج نے خورشید کا
وار رد کر کے اپنا وار کیا خورشید نے بھی وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا ایرج نے پھر رد کیا اور نہایت پھرتی سے
گرز پھینک کر تلوار خورشید پر ماری کہ سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی اور تا دو ابرو اتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو
جھنا کر نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوئی خورشید نے جیب سے سر انگشت الحنک کا ٹکڑا لیکر زخم سر کو باندھا اور اسی
حالت زخمداری میں ایک وار تلوار کا پوری قوت سے ایرج پر مارا ہر چند ایرج نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار خورشید
کی سپر کو کاٹ کر خود و دولبنہ عرق چین و زرہ و ٹوپ کو کاٹ کر سر میں در آئی کہ تا دو ابرو اتر گئی ایرج نے سر اپنا کھینچ لیا
تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہوگئی ایرج مع مرکب زمین پر آیا آفتاب پرست ایرج کے گرتے ہی یہ سمجھے
کہ ایرج مارا گیا تلواریں کھینچکر دوڑ پڑے آفتاب پرستوں کو دیکھکر خورشید ستارہ پرست کی فوج بھی ٹوٹ پڑی باہم ہتھیار
چلنے لگا جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی ایرج کو لوگ آکر اٹھا لیگئے اور مرکب پر سوار کر کے لشکر میں سے نکل گئے [illegible] رج نوجوان
پھر سنبھل سنبھلا کر خورشید ستارہ پرست کے لشکر میں در آیا اور تیغزنی کرنے لگا خورشید یہ رنگ [illegible] کے
لشکر میں گھس پڑا اور شمشیر آزمائی کرنے لگا خوب ہی تلوار دونوں جانب چلی اسد بن کرب [illegible] جو یہ
نقشا دیکھا بس ایک جانب سے آکر ایرج کے لشکر پر گرا اور تلوار لیکر برابر قتل و قمع کرنا ش[illegible] پر لاش
گرانا شروع کی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے ایک تلاطم پڑگیا دہائی پڑگئی آفتا[illegible] اگ نکلے

اسد آفتاب پرستون کو دور تک بھگا آیا مگر خورشید و ایرج کے لڑتے لڑتے خون بہت سا جاری ہوا تو دونون کو غش طاری ہوگیا ستارہ پرست خورشید کو اٹھا لیگئے آفتاب پرست ایرج کو لیگئے طبل بازگشت دونون لشکر دن مین بجگیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین آئے خورشید کو خیمے مین لاکر زخمون مین ٹانکے لگوائے جب خورشید کو ہوش آیا تو اسد نے اٹھکر سلام کیا کہا کہ ای خورشید دیکھا تمنے کہ مین نے ان آفتاب پرستون کو کیسا مارا ہی اور کیسا بھگایا ہی اور ای خورشید تمنے بھی کیا دل میرا خوش کیا ہی کیا ہی اس بڑا بیچے نامعقول کو زخمی کیا ہی قسم بخدا ے لایزال اسقدر میرا جی خوش ہوا کہ جسکا اظہار میرے بیان سے خارج ہی واہ واہ واہ مگر ای خورشید اب میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تمھاری ضیافت کرون اور جو کچھہ ہوسکے تمھاری خدمتگذاری کرون یہ سنکر خورشید نے کہا کہ بھائی اسد مجھے تمسے کچھہ انکار ہی یہان بھی تمھارا ہی ہی وہان کسکا بیان کسکا ہی اسد نے کہا کہ دیکھو بھائی پھر تم دہی تغایر آمیز باتین کرنے لگے یہ باتین تمھاری ہمین پسند نہ آئین اسد اکبر تمھین ہمسے اس درجہ انکار ہی اور ہمکو دیکھیو کہ ہم کس طرح بے تکلف آشنا دلون تمھارے یہان رہے خورشید نے کہا کہ اچھا بھائی خفا کیون ہوتے ہو مجھے اچھا تو ہولینے دو اسد نے کہا کہ نہین بھائی اب تم کچھہ عذر نہ کرو کیا وہان علاج ممکن نہین ہی زخم تمھارا اچھا ہو جائیگا مین تو تمھین ضرور لیچلونگا خورشید نے کہا کہ بہت بہتر رنجیدہ نہ ہو جیسے چلیے چلیے اور پالکی پر سوار ہوکے اسد کے ساتھہ چلا اسد خورشید کو اپنے خیمے مین لایا پلنگ پر لٹایا ہر قسم کا سامان راحت مہیا کیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی دور جام شراب گلرنگ گردش مین آیا دیر تک ہنگامہ صحبت گرم رہا جب صحبت برخاست ہوئی تو اسد نے خورشید کے زخمون کا تدارک شروع کیا ایک دو ہی روز مین زخم بھر بھرے ہوگئے اب دونون کے دونون مشغول عیش و عشرت ہوئے باہم خوش بیٹھے ہین ہنسی دل لگی ہو رہی ہی دو تین روز پر نہین گذرے ایک روز اسد نے خورشید کے گلے مین ہاتھہ ڈالدیے اور کہا کہ بھائی خدا ے لایزال شاہد عادل ہی کہ مجھکو تمسے حقیقی بھائی سے زیادہ تر الفت ہی خورشید نے کہا کہ بھائی میری بھی یہی حالت ہی دل کو دل سے راہ ہوتی ہی جیسے تم ہمسے ویسے ہم تمسے بیان کرنا اور خواہ مخواہ کی للو پتو تو احمقون کا کام ہی مگر مجھکو جو الفت تمھارے ساتھہ ہی میرا دل ہی خوب جانتا ہی اور غالبا چونکہ دل مین ایک قوت مقناطیسی ودیعت کیگئی ہی تمھارے دل پر بھی میری الفت کا اثر ہوگا اور تم خود دیکھہ لیتے ہوگے کہ مجھکو تمسے کسقدر الفت ہی یہ سنکر اسد نے کہا کہ ہان بھائی بہت سچ ہی اب میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تمسے دستار بدلون کہ رابطۂ اتحاد کو اور بھی قوت ہو خورشید نے کہا کہ بھائی اسکی کیا ضرورت ہی میری راے مین تو یہ سب باتین ظاہرداری سے تعلق رکھتی ہین اسد نے کہا کہ نہین بھائی اسمین مضائقہ کیا ہی میری خوشی اسی مین ہی اور یہ کہکر پگڑی خورشید کے سر پر رکھدی اور خورشید کی پگڑی اتار کر اپنے سر پر رکھلی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور جشن کی تیاری کیجاے

اب یہان سے چند کلیے داستان جشن بہار افروز کے بیان کیے جاتے ہین — ساقی نامہ

پلا ساقیا اب وہ جام شراب
وہی جو کہ ہو صاف با آب و تاب
برآئین ہر ایک دل کے مقصد تمام

کہ زاہد کو بھی دیکھکر ہو شتاب
وہ جسمین ہوئے برابر گلاب
کرون نقش مین جشن کا انتظام

کہ بیخودی مین پلا ساقیا
لگا دے مرے منہ سے اب شیشہ

نہ کر دیر اب لو ذرا ساقیا
کہ ہو جس مین الفت و محبت کی بو

راقمان اخبار صحت آثار مضمون نگاران حکایات پر بہار

اس داستان طرب نشان کو صفحہ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ حسب الحکم اسد و الاوہ طبل شادمانی نوازش مین آیا اور اسی وقت سے تیاری جشن کی شروع ہوئی تین چار کوس کے گرد سے مین سب خس و خاشاک سے صاف و پاک کیا گیا آئینہ بندی شروع ہوئی تمام ملازمین کی وردیان نئی تبدیل کیگئین جہانتک ہوا گرد سے لیکر مین مانند شیشہ قایم کی گئی

سرخی کے عوض سرخ کرن کتر کے بچھائی گئی ہیں بیچ میں ایک خیمہ رشک سپہر فلک نماگویان بجاے بارگاہ کے قایم کیا
گرداگرد اس خیمے کے نقرئی ٹٹیان روشنی کے لیے باندھی گئین اور خیمے کے مخمل کا شالی کا فرش کر کے موقع موقع سے
فانوسین اور مردنگین رکھی گئین سقف خیمہ مین جھاڑ اور قمقمے لٹکاے گئے بیچون بیچ مین ایک تخت جواہرنگار بچھا کے
دو کرسیان طلائی خورشید و اسد کے بیٹھنے کے لیے نصب ہوئین تخت کے گرداگرد دنگل زربفت رفقاے اسد و خورشید
اور افسران فوج کے لیے بچھاے گئے غرض ہر طرح کا سامان جشن و عیش مہیا ہوا دن بھر تو یہ سامان ہوا کیا سر شام
سے روشنی ہونے لگی جب روشنی ہو چکی اور بارگاہ درست ہو چکی تو چوبدارون نے اسد غازی کو اطلاع کی کہ حضور
آپ تشریف لے چلین باقبال حضور و فور السرور تمام سامان درست ہو گیا ہے شاہزادہ اسد خورشید کو ہمراہ لیکر مع چند
رفقاے خاص کے بارگاہ کی طرف چلا اگر کیا دیکھتا ہے کہ تین چار کوس کے گرد مین تمام صحرا صاف و شفاف کیا
ہوا ہے روشنی بھی اسی گیاہ مین اس طرح قایم ہوئی ہے کہ جسے دیکھکر صانع یکتا کی قدرت یاد آتی ہے بادلہ کتر کے
بچھایا ہے تمام سرخ سرخ کرن کتر کے بچھائی ہے روشنی کے لیے جو ٹٹیان لگائی تھین انھین نقرئی چراغ روشن ہین
تمام صحرا جگمگ جگمگ کر رہا ہے فلک زبرجدی باوجود فانوسہاے سیارات کے بے روپ معلوم ہوتا ہے جو صحرائی درخت
انار و انگور کے بیچ مین لگے ہوئے ہین انھین دیکھکر مجھ کو پیاس جاتی ہے ہر خوشے پر ماہی کی قندیلیان منڈھ
دی ہین بخاردان نقرہ مستقل کے رکھے ہوئے ہین جابجا عود و لوبان کے انبار لگے ہوئے ہین کہ دماغ جان معطر
ہوا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ اس طرح کا ساز و سامان اس صحرا مین فراہم کیا ہے کہ وہ صحرا باغ شداد بلکہ بہشت عنبر سرشت
کا نمونہ معلوم ہوتا ہے اسد دلاور اور خورشید پری رخسار وہ پست اس سامان کو دیکھکر نہایت مسرور ہوئے خورشید
نے اسد سے کہا کہ بھائی واقعی عجب سامان تمھارے ملازمین نے اس جنگل مین فراہم کیا ہے کہ جسے دیکھ دیکھکر
ایک عجیب طرح کا استعجاب دامنگیر ہوتا ہے اسد نے کہا کہ بھائی یہ سب تمھاری عنایت و کرم ہے ورنہ یہ سامان
کیا چیز ہے اگر یہ جشن کسی شہر مین قایم ہوتا تو پھر البتہ تم دیکھتے کہ ان ملازمین نے کیا کام کیا اور اس جنگل بیابان
کف دست میدان مین کیا سامان ہو سکتا ہے خیر جو کچھ ہو گیا ہو گیا رفقاے اسد نے عرض کیا کہ حضور واقعی یہ ہے کہ
اس صحرا مین جو سامان اقبال حضور سے مہیا ہو گیا وہ بڑے بڑے شاہنشاہون کو انکے پایہ تخت مین مہیا ہونا خالی
از دشواری نہ تھا حق سبحانہ تعالی حضور کے اقبال اور اجلال کو روز افزون مضاعف فرماے بمحمد و آلہ الامجاد شعر
الٰہی بخت تو بیدار بادا + حسیم و دشمنانت خوار بادا + حق جل شانہ حضور پرنور السرور کو سلامت و باکرامت رکھے
دشمنون کو پامال اور دوستون کو با مسرت رکھے القصہ جب سیر کر چکے تو خورشید نے کہا کہ بھائی اب یہان کی
تو سیر کر چکے اب بارگاہ کے اندر چلین اسد نے کہا کہ بھائی آتشبازی کی تو سیر کر لو اسی وقت آتشبازی چھوٹنا
شروع ہوئی جب آتشبازی بھی چھوٹ چکی تو اسد خورشید کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر آیا دیکھا کہ عجب
بارگاہ عرش اشتباہ نہایت عالیشان مرصع کار جواہرنگار قایم کی گئی ہے کہ شہر طاق کسری سے حسن مین دوچند
قصر قیصر سے مرتبے مین بلند + گرداگرد بارگاہ کے نقرئی ٹٹیان لگی طلائی چراغ چڑھے ہوئے عطر انھین بجاے
روغن اور خوشبو اس طرح کی آرہی ہے کہ دماغ کو تقویت اور قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور اتفاق
وہ شب شب چاردہ تھی ماہ عالمتاب سر شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی یہ روشنی
عجب طرفہ بہار دے رہی تھی اشعار وہ صفائی وہ روشنی کا روپ + چاندنی پر گمان تھا کہ ہے دھوپ
وہ شب چاردہ وہ جلوۂ بدر + زیب ہی کیسے کہون شب قدر + صبح کے شب مین وان شب بھر روز روشنی نہ ہو

ماہرماہ نے موتیون کو رکھ لیا اور بیبو نے اُسکی اپنے منھ پر ملا اشعار شرم سے صبح نور بخش جہان مدہ پر وہ شب مین ہوگئی تھی نہان رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان موسیقار + کلس اُس بارگاہ پہ اس طرح کا چڑھا ہوا کہ آفتاب منیر و زر معلوم ہوتا تھا سیر کرتے کرتے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ وہ پُر تکلف بارگاہ بنی ہوئی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی تمام قنات مین اس طرح منقش اور اس طرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی و بہزاد دیکھکر دنگ رہجاتے چھت اُسکی ایسی کہ اگر نقاشان چین دیکھین تو آنکھین اُنکی چھت کو لگی رہین چارون طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سائبان تمامی کے کھینچے ہوئے تمام بارگاہ مین شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ہوئی اشعار

جو کچھے سنگ کوہ طور کے تھے ۔ جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
ایسی دیوارگیریون پہ بہار ۔ کیسے پستان شاہد دیوار
فلک انجمن کے تارے تھے ۔ یا کلس عرش کے اُتارے تھے
آئینے تھے کہ باغ جوہر تھے ۔ بے تکلف دل سکندر تھے
طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن ۔ زرنگار ایک جا پہ تھا روشن
عطر کے یون چڑھے ہوئے تھے گلاس ۔ جس سے شرمائے ساغر الماس

بیچون بیچ بارگاہ مین ایک تخت جواہر نگار پہ دو کرسیان طلائی بچھی ہوئین زری بوٹی کی اطلس کے گدے جھالرین موتی ٹنکے ہوئے اُن کرسیون پر رکھے ہوئے گرد اگرد تخت کے دنگلہائے زرین بچھے ہوئے تمامی کے گدے چڑے ہوئے مخمل کا شالی کہ جسپر زر دوزی کام نہایت پر تکلف کیا ہوا یا انداز مین بچھی ہوئی ہے الغرض اسد اور خورشید نہایت خوش و مسرور اُن کرسیون پر آکے بیٹھے رفقا اور افسران فوج اُن دنگلون پہ متمکن ہوئے آنکھ اُٹھاکر دیکھا تو تمام ملازمین دنگلون کی پشت پہ نئی نئی وردیان بدلے ہوئے دست بستہ سلام کیلیے کھڑے ہوئے ہین چنانچہ ہی اسد نے آنکھ اُٹھاکر دیکھا سب نے سلام کیا اسد نے جواب سلام دے کر سبھون کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا بعد اُسکے افسران فوج اور رفقائے خاص نے اُٹھ اُٹھکر خوشی کی نذرین دینا شروع کین اسد نے نذرین اُن سب کی لیکر سبھون کو خلعتہائے گران بہا اور خطابہائے لائقہ سے ممتاز کیا بعد اُسکے طبل شادمانی بجنے لگا ساقیان مہ صورت جام و صراحی ہاتھ مین لیکر حاضر ہوئے مجرا گاہ پر مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد اُسکے مطربان ماہ طلعت اپنے ساز و سامان سمیت مشرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے بعد اُسکے طائفے آنا شروع ہوئے گائنین حاضر ہوئین جام شراب گلرنگ گردش مین آیا اسد نے حکم دیا کہ زہرہ طلعت کو طلب کرو کہ وہ آکر مجرا کرے اُسی وقت زہرہ طلعت نے پشواز پہنی گھنگھرو پاؤن مین باندھکر گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچی کہ تمام حاضرین محفل کو بے گت کردیا اشعار

دل کو ہر بار پیچ ڈالتی تھی ۔ ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا ۔ کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
جوتی ایڑی سے نکلی اُسکی ۔ وہ کلائی مین شاخ گل سی لچک
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل ۔ حلقۂ دست جیب ہوا بالا
مسکرائی تو گر پڑی بجلی ۔ ناز سے سر جھکا رکھا ہاتھ
جان اُسنے سسک سسک کردی ۔ جسکو تیوری بدل کے بتلایا
وہ جھکولے اُدا تدر و ادا ۔ کیا سنے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی دامن سنبھالتے جانا ۔ کبھی نخرے سے مسکرا دینا
اُبھرے سینہ کی بھی وہ قہر سبک ۔ مثل طاؤس مست ایسی تھی
بن گیا گرواہ کے الا ۔ سر جو رکھا اُلٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سری کا ہاتھ ۔ تیر مارا جدھر نظر پھیری
دہن پر ہاتھ رکھ کے اُسکو غش آیا ۔ جسکی جانب بتا کے سسکی لی

تمام سامعین محفل مست ہوگئے اسد اور خورشید بھی نہایت محظوظ ہوئے جب گت ناچ چکی تو اسد نے حکم دیا کہ لیجیے ابھی اب تم دیر تک گت ناچین اب بیٹھکر گاؤ زہرہ طلعت سلام کرکے بیٹھگئی سازندون نے پھر ساز ملائے اور زہرہ طلعت نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دوستی کو جانکا دشمن ہین بنانیوالے ۔ بیٹھے ہو کیسے ہین ظالم جان سے جانیوالے
سیکڑون سے سر جھکا ہین بنا جانیوالے ۔ رنگ کب تیغ کے جھنڈون بینا ہین آنیوالے
خیر ہو حضرت دل ہین کہین آنیوالے
خاک اُڑا یا کرین یہ خاک اُڑانیوالے
آپکا ٹھیک گلے جان سے جانیوالے

سکتا ہی اسد نے کہا کہ بہتر یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا دربار برخاست ہوا سب رفقا اور افسران فوج اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے
اور اُسی بارگاہ مین ایک جانب ایک تکیہ علیحدہ استادہ تھا اسد اور خورشید اُس طرف آئے آکر کیا دیکھا کہ اُس تکیے
مین کارچوبی کام نہایت پُرتکلف کیا ہوا ہی بیچ اُسکے کامدانی کا فرش کیا ہوا ہی دو پلنگ الماس کے پائون کے برابر بچھے
ہوئے پلنگ کے برابر ایک مسند سفید بادلے کا کام اُسپر کیا ہوا موتیون کی جھالر لگی ہوئی جیسے آفتاب بساط آسمان پر
بچھی ہوئی پلنگون پر اوچھے برق تاب پڑے ہوئے کہ جنپر آنکھ نہین ٹھہرتی پھولون کی ڈالیان گرد پلنگ کے رکھی ہوئین اور
پھول بھی پلنگون پر پڑے ہوئے ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی القصہ اسد اور خورشید اُس مسند پر آکے بیٹھے
سامنے چوبدار کھڑے ہوئے تھے اسد نے اُنسے حکم دیا کہ جلد کھانا منگاؤ اُسی وقت چوبدار باورچی خانے مین گئے داروغہ
باورچی خانہ کھانے کے خوان لیکر حاضر ہوا بکاول نے دسترخوان بچھاکر کھانا چُنا اسد اور خورشید نے باہم کھانا کھایا جب کھانا
کھاچکے تو دو ایک جام مئے گلگون کے پیے پلنگون پر آئے آرام کیا خدمتگار چپی کرنے لگا کوئی پنکھا جھلنے لگا غرض دونون
سو گئے جب صبح کو اُٹھے تو پھر وہی سامان اور وہی تیاریان تھین غرض اسی طرح تین شبانہ روز انجمن جشن و عشرت
ہر بار ہی زمین و آسمان سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند رہی اب انکو تو اس حالت پر چھوڑیے اور وہان ایرج
کا حال سُنیے کہ اسکے ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ اسد نے خورشید ستارہ پرست سے دستار بدلی ہی اور بھائی
بنایا ہی یہ سُنکر ایرج نے اپنے رفقا سے کہا کہ دیکھا تمنے اس دیو اسد نے کیا گل کھلایا ہی خود تو ہی کفر ورنہ خورشید کو
زبردست دیکھکر دستار بدلی ہی اور بھائی بنایا ہی خیر سمجھا جائیگا دیکھو تو اس دیو لعین کی کیا گت بناتا ہون لیکن خورشید
ستارہ پرست تین روز کے بعد اسد غازی کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے خیمے مین آیا دونون کے دونون باہم
بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر پیشخدمت نے آکر اسد غازی کو سلام کیا اور عرض کیا کہ آپکو بدیع الزمان نامور نے بلایا ہی
اسد اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور خورشید سے کہا کہ بھائی مین ابھی آتا ہون خورشید نے کہا کہ بھائی مین بھی چلون اسد
نے کہا کہ نہین بھائی کوئی ضرورت نہین ہی مین ابھی تو آتا ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلا اور امیر کے ساتھ پہاڑ
پر آیا بدیع الزمان کو سلام کیا کہا کہ ماموں جان کیون مزاج آپکا کیسا ہی فرمایئے کیا کام ہی مین آنکھون سے
بجالاؤنگا بدیع الزمان نے آہ سرد کھینچکر کہا کہ کیون اسد بھئی تم تو عیش کر رہے ہو جشن و تعیش مین مصروف ہو
اور یہان ہم سب فاقے سے ہین غلے کا نام و نشان نہین ہی آفتاب پرستون نے غلے کو بھی روکا ہی اناج نہین آنے دیتے ہم
سب بھوکون مر رہے ہین جلد کوئی تدبیر غلے کی کرو اسد غازی نے کہا بہت خوب ماموں جان آپ گھبراتے کیون ہین
تردد کاہے کا ہی مین غلہ لایا دیکھون تو کون روکتا ہی یہ کہکر پہاڑ پر سے اُتر کر روانہ ہوا آفتاب پرستون نے اگرچہ
آتے بھی دیکھا اور جاتے بھی دیکھا مگر رعب اسد سے کسی کا ہیاؤ نہ پڑا کہ اسد کو کوئی روکتا یا ٹوکتا یا کچھ کہتا بلکہ اسد
پکارتا ہوا آیا بھی اور گیا بھی کہ معلوم ہوا ان آفتاب پرستون کے سر پر قضا کھیل رہی ہی خود تو کیا کھا کر مسٹنڈے ہوئے ہین
مزے اُڑاتے ہین اور ہمارے ماموں جان کے پاس غلہ تک نہین آنے دیتے اناج کی بھی بندش کی ہی دیکھو نامردود
ہم جاکر غلہ لاتے ہین دیکھین تو کون روکتا ہی اور ہمارا مزاحم کار ہوتا ہی ارے ذرا میرے سامنے تو کوئی آجائے اور مجھکو
روکے دیکھے تو کیا سزا ملتی ہی یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے چلا گیا ہرکارون نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی کہ اسد
کو بدیع الزمان نے بلاکر کہا تھا کہ ہم بھوکون مر رہے ہین غلہ کی فکر کرنا چاہیے تو اسد غلے کی تلاش مین گیا ہی یہ سُنکر ایرج
نے کہا کہ ارے یارو اس دیو لعین کے استیصال کی کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی ہی کیا کیا جائے بھائی جب تک یہ دیو نہ
مارا نہ جائیگا یا گرفتار نہ ہوگا اُس وقت تک کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی اور مین ان اہل کوہ کا کچھ نہ بنا سکونگا یہ کہکر شاہ پور

سے کہا کہ ارے شاپور خبر تو لاؤ کہ یہ دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کہاں رہتا ہی اگر ٹھیک ٹھیک مقام سکونت اسکا
معلوم ہو جاوے کہ یہ فلاں مقام پر رہتا ہی تو جس طرح بنے میں جا کر اس مجہول العقل دیوانے کو پکڑ لاؤں شاپور نے کہا کہ اچھا
میں آپکے ارشاد سے جاتا ہوں مگر یہ باتیں آپکی سب بیکار سی معلوم ہوتی ہیں آپ اُسکا بال بھی بیکا نہ کر سکینگے گرفتار کرنا
تو درکنار ہے ایرج نے کہا کہ اچھا تم جاؤ تو سہی شاپور نے کہا کہ بہت اچھا میں ابھی جاتا ہوں جانے میں مجھے کیا عذر ہی یہ کہکر
تلاش اسد میں روانہ ہوا جاتے جاتے تلاش کرتے کرتے اسد غازی کو ایک دامنہ کوہ میں پایا مگر اُس وقت پہونچا کہ
کہ اسد اپنے رفیقوں اور یاروں سمیت بیٹھا ہوا ہی دوپہر کا وقت ہی کپڑے اُتار کر پھیلا دیے ہیں گھوڑوں کے منہ پر
توبڑے چڑھے ہوئے ہیں کوئی کھانا کھا رہا ہی کوئی بیکار بیٹھا ہی کوئی اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہی کوئی شعر پڑھ رہا ہی آپس میں باتیں
ہو رہی ہیں غرض ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر فراغت سے بیخوف اور بے کھٹکے بیٹھا ہوا ہی شاپور یہ رنگ دیکھکر پھرا اور جلدی
سے جاکر ایرج کو خبر کی کہ حضور چلنا ہو تو چلیے ایسا وقت فراغت پھر نہ ہاتھ آئیگا کہ وہ لوگ سب کے سب غافل بے کھٹکے
آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں جو تدبیر کرنا ہو جو فکر کرنا ہو وہ اسی وقت کیجیے اور اگر ذرا بھی آپ نے تعویق کی تو بہت پچتائیگا
سوا افسوس و دست تاسف ملنے کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا یہ حال سنکر ایرج اُسی وقت تھوڑا لشکر لیکر سوار ہوا اور درۂ کوہ
کی جانب روانہ ہوا قضا سے کار اتفاقات روزگار جالنوس بن قران قلۂ کوہ پہ بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا اُسنے جو ایرج
کو اس طرف آتے دیکھا دور ہی سے پکار کر کہا کہ ای شہریار بلند اقبال خبردار ہوشیار ایرج مع لشکر آپ پر آ پہونچا اسد
اس آواز کے سنتے ہی اپنے قزاقوں سمیت سوار ہوکر لشکر ایرج کی طرف چلا لیکن ایرج آہستہ آہستہ چپکے چپکے
اس طرح دامن کوہ کی طرف چلا آتا ہی کہ کوئی پکار سنتا تک نہیں گھوڑوں کو بھی آہستہ قدم قدم لیے ہوئے جا رہے ہیں کہ سم
حرکت کی آواز بلند نہ ہونے پاوے اسی طرح جب یہ متصل دامنہ کوہ کے پہونچا تو نعرے لگا لگا کر کہ لینا پکڑنا مارنا یہ کہکر اندر درہ
کے گھس پڑے دیکھا کہ وہاں خیمے وغیرہ سب خالی پڑے ہیں بالکل سناٹا ہی ایک آدمی کا بھی پتا نشان نہیں ہی گھوڑوں کی لید گھاس
میخیں ٹوٹی ہوئیں تسمے کچھ رسیاں پڑی ہوئی ہیں ایرج نے شاپور سے برہم ہوکر کہا کہ او کمبخت تو مجھکو فریب دے کر
یہاں لے آیا اسے بدبخت وہ دیوانہ کہاں ہی شاپور نے کہا کہ ای ایرج قسم شمشیر اعظم کی میں ابھی اسد کو اپنی آنکھ سے
یہاں بیٹھا ہوا دیکھ گیا تھا اور عیاری دوربین سے میں نظر کر دیکھتا گیا تھا کہ وہ اُسی طرح فراغت سے بیٹھا ہوا تھا مگر اب
قرینہ سے یہ معلوم ہوا ہی کہ وہ آپ کے آنے کی خبر سنکر یہاں سے چل نکلا اب جلد یہاں سے چلیے ایسا نہ ہو وہ دیوانہ آپکے
لشکر پر جا گرے ایرج نے کہا کہ واقعی سچ ہی یہ بات میرے ذہن میں بھی آتی ہی عجب نہیں کہ ایسا ہی ہو یہ کہکر اپنے لشکر کی
جانب پھرا اور جلد جلد گھوڑوں کو کسے دوڑاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہاں اسد نے آکر لشکر ایرج پر یورش
کر آتے کے ساتھ ہی خیموں میں آگ لگانا شروع کر دی تلوار برسانا شروع کر دی سیکڑوں ہزاروں آفتاب پرستوں کا
وارا نیارا کر دیا ایک تلاطم مچگیا آب تیغ سے لشکر ایرج میں ایک طوفان بلاخیز آگیا سب کے سب آفتاب پرست
اپنی جانیں بچا بچا کر بھاگ نکلے اب اسد غازی نے وقت رخصت کو غنیمت جانکر جسقدر رفتہ اُٹھا یا گیا اور چھکڑوں پہ
لدسکا لیکر سریع الزماں کی خدمت میں روانہ کیا اور ہرکارے لشکر ایرج کے فریاد والغیاث کرتے ہوئے ایرج
کے پاس روانہ ہوئے راستے میں ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نے جو اُنکو اس حال تباہ سے دیکھا پکار کر پوچھا کہ خیر باشد
جلد بیان کرو کہ کیا سانحہ گذرا ہرکاروں نے رو رو کر عرض کیا کہ خداوند ہم کیا عرض کریں آپ کے جاتے ہی وہ دیوانہ
آپ کے لشکر پر آ گرا ہم سب تو بیخبر اور غافل بیٹھے ہوئے تھے آتے کے ساتھ ہی خیمے جلانا شروع کر دیے ہر طرف
سے لوٹنے لگا تلوار برسانا شروع کر دی ہم سب کو کچھ نہ بن پڑی غافل تو بیٹھے ہی تھے آخرکار مجبور ہوکر اپنی اپنی

جانین بچا کر بھاگ نکلے اُس دیوانے سے جسقدر غلہ لادا گیا تھا گوردن پر لاد لاد کے پہاڑ پر پہونچا دیا آپ تکا ادھر آنا کیا تھا
کہ ایک قیامت برپا ہوگئی حامد بن زنگی کا بھی کہین پتا نہین ملتا معلوم نہین وہ کس طرف چھپ رہا مارا گیا یا زندہ ہے ایرج
نے سنتے ہی کف افسوس ملکر پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور پیٹنا شروع کیا اسد کے ہرکارون نے
یہ خبر اسد کو پہونچائی کہ اے اسد غازی ہوشیار ہوجایے ایرج آپہونچا یہ سنکر کہا کہ خیر آتا ہے تو آنے دو بنائیگا کیا جب
مجھکو پہلوان یا دے سکا نہین تو کیا کریگا یہ کہکر باگ گھوڑون کی اُٹھائی اور جو کچھ مال و اسباب اُٹھ سکا وہ لیکر صاف
نکلا ہوا چلا گیا اب جو ایرج آتا ہے تو عجب طرح کا تلاطم دیکھا خیمے جلے ہوئے غلہ اور اسباب بستر بستر بکھرا پڑا ہوا اسد غازی
کا کہین نام و نشان بھی نہین ہرکارون کو چار طرف دوڑایا کہ جلد تلاش کرو اور سُراغ لگاؤ ہرکارے چار طرف ڈھونڈھ
ڈھونڈھکر تھک گئے مگر کسی طرف پتا نہ لگا ایرج سے آکر کہا کہ خداوند ہم چار طرف ڈھونڈھ آئے کہین پتا نہین لگتا یہ سنکر ایرج
نے سپر تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور کہا کہ افسوس صد افسوس آج کیا دھوکا اُٹھایا ہے حامد بن حمید زنگی یا تنہائے مین
چھپا ہوا بیٹھا تھا ایرج کی آواز سنکر نکل آیا کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اے ایرج نوجوان مین بھی اس دیوانے کے
ہاتھ سے ایسا عاجز آیا ہون کہ ناک مین دم آگیا ہے مین یہ جانتا ہون کہ تم ایک آدھ دن اس دیوانے کے ہاتھ سے
مجھے قتل کروا دوگے جب وہ آتا ہے میری ہی تلاش کرتا ہے آج بھی اگر مین نہ چھپ جاؤن تو مجھے وہ مار ہی ڈالے اور
تم ہر مرتبہ مجھے تنہا چھوڑ کر چلے جاتے ہو میری جان پر بن جاتی ہے شیر اعظم کی مدد شامل حال ہے نہین تو جو درجہ
نہ ہوجاتا تھوڑا تھا اے ایرج مین تیرے عشق سے باز آیا اب مین اس سے دست بردار ہوا مجھے اب رخصت
کردو کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن مجھے اپنی جان دینا منظور نہین ہے جان ہے تو جہان ہے آپ مردہ جہان مردہ
آپ زندہ جہان زندہ اگر مین ایک آدھ دن اُسکے ہاتھ لگ گیا تو وہ شرطیہ میرا کام تمام کردیگا پھر اگر مین ہی مرگیا
تو معشوق کو کون لیگا اور [illegible] سے کون محظوظ ہوگا اور اگر زندہ رہے تو کوئی صورت نکل ہی آئیگی شیر اعظم معشوق
کو دلوا ہی دیگا مین باز آیا اس عشق و عاشقی سے ہاتھ دھویا ایرج نے کہا کہ اے حامد بن حمید زنگی تم ناراض کیون
ہوتے ہو رنجیدہ ہونے کا کوئی مقام نہین ہے اب مین جہان جاؤنگا تو یا تمکو اپنے ساتھ لیلونگا یا کسی کو تمہاری حفاظت
کے لیے مقرر کر جایا کرونگا آج تو مین سنا ہون کے بیان پر سمجھا تھا کہ وہ دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول غافل
بیٹھا ہوا کوہستان مین مزے اُڑا رہا ہے مین جاتے ہی گرفتار کر لاؤنگا یہ تھوڑی جانتا تھا کہ یہ آفت آجائیگی
اور میرے جاتے ہی وہ دیوانہ اور راستے سے نکلکر یہ آفت برپا کردیگا حامد بن حمید زنگی نے کہا کہ اے ایرج تم
کن خیالون مین ہو ارے وہ دیوانہ بڑا سیانا ہے بلا سے چہ در ان آفت جہان ہے وہ کہین بھی اپنی گھات سے غافل
نہین بیٹھتا تم لاکھ لاکھ تدبیرین اور فکرین اور کر و مکر دکھاتے کرو مگر وہ کبھی بھی تمہارے ہتھے نہ لگیگا ایرج نے
کہا کہ ہان سچ ہے اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم کسی طرح نہ گھبراؤ مین کبھی اب تمہاری
حفاظت سے غافل نہ ہونگا اور بہت کچھ تشفی و دلاسا دیا لیکن داراب کشورکشا جو ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا
اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا علاج کر رہا تھا پٹی مرہم کی داراب کے زخم پر چڑھی ہوئی تھی کہ یکایک اسکے عیار فتاح کشوری
نے آکر داراب کشورکشا سے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمایئے تو مین ابھی جاکر ایرج کو گرفتار کر لاؤن نہ ایسا وقت
پھر ہاتھ آئیگا اس وقت وہ اسد غازی کے ہاتھ سے بہت سخت پریشان ہوا ہے کوئی سامان اُسکے پاس
درست نہین ہے داراب نے کہا کہ اے فتاح ایسی بات منہ سے نہ نکال یہ کام دلاورون کا نہین ہے جمعیت اور
مردانگی سے یہ امر بہت بعید ہے خبردار اے فتاح ہرگز ایسا قصد نہ کرنا جو شیر دل اور مرد میدان ہین وہ کبھی ایسا

چوری چھپے کی کارروائی کو پسند نہیں کرتے یہ سنکر اُس وقت فتاح چپ ہو رہا اور داراب کے سامنے سے ہٹ آیا مگر
دل کو قرار نہ تھا آخرکار اپنی صورت بدلکر شب کو خوابگاہ ایرج پر آیا دیکھا کہ گرداگرد خیمے کے عیار بیٹھے ہوئے ہیں پہرا بدلتا
پھیرا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہو جاتی ہے اور ہی شاپور شیردل بھی گرد خیمہ ایرج کے پھر رہا ہے فتاح نے
جو یہ رنگ دیکھا دل میں اپنے سوچنے لگا کہ یہاں تو بے انتہا جاگ ہو رہی ہے چہارطرف چوکی پہرا ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے
کہ یہ لوگ دام تزویر میں آکر غافل ہو جائیں یا کسی طرح یہاں سے ہٹائیں تو پھر تو اپنا کام آسانی سے انجام دے یہ خیال کرکے
تھوڑی دیر تک سوچا کیا بعد تھوڑی دیر کے سر زانوے فکر سے اٹھاکر پتلا بنایا ایک آدمی بہت قوی ہیکل بلند بالا سیاہ کاغذ
کا بناکر اُسکے پاؤں میں پہیے لگاکر دور سے شاپور کو دکھایا اور آہستہ آہستہ تھوڑی دور تک اس پتلے کو کھینچا یا شاپور نے جو
آنکھ اٹھاکر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آدمی آہستہ آہستہ چلا آتا ہے وہیں سے آواز دی کہ بھلا او نابکار میں نے تجھے دیکھ لیا
کہاں جاتا ہے کھڑا رہ میں آپہونچا یہ کہکر دوڑا فتاح نے ہوا کے رُخ پر اس پتلے کو اُڑا دیا ہوا پر پتلا اُڑتا ہوا چلا جاتا ہے اور شاپور
اُسکے پیچھے دوڑا جاتا ہے جب شاپور اور شاگردان شاپور اس پتلے کے تعاقب میں گئے تو جھٹ فتاح شاپور شیردل کی
صورت بنکر ایرج کے خیمے میں آیا پہلے تو خدمتگاروں اور خاصبرداروں کو کچھ میوہ آغشتہ بداروے بیہوشی کھلا کر
بیہوش کیا بعد اُسکے جتنی شمعیں جل رہی تھیں اُن سب کو گل کیا ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام تھی اُسکو رہنے دیا کہ بالکل
تاریکی نہ ہو جاوے اور قریب پلنگ کے جاکر منہ پر سے ایرج کے دوشالہ اُٹھایا اور داروے بیہوشی نکالکر نفیر عیاری میں
رکھکر دماغ کے برابر لگا دی جب ایرج نے ادہر کا دم لیا اور بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک آئی آنکھ کھولکر ادہر اُدہر
دیکھنے لگا فتاح تو جب پلنگ کے پیچھے چھپ رہا ایرج نے جب کسی کو نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھکے سو رہا اب فتاح پلنگ کے پیچھے سے نکلا اور [illegible]
کمند میں گرفتار کرکے یعنی عیاری میں پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادا اور خیمے سے صحیح وسلامت نکلکر روانہ ہوا اور ادہر شاپور اس پتلے کے پیچھے تلوار کھینچے
ہوئے چلا جاتا تھا اور اپنے شاگردوں سے کہتا جاتا تھا کہ ارے تم سب اسے داہنی بائیں جانب سے گھیرے رہو کہ یہ کسی اور طرف سے
بھاگ نہ جاوے اتفاقاً وہ پتلا اُڑتے اُڑتے ایک درخت میں جاکر اٹک رہا شاپور نے لپککر تلوار ماری آواز کھڑاکے کی
پیدا ہوئی شاپور متحیر ہوا کہ یہ کھڑاکا کیسا ہوا اور یہ شخص کیسا تھا آیا تھا کہ میرا وار کھاکر چپ ہو رہا اور مجھپر کوئی حربہ کیا
یہ خیال کرکے اُس پتلے کے قریب جاکر دیکھنے لگا یہ بلا کیا ہے کہ اس اثنا میں اسکے شاگرد بھی پہونچ گئے اور تلواریں مارنا شروع کیں
جو تلوار پڑتی تھی آواز کھڑاکے کی پیدا ہوتی تھی وہ شاگرد بھی متحیر تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے آخرکار تلواریں پڑتے پڑتے وہ پتلا
زمین پر گرا اور ایک شخص نے ہوکر قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ کا پتلا تھا ہوا پر اُڑتے اُڑتے یہاں تک آگیا تھا
مجبور ہوکر اپنی بیوقوفی پر افسوس کرتے ہوئے واپس آئے یہاں جو آکر خیمے کے اندر دیکھا تو کل خدمتگار اور خاصبردار
بیہوش پڑے ہوئے ہیں اور ایرج کا پلنگ بھی خالی پڑا ہوا ہے چہارجانب دیکھا کہیں پتا نہ لگا مجبور ہوکر خیمے سے
نکلا ایرج کی تلاش میں چلا مگر اب فتاح کشوری کا حال سنئے کہ یہ پشتارہ ایرج کا لیکر خیمے سے نکلا تو جلد جلد
پاسے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے قریب اُس پہاڑ کے پہونچا کہ جسپر اسد غازی اُترا ہوا تھا اور
جالنشور بن قران اپنے شاگردوں سمیت سامنے پہاڑی پر اسکے ٹہلا یہ پھر رہا تھا کہ سامنے سے ایک سیاہ پوش پشتارہ
پیٹھ پر کئے جاتے دیکھا دوڑکر آواز دی کہ تو کون ہے اور یہ پشتارہ کسکا لئے جاتا ہے ٹھہر ارے کہ ہم آتے ہیں یہ سنکر
وہ ٹھہر گیا جب جالنشور اُسکے قریب گیا تو اُسنے کہا کہ اے جالنشور بن قران میں داراب کشورکشا کا عیار ہوں
فتاح کشوری میرا نام ہے جالنشور نے پوچھا کہ اس پشتارے میں کیا ہے فتاح نے کہا کہ اس پشتارے میں ایرج
ہے میں اُسکے خیمے سے اسے بیہوش کرکے پکڑ لایا ہوں یہ سنکر جالنشور بن قران اپنے جی میں سوچا کہ اس وقت فتاح

اکیلا ہی اس سے یہ پشتارہ چھین بھی لو کہ اس وقت مفت میں یہ مردک ہاتھ لگ جائیگا یہ سوچ کر فتاح سے کہا کہ ای فتاح یہ
پشتارہ مجھے دے کہ میرا آقا اسد غازی ہے کہ سب ولد ایرج کا دشمن جان ہے ایک مرتبہ میں بھی اسے گرفتار
کر لایا تھا تو راستے سے خورشید نے چھین لیا تھا اسی دن سے میں اسد سے نہایت نادم ہوں اور آنکھ میری اس سے
چار نہیں ہوتی اگر تو مجھکو دیگا تو میں بہت ممنون ہونگا اور لیجا کر اپنے مالک کو دیکر سرخرو ہونگا فتاح نے کہا
کہ ای جالنوز بھلا یہ کیا بات ہے کہ میں تو اتنی محنت سے اسے لایا ہوں اور تمھیں خواہ مخواہ دے دوں میں تو ہرگز تمھیں
نہ دونگا جالنوز نے کہا کہ بھلا میاں فتاح تم ہیکڑی کر کے مجھسے نکل بھی جاؤگے تم یہ نہیں سمجھتے کہ میں اکیلا ہوں اور
میرے ساتھ اسقدر شاگرد ہیں اور میں اکیلا بھی کسی سے کم نہیں ہوں تن تنہا دو چار پہ بھاری ہوں اگر یونہیں سہل یا
دے دوگے تو میں تمھارا ممنون ہونگا تمام عمر بھر احسانمند رہونگا اور نہیں تو پھر جس طرح دوگے اس طرح لونگا چھوڑونگا
نہیں اور بے اس پشتارے کے یہ ہم سے تمھیں جانے نہیں دونگا یہ سنکر فتاح نے خیال کیا کہ ای فتاح اگر تو
نہیں دیتا اور اس سے تکرار کرتا ہے تو اسکے ساتھ بہت سا مجمع ہے اول تو یہی تجھے پٹ لینگے دوسرے اگر زیادہ
عمل عنہاڑا ہوا تو اسد غازی بھی دوڑ پڑیگا تو مفت میں مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ پشتارہ
اسکو دے ہی دے ورنہ انجام اسکا اچھا نہیں معلوم ہوتا یہ سوچ کر پشتارہ جالنوز کے حوالے کر دیا اور خود
داراب کی خدمت میں روانہ ہوا اب سنیے کہ جب فتاح پشتارہ دیکر چلا گیا تو جالنوز نے جلدی سے ایک
گڑھا کھودا اور پشتارے کو اس غار میں رکھکر منہ گڑھے کا پتھر کی چٹان سے بند کر دیا اور اسد کی خدمت میں
روانہ ہوا اور فتاح نے داراب کے پاس پہنچکر سب حقیقت حال گذارش کی داراب یہ واقعہ سنکر بہت برہم ہوا
اور کہا کہ ای کمبخت میں نے تجھے منع کیا تھا کہ خبردار تو ایرج کے گرفتار کرنے کا قصد تک نہ کرنا اور تو نے یہ
طرہ کیا کہ جاکر اسے گرفتار کر ہی لایا اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا ارے بدبخت اگر تو نے اپنی سخن پر درگذر ہی کی
تھی اور اسے گرفتار کر لایا تھا تو کاش یہاں اسی طرح لیے چلا ہی آتا کہ وہ زندہ تو بچ جاتا ارے تو تو اسے شیر کے منھ
میں دے آیا اسد تو اسکا دشمن جانی ہے وہ کاہے کو زندہ چھوڑیگا جس وقت جالنوز ایرج کا پشتارہ اسے جاکر
دیگا وہ اسی وقت ایرج کو تہ تیغ کریگا میں تمام زمانے میں بے غیرتی کی وجہ سے عبث بدنام ہوا اور ناحق مطعون ہوا خیر
اچھا تو نے جو کچھ کیا سو کیا اور جو ہوا وہ ہوا مگر اب تو یہ کر کہ اسی وقت چھپتا ہوا بدیع الزمان کے پاس جا اور میری جانب
سے بدیع الزمان کی خدمت میں بعد سلام کہنا اور کہنا کہ ای بدیع الزمان میں ہرگز نہیں چاہتا ہوں کہ میری جانب
سے کوئی فساد ہو سکے اور اس دلوانے سے ہرگز یہ گروہ ناحق تجھسے برسر فساد ہے اور لڑائی ہوا وہ ہی میرا عیار
ایرج کو اسکے خیمے سے پکڑے ہوئے پشتارے میں باندھے چلا آتا تھا کہ راستے میں عیار اسد سے ملاقات ہوئی
اسنے پشتارہ زبردستی چھین لیا بہتر ہے کہ پشتارہ ایرج کا بہت جلد میرے پاس پہنچوا دیجیے ورنہ ابھی سے آپکے
فساد رکھا ہوا ہی فتاح حسب الحکم اسی دم چھپتا ہوا گیا اور پیغام داراب کا بدیع الزمان سے آکر بیان کیا
بدیع الزمان یہ پیغام داراب کا سنکر بہت خوش ہوئے اور فتاح سے کہا کہ ٹھہرے رہو میں ابھی اسد کے
پاس آدمی روانہ کرتا ہوں اور اسی وقت ایک آدمی اسد کے پاس روانہ کیا کہلا بھیجا کہ ای اسد یہ کیا حرکت ہے
تمھیں اختیار کیسا ہے میں ایرج کے ہاتھوں سے آپ پریشان تھا ہی اب تمھاری مرضی یہ ہے کہ داراب سے بھی
بگڑ جائے اور ساری سے بھی مجھسے بگاڑ ہو اور وہ بھی ہمارا دشمن ہو جائے داراب کا عیار ایرج کو گرفتار کیے لیے
آتا تھا کہ تمھارے عیار نے اسے تنہا دیکھکر پشتارہ ایرج کا چھین لیا بھلا یہ کہاں کی مروت اور کہاں کی شجاعت تھی

یہ باتیں اچھی نہیں ہیں بہتر یہ ہے کہ تم اسی وقت پشتارہ ایرج کا داراب کے پاس بھیجدو امیہ اسی وقت اسد کے
پاس روانہ ہوا جلد جلد راہ طے کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ جالنوز بن قران سے ملاقات ہوئی جالنوز نے پوچھا کہ امیہ
اس وقت تم بیکے ہوئے کہاں جاتے ہو امیہ نے ساری حقیقت جالنوز سے بیان کی جالنوز نے کہا کہ تم اسد کے
پاس بیکار جاتے ہو اسد کے تو فرشتوں کو بھی اس معرکے کی خبر نہیں ایرج کا تو پشتارہ میں ہی نے چھینکر غار میں چھپا
دیا ہے تم میرے ساتھ چلو میں ابھی تمہیں اُٹھا دوں اسد سے اور اس معرکے سے کوئی غرض نہیں ہے میں نے ابھی تک
اسد سے ذکر بھی نہیں کیا امیہ جالنوز کے ساتھ ہوا جالنوز امیہ کو لیے ہوئے اُس غار پر آیا دیکھا کہ غار کا منھ
کھلا ہوا ہے چٹان پتھر کی دور پڑی ہوئی ہے پشتارے کا نشان بھی نہیں ہے یہ دیکھکر زانو پر ہاتھ دے مارا اور کہا کہ ہائے
افسوس یہ کیا سانحہ ہوا کہ پشتارہ ایرج کا غائب ہو گیا امیہ نے سمجھا کہ جالنوز نے مجھسے دل لگی کی کہا کہ واہ جالنوز
بھائی ایسی دل لگی ٹھیک نہیں ہے جالنوز نے کہا کہ ای امیہ واللہ میں دل لگی نہیں کرتا سچ یہ ہے کہ میں نے پشتارہ ایرج
کا فتاح سے چھینکر اس غار میں رکھدیا تھا معلوم نہیں یہاں سے کون اُڑا لیگیا اور میں نے اسی احتیاط کے لیے
اتنا بڑا بھاری پتھر اس غار کے منھ پر رکھدیا تھا لیکن معلوم نہیں کہ کون شخص ایسا آیا کہ جسنے اتنا بھاری پتھر اُٹھا کر
پھینکدیا اور پشتارہ لیکے بھاگا اور بھائی امیہ مجھے جھوٹھ بولنے کی کوئی وجہ نہیں ہے یہ سُنکر امیہ وہاں سے پھرا
بدیع الزمان کی خدمت میں آکر تمام حقیقت بیان کی بدیع الزمان نے فتاح سے کہا کہ ای فتاح سُنا تمنے جو کچھ حال
تھا وہ امیہ نے بیان کیا اب میں مجبور ہوں کیا کروں کہ پشتارہ وہی غائب ہو گیا فتاح بھی سُنکر ساکت ہو گیا اور
داراب کے پاس آکر ساری حقیقت حال گذارش کی مگر بدیع الزمان کے اخلاق و مروت اور کرم و حمیت کی حد نہ تھا
[illegible] گذارش ہی کر دیا گیا مگر واقعی یہ امر ہے کہ بدیع الزمان کیا صاحب عدل و انصاف ہے
اور کسقدر بامروت شخص ہے آپ کا پیام سُنتے ہی امیہ کو اسی وقت اسد غازی کے پاس روانہ کیا اور بہت تاکید کر ابھی مگر
اس امر میں مجبور ہے کہ پشتارہ ہی غائب ہو گیا یہ حال سُنکر داراب بھی چپ ہو رہا اور اودھر جالنوز بن قران نے
آکر ساری کیفیت اسد سے بیان کی اسد نے خوب ہی لعنت ملامت کی کہ ایک مرتبہ تو ایرج کو گرفتار کرکے لایا خورشید
کے لوگوں سے چھنوا دیا اب دوسری مرتبہ جو بے مشقت و بے محنت وہ ہاتھ لگ گیا تو یوں گنوا دیا تجھکو اسی وقت
میرے پاس لے آنا تھا اُسے غار میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی صحرا کا اعتبار کیا صید ہی لگے ہی ہوئے ہیں کسی نے
تجھکو اُس غار میں رکھتے دیکھ لیا ہوگا وہ تیرے آنے کے بعد نکال لیگیا جالنوز اپنی خطا پر نادم ہو کر خاموش ہو رہا اُسکی
خاموشی پر اسد کو خیال گذرا کہ اسنے مجھسے فقرہ کیا تھا اپنی رسوخیت جتانے کے لیئے اسنے کہا تھا سبب یہ کہ اگر پشتارہ
ایرج کا اسکے ہاتھ لگ جاتا تو اسکو غار میں رکھنے کی کوئی وجہ نہیں تھی فوراً میرے پاس لے آتا یہ سوچکر جالنوز سے
کہا کہ فقط یہ تیری باتیں ہی باتیں ہیں تو نے مجھسے اپنی نجابت جتانے کے لیئے فقرہ کیا اس امر کی کوئی اصلیت نہیں ہے
محض کذب ہے اور بالکل جھوٹھ ہے یہ سُنکر جالنوز نے قسم کھا کر بیان کیا کہ ای اسد میں سچ ہی بیان کرتا ہوں اول تو
میں جھوٹھ نہیں بولتا دوسرے اگر جھوٹھ بولتا بھی تو آپ سے یہ سُنکر اسد نے کہا کہ اچھا اگر سچ ہے تو وہ مقام تو مجھے
چلکر دکھا دے کوئی نشان کسی قسم کا تو ہوگا جالنوز نے کہا کہ بہت اچھا چلیے اور اپنے ساتھ لیکر اُس غار پر آیا کہ
جہاں پشتارہ ایرج کا پوشیدہ کیا تھا اور اسد سے کہا کہ دیکھیے اسی غار میں چھپا دیا تھا اب جو وہاں کھڑے ہو کر
اسد نے چہار جانب نظر دوڑائی تو ایک جانب خورشید کا لشکر تھا ایک طرف بدیع الزمان کا مامن ایک جانب
کو داراب کی فوج جو تھی طرف ایرج کا لشکر تھا پس اسی طرف اسد نے گھوڑا بڑھایا جالنوز بن قران بھی

ساتھ ساتھ ہو کوئی دو ہی تین کوس آیا ہوگا کہ دور سے ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ بے تحاشا بھاگا ہوا چلا جاتا ہی بس جانسوز نے
نعرہ کیا کہ او مردود کہان بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا اور ساتھ ہی اسد غازی نے آواز دی کہ او نابکار کہان جاتا ہی اگر زندگی اپنی
چاہتا ہی تو پشتارہ رکھدے ورنہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا ہمین پر لقمۂ اجل ہو جائیگا یہ پکارتا ہوا اور اُس سیاہ پوش کے
پیچھے گھوڑا اُٹھا کے چلا جاتا ہی جاتے جاتے جب اُسکے قریب پہونچا تو دیکھا کہ دیو چہر عیار پشتارہ لیے چلا جاتا ہی
نعرہ کیا کہ بس ٹھہر جا یہ کہتا ہوا آ پہونچا اور شیر حملہ کمان مین جوڑکر چاہتا تھا کہ دیو چہر کے مارے کہ اُسنے پلٹکر دیکھا کہ اسد
تیر مارا ہی چاہتا ہی بسبب خوف جان کے پشتارہ چھوڑکر بھاگا اب اسکی حقیقت حال سُنیے کہ اسکے ہاتھ پشتارہ کیونکر لگ گیا
کہ جب جانسوز پشتارے کو غار مین چھپا رہا تھا تو اتفاقات روزگار دیو چہر ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا شہر فرنگ سے
نکلا تھا اس مقام پر اُسی وقت پہونچ گیا جانسوز کو چھپاتے ہوئے دیکھ لیا یہ دیکھکر ایک گوشے مین چھپ رہا جب جانسوز
چلا گیا تو یہ اُس گوشے سے نکلکر پشتارے کو لے بھاگا الغرض اسد نے اُس پشتارے کو کھولکر دیکھا تو ایرج بندھا ہوا
پڑا تھا بس جانسوز سے کہا کہ اُٹھا لے اس پشتارے کو جانسوز نے اُس پشتارے کو اُٹھا لیا اسد ساتھ لیکر اپنی
فرودگاہ مین آیا اور پشتارے سے نکالکر درخت سے خوب جکڑکر بندھوایا اور جانسوز مین قران سے کہا کہ اسے
ہوش مین لا جانسوز فتیلہ رفع بیہوشی دے کر اُسے ہوش مین لایا اب جو ایرج کی آنکھ کھلتی ہی تو اپنے کو ایک درخت
سے جکڑا ہوا پایا اور اسد کو سامنے کھڑا ہوا دیکھا خیال کیا کہ شاید مین خواب دیکھ رہا تھا یہ سوچ کر آنکھین بند کرین اسد
نے جو دیکھا کہ اسنے آنکھ کھولکر بند کر لی سمجھا کہ بدبخت اس حالت کو عالم خواب سمجھا ہی آواز دی کہ او حرامزادے یہ خواب
نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی اور امر واقعی کا سامنا ہی خواب خرگوش سے بیدار ہو دیکھ تو مین نے تیری کیا حالت کی ہی تجھکو
تیرے خیمے سے پکڑوا بلایا اور اس درخت سے جکڑکر باندھ دیا ہی اب تو میرے ہاتھ سے نکلکر کہان جائیگا دیکھ تو
کیسی سزا دیتا ہون ارے بدبخت یہ وقت تجھکو یاد نہ تھا ذرا سے سوچ مین تو نے یہ آفت بپا کی اور اس طرح
محسن کشی پر کمر باندھ لی شاہزادۂ نور الدہر کے احسانات اور مراحم و عنایات کو بھولکر عالم عشق اور حالت بیہوشی
مین تو نے کوڑا مارا اور وہ قرۃ العین مومنان نور حدیقۂ مسلمانان آسمان کو دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر خاموش ہو رہا او
مردود تو نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہم کسکے ساتھ یہ بدعنوانی کرتے ہین اور کس محسن کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہین ارے
بیحیا جسنے تجھکو خاک سے پاک کر دیا اُسکے ساتھ تو نے یہ بیہودگی کی آخر اپنی اصالت پر گیا نا اگر خیر دیکھ تو اب مین تجھے
کس گت کو پہونچاتا ہون تو بھی جو اسکے تازیانے نہ مارے ہون کہ بند بند تیرا ٹکوٹ جاوے اور گوشت تیرا قیمہ
قیمہ ہو جاوے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجہول النسل جو کچھ ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے اسمین
قصور و کوتاہی نہ کر کہ اب تو مین تیرے قابو مین ہون میرا بس ہی کیا ہی لیکن اگر شیر اعظم کی نظر مہر میرے حال
پر مبذول ہو تو تجھ ایسے دو کروڑ بھی میرا کچھ نہین کر سکتے اور سر سوے آسمان بلند کرکے کہنے لگا کہ ای شیر اعظم ای
آفتاب تابان تو ہی بچانے والا ہی اور اس دیوانے کے ہاتھ سے چھڑانے والا ہی یہ سنکر اسد غازی کوڑا ہاتھ مین
لیکر اُٹھا اور کہا کہ دیکھتے ہی تو ہین کہ شیر اعظم تجھکو کیونکر بچاتے ہین بڑا آفتاب پرست بنا ہی یہ کہکر پہلے خوب زور
سے اُنھون پر کوڑے مارے اور کہا کہ کیون مردود انھین ہاتھون سے شاہزادۂ نور الدہر عالی قدر پر کوڑا مارا تھا
بہ شرط کہ تیرے ہاتھ بند دست سے قلم کرون یہ کہکر برابر کوڑے برسانا شروع کیے وہ کوڑا دو کوڑا دو کوڑا مارتے
مارتے بیحال کر دیا تا اینکہ بند بند ایرج کا شق ہو گیا اور شگون خون بہ گیا پھر تو بے اختیار ہو کر پکارنے لگا کہ ای
اسد تو بہ ای اسد از برای خدا او اسد تجھکو اپنے دین و مذہب کا اب میری خطا کو معاف کر

اب کبھی ایسی خطا اور گستاخی نہ ہوگی یہ سنکر اسد نے کہا کہ ہان اب توبہ سوجھتی ہی توبہ ہولی تو یہ ہولی پہلے تجھے اسدن کا
خیال نہ تھا کہ ہم جو ایسی بیہودہ حرکت کرتے ہین تو اسکا انجام بھی بد ہی اور اسکی باداش بہت سخت ہی مصرع چرا کارے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + ارے مردود ابھی کیا ہی دیکھ تو تجھکو کیسی کیسی تکالیف اور کیسی کیسی ایذائین پہونچاتا ہون اور
کس طرح تجھکو مارتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ وزاری کرین اب انہی باتون مین جو ذرا ہاتھ
اسد کا ٹھہر گیا اور جان مین جان آئی تو پھر وہی اپنی گانے لگا کہنے لگا کہ اب تو تو جو چاہے سو میرا حال کر دے جسقدر
تیرا جی چاہے مجھے ایذا دے لے مگر قسم ہی پیر اعظم آفتاب تابان کی جس وقت چھوٹا اور تیرے پنجے سے نجات ملی تجھے جان ہی
سے مار ڈالونگا یہ کلام ایرج کا سنکر اسد ہنسنے لگا اور کہا کہ او پاجی او بدذات مجھے اب تجھے چھوٹنے کی بھی امید ہی کہ میرے
ہاتھ سے صحیح وسلامت چلا بھی جائیگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ارے کمبخت محسن کش مین ابھی تو تجھے تہ تیغ کرتا ہون تو جائیگا
کہان جب مین تجھے چھوڑ دونگا تو تو جو سلوک چاہیگا میرے ساتھ کر لینا اور جب مین تجھے مار ہی ڈالونگا تو تو میرا کیا کریگا
مصرع از مرغ سر بریدہ صدا سے نمی شود + یہ کہکر تلوار کھینچکر ایرج پر ماری قضا سے کار اتفاقات روزگار ابھی زندگی ایرج
کی باقی تھی وہ تلوار اس رسی پر پڑی کہ جس سے ایرج کو درخت مین باندھا تھا اور وہ رسی کٹی ایرج کے ہاتھ پانون جو ڈھیلے
ہوئے زور کرکے قید آہنی بھی توڑ ڈالی اور مانند شیر کے اسد پر جھپٹا اسد نے جو دیکھا کہ یہ مردود چھوٹ گیا خود تو دور
بھاگ کر کھڑا ہوا اور اپنے رفیقون سے کہا کہ ارے جلد مارو اس پاجی کو یہ مردود تو چھوٹ گیا خبردار جانے نہ پاوے اسد
کی یہ آواز سنکر سب کے سب دوڑ پڑے قریب تو کوئی آتا نہین دور سے کنکر پتھر مارنا شروع کیے ایک تو بیدن ایرج کا کوڑون
سے شق ہو ہی رہا تھا دوسرے خشت وسنگ کی جو بوچھار ہوئی تو اور زیادہ مجروح ہو گیا مجبور ہو کر سامنے سے بھاگ
کھڑا ہوا سامنے ایک جھیل تھی گھبرا کر اس جھیل مین کود پڑا مگر رفقاے اسد ہر چہار طرف سے پتھر برسا رہے ہین اسد
کہہ رہا ہی کہ یارو یہ پاجی جانے نہ پاوے جس طرح ہو اسے مارو اب ہر طرف سے ایک غل ہو رہا ہی ہر ایک چلا رہا ہی کہ
او پاجی نکل پانی مین سے او پاجی نکل جھیل مین سے ورنہ جھیل ہی کے اندر بیڑا غرق ہوتا ہی اور جب ایرج پانی سے
سر باہر نکالتا ہی تو ہر طرف سے پتھرون کا مینہ برسنے لگتا ہی پھر ایرج ڈبکا لگا کر پانی کے اندر غوطہ مار دیتا ہی گھڑی
دو گھڑی کے بعد پھر جب دم گھٹنے لگتا ہی تو پھر پانی سے سر نکالتا ہی پھر وہی بلوا دیکھتا ہی آخر کار اس بلوا سے شہزادے
ایرج کو یقین ہو گیا کہ اب تو زندہ نہ بچیگا اس دیو اسد کے ہاتھ سے آج نجات ملنا بہت ہی دشوار ہی یہ خیال
کرکے لگا بلبلا بلبلا کر دعائین مانگنے کہ اے پیر اعظم اے آفتاب تابان اس وقت بیکسی مین سوا تیرے مین کسکا نام لون
اور کسکو پکارون نہ یار ہے نہ مددگار ہے تو ہی اس دیو اسد کے ہاتھ سے نجات دیگا تو نجات ملیگی یہ تو اس حالت مین
ہی اور ادھر کا حال سنیے کہ دیو چہر عیار جب شہزادہ ایرج کو پھینک کر چلا گیا تو سیدھا مستقیم طرماسپ کے پاس گیا طرماسپ
نے پوچھا کہ دیو چہر خیر باشد اسقدر مضطرب اور پریشان کیون ہو دیو چہر نے ساری حقیقت ایرج کی بیان کی اور
کہا اے طرماسپ جلد چلو ورنہ وہ دیو اسد ضرور ایرج کو مار ڈالیگا یہ سنکر طرماسپ اسی وقت اٹھکھڑا ہوا اور اپنی فوج
کو ساتھ لیکر اسد غازی کی جانب چلا جلدی جلدی راہ طے کرکے اس وقت پہونچا کہ ایرج بیقرار ہو ہوکر دعائین مانگ رہا تھا
اور رفقاے اسد پتھرون کا مینہ برسا رہے تھے جاتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے دیو اسد نے دھول بخت برگشتہ و نا معقول
کی گذار مر کہ از دست من زندہ و سلامت نبری پہلے تو اسد کو یہ خیال گذرا کہ یہ اکیلا تو ہی ہی اسکو بھی مار لونگا آنکھ اٹھا کر جو
دیکھتا ہی تو گرد و غبار کا شق اٹھتا ہوا معلوم ہوا فوج کثیر کی علامت پیدا ہوئی اسد غازی نے یہ خیال کیا کہ یہ تنہا نہین
ہی فوج کثیر اسکے ساتھ ہی جب تک مین اس سے الجھونگا اس وقت تک فوج بھی اسکی آپڑیگی یہ سوچکر اپنے رفقا سمیت

یہ کہتا ہوا بھاگا کہ خیر او آفتاب پرست یا زندہ صحبت باقی تو میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں طرماسپ تیرا حمایتی آپہونچا
اس سے آج تو تو بچ گیا مگر خیر سمجھا جائیگا اگر مین زندہ ہون تو تیرا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا صاف نکلا ہوا چلا گیا اسنے
عرصے مین طرماسپ بالکل نزدیک آگیا اور چاہا کہ اسد غازی کا تعاقب کرے مگر ایرج نے اس جھیل مین سے یہ رنگ
دیکھکر طرماسپ کو آواز دی کہ اے طرماسپ کہان جاتا ہی خراب ہوگا پہلے میری تو خبر لے کہ مین اس حالت زار مین
مبتلا ہون پھر اسد کا تعاقب کرنا یہ آواز ضعیف ایرج کی سنکر طرماسپ پھر پڑا اور ایرج کو جھیل مین سے آکر نکالا
عجیب حالت دیکھی ایرج کی کہ سر سے پانوتک زخمون مین چور چور زخمون مین پانی بھرا ہوا اور پتھرون سے سب زخم
شگافتہ پوچھا کہ اے ایرج یہ کیا حالت ہی تیری ایرج نے کہا کہ اب یہان سے لے تو چلو حواس میرے درست ہولین
تو پھر ساری حقیقت بیان کرون غرض طرماسپ ایرج کو پالکی پر سوار کرکے لشکر ایرج مین لایا اور یہان کا حال سنیے
کہ حامد بن جمید زنگی نہایت متفکر اور متردد اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہا ہی شاپور شیر دل چہار جانب ڈھونڈھتا پھرتا تھا
کہ طرماسپ ایرج کو لیے ہوئے پہونچا سب کے سب کمال درجہ خوش و مسرور ہوئے حامد بن جمید بھی دوڑا ہوا آیا
سلام کیا مزاج پرسی کی مگر حالت جو ایرج کی دیکھی زانو پہ ہاتھ مار لیا اور کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اے ایرج
نوجوان یہ کیا حادثہ سخت گذرا جو آپکا یہ حال ہوا ایرج نے کہا کہ اے حامد کیا میرا حال زار پوچھتے ہو ارے بھائی
آج تو تیر اعظم لے نہ بارہ عمر علائی ورنہ کیا بچنے کی امید تھی آفتاب تابان طرماسپ کا بھلا کرے اور اسکے مقاصد
پر اسکو کامیاب کرے کہ اسنے آج جان میری بچالی ورنہ وہ دیوانہ نامعقول آج مجھکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا وہ تو یہ
کہیے کہ طرماسپ پہونچ گیا کہ اسکے خوف سے وہ دیوانہ مجھے چھوڑکر بھاگ کھڑا ہوا اسنے تو میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کیا مکا مارے کوڑون کے تمام بدن میرا مجروح کر دیا اور اسپر سے پتھرون کی بوچھار پڑی کہ سب
زخم شگافتہ ہوگئے اور بھائی اس حالت زار مین اب بھی کوئی امید نہ رکھنا چاہیے اگر زخم میرے اچھے ہوگئے تو ہوگئے ورنہ
موت کا تو سامنا ہی ہی غرض ایرج کو خیمے مین پہنچا کر پلنگ پر لٹایا زخمون مین ٹانکے لگے اسکا علاج شروع ہوا جب ذرا افاقہ ہوا
تو ایرج نے شہر فرنگوشیہ کا حال استفسار کیا طرماسپ نے کل حال فرنگوشیہ کا بیان کیا کہ مین نے از سر نو فرنگوشیہ
کو مسخر کیا اور لندھور کو گرفتار کیا آئین آفتاب پرستی کو اوج دیا یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تمنے بڑا کام کیا
آفتاب تابان کا فضل و کرم تمہارے شامل حال رہے بعد اسکے شاپور سے کہا کہ اے شاپور اس دیوانے نے مجھے سخت
عاجز کیا اور انتہا کا ذلیل کیا اگر تو جاکر اسد کو گرفتار کر لاوے مین اسکے برابر تجھے جواہر تول دونگا اور اسقدر انعام دونگا
کہ تیرے اٹھائے نہ اٹھ سکیگا شاپور نے کہا کہ بہت اچھا مین آپکی کوشش سے اسے گرفتار کیے لاتا ہون مگر آپسے
کبھی کچھ نہ ہوسکیگا اور آپ اسکا بال بھی نہ بیکا کر سکینگے پھر وہ صحیح و سلامت نکلا ہوا چلا جائیگا ایرج نے کہا کہ مین
اس طعنہ زنی سے کیا فائدہ ہی تمسے جتنا کہتے ہین اتنا کر لاؤ اس بحث سے مین کیا ہی شاپور نے کہا کہ بہت اچھا لیجیے تو آپکا
تعمیل ارشاد سے غرض ہی مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر شاپور تو فکر گرفتاری اسد مین روانہ ہوا اور یہان کا حال سنیے
کہ جس روز ایرج کوڑے کھاکر اسد غازی کے ہاتھ سے چھوٹا اسی روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا اور اسد
آکر اسد غازی کو لیگیا اسد غازی نے جمع کو جشن کیا اور خورشید ستارہ پرست اور داراب کشور کشا سے
کہلا بھیجا کہ ماموں جان نے غسل صحت کیا ہے اور مین نے اس خوشی مین جشن اور دعوت احباب کا سامان کیا ہے مجھے
امید ہی کہ آپ آکر مجھکو سرفراز فرمایئے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی کہلا بھیجا کہ مین بھی تم دونون کا مشتاق
ملاقات ہون اور ممنون احسان ہون کہ تم دونون نے خوب خوب میری اعانتین کین اور خوب میری کمک کی

اب میری خواہش یہ ہی کہ آکر صحبت جشن و عیش مین شریک ہوجیے وقت پیغام اسد اور بدیع الزمان کا داراب و خورشید کے
شتاپیامبر کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین آپ کے ارشاد سے عذر نہین ہی بسر و چشم حاضر ہونگے پیامبر
تو رخصت ہوا داراب و خورشید نے جانے کا سامان کیا الغرض بعد تھوڑی دیر کے داراب و خورشید دونون حاضر خدمت
بدیع الزمان ہوئے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا اسد غازی نے
اپنے ہاتھ مین جام و صراحی لیکر شراب پلانا شروع کی تین شبانہ روز صحبت عیش برپا رہی بعد اسکے سب رخصت ہوکر
اپنے خیمون مین آئے خورشید و داراب اپنی اپنی فرودگاہ کو گئے اسد اپنے مقام پر آیا رات کو بیٹھا ہوا شب ماہ کی کیفیت
دیکھ رہا تھا کوئی دو پہر رات گذر گئی تھی کہ اسد نے جالنوز سے کہا کہ ای جالنوز اسوقت مرغ کے کباب کھانے کو
جی چاہتا ہی کہین سے مرغ تلاش کرکے لاؤ جالنوز نے کہا کہ بہت اچھا آپ یہین بیٹھیے مین ابھی آتا ہون ملا جاتا ہی تو
ابھی لاتا ہون یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوا کوئی کوس بھر گیا ہوگا کہ ایک مرد کو زیر درخت بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ ای عزیز
یہان کہین مرغ بھی ملیگا اسنے کہا کیا خوب آپ کے بھی پاؤن پوجیے دو پہر رات گئے مرغ تلاش کرتے ہو اور ایسا کون
عقلمند ہی کہ جسنے اتنی رات گئے مرغ منگایا ہی جالنوز نے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ مین اسد کا عیار ہون جالنوز
میرا نام ہی اگر نہ آتا تو وہ خفا ہوتا اس مرد پیر نے کہا کہ اچھا وہ جو درخت معلوم ہوتے ہین اس طرف ایک چھوٹا سا گاؤن
ہی وہان مرغ ملے تو ملے یہ سنکر جالنوز تو اس گاؤن کی طرف روانہ ہوا اور یہ مرد پیر در اصل شاپور شیر دل تھا اسد
کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے قریب شام یہان پہونچا رات ہوجانے سے اسی مقام پر پڑ رہا یہ موقع غنیمت جانکر جالنوز
کو دھوکا دے کر اس طرف روانہ کیا اور خود جالنوز کی صورت بنکر کچھ سموسے اور کچھ دال موٹھ وغیرہ داروے بیہوشی
مین آغشتہ کرکے اسد کے پاس آیا اور کہا کہ چارون طرف ڈھونڈھ پھرا مرغ تو کہین نہین ملا مگر یہ سموسے اور دال موٹھ لایا ہی
اسے نوش فرمایئے جو ملگیا سو لے آیا اسد نے اسے لیکر کھایا اور رفیق تو سب کے سب جا جا کر پہلے ہی سو رہے تھے اسد
تنہا تھا القصہ اس دال موٹھ اور سموسون کے کھاتے ہی سر پھرنے لگا اور آثار بیہوشی کے نمایان ہونے لگے کہنے لگا کہ ای جالنوز
یہ دال موٹھ اور سموسے تو کہانسے لایا تھا مجھے تو اسمین کچھ بیہوشی آمیز معلوم ہوتی ہی یہ تو کیونکر کہون کہ تو نے دغا کی مگر
کچھ فتنہ ضرور ہی شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ کے بھی کیا کیا خیالات ہوتے ہین کہ جسکا نہ سان نگمان رات زیادہ جا چکی
ہی اور آپ نے اب تک دم بھر بھی آرام نہین فرمایا اسی وجہ سے دوران سر ہونے لگا ہی اب جاکر آرام فرمایئے صبح کو
صحیح و سلامت اٹھیےگا یہ سنکر اسد اٹھا کہ پلنگ پر آرام کرے کہ دفعتہً بیہوشی نے غلبہ کیا اور دھڑ سے زمین پر
گرا شاپور نے جھٹ حلقہ سے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے
گردن و کمر ساتوین حلقے سے گولا اچھی کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر روانہ ہوا ادھر جالنوز جو مرغ لیکر پھرا تو اسد
کو وہان نہ پایا پیر اشاپور کا پہچانا اور رفقاے اسد غازی کو بیدار کیا حال بیان کیا کہ غضب ہوگیا تم سب سوتے
کے سوتے رہے اور اسد غازی کو ایرج کا عیار شاپور پکڑ لیگیا مگر گھبراؤ نہین تم سب تیار ہوکر پیچھے پیچھے آؤ اور
پوشیدہ ہوکر گوش بر آواز کھڑے رہو یہ کہکر سب رفیقون سمیت مسلح و مکمل ہوکر روانہ ہوا ادہر یہان صبح کو ایرج نوجوان کر
بارگاہ مین بیٹھا جا سر مسند زرنگی تخت پر متمکن ہوا امرا اور ارکان دولت اور افسران فوج جمع ہوتے جاتے ہین
ایرج طراسپ سے بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی کہ شاپور سے کبھی کچھ نہ ہوگا آج کئی روز ہوچکے ہین کہ وہ اسد
کی تلاش مین گیا ہوا ہی اب تک تو نہ خود آیا نہ اسد غازی کو لایا وہان اسد غازی اور بدیع الزمان نے
جشن کیا صحبت عیش برپا رہی جب اس جشن مین شاپور کا قابو نہ چلا تو اب کیا ہوگا مجھے تو قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی

کہ شاپور ہی ہیں مگر صورت اپنی مجھے نہیں دکھاتا طرماسپ نے کہا کہ ای شہریار جس میں تو اسد غازی نے وہ مضبوط
بندوبست کیا تھا کہ کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا ایسا خیال نہ فرمایئے شاپور شیر دل اس قسم کا آدمی نہیں ہے کہ وہ
بزدلی پن کریگا یا آپ سے مکر کریگا اب وہ ضرور اسد غازی کی فکر میں ہوگا مجھے یقین ہے کہ شاپور خالی ہاتھ نہ آئیگا ابھی
یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ شاپور پشتارہ بدوش پہونچا اور طرماسپ نے دور سے پشتارہ بدوش دیکھا بیساختہ پکار اٹھا
کہ ای ایرج نوجوان وہ شاپور آیا اور بامقصد آیا کہ اتنے میں شاپور بھی جلدی سے نزدیک آگیا ایرج نے کہا کہ ای
شاپور لایا اس دیوانے کو کہ خداوند حاضر ہے بس یہ سننا تھا کہ خوشی کے مارے اچھل پڑا شاپور کو گلے سے لگا لیا اور
کہا کہ ای شاپور واقعی تو صادق الوعدہ اور نمک حلال ہے اب لا ترازو کہ میں بھی اپنا وعدہ پورا کروں شاپور ترازو
اٹھا لایا ایرج نے ایک طرف اسد غازی کو بٹھایا اور دوسری طرف جواہر رکھکر اسد کے برابر تول دیا اور
آہنگروں کو بلا کر پہلے اسد غازی کو قید آہن میں مقید کرایا بعد اسکے شاپور سے کہا کہ جلد اسد کو ہوش میں لا مگر
خوشی کے مارے ایرج کا یہ حال ہے کہ پھولا نہیں سماتا بے اختیار اپنے دنگل سے اٹھ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور ہر مرتبہ شاپور
کو گلے سے لگا لیتا ہے اور بہ ہزار زبان شاپور کی تعریف کر رہا ہے کہ ای شاپور فی الحقیقت تمام عمر میں تو نے ایک ہی
کام کیا ہے اور ادھر دیلم شاطر زنگی اور طرماسپ سے کہہ رہا ہے کہ ای طرماسپ مجھے ہرگز یقین نہ تھا کہ یہ دیوانہ میرے
ہاتھ لگیگا اور شاپور اسے گرفتار کر لائیگا کچھ شیر اعظم ہی کی مہربانی اور عنایت تھی کہ یہ دیوانہ میرے ہاتھ لگ گیا ابھی
کل ہی کا ذکر ہے کہ اس نامعقول نے مجھکو وہ تکلیف پہونچائی تھی کہ مجھے اپنی زیست کی امید منقطع ہو گئی تھی مگر خیر دیکھو تو
اب کس عذاب سے اسے قتل کرتا ہوں الغرض حسب الحکم ایرج شاپور نے اسد غازی کو فتیلہ رفع بیہوشی
دیا چند قطرات گندیدہ ناک سے اسد کی گرے فوراً اسے چھینک آگئی اور آنکھ اسد غازی کی کھل گئی اپنے
کو بارگاہ ایرج میں مقید بقید آہن پایا اور شاپور شیر دل کو سر پر کھڑے دیکھا یقین ہو گیا کہ یہی ملعون جالندوز کی صورت
بنکر رات کو میرے پاس آیا تھا اور اثنائے بیہوشی الو دکھلا کر مجھے بیہوش کرکے گرفتار کر لایا یہ خیال کرکے رنگ زرد ہوا
اور یقین مرگ ہو گیا مگر مجبوراً کھڑے ہو کر بطریق اہل اسلام سلام سلام کیا ایرج نے مسکرا کر کہا کہ او دیوانے کل تو نے
میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کچھ یاد ہے یا نہیں اسد غازی نے کہا کہ ہاں خوب یاد ہے کل مارتے مارتے تجھے اڑا دیا تھا
اگر طرماسپ نہ پہونچ جاتا تو کیا میں تجھے چھوڑتا ابھی ارے ابھی چھوٹ جاؤنگا تو تجھے خوب ہی درست کرونگا میرا
بزرگ ہست اگر میری زندگی بتقاضائے اللہ تعالیٰ باقی ہے تو تجھ ایسے دو کروڑ بھی میرا کچھ نہیں بنا سکتے جو تیرے بنائے
بن پڑے اسمیں قصور نہ کر ایرج نے کہا او شہدے کیا بک رہا ہے خاموش رہ یہ کہکر حکم دیا کہ جلد جلادوں کو بلاؤ کہ
اس شہدے کو تہ تیغ کریں فوراً حسب الحکم ایرج نوجوان جلادان مریخ چشم زحل ہیئت ناک کان کٹے بال بکھرے ہوئے
کاندھوں پر پڑے ہوئے خون کی جھبک آنکھوں سے آتی ہوئی چوڑا سا تیغہ جوہردار باڑھ اس پر دی ہوئی بغل میں حمائل
سونٹے موٹے موٹے ہاتھوں میں لال لال آنکھیں حاضر ہوئے اور ایرج کو آکر سلام کیا اور پکارے کہ شعر سلطنت سلطان را نہ بیم
حاکم پر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست + ایرج نے کہا کہ جلد اس دیوانے کی گردن مارو
جلادوں نے ریگ کا چبوترا بنا کر نطع اس پر ڈالا اور اسد غازی کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور کہا کہ او دیوانے جو کچھ تجھے
کھانا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے جو وصیت کرنا ہو وہ وصیت کر لے کہ اب موت تیری قریب
آگئی ہے وقت تیرا آخر ہے اسد غازی نے کہا کہ تو اپنے کام میں مصروف ہو نہ مجھے کچھ کھانا ہے نہ پینا ہے نہ وصیت
کرنا ہے لیکن ہاں اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کر رہا ہوں یہ کہکر سر سوئے آسمان بلند کیا اور درگاہ قاضی الحاجات

میں اچھی طرح دیکھا بغرض کہا کہ اے رب العزت تو ہی اس وقت بیکسی میں میرا حامی و کفیل ہے خدایا تو خوب واقف ہے کہ اس مجمع میں
سوا اسد کے میری دشمن جان اور تشنہ خون کے اپنا طرفدار کوئی نہیں ہے یہ دعا کر رہا ہے اور آنسو علی التسلسل آنکھوں سے
جاری ہیں اور جلاد منتظر حکم اخیر کھڑا ہے کہ ایرج نے حکم دیا کہ جلد اس شہزادے کی گردن مار کیا دیر لگائی ہے یہ سنکر جلاد نے گوہر کا
خط گردن پر کھینچا اور تیغہ کھینچکر چاہا کہ اسکو قتل کرے کہ دفعتاً ایک پتھر جلاد کے سر پر پڑا کہ سر جلاد کا پھٹ گیا اور زمین پر گر کے
مر گیا غل ہو گیا کہ وہ مارا ایرج نے آواز دی کہ اسد مارا گیا شاپور نے کہا نہیں اسد تو زندہ و سلامت ہے جلاد ستری سودائی
ہو گیا تھا پھر ایک تلوار اپنے سر پر ماری کہ سر اسکا شق ہو گیا اور مر گیا ایرج نے حکم دیا کہ خیر ایک سودائی ہو گیا ہو گیا
دوسرے جلاد کو بلاؤ حسب الحکم دوسرا جلاد آیا وہ بھی اسی طرح ہلاک ہو گیا تیسرے جلاد کو بلایا وہ بھی اسی طرح مارا گیا اب
جو ایرج نے یہ رنگ دیکھا کہ جو جلاد آتا ہے ہلاک ہوتا ہے جھنجلا گیا اور کہنے لگا کہ یہ معرکہ کیا ہے جو جلاد آتا ہے وہ آپ ہی
لقمہ اجل ہو جاتا ہے ارے اب کسی ہوشیار شخص کو بلاؤ کہ جو بہت قوی دل اور آزمودہ کار ہو وہ آکر اسے قتل کرے اب
جسکو بلاتے ہیں وہ محض انکار کر دیتا ہے یا کوئی عذر بارد کر کے ٹال دیتا ہے کوئی کہتا ہے کہ صاحب میں جلادی کیا جانوں
میں ہمیشہ گھاس کھودا کیا مجھے اور جلادی سے کیا علاقہ کوئی کہتا ہے میں تو سائیسی کرتا ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں تو ہمیشہ لکڑیاں
کاٹتا ہوں غرض جس شخص کو طلب کرتے ہیں وہ یہ سوچ کر کہ کون جائے جو اس قصد سے جاتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے انکار کر دیتا ہے
نہیں معلوم کیا بلا ہے مگر ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو دلبند بالا بھاری تیغہ ہاتھ میں لیے ہوئے اتفاق سے نکلا اُس سے کہا
کہ زہرہ آفتاب پرستان نے اپنے ایک دشمن قوی ہیکل کو گرفتار کیا ہے کوئی شخص اُسکے خوف سے اُسکے قریب نہیں جاتا
اگر تو جاکر اُسکو قتل کریگا تو سرکار ایرج نژاد سے بہت کچھ انعام پائیگا یہ سنکر اُسنے کہا کہ حضور یہ ان غلام اس
کام کو انجام دیگا اور یہ لوگ جلادی کیا جانیں ایک ہاتھ میں تو کام اُس دریدہ زبان اور مغضوب زہرہ آفتاب پرست
کا تمام کر دونگا القصہ اُس شخص کو ایرج کے پاس لائے ایرج نے کہا کہ میں تجھے بہت کچھ انعام دونگا جلد اسکو لیجا کے
کا کام تمام کر یہ حکم سنکر جلاد اسد غازی کے قریب آیا اور کہا کہ یاد کیجیا خدا کو بہت جلد اب تیرا خاتمہ ہوا جاتا ہے
اور چپکے سے کہا کہ اے آقا میں جالنوس بن قران ہوں آپ جلدی سے میری گردن پر اُچک کے بیٹھ جائیے اور
خوب مضبوط مجھے پکڑ لیجیے میں آپ کو نکالے لیے چلتا ہوں یہ کہکر تیغہ ہاتھ میں کھینچکر گویا سر ارادہ قتل میں جھکا بس
اسد غازی سے جس طرح ہو سکا اُڑن اُچھالکر گردن جالنوس بن قران پر جا بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے خوب مضبوط
سر جالنوس کو پکڑ لیا اور جالنوس لیکر بھاگا اور بھاگتے وقت ایرج سے پکار کر کہا کہ اے ایرج ہوشیار ہو جا کہ میں
جالنوس بن قران اپنے آقا کو لیے جاتا ہوں ہے کوئی تیرے لشکر میں ایسا صاحب حوصلہ جو مجھ سے میرے آقا کو
چھین لے بس یہ رنگ دیکھکر ایرج ایسا کہ کانپ گیا اور پکارا کہ یہ کیا غضب ہو گیا آیا لقمہ ہاتھ سے نکلگیا
ارے لینا اسے خبردار بارگاہ سے باہر جانے نہ پائے ہر چند لوگ دوڑ پڑے مگر جالنوس کب ہاتھ آتے ہیں جالنوس
جیب سراچہ کو پھاڑکر باہر نکل گیا اور تھوڑی دور پر جاکر اسد غازی کو کاندھے سے اُتارا اسد غازی نے قید
آہنی کو توڑ ڈالا اور جالنوس نے کسی نہ کسی کا گھوڑا الٹی چھین چھان کر لا دیا اسد غازی اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور
جالنوس ساتھ ساتھ ہوا چند قدم پر جاکے زنبیل عیاری بجائی فراق تو سبب ہدایت جالنوس گوش بر آواز کھڑے ہی
ہو رہے تھے جیسا کہ سابقاً گذارش ہو چکا ہے یہ تینوں بھاگ کر دوڑ پڑے اور بہت سے آفتاب پرستوں کو قتل کر کے صاف
اسد غازی کو نکالے لیے چلے گئے اسد نے جاکر دامن کوہ میں پناہ لی اور یہاں شاپور شیر دل نے ایرج سے کہا
کہ آپ بہت بیچ کیا کرتے تھے آخر تجھ سے کبھی کچھ نہیں ہو سکتا ہے تو تعمیل ارشاد کی اور اُس دیوانے کو جاکر پکڑ لایا

مگر کیا مفت میں میری محنت رائیگان ہوئی ہے افسوس صد افسوس کہ وہ دیوانہ صاف نکلا ہوا چلا گیا اور کوئی کچھ نہ بنا سکا ایرج
نے کہا کہ ارے تو ہی نے اُس عیار مکار کو پکڑ لیا ہوتا محنت تیری سوارت ہوجاتی شاہ پرزور نے کہا کہ واہ واہ دادا آپ کی
بھی کیا باتیں ہیں تو کیا کسی کی بھی یہ قدرت ہے کہ اُس عیار کو پکڑ لاسکے ارے صاحب یہ حضرت قران حبشی کا فرزند ہے
اور حضرت قران حبشی وہ شخص تھا کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانوں کو تہ تیغ کیا مگر کبھی پکڑا نہیں گیا ایرج نے کہا کہ واقعی یہ
بلا سے بے درمان ہے کہ صاف دن دہاڑے نکالے لیے چلا گیا اور جاتے وقت سبھوں کو آگاہ بھی کر دیا مصرع چہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لقاے بیچارہ راندۂ درگاہ اکبر
زرشتاہ آ پہونچا ایرج نے تمام سرداروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی سرحد لشکر تک گیا لقا کو
ساتھ لیکر آیا دعوت کی ایرج نے اپنا حال بیان کیا لقا نے اپنا حال بیان کیا آخر کار یہ صلاح ہوئی کہ اب طبل جنگ
بجوا دینا چاہیے اُسی وقت ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے فوراً لشکر ایرج تو جوانوں میں نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
جب یہ خبر لشکر بدیع الزمان اور داراب و خورشید میں پہونچی تو معاً اُن لشکروں میں بھی نقارۂ رزمی کڑکڑایا رات
بھر تیاری رہی صبح کو میدان کارزار میں صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال و قتال جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے
تو ایرج مرکب کو چمکا کر میدان کارزار میں آیا اور پکارا کہ ایہا الناس کیا بہادری اسی کا نام ہے کہ عیاروں کے ہاتھ بہادروں
کو گرفتار کرا لیتے ہیں واہ وا واہ شجاعت اسی کا نام ہے اور سپاہ گری اسی کو کہتے ہیں اگر تمہاری یہی ہمت ہے تو آج سے
شجاعت کا نام نہ لینا شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای ایرج ہمارا یہ طریقہ اور شیوہ نہیں ہے ہم
کیا جانیں اسد جانے ہمکو اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے ہم تو ہوا پر تختی پڑے رہے اور چہار طرف سے گھر رہے
مگر کبھی ایسا قصد نہیں کیا بلکہ داراب نے جس وقت اپنے عیاروں سے کہلا بھیجا کہ اسد کے عیار نے میرے عیار سے
پشتارہ ایرج کا چھین لیا ہے آپ اسد غازی سے کہکر مجھے دلوا دیجیے تو اسی وقت میں نے امید کو اسد غازی کے
پاس بھیجا معلوم ہوا کہ پشتارہ غائب ہو گیا یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ میں آپ کو نہیں کہتا جب داراب نے دیکھا کہ
ایرج کا روئے خطاب بدیع الزمان کی طرف نہیں ہے تو یہ خیال ہوا کہ یہ آوازہ مجھ پر ہے تو چلکر اس آفتاب پرست سے
سمجھ لے یہ خیال کرکے مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوا بعد تکاورزنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن ایک دوسرے پر
غالب نہ ہوا گرز بازی ہوئی اُسمیں بھی دونوں برابر رہے کہ دونوں ایک ہی اُستاد کے شاگرد تھے آخر کار نوبت شمشیرزنی
پہونچی شام تک تلوار چلا کی آخر کار ایرج داراب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور طبل بازگشت بجا کر اپنی فرودگاہ کو واپس گیا
جب لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو پھر آئے ایرج کے زخموں میں ٹانکے لگا کے گئے ارتال خونخوار نے لقا سے کہا
کہ ای خداوند آپ فکر نہ ہوں طبل جنگ بجوائیے میں ان سب کو مار ونگا اگلی ہستی کیا ہے اُسی وقت لشکر ایرج میں
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر ہرکاروں نے لشکر داراب و خورشید وغیرہ میں پہونچائی وہاں بھی کوس حربی
پر چوب پڑی رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان نبرد میں صف آرا ہوئے بعد صف آرائی کے جب
نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ارتال خونخوار لقا سے اجازت لیکر معرکہ آرا سے نبرد ہوا مبارز طلبی کی داراب
نے چاہا کہ ارتال خونخوار کے مقابلے کو جائے لیکن خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ ای داراب تم کل
لڑ چکے ہو آج تمہارا جانا مناسب نہیں داراب خورشید کے کہنے سے چپ ہو رہا خورشید مرکب کو اُڑا کر مقابل
ارتال خونخوار ہوا بعد تکاورزنی کے ارتال نے کہا کہ ای خورشید میں نے تو اس آپ کے دست کو طلب کیا تھا تو کیوں
آیا خورشید نے کہا ارے ارتال میرا اور داراب کا معاملہ واحد ہے تجھے میں آیا نہ داراب آیا کل وہ ایرج

مقابلہ کر چکا تھا آج میں تیرے مقابلے کو آیا ہوں ارتال نے کہا کہ خیر تو ہی پہلے تیرا فیصلہ کر لوں پھر داراب سے
سمجھ لونگا جو حربہ تیرے پاس ہو خورشید نے کہا کہ تو ہی پہلے وار کر کے اپنا حوصلہ نکال لے یہ سنکر ارتال نے خبردار
اور ہوشیار کہکے نیزہ اپنا خورشید پر مارا خورشید نے نیزہ اسکا رد کیا بس پھر تو نیزہ بازی ہونے لگی خورشید نے
چند طعنوں میں نیزہ اسکا نکال دیا ارتال نے تلوار اٹھائی خورشید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ خورشید
کی تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جیسے ہی تلوار نزدیک پہونچی سپر کو تو ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر
جا جھولا اور بہت ہی پھرتی سے پنجۂ بالی کو دراز کر کے تلوار کو تھپکی دی کہ تلوار پٹ پٹی قبضے پر ہاتھ ڈال دیا زور اور
کشاکش ہونے لگی خورشید نے چاہا کہ ہاتھ اسکا مروڑ کر تلوار چھین لے لیکن ممکن نہ ہوا خوب ہی زور ہوئے کہ
گھوڑے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے اور ہانپنے لگے اکثر لوگ پکار اٹھے کہ صاحبان بے زبانوں نے تمھارا کیا ہے
مرکبوں سے نیچے اتر پڑو کہ انکی تو جان بچ جائے یہ سنکر دونوں مرکبوں سے کود پڑے اور دامن گردان کر آستین چڑھا کر
ایک دوسرے پر دوڑا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی ہوا کی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ خورشید نے ارتال کو زیر کیا اور
اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اور دہ دین ستارہ پرستی اختیار کر ورنہ تجھے مار ڈالونگا ارتال نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا
الا کہ جان میری خداوند لقا پرستار ہوں بھلا لقا کے سوا دوسرے کو لائق خدائی اور پرستش کے نہیں جانتا یہ سنکر
خورشید آگ بگولا ہو گیا اور چھاتی پر سے اتر کے ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبا کر اور دوسرے پاؤں کو ہاتھ
سے پکڑ کر پوری قوت سے جو ایک جھٹکا دیا تو سر میں سے تا بناف شق ہو گیا دوسرے جھٹکے میں تا بسینہ اور تیسرے
جھٹکے میں برابر دو حصے کر دیے اور ایک ٹکڑا ایک طرف دوسرا ٹکڑا دوسری جانب پھینکا ایک شور و غل بلند ہوا
کہ خورشید ستارہ پرست نے ارتال کو چیر ڈالا ایرج طبل بازگشت بجوا کر داخل خیمہ ہوا اور لقا سے بے لقا نے کہا
کہ کچھ عجب طرح کا امر ہے عقل حیران ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں جب سے یہ ستارہ پرست آیا ہے ناک میں دم ہو گیا ہے
اس طرح سد راہ ہوا ہے کہ میرا کچھ زور نہیں چل سکتا اور کسی طرح ان خدا پرستوں پر دسترس نہیں چلتا کہ انکا کام
تمام کروں ہر چند ذہن لڑاتا ہوں اور عقل دوڑاتا ہوں مگر کوئی بات ذہن میں نہیں آتی اور کوئی تدبیر صائب
نظر نہیں آتی دیو چہر عیار سامنے کھڑا ہوا تھا اسنے عرض کیا کہ اگر میں اجازت پاؤں تو جا کر ابھی اس ستارہ پرست
کو باندھ لاؤں ایرج نے کہا کہ اگر تو اس کام کو انجام دے سکے تو کیا مضائقہ ہے جا شہر اعظم تیرے ارادے میں
برکت دے دیو چہر رخصت ہو کر لشکر خورشید ستارہ پرست میں آیا دن بھر تو اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر میں
پھرا کیا اور موقع عیاری کا سوچا کیا رات کے وقت جب کہ خورشید اپنے خیمے میں جا کر سو رہا تو یہ پشت خیمہ
سے نقب زنی کر کے خورشید ستارہ پرست کے خیمے میں پہونچا دیکھا کہ خاصبردار اور خدمتگار وغیرہ گرد پلنگ
کے پہرا دے رہے ہیں شمعدان سے موم کافوری روشن ہیں بس جیب پر ہاتھ ڈالا اسنے بیہوشی نکالکر ایک تنگہ میں رکھکر
شمعوں کی لو پر مارا کہ دھواں اٹھا اور دھواں انکا خاصبرداروں اور خدمتگاروں کے دماغ میں جو دھواں گیا
سب کے سب بیہوش ہو کر گرے دیو چہر نے بتی شمعوں کی بجھا دیں اور ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام
تھی اسے رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہو جائے اور پلنگ کے برابر جا کر دارو سے بیہوشی کنچہ عیاری میں رکھ کے
خورشید کی ناک سے نیچے عیاری کو ہلا دیا جب خورشید نے ادھر کی سانس لی اور دارو سے بیہوشی دماغ کو چڑھی
فوراً خورشید کو چھینک آ گئی اور آنکھ کھل گئی تکیے سے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا دیو چہر تو چھینک کے آتے ہی پلنگ
کے نیچے ہو رہا تھا جب خورشید نے کسی کو نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھ کے آنکھیں بند کر لیں اسی وقت بیہوش ہو گیا

پس جب دیو چہر حلقہ ہاے کمند مین کرکے پشتارہ باندھ کر اُسی نقب کے راستے سے روانہ ہوا اور صبح ہوتے ہوتے
بارگاہ ایرج مین داخل ہوا وہان ایرج کو شب بھر نیند نہ آئی تھی انتظار دیو چہر مین بیٹھا ہوا تھا کہ دیو چہر سامنے سے
نمودار ہوا ایرج کو سلام کیا اور پشتارہ سامنے رکھدیا کہ خداوندا یہ خورشید حاضر ہی یہ سنکر ایرج فرط مسرت سے
اُچھل پڑا اُسی وقت دیو چہر کو خلعت دیا اور حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور خورشید کو غل و
زنجیر مین گرفتار کیا بعد اُسکے ایرج نے حکم دیا کہ اس ستارہ پرست کو ہوش مین لاؤ کہ اپنے کردار کی سزاے بد پاے
دیو چہر نے بموجب حکم فتیلہ رفع بیہوشی دیا خورشید کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ گرفتار غل و زنجیر بارگاہ ایرج مین کھڑا ہوا ہی نہایت
دل ملول اور آزردہ خاطر ہوکر ایرج سے کہا کہ ای ایرج کیا اسی طرح دلاور شجاع بہادرون سے سلوک کرتے ہین
جو تو نے کیا باوجود اسکے کہ مین نے تیرے ساتھ بہت بڑا احسان کیا تھا کہ عیار اسد غازی تجھے پکڑے لیے جاتا تھا
مین نے اُس سے چھین لیا اور پھر اسد کس کس طرح تجھے مانگا کیا مگر مین نے نہ دیا اور تجھے چھوڑا دیا مگر تو نے
اُسکے عوض مین میرے ساتھ یہ مکر کیا کہ مجھکو میری خوابگاہ سے چروا منگایا ایسے افعال قبیح بہادرون کی
شان سے بہت بعید ہین ایرج نے کہا کہ ای خورشید تو مانع قتل خداپرستان ہوتا ہی اس واسطے تجھے گرفتار کیا
تا استیصال اہل اسلام تجھے قید رکھونگا اور اس امر سے اطمینان رکھ کہ مین تجھے کسی طرح کی ایذا نہ پہونچاؤنگا
جس وقت کہ ان اہل اسلام کا کام تمام کرلونگا اُس وقت تجھے چھوڑ دونگا یہ سنکر خورشید ستارہ پرست نے
کہا کہ ای ایرج تو انتہا کا بزدلا اور بےغیرت ہی تو نے نامردی و مردانگی کا خراب کیا کوئی حرکت تیری
قابل تحسین و آفرین نہین ہی جو حرکت تیری ہی وہ نامردون کی ہی تجھسا نامرد اور بےحمیت اور بزدلا شاید ہی دنیا
کے پردے پر کوئی ہوگا جسے زبردست پایا اور جس سے تاب مقاومت نہ لاسکا اُسے اسی طرح پکڑوا بلوایا
ارے او نامرد و بےحمیت اول تو تو نرالا ہی ایسے شخص کے ساتھ وہ نالائق حرکت کی کہ ایک ادنے زنگی بچے
کے واسطے تو نے اُس شاہزادہ عالیقدر پر کوڑا اتارا تو پھر اُسکے عوض مین تدا اسد غازی نے تجھپر دو کوڑے برسا
کر کھال تیری اُدھیڑ دی دوسری حرکت بیہودہ یہ ہوئی کہ بدیع الزمان اور جمیل بابہرو کو حالت زخمداری مین
تکلیف دہی کا قصد کیا اور اب بھی خواہ مخواہ تو اُن لوگون کے قتل کا درپی ہی مگر تائید غیبی اُن سب کے شامل
حال ملال ہی اس سے وہ سب بچ جاتے ہین اور تو اُنکا کچھ نہین بنا سکتا تیسری نالائق حرکت یہ کی کہ مجھے
چُروا منگایا اب اس سے زیادہ کونسی نالائقی ہوگی اور تجھسے زیادہ کون نامرد ہوگا لعنت ہی تیری حمیت اور
دلاوری پر القصہ خورشید نے سب کچھ کہا مگر ایرج شربت کے ایسے گھونٹ پی پی کر خاموش ہو رہا بعد اُسکے
حکم دیا کہ اسے زندانخانے مین بھیجا کر قید کرو بختیارک نے کہا کہ ای ایرج اسے قید رکھنا مناسب نہین ہی بلکہ
اسے قتل ہی کر ڈال تو اچھا ہی اس وقت اسنے وہ سخت کلمات کہے ہین کہ مین کانپ اُٹھا اگر تیرا لحاظ
مانع نہ ہوتا تو مین اثناے کلام ہی مین اس ستارہ پرست کو ایک ہاتھ ایسا مارتا کہ یہ ہلاک ہو جاتا ایرج
نے کہا کہ ملک جی مین بھی تو اسکا ممنون ہون تم اس امر مین دخل نہ دو یہ امر مجھسے ہرگز سرزد نہ ہوگا اور یہ بیجا حرکت
ہرگز مجھسے وقوع مین نہ آئیگی اور خورشید ستارہ پرست کو زندانخانے مین بھجوا کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
اُسی وقت بموجب حکم ایرج نوجوان نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور ایرج نے افسران فوج کو بلوا کر حکم دیا
کہ آج شب بھر بہت اچھی طرح کل فوج چست و چالاک کرلو اور اسباب جنگ خوب درست کرلو کہ کل صبح کو مین ان
خداپرستون کا کام ضرور تمام کردونگا جب یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی اور کل

ارادہ یورش کا ہی تو بدیع الزمان نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ افسوس زخم تو میرا اچھا ہو گیا ہی مگر ابھی اتنی طاقت مجھ مین
نہین آئی کہ اس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کر سکونگا اُدھر طہماس اور عجیل نے بھی یہی کلمہ کہا کہ ہم مین
بھی ابھی پوری طاقت نہین آئی مگر خیر نقارۂ رزمی بجوا دینا چاہیے اور رجوع الی اللہ کرنا چاہیے اس آفتاب پرست
سے عاجزی یا فرار کرنا ہمارے مرتبے اور عزت کے بہت خلاف ہی اُسی وقت بدیع الزمان نے طبل جنگ بجوا دیا
اور وضو کر کے سب نے نمازین پڑھین بعد فراغ نماز سب کے سب دعا و زاری مین بدرگاہ جناب باری مصروف ہوئے
چار پہر رات مناجات و دعا مین بسر ہوئی علے الصباح ایرج زیر کوہ آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو آج تک
تو تم بچتے چلے آئے مگر آج تم سب کو ضرور قتل کر دونگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملکہ قمر چہر بھی اپنے برآمدے
پر بیٹھی ہوئی یہ رنگ دیکھ رہی تھی اور کمال درجہ تڑپ تڑپ کر اور بلک بلک کر دعائین مانگ رہی تھی کہ ای پروردگار عالم
تو ہی ان اہل اسلام کا حافظ و نگہبان ہی اور تیری ہی جانب رجوع ہی خداوندا جلد امیر حمزۂ صاحبقران
کو روانہ کر کہ وہ ان دکھیارون کی کمک کرین ابھی یہ دعا ملکہ قمر چہر کی تمام نہ ہوئی تھی اور ایرج پہاڑ پر
جانے نہ پایا تھا قصد کرتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ یکایک تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز طبل سکندری کی زمین
و آسمان کو ہلانے لگی آواز طبل سکندری سنکر خواجہ عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ قمر چہر لاکھ لاکھ اور کرور کرور
شکر ہی خداوند عالم کا کہ امیر کشور گیر آ پہونچے ای ملکہ تم ذرا کان لگا کر سنو تو دیکھو تو وہ آواز طبل سکندری
کی آ رہی ہی اور وہ تتق گرد و غبار کا اٹھ رہا ہی یہ سنکر ملکہ قمر چہر فرط مسرت سے اُچھل پڑی اور کہا کہ ای خواجہ عمرو
تمھین میرے سر کی قسم سچ کہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ تمھاری بھی عجب باتین ہین ارے عیان راچہ بیان تم ذرا
نظر دوڑا کر دیکھو تو اور کان لگا کر سنو تو وہ تتق گرد بلند ہوتا آتا ہی اور وہ آواز طبل سکندری کی آ رہی ہی ابھی
یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر امیر حمزۂ صاحبقران قریب آ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ دیکھو یہ لشکر ای
امیر حمزۂ صاحبقران کا ملکہ نے کہا کہ کہان کہان ارے مجھے امیر حمزۂ صاحبقران کو تو دکھا دو خواجہ عمرو
نے کہا کہ گھبراؤ نہین دیکھو یہ صاحبقران ہین یہ فلان سردار ہی یہ فلان افسر ہی غرض کہ ہر ایک افسر و سردار
کو مع صاحبقران ملکہ قمر چہر دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ خدا اُس شہریار کو بھی لاے تو مین
اس خاندان عالیشان مین شریک ہون اور آسمان کی طرف دیکھکر کہا کہ ای پروردگار عالم دو مہینے
ہو چکے ہین کہ اُس شہریار عالی وقار کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی تو چاہیے تو وہ یہان تک پہونچ جاے اور
آنکھون سے علے التسلسل اشک حسرت جاری تھے خواجہ عمرو نے تسلی و تشفی دی کہ ملکہ گھبراؤ نہین خدا
کو یاد کرو امیر حمزۂ صاحبقران کو تو خدا نے بھیجا نور الدہر بھی عنقریب آیا چاہتا ہی تم گھبراؤ نہین مضطر و پریشان
نہ ہو مگر ایرج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ صاحبقران آ پہونچے تو گھبرا کر ادھر سے بھاگا اور ادھر سے اسد بن
کرب غازی نے جو سنا کہ ایرج پہاڑ پر گیا ہی تو اپنے قزاقون سمیت لشکر ایرج پر گرا قتل و غارت کرنا شروع کیا
خورشید ستارہ پرست کو زندانخانے سے رہا کیا ابھی اسد قتل و غارت مین مصروف تھا کہ عمر خام نے آ کر
خبر دی کہ ای اسد خبردار ہو جاؤ حضرت امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران عالیشان آ پہونچے اور ایرج پہاڑ سے
پھرا ہوا آتا ہی بس یہ سنکر خورشید کو لشکر خورشید کی طرف روانہ کیا اور خود خیمہ ڈیرہ جلا کر اسباب لشکر لوٹ کر جانب
کوہستان روانہ ہوا اور دیو چہر نے آ کر ایرج کو خبر دی کہ اسد خورشید کو آ کر چھڑا لیگیا جلد چلیے ایرج یہ خبر سنکر
بہت آزردہ ہوا اپنے دل مین کہا کہ افسوس صد افسوس مفت مین خورشید سے بھی ندامت ہوئی اور وہ مطلب بھی

نہ حاصل ہوا مگر اب دور چلنا چاہیے شاید اسد مل جائے یہ باتین اپنے دل سے کرکے جانب لشکر آیا دیکھا کہ خیمون مین
آگ لگی ہوئی ہے لاشون کے انبار لگے ہوئے ہین یہ دیکھتا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا اور وہان بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی
حضرت امیر کشورگیر داخل بارگاہ ہوئے بدیع الزمان و عجیل ماہرو و طہماس بہرام سب پہاڑ پر سے اُتر کے حاضر خدمت
صاحبقران ہوئے شرف قدمبوسی سے مشرف ہوکے امیر نے حال شاہزادہ نورالدہر کا استفسار کیا بدیع الزمان
نے رو رو کر حال نورالدہر کا بیان کیا پھر از سر نو ماتم نورالدہر کا برپا ہوا سبھون نے گریبان چاک کیے گریہ و زاری
اور نوحہ و بیقراری شروع ہوئی ہاے نورالدہر اور ای نورالدہر کا غل بلند ہوا ملکہ قمر چہرہ نے عمرو سے پوچھا کہ
خواجہ یہ شور و غل کیسا بلند ہوا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ بارگاہ صاحبقران مین نورالدہر کا ماتم ہو رہا ہے یہ سنکر
قمر چہرہ بھی رونے لگی حال اپنا بہت تباہ کیا عمرو نے سمجھایا اور تسلی دی کہ ای ملکہ گھبراؤ نہین ذرا دل کو ٹھہراؤ بیقراری کو
کم کرو خدا نے چاہا نورالدہر ایک ہی آدھ دن مین آیا چاہتا ہے اور اُن لوگون کے حال پر خیال نہ کرو اسلیے کہ اُنکی تو اولاد
ہے اولاد کا دم بھر آنکھ سے اوجھل ہونا قیامت برپا کر دیتا ہے نہ کہ اتنے دن ہو گئے اگرچہ وہ سب بھی ضرور واقف ہونگے
کہ نورالدہر سلامت ہے اسلیے کہ لشکر بدیع الزمان اور صاحبقران مین بڑے بڑے کامل اہل نجوم موجود ہین ضرور
اُنھون نے حالات نورالدہر بقاعدۂ رمل دیکھکر بیان کر دیے ہونگے مگر پھر بھی باپ اور دادا کی محبت ہے یہان تو
باتین ہو رہی تھین اور وہان داراب کشورکشا گریبان چاک منہ پر خاک خدمت با سعادت امیر مین حاضر ہوا
داراب کے آنے سے اور بھی زیادہ ماتم برپا ہوا بعد ادائے رسم تعزیت داراب نے کہا کہ حضور اطمینان رکھین
مین نے اہل نجوم سے حال شاہزادہ نورالدہر کا دریافت کیا تھا نورالدہر زندہ اور صحیح و سلامت ہے جو دن کی دیر
ہے وہ ہے امیر نے کہا کہ ای داراب اندھا جب پتیاے جب دو آنکھین پاے نورالدہر کو آنکھون سے دیکھ لون
تو قرار آئے داراب نے کہا کہ اچھا حضور کے لشکر ظفر پیکر مین بھی تو بڑے کامل نجومی خواجہ بزرگ امید موجود ہین
اُنسے بھی بُلاکر پوچھیے اُسی وقت امیر با توقیر نے خواجہ بزرگ امید کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے تو اُنسے حکم کیا
کہ ایک ذرا نورالدہر کا حال تو ملاحظہ فرمائیے اُسی وقت خواجہ بزرگ امید نے زائچہ کھینچکر حال نورالدہر معائنہ کیا
اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار آپ ہر طرح مطمئن رہیے نورالدہر زندہ و سلامت ہے اور عنقریب اُسکی خبر صحت
و سلامتی آیا چاہتی ہے ہنوز یہ باتین تمام نہ ہوئی تھین کہ عمرو معدیکرب صاحبقران کے سامنے دست ادب بستہ حاضر ہوا
اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار ایک سوار سر سے پاتک گرد و غبار مین اٹا ہوا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہین دور سے چلا آتا ہے
مگر آثار سروری و سالاری چہرے سے ظاہر و باہر ہین دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا اجازت حضوری کا امیدوار ہے اور
کہتا ہے کہ مجھے امیر کشورگیر شہریار عالیوقار سردار مسلمانان حضرت امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان سے کچھ مطلب ضروری
عرض کرنا ہے امیر نے فرمایا کہ اچھا بلاؤ کیا مضائقہ ہے یہ سنکر پہلوان عادی باہر گیا اور اپنے ساتھ لیکر اُس جوان کو بارگاہ
کے اندر لایا اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا امیر با توقیر نے جو اُسکے چہرے پر نظر کی تو واقعی آثار سروری اُسکے چہرے سے
نمودار تھے اپنے قریب بُلاکر پوچھا کہ ای بھائی تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کیون آیا ہے اُس جوان نے عرض کیا کہ ای
شہریار عالیوقار مین شہرالنوریہ کا شاہزادہ ہون منصور شاہ میرا نام ہے النور شاہ بادشاہ شہرالنوریہ کا فرزند ہون
اور شاہزادۂ عالم و عالمیان نورالدہر عالیشان کے پاس سے آتا ہون یہ سنتے ہی امیر فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے
اور اُس جوان کو گلے سے لگا لیا کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا منصور شاہ سلام کرکے اُس کرسی پر بیٹھ گیا امیر نے فرمایا کہ
ای منصور شاہ جلد حال نورالدہر کا بیان کرو منصور شاہ نے کل کیفیت شاہزادۂ والا قدر کی بیان کی اور کہا کہ

ای شہریار عالیوقار شاہزادہ عالیجاہ بہت قریب آگئے ہین مجھے حکم ہوا ہی کہ مین پہلے جاکر خبر نورالدہر والا قدر کے آنے کی
عرض کرون یہ سنتے ہی امیر باتوقیر نے دوبارہ اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای منصور شاہ حقتعالے جلشانہ تیری عمر دراز
مین برکت دے کیا مژدہ جان بخش اور روح افزا اس وقت تو نے سنایا ہی بعد اُسکے بدیع الزمان عالیشان اُٹھکر
بغلگیر ہوے بعد اُسکے اسد نے معانقہ کیا پھر تو ایک ایک سردار اپنی اپنی جگہ سے اُٹھتا تھا اور منصور شاہ سے معانقہ
کرتا تھا پیشانی کے بوسے لیتا جاتا تا اینکہ منصور شاہ گھبرا گیا امیر نے فرمایا کہ بھائیو اب بیٹھنے بھی دوگے یا نہین یہ سنکر لوگ
ساکت ہوے امیر نے طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت نقارہ شادمانی پر چوب پڑی داراب نے عرض کیا کہ ای
امیر کشورگیر میرا آنا مبارک ہوا کہ خبر صحت نورالدہر عالیقدر کی پہونچگئی اور آپ خوش و مسرور ہوئے حقتعالی مبارک کرے
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ہان داراب سچ ہی خدا تمھین بھی مبارک کرے لیکن اُسکے خواجہ زادون کو بہت کچھ انعام و اکرام
دیا منھ اُنکا موتیون سے بھر دیا سب کے سب کمال خوش و مسرور ہوئے ملکہ قہرچہر تو دمبدم آکر دیکھتی ہی تھی اُنکی مرتبہ
جو آکر دیکھتی ہی تو پایا تو ماتم ہو رہا تھا آوازہ خوشی بلند ہونے لگا طبل شادمانی کی آواز آنے لگی ہر چہار طرف ناچ اور راگ
رنگ نظر آیا حیران ہوکر خواجہ عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ معرکہ کیا ہی ابھی تو صدائے ماتم بلند تھی ہر ایک رو رہا تھا
آنسوون سے منھ دھو رہا تھا دفعتہً آوازہ خوشنودی بلند ہونے لگا طبل شادمانی بجنے لگا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ خدا کا
شکر کرو معلوم ہوتا ہی کہ خبر نورالدہر کے آنے کی ملی ہی اس سبب سے شور تہنیت بلند ہی یقین ہی کہ کل تک وہ شہریار بھی
آجائے ملکہ قہرچہر نے کہا کہ خواجہ تمھارے منھ مین گھی شکر خدا ایچنین کند ای خواجہ انشاءاللہ اُسے صحیح و سلامت دکھادے تو
دل کو چین آئے خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ اب تم یقین ہی جانو کہ نورالدہر آہی پہونچا ہی اور صحیح و سلامت ہی مین تو
کہتا ہی تھا کہ یہ اولاد صاحبقران ہی گو کیسے ہی سخت مصائب مین مبتلا ہو مگر پھر صحیح و سلامت رہتی ہی کوئی گزند اُنکو نہین
پہونچتا فضل خدا ہر وقت شامل حال رہتا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان اسد غازی بارگاہ سے نکلکر جب
گھوڑے پر سوار ہوکے نورالدہر کی خدمت مین روانہ ہوا اثنائے راہ مین ملاقات ہوئی صورت دیکھتے ہی نورالدہر
اور اسد دونون مرکبون سے اُتر پڑے اور بغلگیر ہوئے اسد قدمون سے نورالدہر کے لپٹ گیا نورالدہر نے سر
اُسکا قدمون سے اُٹھاکر چھاتی سے لگا لیا اور حکم دیا کہ آج خیمے ہمارے یہین نصب کرو بموجب حکم اُسی وقت خیمے نصب ہوئے
لشکر اُتر پڑا نورالدہر اسد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمہ خاص مین داخل ہوا نورالدہر نے اپنی کیفیت مجملاً بیان کی
اسد نے اپنی کیفیت مختصراً گذارش کی ایرج کا حال عرض کیا کہ بھائی صاحب مین نے سنا تھا کہ اس بزاز بچے نے حضور کے
دشمنون پہ کوڑا مارا تھا تو اُسکے عوض مین نے اُس مردود کو گرفتار کروا کے اسقدر کوڑے لگائے کہ بند بند اُسکا شق ہو گیا
نورالدہر نے کہا کہ بھائی مجھے مطلق خبر بھی نہین ہوئی کہ کسنے کوڑا مارا ایرج نے کیا حرکات ناشائستہ کی مین تو ایسا بیخود
و مدہوش ہو گیا تھا کہ اپنے آپ کی بھی خبر نہ تھی خبر جو کچھ سنئے کیا خوب کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب مین نے تو کوئی
دقیقہ اُسکی ہلاکت کے لیے باقی نہین رکھا مگر یہ کہیے کہ زندگی تھی جو بچ گیا یہ باتین اسد اور نورالدہر مین ہو رہی تھین
کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی پہونچگئے شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان کی صورت دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اُٹھکھڑا ہوا سلام کرکے
باپ کے قدمون پر سر رکھدیا بدیع الزمان نے سر اُسکا قدمون سے اُٹھاکر چھاتی سے لگا لیا اور دونون باپ بیٹے خوب گلے لگکر
روئے بعد اُسکے نورالدہر نے عرض کیا کہ قبلہ کعبہ مین تو خود ہی حاضر ہوتا تھا آپ نے کیون زحمت و تکلیف گوارا فرمائی
بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا محبت پدری نے جوش مارا صبر نہ ہوسکا دل نے نہ مانا ای بیٹا تمھین نے ہمین کہین کا نہ رکھا اگر دو چار روز
اور نہ آتے تو ہم بالکل تمام تھے اور پھر اس باجی بزاز بچے محسن کش نے زیادتیان کین وہ تو کین میرے ساتھ وہ سلوک کئے

کہ خیر میرا ہی دل مرے اُٹھاتا ہی نورالدہر نے کہا کہ خیر حضور دیکھا جائیگا وہ مردود جاتا کہان ہی دیکھیے تو کیسی سزا اسکو
دیتا ہون کہ عمر بھر یاد کرے الغرض شب بھر تو وہین قیام کیا صبح کو کوچ کرکے خدمت امیر کشورگیر مین روانہ ہوئے ادہر یہان
ایرج بھی نورالدہر کی سواری دیکھنے کے لیے سرحد لشکر پر آکے کھڑا ہوا اب کوئی پہر بھر دن چڑہا ہوگا کہ یکایک ایک
شق گرد و غبار کا سامنے سے نمایان ہوا کہ جسنے سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی تو پہلے سات سو
علمہاے زرفشان کہ جنکے عکس سے آفتاب شرمندہ پھر پھرے تمام مرصع کار علمداران مرصع پوش ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے
کہ جنکے جھولین مرصع کار چڑھی ہوئی تھین پیدا ہوئے اور کمال زرق برق سے نکلگئے بعد اُسکے ہتھنالین منقش بالین
قیچیان بالون کی شکل کے ڈھلے نفیر کی آواز بلند ہوتی ہوئی سامنے سے گذر گئے بعد اُسکے سقے پانی کی لنگیان
باندھے ہوئے گلاب اور کیوڑہ پانی مین ملا کر چھڑکتے ہوئے نمودار ہوئے اور پیچھے سواران زرین پوش زرین کمر
مرکبان تازی و ترکی پر سوار و دو سانٹین طلائی بالکڑورین اور چوبداریان ہاتھون مین لیے ہوئے ہر ایک گھڑ چڑھے
کے ساتھ ساتھ خاصبرداران خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے سرخ پگڑیان سرون پر باندھی ہوئین سر کے تحت الحنک
کے چھوٹے ہوئے نمودار ہوئے بعد اُسکے دیکھا کہ نورالدہر عالیقدر ایک مرکب صبا رفتار و شبدیز خرام زرین پوش
پر سوار سعادت شاہ اور انور شاہ آگے آگے سواری کا انتظام کرتے ہوئے اور ایرج تاج بخش داہنی جانب اور
عفریت دیوانہ بائین جانب جلوداری مین حاضر باشوکت تمام بعظمت و جبروت مالاکلام مع اسد غازی اور
بدیع الزمان دکھائی دیا ایرج یہ شوکت و عظمت و جلالت دیکھکر متحیر ہوگیا اپنے دل مین کہتا تھا کہ معلوم نہین نورالدہر
کو یہ عظمت و شوکت کہان سے میسر آئی ادہر اُدہر ملکہ قمر چہرہ نے جو جلوس سواری کا دیکھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ دیکھو تو
یہ کسکی سواری آتی ہی خواجہ نے جھک کر پردہ کے اندر سے جو دیکھا فرط مسرت سے اُچھل پڑا ملکہ قمر چہرہ سے کہا کہ ای ملکہ جلد سجدہ
شکر کرو نورالدہر آپہونچا ملکہ نے اُسی وقت سجدہ شکر کیا اور جلدی سے ہاتھ دھو کر جہان سے نورالدہر کو دیکھا کرتی تھی اُسی
بیٹھی کہ اس اثنا مین نورالدہر کی سواری بھی قریب آگئی جیسے ہی ملکہ کی آنکھ نورالدہر پر پڑی بے قابو ہوکر بلائین لینے لگی
اور نورالدہر بھی انکھیون سے دیکھکر مسکرادیا اگرچہ باپ ساتھ ساتھ تھا اس سبب سے ادہر نہ دیکھ سکا مگر پانی کے بہانے
ٹھہر گیا اور اسد سے اشارہ کیا کہ تم طہماس اور بدیع الزمان کو لیکر آگے بڑھو مین آتا ہون اسد طہماس اور بدیع الزمان
کو لیکر آگے بڑھ گیا دونون عاشق و معشوق ایک دوسرے کو دیکھکر شاد ہوئے اشارون مین باتین ہونے لگین بڑی دیر
تک نورالدہر وہان کھڑا رہا آتش ہجر کو آنسوون سے بجھایا کیا دونون کا ایک حال تھا وہ دعا دیتی تھی یہ صدقے ہوتا تھا
وہ کہتی تھی کہ ای آرام جان حزین وای صبر و قرار دل اندوہگین تمنے تو ہمین کہین کا نہ رکھا تھا اگر دو چار روز اور نہ آتے تو
ہمارا کام تمام تھا ای شاہزادے تمہاری آتش ہجر نے تو دل کو پھونک دیا جگر کو کباب کر دیا شاہزادہ کہتا تھا کہ ای ملکہ تیرا
میری کچھ خطا نہ تھی امور تقدیری اور گردش زمانہ سے مجبور ہو گئے ہمپر بھی وہ وہ مصیبتین گذر گئین اور وہ وہ حالات
گذر گئے کہ اب جنکے بیان کرنے سے شعلے نکلتے ہین اور زبان جلتی ہی مگر ہزار شکر ہی خدا کا کہ پھر صحیح و سلامت تمکو آکر دیکھ لیا
ای ملکہ خدا تمکو صحیح و سلامت رکھے کہ تمہاری زندگی سے میری زندگی وابستہ ہی ہر وقت اور ہر لحظہ دل سے یہی کہتا تھا
کہ خداوندا یہ سب مصائب آسان ہین اگر انکا انجام ملکہ قمر چہرہ کا دیدار ہو خدایا اس سے زیادہ سختی ہو تو وہ بھی سہل ہی
جو دیدار یار میسر ہو جاے غرض جب خوب اشارہ اشارا ہوچکا اور راز دل اشارون مین ادا ہوچکے تو نورالدہر خدمت
صاحبقران مین حاضر ہوئے اور سلام کرکے قدمون پر گر پڑے امیر نے سر نورالدہر کا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی سے لگایا
پیشانی پر بوسہ دیا استفسار حال کیا نورالدہر نے کل حال ابتدا سے انتہا تک گذارش کیا بعد اُسکے سعادت شاہ و انور شاہ

وایرج تاج بخش وغیرہ جو نورالدہر کے ساتھ تھے اُنکو قدمبوس کرایا امیر نے سبھون سے معانقہ کیا مزاج پرسی کی نہایت
عطوفت اور شفقت سے پیش آئے سبھون کا حال استفسار کیا نورالدہر نے سب کی حقیقت حال سے مطلع کیا ابھی یہان
یہ باتین ہو رہی تھین کہ اسی اثنا مین تورج ماہ پرست بمعیت چار لاکھ سوار کے صیقول اور عیقول کو لیے ہوئے آیا اور ہشت
ہفت منظر کے مقام کیا اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ عیقول ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہو گیا تھا تورج ماہ پرست
اُسے غل و زنجیر مین گرفتار کرکے ملکہ قمر چہر کے لینے کے لیے آیا ہے عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایک اور دیوانہ نمودار ہوا
سمجھا کہ یہ بھی ملکہ قمر چہر کے عشق مین مبہوت ہو گیا ہے اور کوئی شخص فوج لیکر اس دیوانے کو اسکی معشوقہ سے ملانے آیا ہے
یہ سوچ کر ملکہ سے کہا کہ لو ملکہ ایک اور چاہنے والے تمھارے پیدا ہوئے بفضل الٰہی اب آپ کے عشاق کی تعداد دن
بڑھتی ہو رہی ہے اب کیا ہے ملکہ نے کچھ تیوری چڑھا کر کہا کہ نا خواجہ تمھین تو ایسی دل لگی نہ چاہیے خواجہ نے کہا کہ نہین ملکہ
تمھارے سر کی قسم مین سچ ہی کہتا ہون دل لگی نہ سمجھو اور جو تمھین یقین نہ ہو تو تم خود ایک ذرا اُچک کر دیکھ لو یہ سنکر ملکہ برابر
پر آئی اور جھانک کر دیکھنے لگی جب نظر ملکہ کی عیقول پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص غل و زنجیر مین گرفتار دست بستہ اور مربوط
بیٹھا ہوا ہے ملکہ نے اُسے دیکھکر خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ واہ اسی کو تم کہتے تھے کہ اس بندی کا چاہنے والا پیدا ہوا ہے
ای خواجہ مین تو کبھی اس صورت کا جانور بھی نہ پالون اور علاوہ اسکے اس ایسے دو لاکھ اور صدقے کرون تو نقش پا
نورالدہر پر نثار کرتی ہون مین تو لاکھ جان سے نورالدہر کے قدم پر نثار ہونا فخر سمجھتی ہون خداوند عالم سوا
نورالدہر کے کسی اور کے پہلو مین بیٹھنا نصیب نہ کرے حق سبحانہ تعالےٰ ایک بار پھر نورالدہر کا دیدار جلد
عنایت کرے مجھکو سوا اُس عالیجناب کے اور کسی سے کام نہین ہے ای خواجہ خدا اُس دن کو مجھے زمین کا پیوند کرے
جس دن اور کسی کا پہلو دیکھنا بدا ہو خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ جب تک مین زندہ ہون مجال ہے کسی کی جو تمھاری طرف نظر
اُٹھا کر دیکھ بھی سکے حق سبحانہ تعالےٰ بہت جلد نورالدہر کے پہلو مین تمھین بیٹھنا نصیب کرے ملکہ نے کہا کہ خواجہ تمھارے
منھ مین گھی شکر ای خواجہ اب ہجر مین تاب مفارقت باقی نہین ہے اور صدمہ ہجر اُٹھانے کی تاب نہین ہے اب کہین جلد اس
دیو حرامزادے کو مار کر مجھکو نورالدہر سے ملا دو عمرو نے کہا کہ ملکہ دو چار روز اور صبر کرو مین اس دیو کا کام تمام کیے
دیتا ہون اسکا مار ڈالنا کچھ بات نہین ہے مگر کوئی امر مشغول پاؤ تا یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور اُدھر
کیوان فلک رفعت کو نورالدہر کے آنے کی خبر ہوئی اُسی وقت مع فوج و لشکر سوار ہوکر خدمت امیر گیتی گیر
مین روانہ ہوا امیر باتوقیر نے کیوان فلک رفعت کے آنے کی خبر سنکر سرداران لشکر کو استقبال کے واسطے روانہ کیا
وہ سب جاکر بعزت و حرمت تمام کیوان فلک رفعت کو خدمت امیر باتوقیر مین لائے کیوان نے نہایت ادب
سے سلام کرکے قدوم میمنت لزوم صاحبقران کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے معانقہ کرکے جواہر نگار کرسی بیٹھنے کو دی
اور پوچھا کہ ای کیوان یہ کیا غلغلہ ہے کیا ہنگامہ ہے کہ ہزارون عشاق ملکہ قمر چہر مجتمع ہین آخر تم تو اپنے دل کی بات کہو
کہ آخر اپنی بیٹی کو کسکے ساتھ منسوب کیا ہے اور کسکی طرف نظر ہے کیوان نے کہا کہ حضور تمام زمانہ مجتمع رہے اور ساری خلقت
امنڈ آئے مگر مجھکو کیا مین تو قمر چہر کو شاہزادہ نورالدہر کی کنیزی مین کب کا دے چکا جس وقت ایرج یہان آیا تو
اُس وقت اُسنے مجھے گرفتار کرکے جبراً قہراً اقرار نامہ لکھا لیا مین نے بخوف جان اقرار نامہ لکھ دیا اور اگر یہ امر بخوف
جان نہ ہوتا تو جب قبل میرے گرفتار کرانے کے ایرج نے میرے پاس پیام بھیجا تھا کہ ای کیوان ملکہ قمر چہر کو حامد بن
جمشید زنگی کے ساتھ منسوب کر دے جبھی مین اقرار کر لیتا حضور مین اپنے کو ایک ادنےٰ غلام اور قمر چہر کو ادنیٰ کنیز
شاہزادہ نورالدہر کی جانتا ہون مجھے اور کسی سے کیا غرض ہے یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ ای کیوان اب تم دین اسلام

قبول کرو کیوان نے کہا کہ حضور خادم تو مدت سے اسلام لا چکا ہے اور اسلام کا حلقہ بگوش ہو چکا ہے جس وقت قمر چہر کو
شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا تھا اُس وقت سے ادیان باطلہ پر لعنت کر دی تھی یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ اے کیوان
تیرے اعتقاد اور دانش پر لاکھ لاکھ آفرین ہے اور اُسی وقت شربت منگوا کر کیوان فلک رفعت کو پلوایا اور طبل شادمانی
بجوایا بعد اُسکے فرمایا کہ سنو اے کیوان میں صاحب انصاف ہوں ہرگز راہ عدالت سے کنارہ کشی نہ کرونگا تمہاری مرضی
تو مین نے دریافت کر لی اب اصل میں صاحب معاملہ قمر چہر ہے اُسکی خوشنودی کا استفسار ضرور ہے اگر وہ بھی راضی
ہے تو پھر سبحان اللہ یہ کہکر ہرکاروں سے حکم دیا کہ اسی وقت جا کر سب لشکروں میں خبر کر آؤ کہ جس کسی کو عشق ملکہ قمر چہر کا
ادعا ہو وہ صبح کو سامنے قصر ہفت منظر سلیمانی کے آئے اور میں بھی نور الدہر کو لیکر آؤنگا دیکھوں کہ ملکہ
کسکی طرف مائل ہے جسکی طرف ملکہ مائل ہو اُسی کا عشق سچا ہے اور وہی ملکہ کا دعویدار ہے اور باقی سب لا دعوی اور
کاذب اور لاغی ہیں یہ حکم محکم قضا شیم سنکر اُسی وقت ہرکارے روانہ ہوئے اور بہت جلد جلد جا کر فرمان اجابا اذعان
امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک لشکر میں پہونچا آئے یہ حکم سنتے ہی ہر لشکر میں ایک کھلبلی سی پڑ گئی کہ دیکھیے اس
امتحان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور دعوی عشق میں کون سچا نکلتا ہے غرض شب تو اسی کشمکش و پیچ میں گذر گئی علی الصباح
حامد بن حمید زنگی بمعیت ایرج نوجوان اور ناہید اختری بمعیت خورشید ستارہ پرست اور عیقول شاہ
بمعیت تورج ماہ پرست اور کشور شاہ بمعیت داراب کشور کشا اور نور الدہر بلند قدر ہمراہ امیر گیتی ستان
سامنے ہفت منظر کے مجتمع ہوئے اور اور جو عشاق فقیر بنے ہوئے مدتوں سے بیٹھے ہوئے تھے وہ تو موجود ہی تھے اُنکا کیا
ذکر ہے لیکن سب سے زیادہ حامد بن حمید کی ہیئت قابل دید تھی وہ سیاہ سیاہ رنگت زرد زرد آنکھیں کھوپرے سے کھوپرہ بالکل
دو دانت مانند گراز کے منہ سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ پیل کے ڈالے ٹانگیں جیسے دو ستون چھاتی جیسے گنج کا چبوترا ناک
جیسے درخت کا ٹھنہ بال باہر نکلے ہوئے بو سے بد دہن سے آتی ہوئی غرض جس شخص کی آنکھ حامد بن حمید زنگی پر پڑتی تھی
وہ ایک عجیب نگاہ حیرت سے دیکھکر ایرج کی حماقت پر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ ایرج کو کیا حماقت سوجھی ہے جو ایسے
قطعدار کو لیکر ملکہ قمر چہر کے لیے آیا ہے غرض جب ملکہ قمر چہر صبح کو سو کر اُٹھی اور دلو قلیاس عیار کو چلا گیا تو عمرو نے
ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آج کے واقعے کی خبر بھی ہے ملکہ نے کہا کہ کیا کچھ بیان تو کرو عمرو نے کہا کہ ملکہ آج صاحبقران نے
سب کو جمع کیا ہے اور تمہارا امتحان ہے کہ ملکہ کس سے مانوس ہے جس پر ملکہ مائل ہو وہی قمر چہر کا مالک ہو ملکہ نے کہا کہ خواجہ
اچھی بات ہے یہ جھگڑا تو مٹ جائیگا اور ہم تو جو منہ سے کہہ چکے سو کہہ چکے ہیں کہ سوائے شاہزادہ نور الدہر کے اور کسی سے کام نہیں ہے یہ کہکر
اُٹھی اور نہا دھو کے ایک سادا سا جوڑا پہنکر انیسوں سے کہا کہ دیکھو تو کیا مجمع ہے انیسیں گئیں اور جا کر دیکھا تو ایک بڑا جماؤ تھا آکر
ملکہ سے کہا کہ حضور ایک عالم جمع ہے تمام خلقت خدا امیدوار ہے ملکہ نے کہا کہ شاہزادہ نور الدہر کس طرف ہے انیسوں نے عرض کیا
کہ حضور وہ شہریار جس طرف کھڑا ہوتا تھا اُسی طرف کھڑا ہے یہ سنکر ملکہ قمر چہر اُٹھی اور جس طرف نور الدہر کھڑا تھا اُسی طرف کا
دروازہ کھلوا کر کرسی بچھا کر آ بیٹھی شاہزادہ تو انتظار میں کھڑا ہی تھا دریچے کے وا ہوتے ہی ہزار جان سے تصدق ہونے لگا
اشاروں میں باتیں ہونے لگیں نور الدہر نے کہا کہ ملکہ آج تمہارا امتحان ہے سارے عشاق مجتمع ہیں ملکہ نے کہا کہ ہونے دو
مجھے سوائے تمہارے کسی سے سروکار نہیں ہے ان باتوں سے سب کو معلوم ہو گیا کہ ملکہ قمر چہر کو سوائے نور الدہر کے اور
کسی طرف میلان نہیں ہے سب کے سب مایوس و ناامید ہو کر پھر گئے مگر ایرج غصے سے پیچ و تاب کھاتا ہوا یہ کہتا ہوا پھرا کہ اگر میری
جان میں جان ہے اور میں زندہ ہوں تو ملکہ کو حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کرونگا جب سب کے سب چلے گئے نور الدہر بھی
پھر کر داخل لشکر صاحبقران ہوا اور ہرکاروں نے ایرج کو خبر دی کہ کیوان فلک رفعت بارگاہ حمزہ صاحبقران

موجود نہ ہو اور اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھے کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے میں نے قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا
اور وہ کل شربت پی چکا بس یہ خبر سنتے ہی کہا کہ ہاں وہ مردود مجھسے اقرار کر کے اور اقرار نامہ لکھکر منکر ہو گیا دیکھو تو کیسی
سزا دیتا ہوں اسکے کیا معنی کہ قمر چہر کو اُس روز حامد بن جمید کے ساتھ منسوب کر چکا ہے نوشتہ سر بمہر میرے پاس موجود
ہے آج حمزہ کے یہاں شربت پیا اپنی بیٹی کو چار چار خصم کروائیگا یہ کہکر سوار ہوا اور مانند شعلہ جوالہ کے بارگاہ سلیمانی
میں پہونچا امیر نے تعظیم کر کے جواہر نگار کرسی پر بٹھایا جام شراب ساقی نے ایرج کو دیا دماغ اسکا بادۂ ناب سے
گرم ہوا اُس وقت ایرج نے کہا کہ میں آپ سے فقط پوچھنے آیا ہوں کہ کس ملت و مذہب میں یہ روا ہے کہ جس عورت
کو ایک شخص کے ساتھ منسوب کر دیا ہو اور وہ شخص منسوب الیہ بقید حیات ہو تو اُس عورت کو دوسرے کے ساتھ منسوب
کریں یہ سنکر امیر بالتوقیر نے فرمایا کہ ای ایرج مجھسے اس امر کا استفسار بیکار ہے کیوان فلک رفعت موجود ہے انھی
سے پوچھو کہ وہ مالک و مختار ہیں جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے مجھے اس امر میں دخل نہیں ہے اور کیوان سے
کہا کہ ای کیوان خبردار ڈرنا نہیں جو کچھ راست راست ہو اور جو امر فی الواقع ہوا ہے بیان کرو ایرج کیوان کی
طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ای کیوان سچ سچ کہہ کہ تو نے ماکہ قمر چہر کو کسکے ساتھ منسوب کیا ہے کیوان نے کہا کہ تمہیں اس امر سے
خوب واقف ہو مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے یہ سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور آنکھیں نکالکر کہنے لگا کہ یہ کیسی پھیروان
بات کہتے ہو صاف صاف نہیں بیان کرتے یہ سنکر اسد نے کیوان سے کہا کہ ای کیوان تم ڈرتے کیوں ہو یہ بارگاہ
صاحبقران ہے یہاں کوئی کسی پر زیادتی نہیں کر سکتا کیا مقدور ہے کسی کا کہ کوئی کسی کو آزار پہونچا سکے تم صاف صاف
کیوں نہیں کہتے اُس وقت کیوان نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای ایرج سنو حقیقت حال یہ ہے کہ میں نے پہلے ہی قمر چہر
کو برضا و رغبت شاہزادہ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان کے ساتھ منسوب کر دیا تھا انہیں حجت و بحث کس
امر کی ہے جب تجھے مجبور کیا اور زیادتی کی تو میں نے بخوف جان یہ کہدیا تھا کہ بلکہ قمر چہر کو میں نے حامد بن جمید کے ساتھ
منسوب کیا اور اسی طرح بمجبوری نوشتے پر مہر بھی کر دی تھی خوشی خاطر سے یہ امر نہیں کیا تھا اب میں صاف صاف
کہے دیتا ہوں کہ مجھے مطلق کسی سے سروکار نہیں ہے قمر چہر کو تو میں نور الدہر کی کنیزی میں دے چکا یہ سنکر امیر نے فرمایا
کہ ای ایرج اب تو نے سن لیا یہ عورت کا مقدمہ ہے کوئی کسی پر جبر نہیں کر سکتا جب وہ دل راضی تو کیا کریگا قاضی اور
اگر وہ دل نا رضامند ہیں تو بادشاہ ہفت کشور کیا کر سکتا ہے اسی لحاظ سے میں نے خود کوئی امر نہیں کہا کیوان کے منہ سے
خود سنو اب بس ایرج یہ سنتے ہی پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اور کیوان سے کہا کہ خیر ای کیوان سمجھا جائیگا تو بچا تا کہاں ہے اور
بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا جب داخل بارگاہ ہوا تمام حال حامد بن جمید زنگی سے بیان کیا حامد نے کہا کہ
ای ایرج نوجوان ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ اسقدر پیچ و تاب کیوں کھاتے ہیں اور اپنے دل کو اسقدر کاہش
میں کیوں ڈالتے ہیں قمر چہر کیوان کے اختیار میں نہیں ہے قمر چہر تو دلو قلیاس کے قبضے میں ہے جو دلو کو ماریگا یا گرفتار کریگا
وہی قمر چہر پر قابض ہوگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو اب ہم اسی کی فکر کرینگے مگر شاپور شیر دل سامنے
کھڑا ہوا تھا اُس نے بلا کر کہا کہ ای شاپور کیوان فلک رفعت تو اپنی بیٹی کو حامد بن جمید زنگی کے ساتھ منسوب کر کے مکر گیا ہے
جس وقت شیر اقبال پر چلے اور [illegible] اُس وقت کیوان کو گرفتار کر لا شاپور نے کہا کہ بہت مناسب ہے میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر اُسی وقت
روانہ ہوا کہ اس اثنا میں ابر گندہ بہار آسمان پر چھایا ایرج بھی سیر و شکار کو روانہ ہوا اور اُدھر شاپور شیر دل عیار
نور الدہر کی صورت بنکر کیوان کے خیمے میں آیا اور کہا کہ ای کیوان میں نور الدہر کا عیار ہوں نور الدہر نے آپ کی
[illegible] کے واسطے مجھے بھیجا ہے یہ سنکر کیوان فلک رفعت بہت خاطر سے پیش آیا جب فلک رفعت سو رہا تو پہلے اُسنے

پاسبانوں کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا بعد اُسکے کیوان فلک رفعت کو دارو سے بیہوشی دے کر بیہوش کیا اور بہادر عیاری
میں پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لاد کے راہی ہوا صبح کو یہ خبر نور الدہر عالی قدر کو پہونچی کہ رات کو شاپور شیر دل کیوان کو
چُرا لے گیا نور الدہر یہ کلمہ سُنتے ہی آگ ببولا ہو گیا اور کہا کہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ وہ آفتاب پرست ناحق کیوان فلک رفعت
کو ذلیل کرے اور ایک ادنیٰ عیار اُسے پکڑ لے جائے اور ہم چُپکے بیٹھے سُنا کریں ہم ابھی جا کر کیوان کو لیے آتے ہیں اِس
آفتاب پرست نے اب بہت سر اُٹھایا ہے کیوان کو چھڑا لاؤں تو پھر اسکو سزا دونگا یہ کہکر مرکب صبا رفتار پر سوار ہو
اور لشکر ایرج کا راستہ لیا جب یہ خبر اسد کو پہونچی تو وہ بھی فوراً پیچھے پیچھے روانہ ہوا اسد کے جانے کے بعد خورشید
ستارہ پرست کو یہ حال معلوم ہوا وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف راہی ہوا بعد روانگی خورشید داراب کو یہ
خبر معلوم ہوئی کہ نور الدہر کے پیچھے پیچھے خورشید ستارہ پرست گیا ہے وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا
ایرج تو شکار پر چلا گیا ہے لقا اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ شاپور شیر دل پشتارہ بدوش
پہونچا مالک بن ملکوت شاہ نے پوچھا کہ کیوں شاپور کیوان کو لایا شاپور نے عرض کیا کہ حضور حاضر ہے لیجیے اور
یہ کہکر پشتارہ کیوان کا سامنے رکھ دیا مالک بن ملکوت نے شاپور سے کہا کہ اے شاپور شیر دل اِس گلزار دو رنگ کو ہوش
میں لا اُسی وقت شاپور نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا کیوان ہوش میں آیا آنکھ کھولکر دیکھا کہ بارگاہ ایرج میں بجائے کفار
اسیر ہے متحیر ہوا کہ خواب ہے یا بیداری دفعتہً شاپور شیر دل پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ وہ سامنے کھڑا ہوا ہے اُسے دیکھکر یہ خیال
گذرا کہ بفرمایش ایرج یہ ملعون گرفتار کر لایا ہے خیر چُپ ہو رہا اُٹھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا مالک بن ملکوت شاہ
نے کہا کہ اے کیوان تیری لیاقت اور حمیت سے یہ دور تھی بہت بعید تھی جو تو نے اختیار کی ہے ارے تیری حمیت کو کیا ہو گیا ہے
یہ کونسی غیرت اور حمیت تھی کہ تو نے اپنی بیٹی حامد بن حبیب کے ساتھ منسوب کر کے اور نوشتہ پر مہر کر کے حمزہ کے خوف
سے مکر گیا اور کہہ دیا کہ میں نے نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا اگر اب تو آیا وہ مرگ اور مہیائے قضا ہو جا ایرج آ لے
تو تجھے قتل کرے یہ سُنکر کیوان نے کہا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ جب تک میری حیات منجانب اللہ باقی ہے اُس وقت
تک تو کیا ہے اور ایرج کیا ہے اُسکی کیا مجال ہے اور تیری کیا طاقت و قدرت ہے کہ ایک رویاں بھی میرا میلا کر سکے اگر
تو مجھے سمجھا کیا ہے تنہا سمجھکر مجھے دباتا ہے تو میں بفضل خدا تنہا نہیں ہوں ابھی میرے بڑے بڑے حامی اور معین موجود ہیں کہ اگر
کوئی میری طرف آنکھ بھی ٹیڑھی کرے تو آنکھ نکال لی جائے تو ہے کیا مردود یہ سُنکر بختیارک نے کہا کہ اے کیوان بہت
سچ ہے اور ایک سر مو فرق نہیں ہے بیشبہ تمہارا بال بھی کوئی نہیں بیکا کر سکتا واقعاً ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہے
یہ سُنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ کیا خوب یہ کیا کہا سُنئے کہ ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے بختیارک نے کہا کہ ہم نے کچھ ہنسی کا
بڑا لگی سے نہیں کہا ہے واقعی تم اسکا کیا بنا سکتے ہو اور تم تو کیا دنیا داور کیا حقیقت رکھتے ہو دیو ہفت سر تو اسکا کچھ بنا
نہیں سکتا زیادہ بیکار باتیں نہیں اچھی ہوتیں یہ سُنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ ارے کوئی حاضر ہے مارو اِس پاگل کو
اسکی تنبیہ کیا ہے لوگ دوڑے تھے کہ یکایک ایک شور اور ہنگامہ بلند ہوا کہ شاہزادہ نور الدہر بے تحاشا گھوڑے
کی باگ اُٹھائے ہوئے بارگاہ کی طرف چلا آتا ہے جسکو اپنی جان پیاری ہو ہٹ جائے کہ یکایک نعرہ شاہزادہ نور الدہر
کا بلند ہوا کہ اے کافران دغا باز و ناحق کوشان حیلہ ساز جلد بیان کرو کہ کیوان فلک رفعت کو کون پکڑ لایا ہے اور
وہ کہاں ہے جلد حاضر کرو اور ساتھ ہی اُسکے اسد غازی کی آواز آئی کہ بھائی صاحب میں بھی آ پہونچا چھوڑیے گا نہیں
ان مکاروں کو ان نعرہ ہاے کوہ شگاف کی آواز سُنکر شاپور تو اُسی وقت پوشیدہ ہو گیا اور کیوان کو چھپا دیا اِتنے میں نور الدہر بارگاہ
میں مرکب داخل ہوا لقا کا تو گویا دم نکل گیا کانپ کانپ کر پکارا کہ اے شاہزادہ نور الدہر خوش آمدی وصفا آوردی یہ سُنکر

نورالدہر نے آواز دی کہ او خرس بادیۂ ضلالت چپ رہ کیا بکتا ہی تیری یہ خوشامدیں مجھکو نہین بہکا سکتی ہین جلد
بتا کیوان فلک رفعت کو وہ کس طرف ہی اور نہین تو ابھی تجھے تہ تیغ کرونگا لقا نے کہا کہ ای نورالدہر عالیقدر
تم مجھسے کیون برہم ہوتے ہو اور مجھپر کیون خفا ہوتے ہو میری کوئی خطا نہین ہی مجھے قسم ہی اپنی خدائی کی کہ مین نے کیوان کو
نہین منگوایا بلکہ مین اس مشورے مین بھی شریک نہ تھا شاپور شیردل حسب الحکم ایرج نوجوان اُسے گرفتار کرلایا ہی
اور وہ حاضر ہی آپ لیجائیے اس وقت نہ ایرج ہی نہ شاپور ہے مجھے کیوان کے دیدینے مین کیا عذر ہی بختیارک نے کہا
کہ ای شہریار مین تو آپکا تابعدار ہون آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہوسکتا ہی مین کیوان کی مشکین کھولے دیتا ہون آپ
شوق سے لیجائیے اسد نے کہا کہ چُپ رہ او خوشامدخورے زیادہ باتین نہ بنا جلد کیوان کو حاضر کر اور یہ کہکر تلوار کھینچکے
حامد بن حمید زنگی اور مالک بن ملکوت شاہ پر دوڑا اور نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کیوان کو لیکر چلیے
مین ان دونون کا کام تمام کرتا ہون یہ رنگ دیکھکر اُن دونون کے تو پیشاب خطا ہوگئے کیوان کو حاضر کیا مگر نورالدہر اسد کو
مانع ہوا نہ بھائی ہرگز ایسا قصد نہ کرنا صاحبقران سُنینگے تو بہت خفا ہونگے بھائی ہر بات ہر موقع اور ہر وقت کے واسطے
مخصوص ہی شعر نہ ہرجا مرکب توان تاختن + کہ جا ہا سپر باید انداختن + اپنے کام سے کام ہی اسوقت کیوان
کو لیچلو آیندہ سمجھا جائیگا مگر کیوان کا یہ حال ہی کہ مارے خوشی کے رنگت سُرخ ہوئی جاتی ہی پھولا نہین سماتا ہنسی
آئی جاتی ہی اور کہرہا ہی کہ ای شہریار یہی دونون حرامزادے مجھے دھمکاتے تھے اور ڈراتے تھے اگر انکو قتل نہ کیجیے تو
ناک اور کان تو انکے کاٹ ڈالیے کہ میرا دل ٹھنڈا ہوجائے اسد نے کہا کہ ہان بھائی صاحب مین بھی یہی چاہتا ہون
اگر مجھے حکم ہو تو مین انکے ناک اور کان کاٹ لون کہ ذرا تو دل ٹھنڈا ہو نورالدہر نے کہا کہ بھائی تمہاری بھی عجب باتین ہین
ہم منع کرتے ہین اور تمہین اثر نہین ہوتا اپنی ہی اپنی بجائے جاتے ہو بہت دیوانہ پن اچھا نہین ہوتا چلو لیچلو اور کیوان کو
پکڑ کر اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ ایرج سے باہر آیا اور اُن کفار ستم شعار بدکرداران ناہنجار کے مرکب جو موجود تھے اُنھین
مین سے ایک مرکب پر کیوان کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوا قضا سے کار اتفاقات روزگار
زندانخانۂ لندھور کی طرف سے گذر ہوا اسد غازی نے آگے بڑھکر حال لندھور کا دریافت کرکے نورالدہر
سے کہا کہ بھائی صاحب چھوٹے نانا اسی مقام پر قید ہین انکو بھی چھڑا کر ہمراہ لیتے چلیے تو بہت مناسب ہی نورالدہر نے
کہا کہ بھائی اسد خوب یاد دلایا از بس بہتر و خوشتر ضرور اُنھین چھڑا لینا چاہیے کیوان نے جو یہ کلمہ سُنا اُسکی تو جان
نکلگئی اور شاہزادۂ نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار عالیوقار پہلے مجھے کسی مکان مین چھپا دیجیے مبادا کچھ پیچ پڑ
لڑائی جھگڑا ہوا اور آپ عالم جنگ و جدال مین مجھے بھول جائین اور ایرج بدنہاد آ پہونچے تو مین تو کہین کا نہ
رہونگا وہ میرا دشمن جانی ہی کاہے کو زندہ چھوڑیگا یہ سُنکر شاہزادۂ نورالدہر کو ہنسی آگئی اور کیوان فلک رفعت
سے مسکرا کر کہا کہ تم گھبراؤ نہین ہراسان نہ ہو تم میرے ساتھ ہو کوئی تمہین اُنگلی نہ لگا سکیگا ایرج کے گھر سے تو
مین لے آیا اور یہان لا کر تمہین اُس پاجی کے سپرد کرونگا یہ کہکر در زندان پر جاکے زندان بانون سے کہا کہ تم سب
یہان سے ہٹ جاؤ کہ مین لندھور کو رہا کرکے لیجاؤنگا زندان بانون نے کہا کہ سُنیے تو سہی بھلا ہم اپنے آقا کو کیا
جواب دینگے آپ تو اس طرح حکومت سے کہتے ہین کہ گویا ہم آپ کے نوکر ہین یا آپ کے [illegible]
یہان سے نہ ہٹینگے دیکھین تو کون ہٹا دیتا ہی بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادۂ نورالدہر کو غصہ آگیا [illegible] دل عیار
گرا یہ دیکھکر اسد غازی نے بھی تلوار کھینچ لی اور تلوار برسانا شروع کی کچھ لوگ بھاگ گئے [illegible] آپکی
شاہزادۂ نورالدہر قفل زندان کو توڑ کر اندر گیا لندھور فرط مسرت سے اُچھل پڑا اور رہا ہو تو پہلے اپنے

قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر شاہزادہ نور الدہر کے لپٹ گیا شاہزادہ لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا اور گھوڑے
پر سوار کر کے اپنے ساتھ لیچلا شاپور شیر دل تو پہلے ہی کیوان فلک رفعت کے حال کا اظہار کرنے ایرج کے پاس
چلا گیا تھا اب دیو چہر عیار لندھور کا حال بیان کرنے ایرج کی خدمت میں روانہ ہوا اور یہاں ایرج مع دیلم شاہ طرگی
اور طراسپ مشغول صید افگنی تھا کہ اسی اثنا میں شاپور شیر دل پہونچ گیا تمام حال کیوان فلک رفعت کے گرفتار
کرلانے اور نور الدہر کے چھڑا لیجانے کا ایرج سے بیان کیا اور کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ہر مرتبہ میری محنت
یونہیں ضایع و برباد ہو جایا کرتی ہے میں ہر مرتبہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور آپ حکم دیکر غافل ہو جاتے ہیں
جب آپ نے مجھکو کیوان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا آپکو شکار کے لیے آنا کیا ضرور تھا اور کیا فرض ادا ہوتا تھا
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای شاپور تمہاری شفقت اور محبت میں کوئی شک نہیں ہے مگر میں یہ تھوڑی ہی جانتا تھا کہ تم میرے
کہتے ہی چلے بھی جاؤ گے اور آج ہی رات کو پکڑ بھی لاؤ گے اگر میں یہ جانتا تو کاہے کو شکار کے لیے آتا اور علاوہ اسکے
یہ کار خانے قضا و قدر کے ہیں اسمیں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیو چہر عیار بھی آ پہونچا اور
اُسنے لندھور کے چھڑا لیجانے کا حال بیان کیا بس یہ سنکر ایرج بہت ہی برہم ہوا اور تاؤ پیچ کھا کر پشت دست
کو دانتوں سے کاٹ لیا اور باز شکاری جو ہاتھ میں تھا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ مر گیا اور کہا ارے یہ کیا قیامت
آگئی میرے آتے ہی یہ سب آفتیں برپا ہو گئیں کس گھڑی سے میں شکار کو نکلا تھا طراسپ نے کہا کہ ای شہریار
اگر میں بارگاہ میں موجود ہوتا تو نور الدہر یہ زیادتیاں نکرسکتا تھا کیوان فلک رفعت اور لندھور کو
لیجا سکتا تھا کیا مجال اور کیا طاقت کہ اینا بنتا تھا ایرج نے کہا کہ ای طراسپ تم کہتے کیا ہو عقل تمہاری کس طرف ہے
تمہارا وجود ہی ہیچ نور الدہر کیا ہے وہ ایک بلا ہے بے درمان آفت جہان و جہانیان ہے وہ کسی سے دبتا ہے اگر کچھ
دبتا ہے تو مجھسے شاپور نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جلد چلے چلیے اسلیے کہ وہ دیوانہ اسد بھی نور الدہر کے ساتھ
ہے ایسا نہو کہ وہ اور کچھ فساد برپا کرے حامد بن حمید اور مالک بن ملکوت شاہ کا تو وہ جانی دشمن ہے یہ سنکر ایرج
افسوس کنان اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب داخل بارگاہ ہوا تو مالک بن ملکوت اور حامد بن حمید نے کہا
کہ ای ایرج نوجوان تم اُس طرف چلے گئے اور یہاں پھر ایک آفت برپا ہو گئی اسد دیوانہ مارے ہی ڈالتا تھا
نور الدہر نے رحم کھا کر بچا دیا نہیں تو لاش بھی ہماری تمھیں نہ ملتی ہر چند کتنے ہزار دفعہ ہی مرتبہ کہا کہ تم ایسے
ہنگام میں اول تو لشکر سے نکلکر کہیں جایا ہی نہ کرو اور اگر جایا بھی کرو تو کسی کو ہماری حفاظت کے واسطے چھوڑتے جایا کرو
مگر تمکو کسی طرح خیال نہیں رہتا اور کبھی اس امر کی جانب تمکو توجہ نہیں ہوتی اب ایک روز دیکھ لینا کہ اس غفلت کا
انجام یہ ہوگا کہ ہم سب کا کہیں نشان بھی نہ پاؤ گے معلوم نہیں کسکے ہاتھوں مارے جائینگے اور کیا انجام ہوگا اور
حامد بن حمید نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مجھے تو اب آپ رخصت ہی کر دیجیے تو اچھا ہے ایک مرتبہ میں
گرفتار بلا ہو چکا تھا اور آپ سے کہدیا تھا کہ اب مجھے تنہا نہ چھوڑیے گا اسد میرا دشمن جانی ہے اور آپ نے وعدہ کر کے
فراموش کر دیا آج تو میرا کام تمام ہی تھا وہ تو یہ کہیے کہ نور الدہر کو خود ہی کچھ رحم آگیا اس [illegible] بچ گیا اب میں نے
عشق سے ہاتھ دھو یا عاشقی کو سلام کیا اب مجھے آزاد کیجیے ملکہ قمر چہر کا میرے ہاتھ آنا [illegible] کی بات ہے
جہان نور الدہر سا شخص عاشق ہو وہاں اور کسی کا گذر کجا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای حامد بن حمید زندگی باقی ہے تو تم
اور معاف کر دو اب ایسی غفلت کبھی نہ سرزد ہوگی اول تو اب میں جاؤنگا نہیں اور جاؤنگا تو کافی بندوبست کر کے
جاؤنگا اور ای حامد بن حمید تم ہر طرح اطمینان رکھو اگر میری زندگی باقی ہے اور جان میں جان ہے تو میں قمر چہر کو تمھارے

پہلو مین بٹھا دونگا یہ تم کیا کہتے ہو تا دم مرگ اس کوشش سے باز نہ آؤنگا اور اُسی آزردگی مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دو
بموجب حکم ایرج اُسی وقت نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی ہرکارون نے خبر اور لشکرون مین بھی پہونچائی وہان بھی
نقارہ ہاے رزمی پہ چوبین پڑین رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی علے الصباح میدانداری ہوئی جب وقت
صفوف جدال وقتال آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایرج مرکب کو جہکا کر عرصۂ کارزار مین آیا
مبارز طلبی کی عمرو بن رستم امیر بانو قیس سے رخصت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد تگا ورزی کے ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے
اُسنے بیان کیا کہ ای ایرج آگاہ ہو مین چھوٹا بھائی ہون شاہزادہ خاور سپاہ کا عمرو بن رستم میرا نام ہے ایرج
نے کہا کہ ای خیرہ سر و بداندیش مجھکو شاہزادۂ خاور سپاہ سے کمال درجہ محبت ہے لیکن یہ نہین چاہتا کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا جاے بہتر ہے کہ تو میرے سامنے سے چلا جا کیون اپنے پاؤن سے تو لب اجل مین جاتا ہے اور لقمۂ موت ہوتا ہے
مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے عمرو بن رستم یہ سنکر کمال آزردہ ہوا اور کہا کہ ای آفتاب پرست و ناحق کوش کیا
بکتا ہے بس زبان اپنی بند کر زیادہ دہن درازی اور یاوہ گوئی کا انجام بخیر نہین ہوتا میدان جنگ باتین بنانے کا
مقام نہین ہے صف کارزار مین آکر دوستی اور مروت کا کیا ذکر ہے اگر تجھے جنگ و جدل منظور ہے تو ہمین گرد ہمین میدان
اور اگر باتین بناتا ہے اور اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہے تو پھر جا اپنے خیمے کو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تجھکو
موت سے خطرہ نہین ہے اور اپنے پاؤن سے جان دینے آیا ہے خیر تو جو رکھتا ہو لا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہمارا یہ
دستور نہین ہے کہ ہم تقدم کرین پہلے تو ہی اپنا حملہ نکال ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہے یہ کہکر عمرو بن رستم
پر نیزہ مارا اُسنے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے سنان پر سنان اور بھالی پر بھالان پڑنے لگی طعنہاے [illegible]
شروع ہوئین نیزے مانند بلبلون کے گتھ گئے چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار ایرج نے نیزہ عمرو بن
رستم کا ہوائی کر دیا عمرو بن رستم نے جھنجھلا کر تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی رد کر کے جو اپنا وار کیا تو عمرو بن رستم
زخمی ہوا لوگ اُسے میدان سے اٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلبی کی علم شاہ چاہتا تھا کہ مقابلے کو نکلے کہ خورشید
ستارہ پرست مانع ہوا اور گھوڑے کو بڑھا کر مقابل ایرج ہوا ملکہ قمر چہر ہفت منظر سے دیکھ رہی تھی عمرو سے
کہنے لگی کہ خواجہ اب کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ تم تماشا دیکھے جاؤ یہ سب آپسمین یونہین لڑا کرتے ہین ان سب مین
یہی طرح غضب ہوا کرتی ہے مگر شاہزادۂ والا قدر والا تبار نور العین عالی وقار کو کچھ ضرر اور خوف نہین ہے تم ہر طرح
اطمینان رکھو غرض جب خورشید ایرج کے سامنے آیا تو ایرج نے کہا کہ ای خورشید مجھے ان خدا پرستون سے
ہمدردی ہے اور انہین سے دراصل جنگ و پیکار ہے تو میرے مقابلے کو کیون نکلا مین تجھسے لڑنا پسند نہین کرتا خورشید
نے کہا کہ اول تو مین خدا پرستون کا طرفدار ہون دوسرے تجھسے تو نے کونسی بھلائی کی ہے جسنے تجھکو [illegible]
کے پنجے سے چھڑا دیا مگر تو نے اُسکے بدلے اپنے عیار سے گرفتار کرا کے مجھے قید رکھا اُسکا عوض لینا منظور ہے اگر
تجھکو خوف جان ہے اور ہیبت آگئی ہے تو اسلحہ اپنے مجھکو دے دے اور میدان سے پھر جا ورنہ تو میرا مقابلہ کر
یہ کلمہ سنکر ایرج آگ ہو گیا اور کہا کہ خیر ساری حقیقت تجھپر منکشف ہو جائیگی جو تجھسے ہو سکے تو قصور نہ کر یہ سنکر
خورشید نے نیزہ ہاتھ مین اٹھایا اور خبردار کہکر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی
چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخرکار نیزۂ خورشید کی سنان ایرج نے نکالدی خورشید ستارہ پرست نے
ہم وزن گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پیچ کو ہ ایرج پر مارا ایرج نے خورشید ستارہ پرست کا
وار رد کر کے اپنا گرز خورشید پر مارا غرض گرز متواتر چلے مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخرکار دونون نے

کر ہاتھوں سے ٹپک دیے خورشید نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے وار اُسکا روک کر اپنا وار کیا خورشید نے
وار اُسکا پشت تیغ پر روکا غرض چار چھ گھڑی تک خوب ہی تلوار چلی اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے با
بیر اعظم مدد سے لیکر پوری قوت سے جو خورشید پر وار کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر خورشید کے سر پر چلی تھی کہ خورشید
نے بعجلت تمام سر اپنا سرکا لیا اور خود مرکب کے پٹھے پر جا رہا تلوار ایرج کی گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی
خورشید مع مرکب زمین پر آیا ہاتھ خورشید کا ایک پتھر پر اس زور سے پڑا کہ اُکھڑ گیا ایرج نے جھپٹ کر دوسری تلوار
خورشید پر ماری خورشید نے دیکھا کہ ایرج نے نامردی اور بزدلاپن کر کے زخمی پر ہاتھ اُٹھایا بس اپنی جان پر کھیل کے
بائیں ہاتھ سے کھوڑے کو اُٹھا کر سپر کیا تلوار ایرج کی کھوڑے سے پیٹ پر پڑی کہ پیٹ اُسکا کٹ گیا اور سب انتڑیاں
اور دل و جگر اُسکا نکلکر خورشید پر پڑا ایرج نے یہ سوچ کر کہ زدہ را میتوان زد اب اسے مار ہی لینا چاہیے دوسری
تلوار اور اُٹھائی تھی کہ خورشید پر مارے اور کام اُسکا تمام کرے مگر اسد غازی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور آگے بڑھکر
للکارا کہ او کم پاس فروش بچہ بازاری یہ کیا نامردی ہے اور کیا بزدلاپن ہے کہ تو زخمی کو مارے ڈالتا ہے خبردار او مردود
و ناہنجار ہٹ جا خورشید کے پاس سے اگر اب تو نے خورشید کی طرف نظر بھی اُٹھا کر دیکھا تو آنکھ تیری نکال لیجائیگی
اور طہماس سے کہا کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ پاجی نامردی کر رہا ہے خورشید کو حالت زخمی میں ہلاک
کیے ڈالتا ہے مبادا جا کر سزا دو نور الدہر بھی یہ سمجھا کہ یہ دیوانہ ایرج سے کیا لڑ سکیگا مگر روبار رکھانے کی نشانی
طہماس کو اشارہ کیا کہ جاؤ طہماس یہ للکارتا ہوا دوڑا کہ خبردار او آفتاب پرست ... ڈرانا کر اپنا ... بریکم
اور جھپٹ پٹا اپنے گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ او بزانیچے یہ کیا حرکت نامردانہ ہے اور کون
جوانمردی ہے اس جوان کا تو ہاتھ ٹوٹ گیا زخمی پڑا ہوا ہے اپنی حالت میں گرفتار ہے تجھے اُسے آزار دیتے ہوئے شرم
نہیں آتی اگر تیری تلوار میان سے نکلی ہی پڑتی ہے تو آ مجھ سے مقابلہ کر دیکھ تو تجھے کیسی سزا دیتا ہوں طہماس اور ایرج
سے تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اسد غازی نے آکر خورشید کو پکارا کہ بھائی خورشید میری جان تجھ پر سے نثار کیا حال ہے کچھ
بیان تو کرو مگر خورشید تو بیہوش تھا کچھ جواب نہ دیا اسد غازی نے پالکی منگوائی اور خورشید کو سوار کر کے لے گیا اگر طرماسپ
نے جو دور سے یہ تماشا دیکھا کہ طہماس مع ایرج سے مقابل ہوا ہے میں سوچا کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہے اور
تو ایرج کا مصاحب ہے مناسب یہ ہے کہ تو بھی چلکر طہماس سے لڑ اور ایرج کو میدان سے ہٹا لا یہ سوچ کر اپنے
گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے برابر آیا اور کہا کہ آپ ہٹ جائیے میں ہی اس بد زبان کو سزا دونگا اسلیے کہ یہ
نور الدہر کا رفیق ہے اور میں آپ کا مصاحب ہوں مجھی کو لڑنے دیجیے ایرج طرماسپ کے آنے سے بہت
خوش ہوا اور اپنے لشکر کو پھر گیا اور طرماسپ نے طہماس سے کہا کہ اے بد ناہنجار بدزبان و ناہنجار اگر آج تجھے زندہ چھوڑ دیا
تو اپنا نام طرماسپ نہ رکھا تمام زمانے میں تو نے مجھے بدنام اور رسوا کر دیا سارے ... کہ باپ ... کر لیا
کا شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہو کے مسلمان ہو گیا یہ کلام بد انجام طرماسپ کا سنکر طہماس نے کہا او ... تیرا
معلوم ہوا کہ تو میرے صُلب سے نہیں ہے ارے بیٹا وہی ہے جو باپ کے طریقے اور ... پر ہو تو نے مجھے بدنام کر رکھا
ہے کہ طہماس کا بیٹا نالائق ہو گیا ہے میں نے تجھے بدنام کیا میں آج بغیر تیرے قتل کیے ہوئے کب باز رہونگا تو جاتا کہاں ہے
غرض بعد از گفتگوے بسیار طرماسپ نے ساطور اُٹھایا کہ طہماس پر مارے اتنے میں اُٹھایا ہی تھا کہ ایک پنجہ آسمان کی طرف
سے پیدا ہوا اور بکر پنجہ طرماسپ کو پکڑ کے آسمان کی طرف لے اُڑا طہماس دیکھکر حیران ہو گیا اور ناچار مجبور ہو کر
اپنے لشکر کی جانب پھر گیا ایرج نے طبل بازگشت بجوا دیا ایرج کا لشکر اپنے مقام پر پھر گیا اور ادھر لشکر والوں نے بھی

اپنے اپنے مقام پر معاودت کی ایرج اپنی بارگاہ مین کمال آزردہ اور نہایت پژمردہ ہوکر بیٹھا اور مالک بن ملکوت
سے کہا کہ ای مالک تم دیکھتے ہو کہ کیا کیا پیچ پڑ رہے ہین بن بن کے لڑائی بگڑ بگڑ جاتی ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اب ان
خدا پرستون کی کیا فکر کرنا چاہیے اور کون سی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست مغلوب و مفتوح ہون مالک
بن ملکوت نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ متردد نہ ہون یہ اتفاقات زمانہ ہین ایسا خوفناک ہونا چاہیے
اور ایسے ایسے حوادث فلکی سے مایوس نہ ہونا چاہیے ہر حالت مین نیر اعظم سے مدد کے طلبگار اور فتح کے خواستگار
رہیے اور پھر طبل جنگ بجوا دیجیے آفتاب تابان حامی و مددگار رہی یہ سنکر ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے
یہ خبر اور لشکرون مین پہونچائی وہان بھی نقارہ ہاے رزمی گڑگڑاے رات بھر تیاری رہی صبح کو ایرج میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی مقابلہ کو نہ نکلا تھا کہ ایک جانب سے ایک گرد تیرہ و تار کا شق اٹھا
کہ جسنے آسمان تیرہ رنگ کا رنگ دگرگون کر دیا جب دامن گرد شق ہوا تو بارہ سو علم بنفشئی رنگ کے بارہ ہزار سوار کے
نشان کہ ہر علم کے پھریرے پر حمد آلہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی دکھائی دیے بعد اُنکے ہتھنالین شترنالین
بالون کی تیپیان کچھ سواران زرہ پوش مرکبان زرین پوش پر سوار انتظام درست کرتے ہوئے خاصبرداروں کے
غول کے غول اُنکے ہمراہ آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اور ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پر سوار
زیر سایۂ علم شیر پیکر چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے اُسکے بارہ ہزار سواران بنفشہ لباس چلے آتے ہین القصہ جب یہ نقابدار
قریب میدان کارزار کے پہونچا تو آکر ایک جانب کو کھڑا ہو رہا اور چہار طرف دیکھنے لگا جب نظر اُسکی ایرج پر پڑی
تو سجدۂ شکر آلہی گھوڑے سے اُترکر بجا لایا اور سجدے سے سر اُٹھاکر بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو مہمیز کرکے
ایرج کے مقابل ہوا البدتگا درزنی کے جب نظر ایرج نقابدار پر پڑی تو چہرۂ نقابدار سے عجب رعب و تہور
اور جلالت و شوکت اور دبدبہ و عظمت ظاہر ہوئی کہ کسی پہلوان اور کسی سردار اور کسی بادشاہ مین نہ دیکھی تھی
متحیر و متردد ہوکر نقابدار سے کہنے لگا کہ ای نقابدار مین تو ان خدا پرستون سے لڑ رہا تھا تو کون ہی جو بیچ مین
آکر ہارج و حائل ہوا جدھر سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا کیون اپنے پاؤن سے صحراے اجل مین جاتا ہی اور
کیون بلا وجہ دریاے موت مین شناوری کرتا ہی واللہ تم تمام خلین اس بیدردی سے قتل ہوگا کہ اہیان دریا اور
مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ و زاری کرینگے الا تجھے جانتا بھی ہی کہ مین کون ہون مین صاحبقران آفتاب پرستان
ایرج نوجوان ہون یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ ای خیرہ سر و بیداد گر آئین مردی و مردانگی سے
بے خبر مین تو تجھے مدت سے ڈھونڈ ڈھونڈ رہا تھا شکر ہی خداے لایزال کا کہ مین نے تجھے پایا تو سر میدان پایا دیکھ تو اب
تجھے کیسے آئین شجاعت و دلاوری کے تعلیم کرتا ہون کہ تو بھی تمام عمر یاد رکھے انشاء اللہ العزیز الجبار یا تو آج مین تجھے
تہ تیغ کرتا ہون یا اپنی غلامی کا حلقہ تیرے کان مین ڈالکر باندھے لیے جاتا ہون بس یہ کلمات سنکر آج آگ
بگولا ہو گیا اور پکارا کہ او نقابدار مفلوک روزگار ناہنجار و بدکردار غدار و مکار تجھے اپنی شجاعت پر بڑا گھمنڈ
ہی اپنے کو بہت بڑا بہادر و دلاور جانتا ہی تو مجھے آئین بہادری کیا تعلیم کریگا مجھے بھی کوئی کم نہ سمجھ تیرے ایسے ابھی
مین بہت ہون تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہی خبر جو حربہ رکھتا ہو لا نقابدار نے کہا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہین کہ پہلے
وہ پیشدستی کرین تو پہلے اپنا حربہ کر لے تو پھر مین بھی سمجھ لونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اچھا خبردار خبردار کہکر
نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی
ہوا کی سنانین بنانین ناکارہ ہوگئین برچھون کو ہاتھون سے پٹک دیا ایرج نے نقابدار پر گرز مارا نقابدار

گرز اُسکا رد کیا اور اپنا گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی وار اُسکا رد کر کے اپنا وار کیا گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے
ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخرکار ایرج نے نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے کہا کہ دیکھ اے
آفتاب پرست خبردار و ہوشیار باش یہ کہکر پوری قوت سے جو تلوار ایرج پر ماری تو ایرج نے سپر سر پر رکی تلوار
جو سپر پر پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہو گئے ایرج نے سر اپنا ہٹا لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی
ایرج نے چاہا کہ مرکب پر سے کود پڑے پیر جو رکاب مین اُلجھا ہی تھا مرکب دھم سے زمین پر گرا پانون ایرج کا
گھوڑے کے نیچے دب گیا ہر چند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نقابدار کب سنبھلنے دیتا ہی جھپٹ گھوڑے سے کود کر ایرج
کی چھاتی پر سوار ہوا اور دونون کان پکڑ کر خوب گوشمالی دی اور کہا کہ اے ایرج تو خوف نہ کر ہم بہادر ہین شجاع ہین تیری
طرح نامرد نہین ہین مگر یہ گوشمالی اس واسطے دی ہی کہ خبردار اب کسی زخمی کو نہ پکڑنا زخمی کا گرفتار کرنا عین نامردی ہی
اور تو نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون منم قبیہٴ دین ستون اسلام کرب بن حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق
و غرب یہ کہکر بند نقاب کا مُنھ پر سے ہٹا لیا ایرج نے دیکھا کہ فی الواقع کرب غازی ہی صورت دیکھکر کانپ گیا
کرب نے کہا کہ اے ایرج تجھے یاد ہی کہ میدان اختم مین مجھسے اور تجھسے کشتی ہوئی تھی اور کولہ میرا اُکھڑ گیا تھا اور تو نے
مجھے گرفتار کر لیا تھا اور مین نے کہا تھا کہ اسکا عوض تجھسے لونگا اے ایرج آج میرا موقع بن گیا اور بہ تائید ایزدی
آج اُسکا عوض تجھسے لیا اب خبردار دیکھ آج کی سزا کو یاد رکھنا اور کبھی کسی زخمی کو نہ قتل کرنا نہ اُسپر کسی طرح کی
زیادتی کرنا کہ ابھی اثنا مین اسد غازی نے اپنے باپ کو دیکھا وہین سے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ باوا جان مین آ پہونچا
اسے چھوڑ دیجیے گا نہین مگر ایرج بہت شرمندہ اور انتہا کا نادم ہوا اور کرب سے کہا کہ مجھسے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی
اور واقعی یہ حرکت میری قابل ملامت ہی اور اب مین یہ عہد کرتا ہون کہ کبھی کسی زخمی پر زیادتی نہ کرونگا علی الخصوص جسکا
کہ ہاتھ اُکھڑ جاوے یا پانون مین ضرب آ جاوے یہ سُنکر کرب غازی نے ایرج کو چھوڑ دیا ہر چند اسد غازی کہتا رہا کہ
کہ باوا جان یہ پاجی ہی اُسکے اقرار پر عمل نہ کیجیے اور اس مردود کو گرفتار ہی کر لیجیے اس سے وفا کی امید رکھنا سخت غفلت ہی
مگر کرب نے یہی جواب دیا کہ نہین بیٹا جو اپنے سے لجاجت کرے اور عہد کرے اُسکو ایذا دینا اور آزار پہونچانا نامردی ہی مردانگی
کے بہت خلاف ہی القصہ ایرج تو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور کرب بن حرب اسد غازی کو اپنے ہمراہ لیکر یہ
باتین کرتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ بیٹا تم گھبراتے کیون ہو یہ آفتاب پرست جاتا کہان ہی مین بغیر مارے
اسے چھوڑتا تھوڑی ہون اس وقت اسے مارنا یا گرفتار کر لانا شان بہادری کے بہت خلاف تھا اسلیے کہ اُسنے
لجاجت و منت کر کے شرط کی اور عہد کیا اسد غازی نے کہا کہ باوا جان یہ سب سچ ہی مگر اسکے قول کا اعتبار کیا ہی
کرب نے کہا کہ بیٹا یہ مین بھی جانتا ہون مگر یار زندہ صحبت باقی اسوقت چھوڑ دیا پھر سہی جائیگا کہان ابکی یہ کوئی
ناشایستہ حرکت کرے تو پھر اسکو قرار واقعی سزا دینا چاہیے القصہ یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ صاحبقران
ہوئے امیر باتوقیر کی قدمبوسی حاصل کی امیر کشورگیر بہت خوش و خرم ہوئے کرب سے معانقہ اور مصافحہ کیا
کرسی زرنگار پر بٹھایا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان نامور اور نورالدہر والا قدر آ کر بغلگیر ہوئے مزاج پرسی
ہوئی کرب نے نورالدہر کا حال استفسار کیا نورالدہر نے کرب کا حال استفسار کیا کمال خوشی حاصل ہوئی
طبل شادمانی بجنے لگا مگر ایرج جو اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کمال دل ملول اور پژمردہ خاطر ہو کے اپنا منھ چھپا کر
بیٹھ رہا ہر مرتبہ اپنے دل سے یہ کہتا تھا کہ افسوس ایسی ذلت و خواری آج نصیب ہوئی کہ ایسا کسی سے آگے
پیار کرنا چاہیے اور ذلت بھی کیسی سر میدان کہا کرون کیا نہ کرون اسی سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ صدا ایسا آکر

بیٹھے عرض کیا کہ خداوند کیوں سوچ کاہے کا ہی بادشاہوں کو ایسے اتفاقات اکثر ہوا کرتے ہیں نیر اعظم سے مدد کے
طالب رہیے ناچ دیکھیے خوش و بشاش ہو جیے کل پھر سمجھا جائیگا آپ کے لشکر میں بھی بڑے بڑے پہلوان ہیں کل خود
نہ جائیے گا کسی ملازم کو بھیج دیجیے گا کب گرفتار ہوا جاتا ہی یہ بھی اتفاقات زمانہ ہی کہ جیسے آپ گرفتار کر لائے تھے اُس سے
آپ پست ہو گئے یہ مقام تردد نہیں ہی غرض اس فہمائش سے ایرج کو بھی فی الجملہ تسکین ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب
گلرنگ گردش میں آیا جب ایرج کو خوب نشہ ہو لیا اور دماغ گرم ہوا تو ہمیں حالت نشہ میں طبل جنگ بجوا دیا خبر
ہرکاروں نے لشکر امیر میں پہونچائی کہ وہاں بھی اُسی وقت کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی
علی الصباح دونوں لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں نقیب نقابت کرکے
چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر صاحبقران سے رستم و پیلتن کشندۂ قویل ہندی و قویل ہندی
کلیپان فرنگی علمشاہ رومی امیر سے رخصت حاصل کرکے بادشاہ اسلام کو سلام کرکے مرکب اُڑا کر مقابل ایرج نبرد آ
زمای تکاور زنی کے ایرج نے کہا کہ ای شہریار ذوالاقتدار آپ شاہزادہ خاور سپاہ شاہزادہ قاسم کے پدر بزرگوار ہیں
اور مجھے شاہزادہ موصوف کی خدمت میں کمال درجہ نیاز ہی میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کروں اور شاہزادہ
خاور سپاہ سے ندامت حاصل کروں آپ یہاں سے تشریف لیجائیے اور مجھسے مقابلے کا قصد نہ کیجیے لشکر صاحبقران
میں کیا سوا آپ کے اور کوئی نہیں ہی جو میرے مقابلے کو آئے علمشاہ نے یہ سُنکر کہا کہ ای ایرج اگر یہ بات
سچ ہی اور تجھکو قاسم کے ساتھ محبت ہی تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ تجھکو ذلیل کروں اور سر میدان گرفتار کرکے لیجاؤں
چل میرے ساتھ خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران میں اور قدمبوسی کا شرف حاصل کرکے کلمہ پڑھ اور از سر صدق
دائرۂ اسلام میں داخل ہو اور اگر یہ امر راست نہیں ہی اور صرف سخن سازی ہی تو آ میرا سامنا کر اور تلوار ہاتھ میں لے کہ
میں تجھکو باندھ کر لیجاؤں اور اپنا حلقہ بگوش کروں یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ کیا خوب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سے
دبگیا اور دیکر یہ کلام کرتا ہوں تو یہ بجز بیتا ہی میں آپ سے دبا نہیں اور کچھ آپ سے کم نہیں ہوں آپ سے جو کچھ ہو سکے
قصور و کوتاہی نہ فرمائیے لائیے جو حربہ آپ رکھتے ہوں علمشاہ نے کہا کہ تقدم کرنا ہمارا دستور نہیں ہی تم اپنا حربہ پہلے
کرلو جب تمہارے حربے سے خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے یہ سُنکر ایرج نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے
پر روکا پھر تو طعن نیزہ کی نوبت پہنچی سنان سے سنان بنان سے بنان لڑنے لگی دونوں نیزے مثل ثعبانوں کے گتھ گئے
چار گھڑی تک خوب نیزہ بازی ہوئی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا اور کچھ مطلب نہ حاصل ہوا نیزے ہاتھوں سے
پھینک دیے گرز ہاتھوں میں اُٹھائے اُنمیں بھی برابر رہے اور کوئی مطلب نہ حاصل ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
تا شام تلوار چلا کی آخر کو علمشاہ زخمی ہوئے اور لوگ علمشاہ کو لیگئے ایرج طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا صاحبقران
علمشاہ کو بارگاہ میں لائے زخم میں ٹانکے لگوائے کہ دفعتہً ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوا دیا یہ سُنکر صاحبقران نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان
میں صف آرا ہوئے ایرج نے اپنے لشکر سے نکلکر مبارز طلبی کی لشکر صاحبقران سے مرزبان خراسانی مقابلے
کو نکلا تھوڑی دیر میں مرزبان زخمی ہوا بعد اُسکے منذر و بلی اصفہانی وغیرہ کل اُنیس آدمی ایرج کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے شام تک لڑائی رہی شام کو ایرج طبل بازگشت بجا کر اپنے لشکر کی جانب پھر گیا اور اپنی بارگاہ
میں [illegible] رات گزاری صبح کو پھر ایرج میدان میں صف آرا ہوا اور نعرہ کیا کہ جسکا جی چاہے
میرے مقابلے کو آئے [illegible] کشور کشا اپنا مرکب جھپکا کر ایرج کے مقابل ہوا شام تک خوب نیزہ بازی

اور گرز بازی ہوا کی آخر کار داراب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا داراب کو تو لوگ اٹھا لیگئے اور نور الدہر نے
اپنا مرکب بڑھا کر کہا کہ ای ایرج آج تو شام ہو گئی تم بھی اپنے خیمے کو جاؤ اور ہم بھی جاتے ہین کل ہمارے اور تمہارے سامنا
ہوگا ایرج نے کہا کہ مین بھی مدت سے اسی کا مشتاق ہون خیر ایک مرتبہ تو پل کفیل گرز بازی کے صدمے سے ٹوٹ گیا
مگر اب تو کوئی پل اور دریا اس جگہ نہین ہی اور جبکی مرتبہ تو دل کی آرزو دل ہی مین رہ گئی تھی کل خوب آرزو سے دل نکلے گی
یہ کہکر ایرج اپنے خیمے کو گیا اور نور الدہر پھر کر اپنے لشکر مین آئے ادھر ایرج نے طبل جنگ بجوایا ادھر شاہزادہ نور الدہر
نے نقارۂ رزمی پر چوب دلوائی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا سے میدان نبرد ہوئے اور وہان قصر
ہفت منظر مین بھی یہ خبر کسی طرح پہونچ گئی کہ آج ایرج اور نور الدہر سے مقابلہ ہوگا دیو قلیاس نے ملکہ سے
کہا کہ ای ملکہ آج سنا ہی کہ نور الدہر اور ایرج سے مقابلہ ہوگا اگر یہ بات سچ ہی تو آج کی لڑائی قابل دید ہوگی مین بھی
شکار کے لیے نہ جاؤنگا اور ان دونون کی لڑائی کا تماشا دیکھونگا دیکھیے کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب یہ سنکر
ملکہ نے کہا کہ ای دیو قلیاس ان آدمزادون کی بھی کوئی لڑائی ہی تم حسب معمول شکار کے لیے جاؤ وہ لڑائی ہی کیا ہی
جسکا تم تماشا دیکھوگے مگر دیو قلیاس نے نہ مانا اور کہا کہ نہین آج شکار کو نہ جاؤنگا تو کیا ہرج ہے مقصود یہ ہی ان دونون
کی جنگ وجدل ضرور دید کے قابل ہی جب دیو قلیاس نے کسی طرح نہ مانا تو عمرو نے ملکہ سے کہا کہ اچھا ملکہ تم کیون
مصر ہوتی ہو تم بھی آج کی لڑائی کا تماشا دیکھو اور ہمین بھی دکھاؤ یہ سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ ہان ہان اچھی بات ہی
یہ کہکر دیو سامنے جا بیٹھا اور ملکہ اسکے پہلو مین جا کر کھڑی ہوئی عمرو کا قفس بھی اسی جگہ رکھوا دیا گیا اور سب کے سب
تماشا دیکھنے لگے کہ یکایک ایرج اور نور الدہر اپنے اپنے لشکر سے نکلکر تگاورزن ہوئے دونون کے مرکب برابر
سے ہٹ گئے بعد تگاورزنی کے دونون نے نیزے ہاتھون مین اٹھائے دیر تک نیزہ بازی ہوا کی دونون کے نیزے
مثل ہلالون کے گھس گئے طعن پر طعن پڑنے لگی تا اینکہ نیزے دونون کے ناکارہ ہوگئے دونون نے برچھے ہاتھون سے
پٹک کر گرز اٹھا لیے بڑی دیر تک گرز بازی ہوا کی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا بلکہ اثنائے گرز بازی مین ایرج
کا گھوڑا صدمۂ گرز نور الدہر سے ہلاک ہوگیا اور ایرج گھوڑے سے کود کر الگ ہوا گرز ہاتھ سے رکھکر تلوار لیکر
نور الدہر کی طرف جھپٹا کہ نور الدہر کا مرکب پکڑ لے شاہزادے نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایرج اس قصد سے
آتا ہی جھٹ گھوڑے سے کود پڑا اور پیادہ ہوکر ایرج کی جانب لپکا ایرج نے جب نور الدہر کو پیادہ آتے دیکھا
تو تلوار ہاتھ سے رکھدی اور بعزم کشتی نور الدہر کی طرف بڑھا یہ دیکھکر نور الدہر نے بھی کشتی کا تہیہ کیا غرض جب
دونون برابر آگئے تو خم ٹھونک کر کشتی لڑنے لگے دیو قلیاس نے جو یہ نقشا دیکھا اپنی جگہ سے اٹھا ملکہ نے پوچھا کہان
جاتے ہو کہنے لگا کہ کہین نہین ابھی آتا ہون ملکہ نے کہا کہ آخر کچھ بتاؤ تو تب دیو نے کہا کہ جاتا کہان ہون یہ دونون
کشتی لڑ رہے ہین میرا قصد یہ ہی کہ ان دونون کو اٹھا کر دریا مین پھینک آؤن یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ارے او بدعقل
کہان جاتا ہی تو بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا تجھے ان سے کیا مطلب غرض ہی ایک مرتبہ تو شاہزادہ نور الدہر کو
دریا مین پھینک آیا تو کیا ہوا وہ پھر صحیح وسالم نکل آیا اور اگر اب پھینک آئیگا تو کیا ہوگا خبردار نہ جانا مجھے خوف
یہ ہی کہ تیرے دشمنون کو کوئی چشم زخم نہ پہونچے دیو یہ سنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ تمھاری بھی کیا باتین ہین
یہ آدمزاد اس حالت مین میرا کیا بنا سکتے ہین القصہ ہر چند ملکہ منع کرتی رہی کہ تو نہ جا مگر اسنے نہ مانا اور قصر ہفت منظر
سے اتر کر دوڑا ہوا ان دونون کے قریب گیا چاہتا تھا کہ دونون کی کمرین ہاتھ ڈالکر اٹھا لے کہ ایرج نے دیکھ پایا
اور نور الدہر کو آگاہ کیا کہ ای نور الدہر آگاہ ہو جیسے کہ دیو قلیاس آ پہونچا ایسا نہ ہو کہ یہ کمبخت ہم آپ دونون کو

اُٹھا لیجائے اور پھر دل کی آرزو دل ہی مین رہجائے پہلے اسکا کام تمام کر دیجیے یہ سُنکر نورالدہر نے جو اپنا ہاتھ دوڑایا
تو ایک ہاتھ دیو کا نورالدہر کے ہاتھ مین آگیا ایک جھٹکا جو دیتے ہین تو سر دیو کا جھک گیا ایک شاخ نورالدہر
نے پکڑلی اور دوسری ایرج نے پکڑلی اب ایرج تو اپنی طرف کھینچتا ہی اور نورالدہر اپنی جانب کھینچتے ہین اب
اس کشاکش مین دیو کی جان پر آبنی اپنے دل مین خیال کرتا ہی کہ اب کیا کرون اور کیا نہ کرون اور ہزار ہزار لعنتیان
اپنے اوپر دیتا ہی کہ تو یہان آیا ہی کیون ایک شاخ تیری پہلے ہی ایرج کے ہاتھ سے ٹوٹ چکی تھی مگر جب بھی خیال
نہ رہا یہ تو اپنے دل مین یہ باتین سوچ سوچ کر پچتا رہا ہی ایرج اور نورالدہر نے جو یہ دیکھا کہ نہ ہم کھینچ سکتے ہین نہ یہ
کھینچ سکتا ہی اب کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ دیو کسی طرح ہلاک ہوجاے یہ خیال نورالدہر نے ایرج سے ظاہر کیا
اور ایرج نے بھی نورالدہر سے یہی کہا آخرکار یہ بات قرار پائی کہ اس کمبخت کو بیچ بیچ سے چیر ڈالو یہ مشورہ سُنکر دیو
کی جان نکلگئی اور اپنے دل مین خیال کیا کہ افسوس تو مفت مین مارا گیا یہ کیا غضب ہوا اگر اپنا وار تو کرلے پھر جو چاہے
ہو کچھ ہو جاے یہ سوچ کر دونون ہاتھون سے جو ایرج کے دونون ہاتھ دباے تو دونون ہاتھ ایرج کے مڑ گئے اور
اُسکے صدمے سے شاخ دیو کی ہاتھ سے ایرج کے چھوٹ گئی بس ایرج کے ہاتھ سے شاخ کا چھوٹنا کہ فوراً اسنے مُنھ
بڑھا کر نورالدہر کے ہاتھ پر اس زور سے دانت مارے کہ ہاتھ نورالدہر کا زخمی ہوگیا اور شاخ دیو کی ہاتھ سے
چھوٹ گئی بس شاخون کے چھوٹتے ہی وہان سے ہانپتا ہوا بھاگا اور ہفت منظر سلیمانی مین آکر دم لیا اور ملکہ سے
کہا کہ اری ملکہ حقیقت یہ ہی کہ یہ لوگ آدمزاد کاہے کو ہین اژدہے ہین قریب تھا کہ مجھکو چیر ڈالین مگر زندگی تھی جو بچ گیا اری
اری مین تمھارا کہنا مان کے بہت پچتایا یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ ادموے سزا ہی تیری منع کرلی تھی کہ نہ جا گر تو نے نہ سُنا
تو مارا جاتا تو مین خوش ہوتی ارے ادموڈی کاٹے ایک دفعہ شاخ تڑوا چکا تھا اور پھر بھی خیال نہ آیا خوب راضی
ہوکے آیا جا اب پھر جا ارے سب گئے ابکی تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرے تو میرے دل مین ٹھنڈک پڑے ارے مردکے
لاکھ لاکھ منع کرتے ہین مگر تجھے سماعت ہی نہین ہوتی اپنی دون ہی مین مرا جاتا ہی دیو قلیاس نے کہا ہی ملکہ جو تم
کہتی ہو سب سچ ہی اب مجھے کبھی ایسی خطا سرزد نہ ہوگی ای ملکہ قسم ہی ابلیس پرتابیس راس الشیاطین کی جو اب
کبھی بھی ان آدمزادون پر جاؤن ای ملکہ ان آدمزادون کے مردے سے بھی حذر کرنا چاہیے معلوم نہین یہ کون
بلائین ہین تو اب انکا مردہ بھی دیکھونگا تو دور بھاگونگا دیو قلیاس تو اس طرف بھاگا اور اُدھر نورالدہر اور ایرج
مین یہ وعدہ ہوا کہ اب تو ہم تم دونون ایک بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوگئے ہمارا ہاتھ زخمی ہوگیا تمھارے بھی ہاتھ مڑک گئے
اب کل لڑینگے نورالدہر اپنے خیمہ کو گیا ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا امیر نے نورالدہر کے ہاتھ مین مرہم پٹی کرائی
ایرج نے اپنے ہاتھ مین مالش کرائی دوسرے دن ایرج نے حامد بن حمید زنگی کو تخت پر بٹھانے کا سامان درست کیا
اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ بُرا نہ مانیے گا کہ مین حامد بن حمید کو بادشاہ لشکر قرار دیتا ہون مین
فقط ملکہ قمرچہر کے دکھانے کے لیے حامد بن حمید کو تخت نشین کرتا ہون مالک بن ملکوت نے کہا کہ مجھے اس امر
مین برا ماننے کا کوئی باعث نہین ہی تمھین اختیار ہی مین مانع نہین ہون غرض سارا دن تو درستی ساز و سامان مین بسر ہوا
وقت شب حامد بن حمید زنگی کو سر سے پاتک جواہر اور لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرنگار پر بٹھایا اور پہلے
خود نذر دی بعد اُسکے اپنے رفقا اور افسران فوج سے نذرین دلوائین طبل شادیانی بجنے کا حکم دیا کوسون تک
اپنے لشکر کے گرداگرد روشنی کرائی مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ گرداگرد تخت کے متمکن ہوئے ایرج
خود دستگیر شوکت پر متمکن ہوا طائفہ آکر حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دورہ شراب گلرنگ گردش مین آیا مجتبیار کس

رسبہ م مسخرہ پن کرنے لگا اور ناچنے لگا کودنے لگا خواصون نے ملکہ سے آکر کہا کہ آج تو لشکر ایرج مین بڑی روشنی
ہو رہی ہے کوسون تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکل آیا ہے دیو قلیاس نے عمرو اور ملکہ قمر چہر سامنے آکر بیٹھے اور
تماشا دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے عمرو کی نگاہ بختیارک پر پڑ گئی دیکھا کہ ناچ رہا ہے کود رہا ہے مسخراپن کر رہا ہے بس دیکھتے ہی
آگ ہو گیا اور اپنے دل مین کہا کہ افسوس یہ حرامزادہ تو اس طرح فرحان وشادان ہو اور تو اس طرح بلا مین گرفتار
رہے اے عمرو اسی حرامزادے کی بدولت تجھسے اونا امیر سے جدائی ہوئی اور تو اس زندان مین مبتلا ہوا
کسی طرح تو اس مردود کو بھی گرفتار بلا کرا یہ باتین دل مین کر رہا تھا کہ دیو قلیاس نے کہا کہ اے آغا بلبل کچھ گاؤ
اس وقت جی گھبرا رہا ہے عمرو نے اس موقع کو غنیمت جان کر دیو سے کہا کہ اے شاہ دیوان گانے کو تو مین گاؤنگا اور
جب آپ نے کہا مین نے گایا مگر گانا میرا بغیر سازندے کے آدھا ہے اگر سازندہ کوئی ملجاوے تو اور بھی لطف زیادہ ہو اور
بھی گانا میرا رونق پکڑے اور آپ بھی بہت زیادہ محظوظ ہون دیو قلیاس نے کہا کہ اے آغا بلبل بغیر سازندہ
کہان ملے عمرو نے کہا کہ مین آپ کو بتلائے دیتا ہون اٹھا لانا آپ کا کام ہے دیو نے کہا کہ بتلاؤ خواجہ نے
دور سے بختیارک کو دکھایا اور کہا کہ دیکھو وہ سازندہ ہے جو اچھل کود رہا ہے نام اسکا حافظ بختیارک ہے سازندہ
بے مثل و بے نظیر ہے تم اسے اٹھا لاؤ تو پھر میرے گانے کا حظ ہے یہ سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ مین جانے کو تو جاؤن
مگر یہ بتلاؤ کہ وہ بھی مثل نورالدہر و ایرج کے زبردست تو نہین ہے کہ مجھکو ایذا پہونچاوے عمرو نے کہا کہ نہین وہ
ایک سازندہ ہے اسکی حقیقت کیا ہے جو تمہین آزار پہونچاوے تم کچھ خوف نہ کرو دل کڑا کر کے اٹھا بھی لاؤ دیو نے کہا
کہ اچھا تم مجھے اچھی طرح پہچنوا دو تو پھر مین جاؤن خواجہ عمرو نے بختیارک کو اچھی طرح پہچنوا دیا جب دیو خوب
پہچان گیا تو قصر ہفت منظر سے اتر کر جانب بارگاہ ایرج روانہ ہوا وہ اس طرف گیا اور یہان عمرو نے ملکہ
قمر چہر سے کہا کہ اے ملکہ تم مجھسے اکثر کہا کرتی تھین کہ کسی طرح اس دیو کا کام تمام کر دو اب کیا کہتی ہو قمر چہر نے عمرو
سے کہا کہ اے خواجہ بہت جلد اس اژدرے کا کام تمام کرو کہ میرا پیچھا چھوٹے یہ کہکر خواجہ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی
کہ میرے خواجہ تم سلامت رہو جلد کسی طرح اسکا کام تمام کرو یہ سنکر خواجہ عمرو نے ایک پڑیا دارو بیہوشی
کی نکالکر ملکہ قمر چہر کو دی اور کہا کہ اے ملکہ اس پڑیا کو تم اپنے پاس رکھو جب دیو شکار کو جاوے تو تم یہ پڑیا شراب
مین ملا رکھنا جب وہ شکار سے واپس آوے تو تم وہی شراب اسے پلا دینا وہ پیتے ہی بیہوش ہو جائیگا پھر سمجھ لینگے یہ
کہکر پڑیا ملکہ کو دیدی ملکہ نے اسے اپنے پاس بحفاظت تمام رکھا اور ادھر چھپتا ہوا دیو قلیاس بارگاہ ایرج
مین داخل ہوا اور بختیارک کو اٹھا کر چلا بختیارک چلایا کہ اے زہرہ آفتاب پرستان جلد خبر لیجیے دیو مجھے
لیے جاتا ہے ایرج جب تک اٹھے ہی اٹھے دیو قلیاس بختیارک کو لے بھاگا اور قصر ہفت منظر مین
اکر اتارا ہر چند بختیارک چلاتا رہا کہ اے آقا دیو مین ملکہ قمر چہر کا عاشق نہین ہون مجھے چھوڑ دو مگر دیو قلیاس
کب سنتا ہے القصہ جب نظر بختیارک کی ملکہ قمر چہر پر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک برق تجلی تھی جو دفعتہً چمک گئی تو
قریب تھا کہ غش کھا کر گرے مگر ضبط کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر یہ معشوقہ دلفریب حامد بن حمید زنگی کو ملجاوے
تو کیا ہی خوب ہو مگر یہ تو نورالدہر پر مائل ہے حامد بن حمید زنگی کے ہاتھ لگنا بہت مشکل ہے مگر خیر اگر زندہ رہا
تو پھر کوئی تدبیر سوچونگا یہ باتین بختیارک اپنے دل مین کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ باباجی اچھی طرح رہے
بختیارک نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ انہین مرشد کی کارستانی ہے جلدی سے اٹھکر سلام کیا اور
کہا کہ مین تو آپ کا غلام ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا دیو قلیاس نے کہا کہ اے آغا ذرا دیر کیا کام

بختیارک نے کہا کہ ای آقا دیو مجھے بختیارک کہتے ہین دیو قلیاس نے کہا کہ تونے حافظ بختیارک کیون نہ کہا
مین نے تیرا نام حافظ بختیارک رکھا ہی یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر بختیارک کو دیا اور کہا کہ لو حافظ
بختیارک پیو آج تمھین سے صحبت گرم ہوئی بختیارک نے کہا کہ ای آقا دیو مین تو شراب نہین پیتا مجھے تو معاف رکھو
دیو قلیاس نے برہم ہوکر کہا کہ پیتا ہی یا نہین نہ پیے گا تو کھا ہی جاؤنگا بختیارک نے چار ناچار ہاتھ سے لے لیا
مگر وہ جام دھوبی کے ناند سے کم نہ تھا ایک مرتبہ مین تو پینا دشواری سے خالی نہ تھا دو تین مرتبہ مین کچھ چھینکی
کچھ گرائی کچھ پی غرض بہزار خرابی وہ جام شراب خالی کرکے دیو کو دیا دیو نے بھی کئی قدح شراب زہر مار کیے جب
خوب مست ہوا تو بختیارک سے کہا کہ ای حافظ بختیارک میرے سامنے آج تمھین گانا پڑیگا یہ سنکر بختیارک
بہت ہی پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ خواجہ عمرو کی کارستانی ہی اسی کمبخت نے دیو سے کہکر اس تقریب سے اٹھوا منگوایا
بے موت مجھے قتل کردیا کانپ کانپ کر کہنے لگا کہ ای شاہ دیوان مین تو گانا نہین جانتا دیو نے کہا او حرامزادے صبح سے
ابتک تو گایا کیا اور ناچا کیا اچھلا کودا کیا اور مجھسے کہتا ہی کہ مین گانا نہین جانتا یہ سنکر بختیارک نے کہا ای شاہ دیوان
مین سچ ہی کہتا ہون کہ مجھے بالکل ناچنے گانے مین تمیز نہین ہو بارگاہ ایرج مین تخت نشینی حامد بن حمید کا جشن تھا
ناچ ہو رہا تھا مین بھی بوجہ مسخرا اچھل کود رہا تھا دل لگی کر رہا تھا بس یہ سننا تھا کہ دیو آگ ہو گیا اور کہنے لگا او مردک
کیون جھوٹھ اور مہملات واہیات بکتا ہی گاتا ہی تو گا نہین تو مزا اسے معقول پائیگا بختیارک نے کہا کہ ای شاہ دیوان
مین کیا گاؤن مجھے فن موسیقی مین بالکل امتیاز نہین ہی ہان اگر کہیے تو کچھ اپنی مصیبت کا نا شروع کرون یہ سنکر
دیو قلیاس نے کچھ جواب نہ دیا اور اٹھتے کے ساتھ ہی بختیارک کو پکڑ کر الٹا لٹکا دیا اور ملکہ قمر چہرہ کی
پاپوش اٹھا کر اسقدر بختیارک کے سر پر ماری کہ سر کے بال جھڑ گئے تب تو بختیارک بلبلا گیا اور خواجہ عمرو
کی طرف دیکھکر ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ ای خواجہ اب تمھین بچاؤگے تو بچونگا اور تمھین جان بخشی کردگے تو جا بری ہوگی
یہ حال بختیارک کا دیکھکر اور اسکی لجاجت و منت کرنے پر خواجہ کو رحم آگیا اور دیو سے کہا کہ آقا قلیاس معلوم ہو
کہ حافظ بختیارک گاتے گاتے تھک گیا ہی آواز اسکی پڑ گئی ہی اسوقت اسے معاف کردو پھر کسی وقت گائیگا مگر
تمھاری دل لگی اور اشتغال طبع کے لیے مین گاتا ہون اور حافظ بختیارک مسخرگی کریگا دیو نے کہا اچھا تمنے اسکو
اپنا مسخرہ مقرر کیا اور اسی وقت حکم دیا کہ تمام قصر مین روشنی کرا دو جب روشنی ہو چکی تو خواجہ عمرو نے گانا شروع کیا
اور بختیارک اچھلنے لگا عمرو کوئی دو پہر رات تک گایا کیا اور اسکے ساتھ ہی ساتھ بختیارک اچھل کود مچایا کیا
جب دو پہر رات گذر گئی تو صحبت برخاست ہوئی دیو قلیاس بھی سو رہا اور ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا
بختیارک کو بھی سونے کی اجازت ملی جب صبح کو دیو سوکر اٹھا تو عمرو کو پنجرے مین بند کیا اور بختیارک کو ستون
سے باندھکر سوا اسکی زبان مین چھید دیا اور خود شکار کو چلا گیا جب شکار سے واپس آیا اور جانوران شکاری وغیرہ
کھا پی چکا تو عمرو کو پنجرے مین سے نکالا بختیارک کو قید سے رہا کیا ملکہ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا جام و صراحی شراب
گلرنگ کی خواصون نے سامنے لاکر رکھدی ملکہ نے پہلے ہی سے دارو بیہوشی شراب مین ملا رکھی تھی اور اس سبب سے
اطمینان تھا کہ آج تو اسکا کام تمام ہی ہی لہذا برخلاف ایام گذشتہ ملکہ نے دیو سے خوب ہی اختلاط کرنا شروع کیا نہایت
خوب ہی شادان و فرحان ہوئی خوب ہی بشاشی ظاہر کی کبھی تو مونچھ پکڑ کے ہلاتی ہی کبھی سر پر چڑھ بیٹھتی ہی کبھی شانے
پکڑ کر پاس کے دھولین مارتی ہی اور کہتی ہی کہ ارے مین تیرے سر کی خاک جھاڑتی ہون دیو قلیاس بھی یہ حرکتین دیکھکر
بہت ہی خوش ہی اور اپنے دل مین کہتا ہی کہ خیر آج ملکہ خوش تو ہی کبھی اپنے ہاتھ سے شراب [illegible] پیتا ہی کبھی ملکہ

اونڈیلکر پلاتی ہی غرض دیو قلیاس شراب پی کر خوب مست ہوا جب عمرو نے دیکھا کہ بیہوشی نے خوب اثر کر لیا تو دیو
قلیاس سے کہا کہ ای آقا قلیاس آج مین دائرہ بجاتا ہون تم اُٹھکر ناچو اور حافظ بختیارک تمھارے ساتھ گودے
تو بڑا لطف ہو اور ملکہ بھی بہت ہی خوش ہو دیو نے کہا کہ ای آغا بلبل مین بھی یہی چاہتا ہون یہ سُنکر خواجہ عمرو نے
دائرہ بجانا شروع کیا دیو اُٹھکر ناچنے لگا بختیارک اُچکنے لگا جب خوب بیہوشی نے اثر کیا تو چکر کھا کر دھڑ سے گرا
جب عمرو نے خنجر نکالکر اُسکے گلے پر پھیرا لیکن ایک رونگٹا بھی اُسکا نہ کٹا سمجھا کہ یہ کمبخت آہنین بدن ہر دیگر تن
ہی خنجر سے اِسکا کام تمام ہونا دشوار ہی بس یہ سوچ کر کمند آصفا سے یا صفا نکالکر پھیندا اُسکا دیو کے حلق مین ڈالدیا
اور دعا کرنے لگا کہ ای کمند تجھے قسم ہی بی بی آصفا سے یا صفا کی کہ تو ایسی تنگ ہو جا کہ اس مردود کا
دم گھٹکر نکلجاے یہ کہکر کمند کو ستون سے باندھ دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ آنکھین اُسکی نکل پڑین اور پھڑک پھڑک کر
مر گیا عمرو نے اُسے کمند مین باندھکر قصر ہفت منظر کے نیچے لٹکا دیا رات بھر لٹکا رہا صبح کو ہرکارون نے
شاہزادہ نور الدہر اور ایرج سے خبر کی کہ آج دیو قلیاس ہفت منظر کے نیچے دریا کے کنارے کھڑا ہی یہ
خبر سُنکر دونون کے دونون مرکبان تیز رفتار پر سوار ہو کے ہفت منظر کی جانب آے اور داراب و خورشید و
نورج بھی یہ خبر سُنکر ہفت منظر کی جانب دوڑے آکر دیکھا کہ واقعی دیو قلیاس ہفت منظر کے سامنے کھڑا ہی
نور الدہر اور ایرج تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے جب دیو کے نزدیک پہونچے تو عمرو نے آواز دی کہ سبحان اللہ
مردے کو مارنے آے ہو واہ واہ کیا بہادری ہی اور کیا دلاوری ہی اسے تو مین نے مار ڈالا یہ مردہ ہی ناحق آپ
تلوارین کھینچے ہو یہ کہکر کمند سے معجزہ طلب کیا کہ دیو کو کھینچ لا یہ کہنا تھا کہ دیو ہفت منظر پر آگیا عمرو نے کمند اُسکے
گلے سے کھولکر دریا مین پھینکدیا سب نے آواز تحسین و آفرین کی بلند کی اور ایک ایک پوچھنے لگا کہ خواجہ
اب ملکہ کو کسے دیجیے گا عمرو نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کہ رہے ہو کہ ملکہ کو کسے دیجیے گا ارے صاحبو مین خود ملکہ پہ
عاشق ہون دونگا کسے مین تو کسی کو بھی نہ دونگا اور جو دونگا بھی تو ایسے شخص کو جو مجھے روپیہ بہت سا دے مین
تو روپیہ کا میت ہون جو مجھے خوش کرے سو لے یہ سُنکر داراب و خورشید و نورج نے یہ خیال کیا کہ اب ملکہ
عمرو کے قبضے مین ہی اور نور الدہر پر عاشق ہی سواے شاہزادہ نور الدہر کے اور کون پا سکیگا یہ سوچ کر
نور الدہر سے کہا کہ ای شہریار اب تو ملکہ عمرو کے قبضے مین آگئی اور عمرو کو آپ کے ساتھ جو خصوصیت ہی وہ
ظاہر ہی سواے آپ کے اور کون ملکہ کو لے سکتا ہی ہمنے ملکہ سے ہاتھ اُٹھایا ملکہ آپ ہی کو مبارک رہے یہ کہکر
داراب و خورشید و نورج تو پھر گئے مگر ایرج وہین کھڑا رہا جب یہ سب چلے گئے تو عمرو سے پکار کر کہا کہ یا آقا
کرک مست فلاق یا پیر قطب دوران شاہنشاہ عیاران زمان مین آپ کا ایک ادنے تابعدار ہون میری بات
آپ کے ہاتھ ہی حامد بن حمید زنگی سے مین وعدہ کرکے لایا تھا کہ تمھین ملکہ قمر چہر کو دلوا دونگا آپ ہی نے مجھکو یہ عزت
دی آپ ہی کی بدولت مین اس مرتبہ صاحبقران کو پہونچا اگر نہ دیجیے گا تو ساری شیخی میری کرکری ہو جائیگی جسقدر
روپیہ آپ کو مطلوب ہو وہ مجھسے لیجیے اور ملکہ کو میرے حوالے کر دیجیے یہ سُنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ اچھا پہلے تم
روپیہ تو جمع کرو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دفعتاً آسمان پر ایک ابر نمودار ہوا اور اُسمین سے ایک آواز
نوبت و نقارے کی بلند ہوئی جب وہ ابر شق ہوا تو بہت سے دیو زاد اور پریزاد نمایان ہوئے اور کچھ دیوزاد
دیوون کی گردنون پر سوار نمودار ہوے اور ایک نقابدار سرخ پوش تخت جواہر نگار پر بیٹھا دکھائی دیا جب
وہ تخت قصر ہفت منظر پہ پہونچا تو وہ نقابدار تخت سے اُترا اور عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ ملکہ قمر چہر کہان ہی

عمرو نے کہا کہ ای نقابدار ایرج تو کافر آفتاب پرست ہی اُسے تو نہ دونگا مگر شاہزادہ نورالدہر ملکہ پر عاشق
ہی اُسی کو دونگا نقابدار نے کہا کہ ای عمرو بن ملک قاسم لال خفتان خونریز کا طرفدار ہوں اور ایرج سے
اور ملک قاسم سے کمال دوستی ہی اسواسطے میری خواہش یہ ہی کہ ملکہ قمر چہر کو ایرج کے حوالے کر دے یہ سُنکر عمرو
نے کہا کہ ای نقابدار یہ امر سخت ناانصافی پر مبنی ہی تم بیکار اس قسم کا کلام کرتے ہو میں کبھی ملکہ کو ایرج کے حوالے
نہ کرونگا تم جدھر سے آئے ہو اُسی طرف چلے جاؤ کہ یہی امر تمھارے حق میں بہتر و مناسب ہی ورنہ میں عمرو ہوں
مجھے خوب پہچان رکھو اگر نہ جاؤ گے تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا سارا گھمنڈ تمھارا نکلجائیگا میں حمزہ سے تو کبھی دبا نہیں
تو بھلا تجھسے کیا دبونگا بس یہ کلمہ سُننا تھا کہ نقابدار سُرخ پوش آگ ہوگیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ پکڑ و اس
ساربان زادے کو یہ سُنتے ہی بہت سے لوگ دوڑ پڑے اور عمرو کی مشکیں باندھ لیں ملکہ نے جو یہ حال مشاہدہ کیا
خوف کے مارے بھاگ کر گھر کے اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر لیا عمارت بہت مستحکم و سنگین تھی دیوان زبردست
سے بھی اُس دروازے کا کھلنا دشوار تھا ہر چند لوگوں نے کوشش کی مگر دروازہ نہ کھلا تب نقابدار سرخ پوش نے
ایرج سے پکار کر کہا کہ ای ایرج تو ہر طرح خاطر جمع رکھ میں ملکہ کو تجھے دیتا ہوں یہ کلام نقابدار کا سُنکر ایرج
بہت شادان ہوا اور نورالدہر کمال پریشان ہوا مگر اپنے دل میں کہا کہ ای نورالدہر اگر ملکہ ایرج کے پاس
آجائے تو تو اپنی جان دے دے یا ملکہ کو لڑ بھڑ کر چھین لے نورالدہر تو اس خیال میں تھا اور وہاں نقابدار
اُس گھر کے قریب گیا اور پکارا کہ ای قمر چہر دروازہ کھولکر باہر چلی آ ورنہ دروازہ تڑوا کر تجھے نکلوا لونگا مگر
ملکہ کچھ جواب نہیں دیتی اور چپکی حالت سکوت میں زار زار رو رہی ہی کہ ای پروردگار عالم یا تو تو مجھے اس عذاب
سے نجات دے یا میری جان لے لے دیو کی قید سے چھوٹی تو اس بلا میں مبتلا ہوئی اُدھر تو ملکہ یہ دعا کر رہی تھی
اور اِدھر عمرو بلک بلک کر دعا کر رہا تھا کہ خداوندا میری محنت رائگان نہ کر اور ملکہ کو اس عذاب سے نجات دے
اور مجھے بھی اس قید سے رہا کر اور بختیارک نقابدار سے کہہ رہا ہی کہ حضور انتظار کس امر کا ہی دروازہ تڑوا ڈالیے
یہ سُنکر نقابدار نے قصد کیا تھا کہ دیووں سے دروازہ تڑوا ڈالے کہ دفعتہً آسمان پر سے ایک نقابدار سبز پوش
نمودار ہوا اور یہ صفت منظر پر آکے اُترا عمرو کو بندھے ہوئے دیکھا تمام حال استفسار کیا خواجہ عمرو نے
کل کیفیت بیان کی نقابدار سبز پوش نے نعرہ کیا کہ ای خواجہ عمرو تم اطمینان رکھو کیا مجال ہی کسی کی جو ملکہ
کو لے سکے یہ سُنکر نقابدار سُرخ پوش نے کہا کہ تو کہاں سے آیا ہی دیکھیں تو ملکہ کو کون لے سکتا ہی آخر کار نوبت
با پیکار رسید کہ تلوار میں کھنچ گئیں چار پانچ زخم سُرخ پوش نے کھائے چار پانچ زخم نقابدار سبز پوش کے لگے
دونوں بیہوش ہو کر گر پڑے ہر ایک نقابدار کے ہمراہی ہر ایک نقابدار کو اُٹھا لیگئے جب دونوں
نقابدار دلن کو دیو و پری اُٹھا لیگئے اور پالا صاف ہوا تو ملکہ قصر سے باہر آئی سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت
بجالائی بختیارک نے جو خواجہ عمرو کو بندھے ہوئے دیکھا ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ عمرو کو مار بھی ڈالو اور اس
ساربان زادے کے قبضے سے پیچھا چھڑا کر حامد بن حمید زنگی کو قبول کرو دیکھو تو وہ کسقدر تمھاری خاطر کرتا ہی اور
ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کسقدر تمکو مالا مال اور خوش و مسرور کرتا ہی یہ سُنکر ملکہ جھنجلا گئی
اور برہم ہو کر کہنے لگی کہ او مردے موُنڈی کاٹے خاموش رہ کیا بکتا ہی خدا تجھے غارت کرے کڑ کڑا تی
بجلی تجھ پر گرے اور حامد بن حمید زنگی کی صورت بخش کو مردے سڑو لیجائیں مجھے اُس مونڈی کاٹے سے کیا کام ہی
ہزار ہزار جان میری شاہزادۂ عالیوقار نورالدہر عالی تبار پر نثار ہی سوا ایسے حامد بن حمید زنگی ہوں تو

نور الدہر کے نقش ناخن پا پر نثار کرون اوا ایسے تیسے کچھ تیری شامتین آئی ہین یا اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی حواس
بھی تیرے درست ہین یا کچھ تھوڑی سی بھنگ پیگیا ہی ارے مونڈی کاٹے کسکی نسبت تو نے یہ کلمہ کہا تو جانتا
بھی ہی کہ خواجہ عمرو کون شخص ہی اور مین اُسے کیا سمجھتی ہون ارے وہ میرا باپ ہی میرا محسن ہی اُسنے مجھے دیو کی قید
سے چھڑایا وہی میرا اسوقت ہمدم و ہمراز رہا اُسنے میری زندگی رکھ لی اگر خواجہ نہ ہوتے تو مین اسی قید سخت
مین مبتلا رہتی اور گھٹ گھٹ کر جان بحق تسلیم ہوتی او نگوڑے مارے عمرو کو تو مین مار ڈالون اور تجھے
زندہ رکھون اور مرنے جوگے تجھے مین خاک مین ملاؤن تجھے عمرو کے نقش پا پر سے صدقہ کرون رہ تو جا ذرا
دیکھ تجھے کیا سزا دلوا دیتی ہون اور کیا تیری حالت بناتی ہون یہ کہکر حبشنون سے کہا کہ ارے مارو تو اس
نالائق کو بس سنتے ہی حبشنین دوڑ پڑین اور بختیارک کو اسقدر جوتیان اور لاتین مارین کہ توبہ توبہ پکارنے لگا
لیکن حبشنین کو بہ کاری کر رہی ہین اور ملکہ نے خود اُٹھکر خواجہ عمرو کو کھلا بختیارک کے پیٹنے اور توبہ کرنے پر
عمرو کو رحم آگیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ اب اسے چھوڑ دو ملکہ نے کہا کہ نہین خواجہ اسے اور پٹنے دو اسلیے کہ
اس مردے نے تمھاری شان مین بڑی گستاخی کی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ نہین ملکہ مین نے اسے معاف کیا
تم بھی معاف کرو میرے سر کی قسم اب اسے چھڑوا دو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ اگرچہ یہ موا قابل عفو نہین ہی
مگر تمھارے سر کی قسم سے مجبور ہوگئی خیر چھڑوائے دیتی ہون اور حبشنون سے کہا کہ خیر اب اسے چھوڑ دو حبشنون نے
بختیارک کو چھوڑ دیا مگر حالت بختیارک کی مار کھانے سے یہ ہوئی کہ منہ سوج گیا بال گر گئے جا بجا خون
چھلک آیا گھٹنے چھل گئے سرین کو مرے پڑ گئے ہفر ہفر کرنے لگا کتے کی طرح ہانپنے لگا جب ذرا حواس درست ہوئی
ہنپنی موقوف ہوئی تو خواجہ نے کہا کہو ملک جی کیا نقشا ہی مزاج کیسا ہی بختیارک نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ای خواجہ
خدا آپ کو سلامت رکھے جو حالت ہی وہ ظاہر ہی اگر آپ اس وقت نہ بچاتے تو کام ہی تمام تھا عمرو نے ہنسکر
کہا کہ ملک جی خوشامد تو موقوف کیجیے آپ تو میرے دشمن جان ہین ابھی مجھے قتل کرواتے تھے اب فرمایے کہ آپ کے
ساتھ کیا سلوک کرون اور آپ کی کیا حالت بناؤن بختیارک نے ہاتھ جوڑکے کہا کہ ای خواجہ غلام آپ کے
قبضے مین ہی پیر و مرشد کو اختیار ہی جان میری آپ کے قبضۂ قدرت مین ہی چاہیے ہلاک کیجیے چاہیے معاف کیجیے مگر مین
اپنے کردار بد کی سزا کو پہنچگیا ایسی مار کھائی کہ تمام عمر یاد رہیگی فقط جان نکلنا باقی تھا ادھ موا تو ہوگیا عمرو نے
کہا کہ خیر گذشتہ را صلواۃ اب مین تجھسے کیا معاوضہ کرون مگر اس شرط پہ تیری خطا معاف کرتا ہون کہ جو مین
کہون سو تو کر مگر اتنا سمجھ لے کہ اگر ایک سر مو تو نے فرق کیا تو پھر مین عمرو ہون خوب سمجھ لے کہ جان تو جائیگا بغیر
مارے نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا کہ مین حضور سے خوب واقف ہون کیا مجال جو آپ کے ارشاد سے ایک
سر مو فرق کرون جو حکم دیجیے گا اُسے مو بمو بجا لاؤنگا جب عمرو نے اُسے خوب پکا کر لیا اور یہ سمجھ لیا کہ بختیارک
خطا نہ کریگا تو اُس سے کہا کہ ای بختیارک مین تجھے ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر حامد بن جمہور کے حوالے کر دونگا
اور اُس سے یہ کہدونگا کہ ای حامد یہ ملکہ قمر چہر حاضر ہی مین نے بخاطر ایرج تیرے واسطے اسقدر مشقت
گوارا کرکے یہ کام کیا ہی اور شاہزادہ نور الدہر سے انحراف کیا ہی تو جلد اسے لیے ہوئے چلا جا اور ایک
دم بھی یہان توقف نہ کر ورنہ اگر نور الدہر اس حقیقت حال سے مطلع ہوگیا تو ملکہ قمر چہر تیرے ہاتھ سے چھن
جائیگی اور علاوہ اسکے میری اور تیری جان بھی مفت مین جاتی رہیگی دو منزل یہان سے بھاگ کر اسے ہاتھ لگانا کیونکہ
اگر یہان تو اس سے بولا اور ذرا بھی ہاتھ لگایا تو یہ چلا اُٹھیگی اور سارا کھیل بگڑ جائیگا الغرض جب حامد بن جمہور

تجھے یہاں سے لیکر نکلجاے تو تو اُسوقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہر طرح کہ جب تک وہ تجھسے مشغول اختلاط
نہ ہو اور جب تک وہ تیرے ازار بند پر ہاتھ نہ ڈالے اُس وقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہر طرح اطمینان رکھنا
تجھپر کوئی گزند نہ پہونچنے پائیگی یہ کہکر قصر ہفت منظر کے برآمدے پر آیا دیکھا کہ ایرج اور نور الدہر دونون
کھڑے ہوئے ہین ایرج سے پکار کر کہا کہ ای ایرج نوجوان مجھے تیری خاطر بہت عزیز ہے مین یہ نہین چاہتا کہ
تیری بات ضایع ہو اور تجھے رنج پہونچے مین ملکہ قہر چہر کو اس شرط پر تیرے حوالے کرتا ہون کہ تو مجھے چار لاکھ
روپیہ بہم پہونچادے یہ سُنکر ایرج کے دانت نکل آئے اور کہا کہ ای خواجہ خواجگان ای شاہ عیاران زمان
اس حقیر کو آپ کی ذات فیض آیات سے اس سے زیادہ توقع ہے آپ ہی نے مجھکو خاک سے پاک کردیا آپ کے باعث
سے مین اس اعزاز کو پہونچا آپ ہی کی بدولت مین اس مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچا ورنہ مین کہان اور صاحبقرانی کہان
مین تو ایک تاجر زادہ تھا یہ دولت اور حکومت یہ جاہ و مرتبت کہان سے پاتا سب آپ ہی کے تصدق مین حاصل ہوا
کہان تک آپ کا شکریہ ادا کرون شعر اگر بہر موے من گردد زبانے + نیاشد حرفی از شکرت بیانے + اور ای خواجہ
اس احسان سے تو آپ کے مین تمام زندگی سر نہ اُٹھا سکونگا اگر میری جان بھی آپ کے کام آسے تو حاضر ہے روپیہ
پیسہ کیا چیز ہے مین ابھی تو جاکر روپیہ لاتا ہون یہ کہکر ایرج تو چلا گیا اور خواجہ عمرو نے نور الدہر سے کہا کہ ای
شاہزادہ عالیقدر تم اطمینان رکھو اس مردک سے صرف روپیہ مقصود تھا وہ لے لونگا مگر ملکہ کو تھوڑی ہی اسکے
حوالے کردونگا ملکہ تمھاری ہے تم ملکہ کے ملکہ کو مین تمھاری ہی خدمت مین حاضر کردونگا اور اب تم جاؤ کیون زحمت
اُٹھاتے ہو شب کو مین تمھارے پاس آؤنگا یہ سُنکر نور الدہر تو اپنے خیمے کو چلا گیا عمرو پھر کر قصر مین آیا ملکہ
کے پاس آکر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی عمرو نے بختیارک کو بھی بلا کر بٹھایا ملکہ نے کہا کہ کہو خواجہ ہمارے
لیے تمنے کیا تدبیر سوچی ہے اب بھی ہم اُس شہر یار تک پہونچینگے یا اسی طرح گھل گھل کے مرینگے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای
ملکہ گھبراؤ نہین مطمئن رہو بہت ایام کٹ گئے اب دو ہی ایک روز اور باقی ہین بعد دو ایک روز کے مین تمھین نور الدہر
کے پہلو مین بٹھادونگا آج رات کو مین شاہزادہ نور الدہر کے پاس جاؤنگا اور تمھارے ہی ذریعہ سے حمزہ
سے صفائی کرونگا اور سواے اس ذریعہ کے اور کوئی ذریعہ نہین ممکن ہے مین آج ہی تمھین نور الدہر سے
ملادون مگر میرا کام رہجائیگا مجھے اور امیر حمزہ صاحبقران سے صفائی نہ ہوگی ملکہ قہر چہر نے کہا کہ خیر
خواجہ جو تمھاری مرضی مگر یہ سمجھ لو کہ اگر شاہزادہ نور الدہر کے سوا تمنے اور کو مجھے دیا تو مین اپنی جان ہی دیدونگی
مین نے سُنا ہے کہ تمنے ایرج سے وعدہ حتمی کرلیا ہے کہ مین ملکہ کو تجھے دونگا عمرو نے یہ سُنکر کہا کہ ملکہ تمھین کچھ خبر
ہے اُس پاجی سے مین نے اخذ زر کے لیے یہ کہدیا ہے ورنہ مین اور تمھین ایرج کو دیدونگا تمھاری بھی کیا باتین
ہین بختیارک کو اسلیے مین نے زندہ رکھا ہے کہ اُس سے روپیہ لیکر اُسے تمھاری صورت بنا کر حامد بن حمید کے
حوالے کردونگا اور اب تو مین شاہزادہ نور الدہر کے پاس جاتا ہون ملکہ نے کہا کہ خواجہ بھلا کیونکر وہان تک
پہونچوگے خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم تماشا دیکھو یہ کہکر اُٹھا اور برآمدے پر آکے آسمان کی جانب جست کی جب
زمین کی طرف گرنے لگا تلوار سپاٹ کر کے پاؤن کے تلے رکھلی پھر زعفن بھری اسی طرح اُڑتا ہوا دریا کے پار گیا
اور بصورت اصلی لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا نور الدہر اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا القصہ ملکہ قہر چہر مین
رو رہا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ دیکھیے اب ملکہ کس کے ہاتھ لگتی ہے وہ تو عمرو کے قبضہ مین ہے اور عمرو اور حمزہ
سے نااتفاقی ہے وہ ملکہ کو مجھے کیون دینے لگا فقط اُسنے مجھے بہلا دیا ہے اور کبھی دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ ای نور الدہر

اگر خواجہ نے سچ کہا ہے اور حمزہ سے صفائی کی خواہش رکھتا ہے تو وہ میرے پاس ضرور التجا لائیگا اور اسی شہر دلکو
پیش کریگا کہ حمزہ سے مجھے صفائی کرا دو تو مین ملکہ کو دیدونگی بس تو بھی جا کر صاحبقران کے قدمون پر گر پڑنا اور
عمرو کی صفائی کرا دینا ای نور الدہر اگر آج وہ تیرے پاس چلا آے تو سب کام بن جائین ابھی نور الدہر اپنے
دل سے یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ خواجہ سامنے سے دکھائی دیا نور الدہر عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور تعظیم کے لیے
اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور عرض کیا کہ ای دادا جان آپ فی الواقع بڑے صاحب
حمیت اور صادق الاقرار ہین مین تو واقعی آپ کے آنے سے ناامید تھا کہ آپ مجھ تک کیون آئینگے عمرو نے کہا
نہین شاہزادے بھلا مین آپ سے وعدہ کر کے خلاف وعدہ کرتا ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسد بھی آگیا
اور دادا دادا کہکر عمرو سے لپٹ گیا عمرو نے اُسے گلے سے لگا لیا نور الدہر نے سامان دعوت خواجہ مہیا کیا اور
اور خوشامد کرنا شروع کی کہ خواجہ میری زندگی اور آبرو آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہے آپ ہی چاہیےگا
تو میری زندگی ہوگی ورنہ چند روز مین کام تمام ہے آپ واقف ہین کہ مین ہمیشہ سے عشق عاشقی کو برا جانتا تھا
اور ایسے لغویات کیا کرتا تھا مگر خدا جانے اسکے حُسن خداداد نے میرے دل پر کیا تاثیر کی کہ مین از خود رفتہ ہو گیا
اور اب یہ حالت پہونچی ہے کہ اگر دو چار دن اور وصل اُسکا حاصل نہ ہوا تو جان میری تمام ہے اور ای خواجہ آپ
مجھسے ہر طرح اطمینان رکھیےگا آپ کے ارشاد سے مین کبھی باہر نہ ہونگا اور مال و اسباب جو کچھ میرے پاس ہے
وہ تو آپ ہی کا ہے جو طلب کیجیےگا سو حاضر کرونگا از برای خدا اب آتش فراق سے نہ جلائیے اور صدمہ ہجر
سے نجات دلائیے وصل ملکہ قمر چہر سے شادان و فرحان کر دیجیے جو جو احسان آپ نے لشکر اسلام پر علی الخصوص
مجھ پر کیے ہین اُسکا اظہار میرے امکان سے تو باہر ہے کہان تک آپ کا شکریہ ادا کیا جاے اکثر مقامات پر آپ ہی
کی بدولت سے میری جان بخشی ہوئی ہے یہ سنکر عمرو نے کہا کہ ای نور الدہر مین ایک کوڑی کا آپ سے خواستگار
نہین ہون ملکہ قمر چہر آپ کی خدمتگاری کے لیے حاضر ہے مگر ہان اتنی شرط ہے کہ صاحبقران سے عفو جرائم
میرے کرا دیجیے اور ملکہ قمر چہر کو مجھسے لیجیے نور الدہر نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا کہ خواجہ آپ تو دادا جان کے
مزاج سے بخوبی واقف ہین روپیہ اشرفی جسقدر مطلوب ہو وہ لیجیے مگر اس امر مین مصر نہ ہوجیے ملک باختر
کا خراج سالانہ تک آپ کو دے سکتا ہون مگر اس امر کا اقرار نہین کر سکتا یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ مین ملکہ
قمر چہر کو صاحبقران کی ملاقات کا وسیلہ سمجھے ہوئے ہون بغیر اس امر کے ملکہ کو نہ دونگا یہ سنکر نور الدہر
بہت رنجیدہ ہوا اور سر اپنا جھکا کر رونے لگا قریب تھا کہ روح پرواز کر جاے مگر اسد غازی نے جو یہ حال
دیکھا نور الدہر سے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ آزردہ نہ ہون اور کسی طرح کا رنج و صدمہ نہ کرین مین اس
امر مین سعی کرونگا اور دادا کی تقصیر معاف کرا دونگا اور عمرو سے کہا کہ دادا جان مین آپ کا ذکر خیر حضور
صاحبقران ضرور کرونگا مگر اپنے حضور اور بادشاہ اسلام کی بھی شرکت ضرور منظور ہے اور نور الدہر سے
کہا کہ بھائی صاحب آپ بھی اتنا کیجیےگا کہ علی الصباح نانا جان کے سامنے بہت ہی غمگین ہوکے بیٹھیےگا آخر نانا جان
آپ سے پوچھینگے اُس وقت مین گفتگو کرونگا آپ خاموش رہیےگا مین سب باتین طے کر لونگا اور اور سردارون
کو بھی مین کسی نہ کسی طرح شریک کر لونگا خاصی طرح صفائی ہو جائیگی یہ سنکر عمرو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای اسد
مین بھی تخت بادشاہی کے تلے بیٹھونگا اور شاہزادہ نور الدہر سے کہا کہ ای نور الدہر مین تو بادشاہ کو جا کر
راضی کیے لیتا ہون اور تم یہ کرو کہ اور سردارون کو اسی وقت اس مضمون کے رقعے لکھکر روانہ کرو کہ وصل

ملکہ قمر چہر کا مجھکو اس صورت سے ممکن ہو سکتا ہے کہ خواجہ عمرو سے اور حمزۂ صاحبقران سے صفائی ہو جاے
اسد اس ذکر کو صاحبقران کے سامنے چھیڑیگا تم اُسکے ہمزبان ہو کر اس مقدمے میں ساعی ہونا نور الدہر
نے اُسی وقت کل سرداروں کو رقعہ لکھوا کر اپنی مہر و دستخط سے مزین کر کے روانہ کیے اور عمرو وہاں سے اُٹھکر
بادشاہ اسلام کی خدمت میں گیا اور جاتے ہی جھپ سے بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا شہنشاہ گیتی پناہ نے فرمایا کہ ای
عمرو کیا ہے کچھ کہو تو سہی عمرو نے کہا کہ حضور میں ایک حاجت لیکر آیا ہوں بادشاہ نے کہا کہ اچھا سر تو اُٹھاؤ عمرو نے
کہا کہ حضور آپ جب تک اقرار حاجت روائی نہ کر لینگے تا بعد از قدموں سے آپ کے سر نہ اُٹھائیگا مجبوراً
بادشاہ نے کہا کہ اچھا جو کچھ تم کہو گے مجھے قبول ہوگا اور تمھاری حاجت برآری میں سعی کرونگا جب بادشاہ
اسلام نے اقرار کر لیا تو عمرو نے قدموں سے سر اُٹھا کر ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور تو حال شاہزادہ نور الدہر سے
خوب واقف ہیں کہ وہ شاہزادہ ملکہ قمر چہر پر عاشق ہے اور اُس حالت عشق میں اُس والاقدر پر کیا کیا مصیبتیں گذر گئیں
بادشاہ نے کہا کہ ہاں میں خوب جانتا ہوں صاحبقران آخر یہاں کسلیے ائے اسی لیے آے کہ نور الدہر کا تدارک
کریں یہ سُنکر عمرو نے کہا کہ اب میں نے اُس دیو کو مار ڈالا اور ملکہ میرے قبضے میں ہے میں نے اُسے صاحبقران
کی صفائی کا وسیلہ سمجھا ہے اور قصد مصمم ہے کہ بعد صفائی صاحبقران ملکہ کو نور الدہر کے حوالے کر دوں کل اسد
حضور حمزۂ صاحبقران میرا ذکر چھیڑیگا تو حضور بھی اُسکے ہمزبان ہو کر میری سفارش فرما دیجیے گا اور صاحبقران
سے صفائی کرا دیجیے گا یہ سُنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا تم خاطر جمع رکھو میں ضرور اس امر میں ساعی ہونگا بس
عمرو یہ سُنکر بادشاہ کو سلام کر کے بارگاہ ایرج میں آیا ایرج تعظیم عمرو کے لیے اُٹھکھڑا ہوا اور کمال عزت
و توقیر سے پیش آیا اور کہا کہ ای خواجہ میں آپ سے نہایت نادم و پشیمان ہوں کہ میں نے حمزہ اور نور الدہر کے
کہنے سے آپکو اپنے پاس سے جدا کیا مگر ای خواجہ ویسا ہی پچھتاتا بھی ہوں اور ہر دن آپکی جدائی میں رویا کرتا ہوں
دیکھیے یہ مالک بن ملکوت شاہ بیٹھا ہے اس سے پوچھیے مالک نے کہا کہ واقعی خواجہ ایرج سچ کہتے ہیں
عمرو نے کہا کہ ہاں میں بھی خوب جانتا ہوں کہ ایرج کو مجھسے کمال محبت ہے اور مجھکو بھی ایرج سے جیسی محبت ہے
خدا ہی خوب جانتا ہے ایرج نے کہا کہ ای خواجہ آپ کے احسانات بے پایان کا میں کہانتک شکریہ ادا کروں
مگر جو ابتک آپ کیے وہ سب احسانات ہیں وہاں ایک احسان یہ بھی کیجیے کہ ملکہ قمر چہر کو جلد میرے حوالے کر دو
خواجہ نے کہا کہ سُنو ایرج تمکو خوب معلوم ہے کہ میں ایک مدت سے ہفت منظر سلیمانی میں دیو قلیاس کا
قیدی رہا چہرے روپے کی صورت نہیں دیکھی اور اسیر کیا منحصر ہے قید کو تو تھوڑا ہی زمانہ ہوا اصل میں جب سے کہ
حمزۂ صاحبقران سے مجھسے بگاڑ ہوا جب سے ایک کوڑی کہیں سے ہاتھ نہیں لگی اب دیو کو مار کر قید سے
رہا ہوا تو سواے ملکہ کے اور کوئی مایہ و بساط نہیں رکھتا اگر تم مجھے سہ سالہ خراج شہر فرنگوشیہ کا ہبہ کر دو
تو میں ملکہ کو تمھارے سپرد کر دوں ایرج نے یہ سُنکر تامل کیا اور مجبورانہ کہا کہ اچھا دونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ
دونگا کیا ابھی دو اور ملکہ کو لو غرض اُسی وقت ایرج نے عمرو کو زر مطلوبہ دیا عمرو نے روپیہ گھر میں رکھا اور کہا کہ کل
کوئی دو گھڑی رات گئے تم آکر ملکہ کو لیجانا اور وہاں سے اُسی وقت کوچ کر کے چلے جانا لیکن اتنا کہے دیتا ہوں
کہ میں ملکہ سے تمھارا نام نہیں لونگا اور تم بھی یہاں سے دو تین منزل پر نکلکے ملکہ کو ہاتھ لگانا اور اگر یہیں
ہاتھ لگاؤ گے تو وہ تمھیں پہچان کر شور و غل کریگی تو نور الدہر اپنے خیمے سے نکلکر ملکہ کو لیجائیگا یہ کہکر ایرج کے پاس
سے اُٹھکر داراسپ کے خیمے میں آیا داراسپ عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے پاس بٹھایا

سامان عیش مہیا کیا کشور شاہ نے کہا کہ ای خواجہ مین ملکہ پر بہت مائل ہون کہان سے کہان تصویر دیکھ کے عاشق
ہو کے آیا ہون اب آپ کے ہاتھ میری زندگی ہی عمرو نے کہا کہ میان زر کام کریگا روپیہ مہیا چیز ہی کشور شاہ
نے کہا کہ کسقدر روپیہ درکار ہی عمرو نے کہا کہ شہر کشور پیہ کا سالانہ خراج غرض بڑی چیز ہوتی ہی مجبور تو دیا عمرو
نے وہ بھی روپیہ گھر مین رکھا اور کہا کہ تم پھر رات گئے محافہ لیکر آنا مین ملکہ کو تمھارے ساتھ کر دونگا مگر شرط یہ ہی
کہ اپنے شہر مین جا کر ملکہ کو دیکھنا اسلیے کہ مین ملکہ سے تمھارا نام تو لونگا نہین ملکہ سے یہی کہونگا کہ یہ لشکر شاہزادہ
نور الدہر کا ہی اگر راہ مین بولوگے تو افشاے راز سے جو خرابی متصور ہی وہ ظاہر ہی یہ کہکر وہان سے اُٹھ کے
خورشید و نورج کے پاس گیا اُنسے بھی زر خطیر لیکر بارگاہ سلیمانی مین آیا اور زیر تخت بادشاہ اسلام آ کر ٹھہرا
جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام آ کر تخت پر بیٹھے صاحبقران نے آ کر مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوئے بعد اُسکے
اور سرداران و افسران فوج حاضر دربار ہوئے سلام کر کرکے اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوئے
دربار معمور ہوا ناچ ہونے لگا دورۂ جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ہوشا ہوش نوشا نوش کی صدا بلند ہوئی
مگر امیر کی نگاہ نور الدہر پر پڑی دیکھا کہ چپکا بیٹھا ہوا رو رہا ہی بس دیکھنا تھا کہ امیر بیقرار ہو گئے اور
دوڑ کر نور الدہر کو گلے سے لگا لیا اور پوچھا کہ کیون بیٹا تم کیون روتے ہو باعث ملال کیا ہی آزردگی کی وجہ تو
بیان کرو نور الدہر تو آہ سرد کھینچکر چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا مگر اسد غازی نے ہاتھ باندھکر عرض کیا
کہ نانا جان آپ سب حال تو نور الدہر عالیقدر کے عشق کا سن چکے ہین اُسکے بیان کرنے کی حاجت نہین
ہی کہ بھائی صاحب کا ملکہ قمر چہر کے عشق مین کیا حال ہو گیا تھا بلکہ اُسی حالت مدہوشی مین اُس پاجی براندیش
نے کوڑا بھی مارا کہ جسکے عوض مین مین نے اُس مردود کو کوڑون کی مار سے اُدھیڑ دیا خیر وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر
اب بھائی صاحب کی عجب حالت ہی جلد تدبیر کیجیے اور قمر چہر کے وصال کی کوئی فکر سوچیے ورنہ دشمنون کی
ہلاکت کا خوف ہی امیر نے فرمایا کہ ای اسد پیر مین کیا تدبیر کرون پہلے تو ملکہ دیو قلعہ اُس کے قبضے مین تھی
اب سنا ہی کہ عمرو نے اُسے مار ڈالا اور ملکہ عمرو کے قبضے مین ہی وہ جسے چاہیگا اُسے دیگا اب رہا یہ کہ مین اُس
نمک حرام سے التجا کرون اور اُسکی خوشامد کرکے ملکہ کو لاؤن تو یہ مجھسے ناممکن ہی مین اُسکی لجاجت اور خوشامد ہرگز
نہ کرونگا اسد نے کہا کہ اچھا نانا جان اگر عمرو خود آ کر آپ کے قدمون پر گر پڑے اور عفو چاہے تو آپ کو تو
کوئی عذر نہ ہوگا اور تقصیر اُسکی معاف کر دیجیگا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے اور سر زانوے فکر پر جھکا کر سوچنے لگے
کہ اس معاملے مین کیا کرنا چاہیے کہ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای صاحبقران اب آپ کچھ عذر نہ فرمایئے عمرو
آپ سے تقصیرات کی معافی کا خواہشمند ہی تقصیر اُسکی معاف کر دیجیے اور ملکہ قمر چہر کو بخاطر نور الدہر
عمرو سے لیجیے آپ کی اور اُسکی نقیض کو ایک زمانہ ہو چکا اب آپ درگذر فرمایئے جب بادشاہ اسلام
چپ ہوئے تو لندھور نے کہا کہ ای شہریار عمرو کے بغیر تو بارگاہ مین بالکل سناٹا ہی ادھر مالک اژدر
پکارا کہ ای شہریار ہم سب تو عمرو کے احسانمند ہین اور وہ ہمارا محسن ہی اب اُس سے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی غرض
تو تمام سردار عمرو کی سفارش کرنے لگے امیر تو دراصل عاشق عمرو ہی تھے فرمایا کہ بھلا جو وہ کہان ہی جسکی تم
سب کے سب سفارش کرتے ہو اُسے بلواؤ تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای صاحبقران آپکے مزاج سے
ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ اُسے دیکھکر غیظ و غضب مین آ جایئے اور مزاج آپکا برہم ہو جائے امیر
نے فرمایا کہ نہین مین برہم نہ ہونگا آپکے ارشاد سے اور ان سب کی سفارش سے مین تقصیر اُسکی معاف کی

پا اب کچھ میں برہم نہ ہونگا اُسے بلواؤ یہ سُنکر بادشاہ نے آواز دی کہ خواجہ آؤ اور اپنے عفو جرائم کراؤ یہ سنا فوراً نکل کر
تخت کے نیچے سے نکلکر امیر کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا امیر نے سر اُسکا قدموں سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا
اور فرمایا کہ خواجہ خطا تو تمہاری میں نے معاف کر دی مگر یہ بتاؤ کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک میں ایک سو ایک پاپوش
عمرو پر نہ توڑ لونگا جب تک قرار نہ آئیگا اور اگر عمرو پر پاپوش نہ توڑے تو حمزہ نام نہ رکھا اور تم نے قسم کھائی تھی کہ میں تین
چلو لہو پیونگا صفائی تو میرے تمہارے ہو گئی مگر یہ قسمیں کیونکر ادا ہونگی اب عمرو بھی متفکر ہے صاحبقران بادشاہ
اسلام تمام سردار بھی متحیر ہیں کہ یکایک آواز سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح کی بلند ہوئی اور مع حضرت
خضر علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کا نمودار ہوا امیر اور جملہ سرداران اسلام مع بادشاہ تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے
اور دوڑ کر پائے مبارک حضرت خضر کے چوم لیے قدموں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ یا نبی اللہ ہم سب حیران ہیں کہ ان دونوں کی قسمیں
کیونکر ادا ہونگی حضرت نے جواب دیا کہ نزدیک کس امر کا ہے ادا ہے قسم بہت سہل در سہل ہے امیر سے فرمایا کہ تم سو پاپوش کے
عوض سو سرکنڈے منگا کر عمرو کے مارو اور عمرو سے کہا کہ تم حمزہ کی فصد کرکے تین چلو لہو لیلو امیر اور عمرو نے قدم
حضرت خضر علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کو بوسہ دیا حضرت خضر تو غائب ہو گئے امیر با توقیر اور عمرو نے حسب الارشاد قسمیں اپنی
حضرت خضر قسمیں ادا کیں بعد اُسکے عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ابھی اس امر کو مشہور نہ فرمائیے گا کہ میں نے خطا عمرو کی معاف
کر دی اور ممانعت فرما دیجیے کہ لشکر میں بھی ابھی کوئی منہ سے نہ نکالے میں داراب و خورشید و ایرج وغیرہ کو
یہاں سے ٹالدوں تو پھر اختیار ہے فرمایا کہ بہت مناسب یہ سنکر عمرو وہاں سے اُٹھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو
سلام کرکے ہفت منظر سپاہ ایرانی کا راستہ لیا اور ذکر کل حال ملکہ مہر چہر سے بیان کیا ملکہ کمال مسرور ہوئی اور کہا
کہ اے خواجہ پھر اب کب تک سے چاپلوسی عمرو نے کہا کہ اے ملکہ میں ایرج وغیرہ کو یہاں سے ٹالدوں تو پھر میں چلوں ملکہ نے
کہا کہ پھر کب تک ان سب کو نکالیے گا عمرو نے کہا کہ آج ہی شب کو یہ کہکر اسی وقت مختار رکاب کی ڈاڑھی مونچھیں
مونڈ کر رنگ روغن عیاری منہ پر ملکے آنکھوں میں سرمہ لگا بالوں میں کنگھی کی لباس زنانہ پہنایا ٹھیک ملکہ مہر چہر کی
صورت پر شکل کرکے ملکہ کو دکھایا ملکہ نے جو اسے دیکھا تو اپنی صورت سے سر مو فرق نہ پایا ہو بہو اپنی صورت پائی
خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ سبحان اللہ کیا صورت بنائی ہے کہ سر مو میری صورت سے فرق نہیں ہے ای خواجہ واقعی تمہارا
مثل و نظیر نہیں ہے ان باتوں چیتوں میں کوئی دو گھڑی رات آئی ہوگی کہ ایرج مع لشکر محافہ لیکر دریا کنارے آ کر کھڑا ہوا
عمرو نے جو ایرج کو دیکھا ملکہ مصنوعی کو زنبیل میں ڈالکر حسب وخبر کرکے ایرج کے پاس آیا اور ملکہ کو چپکے محافہ میں
سوار کرکے ایرج سے کہا کہ جلد مع لشکر یہاں سے چلے جاؤ ایرج نے نہایت مسرور ہو کر محافہ اپنے ساتھ لیکر مع لشکر
کوچ کیا بعد اُسکے عمرو نے اور تین شخصوں کو ملکہ مہر چہر کی صورت مشکل کیا کہ کوئی دو پہر رات گئے داراب آیا ایک
کو اُسکے حوالے کیا پھر کوئی تین پہر رات گئے خورشید آیا ایک کو اُسکے سپرد کیا پھر کوئی پہر رات رہے نوروز آیا ایک
کو اُسکے حوالے کیا غرض ہر شخص کو باری باری ملکہ مصنوعی کو سپرد کرکے رخصت کیا اور ہر شخص سے کہا کہ خبردار
خبردار بغیر اپنے شہر میں داخل ہوئے ملکہ کو ہاتھ نہ لگانا جب یہ سب گئے سب خوش و مسرور تھے کہ دو ہم ... شب کو عمرو
نے کل مال و اسباب اور کپڑوں اور خواصوں کو ملکہ کی زنبیل میں ڈالا اور بقیہ منظر کو ... کرکے
دریا پار آکر داخل لشکر اسلام ہوا اب اسکو تو لشکر اسلام میں چھوڑیے اور اب حال عبرت مآل ایرج بیان ہو ایرج ان دروغ ...
سنیے کہ ایرج ملکہ مصنوعی کو فرش ... اپنے ساتھ لیے ہوئے جلد جلد منزلیں طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور جوش ... جاتا تھا
کہ فی الحقیقت خواجہ نے مجبور احسان کیا کہ تمام عمر اُسکے احسان سے سر نہ اُٹھا سکونگا القصہ اگر عمرو ...

تو ہرگز ملکہ ہاتھ نہ آتی القصہ جب جاتے جاتے دو منزل طے کر چکا تو تیسری منزل پر پہونچ کے حامد بن حمید نے ملکہ
مصنوعی کے ساتھ منعقد کیا حامد بن حمید نے خوشی خوشی داخل حجلۂ عروسی ہوا پہلے تو سجدے میں جا کر شہر اعظم کی
مدحت کی اور کہا کہ ای شہر اعظم آفتاب تابان کرور کرور شکر ہی ہزار کہ تو نے مجھ ایسے رو سیاہ نالائق روزگار کو ایسی
ماہ طلعت مہر صورت عنایت کی ای آفتاب تابان شعر اگر بہر موے من گردد زبانے نشاید حرفے از شکرت بیانت
بعد اسکے سر سجدے سے اٹھا کر ملکہ مصنوعی کے گرد پھر اتصدق ہوا خوب اچھلا خوب کودا اب یہ تو خوشی میں اچھل کود
رہا ہی اور بختیارک اپنے دل میں کہ رہا ہی کہ واہ اس صورت نحس پر ملکہ قمر چہر کے لیے یہ خوشی کر رہا ہی اب کوئی
دم میں رو دیگا کہ حامد بن حمید نے اسکے گلے میں ہاتھ ڈال دیے رخ انور کے بوسے لینے لگا اور کہا کہ ای ملکہ منہ سے
تو بولو بات تو کرو اس قدر شرم و حجاب کیوں کرتی ہو آنکھ کھولکر دیکھو یہاں سوا میرے اور کوئی نہیں ہی ایک مدت
مدید سے تمہارے فراق میں رویا کرتا تھا اور جان اپنی کھویا کرتا تھا آج آفتاب پرستون کے طفیل میں شہر اعظم نے
یہ دن دکھایا کہ تمہارے وصل سے کامیاب اور شادکام ہونگا مگر بختیارک خوف عمرو سے خاموش بیٹھا ہوا ہی اسلیے
کہ مرشد نے کہدیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اس وقت تک تو خاموش رہنا اور اپنے کو
ظاہر نہ کرنا الغرض حامد بن حمید نے بوسہ لیکر اپنے ہاتھ سے قسمین دے کر مٹھائی کھلائی عطر ملا ایک آدھ جام شراب
کا زہر مار کیا جب خوب مست ہو لیا اور خواہش نفسانی سے اندھا ہو گیا تو قصد شہوت رانی میں بختیارک کے قریب گیا
اب جو خیال کر کے دیکھا ہی تو بجاے علامت اناث کے علامت ذکور کی پائی متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ای نازنین مہ جبین
یہ کیا امر ہی کہ تو بجاے علامت عورت کے علامت مرد کی رکھتی ہی تب بختیارک بول اٹھا اور کہا کہ او مادر بخطا نازنین
کون ہی اور تو نے سمجھا کیا ہی ارے احمق میں ہوں بختیارک پہلے اپنا منہ بنوا پھر ملکہ قمر چہر کی خواہش کرنا یہ امر
خدا پرستوں ہی کے لیے مخصوص ہی کہ تمام دنیا کے حسین انھیں کو ملتے ہیں ای حامد بن حمید ملکہ تو نور الدہر کے پاس گئی
ملکہ یہاں کہاں سے آتی بس یہ سننا تھا کہ ایک تیر حامد بن حمید کے جگر پر پڑا اور روتا پیٹتا ہوا ایرج کے پاس آیا ایرج
نے کہا کہ کیوں حامد کیوں روتے ہو کیا بات ہی معلوم ہوا کہ عروس زبردست ہی تیرا قابو نہیں چلتا حامد نے کہا کہ آپ
چلکر دیکھیے تو وہاں معرکہ ہی دگرگون ہی کیسی عروس اور کیسی ملکہ ایرج نے کہا ارے کچھ کہو تو سہی حامد نے کہا کہ ای
ایرج میں کیا کہوں خلاصہ یہ ہی کہ آپ نے میرے واسطے بڑی کوشش کی اور حد کی جانفشانی کی مگر آپ کیا کریں
میری قسمت میں وصل ملکہ کا مقدر ہی نہیں ہوا قسمت کی محنت ضایع ہوئی روپیہ کا روپیہ برباد ہوا ایرج حیران و
پریشان ہوکر حجلۂ عروسی میں آیا دیکھا تو ملکہ بیٹھی ہوئی ہی ایرج کو جو آتے دیکھا اٹھکر سلام کیا ایرج نے کہا کہ ای
ملکہ یہ کیا امر ہی حامد بن حمید کو تو نے کیوں خفا کر دیا ایرج کہہ کہ تو ملکہ قمر چہر ہی یا عمرو نے کسی اور کو بنا کر میرے حوالے
کر دیا ہی اسوقت بختیارک نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج تو جوان ملکہ قمر چہر کا کیا ذکر
ہی وہ یہاں کہاں وہ تو نور الدہر کے پہلو میں بیٹھی ہوگی میں تو بختیارک ہوں جب تو ایرج کو غصہ آگیا اور کہا کہ
او نابکار تو نے پہلے کیوں نہ اپنے کو ظاہر کیا اتنے پیسے اس قدر زحمت بیکار ہی کو دلوائی اگر وہیں تو ظاہر کر دیتا تو میں
یہاں تک کیوں آتا اگر اب جیسا تو نے مجھے پریشان کیا ہی ویسا ہی میں بھی تیری وہ حالت کرونگا کہ تو بھی تمام عمر
کو یاد کرے بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا [illegible] الٹے برباد کروا دیا یہ سنکر بختیارک ایرج کے قدموں
پر گر پڑا اور کہا کہ میری کوئی خطا نہیں [illegible] ہی اب چاہیے قتل کیجیے چاہے معاف فرمایے آپ کو
صاحب مروت جان کر اپنی جان بچانے [illegible] ہی اگر میں یہ حرکت نہ کرتا تو وہ [illegible] نکال [illegible]

مار ہی ڈالتا ای ایرج عمرو نے مجھسے کہدیا تھا کہ جب تک حامد بن جمہید قصد شہوت رانی نہ کرے اُسوقت تک
تو اپنے کو ظاہر نہ کرنا ورنہ وہین آکر تجھے مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا ای ایرج مین عمرو سے اسطرح ڈرتا ہون کہ
جس طرح گائے قصاب سے ای ایرج عمرو وہ بلا ہے جو ہی وہ آفت روزگار ہی کہ میرے باپ کا حربہ مجھے بچا کر
کھلا دیا مین نہ ڈرون تو کون ڈرے عمرو سے تو میری روح ہی نکلتی ہی اور آپ بھی تو اُس مرشد سے خوب واقف ہین
کہ جیسے وہ ذات بابرکات ہین اور کیسے معقول آدمی ہین کیا آپ کو معلوم نہین کہ ایک مدت کے بعد حمزہ نے تقصیر
عمرو کی معاف کردی اور حمزہ اور عمرو سے صفائی ہوگئی عمرو نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے حوالے کردیا اصل مین
یہی تو باعث صفائی ہوا ای ایرج مین بھی بدولت عمرو ہی کے دیو قلبیاس کی قید مین رہا اور جو جو میرا لکھا پورا ہوا
کیا گذارش کرون آخر الامر وہ مرشد میرے قتل پر آمادہ ہوئے جب مجھسے یہ شرط پیش کی کہ مین تجھے ملکہ قمر چہر کی
صورت بناکر ایرج کے حوالے کردونگا خبردار خبردار تو اُسوقت تک نہ بولنا اور اپنے کو اُس وقت تک ظاہر نہ کرنا
جب تک حامد بن جمہید دست درازی نہ کرے اور کہا کہ اگر ایسا نہ کریگا تو مین عمرو ہون وہین پہونچ کر تجھے
قتل کرونگا تو ای ایرج نوجوان مین نے مجبوراً اس شرط کو قبول کیا اور آپ کو صاحب کرم سمجھکر اور عفو قصور آپ کا
معمول جانکر یہ حرکت کی اور عمرو نے تو ملکہ قمر چہر کو بیٹی کیا تھا اور قمر چہر نے اُس سے اقرار کرلیا تھا کہ آپ مجھے
سوائے نور الدہر کے اور کسی کو نہ دیجیے گا ملکہ تو نور الدہر کے نام پر ہزار جان سے نثار ہی جب یہ ساری
رام کہانی ایرج نے سُنی تو سر ہلا کر کہا کہ ہان معلوم ہوا کہ ان مرشد کامل نے تجھے دم دیا اور تجھے مسخرہ بنا کیا
مگر خیر خواجہ عمرو سے تو کیا سمجھونگا کہ وہ میر المحسن ہی مگر نور الدہر کا عیش تلخ کردونگا ملکہ کو اُسکے پاس چین سے
نہ بیٹھنے دونگا یہ کہکر وہان سے کوچ کرکے جلد جلد اتنی راہ طی کرکے اُسی مقام پر آیا کہ جہان پہلے اسکا لشکر اترا تھا
اور وہان پہونچ کر خیمہ ڈیرے استادہ کرائے اور شاپور شیر دل کو بلا کر چپکے سے کہا کہ ای شاپور شیر دل
تجھسے جس طرح ہو سکے نور الدہر اور قمر چہر کو باندھ لا مین ممنون منت ہونگا شاپور نے کہا کہ خداوند مجھے
تعمیل ارشاد مین تو عذر نہین ہی آنکھون سے بجا لاؤنگا مگر یہ تو سوچ لیجیے کہ آپ سے کچھ بنائے بن بھی پڑیگا مین تو یہ
جانتا ہون کہ کبھی بھی آپ کے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا اور بیچارے وہ چھوٹ جائینگے ایرج نے کہا کہ تجھے ان قصون
سے کیا مطلب ہی تو کیون دخل در معقولات دیے جاتا ہی تجھے ہمارے حکم کی تعمیل سے غرض ہی یا دنیا بھر کے
قصون سے تو جا کر گرفتار کر لا مجھے لیا جائیگا یہ سنکر اُسی وقت شاپور شیر دل صورت اپنی تبدیل کرکے روانہ ہوا
جب داخل لشکر اسلام ہوا تو دیکھا کہ نور الدہر عالیقدر کے خیمے کے برابر ملکہ قمر چہر اور کیوان فلک رفعت
کا خیمہ استادہ ہی اور وہ نگہبانی اور پاسبانی ہی کہ مجال کیا ہی جو پرندہ پر مار سکے اور درندہ دندہ کی تو کیا
تاب و طاقت اور مجال و قدرت ہی کہ وہان پہونچ سکے تین پہر رات گرد اگرد خیمون کے پھرا پھرا مگر کوئی تدبیر
پیش نہ جا سکی مجبور ہو کر وہان سے پھرا راستے مین بدیع الزمان کا خیمہ ملا بس شاپور اُسی کو غنیمت جان کر ایک
جگہ بیٹھ گیا اور خیمے کی سیدھ باندھ کر نقب کنی شروع کی اور ایک تھوڑی ہی دیر مین نقب کا خیمہ بدیع الزمان
مین پھوڑا خیمے کے اندر پہونچ کر بیہوشی کی شمعون کی لو پر مارے جب وہ جلی اور دھوان اُسکا خاصہ دارون
اور خدمتگارون کے دماغ مین گیا تو وہ سب بیہوش ہو کر گرے شاپور شیر دل بدیع الزمان کے پلنگ کے
پاس گیا اور جھٹ پٹ بدیع الزمان کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر وہان سے چلتا ہوا اور
قریب طلوع آفتاب ایرج کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا ایرج نے پوچھا کہ شاپور کسے لایا

شاپور نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور نور الدہر اور قمر چہر پر تو کسی طرح قابو نہ چل سکا وہ زبردست پہرا تھا
کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا دوسرے کا تو کیا ذکر ہے تین پہر رات گرد اگرد خیمہ کے پڑا پھرا اور تدابیر سوچا کیا مگر کوئی
فکر پیش نہ جا سکی مجبور ہو کر وہاں سے پھرا راستہ میں بدیع الزمان کا خیمہ ملا غلام نے بمصداق مصرع گندم اگر بہم
نرسد جو غنیمت است + اسی کو غنیمت جانا اور اندرون خیمہ نقب زنی کرکے پہونچ گیا اور بدیع الزمان کو بیہوش
کرکے باندھ لایا ایرج نے کہا خیر جو آیا وہی سہی جلد اسے لیجا کر قید کرو سمجھا جائیگا شاپور نے اُسی وقت آہنگروں
کو طلب کرکے بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کرکے زندانخانہ میں بھیجدیا جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام
تخت پر رونق افزا ہوئے مقربان درگاہ سے دربار معمور ہو چکا تو امیر نے جو نظر اُٹھا کر دیکھا تو سب ہیں مگر
بدیع الزمان کا کسی طرف پتا نہیں بہت متحیر ہوئے پوچھا کہ آج بدیع الزمان نہیں آئے لوگوں نے عرض کیا کہ
خداوندا ابھی تک تو نہیں آئے یہ سنکر امیر با توقیر نے لندھور سے کہا کہ جا کر دیکھو تو لندھور خیمہ شاہزادہ
بدیع الزمان میں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ خدمتگار اور خواص بیدار بیہوش پڑے ہیں بدیع الزمان کا پلنگ خالی پڑا ہے
یہ پھیرا شاپور کا معلوم ہوتا ہے سمجھا کہ وہی مردود آکر لے گیا ہے جا کر امیر سے عرض کیا کہ خداوند بدیع الزمان کو تو
شاپور عیار ایرج کا چرا لے گیا امیر نے فرمایا کہ ایرج تو چلا گیا تھا یہ آگیا لندھور نے کہا کہ حضور یہاں اگر نہیں
آیا تو پھر شاپور کو کسنے بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ آگیا امیر نے فرمایا کہ اس کمبخت آفتاب پرست نے سخت بٹہ لگایا ہے
میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ نور الدہر کی شادی کر دونگا مگر اب تا وقتیکہ بدیع الزمان چھوٹ کر نہ آئے کیونکر
شادی ہو سکتی ہے یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ حضور پسر بزرگوار اسیر ہو گئے کیسی شادی اور کیا بیاہ وہ
چھوٹ کر آئیں تو پھر سب کچھ ہو سکتا ہے نہیں تو سب ہیچ ہے اس گفتگو سے تمام حاضرین دربار میں ایک سکوت کا عالم ہو گیا
مگر اسد غازی چپکے سے اُٹھکر بارگاہ کے باہر آیا اور خضر غلام نیک دل سے کہا کہ ایک نامہ اس مضمون کا ایرج
کو لکھ بھیجا کہ او پاجی آفتاب پرست کہاں تک فریبی بازاری کریگا اسقدر نامردی پر کمر باندھی ہے کہ جب
تیرا کچھ بس نہیں چلتا تو سرداران لشکر اسلام کو چوری سے لیجاتا ہے او مردود کیوں تیری قضا آئی ہے اور موت سر پر
کھیل رہی ہے جلد بادشاہزادہ کو بھیجدے ورنہ کل تو تمام لشکر کا تماشا دیکھیگا جب خضر غلام نامہ لیکر
ایرج کے پاس پہونچا اور ایرج نے اس نامہ کو کھولکر پڑھا تو مارے غصہ کے کانپنے لگا کہ وہ سمجھا کیا ہے وہ کہاں لیگا ہوش
تو دم دبا کر بھاگیگا اور ... ہرگز ... مار ڈالونگا اور خضر غلام سے کہا کہ جا
کہدے اس ولدالزنا سے کہ بدیع الزمان ... نہ چھوٹیگا بلکہ تو بھی میرے پاس آجائیگا یہ جواب ایرج کا
سنکر خضر غلام وہاں سے واپس آیا اور تمام حال اسد سے گذارش کیا اسد نے کہا کہ خیر اے خضر غلام سمجھا جائیگا
ایسے تو سہی جو اسکا ڈر ہے کو آگ میں نہ دے دوں اور ... کا فیصلہ نہ کر دوں نہ میرا نام ہوگا نہ آواز
کہ کہلوں کون کی آئیگی رفقا نے کہا کہ اے شہریار خبردار ایسا قصد نہ کیجئے گا اگر آپ جا کر مار ڈالینگے تو وہاں ابھی
تو بدیع الزمان مقید ہیں معلوم نہیں وہ مردک بدیع الزمان سے کیا سلوک کرے اسد نے کہا کہ صاحبو
تمہیں کچھ خبر ہے اپنے حواس درست کرو وہ مردک اُس حال کا کیا بنا سکتا ہے یہ کہکر یکہ و تنہا سر شام سے
روانہ ہوا اور کسی کو ساتھ نہ لیا سبھوں نے کہا کہ اے خبردار تو کہیں ... اگر نہ آئے دیکھو ہم تنہا جا کر جو کہا ہے سو
دکھا دیتے ہیں ... جب دروازہ بارگاہ ایرج پر پہونچا تو منہ اپنا دوشالے سے لپیٹ لیا لوگوں نے
جانا کہ جہان ایرج کا سردار ہوگا ... سے ہیں اندر ... یہ بھی ہوگا یہ سمجھکر کوئی اس سے متعرض نہ ہوا

جب دربار برخاست ہوا اور حامد بن حمید بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے کو چلا تو اسد غازی نے جلدی سے آگے بڑھکر کہا کہ او نابکار روسیاہ تو اور ملکہ قمر چہر کا عاشق بنکر کھڑا تو رہ کہاں جائیگا نام ہنر ور ہیچا شیر بیشۂ شجاعت دُر دریاے فتوت شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی لقوہ اسد شہسوارم کہ وروز جنگ بدرم دل شیر و چرم پلنگ + شہنشاہ نام آور و کامران + اسد شیر دل ابن صاحبقران + اور جو لوگ وہان بیٹھے تھے وہ تو اسد کا نام سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوے اور ایک غلغلہ پڑ گیا کہ ارے بھاگو شیر آگیا حامد جب تک بھاگے ہی بھاگے اسد غازی نے لپک کر جو ایک ہاتھ کھنڈارے کا رسید کیا تو مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گئے حامد دھڑ سے زمین پر گرا اور سے اور دو تین تلوارین مارین کہ بالکل قیمہ ہی ہو گیا جب حامد مین بالکل دم نہ رہا تو اسد گھوڑا اڑاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا راہی ہوا کہ زندگی مین تو ملکہ کی جدائی جلاتی تھی اب مرنے پر دوزخ کی آگ جلائیگی القصہ جب اسد چلا گیا اور حمید پدر حامد کو یہ حال معلوم ہوا تو گریبان چاک کر کے روتا پیٹتا ہاے حامد واے حامد کے نعرے مارتا ہوا ایرج کے پاس آیا تمام حال ایرج سے بیان کیا گریہ کی لگی ہوئی تھی آنسو برابر آنکھوں سے جاری تھے اور کہتا تھا کہ ہاے افسوس اس بڑھاپے مین یہ داغ بد اٹھانا ہاے افسوس مین کہتا تھا کہ ایک روز یہ دیوانہ اسے مار ڈالیگا اور ملکہ قمر چہر کا عشق اسکی جان لیگا ہاے اُسی کا سامنا ہوا اے زبدۂ آفتاب پرستان اب کیا کرون یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمر میری ٹوٹ گئی یہ حال سنکر اور حمید کی بیقراری دیکھکر ایرج کے بھی آنسو نکل آئے اور حمید کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے حمید اب صبر کرو حامد کا زندہ ہونا تو ممکن نہین مگر اُسکا عوض لینے کو اب بدیع الزمان موجود ہی ہین اُسے حاضر کرتا ہون تم اُسے قتل کر کے خون کے بدلے کا خون لیلو اور دل اپنا ٹھنڈا کر لو یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ اے ایرج نوجوان یہ کیا ارشاد ہوتا ہے بدیع الزمان کا قتل کرنا امر سہل نہین ہے نہایت دشوار ہے جسوقت خدا پرستون کو خبر ہو گی کہ بدیع الزمان قتل ہوتا ہے اُسی وقت تو سب کے سب یہین ہونگے تو زال در اور حمزہ قیامت ہی تو برپا کر دینگے مگر ایک تدبیر میرے ذہن مین ابھی آئی ہے کہ جس سے اسد بھی ہاتھ لگ جائیگا اور کوئی جھگڑا اور فساد بھی نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ اے بختیارک جلد بتاؤ وہ ترکیب کیا ہے بختیارک نے کہا اے زبدۂ آفتاب پرستان آپ تابوت حامد کا حمزہ کے پاس بھیجدیجیے اور کہلا بھیجیے کہ اے حمزہ اس اسد مجہول العقل نے حامد کو دغابازی سے مار ڈالا ہے اور مار کر بھاگ گیا ہے یا تو آپ اسد کو باندھ کر میرے پاس بھیجدیجیے اور یا بدیع الزمان سے ہاتھ اٹھائیے ایرج نے اس راے کو پسند کیا اور اُسی وقت تابوت حامد کا بنا کر صاحبقران کے پاس روانہ کیا اور شاپور کے ہاتھ جو کچھ بختیارک نے کہا تھا حمزہ سے کہلا بھیجا شاپور اُسی تابوت کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف چلا جب دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا تو تابوت کو تو دروازے پر چھوڑا اور خود بارگاہ کے اندر جا کر صاحبقران کو سلام کیا اور پیغام ایرج کا سنایا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے اور پہلوان عادی سے کہا جلد جا کر اسد کو لاؤ کہ اُسنے نہایت بیجا حرکت کی ہے پہلوان عادی اُسی وقت اسد کے لینے کو روانہ ہوا جب اسد کے پاس پہونچا تو اسد تعظیم کے لیے اٹھکھڑا ہوا سلام کیا کہا کہ دادا جان اسوقت آپ کہان آئے اور اس حقیر کو سرفراز کیا پہلوان عادی نے کہا کہ مین تمھین لینے کو آیا ہون صاحبقران عالیشان نے تمھین یاد کیا ہے اسد نادانستہ اٹھکھڑا ہوا اور فوراً پہلوان عادی کے ساتھ روانہ ہوا اثناے راہ مین ضرغام شیر دل نے اسد کے کان مین کہا کہ آپ جاتے کہان ہین آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ دادا جان آپ کے آپ کو کیون لیے ہین اسد نے کہا کہ مجھے تو کچھ نہین معلوم تم بتاؤ کہ کیا معرکہ ہے ضرغام نے کہا کہ مین اتنا جانتا ہون کہ آپ کا جانا صلاح نہین ہے جائیگا تو

پہنچائیگا اسد نے کہا کہ آخر کہنا کیون نہین خوف کا ہے کا ہی کہ صاف صاف جو تو نے دریافت کیا ہو جب تو مصر غلام
صاف صاف کہنے لگا کہ ہو گیا آپ نے جو حامد بن جمشید کو مار ڈالا تو ایرج نے امیر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ
اسد کو باندھ کر بھیجینگے تو بہتر ورنہ مین بدیع الزمان کو مار ڈالونگا یہ سنکر صاحبقران بہت آزردہ ہوئے ہین
اور اسی خفگی مین آپ کو طلب کیا ہی آپ سامنے گئے اور صاحبقران نے ایرج کے پاس بھیجدیا دیکھیے ہرگز ہرگز
نہ جائیگا ان خوب یاد آیا کہ ایرج نے حامد کا تابوت تیار کیا ہی اور وہ بارگاہ کے دروازے پر رکھا ہوا ہی یہ
سنکر اسد آگ ببولا ہو گیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ واہ ای دادا واہ ای شکم بزرگ میرے قتل ہی کرانے کی
فکر کی تھی ارے لعنت ہی تیری بزرگی پر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے بدیع الزمان جو تیرے بدلے مارا جاتا تو
اسکا کیا علاج ہوتا اسد نے برہم ہو کر ایک تلوار پہلوان عادی پر ماری کہ کوئی دو انگل کا زخم سر پر آیا اور اسد گھوڑے
کو اڑا کر دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور لوگون سے کہا کہ تمکو قسم ہو صاحبقران کے نمک کی کہ میرے آنے کی خبر
صاحبقران سے نہ کرنا اور وہ جو لوگ تابوت کے ساتھ تھے انکو مار کر بھگا دیا اور حامد بن جمشید کے تابوت پر روغن
رکھوا کے آگ ڈلوا دی اور وہان سے چلتا ہوا اسد کے جانے کے بعد ایک غل ہو گیا کہ اسد نے حامد کا تابوت
بھی جلا دیا جب امیر کو یہ خبر پہنچی تو بہت خفا ہوئے اور کریب سے کہا کہ جلد اسد کو جا کر پکڑ لاؤ اسی وقت کریب
اسد کے گرفتار کرنے کے لیے تنہا بارگاہ سلیمانی سے روانہ ہوا مگر اسد جب تابوت حامد کا جلا کر چلا تو دل مین
خیال کیا کہ کسی طرف چلا جاؤن پھر سوچا کہ نہین جانا مناسب نہین ہی ایسا نہ ہو کہ یہ آفتاب پرست ماموں جان کو
مار ڈالے تو تو مفت مین رسوا ہو جائیگا پہلے ماموں جان کو جا کر چھڑا لا پھر تجھے اختیار ہی جدھر چاہیے چلا جانا یہ سوچ کر لشکر
ایرج کا راستہ لیا اور ادھر ایرج سے شاپور نے آکر حال تابوت جلانے کا بیان کیا یہ سنکر ایرج نہایت
غضبناک ہوا اور اسی وقت حکم کیا کہ جلد بدیع الزمان کو لاؤ مین اسکو بعوض خون حامد بن جمشید زنگی قتل کرونگا
یہ سنکر اسی وقت لوگ دوڑ گئے اور بدیع الزمان کو غل و زنجیر مین گرفتار ایرج کے سامنے لائے جب بدیع الزمان
اور اسد سے سامنا ہوا تو بدیع الزمان نے پکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو بہادر ہو اور طرز شجاعت
سے واقف ہو سپاہی ہو تو دانا ہو یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ ہم بیشک تنہا ہین اور بہادر ہین اور نہین تو
اسکا نام بہادری ہی کہ جس طرح اسد نے حامد بن جمشید کو قتل کیا یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا کہ او نرار بیچھے
آفتاب پرست تجھسے بھی جو کچھ ہو سکے تو کبھی قصور و کوتاہی نہ کر یہ سنکر ایرج نے بعوض خون حامد کے
بدیع الزمان کو جمشید کے حوالے کر دیا اور کہا کہ ای جمشید اسے بعوض خون حامد کے بیرون بارگاہ لیجا کر
قتل کر جمشید بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ کے باہر لایا اور میدان خونی تیار کر کے جلاد سے کہا کہ جلد اسکی
گردن مار جلاد نے قصد ہی کیا تھا کہ بدیع الزمان کی گردن پر شمشیر مارے کہ دفعتہ نعرہ اسد بن کرب غازی
کی آواز آئی کہ او نابکار نابہنجار دست خود را نگہدار خالا میرسم یہ آواز سنکر جلاد نے گردن اٹھا کر دیکھا ہی تھا کہ
اسد نے مثل برق کوند کر جو ایک ہاتھ مارا تو سر اسکا قلم ہو کر دور سے زمین پر گرا جمشید نے جو اسد کو تنہا
دیکھا تلوار کھینچکر دوڑا کہ او دلیر اسے تو ہی قاتل ہو میرے بیٹے حامد کا کھڑا تو رہ جاتا کہاں جمشید کی آواز سنکر
ہمراہیان جمشید بھی دوڑ پڑے اسد نے پکارا کہ او روسیاہ ٹھہر جا تجھے بھی تیرے بیٹے کے پہلو مین سلاتا ہون بیٹا بیٹا
جا تو بھی اسکی مصاحبت کر یہ سنکر جمشید نے اسد کے برابر آکر ایک تلوار ماری اسد نے بپشت شمشیر سپر دار
اسکا روک کے جو ایک ہاتھ گھنڈا رسے کا مارا تو جمشید کے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گئے ادھر بدیع الزمان مل

جو پالا خالی دیکھا قید اپنی توڑ کر اسد کے شریک ہو کر لڑنے لگا اسد نے جو بدیع الزمان کو پیادہ دیکھا گھوڑے
سے کود پڑا اور کہا کہ ناموسخان آپ تو سوار ہو کر لشکر اسلام کا راستہ لیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا تم جو پیادہ
رہجاؤ گے اسد نے کہا کہ ناموسخان میں جو آپ سے کہتا ہوں آپ چلے جایے اگر ایرج آ جائیگا تو پھر آپ کا نکلنا
دشوار ہو جائیگا بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا دل نہیں مانتا تمھیں کیونکر اکیلا چھوڑ دوں اسد نے کہا کہ ناموسخان
بات کو تو سمجھا کیجیے یہ وقت اس قسم کا نہیں ہے تکرار نہ کیجیے چلے ہی جایے اور میرا خیال نہ کیجیے میں عیار ہوں سو طرح
سے نکلجاؤنگا غرض بدیع الزمان چار ناچار لشکر اسلام کو راہی ہوا اور یہاں ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد آ پہونچا اور
بدیع الزمان کو چھڑا کر لشکر اسلام میں بھیجدیا اور خود زنگیوں سے لڑ رہا ہے حمید کو بھی مار ڈالا یہ سنتے ہی ایرج مرکب پر
سوار ہو کر دوڑا کہ یہ دیوانہ جاتا کہاں ہے جب وہاں پہونچا تو دیکھا کہ اسد پیادہ لڑ رہا ہے اور زنگی بھاگتے پھرتے ہیں یہ
دیکھکر ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول العقل کھڑا تو رہ میں بھی آ پہونچا یہ کہتا ہوا تلوار کھینچے ہوئے اسد کے برابر
پہونچا اسد نے جو ایرج کو با شمشیر برہنہ مرکب تیز رفتار پر سوار دیکھا پکار کر کہا کہ ای ایرج تو اپنے کو شجاع اور بہادر
جانتا ہے اور سپاہیوں میں محسوب کرتا ہے میں پیدل اور تو سوار اگر تجھے بہادری کا دعوی ہے اور ارادہ جنگ ہے تو
تو بھی پیادہ ہو جا ایرج نے کہا کہ ادر مضحکی میں کیا عذر ہے میں ابھی پیدل ہوا جاتا ہوں یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑا
اور سپاہیوں سے کہا کہ تم سب ہٹ ہٹ جاؤ میں تنہا کیا کم ہوں اس ایسے دس پر بھاری ہوں ابھی تو میں اسے باندھے
لیتا ہوں سب کے سب سپاہی ہٹ گئے اسد ایرج کی طرف لپکا ایرج اسد کی جانب بڑھا جب دونوں برابر
پہونچے تو اسد پینترا بدل کے ایرج کے گھوڑے کی جانب دوڑا اور گھوڑے کے قریب آ کر یال فرس مضبوط پکڑ کے
جست پشت فرس پر تھا اور گھوڑے کو کوڑا کر کے ایرج کے سامنے سے بھاگا ایرج پکارا کہ یہ کیا بزدلا پن تھا
کہ تو فریب کر کے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگ نکلا اسد یہ کہتا ہوا چلتا ہوا کہ سپاہی کے چھتیس فنون میں
میں ایک فن یہ بھی ہے یہ سنکر بیتاب تمام ایرج دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے اسد کی طرف لپکا اور پکارا کہ کھڑا تو
رہ وہ گھوڑا نہایت تیز رفتار تھا آن واحد میں اسد غازی کے برابر پہونچگیا اب جو اسد مڑکر دیکھتا ہے تو ایرج
بالکل قریب آ گیا مڑکر ایک ہاتھ جو مارا تو ایک اوچھا سا زخم ایرج کے سر پر آیا اور پھر گھوڑے کو کوڑا کر کے لمبا ہوا
ایرج پھر اسی حالت میں اسکی طرف لپکا اور بہت تیزی سے اسد کے قریب آ کر ایک تلوار ماری کہ اسد بھی
زخمی ہوا مگر سر بچ کر نکلیا تو تلوار ایرج کی گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی اسد گھوڑے سے
کود پڑا اس عرصے میں تمام قزاق اور رفقا سے اسد غازی کے آ پہونچے اور اسد کو بچا کر تلوارین مارتے ہوئے نکلے
چلے گئے ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کی گرد قدم کو بھی نہ پا سکا مجبور ہاتھ ملکر رہ گیا اور اسد نے
دامنہ کوہ میں پہونچ کر زخم میں ٹانکے لگوا کے زخم پر پٹی باندھ ہو کے بیٹھا ہی تھا کہ ایک یکہ سوار سامنے
سے دکھائی دیا اسد حیران ہوا کہ یہ کون سامنے سے گھوڑے کو پٹ دوڑاتا چلا آتا ہے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے
دیکھنے لگا کہ آن واحد میں وہ سوار نزدیک آ گیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبلہ دین ستون اسلام
کہف بیچارگان نظر کردہ شاہ ولایت آب امیر مشرق و مغرب ہیں نہایت غیظ و غضب میں شمشیر بکمان میں پیوستہ
کیے ہوئے دوڑتا چلا آتا ہے دیکھتے ہی جان نکلگئی یہ معلوم ہوا کہ ملک الموت کا سامنا ہو گیا کانپتا تھرتھراتا اٹھا اور چاہا
کہ کسی گوشے میں چھپ جاے مگر آپ نے دیکھ پایا وہیں سے آواز دی کہ بھلا نا معقول میں نے دیکھ پایا ہے علی
ابن ابیطالب اگر تو سامنے سے بھاگا اور دست بستہ میرے سامنے نہ آیا تو ایک ہی تیغ میں کام تمام کر دونگا اور

بالکل اس امر کا لحاظ نہ کرونگا کہ تو میرا بیٹا ہی ہیں حکم صاحبقران کو تجھسے زیادہ عزیز جانتا ہون بہتر یہی ہے کہ ہاتھ باندھکر
چلا آ بس اسد کو کچھ نہیں بن پڑا دست بستہ ہو کر کھڑا ہو گیا کرب غازی نے قریب پہونچ کر مشکیں اسد کی باندھ لیں اور اپنے
ہمراہ لیکر خدمت امیر میں راہی ہوا اب اتنی دیر میں بدیع الزمان بارگاہ سلیمانی میں پہونچے اور امیر با توقیر کو
آکر سلام کیا امیر نے گلے سے لگا کر بیٹھنے کا حکم دیا بدیع الزمان سلام کر کے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے امیر نے پوچھا کہ اے
فرزند سعادتمند تم ایرج کے پھندے سے کیونکر رہا ہوئے عرض کیا کہ خداوند با قبال حضور کے فرزند رشید اسد [illegible] میں
کرب غازی نے بہ نہایت محنت اور جانفشانی سے مجھکو رہا کیا اگر اسد نہ پہونچ جاتا تو میں قتل ہو جاتا کوئی بات
قتل ہونے میں باقی نہ رہی تھی فی الواقع آج اسد نے وہ کام کیا ہے کہ رستم و اسفندیار سے بھی ممکن الوقوع نہ تھا
اگر سام و نریمان موجود ہوتے تو وہ بھی غلامی اسد کا حلقہ کان میں پہنتے شکار کیا حقیقت ہے کسی بہادر وجری کی
خلاصہ یہ کہ اسد لائق صد ہزار تحسین و آفرین ہے میری سلطنت میں اسد کی تعریف کرتا جاتا تھا [illegible]
ہی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان تم چاہتے ہو کہ اور چاہتے ہیں تعریف کرو مگر یہ ممکن نہیں
کہ میں آج اسد کو زندہ چھوڑوں ضرور ہی قتل کرونگا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اسد غازی کو کرب غازی
مشکیں باندھے ہوئے امیر کے سامنے لائے اور عرض کیا کہ یہ اسد حاضر ہے امیر نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو
اسد نے کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدا کے برحق کو واحد جانتا ہو یہ سنکر سب نے جواب سلام دیا مگر
صاحبقران نے فرمایا کہ او دیوانے کیا تو اس صحبت کو جمع کافران سمجھا ہے جو اس طرح سلام کیا یا مجھکو کافر سمجھا
اسد نے کہا کہ آپ کیسے مسلمان ہیں جو آپ نے مجھ بیچارے زخم خوردہ پریشان حال بے گناہ کو ایک گوسالہ پرست
کافر خاسر کے عوض خون میں گرفتار کروا منگایا اور اب آپ بے گناہ میرے خون کا ارادہ اپنے سر پر لیتے ہیں امیر
نے فرمایا کہ یہ سزا اس کافر کے خون کرنے کی نہیں ہے بلکہ سزا تیری نامردی کی ہے کہ تو نے اسے نامردی سے
قتل کیا اگر تجھے قتل کرنا تھا تو سر کھیہ ہو کر قتل کیا ہوتا اسد نے کہا کہ اے صاحبقران اور سرکھیہ ہو کر قتل کرنا کسکا
نام ہے جب وہ مردود بارگاہ ایرج سے باہر نکلا تو میں نے اسکے سامنے جا کر اسے خبردار و ہوشیار کر کے
ارادہ قتل کیا اور جب وہ آمادہ پیکار ہوا تو میں نے اسے دین اسلام کی طرف ہدایت کی جب اسنے نخوت کا کلمہ
زبان سے نکالے اور راہ پر نہ آیا تو میں اسے قتل کرکے چلا آیا اے صاحبقران الفصاحت فرمائیے اگر یہ نامردی
ہے تو پھر بہادری کسکا نام ہے مجھے بتلائیے تو سہی صاحبقران نے فرمایا کہ بس خاموش ہو زبان اپنی بند کر یہ
اسے مردی یہی ہے کہ کلمہ پڑھا اور مرنے سے نہ ڈرا اسد نے کہا کہ میں نے علمائے اسلام سے سنا ہے کہ اگر ظالم کو ظالم
قتل کرے تو حاجت کلمہ پڑھنے کی نہیں ہے امیر یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا میں ظالم ہوں اسد نے کہا کہ اب
آپکے کہنا نہ کہ ادب ہے یہ سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیوں اے صاحبقران اگر کوئی شخص اسد کی سفارش کرے
تو اسوقت مقبول ہوگی یا نہیں امیر نے فرمایا کہ نہ بلکہ اسکو بھی اسکے ساتھ قتل کروں گا اور وں کو عبرت ہو
اور پھر کبھی کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے یہ سنکر بادشاہ اسلام تو خاموش ہو رہے اور اسد نے آواز دی کہ اے
ذوالفقار تو کدھر ہے جلد آ اور مجھکو قتل کر کہ نا جان خوش ہوں میں مارا جاؤنگا تو اور وں کو ضرور عبرت ہوگی اور سے
جلد آ ایسا نہ ہو کہ کوئی سفارش میری کردے اور وہ بھی میرے ساتھ مبتلائے عذاب ہو یہ کلمہ سنکر امیر با توقیر قہقہہ
مار کے ہنس پڑے بس امیر کا ہنسنا کہ نور الدہر اور لندھور اور علمشاہ وغیرہ سب کے سب امیر کے قدموں پر
گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا امیر اب کی مرتبہ اسد کی تقصیر معاف کر دیجئے اب اس سے ایسی خطا نہ ہو گی اور اگر ہو تو پھر

آپ کو اختیار ہی مگر سب کی جان پر بنی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اور اپنے دل مین دعائین کر رہا تھا کہ خداوند میری
آپ ہی اسکے بچانے والے ہین آپ ہی بچائینگے تو اسد بچیگا اب جب صاحبقران نے یہ رنگ دیکھا کہ اسد کی
سفارش کی آواز ہر طرف سے بلند ہی تو فرمایا کہ اچھا ایک شرط سے مین اسد کو چھوڑتا ہون کہ اب کبھی ایسی حرکت
نہ کرے بغیر میری اجازت کے کسی کو نہ مارے اسد نے کہا کہ خداوند مجھسے اقرار نامہ لکھا لیجیے اب مین کبھی کسی کافر
کو قتل نہ کرونگا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا خوب یہ مطلب تھوڑی ہی ہی کہ تو کسی کافر کو قتل نہ کر بلکہ تو خدا نے قاتل
کفار کیا ہی ہم لوگ یہ کیونکر کہین مگر ہان بغیر مجھسے پوچھے ہوئے کسی کو نہ مارنا اسد نے کہا کہ بہت بہتر یہ سنکر امیر نے
حکم دیا کہ اسد کو چھوڑ دو اسی وقت اسد کی مشکین کھولدی گئین سب نے سجدۂ شکر کیا اسد امیر کے قدمون
پر گر پڑا امیر نے اُسے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اسد اپنے دنگل پر بیٹھا
صحبت تماشہ برپا ہوئی عین گرمی صحبت مین اسد اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اگر صاحبقران حکم دین تو
غلام جاکر ایرج کو قتل کر آئے امیر نے فرمایا کہ بیٹھ اپنی جگہ پر بیٹھے دیوانگی سوجھی اسد اپنے مقام پر بیٹھ گیا
امیر نے کیوان فلک رفعت سے کہا کہ ای کیوان مین چاہتا ہون کہ نور الدہر اور قمر چہر کو اس
دھوم سے منعقد کرون اور اس دھوم سے شادی رچاؤن کہ کسی نے کبھی شادی نہ کی ہو یہ سنکر کیوان نے
عرض کیا کہ خداوند نعمت تابہادر تو واسطے کیا زمان و الاشان کی بھی برابری نہین کر سکتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای
کیوان تم اطمینان رکھو جسقدر روپیہ پیسہ درکار ہوگا وہ ہم دینگے تم بالکل ایک قلعہ فرح بخش مین جاؤ ہم بھی
رہینگے کیوان فلک رفعت نے عرض کیا کہ ای صاحبقران مجھکو ایرج بدنہاد سے اندیشہ ہی ایسا نہو
کہ وہ مردک خلل انداز ہو اور شادی کو برہم کردے اگرچہ حضور کے مقابلے مین وہ کچھ بنا نہین سکتا مگر خداوند شیطان کا
مارا نہین ہی ہلاک تو کرتا ہی فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم اسکی بھی تدبیر کر دیتے کوئی اندیشہ کی بات نہین ہی یہ کہکر
مقبل کو طلب کیا اور فرمایا کہ جلد سنگ مرمر کی چوکی لا کر بچھاؤ اور جام و خلعت و خنجر وغیرہ سب چوکی پر لاکے رکھو مقبل
نے اسی وقت سب سامان درست کیا جب حسب الحکم سامان مہیا ہو چکا تو امیر نے فرمایا کہ ای سرداران حق شناس
و ای پہلوانان گردون اساس آیا ہی تم مین کوئی ایسا کہ اس خلعت کو پہنے اور اس جام کو پیے اور اس بیڑے کو کھائے
اور نور الدہر اور قمر چہر کی حفاظت کرے کہ شادی مین کوئی بھی نہ ہونے پائے اور ایرج کسی طرح کی خلل اندازی
نہ کرنے پائے اُسے روکے رہے یہ سننا تھا کہ وہ شخص اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہ جسے ستون زبان لندھور بن سعدان
کہتے ہین اور اُٹھکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار بلند اقبال یہ غلام شاہزادہ
نور الدہر والا قدر پہ جان نثاری کریگا آپ شوق سے شادی رچائیے جب وہ مردود مجھے قتل کر لیگا تو پھر شادی
کو برہم کریگا میری زندگی مین تو وہ کچھ نہین بنا سکتا یہ کہکے خلعت پہن لیا جام پی لیا بیڑا کھا لیا اور اُسی وقت بارگاہ سے
باہر نکلکر نو لاکھ ہندی ساتھ لیکر مقابل لشکر ایرج اُتر پڑا جب یہ خبر ایرج کو پہونچی کہ شاہزادہ نور الدہر کی شادی
کا سامان ہو رہا ہی تو کہنے لگا کہ اگر مین زندہ ہون اور ہاتھ پاؤن میرے چلتے رہے تو اس شادی کو بدل بہ غم
کردونگا عین شب عروسی کو رنگ مچاؤنگا سب رفقا نے کہا کہ خداوند ہم سب شریک ہین کسی طرح کی کوتاہی
نہ ہوگی ہرکارون نے یہ خبر لندھور کو پہونچائی کہ ایرج یہ کہتا ہی لندھور نے کہا کہ بکنے دو وہ مسخرہ کریگا کیا
سمجھا جائیگا جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اُس مردک کی کیا قدرت ہی اور کیا تاب و طاقت ہی خداوند جل علی مالک
و مختار اور قادر و توانا ہی یہان تو یہ باتین تھین اور وہان کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر کو محافے مین سوار کرکے

رکھی گئی جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو چاندی کے خوانوں میں کھیلیں بتاشے ڈالکر سب کے مکانوں میں بھیجے
درست کیے گئے جب یہ بھی درست ہو چکا تو کھانے جوڑے اور دودھ پینے کے لیے تین سال کا بداخل شہر قمر بخش کا
ہاتھیوں پر لدوا دیا بعد اسکے محل میں کہلا بھیجا کہ دلھن کو مانجھا پہنایا جاوے محلداروں نے اندر جا کر یہ حکم سنایا کہ حکم
بادشاہی یہ ہے کہ دلھن کو مانجھا پہنا کر سواریاں سوار کرائی جائیں اسی وقت دلھن کو مانجھا پہنایا گیا شادیانہ بجا جب
مانجھا پہنا چکے تو محلداروں نے آکر کہا کہ دلھن مانجھا پہن چکی جلوس تیار ہو سواریاں ڈیوڑھی پر لگائی جائیں اسی وقت
سواریاں ڈیوڑھی پر لگائی گئیں جلوس آراستہ ہوا جب سواریاں سوار ہو چکیں تو ہزاروں رسالے ہزاروں پلٹنیں
قریب قریب کل جلوس شاہی خاص کیوان کی ہمراہی کا اور کل رفقاے خاص کیوان فلک رفعت کے بڑی تزک
و حشم سے نقارہ بجاتے فوجیں پیچھے ہوئے مانجھا لیکر جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے اور
خبر مانجھے کی آمد آمد کی امیر نے سنی تو بعض بعض خاص خاص رفقا کو استقبال کے واسطے روانہ کیا کل سواریاں اور سامان
اندر محل کے بھیجوا گیا جو لوگ ساتھ تھے وہ بارگاہ میں آکر اپنے اپنے مراتب سے بیٹھے سواریاں اندر اتر گئیں دولہا
بلایا گیا جب دولہا مانجھا پہن چکا تو سمدھنوں کو شربت پلایا گیا شادیانہ بجایا گیا باہر امیر با توقیر نے کل ہمراہیوں کو
ضیافت و انعام دیا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے جب سب امورات سے فراغت ہو چکی تو سواریاں ڈیوڑھی
پر لگائی گئیں سمدھنیں سوار ہو ہو کر خوش خوش قلعہ قمر بخش میں داخل ہو گئیں جا کر کیوان فلک رفعت کو مبارکباد دی
وہاں کیوان فلک رفعت نے اندر روشنی کا حکم دیا اور سواریاں بھیجا وہاں نے جشن کی تیاری کی دولہا مانجھا پہن کر
باہر آیا سب بزرگوں کو سلام کیا امیر نے اٹھکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بدیع الزمان نے بھی گلے سے لگایا سب کے
سب خوش و مسرور ہوئے محفل نشاط بپا ہوئی ناچ ہونے لگا صداے مبارک سلامت آسمان تک جانے لگی
رات بھر ناچ اور رنگ رہا صبح کو امیر نے اٹھنے کے ساتھ ہی تمام لشکر کو زرد جوڑے تقسیم کیے کل بارگاہ
زرد کپڑے سے منڈھی گئی ہر سردار کے خیمے پر زرد شامیانے لگائی گئیں افسروں کو لاکھ لاکھ روپیہ کے جوڑے
اور تمام فوج کو ہزار ہزار روپیہ کے جوڑے پہنائے گئے غرض مانجھے کے دن سے ساچق تک دن عید رات
شب برات تھی حکم عام تھا کہ تا ختم شادی تمام فوج کو کھانا سرکار سے تقسیم ہو ہر سردار کے خیمے میں ناچ رہا کرے
جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو خزانہ سرکاری سے لے غرض عجب دھوم دھام اور عجب مسرت کا سماں تھا تا اینکہ
ساچق کا دن قریب آیا ایک دن پیشتر ہاتھیوں پر کھانا من نقل لدواکے روانہ کیے اور کیوان فلک رفعت
نے کہلا بھیجا کہ کل ساچق آئیگی اور بعد اسکے تمام لشکر کو گلابی جوڑے تقسیم ہوئے ساچق جانے کا سامان مہیا ہونا
شروع ہوا آرائش تیار ہونے لگی سناروں نے سونے کے گھڑے جلد جلد تیار کیے اندر محل کے ریت کے کپڑے
درست ہونے لگے چڑھاوے کا سامان مہیا ہونے لگا جب سامان درست ہو چکا اور ساچق کا دن آیا تو کل فوج
میں تیاری ہوئی جلوس شاہی ساتھ جانے کے واسطے مرتب ہوا جو گھڑے سونے کے تاروں سے باندھے گئے جب
سب سامان درست ہو چکا اور سواریاں سوار ہو چکیں تو نہایت تزک و حشم سے ساچق دلھن کے گھر پہونچی
آتشبازی جو ساتھ تھی پہلے وہ چھوٹی بعد اسکے آرائش لٹوائی گئی کیوان نے سبھوں کو بارگاہ میں لا کر بٹھایا سواریاں
محل میں اتریں دلھن کو چڑھاوا چڑھا صداے مبارکباد کی بلند ہوئی جب چڑھاوا چڑھ چکا شادیانہ بج چکا تو کیوان
نے سب کو جوڑے تقسیم کیے کشتیاں عطر اور پان و پھول کی پیش کیں سب کے سب پھر کر بارگاہ سلیمانی میں
آئے امیر با توقیر کو مبارکباد دی دوسرے روز کیوان نے بڑے تزک سے مہندی بھیجی دولہا کے مہندی

لگائی گئی امیر با توقیر نے سب کو سرخ جوڑے تقسیم کیے دوسرے روز برات کا سامان ہوا اہتمام اعلیٰ و ادنیٰ وضیع و شریف
سب کے سب سرخ پوش ہوئے بارگاہ سلیمانی سجی گئی دولہا کے مکان سے لیکر دلہن کے گھر تک دو رویہ چراغان
چاندی سونے کے گیلاسوں میں عطر بھر بھر کے روشنی ہوئی آتشبازی گاڑی گئی دعوت کا سامان مہیا ہوا سر شام سے
کل سرداران و افسران لشکر کو کھانا کھلایا گیا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی بعد
آتشبازی چھوٹنے کے سب لوگ آکر بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سبھوں کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا ہار جواہر
کے تقسیم کیے بعد اسکے ناچ کو حکم دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ایک مسند جواہر نگار سجوٹ سے
بارگاہ میں بچھی ہوئی تھی اسپر نور الدہر آکر متمکن ہوا داہنی جانب بادشاہ اسلام بائین جانب صاحبقران سامنے
اسد اور کرب اور اور سرداران اسلام آکر بیٹھے پس پشت خاص بردار چنور ہاتھ میں لیے ہوئے مگس رانی کر رہا ہے
غرض اس قسم کی صحبت عیش و عشرت بپا تھی کہ مشتری فلک صدا سے مبارکباد بلند کر رہی تھی کوئی دوپہر رات تک
صحبت عیش برپا رہی بعد اسکے پچھلے پہر اندر سے طلب ہوئی کہ دولہا کو حمام کے لیے بھیجو نور الدہر والا قدر محل
کے اندر گیا پہلے منڈھے کے نیچے چوک پورا گیا بعد اسکے گنگا جمنی چوکی مقیش کا گنگنا بندھا ہوا لاکر منڈھے کے نیچے
بچھائی گئی دولہا نہانے کے لیے بیٹھا دولہا کی بہنوں نے روپیہ درسن سے دوب اور دودھ سر پر ڈالا نور الدہر
کی والدہ نے نیگ میں نور الدہر کی بہنوں کو ایک ایک دوشالہ نہایت گران قیمت اور ایک ایک توڑا اشرفیوں
کا دیا بعد اسکے باری داریں آکر حاضر ہوئیں دو توڑے اشرفیوں کے نیگ میں لیے دولہا کو نہلا دھلا کر بارگاہ میں
بھیجا امیر با توقیر نے آکر اپنے ہاتھ سے سہرا باندھا خلعت پہنایا بعد اسکے اپنے ساتھ لیکر صحبت رقص میں لائے
ہر ایک نے مبارکباد دی دولہا نے سب بزرگوں کو سلام کیا مسند پر بٹھایا مبارکباد گائی جانے لگی کہ اس عرصہ
میں صبح قریب ہوئی ناچ برخاست ہوا برات جانے کا سامان ہوا امیر نے پہلوان عادی کو بلا کر کہا کہ ای
پہلوان عادی جلد برات سجاؤ کل فوج اور جلوس شاہی تیار کرواؤ پہلوان عادی سلام کر کے گیا اور
نہایت جلد جلد سامان درست کر کے خدمت امیر میں آکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہو گیا جلوس غیرہ
مرتب ہو چکا دولہا کا ہاتھی حاضر ہے سوار کروا لیجیے پس نور الدہر کو لیکر امیر اٹھے موتیوں کا سہرا اپنے ہاتھ میں
اٹھائے ہوئے چلے غرض نور الدہر کو سوار کیا بائین جانب نور الدہر کے خود بیٹھے داہنی جانب بادشاہ اسلام کو بٹھایا
خواصی میں پہلوان عادی کو اشرفیوں کے توڑے دے کر بٹھایا بعد اسکے اور سرداران عالی مقام افسران
ذوی الاحترام ہاتھیوں پر سوار ہوئے آگے آگے دولہا کا ہاتھی پیچھے پیچھے ان سب کے ہاتھی دولہا پر سے زر و جواہر
نثار ہوتا ہوا ہاتھی بھی سر سے پاؤں تک زیور جواہر میں غرق سونے کا ہودا رکھا ہوا چاندی مرصع کار جواہر
آبدار کا سر پر لگا ہوا طلائی زنجیریں سونڈ میں لپٹی ہوئی دم میں موتیوں کے گچھے لگے ہوئے آتشبازی کے بان
چھوٹتے ہوئے نقارے اور ڈھول دمامے بجتے ہوئے روشنی کی اور انواع اقسام طرح کے باجے بجتے ہوئے
سب فوج صاحبقرانی ہمراہ کوئی سوار اور کوئی پیدل ایسا نہ تھا جو برات کے ساتھ نہ ہو سوا طلایہ کی گشت کے
اچھے سو حفاظت بارگاہ کے لیے رکھے گئے تھے روشنی اس طرح کی کہ رات کا دن معلوم ہوتا تھا اور تکلف یہ تھا کہ ہر ایک
تنبو کے مشعلچی عطر مشعلوں پر ٹپکاتے ہوئے جاتے تھے کہ وہ اہتمام معطر ہو گیا تھا غرض بڑی شان و شوکت سے
برات دلہن کے دروازے پر پہونچی کیوان فلک رفعت نے استقبال کیا کل براتیوں کو قلعہ میں لیگیا دولہا
تل شکر چاٹنے اور بیڑے چبانے کے لیے اندر بلایا گیا جب دولہا تل شکر چاٹ چکا تو باہر آیا اور صحبت رقص میں

مسند پر بیٹھا ناچ ہونے لگا تھوڑی دیر تک ناچ ہوا کیا بعد اُسکے خواجہ بزرگ امید اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
آئے خواجہ بزرگ امید دولہا کی طرف سے اور خواجہ عمرو دلھن کی طرف سے وکیل ہوئے عقد پڑھا گیا دو کروڑ
خواجہ بزرگ امید کو دیے اور دو کروڑ روپیہ خواجہ عمرو کو دیے بعد عقد کے شربت پلائی ہوئی دولھن کا جھوٹا شربت
دولہا کے لیے بھیجا گیا مبارکباد و گالی گئی بعد اُسکے دولہا کو اندر محل کے طلب کیا رسمیں ادا ہونے لگیں دلھن
کو دولہا کے برابر لاکے بٹھایا دلھن کی پیٹھ پر دولہا نے ہاتھ رکھا ڈومنیوں نے ٹونے گائے آرسی مصحف دکھایا گیا
تو باتیں جنوائی گئیں جب رسموں سے فراغت ہو چکی تو دلھن کو حجلہ عروسی میں لاکر بٹھایا سب عزیز و اقربا نے کو
آئے ڈومنیوں نے بہنی گالی دولہا باہر آیا کیوان فلک رفعت کو سلام کیا کیوان نے سلامی میں قلعہ قہر بخش
دولہا کو دیا اور جسقدر مایہ و لباط کیوان کے پاس تھی سب جہیز میں دے دی دولہا پھر اندر بلا گیا دلھن کو گود
میں اُٹھا کر محافے میں بٹھایا برات رخصت ہوئی نورالدہر خوشی خوشی دلھن کو بیاہے ہوئے چلا جاتا تھا کہ ایرج
کو یہ خبر پہنچی ایرج نے کہا کہ اسی کا تو انتظار تھا اب دیکھتا ہوں کہ نورالدہر کیونکر بیاہ لیے جاتا ہے اور ایک
روایت یہ ہے کہ بعد شادی نورالدہر کے ایرج بدیع الزمان کو پکڑوا منگاتا ہے اور اسد حامد بن حمید کو
مارتا ہے اور تابوت اُسکا چلاتا ہے بہر طور یہ کہکر ایرج سوار ہوا اور قصد کیا کہ برات کی طرف جاتے لندھور
تو اسی واسطے قریب لشکر ایرج اُترا ہوا تھا للکارا کہ او آفتاب پرست کدھر جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنے
ارادہ فاسد سے باز آ میں جب تک زندہ ہوں تیری ہوا کو بھی اُدھر نہ جانے دونگا ایرج نے کہا خیر پہلے تجکو
مار لوں تو آگے بڑھوں اور عروس کو لوں یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا لیکے لندھور کی طرف دوڑا اور ایک تلوار لندھور
کے سر پر لگائی کہ سپر کو قلم کرکے چار انگل سر میں در آئی لندھور نے دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر نکل گئی چادر خون کی
سر سے جاری ہوئی مگر لندھور نے اُسی حالت زخمداری میں جو پوری قوت سے ایرج کے سر پر تلوار ماری تو
سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گئی ایرج نے دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی اُسی حالت
زخمداری میں ایرج نے پھر وار کیا کہ بایاں شانہ لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پھر تلوار لگائی کہ داہنا ہاتھ
ایرج کا مجروح ہوا الغرض دونوں میں خوب لڑائی ہوئی قرار واقعی دونوں چور چور ہو گئے اور بیہوش ہو کر گرے
اور وہ آفتاب پرست کھڑے ہوئے تھے اُس طرف ہندی استادہ تھی وہ ایرج کو اُٹھا لے گئے یہ لندھور کو اُٹھا لے گئے
اور امیر باتوقیر فرحان و شادان عروس کو لیے ہوئے لشکر اسلام میں داخل ہوئے خوشی خوشی دلھن کو اُتروا کر
حجلہ عروسی میں بٹھایا پہلے چاندی کا درفش تلوے میں لگایا گیا دودھ سے پاؤں دھلوائے بعد اُسکے نورالدہر داخل
تخت دیس پر نماز پڑھ کر باہر آئے امیر کو سلام کیا امیر نے گلے سے لگا کر خلعت دیا لوگوں نے مبارکباد دی ناچ ہونے لگا
کہ اسی اثنا میں ہرکاروں نے آکر خبر پہنچائی کہ لندھور اور ایرج میں خوب تلوار چلی تا اینکہ دونوں بیہوش ہو کر گرے
آفتاب پرست ایرج کو اُٹھا لے گئے ہندی لوگ لندھور کو اُٹھا لائے یہ سنتے ہی امیر اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے
اور خیمہ لندھور میں تشریف لائے لندھور کو ہوشیار کیا زخموں میں ٹانکے لگوائے فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا لندھور بن سعدان
تم نے بڑا کام کیا مردانگی یہی ہے کہ تم میں اے لندھور تم نے رفاقت کا حق ادا کر دیا بڑی دیر تک بیٹھے رہے تسکین دی اور سوار ہو
فرمایا کیے بعد اُسکے تشفی و دلاسا دے کر علاج مقرر کرکے بارگاہ میں واپس آئے اب اس عرصے میں رات
ہو گئی تھی نورالدہر حجلہ عروس میں داخل ہوئے نوشاہ نے آتے ہی ملکہ کو آغوش میں لیا اب یہاں
وہ دونوں جانب کے اشتیاق کی شرم آمیز اور انکار و اقرار نیز ایک عجیب لطف دے رہے تھے کہ جنکا تحریر کر

قدرت قلم سے باہر ہے خلاصہ یہ کہ فرط مسرت سے دونون بیہوش ہو گئے لیکن وہان تھا کون جو خبر لیتا صرف ہوا نے پنکھا جھلا
باد صبا نے لخلخہ سنگھایا تھوڑی دیر کے بعد اُن دونون شیدا نے یکدیگر کو ہوش آیا باہم اختلاط شروع ہوئے تا انیکہ گوہر وصال
حاصل ہوا اپنے اپنے دلون مین دونون نے شکر خدا کیا کہ خداوندا لاکھ لاکھ اور کرور کرور شکر ہے تیرا کہ تو نے ایک مدت
مدید اور عرصۂ بعید کے بعد جبکہ بالکل یاس ہو چکی تھی شربت مواصلت سے محظوظ فرمایا بار الٰہا شکر ہے تیرا کہ تو نے دعا ہماری
سنلی اور باہم یکدیگر ملا دیا خداوندا کہان تک تیرا شکر ہم ادا کرین ہم ہرگز تیرے شکر سے عہدہ بر آ نہین ہو سکتے اب اور سنا شگوفہ
سُنیے کہ چونکہ وہ دونون جوان اور ایک دوسرے کا مشتاق اور دونون صحیح المزاج تھے تو بفضلہ تعالیٰ اُسی وقت نطفے کا استقرار
ہوا اور ملکہ قمر چہر حاملہ ہوئی اب ملکہ قمر چہر کے بطن سے وہ شاہزادۂ باہمت و برصولت و ذی مرتبت بلند شوکت پیدا
ہوگا کہ جسکا نام نامی اور اسم گرامی شاہزادۂ بدیع الملک ہے اور جسکا ذکر صندلی نامہ مین بتفصیل آئیگا اور وہ شاہزادۂ بلند
قدر اور عالی حوصلہ وہ وہ کارنمایان کریگا اور وہ وہ شوکت نمایان کریگا کہ جسکے دیکھنے سے ناظرین باتمکین و دقیقہ سنجان
معنی آفرین حظ کافی اور لطف وافی اُٹھائینگے جب ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو وہ یقین کرینگے کہ یہ شاہزادہ اپنے اسلاف
سے گوے سبقت لیگیا بلکہ اپنے اسلاف کا فخر ہو گیا القصہ اب ان دولہا دلہن کو تو اسی حال مین چھوڑیے

اب وہ کلمے داستان حیرت نشان سرکشنا ایرج کا اور عمرو کا اس علت مین مطعون ہو کر لشکر اسلام سے نکلنا اور لقا کا جانب طلسمات بھاگنا اور صاحبقران کا اُسکے تعاقب مین جانا تحریر ہوتے ہین ملاحظہ فرمایئے

راویان اخبار عبرت آثار و کاتبان مضامین حیرت زدہ ہشیار طراز تو لیبان کل نفس ذائقۃ الموت مضمون انکار ان الانسان
قد خلق للموت معنی سبحان انا للہ وانا الیہ راجعون نکتہ رسان کل الراغب للحضض مایلون اس داستان عبرت بیان کو صفحۂ قرطاس
پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب نور الدہر والا قدر وصل ملکہ قمر چہر سے شادکام ہوا اور ایرج نے دیکھا کہ مین ناکام ہوا
حامد اور جمشید دونون مارے گئے میری کوئی تدبیر پیش نہ چل سکی ہر واقعہ مین مجھکو ذلت و پستی اور ہر ارادے مین ناکامی
ہوئی تو اسنے خیال کیا کہ اب تو امیر یا نور الدہر سے مقابلہ کر اور اس قصہ کو یک سو کر یا مارا گیا یا فتح حاصل ہوگی اگر فتح حاصل
ہوئی تو فبہا مقصود دل حاصل شد اور اگر مارا گیا تو مردون کا کام ہی ہے تا ابد الآباد نام رہیگا کہ ایرج صاحبقران سے
سر حرب کر کے مارا گیا یہ خیال کر کے خدمت صاحبقران مین کہلا بھیجا کہ اے حمزۂ صاحبقران مین آپکے کل لشکر سے لڑ چکا لشکر اسلام
کے بڑے بڑے سردارون سے مقابلہ کر چکا حتے کہ آخر مین لندھور بن سعدان سے مقابلہ ہو چکا اور خوب دل کا حوصلہ
نکالا مین بھی زخمی ہوا اور وہ بھی مجروح ہوا اب فقط آپ ہی سے مقابلہ باقی ہے اور یہی آرزو ہے کہ اب یا آپ میرے مقابلے
کو نکلیے یا آپکو جسپر ایسا ہی اعتماد ہو کہ اپنے مثل سمجھتے ہون اُسے میرے مقابلہ کو بھیجیے جب ایلچی نے ایرج کا یہ پیغام
صاحبقران کو دیا تو اُسوقت شاہزادہ نور الدہر بھی وہین موجود تھے یہ پیغام سُنکر جواب دیا کہ جبتک مین زندہ
موجود ہون اُسوقت تک صاحبقران گیتی ستان کو میدان مین جانے کی کوئی وجہ نہین ہے مین ایرج سے مقابلہ کرونگا
جب مجھسے ایرج عہدہ بر آ ہولیگا تب دادا جان مقابلے کو نکلینگے جا کہدے ایرج سے کہ ہم تیرا مقابلہ کرینگے یہ سُنکر
صاحبقران نے ایلچی کو خلعت دے کر رخصت کیا ایلچی نے تمام حال ایرج سے آکر بیان کیا ایرج نے کہا کہ خیر وہی
سہی نور الدہر بھی صاحبقران ہے اُسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا حسب حکم اُسی وقت نقارۂ رزمی پر
چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچائی اُسی وقت نقارۂ رزمی یہان بھی نوازش مین آیا رات
بھر تیاری رہی علی الصباح امیر با توقیر بیدار ہوئے وضو کر کے مشغول نماز ہوئے اتفاقاً اُس روز ہوا اسی طرف
کی تھی اثناے نماز مین لشکر ایرج سے آواز غل و شور کی سنی جلدی سے نماز کو تمام کیا عیار لاک بن عمرو سامنے

کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ لشکر ایرج میں یہ غل و شور کیسا بلند ہو رہا ہے یہ آواز ہے کہ دل خود بخود گھبرایا جاتا
اور آپ سے آپ ایک وحشت سی پیدا ہوتی ہے چالاک تو اُسی وقت سلام کر کے لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اور امیر بالتوقیر
داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہوئے سرداروں نے آ کر مجرا کیا اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے لیکن خواجہ
وہ یہی کہتا ہے کہ آج چار گھڑی رات سے لشکر ایرج میں ایک غل مچا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ ہاں میں نے نماز پڑھتے میں ایک
شور سا سنا تھا اُسی وقت چالاک بن عمرو کو روانہ کیا تھا اب وہ آتا ہی ہوگا حال معلوم ہو جائیگا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں
کہ چالاک آپہونچا امیر نے پوچھا کہو چالاک کیا خبر ہے چالاک نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور سانحۂ عظیم ہو گیا امیر
نے فرمایا کہ کیا جلد بیان کر اُسنے کہا کہ کیا عرض کروں بڑا غضب ہو گیا اے شہریار رات کو کسی نے ایرج کا سر کاٹ ڈالا
لشکر آفتاب پرستان میں ایک قیامت مچی ہوئی ہے یہ سننا تھا کہ امیر کو سناٹا سا آ گیا اور ایک آہ سرد کھینچکر فرمایا
کہ افسوس صد افسوس نوجوانی ایرج پر ہائے ایرج وائے ایرج یہ سنکر نور الدہر بھی آبدیدہ ہو گئے اور تمام سردار بھی
غمگین ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ اے خواجہ بھلا بتاؤ تو کہ یہ کسکی حرکت ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ میں کیا بتاؤں جہان آپ ہیں
وہیں میں بھی ہوں امیر نے فرمایا کہ بھلا کچھ اٹکل ہی سے کہو عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ حمزہ خدا ہی خوب جانتا ہے میں کیسے
کہوں کہ یہ حرکت کس نے کی امیر نے فرمایا کہ اچھا ایک بات تو سنو جب عمرو قریب آیا تو چپکے سے کہا کہ خواجہ یہ اسد کی تو
حرکت نہیں ہے عمرو نے کہا کہ جی نہیں اب وہ اتنا نڈر نہیں ہے ابھی وہ ایک حرکت کر کے آپ کی خفگی اٹھا چکا ہے اب وہ
کبھی ایسی حرکت کا مرتکب نہ ہوا ہوگا یہ سنکر امیر بالتوقیر چپ ہو رہے مگر اب ایرج کا حال سنیئے کہ علی الصباح مالک بن
ملکوت شاہ جو معمولاً خیمۂ ایرج میں آیا تو دیکھا کہ ایرج کا سر کٹا ہوا سینے پر رکھا ہے بس یہ دیکھتے ہی ایک نعرۂ کوہ شگاف
کیا اور زمین پر گر کے پچھاڑیں کھانے لگا گریبان چاک کیا ڈاڑھی نوچ کر سر اپنا پیٹنے لگا نہایت حالت تباہ کی کہ اس
اثنا میں لقا اور بختیارک بھی پہونچ گئے ایرج کا لاشہ دیکھکر بختیارک بھی سر پیٹنے لگا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا
مگر بختیارک نے جو غور سے دیکھا تو عمرو کا خنجر پہچانا کہ خون بھرا ہوا پڑا ہے بس بختیارک نے مالک سے کہا کہ اے
مالک بن ملکوت شاہ ایرج تو اب زندہ نہیں ہو سکتا لیکن قاتل ایرج کا مل سکتا ہے مالک نے کہا کہ اے بختیارک
ایرج کا قاتل کون ہے اور تو نے کس نشان سے پہچانا بختیارک نے کہا کہ قاتل ایرج کا سوائے عمرو کے اور کوئی
نہیں ہے اسلئے کہ یہ خنجر اُسی کا ہے اگر تم یہ خنجر لیے ہوئے حمزہ کے پاس چلے جاؤ اور حمزہ سے کہو کہ سبحان اللہ دلاوری
اسی کو کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے عیار کو بھیجکر ایرج کو قتل کروا دیا دیکھیے تو یہ خنجر عمرو کا ہے یا نہیں پہچانیے تو بھی
جس وقت حمزہ اُس خنجر کو پہچانیگا تو اُسی وقت عمرو کو پکڑ کے تیرے حوالے کر دیگا تو اُسے لا کر بعوض ایرج کے قتل کرنا
مالک کو بھی یہ رائے پسند آئی اور اُسی وقت ایرج کی لاش مع خنجر خون آلود اپنے ہمراہ لیکر دروازۂ بارگاہ پر آیا اطلاع
کرائی کہ مالک لاش ایرج کی لیکر آیا ہے امیر نے فرمایا کہ بلا لو ہائے افسوس صد افسوس ایرج کے مرنے سے کمر میری
ٹوٹ گئی ہائے ایسا جوان خوبصورت صاحب شجاعت زمانے سے اٹھ گیا اور سب سردار بھی افسوس کرنے لگے
کہ مالک بن ملکوت شاہ گریبان چاک سر پر خاک کپڑے پھٹے پہنے ہوئے ہائے ایرج نوجوان وائے ایرج
نوجوان کا نعرہ بلند کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے مالک کس نے ایرج کو مار
ڈالا کچھ پتا بھی لگا اُسنے کہا کہ آپ یہاں پوچھکر پوچھتے ہیں آپ یہ سمجھئے کہ میں ایرج سے عہدہ برآ نہ ہو سکا تو آپ
نے عمرو کو بھیجکر ایرج کو قتل کروا ڈالا اور پھر آپ پوچھتے ہیں کہ کسنے ایرج کو مارا آپ سے یہ اشارات
اگر اور کوئی ایسا کرتا تو مقام شکایت نہ تھا کہ حریف کا مطلب ہر طرح حریف کے قتل و غارت سے ہوتا ہے لیکن یہاں
کا تحریر کو

شجاع وغیرہ کو یہ امر بالکل نا زیبا تھا بس یہ سنتے ہی امیر غضبناک ہوگئے اور فرمایا کہ ای عمرو سُنا تو نے مالک بن ملکوت
کیا کہتا ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمھین کچھ خبر ہی مین واقف بھی نہین جب سے مین تمھارے پاس آیا ہون بجز روز عقد نوشرواں
کے بارگاہ سلیمانی سے باہر بھی نہین نکلا مین کیا جانون کہ مالک کیا کہتا ہی جو کچھ کہتا ہی بالکل دروغ ہی دوسرے یہ کہ مین ہی نے
تو ایرج کو ایرج بنایا اور اس رتبے کو پہونچایا اور مین ہی اُسے قتل کرتا تمھاری بھی کیا باتین ہین یہ سنکر امیر نے مالک
بن ملکوت سے کہا ای مالک کون ایسا بیرحم ہی جو اس ایسے نوجوان کو مارتا ارے دشمن بھی تو یہ نہ چاہیگا کہ ایسے جوان
رعنا کو قتل کرے اور بھئی واللہ مین نے کسی کو بھی ارادے سے نہین بھیجا ہان چالاک کو علی الصباح البتہ استفسار
حال کے لیے بھیجا تھا آتش بن الوس پہلوان نے عمرو کے بیٹے کو مار ڈالا تھا تو اُسکے عوض مین عمرو نے اُسکی ناک سوتے
مین کاٹ لی تھی اسپر مین ایسا برہم ہوا کہ عمرو کو لقا کے پاس باندھکر بھیجا اور کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اور پھر جب عمرو
وہان سے چھوٹ کر آیا تو ہر چند اُسنے خواہش کی مگر مین نے ایک مدت تک اُسے اپنے پاس نہین آنے دیا اب مدت مدید کے
بعد مین نے اُسکی تقصیر معاف کرکے اپنے پاس بلایا مجھے عمرو سے یہ امید نہین ہی کہ اب وہ ایسی حرکت کا مرتکب ہوگا تمھارا
یہ خیال محض فضول ہی یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے خنجر خون آلود نکال کر سامنے رکھدیا اور کہا کہ دیکھیے تو یہ خنجر کسکا ہی
سر ایرج کا اُسکے سینے پر رکھا ہوا اور یہ خنجر اُسکے سرہانے پڑا تھا عمرو کی نگاہ جیسے ہی خنجر پر پڑی رنگ چہرے کا اُڑ گیا اور
امیر نے اُس خنجر کو دیکھا پہچانا فرمایا کہ او حرامزادے ساربان زادے تو مجھسے مکر کرتا ہی دیکھ تو سہی یہ خنجر کسکا ہی اگر تو نے
نہین قتل کیا تو یہ خنجر تیرا کہان سے وہان تک پہونچا یہ سنکر عمرو نے قسم کھائی کہ بسبب کعبہ میرا کام یہ نہین ہی یہ کہکر اس قصد
سے اٹھا کہ امیر کے سر پہ ہاتھ رکھکر قسم کھاے کہ صاحبقران مین بالکل بیگناہ ہون بس عمرو کا اُٹھنا کہ امیر نے
ہاتھ عمرو کا پکڑکر مالک بن ملکوت کے حوالے کردیا اور کہا کہ ای مالک یہ عمرو موجود ہی جو چاہے سو اسکے ساتھ کرو
مالک عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ سے باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ ای عمرو تجھکو نوجوانی ایرج پر رحم نہ آیا تیرا ہاتھ قتل
ایرج کے لیے کیونکر اُٹھا یہ کہتا ہوا لشکر مین آیا لقا نے جو عمرو کو دیکھا بہت برہم ہوا اور کہا کہ او ساربان زادے
تو نے کہ ایرج نوجوان کو بے قصور تو نے مار ڈالا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا چپکا کھڑا رہا بختیارک نے عمرو کو ساکت دیکھکر
کہا کہ ای پیر و مرشد آپ ہراسان کیون ہین آپ کا تو کوئی رونگٹا بھی میلا نہین کرسکتا اب آپ ایک دم کے مہمان
چاہتے ہین لقا نے کہا کہ ای بختیارک مین تو اسکی وجہ سے بالکل بے پر و بال ہوگیا ابھی تو اسے دار پر کھینچنا
کہان ہی یہ کہکر حکم دیا کہ جلد اسے بالاے دار کھینچو کہ مین اسے تیر باران کرونگا یہ سنکر لوگون نے چاہا کہ
یہ کھینچین کہ عمرو بلبلا کر دعا مانگنے لگا کہ ای خالق عالم تو نے تو مجھکو سراندیب پر وعدہ کیا تھا کہ جب تک مین
اُس بڑی چیز کو نہ مانگونگا ملک الموت میرے پاس نہ آئیگا اب یہ کیا امر ہی کہ قبض روح میری ہوا چاہتی ہی پروردگار
تو ہی بچانے والا ہی ابھی یہ دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ایک نقابدار سبز پوش بیس ہزار سوار سے تلوار کھینچے ہوے لقا کے
لشکر لقا پر گرا اور نعرہ کہا کہ باشید ای کافران بھیا و ای نابکاران بہ دغا کہ کنار ہم کہ شما اثر دست ما نزدہ و [illegible]
رو چہ یہ کہکر قریب بیس ہزار کفار کے مع جلاد ایک ہی حملے مین قتل کرکے عمرو کو چھڑا کر اپنے گھوڑے پر ڈالکے لیے ہوے
چلا گیا مالک بن ملکوت شاہ اور لقا سے بیداد لون کف افسوس ملتے رہگئے لیکن بختیارک تو دشمن جان
خواجہ عمرو ایک ہی شیطان ہو مالک سے کہنے لگا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ تم اسی وقت خدمت حمزہ مین [illegible]
جاؤ اور جاکر کہو کہ واہ ای حمزہ واہ تمھیں یہی لازم تھا کہ عمرو کو باندھکر میرے حوالے کردیا اور اُسکے عقب مین کسی سوار
زبردستی کو نقابدار بنا کر بھیجا کہ وہ بہت سے لوگون کو قتل کرکے عمرو کو چھڑا لیگیا بھلا اس سے کیا فائدہ ملا اس سے
کیا فائدہ

تو نہ دینا چاہتا یہ سنکر مالک بن ملکوت اُسی وقت خدمت صاحبقران مین گیا اور جو کچھ بختیارک نے تعلیم کیا تھا اُسے
دُہرایا صاحبقران یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے اور فرمایا کہ ای مالک قسم ہی پروردگار عالم کی مین نے کسی کو نہین بھیجا یہ گمان
تمہارا بالکل فضول ہی اگر تم اُس نقابدار کا پتا بتا دو کہ وہ کدھر سے آیا تھا اور کدھر گیا تو مین ابھی جا کر عمرو کو اُسکے
پنجے سے چھڑا لاؤن اور تمہارے حوالے کر دون مالک بن ملکوت نے کہا بنا معلوم ہونا کیسا میرے ہرکارے تو اُسکا لشکر
تک دیکھ آئے امیر با توقیر نے فرمایا کہ اچھا کیا تم اُن ہرکارون کو میرے ساتھ کر دو مین ابھی جاتا ہون یہ سنکر مالک نے
اُن ہرکارون کو بلا کر حاضر خدمت امیر کیا امیر با توقیر اُسی وقت سوار ہو کر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوئے اور ادھر نقابدار
نے عمرو کو اپنے لشکر مین لا کر استفسار کیا کہ ای خواجہ سچ کہو کہ تمنے ایرج کو قتل کیا ہی یا نہین عمرو نے کہا کہ ای نقابدار
قسم ہی وحدہ لاشریک لہ کی ہرگز مین اس امر کا مرتکب نہین ہوا مجھپر بالکل عبث اتہام لگایا گیا اور مجھے جو محبت ایرج
کے ساتھ تھی شاید ہی وہ محبت کسی کو ہوگی اسلیے کہ وہ تو میرا ہی ساختہ و پرداختہ تھا تم یہ نہین سمجھتے کہ میرا ہاتھ باوجود ان
حالات کے ایرج پر کیونکر اُٹھتا خدا جانے یہ بیہودہ حرکت کس ظالم مکار کی تھی اور بڑی حیرت تو یہ ہی کہ میرا خنجر ایرج
کے سرہانے کسنے رکھدیا مین نے تو خود جب سے حال ایرج کا سُنا ہی بے اختیار ہو ہو کر رو رہا ہون اور خود بخود جی اُمڈا آتا ہی نقابدار
نے کہا کہ خواجہ مجھے تمہارے کہنے کا یقین تو آگیا مگر ابھی مین تمھین چھوڑ نہین سکتا اسلیے کہ کفار حمزہ کے پاس گئے ہین دیکھو
حمزہ میرے پاس آتے ہین یا نہین اور اگر آتے ہین تو تمکو طلب کرتے ہین یا نہین یہ کہکر عمرو کو پوشیدہ کر دیا کہ ایک تھوڑی
دیر کے بعد ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ صاحبقران آپہونچے نقابدار اُسی وقت استقبال صاحبقران کے واسطے خیمہ
سے باہر آیا امیر کو سلام کیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے کے اندر لایا مسند پر بٹھایا خود دست ادب باندھ کے سامنے بیٹھا عطر دان
پاندان چنگیر دان جو کچھ کہ سب اسباب دعوت مہیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار خوب تمنے مجھے رسوا کیا عمرو
کہان ہی جلد اُسے بلاؤ مین بغیر قتل کیے اُسے چھوڑتا تھوڑی ہون ایک مدت کے بعد وہ کمبخت میرے پاس آیا اور عفو تقصیر
کرائی اور پھر وہی حرکت کی بلکہ جب سے بدتر حرکت کی جب تو فقط انس بن الوس کی ناک ہی کاٹ ڈالی تھی ابکی مرتبہ تو اس
نمک حرام نے ایرج سے نوجوان کو جان ہی سے مار ڈالا اور اسے اُسکی نوجوانی پر رحم نہ آیا جلد اسے بلاؤ نقابدار نے کہا کہ ای
صاحبقران عالیشان مین نے عمرو سے استفسار حال کیا تھا عمرو نے قسم کھائی کہ مین اس امر بیجا سے واقف بھی نہین
ای صاحبقران عمرو تو نوجوانی ایرج پر خود متالم اور متاسف ہی اور اپنی حیرت ظاہر کرتا ہی کہ مین خود اس امر سے متحیر ہون
کہ ایرج کو کسنے قتل کیا اور مزید بران میرا خنجر کسنے رکھدیا جب عمرو نے اپنی بیگناہی مجھکو متیقن کر دی تو مین نے اُسے بیگناہ
سمجھکر چھوڑ دیا یہ سنکر صاحبقران بہت غضبناک ہوئے اور نہایت برہم ہو کر نقابدار سے کہا کہ اگر تو نے عمرو کا پتا لگایا
اور بستان دہی کی تو خیر ورنہ مین تجھکو عمرو کے عوض مین قتل کرونگا نقابدار نے کہا کہ سر میرا حاضر ہی کاٹ لیجیے اور عمرو کو
کچھ نہ کہیے کہ وہ آپکا خادم قدیم اور پرانا ندیم ہی کیسی کیسی جانبازیان عمرو نے آپکے ساتھ کین ہین ہمیشہ آپکا سینہ سپر
رہا کیا اور وہ محض بے تقصیر ہی امیر نے کہا کہ ای نقابدار تو عمرو کو بے گناہ جانتا ہی ارے اگر وہ بے قصور ہوتا اور ایرج کا قاتل
نہ ہوتا تو خنجر اُسکا ایرج کے سرہانے سے کیونکر نکلتا جلد عمرو کو بلاؤ مین ایک بات تو تمہاری مانونگا نہین یہ سب عذرات
بارد ہین تم کہتے کیا ہو نقابدار نے جو امیر کو غضبناک دیکھا سمجھا کہ اب کوئی عذر میرا پیش نہ جائیگا اور کوئی سفارش
میری قبول نہوگی اپنے عیار سے کہا کہ جلد جا کر عمرو کو لے آ عیار اُسی وقت آیا اور عمرو سے تمام حال بیان کیا اور کہا
کہ ای عمرو اب موت تمہاری آگئی ہرچند نقابدار نے تمھین چھپایا اور بچایا اور لاکھ لاکھ عذرات اور انتہا سے درجہ
کی سفارش کی مگر کوئی بات صاحبقران نے نہ مانی بلکہ اُسلیے نقابدار سے برہم ہوئے اور فرمایا کہ اگر عمرو نہ دوگے

تو اپنی جان سے ہاتھ دھو ؤ مین عمرو کے عوض تمہین قتل کرونگا یہ سنکر عمرو ساکت ہوگیا اور عیار کے ساتھ چلا عیار نقابدار
کا عمرو کو ساتھ لیے ہوئے چلا آتا تھا اور عمرو اپنے حال زار پر روتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او
نابکار و نامراد شاہ عیاران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو کہان لیے جاتا ہی یہ آواز سنکر عیار نے جو مڑکر دیکھا تو دیکھا
کہ ایک شخص مثل برق کے چلا آتا ہی عیار کو تو مارے دہشت کے سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑا تو عمرو کو چھوڑکر
بھاگ گیا اور عمرو کو وہ شخص اٹھا لیگیا عیار کا بیٹا ٹھرا تا نقابدار کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ عمرو کو ایک شخص مجھ سے
چھین لیگیا نقابدار تو یہ سمجھا کہ عیار شاید بہانہ کرتا ہی خاموش ہو رہا مگر امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای نقابدار مین خوب
سمجھتا ہون مجھے اس سے کوئی غرض نہین ہی کہ عمرو کو کون لیگیا جہان سے جی عمرو کو لاؤ نقابدار نے عیار سے کہا کہ ای
صاحبقران نہ مانینگے اور کوئی بات نہ سنینگے تو بہانہ نہ کر عمرو کو جا کر لے آ اس نے کہا کہ مین بہانہ نہین کرتا آپ سراپچہ کو گرد اگر
خود دیکھ لیجیے جو کچھ سچ ہی میرا کھلجائیگا یہ سنکر نقابدار مع امیر خیمہ سے باہر آئے دیکھا کہ کوئی شخص عمرو کو پیٹھ پر لادے
ہوئے جاتا ہی نقابدار نے کہا کہ ملاحظہ ہو وہ سامنے کوئی شخص عمرو کو لیے چلا جاتا ہی یہ ملاحظہ فرماکر امیر نے اسکا تعاقب کیا
اور نعرہ کیا کہ باش او نامعقول کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ آواز سنکر اس شخص نے پلٹ کر جو دیکھا تو دیکھا کہ امیر تیغ کھینچے
چلے آتے ہین سامنے ایک پہاڑ تھا عمرو کو تو شاگردون کے حوالے کرکے کہا کہ تم اسے لیکر پہاڑ پر چڑھ جاؤ مین تمہے لیتا ہون
شاگرد تو عمرو کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور یہ وہین کھڑا ہو رہا جب امیر قریب آئے تو دیکھا کہ نظر کردہ علی عمران صاحب تیغ و
گران عنبر قران حبشی کھڑا ہی کچھ کہا ہی چاہتے تھے کہ قران فوراً قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ یا صاحبقران مین حاضر ہون
چاہے قتل کیجیے چاہے عفو فرمائیے مین بیشک عمرو کو عیار نقابدار سے چھین لایا ہون اور اس پہاڑ پر جو سامنے دکھائی دیتا ہی
اسپر بھیجدیا ہی لیکن ای صاحبقران عمرو قسمین کھاتا ہی کہ مین بالکل بےگناہ ہون مین نے ایرج کو نہین مارا امیر نے فرمایا کہ
ای قران ای نظر کردہ شاہ ولایت امیر عرب ہی مین تیرا بہت لحاظ و پاس کرتا ہون تجھے تو ایسا نہ کہنا چاہیے ای قران اگر
عمرو ایرج کو قتل نہ کرتا تو خنجر اسکا ایرج کے سرہانے سے کیون نکلتا مین کیونکر یقین کرون کہ عمرو نے ایرج کو نہ
اس امر سے صاف ظاہر ہی کہ عمرو نے ایرج کا سر ضرور کاٹا ہی مگر جس وقت یہ اپنا کام کر چکا تو شاید جاگ ہوگئی
مارے خوف کے خنجر چھوڑکر بھاگ کھڑا ہوا ای قران مین نہ مانونگا تو عمرو کو میرے حوالے کردے قران نے عرض کیا کہ
حضور کا بہت بجا ہی لیکن مین عمرو کو جھوٹا نہین کہسکتا اور جب وہ قسمین کھاتا ہی تو مین اسکی تکذیب نہین کرسکتا
خدا واسطے ایک شب کے واسطے عمرو کو میرے پاس امانۃً چھوڑ دیجیے اور آج شب کو بعد الفراغ نماز دعا سے اگر
حقیقت کر کے سو رہیے جو کچھ سچ ہوگا آپ پر منکشف ہوجائیگا امیر نے فرمایا کہ امر معقول مین کوئی کلام نہین ہی
اسے مین نے قبول کیا مگر پہاڑ کو مین گھیرے رہونگا قران نے کہا کہ بہت مبارک اسکا مضائقہ نہین ہی امیر نے اسی وقت
اس مقام پر خیمہ استادہ کرادیا اور مقبل و بہرام سے بلاکر کہا کہ تم اپنے لوگون سمیت اس پہاڑ کو شب بھر گھیرے رہو کہ یہ
دزد باریکہ گردن لک لک یا بھاگ نہ جائے غلامان مقبل رفقاے بہرام سب کے سب گرد پہاڑ کے اتر پڑے القصہ دن
تو گذر گیا جب شام ہوئی تو امیر با توقیر نے وضو کرکے نماز مغرب مین ادا کی اور وظائف معمولی پڑھکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کرکے کہنے لگے کہ بار الہا واسطہ تجھکو اپنی کبریائی کا مجھپر اس واقعہ کی حقیقت کو منکشف کر دے یہ دعا بکمال الحاح و زاری
جناب باری سے طلب کرکے سجادہ سے اٹھے اور خاصہ نوش فرماکر بستر خواب پر تشریف لیگئے خدمتگار خاص سردار
و عشیرے سب اپنے اپنے ٹھکانے پر گئے ہوے صاحبقران نے آرام فرمایا قریب صبح حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کو خواب
مین دیکھا کہ حضرت تشریف لاے ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ اس واقعہ مین عمرو بالکل بےگناہ ہی

اسنے کوئی گناہ نہیں ہی وہ جھوٹی قسم ہرگز نہیں کہاتا جو کچھ کہتا ہی وہ سب سچ ہی بیکار تو اُسے ماخوذ کرتا ہی ای فرزند عمرو نظر
کردہ ہفت پیغمبران ہی اُسکو ایذا نہ دے اور اُسے اس علت مین ماخوذ نہ کر اُسے بلوا کر اُس سے عذرخواہی کر بلکہ عفو تقصیرات
کر دیں تاکہ صاحبقران عالیشان نے عرض کیا کہ ای نبی اللہ پھر اس امر کی حقیقت ارشاد فرمائیے کہ اسکی اصلیت کیا ہی ایرج
کو کسنے مارا ہی اور یہ خنجر کسکا ہی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند ایرج دراصل مارا نہیں گیا بلکہ زندہ ہی ایک ساحرہ مدت
سے ایرج پر عاشق تھی اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح ایرج میرے پاس آجائے مگر کوئی تدبیر اُسکے بنائے نہ بن پڑتی تھی
اب کی مرتبہ اُسکا موقع بن گیا اُسنے اور ایک شخص کو بصورت ایرج مشکل ایرج کے پلنگ پر لٹاکر سر اُسکا کاٹ ڈالا اور
ایرج کو اُٹھا لیگئی اور خنجر عمرو کا چُرا کر اُسکے سرھانے ڈال دیا ای فرزند ایرج بعد ایک مدت کے اُس ساحرہ کو مارکر خروج
کریگا اور اپنے لوگون سے آکر ملیگا مدتون تک ممالک باختر مین لڑیگا یہ کہکر حضرت آنکھون سے پوشیدہ ہوگئے حمزہ
صاحبقران کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ وقت نماز صبح کا ہی اُٹھے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ وظائف کل سردارون کو بلاکر یہ خواب
ظاہر کیا سب نے عرض کیا کہ حضور ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہی امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین عمرو
کے لینے کو جاتا ہون یہ کہکر مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکے جانب کوہ روانہ ہوئے وہان عمرو کا حال سنیے کہ شب کو جو عمرو
سویا تو اُسنے بھی یہی خواب دیکھا کہ ای عمرو تو حمزہ سے آزردہ نہ ہو وہ تیرا آقا اور خاوند ہی پہلے تیری بے گناہی اُسپر
منکشف نہ تھی اب اُسے تیری بے گناہی معلوم ہوگئی اور وہ علی الصباح تیرے لینے کو آئیگا خبردار اُس سے انحراف
نہ کرنا جب عمرو خواب سے بیدار ہوئے تو وضو کرکے نماز پڑھی اور انتظار امیر حمزہ صاحبقران مین بالاے کوہ بیٹھے
کہ ناگاہ امیر حمزہ صاحبقران زیر کوہ آپہونچے عمرو صورت امیر کی دیکھکر پہاڑ سے نیچے اُترا اور امیر کو بعد ادب
سلام کیا امیر جواب سلام دے کر گھوڑے سے کود پڑے اور دوڑ کر خواجہ عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ خواجہ معاف
کرنا مجھکو لاعلمی تھا تمہاری بے گناہی مجھپر ثابت نہ تھی عمرو نے کہا کہ ای حمزہ مین خادم تم آقا خادم و آقا کا کیا [illegible]
آگا تمہین خیال کرو کہ مین نے تمہارے ساتھ کیا کیا جانبازیان کین کیا کیا مشقتین تمہاری بجالایا کیسے کیسے مقام پر
سر ہاتھ پر رکھکر مشکل پر واسطے تمہارے نثار رہا اور تمہین ذرا بھی میرے مقابلہ مین چشم مروت نہوئی اور مجھکو کاذب
اور کافر کی شہادت پر اُسکے حوالے کر دیا کہ اُسنے قتل کر ڈالو اگر تقا بدار مجھکو نہ بچاتا تو اب تک کفن و دفن
ہوتا ای حمزہ اگر میرے کہنے پر تمہین اعتماد نہ بھی تھا تب بھی تحقیق جرم تو ضرور تھی مگر الحمدللہ والمنہ کہ
بے گناہی میری ثابت ہوگئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ حقیقت مین مین تم سے شرمندہ ہون مگر مجھے علم
غیب تو تھا ہی نہین تمہارا ہی خنجر اس امر کا اذعان ہوا تھا کہ تم سے یہ حرکت ہوئی ہوگی لیکن خواجہ اب مین عہد
کرتا ہون کہ اب بلا تحقیق کوئی بات منہ سے نہ نکالونگا اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا خطا میری معاف کرو خواجہ عمرو نے
کہا کہ ای امیر حمزہ صاحبقران تم آقا مین خادم تمہاری خطا کیسی یہ کیا فرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ نہین خواجہ
عمرو اب خطا میری دل سے معاف کرو اور میرے ساتھ چلو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای امیر حمزہ اصل یہ ہی کہ اب
دل میرا پھٹ گیا اور دنیا سے ہٹ گیا کہ جب تمسا مالک یون دشمن ہو جاے اور یہ خیال نہ کرے کہ ابھی تو
بیت المقدس مین مین نے اسکی خطا معاف کی ہی اب یہ ایسی حرکت ناشایستہ کیا کریگا مگر ای امیر حمزہ صاحبقران
یہ تمہارا قصور نہین ہی میرے مقدر کا قصور ہی منظور خدا یہی یون تھا شعر از خدا دان خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست + اب مین تمہارے ساتھ چلکر کیا بناؤن اب تو دل مین یہ ٹھان لی ہی کہ یہ دنیا ہیچ
در ہیچ ہی اور نہایت بیزار و بے ثبات ہی اب اس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہی فقیر بنکر زندگی دونگا اور گوشہ عافیت اختیار

عزلت میں بیٹھ رہونگا بقیہ عمر کو یاد خدا میں بسر کرونگا اب ایسی باتوں میں امیر کو جو دیر ہوئی تو اور سردار بھی آگئے عمرو
کی یہ باتیں سن سنکر سمجھانے لگے کہ ای خواجہ عمرو اب دل صاف کرڈالو اور اس رنج و ملال کو دور کرو امیر حمزہ صاحبقران
کے کہنے پر عمل کرو لشکر اسلام میں چلے چلو مگر عمرو کسی طرح نہیں مانتا ہے ایک سنتا ہی جواب یہ کہدیتا ہے شعر دل شکست
کہ بود کہ پیوند پذیرد ۔ از کوزۂ شکستہ باہی کہ پیوند پذیرد ۔ صاحبو سب چیزیں درست ہو سکتی ہیں لیکن دل شکستہ نہیں درست
ہوتا بھائیو سب باتیں دل ہی سے تعلق رکھتی ہیں اب میرا جی یہاں کسی طرح نہیں لگتا خود بخود اکتا یا جاتا ہے اب میں
یہاں کسی طرح نہیں رہنے کا بیکار تم لوگ اصرار کرتے ہو یہ باتیں سنکر امیر نے فرمایا کہ ای عمرو معلوم ہوا کہ اس وقت
فرط الم سے تمہارا دل بیقابو ہو رہا ہے اچھا جاکر آرام سے بیٹھو اور میرے کہنے کو اچھی طرح سے سوچو اب میں بھی جاتا ہوں
پھر کسی وقت آؤنگا یہ کہکر امیر عمرو سے رخصت ہوکر لشکر اسلام میں آئے تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا
بادشاہ نے فرمایا کہ آپ تو نادانستہ تھے آپ کا کوئی قصور نہیں ہے اور عمرو بھی حق پر ہے کہ وہ بیچارا بیگناہ مارا گیا اسکی
سچا ہے مگر خیر دو چار دن میں اسکا غصہ جاتا رہیگا سمجھ لیا جائیگا دو چار لاکھ روپیہ دیدینے کا خوش ہو جائیگا وہ بڑا
لالچی بندہ ہے سرداران لشکر جو اسوقت موجود تھے کہنے لگے کہ حضور سچ ہے دو چار دن میں اسکی صورت نکل آئیگی
یہاں تو یہ باتیں تھیں اور وہاں عمرو نے وقت شب تمام عیاروں کو جمع کیا اور کہا کہ بھائیو اب ہم تم سب سے رخصت
ہوتے ہیں اور اس دنیا سے دل کو ترک کرکے فقیری اختیار کرینگے جس طرف خدا لیجائیگا اس طرف چلے جائینگے اور ایک
دم بھی یہاں قیام نہ کرینگے کیونکہ دنیا بالکل بے اعتبار اور زیست بالکل بے قرار ہے معلوم نہیں کس وقت پیام موت آجائے
تو پھر بالکل اسی طرح علایق دنیا سے علیحدہ ہو جانا پڑیگا اس لحاظ سے اب ہم دنیا کو ترک کرتے ہیں اور کنج عزلت اور گوشۂ عافیت
میں جا بیٹھتے ہیں تم سب سے یہ خواہش ہے کہ اتنے دنوں کے ساتھ میں جو کچھ خطا و تقصیر تمہاری ہوئی ہو اسے
بحل کردو کہ پھر اب ملاقات ہونا ممکن ہے اور منزل آخرت کی بہبودی ہے یہ سنکر عیار رونے لگے اور کہا کہ اے
استاد یہ کیا بات آپ نے سنا دی کہ دل پاش پاش ہو گیا ہے ایک مدت کے بعد تو آپ کی زیارت نصیب ہوئی تھی
اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ پھر سامان جدائی درپیش ہو گیا اور جدائی بھی ایسی جدائی کہ پھر جسکے بعد ملاقات
کی امید نہیں ہے اے استاد اب ہم کسکے سہارے زندگی بسر کرینگے جب آپ سے تعلق کا سایہ سر سے اٹھ جائے تو پھر زندگی
فضول ہے ہم سب بھی آپ کے ساتھ ہیں خواجہ عمرو نے کہا کہ نہیں بھائیو ہمارا تمہارا اب کیا ساتھ دنیا دار اور فقیر سے کیا
مطلب ہماری زندگی تو اب اختتام ہو گئی ابھی دنیا ترک کیا ہے یہ کہتا جاتا ہے اور لباس عیاری جو تھا اسکو جسم سے اتارتا جاتا ہے اور
لباس فقیری زیب تن کیا اور کہا کہ بھائیو خدا حافظ ہماری خطا و تقصیر معاف کردو اور خیمہ سے باہر جاکر ہم
تم میں یہ سنکر ہر ایک روتا ہوا اٹھا اور خواجہ عمرو نے گلے مل ملکر خوب رو دیا اور خیمہ سے باہر گیا جب
ہونگا اور خیمہ سے باہر آکے تو عمرو نے خیمہ میں آگ لگا دی اور ایک طرف کو نکلا ہوا چلا گیا ہر چند عیار روتے کہا اور
استاد استاد پکارتے ہوئے چاروں طرف دوڑے مگر کہیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا پتا نہ لگا روکر پیچ لاکر امیر
حمزہ صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے یہ سنتے ہی ایک آہ کا نعرہ مارا اور بے اختیار چیخ مارکر رونے لگے
اور فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہائے میرا یار وفادار مجھسے چھوٹ گیا اور میں یہاں غافل بیٹھا رہا ہائے اگر میں جانتا
کہ جو اسنے کہا ہے وہی کریگا اور یوں مجھسے خفا ہو کر چلا جائیگا تو میں اسکے قدموں پر سر رکھدیتا ہاتھ جوڑتا اور تقصیر
اپنی عفو کراتا اور اسے لے آتا ارے جلد شتر سواروں اور ہرکاروں کو تلاش کے لیے روانہ کرو اسی وقت ہرکارے
اور شتر سوار تلاش عمرو کے لیے روانہ ہوئے چاروں طرف تجسس کیا مگر کہیں خواجہ کا پتا نشان نہ پایا امیر یا تو پیشتر اگر

عرض رسا ہوئے کہ خداوند ہر چند ہمنے تلاش کی مگر کہین پتا نہ لگا یہ سنکر امیر نہایت غمگین ہوئے اور انتہا سے مرتبہ آزردہ
خاطر ہوئے اور فرمایا کہ ہاے خواجہ عمرو بڑی دغا دیگئے بعد اسکے حکم دیا کہ خزانہ عمرو کا قلعہ ارمنوس حصار مین روانہ کرو
اُسی وقت روپیہ پیسہ عمرو کا قلعہ ارمنوس حصار مین بھیجدیا گیا بعد اسکے خواجہ عمرو کے ناموس کو قلعۂ ذوالامان مین
روانہ کردیا اور فرمایا کہ تم مطمئن ہوکر بیٹھو مین جہان ہونگا تمہاری خبر گیری کرتا رہونگا الغرض ناموس خواجہ عمرو کا قلعۂ
ذوالامان مین جاکر مطمئن ہوکے بیٹھا مگر امیر نے اپنا حال بہت تباہ کیا کھانا پینا ترک کردیا ہر مرتبہ زبان پر یہی جاری
تھا کہ خود کردہ را درمان نیست ہاے جو کچھ کیا مین نے اپنے ہاتھ سے کیا ہاے عمرو مین تجھے کہان سے ڈھونڈھ لاؤن ہاے
عمرو تو مجھسے کیا چھوٹ گیا ہاے عمرو اب مین تجھے کہان سے پاؤنگا یہ عالم ہے کہ دیکھنے والون کا دم قلق کرتا ہے کھڑے
ہین تو روتے ہین بیٹھے ہین تو روتے ہین ہر چند سردار اور بادشاہ اسلام سمجھا رہے ہین کہ حضور گھبرایے نہین خواجہ
عمرو سے ملاقات ہوجائیگی آپ کھانا تو کھایئے مگر امیر کو کسی طرح قرار نہین آتا فرماتے ہین کہ بھائیو کھانا پینا سب عمرو
کے ساتھ راہی ہوا جب ایسا یار وفادار چھوٹ جاے تو پھر زندگی فضول ہے تا اینکہ اسی طرح بے آب و دانہ متواتر سات
فاقے ہوئے رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا آنکھون مین حلقے پڑگئے اب جو اٹھکر کھڑے ہوتے ہین تو پاؤن لڑکھڑا گیا دھڑ سے
گرکر بیہوش ہوگئے سب سردار دوڑ پڑے صاحبقران کو اُٹھایا گلاب کیوڑے کے منھ پر چھینٹے دیے جب تھوڑی
دیر کے بعد ہوش آیا تو بادشاہ اسلام نے کھانا منگوایا اور زبردستی اپنے ہاتھ سے بیٹھکر کھلایا اور بہت تشفی اور دلاسا دیا
فرمایا کہ حمزہ تم ایسے شخص عقلمند ہوکر خلاف دانش باتین کرتے ہو اسوقت عمرو آزردہ ہوکر چلا گیا ہے جسوقت اُسے روپے
کی ضرورت ہوگی خود بخود چلا آئیگا صفائی ہوجائیگی لالچی بندہ تو ہے ہی غرض جب کھانا کھایا پانی پیا ہوش و حواس درست
ہوئے تو فی الجملہ تسکین ہوئی گریہ و زاری کم ہوئی کاروبار ضروری مین مصروف ہوئے کہانیان سننے لگے قصہ مختصر رفتہ رفتہ
امیر حمزہ صاحبقران کو صبر آگیا اور خیال خواجہ عمرو کا دل سے گیا لیکن اب حال لقا سے بے لقا کا ملاحظہ فرمایئے
کہ جب یہ راندۂ درگاہ الٰہ ایرج کی جانب سے مایوس ہوا تو بختیارک سے کہا کہ ای بختیارک اب مین کیا تدبیر کرون
باختر مین تو اب کوئی بالکل سے قبضے مین رہا نہین کہ جہان جاکر عزلت گزین ہون ایرج کا دامن تھا سو تھا وہ بھی
جدا ہوگیا اور حمزہ کے پاس جاکر اُسکا دین قبول کرنا حمیت کے خلاف ہے کرون تو کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند
پردۂ ظلمات مین آپکا چھوٹا بھائی نمرجید شاہ موجود ہے اور ملکہ ورامہ جادو وخداوند ساحران اُسکی مددگار ہے
وہین چلے چلیے اگر خدا پرست وہان آئینگے بھی اور آپکا تعاقب کرینگے بھی تب بھی کچھ نہ بنا سکینگے اور مارے
جائینگے کیونکہ وہان حمزہ صاحبقران پر قران صعب ہے یہ سنکر لقا نے کہا ای بختیارک تو بہت ٹھیک کہتا ہے مین نے
بھی دو لاکھ برس قبل یہی تقدیر کی تھی غرض لقا تو راتی رات اپنا سامان درست کرکے جانب ظلمات روانہ ہوا اور
علے الصباح جب مالک بن ملکوت شاہ نے یہ خبر سنی تو سبھون سے کہا کہ صاحبو سنو مین کسی طرح حمزہ سے مقابلہ
نہین کرسکتا یہ دم دعوی ایرج ہی کا تھا کہ وہ حمزہ سے مقابل ہوا سب نے کہا کہ بجا ہے تب مالک نے کہا کہ مین نے
نجومیون سے دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ ایرج زندہ ہے چند روز کے بعد خروج کریگا اب مین تو لشکر حمزہ
صاحبقران مین چلا جاتا ہون کہ وہان سے ایرج کی خبر اچھی طرح معلوم ہوتی رہیگی اور تم لوگ جا بجا چلے جاؤ
جسوقت ایرج کے آنے کی خبر سننا فوراً چلے آنا سبھون نے کہا کہ بہت مناسب جو آپکی مرضی یہ سنکر مالک بن
ملکوت نے اقبال شاہ کو تو طاق سکندری مین بھیجا اور شاہ دراز گردن کے پاس روانہ کیا اور دیلم شاہ زنگی
کو جزیرۂ کاخ کی جانب بھیجدیا غنچہ جان اور مرجان کو شہر دریا بار کی جانب رخصت کیا ارسلان شاہ کو

ملک فرنگو شیہ مین جانے کا حکم دیا جب یہ سب چلے چلے گئے تو خود خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور بظاہر اسلام قبول کیا صاحبقران نے حال زمرد شاہ باختری کا استفسار کیا کہ یہ راندۂ درگاہ ذو الجلال لقا سے بد اقبال نمسران تا کدھر بھاگ کر گیا ہی اُسنے عرض کیا کہ بخت یارک کے ورغلانے سے جانب ظلمات گریزان ہوا ہی امیر نے فرمایا کہ بتائید ایزدی مین جب تک اُسے تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہین کھینچتا یا دائرۂ اسلام مین نہین لاتا ہون قرار نہ لونگا اس واسطے کہ اگر اُسے اُسکے حال پر چھوڑ دونگا تو وہ بادشاہ بزرگ ہی اور کفار ابھی بہت ہین اُسکے پاس پھر جمع ہو جاینگے پھر خروج کریگا اور میرے مقابلہ کریگا تمام عالم مسخر کرنے کا قصد کریگا اور یہ محنت میری ضایع و برباد ہو جایگی پھر اُسپر لڑا اُسکی شکست دینے کے لیے دہی محنت شاقہ اُٹھانی ہوگی اسوجہ سے مجھے اُسکا تعاقب کرنا ضرور ہی یہ فرماکر حکم دیا کہ جہازون کی تیاری کیجاے بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ مین نے اپنے جد امجد سے سُنا ہی کہ ایرج زندہ ہو وہ بیشبہہ خروج کریگا اور جہانگیر ہوگا تو ایک تو ایرج دوسرا نور ریج تیسرا خورشید ستارہ پرست چوتھا داراب کشورکشا یہ سب میرے حریف ہین اور ان سب سے بڑھکر داراب کشورکشا کا مجھے خیال ہی ای مقبل جلد سنگ مرمر کی چوکی اور جام شربت اور خلعت لاکر رکھو مقبل نے اُسی وقت تعمیل ارشاد کی جب چوکی پر جام و خلعت رکھا گیا تو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ آیا ہی کوئی ایسا بہادر کہ جاکر قریب ملک کشوریہ کے اُترے اور داراب کشورکشا کو ہر بلا سے محفوظ رکھے اور جب تک مین ظلمات سے واپس آؤن اُس وقت تک داراب کی حفاظت کرے اور کوئی چشم زخم نہ پہونچنے دے ہر آفت و ہر بلا سے محفوظ رکھے کس واسطے کہ داراب کشورکشا مین نشانیان اولاد ابراہیمی کی ظاہر و نمودار ہین مجھے ثابت ہوتا ہی کہ داراب کشورکشا بیشک و بیشبہہ میری اولاد مین سے ہی اس لحاظ سے یہ امر حفاظت ضروری اور واجبی معلوم ہوتا ہی ابھی امیر حمزۂ صاحبقران کے منھ سے یہ کلام تمام نہ ہونے پایا تھا کہ صاحب سبزۂ دوسر غلام نبی چاکر حیدر یعنے مالک اژدر اپنے دنگل سے اُٹھا اور امیر کشورگیر کے سامنے آکر دست او سبستہ عرض پرداز ہوا کہ ای امیر باتوقیر اگر ارشاد فیض بنیاد شرف اصدار پاسے تو یہ تابعدار احقر روزگار اس امر کو انجام دے اور اس خدمت کو بجالاکر عزت و افتخار حاصل کرے یہ سُنکر صاحبقران نے ارشاد کیا کہ مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تو ہی جاے تو بہتر ہی تجھسے بڑھکر اس کام کے لیے کوئی لائق نہین ہی یہ فرماکر مالک اژدر کو خلعت دیکر جانب شہر کشوریہ روانہ کیا بعد اُسکے فرمایا کہ اور کوئی بہادر ایسا ہی کہ درۂ اختریہ اور سیقولیہ کو مسخر کرے عجیل ماہرو اُٹھا اور یہ عرض کیا کہ اس خدمت کو کمترین بجالایگا صاحبقران نے عجیل ماہرو کو خلعت دیکر جانب درۂ اختریہ و سیقولیہ روانہ کیا بعد اُسکے سلیمان شاہ فارسی کو بُلاکر فرمایا کہ ای سلیمان تم میرے بزرگ ہو اور نہایت عاقل ہین اور صاحب حوصلہ ہو مین تمام زمانے کے عقلا سے تمھاری راے کو پسند کرتا ہون اور ترجیح دیتا ہون تمھاری راے بہت صائب ہوتی ہی لہذا مین نے تمکو ملک باختر کا بادشاہ کیا تم جاکر سیالکل مین بادشاہی کرو اور اُسکے سامنے قلعۂ ذو الامان واقع ہی اُس قلعہ مین میرے ناموس رہتے ہین اُن سب کو تمھارے سپرد کرتا ہون اور تمکو خدا کی حفظ و امان مین دیتا ہون سلیمان نے کہا کہ تعمیل ارشاد مین تو مجھے عذر نہین ہی اور جانے مین بھی کوئی عذر نہین ہی لیکن اگر وہان کوئی فتور اُٹھا اور کوئی حریف زبردست آگرا تو اُس وقت مین کیا کرونگا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اُسکی تدبیر بھی تم سوچ لینا میری تعلیم کی کوئی حاجت نہین ہی تم خود عقیل آدمی ہو فوج تمھارے ساتھ حسب ضرورت کے دیجایگی یہ فرماکر لندھور بن سعدان کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای برادر جان برابر تم یہین رہو بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی سب تمھارے حوالے ہی اگر ایرج نوجوان ظاہر ہو تو اُسکی حفاظت

جان مین بہت کوشش کرنا کہ وہ میری اولاد مین سے ہی خبردار کوئی اُسے قتل نہ کرنے پاے جس طرح وہ خوش ہو اُسے
خوش رکھنا یہ سُنکر لندھور بن سعدان آبدیدہ ہوکر عرض رسا ہوا کہ ای شہریار مین قدوم میمنت لزوم سے آج تک
کبھی جدا نہین ہوا اب آپ مجھے اپنی خدمت سے علیحدہ کرتے ہین یہ سُنکر امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای رستم زمان
ہرچند کہ جدائی تمھاری مجھے کسی طرح گوارا نہین ہی مگر کیا کرون کہ سواے تمھارے اس امر کے لائق کسی اور کو مین نہین
پاتا سواے تمھارے کوئی ایسا نہین ہی جو ایرج سے تاب مقاومت لاسکیگا تمھارا رہنا مثل میرے قیام کے ہی مین تمھین
اپنا قوت بازو اور اپنا جانشین تصور کرتا ہون القصہ لندھور بن سعدان کسی طرح راضی نہین ہوتا تھا جون توں
صاحبقران نے اُسے راضی کیا اور دامنہ کوہ مشتری حصار مین قیام کا حکم دیا بعد اُسکے تمام رفقا شاہزادہ
غادر سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے جو سب سردار تھے اُنکا سردار قیاس خان خاوری کو
معین فرماکے ملک فرنگوشیہ کا مالک کیا اور کہا کہ تم جاکر ملک فرنگوشیہ مین قیام کرو غرض جب سب کے سب
امور مختلفہ پر مامور ہوچکے تو اسد غازی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ کیا ارادہ ہی عرض کیا کہ ای شہریار میری خواہش یہ ہی کہ مین بھی داراے ہند رستم زمان کی خدمت مین
رہون آپ فرماتے ہین کہ ایرج ظاہر ہوگا تو مین بھی اُسکی خدمتگذاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای اسد
شاید تو یہ خیال کرتا ہی کہ مین ایرج کو قتل کردون برب کعبہ جو شخص ایرج کو قتل کریگا مین اُسکو مع اُسکی ذریات کے
قتل کرونگا اسلیے کہ ایرج میری اولاد مین سے ہی یہ سُنکر اسد غازی نے کہا کہ نانا جان یہ خیال آپ کا ناحق ہی مین
تو ایرج کا نام بھی نہین لیتا مجھے ایرج سے کیا مطلب ہی آپ بیکار خفا ہوتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا
کچھ ہی ہو مگر مین تمھین چھوڑونگا نہین یہ سُنکر اسد آبدیدہ ہوکر رہگیا مگر صاحبقران جو اُس شب کو سوے تو حضرت
ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہین کہ ای فرزند ارجمند اسد غازی کا
قیام ملک باختر ہی مین خوب ہی اس واسطے کہ وہان ایرج کے ہاتھ سے تمھارے ناموس مین رخنہ پڑنے کا خوف ہی اگر
اسد وہان ہوگا تو حفاظت ناموس مین بہت کوشش کریگا جب صبح ہوئی اور صاحبقران بیدار ہوئے تو اسد کو
بلاکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ای اسد مجھے تمھاری آزردگی گوارا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تم باختر ہی
مین رہو اسد یہ سُنکر بہت خوش ہوا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بھی اپنی خوشنودی اسد سے ظاہر کرکے
خلعت سے سرفراز کیا اسد وہان سے پھرکر کریب کے پاس آیا تمام حال بیان کیا کریب بھی بہت خوش ہوا اسد کو
گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فتاح پلنگینہ پوش کو بارہ ہزار قزاقون سمیت ساتھ کیا اور مرکب ابرشبر
گلاندام سکندری اسد کو عنایت کیا اور فتاح سے بہت تاکید کی کہ ای فتاح اسد سے بہت ہوشیار رہیو مقابلہ
خبردار کسی وقت اسد سے غافل نہ ہونا فتاح نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیے جس طرح مین آپ کا مطیع ہوا نے کہا کہ مین
اپنا پیر و مرشد جانتا ہون اسی طرح ان کو بھی اپنا پیر و مرشد جانتا ہون جو بات خیر خواہی کی ہوگا
ماننا نہ ماننا انکے اختیار مین ہی غرض اسد بھی ملک سباکل کو روانہ ہوا اور صاحبقران بھی ساعت مین تو لشکر حمزہ
سوار ہوئے اور وقت روانگی کے ایک نامہ سربمہر لندھور کے حوالے کیا اور فرمایا کہ ای لندھور لوگ جا بجا چلے جاؤ
اور گردون غدار کوئی شعبدہ اُٹھاے اور تمکو اتمام مرام مین دقت ہو اور کوئی تدبیر مناسب ذہن یہ سنکر مالک بن
کاغذ کو کھولکر پڑھنا جو کچھ اسمین لکھا ہو اسپر عمل کرنا لندھور بن سعدان نے وہ نامہ اپنے بازو کیا اور دیلم شباط زنگی
سے رخصت ہوا صاحبقران مع سرداران عالیشان و لشکر فراوان تعاقب مین زمرد شاہ ت کیا ارسلان شاہ

جانب ظلمات روانہ ہوئے مگر لقا جو کوچ بہ کوچ جزیرۂ اخراسیہ مین پہونچا تو سامنے سے ایک پیر مرد آتا تھا اُس سے
بلا کر پوچھا کہ اس جزیرے کے لوگ کسکی پرستش کرتے ہین اُسنے کہا یہان کے لوگ شجر پرست ہین لقا نے پوچھا کہ شجر پرستی
کیسی آخر یہان کا بادشاہ کون ہی اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ بادشاہ یہان کا اخراس زحل پیشانی ہی اور اس جزیرے
مین ایک درخت ہی کہ اُسمین ایک ہزار ایک شاخ ہی اور ایک ہزار ایک آدمی اُسکے سایہ کے نیچے بیٹھ سکتے ہین تمام
جزیرے والے اُسی کی پرستش کرتے ہین اور اُسی کو خدا جانتے ہین لقا یہ سُنکر چپ ہو رہا اور اُسی جزیرے مین خیمے استادہ کرا کے
اپنے لوگون سے کہا کہ ایک دو روز یہان قیام کر لو تو پھر آگے بڑھینگے الغرض لقا سے بے بقا نے وہان قیام کیا مگر جب اخراس
زحل پیشانی کو اسکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو دوڑ کر اُسکے پاس آیا اور اُس خرس بادیۂ ضلالت کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ چومے
شرط خدمتگذاری کما ینبغی بجالایا لقا نے کہا کہ ای اخراس زحل پیشانی تیری فراست سے سخت تعجب ہی کہ میرا مخلوق ہو کر
شجر پرستی کرتا ہی او بدعقل العیاذ باللہ مین خالق جن و انس ہون تجھکو لازم ہی کہ تو مجھے سجدہ کرے اخراس زحل پیشانی نے
کہا کہ اچھا مین دو شرطون سے آپکو بخدائی سجدہ کرتا ہون ایک تو یہ کہ کشتی مین مجھکو زیر کیجیے دوسرے یہ کہ یہ درخت جو ایک ہزار
ایک شاخ رکھتا ہی اور ہر فصل مین سرسبز و شاداب رہتا ہی ایک ہزار ایک آدمی اُسکے سایہ کے نیچے بیٹھ سکتے ہین کیونکر زیادہ
لوگ منکشف ہو جاتے ہین اسکے بھید سے مطلع کیجیے لقا نے کہا کہ امر اول تو البتہ ممکن الوقوع ہی لیکن امر ثانی کی نسبت تم مصر
نہ ہو کہ یہ امر ہمارے اسرار قدرت سے ہی اس سے کسی کو مطلع نہ کرینگے اخراس نے کہا کہ اچھا یہی سہی کشتی ہی مین امتحان
ہو جاے غرض اُسی وقت اکھاڑا کھودا گیا اخراس اور لقا مین کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو اخراس نے
لقا کو زیر کیا اور کہا کہ بس اسی منھ مصالحہ پر خدائی کا دعوی ہی بہتر یہ ہی کہ اب ٹھنڈے ٹھنڈے یہان سے ہوا کھائیے
اور چلتا دھندا کیجیے ورنہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ ذلت اُٹھا کر نکالا جائیگا لقا یہ سُنکر خائف و ترسان وہان سے کوچ کر کے
جانب ظلمات روانہ ہوا لیکن حضرت امیر حمزۂ صاحبقران جہازون پر سوار براہ دریا طی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ
ایک روز دریا متلاطم ہوا اور جہازون پر شور و غل بلند ہوا کہ دریا متلاطم ہو گیا امیر نے فرمایا کہ یہ غل کیسا ہی ناخداؤن
نے عرض کیا کہ حضور اب نہنگ نکلا چاہتا ہی دریا متلاطم ہو رہا ہی صاحبقران نے کہا کہ پھر خوف کاہے کا ہی ناخدا نے
عرض کیا کہ حضور جب وہ اپنی دُم کسی جہاز مین مارتا ہی تو جہاز پاش پاش ہو جاتا ہی یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ
کچھ پروا نہین ہی یہ کہکر نور الدہر کو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے ہونگے کہ وہ نہنگ بلا
ظاہر ہوا اور کلہ اپنا پانی سے باہر نکالکر جہاز کی طرف چلا بس صاحبقران نے بہت پھرتی سے ایک تیر اُسکی داہنی آنکھ
پر اس زور سے مارا کہ وہ پیوست ہو گیا ساتھ ہی اُسکے نور الدہر نے بائین آنکھ پر تیر مارا کہ وہ بھی پیوست ہو گیا
دونون آنکھین اُسکی کور ہو گئین اُس نہنگ نے دم اُٹھائی کہ جہاز پر مارے بس ساتھ ہی اُسکے نور الدہر نے ایک
ہاتھ تلوار اُسکی دم پر ماری کہ دم اُسکی دو ٹکڑے ہو گئی اور ایک تلوار صاحبقران نے ماری کہ وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو کر دریا
مین غرق ہو گیا نور الدہر اور امیر نے صداے تکبیر بلند کی اور جہاز پر آ بیٹھے سب کے سب خوش ہوئے اور جہاز
نے قلعۂ ذوالار روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد چند روز کے جزیرۂ اخراسیہ مین پہونچے جب اخراس زحل پیشانی کو خبر ہوئی
اپنی حفظ و امان لی ہدایا لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر کو نذر دی صاحبقران نے نذر اور تحفۂ اُسکے قبول کر کے خلعت
ن اگر وہان کو یا اور فرمایا کہ ای خرس لقا تو یہان نہین آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ہان حضور آیا تھا اور تمام سرگذشت اُسکی
فرمایا کہ اُسکی تو نے فرمایا کہ چاہیے اُس مردود پر تو لعنت کرو مگر دین اسلام اختیار کر اخراس نے عرض کیا کہ مجھے تقبیل اسلام مین
ضرورت ہی مگر وہی شرط جو مین نے لقا سے کی تھی آپکے سامنے بھی پیش کرتا ہون اگر آپ مجھکو زیر کرین اور اسی در
بارگاہ سلیمانی

بھید سے مطلع کیجیے تو مین ابھی اپنے لوگون سمیت دائرۂ اسلام مین داخل ہوتا ہون صاحبقران نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی ہم درگاہ باری تعالے مین عرض کرتے ہین جیسا حکم ہوگا ویسا کرینگے یہ فرما کر حکم دیا کہ خیمے ہمارے جہازون سے اُتار کر کنارے دریا کے نصب کر دیے جائین اور ہماری عبادت کے لیے ایک بارگاہ الگ برپا کیجائے اُسی وقت خیمے اُتارے گئے دریا کے کنارے استادہ ہوئے اور صاحبقران کے واسطے ایک سفید کپڑے کی راوٹی علیحدہ استادہ کی گئی صاحبقران عالیشان سرشام سے اُس بارگی مین داخل ہوئے بعد فراغ نماز مغرب مین وظائف معمولی سے دو رکعت نماز حاجت پڑھکے طلب حاجت مین مصروف ہوئے اور درگاہ باری مین بعد خضوع و خشوع دعا کرنے لگے کہ ای پروردگار عالم اتنے لوگ اس جزیرے کے مسلمان ہوتے ہین حال اس درخت کا مجھ پر منکشف کر دے یہ دعا مانگتے مانگتے کوئی چار گھڑی رات رہے دیدۂ ظاہرین بند ہوگئے اور دیدۂ باطنی وا ہوگئے عالم رویا مین حضرت سلیمان بن داؤد علے نبینا و آلہ علیہما السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہین ملائکہ کے گروہ ساتھ ہین تخت حضرت کا سرہانے آکر اترا صاحبقران نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند پریشان و ہراسان کیون ہو صاحبقران نے عرض کیا کہ اس درخت کے انکشاف حقیقت کی خواہش ہو کہ آخر اس درخت پر کیون جانور سایہ فگن رہتے ہین اور بیٹھتے نہین بیٹ تک نہین کرتے اور اسکی یہ عظمت و شان کس وجہ سے ہی حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند ایک انگوٹھی میری کہ جسپر نام نامی اور اسم گرامی حضرت حبیب خدا ختم الانبیا احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مع اسم مقدس حضرت ولایت مآب خلافت جناب امیر المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا کندہ ہی ایک صندوقچہ مین مقفل کی ہوئی اس درخت پر رکھی ہی یہی باعث اسکی عظمت و شان کا ہی صبح کو یہی باعث تم اخراس سے بیان کر دینا اگر وہ تمھارے کہنے کا یقین نہ لائے تو تنہا صرف تم خود جا کر اُس صندوقچہ کو اُتار کر اپنے ہاتھ سے کھولکر وہ انگوٹھی نکالکر دکھلا دینا اور پھر اُس انگوٹھی کو کسی مقام ناہموار پر پوشیدہ کر کے دفن کر دینا اس طرح کہ اس حال سے کوئی دوسرا مطلع نہ ہو کیونکہ اسمین اسرار خداوندی محفوظ ہین یہ بیان کر کے حضرت تشریف لیگئے صاحبقران کی آنکھ کھلگئی دیکھا تو اول وقت نماز صبح کا ہی اور ایک لمعہ نور زمین سے چرخ بریں تک بلند ہی خوشبو نہایت نفیس چلی آتی ہی ہوا نہایت خوش اسلوبی سے چل رہی ہی یقین ہوا کہ خواب سچا ہی وضو کر کے نماز پڑھی اور اوراد معمولی سے فراغت کر کے بارگی سے باہر آئے اخراس نے حل پیشانی کو طلب کیا حقیقت حال سے مطلع کیا اُسنے عرض کیا کیا ہوا ممکن ہی کہ ایسا ہی ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ای اخراس اگر تمکو یقین نہ ہو تو مین ابھی تمکو ساری حقیقت دکھائے دیتا ہون اور ان جانورون کو درخت سے اُڑائے دیتا ہون یہ کہکر اُس درخت کے قریب مع اخراس تشریف لیگئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر درخت پر چڑھ گئے اور اُس صندوقچے کو اُتار لائے انگوٹھی اپنے ہاتھ مین پہن لی جتنے جانور اُس درخت پر سایہ فگن تھے وہ سب درخت سے جدا ہو گئے اور صاحبقران کے سر پر سایہ افگن ہوئے امیر نے اخراس سے کہا کہ ای اخراس دیکھا تو نے اخراس اُسی وقت امیر حمزہ صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور پیشانی اپنی صاحبقران کے قدمون پر ملنے لگا اور عرض کیا کہ ای امیر عالیشان اعتقادات اسلام تلقین فرمایئے مین از سر صدق مسلمان ہوتا ہون امیر با توقیر نے اعتقادات اسلام تلقین فرمائے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اخراس کلمۂ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور تمام اہالیان سلطنت رعایاے جزیرہ کو تلقین کی دن بھر اسی اہتمام مین گذرا کہ جوق جوق لوگ آتے تھے شرف قدمبوسی صاحبقران حاصل کرتے تھے صاحبقران اُنھین تلقین اسلام فرماتے تھے جب رات ہوئی تو اُس صندوقچے اور انگوٹھی کو لیے ہوئے صاحبقران جانب صحرا روانہ ہوئے اور ایک گوشے مین صندوقچے سمیت اُس انگوٹھی کو دفن کر دیا اور بعد چند روز کے ارادہ کوچ کا کیا حکم دیا کہ اسباب جہاز پر

لا دا چلے کہ کسی نے آکر عرض کیا کہ حضور سامان سفر کرتے ہین اور شاہزادہ عالیقدر نور الدہر عالیشان تپ سے بیہوش
پڑے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی ہم اپنے ساتھ سے نور الدہر کو جدا نہ کرونگا گہراے اختر شناس
نے عرض کیا کہ شہریار ہوا ظلمات کی نہایت خراب ہی شاہزادے کو ہرگز موافق نہ ہوگی میری راے تو یہ ہی کہ آپ کوچ فرمائیے
اور شاہزادے کو یہین چھوڑ جائیے جب یہ اچھے ہو جائینگے تو آپ کے عقب مین چلے آئینگے صاحبقران نے فرمایا کہ ای
گہرا پھر تم بھی شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ رہو گہرا نے عرض کیا کہ بہت مبارک مجھے کیا عذر ہی پھر چالاک بن عمرو سے
فرمایا کہ بھئی تمھارا رہنا بھی یہان مناسب معلوم ہوتا ہی تم بھی یہین رہو چالاک نے کہا کہ بہت خوب ارشاد حضور کی تعمیل
مین کیا عذر ہی بعد اسکے نور الدہر کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تمکو خداوند عالم کے سپرد کیا جب تم اچھے ہو لینا تو ہمارے
پاس چلے آنا گہراے اختر شناس اور چالاک بن عمرو کو تمھارے پاس چھوڑے جاتا ہون ای نور الدہر مین مجبور ہون
کیا کرون بیٹا مین تمھین تنہا چھوڑ کر نہ جاتا مگر جو بہاو ادھر جانب سے حرج کرین تو مشکل ہو لہٰذا اُس سے تم بھی واقف ہو نور الدہر
نے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک مجھے کیا عذر ہی صاحبقران نے نور الدہر کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور دعاے حفاظت پڑھ
پڑھ کر سوار ہوئے مگر بدیع الزمان کو جو دیکھتے ہین تو آنسو آنکھون سے جاری ہچکیان بندھی ہوئی ہین فرمایا کہ
بھئی تم بہت پریشان ہو نہ جاؤ یہین بیٹے کے پاس رہجاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور نہین مین آپ کے ساتھ ہی
ساتھ رہونگا رکاب سعادت انتساب کو نہ چھوڑونگا لاکھ ایسے بیٹے ہون تو حضور پر سے نثار کرون یہ فقط مقتضاے بشریت
ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تمھین اختیار ہی الغرض نور الدہر کو اُسکے رفقا سمیت جزیرۂ اخراسیہ مین چھوڑا اور
خود اُس راندۂ درگاہ آلہ زمرد شاہ کے تعاقب مین جہاز چھوڑ دیے اب صاحبقران عالیشان کو نور دہر ظلمات
چھوڑ دیجیے اور نور الدہر عالیقدر کو مبتلاے علالت و آلام جزیرۂ اخراسیہ مین چھوڑ دیجیے

اب یہان سے دو تکہ داستان عبرت بیان اور حیرت نشان ایرج نوجوان بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ بیچارا اپنے بستر خواب پر سو رہا تھا دفعۃً آنکھ جو کھلتی ہی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین پایا بہت حیران ہوا کہ مین اپنے
بستر خواب پر سو رہا تھا یہان مجھے کون لے آیا لشکر میرا کدھر گیا مالک بن ملکوت شاہ زمرد شاہ ارسلان شاہ وغیرہ
کہان گئے یہ معرکہ کیا ہی چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہی مگر کچھ حال نہین کھلتا مجبور و ناچار تھوڑی دیر تک تو
حیرت زدہ کھڑا رہا بعد اُسکے ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور پر جاکے آواز طبلے اور سارنگی کی سُنائی دی ایرج اُسی آواز پر آگے بڑھا
تھوڑی دور آگے بڑھکے ایک بارہ دری نہایت پر تکلف اور عالیشان نظر پڑی ایرج نوجوان بے تامل اُس بارہ دری کے
اندر چلا گیا جاکر کیا دیکھتا ہی کہ اُس بارہ دری مین تمام سامان شاہانہ مہیا ہی نازنینان سرجبین اور مہجبینان مہ تمکین کا مجمع ہی
انواع انواع طرح کے ساز بج رہے ہین ناچ گانا ہو رہا ہی صحبت عیش و عشرت مہیا ہی ایرج یہ خیال کرکے کہ معلوم نہین کسکا امکان
ہی ٹھٹک رہا اور آگے نہ بڑھا مگر اُن عورتون نے ایرج کو دیکھ پایا سب غل مچانے لگین کہ ارے یہ مردوا نگوڑا مارا کہان سے
آیا ہی ارے جلد اسے نکالو لیکن وہ جو صاحب مسند اُن نازنینون کے بیچ مین بیٹھی ہوئی تھی اُسنے برہم ہو کر کہا کہ ارے یہ
کیا غل مچایا ہی کہ دماغ اُڑا جاتا ہی سبھون نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا ایک غیر مردوا سامنے آکھڑا ہوا ہی خدا جانے کہان سے
آیا ہی یہ سنکر وہ نازنین اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہسان کہان کہتی ہوئی آگے بڑھی اور آکر ایرج کو بغور دیکھنے لگی ایرج کی
نگاہ جو اُس حسینہ مہجبینہ پر پڑتی ہی تو ایک جان سے ہزار جان عاشق ہو گیا اسلیے کہ مدت العمر مین ایسی حسینہ نگاہ سے نہین
گذری تھی بے اختیار ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا اور اُس نازنین کا بھی یہ حال ہوا کہ بے اختیار ہو کر کہنے لگی کہ ای شہریار آپ یہ
تشریف لائیے خانہ نا خانہ شناسست اور ساتھ والیون سے کہا کہ تم کیا کہتی ہو تمھاری آرسی بھی ٹوٹ گئی کچھ پوچھ کر بات

کیا کروا رے یہ کوئی سردارزادہ یا کوئی شہریارزادہ ہی راستہ بھولکر یہان نکل آیا ہی مین اسکو اپنا مہمان کرونگی سامان دعوت
اور اسباب ضیافت مہیا کروا ایرج تو مائل ہو ہی چکا تھا اُسکے کہتے ہی ایرج مین جان آگئی مسکراتا ہوا اُس نازنین کے
قریب آیا اُس نازنین نے ایرج کا ہاتھ پکڑلیا اور لاکر مسند زرنگار پر بٹھایا اسباب عیش و راحت مہیا کیا ناچ گانا شروع ہوا
جام شراب گلگون گردش مین آیا اُس نازنین نے ایرج کو جام بھرکر دیا ایرج نے اُسے جام بھرکر دیا خوب شراب اُڑی
جب دونون کے دونون شراب پی کر خوب مست ہوگئے تو اب کچھ رمز و کنایہ کی باتین ہونے لگین وہ سب عورتین تو کچھ
سمجھ بوجھ کر چلی گئین ایرج نے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ بوسۂ رُخ لے جیسے ہی منھ اُسکے منھ کے برابر لیگیا ایک
ایسی بو سے بد اُسکے منھ سے آئی کہ دماغ ایرج کا پریشان ہوگیا قریب تھا کہ استفراغ ہوجاے بس جلدی سے الگ ہٹ بیٹھا
اور کہا کہ ارے یہ بو تیرے دہن سے کیسی آئی کہ دماغ میرا پریشان ہوگیا اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار قسم ہی تیری جان عزیز
کی کہ سوا اسی اس بو کے اور کوئی عیب مجھ مین نہین ہی ایرج نے کہا کہ جب تیرے منھ سے ایسی بو آتی ہی کہ بیٹھا نہین جاتا
تو میری تیری کیونکر صحبت برآر ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ ارے شاید تیرا خیال یہ ہی کہ تو میرے پنجے سے اب چھوٹ بھی
جائیگا ارے مین تو تجھپر بچپن سے عاشق ہون مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا کہ تجھے اُٹھالاتی اب جو تجھے عالم شباب پر دیکھا تو ایک
شخص کو تیری صورت بناکر تیرے بستر پر سُلادیا اور سر اُسکا کاٹ کر تیرے پلنگ پر لٹادیا اور خنجر عمرو کا چُراکر تیرے سرھانے ڈالدیا
اور تجھے اُٹھالائی اب تو اُن سب سے دست بردار ہو اور میرا کام دل برلا اور مجھکو اپنے وصال سے محظوظ کر تیرے ساتھ والے
سب جان چکے کہ تجھکو عمرو نے مارڈالا اب تو اُن سب کی ملاقات کی امید نہ رکھ اگر میرا کام دل اپنی خوشی برلائیگا تو خیر ورنہ
مین بزور اپنی آگ کو بجھاؤنگی اور کام دل اپنا حاصل کرونگی ای ایرج جزیرۂ مسخرہ ہی اور میرا نام الضرورت جادو ہی ای
ایرج مین اپنے نام کی ایک ہی ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑونگی ای ایرج بہتر یہ ہی کہ اب اُن خیالات سے درگذر کر اور میرے
ساتھ عیش و عشرت تمام بسر کر ایرج نے یہ باتین سُنکر کہا کہ او لکاتہ گندہ دہن غضب کیا تو نے کہ مجھکو یون تباہ و پریشان کیا
اور میرے سردارون کو یون آوارہ و خراب کیا اور مجھسے پھر خواہش کرتی ہی کہ مین تیرا وصل حاصل کرون یہ ہرگز نہ ہوگا مین تو
کبھی تیری طرف تھوکونگا بھی نہین یہ سُنکر الضرورت جادو آگ ہوگئی اور کہا کہ او موے بزاز بچے دیکھ تو تجھے کس عذاب
سے مارتی ہون یہ کہکر آواز دی کہ ای فولاد زنگی اور ای رستم زنگی جلد آکر اس مردے بزاز بچے کو پکڑ لیجاؤ یہ آواز
سُنتے ہی ایک جانب سے دو زنگی پیدا ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہی الضرورت جادو نے کہا کہ اس موے کو
پکڑ لیجاؤ یہ حکم سُنکر وہ زنگی ایرج کی جانب لپکے ایرج نے چاہا کہ اُن زنگیون کا مقابلہ کرے اور یہ قصد کرکے اُٹھا ہی تھا
کہ اُس ساحرہ نے فوراً سحر کیا ہاتھ ایرج کے خشک ہوگئے اُن زنگیون نے بڑھکر ایرج کو پکڑ لیا اور مشکین باندھکر
لے گئے اور قیدخانے مین لیجاکر بند کردیا اور تین دن تک بے آب و دانہ رکھا بعد تین دن کے الضرورت جادو نے
پھر ایرج کو طلب کیا جب ایرج اُس ساحرہ کے سامنے آیا تو وہ بہت شفقت سے پیش آئی اپنے پاس بٹھایا کھانا
کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ او کمبخت کیون مجھے اسقدر جلاتا ہی اور ستاتا ہی اور اپنی شامتین بلاتا ہی ارے کمبخت اب بھی
مجھے قبول کر اور مجھسے مواصل ہو ایرج نے کہا کہ او لکاتہ اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تو مین تیرے پاس نہ بیٹھونگا اور نہ تجھے
قبول کرونگا کیون اسقدر اصرار کرتی ہی یہ سُنکر وہ ساحرہ بہت برہم ہوئی اور پھر ایرج کو زندانخانے مین بھیجدیا اسیطرح
سے چار مہینے ایرج پر گذرے کہ ہر روز وہ لکاتہ ایرج کو بلاتی تھی اور منت و زاری کرکے طالب وصل ہوتی تھی اور
جب ایرج انکار کرتا تھا تو پھر زندانخانے مین بھیجدیتی تھی القصہ ایک روز ایرج اپنے حال پر روتے روتے
جو سوگیا تو عالم رویا مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوئے ایرج کے پاس آئی

اور کہا کہ ای فرزند تو غمگین کیون ہوتا ہی اپنا حال تو بیان کر جو کچھ چاہیے ہو مجھسے لے اُسی عالم مین ایرج نے جو نظر بھر کر
دیکھا تو ایک تیر حسن جگر کے پار ہو گیا کہنے لگا کہ ای محبوب جانی اور ای یار جادو دانی پہلے میرے گلے سے لگ جا اور ایک بوسہ
رخ انور کا دیدے تو پھر مین کچھ کہون یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ پہلے دودھ تو پی لے کہ تجھ مین کچھ قوت آوے اور
ہوش و حواس تیرے درست ہون پھر مجھسے بات چیت کرنا تو جانتا بھی ہی کہ مین کون ہون ارے مین تیری مان ہون محبت
تیری بیقرار کر کے مجھے لے آئی ہی یہ سنکر ایرج چاہتا تھا کہ نام اُس نازنین کا پوچھے کہ آنکھ کھل گئی دیکھا تو پھر وہی زندان ہی
اور وہی زندان بان بیقرار ہو کر ڈاڑھین مار مار کے رونے لگا زندان بانون نے کہا کہ او نوجوان کیون اپنی جان کے
پیچھے پڑا ہی کیون اپنی حالت تباہ کرتا ہی اور وصل ملکہ الضرورت جادو کا قبول نہین کرتا مگر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا اپنے
حال پر رویا کیا جب علی الصباح الضرورت جادو کو یہ خبر پہونچی تو اُسنے ایرج کو اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ آنکھین سوجی
ہوئی ہین اور بیٹھی ہوئی ہین آنسوؤن کے نشان رخسارون پر بنے ہوئے ہین بیقرار ہو کر یہ بھی رو دی اپنے پاس
بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ای ایرج تو کیون اپنے کو ہلاک کرتا ہی عبث تکلیفین اُٹھاتا ہی ارے تو
جسکے واسطے اسقدر نالان ہی اُسکا نام تو بتا مین ابھی اُسے بلوا دون ایرج نے کہا کہ ای الضرورت جادو مین نے
ایک نازنین کو عالم خواب مین دیکھا ہی اُسپر دلدادہ ہوا ہون اور اُسی کے واسطے بیقرار ہون اگر تو اُسے ڈھونڈ دے لا دے
تو یہ بیقراری میری ابھی کم ہو جاوے بس یہ سنتے ہی الضرورت جادو آگ بگولا ہو گئی اور کہا کہ ہان موے ہم تجھ پر مرین
اور تو اور پر جان دے اچھا جا اپنی معمولی جگہ پر بیٹھ کے اُسکے فراق مین جان کھو اور اپنی امان کو یاد کر کر کے رو وہ
آکر تجھین خوب دودھ پلاینگی اور بالش اُٹھا کر کوئی دو سو بالش ایرج پر مارے کہ وہ بیہوش ہو گیا اور اُنہین زنگیون
سے کہا کہ اس موے کو اُٹھا لیجاؤ اور ڈالدو کوٹھری مین یہ سنتے ہی وہ زنگی ادھر تو ایرج کو اُٹھا کے لیگئے اور ادھر الضرورت
بھی تڑپ کے گر کر بیہوش ہو گئی ساتھ والیون نے تخلخے سنگھائے شیشے چھلکیوڑے گلاب کے چھینٹے دیے جب تھوڑی دیر
کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی آہ و زاری اور نوحہ و بیقراری تھی نہ کھانا تھا نہ پانی ہر چند ساتھ والیون نے کہا کہ حضور
آپ کیون اس اندرائن کے پھل کے واسطے بیقرار ہوتی ہین یہ موا دیکھنے ہی کا ہوتا ہی کھانے کا نہین ہوتا ہم آپ کے
واسطے اور اور جوان خوبصورت تلاش کر لا دینگے دنیا مین ایک سے ایک حسین اور خوبصورت پڑا ہوا ہی اس موے کی
حقیقت کیا ہی وہ بھی کیسے الضرورت جادو نے کہا کہ او کمبختو کب کبھی ہو چپ رہو مین تو اسپر دل و جان سے عاشق ہون
اور دم دیتی ہون تمہین اسکی کیا قدر اور تم اس مزے کو کیا جانو چپ بیٹھی سوچا کیے ہر چند کہ مین اسکو سحر سے راضی
کر سکتی ہون مگر اسمین کچھ لطف نہین ہی اور کچھ مزا نہین کیونکہ اگر مین نے اسپر سحر کر کے راضی کیا بھی تو یہ امر ایک زبردستی کا
سے ہو جائیگا خوشی کا سودا نہ رہیگا اور جو بات خوشی سے ہوتی ہی اُسکا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہی اُسکا کچھ فائدہ و لذت ہی
اور یہ غرض یہی باتین کر رہی تھی اور روتی تھی بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر ساتھ والیون نے کھانا کھلوایا پانی پلوایا اسکو تو کروٹ لٹایا
مگر اب حال ایرج کا سُنیے کہ اسکو جو قیدخانے مین ہوش آیا تو اپنی ایذا کا تو مطلق دھیان نہ ہوا کہ مار کے پڑی کی سیہ
بالش لوٹے رو رو کے پکارنے لگا کہ ای محبوب جانی اور ای یار جادو دانی یہ کیسا غضب کر گئین کہ اپنی صورت دکھا کر
بیقرار کر گئین ستعارہ تو کیا غضب ہی کہ خواب مین مہین شکل اپنی دکھا گئین + پہلے چنگے دل کو جلا گئین نئے سر سے آگ لگا گئین +
نہ کسی کی زلف سے کام تھا نہ کسی کی زلف کا دام تھا پہر تو فراغ مدام تھا مگر آپ کے بیچ مین آگئے + ای ملکہ صاحب حسن و جمال ہم تو
تجھے آگاہ بھی نہ تھے نہ تجھے واقف بھی نہ تھے تم آپ ہی خواب مین آکر ہمکو اپنا عاشق بنا گئین اور دل کو جلا گئین اگر تمہین
ہمسے کچھ محبت ہی تو پھر ایکبار خواب مین آؤ اور اپنے نام و نشان سے آگاہ کر جاؤ اور اس رنج جدائی سے چھڑا دو

ہائے تمھاری محبت ظاہر کرنے مین ہمپر کسقدر بالش پڑے مگر ہمنے اُسے پھولون کی پدھیان سمجھا ای محبوبہ دلفریب تجکو قسم ہی
اپنے دین و مذہب کی کہ پھر ایکبار اپنی صورت دکھا جاؤ یہ کہتے کہتے اور روتے روتے سو گیا کوئی دو گھڑی کے بعد عالم
خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین مہجبین سامنے سے چلی آتی ہی اور آتے ہی ایرج سے لپٹ گئی اور خوب پیار کیا
اور کہا کہ ہائے مین تیرے صدقے مین تیرے قربان ہائے تیرے بدن نازنین پر اُس لکاتہ نے اسقدر بالش مارے ہین کہ
بدن تیرا افگار ہو گیا خدا اُس سے سمجھے اور خدا اُسے غارت کرے ایرج تو اُسکی محبت مین بیقرار تھا ہی بس یہ کلمات
محبت اُس نازنین سے سُنکر باغ باغ ہو گیا اور کھلکھلا کر ہنس پڑا چاہا کہ رُخ انور کا بوسہ لے فوراً آنکھ کھل گئی اور
چہار طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی کو نہ پایا تو بے اختیار چیخین مار مار کر رونے لگا اس بیقراری
اور اس شدت سے چیخین مار کر رویا کہ الضروت جادو کو بھی خبر ہو گئی اُسی وقت ایرج کو طلب کیا اور اپنے کو خوب
آراستہ و پیراستہ کر کے بیٹھی جب ایرج سامنے آیا تو اُسے اپنے پاس بُلا کر بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ای
ایرج نوجوان مین تیرے قربان تو کیون اسقدر بیقراری کرتا ہی اور اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی اور مجھکو
جلاتا ہی ای ایرج میرے کہنے پر عمل کر اور اپنے وصل سے مجھے شاد و مسرور کر ای ایرج مین تیری عاشق زار ہون
اور تیری فرقت سے بیقرار تھی اور ہون ای ایرج تو اتنا بڑا عقلمند ہو کر بے عقلی کی باتین کرتا ہی ای ایرج تو اتنا نہین
سمجھتا کہ اپنا چاہنے والا کہان میسر ہوتا ہی اسے اس دن کی تو لوگ آرزو کرتے ہین کہ کوئی اپنا چاہنے والا پیدا ہو ای ایرج
دیکھ اپنے ہاتھون اپنے پاؤن مین کلہاڑی نہ مار میرا مطلب دل پورا کر دے پھر جو تو کہیگا آنکھون سے بجا لاؤنگی جسے کہیگا
اُسے تیرے پاس لا دونگی جو تیری آرزو ہوگی اُسے پورا کر دونگی ایرج نے کہا کہ ای الضروت جادو مین اول ہی روز تجھسے
کہہ چکا ہون کہ جان دینا مجھے قبول ہی مگر تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی ای الضروت جادو اب تو بیکار اصرار کرتی ہی
جو مُجھسے کہا سو کہا اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تب بھی نہ مانونگا بلکہ اور تیرا ممنون ہونگا کہ تیرے ہاتھون اس کشمکش دنیا
سے نجات ملیگی یہ سُنکر الضروت جادو آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ خیر ای ایرج قتل تو تجھے کیا کرونگی مگر ایسی قید شدید مین
تجھے مبتلا کرونگی کہ تو خود ہی گھل گھل کر مر جائے یہ کہکر پھر ایرج کو زندانخانے مین بھیجدیا دن بھر تو ایرج یاد معشوق مین
رویا کیا جب شام ہو گئی تو روتے روتے سو گیا عالم خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین سیاہ پوش عجب سج دھج سے ایرج
کے قریب آئی اور کہا کہ کیون ایرج کیون کیا حال ہی اور کیا خیال ہی ایرج نے کہا کہ ای جان سوائے تیرے خیال کے
اور کوئی خیال نہین ہی ای نازنین مہجبین تجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو اپنے نام نامی سے آگاہ کر شعر اگر یاری ترا
آخر چہ نام است ٭ وگر شاہی ترا منزل کدام است ٭ یہ سُنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج تو مجھسے واقف نہین آگاہ ہو
کہ نام میرا ملکہ گیتی افروز ہی مقام سکونت میرا قلعہ ذوالامان ہی یہ سُنکر اُسی عالم خواب مین ایرج اُٹھکر
چلا اور کہا کہ ای ملکہ مجھے گلے سے تو لگا لو کہ ذرا دل کو تسکین ہو مین دن بھر تمھاری جدائی مین تڑپتا ہون یہ کہکر
جیسے ہی اُسکے قریب آکر ہاتھ پھیلاے ویسے ہی آنکھ اسکی کھل گئی جب چہار طرف دیکھکر کسی کو نہ پایا تو ایک ہائے کا نعرہ مار کر
زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی گریہ و زاری اور وہی نوحہ و بیقراری وہی رونا
اور وہی چلانا کہ ہائے ای محبوب جانی اور ہائے ای یار روحانی مین تمکو کدھر ڈھونڈھون اور کہان سے اور کیونکر لیکے آؤن
اس قید شدید سے نجات پاؤن تو جستجو سے منزل عالی مین نکلون اس طرح چیخین مار مار کر رویا کہ پھر الضروت جادو کو
خبر ہو گئی فوراً زنگیون سے بُلا کر کہا کہ لاؤ تو اس موئے نگوڑے بارے کو ارے ہم تو اسپر جان دین اور یہ کسی اور کا دلدادہ
اور پھر ایسا بیقرار ہو کہ میرا ذرا بھی لحاظ نہ کرے اور یون اپنے تعشق کا اظہار کرے اُسی وقت اُن زنگیون نے ایرج کو

زندان سے لاکر الفرویشہ جادو کے سامنے کھڑا کیا الفرویشہ جادو کی جو نگاہ ایرج پر پڑی تو دیکھا کہ رنگت زرد
لب پر آہ سرد آنکھوں سے آنسو جاری چہرے پر ظہور قلق و بیقراری الفرویشہ جادو نے پوچھا کہ ارے تجھے اسکا نام و
نشان تو بتاؤ کہ جس اماں پر عاشق ہوئے ہو ارے مجھے تو اسکا حال بتاؤ میں بھی تو سنوں مگر ہائے افسوس کوئی کسی کا نہیں ہوتا
ہم تو سمجھے ہوئے تھے جان دیتے ہیں اور اس طرح والہ و فریفتہ ہوں کہ ہماری جان پر بن جاتی ہے اور تم اوروں پر دم دیتے پھرو ارے یہ
کیا ناانصافی ہی معمول عالم ہی کہ اگر اپنے عاشق سے نفرت بھی ہوتی ہے اور اسکی جان پر بنی دیکھتے ہیں تو پھر اسکے حال پر
رحم کرتے ہیں اور جان بچانے کی فکر کرتے ہیں ایرج نے کہا کہ الفرویشہ جادو تم لاکھ لاکھ سر پٹکا کرو مگر میں ایک نہ سنونگا
میرا جی تو تمہارے پاس بیٹھنے کو بھی نہیں چاہتا یہ سنکر الفرویشہ جادو آگ بگولا ہو گئی اور کہا کہ او موذی کالی بلا نا سمجھ
دیکھ تو تجھے کیا مزہ چکھاتی ہوں اور کیسا ہی تجھے درست کرتی ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد کرے کہ ہاں کسی ساحرہ سے سابقہ
پڑا تھا ایرج نے کہا کہ خیر ہم تو تمہارے قبضہ میں ہیں جو چاہو کر سکتے ہو الفرویشہ جادو نے کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا
اور یہ کہکر ایک کٹورا پانی کا منگوا کر اسم پھر دم کرکے جو ایرج کو پلوا دیا تو فوراً ایرج نوجوان ایک سیاہ رو کریہ منظر
زنگی کی قطع پر متشکل ہو گیا پس الفرویشہ نے ایک سوداگر کو بلوا کر ایرج کو بیچ ڈالا اور کہا کہ جا سوسے ...
غلامی اس سوداگر کی کر وہ سوداگر ایرج کو لیکر راہی ہوا ... سوداگر کے ہمراہ ... ایرج کا یہ تھا کہ ...
مشغول ابر نوبہار رویا کرتا تھا اور نہ ... طاقت ... جاتی رہی تھی چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا ... نقاہت ہو گیا تھا
ہر چند اس سوداگر نے استفسار حال کیا لیکن ایرج نے مطلق نہ بتایا بعد چند روز کے الفرویشہ جادو کو پھر ولولہ اسکی
محبت کا پیدا ہوا اور جا کر اس سوداگر کے پاس سے ایرج کو اٹھا لائی حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام
... اور دریاے ... کے درمیان میں ایک قصر بنام قصر مجمع الجن ہے ... سلیمانی
دیووں سے تیار کرایا تھا اس قصر میں لیجا کر ایرج کو بند کر دیا تین دن تک نہ کھانا دیا نہ پانی دیا اور نہ خود گئی مارے
بھوک پیاس کے ایرج کا عجب حال ہوا ساری عشق و عاشقی بھول گیا اور خیال کرنے لگا کہ ای ایرج اب کوئی تدبیر ایسی کر
کہ اس لکاتہ کی قید سے نجات ملے سوچتے سوچتے خیال آیا کہ جہاں آقا کرگسست قلماق نے اور فنون سپاہگری تعلیم
کیے تھے وہاں یہ بھی بتایا تھا کہ ایرج جب تو ساحرہ کے پھندے میں پھنس جاوے اور کسی صورت سے شکل رہائی نہ دکھائی دے
تو تو اس سے مکر و زور ملکر اپنا مطلب نکال لینا اور خبردار تیزی نہ کرنا یہ سوچ کر اپنے دل میں کہا کہ ای ایرج آج اگر وہ لکاتہ
آجاوے تو تو اس سے خوب ہی اختلاط کرنا یہ بات اپنے دل میں ٹھہرا کر چپکا بیٹھا ہوا تھا کہ الفرویشہ جادو سامنے
سے نمودار ہوئی اور کہا کہ ای ایرج اب تیرا کیا حال ہے اور کیا خیال ہے ایرج نے کہا کہ حال کیا ہے اور خیال کیا ہے
میں فقط تجھے آزماتا تھا کہ تو کسقدر مجھے چاہتی ہے خیر اب معلوم ہو گیا کہ تجھے محبت تو مجھسے ضرور ہے مگر اپنے مطلب کی
کیونکہ اگر محبت صادق ہوتی تو تو مجھے اسقدر رنج و آزار نہ پہونچاتی اور یوں میری ہلاکت کی درپے نہ ہوتی بھلا
عاشق بھی کہیں ایذا اپنے معشوق کی دیکھ سکتے ہیں ای ملکہ عاشق صادق تو تمہارے ہم ہیں کہ جو کچھ تم نے ایذا دی سب
گوارا کی اور ... فاقے بھی کر ... مگر ہم ہر حال میں راضی برضا رہے ...
خیال کیا کہ مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست + ای ملکہ ذرا اپنے دل پر ہاتھ تو رکھو بس یہ کلمہ جو الفرویشہ جادو
نے سنا دوڑ کر ایرج سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ ارے میرے جانی میں ایذا دینے والی تجھ پر صدقے گئی مجھ کو معلوم نہ
نہ جانتی تھی کہ تو مجھے اسقدر چاہتا ہے اور یہ کہکر زار زار رونے لگی ایرج نے اسکے آنسو پونچھکر کہا کہ ای ملکہ جو ہونا تھا
وہ ہوا اب تم ... میرا دل نہ دکھاؤ ای ملکہ تمہارے رونے سے میرے دل پر ایک ... سی پڑتی ہے ...

اُسے ساکت کیا ملکہ نے اُسی وقت تمام اسباب عیش و عشرت مہیا کیا پہلے کھانا کھلایا پھر شراب پلائی ایرج نے اُسے شراب پلائی
جب خوب دونوں مست ہو چکے تو ایرج نے اُسے اُٹھا کر گود میں بٹھا لیا اور گلے سے لگایا وہ لکاثہ اسکی گود میں تڑپنے لگی
اور کہنے لگی کہ ہائیں ہائیں یہ کیا کرتا ہے لیکن بظاہر تو انکار اور بباطن غنچۂ دل مائل شگفتگی کہ اب مطلب دل حاصل ہوا القصہ وہ
تو بظاہر انکار کرتی رہی مگر ایرج نے اُسے عریاں کر کے پلنگ پر لٹایا اُسنے بھاگنے کا قصد کیا ایرج نے اُسے دونوں
پاؤں میں رکھ کے خوب دبوچا اور اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ کمر اُسکی ٹوٹ گئی جب وہ بھاگنے سے مجبور ہوئی تو
اُسنے چاہا کہ اسم سحر کا ایرج پر دم کرے پورا منہ نہ کھلنے پایا تھا کہ ایرج نے اُسکے دہن نجس پر اس زور سے ہاتھ رکھا
کہ روح نجس اسکی قالب تن سے پرواز کر گئی اور ایک غل و شور بلند ہوا سارے پیر اُسکے اپنی ندا پیر پھونک کر خاک اُڑانے لگے
تمام مکان تیرہ و تار ہو گیا اور ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ ای نوجوان مارا جوان کشتی مارا جوان کشتی نام من [illegible]
جادو بود القصہ جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی بالکل رفع ہوئی تو ایرج نے کیا دیکھا کہ ایک پیرزال پشت خمیدہ
سر کے بال جیسے روئی کا گالا نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کوئی تین سو برس کا سن سیاہ فام زشت رو کریہ منظر
کوئی سو گز کا قد مری ہوئی پڑی ہے بس ایرج نے ایک لات مار کر اُسے دریا میں پھینک دیا اب جو اُس قصر میں چار طرف
پھر کے دیکھا اور کسی کو نہ پایا سوائے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آیا تو نہایت دم گھبرایا اور اپنے جی میں بہت نادم ہوا اور
کہتا تھا کہ ای ایرج غضب کیا تو نے کہ اس لکاثہ کو مار ڈالا اس ساحرہ کو یہاں ہرگز نہ مارنا تھا اسلیے کہ اب اس عالم آب
سے نجات کیونکر ہوگی اور کون یہاں سے نکالیگا القصہ تین روز تک اسی کشمکش و رنج میں بسر ہوئی تیسرے روز ایک
جانب سے اُس قصر کے کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز اور پاؤں کی چاپ آئی چار طرف نظر پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا
جب کسی کو نہ پایا تو نہایت درجہ حیران ہوا کہ یہ سحر کیا ہے یہ صدا لوگوں کے بولنے کی اور چلنے پھرنے کی کہیں آ رہی ہے
اور کوئی دکھائی نہیں دیتا اسی حیرت میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک آواز سنائی دی کہ ارے اس جوان کا نام تو پوچھو کہ یہ کون ہے
اور یہاں کہاں سے آیا ہے یہ سنکر ایک آواز اور پیدا ہوئی کہ ای جوان اپنا نام بتا اور یہ کہہ کہ تو کون ہے اور کہاں سے
آیا ہے اور کون تجھے لایا ہے یہ آواز سنکر ایرج نے کہا کہ میں نہایت حیران ہوں کہ آوازیں تمہاری سنتا ہوں اور
صورتیں تمہاری نہیں دکھائی دیتیں جب انکو دیکھوں تو کچھ جواب دوں جب ایرج نے یہ جواب دیا تو ایک نازنین کی
آواز آئی کہ اچھا اسکی دونوں آنکھوں میں سرمہ سلیمانی لگا دو کہ یہ بھی ہمکو دیکھ سکے یہ حکم سنکر کسی نے ایرج کی آنکھوں
میں سرمہ لگا دیا کہ آنکھیں روشن ہو گئیں اب جو آنکھ ملکر دیکھتا ہے تو پریزادوں کا ایک انبوہ مجمع ہے کہ جسمیں
ہر ایک پریزاد ایسی حسینہ ہے کہ آنکھیں اسکی خیرگی کرنے لگیں اور ایک نازنین مہ جبین سر سے پاؤں تک دریائے جواہر میں
غرق انداز جلوہ برق طور سراپا سے ظاہر بیچ میں اُن پریزادوں کے نہایت ناز و انداز سے کھڑی ہے بس اُسے دیکھتے ہی
ایرج کا یہ عالم ہوا کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے شعر صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق
ایک گھڑی بھر تو سکتے کے عالم میں کھڑا رہا بعد اُسکے اُس مہر طلعت کے قریب جا کر دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای نازنین
مہ جبین آپکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے مطلع فرمایے اُس نازنین نے یہ سنکر
ایرج کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ارے صاحب تم تو پہلے اپنا نام و نسب بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ اس قصر میں تمہارے
آنے کا کیا باعث ہوا اور کون لایا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای نازنین ماہ طلعت و مہ جبین بہر صورت اس فقیر کو ایرج
نوجوان صاحبقران لشکر آشنا سپاہ پرستان کہتے ہیں اتفاقات روزگار سے لکاثہ پرست جادو کی قید میں مقید
ہو گیا تھا اور مدتوں عذاب الیم میں مبتلا رہا آخر کار اُس لکاثہ نطفہ سے یہاں لائی کیا انجام کار میں نے بسبب

اُسے قتل کر کے اس دریا مین پھینکدیا مگر اپنی حرکت پر کمال نادم تھا اور اپنے جی مین کہ رہا تھا کہ اب یہان سے کیونکر
نجات ہوگی اور کس طرح اس عالم آب سے رہائی پاؤنگا کہ پیر اعظم آفتاب تابان نے تمکو یہان بھیجا اب تم کہو کہ تمہارا
کیا نام ہی اور کس آسمان کے ماہ اور کس گلستان کے سرو ہو اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج تم عجیل یاہرو سے واقف ہو
ایرج نے کہا کہ ہان ہان مین خوب واقف ہون اور اچھی طرح سے آگاہ ہون وہ امیر حمزہ صاحبقران کے چھوٹے
بھائی ہین یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج مین اُنھین کی بیٹی ہون اکثر اس قصر کی سیر کو آیا کرتی ہون لعل فروز
پری میری مان کا نام ہی عجیل یاہرو اُنپر عاشق ہوئے تھے مین اُنھین کے بطن سے پیدا ہوئی ہون نام میرا عالم آرا بانو
ہی آج جو سیر قصر مجمع البحرین کو آئی تو تمھین دیکھکر دل پر قابو نہ رہا اگر ای ایرج اگر تو دین آفتاب پرستی ترک کر کے
ملت بیضاے اسلامیہ کو اختیار کرے تو کیا مضائقہ ہی ایرج نے کہا کہ بھلا مین ایسے دین روشن کو کیونکر چھوڑ دون اور
مذہب اسلام اختیار کرون یہ ہرگز نہ ہوگا یہ کلام بدانجام ایرج کا سنکر ملکہ عالم آرا بانو کو تنفر ہوگیا اور [illegible]
بھی نہ چاہا مگر خلاف مروت جان کر صحبت شراب و کباب مہیا کرائی خود بھی شراب پی ایرج کو بھی پلوائی جب ایرج کو
خوب نشہ ہوگیا تو اسنے قصد کیا کہ ملکہ سے مختلط ہو ملکہ کو اگرچہ اسکی طرف میلان طبع تھا مگر یہ خیال کیا کہ ای
عالم آرا یہ مردود کافر ہی اور تو ایک مسلمان مسلمان کی بیٹی تجھپر حیف ہی کہ تو اس سے مختلط ہو یہ سوچ کر اُٹھ کھڑی ہوئی
اور کہا کہ ای ایرج تو بڑا بدنہاد اور نہایت نالائق معلوم ہوتا ہی مین تو جاتی ہون اب یہی تیری سزا ہی کہ تو یہین
پڑا رہ یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہوگئی اپنی پریزادون سمیت پرواز کر کے چلی گئی ایرج ہرچند چلایا کہ ای جان جہان
وای راحت جان ایرج نوجوان ہمکو زخمی تیغ ابرو کر کے چھوڑے جاتی ہو ای ملکہ یہ کیا ستم کیے جاتی ہو شعر مرا کشتی
بتکبیری نگفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + ایضاً پنہان ہون مین کوئی دار لگا کر جاؤ + [illegible] ای جان چھڑاتے جاؤ
دیکر گئے تم اُدھر اور موئے ہم یقین ہی + کوئی دم جیتے تو دم واپسین ہی + مگر ملکہ نے کچھ نہ سنا تخت پر سوار ہوکے چلی گئی
ایرج نہایت مضطر و پریشان ہوا چارون طرف اُس قصر مین دوڑتا پھرتا تھا اور ٹکرین لگاتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ
شعر بس اپنا کچھ نہین اب آہ چلتا + کہ دل کو لیگیا ایک راہ چلتا + ہاے ای ملکہ عالم آرا بانو تم ہمین مجروح تیغ ابرو
کر کے چلی گئین ای ملکہ ہم تو یہین تڑپتے رہجائینگے اگر تمکو یہ بیدردی کرنا تھی تو پہلے ہی کیا تم صورت نہ دکھائی ہوتی ہاے ای
یار جانی و محبوب جادو دانی شعر سخت بیتاب تیرے قلق دل کا ستاتا ہی مجھے + [illegible] جاتا ہی مجھے + الغرض
چار پہر تو اسی بیقراری اور آہ و زاری مین بسر ہوئی بعد اسکے جو گرسنگی نے غلبہ کیا تو سارا عشق و عاشقی بھول گئے اور
اب بھوک کے مارے دم نکلنے لگا لیکن سواے غم و غصہ کھانے کے غذا وہان کہان دو ڈھائی روز فاقے سے گذر گئے [illegible]
نوبت پہ آنے لگے اُٹھنا بیٹھنا محال ہوگیا کہ یکایک اُس دریا مین چند جہاز اور کشتیان نمودار ہوئین اور آتے آتے
مین قصر کے قریب آگئین ہرچند ایرج چلایا لیکن کسی نے سماعت نہ کی [illegible]
کہان تھی کہ اہل جہاز کے کان تک پہونچ سکتی جب کسی نے جواب نہ دیا تو [illegible] ہوکر رومال ہلانا شروع کیا
قضاے کار اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد سوداگر کے تھے اور خواجہ فولاد خواجہ فرخ تاجر کا غلام ہی اُسکی
نظر جو ایرج پر پڑی تو دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین و خوبصورت قصر مین کھڑا ہوا رومال ہلا رہا ہی خواجہ فولاد یہ
معرکہ دیکھکر متعجب ہوا کہ اس قصر مین یہ کون شخص کھڑا ہی آدم کہان سے آیا ہی [illegible] لوگون سے کہا کہ ذرا اس جوان
کا حال تو دریافت کرو کہ یہ کون ہی یہ سنکر لوگ کشتی پر سوار ہوکے اُس قصر کے متصل آے اور ایرج سے کہا کہ ای
جوان تو کون ہی اور یہان کہان سے آیا ہی ایرج نے اپنا نام و نشان [illegible] بیان کیا ان لوگون نے آکر خواجہ فولاد

ایک شخص نہایت وجیہ بلند قامت جسکا چہرہ مثل آفتاب درخشان کے چمک رہا ہی اور پیشانی سے فر بادشاہی نمایان مگر بسبب ضعف و ناتوانی
طالب امداد ہی تمام حال بیان کیا خواجہ فولاد ایرج کا نام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ صاحبو مین اس جوان کے باپ کا غلام
ہون اُسکی خدمتگذاری میرے فخر و افتخار کا باعث ہی اور کیونکر فخر و افتخار کا باعث نہ ہو کہ اسکے باپ نے مجھکو بہت سا
مال و اسباب دیکر آزاد کیا ہی یہ کہکر جہاز اپنا آگے بڑھایا اور بہر نوع ایرج کو قصر سے اپنے جہاز پر اُتارا اور
استفسار احوال ہوا ایرج نے کل حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ فولاد نے کہا کہ خیر اے شہریار جو تکلیف
آپکو پہونچنا تھی وہ تو پہونچی مگر اب انشاء اللہ یہ غلام حاضر ہی جو ارشاد فرمایئے گا بجا لاؤنگا یہ کہکر ایرج کو کھانا کھلایا پانی پلایا شربت
پلایا اور کہا کہ اب آپ دم بھر استراحت فرمایئے یہ سنکر ایرج لیٹ رہا دو آدمی چپی کرنے لگے ایک آدمی پنکھا جھلنے لگا
تھا ایرج سو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو حال اپنے لشکر کا استفسار کیا کہ اے خواجہ فولاد اگر تمہین میرے
لشکر کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ ہان مجھکو معلوم ہی عرض کرتا ہون ایرج نے کہا کہ اچھا
بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار مالک بن ملکوت شاہ تو اب لشکر لندھور بن سعدان مین ہی اور حمزہ
بہ تعاقب لقا ظلمات کو گئے ہین کہ وہ بعد اسکے جانے کے ظلمات کی طرف بھاگ گیا تھا اب آپ یہان سے میرے
ہمراہ شہر فرنگوشیہ کا راستہ لیجیے مین بآرام تمام آپکو فرنگوشیہ مین پہونچا دونگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اچھا یہ تو
سب بہتر ہوگا پہلے یہ تو بتاؤ کہ انتظام باختر کے واسطے امیر حمزہ صاحبقران کسے چھوڑ گئے ہین خواجہ فولاد
نے کہا کہ لندھور بن سعدان کو ایرج نوجوان نے کہا کہ اسد و لیلا نواسہ امیر حمزہ کے ساتھ ہی یا باختر مین
رہگیا ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ وہ باختر ہی مین رہگیا ہی امیر حمزہ صاحبقران اسکو ساتھ نہین لے گیا یہ سنکر ایرج بہت
دل ملول ہوا اور کہا کہ اے خواجہ فولاد قسم ہی شہر اعظم کی کہ اگر حمزہ اپنا تمام لشکر چھوڑ جاتا تو مجھے اتنا تردد نہ ہوتا جتنا
کہ اس دیو اسد کے باعث سے اندیشہ ہوا ہی اے خواجہ فولاد وہ دیوانہ پنا اسکا وہان آفت جہان ہی مگر خیر اب جو کچھ
ہو سو ہو سمجھ لیا جائیگا اچھا خواجہ اب تم بتاؤ کہ تمہارا کیا عزم ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ پہلے آپکو ملک فرنگوشیہ مین
پہونچا کر ملک سبائل کو جاؤنگا ایرج نوجوان نے جو نام ملک سبائل کا سنا نہایت خوش ہوا اور اپنے دل مین
کہا کہ وہی تو گوہر مراد ہی اور کو چھوڑ کر اپنی آرزو کو ... پہونچو نگا خواجہ فولاد سے کہا کہ اے خواجہ فولاد
مین شہر فرنگوشیہ کو نہ جاؤنگا مجھکو بھی ملک سبائل ہی مین پہونچا دو کہ مین بہت مشتاق ہون سیر سبائل کا مین نے
ملک سبائل کی بڑی تعریف سنی ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار ملک سبائل مین آپ کا جانا نہایت نامنا
سب معلوم ہوتا ہی اور مین آپکو ہرگز نہ لیجاؤنگا اسلیے کہ شاہ سبائل اگر آپکو پہچان لے تو قیامت ہی ہو جائیگی وہان آپ
تنہا ہونگے نہ آپکا لشکر وہان موجود ہی نہ اور کوئی رفیق یار پھر سمجھئے کہ کیا صورت ہوگی ایرج نوجوان نے کہا کہ
خواجہ فولاد اس امر سے تم مطمئن رہو مجھکو کوئی نہ پہچانیگا مین اپنی شکل تبدیل کر ڈالونگا خواجہ فولاد نے کہا کہ
اے شہریار مجھے اطمینان نہین ہی مین آپکو نہین لیجاؤنگا یہ سنکر ایرج نوجوان نے کہا کہ اے خواجہ فولاد اگر تم مجھے
ملک سبائل نہ لیجاؤگے تو مین تمہین بھی مار ڈالونگا اور اپنے تئین بھی ہلاک کر ڈالونگا مجبور ہوکر خواجہ فولاد نے کہا کہ
بہت اچھا چلیے جو آپکی خوشی مگر یہ تو فرمایئے کہ آخر ملک سبائل مین کون ایسی ضرورت اور اصل مطلب کیا ہی
ایرج نوجوان نے کہا کہ سوا سیر و تماشے کے اور کچھ مطلب نہین ہی خواجہ فولاد خاموش ہو رہا اور لنگر جہاز کا
وہان سے اُٹھوا کے ملک سبائل کا راستہ لیا ایک مدت کے بعد چند ہی روز کے بعد ملک سبائل مین پہونچکر کاروانسرا کے
صحن مین آنکے اُتارے اور جہاز کو ... اسباب ... دوسرے روز سلیمان شاہ فارسی کے دربار مین جاکا

قصد کیا ایرج نے کہا کہ ای خواجہ فولاد ہم بھی چلینگے خواجہ فولاد نے کہا کہ آپ کا جانا میرے ہمراہ مناسب نہین ہی
آپ اور ملازمین کو ساتھ لیکر تشریف لیجائینگا ایرج نے کہا کہ ای خواجہ فولاد کیون تمہین اپنے ساتھ لیجانے مین کیا
اندیشہ ہی کیا یہ خیال ہی کہ مین وہان جاکر کوئی حرکت ناشائستہ کر بیٹھونگا تو اب ایسا بھی مین بیوقوف نہین ہون خواجہ
فولاد نے مجبور ہوکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا ایرج اپنی وضع بشکل تجار تبدیل کرکے خواجہ فولاد کے ساتھ ہوا اور
یہان سلطان شاہ فارسی تازہ تازہ حاکم ہوکر آئے ہین ابھی کلھم چار پانچ مہینے گذرے ہین کل شاہان باختر
آئے ہوئے ہین سلطان شاہ ہر ایک سے بکمال خلق و مروت پیش آرہا ہی ہر ایک کو اپنے سے گرویدہ کر رہا ہی ہر ایک
کا دل ہاتھ مین لے رہا ہی سب کے سب سلطان شاہ سے بہت خوشنود و راضی ہین برابر زر خراج لا لا کر دے رہے ہین
خلعت و انعام سے ممتاز و سرافراز ہو رہے ہین تمام رعایا و برایا آباد کل عملہ اور کارندے شاد و شاد ہین القصہ
خواجہ فولاد بارگاہ سلطان پر اسوقت پہونچا کہ جس وقت سلطان شاہ دربار کر رہے تھے سلطان شاہ ایک
تخت زرنگار پر متمکن دس بارہ ہزار شاہان باختر گرداگرد تخت سلطنت کے کرسیہاے جواہر نگار پر بیٹھے ہوئے ہین
خادم و خدمتگار دست ادب بستہ دور دور کھڑے ہوئے ہین منشی اور محرر سامنے استادہ ہین کاغذات ملکی ملاحظہ
ہو رہے ہین ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور خواجہ فولاد سوداگر نذر دینے در دولت پر حاضر ہوا ہی کیا حکم ہوتا ہی
فرمایا کہ بلا لو ہرکارے گئے اور خواجہ فولاد کو مع ایرج نوجوان بارگاہ مین لائے مجرا گاہ پر سے مجرا کرایا مگر جب سلطان
شاہ فارسی کی نظر ایرج پر پڑی بے اختیار ہوکر تعظیماً کھڑا ہو گیا اُٹھنا تھا کہ ایک جھٹکا آئی اور تاج سر سلطان شاہ
سے گر پڑا جو بادشاہ قریب بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے دوڑکر تاج اُٹھا لیا اور سلطان شاہ فارسی کے سر پر رکھا لیکن
سلطان شاہ بہت نادم اور متحیر ہوا کہ یہ کیا بیہودہ حرکت مجھسے سرزد ہوئی کہ ایک ادنے سوداگر کی تعظیم کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوا اگرچہ اپنے دل مین خیال کیا کہ ای سلطان شاہ حضور میں ایسا امر مین کوئی عیب نہی اور ادھر ایرج نے
جو سلطان شاہ کو اس رعب و دبدبے سے دیکھا ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑگئی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا رعب شاہی نے
قلب ایرج پر پورا اثر کیا القصہ خواجہ فولاد نے وہ کشتیان جو نذر کے لیے لایا تھا پیشکش کین سلطان شاہ نے
نذر اُسکی قبول کی اور خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور بیٹھنے کا حکم دیا ایرج اور خواجہ فولاد دونون کرسیون پر بیٹھے لیکن
سلطان شاہ فارسی ایرج نوجوان کو خیرہ خیرہ نظرون سے دیکھ رہا ہی اور اپنے جی مین خیال کرتا ہی کہ ای سلطان
اسکو تو نے کہین دیکھا ہی اور سوچتا ہی کہ کہان دیکھا ہی آخرکار خواجہ فولاد سے پوچھا کہ کیون خواجہ فولاد
یہ جوان تمہارا کون ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ پیر و مرشد یہ میرا آقازادہ ہی مین اسکا مطیع و منقاد ہون جو کچھ مال و اسباب
میرے پاس ہی وہ سب اسی کا ہی سلطان شاہ نے پوچھا کہ اچھا اس جوان کا نام کیا ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور
انکا نام خواجہ خورشید ہی فنون سپاہ گری مین انکو مہارت تامہ ہی یہ سنکر سلطان شاہ فارسی نے کہا کہ خیر یہ تو
معلوم ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم کیا کیا چیزین لائے ہو اور کہان سے کہان سے پھرتے یہان آئے ہو خواجہ فولاد نے
عرض کیا کہ خداوند ہر قسم کی چیز تابعدار کے پاس موجود ہی جو حکم ہوگا وہ حاضر کرونگا اور بالفعل تو مین ظلمات سے
آیا ہون سلطان شاہ نے کہا کہ حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان سے تو ملاقات نہین ہوئی خواجہ فولاد نے
کہا کہ پیر و مرشد وہ ہفت منظر سے گئے ہین اور مین دوسری جانب سے واپس آیا ہون سلطان نے کہا کہ آجکل
حاکم ظلمات کا کون ہی عرض کیا کہ زبرجد شاہ چھوٹا بھائی زمرد شاہ کا بادشاہ ہی اور خداوندا بادشاہت کیسی
وہ ملعون تو خدائی کا دعوی کرتا ہی اور فی الحقیقت اسکا جاہ و جلال بھی بہت کچھ ہی اور اصل یہ ہی کہ ملک و مال جادو

شاہنشاہ ساحران اُسکی مددگار ہوگئی ہے یہ سارا جاہ و جلال اُسی کے بدولت ہوا ہے ایک تاج مرصع کار مکلل
بجواہر آبدار زبرجد شاہ کو بنا کر پہنا دیا ہے اور بیچوں بیچ تاج میں ایک لعل درخشندہ سحر سے ترتیب دے کر لگا دیا ہے
کہ جب وہ ملعون دربار میں بیٹھتا ہے تو مثل آفتاب نیمروز کے اُسکی ضو پڑتی ہے جو شخص اُسے دیکھتا ہے وہ بے اختیار
اُس کافر خاسر کو سجدۂ الوہیت کرتا ہے اور العیاذ باللہ وہ ملعون گویا خدائی کرتا ہے اور کل امور ملکہ دمامہ جادو کے
مشورے سے سرانجام دیتا ہے لیکن اس راز سے کوئی مطلع نہیں ہے سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ دیکھیے صاحبقران
عالیشان کی آبرو خدا ہی رکھے خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور وہ با اقبال ہیں اُنکا خدا اُنکا حامی و مددگار ہے سلمان شاہ
نے کہا کہ ہاں خدا ہی مددگار ہے الغرض بڑی دیر تک باتیں ہوا کیں جب دربار برخاست ہوا تو خواجہ فولاد رخصت ہو کر
کاروانسرا میں آیا جب خبر ورود تجار کی تمام ملک میں مشہور ہوئی اور رفتہ رفتہ ملکہ گیتی افروز کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی
کہ سوداگر بہت عمدہ عمدہ چیزیں لیکر آئے ہیں ملکہ نے کہا کہ میں کیا کرونگی جب میرا دلدار ہی میرے پاس نہیں ہے تو اب
مجھے کسی شے سے سروکار نہیں ہے نہ مجھے احتیاج لعل و گوہر ہے نہ تمنا ہے زر و زیور خورشید خاوری نے کہا کہ بیٹا میں صدقے
تم کیوں اسقدر رنج و الم کرتی ہو اور اپنے کو حیران و پریشان کرتی ہو اے گیتی افروز تو نے تو مجھے اور بھی ہلاک کر دیا
اے بیٹی سوداگروں کو بلوا کر جو چیز جی چاہے خرید و اپنا جی بہلاؤ شاہزادہ صحیح و سالم اور حی القایم ہے خواجہ زادوں کا
کہنا جھوٹ نہیں ہوتا چھ برس گذر چکے ہیں چھ سال اور باقی ہیں یہ بھی بات کہتے میں گذر جائینگے تم اسقدر ہراسان
کیوں ہوتی ہو یہ سنکر ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اچھا اماجان بلواؤ تمہیں اختیار ہے خورشید خاوری نے اُسی وقت
مظفر بن ضیغم خون آشام سپہ گرد منجاب قاسم تمام قلعۂ ذوالامان کا مالک ہے اور قاسم کا مصاحب خاص ہے کہلا بھیجا کہ اے
مظفر میں نے سنا ہے کہ کچھ سوداگر کاروانسرائے ضیغم خون آشام میں آکر فروکش ہوئے ہیں اور بہت عمدہ عمدہ
اشیا لائے ہیں انہیں ہمارے پاس بھیجو مظفر بن ضیغم خون آشام نے اُسی وقت چوبداروں کو کاروانسرا کی طرف
روانہ کیا جب قافلہ خواجہ فولاد میں پہونچے تو ایرج کو دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت با شوکت و شان بیٹھا ہوا ہے
حیران ہو کر لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ سوداگر کہاں ہے جو جواہر و اسباب بیش قیمت لایا ہے سب نے متفق اللفظ ایرج
کی طرف اشارہ کیا کہ یہی ہے وہ چوبدار ایرج کے پاس آئے اور نہایت ادب سے جھککر ایرج کو سلام کیا ایرج
نے جواب سلام کا دے کر استفسار کیا کہ تمہارا کیا نام ہے اور کہاں سے آئے ہو اور کیا مطلب و مدعا رکھتے ہو چوبداروں
نے عرض کیا کہ ہم مظفر بن ضیغم خون آشام کے جو قلعۂ ذوالامان کا مالک و حاکم ہے ملازم ہیں امیر حمزہ صاحبقران
کے حرم محترم نے سنا ہے کہ آپ جواہر بیش بہا لائے ہیں اور اُسکا بیچنا آپ کو مقصود ہے لہذا مظفر بن ضیغم خون آشام
کا حکم ہے کہ آپ اپنا مال و اسباب لیکر دولت سرائے صاحبقرانی میں تشریف لے چلیے یہ سنکر ایرج نوجوان اپنے دل میں
بہت خوش ہوا اور کہا کہ خیر وہاں تک رسائی کی صورت تو نکل آئی اور اُن چوبداروں سے جواب دیا کہ ہاں ہمارے
پاس بہت عمدہ عمدہ اشیا اور نہایت نایاب جواہر معرض بیع میں ہے چوبداروں نے کہا کہ پھر تشریف لے چلیے ایرج نے
خواجہ فولاد سے کہا کہ اے خواجہ فولاد چلنے کی تیاری اور اسباب درست کرو مظفر بن ضیغم خون آشام کے
یہاں سے طلب آئی ہے خواجہ فولاد نے اُسی وقت جواہر و اشیائے نفیسہ شاہانہ صندوقچہ ہائے زرنگار میں
بھروا کر اپنے ہمراہ لیے اور اُن چوبداروں کے ساتھ مع ایرج نوجوان قلعۂ ذوالامان کا راستہ لیا جب متصل
مکان مظفر بن ضیغم خون آشام کے پہونچے تو چوبداروں نے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر ایک لمحہ کے لیے یہاں توقف
فرمائیے ہم عرض کر لیں تو پھر آپ کو لیچلیں خواجہ فولاد نے کہا کہ اچھا جاؤ انشاءاللہ ہی چوبدار سدھارے اور خواجہ فولاد کے

آنے کی اطلاع کر کے اجازت حضوری حاصل کر کے خواجہ فولاد کو مظفر کے سامنے لائے ایرج نوجوان نے جو مظفر
کو دیکھا پھڑک اُٹھا کہ کیا جوان رعنا ہی القصہ ایرج و فولاد نے سلام کیا مظفر نے جواب سلام دے کر بیٹھنے کا حکم دیا
فولاد و ایرج سلام کر کے کرسیون پر بیٹھ گئے بعد اُسکے خواجہ فولاد نے ایک دانہ یاقوت بیش بہا مظفر کو نذر دیا
مظفر بہت خوش ہوا اور نہایت نوازش سے پیش آیا اور کہا کہ تم یہین ٹھہرو اور اسباب اپنا ہمین دے دو ہم جا کر
دکھا آئین جو شئی پسند آئیگی اُسکی قیمت ملجائیگی اور جو ناپسند ہوگی واپس آئیگی یہ سُنکر ایرج نوجوان نے اپنے دل مین کہا کہ
واہ واہ یہان تو مطلب ہی فوت ہوا جاتا ہی ہم تو یہ چاہتا تھا کہ ہم ملکہ گیتی افروز کی صورت ہی دیکھکر دل کو تسکین دینگے
اور کم سے کم یہ ہی کہ آواز ہی سُن لینگے سو یہان تو وہ عنوان ہی تشریف لیے جاتا ہی یہ سوچ کر خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ
تم کہدو کہ ہم یون معاملہ نہ کرینگے بیچینگے تو دست بدست بیچینگے یہ سُنکر خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہریار اس طرح تو معاملت
ہمین منظور نہین ہی کہ جواہر و اسباب تم آپ کے ساتھ کر دین اور ہم نہ جائین بیچینگے تو دست بدست بیچینگے بہتیرے کئی مرتبہ
اس طرح دھوکا اُٹھایا ہی آپ کا جانا ہی چاہیے لیجائیے مگر ہم بھی ساتھ ساتھ رہینگے مظفر نے برہم ہو کر کہا کہ کیا تو ہمین
بے ایمان سمجھا ہی کہ ہمارا اعتبار نہین کرتا ہم مرد مسلمان ہزار ہا اور لکھوکھا اور کروڑہا روپیہ کی چیز پر خیال نہین کرتے
وہ اور ہی لوگ ہونگے جہان تو نے دھوکا اُٹھایا ہی ہمارے یہان بے ایمانی کا کیا دخل ہی خواجہ فولاد نے عرض کیا
کہ حضور یہ تو بجا ارشاد ہوتا ہی اور بہت صحیح و درست خداوند فقیر کی یہ مجال نہین ہی کہ حضور کو معاذ اللہ ایسا کلمہ کہہ سکے
مگر خداوندا اگر درمیانی لوگ تبدیل کر دین تو اُس وقت ہم کیا کرینگے مظفر نے کہا کہ ای تاجر زبان اپنی سنبھال ہوش مین آ
درست کار سے یہ معاملات ناموس امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہین یہان کیا مجال ہی کہ کوئی غیر
شخص آسکے یا جا سکے یہ سُنکر خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ حضور اگر مجھ سا بوڑھا چلیگا بھی تو کیا مضائقہ ہی مین ہون اور
میرے ساتھ ساتھ یہ لڑکا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان سے چوبدار پر چوبدار خواجہ سرا پر خواجہ سرا چلا آتا ہی کہ
جلد سوداگرون کو لاؤ آخر کار مظفر ناچار ہو کر خواجہ فولاد و ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر باغ یاقوت مین لایا یہ وہ باغ
ہی کہ شاہزادہ ملک قاسم نے تعمیر کرایا ہی اور سوداگرون سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو ہم اطلاع کراتے ہین اور یہ وہ
مقام ہی کہ سوائے شاہزادہ خاور سپاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے اور کوئی نہین آیا غرض خواجہ
فولاد اور ایرج نوجوان وہان بیٹھے اور خواتین صاحبقرانی پس پردہ رونق افروز ہوئین اور حکم ہوا کہ سوداگرون
کو لاؤ خواجہ فولاد اور ایرج کو پردے کے قریب لا کر بٹھایا ایرج جو غور سے دیکھتا ہی تو ایک تہ نور کی اُٹھ
رہی ہی دل اسکا تڑپ گیا اور بیقرار ہو کر کانپنے لگا خواجہ سرا نے پوچھا کہ خواجہ فولاد یہ لڑکا کانپتا کیون ہی خواجہ
فولاد نے کہا کہ یہ لڑکا مرض تشنج مین مبتلا ہی لیکن ایرج نہایت دل ملول ہی اور دل مین کہتا ہی کہ ای ایرج افسوس معشوق پردہ
بیٹھا رہے اور تو اُسے نہ دیکھ سکے حیف ہی تیری ہمت پر کہ تو قریب آکر خالی پھر جائے ای ایرج ... واپس معشوق
آگے دیکھیے یہان سے نہ جانا کہ اس عرصے مین خواصون نے صندوقچہ جواہر بیش بہا کا خواجہ فولاد سے طلب کیا خواجہ
فولاد نے صندوقچہ اُنکے حوالے کیا وہ اندر لیکر گئین ایک منٹ کے بعد پس پردہ سے آواز آئی کہ ای گوہر ملک تم
کیا کہتی ہو کسی نے جواب دیا کہ یاقوت سرخ پھر آواز آئی کہ گیتی افروز تم کیا کہتی ہو کسی نے جواب دیا کہ زمرد چاہیے جب ایرج
نے گیتی افروز کی آواز سُنی قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے مگر بہت ضبط کیا اور اپنے دل مین کہا کہ ای ایرج انکو
نصیبون ہی جس نے آواز سُنا دی ہی وہی وصل کا سامان کر دیگا صبر کر مگر جون جون دل کو سمجھاتا ہی
وون وون بیقراری اور شدت کرتی جاتی ہی ہر بار ارادہ کرتا ہی کہ پردے کے اندر گھس چلے اور معشوق کو نکال لائے

اور پھر ضبط کر کے خاموش رہتا ہی لیکن حالت یہ ہی کہ ایک رنگ آتا ہی اور ایک جاتا ہی و لولہ محبت کا وفور اور جوش
عشق کی شدت ہی یکایک خواجہ فولاد کی نظر جو ایرج کے چہرے پر پڑتی ہی تو دیکھا کہ آثار عشق کے ظاہر ہین رنگ
زرد ہی لب پر آہ سرد ہی آنکھون مین اشک بھرے ہین مونھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین ایرج سے کہا کہ شہریار خیر باشد مین
آپ کے اور ہی رنگ پاتا ہون ای شہریار اتنا سمجھ لیجیے کہ حرم محترم صاحبقرانی ہی مظفر ایسا مقرب یہان نہین آنے پاتا
کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا کہ کسی پر مبتلا ہو بیٹھیے نہ میرا ہی پتا لگیگا نہ آپ ہی کا نشان لگیگا مجھکو بتایئے آخر معرکہ کیا ہی اُسوقت
ایرج نوجوان نے تمام کیفیت اپنی چپکے چپکے بیان کی اور کہا کہ ای خواجہ فولاد مین تو فقط گیتی افروز کے لیے یہان آیا ہون
ورنہ یہان میرا کیا کام تھا اور ای خواجہ فولاد جب شہر فرنگ و شیشہ مین مین نے لقا کو پناہ دی ہی تو اُسنے اپنی انگشتری
اور اپنی دختر ملکہ گیتی افروز مجھکو دے دی تھی تو انگشتری تو مین نے لے لی تھی اور کہا تھا کہ ای لقا ملکہ گیتی افروز
تو فی الحال آپکے پاس رہی اُسکے مین کیونکر لونگا تو اُسنے کہا کہ مین نے تمھین دے دی تم جس طرح چاہو لیلو تو پہلے تو مجھے
خیال نہ تھا مگر جب الٹی سمت جادو کی قید مین مین نے ملکہ گیتی افروز کو خواب مین دیکھا تو اُسپر ہزار جان سے عاشق
ہوگیا اب نیر اعظم کی اعانت سے یہانتک تو مین پہونچگیا اب اُس سے لو لگی ہوئی ہی وہی وصل سے کامیاب کریگا
ای خواجہ فولاد اب مین بغیر معشوق کے لیے ہوئے یہان سے تھوڑی جاؤنگا خواجہ فولاد نے جو یہ حال سُنا تو
سر سے جان نکلگئی اور اپنے دل مین کہا کہ ای خواجہ فولاد تو بھی مارا گیا اور ایرج کی قتل ہوا ای خواجہ فولاد مال
بھی گیا جان بھی گئی اسے فلک تفرقہ پرداز نے یہ کیا حادثہ دکھایا ارے مین تو کہین کا نہین رہا کہ اس اثنا مین دوا ساز
دوا کا پیالہ لیے ہوئے آیا ایرج نے خواجہ سرا سے کہا کہ ای نواب ناظر یہ دوا کسکے واسطے آئی ہی اُسنے کہا کہ یہ دوا
ملکہ گیتی افروز کے واسطے آئی ہی ایرج نے پوچھا کہ کیون نصیب دشمنان مزاج کیسا ہی خواجہ سرا نے کہا کہ جس روز
سے شاہزادہ خاور سیاہ کو اژدہا نگل گیا ہی اُس روز سے ملکہ کسی روز اچھی نہین رہتی ہر روز دوا پیا کرتی ہی ایرج
نے کہا کہ ہمین بھی تپ ہی تھوڑی ہمین بھی دینا خواجہ سرا نے کہا کہ اچھا ملکہ تو کہین ایک گھونٹ بھر پی لیتی ہی باقی دوا
جو پھر آئیگی وہ تمھین دینگے یہ سُنکر ایرج بہت خوش ہوا القصہ محلدار دوا اندر لیگئی ملکہ گیتی افروز نے کوئی گھونٹ
دو گھونٹ بھر پی کر واپس کر دی خواجہ سرا نے وہ دوا لا کر ایرج کو دیدی ایرج نے وہ دوا پی لی اور پیالہ بغل مین دبا لیا
غلامون نے کہا کہ دوا پی چکے پیالہ ہمارے حوالے کرو ایرج نے کہا کہ پیالہ تو مین نہ دونگا خواجہ سراؤن نے کہا کہ
یہ کیا واہیات بات ہی کہ تو پیالہ نہین دیتا ایرج نے کہا کہ بھائی تم تو کچھ خلاف انصاف باتین کرتے ہو بھائی جو کوئی
بزرگ کسی کو کچھ دیتا ہی تو مع ظرف دیتا ہی اور ظرف واپس نہین کرتا اب وہ غلام اور خواجہ سرا سختی کرنے لگے کہ جلد
پیالہ حوالے کرو نہین تو بُری درگت بنائی جائیگی اور ایرج پیالے کو سینے سے لگائے ہوئے ہی اور جی مین کہتا ہی کہ
ای ایرج یہ پیالہ معشوق کے مونھ لگا ہوا ہی مین اسمین پانی پیا کرونگا اور اپنا دل بڑھاؤنگا مجھسے تو نہ دیا جائیگا
ہرچند خواجہ فولاد ایرج سے کہتا ہی کہ ای شہریار پیالہ دیدو کیون اپنی اور میری شامتین بلواتے ہو مگر ایرج چپکا
بیٹھا ہوا ہی پیالے کو دم بدم چومتا ہی سینے سے لگاتا ہی اور کسی طرح نہین دیتا اب خواجہ سراؤن نے قصد کیا کہ
اس سے بجبر چھین لین اور ایرج نے قصد کیا کہ اگر جبر کیا جائے تو تو بھی لپٹ جاؤ جو ہو سو ہو خواجہ فولاد نے دیکھا کہ اب
بڑی قباحت ہوا چاہتی ہی اور فساد عظیم ہوا چاہتا ہی جلدی سے کچھ لعل و گوہر خواجہ سراؤن کو دیا کہ بھائیو یہ تم لیلو
اور پیالہ چھوڑ دو خواجہ سراؤن نے خوشی خوشی وہ لعل و گوہر لے لیے اور پیالہ چھوڑ دیا اور اپنے اپنے کام کو چلے گئے
اب ایرج تو بیٹھا ہوا دعا ہمت مانگ رہا ہی کہ ای نیر اعظم ای آفتاب تابان دروازہ معشوق پر بیٹھا ہوا ہون

اور صورت دیکھنے کو ترستا ہون یہ کہتا ہی اور روتا ہی اور جب آتش عشق بھڑکتی ہی تو یہ ارادہ کرتا ہی کہ اندر محل کے
گھس چلے خواجہ فولاد ہر چند روک رہا ہی اور ہاتھ جوڑ رہا ہی کہ ای شہریار کیون آپ میرے قتل کے درپے ہوئے ہین
مگر یہ کسی طرح نہین مانتا اور کہتا ہی کہ مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے نہ جاؤنگا یہان تو یہ باتین ہین اور وہان جو امر
پسند ہو رہا ہی کہ اسی اثنا مین ایک جھونکا ہواے تند کا جو آتا ہی تو چھت سے پردہ اڑ گیا اور ایرج نے بخوبی تمام
ہر ایک کو دیکھا اپنے جی مین کہا کہ واہ واہ کیا حرم سراے صاحبقرانی ہی کہ ایک سے بہتر ایک یہان موجود ہی اور
ایک نازنین سیاہ پوش بیچ مین اُن پریوشون کے جلوہ گر ہی اور ایک لولو کی اُسکے چہرۂ نورانی سے ٹپک رہی ہی
شعر [illegible] جو دیکھا تو خیال آگیا کہ یہ وہی مہ جبین ہی
کہ جسے خواب مین دیکھا تھا [illegible] غش کھا کر زمین پر گر پڑا خواجہ سراؤن نے پوچھا کہ خواجہ اسے کیا ہوا خواجہ
فولاد نے کہا کہ کچھ [illegible] مرض صرع مین مبتلا ہی اور اس مرض کا یہ خاصہ ہی کہ آب جاری کے دیکھنے
سے تزاید کرتا ہی چونکہ یہان ندی نہر مین جاری ہی اس سبب سے اسکو دورہ ہو گیا یہ سنکر حکم ہوا کہ اسے یہان سے
لیجاؤ خواجہ فولاد یہ سنکر یہان آیا اور اسکا اٹھا لیجانا بہت مناسب سمجھا اور سوچا کہ اگر ذرا بھی تو نے تامل کیا
اور اسے ہوش آگیا تو معلوم نہین یہ کیا حرکت بیہودہ کریگا یہ سوچ کر جو اہر بکا تھا اسکی قیمت بھی نہ لی اور
بجلدی تمام ایرج نوجوان کو باغ سے باہر لایا اور سواری پر ڈال کے کاروانسرا مین لایا تھوڑی دیر کے
بعد ایرج کو ہوش مین آتا ہی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ حرم سرا خواجہ فولاد اور اُسکے گماشتے بیٹھے ہین بس
اُسکا اندوہ [illegible] رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے کی کہ معشوق کو
دکھا کر پوشیدہ کر دیا شعر [illegible] از یار و دیار من جدا افتادہ است + [illegible] کہ من دارم کرا افتادہ است + اور ای
خواجہ فولاد یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ کی کہ مجھکو وہان سے اٹھا لایا مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے ہرگز وہان
سے نہ ہٹتا کیا کرون کہ تو میرے باپ کا غلام ہی ورنہ بے تامل تجھے مار ڈالتا کہ تو مجھکو در محبوب سے پھیر لایا خواجہ فولاد
نے کہا کہ نہین نہین سر میرا حاضر ہی شوق سے کاٹ لیجیے ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھے کیا مارون مگر سلطان شاہ
اور مظفر سے سمجھ لونگا اگر انھون نے سوال پہنچے دیدیا تو دیدیا ورنہ بزور شمشیر لونگا میرے پاس لقا کی سند موجود ہی کہ تیغ
ملک گیتی افروز کو بخش دیا ہی یہ سنکر خواجہ فولاد اپنے جی مین ڈرا کہ ارے غضب ہی ہو گیا مفت مین یہ قتل ہوا
بہتر یہ ہی کہ تو اسے بیہوش کر کے یہان سے نکال لیجا اور ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد اب
مین سلطان شاہ فارسی کو تنبیہ کرنے جاتا ہون کہ وہ مرد پیر ہی اور اُس سے کچھ اندیشہ نہین ہی خواجہ فولاد
نے کہا کہ ای شہریار جو چاہیے [illegible] مگر جو بات چاہیے وہ تدبیر اور تحمل کے ساتھ کیجیے ایرج نے کہا کہ اچھا
ایسا ہی ہوگا غرض دن تو انھین باتون مین گذر گیا رات کو خواجہ فولاد نے ایرج کو بیہوش کر کے جہاز پر ڈال کے
روانہ کر دیا اور ایک [illegible] دوا بیہوشی کی دماغ پر ایرج کے چڑھا دی کہ یہ ہوش مین نہ آنے پاوے اور
جہاز رانون سے کہدیا کہ جہاز کو [illegible] ایک ہفتہ مین ہی یہان سے چل کھڑا ہونگا اور رستے مین آکر ملجاؤنگا
جب صبح ہوئی تو جو اہر بکا تھا اسکی قیمت حاصل کی اور جو نہین بکا تھا اسے بیچ کر ایک ہفتے بعد وہان سے
کوچ کیا اور جلد جلد جہاز ہانکتا ہوا چلا آتا تھا [illegible] دن قریب اُس جہاز کے ہو گیا جسپر ایرج تھا اب دونون
جہاز ساتھ ساتھ روانہ ہوئے جب تمام لنگر جہاز [illegible] پہنچے تو جہازون کا لنگر کرا کے خواجہ فولاد اُس
جہاز پر آیا کہ جسپر ایرج تھا اور بعجلت تمام ایرج کو ہوش مین لایا اب جو ایرج کو ہوش آتا ہی تو اپنے کو

جہازون پر دیکھا خواجہ فولاد سے کہا کہ کیا تو مجھے سبا ئل سے لے آیا اُسنے عرض کیا کہ جی ہان آپ تو مبہوت عشق
ہورہے تھے جنون کا ولولہ تھا اور ہر مرتبہ یہ خیال تھا کہ سب کو مار کر معشوق کو لے لیجیے پیرومرشد یہ امر بہت مشکل
تھا آپ اکیلے کیا کر سکتے مفت مین مین رسوا ہوتا اور آپ مارے جاتے پھر مین فرخ تاجر کو کیا جواب دیتا ای
شہریار اب آپ لشکر جمع کیجیے اور ملک سبا ئل پر چڑھائی کرکے بزور شمشیر معشوق کو لے آیئے اور اگر ایسی ہی خفگی
ہی تو سر غلام کا حاضر ہی شوق سے کاٹ لیجیے یہ سنکر ایرج دم بخود ہو رہا اور اپنے جی مین سوچا کہ خواجہ فولاد
سچ کہتا ہی کہا کہ خیر ای خواجہ فولاد جو کچھ تنے کیا بہتر کیا لیکن اگر وہ پیالہ دوا کا جو ہمنے لیا تھا اپنے ساتھ لیتے آئے ہو
تو ہمین دے دو خواجہ فولاد نے کہا کہ حاضر ہی اور جلدی سے پیالہ نکالکر ایرج کو دے دیا ایرج نے اس پیالے
کو لیکر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ خیر اگر سیر اعظم نے مدد کی تو معشوق کو بھی لیتے ہی ہین ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین
کہ سامنے سے کچھ جہاز اور نمایان ہوئے ایرج کے نے دریافت کرایا معلوم ہوا کہ یہ جہاز شہر فرنگوشیہ سے آتے ہین
اور اُنھون نے دریافت کرایا کہ ان جہازون پر کون ہی تو اُنکو بھی معلوم ہوا کہ ان جہازون مین ایرج نوجوان ہی
الغرض دونون باہم ملاقی ہوئے ایرج نے احوال اپنے لشکر کا دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ای شہریار جب
آپ پر یہ حادثہ گذرا ہی تو مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ کو دشت کافور مین روانہ کیا اور دیلم
کو جزیرہ کارخ مین بھیجا اور خود لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین چلا گیا اور لقا ظلمات کی جانب راہی ہوا اور
حمزہ صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے ہین اور اب مالک بن ملکوت شاہ لشکر منصور بن سعدان مین
ہی ایرج یہ خبر سُنکر بہت خوش ہوا اور وہین جہاز سے اُترکر دشت کافور کا راستہ لیا دوسرے روز حوالی شہر
اسکندریہ مین پہونچا باہر قلعہ کے ایک مینار بلند دکھائی دیا کہ طول اُسکا دو سو تیس گز کا تھا وہان کے لوگون
مستفسر حال ہوا اُن سب نے بیان کیا کہ ہمکو اسکی کیفیت مفصلاً نہین معلوم مگر ایک پیرمرد اُس جگہ موجود تھا اُسنے
بیان کیا کہ اس قلعہ کو سکندر ذوالقرنین نے تعمیر کرایا تھا اور گرداگرد اس قلعہ کے تنیفہ دودمی اور خزانہ
مدفون ہی اور مینار کی پیشانی پر لکھا ہی کہ جو شخص صاحبقران ہو وہ اس مینار پر جاوے اور تیر و کمان بالاے
مینار رکھا ہوا ہی اُسکو اٹھالے اور تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارے جس جگہ وہ تیر گریگا وہین خزانہ اور
تنیفہ دودمی ہی کھود کر نکال لے اور اگر سواے صاحبقران کے کوئی دوسرا شخص اس قصد سے بالاے مینار
جائیگا تو ایک چمک بجلی کی سی پیدا ہوگی اور وہ شخص مر کر گر پڑیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ مین بھی اپنے کو
آزماؤنگا اتفاقاً اُسی وقت کسی نے دارا شاہ بادشاہ اسکندریہ سے جاکر بیان کیا کہ ابھی ایک شخص
آیا ہی اور بالاے مینار جانے کا قصد کرتا ہی دارا شاہ اُسی وقت سوار ہوکر آیا اور ایرج نوجوان سے ملاقات
کرکے احوال پوچھا کہ آپ کون ہین جب ایرج نوجوان نے اپنا حال بیان کیا تو دارا شاہ نے کہا کہ پہلے
آپ شہر مین تشریف لے چلیے وزیر میرا علم نجوم مین دخل تام رکھتا ہی مین آپ کا حال اُس سے دریافت کرلون
تو پھر آپ بالاے مینار جاکر تیر پھینکیے گا ایرج نوجوان نے کہا کہ اگر تم آفتاب پرستی قبول کرو تو مین تمھارے
ساتھ چلون دارا شاہ نے کہا کہ مین آفتاب پرستی اُس وقت اختیار کرونگا کہ جب یہ خزانہ آپ کے ہاتھ
لگیگا اور حال اس مینار کا معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان نے اُسے قبول کیا اور دارا شاہ کے ساتھ
ہوا دارا شاہ بعزت تمام ایرج نوجوان کو شہر مین لایا بعد دعوت و ضیافت کے سلیم اختر شمار اپنے
وزیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ ای سلیم تو علم نجوم مین دخل کامل رکھتا ہی اس شخص کا تو حال دیکھ کہ

صاحبقران ہی یا نہین اور اگر اُس مینار پر جا کے تیر پھینکیگا تو کامیاب ہوگا یا نہین اُسی وقت معلم اختر شمار نے
حال ایرج نوجوان کا بقاعدۂ نجوم دیکھکر ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک تو صاحبقران ہی اور
کامیاب ہوگا مال تیرے ہاتھ لگیگا دوسرے روز دارا شاہ ایرج کو لیکر اُس مینار کے قریب آیا تمام خلائق
شہر تماشے کے لیے مجتمع ہوئی ایرج دامن گردان کے اور آستینین چڑھا کر کھندالون پر پانون رکھتا ہوا اور زنجیرین
جو اُسمین نصب تھین اُنھین پکڑتا ہوا بالاے مینار چڑھ گیا دیکھا کہ ایک کمان آہنی کئی سو من کی بھاری اور ایک
تیر آہنی نیزے کے برابر رکھا ہوا ہی پس ایرج نوجوان نے تیر کمان اُٹھا کر تیر کو کمان مین جوڑ کر کے بقوت
تمام مارا وہ تیر پھر کر اُس مینار کی جڑ مین غرق ہو گیا اور ایرج اُس مینار سے اُترا بیلدارون کو بلا کر کھدوانے
کا حکم دیا ہر چند بیلدار انکار کرتے رہے کہ ہم ہرگز نہ کھودینگے معلوم نہین کہ کس بلا مین گرفتار ہو جاوینگے مگر
ایرج نے نہ مانا اور خود بھی کدال اُٹھا کر کھودنا شروع کیا اور بیلدارون سے بھی بجبر کھدوانا شروع کیا تا اینکہ
کھودتے کھودتے وہ مینار ہلکر گر پڑا اب جو دیکھتا ہی تو ایک تختۂ سنگ گران نمودار ہی اور ایک قلابہ اُسمین لگا ہوا ہی
ایرج نے اُس قلابے کو پکڑ کر خوب زور کیا کہ وہ تختۂ سنگ اُکھڑ آیا اور چہرہ نقب کا دکھائی دیا اور ایک ہوا گرم
وتند اُس نقب سے ایسی نکلی کہ ایرج تاب نہ لا سکا اور ہٹ کھڑا ہوا جب وہ ہواے گرم موقوف ہوئی تو ایرج
روشنی کر کے اُس نقب کے اندر گیا بعد ایک سو ساٹھ زینے کے ایک برنجی دروازہ دکھائی دیا مگر مقفل تھا ایرج
حیران ہوا کہ اس قفل کو کیونکر کھولے چار طرف دیکھنے لگا کہ ایک طاق پر کنجی سی دکھائی دی ایرج نوجوان نے
اُس کنجی سے قفل کھولکر دروازہ وا کیا اور اندر چلا گیا دیکھتا کیا ہی کہ چار طرف کو چار کوٹھے مقفل ہین اور
کنجیان اُنکی کٹھرون مین لٹک رہی ہین ایرج نے کنجیان اُتار کر اُن سب کوٹھون کو کھولا اور اُن کوٹھون
کے اندر گیا جا کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک مین روپیہ ایک مین اشرفیان ایک مین جواہر ایک مین تمر کے صندوقچے
مقفل رکھے ہوے ہین اور کنجیان اُنکے برابر رکھی ہوئی ہین اسنے ایک کنجی اُٹھا کر ایک صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ
اُس صندوقچے مین ایک مار سیاہ کنڈلی مارے ہوے بیٹھا ہوا ہی اُس مار سیاہ کو دیکھکر بہت خائف ہوا
کہ یہ بلا سے بد ہی مگر غور سے جو دیکھتا ہی تو اُسمین مطلق حس وحرکت نہین ہی اور بیچ مین اُس کنڈلے کے قبضۂ شمشیر
آبدار کا معلوم ہوتا ہی ایرج یہ دیکھتے ہی خوش ہو گیا اور سمجھا کہ یہی تیغ دودمی ہی بس اُس تلوار کو نکالکر جو
قبضے پر ہاتھ ڈالکے کھینچتا ہی تو وہ شمشیر آبدار نظر آئی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی کمر مین لگا کر باہر
آیا اور سب مال و خزانہ نکلوانا شروع کیا یہ دیکھتے ہی بادشاہ و وزیر مع رعایاے شہر ایرج نوجوان کے
قدمون پر گر پڑے اور دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے دارا شاہ سے کہا کہ اے دارا شاہ اب مین
دشت کا قور کو جاتا ہون کہ اقبال شاہ میرا بادشاہ وہان موجود ہی دارا شاہ نے کہا کہ مین بھی آپکے
ساتھ ہون اور بارہ ہزار کی جمعیت لیکر ایرج کے ساتھ ہوا اور ایرج نوجوان نے وہان سے کوچ کیا
اور منزل بمنزل چلنا شروع کیا اب اسکو تو راستے ہی مین چھوڑیے اور کچھ حال اقبال شاہ کا سُنیے کہ یہ جو
قلعۂ طاق سکندریہ مین پہونچا تو میعاد رشک دراز گردن نے بہت اچھی طرح اقبال شاہ
کو رکھا اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا احوال ایرج نوجوان کا استفسار کیا اقبال شاہ نے
کل کیفیت ایرج کی از ابتدا تا انتہا بیان کی اور کہا کہ اے میعاد رشک دراز گردن نجومی یہ کہتے ہین
کہ ایرج زندہ و سلامت ہی با شوکت و صولت پیدا ہوگا میعاد نے بھی اپنے یہان کے اہل نجوم کو

جمع کرکے استفسار کیا اُن سب نے عرض کیا کہ حضور اسی مقام پر باشان و شوکت پیدا ہوگا اقبال شاہ نے
کہا کہ کتنی مدت مین اُنھون نے کہا کہ اسکا جواب کل دینگے میعاد رشک دراز گردن نے اُن سب کو
رخصت کیا علی الصباح وہ سب پھر حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ ای شہریار چار مہینے کے بعد ایرج یہان
آئیگا اور ایسے وقت مین آئیگا کہ آپ کمال مصیبت مین مبتلا ہونگے اقبال شاہ یہ سُنکر چُپ ہو رہا اور ایک
ایک دن اُسنے گننا شروع کیا تا اینکہ چند روز کے بعد میعاد رشک دراز گردن کے بھائی معاد رشک دراز
گردن نے کہ اُسکا ملک اُسکے ملک سے تین منزل تھا معلوم کیا کہ میعاد آفتاب پرست ہوگیا ہی ایرج
مارا گیا اور اقبال شاہ یہان آیا ہی اُسنے مشورہ کارون سے کہا کہ ارے یہ تو بڑا غضب ہوگیا کہ میعاد
آفتاب پرست ہوگیا اور اپنا دین چھوڑ کر پرایا دین اختیار کیا اس ملعون کو سزاے کافی اور تنبیہ وافی
دینا ضرور معلوم ہوتی ہی مشورہ کارون نے عرض کیا کہ حضور اس ارادے سے باز آیے اور ہرگز ایسی
جرأت نہ کیجیے مفت مین آپ کو ذلت حاصل ہوگی اور مآل کار کچھ بھی حاصل نہ ہوگا وہ آپ سے بہت زبردست
اور قوی ہی فوج اُسکی آپکی فوج سے کہین زیادہ ہی غالب آنا کیسا مساوات بھی تو دشوار ہوجائیگا یہ سُنکر
معاد نے کہا کہ پھر کیا کیا جاے کوئی تدبیر تو ایسی چاہیے کہ وہ ملعون پھندے مین پھنسے اور مین اُسے اچھی طرح
سزا پہونچاؤن یہ سُنکر سبھون نے اپنے اپنے سر زانوے فکر پر جھکالیے اور غور کرنا شروع کیا بڑی دیر تک
سب غور و تامل کیا کیے مگر در مقصود ایک کے ہاتھ نہ آیا لیکن وزیر کی عقل لڑگئی اور اُسنے دست بستہ عرض کیا
کہ خداوندا اس غلام کے ذہن مین ایک امر آیا ہی اُسے بہ توجہ سماعت فرماکر غور فرمایے اگر پسند خاطر فیض ماثر
ہو تو اُسپر کاربند ہوجیے معاد نے کہا کہ جلد بیان کر وہ کیا امر ہی شاید تیرا ہی تیر عقل ہدف مقصود پر جا بیٹھے
وزیر نے عرض کیا کہ حضور میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ آپ میعاد کو بہ بہانہ دعوت طلب فرمایے جب
وہ یہان آجاے تو کھانے پانی وغیرہ مین بیہوشی دے کر اُسے گرفتار کر لیجیے یہ تجویز اُس وزیر کی معاد کو بہت
پسند آئی اور بہت خوش ہوا اور اُسی وقت میعاد رشک دراز گردن کو پیام دعوت بھیج کر طلب کیا جب
وہ آیا تو اُسی ترکیب سے اُسے گرفتار کر لیا اور جو لوگ اُسکے ساتھ آئے تھے اُنکو بھی مقید کر لیا اور حکم دیا کہ فوج
مین کمربندی ہو مین اقبال شاہ پر فوج کشی کرونگا اور میعاد کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے اپنے سامنے
طلب کیا اور کہا کہ او میعاد رشک دراز گردن یہ تجھے کیا خبط اور جنون ہوا تھا کہ اپنے دین آبائی کو ایک
اوسے شخص کی تعلیم سے چھوڑ کر دین باطلہ آفتاب پرستی کو اختیار کیا اور پرستش لات اعلی اور منات معلی
کی چھوڑ کر آفتاب کی پرستش اختیار کی جلد لعنت کر دین آفتاب پر اور بت پرستی کو حق جان ورنہ تجھے بعذاب الیم
مار ڈالونگا میعاد نے کہا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آئی کہ مجھکو بہ نامردی گرفتار کرکے یہ کلام بد انجام پیش کرتا ہی
مگر خیر اب تو مین تیرے قبضے مین ہون چاہے مار ڈال اور چاہے رہا کر لیکن مین دین آفتاب پرستی ہرگز ترک
نہ کرونگا یہ سُنکر معاد نے کہا کہ خیر اب تو مین اقبال شاہ کو تنبیہ کرنے جاتا ہون وہان سے آؤن تو پھر تجھے سمجھونگا
تو جائیگا کہان اور یہ کہکر میعاد کو زندانخانے مین بھیجدیا اور خود فوج و لشکر لیکر اقبال شاہ پر آیا ہرکارون نے
یہ خبر اقبال شاہ کو پہونچائی کہ میعاد کو تو معاد نے بدغابازی بحیلہ دعوت بُلاکر گرفتار کر لیا اور اب بجمعیت فوج کثیر
لیکر آتا ہی یہ سُننا تھا کہ اقبال شاہ کے ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا لیکن
بہ مجبوری بہ خیال ننگ لشکر اپنے ہمراہ لیکر برآیا یہ خبر ہرکارون نے معاد کو پہونچائی کہ اقبال شاہ

لشکر کیفر لیکر آیا ہے یہ خبر سُنکر معاد نے طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوا دیا دوسرے دن دونون لشکر صف آراستہ
میدان نبرد ہوئے چھ مہینہ اندر ایون مین تمام سردار اقبال شاہ کے زخمی ہوئے اور بہت سی فوج کام آئی
اور اقبال شاہ خود بھی مجروح ہوا مجبور ہو کر قلعہ مین بھاگ آیا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خندق پر آب
کروادی پل تختہ اُٹھوا لیا گولندازون کو توپون پر بٹھا دیا جب یہ خبر معاد کو ہوئی تو وہ اپنا لشکر لیکر قلعہ پر آیا چارطرف
سے قلعہ کو گھیر لیا کئی روز تک تو قلعہ کو گھیرے ہوئے کھڑا رہا کئی دن کے بعد طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر یورش کی اور گولون
کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچگیا اب اقبال شاہ گھبرا گیا اور اسکو یقین ہوگیا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جاتا ہے اسلیے کہ
جب لب خندق معاد پہونچگیا اور پل تختہ لگا کر دروازے پر آجانا کیا بات ہے اُسی گھبراہٹ مین نجومیون سے بلا کر کہا کہ تمنے
جو حکم لگایا تھا کہ ایرج نوجوان چار مہینے کے بعد پیدا ہوگا تو وہ چار مہینے تو گذر گئے اور اس مصیبت سے بڑھکر کون
مصیبت ہوگی کہ ہماری جان ہی پر بنی ہوئی ہے نجومیون نے عرض کیا کہ حضور متردد نہ ہون دل کو ٹھہرایئے ایرج نوجوان
آیا ہی چاہتا ہے اور شہر اعظم کی مدد ہوا ہی چاہتی ہے اقبال شاہ نجومیون سے یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ گولندازون
نے عرض کیا کہ حضور ہفت فلکیہ بارود کے داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہے حکم دیا کہ اچھا اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ
اتنے گولون مین کوئی گولہ قضا کا اُس حرامزادے کے لگا یا نہین یہ حکم سنکر گولندازون نے ہاتھ کو روک لیا اور جب
دھوان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ معاد مع فوج لب خندق کھڑا ہوا ہے تمام اہل قلعہ مین کھلبلی مچگئی
اور اقبال شاہ سے گولندازون نے عرض کیا کہ حضور وہ … ن تو سب گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہنچگیا
اقبال شاہ بھی مضطر و پریشان ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ اے شہر اعظم اے آفتاب تابان اب وقت مدد ہے
ابھی اقبال شاہ یہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ گرد و غبار جانب صحرا سے بلند ہوا اور ایرج مع دارا شاہ نمایان ہوا
اہل قلعہ نے ایرج نوجوان کو دیکھکر طبل شادمانی بجانا شروع کیا اور ایرج نے بعد دریافت حال ایک نعرہ
اُڑا کر نعرہ کیا کہ او عادی پھر قلعہ کی طرف سے ورنہ کل فوج تیری تباہ کیے دیتا ہون ادھر بن ملکوت شاہ
نے یہ نعرہ کیا اور اُدھر سے آواز طبل شادمانی کی سنائی دی معاد نے اُسوقت پکار کر کہا کہ اقا سکندر [illegible] سے
یہ شادی کرتے ہو انھون نے جواب دیا کہ نہین بلکہ تیرے مارے جانے کی خوشی پہنچا دو اسلیے کہ ابھی خداپرست
نعرہ کیا کہ او عادی پھر قلعہ کی جانب سے ورنہ لشکر تیرا تباہ کیے دیتے ہین ذرا بھی توقف کی اور خداپرست میرے
ایرج ایک بہت بڑے کرگدن پر سوار چلا آتا ہے بس یہ سمجھو ہو جائیگا بس بکہ بہادر اسی وقت اُس نامرد کو
اہل قلعہ سے پکار کر کہا کہ بس اسی پاجی کے آنے پر اسقدر شور مچا رکھے ہو پہنچ کر قیام کیا کہ وہان سے لشکر لیکر حضور
کام تمام کرتا ہون اور اسے مار لون تو پھر قرار واقعی … ایک پیرزال اور ایک پیرمرد اُسکا شوہر ایک …
ایرج اپکا دونون مقابل یکدگر ہوئے ایرج نے سبقت کی اور کہا کہ اے پیرمرد جلد میرے واسطے بیضہ مرغ اور
کہا کہ او عادی چپ ہے تیری جرأت پر کہ تو اپنے دل کا نام بھی یہان … سنا رہی اور مٹھائی البتہ ممکن
باوجودیکہ ان لوگون نے تیرا مقابلہ کیا اور زخم … کئی دن سے کچھ نہ کھایا تھا جھلا اُٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ
مغرور کا تعاقب کرنا کونسی بہادری ہے او اسواسطے بہادر ورنہ مین بہت بُری طرح تجھسے پیش آؤنگا اور تیرا
معاد تو میرا بھائی تھا اُسسے مین نے … پڑیگا مجھے تو ایسا ویسا نہ سمجھنا مین بہت بڑا آدمی ہون
تھی تو کون ہے کہ اُسکا حمایتی بنکر آیا ہے ایسا تو مجھے بہت کچھ انعام دونگا اور تجھے بہت خوش ہونگا یہ سنکر اُس
اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر معاد چھوڑ ایک کمزور اور بوڑھے آدمی ہین آپ کا کیا بنا سکتے ہین آپ زور آور آدمی ہین

ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تلوار اُسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالدیا سعاد بھی اُس سے لپٹ گیا اور زور
ہونے لگے مرکب تو اس کشاکش میں بیٹھ گئے اور یہ دونوں کے دونوں مرکبوں سے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی سر شام
ایرج نے سعاد کو زیر کر کے مشکیں اُسکی باندھیں یہ معرکہ دیکھکر اقبال شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا
اور اپنے لوگوں سمیت قلعہ سے باہر آکر ایرج سے ملاقات کی اور اُسے اندرون قلعہ لیگیا اور بہت تزک و
احتشام سے ایرج کی دعوت کی بعد فراغ طعام ایرج نے سعاد کو اپنے سامنے بلایا اور دین آفتاب پرستی کی
جانب دعوت کی سعاد دین بت پرستی کو ترک کر کے بصدق دل آفتاب پرست ہوا ایرج نے اُسے قید سے
رہا کیا اور حکم دیا کہ سعاد کو طلب کر سعاد نے سعاد کو طلب کیا وہ بھی آکر قدمبوس ہوا دو چار روز ایرج وہان
رہکر سبھوں کو ساتھ لیکر جانب ملک فرنگ شفیہ روانہ ہوا دوسری منزل پر ایک دیو پیدا ہوا اور اقبال شاہ کو
اُٹھا کر یہ آواز دیتا ہوا راہی ہوا کہ ای ایرج تم دیو قہار تو نے میری معشوقہ کو قتل کیا یعنے الفردوس جادو کو
ٹکڑا گوشت کر دیا میں ڈالدیا اب میں تیرے بادشاہ کو اُٹھائے لیے جاتا ہوں کہ تو بھی اُسکے فراق میں اسی طرح
رو کہ جس طرح میں الفردوس جادو کے فراق میں تڑپ رہا ہوں اور ای ایرج میں نہ طاق سکندری میں
رہتا ہوں اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اقبال شاہ کو میرے پنجے سے چھڑادے تو نہ طاق سکندری میں آنا اور یہ
کہکر پرواز کیے ہوئے چلا گیا ایرج اس واقعہ سے بہت پریشان ہوا اور وہین سے عنان عزیمت کو طرف
نہ طاق سکندری کے منعطف کیا جب چند روز کے بعد وہان پہونچا خیمے اپنے استادہ کرا کے کل ہمراہی اپنے اپنے
خیموں میں گئے یہ اپنے خیمے میں داخل ہوا شب بھر استراحت کی علی الصباح نہ طاق سکندری کی دیکھنے
کو چلا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ نیلے اور پر نور رنگ کے نو طاق بنے ہوئے ہیں اور ہر طاق ہزار ہزار گز کا رفیع و وسیع ہے
نہ طاق کے ایک عمارت عالیشان رفیع المکان نظر آتی ہے اور ایک جانب کو زینے لگے ہوئے ہیں
چڑھتا ہوا اُس عمارت پہ گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین بلکہ رشک فردوس بریں بنا ہوا ہے
... ایرج چہار طرف سیر کرنے لگا چلتے چلتے ایک جانب کو گیا دیکھتا ہے کہ ایک
... اہے اور شعلہ ہائے آتشین منہ سے چھوڑ رہا ہے ایرج نے اُسکے قریب
... ہی آنکھ اُسکی کور ہوگئی دوسرا تیر اور مارا کہ بائیں آنکھ بھی اندھی
... ن کشتی کی تو ایرج زمین سے اُٹھکر اُسکے منہ کی طرف چلا
... تا کہ پیچھے وہ دو سکندری کمر سے لیکر اُس نے ...
... ہر اُسکا کٹ گیا پھر تو ایرج نے تلوار میں مار کر
... ایوان بہت بلند ایک جانب بنا ہوا ہے اور
... اقربیت الموت شریم و مطلب خود نہ رسیدیم
... ستون سے بندھا ہوا غل و زنجیر میں گرفتار
... معرکہ دیکھکر ایرج آگے بڑھا اور
... میں اس دیو کو مار کر آپ کو کس طرح
... ہوا اور ایرج نو جوان سے کہا کہ ای
... ندی وصفا آوردی آپ اچھے وقت

تشریف لائے کہ یہ بدبخت ناہنجار نالائق روزگار پڑا ہوا سو رہا ہی جلد اسے قتل کیجیے ورنہ اگر یہ جاگ اُٹھا تو قیامت ہی
برپا کر دیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ ای اقبال شاہ سوتے مین کسی کو قتل کرنا تو مین نامردی ہی مین اسے
ہوشیار کرکے مارونگا یہ کہکر قریب دیو کے جاکر ایک ٹھوکر ماری اور کہا کہ ای خوابیدہ بخت اُٹھ خواب خرگوش سے
جلد بیدار ہو کہ قضا تیری آن پہونچی یہ آواز سُنکر دیو چونک اُٹھا اور ایک چیخ ماری کہ ہان ای آدمزاد تو آ پہونچا
خیر تو جاتا کہان ہی دیکھ تو کس طرح تجھے قتل کرتا ہون کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال زار پر نوحہ
لگا کرین یہ کہکر اُٹھا اور دار شمشاد اُٹھا کر ایرج پر ماری ایرج نے وار اُسکا رد کرکے یا شیر اعظم آفتاب تاباں
مددے کہکر جو ایک وار تیغ دودمہ سکندری کا اُسکی کمر پر مارا تو برابر اُس دیو کے دو حصے کر دیے اور اقبال شاہ
کو قید سے رہا کیا اسے جو ادھر اُدھر نظر دوڑا کر دیکھتا ہی تو دیکھا کہ ایک جانب کچھ کوٹھے برنجی قفلون سے مقفل ہین
ایرج نے جو قفل اُنکے توڑ کر دیکھا تو خزانہ عظیم الشان نظر آیا بہت خوش ہوا اور اُن کوٹھون سے وہ خزانہ
نکلوا کر چار ہزار شترون پر بار کراکے وہان سے کوچ کیا اور راستے مین اقبال شاہ سے مشورہ کیا کہ ای اقبال شاہ
میرے ذہن مین یہ بات آتی ہی کہ مین خفیہ خفیہ اپنے ظاہر ہونے کی خبر مالک بن ملکوت شاہ سے کرا دون اُور
کہلا بھیجون کہ ای مالک بن ملکوت شاہ تم لشکر لندھور کو غافل کرکے وہان سے چلے آؤ اقبال شاہ نے کہا کہ ہان یہ
بہت اچھی بات ہی ضرور ایسا چاہیے جب اقبال شاہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا تو یکہ بہادر نام ایک شخص
اقبال شاہ کے ساتھ تھا اُس سے کہا کہ ای یکہ بہادر تو جاکر مالک بن ملکوت شاہ کو خفیہ میرا نامہ پہونچا دے
اور اُسکو جس طرح بن پڑے لے آ اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور جس طرح بنتا ہی اُسے
لیے آتا ہون آپ ہر طرح خاطر جمع رکھیے کہ مین عیار پیشہ ہی ہون جس طرح بنیگا مین مالک بن ملکوت شاہ
کو بہت جلد پہونچا دونگا اور آپکا نامہ اُس تک پہونچا دونگا یہ سُنکر ایرج بہت خوش ہوا اور اُسی وقت ایک نامہ
بنام مالک بن ملکوت شاہ بدین مضمون تحریر کرکے یکہ بہادر کے حوالے کیا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ
آگاہ ہو کہ مین الحمد للہ دست سیاہ دیو کی قید سے چھوٹ کر اور اُس نکاشہ کو مار کر مع طاق سکندری سے
اقبال شاہ کو چھڑا لایا ہون تم میرا نامہ دیکھتے ہی جلد اپنے کو مجھ تک پہونچا دو اسلیے کہ ابھی خدا پرست
میرے آنے سے مطلع نہین ہین ابھی تمھارا نکل آنا سہل ہی اور اگر تمنے ذرا بھی تعویق کی اور خدا پرست میرے
ظاہر ہونے سے مطلع ہوگئے تو پھر نکلنا تمھارا بہت دشوار ہو جائیگا بس یکہ بہادر اُسی وقت اُس نامے کو
لیے ہوے روانہ ہوا ادھر چند روز کے بعد قریب شہر شہری حصار کے پہونچ کر قیام کیا کہ وہان سے لشکر لندھور
سعدان کا پانچ چار کوس پر تھا اور اُس گاؤن مین ایک پیرزال اور ایک پیر مرد اُسکا شوہر ایک مدت
سے قیام پذیر تھا یکہ بہادر نے اُنسے جا کر ملاقات کی اور کہا کہ ای پیر مرد جلد میرے واسطے بچند مرغ اور
شراب مہیا کر اُسنے کہا کہ صاحب سچ تو یہ ہی ان چند دنون کا نام بھی یہان نہین شراب کی اور مٹھائی البتہ ممکن
ہوسکتی ہی کہیے تو جاکر مہیا کر لاؤن چونکہ یکہ بہادر نے کئی دن سے کچھ نہ کھایا تھا جھلا اُٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ
نہین جس طرح ہوسکے انڈے اور شراب میرے واسطے مہیا کر ورنہ مین بہت بُری طرح تجھسے پیش آؤنگا اور تیری
ناموس مین خلل انداز ہونگا پھر تجھے رستے مین پڑیگا تجھے تو ایسا دبا نہ سمجھنا مین بہت بڑا آدمی ہون
اور اگر تو انڈے اور شراب مہیا کر لائیگا تو تجھے بہت کچھ انعام دونگا اور تجھسے بہت خوش ہونگا یہ سُنکر اُس
پیر مرد نے کہا کہ ای صاحب ہم تو ایک کمزور اور بوڑھے آدمی ہین آپکا کیا بنا سکتے ہین آپ زور آور آدمی ہین

جو چاہے وہ ہمارا حال بنا دے لیکن جب یہ اشیا یہاں ممکن ہی نہیں اور ممکن ہونا کیسا سنے کبھی نام بھی ان چیزوں کا
سوائے آپ کے اور کسی کی زبان سے نہیں سُنا تو ہم لائیں کہاں سے آپ کا غصہ بیکار ہے جب یہ سنتے ہی بکہ بہادر
نے اس پیر مرد کے کئی کوڑے بہت زور زور سے مارے کہ وہ پیر مرد تڑپ گیا اور بلبلا کر دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار
تو خوب جانتا ہے کہ ہم مظلوم ہیں اس ظالم کو ظلم کی تو ہی سزا دینے والا ہے کہ ہم بالکل بے قصور ہیں یہ سنکر بکہ بہادر
نے کہا اب خدا تیرا تیری فریاد کو پہونچتا ہے اور یہ کہکر بارادۂ فعل بد اس پیرزال کو اپنے آگے کھینچا یہ ماجرا دیکھ
وہ پیر مرد اور بھی ہائے ہائے کرکے رونے لگا اور دعا کرنے لگا اتفاقات روزگار قضا سے کافر شکن رزم جا شیر بیشۂ وغا
نہنگ بحر شجاعت دردریائے فتوت صف شکن و صفدر اسد بن کرب ولاور شکار کھیلنے کو نکلا تھا اور ایک
ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا آتا تھا آتے آتے اس رباط کے پاس آگیا اس ہرن کو شکار کیا اور سبب
حرارت آفتاب کے تشنگی نے غلبہ کیا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو کر خیال کیا کہ اس رباط کے اندر
میٹھا پانی ملیگا چلکر سیراب ہو جئیے یہ خیال کرکے آگے بڑھا اور یہاں اُس وقت پہونچا کہ بکہ بہادر اُس پیرزال
کو عریاں کر چکا تھا اور وہ عورت چلا رہی تھی اور بکہ بہادر سے منت کر رہی تھی کہ ای شخص از برائے خدا
مجھے چھوڑ دے اور بے سبب ستم کرا رہے میں نے تیرا کوئی قصور نہیں کیا اور دوسرے مجھ بڑھیا سے
تجھے کیا حظ ہوگا لیکن یہ کسی کی نہیں سُنتا اور اپنے ارادے کو میدان وقوع میں لایا چاہتا ہے اور جب وہ پیر مرد
تڑپ کر فریاد کرتا ہے تو یہ اُسے کوڑا اُٹھاتا ہے اور اُسکے مارنے کا قصد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بس خاموش رہ نہیں
تو مارتے مارتے کوڑوں کے اُدھیڑ دونگا کیوں تو نے میری نافرمانی کی اب تو نے میری عدول حکمی کی ہے تو اُسکا
خمیازہ بھگت اب اسد غازی نے جو یہ فساد دیکھا اُسکی تڑپ اور بیقراری پر رحم کھا کر اُس پیرزال کو اس
حرامزادے کے پنجۂ ستم سے چھڑا کر اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ او مردود تو حکومت صاحبقرانی کے احاطے
میں ایسے مظالم سخت کا مرتکب ہوا اب تو بھی اسکی سزا بھگت القصہ بکہ بہادر کو تو باندھ کر کھڑا کر دیا اور اُس
پیر مرد سے کہا کہ ای پیر مرد صاف صاف اور مفصلاً بیان کر کہ یہ کیا ماجرا تھا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اصل
حقیقت یہ ہے کہ اس شخص نے آنے کے ساتھ ہی مرغ کے انڈے اور شراب مجھ سے طلب کی اور کہا کہ اگر نہ لائیگا
تو میں بہت بُری طرح پیش آؤنگا جب میں نے انکار کیا اور اس سے کہا کہ میں نے تو یہاں ان چیزوں کا نام بھی
نہیں سُنا اور آنکھ سے نہیں دیکھا میں لاؤں کہاں سے یہ سُنکر اس شخص نے کئی تازیانے مارے کہ میں بلبلا گیا
جب میں نے فریاد کی تو اسنے میری ناموس پر دست انداز ہی چاہی ای شہریار یہ تو بڑی قیامت کا مقام ہے
کہ امیر حمزہ صاحبقران کی عملداری میں ایسے مظالم سخت ہم پر گذر جائیں یہ سُنکر اسد غازی نے بکہ بہادر
سے کہا کہ ای شخص تو بہ کان کھولکر سُن میں حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسہ ہوں اسد بن کرب
نام میرا نام ہے اور حرامزادے حلالزادے کو میں خوب پہچانتا ہوں اگر تو نے اپنی کیفیت مشرح
ومفصل بیان کر دی تو خیر تجھے چھوڑ دونگا اور کچھ نہ کہونگا اور اگر تو نے ایک شمہ بھی جھوٹ کہا تو قسم ہے اُسی
پروردگار عالم کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا تو اپنا
نام اسد غازی سے مت چھپا بکہ بہادر نے کہا کہ اچھا ای شہریار میں بھی صاف صاف بیان کیے دیتا ہوں
ای شہریار میں ایرج نوجوان کا ملازم ہوں بکہ بہادر میرا نام ہے اسیخ تو چرا ان الظفر وفت صادق کی قید
میں تھا اب وہ اُسے مار کر چھوٹا ہے اور نہ طاقت سکندری سے خبر اسکو تیرا سکے یا کھڑ لگا ہے جبکہ

نامہ دے کر مالک بن ملکوت شاہ پاس بھیجا ہی اسد غازی نے کہا نامہ مین دیکھون یکہ بہادر نے نامہ دیا
اسد غازی نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی مشکین یکہ بہادر کی کھلوا دین اور کہا کہ تو نے سچ سچ حال جو
بیان کیا اس سبب سے تجھے چھوڑ دیا اب جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جا یکہ بہادر اسد کے پیرون پر گر پڑا
اور عرض کیا کہ اب غلام کہان جائے مین حضور ہی کے پاس رہونگا اسد غازی نے کہا تو مسلمان ہو اور کلمہ طیبہ
تلقین کیا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے کہا کہ اے یکہ بہادر مجھکو تو لشکر ایرج کی جانب
لیچل اُسنے کہا کہ بہت اچھا اسد مع رفقا روانہ ہوا بعد کئی روز کے جہان لشکر ایرج نوجوان کا تھا وہان
پہونچا دن کو تو دامان کوہستان مین رہا رات کو جہان لشکر پڑا تھا شبخون مارنے کو روانہ ہوا اگر ایرج نوجوان کا
حال سُنیے کہ جب وقت قلعہ قمر بخش کے قریب پہونچا ہرکارون نے عرض کیا کہ اے شہریار قارن قمر بین نجومی
ہے آپ کی قدمبوسی کے واسطے آتا ہے ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار اُسے کوئی روکے نہین جب قارن قمر بین
ایرج کی خدمت مین آیا نذر دی گرد پھرا تصدق ہوا ایرج نوجوان نے کہا اے قارن قمر بین ہمارے واسطے
احکام نکالو اُسنے کہا بہت اچھا غرض اُسی وقت قارن قمر بین نے قرعہ پھینکا حال دریافت کرکے عرض کیا
کہ آپ صاحبقران عالم ہونگے تمام ملک باختر مین آپ کا عمل ہوگا اور چپکے سے کان مین کہا کہ ایک معشوقہ
پر خواب مین عاشق ہوئے ہین اور ظاہر مین بھی اُسے دیکھا ہو جلد اُسکے وصل سے آپ کامیاب ہوا چاہتے ہین
ایرج یہ سُنکر بہت خوش ہوا قارن قمر بین کو خلعت دیا دو پہر رات گئی تھی کہ پھر اسد بن کرب غازی
شبخون لشکر ایرج پر گرا اور بارہ ہزار بوق برابر سے بجنے لگی سوتے جاگتے کمانتے پیٹتے کو قتل کرنا شروع کیا
خیمون مین آگ لگا دی طنابین کاٹ دین اور لشکر والون کی یہ کیفیت کہ کچھ لوگ اس خیمے سے نکلے اور کچھ
اُس خیمے سے باہر آئے یہ اُنکو حریف سمجھے اور وہ اِنکو حریف سمجھے باہم لڑنا شروع کیا اسد غازی یہ تماشا
بھی دیکھتا جاتا تھا اور قتل مین بھی مصروف تھا یہانتک کہ تمام لشکر کو یونہین آپسمین لڑوا دیا اور کٹوا دیا
اور خود بھی خوب قتل کیا تلوارین مارتا ہوا خزانے پر پہونچا جو نگہبان خزانے کے تھے اُنکو مار کر دو دو صندوق
ہر قزاق نے اُٹھا اُٹھا کر اپنے اپنے مرکب پر رکھ لیے اور صاف نکلے ہوئے چلے گئے صبح کو ایرج جو سوکر اُٹھا
غل سُنا کہ کوئی شبخون آکر گرا اور خزانہ لوٹ لیگیا اور کئی ہزار آدمی مارے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ ارے
دریافت تو کرو کہ کوئی دشمن کا بھی مارا گیا یا پکڑا گیا دریافت جو کیا تو کسی حریف کا لاشہ نہ تھا سب آفتاب پرست
مارے گئے تھے ایرج حیران ہوا اور وہان سے کوچ کیا جب منزل پر اُترا چوکیان پہرے قائم کیے ادھر
اسد جو صندوق جواہر کے لوٹ لیگیا تھا جواہر تو صندوقون سے نکال لیا اور ہڈیان کنکر پتھر سرگین اسپ
و خر جوتیان باندون کے چیتھڑے ان صندوقون مین بھر کر آکر لشکر ایرج پر نعرہ کیا کہ اے آفتاب پرستان
منم دار اے صاحب راے سواد اعظم ہندوستان جانشین امیر حمزہ صاحبقران رستم زمان لندھور بن
سعدان کہان جاتے ہو میرے ہاتھ سے یہ کہکر شبخون مارتا ہوا آپسمین اہل لشکر کو لڑواتا ہوا خزانے پر آیا نگہبانون
کو مار کر وہ صندوق جو لیگیا تھا رکھدیے اور اور صندوق جواہر لیکر لڑتا ہوا چلا گیا ایرج پچھلے پہر سوار ہوا
جدھر آتا تھا لڑائی موقوف ہو جاتی تھی آپسمین ایک دوسرے کو پہچانتا اور تمام صبح لڑائی موقوف ہوئی
ایرج نوجوان نے پوچھا کہ کوئی حریف بھی مارا گیا یا گرفتار ہوا دریافت کیا تو کوئی نہ تھا نہایت متحیر ہوا
خزانے پر آیا حال خزانے کا دریافت کیا تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ جو کل صندوق غائب ہوگئے تھے وہی

گرے ہیں اور نہیں سکتے سب صندوق مقفل اُسی طرح ہیں ایرج پھر بارگاہ میں آیا اور کہا کہ یہ کون شخص شبخون مارتا ہے لوگون نے بیان کیا کہ نعرہ تو لندھور بن سعدان کا تھا اقبال شاہ بولا کہ لندھور بن سعدان کا یہ کام نہیں ہے ایرج بولا سچ ہے یہ کام اُسی دیوانے کا ہے ایک اور شخص نے عرض کیا کہ آواز برق کی بھی تھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ چالاکی اُسی کی ہے آج رات کو مین خود طلایہ کا گشت پھرونگا اُسے گرفتار کرونگا میعاد رشک دراز گردن نے عرض کیا کہ اے شہریار آپ تکلیف نہ اُٹھائیں غلام یہ خدمت بجا لائیگا جب مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو آپ کچھ کیجیے گا ایرج نوجوان نے منظور کیا اور کہا کہ اے میعاد رشک دراز گردن اُس سے خوف نہ کرنا وہ بہت مکار ہے میعاد بولا اُسے مین زندہ گرفتار کرلاؤنگا اور سرِ شام سے اپنے لوگون کو ساتھ لیکر طلایہ کا گشت پھرنے لگا اور اُدھر اسد غازی کو ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر ایرج مین بڑی نگہبانی ہے اور میعاد رشک دراز گردن طلایہ کی گشت پر ہے اور ایرج نوجوان سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص شبخون کرتا ہے مین اُسے زندہ گرفتار کرلاؤنگا یا سر اُسکا کاٹ لاؤنگا فتاح پلنگینہ پوش اور اندلس تیز رفتار وغیرہ نے اسد غازی کو سمجھایا کہ اے شہریار آج نہ جائیے اسد غازی نے کہا کہ اگر آج نہ جاؤنگا تو وہ عادی کافر سمجھیگا کہ جو شخص شبخون مارتا تھا وہ مجھسے دب گیا آج جاکر اُس کافر کو سزا دے آؤن تو پھر نہ جاؤنگا اور میعاد کیا مرغا ہے کہ جس سے مین دبونگا فتاح پلنگینہ پوش نے کہا کہ صاحبزادے ہم تمھارے ساتھ ہین جو تمھارا جی چاہے وہ کرو غرض پہر رات گئے اسد غازی سوار ہوا اور دو پہر رات گئے لشکر ایرج پر نعرہ کرکے گرا اور قتل کرنے لگا خیمون کی طنابین کاٹ دین آگ لگا دی اور غلغلہ ہوا کہ وہ حریف آیا آپسمین ہر ایک نے کہا کہ میان شب تیرہ و تار ہے خیمے سے باہر نہ نکلو اپنا بیگانہ پہچان نہین پڑتا یہ کہ رہے تھے کہ عیارون نے بھی طنابین کاٹ دین کسی کا مُنھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے پانون پر ضرب آئی بہت سے مر گئے ایک آدمی نے کہا کہ افسوس باہر نکلتے تو کچھ ہاتھ پانون ہلاتے یہان گھٹکے کی موت مرتے ہین جی کا ارمان جی ہی مین رہا بعضون کا یہ نقشہ تھا کہ رنڈی کے ساتھ سوتے تھے کہ غلغلہ شبخون کا جو ہوا اُٹھکے مسلح مکمل ہوکے گوڑہ تو ٹٹولے رنڈی کی چوٹی پکڑ کر کھینچی اُسنے کہا کہ میان ایسے بدحواس ہو تو حریف سے کیا لڑوگے تم تو آپ ناک چوٹی گرفتار ہو کہا کہ ہان بی بی بھول گیا چوٹی اُسکی چھوڑ دی باہر نکلے مارے گئے بعضے آپ بھی سپاہی تھے مسلح و مکمل ہوکر نکلے سائیس نے بھی گھوڑا تیار کیا تھا مگر اگاڑی کھولی پچھاڑی کھولنا بھول گیا تھا میان جو آکر سوار ہو گھوڑے کو ایڑ مارتے ہین گھوڑا چلتا نہین کوڑے بھی مارتے ہین جھنجلا بھی رہے ہین کہ چار سو کو لیا تھا وقت پر سقط ہوگیا ہے چلا نہین جاتا ایک کوڑا فوتے پر گھوڑے کے جو پڑا گھوڑے نے تلملا کر جھٹکا دیا میخ پچھاڑی کی اُکھڑ کر اُنکی پیٹھ پر پڑی سمجھے کہ حریف نے گرز مارا ہے ہاے کرکے گرے اور حریف نے پہونچ کر اُنکے ٹکڑے کیے بعضون کا یہ نقشہ تھا کہ مثل جو ہوا لنگی باندھے سوتے تھے گھبرا کے خدمتگار سے کہا کپڑے لاؤ اُسنے کپڑے لاکر سامنے رکھدیے زیرجامہ کو پائجامہ سمجھکر دونون آستینون کو پانون مین پہننے لگے وہ کب پانون مین آتی ہین درزی کو گالیان دے رہے ہین کہ کہا تھا حرامزادے سے کہ مُہریان تنگ رکھنا اُسنے تنگ کردی ہین خدمتگار نے کہا کہ پیر و مرشد یہ جامہ ہے زیرجامہ نہین ہے کہا میان سچ ہے بدحواسی مین کچھ معلوم نہین ہوتا بعضون نے زیرجامے کو جامہ سمجھکر دونون ہاتھ مُہریون مین ڈالے اور میانی مین سر ڈالے ہوئے مثل شیخ سدو کے کھیل رہے ہین درزی کو گالیان دے رہے ہین کہ کہا تھا حرامزادے سے کہ گریبان تنگ نہ رکھیو نا ناظرہ بران یہ کہ گریبان رکھا ہی نہین خدمتگار نے کہا پیر و مرشد یہ جامہ نہین ہے زیرجامہ ہے کہا کہ بدحواسی مین کچھ معلوم نہ ہوا غرض عجب کیفیت ہے اور اسد قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے

میعاد کو خبر پہونچی کہ وہ حریف آ پہونچا میعاد اُسی طرف آ پہونچا جب اسد غازی کے قریب پہونچا للکارا کہ اے تیرہ رای
خیرہ سر تو نے تو غضب کیا کہ خزانہ لوٹ لیگیا بہت سے لوگون کو قتل کیا اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا اسد
نے کہا او حرامزادے وہ تیرا آقا جو ہی بزار بچہ ہین اُسکو کیا سمجھتا ہون تو کیا ہی میعاد درشت دراز گردن نے
کہا ارے تو ایرج نوجوان صاحبقران کو برا بھلا کہتا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر ارّہ پشت پر مارا
اسد غازی نے آتے ہی ارے پر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہگیا
وہ بھی پھیر کر مارا اسد غازی نے خالی دیا بعد اُسکے اسد غازی نے تلوار ماری کہ میعاد کی کمر پہ پڑی کہ
تمام بند و ترکش کو کاٹ کر چار آئینہ پر آئی یاقوت درمیان چار آئینہ کے تھا اُسپر تلوار ٹھہری اگر وہ نہ ہوتا تو میعاد
کے دو ہی ٹکڑے ہوگئے ہوتے اسپر بھی پہلو کو کاٹا کہ آنتین نکل آئین میعاد پکارا کہ ہاے مجھے مارا اور پیٹ پکڑکر
جھکا جھکتے ہوئے پر اسد غازی نے دوسری تلوار ماری کہ پشت و شانہ نشانہ ہوا تیسری تلوار سر پر ماری کہ
زخم کاری لگا لگتے ہی اس زخم کے میعاد بھاگا بھاگتے مین جو تیر دون پر تلوار پڑی لوگ میعاد کو لیکر بھاگ گئے
سامنے سے چلے گئے اسد غازی بھی لوگون کو قتل کرتا ہوا صاف نکلا ہوا چلا گیا جب صبح ہوئی میعاد کو
ایرج نوجوان کے سامنے لاے میعاد تو بیہوش تھا لوگون نے حال بیان کیا ایرج نوجوان نے اُسکے زخم
مین ٹانکے لگوائے جب میعاد کو ہوش آیا ایرج سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان آپ تو کہتے تھے کہ اسد
دیوانہ بہت کمزور ہی مین نے تو اُسکو اژدہاے دمان پایا آپ سے مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان
سمجھا کہ یہ شاید اسد غازی نہین ہی کوئی اور ہی کہا خیر آج رات کو مین خود مستعد رہونگا یہی باتین تھین کہ
یکہ بہادر نے جو نامہ ایرج نوجوان کا لیکر مالک بن ملکوت شاہ کو لینے گیا تھا سامنے سے آکر سلام کیا
ایرج نے یکہ بہادر سے کہا کہ کیون تو نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دے آیا بولا کہ نامہ کیسا جان میری بچگئی
اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ از روے ترس مین اسلام اختیار کرکے اسد غازی سے اپنی جان بچا رہا
مجھکو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر پر آیا کئی شبخون مار چکا ہی اور اس وقت داماں کوہستان مین فلان مقام
پر گھوڑون کے نعل بند ہوا رہا ہی مین فرصت پاکر نگاہ بچاکر یہان چلا آیا ایرج پکارا کہ او حرامزادے جب بہت
سے آدمیون کو قتل کرا چکا خزانہ میرا لٹوا چکا تب آکر مجھے خبر دی ہی یہ کہکے تلوار کھینچکر ماری کہ یکہ بہادر کے
دو ٹکڑے ہوگئے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکر اسد غازی کی خبر تو لاؤ کہ کسی مقام پہ ہی یا نہین اُسی وقت ہرکار
گئے اور خبر لاے کہ سچ ہی اسد نعلبندی کروا رہا ہی بس ایرج جو جلدی تمام سوار ہوکر بہ نیت قتل اسد غازی چلا
اسد یہان بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ایرج کو میری
خبر کسی نے دیدی ایرج خود چڑھا آتا ہی اور کہا کہ دیکھو تو یکہ بہادر کہان ہی عرض کیا کہ وہ بڑی دیر سے یہان نہین ہی بولا
کہ معلوم ہوا یہ فساد اُسی نے برپا کیا ہی جلد سوار ہو یہ سوار نہ ہونے پائے تھے کہ ایرج نے نعرہ کیا کہ باغی او دیوانے
مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے اور ادھر اسد للکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری جو
تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا خداے ما بزرگ است اور یون ہی بچاکر لشکر ایرج پر لگی تلوار چلنے غلغلہ و دار و گیر بلند ہو
مگر اسد کا یہ عالم ہی کہ لڑتا جاتا ہی اور پسپا ہوتا جاتا ہی یہانتک کہ لڑتے لڑتے دامن کوہ مین پہونچا کہ وہ پہاڑ
بہت بلند تھا پس مع اپنے سمند کے اُس پہاڑ پر چڑھ گیا اس امید پر کہ دن کو پہاڑ پر سے لڑینگے اور رات کو
اُدھر سے اُتر کر چلے جائینگے اب ادھر جو پہاڑ کے آیا اور دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہی کہ اگر کودے تو زمین

آتے آتے جان نکلجاے بلکہ زمین معلوم نہین ہوتی ایک تاریکی سی نظر آتی ہی بس اسد بہت پریشان ہوا کہ افسوس
مفت مارے گئے اب کسی طرح جان نہین بچتی آپ اپنے پیرون سے اجل کے منھ مین آے رفقا نے کہا کہ پروردگار
خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا آج کی شب تو جس طرح ہو بسر کیجیے صبح کو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اسد بولا کہ ان بھائی
جو مرضی الٰہی لیکن ایرج جو زیر کوہ آیا چاہا کہ اوپر پہاڑ کے جاے تمام رفیق مانع ہوئے کہ شام قریب ہی ایرج
نے کہا کہ یہ دیوانہ نکلجائیگا پھر میرے ہاتھ نہ لگیگا قارن قہرمین بولا کہ ای شہریار اس سے اطمینان رکھیے اور کسی طرف
راستہ نکلجانے کا نہین ہی مجھکو خوب معلوم ہی پہاڑ نہایت بلند ہی اگر اسد رات کو چلا جاے تو آپ مجھکو جھوٹھا
جانیے گا اس عرصے مین اور لشکر ایرج کا آگیا حکم کیا کہ گھیر گردہ کوہ کو اترو کہ یہ دیوانہ نکلکر چلا نہ جاے تمام
لشکر ایرج اس پہاڑ کا محاصرہ کرکے اتر پڑا ایرج جاکر خیمے مین داخل ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مگر یہان
اسد کمال فکرمند ہی کہ افسوس ہاتھ سے اسا بچہ بازاری کے تو مارا گیا اور ان سبھون کو بھی قتل کرایا سکوت مین
بیٹھا ہوا ہی اور غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا ہی جملہ رفقا بھی حیران و پریشان بیٹھے ہین کبھی اسد کہتا
کہ چچا فتاح آپ تو بابا جان کے ساتھ رہے ہین بہت سے شبخون مارے ہین کوئی تدبیر تو بتایے فتاح نے کہا
کہ میری جان مجھکو اگر کوئی تدبیر سوجھتی تو مین بیان نہ کرتا سواے مرجانے کے اور کوئی تدبیر نہین ہی سب سے پہلے ہم اپنی
جان نثار کرین تب بہتر آج آنے دینگے اسد نے سر جھکا لیا اور پھر باغبان فکر کو گلشن سینہ پر لگا کر رفقا ہزار ہزار
طرح کے گلدستے تدبیر کے لا لاکر اسکے سامنے رکھے کوئی رنگ پسند نہ ہوا پھر سر اٹھایا کہا کہ کیون چچا اندلس تم
کوئی تدبیر کروگے بولا کہ صاحبزادے مین بھی متحیر ہون کیا کرون اگر فرمایے تو ایرج کو پکڑ لاؤن اسد
نے کہا کہ اس سے بہتر تو کوئی تدبیر نہین ہی مگر ایرج ہاتھ نہ لگیگا آج کی رات وہ جاگ کر بسر کریگا اور اگر سو بھی جائیگا
تو بڑی نگہبانی اور پاسبانی رہیگی اور قطع نظر اسکے قارن قہرمین سا ہوشیار و دانا وہان ہی تم جاؤگے تو خدا اٹھا
اگر ایسا نہ جانتا تو مین خود جاتا اور اس پاجی کو پکڑ لاتا یہ کہکر پھر سر جھکا لیا ابھی نقاش خیال نے کچھ نقشے پیش کیے ایک نقشا
انہین سے پسند آیا اچھل پڑا اور پکارا کہ وہ مارا لنگا کودنے لگا ٹوپی اچھالنے اور کہا کہ میان تم سب خوب خوش ہو کہ اسی
بلا سے خدا نے نجات دی سب رفیقون نے عرض کیا کہ فرمایے تو کیونکر ہمکو نجات ہوگی بولا کہ دیکھو کسطرح تمکو مین لیے چلتا ہون
اور کہا کہ صاحبو تم سب بارہ ہزار ہو اور سب کے پاس کمندین ہین سب اپنی اپنی کمندین مجھے دو سب نے کمندین اپنی اپنی
دین اسد نے ایک کمند دوسری کمند مین باندھی اور دوسری تیسری مین اور تیسری چوتھی مین اسی طرح ہزار کمندین
بندھ گئین اب اسد نے پہلے ایک آدمی کو اتارا وہ نیچے اترا اور پھر چڑھ کر آیا کہا کہ شہریار نیچے زمین بہت صاف و شفاف
ہی شوق سے چلیے اسد نے کئی کمندین اسی طرح جوڑ کر پہلے سب مرکب اتارے بعد اسکے تمام رفقا اور قزاقون کو اتارا
اور آپ کمندین پکڑے رہا جب سب اتر چکے ایک قزاق کہ زجاجام اونٹک اسکا نام تھا وہ رہگیا اسد نے کہا کہ مین کمند
پکڑے ہون تم بھی اتر جاؤ مین کہین چھپ کر بچ جاؤنگا اسنے عرض کیا کہ شہریار مجھکو اپنی جان سے آپکی جان زیادہ عزیز
نہین ہی آپ اتر جایے مین کمند پکڑے ہون شہریار اگر مین ایک آپ پر سے نثار ہو جاؤنگا تو مین بوڑھا ہون آپ کے
باپ کا رفیق ہون آپ میرے بال بچون کو بہت سا کچھ دینگے اور جو خدانخواستہ آپ کے دشمن مارے گئے اور ہم
بچے تو کس کام کے ہم ایسے ہزارون نثار ہو جائینگے اور جو آپ نہ جائینگے تو مین اپنے تئین ابھی ہلاک کر دونگا اسوقت
اسد نے کہا ای زجاجام مرحبا صد مرحبا رفیق جانثار ایسے ہی ہوتے ہین خیر اچھا تم یہان رہو کیا مجال ایرج کی جو
تمھین قتل کر سکے ای زجاجام صبح کو ایرج جو تجھے ڈھونڈھتا ہوا پہاڑ پر آوے اور حال میرا پوچھے تو صاف صاف حال میرا

کہدینا اور یہ کہنا کہ ای ایرج اسد نے کہدیا ہی کہ اگر زرجام کو ایذا پہونچائی تو مین آکر تجھکو تیرے لشکر مین مار ڈالونگا
اور جو زرجام اونک کو تو ایذا نہ دیگا تو مین تیرا احسان مانونگا یہ کہکر کمند کا سرا زرجام کے ہاتھ مین دیا اُسنے کمند پکڑ لی
اسد اُتر گیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر مع رفقا ایک جانب کو چلا گیا زرجام آکر ایک جا سو رہا جب چار پہر رات گذر گئی
اور صبح کو ایرج بیدار ہوا خیمے سے باہر آیا خبر پوچھی افسران فوج نے عرض کیا کہ ہم چار پہر رات جاگا کیے چڑیا تک
نہین اُتر جانے پائی ایرج خوش ہوا اور مسلح و مکمل ہوا رفیق بھی سب مسلح ہوئے قارن نے قسمین سے کہا کہ اگر دیوانہ بھاگا
دیوانہ پہاڑ پہ ہے ابھی تک تو نہین گیا قارن نے کہا کہ پیر و مرشد اودھر تو جانے کا راستہ نہین ہے وہ جائیگا کیونکر یہی باتین
کرتے ہوئے اوپر پہاڑ کے آسے دیکھا تو پہاڑ پر کوئی نہین معلوم ہوتا ایرج نوجوان نے کہا ای قارن مجھے نہین معلوم ہوتا ہے
کہ یہ دیوانہ کسی تدبیر سے چلا گیا اور غضب کیا تو نے کل مین پہاڑ پر چڑھتا تھا تو مانع ہوا آخر دیکھا تو نے کہ وہ زندہ و سلامت
چلا گیا قارن نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہاڑ پر چڑھ کے دیکھیے تو سہی مین نے جو عرض کیا وہ سچ ہی یا جھوٹ ہی کہ
راستہ نکلنے کا ہی یا نہین اور جانا دیوانے کا بڑا تعجب ہی ایرج پہاڑ پر چڑھ آیا ہر چند دیکھا کوئی آدمی نظر نہ آیا اور
کسی کو نہ پایا اور بلندی کوہ کی اسقدر دیکھی کہ زمین نظر نہین آتی تھی حیران ہو کر بولا ای قارن تو سچ کہتا ہی یہان
تو اُتر جانے کا راستہ نہین ہی پھر یہ دیوانہ کیونکر چلا گیا اگر یہ کہیے کہ پر پرواز پیدا کر کے اُڑ گیا یا دیو پری آکر اُٹھا لیگئے یہ
بات قابل قیاس کرنے کے نہین ہی یہی باتین کرتا ہوا پہاڑ پر سے نیچے اُترنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ایک شخص دیوانے کے
ساتھ کا کھڑا ہی ایرج نے اُسے اپنے پاس بلایا پوچھا کہ تو کون ہی وہ بولا کہ مین قریبی باشی کرسب غازی کا ہون نام میرا
زرجام ہی ایرج نے کہا ای زرجام سچ سچ کہنا کہ اسد کیونکر پہاڑ پر سے چلا گیا اور اگر سچ نہ کہیگا تو ابھی تجھے قتل کرونگا
اُسنے تمام سرگذشت از ابتدا تا انتہا بیان کی کہ کمندین جوڑ کر اُتر گیا ایرج نے کہا کہ یارو اسے دیوانہ کون کہے لاکھ سیانون
کا ایک سیانہ ہی ایسی راہ ہولناک سے کس طرح سہل مین چلا گیا ہی اُسی کا کام تھا کمال عاقل ہی دیوانہ بکار خود ہوشیار جو
سُنا تھا وہ اسد ہی ہی پھر ایرج نے کہا کہ ای زرجام اب اسد کہان گیا اُسنے کہا کہ مجھے کیا معلوم اور بالفرض اگر معلوم بھی
ہوتا تو مین کب بتاتا بس یہ کلمہ سُنکر ایرج اسقدر برہم ہوا کہ مارے غصے کے بال تن پر کھڑے ہوگئے گویا کسی نے آتش کینہ
قلب مین مشتعل کر دی حکم کیا کہ جہانتک مارا جائے اس نامعقول کو مارو پس جب اُسپر کوڑے پڑنے لگے زرجام چلایا کہ ای
آفتاب پرست جسقدر تیرا جی چاہے تو مجھے ایذا دے اسد اسکا عوض تجھسے لیگا تیرے بادشاہ کو اس سے زیادہ ماریگا
اور مین تو اپنے آقا پر اپنی جان نثار کر چکا ہون غرض ایرج نے سو بانس زرجام پر تڑوائے جب وہ بیہوش ہوگیا کہا کہ قید کرو
اور پہاڑ سے نیچے چلا ادھر اسد لشکر ایرج پر اور شبخون کرا خیمون مین آگ لگادی مال و اسباب لوٹا خوب آفتاب پرستون کو
قتل کیا اقبال شاہ پائخانے مین چھپا تھر تھر کانپا کیا اسد مار پیٹ کر چلا گیا ایرج کو ہرکارون نے خبر دی کہ دیوانے نے لشکر پر
شبخون مارا ایرج یہان سے دوڑا جب وہان پہونچا اسد جا چکا تھا اقبال شاہ کمال رنج خائف و ترسان ایرج کے پاس آیا
کہا کہ آج جان ہماری بچگئی یا کسی دن دیوانہ مار ڈالیگا آپ ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہین یہ تو بتلائیے آپ جا کر کیا
کر لیتے ہین وہ آپ کے ہاتھ لگتا ہی ایرج نے کہا ای اقبال شاہ اس دیوانے کو ناحق کا مجھسے بغض ہی خیر کبھی تو میرے ہاتھ
لگیگا غرض رات کو تو آرام کیا صبح کو کوچ کر کے روانہ ہوا قریب قریۂ قارن کے پہونچا قارن نے دست ادب باندھ کر عرض کیا
کہ حضور اس قریہ کو بیقدار کو سرفراز فرمائین اور جو کچھ ماحضر ہو اُسے تناول کرین تاکہ عزت غلام کی زیادہ ہو جائے مشہور ہوگا کہ
صاحبقران آفتاب پرستان قارن کے گھر مین آیا تھا ایرج نے کہا ای قارن مین چلتا مگر مجھے دیوانے کا اندیشہ ہی
کہ مین تمھارے ساتھ گیا اور دیوانے نے آکر لشکر کو میرے تاراج کیا سوا اسکے اور امر کے اور کوئی اندیشہ بالکل جھگڑا جانے کو نہین ہی

قارن نے کہا کہ اے شہریار مین نے پیشتر سے کل سامان دعوت مہیا کر رکھا ہی اگر حضور کے قدم مبارک نہ جائینگے تو سب خراب ہو جائیگا
اور محنت میری رائیگان ہوگی ایرج بولا کہ تمھاری خاطر عزیز ہی اقبال شاہ کو لیجاؤ قارن کمال عزت و حرمت سے اقبال شاہ
کو لیگیا اسد دامن کوہستان مین بیٹھا تھا کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آج قارن نے دعوت کی ہی ایرج تو آپ کے خوف
سے نہین گیا اقبال شاہ کو بھیجدیا ہی اسد بھی اپنے رفیقون سے کہہ رہا تھا کہ اس بزاز بچے نے زجام کو کوڑے مارے ہین
اگر اسکے عوض مین اُسکے بادشاہ کو نہ مارا تو اپنا نام اسد نہین یہ خبر جو سُنی کہ اقبال شاہ قارن کے قریہ مین ہی شبرنگ
عیار سے کہا کہ ہماری امانت لاؤ وہ امانت کیا ہی اسباب عیاری کا دستبچہ شبرنگ نے سامنے لاکر رکھدیا اسد نے اُسے
کھولکر سیاہ ہانڈی گلے مین پہنی باندھ عیاری کے بدن پر آراستہ کیے سیاہ دو شالے کا جھرمٹ مارا شبرنگ سے کہا کہ چلو عوض
زجام کا لین شبرنگ ساتھ ہو لیا اسد وہان سے روانہ ہوا یہانتک کہ شہر قارن مین پہونچا ایک شخص سے مکان قارن کا پوچھا
اُسنے جو دو سیاہ پوش دیکھے کہا کہ آپ کیون مکان قارن کا پوچھتے ہین کیا کام ہی کہا کہ اقبال شاہ کی دعوت ہی ہم پیچھے رہ گئے تھے
اب آئے ہین اُسنے کہا کہ یہ راہ جو سامنے گئی ہی ادھر چلے جاؤ وہان داہنے ہاتھ کو راستہ پھرا ہی ادھر کمھارون کا محلہ ہی جب وہ
کوچہ تمام ہوگا تو بائین ہاتھ کو مڑنا اور وہ بازار ہی جلاہون کا جب وہ تمام ہو تو پھر داہنے ہاتھ کو ایک گلی گئی ہی اُس طرف مکان
کچھ ہین اور دکانین صرافون کی ہین جب اُس بازار مین نکلوگے تو سامنے مکان قارن کا ہی اسد نے کہا اے عزیز مجھکو یہ راستہ کبھی
نہ ملیگا تو مجھکو چلکر پہونچا آ مین ملازم ہون اقبال شاہ کا اپنے آقا کی خدمت مین جاتا ہون اور یہ پتا جو تو نے دیا اگر ہزار برس
ڈھونڈھونگا تو نہ پاؤنگا اُٹھ میرے ساتھ چل رہبری کر مین تجھے روپیہ دونگا اُسنے کہا کہ مین فقیر ہون میرے مانگنے کھانے کا وقت ہی
تم لاکھ روپیے دوگے تو بھی نہ جاؤنگا مین نے پتا بتا دیا ہی چاہے تمھین راستہ ملے چاہے نہ ملے اسد یہ سنکر غضبناک ہوا بولا کہ تیرے
لیے وحدت کی ایسی تیسی کی کیا ہی اولاد بچتا نہ چلیگا تو جان سے مار ڈالونگا اور خنجر کھینچا اُسنے خنجر جو دیکھا کانپنے لگا کہا چلیے آپ کچھ نہ دیجیے گا
مین آپ کو پہونچائے آتا ہون آپ چلیے یہ کہکر ساتھ ہوا اور تا مکان قارن آیا اسد سے کہا کہ اب تو مین جاؤن اسد نے کہا اے فقیر
تو یہین بیٹھ مین تجھکو ایک صراحی مرصع لاکر دونگا کہ تجھے تمام عمر حاجت بھیک مانگنے کی نہ ہوگی وہ یہ سنکر خوب ہنسا کہا کہ آپ تشریف لیجائیے
مین کچھ آپ سے نہین مانگتا اسد نے برہم ہوکے کہا کہ تو مجھکو جھوٹا جانتا ہی خیر جھوٹھ سچ میرا تجھے معلوم ہو جائیگا خبردار یہان سے
جانا نہین اور اگر تو چلا گیا تو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی مین ڈھونڈھکے تجھے مار ڈالونگا بلکہ تیری ذریات مین کسی کو زندہ نہ رکھونگا
اُسنے کہا آپ جائیے مین صبح تک تو یہان سے نہ ہلونگا اسد اُسے بٹھا کر روانہ ہوا آکر دیکھا کہ ٹھاٹھ بندھا ہی مشعل و چراغ روشن
ہین ہجوم خلائق ہی انبوہ عام ہی ناچ ہو رہا ہی قانون و بین و رباب و مرچنگ جلترنگ سارنگی بانسری الغوزہ بج رہا ہی ساقیان سیمین ساق
صراحیان مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوئے پلا رہے ہین دورہ جام گردش مین ہی اقبال شاہ تخت زرنگار پر بیٹھا ہوا ہی
رفیق گرد و اطراف مین جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین قارن خدمتگذاری مین مصروف ہی اسد تماشائیون مین ملکر کھڑا ہو
لگا ناچ دیکھنے پہر رات گئے قارن نے کھانا اقبال شاہ کو کھلایا بعد اُسکے آتشبازی کا تماشا دکھلایا دو پہر رات گئے صحبت
برخاست ہوئی طائفے وغیرہ سب چلے گئے اقبال شاہ پلنگ پر جاکے لیٹا دروازے بند ہو گئے اسد مع شبرنگ ایک گوشے
مین پوشیدہ رہا جب دیکھا کہ اب کوئی ڈیڑھ پہر رات باقی رہی ہی اور سناٹا ہوا فقط پہرے والے اور خدمتگار رہ گئے اُسوقت اسد
نے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی کہ نگہبان و پاسبان سب بیہوش ہو گئے اسد نے پکڑکے خنجر سب کے سر کاٹے اور اقبال شاہ
کو بیدار کرکے کہا کہ دیکھ رنگ محفل کو اقبال شاہ نے دیکھا کہ ایک شخص خنجر خون آلودہ لیے سرپر کھڑا ہی اور تمام فرش پر لاشون کا
فرش ہی مسلخ قصابان معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر کانپ گیا کہا کہ آپ کون ہین اسد بولا کہ تو مجھے پہچانتا نہین ہی مین قابض ارواح
کافران ملک الموت آفتاب پرستان اسد نوجوان ہون ارے حرامزادے تو نے اس بزاز بچے کو منع نہ کیا کہ زجام کو ذلیل کر

زجام کو ایرج نے کوڑے مارے دیکھ تو اسکے عوض میں تیرا کیا حال بناتا ہون اقبال شاہ نے موت دیکھا اور کہا ای شہسوار
میدان یکہ تازی وای اسد بن کرب غازی میری کیا خطا ہی میں پہاڑ پر کہان گیا تھا ایرج نے جو کچھ کیا زجام کے ساتھ بہاڑ پر کیا
اور آپ کو اختیار ہی مجھکو چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے میں بے تقصیر ہون اور اقبال شاہ کانپ رہا ہی دل میں کہتا ہی کہ
اب تو مارا گیا یہ دیوانہ کسی طرح جیتا نہ چھوڑیگا اسد نے جو یہ حال اقبال شاہ کا دیکھا کہا کہ تو ڈر نہیں میں تجھے ابھی ڈالونگا
تجھکو اپنے ملازم کے عوض میں پکڑے لیے جاتا ہون جب ایرج زجام اوتاک کو چھوڑ دیگا میں تجھے چھوڑ دونگا یہ کہکر
اقبال شاہ کو جبرا قہرا بیہوشی دیکر پشتارے میں باندھا شبرنگ کے حوالے کیا اور تمام اسباب جواہر نگار اٹھا لیا کمند مارکر
باہر آیا جہان فقیر کو بٹھا گیا تھا وہان پہونچا دیکھا کہ وہ فقیر بیٹھا ہوا ہی صراحی مرصع فقیر کو دی اور کہا کہ اب جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جا
فقیر تو خوشی خوشی چلا گیا اب آپ مع شبرنگ دروازہ شہر کی طرف روانہ ہوا کوتوال شہر قہر پیہ کا کہ شعلہ شب گرد اسکا نام تھا
وہ بیٹھا ہوا سربازار شراب پی رہا تھا اتفاقات روزگار شراب اسکے پاس ہو چکی ہی کچھ پیادون سے کہا کہ تم جاکر شراب لاؤ دس پندرہ
پیادے روانہ ہوئے آپسمین باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ یہ پہر رات شہر اعظم سے بخیر و خوبی بسر کی کوتوال کو کبھی ایسی مشقت
نہین پڑی تھی اور حکم ہی قارن کا کہ رات بھر گشت پھرنا ایک بولا ہم حیران ہین کہ ایک ڈر کسکا ہی جو یہ چوکی پہرا ہی ایک بولا کہ مین نے
سنا ہی کہ کوئی اسد دیوانہ ہی کہ اسنے مارے شبخون کے آفتاب پرستون کو دیوانہ کر دیا ہی اسی کا اندیشہ ہی کہ اقبال شاہ یہان
آیا ہوا ہی ایسا نہ ہو اسنے آکر ایذا پہونچاے ایک بولا کہ میان تمھین سودا ہی وہ یہان کہان آئیگا کوتوال صاحب شام سے گشت
پھر رہے ہین جب سے اقبال شاہ یہان آیا ہی انتہا کا بندوبست ہی یہی باتین کرتے چلے آتے تھے کہ دیکھا دو سیاہ پوش
چلے آتے ہین مگر پشتارہ بدوش ہین آپسمین کہا کہ میان یہ چور ہین کسی کا مال چرا لیے جاتے ہین انھین گھیر کر آدھا بانٹ کر لو
یہ صلاح کرکے آواز دی کہ ای رندو یہ مال کہان لیے جاتے ہو ہم بھی رند ہین آدھا ہمین دے دو نہین تو تمھین پکڑ کر کوتوال کے
پاس لیجائینگے پھر سب مال چھن جائیگا اور قید ہوگے بہتر یہ ہی کہ نصف ہمین دے کے چلے جاؤ اسد نے کہا کہ آؤ تم بھی مال لو
اور پشتارہ رکھکے تلوار کھینچ لیا ایک نیمچہ گرا اور شبرنگ نے خنجر نکالکر ایک لمحہ بھر میں بارہ تیرہ کو مار لیا ایک بھاگ گیا ایک کو زندہ پکڑ لیا وہ
کانپ رہا ہی اسد نے کہا کہ کیون تو بھی مال لیگا اسنے کہا کہ پیر و مرشد میری جان بخشی کر دیجیے تو بڑی بات ہی اور غلام کی
دو جوروان اور چار لڑکیان ہین انکا کوئی خبر لینے والا نہین ہی اسد نے پکارا کہ اچھا مین تجھے نہ مارونگا مگر اس شرط سے کہ تجھے
مین ستون سے باندھے جاتا ہون خبردار سوائے ایرج کے اور کسی سے کلام نہ کیجیو جب ایرج تجھے بلاے اور تجھسے پوچھے کہ
اب حال کہہ تب ایرج سے کہیو کہ ای ایرج اقبال شاہ کو اسد بن کرب غازی نے پکڑ لیا ہی اور کہہ گیا ہی کہ مین اقبال شاہ
کو عوض مین زجام اوتاک کے پکڑ لیے جاتا ہون جس طرح تو نے زجام کے کوڑے لگوائے ہین اسی طرح اقبال شاہ کو بید لگاؤنگا
اور جو تو زجام کو چھوڑ دیگا تو مین اقبال شاہ کو چھوڑ دونگا اور مین فلان پہاڑ پر بیٹھا ہون اگر تو لشکر و فوج لیکر میرے
اوپر آیا تو اسی وقت اقبال شاہ کا سر کاٹ ڈالونگا اور چلا جاؤنگا اور جو تو زجام کو خلعت دیکر چھوڑ دیگا تو مین بھی
اقبال شاہ کو خلعت دیکے رخصت کرونگا القصہ جس طرح تو میرے غلام سے پیش آئیگا اسی طرح مین تیرے بادشاہ کے
ساتھ پیش آؤنگا نام اس پیادے کا فرفرک تھا اسنے عرض کیا کہ ای شہریار مین اس سے زیادہ کرونگا جیسا آپ فرماتے ہین
مجھکو اپنی جان کا اندیشہ کیا نہین ہی آپ ایسے بہادر ہین کہ اس مردانگی سے جب تو اقبال شاہ کو پکڑے لیے چلے تو مجھ غریب کا
مار ڈالنا کتنا بڑا کام ہی مین ہرگز عدول حکمی نہ کرونگا جیسا آپ نے فرمایا ہی ویسا ہی بجا لاؤنگا اسد نے فرفرک کو ستون
مین باندھ دیا اور دیوار قلعہ پر کمند مار کر صاف چلا گیا مگر وہ شخص جو بھاگا تھا وہ سیدھا کوتوال کے پاس پہونچا اور تمام
حال شعلہ شب گرد سے بیان کیا شعلہ وہان آیا جہان لڑائی ہوئی تھی دیکھا کہ لاشین پڑی ہوئی ہین اور ایک پیادہ

ستون سے بندھا ہوا ہے آگے آیا فرفک کو پہچانا اُسے کھولا احوال پوچھا کہ کون تجھے باندھ گیا ہے اُسنے کہا کہ جسنے ان سب کو
قتل کیا کوتوال نے پوچھا ارے وہ کون ہے اُسنے کہا کہ میں ہرگز نہیں کہنے کا کیونکہ اُسنے مجھسے قسم لے لی ہے کہ خبردار سوا لے
ایرج کے کسی سے کچھ نہ کہنا نہیں تو رات کو آکر مار ڈالونگا سو مجھکو جان اپنی دینا منظور نہیں ہے کوتوال نے کہا مفصل حال اگر
نہیں تو میں تجھے قتل کرتا ہوں فرفک نے جو چپ اختیار کی پھر نہ بولا ہر چند ڈرایا دھمکایا کوڑا مارنے کو اُٹھایا مگر اُسنے
جواب نہ دیا اودھر صبح کو گھر میں قارن کے غلغلہ تھا کہ کوئی رات کو آکر بہت سے لوگوں کو مار کر اقبال شاہ کو پکڑ لیگیا
اور اسباب بھی لوٹ لیگیا قارن فکر میں پیچ کھانے لگا کہ افسوس میں ایرج کے سامنے روسیاہ ہوا شعلہ فرفک کو
لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ اسکو حال معلوم ہے یہ نہیں کہتا قارن قدموں پر گرا کہا کہ کچھ تو حال بیان کر اُسنے کہا کہ مفصل
حال ایرج کے سامنے بیان کرونگا اور مجمل یہ ہے کہ اسد بن کرب غازی اقبال شاہ کو لیگیا ہے قارن نے کہا ارے
کیوں لیگیا ہے فرفک اب جو چپ ہوا تو پھر کچھ نہ کہا آخرکار قارن اُسے لیے ہوئے ایرج کے پاس آیا ایرج اقبال شاہ
کا حال پہلے سن چکا تھا نہایت آزردہ خاطر بیٹھا تھا کہ قارن مع فرفک اور شعلہ شب گرد پہونچا اور کہا کہ یہ شخص حال
اقبال شاہ کا جانتا ہے ایرج نے اُس سے پوچھا اُسنے جو کچھ کہ اسد کہ گیا تھا سب بیان کیا ایرج کو تسکین ہوئی اُسی وقت
زرجام کو زندانخانے سے بلایا قید اُسکے بدن پر سے دور کی سروقد تعظیم کر کے پاس بٹھایا اور کہا کہ ای زرجام تقصیر میری
معاف کر اور خلعت دیا زرجام نے کہا کہ اسد نے کچھ کارروائی کی جب تو یہ تیری تعظیم و توقیر کرتا ہے زرجام نے کہا ای ایرج میں نے
پہلے تجھسے کہا تھا کہ مجھکو اندیشہ دشمنی نہ مانا اور اپنے بادشاہ کو گرفتار کرایا ایرج نے کہا کہ جیسا کیا ویسا پایا اور قارن سے کہا کہ
ای قارن تم زرجام کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ساتھ لیجاؤ اسد فلان پہاڑ پر بیٹھا ہے جاکر اُس سے میرا سلام کہو اور زرجام
کو اُسے دے کے اقبال شاہ کو لے آؤ قارن نے گھوڑے پر زرجام کو سوار کیا گھوڑا باساز و یراق مرصع آراستہ تھا
اور خلعت بھاری زرجام کو دیا تھا قارن زرجام کو لیے ہوئے وہاں آیا جہاں اسد پہاڑ پر بیٹھا تھا قارن نے جھککر
باادب سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ جس طرح حضور نے فرفک سے فرمایا تھا ویسا ہی ایرج نے کیا یہ زرجام حاضر ہے
بس اسد نے زرجام کو دیکھتے ہی کہا کہ اقبال شاہ کو بھی خلعت پہنا کر لاؤ اُسی طرح اقبال شاہ کو گھوڑے پر سوار کر کے
قارن کے سپرد کیا اور کہا کہ ہمکو گلہ ایرج سے یہ ہے کہ اُسنے طاق سکندری میں سے چار ہزار صندوق جواہر
و اشرفی کے پائے اور ہمکو ایک صندوق بھی نہ بھیجا آخر کو بزاز بچہ ہے اُسکا دل کیا ہے ایسی ہمت اُسنے کہاں پائی کھانے کو
اچھا اُسے ملا پھولگیا اصل پر آہی گیا مگر خیر وہ پاجی ہے تو اپنے واسطے ہے یہ ایک صندوق ہماری طرف سے اُسے دینا
اور ملازموں سے کہلا بھیجا کہ لاؤ صندوق اُسی وقت صندوق الماس سے منڈھا ہوا لاکر قارن کو دیا کہ یہ ایرج کو
ہماری طرف سے دینا اور ہماری دعا کہنا قارن اقبال شاہ کو اور اُس صندوق کو لیکر روانہ ہوا ہر قدم پر
تعریفیں اسد غازی کی کرتا جاتا تھا مگر بعد قارن فکر میں کے رخصت کرنے کے اسد نے کہا کہ ای چچا قتلح و اکو
پہنچا اندلس اب چلکر چھوٹے نانا الندھور بن سعدان کو دیکھیے اور مالک بن ملکوت شاہ کو چلکر یہ سزا
پہونچاییے اور جو میں نہ جاؤنگا تو مالک بن ملکوت شاہ صاف نکلجائیگا اُسکو زجر و توبیخ کر کے پھر اس آفتاب پرست
کی خدمتگذاری میں آؤنگا یہ کہکر اپنے رفقا اور قزاقوں سمیت ملک سائل کو روانہ ہوا اودھر قارن اقبال شاہ
کو ایرج نوجوان کے پاس لایا ایرج نے احوال پوچھا قارن فکر میں نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان جو اسد غازی
کو دیوانہ کہتا ہے وہ خود دیوانہ ہے اور جو اسد غازی کو نامرد کہتا ہے وہ خود نامرد ہے اسد مرد مردانہ اور شیر فرزانہ
ہے اور وہ دبدبہ اُسکے چہرے پر ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیر بیٹھا ہے وہ باتیں کرتا تھا میرا بند بند کانپتا تھا میں نے لیا

بہادر نہیں دیکھا اور گمان کیا ہے کہ آپ نے خزانہ پایا اور ہمکو کچھ اُسمیں سے نہ دیا اسد نے یہ صندوق آپکو بھیجا ہے
اور آپ ملک سبائل کو مالک بن ملکوت شاہ کی بیٹی کے واسطے لیا ہے ایرج نے کہا لاؤ کہاں ہے وہ صندوق
دیکھوں قارن قہرمین نے صندوق ایرج کے سامنے رکھا ایرج نے کہا کہ یہ صندوق تو میرے صندوقوں میں
کا ہے ارے کھولو تو اس صندوق کو جو کھولا جواہر بیش بہا اور اشرفیاں کہ جنپر سکہ سکندر ذوالقرنین کا تھا نکلیں ایرج نے
پکارا کہ یہ میرا صندوق ہے ارے بلاؤ خزانچی کو جب وہ آیا کہا کہ ہمارا خزانہ نہیں ہے اُسنے عرض کیا کہ آپکے صندوق
اُسی طرح مقفل ہیں ایرج بولا کہ ایک صندوق اُٹھا لاؤ میں دیکھوں تو خزانچی بموجب حکم کے صندوق اُٹھا لایا جونہیں
اُسے کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ اندر اُسکے سرگین اور کنکر پتھر پڑے پائے اور خاک بھری ہوئی ہے اور صندوق منگوا کر
کھلوائے اُنہیں سے بھی یہی بلا نکلی بس ایرج نے سر پیٹ لیا اور کہا افسوس یہ دیوانہ مجھے لوٹ لیگیا ارے یارو
اسے دیوانہ کون کہتا ہے یہ تو لاکھ سیانوں کا ایک سیانہ ہے اُسنے کیا چاہا میرا لگا دیا قسم ہے شہر اعظم کی کہ اگر مجھ سے
سامنا ہوتا تو مجھے اندیشہ نہ تھا مگر اس دیوانے نے مجھے دیوانہ کر دیا خیر جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے جب ہاتھ لگیگا
سزا اسے معقول دونگا یہ کہکر کہا کہ صندوقوں کو صاف کر دیں اور ملک گیری کر کے خزانہ جمع کر دونگا اور حکم کیا کہ کوچ ہو اور قصد
ملک سبائل کے ہو تو تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا لیکن اسد خدمت لندھور بن سعدان میں آیا
سلام کیا پاس آکر بیٹھا لندھور بن سعدان نے پوچھا اے شہزادے اسد بن کرب غازی کہاں سے آتے ہو
اسد نے تمام حال ایرج کا بیان کیا اور کہا کہ نانا جان اُسنے جو خزانہ کہ نہ طاق سکندری میں سے پایا تھا وہ
سب میں لوٹ لایا چار ہزار صندوق طلا و نقرہ خالص کے آپکے واسطے لایا ہوں یہ پیشکش اور اُسکا سکہ نواکر سب
لشکر میں بٹوادے یہ سنکر لندھور نہایت خوش ہوا اور سکہ کرکے لشکر میں بٹوادیا دوسرے دن اسد غازی نے لندھور
کو تنہا کر کے کان میں کہا کہ چھوٹے نانا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر لیجیے اسواسطے کہ یہ اندر سے تو سرا پا
مسلمان ہوا ہے ہمسے موافق نہیں ہے جس وقت یہ سنیگا کہ ایرج پیدا ہوا ہے بھاگ کر چلا جائیگا لندھور بن سعدان
نے کہا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ مسلمان نہیں اور ایرج کے پاس کیونکر چلا جائیگا اسد غازی نے جو نامہ ایرج
کا بیچ راہ میں لے لیا تھا وہ لندھور بن سعدان کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے لندھور نے اُسے پڑھا جب مضمون سے
آگاہ ہوا کہا کہ اگر مالک بن ملکوت شاہ اس نامے کو دیکھ لیتے کہ میں نے تو ایرج کو کچھ نہیں لکھا ایرج نے
اگر مجھے لکھا ہے تو لکھا کرے مجھے اُس سے کچھ کام نہیں میں آپکے ساتھ ہوں تو پھر شرمانا پڑیگا اس نامے سے
مالک پر گرفت نہیں ہو سکتی اسد غازی نے کہا میں آپ پر اسکا کفر ظاہر کر دونگا اور نامہ لندھور سے
لے لیا اور ایک پیادے کو دیکر کہا کہ تو صورت آفتاب پرستوں کی بنا کر جا اور یہ نامہ مالک بن ملکوت شاہ
کو تنہائی میں دے اور یہ کہ یہ نامہ ایرج نے بھیجا ہے وہ بہت خوش ہوگا تجھے خلعت دیگا اور جو جواب اسکا
وہ لکھکر تجھے دے تو اُسکو میرے پاس لے آنا وہ پیادہ اُسی طرح مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا
وہ نامہ دیا وہ ایسا خوش ہوا کہ اچھلنے لگا اُس پیادے کو گلے سے لگا لیا اور ہر چند اُس سے پوچھتا تھا کہا
ایرج بہت اچھی طرح سے ہے وہ کہتا تھا کہ ایرج نوجوان بڑی شان و شوکت سے ہے طلسم توڑا ہے خزانہ نکالا ہے
اقبال شاہ ساتھ ہے جو جو یہ باتیں مالک بن ملکوت شاہ سنتا تھا خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا آخر کار اُس
پیادے کو جواب نامہ لکھکر دیا اور خلع بخلعت کرکے روانہ کیا اور کہا کہ تو جلد یہاں سے چلا جا الغرض وہ پیادہ وہ جواب
لیکر ہو کے اسد غازی کے پاس آیا اور سارا حال اسد سے بیان کیا اسد نے لندھور بن سعدان کو

اسکے پاس لایا اور جواب نامے کا دکھلایا لندھور بہت خوش ہوا اسد غازی کو گلے سے لگا لیا اور کہا مرحبا صد مرحبا
آفرین صد آفرین صبح کو مالک بن ملکوت بہت خوش و خرم باین ارادہ آیا کہ آج شکار کی رخصت لیجیے اور ادہر
سے اُدہر چلے جایے بارگاہ میں آیا اور سلام کر کے بیٹھا پہلو مین اسد کو بیٹھے دیکھا جی مین کہا کہ بلا تو گئی تھی پھر
کہان سے پیدا ہو گئی بس یا تو خوش تھا یا مرجھا گیا اسد نے پوچھا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ آج تم مجھکو دیکھ کے
کیا وجہ ہی کہ مجھے دیکھتے ہی پژمردہ ہو گئے مین نے تمھارا کیا بگاڑا ہی کیا ایذا پہونچائی ہی کچھ کہو تو مالک بن ملکوت
نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آج مجھپر کیا اعتراض ہی کہ حضور یہ کلمہ فرماتے ہین اسد غازی نے کہا کہ ای مالک
تو جانتا ہی کہ مین پرسون رات کو نامہ ایرج کا تیرے پاس پہونچا اور جواب مین نامے کے تو نے ایسا کچھ
لکھا مین نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تو نے لکھا کہ اسد کے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہی آپ کے پاس پہونچونگا
تو عرض کرونگا ظاہر مین اسلام لایا ہی اور باطن مین بھاگنے کی فکر مین ہی مالک بن ملکوت شاہ نے عرض کیا
کہ مین ان باتون سے آگاہ نہین ہون کسی دشمن نے از راہ بغض مجھپر بہتان کیا ہی اسد غازی نے کہا اگر یہ بات
سچ ہو تو تیرا کیا حال مالک بن ملکوت نے کہا کہ جو چور کا حال وہ میرا حال اسد بولا ہی یہی بات مالک نے
عرض کیا کہ ہان اسد غازی نے کہا کہ سب شاہد رہین بعد اُسکے حکم دیا کہ لاؤ اُس پیادے کو اُسی وقت وہی پیادہ
جو رات کو مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا تھا آکر موجود ہوا اور اُسنے جواب نامے کا جو مالک بن ملکوت نے
لکھا تھا وہ دیا پس مالک اُسکو دیکھتے ہی کانپ گیا اور ایسا خوف غالب ہوا کہ مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا
رنگت زرد ہو گئی اسد غازی نے نعرہ کیا کہ باندھ لو اس حرامزادے کو پس لوگون نے دوڑ کر مالک اور سنبلہ
فیلم زنگی اور اختر صبا اور نفر طرا اول کشتی گیر وغیرہ سب کی مشکین باندھین آہنگرون کو بلا کر غل و زنجیر مین
گرفتار کروا یا زندانخانے مین بھیجدیا اور لشکر جو اسکے ساتھ تھا اُسکا محاصرہ کر لیا خزانہ سب لوٹ لیا لندھور
بہت شاد ہوا کہا کہ ای شاہزادے اسد بن کرب غازی اب ایرج کے مقدمے مین کیا کہتے ہو اسد نے
کہا کہ آپ بزرگ ہین جو بہتر جانیے وہ کیجیے مین آپ کے سامنے کل کا بچہ ہون آپ پیر جہان دیدہ و کار آزمودہ
ہین مین ناتجربہ کار ہون البتہ آپ تو صاف آدمی ہین مین عیار ہون لندھور بن سعدان بولا کہ مین
چاہتا ہون کہ کوئی شخص جا کر راستہ شہر فرنگوشیہ کے ایرج کو روکے جبتک مین لشکر تیار کر کے آؤن اور
اُس آفتاب پرست سے مقابلہ کرون اسد غازی نے کہا کہ مین موجود ہون جا کر اُسے روکونگا لندھور
نے کہا کہ صاحبزادے مین تمکو کیونکر کہدون کہ جا کر اُس زبردست سے سامنا کرو ایرج بلاے بے درمان و
آفت جان ہی خدانخواستہ تمکو اگر گزند پہونچی تو مین روسیاہ ہوا مین اپنے سردارون مین سے کسی کو بھیجونگا اسد
بولا چھوٹے نانا اُس کے پاس فروش بچہ بازاری کی کیا حقیقت ہی ایک گھڑکی کے ساتھ پاجی کا پیشاب خطا ہو جائیگا
مین جا کر اُسے تنبیہ کرونگا جبتک آپ آئین مین اُسے آگے نہ بڑھنے دونگا اور جو آپ مجھے نہ جانے دینگے
تو مین رنجیدہ ہونگا اور ناچار بغیر موت آئے کوئی کسی کو مار نہین سکتا ہی نہین سُنا ہی آپ نے شعر اگر تیغ
عالم بجنبد زجاے + نبرد رگے تا نخواہد خداے + لندھور بن سعدان نے کہا کہ صاحبزادے اچھا جاؤ
خدا آپ کا نگہبان ہی اسد بن کرب غازی اُسی وقت اپنے رفیقون سمیت روانہ ہوا راستہ فرنگوشیہ
کا لیا بعد اُسکے لندھور بن سعدان نے کہا کہ رہنا میرا اس مقام پر لاحاصل ہی لشکر تو عادل شیر دل کے
حوالے کیا اور کہا کہ تم پیچھے پیچھے آؤ مین آگے چلتا ہون کس واسطے کہ اسد غازی جا چکا ہی اور چالیس ہزار سوار لیکر

نقابدار سفید پوش بنکر روانہ ہوا لیکن ایرج نوجوان کا حال سُنیئے کہ یہ کوچ بکوچ چلا آتا ہی سمت فرنگوشیہ سے
گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا آواز بوق کے بجنے کی آئی ایرج نوجوان نے اپنے رفقا سے کہا
کہ یہ تو دیوانہ آتا ہی سبھون نے عرض کیا کہ آمد تو اُسی کی ہی یہ کہتے تھے کہ گرد و شق ہوئی اور اسد بن کرب غازی
چوبیس ہزار قزاقون سے پہونچا صف باندھی میدان مین آکر نعرہ کیا کہ او بزار شیچہ کرباس فروش آ میرے مقابلے
کو حال تجھے معلوم ہو جائیگا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر کے تیری گوشمالی کرنے آیا ہون ایرج نوجوان
نے اپنے دل مین کہا کہ یہ دیوانہ کیا بہادر جری ہی از بسکہ مجھسے عہدہ برا نہیں ہوتا اور پھر مانند شیر کے تیرے
سامنے آتا ہی مجھسے ناحق کی عداوت و بغض رکھتا ہی اور اپنے سردارون سے رخصت ہو کر فوراً مقابلے مین
اسد بن کرب غازی کے آیا بعد تگادرزنی کے ایرج نوجوان نے کہا کہ ای اسد غازی تو عبث مجھسے
عداوت رکھتا ہی اسکا کیا باعث ہی ارے یہ وضع چھوڑ دے کہ تو کسی طرح مجھسے عہدہ برا نہ ہو سکیگا
ناحق تو اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا ہی اسد بن کرب غازی نے کہا او بزاز بچے تو اپنے دل مین یہ گھمنڈ
رکھتا ہی کہ مین زبر دست ہون ارے مین نے مارے تلوارون کے تجھے الو کر دیا تو کچھ کام نہ کیا اور
نام اسد غازی نہ رکھا دیکھون کیا بہادری اور کیا دلیری تو کرتا ہی قدرت خدا کی کل کپڑا بیچتا تھا آج
بہادر بنا ہی دیکھون تو کہ تو میرا کیا بناتا ہی لاحرب اپنا ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے بدبخت مجہول العقل
کیون شامت تیری آئی ہی قسم ہی پیغمبر اعظم آفتاب تابان کی یہ سب زبان درازی تیری بھلا دونگا
بہتر یہ ہی کہ اطاعت اور فرمانبرداری میری اختیار کر ورنہ بہت پچھتائیگا اسد بن کرب غازی غیظ وغضب مین آیا
اور پکارا کہ او پاجی نالائق کیا بکتا ہی اُس وقت ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار رہ اور نیزہ اسد غازی
پر مارا اسد بن کرب غازی نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا اور دو ہی تلوار ایرج نوجوان پر ماری ایرج
نوجوان نے تلوار سپر پر روکی اسد بن کرب غازی نے دوسری تلوار ماری وہ بھی روکی اب اسد بن
کرب غازی پر بس پڑا کہ ایرج نوجوان کو وار اُسکے روکنا مشکل ہو گئے اسد غازی نے سر سے پاؤن تک
تلوار کا رجھاڑ باندھ دیا جھڑا جھڑ تلوارین مار رہا ہی اور ایرج نوجوان کا بھی یہ عالم ہی کہ ہمہ تن چشم بنا ہوا کہ
جہان تلوار ماری وہین نگاہ پہونچی اور فوراً اُسکے وار کو روکا دو گھڑی اسد بن کرب غازی نے تلوار
کا مینہ برسایا آخر کو ایک مقام پر اسد غازی کا ہاتھ سست پڑا اب ایرج نوجوان نے پھپکی دی کہ تلوار
چھٹ پڑی ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکے
یا پیغمبر اعظم کہکے اُٹھالیا اور کہا کہ بتا تیرا اب کیا حال کرون اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تو مجھے قتل کر
مگر قزاقون نے ارادہ کیا کہ اسد غازی کی مدد کرین اسد غازی نے آواز دی کہ خبردار تم لوگ میری
مدد نہ کرو جاؤ اپنے مقامون پر اور پہلے بھی اسد بن کرب غازی نے ان سب سے کہدیا تھا کہ اگر
مین گرفتار ہو جاؤن تو تم سب چلے جانا اور میری مدد نہ کرنا پس قزاقون نے پکار کے کہا کہ ای آفتاب پرست
اگر تو نے ایک رونگٹے کو ہمارے آقا کے مارا کے ایذا دی تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے یہ کہکر بوق بجا بجا کر
صحرا کا راستہ لیا یہان ایرج نوجوان نے اسد بن کرب غازی کو زمین پر پٹکا مشکین باندھین اپنی
بارگاہ مین لایا کہا کہ ای دیوانے اگر دین آفتاب پرستی قبول کرکے میرے ساتھ رہ اور یا آمادہ مرگ
دنیا سے قضا ہوا اسد بن کرب غازی نے کہا کہ او بیہودہ فلک سفلہ پرور یہ ہی کہ مجھ نالائق کے ہاتھ

مجھے گرفتار کرایا تو شوق سے میرا سر کٹوا کر فرخ تاجر کی جورو کے واسطے بھیجدے کہ وہ بہت خوش ہوگی اور اگر تجھکو یہ خیال ہو کہ میں تیری اطاعت کرونگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھکو جان دینا قبول ہے اور تیری اطاعت نہیں قبول ہے ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے کل تجھے قتل کرونگا آج تو شام ہو گئی اور آہنگرون کو بلا کر کہا کہ اسے غل و زنجیر میں سلاسل کرو اور لیجاؤ زندانخانے میں اقبال شاہ نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب نشان اسد غازی کو اُسکے عیار چھڑا کر لیجائینگے اور پھر یہ دیوانہ کبھی نہ ہاتھ لگیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ میں اسکو بہت احتیاط سے رکھونگا کوئی اُسکا سراغ بھی نہ پائیگا یہ کہکر اسد بن کرب غازی کو صندوق میں بند کیا اور خزانچی کے حوالے کیا اور کہا کہ صندوقوں میں جواہر کے اسے بھی رکھو صبح کو میں منگاؤنگا خزانچی صندوق اُٹھوا لیگیا اور قفل دیکر جواہر خانے میں رکھدیا اور چوکی پہرے والون کو تاکید کی کہ خبردار آج غافل نہ ہونا آج بڑی رقم یہاں رکھی ہے انھون نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم بہت ہوشیار رہینگے قضا سے کار و اتفاقات روزگار جہان لشکر ایرج نوجوان کا اُترا ہے سامنے ایک پہاڑ ہے اُس پہاڑ پر ایک شخص رہتا ہے نہایت بہادر و شجاع بے بدل ہے مکار زمانہ قطاع الطریق دل مردم خوار نام اُسکا ضرغام شیر دل ہے ہمیشہ لوٹ مار پر اوقات بسری اُسکی ہوتی ہے اور چالیس چور اُسکے ساتھ ہیں وہ بھی علاوہ عیار ہیں اور آفت روزگار ہیں اور ضرغام شیر دل لقا پرست ہے سنا اُسنے کہ لشکر ایرج یہ کہ وہ اُترا ہے اور طلسم نطاق سکندری توڑکر مال و خزانہ بہت سا لایا ہے ضرغام شیر دل پہاڑ پر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یارو کہانتک غریب آزاری کیا کرین امیرون کو لوٹ مار پر اوقات گذارین اس سے تو بہتر ہے کہ ایرج نوجوان کے لشکر میں چلو اور جواہر خانہ اُسکا اُڑا لاؤ ایک مدت تک کا ہمین سبھون نے عرض کیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ ہیں چلیے پھر ضرغام شیر دل اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا سر شام سے لشکر ایرج میں داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا ہے یہانتک کہ قریب خزانے کے پہونچا چہار طرف سبھون کو پھیلا دیا اور جب رات زیادہ گئی تو ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑانا شروع کی کہ سب پہرے والے اور خزانہ دار بیہوش ہو گئے پس ضرغام شیر دل نے اسد بن کرب غازی کا صندوق کہ سب سے بڑا تھا اسے اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا تمام طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا اور راستے کو بچاتا ہوا صحیح و سلامت لشکر سے نکلا اور پہاڑ پر پہونچ کر ضرغام شیر دل اپنے مکان میں آیا پہلے اُن چالیسون نے صندوق اپنے اپنے گھر لیے [illegible] اور جواہر نکالا ضرغام شیر دل نے کہا کہ بھائیو میرے صندوق میں سب سے اچھا جواہر ہے دیکھو میں بھی کھولتا ہون یہ کہکر صندوق جو کھولا تو دیکھا کہ ایک آدمی مانند شیر کے بیہوش پڑا ہے نہایت آزردہ ہوا سبھون سے کہا کہ بھائیو ہماری محنت رائیگان ہوئی سبھون نے عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک ہیں یہ مال آپ ہی کا ہے جو آپ دیجیے گا وہ ہم لینگے مگر اسے ہوش میں تو لائیے احوال تو پوچھیے کہ کون ہے کیا امر ہے تقصیر ہوئی ہے کہ ایسے مقام پر اسے بند کیا تھا ضرغام شیر دل نے اسد غازی کو صندوق سے باہر نکالا اور دفع بیہوشی دیا اسد غازی کی ناک سے چند قطرے آب کثیف کے گرے چھینک آئی آنکھ اسد کی کھل گئی اپنے کو ایک مکان میں دیکھا اور چند عیار و قطاع الطریق گرد و اطراف میں کھڑے ہوئے تھے ایک شخص کو دیکھا نہایت وجیہ و بالا کہ بہادر و شجاع کھڑا ہوا ہے مگر اندر سے ڈرا اسد نے کہا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھے کون چھڑا لایا ہے ضرغام شیر دل نے کہا کہ میں بدقسمت ہون کہ جواہر سمجھ کے لایا تھا جواہر تو نہ نکلا آپ نکلے اسد غازی نے ہنسا

اور کہا کہ اے عزیز تو ناحق رنجیدہ ہی تجھکو بڑا فائدہ ہوگا تو مجھسے واقف نہین کہ مین کون ہون فرغام نے کہا کہ کیا فائدہ مجھکو
ہوگا اور تو کون ہی یہ جانتا ہون کہ تو ایسا خطاوار ہی کہ تجھکو خزانہ مین چھپا کر رکھا تھا مقرر صبح کو تجھے قتل کرتا افسوس کہ مال میرے
ہاتھ سے گیا اسد نے کہا کہ ایک صندوق کے عوض دس صندوق مین تجھے زر و جواہر کے دونگا کہ پشتہا پشت تک تیرے کھانے کو
کافی ہوگا اور کم نہ ہوگا ارے مین تو نواسا حمزہ صاحبقران کا اسد دیوانہ ہون اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان کیا اور
کہا کہ اے فرغام جو بیس ہزار قزاق میرے ساتھ ہین اور مین نے مال و خزانہ ایرج کا بہت سا لوٹا ہی تو جسقدر کہیگا مین
تجھے دونگا اب تو قزاقی سے توبہ کر میرے ساتھ رہ مسلمان ہو مین تیرا بڑا ممنون ہون فرغام نے جو سنا کہ یہ اسد ہین کہ سب
نامی ہی اور وضع بھی اسد کی پسند آئی ایک محبت اسد سے ہوئی پس فرغام مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا اسد نے کہا کہ کوئی
گھوڑا سواری کو لاؤ فرغام نے گھوڑا حاضر کیا اسد سوار ہوا وہان آیا جہان اسکے لوگ تھے سب رفیقون نے جو اپنے آقا کو دیکھا
نہایت خوش ہوے عرض کی کہ شہریار ہم سب اسی فکر مین تھے کہ اپنی جانین دین یا آپ کو چھڑا لاوین اسد نے کہا کہ یارو سنو جبتک
میری قضا نہین ہی کوئی مجھے مار نہین سکتا اور تم سبھون سے مین کہے دیتا ہون کہ جب مین گرفتار ہوجایا کرون تم سب اپنی اپنی راہ لیکر
نکل جایا کرو اور جو ٹھہرو گے تو گرفتار ہوکے مارے جاؤگے تمھارا خون تمھاری گردنون پر ہوگا ابھی دیکھو کہ خدا نے مجھے کیونکر
چھڑا لیا اور چچا فتلح چلو لشکر ایرج پر وہ پاجی تو میرے قتل کرنے کی فکر مین ہی آج اسے چلکر قتل کرون فتلح نے اتنا تو کہا
کہ صاحبزادے ابھی اسکی قید سے چھوٹ کر آئے ہو دو ایک روز تو صبر کرو اسد نے کہا کہ چچا کچھ تمھین خبر ہی مین جاکر مارونگا
آپ جی چاہے چلیے اور جی چاہے نہ چلیے یہ کہکر نوبت بجائی کہ قزاقان تیار شو یہ سنتے ہی تمام قزاق تیار ہوے اسد نے نقاب
بنفشہ رنگ منہ پر ڈالی اور بیابان کی طرف روانہ ہوا آکر لشکر پر ایرج کے گرا قتل کرنا شروع کیا غل ہوا کہ نقابدار بنفشہ پوش
روز خون گرتا ہی سبکو مارے ڈالتا ہی ایرج صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی اقبال شاہ بھی تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور چاہتا ہی کہ
اسد کو خزانے سے بلواے اور قتل کرے کہ غلغلہ نقابدار کا سنا کہ لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہی بجلدی تمام سوار ہوکر آیا دیکھا
تمام لشکر ایرج کا تیار ہوگیا ہی اور کہ رہا ہی کہ یہی یہ غضب کہان سے آیا کہ جونکا آکر لشکر پر گرا ہی ایرج صفون کو چیرتا ہوا وہان
آیا جہان نقابدار لڑ رہا ہی نعرہ کیا کہ باش او نقابدار مفلوک روزگار کہان جائیگا آیا مین نقابدار للکارا کہ او [illegible]
تو میرا کیا کریگا یہ کہکر مقابل ہوا اور لگا تلوارین مارنے دیکھنیوالے اسے کہتے تھے کہ کیا بہادر ہی کہ ایرج کو مہلت دم لینے کی
نہین دیتا تلوار پر تلوار اسطرح برسا رہا ہی گویا ساون بھادون کی جھڑی لگی ہی جب نعرہ کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ ابر نوبہار
گرج رہا ہی غرض ایسے تلوارون کے وار کئے کہ ایرج کو روکنا مشکل ہوگیا لیکن ایرج اپنے دلمین کہتا ہی کہ یہ شمشیر زنی
تو اسی دیوانے کی معلوم ہوتی ہی مگر وہ کہان وہ تو میرے خزانے مین قید زندانی مقفل ہی یہان تو یہ سوچ رہا [illegible]
اور وہان اسد کی یہ کیفیت ہی کہ تلوار پر تلوار لگا رہا ہی کبھی تو ہاتھی مارتا ہی کبھی سر دکھا کر کھٹی مارتا ہی کبھی [illegible] لگاتا ہی
مارتا ہی وہ تیاری ہاتھ کی ہی کہ کسیطرح رکتا ہی نہین تلوار پر تلوار [illegible] درمیان لشکر کے [illegible] آخر کو جب ہاتھ [illegible]
[illegible] ہوا ایرج نے تلوار اسد کی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ او دیوانے [illegible] کسطرح تو مارا جاتا
ارے تجھکو کون چھڑا لیگیا تھا اسد بولا [illegible] اور قزاقون کو آواز دی کہ تم سب چلے جاؤ خبردار کوئی نہ ٹھہرے وہ قزاق
گھوڑے اٹھا کر لڑتے ہوے چلے گئے ایرج اسد کو [illegible] اسیطرح ہاتھ پر بٹھا کے بارگاہ مین لا کے زمین پر پٹکا اور
باندھنے کا حکم ہوا کہ جلاد کو بلاؤ اور جلدی اسکی گردن مارو اور کہا کہ او دیوانے دیکھا اب بھی میری اطاعت کر مین تیری جرأت
و شجاعت پر عاشق ہون مین نہین چاہتا ہون کہ تو مارا جاوے [illegible] مگر مین تیرا
دشمن نہین ہون اسد بولا او کمبخت [illegible] بازاری تو میرا عاشق نہین ہی [illegible] معلوم ہی [illegible]

جور و تجھپر ضرور عاشق ہو تو میرا سر کٹوا کر اُسکے پاس بھجوا دے وہ تجھسے بہت خوش ہوگی اور تمام عمر تیری احسانمند رہیگی یہ جو ہین
یہ کلمہ اسد کے منھ سے ایرج نے سنا نہایت برہم ہوا اور بسبب غصہ کے قشقہ سرخ ہو گیا اور کہا کہ دیکھ اس سخن ناشایستہ کی سزا ابھی
تجھکو دیتا ہون یہ کہکر دریافت کیا کہ کوئی جلاد ہی اسیوقت ایک جلاد لمبا تڑنگا قوی ہیکل قوی بازو قوی تن وسیع توہیہ ہیکل اسکے
قد ناموزون کی بیان مین زبان قاصر ہی شعر حال کیا قامت کا اُس جلاد کی ترقیم ہو * تھا وہ بالا مجھ قد موزون درخت تار سے
سامنے آیا اور پایہ تخت کو بوسہ دیا اور بولا شہ سلطنت سلطان مبارک حکم بر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست
کسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی کون اسیر دام بلا سے ناگہانی ہی ایرج بولا
کہ اے جلاد یہ ہم سب اسکے خون کے پیاسے ہین چاہتے ہین کہ تو خون اسکا بہین عرض کی جلاد نے کہ اے شہریار آفتاب پرستان
اگر مستلم ہو تو اسکو بارگاہ سے باہر لیجا کر قتل کرون ایرج نے کہا کہ نہین یہین میرے سامنے قتل کر اگر تو باہر جائیگا تو
کوئی اسکا دوست تجھسے اسکو چھڑا لیجائیگا اور مجھکو کمال رنج ہوگا جلاد نے عرض کیا بہت اچھا یہین گردن مارتا ہون غلام کو
کچھ جائے کلام نہین ہی جو مرضی مولی ہمہ اولے اب مین منتظر ہین حکم لگاتا ہون ایرج نے حکم دیا کہ اے جلاد جلد اسے قتل کر
جلاد نے فوراً جب حکم ایرج کے ایک چبوترہ ریگ کا بنایا نطع اُسپر ڈالا اب اسد کا ہاتھ پکڑ کر اسکے نطع پر بٹھایا اور کہا
کہ جو تجھے کھانا ہو کھالے پینا ہو پی لے وصیت کرنا ہو کرلے جس عزیز کا دیدار دیکھنا ہو دیکھ لے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے کہ وقت
تیرا آخر ہی اسد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار دلکو رجوع طرف پروردگار عالم کے کیا اور دعا مانگنے لگا کہ اے خالق
عزت دینے والا بھی تو ہی ہی اور ذلت دینے والا بھی تو ہی ہی موت و زندگی بشر کی تیرے ہی ہاتھ ہی تجھے اختیار ہی جو تیرے نزدیک
مصلحت ہو وہ کر بعد اسکے کچھ فلک کجرفتار سے شکایت کرنے لگا کہ کیون فلک ناہنجار روا ہے گردون دون پرور دنابکار یہ کیا
تیرا شعار ہی کہ کسی سے تو موافقت نہین کرتا کہانتک تیری شکایت تجھسے کرون ہمیشہ تیرا یہی شیوہ رہا کہ شعر یکے را بسر بر نہد
تاج و تخت * یکے را بخاک اندر آرد ز تخت * خیر تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے کوئی حسرت تیرے بھی دل مین باقی نرہجائے یہان تو
اسد بدرگاہ قاضی الحاجات دست مناجات بلند کیے یہ دعا کر رہا ہی اور شکایت فلک سفلہ پرور سے کر رہا ہی وہان کا اب
حال سنیے کہ ایرج نے جلاد سے کہا کہ دیر کاہیکی لگائی ہی اسنے کہا کہ آنکھون مین اسکے پٹی باندھ لون تو ایکہی ہاتھ مارتا ہون
یہ کہکر جلاد بیٹھا ایرج نے جانا کہ پٹی باندھتا ہی مگر جلاد نے اسد سے کہا کہ شہریار مین آپکا غلام عمر خام ہون حضور مین کچھ
باتون کی رسی کاٹے دیتا ہون آپ میری گردن پر سوار ہو لیجیے مین لیے چلتا ہون یہ کہکر رسی کاٹ دی اسد اچھلکر گردن پر سوار
ہو بیٹھا اور جلاد بھاگتا ہوا غل ہوا کہ جلاد نے اسد کو اپنے اوپر سوار کر لیا ایرج نے نعرہ کیا کہ پکڑ لو اسے جلاد نے پکارا کہ او
آفتاب پرست منم عمر خام شیر دل لیجا اپنے آقا کو اب دیکھون تجھسے کون چھین لیتا ہی یہ کہکر سر ایرج کو بچا کر لیکر روانہ
ہوا اور خنجر برہنہ ہاتھ مین تھا جو سامنے آیا اسے مارا اسیطرح تمام لشکر سے نکل کھڑا ہوا ایرج جب تک سوار ہو کر دور
اور تعاقب کرے عمر خام کا نام و نشان بھی نہ تھا ناچار ہاتھ ملکر رہگیا کہ ارے یہ دلاور نہ کیا کہ ہمیشہ درپے کس کس طرح میرے
ہاتھ سے بچا افسوس مگر اب جو ہاتھ لگیگا تو وہین مین سر اسکا کاٹ ڈالونگا اور وہ ایک روز اسد کا انتظار کیا جب اسد شبخون
مارنے نہ آیا تو کوچ کرکے قمر نگوشیہ کو روانہ ہوا مگر عمر خام نے اسد کو صحرا مین لاکر تار رسیان ہاتھون کی کاٹین مرکب پر سوار کیا
اسد اپنے فوج مین آیا سب لوگون کو عید ہوئی سب دوڑ دوڑ کر لپٹنے لگے لیکن اب اسد نے اپنے دل مین عہد کیا کہ ایرج سے اب
سر بکف ہو کر مقابلہ کرونگا اور وہان سے لندھور کے پاس روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج کوچ بکوچ چلا جاتا ہی قریب قمر نگوشیہ
پہونچا ہی کہ ایکدن گرد چڑھا ہی کہ گرد و غبار کا اتفاق آن تھا ہرکارون کو خبر لیکر بھیجا کہ گرد دشمن ہوئی اور نقابدار چالیس ہزار
سوار سے نمودار ہوا اور مقابل مین لشکر ایرج کے صف باندھی ادھر اسد کے لشکر مین صف آرائی ہوئی نقابدار مرکب

چمکا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا ایرج مرکب کو بڑھا کر مقابل ہوا لگا ور زنی ہونے لگی دونون نے ایک برابر سے مرکبون کو
رانون میں مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے لقا بدار نے کہا ای ایرج تو تو ملک باختر مین آیا ہے کیا باعث ہے یہ ملک لیا ہوا
حمزہ صاحبقران کا ہے ایرج نے کہا ای لقا بدار تو نہیں جانتا کہ لقا نے ملک باختر بخوشی مجھے بخشا ہے اور دختر بھی اپنی مجھے
دی ہے حمزہ نے تو جبر و تعدی لقا سے ملک چھینا ہے میں جسطرح ہوگا ملک باختر لونگا لقا بدار بولا کہ کیا مجال کسیکی کہ ملک
باختر کیطرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے ہم ملازم حمزہ کے ہیں ایرج بولا خیر حال معلوم ہو جائیگا حمزہ تو میری ہیبت سے
بھاگ گیا اب تو اسکا ملازم پیدا ہوا ہے دیکھوں میرا کیا کرتا ہے ای لقا بدار میری اطاعت کر نہیں تو ہاتھ سے میرے ذلیل ہوگا
لقا بدار بولا ای آفتاب پرست تجھے بڑا گھمنڈ ہے غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی برابر رہے ایرج نے گرز مارا لقا بدار نے
رد کیا اور اپنا گرز مارا کہ مرکب ایرج کا مارا گیا ایرج دوسرے مرکب پر سوار ہوکر تلوار کھینچکر دوڑا خوب تلوار چلی کہ تلوار دونون کی
آرہ بن گئیں ہاتھوں سے پھینک دیں اور مرکبوں سے اتر کر لگی کشتی ہونے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز زور بلا کی
ہونے لگی کبھی ایرج لقا بدار کو ریل لیجاتا ہے اور کبھی لقا بدار سے دوڑتا ہے ایرج نے لقا بدار کو قدم لیا کہ ایک گھٹنا
گھٹنا اور بایان ہاتھ زمین سے لگ گیا مگر لقا بدار نے گھٹنے کی کھا کر لنگر جو مارا ساق پا تک غرق ہوگیا ایرج نے خوب زور کیا
جب لنگر نے لقا بدار کے جنبش نہ کھائی ہاتھ اٹھا لیا اب لقا بدار ایرج کو لیکر دوڑا وہی آٹھ تو قدم پر بھی لیگیا اور جھٹکا دیا
کہ بایان گھٹنا اور دہنا ہاتھ ایرج کا زمین پر جا لگا مگر لنگر جو مارا الپشت پا تک غرق ہوگیا لقا بدار نے ہرچند زور کیا کچھ
اسیطرح کئی مرتبہ زور ہوئے انجام کار ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کون دیکھو تو سہی اور ہاتھ بڑھا کر نقاب لقا بدار کا توڑ ڈالا
ریش سفید لندھور کی دیکھی ایرج نے لندھور کو جو دیکھا حیران ہوگیا اور کہا کہ قسم ہے شیر اعظم آفتاب تاباں کی اگر میں جانتا
کہ آپ ہیں تو ہرگز نہ لڑتا اور اپنے دل میں کہا کہ ای ایرج اس پیرانہ سالی میں تو یہ قوت و طاقت ہے جوانی میں نہیں معلوم کیا عالم
ہوگا یہ حمزہ کا حوصلہ تھا اور قوت تھا جو مقرانی تھی کہ اسکو زیر کیا اور لندھور سے کہا کہ آپ کیوں مجھسے پوشیدہ ہوکر لڑے
لندھور بولا میں اسواسطے تجھسے پوشیدہ لڑا کہ تجھپر ظاہر ہوجائے کہ تم مجھپر غالب نہیں ہوسکتے ہو میں تجھپر کسطرح زیادتی نہ کر سکا
ایرج بولا کہ لندھور حمزہ نے تمہیں کسطرح زیر کیا تھا میں نے سنا ہے کہ حمزہ کی صحبت میں تم مسلمان ہوئے حلقہ غلامی کا کان میں
پہنا لندھور نے کہا ای ایرج جو تم کہتے ہو سچ ہے پہلی مرتبہ ملک ہندوستان میں ایسا ہی ہوا تھا مگر حمزہ قدرت رب جلیل شاگرد
پسندیدہ جبرئیل ہے کئی مرتبہ مجھکو زیر کیا ایرج نے کہا مرحبا جسکا نمک کھائے اسکو ایسا ہی بڑھانا چاہیے لندھور بولا ای ایرج
ہم تجھکو نہیں لڑتے ابتک جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھر کر آئینگے اور تجھسے مقابلہ ہوگا تو حال معلوم ہو جائیگا کہ میں جھوٹا ہوں
یا سچا ہوں ایرج نے کہا ای لندھور یہ تو ظاہر ہے کہ ہم تم دونون برابر ہیں مگر میں ملک باختر کو لونگا لندھور بولا ای ایرج
اگر تو مجھسے لڑا سکے تو میں تیری بیعت لینے کو موجود ہوں مگر ایک شرط ایک مجھسے اور تجھسے ہو جائیں تم اسپر قائم رہو عہد نامہ کرو
جبتک حمزہ ظلمات سے پھرے ایرج نے کہا کہ مجھے سب قبول ہے لندھور نے کہا کہ ہم تم خیمہ میں چلکر بیٹھیں تو پھر گفتگو ہو ایرج
تو تم کبھی تھکے ہو میں بھی ماندہ ہوں ایرج بولا کیا مضائقہ ہے دونون اپنی اپنی طرف گئے کھانا کھایا آرام کیا صبح کو دونوں
لشکروں کے درمیان میں ایک خیمہ ایستادہ ہوا ادھر سے لندھور جادل شیر دل کا تعمل شیر دل کو اپنے ساتھ لیکے آیا ادھر
ایرج سیما ور شک وراز گردن کو ہمراہ لایا دونون نے سلام کیا لندھور کی دست بوسی ہوا خیمہ میں آکر آپس میں دونون
بیٹھے ابد پیش و طربناک ایرج نے کہا فرمائیے وہ شرط میں کیا ہیں لندھور نے کہا ای ایرج تمہارا ارادہ ملک گیری کا ہے یہ سب
ملک حمزہ کے لیے ہوئے ہیں سب مسلمان ہیں تم جس شہر کو جاؤ پہلا آدمی کو نامہ لکھو کہ اگر میری بیعت کرلو اور خراج تمہیں دو تو
پھر سے دین و آئین سے متعرض نہونگا اگر وہ مانے تو بہتر ورنہ تم آس سے لڑو میں اسکی طرفداری نہ کرونگا دوسرے یہ کہ شور و

جہان سے تو نصف بانٹ لو ایرج نے کہا مجھے سب کہنا آپکا قبول مگر معاملہ اسد کا کیونکر ہوگا لندھور بولا اسکو ایرج وہ
تو اسکا ہی حمزہ کا بیٹا اسکے مقدمہ میں کچھ دخل نہیں ہے پس لندھور نے ایرج کی بیعت کی خیموں سے اُٹھے لندھور اپنے خیمہ میں
آیا رفقائے لندھور بھی مع لشکر آپہنچے سب گرد و اطراف میں بیٹھے کہ اس اثنا میں اسد مع رفیقوں کے آیا اور سلام کیا لندھور
نے تعظیم کی اور برابر بٹھایا اسد نے کہا کیوں تم نے تنہائی میں کیا گفتگو ایرج سے ہوئی لندھور نے کہا کہ میں نے بموجب وصیت امیر کے
اسکی بیعت کی کیونکہ وہ فرماتے تھے کہ لندھور اگر تمہارے ایرج سے زور آزمائی میں برابر رہیں تو تم اسکی بیعت کرنا جبتک میں ظلمات سے
پھر کر نہ آؤں میں اسیر تھا کب تک آیا اور اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد میں ہے جو کوئی اُسے قتل کریگا میں اسکی ذریات تک زندہ
نہ چھوڑونگا اسد نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے تو اسکی بیعت کی ہے لندھور نے کہا میں عدول حکمی امیر کی کیونکر کرتا اسد نے
مونچھوں پر تاؤ دیکے کہا اے ہندی میں حیلہ سازیاں خوب جانتا ہوں نانا جان نے کبھی یہ حکم دیا ہوگا معلوم ہوا کہ آپ اسکے
ساتھ میں خیر ہمارا بھی خدا ہے اور نہایت آزردہ اُٹھا اور کہا کہ ہم تو اُس آفتاب پرست کو مار لینگے اور ضامن کو بھی اسکے ساتھ
دیکھ لینگے یہ کہکر مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا چلا گیا اور ملکوت شاہ وغیرہ جو قید تھے اپنے ساتھ لیتا گیا لندھور نے جو سنا کہ اسد
قہرمان کو بھی لیگیا ہے بولا کہ مجھے اسمیں کیا دخل اسنے تو مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑا تھا بعد اسکے لندھور نے قیماس خان
نامور کو بلایا اور بہت اعزاز و اکرام کیا اور قاسم کو یاد کرکے رویا بعد اسکے لندھور نے کہا اے قیماس خان میں پہلے ایرج سے
پوشیدہ بیعت کر لیتا ہوں جب اسیر تھا کب تک آیا تو بموجب ارشاد امیر میں نے اسکی بیعت کی جب امیر ظلمات سے پھر کر آئینگے
اُس وقت بیعت لینا قیماس خان نے کہا اے [illegible] ارادے سند میں کیا تھا اسکو تو اب باہر رہو جو مرضی تمہاری مجھے تمہارے کہنے سے انکار نہیں
یہ کہکر اُٹھا اور بارگاہ سے باہر نکلکر سوار ہوکر شہر فرنگ شیشہ کو چلا قضا کار راستہ سے راہ میں خیمہ اسد کا تھا دروازہ پر خیمہ کے
جو پہونچا تو کیا دیکھا کہ آواز رونے کی خیمہ میں سے چلی آتی ہے قیماس خان نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے کہا کہ اسد کا قیماس خان
خیمہ میں آیا دیکھا کہ اسد بیٹھا ہے اور رو رہا ہے رفیق گرد بیٹھے ہیں قیماس خان کو صدمہ ہوا پاس آکر سلام کیا اور کہا کہ صاحبزادے
آپ کیوں روتے ہیں اگرچہ سرداری کہتے ہیں اسد نے کہا اے قیماس خان کیا گردش فلکی کا گلہ حال کہوں کہ صاحبقران تو اس [illegible]
ملک ظلمات میں چھوڑ گئے تھے اور اپنا نائب کرگئے تھے کہ یہ میرے ملک کو آباد رکھیگا اور یہ ہندی نمک حرام اس پیرانہ سالی میں
ایرج پر عاشق ہوا ہے چاہتا ہے کہ ملک کا [illegible] خلل انداز ہو اور وہ آفتاب پرست حرام [illegible] کہتا تھا کہ [illegible]
[illegible] نہیں ہو سکتا کہ کوئی میرے شریک ہو میں روؤں تو کیا کروں اگر کوئی میرے شریک ہو تو میں اُس آفتاب پرست کو [illegible]
[illegible] قیماس خان نے عرض کیا کہ میں تمہارے شریک ہوں [illegible] بیعت کرتا ہوں تمہارا اس ہندی سے کچھ سروکار نہیں
شہر فرنگ شیشہ [illegible] صاحبقران نے دیا ہے اس آفتاب پرست سے لینگے اسد قیماس خان سے بہت خوش ہوا گلے سے
لپٹ گیا کہا کہ بہادر [illegible] قیماس خان تم اس آفتاب پرست [illegible] قلعہ کے اندر بیٹھے رہو
[illegible] قلعہ پر [illegible] مالک بن ملکوت شاہ کو بھیجتا ہوں جب وہ قلعہ کے دروازے پر پہونچے تم مالک
[illegible] بٹھانا وہ پھر جائیگا اور [illegible] اور اندر قلعہ کے [illegible] قیماس خان نے
کہا اے فرزند صاحبقران [illegible] اور اسد نے بیعت کی [illegible] سب قیدیوں کو قیماس خان کے حوالہ کیا بلکہ آپ
ساتھ قیماس خان کے قلعہ میں پہونچا قیماس خان قلعہ کی آراستگی [illegible] اور سب بھائیوں اور لڑکوں سے کہا کہ
صاحبو مجھکو اس نابکار [illegible] کی اطاعت کرنا منظور نہیں ہے اور لندھور تو اس پر عاشق ہوکر دیوانہ ہو گیا ہے سبھوں نے کہا کہ
ہم بھی آپکے ساتھ [illegible] سب ترک سامان جنگ میں مصروف تھے مالک بن ملکوت
شاہ کو زندانخانہ میں بھیجا اسد [illegible] اُدھر اسد بن کرب غازی نے تمام مال و خزانہ جو ایرج کا لوٹا تھا اشرفیاں

نکلوا کر جو تین ہزار توقین سونے کی بنوائی ہیں اور سب تیراندازوں کو بانٹ دیں اور کہا کہ صاحبو جس وقت میں بوق بجاؤں تو پہلی آواز میں کچھ تیار کر
آراستہ کرنا اور دوسری آواز میں تم خود مسلح اور مکمل ہونا اور تیسری آواز کے ساتھ سب آکر موجود ہو جانا اور جب ہم حریف سے کا شکار
جائیں شبخون یا روزخون ماریں اور جس وقت ہم بوق بجائیں کہ ای قزاقان بدر رو بڑا اسی وقت تم سب چلے جانا تا سرداروں نے عرض کیا
بہت اچھا مگر یہ سب خبر لندھور کو پہونچی کہ اسطرح سے قیماس خان کو باغی کیا ہے اور اب یہ تدبیر کی ہے لندھور بہت آزردہ ہوا اور
کہا کہ افسوس مفت میں یہ دیوانہ مارا جائیگا جبکہ میں ناچار ہوں مگر اسد توقین بنوا کر بانٹ چکا اور مال و جواہر بہت کچھ جا کر صحرا میں گاڑ آیا
اور کمر قزاقی پر باندھکر کوہستان کو نکل گیا لیکن ایرج نے لندھور سے کہلا بھیجا کہ ہمارا اور آپکا لشکر ایک جگہ ہو جاوے اور بارگاہ سلیمانی
آپ بچھاویں عنایت کریں لندھور نے یہ پیغام سنتے ہی لشکر اپنا شریک ایرج کیا اور ایرج سے کہا کہ آپ بارگاہ لیجئے مگر اس شرط سے کہ
جب صاحبقران ظلمات سے مراجعت فرمائینگے میں بارگاہ لے لونگا اور بالفعل دنگل صاحبقران پر کسیکو بیٹھنے نہ دونگا اور تخت سلیمانی
اٹھوا لونگا اور دنگل اور تخت بچھا کر آپ بیٹھیں ایرج نے جو لندھور سے کہا سب قبول کیا لندھور نے سب باتوں کا عہدنامہ لکھ کر
مہر اسپر کرا کے بارگاہ حوالے کی ایرج بہت خوش ہوا بارگاہ ایستادہ کروائی صاحبقران کے دنگل کی جگہ پر اپنا دنگل بچھوا کر
بیٹھا اور تخت سلیمانی اٹھوا کر اور تخت بچھوا کر اقبال شاہ کو بٹھایا دست راست میں جگہ لندھور بن سعدان کو دی و دست چپ پر
اپنے سرداروں کو بٹھایا جشن کیا اور بعضے راوی نے بیان کیا ہے کہ اپنے سرداروں کو دست راست بٹھایا اور لندھور کو دست چپ پر بٹھایا
بعد اسکے لندھور سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ملک فرنگوشیہ میرا مولد و مسکن ہے اسکا مقدمہ کیونکر ہوگا لندھور بولا اے ایرج
حضرت صاحبقران نے شہر فرنگوشیہ ترکوں کو دیا ہے قیماس خان اور ترک طہماس جنیدی دونوں ترکوں کے افسر ہیں پہلے قیماس خان
کو بلوا کر راضی کیا تھا وہ بیشتر تمہاری مدد کو موجود تھا مگر اسد نے اسے بہکا دیا اور مالک بن ملک شاہ جو قید تھا اسکو بھی ترکوں کے
حوالے کیا وہ سب قلعہ کی آراستگی میں مصروف ہیں لیکن ایک نامہ آپ لکھیے اور ایک میں لکھوں اگر وہ راہ راست پر آسکے تو فبہا نہیں
پھر تدبیر کیجیے گا ایرج نے کہا اچھا یہ بات بہت خوب ہے لندھور نے تو نامہ لکھ کر اکرمہ جنیدی کو دیا اور ایرج نے اپنا ایلچی شجر آفتاب بیگ
کو کیا دونوں نامہ لیکر روانہ ہوئے یہ خبر اسد بن کرب غازی کو ہوئی پہلے سے اگر شہر فرنگوشیہ میں داخل ہوا قیماس خان خاوری
تمغاج خان ترک دونوں استقبال کر کے لائے اسد کو مسند پر بٹھایا آپ پائین مسند بیٹھے اسد نے کہا ایلچی آتے ہیں عرض کیا کہ ہم نے
سنا ہے کہا کہ خیر آنے دو دیکھو کیا مزخرفات ان دونوں نے لکھا ہے اور حکم دیا کہ خبردار ایلچی کو کوئی روکے نہیں اور لیکر دنگل کی طرف ایلچی
حاضر ہوئے حکم ہوا کہ بلاؤ جب ایلچی آکر اپنے دنگل پر بیٹھے دور جام آپ گردش میں آیا پہلے نامہ چاک کیا گیا اور بعد اسکے حکم ہوا
کہ نامہ پڑھو اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی بعد تعریف قالب دو دہان کی پھر تعریف
اپنی لکھی تھی زبدہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان صاحبقران بیگ بر پہلوان اکو قیماس خان و تمغاج خان آگاہ ہوں یہ لندھور
جانشین حمزہ تھا اسنے رکاب کو میری بوسہ دیا ملازمت میری اختیار کی اور حمزہ تو ہیبت شمشیر میری ظلمات کو بھاگ گیا اور
لندھور کے ساتھ مروت کی یعنی عزت و حرمت سے اپنے پاس رکھا ہے اگر تم بھی اپنی جان کی سلامتی اور بہتری چاہتے ہو تو نامہ کو
دیکھتے ہی غاشیہ حکم دوش ہوش پر رکھکر خدمت میں میری حاضر ہو اور جو اسد لیوان کو بہکانے سے گیا ہو پکڑ لاؤ اپنی سزا کو
پہونچوگے بس پھر نامہ سنتے کے ساتھ ہی اسد نے نامہ دست سے لیکر چیر کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ کسبی فرد بچہ بازاری اپنے
صاحبقران جانتا ہے لندھور نے عاشق ہو کر بارگاہ دیکر آسمان پر چڑھا دیا اور کہہ دینا اس سے کہ کیوں شامت تیری آئی ہے
ہوئی ہے ایک آدھ دن ایسی تنبیہ کرونگا کہ کیڑا اپنا بھول جائیگا یہ کہکر نامہ پھینک دیا اور کہہ دیا بس سنتے ہی کہا کہ اسکو دیکھو
آج ایرج علم زدہ ایک کے سامنے میں بیٹھا ہے اور دلیل سکندر بھی اسکے نام پر دیتا ہے وہ صاحبقران زمانہ ہو آئے گا نامہ کو
تو نے ذلیل کیا ایسی ہزار کو بیچ پہونچا دینگا کہ تو بھی یاد کریگا دیوانوں میں بھول جائیگا بس سنتے ہی اسد آگ ہو گیا کہا کہ اپنا اسم دنگل

بتیر چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے چہار طرف سے لوگون نے پکڑ لیا حکم کیا کہ اسکے ناک اور کان کاٹ ڈالو اور سب اسکے ساتھ والونکا بھی
حال کرو اسیوقت سبکو پکڑ کر ناک اور کان کاٹ ڈالے اور منھہ کالا کرکے گدھے پر سوار کیا اسد نے اپنے رفیقون سے کہا کہ ان سبکو
لشکر ایرج مین جاکر چھوڑ آؤ بعد اسکے نامہ اکرمہ ہندی سے طلب کیا اُسنے بھی نامہ دیا اسد نے پڑھوایا لکھا تھا کہ اے قیماس خان
مین نے تمکو پہلے بھی سمجھایا تھا اور اب بھی اسیواسطے تمکو لکھا ہی کہ جہالت کو چھوڑو اگر ایرج کی بیعت کرو تمھارے آئین و دین مین
وہ خلل انداز نہوگا اور اگر میرے کہنے پر نہ آؤ گے تو مین تمھاری طرف لڑائی کرنے لگا تمھارا خون تمھاری گردن پر ہوگا ہاتھ سے ایرج کے
مارے جاؤ گے اور اسد تو صاحبزادہ ہی جو اُسکے دل مین آتا ہی وہ کرتا ہی اُسکے کہنے پر اپنی جان نہ دو وہ تو دیوانہ ہو کر چھوٹ جائیگا تم
مفت خراب ہوگے یہ مضمون سنکے اسد آگ ہوگیا کہا کہ او اکرمہ یہ ہندی مجھکو دیوانہ سمجھتا ہی مین اور کو دیوانہ بنا دیتا ہون اور تم
اس نمکحرام کا نامہ لیکر آئے ہو اور نامہ کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور پھینک دیا اکرمہ نے کہا کہ صاحبزادے یہ جہالت اچھی نہین تمکو
آقازادے ہو اگر اور کوئی نامہ لندھور کا پھاڑتا تو مزہ دیکھتا ابس یہ کہتا تھا کہ اسد للکارا کہ پکڑو اس نمک حرام کو لوگ دوڑے
اکرمہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ مجھکو سنجر آفتاب پرست نہ جاننا کہ اتنے مین لوگ تلوارین کھینچکر جا پڑے اکرمہ پر تلوارین مارنے لگے
اکرمہ بھی لڑنے لگا تمام اسد کے رفیقون کو زخمی کیا اور آپ اسد سے زخمی ہوا مگر اسد پر تلوار نہ ماری یہی کہا کہ صاحبزادے
میرا ہاتھ تمپر نہ اٹھیگا مین تمھارے نانا کا نمکخوار ہون تم مجھے مار ڈالو مجھکو گوارا ہی یہانتک کہ اکرمہ زخمون سے چور ہوکر بیہوش
ہوگیا اسد نے حکم دیا کہ اس ہندی کو اور اسکے ساتھ والون کو جاکر لشکر لندھور مین پہونچا آؤ یہان ایرج بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ
ہرکارون نے خبر دی کہ ایلچی بڑی بھیڑ سے آتا ہی بہت لوگ اسکے ساتھ ہین ایرج سمجھا کہ شاید قیماس خان وغیرہ مرد فہمیدہ ہین
ساتھ ایلچی کے میری بیعت کرنے کو آتے ہین کہ اس اثنا مین لوگ اسد کے ان نکٹے بوچون روسیاہون کو گدھون پر سوار کیے ہوئے
سامنے لشکر مین داخل کرکے چلے گئے لڑکون نے ان کلموہون کو گدھے پر سوار دیکھکر قہقہے مارے اور تالیان بجائین لگاتار
کہ لولو ہی لولو ہی اور گدھون پر تھپڑ جو مارے گدھے بھاگ کر برابر خیمہ ایرج کے پہونچے ایرج نے مارے خوشی کے قناتین اٹھوادین
کہ دیکھون قیماس خان کو کسطرح ایلچی لیے آتا ہی کہ سامنے سے کلموہے دکھائی دیے اور لڑکونکا غل پیچھے ہوتا ہوا چلے آتے ہین
ایرج نے کہا یہ کیا ہی دریافت تو کرو کہ سنجر سامنے آیا کہ مین ہون آپکا غلام سنجر آفتاب پرست اسد دیوانے نے یہ حال کیا ایرج نے
کہا کہ اس نمکحرام تو ناک کان کٹوا کر یہ صورت بنوا کر میرے سامنے آیا تجھے تو وہین مرجانا تھا زندہ صورت یہ دکھانا تھا یہ کہکر تلوار
ماری کہ سنجر کے دو ٹکڑے ہوے اتنے مین خبر پہونچی کہ لندھور کا ایلچی بھی جو زخمی ہوا آتے ہی اسد کے لوگ لاکر پہونچا گئے مگر اکرمہ
ہندی خوب لڑا ایرج نے کہا کہ بہادر ایسے ہی ہوتے ہین نہ کہ یہ نامرد سنجر کہ ناک کان کٹوا کر چلا آیا اُسکو تیغ یہان مارا اور اسکے
وارا سے ہند مین سمجھا تھا کہ ان چوکا لیکن تم بھی چوکے اب مین شہر فرنگوشیہ کو طرفۃ العین مین لے لونگا لندھور نے کہا تمھین اختیار ہی جو چاہو
سو کرو ایرج اسیوقت کوچ کرکے سامنے فرنگوشیہ کے آیا خیمہ مین داخل ہوا لشکر اسکا تمام اتر پڑا اسد سرکشون نے قلعہ کو
آراستہ کیا ایرج نے طبل جنگ بجوایا صبحکو قلعہ پر یورش کی قلعہ پر سے توپ چلنے لگی خوب لڑائی ہو رہی ہی کہ اسد لشکر پر ایرج کے
گرا اور قتل کرنے لگا خیمہ جلانے لگا لوٹنے لگا ایرج سے لوگون نے یہ حال آکر بیان کیا کہ ادھر اسکے لوگ توپ مارتے جاتے ہین
ادھر اسد روز خون کرتا ہی لوگونکو ہلاک کر رہا ہی ایرج یہ خبر سنکر طبل بازگشت بجوا کر پھرا جب تک یہ آتے آتے اسد
جا چکا تھا ایرج کف افسوس ملکر رہگیا کہا کہ اس دیوانے کے ہاتھ سے ناک مین دم آیا ہی قارن نے کہا اے زبدۂ آفتاب پرستان
آپ جب قلعہ پر جائینگے تو وہ دیوانہ لشکر کو برباد کر لگا اردو بازار مین لوٹیگا ایرج نے کہا سچ ہی اور آپ لندھور کو بھی اپنا
دوست جانتے ہو مگر یاران دیدہ ہی آپ زہر کا دہی ایرج نے کہا اے قارن لندھور سے حقیقت کچھ نہ کہو وہ بہت مجھسے محبت
رکھتا ہی اور ریتیم آج تک کوئی بدی اسکی نہین دیکھی اقبال شاہ بولا اے ایرج قارن سچ کہتا ہی خدا پرست کبھی [illegible]

دوست ہونگے قارن نے عرض کی کہ اب ہرکارون کو لگا رکھیے ابھی ان پر حال جھوٹ سچ کا کھل جائیگا ایرج نے شاپور کو تنہا
بلا کر کہا کہ ای شاپور تو کسطرح سے دریافت کر کہ ہندی باطن مین مجھسے کسطرح ہی شاپور نے عرض کیا بہت خوب اسدن سے
شاپور آٹھ پہر صورت تبدیل کیے ہوے گرد خیمہ لندھور کے رہتا ہی لیکن لندھور نے دیکھا کہ ایرج ایک شہر فرنگوشیہ کے تسخیر
کرنے مین ایسا متردد ہی کہ اگر اور شہرون پر بھی ایسا ہی ہوا تو بہت کشت و خون ہوگا بہت سے بندگان خدا ضائع ہونگے اس سے
بہتر یہ ہی کہ مین پہلے انکو طلب کرون اور بیعت پر ایرج کی راضی کرون بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے نامے چہار سو شاہان باختر
کو لکھے سبکا ایک مضمون تھا کہ مین تم سبکو آگاہ کرتا ہون کہ مجھکو صاحبقران کل باختر کا مالک کر گئے ہین اور مین بموجب فرمانے
اپنے آقا کے ایرج کی بیعت کی ہی تم سبکو بھی لازم ہی کہ ہرگز سرکشی نہ کرو اور ایرج کی بیعت کرو اور اگر حمزہ صاحبقران ظلمات سے
تشریف لائینگے اور تم سے باز پرس کرینگے تو اسکی جوابدہی میرے ذمہ ہی اور کہنا میرا نہ مانوگے تو مارے جاوگے تمہارا خون تمہاری
گردن پر ہی اور سب نامون پر مہر کرکے عیار شہاب ہندی کے ہاتھ مین دیے کہ لیجا اور جاکر سبھونکو پہونچا دے شہاب ہندی
نامے لیکر روانہ ہوا شاپور تو اسی فکر مین لگا تھا کہ دیکھون لندھور کس فکر مین ہی عیار جو نامے لیکر چلا شاپور سمجھا کہ لندھور نے
اپنی مدد کیواسطے ہر ایک کو طلب کیا ہی اسی شاپور اس عیار کو پکڑ کر نامون سمیت ایرج کے پاس لیجا یہ خیال اپنے دل مین لاکر
اس عیار کے تعاقب مین روانہ ہوا اور اس سے آگے بڑھکر اثناے راہ مین کمند کے حلقے زمین مین خس پوش کرکے بیٹھا جیسے شہاب
ہندی وہان پہونچا اور پانون حلقہاے کمند مین پڑے شاپور شیر کی بولی بولا شہاب ہندی ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیر کدھر ہی بس
ٹھہرنا تھا کہ شاپور نے جھٹکا دیا کہ شہاب حلقہ مین پھنسکر گرا شاپور نے اسکی چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین اور لیے ہوے
سامنے ایرج کے آیا اور کہا کہ شہریار لندھور کے برابر آپکا دشمن نہین ہی قارن قہرمان اور اقبال شاہ سچ کہتے ہین ایرج نے
کہا کیا ہوا شاپور نے کہا کہ آج رات کو نامے لندھور نے لکھے ہین اور تمام شاہان باختر کو آپسے لڑنے کو طلب کیا ہی یہ عیار نامے لیے
جاتا تھا کہ مین اسے پکڑ لایا عیار اور نامے موجود ہین اقبال شاہ اور قارن قہرمان نے کہا کہ آپکو ہمارے کہنے کا یقین نہ تھا
اب تو حال کھل گیا بس ایرج کا یہ حال ہوا کہ غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور مارے غصے کے نامون کو بھی نہ دیکھا کہا کہ ای شاپور
نامون کو اپنے پاس رکھو اور عیار کو قید کرو خیر اس ہندی سے سمجھا جائیگا بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا اور دوسرے دن صبح کو آکر تخت پر
بیٹھا سردار آکر مجرا کرتے تھے اور بیٹھتے جاتے تھے کہ اسمین لندھور بھی اپنے رفیقون سمیت آیا ایرج کو سلام کیا ایرج نے
منھ اپنا پھیر لیا اور جواب سلام نہ دیا لندھور نے ایرج سے سبب پوچھا کہ میری کیا خطا کیا ہی کہ جواب میرے سلام کا نہ لیا بس قریب
آنا تھا کہ ایرج نے سردارون کو کہا کہ پکڑو اس منافق دو رنگے کو لوگ لندھور کی طرف مخاطب ہوے لیکن تمام ہندیون نے غل کیا کہ
کہ مارو اس بزار سپچے کو یہ کیا اپنے دل مین سمجھا ہی لندھور ہندیون کو مانع ہوا کہ تم سب صاحب میرے
معاملہ مین دخل نہ دو تم سب صاحب بارگاہ سے باہر چلے جاؤ بیچ کے خون اپنا ایرج پر حلال کیا کوئی قصاص میرے خون کا ایرج
نہ لے سب ہندی بارگاہ سے باہر گئے لندھور اپنے ہاتھ آپ رومال سے باندھکر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ گنہگار حاضر ہی جو
چاہیے سو کیجیے مگر پہلے تقصیر میری ثابت کیجیے ایرج نے کہا کہ پہلے تجھکو گرفتار غل و زنجیر کرلون تو تقصیر تیری بتاؤن اور کہا کہ
بلاؤ آہنگرون کو اور لاؤ جلادون کو اسیوقت آہنگرون نے لندھور کو مطوق و مسلسل کیا اور جلاد آکر حاضر ہوے ایرج نے کہا
کہ جلد اسکی گردن مارو جلادون نے ریگ کا چبوترہ بنایا فلک تک کا پورا بچھایا نطع اسپر ڈالی تلوار برہنہ کرکے کھڑا ہوا اسیوقت
لندھور نے کہا کہ ای ایرج تم مجھے قتل کرو مین راضی ہون مگر تقصیر میری ثابت کردو ایرج بولا اس سے زیادہ کیا گناہ ہوگا کہ
ظاہر مین تو تو نے میری بیعت کی اور یہ کہا کہ تیرے دوست کا دوست اور تیرے دشمن کا دشمن ہون اور باطن مین شاہان باختر کو نامے
لکھے ہین اور میرے مقابلہ مین بلوایا ہی اس سے معلوم ہوا کہ تیری گردن کو بھی تو ہی سے ہوگا یا ہی ناحق اسد کا نام بدنام کرتا ہی

لندھور نے کہا کہ آپکو کیونکر ثابت ہوا ایرج نے کہا میرا عیار اُس عیار کو کہ جسکے ہاتھ تمنے نامے بھیجے تھے اُن ناموں سمیت پکڑ لایا
لندھور نے کہا کہ آپ اُن ناموں کو منگوا لیجیے اور اُس عیار کو بلوا لیجیے شاپور اُسیوقت گیا اور شہاب ہندی کو ناموں سمیت
لایا ایرج نے کہا کہ یہ عیار تمہارا ہی یا نہیں اور ناموں پر کسکی مہر ہی لندھور بولا یہ عیار میرا ہی اور مہر بھی میری ہی مگر آپنے کوئی
نامہ بھی پڑھا ہی کہ اُسمین کیا لکھا ہی پہلے نامہ پڑھ لیجیے بعد اُسکے میرے قتل کا حکم دیجیے ایرج نے کہا کہ میں مارے غصہ کے نامہ پڑھا
نہیں پڑھا اُرسے لا تو نامہ شاپور نے نامہ ہاتھ میں دیا ایرج نے نامہ کھولکر پڑھا یہی مضمون تھا کہ ای شاہان بافقر جسطرح
بیشک بیعت ایرج کی کی ہی اُسیطرح تم بھی آکر بیعت ایرج کی کرو نہیں تو تمہارا خون تمہاری گردن پر ہوگا بس ایرج یہ نامہ
پڑھکر شرمندہ ہوا اور آپ اُٹھکر قید لندھور کی توڑ ڈالی اور گلے میں لندھور کے ہاتھ ڈالکر لپٹ گیا کہا کہ ای برادر آپ سے ملتمس ہوں
معاف کیجیے میں نے آپکو ستایا ہی کہا لندھور نے کہا کہ ای ایرج تمہاری کچھ خطا نہیں وہ منافق حرامزادے نہیں چاہتے
کہ ہم اور تم موافقت رہے ایسے لوگون کو اپنی صحبت سے نکال دو ایرج نے اُسیوقت قارن قربین کو نکال دیا اور دارا بیگ
کہا کہ خبردار میرے سامنے نہ آیو اور اقبال شاہ سے برہم ہوا شاپور سے کہا کہ تونے بغیر دریافت کیے عیار کو کیون پکڑا پھر ایسا
نکرنا نہیں صورت سے بیزار ہو جاؤنگا تیری وہ حرکتیں ہیں کہ دوست کو دشمن بناتا ہی اور شہاب ہندی عیار کو زندان خانہ سے
بلوا کر خلعت دیا اور لندھور کو اپنی داہنی طرف بٹھایا اور اپنے سرداروں کو بائیں طرف جگہ دی غرض لندھور اپنے خیمہ کی طرف
روانہ ہوا یہان تمام ہندیون میں کمربندی ہی کہ اگر ایرج نے لندھور کو مار ڈالا تو ہم اپنی جانیں دینگے اور ایرج اپنے آقا
پرست کو زندہ نچھوڑینگے اور سب مسلح اور مکمل ہو چکے ہیں قبضہ خنجر پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہیں کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج آکر
لندھور کے قدمون پر گرا اور قید سے رہا کیا وہ دارا سے ہنستے آتے ہیں سب دوڑے اور آکر قدمون سے لپٹے مگر آکر مہ نے کہا کہ ای
شہنشاہ زمان آپ ہم سبھون کو ذلیل کراتے ہیں یا تو وہ آبرو تھی ہماری کہ ہم سے کوئی آنکھ ملا سکتا تھا یا اب ایک ادنی سے
دیتے ہیں اور خود ہاتھ باندھکر ایرج کے سامنے چلے گئے یہ بھی مجال تھی کسیکی کہ آپکی طرف ٹیڑھی نظر کرکے دیکھ سکتا لندھور نے
کہا کہ سنو تمھا جو سمجھے اپنے آقا کے فرمان کی اطاعت کرنا اسمین چاہیے ذلت ہو چاہے خفت ہوا اور جو تم میرے رفیق جانی
ہمدم روحانی ہو تمہاری بہادری میں کسیطرح فرق نہیں آیا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ادھر ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
کہ میں قلعہ پر حملہ کرونگا اگر چاہا شیر اعظم نے تو قلعہ کو بغیر لیے نہ چھوڑونگا اُسیوقت طبل جنگ بجا اقبال شاہ نے کہا کہ آپ قلعہ پر جائینگے
دیوانہ لشکر پر آکر ایکا سبکو قتل کریگا ایرج نے میعاد غازی سے کہا کہ تم لشکر میں رہنا اگر دیوانہ آئے تو اُسکو گرفتار کر لینا
دیوانہ بہت کمزور ہی آج کچھ اندیشہ نکرنا اُسنے عرض کیا بہت خوب اور قلعہ میں ترکون کو خبر پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوایا ہی کل یورش کریگا فیبنا یا لقضا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارہ کڑکڑایا ادھر اسد کو ہرکارون نے جاکر
خبر دی کہ آج لندھور کو ایرج مارے ڈالتا تھا پر سے بچگیا اسد بولا کہ یہ ہندی جو تیان کھائیگا وہ بزرجمہر خوب رسوا کریگا
اور میں سنا ہی کہ مہرنگار سے لپٹا کیا لذت حاصل ہوئی ہوگی اُس ہندی کو کہ معشوق گلے سے لپٹا گیا کہ اسی اثنا میں ہرکارون نے
خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی کل قلعہ پر یورش کا ارادہ ہی اور اُردو بازار کی حفاظت کے واسطے میعاد غازی کو
مقرر کیا ہی اسد بولا کہ غازی کی قضا آئی ہی کل اُسے مارونگا اور رفقا سے کہا کہ صبحکو تم سب تیار رہنا غرض رات دونون طرف
بیداری رہی صبحکو قیماس دیوانہ اور شغاج خان قفل بند دروازے پر آکر بیٹھے رفقا گرد اطراف میں جمع ہوئے ادھر سے گرد غبار اُٹھا
اُٹھا اور آفتاب پرست نمودار ہوئے یہان سے ایک آدھ گولا چھوٹنے لگا کفار گولہ کی زد سے ہٹکر کھڑے ہوئے ایرج نے
کہا کہ تمھارا کیسا ارادہ ہی اُن سبنے عرض کیا کہ ہم سب جانبازی کو موجود ہیں ایرج نے کہا کہ مجھے مفت تمہاری جان لینا
منظور نہیں ہی خواہ مخواہ مارے جاؤگے بہتر ہی کہ جب میں قلعہ کو لیلون تو اُسوقت تم آنا یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ

ہشت پہلو پر چڑھ کر وہ ہاتھ میں اٹھا کر قلعہ کی طرف روانہ ہوا دو دو ہی پالون نے دیکھا کہ ایک سوار چلا آتا ہے غرض کہ یا کہ ایک
یکہ سوار سامنے سے چلا آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہے قیماس خان نے کہا کہ خوب نزدیک آنے دو یہاں تک کہ جب ایرج نے کچھ میدان
روکا تھا جو گھیر لیا تو اسوقت قیماس خان نے ہوائی داغی گولہ اندازون نے گولے مارنا شروع کیے تو بجائے رعد لشکر و جوش فوج
میں آیا بجلی رنگ کی چمکنے لگی دھوئیں کا ابر چکر تیار ہوا کہ گولے مثل اولے کے پڑنے لگے مگر ایرج کا یہ عالم ہے کہ گرز سے برابر گولے
روکتا چلا آتا ہے لیکن اسد نے جو فرصت پائی اور ایرج کو جانب قلعہ متوجہ پایا تو بیس ہزار قزاقون سے لشکر ایرج پر
روز خون کیا اور آفتاب پرستونکو قتل کرنے لگا یہ رنگ دیکھکر مسیحا و جادو دوڑ پڑا اور للکارا کہ او دیوانہ کدھر کہان جاتا ہے
اسد نے کہا کہ تونے سنا تھا کہ ایرج مجھکو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ہے آگاہ ہو کہ وہ آفتاب پرستونکو حفاظت کے لیے نہین
بلکہ ملک الموت کے لیے چھوڑ گیا تھا اب میں بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا مسیحا و جادو نے یہ سنکر کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا یہ کہہ کر
ارہ لپیٹ نہنگ بس قمچہ سے اٹھاتا تھا کہ اسد پر مارے لیکن آنے سے پہلے ہاتھ کا اٹھنا کہ اسد نے نہایت پھرتی سے ایک ہاتھ تلوار کا اسکے پہلو پر مارا
کہ پہلو اسکا زخمی ہوا اور منہ اسکا پھر گیا اسد نے اسکے پیچھے ہی دوسرا وار کیا کہ سر بھی اس خود سر کا مجروح ہوا اور سامنے سے بھاگا
اسد نے لیکر ایک تلوار اسکی پشت پر ماری کہ پشت بھی اسکی زخمی ہوئی کہ اس اثنا میں لوگ بیچ میں آگئے اور اسے اٹھا لیگئے اور
اسد لشکر کو پھر لوٹنے لگا اور خیمون میں آگ لگا دی لشکر آفتاب پرستان میں ہلچل پڑگئی قزاق قتل کر رہے تھے اور لوگ
بھاگ رہے تھے ادھر ایرج گولون کو روکتا ہوا لب خندق پہونچا تھا کہ مسیحا و جادو کو لوگ لیکر ایرج کے سامنے آئے اور
کہا کہ آپ تو قلعہ ستانی کی فکر میں ہیں اور یہاں اس دیوانے نے لشکر لوٹ لیا ہے اور مسیحا کا یہ حال کر دیا ہے بس یہ سنتے ہی
ایرج نے زانو پر ہاتھ مار کے پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور کہا کہ افسوس قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جاتا ہے یہ سنکر ویلم شاطر
نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں ابھی جا کر اس دیوانہ کو گرفتار کر لاؤن آپ یہین ٹھہرے یہاں سے نہ پھرے ایرج نے کہا کہ اچھا جلد جا
اس دیوانہ کو زندہ یا مردہ جس طرح سے ہاتھ آئے لے آ یہ سنکر ویلم شاطر یہاں سے روانہ ہوا لیکن اسوقت پہونچا کہ جب اسد
مار کر سب تھلکہ کر دیا تھا اور آفتاب پرست بھاگ گئے تھے قزاق خیمے لوٹ رہے تھے اور اسباب بار ہو رہے تھے کہ ویلم نے پہونچ کر
نعرہ کیا کہ ہاش او دیوانے بھول میں آ پہونچا یہ سنکر اسد نے جواب دیا کہ آ تو بھی آ کہ تیری قضا بھی دامنگیر ہے یہ کہکر مثل شیر غضبناک کے
ویلم پر جھپٹا پر پہونچا تھا کہ ویلم شاطر نے ارہ لپیٹ نہنگ کا وار اسد پر کیا اسد نے آتے ہوئے ارہ پر تلوار ماری کہ آرہ
دو ٹکڑے ہو گئے ویلم نے وہی ٹکڑا ارہ کا اٹھا کر اسد پر مارا اسد نے اسے خالی دیکر ویلم پر تلوار ماری کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پہونچی
اور زنا ہوا بدن پر اثر کیا دوسری تلوار اور ماری کہ شانہ بھی قلم ہوا تیسری تلوار پہلو پر ماری کہ پہلو بھی زخمی ہوا غرض دس
پانچ زخم ایسے لگے کہ بیقرار ہو کے اپنے لوگونکو پکارا کہ ارے جلدی مجھے بچاؤ کہ یہ دیوانہ مارے ڈالتا ہے یہ آواز سنکر حبشی
جھپٹ پڑے اور ویلم کو لے بھاگے اور سامنے ایرج کے لا کر ڈالدیا کہ دیکھیے دیوانے نے ویلم کا یہ حال کیا ہے ایرج ناچار ہو کر
قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر کی طرف راہی ہوا جب اسد کو یہ خبر پہونچی کہ ایرج آتا ہے تو جلد جلد اسباب لوٹ کا بار کر کے رفقا
لشکر کا راستہ لیا اب ایرج جو اپنے لشکر میں آتا ہے تو اسد کا کہیں پتا بھی نہیں ہائے ہائے کا غل چہار طرف کو گونج رہا ہے لوگ اپنے
عزیزون کو رو رہے ہیں لاش پر لاش گری پڑی ہے خون کی ندیان بہی ہوئی ہیں ایرج جھنجھلاتا ہوا خیمہ کی طرف چلا دیکھا
کہ خیمون میں آگ لگی ہوئی ہے مال و اسباب کھلا پڑا ہوا ہے سبکو ایکجا جمع کرایا اور آگ بجھوائی ہر ایک کو تسلی اور تشفی دیکر
کہتا ہے کہ ایرج نے نو دس حملے اسیطرح قلعہ پر کیے مگر کچھ نہوا ہر مرتبہ یہی صورت ہوئی کہ ادھر ایرج قلعہ پر گیا اور ادھر
اسد لشکر پر آگرا اور ایرج ہر مرتبہ پھر پھر آیا اور ہر چند اسد کو ڈھونڈھوایا لیکن کہیں پتا نہ لگا ایرج نہایت تنگ ہوا کہ
اب میں کیا کرون اور کیونکر قلعہ کو لون قارن فتنہ گر میں نے کہا کہ اے شہریار آپ معطل ہیں جیسے کہ میں نے علم نجوم میں دیکھا ہے

کہ آپ قلعہ پھاٹک لینگے اور ترک سب مارے جاینگے ایرج نے شاپور سے کہا کہ تو اسد کی خبر نہیں لاتا کہ وہ کہاں رہتا ہی اُسنے
عرض کیا کہ میں نے ہر چند ڈھونڈھا لیکن پتا نہ لگا ایرج نے برہم ہوکے کہا کہ یہ بات میری کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر وہ دیوانہ کہاں
رہتا ہی ارے کیا آسمان پر رہتا ہی کہ جو تجھے نہیں ملتا آخر نہ ملنے کی وجہ کیا ہی جا جلد تلاش کر کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگا یہیں کہیں کسی
پہاڑ کے دامن میں رہتا ہوگا یہ سنکر شاپور پھر روانہ ہوا اور کوہ و صحرا میں تجسس کرنے لگا جاتے جاتے کیا دیکھتا ہی کہ اسد ایک
پہاڑ کے نیچے مع رفقا بیٹھا ہوا قہقہے مار رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ کیوں فتاح سچ کہنا کہ اس آفتاب پرست کو کیا ہی ناک چنے چبوائے ہیں
فتاح کہہ رہا ہی کہ ہاں بھائی واقعی امر یہ ہی کہ یہ کام تمھارا ہی تھا لیکن خدا ہی اس آفتاب پرست کی شر سے تمھیں بچائے بس
شاپور یہ دیکھکر ایرج کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اسد فلاں دامن کوہ میں بیٹھا ہوا ہی جلد لشکر لیکر چلیے ایرج یہ سنتے ہی
سوار ہوا اور اسد کی طرف چلا اتفاقاً یہاں عمر عیار موجود تھا اسنے جلد لپک کر اسد کو خبر دی کہ ہوشیار ہو جاے ایرج آ پہونچا
ایل اسد یہ سنتے ہی قزاقوں سمیت دوسرے راستے سے نکل کر لشکر ایرج پر آ گرا خوب لوٹا خوب قتل کیا اور وہاں جب ایرج
دامن کوہ پر پہونچا اور گرد پہاڑ کے گھیرا ڈالکر اندر درہ کوہ کے گیا دیکھا کہ وہاں کھیرون ناچ رہا ہی کسی کا پتا بھی نہیں برہم ہو کر شاپور سے
کہا کہ ارے اسد کہاں ہی شاپور نے کہا کہ میں نے آپ سے خلاف نہیں عرض کیا تھا معلوم ہوا کہ اسے آپکے آنے کی خبر لگ گئی اور وہ
دوسرے راستے سے نکل گیا دیکھیے ایک علامت تو یہی ہی کہ گھوڑوں کی لید اور ٹوٹی ہوئی رسیاں پڑی ہیں اور دوسری علامت
یہ ہی کہ ہانڈیاں چولہے سب معلوم ہوتے ہیں اب جلد یہاں سے اپنے لشکر کا راستہ لیجیے ایسا نہیں کہ وہ آپکے لشکر پر جا گرے یہ سنکر
ایرج لشکر کیطرف چلا اور یہاں اسد ایرج کے آنے کی خبر سنکر لوٹ مار کر چلتا ہوا اب جو ایرج آ کر دیکھتا ہی کہ اسباب
لٹا ہوا اور خیمے جلے ہوئے پڑے ہیں کمال غضبناک ہوا اور اپنا فوراً بندوبست کرکے حکم دیا کہ نقارے طبل جنگ کل بغیر قلعہ لیے ہوے
نہ پھرونگا اقبال شاہ نے کہا کہ حضور تو خود جاینگے اور وہ دیوانہ پھر لشکر پر آ گریگا ایرج نے کہا کہ نہیں تم گھبراؤ نہیں میں
دیلم شاہ طرزنگی اور صیاد رشک و دراز گردن کو یہیں چھوڑ جاؤنگا اور دیلم و صیاد سے کہا کہ تم دونوں کل یہیں رہنا میرے
ساتھ نہ جانا جسوقت وہ دیوانہ آ جاے اسیوقت بلا تامل اسے قتل کر ڈالنا یا زندہ گرفتار کر لینا دیلم اور صیاد نے کہا کہ بہت اچھا
آپ گھبرائیے نہیں لشکر سے مطمئن رہیے ہمکو آپ ہی اس امر کا خیال تھا کل ہم اپنی جانیں لڑا دینگے مگر لشکر پر کوئی آسیب نہیں
آنے دینگے الغرض شب بھر تو یہ سب بندوبست ہوا کیے جب صبح ہوئی تو ایرج نے کافور زنگی اور ماہور زنگی کو بھی یہیں چھوڑا
اور ہدایت کی کہ تم دونوں بھی بہت ہوشیار رہنا یہ کہکر جانب قلعہ متوجہ ہوا اب سنیے کہ ادھر ایرج قلعہ گیری پر مصروف ہوا
اور ادھر اسد نامدار کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایرج دیلم و صیاد اور کافور و ماہور زنگی کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ کر
جانب قلعہ گیا ہی تو تھوڑی دیر تک تو متفکر رہا لیکن آخرکار زانوے فکر سے سر اٹھا کر فتاح کو بمعیت آٹھ ہزار قزاقوں کے لشکر
ایرج پر جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم لشکر ایرج پر جا گرو اور جسطرح بنے صیاد کو نکال لیجاؤ اور آٹھ ہزار قزاق ابراہیم
ساتھ کر کے حکم دیا کہ تم دیلم شاہ کو جانب صحرا نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق علقمہ کے زیر حکم کر کے ہدایت کی کہ تم کافور اور
ماہور کو جانب صحرا نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکر لشکر ایرج کا راستہ لیا وہاں ایرج گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہفتاد من کو ہاتھ میں لیکر جانب قلعہ چلا اور قلعہ سے توپ چلنے لگی اور ادھر فتاح بوق بجا کر لشکر ایرج
پر گرا صیاد رشک و دراز گردن نے جو فتاح کو آٹھ ہزار قزاقوں سے آمادہ پیکار خیال کیا تو اپنے لوگوں کو لیکر فتاح کیطرف
جھپٹا فتاح اسکے سامنے سے بھاگ کہ جنگل کو روانہ ہوا اور صیاد رشک دراز گردن اسکے تعاقب میں چلا جب دونوں
صحرا میں پہونچ گئے تو فتاح نے گھوڑے کی باگ روک کر کہا کہ او حرامزادے کیا تو مجھکو ایسا بودا سمجھا تھا کہ میرا تعاقب کیا
اور سمجھا کہ اب یہ بھاگ نکلا لاحول ولا قوۃ الا باللہ تمہارے جیسے تو رستم سے بھی نہیں خوف کرتا جب صیاد نے فتاح کی آواز سنی

پھانسی دیئے ہوئے پڑے ہیں یہ دیکھکر کمال درجہ دل ملول ہوا اور لکڑیاں اپنے ہمراہ لدوا کر لشکر کا راستہ لیا ادھر تو ایرج نے اپنے
لشکر کا راستہ لیا اور اُدھر اسد کو خبر لگی کہ ایرج لکڑیاں لادے لیے چلا جاتا ہے کہنے لگا کہ کہاں جائیگا یہ کہکر سوار ہوکر لشکر ایرج پر
گرا اور قتل و قمع کرنے لگا آفتاب پرست بھاگنے لگے ایک قیامت سی برپا ہوگئی اور اسد مارتا پیٹتا ہوا اقبال شاہ کے خیمہ کے قریب
پہونچا تو اپنے رفقا سے کہا کہ اس حرامزادے قارن کو تو تلاش کرو کہ یہ مردود کہاں ہے قارن نے جو اسد کی آواز سنی بارے
بیت الخلا کی قنات میں لپٹ کر کھڑا ہو رہا اور اقبال شاہ تخت کے نیچے چھپ رہا یہ حال دیکھکر شاپور ایرج کے پاس دوڑ گیا
راہ میں ایرج سے ملاقات ہوئی شاپور نے کل حال بیان کیا اور کہا اے صاحبقران آفتاب پرستان جلد چلیے آپ تو ادھر آئے
اور اُس دیوانے نے وہاں پہونچکر لشکر کا حال دگرگون کر دیا سیکڑوں ہی کو تہ تیغ کر ڈالا اور قارن کی تلاش میں ہے اگر وہ مل گیا تو دیوانہ
ہرگز نہ چھوڑیگا یہ سنکر ایرج گھبرا گیا اور لکڑیوں کے بار ویلم شاطر زنگی کے سپرد کیے اور خود لشکر کی طرف روانہ ہوا جب لشکر میں پہونچا
تو اسد کا پتا بھی نہیں تھا لوگ رو پیٹ رہے تھے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے سر دھنتا ہوا داخل خیمہ ہوا قارن قناتوں میں کا
یہ حال دیکھا کہ کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہے قارن سے کہا کہ اے قارن یہ کیا حال ہے قارن نے کہا کہ خداوند کیا عرض کروں اس دیوانہ کے
ہاتھ سے سارے لشکر کا ناک میں دم ہو گیا ہے ایرج نے کہا کہ اے قارن یہ دیوانہ جائیگا کہاں جس دن میرے ہاتھ لگ گیا دار پر کھینچا
ہی کرونگا یہاں تو یہ باتیں تھیں اور اُدھر اسد کا حال سنیے کہ یہ جو لشکر ایرج سے واپس چلا تو راہ میں معلوم ہوا کہ ویلم شاطر لکڑیوں کا
بار لیے جاتا ہے یہ وہیں سے ویلم کی جانب پھرا اور اُس سے مقابلہ کرکے اُسے زخمی کیا اور اُسکے ہمراہیوں کو بھگا کر لکڑیوں میں آگ لگا دی
اور اپنا راستہ لیا لوگ ویلم شاطر زنگی کو زخمی لیے ہوئے ایرج کے سامنے لائے اور عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے اس دیوانہ کے
ہاتھ سے ویلم کا یہ حال ہوا ایرج نے یہ دیکھکر زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہائے افسوس میں اس دیوانہ کے ہاتھوں سخت عاجز ہو گیا ہوں
کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا القصہ روز تو اسی فکر میں گذر گیا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اور کیونکر
اس دیوانہ کی شر سے نجات ملے جب شب ہوئی تو سوچتے سوچتے یہ امر ذہن میں آیا کہ کل سرداروں اور مزدوروں کو کسی سردار کے ساتھ
لکڑیاں کاٹنے کے واسطے روانہ کرو اور خود اثنائے راہ میں بیٹھو اور دونوں جانب ہرکاروں کی ڈاک بٹھا دو کہ ادھر کی خبر اُدھر
اور ادھر کی خبر اُدھر برابر پہونچاتے رہیں جس طرف سے وہ دیوانہ آکر سرداروں پر گر پڑیگا یا فوج پر گر پڑیگا ہرکارے خبر دینگے فوراً انسداد
کر دیا جائیگا غرض جب صبح ہوئی تو سرداروں کو ویلم اور کاسیہ تخمیم کے زیر حکم جانب صحرا روانہ کیا اور خود اثنائے راہ میں بیٹھا
ڈاک ہرکاروں کی دونوں جانب بٹھا دی اسد کے مخبروں نے اسد کو بھی یہ خبر پہونچائی کہ آج ایرج ہوشیار و خبردار بیٹھا ہے
آپ جس طرف سے جائینگے وہ اُسی جانب دوڑ پڑیگا اسد نے یہ سنکر کہا کہ خیر دیکھا جائیگا ابھی سے کیا فرض ہے کہ اُس پاجی سے
جا کر سامنا کروں دیر آید درست آید بہر طور ایرج نے جنگل سے لکڑیاں منگوا کر نجاروں کو جمع کیا اور تین طبقہ کا جوالہ تین روز
عرصہ میں تیار کروا لیا اور ہر طبقہ اتنا اتنا بڑا تھا کہ چار چار ہزار تیر انداز بفراغت بیٹھ سکیں طبقہ اول میں توپیں [illegible] طبقہ دوم
طبقہ میں گولہ بارود جمع کروا دیا تیسرے طبقہ میں تیر انداز وغیرہ بٹھا دیے اور سامنے قلعہ کے استادہ کرا دیا تھا [illegible] اور
اور تمام ترکوں نے جو اُس جوالہ کو دیکھا سب کے سب اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے آپس میں ایک دوسرے سے [illegible]
ہر ایک آمادہ مرگ اور مہیائے قضا ہو بیٹھا ایرج نے طبل جنگ بجوایا کہ کل صبح کو ہم قلعہ لے لینگے جب یہ خبر اسد کو پہونچی کہ جوالہ
بنکر تیار ہو گیا اور ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا تو یہ اپنے مقام پر پہونچا کہ اے اسد تو ہی ان ترکوں کو [illegible] ایرج سے [illegible]
تھا اور یہ ترک ہی سبب تھے یہ لوگ بیعت ایرج سے باز رہے اور اب یہ سب بے تقصیر ہی سب سے مارے جائینگے اے اسد [illegible]
یہ امر نہایت بعید ہے کہ اب تو انکی اعانت پر کمر نہ باندھے اور اپنی جان کو عزیز کرے مگر ساتھ ہی اس خیال کے یہ امر بھی [illegible]
تو سمجھ اور بات صحیح ہے لیکن یوں بے سوچے سمجھے بھی جان دینا [illegible] پہلے کوئی تدبیر سوچ لینا چاہیے اور اُسی کے موافق

کاربند ہونا چاہیے لیکن اسکے پھر جو کچھ خدا دکھاوے یہ سوچ کر تھوڑی دیر تک تو سر زانو سے فکر پر جھکائے رہا بعد ایک ساعت کے
مارے خوشی کے اچھل پڑا اور بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ وہ مارا فتاح نے کہا کہ صاحبزادے مجھسے تو بیان کرو کیا بات تم سوچتے ہو
جو اسقدر خوش و مسرور ہوے اسد نے کہا کہ بس عمو جان جو کچھ مین سوچا ہون جب اسکا ظہور ہوگا تو آپ اچھی طرح دیکھ لینگے
فتاح نے کہا کہ نہین میان مجھسے ابھی کہدو کہ مجھے اطمینان ہوجاوے اسد نے کہا کہ عمو جان خلاصہ یہ ہے کہ مین اس جوالہ کو بغیر جلائے
تھوڑی چھوڑونگا اور یہ کہکر ضرغام سے کہا کہ ارے بھائی ضرغام تم جلدی جاؤ اور جسقدر تیل اور چربی کثرت سے مہیا ہوسکے
لے آؤ ضرغام نے کہا کہ خداوندا ابھی لیجیے یہ کہکر اسیوقت روانہ ہوا اور ایک تھوڑے ہی عرصہ مین مشکون تیل اور چربی مہیا کر لایا
اور تمام رفقا سے کہا کہ تم سب کے پاس جسقدر پرانے دگلے اور قبائین اور پرانے کپڑے ہون سب لے آؤ اسیوقت سبھون نے دگلے اور
قبائین اور پرانے کپڑے لا حاضر کیے اسد نے خوب روغن اور چربی مین انکو تر کیا خلاصہ یہ کہ علاوہ اور کپڑے کے چوبیس ہزار
قبائین اور دگلے تیل اور چربی مین تر بتر کیے گئے جب یہ سب مال مہیا ہوچکا تو اسد نے ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام اب یہ سب
سامان تو مہیا ہوگیا اب تم لشکر ایرج کی خبر لے آؤ تو پھر کوئی تدبیر کرین یہ سنکر ضرغام اسیوقت گیا اور جاکر خبر لے آیا اور
عرض کیا کہ ویلم تو طلایہ کی گشت پر ہے اور ایرج بیچون بیچ لشکر مین صحبت آرا ہے یہ سنکر اسد نے ابراہیم بن مالک کو حکم دیا
کہ اے ابراہیم تم جاؤ ہزار سوار لیکر لشکر ایرج پر جا گرو اور جسطرح بن پڑے ویلم کو اپنے ساتھ لگا کر نکال لے جاؤ اور علقمہ کے
حکم دیا کہ اے علقمہ تم بھی چار ہزار سوار لیکر جا گرو بعد اسکے ابراہیم سے کہا کہ نہین اے ابراہیم تم تو میرا نام لیکر لشکر ایرج پر حملہ آور
ہو اور ایرج کو اپنے ساتھ لگا لیجاؤ اور علقمہ اور ویلم کو نکال لیجاؤ بعد اسکے پھر مین لشکر پر جا گرونگا اور سارے لشکر کا ستیاناس
کرکے اس جوالہ کو جلادونگا بعد اسکے سمجھ لیا جائیگا اور سنا بھی ہے کہ دونون بھاگ گئے وقت غل مچا دینا کہ ہائے ہائے اسد کے تیر لگا
اور دو زخم بہت کاری لگے ہین ایک زانو پر اور دوسرا شانے پر ہائے اب کیا ہوگا الغرض جب سامان درست ہوچکا تو پہلے علقمہ
طلایہ کی گشت پر جا گرا اور پکارا کہ کون طلایہ کی گشت کا افسر ہے ہوشیار و خبردار ہو جا کہ مین آپہونچا ویلم نے جو یہ آواز سنی نعرہ
کیا کہ تو کون ہے ٹھہر تو رہ مین آپہونچا یہ کہکر علقمہ پر جھپٹا علقمہ ویلم کے سامنے سے بھاگا ویلم نے اسکا تعاقب کیا تا انکہ سرحد لشکر سے
نکل گیا اودھر اسکا جانا کہ ابراہیم اسد کا نام لیکر آگرا اور تلوار برسانا شروع کی ایرج نے کہا کہ ایک دیوانہ تو پہلے آیا اسکے تعاقب مین
ویلم گیا ہوا ہے اب یہ دوسرا دیوانہ کدھر سے آپڑا اقبال شاہ نے کہا کہ خداوندا اب آپ ہوشیار و خبردار رہیے اب وہ دیوانہ ایسی ہی
ایسی حکمتین کیا کرتا ہے دیکھیے خبردار کچھ ہی ہو لشکر سے باہر جائیگا ایرج نے کہا کہ نہین بھائی مین کیا اسکا فریب سمجھتا نہین ہون
کیا اسکے دم پر آ لگا یہ کہکر مرکب کو آگے بڑھایا اور وہان آیا کہ جہان ابراہیم قتل و قمع کر رہا تھا بس یہ رنگ دیکھکر ایرج نے
نعرہ کیا کہ ٹھہر تو رہ مردود کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ تو مین تیری کیسی درگت بناتا ہون کہ ساری دیوانگی تیری دماغ سے
رفوچکر ہوجاوے یہ سنکر ابراہیم نے جواب دیا کہ اگر کچھ دم دعوی ہے تو آگے بڑھو زبانی جمع خرچ سے تو کچھ کام نہین چلتا یہ سنکر ایرج
ابراہیم کیطرف بڑھا اور ابراہیم پیچھے ہٹا اب جون جون ایرج آگے بڑھتا آتا ہے وون وون ابراہیم ہٹتا جاتا ہے تا انکہ دم کے دم
مین ایرج کو بڑھا لایا ادھر لشکر کے سر پر پہونچکر غل مچایا کہ ہائے ہائے اسد کے زانو اور پہلو مین تیر لگا اور ایسا زخم
لگا ہے کہ اب بچنا بہت دشوار ہے یہ کہکر ایرج کے سامنے سے بے تحاشا گھوڑے کی باگ موڑکر بھاگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ
آج دیوانہ کو نہ چھوڑیے اور اسکا کام ہی تمام کر دیجیے یہ سوچ کر للکارتا ہوا ابراہیم کے تعاقب مین [illegible] کوسون اپنے لشکر سے
نکل گیا جب اسد نے یہ خبر سنی کہ ابراہیم ایرج کو لگا لایا تو کمینگاہ سے آٹھ ہزار سوار لیکر [illegible] پہونچکر اسد نے
تو لشکر کا صفایا کرنا شروع کیا اور اسکے ہمراہی نیزون پر وہ سب پرانے کپڑے تیل اور چربی مین بھیگے ہوے [illegible] تھے وہ جوالہ پر ڈال کے
اور آگ لگادی اور لشکر ایرج سے تیل لیکر چھڑکنا شروع کیا اور آگ بھڑکنے لگی ہر چند لوگون نے [illegible] آگ کو بجھائین مگر وہ

آگ کیا بجھ سکتی ہے جوں جوں تیل پڑتا جاتا ہے دونی آگ بھڑکتی جاتی ہے جو لوگ جوالہ میں بیٹھے ہوئے تھے اُنھوں نے بہت بہت کوشش کی کہ کسیطرح نکل جائیں مگر کچھ نہ ہوسکا ایک تو اُس جوالہ میں ہزاروں من بارود دوسرے شیشے اوس میں توپیں بھری ہوئیں تیسرے یہ تیل اور چربی کے بھیگے ہوئے کپڑے جو تھے تیل کے چھینٹے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آتش نمرودی شعلہ زن ہے غرض ہزاروں ہی آدمی جل بھن کر خاک سیاہ ہوگئے اور اسد خوشنودی میں بغلیں بجا رہا ہے اچھل رہا ہے کود رہا ہے چلا رہا ہے کہ وہ جوالہ کو جلا دیا لیکن ہرکاروں نے ایسا کرا ایرج سے خبر کی کہ آپ کس کے تعاقب میں جاتے ہیں پھر آئیے یہ اسد نہیں ہے کوئی دوسرا شخص ہے خداوند اسد تو آپ کے لشکر میں قیامت برپا کر رہا ہے جوالہ میں آگ لگا دی ہزاروں آدمی جل بھن کر خاک سیاہ ہوگئے دیکھیے وہ روشنی آگ کی دکھائی دیتی ہے ایرج اب جو منہ پھیر کر دیکھتا ہے تو فی الواقع روشنی معلوم ہوتی ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سانکھو اشیشم کے پورے دس بیس قریب قریب کے جنگلوں میں آگ لگ گئی ہے بس یہ دیکھکر جھلاتا ہوا ایرج ادھر سے پھرا اور اپنے لشکر کا راستہ لیا یہاں اسد کے مخبروں نے اسد کو خبر دی کہ بھاگیے ایرج آتا ہے اسد یہ سنتے ہی بھاگ نکلا اب جو ایرج یہاں آکر دیکھتا ہے تو اسد کا نشان بھی نہیں اور جوالہ میں آگ لگی ہوئی ہے اور آدمیوں کے جلنے کی چراند آ رہی ہے بس یہ دیکھکر منہ اپنا دونوں ہاتھوں سے پیٹ لیا اور کہا کہ ہائے یہ دیوانہ کسطرح ہاتھ نہیں لگتا اور میرے لشکر کو ہر مرتبہ پریشان کر دیتا ہے ارے صاحب اسے دیوانہ کون کہے اب تک تو میں بھی اسے دیوانہ کہتا تھا مگر آج معلوم ہوا کہ نرا رسا لونڈا یہ ایک ہوشیار ہے دیوانہ کیسا جو اسے دیوانہ کہے وہ خود دیوانہ ہے اور ادھر قہاس خان اور تمغاج خان وغیرہ نے جو جوالہ کو جلتے دیکھا تو سب کہنے لگے کہ بھئی کیا یہ کلیجہ آدمی ہے کیا کارنمایاں کیا ہے واہ واہ صاحب عمل یہ ہے کہ ہمنے ایسا بہادر دیکھے ہم تا آج تک نہیں دیکھا اور دیکھنا کیسا کہ اس کلیجہ اور اس جیہر کا آدمی سنا بھی نہیں فی الحقیقت یہ شخص اسم با مسمیٰ ہے اور ادھر ایرج نے ہر چند تدبیر کی کہ آتش جوالہ کو فرو کرے کسی طرح ممکن نہ ہوا آخرکار مجبور ہو کر اپنے خیمہ میں آیا قارن قہرمان سے کہا کہ اے قارن دیکھا تم نے کیا تدبیر کی ہے اور کس فکر صائب سے جوالہ کو جلایا ہے اور کیا پختہ تدبیر کی ہے کہ واہ واہ واہ پھر سرکار رزمن سے بلا کر کہا کہ جلد جاکر اسد کا پتا لگاؤ اگر آج تمنے اسد کا پتا نہ لگایا اور نشان اسکا نہ آکر بتایا تو تم سب کو قتل کر ڈالونگا یہ حکم سنکر فوراً تمام سنکر اسیوقت ہرکارے روانہ ہوئے اور مصروف تلاش ہوئے جاتے جاتے اسد کو ایک کوہستان میں پایا آخر تب پہنچا کر ایرج کو خبر دی کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان اسد کوہ فلاں پر بیٹھا ہوا ہے یہ سنکر اسیوقت خوشی خوشی ایرج سوار ہوکر چلا قضا سے کار اتفاقات روزگار فرمان تمام لشکر ایرج میں موجود تھا ادھر تو ایرج سوار ہوا اور ادھر غلام اسد کی خدمت میں روانہ ہوا ایرج کے آنے سے قبل اسد کو خبر دی کہ بھاگو بھاگو ایرج آتا ہے مگر ایرج اسطرح بھاگا بھاگ ہوا کیطرح آگیا کہ جبتک اسد لوٹتا کہ پہنچے ہی پہنچے ایرج قریب آگیا اسد بالکل دست پاچہ ہو گیا اور تو کسیطرف راہ جانے کی نہ پائی مگر ناچار ہوکر فرنگوشہ کا راستہ لیا ایرج نے اسد کا تعاقب کیا اسد بے تحاشا بھاگا ہوا قلعہ کے سامنے آیا تمغاج خان نے آواز دی کہ اے شہریار میں مجبور ہوں ایرج پیچھے چلا آتا ہے اگر دروازہ قلعہ کا کھولدیا گیا تو وہ بھی چلا آئیگا شہر کو تاخت و تاراج کردیگا اسد نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں میں قلعہ سے لیے کر ابھی ہوتا ہوں تم ایرج کو مارنا شروع کرنا اور جب میں آواز دوں تو دروازہ کھولدینا تمغاج خان یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اسد نے مع رفقا زیر دیوار قلعہ پہونچا دیا فوج جو ایرج کے تعاقب میں آتی تھی ترکوں نے اسپر گولے مارنا شروع کیے ہزاروں آفتاب پرست مارے گئے اور دور دور جا کر کھڑے ہوئے یہ دیکھکر اسد نے آواز دی کہ اے تمغاج خان جلد دروازہ کھولدو تمغاج خان نے جلدی تمام دروازہ قلعہ کا کھولکر اسد کو اندر لے لیا اور پھر جھٹ سے دروازہ بند کر لیا اسد نے اندرون قلعہ آکر تاج مرصع کا سر پر رکھا اور مسند حکومت پر رونق افزا ہوا قیلبند دروازہ پر آکر بیٹھا ایرج نے جو اسد کو اس حیثیت سے دیکھا نہایت ہی دل تنگ ہو کر وہاں سے الٹا پھرا اور اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا ناچ رنگ کا جلسہ ہوا شراب اڑنے لگی جب خوب نشہ ہو گیا تو عیاری حالت لشکر میں حکم دیا کہ طبل جنگ کل میں غار کو بجے لونڈوں کا یہ حکم سنتے ہی لشکر ایرج میں نقارہ رزمی گرگرا اب اسد کو یہ خبر ہوئی تو اسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارہ

نوازش مین آئے القصہ رات بھر دونون جانب تیاری رہی صداے ہوشیار باش اور بیدار باش بلند رہی جب صبح ہوئی تو اسد مع
رفقا دروازہ قلعہ پر آکے بیٹھا اور ادھر لشکر آفتاب پرستان کی آمد شروع ہوئی قلعہ پر سے آگ کا گولہ پڑنے لگا فوج گولے کی زد سے
ہٹکر کھڑی ہوئی اور ایرج گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پچپن من کا لیکر قلعہ کی طرف چلا دیدبانون نے دوربین سے دیکھکر اسد سے
عرض کی کہ ایک سوار گرز ہاتھ مین لیے ہوئے آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہی ہوگا اسد نے کہا کہ زد پر آنے دو جب ایرج زد کے میدان مین
بھی کچھ آگے بڑھ آیا گولندازون نے عرض کی کہ اب ایرج خوب زد پر آگیا ہے اسد نے حکم دیا کہ گولہ مارنا شروع کرو بس یہ حکم سنتے ہی
توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا اور گولے پڑنا شروع ہوئے لیکن ایرج گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا جب ہفت خانیتہ
بارہ دم کے داغ چکے تو اسد سے عرض کیا کہ اے شہریار اب ہفت خانیتہ بارہ کے بھی داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہے اسد نے کہا کہ بس اب
ہاتھ روک لو دیکھو کہ کوئی گولہ کوئی گولہ قضا کا بھی بڑا ہی ہوگا یہ سنکر گولندازون نے ہاتھ روک لیا بس دھوئین کا موقوف ہونا اور دیکھنا
کا ہونا تھا کہ گولندازون نے عرض کیا کہ حضور وہ تو لب خندق پہونچگیا اور کوئی گولہ بھی اسکے نہین لگا تمام قلعہ مین ایک ہلچل پڑ گئی
ہر ایک کی زبان پر یہ تھا کہ اب خدا ہی بچاوے تو بچین اسلیے کہ اب وہ لب خندق پہونچگیا یہانتک آجانا اب کوئی دشوار نہین ہے اور ایرج نے
اتنے مین آواز دی کہ اے خدا پرستو دیکھو تو مین تمھارا کیا حال کرتا ہون ایک کو تو زندہ چھوڑونگا نہین سبھی کو قتل کرونگا اگر
تم مین سے ایک کو چھوڑدیا تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا اسد نے یہ سنکر حکم دیا کہ ارے مالک بن ملکوت شاہ کو جلد زیر تیغ بٹھاؤ
ایرج چاہتا ہی تھا کہ خندق سے جست کرکے پار چلا جاے اور دروازہ قلعہ کا توڑ ڈالے کہ لوگون نے مالک بن ملکوت شاہ کو لاکر
زیر تیغ بٹھایا اور اسد تلوار کھینچکر مالک بن ملکوت شاہ کے سر پر کھڑا ہوا اور ایرج سے پکارکر کہا کہ اے ایرج اگر ایک قدم بھی
تو نے آگے بڑھایا تو مین نے مالک بن ملکوت شاہ کا کام تمام کیا اور تو میرا بال بھی بیکا نہین کر سکتا ایرج نے جو مالک بن ملکوت شاہ
کو دیکھا جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اے اسد غازی آپ اسے نہ ماریے مین ابھی پھرا جاتا ہون مالک بن ملکوت شاہ میری جان
ہے کسیطرح تکلیف نہ پہونچا اور اچھی طرح رکھ اسد نے کہا کہ او کمبخت پاس فروش بچہ بازاری ارے لعین جو کچھ میرے پاس موجود ہے وہ مین
کھاؤنگا اپنے رفقا کو کھلاؤنگا یا مالک بن ملکوت شاہ کو کھلاؤنگا اگر تو یہ چاہتا ہے کہ مالک بن ملکوت شاہ اچھی طرح رہے اور آسودہ
راحت و آرام سے تو اپنے باورچی خانہ سے کھانا معین کر اپنے خدمتگارون کو خدمت کے لیے بھیج دے کہ جسمین لوگ بھی اسکے ساتھ آرام پائین
ایرج نے کہا کہ اچھا اے اسد مین دو سو خوان کھانے کے ہر روز روانہ کیا کرونگا یہ کہکر قلعہ کے پاس سے پھر کر اپنے لشکر کی طرف آیا اور دو سو
خوان کھانے کے ہر روز بھیجنا شروع کیے چند روز اسی طرح گذرے اب ایرج کمال حیران و پریشان ہوا اور بہت متردد ہوا کہ کسطرح
قلعہ کو لے اور کیا تدبیر کرے جب قلعہ پر یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر تیغ بٹھاتا ہے قضا کار اتفاقات روزگار
فرخ تاجر کا بھائی مظفر تاجر قضا کر گیا تھا اور اسکی زوجہ بہت دنون سے ایرج پر عاشق تھی اور کچھ بس نہین چلتا تھا کہ کس طرح ایرج
تک پہونچے اب اسکو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور اسنے خیال کیا کہ جسطرح بن پڑے نقب کنی کرواکے ایرج کو براہ نقب شہر مین
بلوالو اور مطلب دلی حاصل کرو اور شہر کو اسکے قبضہ مین کرادو بس یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کرکے اپنے باغ مین سے جو دروازہ شہر
بہت قریب تھا نقب کھدوانا شروع کی اور اتنی بڑی نقب کھدوائی کہ ایک سوار مع مرکب اچھی طرح نکل آے اور منہ اس نقب کا
قریب لشکر ایرج صحراے اختتم مین نکلوادیا جب وہ نقب تیار ہوچکی تو اس مکارہ نے ایک نامہ اشتیاق شمامہ ایرج نوجوان کو بدین
مضمون تحریر کیا کہ اے مہر سپہر محبوبی و دلفریبی ماہ آسمان حسن و خوبی معشوق دلربا و جان ستان ہوشربا عالم و عالمیان صاحبقران
لشکر آفتاب پرستان یعنے ایرج نوجوان زاد مجدہ بعد اداے ہدیہ السلام عرض کرتی ہے یہ کنیز قدیم ہے کہ یہ خادمہ حضور پر نور پر ایک
مدت مدید سے دلدادہ و جاندادہ تھی اور دیدار حسن و جمال اور لذت شراب وصال کی مشتاق تھی کہین کوئی موقع آپتک پہونچنے کا نہ پاتی
تھی کیونکہ ایک ظالم کے پھندے مین پھنسی تھی آتش فراق سے جلا کرتی تھی اور کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی قضا کار اتفاقات روزگار اب

عرصہ دراز سے مدت لیبیا رہ مجھکو اس ظالم کے پھندے سے نجات ملی ہر مگر مصالح چند در چند میرا حاضر ہونا آپ تک مناسب نہیں معلوم ہوتا ہر چند
کہ اگر ارشاد عالی ہوگا تو یہ خادمہ اول سب مصالح سے درگذر کرکے حاضر ہو سکیگی لیکن زیادہ تر مناسب یہ ہر اور آپ کے لیے ارادہ ہی ہے
لہذا عرض رسا ہے خدمت سامی ہوں کہ میں نے قبل سے ایک نقب کھدوا رکھی ہر کہ جسمیں سے آپ مع راہوار شہر میں تشریف لا سکتے ہیں اُسی
نقب کے راستے سے باطمینان تمام تشریف لائیے دامن اس کنیز کا گوہر امید سے پر کر دیجیے اور تمام شہر کو اپنے قبضہ میں کیجیے جب خط تمام ہو چکا
تو مہر اپنی پشت کرکے براہ نقب خدمت ایرج میں ارسال کیا جب ایلچی خط لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا تو بعد ادا ے مراسم آداب وہ نامہ
ایرج کے ہاتھ میں دیا ایرج نے اُسے تمام و کمال پڑھکر قارن قمر بدن سے پوچھا کہ اے قارن جو عورت کہ اپنے باپ یا چچا کے قتل پر
آئی ہو وہ حلال ہر یا نہیں قارن اُسکے فحواے کلام سے مطلب تاڑ گیا کہنے لگا کہ اے حضور کیا مضائقہ ہر یہ سنکر ایرج بہت خوش
ہوا اور کل مضمون نامہ سے قارن کو مطلع کیا قارن بھی یہ سنکر بہت خوش ہوا اور عرض کیا کہ خداوند اسیکو تائید غیبی کہتے ہیں اے نیر اعظم
کی کمک اسیکا نام ہر آپ بشوق سے تشریف لیجایے نیر اعظم اچھا ہی کریگا یہ سنکر ایرج نے اُس قاصدہ سے کہا کہ بھائی تو چل اور اپنے بیان
تیاری کریں آج رات کو ضرور بالضرور آؤنگا وہ قاصد سلام کرکے رخصت ہوا اور بیان سے جا کے کل حال زن مظفر سے بیان کیا وہ یہ حال
بد مآل سنکر بہت خوش ہوئی اور اُسیوقت حمام کیا نہا دھوکر پاکیزہ کپڑے پہنے خوب عطر ملا اور زیور جواہر سے آراستہ ہوکر پھولوں کا گہنا
پہنا باغ کو بھی نہایت آراستہ و پیراستہ کیا سامان صحبت عیش بطرح احسن تیار کرایا جب سامان مہیا ہو چکا تو اُسی قاصد کو جو خط لیکے
گیا تھا ایرج کے لینے کے واسطے روانہ کیا اور ادھر ایرج نے بھی نہا دھوکر خوب آراستہ و پیراستہ ہوکر لباس فاخرہ پہنکر نقب میں جانیکا
قصد کیا اور پھر لشکر کے افسروں سے حکم دیا کہ تم سب میرے نعرہ پہ گوش بر آواز رہنا جسوقت میرے نعرہ کی آواز سننا اور اہالیان قلعہ پر
غل و شور کی آواز بلند دیکھنا فوراً سب کے سب یورش کر دینا قلعہ لے لیا جائیگا یہ سنکر سبھوں نے اُسے قبول کیا ایرج مع ولیم شیاط
زنگی اور عوجان دریاباری اور مقنطر صبا کو اپنے ساتھ لیکر براہ نقب اُس باغ کا راستہ لیا آن واحد میں باغ مظفر تاجر میں پہونچ گیا
رفقا کو ایک جانب بٹھا کر خود روضہ مظفر کے پاس آیا دیکھا کہ ایک زن آتش سینہ و جمیلہ دلربا ہے جواہر میں غرق لباس سرخ پہنے ہوے عطر میں
ڈوبی ہوئی نہایت زرق برق بنی ایک مسند زرین زرنگار گوہر بار پر نہایت عزت و وقار سے بیٹھی ہوئی ہر گرد اُسکے خواصیں اور کنیزیں
دست بستہ کھڑی ہیں لیے ہوے اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہیں نکہت گل سے تمام مکان بہشت عنبر سرشت کا نمونہ معلوم ہوتا ہر ایرج دیکھکر
لپٹ گیا اُسنے بھی گلے میں ہاتھ ڈالدیے مسند پر بٹھایا جام شراب گلگون گردش میں آیا ناچ ہونے لگا کوئی دیر تک یہ رات کو صحبت
برپا رہی بعد اُسکے دسترخوان بچھا دونوں نے ملکر کھانا کھایا بعد کھانا کھانیکے ایک ایک جام شراب گلگون پی کر باہم اختلاط ہونے لگے
جتنی کنیزیں خواصیں وغیرہ وہاں موجود تھیں وہ سب ہٹا دی گئیں یہ دونوں کے دونوں مسہری پر گئے شربت وصال سے محظوظ ہوے
اتفاقاً وہ لڑکا اسی روز حاملہ ہوئی اور نورج بدرک جو اسی کے بطن سے پیدا ہوا قصہ رات تو اسی عیش و عشرت میں بسر ہوئی
جب صبح ہوئی تو ایرج نے عوجان دریاباری کو دروازہ ظلمات کی طرف بھیجا اور مقنطر صبا کو دروازہ اختم کی جانب روانہ کیا
اور ولیم شیاط زنگی کو دروازہ ہفت منظر کی سمت روانہ کیا اور جو بیچ دروازہ پر خود متمکن ہوا اپنے ہمراہ میں کچھ فوج بھی براہ نقب
آگئی تھی اُسے بھی اپنے ہی پاس رکھا اور تلوار کھینچکر نعرہ کیا کہ اے اہل شہر ہوشیار و خبردار ہو جاؤ کہ میں آپہونچا جس کسیکو اپنی جان پیاری
ہو وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور جو آفتاب پرستی قبول نہ کریگا وہ بے تامل مارا جائیگا یہ کہکر پہلے ایرج زندان خانہ میں آیا مالک
بن ملکوت شاہ کو قید سے چھڑایا تمغاج خان اور ایرج سے مقابلہ ہوا وہ بھی زخمی ہوا ایرج کے بھی دو چار زخم لگے مگر ایرج کا
آخرکار قابو چلگیا اور تمغاج خان ایرج کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا کہ ہوش و حواس اُسکے بجا نہ رہے ایرج نے اُسے گرفتار
کر لیا بعد اُسکے اسد کے گرفتار کرنیکو بڑھا قصر عاصم شیر دل وہیں موجود تھا یہ ارادہ ایرج کا دیکھکر لپک گیا اور کل حال سے
مطلع کر دیا اسد نے چاہا کہ کسی طرح شہر سے نکل جاے یہ قصد کرکے دروازہ ظلمات کی طرف روانہ ہوا وہاں پہونچ کر

عوجان دریا بارہی کو دیکھا اور عوجان نے اسد کو دیکھکر آواز دی کہ خبردار او دیوانے ادھر آیا کو زندہ نجا یگا اسد یہ آواز سنکر دروازۂ اختم کا رخ کیا وہان عنبر صبا بیٹھا ہوا تھا جب اسد دروازۂ اختم پر پہونچا عنبر صبا نے للکارا اسد گھبراکر وہان سے بھی پھرا اور دروازۂ ہفت منظر پر آیا وہان ویلم شیاط بیٹھا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ اسد ہوشیار ہوکر یہان آ تا ورنہ اجل تیری آجائیگی اب اسد گھبرا گیا اور ویلم شیاط سے لڑنے کا قصد کیا مگر پھر دل مین یہ سوچا کہ ہر چند مجھکو ان ایسے نکموں سے کوئی خوف نہ ہونا چاہیے ان بھر کو تو ابھی کافی ہون لیکن اگر اثنائے جنگ مین ایرج آ پڑا تو پھر دشواری ہوگی اس سے بہتر یہ ہی کہ یہانسے چلا ہی جاؤن اس ملعون سے جان بچانا بہت ہی دقت کا امر ہی یہ سوچکر وہانسے بھی بھاگا مگر حال یہ ہی کہ زمین پانون تلے سے نکلی جاتی ہی پانون ڈالتا ہی کہین پڑتا ہی کہین دعائین مانگتا ہوا ہانپتا ہوا چلا جاتا ہی اور آسمان کیطرف منھہ اٹھا اٹھاکر دعائین مانگتا جاتا ہی کہ ای پروردگار عالم تو ہی اس ظالم کے پنجہ سے نجات دینے والا ہی ای پروردگار اب تو دوڑا بھی نہین جاتا خداوندا پہلے کسی جاے امن مین پہونچا دے یہ دعائین مانگتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک احاطہ کے قریب پہونچگیا غور سے جو دیکھتا ہی تو دیوارین اسکی نہایت مستحکم ہین بس جھپٹ قلابکرکے اُس احاطہ کے اندر جا کودا اور چار جانب اپنے سردارون کو مسلح و مکمل کرکے بٹھا دیا اور اُس احاطہ کو مثل گڑھی کے تیار کرلیا اور آمادہ پیکار و مستعد کارزار ہو بیٹھا لیکن ایرج جب اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا اُس احاطہ کے قریب پہونچا اور اسد کو مع رفقا مسلح و مکمل احاطہ کے دروازے پر بیٹھا دیکھا تو نعرہ کیا کہ بھلا او دیوانے خبردار و ہوشیار اچھے موقع سے تیرا سامنا ہوا اب مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون اسد نے یہ سنکر جواب دیا کہ جا بیٹھ اور آفتاب پرست اپنے گریبان مین منھہ ڈال دنیا مین تجھسے زیادہ شاید ہی کوئی بیحیا اور بے شرم ہوگا تجھے شرم نہین آتی کہ تو نے اپنی بچی کو جورو بنا لیا اور اُسیکی مدد سے قلعہ مین آیا مگر اب تو خوب یاد رکھنا کہ میرا تو کچھ نہین بنا سکتا مین اپنے خدا پر تکیہ کیے ہوے بیٹھا ہون خدا سے امید کرتا ہون اگر خدا نے مدد کی تو تجھکو بھی واصل جہنم کرتا ہون اور اُس لکاتہ کو درست کرتا ہون تجھکو اور اُسکو ایک ہی بورے مین رکھکر پھونکون تو اسد اپنا نام رکھون بس یہ کلمات سنکر ایرج آگ ہوگیا اور پکارا کہ او دیوانے مردود ٹھہر جا مین ابھی تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون اور چاہا کہ گھوڑے کو آگے بڑھاے کہ قارن قمر بین اور مالک بن ملکوت شاہ نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ خداوندا رات ہو چکی ہی تاریکی خوب پھیل چکی ہی اسوقت جانا مناسب نہین ہی معلوم نہین رات کو کیسی گذرے کیسی نہ گذرے اسوقت پھر چلیے صبح کو دیکھا جائیگا ایرج نے قبول کیا اور کہا کہ خوب اس احاطہ کو چار طرف سے گھیر لو ایسا نہو کہ یہ دیوانہ کسیطرف سے نکل بھاگے اُسیوقت تمام آفتاب پرستون نے چار طرف سے نرغہ کرلیا اور اسطرح سے اس احاطہ کو گھیر لیا کہ جسطرح دانتون مین زبان یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہی جب خوب چہار طرف سے اُس احاطہ کو گھیر لیا تو ایرج پکارا کہ خیر دیوانے رات بھر کے لیے تجھکو اور چھوڑے دیتا ہون کل تو ہی اور تیغ آبدار کی دھار یہ کہکر ایرج وہان سے پھر گیا اور اسد کو یقین ہوگیا کہ کل صبح کو ضرور قتل کیا جاؤنگا سبھون سے کہا کہ یارو یہ شب شب آخر ہی ہم تم سے بغلگیر ہولین تم ہمسے مل لو اور سب کے سب میرے پاس سے چلے جاؤ اور ایرج کی بیعت کر لو اسلیے کہ آپسے صرف مجھسے غرض ہی تم سب کیون میرے ساتھ جانین دیتے ہو اگر میری ہمراہی کروگے مارے جاؤگے یہ سنکر سبھون نے عرض کیا کہ خدا ہمکو وہ روز نہ دکھاے کہ ہم آپکا ساتھ چھوڑ دین اور ایرج بدنہاد کا ساتھ دین آپکی بیعت چھوڑکر اُس آفتاب پرست کی بیعت کرین العیاذ باللہ کعبہ کو چھوڑکر بتکدہ کا راستہ لین یہ ہمسے کبھی نہوگا آپکی ہمراہی مین مارے جانے کو ہم حیات ابدی تصور کرتے ہین یہ آپ کیا فرماتے ہین آپ وہ وقت تو آنے دیجیے پھر دیکھیے گا کہ ہم نے کیا کام کیا انشاء اللہ جبتک ہم زندہ ہین آپ پر ذراسی آنچ بھی نہ آنے دینگے ہان جب ہم نہونگے اُسوقت پھر آپکا خدا مالک ہی اور خداوند ہمکو تو تعجب و تحیر ہی کہ آپنے ہماری نسبت ایسا گمان کیونکر کرلیا کہ ہم سب آپکا ساتھ چھوڑ دین ہمکو آپکے اس خیال ہی سے سخت استعجاب ہی خداوند ایسی امید آپسے نہ تھی کہ آپ ہمین ایسا تصور کرینگے سبحان اللہ یہ سنکر اسد نے رو دیا اور کہا کہ صاحبو بیشک تم ایسے ہی ہو

اور سر اُسکا عرش سے ملا دیا ہی اور ہمین یہ ذلتین دکھاتا ہی مجبور ہین کیا کیا جاے مگر اے لکمن اصل یہ ہی کہ جو کچھ کیا وہ لندھور نے
کیا نہ لندھور اسکے شریک حال ہوتا نہ یہ پاجی زور دکھاتا اور اسقدر سر اُٹھاتا لکمن نے کہا کہ اے شہریار آپ مطمئن رہیے اور گھبرائیے
نہین مین اُس آفتاب پرست سے لڑونگا اور اُسے واصل جہنم کرونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ اے لکمن خدا تیرے ارادے مین برکت دے
اور تجھے فتحیاب کرے مگر جو مین کہون اُسپر عمل کر لکمن نے کہا کہ مین ہر طور آپکا مطیع ہون جو کہیئےگا سو کرونگا اسد نے کہا کہ اے
لکمن اب تو تم میرے ساتھ چلو لشکر ایرج پر شبخون مارو بعد اُسکے پھر سمجھ لینا لکمن نے کہا کہ بہت اچھا مین آپکے ساتھ ہون بس
لکمن اور اسد دونون مع دونون اپنی اپنی فوج سمیت لشکر ایرج پر شبخون گرکے قتل و تاراج کرنا شروع کیا خیمون مین آگ لگا دی
لشکر ایرج مین ایک غلغلہ بلند ہوا کہ اسد دیوانہ مارے ڈالتا ہی یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوتا ہی تو اپنے لشکر کی سمت سے ایک
غلغلہ سا سنائی دیا لوگون سے کہا کہ دریافت تو کرو میرے لشکر مین یہ غلغلہ کیسا ہی اسد تو یہین کھڑا ہوا ہی پھر کیا اور کوئی شخص حریف
آگرا جسنے شبخون مارا ہی یہ کہکر مارے گھبراہٹ کے خود ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور برج پر آکے کان لگا کر جو سنتا ہی تو اسد کی بوق کی آواز
آئی حیران ہوا کہ اسد وہان کیونکر پہونچگیا وہ تو یہین کھڑا ہوا تھا یہ خیال کرکے اُس احاطہ کے پاس آکر دربانون سے پوچھا کہ کیا
اسد نکل گیا اُن سب نے کہا کہ حضور جسوقت سے آپ یہین یہان تعینات کر گئے ہین اُسوقت سے ہم ہٹے نہین آخر وہ گیا کدھر سے
یہ سنکر اسد اُس احاطہ کے اندر آیا دیکھا کہ احاطہ خالی پڑا ہی اسد کا پتا نہین یہ دیکھکر نہایت آزردہ ہوا اور دربانون سے بہت برہم
ہوا اور ہر ایک پر بہت ہی خفا ہوا اور کہا کہ تمھین لوگون کے منع کرنے سے مین قتل اسد سے شب کو باز رہا آخر کار دیکھا تمنے کہ وہ
صبح ہوتے ہی صاف نکلا ہوا چلا گیا اچھا اب یہ تو دریافت کرو کہ وہ گیا کسطرف سے اور کون سا راستہ ایسا اُسکے ہاتھ لگ گیا کہ تم
لوگون کو خبر نہوئی اور وہ نکل گیا یہ سنکر لوگون نے تفحص جو کیا تو معلوم ہوا کہ نقب کے راستہ سے نکل گیا آکر ایرج سے بیان کیا کہ
حضور جس نقب مین سے ہم آئے تھے اُسی مین سے اسد بھی نکل گیا یہ سنکر اسوقت ایرج اپنے لشکر کیطرف چلا اور اُس گھبراہٹ
مین بھی نہ کیا کہ نقب پر کسیکو متعین کرے اُسی طرح نقب چھوڑکر روانہ ہوا جب قریب اپنے لشکر کے پہونچا تو نعرہ کیا کہ باش او اسد
ناہنجار او دیوانہ بدکردار مین آپہونچا تو جاتا کہان ہی دیکھ تو مین تیری کیا گت بناتا ہون یہ نعرہ ایرج کا خدام نے سن پایا
اسد سے جاکر بیان کیا کہ ہوشیار رہو خبردار ہو جیئے ایرج بدنہاد آپہونچا یہ سنکر اسد نے بوق بجادی کہ اے یاران برروید اور مع
لکمن وہان سے قلعہ کا رخ کیا مہرہ نقب کا تو بدستور کھلا ہی ہوا تھا اُسی نقب کے راستہ سے پھر داخل قلعہ ہوا اور قلعہ مین آکر
نقب بند کر دی یہ خبر سنکر خواجہ مظفر بازرگان بھاگ گئی اُسے ڈھونڈھنا شروع کیا چارطرف تفحص کیا مگر کہین پتا
نہ لگا مجبور ہوکر اُسکی تلاش سے دست بردار ہوکر مشغل ج نہان اور قیماس خان وغیرہ جو ایرج کی قید مین تھے اُن سبکو مع
امراے سیستان قید سے رہا کیا اور والا گہر ملکوت شاہ کو پھر بدستور سابق مقید کیا اور نیے سے بند دروازے پر آکے حکم دیا کہ
ہان طبل شادمانی بجاو اُسیوقت طبل شادمانی بجنے لگا اور خود اسنے بوق بجانا شروع کیا ایرج اپنے لشکر مین اسد کو تلاش
کر ہی رہا تھا کہ صدا اسکے بوق کی سمت قلعہ سے سنائی دی متحیر ہوکر قلعہ کے سامنے آیا دیکھا کہ اسد مع رفقا بوق بجا رہا ہی اور والا گہر
ملکوت شاہ بند بند کھڑا ہی یہ دیکھکر ایرج نہایت آ و پیچ کھا کر نقب کیطرف چلا جب نقب پر آیا دیکھا کہ نقب کا
مہرہ بند ہی ناچار ہوکر وہان سے بھی پھرا اور نہایت درجہ متاسف ہوا کہ افسوس مینے نقب پر کسیکو نہ معین کیا مارے گھبراہٹ کے
کچھ خیال نہ آیا نقب کو تو نہین چھوڑ دیا معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ اسی نقب کی راہ سے نکل گیا یہ سنکر ہر ایک نے عرض کیا کہ ہان اے شہریار
فی الواقع بڑی ہی چوک اور انتہا درجہ کی غلط فہمی ہوئی قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جاتا رہا یہ سنکر قارن قمر بین نے عرض کیا کہ حضور
متاسف نہ ہوں قلعہ پھر آپکے ہاتھ لگ جائیگا اور پھر آپ قلعہ پر بخوبی قابض ہونگے این ہم شدنی بود شد لیکن اجلال لکمن
مین لکھا ہے زندگی کا ملاحظہ فرمائیے کہ لکمن نے اسد سے کہا کہ اے شہریار مین اس آفتاب پرست سے مقابلہ کرونگا اسد نے کہا

کرا ہے لکمن یہ باجی بہت زبردست ہے تم اسکو مقابلہ کو نہ جاؤ لکمن نے عرض کیا کہ اے شہریار بین انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اس مردود
آونگا ہرچند اسد نے سمجھایا مگر لکمن کب سنتا ہے اپنے لوگوں سمیت قلعہ سے باہر آکر مقابل لشکر ایرج کے اترا ہرکاروں نے اسوقت ایرج
کو مطلع کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان لکمن بن لکمنات زنگی آپ کے مقابلہ کو آیا ہے ایرج نے لندھور سے پوچھا کہ اے لندھور امیر حمزہ
صاحبقران لکمن بن لکمنات زنگی پر کیونکر غالب آئے تھے اور اسنے کسطرح اسلام قبول کیا تھا لندھور نے کہا کہ جی کچھ بھی نہیں فقط
امیر سے اور اس سے ایک دن بھر کشتی رہی شام کو امیر نے اسے زیر کر لیا یہ سنکر ایرج خاموش ہو رہا اور نشۂ شراب میں مست ہو کر حکم دیا
کہ طبل جنگ بجا دیا جاوے بموجب حکم اسوقت لشکر ایرج میں طبل جنگی نوازش میں آیا ہرکاروں نے یہ خبر لکمن بن لکمنات زنگی کو
پہونچائی لکمن نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری کی رہی صداے بیدار باش ہوشیار باش بلند رہی جب صبح
ہوئی تو دونوں لشکر مثل کوہ آراستہ میدان نبرد ہوئے صفیں جدال و قتال کی آراستہ ہوئیں جب نقیب لقا تیر کر چلے گئے تو پہلے ایرج
اپنے لشکر سے مرکب کو تپکا کر آگے بڑھا اور مبارز طلب کیا اسفندیار دروازے سے تماشا دیکھ رہا تھا کہ ساتھ ہی ایرج کی مبارز طلبی کے
لکمن بن لکمنات زنگی اپنی صف سے نکلا کہ ایرج کے مقابل ہوا پہلے نگاہ درزنی ہوئی چار قدم مرکب ایرج کا پیچھے ہٹا اور سات قدم مرکب
لکمن بن لکمنات کا پسپا ہوا توسنوں کو رانوں میں مسلکر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے لکمن سے کہا کہ او زنگی مجھکو شاہ اعظم
آفتاب تابان نے صاحبقران کیا ہے اور حمزہ میری شمشیر کی ہیبت سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہے کہ تو میری اطاعت کر ورنہ میرے ہاتھ سے
ذلیل ہوگا لکمن نے جواب دیا کہ او بزار بیچے کل کا ذکر ہے کہ تو شہر فرنگوشہ میں گلی گلی گاڑھا ڈھونڈتا پھرتا تھا اور آج صاحبقرانی
کا دعوی کرنے اٹھا ہے اور حضرت امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران کی نسبت ایسی بدتہذیبی کے کلمات کہتا ہے کہ وہ تیری شمشیر کی ہیبت سے
ظلمات کو بھاگ گئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا دریدہ دہنی ہے ارے وہ صاحبقران با اقبال موید من اللہ ہیں لقا کے لقا تیرے
گئے ہیں انشاء اللہ المستعان بہت جلد اس کافر خاسر کو سزا دو بکرم [illegible] فرماوینگے اور کفار کی سرکوبی کرینگے اور میں تجھ ایسے باجی کی اطاعت
کیا کرونگا انشاء اللہ و بحول اللہ میں تمام سرکشی تیری ابھی نکالے دیتا ہوں ایرج یہ کلمات سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ او زنگی
بس خاموش زبان اپنی بند کر اور بیہودہ واہیات نہ بک میدان کارزار ہے جاے گفتگو نہیں ہے اگر ہوس جنگ ہے تو اپنا حربہ لا یہ سنکر
لکمن نے کہا کہ خبردار ہوشیار یہ کہکر نیزہ ہاتھ میں لیکر ایک نیزے کے فاصلہ پر پیچھے ہٹ کے سینۂ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو بیچ پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایرج شاگرد ہے آقا کرک [illegible] قاماق کا کوئی دو سو طعن کی ردوبدل کے بعد ایرج نے نیزہ لکمن کا
ہوائی کر دیا بس نیزہ کا ہوائی ہونا کہ جہان لکمن کی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا گرز گران سنگ آسمان رنگ پر [illegible]
اٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے اسے بھی رد کیا اور اپنا گرز لکمن پر مارا لکمن نے روکا تو سہی مگر صدمۂ گرز سے مرکب لکمن کا ہلاک ہوا
لکمن نے بھی نہایت چالاکی سے نکالکر تلوار مرکب ایرج پر ماری کہ ایرج کا مرکب بھی ہلاک ہوا بس ایرج فوراً مرکب کو [illegible]
دوسری تلوار ایرج پر ماری ایرج نے بفنون سپاہگری لکمن کی تلوار کو اپنے قبضہ میں کر لیا لکمن نے چاہا کہ تلوار ایرج [illegible]
[illegible] کسیطرح ممکن نہوا زور اور کشمکش ہونے لگی آخر ہاتھوں سے تلواریں رکھکر دونوں باہم کشتی لڑنے لگے کوئی چار گھڑی رات
گئی ہوگی کہ ایرج نے لکمن کو زیر کیا اور مشکیں باندھکر اپنے لشکر میں لیگیا خود داخل بارگاہ ہو کر پوشاک رزمی اتار کر پوشاک
بزمی پہنا اور دنگل شوکت پر رونق افروز ہوا کہ اسی اثنا میں لندھور بھی اپنے رفقا سمیت داخل بارگاہ ہوا ایرج تعظیم کے واسطے
اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر لا کے بٹھایا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ایرج نے حکم دیا کہ لکمن زنگی کو حاضر کرو [illegible]
لکمن زنگی کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے ایرج کے سامنے لائے لکمن نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے [illegible]
سلام دیا ایرج نے کہا کہ اے لکمن [illegible] سرمیلان بھی فہمائش کی تھی زبان تو [illegible] میری قبول نہ کی خیر اب [illegible]
سرکشی کو چھوڑ شاہ اعظم آفتاب [illegible] ان کو معبود [illegible] سجدہ کر [illegible] کرونگا یہ سنکر لکمن نے کہا کہ اے ایرج

جس نے دین اسلام کی لذت چکھی ہو وہ کبھی کافر نہیں ہو سکتا ایرج نے کہا کہ اچھا مجھ سے لکمن یہ بھی میں نے تسلیم کیا دین اسلام تو مرا یہ کہ لیکن بیعت ہماری اختیار کرنے کہ ہمارے یہاں ہر مذہب و ہر طریق کے آدمی موجود ہیں لکمن نے کہا کہ ای ایرج کیا بکتا ہے میں اسد بن کرب غازی کی بیعت ترک کر کے تیری بیعت کرونگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور پکارا کہ او زنگی روسیاہ اگر بیعت نہ کریگا تو مارا جائیگا یہ سنکر لکمن نے کہا ہر چہ بادا باد جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا اسد کا ناصر ہے یہ سنکر ایرج نے حکم دیا کہ بلاؤ جلادوں کو چوبدار جلاد کو بلانے چلا ہی تھا کہ لندھور مانع ہوا اور ایرج سے کہا کہ ای ایرج دیکھو ہمارے تمہارے جو عہد و پیمان ہوا ہے اسے نہ برطرف کرو اور اسپر قائم رہو یعنی تین روز تک اسے قید رکھو اگر اس مدت میں یہ راہ راست پر آیا تو خیر ہے ورنہ بعد تین روز کے اختیار ہے چاہنا قتل کرنا چاہنا جان بخشی کرنا ایرج نے کہا کہ ای دارا ہے ہند رستم زمان جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہوگا میں اس عہد کو بھولا ہوا تھا اور چوبدار کو حکم دیا کہ جلاد کو نہ بلاؤ اور انترجہ بھائی کو حکم دیا کہ تم لیجا کر اسے قید کرو اور صبح ہر روز دارا ہے ہند یا انکے رفیق اگر اسکی فہمائش کو جائیں تو روکنا نہیں اور لکمن سے کہا کہ ای لکمن جا القصہ لندھور تجھکو تین روز کی مہلت دی لکمن نے کہا او بیہودہ بکتا کیا بکتا ہے مجھکو سب خدا نے بچایا تو کیا مہلت دیگا مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ایرج نے کہا کہ لیجاؤ اس بد زبان دراز کو عمر صحبا برادر عنتر صحبا لکمن زنگی کو لیکر زندان خانہ کی طرف لیگیا اور لیجا کر گرفتار کیا لندھور نے کئی مرتبہ عادل شیر دل وغیرہ کو سمجھانے کے لیے لکمن کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای لکمن زنگی جبتک صاحبقران ظلمات سے معاودت فرمائیں تو ایرج سے بیعت کر لے لیکن لکمن نے نہ مانا اور کہا کہ یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا کہ میں اس پاجی کی بیعت کروں ناچار ہو کے لندھور خاموش ہو رہا لیکن ضرغام شیر دل [illegible] لشکر اسد میں آیا اور بعد تفحص حالات اسد سے تمام حالات بیان کیے کہ لکمن کس طرح ایرج کی اطاعت قبول نہیں کرتا کل ایرج اسے قتل کریگا اسد نے کہا کہ ای ضرغام آج انشاء اللہ میں لکمن کو چھڑا لاؤنگا اور اگر لکمن آج میرے ہاتھ نہ لگا تو میں اپنی جان دیدونگا القصہ دن تو یونہیں فکر و تدبیر میں گذر گیا جب رات ہوئی تو اسد نے ضرغام سے اسباب شب روی طلب کیا ضرغام نے دست بقچہ حاضر کیا اسد نے تمام لباس عیاری بدن پر آراستہ کیا اور ضرغام کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلکر لشکر ایرج کا راستہ لیا جب داخل لشکر ہوا تو ہر ایک کی زبان سے یہی سنا کہ ہر ایک اسد کا نام لیکر گالیاں دے رہا ہے نہایت آزردہ ہوا مگر سوائے خاموشی چارہ ہی کیا چپکا گالیاں سنتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر آیا ایرج کو دیکھا کہ بجائے صاحبقران بیٹھا ہوا ہے اور دارا ہے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان دست راست کی طرف بیٹھے ہوئے ہیں نگاہ عاشقانہ ایرج کی طرف نگران ہیں نہایت درجہ پیچ و تاب کھایا اور دل میں کہا کہ واہ واہ واہ میاں لندھور بھی ایک چیز ہیں القصہ لشکر ایرج کی سیر کرتا ہوا جس جگہ لکمن بن لکمنات زنگی مقید تھا وہاں آیا دیکھا کہ در زندان پر پاسبان بکثرت بیٹھے ہوئے ہیں مشعلیں روشن ہیں آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہے یہ دیکھکر اسد نے ضرغام سے کہا کہ کیوں بھائی کیونکر لکمن کو چھڑائیں اسنے عرض کیا کہ شہریار آپسے زیادہ مجھے عقل نہیں ہے مگر اتنا جانتا ہوں کہ لندھور بن سعدان اکثر اپنے رفقا کو فہمائش کے لیے بھیجا کرتا ہے اور ایرج نے لندھور اور اسکے رفقا کو لکمن کے پاس جانے کی اجازت دیدی ہے اسد نے کہا کہ واہ واہ اگر یہی امر ہے تو بہت سہل ہے خود الکہ ہندی کی شکل پر متشکل ہوا اور ضرغام شیر دل کو نعمان منذر کی صورت پر تبدیل کیا اور دونوں کے دونوں زندان خانہ میں آئے عمر صحبا نے کہا کہ ای الکہ تم بھی آج سمجھانے کو آئے ہو عادل شیر دل وغیرہ تو خوب خوب سمجھا چکے اسد نے کہا کہ یہ زنگی تو کسیکی سنتا نہیں کسیکو کچھ سمجھتا نہیں ایسے کو سمجھانا بھی بے سود ہے معلوم ہوا کہ اب اسکی قضا ہی آئی ہے میں سمجھا کر کیا کرونگا مجبور ہوں کہ میرا بھی سخن ضائع ہوا اور کوئی نتیجہ مترتب ہوتا نہیں معلوم ہوتا دارا ہے ہند کے کہنے سے میں چلا آیا ہوں گھڑی دو گھڑی تمہارے پاس بیٹھکر چلا جاؤنگا اس زنگی کے پاس تو میں جاؤنگا بھی نہیں یہ کہکر بیٹھ گیا ادھر ادھر کی باتیں

ہو نیلگین عمرو صبا نے جام شراب پیشکش کیا اکرمہ مصنوعی نے اُس جام کو پی کر کہا کہ ای عمرو صبا یہ شراب تو عجیب لذت الفت شراب
میں ہے اس رنگ کی شراب آجتک نہیں پی میں حیران ہوں کہ مجھ سے کیونکر پی جاتی ہے اور مصنوعی لقمان شرابدار سے کہا کہ بھئی لقمان وہ
شراب جو ہمنے بنوائی ہے کوئی شیشہ اسکا اپنے ساتھ لائے ہو لقمان شرابدار نے کہا کہ جی ہاں لایا ہوں یہ کہکر دو شیشے شراب کے بغل سے
نکالکر سامنے رکھدیے اکرمہ نے ایک جام اس جام شراب میں سے بھر کر عمرو صبا کو دیا عمرو صبا اسے پیکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای کرمہ
کیا عمدہ شراب ہے اکرمہ نے کہا کہ ای عمرو صبا اگر ایک جام اس شراب کا بری سی بری شراب کے قرابے بھر میں بھی ملادو تو وہ بھی اچھی
ہو جاے عمرو صبا نے کہا کہ پھر ہمیں اس سے تھوڑی مجھے بھی عنایت کیجیے میں آپکا بہت ممنون ہونگا اکرمہ نے کہا کہ بھئی احسان
کا ہے کا شراب بھی موجود ہے اور نسخہ بھی حاضر ہے یہ ہو چکیگی تو اور بنوا لیجیے گا یہ کہکر دونوں شیشے شراب کے عمرو صبا کو دیدیے یہ دیکھکر
سب کے سب پیادے دوڑ پڑے کہ تھوڑا تھوڑا تبرک ہمیں بھی عنایت کیجیے عمرو صبا نے کہا بھئی غل کیوں کرتے ہو یہ کہکر ایک شیشہ
خود لے لیا اور ایک شیشہ سبکو تقسیم کردیا ان سبھوں نے اپنی شراب میں ملا ملاکر خوب پی جب خوب پی کر بیہوش ہوے تو اکرمہ نے
عمرو صبا سے کہا کہ ای عمرو صبا اب میں رخصت ہوتا ہوں یہ سنکر عمرو صبا اٹھا تھا کہ دو چار قدم اکرمہ کو پہونچا آے
کہ بسبب بیہوشی کے منہ کے بل طمانچہ مارا عمرو صبا بیہوش ہوکر گر پڑا یہ دیکھا اکرمہ لوگ اُٹھانے کو دوڑے جو اُٹھا وہ گرا جو اٹھا وہ گرا بس
اسد نے خنجر لیکر معہ عمرو صبا سبکو ذبح کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑا البتہ اسکے زندان خانہ کے اندر آیا یہاں لکمن اس خیال سے کہ صبح کو
سزا و قتل کا سامنا ہے سویا نہیں بلکہ رو رہا ہے کہ ای لکمن جیسا تونے اسد کے کھینے کا خیال کیا ویسی ہی سزا پائی مگر اب تو زبان سے انکار ہے کر چکا
مرجانا قبول ہے اور بیعت اسکی آتش پرستی کی قبول نہیں ہے ہر چہ باد اباد لیکن چونکہ موت کا سامنا تھا اس سے آنسو آنکھوں میں بھر بھر آتے تھے
اور بے اختیار دعا کر رہا ہے کہ ای پروردگار عالم اس کافر خاسر کے پنجہ سے نجات دے اور صاحبقران کی زیارت سے مشرف ہوں تو مجھے
کچھ اختیار ہے ابھی لکمن یہ دعا کر رہا تھا کہ اک بیک ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای لکمن لب خاموش دعا تیری قبول ہو گئی زانو سے سر
اٹھا کر دیکھ تو سہی یہ آواز سنکر جو لکمن نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو سیاہ پوش با خنجر خون آلود چلے آتے ہیں گویا روح
نکل گئی کلیجا دھڑکنے لگا اور یقین ہو گیا کہ یہ دونوں میرے قتل کرنے کو آتے ہیں یہ سوچ کر سر جھکا لیا اور رضینا بالقضا کہکر
خاموش ہو رہا اسد نے آواز دی کہ ای لکمن مشوش نہو اور اطمینان رکھ ارے میں ہوں اسد بن کرب غازی اور ساتھ میرے
ضرغام شیردل ہے تیرے چھڑانے کو آیا ہوں تمام زندان بانوں کو مار آیا لا تیری ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دوں لکمن نے جو اسد کی
آواز پہچانی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے مگر اپنے کو تھام کر کہا کہ ای شہریار قید کا توڑنا تو دشوار نہیں ہے مگر مشکل یہ ہے کہ پہرا
چوکی بہت سخت تھا ور نہ میں اب تک کبکا قید توڑ کر حاضر خدمت ہو چکتا یہ کہکر سلاسل کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ تمام قید ٹوٹ ٹاٹ کر
ٹوٹ گئی اسد اسے اپنے ساتھ لیکر زندان خانہ سے باہر آیا اور صاف و بیباک نکالے ہوے لیے چلا گیا اور راتا رات داخل لشکر ہوا یہاں
اور یہاں جو صبح کو ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھا اہل دربار جمع ہونے لگے لندھور بھی آکر موجود ہوا ایرج نے تعظیم کی اور کہا کہ ای
دارا ے ہند آج چوتھا دن ہے ایام موعودہ گذر گئے اب آپ لکمن کے مقدمہ میں کیا کہتے ہیں لندھور نے کہا کہ جو حق سمجھا تھا کہا تھا تم
میں سمجھا چکا اب تمھیں اختیار ہے جو مرضی تمھاری اب کسیطرح مزاحم نہیں ہوں اسلیے کہ وہ کسیطرح مانتا ہی نہیں یہ سنکر ایرج نے
کہا کہ لاؤ لکمن کو چوبدار جو زندان خانہ میں گیا تو دیکھا کہ عمرو صبا مع اپنے ہمراہیوں کے مذبوح پڑا ہوا ہے دروازہ زندان کا کھلا
ہوا ہے ہتھکڑیاں بیڑیاں ٹوٹی ہوئی پڑی ہیں لکمن کا نام و نشان نہیں یہ رنگ دیکھکر چوبدار واپس گیا اور ایرج سے کل ماجرا بیان
کیا یہ حال ایرج سنکر بہت متاسف ہوا اور عمرو صبا کے مارے جانے پر بہت کچھ افسوس ظاہر کیا اور شاپور شیردل سے کہا کہ
جا کر دیکھ تو کہ یہ کام کس عیار چالاک کا ہے یہ سنکر شاپور زندان خانہ میں گیا پتا اسد اور ضرغام کا پہچانا اور ایرج سے آکر
تمام ماجرا عرض کیا اور کہا کہ حضور یہ کام اسد اور ضرغام کا ہے یہ سنکر ایرج کمال غضبناک ہوا اور کہا کہ افسوس صد افسوس

کیا کرون اور کیا نہ کرون اس دیوانہ نے کلیجا لکا دیا ہی دلکو خون کر دیا ہی کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی اُدھر تو ایرج کو تاسف اور
ادھر اسد صبا نے حال ابتر کیا ایرج نے اسکو تسلی و تشفی دی اور بڑی دھوم سے عمرم صبا کی لاش دفن کرائی بعد اسکے
بکمال غیظ و غضب طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اسیوقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر قلعہ مین پہونچائی
وہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب بھر دونون لشکرونمین تیاری رہی علی الصباح ایرج نے قلعہ پر پرش کی گولون کو رد کرتا ہوا لب
خندق پہونچگیا اور پکارا کہ او دیوانے اب تو میرے ہاتھ سے کدھر جائیگا اسد نے آواز دی کہ او پاجی تیری حقیقت کیا ہی ہزار آئے
لاکھ آئے تو میرا ایک بال بھی بیکا نہیں کرسکتا یہ کہکر مالک بن ملکوت شاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا جلاد سر پر مالک کے تلوار کھینچکر
کھڑا ہوا چاہتا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کے تلوار لگائے کہ ایرج نے آواز دی کہ اے اسد مین ابھی پھرا جاتا ہون اسکے
پیچھے واسطے اپنے دین و مذہب کا اے مالک بن ملکوت شاہ کے قتل سے درگزر یہ کہکر قلعہ کے سامنے سے پھر گیا اسد نے مالک بن
ملکوت شاہ کو زندان خانہ مین بھیجدیا بعد اسکے قیماس خان نے اسد سے کہا کہ اے اسد غازی اب میرے نزدیک یہ امر مناسب ہی کہ
آپ ایک نامہ سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک اژدر کو بدین مضمون تحریر کیجیے کہ اے سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک اژدر تو جو
لندھور بن سعدان کو امیر کشورگیر اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے تھے تو وہ ہندی نمک حرام ایرج پر عاشق ہو گیا
اور اسکی بیعت کر کے تمام بارگاہ سلیمانی اور تماشہ صاحبقرانی اسکے سپرد کردیا ہم سے منحرف برگشتہ ہی ایرج کے عشق مین تخت و زر
ہی اسکو سوائے خوشنودی ایرج کے اور کسی سے کچھ سروکار نہین چاہیے کوئی مرے یا جیے اور ہم اسکی اسطرح اطاعت کرتا ہی
کہ یا صاحبقران یا کہ صاحبقران سے کچھ زیادہ سمجھتا ہوگا ہم مجبور ہو کر شہر قرنگو شیہ مین قلعہ بند ہو گئے ہین اور وہ آفتاب پرست
یعنی ایرج بدبخت ہی ہمارا محاصرہ کیے ہوئے ہی راہ رسد بالکل بند ہی اب ہر ایک کو موت پسند ہی لہذا آپکو لازم و واجب ہی کہ بہت
جلد آکر ہماری اعانت کیجیے اور اس آفتاب پرست کے پنجہ سے نجات دیجیے اسد نے یہ رائے قیماس خان کی بہت پسند کی اسد نے
اسی مضمون کا نامہ لکھکر شبرنگ عیار کو دیا کہ جلد اس نامہ کو مالک اژدر کے پاس پہونچا دے شبرنگ نامہ لیکر سر سے باندھا اور
خدمت مالک مین روانہ ہوا اب اسکو تو راہ مین چھوڑیے اور ذرا کلمہ حال مالک اژدر سے ملاحظہ فرمائیے کہ جب صاحبقران
با اقبال لقا خران بال کے تعاقب مین جانب ظلمات روانہ ہوئے تھے تو لندھور بن سعدان کو ایرج کی حفاظت کے واسطے
چھوڑا تھا کہ خبردار کسیطرح کا چشم زخم ایرج کو نہ پہونچنے پائے اور سب امر مین وہ رضامند ہو اسمین کوتاہی نہو وے اور مالک کو
داراب کی نگرانی کے واسطے مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے مالک داراب کشورکشا میری اولاد مین سے ہی جبتک مین ظلمات سے
واپس آؤن تم اسکی نگہبانی کرنا القصہ مالک اژدر بحکم صاحبقران نامور اسی ہزار نیزہ داران عرب سے گرد کشور ہرا برا آتا جب
یہ خبر داراب کو پہونچی تو نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ مجھکو اس عرب نے قید کیا ہی یہ کہکر اسیوقت فتاح کشوری سے کہا کہ اے
فتاح کشوری جلد ہمارا نامہ لیکر مالک اژدر کے پاس جا اور زبانی بھی کہدینا کہ اے مالک بہتر ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ یہ کہکر
قلمدوات کاغذ اٹھا کر اپنے ہاتھ سے ایک نامہ بنام مالک بدین مضمون تحریر کر کے فتاح کو دیا کہ اے مالک اژدر بعد ما وجب
معلوم کرو کہ تمہارے آنے کی خبر ہمکو پہونچی اور معلوم ہوا کہ تمنے ہمارا محاصرہ کیا ہی اور ہمکو ایک قیدی فرض کیا ہی تو اے مالک کیا
ہم ایسے گئے گزرے ہین کہ تم ہمارا محاصرہ کرنے آئے ہو بہتر یہ ہی کہ تحریر ہذا کے دیکھتے ہی تم یہان سے چلے جاؤ اور اپنے خیمہ ڈیرے
یہان سے اٹھوالو فتاح کشوری اس نامہ کو لیکر خدمت مالک مین حاضر ہوا اور نامہ مالک اژدر کے حوالہ کیا مالک نے فتاح
کشوری کی بہت کچھ عزت و توقیر کی اور نامہ کو پڑھکر جواب اسکا اسیوقت تحریر کیا کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان اے
داراب کشورکشا نامہ تمہارا میرے پاس آیا مین نے اسے پڑھا مطلب سے آگاہ ہوا تم کسی طرح کوئی خیال بدسلوکی میری طرف سے
اپنے دل مین نہ لاؤ مین تمہارا حریف بنکر نہین آیا ہون جو تمہارا حریف ہوا اسے شوق سے تم قتل کرو مین تمہارا دوست خالص ہون

تمہاری حفاظت کے لیے آیا ہون جہان تمہارا جی چاہے وہان جاؤ جسے چاہو لاؤ مجھے کوئی سروکار نہین ہین کسیطرح مانع و مزاحم نہین
بلکہ جہان جہان تم جاؤگے بمزید احتیاط تمہارے ساتھ رہونگا اور ہر مقام پر تمہاری حفاظت کرونگا لیکن یہ امر کہ مین تمہارے
یہان سے چلا جاؤن یہ ممکن نہین اور یہ جواب لکھکر فلاح کے حوالہ کیا فلاح اُس تحریر کو لیکر داراب کی خدمت مین آیا داراب
اُس نامہ کو پڑھکر نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب اس عرب نے مجھے نظر بند کیا ہے اور اپنے زعم مین مجھے معلوم نہین
کیا سمجھا ہے خیر مین اسے بزور تیغ یہان سے ہٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے ہر چند کشور شاہ نے سمجھایا کہ اے داراب
تمہاری عقل کو کیا ہوا کیا ہے مالک اژدر بارادہ جنگ نہین آیا ہے بلکہ واقعی تمہاری حفاظت کو آیا ہے اور نہایت سچا دوست ہے دوست
دشمن بنانے سے کیا فائدہ ہے داراب نے کہا کہ اے کشور شاہ تم کہتے کیا ہو مین قیدی بنکر تھوڑی رہونگا کہ مین جہان جاؤن یہ میرا
محاصرہ کیے رہے مجھسے تو یہ ہرگز نہوگا مین حمزہ صاحبقران سے تو ڈرتا ہی نہین اور قصد مقابلہ رکھتا ہوں تو بھلا اس سے کیا دبونگا
اگر آج مین اس سے دب گیا تو پھر ہمیشہ دبنا ہی پڑیگا وہ جو جانشین حمزہ کہلاتا ہے لندھور بن سعدان اُسکی قدر مین حقیقت سمجھتا ہی نہین
اور کل بکلہ اُس سے لڑ چکا تو یہ کیا چیز ہے یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا مقابل لشکر مالک کے اُترے اور نقارہ رزمی بجاؤ اسیوقت تمام لشکر اسکا
مقابل لشکر مالک کے جا اُترا اور نقارہ رزمی نوازش مین آیا داراب نے حکم دیا کہ آج رات سامان جنگ مہیا کرو کل اس عرب سے ہوگا
خوار ریگ بیابان شمار سے مین مقابلہ کرونگا ہرکارون نے یہ خبر مالک اژدر کو پہونچائی کہ داراب جواب نامہ دیکھکر بگڑ بیٹھا اور
اپنے لشکر کو مقابل آپکے لشکر کے بھیجکر طبل جنگ بجوایا ہے مالک نے کہا کہ پھر کیا اندیشہ ہے خداوند عالم مالک و مختار ہے ہمارے یہان بھی کہدین
طبل نوازش مین آئے جو خالق اکبر چاہیگا سو ہوگا شعر نیست جز تسلیم در تدبیر ما * ہر چہ آید بر سر من از نصیب القصہ لشکر مالک
مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور ایک غلغلہ بلند ہوا کہ مالک و داراب سے مقابلہ ہوگا القصہ چار پہر رات دونون لشکر مین تیاری
رہی جب صبح ہوئی تو میدان کارزار مین صفوف جدال و قتال ہر دو جانب سے درست ہوئین ایک طرف سے مالک اژدر مع [illegible]
اسی ہزار عرب نیزہ دار سے عرصہ کارزار مین باین شان و شوکت نمایان ہوا کہ تمام لشکر مالک کا بادیان عربی پہنے ہوا اور مالک جسم مین
زرہ یاقوت لگا ہے سر پر تاج مرصع کا رو دو ہاتھ نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے تمام ابر کمر مین لگا ہوا غرض اس شان و شوکت سے ہوکر آرا
ہوئے کہ ترک فلک بھی کانپ اٹھا اور ایک طرف سے داراب کشور کشتا باین تجمل جلوہ نما ہوا کہ خود لباس اطلس آبی پہنے ہوئے
تمام اسلحہ جنگ بدن پر سجے ہوئے چہ لاک پیادہ اور سوار ہمراہ لیے ہوئے علم و نشان آبی رنگ کے کھلے ہوئے پھریرون پر مچھلیان بنی ہوئی
کہ ہر ایک مچھلی ماہی چشمہ خورشید معلوم ہوتی تھی علیہذا سبھی آبی پوشاک پہنے ہوئے ہاتھیون پر سوار مچھولین ہاتھیون کی زرچوبی
مستکو پر بندھے ہوئے زنجیرین طلائی نقرئی جھسونڈون مین لپٹی ہوئین قدرے مختصر کمال غضب و شان سے دونون لشکر مقابل
بلند گر ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال داراب نے مرکب کو جولان کیا تمام لشکر مین عالم جلوہ گری پر آیا اور نعرہ تحسین کا دم
نفیری و شتری و دامون کی مانند ہوئی داراب کشور کشتا نے تخت کشور شاہ کے سامنے آکر اجازت میدان طلب کی کشور شاہ نے کہا
کہ خداوند آتش حیات تیرا حافظ و نگہبان ہے بس یہ سنکر داراب گھوڑے کو اڑا کر بگڑ بیٹھا دیکھا تا ہوا میدان مین آیا خوب سمند کو
جولان دیا خوب برچھے کے ہاتھ لگائے جب داراب عرق مین غرق ہوگیا اور گھوڑا بھی پسینا پسینا ہوگیا اسوقت داراب مرکب کو
روک کر کھڑا ہوا اور دم لینے لگا اور لشکر مالک کو دیکھنے لگا نہایت آراستہ و پیراستہ پایا مبارز طلبی کی اور پکارا کہ اے لشکر
خدا پرستان ناحق تمنے مجھے تنگ کیا ہے مین نے کہلا بھی بھیجا کہ یہان سے چلے جاؤ لیکن تمہارا نا معلوم ہوا کہ یہ سب فساد ہو چکا ہے اگر دعوی
بہادری ہے تو نکلو میرے مقابلہ کو مین بزور تیغ یہان سے ہٹا دونگا بس یہ سنتا تھا کہ مالک نے مرکب کو آگے بڑھایا وہ مرکب عربی بجلی کے مانند
چمک کر میدان کو چلا اشعار نگویم توسن سرعت تراوسے * [illegible] توسن توسن شناور سپند
عروس فلک تخت یا ستد * برقش گرم جولان [illegible] القصہ مالک [illegible]

برابر داراب کے پہونچا داراب نے جو ایک شیر صولت اژدہا صفت کو آتے دیکھا یہ تو تیغ نگاہ درزنی دوڑ پڑا اور ادھر مالک نے
گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا اور بڑے زور سے دونون تگاور زن ہوے برابر سے سپر پہ سپر پڑی سپر کی پھولون مین سے چنگاریان
آگ کی جھڑ جھڑ مین گلہاے سپر مثل گلہاے آتشبازی کے شرر افشان ہوے پانچ پانچ ساعت ساعت قائم دونون کے مرکب
برابر سے ہٹ گئے اسوقت لشکر دونون ایک دوسرے کے مقابل ہوا اب داراب نے مالک کو دیکھا کہ چہرہ پر ایک عجیب شان و دبدبہ
اور رعب و داب معلوم ہوتا ہے ایک انگشت فتح و نصرت کے نیچے چھپی ہوئی اور دونون ہاتھ زانوون سے گذرے ہوے علامت سور کی پائی جاتی
ہے جس داراب کو اس سے ایک الفت پیدا ہوئی اور مالک کی نگاہ جو داراب پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ عرض گردن
بلند بالا کمر پتلی سینہ چوڑا البتہ صورت و شکل حمزہ صاحبقران کی صورت سے مشابہ معلوم ہوتی ہے مالک کو بھی اس سے کمال
محبت پیدا ہوئی سامنا ہوتے ہی دونون کے ہاتھ سلام کو اٹھ گئے داراب نے کہا کہ اے مالک تم کیون میری سرحد مین آکر فروکش ہوے
ہو مالک نے کہا کہ میرا آقا تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کر گیا ہے اور حکم ہے صاحبقران کا کہ جب تک مین ظلمات سے واپس آؤن
تم داراب کا ساتھ نہ چھوڑنا اسلیے کہ داراب میری اولاد مین سے ہے داراب نے کہا کیا خوب عجب بات ہے جسکا باپ موجود ہوتا ہے
اسے حرامی نہین کہتے میرا باپ تو موجود ہے حمزہ صاحبقران نے یہ امر بالکل خلاف کہا ہے مین ہرگز انکی اولاد مین نہین ہون
مالک نے کہا کہ اے داراب ہمنے امیر حمزہ صاحبقران کے ارشاد کو کبھی جھوٹا نہین پایا وہ ہرگز خلاف واقع امر زبان سے نہین
نکالتے بدیع الزمان کشتی لڑتا پھرتا تھا اور باپ اسکا رنیع کا فرزند مشہور تھا مگر جب حمزہ صاحبقران نے اسے زیر کیا تو رنیع
کافر سے تحقیق ثابت ہوا کہ بدیع الزمان حمزہ صاحبقران کا فرزند ہے کیا عجب ہے بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ ایسا ہی کچھ معاملہ تمہارا بھی
ہے جب تمسے اور صاحبقران سے تصفیہ ہوگا تو ثابت ہو جائیگا یہ سنکر داراب نے کہا کہ خیر ایسی باتین ہمنے بہت سی سنی ہین میدان
جنگ ہے قیل و قال نہ مناسب جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو مالک نے کہا کہ سنو اے داراب ہم اہل اسلام پیشدستی جائز نہین رکھتے
سبقت جنگ اہل اسلام کے قواعد سے مخالف ہے داراب نے کہا کہ خیر ہمارا تو قاعدہ ہے خبردار ہوشیار رہ یہ کہکر مرکب کو پیچھے ہٹایا اور نیزہ بڑا
خنجر دار لیکر مالک پر نیزہ مارا مالک نے نیزہ کو نیزے پر روکا بس یہ کیا تھا ان پر تان نکلنے لگی چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی سنان سے سنان
لڑنے لگی مرکبون کا یہ حال ہے کہ اشارون پر مثل بجلیون کے چل رہے ہین سنانین مثل ستارون کے درخشان ہین خوب نیزہ بازی
ہو رہی ہے مالک اژدر صاحبقران نیزہ داران ہے داراب عمرو کا تعلیم یافتہ ہے عمرو فنون سپاہگری مین حمزہ صاحبقران کا
شاگرد ہے غرض دونون نیزہ بازی مین برابر رہے سنانین ناکارہ ہوگئین نیزون کو ہاتھ سے پھینک دیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی داراب نے
مالک پر تلوار ماری مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جسوقت تلوار قریب پہونچی سپر کو چھوڑ دیا علی بند سپر کا پشت کے نیچے جا جھولا اور
پنجہ بلی کو وار کر کے جھپکی دی کہ تلوار سیٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تلوار چھین لے داراب نے ہنسکر کہا کہ اے مالک مین
ایسا نہین ہون کہ تم تلوار مجھسے چھین لوگے مالک نے کہا کہ جی ہان بہت سچ ہے مگر مجھکو تو خود سے تلوار کی لڑائی منظور نہین ہے اسلیے کہ
تلوار کی لڑائی دار حساب کی لڑائی ہوتی ہے اور مین تمہارا دشمن جان نہین ہون بلکہ محافظ جان ہون داراب نے کہا کہ مین بھی
کشت و خون کا خواہان نہین ہون یہ سنکر مالک نے تلوار چھوڑ دی داراب نے تلوار میان مین رکھ لی اور مرکب سے اتر پڑا مالک بھی یہ رنگ
دیکھکر مرکب سے کود پڑا دونون نے دامن گردانے آستینین چڑھائین باہم دست و گریبان ہوکر کشتی لڑنے لگے دن بھر مصروف
زور آزمائی رہے شام کو بھی علحدہ نہ ہوے دونون لشکر مین روشنی ہوگئی ادھر کشور شاہ نے بھی تخت اپنا زمین پر رکھوادیا
اور تمام لشکر کو اتر پڑنے کا حکم دیا ادھر رفقاے مالک بھی اتر بیٹھے القصہ دو شبانہ روز کشتی رہی اب تیسرا دن ہوا دونون
برابر سے لڑ رہے ہین کوئی آپس مین غالب و مغلوب نہین ہوتا کہ یکایک جانب صحرا سے ایک بگولہ گرد کا اٹھا اور ایک عیار کمال
چستی سے مالک ایک نامہ سر سے باندھے ہوے مالک کے قریب آیا داراب و مالک کو سلام کیا مالک نے پہچانا کہ یہ شیر جنگ ہے پوچھا کہ

شبرنگ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کیا کہ شہنشاہ نامہ آپکو بھیجا ہی وہ لیکر آیا ہوں مالک نے داراب سے کہا کہ ای داراب ایک گھڑی
کٹہر جاؤ میں اس سے ایک دو دو باتیں کرلوں اور اسنامہ کو پڑھ لوں یہ سنکر داراب علیحدہ ہوگیا مالک شبرنگ کی طرف متوجہ ہوا
اور کہا کہ ای شبرنگ کچھ زبانی تو بیان کرو کہ آخر سانحہ کیا ہی اور اسعد کسطرح ہی شبرنگ نے کہا کہ آپ خط پڑھیے معلوم ہوجائیگا
مالک نے کہا کہ خط تو میں پڑھ ہی لونگا مگر پہلے میرے دلکو مطمئن کرو اسعد کی صحت کا حال سنا دو شبرنگ نے کہا کہ آپ کچھ اندیشہ
نہیں اسعد صحت سے ہی مگر ایرج اور اسمیں لاگ ڈانٹ آپڑی ہی اب تک تھا درمیں شہر فرنگ میں شہر بند ہیں اسعد
شبرنگ کا حال ہی ایرج اونہیں ٹکڑے ہورہے ہی مالک نے کہا کہ وہ ہماری کمان ہی اور کسکا طرفدار ہی شبرنگ نے کہا کہ ای مالک
اسکا حال نہ پوچھیے یہ سارا فساد اُسی کی ذات سے اُٹھا ہی وہ ہماری ایرج پر عاشق ہوگیا ہی اور اس سے بیعت کرلی ہی
بارگاہ سلیمانی اور امانت صاحبقرانی سب اُسکے حوالہ کردیا ہی تمام ملک صاحبقران کا اُسکے ہاتھوں خراب کروا رہا ہی اُسنے
ایرج کو آسمان پر چڑھا دیا ہی اور حضرت اسلام سے دست بردار ہوگیا ہی مالک نے یہ سنکر کہا کہ خیر بہتر جاؤ نکالو وہ خط لاؤ
شبرنگ نے خط مالک کے حوالہ کیا مالک نے اُسے باآواز بلند پڑھنا شروع کیا داراب نے مضمون نامہ کا سنکر مالک سے کہا کہ اب
تمہارا کیا ارادہ ہی مالک نے کہا کہ مجھکو اس معاملہ میں ایک حیرت سی ہی کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں امیر حمزہ صاحبقران تمہاری
حفاظت کیلیے چھوڑ گئے ہیں اور اسعد یوں تکلیف میں ہی اسکی حمایت بھی منجملہ واجبات ہی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی ہی
داراب نے کہا کہ ہم آپکے شریک ہیں زور ہمارے اور آپکے خوب طرح ہو چکے نہ ہم آپ پر غالب آسکے اور نہ آپ ہم پر غلبہ ہوا اب بہتر
یہ ہی کہ جسطرح لندھور نے ایرج کی بیعت کرلی اسیطرح آپ بھی ہماری بیعت کر لیجیے ہم آپکے ساتھ ہیں مالک نے کہا مجھے منظور
ہی یہ کہکر داراب سے بیعت کرلی داراب نے کہا کہ ای مالک اس شرط کو خوب غور سے سن لو کہ جس لقا پرست کو میں گرفتار کرونگا اسکو
متعرض نہونا میں اُسکو دین آتش پرستی میں لے آؤنگا اور مقصد اہل اسلام میں ہی دخیل و متعرض نہ ہونگا جو مال و خزانہ ہاتھ لگیگا اسمیں
نصف و نصف مالک کا حصہ ہوگا مالک نے کہا کہ سب مجھے منظور ہی یہ سنکر داراب نے کہا کہ اب میں ہر طرح تمہارے ساتھ
ہوں جہاں چاہو وہاں چلو القصہ داراب مع فوج ظفر موج و مع بادشاہ لشکر ہمراہ مالک ازدر جانب شہر فرنگ شیر روانہ ہوا
اور شبرنگ کو پہلے سے روانہ کردیا کہ تم جاکر ہمارے آنے کی خبر کردو القصہ کوچ بکوچ اور منزل بمنزل بعد چند روز کے قریب
ہمایل کوہ کے پہونچے خیمہ و ڈیرے استادہ کرائے ہمایل شاہ شہر ہمایلہ کا بادشاہ یہ خبر سنکر استقبال کو جانب کوہ کے روانہ ہوا یہ شہر
کوہ ہمایل کے بہت قریب واقع ہی بلکہ ہمایل کوہ بھی اسکے زیر حکومت ہی چالیس ہزار سوار کا لشکر اسکے تابع ہی القصہ ہمایل شاہ نے
داراب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اگر آپ میرے شہر میں بھی قدم رنجہ فرمائیے اور مجھکو بھی سرفراز کیجیے تو باعث عزت ہوگا
داراب نے کہا کہ تم اپنا مذہب بیان کرو کہ کسکی پرستش کرتے ہو اُسنے کہا کہ میں تو لقا پرست ہوں مگر عجیب عذاب میں گرفتار ہوں داراب
نے استفسار حال کیا اُسنے کہا کہ اگر آپ میری دعوت قبول کریں تو میں حال اپنا بیان کروں داراب نے دعوت قبول کی ہمایل
داراب کو اپنے شہر میں لایا اور بہ اعزاز و اکرام ایوان شاہی میں لا کر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت رقص و سرود برپا ہوئی
جام مے ارغوانی گردش میں آیا صداے ہوشیار باش اور نوشا نوش بلند ہوئی جب وقت کھانیکا آیا تو ہمایل شاہ نے داراب سے
دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے داراب نے کہا منگواؤ اُسیوقت دسترخوان بچھگیا ہمہ نعمت لاکر چنی گئی داراب نے
مع ہمراہیان کھانا کھایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو داراب کشورکشا نے کہا کہ ای ہمایل شاہ اب تم اپنا حال بیان کرو کہ کیا
مصیبت پڑگئی ہی ہمایل شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار ایک دیو غول اجسام نامی ہمایل کوہ میں آکر سکونت پذیر ہوا ہی تمام شہر تباہ و ویران
کرڈالا ہی عاجز و مجبور ہوکر ہم چند شخص اُس دیو کے آگے ہاتھ باندھے اور کہا کہ ای شاہ دیوان جو خطا ہماری تمہارے نزدیک ہو اُسے
معاف کرو اور ہماری جان بخشی کرو پھر جو کچھ تم حکم کرو میں اُسکی تعمیل کرونگا اور اگر تمکو شہر کا ویران ہی کرنا منظور ہو تو خیر آپکا کوئی

ہم بندے ہیں لیکن اُس دیو کو میرے عجز و انکسار پر مطلق رحم نہ آیا اور کہا کہ اچھا ہمارے واسطے سو قرابے شراب کے اور ایک
آدمی ہر روز بھجوا دیا کر جب میں نے اسکو قبول کیا تو وہ دیو چلا گیا اب میں ہر روز اُسکے واسطے سو قرابے شراب کے اور ایک آدمی
بھیجا کرتا ہوں ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک لاغر انسان یہاں سے اُسکے کھانے کے لیے بھیجا گیا تھا اُسے دیکھکر وہ بہت
خفا ہوا اور اُس آدمی کو پھیر دیا میں دن ہوئے ہیں کہ اُس دیو کی آزردگی نہیں جاتی اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ تو نے آدم
فربہ کیوں نہ بھیجا اس شہر بابل میں بھی آمادۂ مرگ اور مہیائے قضا ہوں اور خوب سمجھے ہوئے ہوں کہ یہ دیو کسی نہ کسی
دن آکر مجھکو ضرور کھا جائیگا لیکن اگر آپ میری حمایت کریں اور اُس دیو کا کچھ تدارک کریں تو میں آپ کا مطیع ہوں
داراب نے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب جسوقت وہ آئیگا میں اُس سے سمجھ لونگا اور جب وہ آکر تم سے کہے کہ تو نے آدم فربہ
کیوں نہ بھیجا آخر تو کسکی حمایت پر پھولا ہوا ہے تو تم میری طرف اشارہ کر دینا اور کہنا کہ یہ میرا حمایتی ہے اسی نے نہ بھیجنے دیا
ہمایل شاہ نے یہ سنکر کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا لیکن یہاں دیو غراب نے چار روز تک انتظار کیا جب دیکھا کہ ہمایل شاہ
نے شراب و کباب اور آدم زاد نہیں بھیجا تو نہایت درہم و برہم ہو کر داخل بارگاہ ہوا اور نعرہ کیا کہ کیوں ہمایل شاہ تو
اب ایسا مغرور ہو گیا کہ آج چار روز گذر چکے پانچواں دن ہے کہ تو نے ہمارے لیے کچھ نہیں بھیجا ایک دم میں تو میں تجھکو
مع شہر غارت کر دونگا جلد کوئی آدم زاد ڈلوانا اور فربہ ہو واسطے حاضر کر یہ سنکر ہمایل شاہ نے داراب کیطرف
اشارہ کیا مگر مارے ڈر کے بند بند کانپ رہا ہے ہاتھ پانو میں رعشہ ہو گیا ہے رفقا بھی اسکے تھرتھرا رہے ہیں اور ہر ایک
یہی خیال کرتا ہے کہ آج یہ سب کا ایک ہی لقمہ کر جائیگا مگر دیو نے جو داراب کو دیکھا کہ ایک جوان حسین و خوبصورت
نہایت فربہ اور توانا بیٹھا ہوا ہے تو دل میں بہت خوش ہوا کہ آج خوب لقمۂ چرب ہاتھ لگا اور کہا کہ اے ہمایل شاہ تو ڈر نہیں
میں نے خطا تیری معاف کی اگر ایسا ہی آدمی تو تجھکو چاہیے تھا یہ سنکر ہمایل شاہ نے کہا کہ اے دیو غراب تم نہ کیا کہ یہ
یہ تجھسے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہے اسیکے منع کرنے سے میں نے آج چار روز سے کچھ نہیں بھیجا یہ سنکر دیو نے کہا کہ یہ بھی
کیا مال ہے ابھی اسے کھائے لیتا ہوں اور داراب کیجانب متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو مجھسے لڑیگا یہ سنکر
داراب نے کہا کہ او حرامزادے مردم آزار تو بکتا کیا ہے میں تجھکو وہ سزا دونگا کہ تو مدت العمر یاد کریگا یہ سنکر دیو نہایت
غضبناک ہوا اور دونوں چنگل بڑھا کر داراب کیطرف جھپٹا کہ اُسے اٹھا کر کھا جائے لیکن داراب تو دیکھتا
تھا جب دونوں ہاتھ اُسکے قریب پہنچے تو داراب نے اُسکے ہاتھ پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ دیو منہ کے
بل زمین کیطرف جھک گیا اب دیو نے سمجھا کہ آدم زاد بہت زبردست معلوم ہوتا ہے کہنے لگا کہ اے آدم زاد مجھکو
چھوڑ دے اب میں تجھے نہ کھاؤنگا تو نہایت سخت ہے داراب نے کہا کہ او مردک اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور ہاتھ اسکی
گردن میں ڈالدیا اور زور کرنے لگا دیو بھی داراب سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی ہمایل شاہ اور تمام اہل بارگاہ
خوف کے مارے مثل بید خشک کے کھڑے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں اور دیو کے مغلوب ہونے کی دعائیں
مانگ رہے ہیں کوئی دو پہر تک تو خوب زور ہوا کیا بعد دو پہر کے داراب نے دیو کو چاروں شانے چت دے مارا دیو
چاہا کہ سنبھل کر اُٹھے مگر داراب کب اُٹھنے دیتا تھا جھٹ دیو کی چھاتی پر تھا اور زور سے سینہ کو دبا کر کہا کہ او
مردک دین آفتاب پرستی اختیار کر اور مذہب ابلیس پرستی ترک کر اُسنے کہا کہ اے داراب یہ مجھسے ہرگز نہوگا یہ
سنکر داراب کو غصہ آگیا اور ایک ہاتھ گدی کے نیچے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھکر جھٹکا دیا کہ سر مع
ذرا سے گردن کھنچ آئی ایک غلغلہ بلند ہوا کہ آدم زاد نے دیو کو ہلاک کیا ہمایل شاہ نے اُٹھکر دونوں ہاتھ داراب کے
چوم لیے اور گرد داراب کے پھرنے لگا اور اسیوقت لقا پر لعنت کرکے دین آفتاب پرستی اختیار کیا الا شہر کی

اٹھوا کر باہر پھنکوا دی لوگون نے عرض کیا کہ خداوندا اسنہ کوہ مین اُس دیو کا مکان بنا ہوا ہے بہت کچھ مال و اسباب وہان
موجود ہے اور بہت سے آدم زاد وہان قید ہین داراب نے کہا کہ کل چلکر دیکھینگے رات تو وہین بسر کی صبح کو ہمایل شاہ
اور داراب کشورکشا و مالک اژدہا در کشور شاہ وغیرہ جانب کوہ روانہ ہوے جب وہ اسنہ کوہ مین پہونچے دیکھا کہ
درہ پہاڑ مین اسقدر گلہاے رنگین کھلے ہین کہ نگاہ خیرہ ہوئی جاتی ہے چولاہ کا تختہ کھلا ہوا ہے درختان میوہ دار لگے ہوے ہین چشمہ
پانی کے جاری ہین چادرین آبشارون کی گر رہی ہین کوسون تک سبزہ معلوم ہوتا ہے ہوا سرد چل رہی ہے جانور درختون پر نغمہ سنج
ہین بزبان بیزبانی تعریف ایزد متعال کر رہے ہین القصہ تماشا دیکھتے ہوے قصر دیو کے قریب پہونچے
کوٹھون کو کھلوا کر دیکھا کہ انتہی مال و اسباب و زر و جواہر کا ڈھیر لگا ہوا ہے بہت سے آدم زاد غل و زنجیر مین گرفتار بیٹھے
ہوے ہین اتفاق کار طرماسپ بن طہماسپ بھی انھین مین قید تھا مالک نے پہچان کر تمام حال داراب سے بیان کیا
داراب نے پوچھا کہ اے طرماسپ تو کیونکر گرفتار ہوا ہے طرماسپ نے کہا کہ مین ہمایل شاہ کا طرفدار ہو کر اس سے لڑتا
لڑتا تھا یا تو ان میرا گھر گیا دیو نے مجھے گرفتار کر لیا ایک مدت مدید سے مین اسی قید مین مبتلا ہون داراب نے کہا
کہ اگر دین آتش پرستی اختیار کرو تو مین ابھی تمکو رہا کرتا ہون طرماسپ نے کہا کہ یہ ہرگز نہوگا مالک نے کہا
کہ اچھا باپ تیرا مسلمان ہے تو بھی اسلام اختیار کر طرماسپ نے کہا کہ دین و مذہب آفتاب پرستی کو ترک کرکے کوئی مذہب
نہ اختیار کرونگا مجھسے یہ امر ہرگز ممکن الوقوع نہین ہے کہ مین رفاقت ایرج ترک کرکے کسی دوسرے کا مطیع ہون یہ سنکر
داراب بہت برہم ہوا اور تمام قیدیون کو تو رہا کر دیا لیکن طرماسپ کو چاہا کہ قتل کرے کہ مالک مانع ہوا اور طرماسپ
کو بہت سمجھایا کہ اے طرماسپ ایرج ایک تاجر زادہ ہے وہ سامنے نورالدہر کے کیا لیاقت رکھتا ہے یہ سنکر طرماسپ نے
کہا کہ اے مالک تم میرے محسن ہو مین تمہارا ممنون ہون وہ بات کہ کہ ملال کی صورت دکھلائی دے تم میرے سامنے
میرے آقا کو برا کہتے ہو اگر مقید نہ ہوتا تو پھر اسکا مزا چکھا دیتا یہ سنکر داراب آگ ہو گیا اور مالک سے کہا کہ اے مالک
مین اسے اس عذاب شدید مین مبتلا کرتا ہون کہ یہ خود ہی ٹکڑے ٹکڑے کر مر جاے مالک نے کہا کہ نہین اسمین بہت
بڑی بدنامی متصور ہے لند حضور کہینگا کہ مالک نے طرماسپ کو بیدردانہ کشتہ کروایا یہ سنکر داراب نے کہا کہ اچھا اے
مالک میرا ملک قلعہ حصین قرطاس مین بھیجے دیتا ہون کہ یہ وہان مقید رہے مالک نے کہا کہ اچھا اسمین کچھ مضائقہ
نہین ہے یہ سنکر شہزاد کشوری سے کہا کہ اے شہزاد کشوری طرماسپ کو قلعہ حصین قرطاس مین لیجا کر مقید کرو
اس نے کہا کہ بہت اچھا اور اسیوقت دو ہزار سوار لیکر اور اپنے ہمراہ طرماسپ کو ڈالکر ملک کشوریہ کو روانہ ہوا واضح ہو
ناظرین ہو کہ یہ قلعہ بھی سرحد ملک کشوریہ ہی مین ہے القصہ دوسری ہی منزل تھی کہ قافلہ خواجہ فولاد بازرگان کا
ظلمات سے آتے ہوے ملا واضح ہو کہ یہ وہی خواجہ فولاد ہے کہ جس نے ایرج کو قید بن سلیمانی سے چھڑا کر قلعہ
ذوالامان پہونچایا تھا قصہ مختصر جب خواجہ فولاد کو یہ معلوم ہوا کہ طرماسپ رفیق شاہی ایرج نوجوان کا شہزاد
کشوری کی قید مین ہے اور وہ قلعہ حصین قرطاس مین لیجاتا ہے تو اپنے لوگون سے کہا کہ صاحبو یہ طرماسپ ایرج
نوجوان کی جان و روح ہے ایرج اسے دم و ہوش چاہتا ہے اسکا رہا کرنا مجھکو واجبات سے ہے یہ کہکر تحفہ کشتیون مین
لگوا کر شہزاد کشوری کی خدمت مین نذر گذرانی شہزاد نے اسے خلعت دیا بعد اسکے خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ
غلام کی خواہش دلی یہ ہے کہ فقیر کدہ حقیر تک تشریف لیجیے اگر آپ میری عرض قبول کیجیے تو باعث افتخار ہے یہ سنکر شہزاد نے کہا
کہ خواجہ ہم بھی سفر مین ہین اور تم بھی سفر مین ہو یہ کونسا موقع ہے کہ تم میری دعوت کرو خواجہ فولاد نے کہا نہین
خداوند میری یہی آرزو ہے کہ مین خداوند کی خدمت بجا لا کر افتخار حاصل کرون اگر آپ قبول نہ فرماینگے تو میری سخت دلشکنی

ہوگی خلاصہ یہ کہ جب خواجہ فولاد بہت مصر ہوا تو شیرزاد کشوری نے دعوت اُسکی قبول کی خواجہ فولاد نے اپنی فرودگاہ میں
جاکر سامان دعوت مہیا کیا اور طعام و شراب بیہوشی آلود تیار کرایا جب شیرزاد اپنے رفقا سمیت خواجہ کے خیمہ میں آیا تو وہی
وہ طعام و شراب کھلا کر مع رفقا بیہوش کر کے قید کیا اور طہماسپ کو سامنے بلوا کر کہا کہ ای پہلوان دوران و ای سپہ سالار
لشکر ایرج نوجوان آپنے مجھے پہچانا بھی کہ میں کون ہوں طہماسپ نے کہا کہ نہیں میں نے نہیں پہچانا خواجہ فولاد نے کہا کہ ای
طہماسپ میں خواجہ فرخ بازرگان کا غلام ہوں شیرزاد کشوری کو میں نے گرفتار کر لیا اور آپکو قید سے نجات دیتا ہوں
پھر آہنگروں کو بلوا کر کہا کہ جلد قید طہماسپ کی کاٹ دو طہماسپ نے کہا کہ ای فولاد آہنگروں کی کوئی حاجت نہیں میں
قید کو خود ہی توڑ سکتا ہوں یہ کہکر ہاتھوں کی ہتھکڑی اور پاؤں کی بیڑی وغیرہ کو مثل رسن کہنہ کے جھٹکا دیکر توڑ ڈالا
خواجہ فولاد نے طہماسپ کو حمام کروا کے لباس فاخرہ پہنایا اور صدر محفل میں لا کر بٹھایا طہماسپ نے کہا کہ جلد شیرزاد کشوری
کو بلواؤ اسیوقت خواجہ فولاد کے لوگ شیرزاد کو طہماسپ کے سامنے لائے شیرزاد نے بطرز آفتاب پرستان سلام کیا طہماسپ نے
کہا کہ ای شیرزاد دین آفتاب پرستی قبول کر ورنہ مارا جائیگا شیرزاد نے کہا کہ تو بکتا کیا ہے ابھی تک تو تو میری قید میں مقید
رہا اور آج یہ کلمہ و کلام درمیان میں لاتا ہے ارے لاکھ جان میری خداوند آب حیات پر سے نثار ہے تو جو چاہے میرے حق میں
حکم کر میں اپنا دین ہرگز نہ چھوڑونگا لیکن اگر کچھ بھی غیرت رکھتا ہے تو اتنا سمجھ کہ جب تو میری قید میں تھا تو میں نے تجھے کوئی گزند
نہیں پہونچائی ہر چند کہ میں چاہتا تجھے قتل کرتا بس یہ سنتے ہی طہماسپ نے ایک ساطور شیرزاد پر مارا کہ اُسکے برابر
دو ٹکڑے ہو گئے اور بعد اسکے شیرزاد کے ہمراہیوں کو بھی جہاں تک ملے قتل کیا اور جو بھاگ گئے اُنکا تعاقب نہیں کیا
مال و اسباب سب لوٹ لیا بعد اُسکے خواجہ فولاد نے کہا کہ میں آپ کو فتح نامہ شمسہ میں پہونچادونگا آپ ذرا چلے چلئے طہماسپ نے
کہا کہ نہیں جہاں تمہیں جانا ہو تم جاؤ میں چلا جاؤنگا خواجہ فولاد نے گھوڑا سواری کو دیا اور کچھ آدمی بھی زبردستی اُسکے
ساتھ کر دیے اور خود ملک ظلمات کو روانہ ہوا ادھر تو طہماسپ اپنے لشکر کو چلا جاتا تھا کہ تیسری منزل پر کوئی
چار گھڑی دن رہے صحرا میں ایک خیمہ دکھائی دیا حیران ہوا کہ یہ خیمہ کسکا ہے اور کھڑا ہو کر تفحص کرنے لگا کہ دیکھا ایک سوار کہ
نمایاں ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو عریض گردن بلند بالا ترک وحشت نام نمودار ہوا ادھر تو طہماسپ
کی نگاہ اُسپر پڑی اور اُدھر اُس جوان کی نگاہ طہماسپ پر پڑی دیکھا کہ ایک دیو قالب انسانی میں کھڑا ہے اپنے ساتھ
والوں سے کہا کہ یارو اگر یہ شخص میری نوکری کرے تو کیا اچھی بات ہے اسلئے کہ یہ شخص بڑا ہی جری معلوم ہوتا ہے چوبدار سے
کہا کہ جلد جا کر اُسے بلاؤ چوبدار اُدھر گیا اور وہ جوان استادہ کر کے داخل خیمہ ہوا اور چوبدار طہماسپ کی طرف چلا اور
ادھر طہماسپ بھی اُس جوان کے استفسار حال کیلئے آگے بڑھا چوبدار نے قریب آکر سلام کیا اور کہا کہ چلئے آپ کو
ہمارے مالک نے بلایا ہے طہماسپ اُسکے ساتھ داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ وہی جوان ڈنگل شکوہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے رفقا اُسکے گرد
بیٹھے ہوئے ہیں طہماسپ نے بطرز آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ سلام ہو ہمارا اُس شخص پر جو نیر اعظم آفتاب تابان
اور اُسکے نائب پیر قطب دوران کو برحق جانتا ہو بس یہ سنتا تھا کہ اُس جوان نے کہا کہ ای عزیز مجھکو سخت تعجب ہے
کہ تو لقاے مبارک باختری کو جو ہیجدہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہے برحق نہیں جانتا طہماسپ نے کہا کہ تم اپنا حال
بیان کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اُس نے کہا کہ آپ بیٹھئے تو میں کہتا ہوں اور کرسی زرنگار طہماسپ کے واسطے
طلب کر کے بچھوائی طہماسپ اُس کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا اچھا بیان کرو کہ تم کون ہو اُس جوان نے کہا کہ طوفان بن سہاک اژدر
میرا نام ہے سہاک اژدر ایک سردار ہے سرداران باختر سے لقا کا رفیق خاص ہے اُسکا بیٹا ہوں میں نے سنا ہے
کہ لاہوت شاہ میرے خداوند زادے نے خروج کیا ہے اور دامنہ کوہ میں آیا ہے ارادہ ہے کہ اُسکی خدمت میں

جاکر کسب سعادت کروں اور حصول قدمبوسی سے مشرف ہوں اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے طرماسپ نے کہا کہ مجھے
طرماسپ بن طہماس کہتے ہیں زبدۂ آفاق پیرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہوں طوفان بن تہماک اندوہ گر نے
کہا کہ اے طرماسپ بابا تیرا اسفندیار بارگاہ لقا مشہور تھا تو بھی خداوند زادے کے پاس چل طرماسپ نے کہا کہ اے طوفان میں
اپنے مالک کی خدمت میں جاتا ہوں مجھے کیا ضرورت کہ میں ایرج کی رفاقت ترک کرکے لاہوت شاہ کے پاس جاؤں
اے طوفان ایرج وہ شخص ہے کہ جس سے خداوند لقا نے بھی اسکے پاس پناہ لی تھی شہر فرنگوشیہ میں لقا مسند پہ
بیٹھا ہوا تھا عنان فیل کا اشارہ دیکھنے میں مصروف تھا کہ گھوڑا لوٹا اور لقا اسپر سے گرا ایرج نے لقا کو پالا سے ہوا
اسطرح روکا کہ اسکے ذرا بھی چوٹ نہ لگی جب لقا کو ہوش آیا تو ایرج کو اپنی دختر اور تمام ممالک بافخر ہبہ کر دیئے اور اپنے
ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر ایرج کو پہنا دی اور دونوں ایرج کے ساتھ رہا جب جادوگرنی نے سر ایرج کا کاٹ لیا
اور اسے اٹھا لیگئی تب لقا مایوس ہوکر ظلمات کو چلا گیا اب ایرج پھر پیدا ہوا ہے جب لقا سنیگا تو پھر چلا آئیگا یہ سنکر
طوفان نے کہا کہ اچھا طرماسپ ہم تم دونوں ایسا باہم زور آزمائی کریں جو غالب آوے دین اسکا برحق ہے طرماسپ نے کہا
کیا مضائقہ ہے طرماسپ نے اسیوقت اسکا اشارہ کر لیا اور طوفان و طرماسپ دونوں آستینیں چڑھا کر دامن گردان کمر سے
اٹکا کر میدان میں کودے اور مصروف کشتی ہوئے دن بھر کشتی ہوا کی شام کو طوفان نے کہا کہ اے طرماسپ ابتو رات ہوئی
شب بھر آرام کرو کل پھر صبح کو لڑنا ہیں اور دیکھیں فقط آزمائش ہی تو منظور ہے طرماسپ نے کہا کہ اے طوفان خوب اب
فیصلہ ہی ہو جاوے تو بہتر ہے لیکن فیصلہ کشتی موقوف کر زیادہ یہ کہ کچھ کھا پی لو اور روشنی کروا دو یہ سنکر طوفان نے
حکم دیا کہ برابر روشنی کرا دو اور کھانا منگواؤ جب حکم اسیوقت پہنچا تو مشعلیں روشن ہوگئیں خوان کھانے کے آگئے
دونوں نے تھوڑا تھوڑا کھا کر پھر کشتی لڑنا شروع کیا اب لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں اور آپس میں کہ رہے ہیں دیکھنا
کہ دیکھیں کیا اسلوب ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے بعضے کہہ رہے ہیں کہ کبھی طوفان ہی طوفان اٹھا لیگا
بعضے کہہ رہے ہیں کہ نہیں طرماسپ بلا کا پہلوان ہے باپ اسکا کیسا زبردست ہے یہی غالب رہیگا بعضے کہتے ہیں
کہ سپاہی کیوں سرگوشیاں کر رہے ہو جو کچھ ہونے والا ہوگا وہ ہوگا سبھی دیکھ لینگے غرض اسیطرح تین شبانہ روز کشتی
ہی ہوتی رہی چوتھے روز طرماسپ نے طوفان کو زیر کیا اب طوفان نے طرماسپ کے قدموں پر سر رکھدیا اور کہا کہ میں نے
غلامی آپکی اختیار کی اب آپ جہاں جاتے ہیں میں آپکے ہمراہ ہوں طرماسپ نے کہا کہ اچھا پہلے خبر منگواؤ کہ زبدۂ
آفاق پیرستان ایرج نوجوان کہاں ہے طوفان نے اسیوقت اپنے عیار ارقم کو بلا کر کہا کہ جلد جا کر ایرج کی خبر لا
کہ وہ کہاں ہے ارقم ایرج کی خبر کے لئے اسیوقت روانہ ہوا جاتے جاتے قریب لشکر داراب پہونچا تو اتفاق روزگار
داراب اپنے لشکر سے باراداۂ صید افگنی نکلا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا جاتا تھا دور جا کر ہرن کو شکار
کیا تھا اس فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی شخص آجاوے تو اسکے کباب بھنوا کر کھاؤں کہ اس اثنا میں ارقم بن ازرق
فقیر کی شکل بنا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکار اٹھا کیا بابا کرم تجھپہ معبود کا ہے فضل و نعمت موجود کا اور دکھاتا رہے
اور کھلاتا رہے ہمیشہ گنہگار داتا رہے معبود ہمیشہ تجھکو شاد و خرم رکھے اقبال تیرا بلند رہے داراب نے کہا کہ آؤ
شاہ صاحب آؤ کہاں سے آنا ہوا کدھر کا قصد ہے کہاں جاؤ گے اس نے کہا کہ بابا جہاں سے سب آئے ہیں وہیں سے
میں بھی آیا ہوں اور جہاں سب جاینگے وہیں میں بھی جاؤنگا داراب نے کہا کہ اچھا آئیے بیٹھئے کرم کیجئے اس
شکار کے کباب پکا کر نوش فرمائیے فقیر نے کہا کہ بابا داتا تجھے آباد رکھے اپنے نام سے تو فقیر کو آگاہ
کرو اسلئے کہ اسکا ظاہر ہونا چاہتا ہے داراب نے کہا کہ شاہ جی میں تو ایک بندہ خداوند ایرج کا ہوں

نام میرا داراب کشور کشا ہے دعوی صاحبقرانی کا رکھتا ہون لشکر میرا یہان سے قریب اترا ہوا ہے مین شکار کھیلنے کو نکلا
تھا لوگ میرے دور رہ گئے ہین ابھی مجھ تک نہین پہونچے ہین لیکن یہ سنتے ہی ارقم بن ارزق نے خیال کیا کہ طرماسپ اسکی قید مین
تھا اگر تو اسکو پکڑ لیجائیگا تو طرماسپ بہت خوش ہوگا اچھا شکار ہے جو ہاتھ آجاے داراب سے کہا کہ بابا تو ہی نے
طرماسپ کو قید کرکے شہر کشوریہ مین بھیجا تھا داراب نے کہا کہ ہان شاہ صاحب کیا تمنے کہین دیکھا تھا اسنے کہا کہ بابا
وہ تو قید سے چھوٹ گیا تمھارا رفیق خونیک اسکو لیے جاتا تھا وہ مارا گیا افسوس کیا اچھا جوان تھا داراب نے پوچھا
کہ شاہ جی کسنے اسے مارا اور طرماسپ کیونکر چھوٹا فقیر نے کہا کہ بابا فولاد بازرگان غلام فرخ بازرگان نے
جبرہلا ایرج قید سے مین سلیمانی سے نجات دی تھی اسی نے شیرزاد کی دعوت کی طعام بیہوشی آلود کھلا کر طرماسپ کو قید
نجات دی طرماسپ نے شیرزاد کو قتل کیا داراب یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور پوچھا کہ طرماسپ نابکار اور وہ سوداگر
مکار کہان گیا فقیر نے کہا کہ وہ نا سوداگر تو ظلمات کو چلا گیا اور طرماسپ بھی کسی طرف چلا گیا بابا اب وہ وہان نہین ہین
تو رنج کیون کرتا ہے صبر کر خداوند آپ حیات اس سے بہتر رفیق تجھے عنایت کریگا یہ کہکر جنگل سے لکڑیان توڑین
چقماق چھری مین سے آگ نکالی ہرن کے کباب لگاکے نمک مرچ بیہوشی آلود اسپر چھڑک کر کباب تیار کرکے
داراب کو کھلا کے پانی پلایا ایک دم بھر کے بعد داراب کا سر گھومنے لگا فقیر سے کہا کہ بابا میرا سر کیون گھومنے لگا فقیر نے
کہا کہ بابا زحمت شکار کے بعد کباب کھاے ہین پانی پیا ہے اسوجہ سے دوران ہونے لگا ہے دم بھر لیٹ رہو کہکر
زمین پوش بچھا دیا داراب اسپر لیٹتے ہی بیہوش ہوگیا بس اس حرامزادے نے حلقہ سے کمند نکال کر
داراب کو گرفتار کرکے چادر عیاری مین لپیٹا اور بارہ کے گٹھر پر لاد کے راہی ہوا تیسرے دن بارگاہ طوفان مین
اسوقت پہونچا کہ جسوقت طوفان اور طرماسپ بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے تھے آکر سلام کیا طوفان نے کہا
کہ ارے تجھے بھیجا تھا تو کہان سے اسقدر جلد جاکر چلا آیا کیا خبر لایا ارقم نے عرض کیا کہ جی ہان بہت خوشخبری لایا
ہون طوفان نے کہا کہ کیا تیری پٹھ پر خبر بندھی ہوئی ہے یہ کیا پہیلی سی کہتا ہے مفصل بیان کر اسوقت ارقم
نے لپیٹا ہوا سامنے رکھدیا اور حال داراب کے گرفتار کرنے کا بیان کیا طرماسپ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا
کہ واقعی تو نے بڑا کار نمایان کیا اس آفتاب پرست کو جلد ہوش مین لا اسنے عرض کیا کہ پہلے اسے غل و زنجیر مین
گرفتار کرلیجیے پھر اسکو ہوش مین لائیے طرماسپ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو اسیوقت آہنگر حاضر ہوے اور
داراب کو قید آہن مین مقید کیا بعد اسکے قنبلہ رفع بیہوشی سنگھاکر داراب کو ہوش مین لایا داراب کی جو آنکھ کھلی
تو اپنے کو طرماسپ کے سامنے مقید بہ قید آہن پایا سمجھا کہ یہ اسی فقیر عیار پیشہ کا کام تھا کہ مجھے بیہوش
کرکے پکڑ لایا جبرا قہرا البطل یا آفتاب پرستان اٹھکر سلام کیا طرماسپ نے کہا کہ اے داراب دیکھا تو نے کہ کیا جاہ
نیر اعظم نے عوض دیا ہے یا تو مین تیری قید مین تھا یا اب تو میری قید مین ہوگیا داراب نے کہا کہ کیا ہوا دنیا [illegible]
اسیطرح ایکدفعہ بازی پکڑ دا بلا سے ہین طرماسپ نے کہا کہ جسطرح مین تیرے ہاتھ لگ گیا تھا اسیطرح تو بھی
میرے ہاتھ آیا ہے تو نے مجھے بارادہ حبس دوام قلعہ حصین قرطاس مین بھیجا تھا مگر مین تجھے ایرج کی
خدمت مین بھیجتا ہون جو وہ چاہیگا سو تیرے حق مین حکم دیگا مجھے سروکار نہین ہے یہ سنکر داراب نے
کہا کہ تجھے ایرج کے پاس نہ بھیج بلکہ مجھے قتل کرڈال تو بہتر ہے قتل ہونا گوارا ہے مگر ایرج کے سامنے جانا گوارا
نہی لیکن طرماسپ نے نہ مانا بلکہ حکم دیا کہ ابھی اسے قیدخانہ مین لیجاؤ صبح لیجایا جائیگا اور وہان سے کوچ کرکے
فرنگ شہر کو روانہ ہوا اب یہان سے حال ہمراہیان داراب سنیے کہ یہ جو داراب کو ڈھونڈتے ہوے جابجا

ادھر آئے تو دیکھا کہ نہ مرکب ہے نہ داراب بلکہ کچھ گوشت ہرن کا پڑا ہوا ہے کچھ کباب بھنے ہوئے پڑے ہیں سخت متحیر ہوئے
کہ یہ کیا معرکہ ہے ہر چند داراب کو ڈھونڈھا لیکن کچھ سراغ نہ لگا مگر مرکب داراب کا بعد تلاش بسیار مل گیا اسے لیکر کشور شاہ
کی خدمت میں حاضر ہوئے تمام حال بیان کیا مالک اژدر اور کشور شاہ نے ہر چند تمام صحرا چھان مارا مگر کہیں پتا نہ پایا مغموم ہو کر
بیٹھ رہے مالک اژدر نے نجومیوں کو بلوا کے حال داراب کا استفسار کیا نجومیوں نے احکام مطابق کر کے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع
رہیے داراب صحیح و سالم ہے اسکا ایک رویان بھی کم نہیں ہوا ہے شہر فرنگوشیہ پر داراب کا پتا لگیگا مالک یہ سنکر اور نجومیوں
کو خلعت دیکر رخصت کیا بعد اسکے مالک اژدر اور کشور شاہ وہان سے کوچ کر کے شہر فرنگوشیہ کیطرف روانہ ہوئے
اب یہان سے حال ایرج کا سنیے کہ یہ قلعہ فرنگوشیہ پر محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہے اسد کے ہاتھ سے بہت عاجز ہے کہتا ہے کہ
اس دیوانے کی کیا فکر کرون جب ایرج قلعہ پر یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر خنجر بٹھا دیتا ہے ہر روز
کھانا بھیجنا پڑتا ہے اسد اپنے رفقا سمیت خوب مزے سے چکھتا ہے جو کچھ جھوٹا بچ جاتا ہے وہ مالک کو بھی بھیج دیتا ہے اور اسے
مجلس میں جاتا ہے اور مالک کہتا ہے کہ تو ایرج سے منع نہیں کرتا کہ وہ قلعہ پر یورش نہ کیا کرے اور یہان سے چلا جاے مالک
کہتا ہے کہ اے اسد میرا اس امر میں کیا اختیار ہے تم مجھے بیکار ہی کو خفا ہوتے ہو اسد یہ سنکر دو چار گالیان دیکر چلا جاتا
ہے القصہ ایک روز حسب دستور جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ نقب کھدی ہوئی ہے اور مالک بن ملکوت شاہ کا پتا نہیں ہے
اور سمجھا کسی عیار کا بنا ہوا ہے مگر کچھ ایسا مٹا ہے کہ پہچانا نہیں جاتا اور آفتاب پرستوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے
پوچھا کہ مالک کو کون لیگیا سب نے کہا کہ ہم نہیں جانتے چاہیے آپ ہمیں قتل کیجیے چاہے بخشیے ہم تو غافل پڑے ہوئے
تھے ہمنے نہیں دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ سنکر اسد بہت حیران ہوا ہر چند ان سب کو ڈرایا دھمکایا لیکن کسی نے نہ بتایا اسد
پریشان ہو کر ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام جسطرح ہو تلاش کرو ضرغام نے اپنے شاگردون کو حکم دیا کہ جاؤ جا کر ڈھونڈو
اور آپ بھی مصروف تلاش ہوا لیکن اب حال مالک کے غائب ہونے کا سنیے کہ اندرون شہر دیو چہر کی ماں گل اندام اور
بھائی اسکا شہروان سکونت پذیر تھا ان دونون نے باہم صلاح کی کہ شہر فرنگوشیہ کسیطرح ایرج کے ہاتھ نہیں آتا جب
وہ یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت کو زیر تیغ بٹھاتا ہے بہتر یہ ہے کہ مالک بن ملکوت شاہ کو اسد کی قید سے
چھڑائیں گل اندام نے شہروان سے کہا کہ بیٹا اگر اسد دیوانہ آگاہ ہوگیا تو معلوم نہیں ہمارا کیا حال کریگا شہروان
نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو اگر ہم مالک بن ملکوت شاہ کو چھڑا لاے اور قلعہ ایرج کے ہاتھ آگیا تو بڑا اعلی رتبہ حاصل
ہوگا اور عجب نہیں کہ کوئی شہر ہمیں مل جاے گل اندام نے کہا کہ بیٹا تو بڑا مخوف ہے اور اسے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے
روٹی کھاتے ہیں کوئی ہمیں جانتا بھی نہیں کہ کون ہیں اور کدھر ہیں کیوں اپنی شامت لایا چاہتا ہے اس ارادے سے باز آ
شہروان نے کہا کہ اب تو جو قصد کیا سو کیا یہ کہکر فکر رہائی مالک بن ملکوت شاہ میں مصروف ہوا تا اینکہ فکر کرتے کرتے
ایک روز موقع پاکر نقب کنی کر کے مالک کو نکال لیگیا اور نشان اپنے قدم کا مٹا دیا گل اندام نے تہخانہ میں چھپا رکھا
اور یہان مخالفین اسد لوگ مالک کی تلاش کرنے لگے ایک ایک کا خانہ تلاشی ہونے لگی تمام شہر میں چار طرف غلغلہ مچ گیا
اسد ضرغام پر تاکید کر رہا ہے کہ اے ضرغام جلد تلاش کرو ورنہ اگر ایرج کو خبر ہو گئی کہ مالک اسد کے پاس سے
چھوٹ گیا تو بڑی ہی قباحت ہوگی قلعہ میں رہنا دشوار ہو جائیگا ضرغام بیچارہ بھی کہتا ہے کہ شہر بھر میں کیا کرون
دن رات تجسس کرتا ہون مگر سراغ نہیں لگتا اسد حیران و پریشان ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اور شہروان حرامزادے
اپنی مادر بد اختر سے مشورہ کیا کہ ابھی ایرج کو خبر نہیں ہوئی ہے مناسب یہ ہے کہ آفتاب پرستان کو جا کر اطلاع کرنا ہون پھر
سے ایک پیادہ کی صورت بنکر قلعہ کے برج پر آیا پہرے والے کا پہرا بدلوا کر آپ پہرے پر بیٹھا اور ایک رقعہ اس مضمون کا

لگا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان آگاہ ہو جیسے کہ مالک بن ملکوت شاہ اسد کی قید میں نہیں ہے چھوٹ گیا اب بلا خوف و خطر
آکر قلعہ کے پیچھے ایک تیر میں باندھ کر لشکر ایرج کی جانب پھینکدیا صبح کو ہرکاروں نے وہ تیر مع رقعہ لاکر ایرج کو دیا
ایرج اُس رقعہ کو پڑھکر باغ باغ ہو گیا اور اُسیوقت سوار ہو کر سامنے قلعہ کے آیا اور پکارا کہ او دیوانہ مجہول اب تو میرے
ہاتھ سے کہاں جائیگا جس کے بھروسے پر تو کودتا تھا وہ تو تیری قید سے رہا ہو گیا اسد نے اپنا جی مضبوط کر کے جواب دیا کہ او
آفتاب پرست یہ کیا خیال خام کرتا ہے کسی نے جھوٹ موٹ تجھسے کہدیا ہوگا جب تو قلعہ پر آئیگا تو حال معلوم ہو جائیگا ایرج
نے کہا بہت اچھا کل قلعہ لے لیا جائیگا یہ کہکر وہاں سے واپس آکر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اور نقارۂ رزمی بجانے کا حکم دیا ایرج
کے لشکر میں تو نقارۂ رزمی نوازش میں آیا اور ادہر اسد نے ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام بتاؤ اب کیا ہوتا ہے اُس نے کہا
کہ اے شہریار بجز مر جانے کے اور کیا چارہ ہے اسد نے کہا کہ رضینا بالقضا جو مرضی خدا کی اتنے میں خبر پہونچی کہ ایرج نے
طبل جنگ بجوایا اسد نے قیماس خان اور قمقاج خان سے فرمایا کہ کیوں صاحبو میرے ورغلانے سے تمہاری
بھی جانیں جاتی ہیں ترکوں نے یہ سنکر کہا کہ صاحبزادے یہ کیا باتیں کرتے ہو مرنا ایک دن ضرور ہے اگر قضا ہماری تو نہیں مقدر
ہوئی ہے تو ضرور مارے جائینگے مگر آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے بلکہ آپ اگر نکل جائیے جو کچھ ہوگا وہ ہم اپنے اوپر اوڑھ لینگے
آپکی جان بچ جائیگی اسد نے کہا کہ سبحان اللہ تم سب کی تو میرے ساتھ یہ وفاشعاری اور میں تمہارے ساتھ بیوفائی کروں
ہرگز یہ نہوگا میں تمکو بلا میں پھنسا کر چلا جاؤں اور اپنی جان کی فکر کروں لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کہکر ضرغام سے لباس
شب روی طلب کیا اُس نے دستہ بستہ سامنے لاکر رکھدیا اسد نے لباس سیاہ زیب بدن کیا ضرغام کو ساتھ لیکر مالک بن ملکوت
کی تلاش میں روانہ ہوا چار پہر رات گذر گئی کہیں مالک کا سراغ نہ لگا کوئی دو گھڑی رات رہے کوچہ نوربافان سے گزر ہوا
دیکھا کہ ایک جلاہا تکیہ لگائے مالک بن ملکوت کی صورت کھڑا ہوا ہے دیکھکر اسد بہت خوش ہوا اور ضرغام سے
کہا کہ اس جلاہے کو ساتھ لو ضرغام نے پوچھا کہ کیوں شہریار اس سے کیا مطلب ہے اسد نے کہا کہ یہ مالک بن ملکوت شاہ
سے مشابہ ہے جسوقت ایرج قلعہ کے سامنے آئیگا تو میں اسے لباس شاہانہ مالک کا پہنا کر زیر تیغ بٹھا دونگا ضرغام
اُس جلاہے کو اپنے ساتھ لے لیا ضرغام نے اُس سے استفسار نام کیا اُس نے کہا کہ مجھکو محمود کہتے ہیں الغرض قریب صبح
وہ اسد دروازے پر آیا دیکھا کہ تمام ترک مستعد جنگ ہیں گولنداز توپوں پر بیٹھے ہوئے ہیں فتیلہ سلگائے ہیں مگر
قیماس خان وغیرہ بہت گھبرائے ہیں اسد نے کہا کہ بھائی گھبراؤ نہیں خدا کو یاد کرو سبھوں نے عرض کیا کہ اے شہریار
ہم گھبرائے نہیں مرنے سے کیا ڈر ہے چند روزہ زندگی ہے کوئی رہنے نہیں پاسکتا جب قضا آئیگی تو کوئی بچا نہیں سکتا ہم سب
راضی بقضا ہیں ہر چہ بادا باد ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ یکایک ستون گرد و غبار کا پیدا ہوا اور فوج آفتاب پرستوں
کی نمودار ہوئی بیچوں بیچ میں ایرج گرد در قفا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گرد قمر بجز دم کا مجمع ہے پشت ایرج پر تمام فوج زرق برق
لباس آہن میں غرق چلی آتی ہے جب فوج کچھ قریب پہونچی تو گولندازوں نے اکا دکا گولہ مارنا شروع کیا اہل سپاہ
گولوں کی زد سے ہٹ ہٹ کر کھڑے ہوئے ایرج گرز گران سنگ آسمان رنگ پرچہ کوہ ہشت پہلو ہاتھ میں لیکر
قلعہ کی طرف چلا اور پکارا کہ او دیوانہ مجہول آج مالک کو کہاں سے لائیگا جو زیر تیغ بٹھائیگا اسد نے کہا کہ او بے دین
جب تو یہاں آئیگا اُسوقت تجھکو خود معلوم ہو جائیگا اور یہ کہکر ہوائی داغی لبر ہوائی کا اُٹھنا کہ گولندازوں نے گولے
مارنا شروع کیے چار طرف سے ایرج پر گولے برسنے لگے ایرج سب گولوں کو رد کر کے لب خندق پہونچ گیا اور
نعرہ کیا کہ او دیوانہ مجہول بستہ گرفتہ و نامعقول دیکھ ہوشیار ہو میں آپہونچا اسد نے للکار کر کہا کہ او بیرا نیچے کیا مجال ہے
تیری لاؤ تو مالک کو لوگوں نے پہلے ہی محمود جلاہے کو لباس فاخرہ مثل مالک کے پہنا رکھا تھا صرف منتظر حکم تو تھے

فوراً اسد کی زبان سے نکلتے ہی قیماس دروازے پر لا کر بٹھایا اسد حسب دستور سابق تلوار کھینچ کر کھڑا ہوا
اور کہا کہ او نابکار دیکھ مالک بن ملکوت شاہ کو تو نے آگے قدم بڑھایا اور میں نے مالک کا کام تمام کیا ایرج نے
قصد کیا ہی تھا کہ خندق کو پھاند کر دروازہ پر پہونچے کہ ایک ہی مرتبہ اسد کی یہ آواز سنکر آنکھ اوپر کی اور اسکو دیکھا
تو دیکھا کہ مالک بن ملکوت شاہ قید آہن میں گرفتار سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا ہے بس یہ دیکھتے ہی ایرج بہت حیران
ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا محمود تو ہو بہو مالک کی صورت تھا ہی کسی طرح امتیاز نہ ہوا کہ
مالک ہے یا اور کوئی شخص ہے جب یقین کامل ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہی ہے پکار کر کہا کہ اے اسد مالک کو تو مار ڈال
ابھی پھرا جاتا ہوں یہ کہکر قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر میں آیا اور رفقا سے کہا کہ مجھکو کسی حیل قلعہ میں لے جانا دیا تھا بہتر ہے
بانمد ہو کر انہیں قلعہ والوں نے پھینکا ہوگا یہ کہکر داخل خیمہ ہوا اور یہاں قیماس شہزادہ اور تمغاج خان وغیرہ نے
فرصت سے اسد کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا بیمثل عیاری کی ہے اصل یہ ہے کہ اس بدحواسی میں
یہ تدبیر سوچنا آپہی کا کام تھا اسد نے کہا کہ ہاں بھائی تدبیر تو یہ سوجھ گئی مگر سخت تعجب یہ ہے کہ لیجانیوالا
معلوم نہیں ہوتا باوجودیکہ اسقدر تلاش کی کہ ضرغام شل ہو گیا لیکن میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ابھی مالک شہر کے باہر نہیں
جانے پایا ہے مگر تو سہی جو مالک بن ملکوت کو نہ پیدا کر دوں ضرور تلاش کر کے ڈھونڈھ نکالونگا اور یہ کہکر سر زانوے فکر پر
جھکا کے سوچنا شروع کیا کہ اس امر میں کیسا کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے بعد سوچتے سوچتے حکم دیا کہ اسم نویسی تمام
شہر کی طلب کی جاوے حکم کے ساتھ ہی ہزاروں متصدی مقرر ہو گئے اور تمام سکنائے شہر کی مردم شماری ہونے لگی فہرستیں
اسامی وار اسد کی نظر سے گذرنے لگیں لیکن حال نہروان کا سنیے کہ اس نے اب اپنے دل میں خیال کیا کہ اے نہروان غضب
ہو گیا اسد نے محمود حلاج کو مالک بن ملکوت شاہ بنا کر بٹھا دیا ہے اور اب مالک کا قصہ بطور کافی کر رہا ہے اب تجھکو
لازم ہے کہ ایرج کے پاس جسطرح ہو سکے چلا چل اور اسکو اس راز سے آگاہ کر دے بس یہ خیال کر کے براہ بدرو قلعہ کے
باہر نکلا اور خندق کو پھیر کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ جب ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہے
کہ معلوم نہیں اہالیان قلعہ نے یہ سخت فریب مجھے کس نے دیا ہے کہ یکایک خدمتگار نے عرض کیا کہ ایک شخص دروازے پر
کھڑا ہوا اجازت حضوری طلب کر رہا ہے کہتا ہے کہ مجھے زبدۂ آفتاب پرستان سے کچھ کہنا ہے ایرج نے کہا کہ اچھا بلا لو کیا
مضائقہ ہے چوبدار گیا اور نہروان کو جا کر بلا لایا جب نہروان سامنے آیا تو اسنے سلام کیا ایرج نے پہچان کر کہا
کہ میں نے تجھے کہیں دیکھا ہے اسنے قریب آ کر کان میں کہا کہ خداوند نعمت میں دیو چہر کا بھائی ہوں نہروان میرا نام ہے
مالک بن ملکوت شاہ کو چھڑا لیگیا ہوں وہ میرے مکان میں موجود ہے اور اسد نے کل محمود حلاج کو لباس شاہانہ
پہنا کر زیر تیغ بٹھایا تھا اسلیے کہ محمود حلاج مالک بن ملکوت سے بہت مشابہ ہے یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا
اور اسیوقت سوار ہو کر قلعہ کے سامنے آیا اور کہا او دیوانے کل تو نے خوب حکمت کی تھی کہ محمود حلاج کو مالک کی
قطع پر شکل کر کے زیر تیغ بٹھا دیا تھا اور میں فریب کھا کر پھر گیا تھا آج میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا اور قلعہ کو کیونکر بچا
اسد نے سنکر جواب دیا کہ او آفتاب پرست کیا کہتا ہے خوب سمجھا خیر جسوقت بار دگر قلعہ گیری آئیگا اسوقت حال
کھل جائیگا ایرج یہ سنکر پیچ و تاب کھاتا ہوا پھر آیا اور آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اسد آواز طبل جنگ کی سنکر
نہایت ہی سراسیمہ و پریشان مالک بن ملکوت شاہ کو تلاش کرنے چلا اور ہر کوچہ بکوچہ ڈھونڈھتا ہوا چلا آ رہا تھا کہ
نہروان کے مکان پر پہونچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ مکان کسکا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مکان دیو چہر عیار کا ہے
اسد نے پوچھا کہ وہ گھر میں ہے انہوں نے کہا معلوم نہیں ہوا کہ وہ تو نہیں ہے مگر بھائی اسکا نہروان گھر میں ہے اور رہ سکتی ہاں

پس

گل اندام ہی اسد نے کہا کہ اچھا اُسے بلاؤ تو اور دروازہ کھلواؤ یہ سنکر ہر چند لوگوں نے شور مچایا دستکیں دیں مگر نہ صدا
نہ ندا نہ جواب نہ طلب کس واسطے کہ نہروان تو ایرج کے پاس جا چکا تھا یہاں اُسکی گھر میں جو کی بیٹھی ہوئی تھی مگر جان پر
صدمہ تھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی معلوم نہیں ہوتی بس اس نے جلدی سے مالک بن ملکوت شاہ کو تو بیہوش کر کے ایک
تہ خانے میں کہ جو سات درجے کا تھا اور اُس میں لکھا لس بھری ہوئی تھی ڈالدیا اور خود دیوار پھاند کر بھاگ گئی جب
اسد کو بڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ مکان میں کوئی نہیں ہے یقین ہوا کہ مالک ضرور بالضرور یہیں ہے حکم دیا کہ زینے لگا کر
مکان کے اندر اُتر جاؤ اُسیوقت لوگ سیڑھیاں لگا کر مکان کے اندر گئے دیکھا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے ادھر اُدھر دیکھکر
دروازہ مکان کا کھولدیا اسد بھی مکان کے اندر گیا چاروں طرف ڈھونڈھنے لگا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اسد کی نگاہ ایک دروازے پر
پڑی حکم دیا کہ یار اسے کھلواؤ مجھے یقین ہے کہ مالک یہیں ہوگا میرا دل گواہی دے رہا ہے لوگوں نے اُسیوقت دروازے کو
کھولا دیکھا کہ ایک تہ خانہ سات درجے کا معلوم ہوتا ہے مگر تاریکی اسقدر ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا اسد کو اطلاع دی
کہ خداوند یہاں تو تاریکی اس شدت کی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا یہ سنکر اسد نے روشنی اپنے ساتھ لی اور اُس
تہ خانے کے اندر گیا دیکھا کہ تمام تہ خانہ میں لکھا لس بھری ہوئی ہے جو درجہ کھولکر دیکھا سوائے لکھا لس کے اور کچھ نظر نہ آیا
اسد نے حکم دیا کہ تمام لکھا لس اسکی نکال کر گھوڑوں کو کھلا دینگے اُسیوقت لکھا لس نکالنا شروع ہو گئی تا اینکہ جب ساتویں
درجے سے لکھا لس نکالی تو اُس درجے میں ایک آدمی کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا اسد سے عرض کیا اسد نے کہا کہ اُسے
لے آؤ حسب الحکم لوگ اُسے باہر نکال لائے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مالک بن ملکوت شاہ ہے بس ایک غل ہو گیا کہ مالک
بن ملکوت شاہ مل گیا اسد کا یہ حال ہوا کہ مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا اُچھلا اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر جاتا تھا
کہہ رہا تھا کہ کیوں علاقہ سچ کہنا کیا اس کافر کو ڈھونڈھا ہے علاقہ اور سب لوگ کہہ رہے ہیں کہ بیشک یہ کام حضور ہی کا تھا سوا
حضور کے کس میں یہ جوہر تھا کہ اس عالم اضطراب میں یوں تلاش کرتا القصہ تھوڑی دیر کے بعد اسد نے کہا کہ اسے ہوش میں
لاؤ حضر بجاعم نے پھر دارو بیہوشی کی دماغ سے اُتار کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا مالک کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ہوش آیا
سر پر ملک الموت کو پایا جان نکل گئی اسد نے کہا کہ اے مالک تو ڈر نہیں میں تجھے قتل نہ کرونگا مگر سچ بتادے کہ تجھے
کون چھوڑ لایا مالک نے کہا نہروان عیار اور اُسکی ماں گل اندام بدکردار اسد نے پوچھا کہ پھر وہ کہاں چلی گئی مالک نے
کہا کہ نہروان تو میری رہائی کی خبر دینے ایرج کے پاس گیا ہے اور گل اندام آپکے خوف سے بھاگ گئی اسد نے کہا
کہ خیر معلوم ہوا اور مالک کو پھر گرفتار غل و زنجیر کر کے زندان خانہ میں بھیجدیا لشکر ایرج میں طبل جنگ تو بج ہی گیا تھا
جب شب گذری اور صبح ہوئی تو ایرج بدستور قلعہ پر آیا اور نہروان کو ساتھ لایا قلعہ پر سے حسب معمول گولے پڑنے لگا جب
ایرج گولوں کو رد کر کے لب خندق پہونچا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو خبردار ہو جاؤ میں آپہونچا جب اسد نے یہ نقشہ
دیکھا تو کہا کہ جلد مالک بن ملکوت شاہ کو لاؤ اور زیر تیغ بٹھاؤ اُسیوقت لوگ مالک کو زندان خانہ سے لے آئے اور اسد
مالک کے سر پر تلوار کھینچ کے کھڑا ہوا اور للکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری مالک کو نہروان عیار چھڑا لے گیا تھا
مگر میں اُسکا بھی اُستاد ہوں میں نے مالک کو نہروان کے گھر سے ڈھونڈھ کر نکالا دیکھ یہ مالک بن ملکوت شاہ موجود ہے
یہ کہکر چاہتا تھا کہ مالک کی گردن پر تلوار لگائے کہ مالک نے بلبلا کر آواز دی کہ اے ایرج کیا مجھے قتل کرایا چاہتے ہو
بس ایرج نے جو مالک کو دیکھا اور اُسکی آواز بھی سنی تو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہے مجبور ہو کر کمال درجہ اُداس و
مایوس ہو کر جانب قلعہ سے پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا اپنے لوگوں سے کہا کہ یارو عجب بلا کا مقابلہ ہے نہ اب طرح ہی
سوجھتی ہے کوئی اور نہ قاعدہ ہی ہاتھ آتا ہے اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہوں یہ سنکر قارن قہرمین نے کہا کہ خداوند

یہ خیال نہ فرمایئے قلعہ تو ضرور آپ کے ہاتھ آئیگا اور عنقریب آئیگا ایرج نے آزردہ ہو کر کچھ جواب نہ دیا کہ اسی اثنا میں
جوہری ہرکارے کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق حاضر بارگاہ ہوئی اور دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند نعمت طرماسپ
بن طہماس نے طوفان بن سماک اژدر کی ساٹھ ہزار کی جمعیت سے داراب کشور کشا کو قید کیے ہوئے لاتا ہے یہ خبر
سنتے ہی ایرج بہت شادان اور فرحان ہوا اور تمام سرداروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور طبل شادمانی بجنے کا
حکم دیا اور خود بھی دروازۂ بارگاہ تک استقبال کے لیے آیا اور بکمال عزت و تکریم طرماسپ کو بارگاہ میں لایا [illegible]
برپا ہوئی ایرج نے احوال پوچھا طرماسپ نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا ایرج نے کہا کہ واقعی تم نے [illegible]
جلد انتقام لیا یا تو تم داراب کی قید میں تھے یا اب داراب تمہارے قید میں ہے خیر وہ آب پرست ہے کہاں اسکو بلاؤ تو
اسیوقت داراب کو ایرج کے سامنے حاضر کیا جب داراب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ گرداگرد ایرج کے [illegible]
آفتاب پرست جمع ہیں لندھور ایک جانب بیٹھا ہوا ہے ایرج بمرتبہ صاحبقرانی مسند شوکت پر [illegible]
دنگل پر بیٹھا ہوا ہے مگر اس نہنگ بحر شجاعت نے بلا خوف و خطر بطریق آب پرستان سلام کیا جواب سلام [illegible]
نے تعظیم کر کے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی داراب کرسی پر بیٹھا ایرج نے کہا کہ اے داراب تو [illegible]
پرستش کرتا ہے کہ جس میں تمام دنیا کی نجاست بنتی ہے بہتر یہ ہے کہ نیر اعظم آفتاب تاباں کو سجدہ کر اور آگاہ ہو کہ حمزہ میرے [illegible]
خوف سے ظلمات کی طرف بھاگ گیا جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے میری بیعت کر لی آج میں صاحبقران
زمانہ ہوں داراب نے جواب دیا کہ اے ایرج صاحبقران ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے خوف سے بھاگ جاتے وہ تو لقا کے تعاقب
میں جانب ظلمات گئے ہیں اور اگر صاحبقرانی تمہاری لندھور کے بیعت کرنے سے مستحکم ہوئی ہے تو دوسرے جانشین ملک اژدر نے
میری بیعت اختیار کی ہے میں بھی صاحبقران ہونے کا دعوے کروں تو کچھ ہرج ہو جائیگا اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہیں ہے
دین آفتاب پرستی تو میں جب قبول کروں کہ جب تم مجھ پر غالب آؤ اگر دعوے صاحبقرانی کا رکھتے ہو تو اسکے شایان یہ امر ہے
کہ مجھکو چھوڑ دو اور سر میدان میرا مقابلہ کرو اگر مجھ پر غالب آجاؤ گے تو پھر جو کہو گے قبول کر لونگا ایرج نے کہا کہ اچھا کیا
مضائقہ ہے جو تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا قلعہ فرنگوشیہ کے معاملہ سے ہمکو فراغ ہوئے تو تمہیں چھوڑ دینگے اور شاپور سے
کہا کہ لے جاؤ داراب کو اور بآرام تمام رکھو خبردار کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے شاپور اسیوقت داراب کو
زندان خانہ میں لے گیا اور یہاں ایرج نے صحبت جشن برپا کی ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی گردش میں آیا قضائے کار
اتفاق روزگار [illegible] بھی استخبار لشکر ایرج میں آیا ہوا تھا یہ حال دیکھا اسد کے پاس گیا اور تمام حال اسد سے
بیان کیا اسد نے کہا کہ اس آفتاب پرست نے اس عادی کے آنے کا جشن کیا ہے تو چلو ہم تم جاکر اسے گرفتار کر لائیں
قیماس خان نے جو طرماسپ کا نام سنا کانپ گیا اور کہا کہ اے اسد دلاور جانے بھی دو لشکر ایرج کا بادشاہ جبکہ تمہارے
پاس موجود ہے تو پھر اس عادی کا گرفتار کرنا بے سود ہے اسد نے کہا اب تو ہمارے منہ سے نکل گیا یہ ممکن نہیں کہ ہم کسی
کام کو نہ کریں اور اب اس عادی کو نہ گرفتار کریں القصہ دن تو یونہیں گذر گیا جب شب ہوئی تو اسد نے لباس شبرنگی
زیب بدن کر کے اور بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کر کے صورت عیاروں کی بناکر سپر تلوار بغل میں لیکر قلعہ کی کھڑکی کو کھول کے
خندق کو سر کر کے لشکر ایرج کا رخ کیا جب متصل بارگاہ پہونچا تو دیکھا کہ تمام ہندی دروازۂ بارگاہ پر پھر رہے ہیں طوفان
بن سماک کے لوگ بھی لشکر کا تماشا دیکھ رہے ہیں کسی نے اسد سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو تا اینکہ اسد
دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا اور بلا خوف و خطر داخل بارگاہ ہوا ایرج کو کمال شان و شوکت سے بجائے صاحبقران پایا اور
طرماسپ کو برابر بیٹھے ہوئے دیکھا بس نہایت غضبناک ہوا قبضہ پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ ایرج کو مارے فرط غم نے [illegible]

اسد کا دریافت کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ از برائے خدا جانے دیجیے دور کیجیے اسد نے کہا کہ ای ضرغام تم کہتے
ہو کہ یہ آفتاب پرست نانا جان کی جگہ پر بیٹھا ہے ضرغام نے عرض کیا کہ یہ خطا لندھور کی ہے ایرج اس امر میں بالکل بے خطا
ہے اور ای شہریار جب صاحبقران ظلمات سے واپس آئینگے پھر یہ بارگاہ صاحبقران کے قبضہ میں ہو جائیگی آپ اس امر کا رنج
وملال نہ کیجیے چلیے اور طرف کی سیر کیجیے ظرماسپ کی خوابگاہ دریافت کیجیے غرض اسد وہاں سے موچھوں پر تاؤ دیتا
ہوا وہاں آیا جہاں ظرماسپ کا خیمہ تھا گرد خیمہ کے پھرنے لگا مقام گھات کا تلاش کرنے لگا کوئی ڈیڑھ پہر رات گئے ظرماسپ
مع طوفان بن سماک اور ارقم اپنے خیمہ میں آیا تھوڑی دیر کے بعد طوفان و ارقم تو چلے گئے ظرماسپ نے کھانا کھایا
دو چار جام شراب کے پی کر سو رہا نگہبان و پاسبان اپنی اپنی جگہ بیٹھے طلایہ پھرنے لگا اسد نے ضرغام سے کہا کہ ای
ضرغام چلو ظرماسپ کو لے آؤ ضرغام نے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریے میں جا کر ابھی اسے لیے آتا ہوں یہ کہکر رنگ و روغن
عیاری کا نکال کر ارقم بن ازرق کی قطع بنکر اور ادھر ادھر کے خیموں میں سے چھپتا چھپاتا ہوا خیمہ ظرماسپ کے پاس
پہونچا لوگوں نے کہا کہ تو کون ضرغام نے کہا کہ ارقم بن ازرق ہوں مالک نے مجھے ظرماسپ کی نگہبانی کو بھیجا ہے کس واسطے
کہ قلعہ قریب ہے اور دہ پانزدہ بلا سے بھی دربان آفت جہان ہیں سنا ہے کہ وہ دستبردی کیا کرتا ہے ان دربانوں نے کہا کہ آئیے آپ تو
باعث تقویت ہیں غرض ضرغام بیٹھ گیا دربانوں نے شراب کا جام حاضر کیا ضرغام نے کہا کہ یارو تمہیں پیو ہم تو پیے چلے آتے ہیں
دربانوں نے کہا کہ یہاں تو بیہوشی کے سبب بیٹھے ہوئے ہیں آپ بھی پیجیے ضرغام نے ایک پیالہ اس میں سے پی لیا اور سب کو
آغشتہ ہوا اور بیہوشی کر کے کہنے لگا کہ ایک ذرا میں اندر بھی ہو آؤں شاید ظرماسپ نے ابھی آرام نہ کیا ہو تو سلام بھی
کر آؤں سب نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو کون روکتا ہے جائیے ہو آئیے یہ سنکر ضرغام خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ خاصبردار پیر
ہے خدمتگار پلنگ کے پاس بیٹھا ہوا ہے مگر اونگھ رہا ہے ضرغام کے پاؤں کی چاپ سنکر آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ارقم چلا آتا ہے
پوچھا کہ حضرت جی تم اس وقت کہاں آئے ہو ضرغام نے کہا کہ فقط پاسبانی کے واسطے اس نے کہا کہ آئیے بیٹھیے ضرغام
بیٹھ گیا اور کچھ حلوا کہ جیب میں تھا اسے نکال کر دیا اور کچھ بیٹی نکال کر خاصبرداروں کو دی وہ دونوں کھاتے ہی بیہوش ہوئے
پس ان دونوں کے بیہوش ہوتے ہی سناٹا پاکر تمام روشنی گل کر دی اور ہاتھ کو چرب کر کے بلد عیاری کا ہاتھ میں پہنکر
برابر ظرماسپ کے آیا اور کانٹے سے دوشالہ اٹھا کر دارو بیہوشی نکال کر نفچہ عیاری ناک سے ملا دیا چاہتا تھا کہ ظرماسپ نے
اوپر کا دم لیا ضرغام نے زور سے پھونک مارا کہ بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ظرماسپ کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ضرغام پلنگ کے
نیچے چھپ رہا ظرماسپ نے ادھر ادھر دیکھا جب کسی کو نہ پایا تکیہ پر سر رکھ دیا اور بیہوش ہو گیا پھر ضرغام نے حلقہ ہائے
کمند سے جکڑ کر پشتارہ باندھ کر چادر عیاری میں لپیٹ کر پیٹھ پر رکھا اور خیمہ کے باہر آیا یہاں بھی سب کے سب بیہوش ہو
گئے تھے الغرض دو چار لاتیں مار کر اسد کے پاس آیا کہا کہ ظرماسپ حاضر ہے لیجیے پس اسد خوشی خوشی ظرماسپ کو لیے ہوئے بہ راستہ نقب
داخل قلعہ ہوا اور اسوقت آہنگروں کو بلوا کر اسیر غل و زنجیر کیا اور صبح کو فیلبند دروازے پر لا کر چوبخہ بنا کر جھولا کر حکم
دیا کہ مارو اس حرامزادے کو یہ حکم سنتے ہی لکد کوبی شروع ہوئی اور وہاں ایرج جو آکر اپنی بارگاہ میں بیٹھا تمام
دنگل نشینان بارگاہ آکر جمع ہوئے مگر ظرماسپ اور طوفان کے نہ آنے سے سخت متحیر ہوا لندھور سے کہا کہ ای دارا مجھے
معلوم نہیں کہ آج ظرماسپ کیوں نہیں آیا لندھور نے کہا کہ خبر منگوانا چاہیے ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ طوفان
بن سماک روتا ہوا آیا اور بیان کیا کہ شب کو ظرماسپ اپنے خیمہ سے غائب ہو گیا ایرج نے یہ سنکر شاپور سے کہا کہ شاپور
جا کر دیکھو تو یہ جو آتا ہے تو دیکھا کہ بستر ضرغام کا بنا ہوا ہے دریافت حال کیا لوگوں نے بیان کیا کہ اور تو کوئی نہیں آیا تھا
ہاں ارقم بن ازرق آیا تھا شاپور نے کہا کہ وہ ارقم نہ تھا بلکہ ضرغام ارقم کی قطع بن کر آیا تھا وہی چرا لے گیا القصہ

وہاں سے آکر کل کیفیت ایرج سے بیان کی ایرج نے یہ سنکر زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہاے اس دیوانے نے دیوانہ پن
ہی میں نہیں آتا کہ کیا کروں کیا نہ کروں کہ اسرار اتنا ہی ہوں ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ او شہریار اسد نے ظرماسپ کو
قلعہ بند دروازے پر چوسنچہ بند ہوا دیا ہے اور خوب زدوکوب کروا رہا ہے لیس یہ سنتے ہی ایرج بیقرار ہوکر سامنے قلعہ کے
آیا اور کہا ای اسد دلاور ظرماسپ پر رحم کھاو اسے ایذا نہ دو اسد نے پکار کر کہا کہ او تاجر زادے تو تو ظرماسپ کا سینہ کا
حیتن کرے اور ہمیں کہا تا ہے آخر ہم کہاں تک ساکت رہتے ہمنے بھی تیرے پائیں کو تیغ کر دیا ایرج پکارا کہ او اسد
مجھسے خطا ہوئی آپ ظرماسپ کو نہ ماریے میں ابھی آپ کے واسطے کھانا بھیجتا ہوں اسد نے اپنے لوگوں کو منع کیا کہ بس
زدوکوب موقوف کردو اور ظرماسپ کو کھولدو یہ سنکر ظرماسپ نے آواز دی کہ ای بندۂ آفتاب پرستان آپ پر ہے کا ضیافت کا
افسوس نہیں مجھسا ایک غلام آپ کے پاس نہ ہونا ہوا آپ شوق سے قلعہ لیجیے یہ سنکر اسد نے ایک لات ماری اور کہا کہ او
ترا فراوسے کیوں بیفائدہ خواہ مخواہ غل مچاتا ہے لیس ظرماسپ پر لات پڑنا تھا کہ ظرماسپ غصہ کے مارے آگ ہو گیا زنجیر کو
پکڑ کر ایک جھٹکا جو مارتا ہے تو سارا زنجیر کا حلقہ ٹوٹ گیا لیس پانوں اعظم کی قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا
غل و شور برپا ہو گیا کہ ظرماسپ نے قید کو توڑ ڈالا لیس یہ شور سنکر ایک شخص ظرماسپ کے قریب آیا اور ایک تلوار ظرماسپ پر ماری
ظرماسپ نے تلوار کو ٹھیکی دی کہ پٹ پڑی لیس قبضہ پر ہاتھ ڈالکے ہاتھ زور سے تلوار چھین لی اور وہی تیغ آبدار اس کے سر پر ماری کہ
جگر تک اتر گئی پھر تو جو ظرماسپ کے سامنے آیا وہ ہلاک ہوا یا زخمی ہوا ایرج نے جو یہ تماشا دیکھا گھوڑا اٹھاکر تیغ خونخوار
آفتاب پرستان قلعہ پر آیا اب یہاں کو مارنے کا ہوش ہی نہیں ظرماسپ سے تنگ ہو رہے ہیں کوئی گھر کا خیال نہیں ایرج
خندق پھاندکر خندق کے پار آیا اور گرکر دروازہ قلعہ کا توڑکر قلعہ کے اندر جا تلوار ہاتھ میں لیکر مقابلہ کرنا شروع
کیا اسد نے جو یہ تماشا دیکھا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا ادھر رہا کب تک سامنا ہوگا اور نہ ساتھ والے مفت میں مارے جاینگے
پکار کر یہ کون سے کہا کہ یارو قلعہ سے نکل چلو اور اپنی جانیں نہ دو لڑائی بالکل بگڑ گئی میں تو جاتا ہوں اور تمہیں تمہارا اختیار
آئندہ تمہیں اختیار ہے اگر میرے ساتھ چلوگے تو تم سے پیچھی نہ پہونچیگی مگر یہ کب سنتے ہیں ڈٹے رہے ان ہزاروں میں دو بادلا
اسطرح تلوار میں مارنا شروع کیں کہ آفتاب پرستوں نے تیغ کے لاشوں پر لاش گرا دی خون کا دریا بہا دیا اسد اپنے
رفیقوں سمیت دروازہ ہفت قلعت سے نکل کر چلا گیا مگر ترک وفادار ہی جانبازی کر رہے ہیں کوئی آفتاب پرست انکے
سامنے نہیں ٹھہرتا لیکن ظرماسپ اور ایرج کے ہاتھ سے بہت سے ترک وفادار قتل ہوئے تا اینکہ تمغاج خان سے
اور ایرج سے مقابلہ ہوا تمغاج نے جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو انگل سر میں در آئی مگر ایرج نے جواب دیا
تو تمغاج خان کے سر میں تا دو ابرو اتر گئی پھر تو تمغاج خان نے وار کیا تو ایرج کا شانہ نشانہ ہوا پھر جو ایرج نے
جواب دیا تو دہنا ہاتھ تمغاج خان کا قلم ہو گیا تمغاج خان نے بائیں ہاتھ میں خنجر لیکر ایرج پر مارا ایرج نے جو تلوار
لگائی تو بایاں ہاتھ بھی تمغاج خان کا کٹ گیا اور تمغاج خان ایرج سے لپٹ گیا اور دانتوں سے کاٹنا شروع کیا ایرج
نے تلوار کا قبضہ تمغاج کے سر پر مارا کہ سر اسکا پاش پاش ہو گیا اور وہ ہلاک ہو گیا ادھر تیماس خان ظرماسپ سے لڑکر
خود بھی زخمی ہوا اور اسے بھی زخمی کیا جب ترکوں نے دیکھا کہ دونوں افسروں کا یہ حال ہوا تو ناچار لاشیں انکی اٹھاکر
مردانہ وار لڑتے بھڑتے اپنا مال اسباب لیتے ہوئے شہر سے نکل گئے آفتاب پرستوں نے ان کا تعاقب نہ کیا اسد
دامنہ کوہ پر موجود ہی تھا ان لوگوں کو جا لیا دیکھا کہ یہاں شہر سے اتر کر ان سب کو اپنی فرودگاہ پر لیگیا اور لاش پر
تمغاج کی خوب رویا اور اسکو درست کروایا زخموں کے ٹانکے لگوائے بعد اسکے ایک عرضی شاہزادہ نورالدہر کی خدمت
عالی میں مضمون لکھکر روانہ کی کہ بندہ [illegible] یہاں اس [illegible] نے خروج کیا ہے اور لشکر ... لفیتہ ہو کر

اسکے ساختہ ہو گیا ہے بسبب اسکی کرنے ہی بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی سب اسکے حوالہ کر دیا ہے تمام ملک تاجدار کا اسکے ہاتھون تباہ و برباد کر وا رہا ہے چنانچہ اس آفتاب پرست نے ترکون کا قتل و قمع کرکے شہر فرنگوشیہ انسے چھین لیا لکھن بن لکھنا ت زنگی بھی مارا گیا اب ارادہ ایرج کا یہ ہے کہ یہان سے کوچ کرکے قلعہ ذو الامان پر جا کے اور ناموس صاحبقرانی مین رخنہ انداز ہو آپکو لائق و لازم یہ ہے کہ عرضی ہذا کے دیکھتے ہی باختر مین تشریف لائیے ورنہ ناموس صاحبقرانی مین رخنہ اندازی کا خوف کیسا بلکہ یقین ہے ہر چند کہ مین ہر طرح جان دینے پر مستعد ہون جو کچھ ہو سکیگا قصور و کوتاہی نہ کرونگا مگر بغیر آپکے کام نہ چلیگا یہ عرضی روانہ کرکے اسد نو شہر اخشم کو روانہ ہوا اور ترکتازی تمغاج کا تابوت لیکر سیاہ پوش ہوکے خدمت صاحبقران مین روانہ ہوئے اور یہان جب ایرج شہر فرنگوشیہ کو اپنے قبضہ مین کر چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کو زندان سے بلوا کر حمام کروایا لباس فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا طرطاس کے علاج مین مصروف ہوا جو آفتاب پرست مارے گئے تھے انکی لاشون کو جلوا دیا لندھور نے ترکون اور خاوریون کی لاشون کو دفن و کفن کروایا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ دیکھا تمنے ان لوگون نے میرا کہنا نہ مانا آخر اپنی جانین دیدین اب زمانہ بگڑ اسکے کیا کہونگا کہ لندھور موجود رہا اور اہل اسلام قتل ہوا کیے اور حالانکہ مین حالت مجبوری مین تھا اپنے آقا کے حکم کا تابع تھا کیا کر سکتا تھا ساتھ والون نے کہا کہ بہت درست ہے بہت بجا ہے جیسا کیا ویسا پایا ان سب کا خون انہین کی گردن پر ہوا غرض لندھور تو اس رنج مین رہا اور ایرج نے تین دن تک جشن کرکے فرخ تاجر کو شہر فرنگوشیہ کا حاکم کرکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو ہم ملک گیری کو جائینگے اسیوقت سامان سفر درست ہوا اور لشکر شہر سے باہر نکلا

چند کلمہ حال پر اختلال مالک اژدر اور کشور شاہ لشکر داراب کے بیان مین

کہ مالک اژدر اور کشور شاہ کا ہنون کی خبر دینے پر شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ اور منزل بمنزل جب حوالی فرنگوشیہ پہنچ گئے ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا جب لحکم جاسوس گئے اور دوسرے دن آکر خبر دی کہ ایرج نے شہر فرنگوشیہ کو لے لیا ترک اور خاوری لٹ لٹا کر شہر سے نکل گئے تمغاج خان مارا گیا مالک نے پوچھا کہ ارے شاہزادہ اسد بن کرب غازی کی کچھ خبر معلوم ہوئی عرض کیا کہ وہ پہلے ہی نکل گئے تھے بھلا وہ کسیکے ہاتھ لگتے ہین مگر یہ سرشد ترکون اور خاوریون کی تلوار کی دھاک بھی بندھی ہوئی ہے کتنی لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کر ڈالا مالک نے کہا کہ بیشک وہ سب ایسے ہی دلاور و جانباز ہین وہ سب کے سب شاہزادہ قاسم کے رفیق اور عزیز ہین ان لوگون کا نام لیکر تلوار بازی کرنا چاہیے اور ہائے اگر شاہزادہ خاور سیاہ زندہ ہوتے تو کاہیکو یہ لوگ یون تباہ و برباد ہوتے اور خوب قاسم کو یاد کرکے رویا کشور شاہ نے کلمات تسکین اور صبر کہکر ہرکارون سے پوچھا کہ بھلا خیر یہ تو سب باتین معلوم ہوئین داراب کی بھی کچھ خبر لائے کہ وہ کہان ہے ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور یہان معلوم ہوا کہ ارقم بن ازرق طوفان بن سماک اژدر گیر کا عیار کا کہ اسے پکڑ لیگیا اور طرطاس کے حوالہ کردیا وہ ایرج کے پاس لے گیا ایرج نے بعد فتح فرنگوشیہ یہان سے کوچ کیا داراب اسی کے لشکر مین قید ہے یہ سنکر کشور شاہ نے فتاح کشوری عیار داراب سے کہا کہ اے فتاح اپنے آقا کا حال تمنے سنا اب مغنی و فاسقاری کے یہ معنی ہین کہ اپنے آقا کو جا کر چھڑا لاؤ فتاح نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیے مین گیا اور لایا یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اسباب عیاری درست کرکے لشکر ایرج کا رخ کیا جلد جلد پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دوسرے ہی دن قریب لشکر ایرج کے پہونچ گیا رنگ و روغن عیاری اپنے چہرے پر ملکر صورت اپنی فقیر آزاد کی بنا کر چار ابرو کا صفایا کرکے الف آزادی کا ناک پر کھینچا چھڑی رومال ہاتھ مین لیکر داخل لشکر ہوا کوڑی کوڑی مانگتا ہوا چلا جاتا تھا دیکھا کہ لشکر ایرج کا لا انتہا بے حد و بے پایان ہے لندھور بھی ایک طرف اترا ہوا ہے

بڑی گہا گہمی ہو رہی ہے یہ کہنے لگا کہ ای فتاح حقیقتاً ایرج بڑا صاحب جلال ہو صاحبقران جہان اقبال ہو غرض سیر کرتا ہوا
دروازہ بارگاہ پہ پہونچا وہان اور زیادہ شان وشوکت نظر آئی ملک گیری کے منصوبے دکھائی دیئے غرض وہان سے پھر کر
زندان خانہ داراب کا تلاش کر کے ایک نالے مین بیٹھ رہا اور چپکے چپکے نقب کنی شروع کی پہر رات رہے دوسرا سرا نقب کا
زندان خانہ مین نکالا دیکھا کہ داراب بے خبر سو رہا ہی جگانا نامناسب جان کر نہ جگایا اور بیہوش کر کے چادر عیاری مین
پشتارہ باندھ کر براہ نقب صحیح و سالم لیے ہوئے چلا گیا اور قریب صبح دوسرے دن لشکر مالک مین پہونچ گیا اور پشتارہ
سامنے رکھدیا اور کہا کہ میرا مالک و آقا داراب حاضر ہی کشور شاہ نے کہا کہ ای فتاح بیشک تو نے کار نمایان کیا تیرے سوا
اور کسی کا یہ کام نہ تھا اب اس پشتارے کو کھول فتاح نے پشتارہ کھولا اور رفع بیہوشی دے کر بیہوشی برطرف کی داراب
ہوش مین آیا دیکھا کہ کشور شاہ اور مالک اژدر مع تمام سرداران لشکر بیٹھے ہوے ہین حیران ہو کر عالم خواب تصور کر کے
آنکھین بند کر لین مالک نے پکار کر کہا کہ ای داراب ہوشیار ہو یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی کچھ مقام تحیر نہین ہی یہ
تمہارا عیار فتاح کشوری تمکو چھڑا لایا ہی یہ سنکر داراب شادان و فرحان ہو کر اٹھا کشور شاہ اور مالک اژدر سے
صاحب سلامت کی اور فتاح کو گلے سے لگا کر خلعت گران بہا منگوا کر دیا بعد اسکے حمام کر کے کھانا نوش فرمایا اور آرام کیا
سہ پہر کو بارگاہ مین آ کر بیٹھا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی داراب نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای سپہ سالار لشکر صاحبقران
بڑی رفیق خاص امیر گیتی ستان شہر فرنگوشیر کا معاملہ تمنے سنا کہ ترک مارے گئے اسد چلا گیا اور ایرج وہ ایرج ہی
نہین رہا وہ ہی کچھ رتبہ اور مرتبہ حاصل کیا ہی لشکر بیشمار جمع کیا ہی مال و خزانہ لا انتہا خداوند آب حیات نے عنایت کیا
تمام اسباب صاحبقرانی ایرج کے پاس موجود ہی آج کل نہایت نمود ہی اب ہم کیا کرین جیسی تمہاری صلاح ہو ویسا
کرین مالک نے ایک گھڑی بھر تک تامل کیا بعد اسکے کہا کہ ای داراب ایرج رئیسان باختر سے خراج لیا چاہتا ہی تم
باجداران باختر کو چٹک خراج لو اور ان سب کو اپنا مطیع کرو تمہاری شان و شوکت بھی قریب قریب ایرج کے ہو جائیگی
اس گفتگو سے داراب بہت خوش ہوا اور دل مین سمجھا کہ واقعی مالک میرا ترقی خواہ ہی کہا کہ ای مالک اژدر واقعی خوب صلاح
تم نے دی ابھی تو پہلے ملک سنجان کو چلیے یہ کہکر دو ہی تین دن مین سامان درست کر کے ملک سنجان کو روانہ ہوا اور لشکر
ایرج مین صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ داراب کو کوئی چرا لے گیا جب ایرج کو یہ خبر پہونچی کہ داراب زندان خانہ سے
غائب ہو گیا مہر نقب کا لگا ہوا ہی پھر ایرج نے شاپور کو بلا کر کہا کہ ای شاپور مین نے داراب کو تیرے حوالہ کیا تھا وہ
تو ایسا غافل ہو گیا کہ کوئی شخص نقب لگا کر اسے چرا لے گیا اور تجھے خبر نہ ہوئی جا جا کر دریافت کر کہ یہ کام کس بد انجام کا
تھا یہ سنکر شاپور زندان خانہ مین گیا پتا فتاح کا پہچان کر ایرج کے پاس آیا اور کل حال بیان کیا یہ سنکر ایرج نے
بہت تاسف کیا اور کہا کہ افسوس اگر مین خود ہی اسکی درخواست کے موافق اسکو چھوڑ دیتا تو میرا کتنا بڑا احسان ہوتا
شاپور نے کہا کہ اگر آپ حکم دین تو مین پھر فتاح کو جا کر گرفتار کر لاؤن آپ اسے ابکی مرتبہ چھوڑ دیجیے گا ایرج نے
کہا کہ نہین اب کچھ حاجت نہین ہی اور دو روز کے بعد حکم دیا کہ کوچ کی تیاری کرو لنہور نے کہا کہ ای ایرج نوجوان
اب تم تکلیف سفر گوارا نہ کرو آخر اب کیا ضرورت ہی اگر یہ غرض ہی کہ ملک گیری کیجیے اور سب سے خراج لیجیے باجداران
باختر کو اپنا مطیع کیجیے تو تمہارے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی صاحبقران کی جانب سے کل ملک باختر میرے قبضہ مین
ہی صاحبقران مجھے مالک کر گئے ہین مین خراج ہر ملک کا تم کو منگوا دونگا تم کہان نہ جاؤ ایرج نے جواب دیا کہ
ای داراے مندر سیمتن زبان مجھے ملک و مال سے کچھ غرض نہین ہی بلکہ مطلب میرا اور ہی کچھ ہی بعد چند روز کے ظاہر
ہو جائیگا لنہور نے کہا کچھ تو کہیے کہ مین آپکا خیر خواہ ہون بد خواہ نہین ہون کچھ تو مجھسے بیان کیجیے شاید مین

کوئی تدبیر کرسکون ایرج نے کہا کہ نہین اسے آپ نہ پوچھیے جب لندھور بہت مصر ہوا تو اُسوقت ایرج نے کہا
کہ ای لندھور بن سعدان مین اپنی معشوقہ کی جستجو مین جاتا ہون ای لندھور اول تو لقاے خداوند باختر مجھکو اپنی دخترہ
بخش کیا ہی دوسرے مین خواب مین دیکھکر اسپر عاشق ہوا ہون اگر تم چاہتے ہو اور تمھاری یہ خواہش ہی کہ مین یہان سے
جنبش نہ کرون تو ملکہ گیتی افروز کو مجھے منگوا دو اور نہین تو جسطرح مجھے معشوق میرا ملیگا اسطرح لونگا ہر چہ بادا باد
بغیر وصل یار کمال مضطر و بیقرار ہون اور یہی سودا ہی کہ کسیطرح جا کر اپنی محبوبہ کو لون لبزان کلمات سے لندھور کی
یہ حالت ہوئی کہ بید وار کانپنے لگا قریب تھا کہ کوئی کلمہ سخت ایرج کو کہے مگر از بسکہ سرد جہان دیدہ تھا چپ ہو رہا
اور اپنے دل مین کہا کہ ابھی بگاڑنے سے کیا فائدہ ہی وقت پر سمجھ لیا جائیگا لیکن پھر بھی اتنا منھہ سے نکل گیا کہ ای ایرج
یہ کھیل نہین سخت مشکل ہی اس امر مین بہت کچھ کشت و خون ہوگا اور مین تو ایسا ہی تمھارا دوست ہون کہ شوق سے چپ ہو رہا
اور دم بخود رہا لیکن یہ خیال بہت محال ہی اس سے درگذرو آیندہ تمھین اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کہکر بارگاہ ایرج سے
اٹھکر اپنے خیمہ مین چلا آیا رفقا نے کہا کہ شہریار کیا ارادہ ہی لندھور نے کہا کہ یارو ابھی تو مین کچھ ختم نہین ہوتا ہی
آفتاب پرست جو واہیات بکتا ہی بکا کرے جسوقت دیکھون کہ یہ آفتاب پرست قاصد فوا الامان پر پہنچ گیا اور کوئی
رخنہ اندازی کیا چاہتا ہی اور کوئی روکنے والا نہین ہی تو پھر اُسوقت جان دینے پر مستعد ہو جاؤنگا ابھی بگاڑنا
مناسب نہین ہی یہ ہرگز ہرگز ممکن نہین ہی کہ میرے جیتے جی ناموس صاحبقرانی مین کوئی شخص رخنہ انداز ہو اگر تم سب بھی
ساتھ ہو تو ساتھ رہو ہمراہیا نے کہا کہ آپکی ہمت سے تو ہم کیا کنارہ کشی کرینگے مگر اتنا جانتے ہین کہ اپنے سارے کی حرمت
ہندوستان کی خاک مین ملا دی اب تو کچھ اسد ہی کا کلام سچ معلوم ہوتا ہی یہ سنکر لندھور نے کہا کہ یارو تم جو کچھ کہتے ہو
کہو مگر مین اپنے آقا کے حکم سے سرتابی نہ کرونگا کہ میرے آقا نے مجھے اسکی حفاظت کا حکم دیا ہی حتے الامکان تو اس سے
نہ بگاڑونگا اور جب ایسا ہی پانی سر سے اونچا ہو جائیگا تو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر ہمراہیا نے کہا کہ ای دارا ے ہند اچھا
آپ نہ بولیے اگر ہمکو تو اجازت دیدیجیے کہ ہم اس سے سمجھ لین لندھور ہر ایک کو مانع ہوا اور ہر ایک سے کہا کہ صاحبو
ابھی توقف کرو جلدی نہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی غرض ادھر تو ہر ایک پیچ و تاب کھا کر ساکت ہو رہا اور ادھر ایرج نوجوان
نے ملک سمائل کی طرف کوچ کا قصد کیا فوج سب تیار ہوئی لندھور بھی مع رفقا اُسکے ہمراہ ہوا جاتے جاتے لشکر
ایرج کا ایک پنج راہے پر پہونچا عرض ہوئی کہ ای شہریار یہان سے چار راہین ہین جسطرف حکم ہو اُسطرف چلین ایرج
نے دریافت کیا تو ترکون نے عرض کیا کہ خداوند ایک راہ تو شہر اختم کو گئی ہی دوسری راہ شہر فرنج آباد کو گئی ہی تیسری راہ
جزیرۂ ناروان کو گئی ہی چوتھی بیستہ حصار کو گئی ہی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سب لشکر یہین قیام کرے اور ان سب مقامات
تاجدارون کو نامے لکھے جائین کہ یہ سب آکر حاضر ہون اور جو خراج حمزۂ صاحبقران کو دیتے تھے وہ مجھے آکر دین
اور میری بیعت کرین کسواسطے کہ حمزۂ صاحبقران جسکو اپنی طرف سے حاکم کر گئے تھے یعنی دارا ے ہندوستان زمان لندھور
بن سعدان اُس نے میری بیعت کر لی ہی اگر تم سب میری اطاعت نہ کروگے تو جو حال مین نے ترکون کا کیا ہی اُس سے
بدتر تمھارا حال کرونگا فورا حسب الحکم منشیون نے نامے تحریر کر کے روانہ کیے ادھر تو ایرج نے اپنی جانب سے
یہ نامے لکھے اور ادھر لندھور نے اپنی طرف سے لکھوا بھیجا کہ حمزۂ صاحبقران اپنی طرف سے مجھکو حاکم کر گئے ہین اب
مین تمھارا حاکم و مالک ہون تمکو تاکیدا یہ لکھتا ہون کہ تم سب کے سب اگر ایرج سے بیعت کر لو اور خراج اُس کی
خدمت مین گذرانو جسوقت کہ صاحبقران آوینگے اور تم سے بازپرس کرینگے تو تم سب میرا نوشتہ پیش کر دینا غرض نامچہ
شیلم زنگی ایرج کا نامہ لیکر چلا اور الیاس ہندی لندھور کا نامہ لیکر چلا اب حال شہر اختم کا سنیے کہ جسوقت

اسد بن کرب نمازی شہر اختم میں پہونچا تو جمشید اور خورشید اختمی استقبال کرکے اپنے ساتھ لائے ایوان بادشاہی
میں لا کر بٹھایا صحبت عیش و عشرت کی آراستہ کی حال حمزہ صاحبقران کا دریافت کیا اسد نے کہا کہ مجھے مطلق علم نہیں
کہ نانا جان کہاں پہونچے انھوں نے عرض کیا کہ ہمنے سنا ہی کہ ایرج نے خروج کیا ہی اسد نے کہا کہ بھائی وہ کیا اور اسکا
خروج کیا یہ سارا کیا دھرا اس ہندی نے کیا ہی بارگاہ سلیمانی اسے دیکر آسمان پر چڑھا دیا ہی اور مرتبہ صاحبقرانی کو
پہونچا دیا ہی اور ہاے اس ہندی کے سامنے ایرج ترکوں کو قتل کرے اور یہ تماشا دیکھا کرے اے جمشید اور خورشید
میں مجبور ہوں کہ فلک نے مجھکو زیردست کردیا کہ میں کسیطرح اس پاجی سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا ہاے افسوس
اسوقت بھائی صاحب یعنی نور الدہر بن بدیع الزمان نامور جہان نہیں ہیں کہ اسے سزاے معقول اور تنبیہ قرار واقعی
دیتے یقین ہی کہ اب تمھارے پاس بھی اس آفتاب پرست کا نامہ و پیام آتا ہوگا جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ خیر
آنے دیجیے سمجھ لیا جائیگا اسد نے کہا کہ بھائی مجبوری ہی اسوقت ہم تم بغیر سردار ہیں عزت و آبرو کی حفاظت لازمی
ہی جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ اے شاہزادۂ نامور یہ آپ کیا فرماتے ہیں ہمیں آپ کے ارشاد سے سرتابی نہیں ہی
جو حکم دیجیے گا قبول کرینگے مگر ایرج کی بیعت قبول نہ ہوگی اسد نے کہا کہ صاحبو کاہیکو جہالت کرتے ہو اور اپنی
جانیں دیتے ہو بالفعل بیعت کرلو بعد چند روز کے جب حمزہ صاحبقران آئینگے اسوقت سمجھ لینا پھر ان دونوں نے
وہی کلمہ کہا کہ اے شہریار ہمیں جان دینا قبول مگر یہ امر قبول نہیں ہی اسد نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہی تو میں ہر حال میں
تمھارا شریک ہوں القصہ اسد بعد دو ایک روز کے صید و شکار کو چلا گیا اور ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ ایلچی ایرج
کا آتا ہی جمشید نے کہا کہ آنے دو دیکھیں کیا پیغام لاتا ہی جب ایلچی سامنے آیا سلام کیا جمشید و خورشید نے کچھ بھی [illegible]
کو دی صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا جب نشہ زیادہ ہوا تب سے فارغ ایلچی کا گرم ہوا تو اس نے کہا کہ منم
نامہ دار ایرج نوجوان زبدۂ آفتاب پرستان جمشید نے کہا کہ نامہ لاؤ نیلم نے نامہ سربمہر کھول کر دیا دبیر نے نامہ
پڑھا جمشید و خورشید مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے نامہ دبیر سے لیکر پھاڑ ڈالا اور کہا کہ جا جا کر اس برزنجی سے
کہدینا کہ تو لندھور کی حمایت پر بھولا ہی ہم کبھی تیری بیعت نہ کرینگے تو ہمیں کیا جواب اس نے دیا لندھور کا ایلچی بھی
پہونچ گیا اس سے بھی نامہ لیکر پڑھوایا اور کہا کہ تو بھی لندھور سے کہدینا کہ تو اس پیرانہ سالی میں ایرج پر عاشق
ہوکے دیوانہ ہوگیا ہی تونے دیدہ و دانستہ تمام ترکوں کو قتل کروا ڈالا ہم ہرگز ہرگز تیرے قول و فعل پر اعتبار نہیں
کرسکتے لندھور کا ایلچی تو خاموش ہو رہا مگر ایرج کے ایلچی نے کہا کہ اے شاہان اختم یہ تمنے کیا غضب کیا اور کیسا
لایعقلانہ حرکت کی کہ صاحبقران زمانہ کے نامے کو پھاڑ کر پھینکدیا اپنے حق میں بہتر نہ کیا بس یہ کہنا تھا کہ جمشید و
خورشید نے کہا کہ لینا اس حرامزادے کو یہ سنکر نیلم زنگی چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے فوراً ہی لوگوں نے گرفتار کرلیا
اور جو ہمراہی اسکے بارگاہ کے باہر تھے انکی مشکیں بھی باندھ لیں اسکے بعد حکم ہوا کہ مع نیلم زنگی ان سب ہمراہیوں کو
زنانہ لباس پہنا کر گدھوں پر سوار کرکے سوانگ بناکر شہر سے باہر نکالدو بموجب حکم ملازمان جمشید و خورشید نے
نیلم وغیرہ کی ڈاڑھی مونچھیں منڈوا کر زنانہ لباس پہنا کے تیل توے سے منھ سیاہ کرکے گدھوں پر بٹھا کے شہر سے
نکالدیا ایلچی روتا پیٹتا ہوا مع اپنے ہمراہیوں کے اسوقت بارگاہ ایرج میں پہونچا کہ جب ایرج مع تمام اہل دربار
مصروف عیش و عشرت تھا اسکے جاتے ہی ایک غلغلہ ہوگیا کہ ارے یہ کلموہی عورتیں کہاں سے آئی ہیں مگر ایلچی نے ایرج
کے پاس جاکر تمام سرگذشت اپنی بیان کی ایرج یہ سنکر مارے غصہ کے بیقرار ہوا اور کانپنے لگا اور پوچھا کہ کیا وہ دیوانہ بھی
وہاں موجود تھا نیلم نے کہا نہیں ایرج نے لندھور سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ جمشید و خورشید اختمی نے میرے

ایلچی کے ساتھ سلوک کیا لندھور نے کہا کہ میرے نامے کا بھی ایسا ہی جواب واہیات آیا ہی اب آپ جسطرح چاہین
انتقام تنبیہ کرین مجھے اُن سے سروکار نہین ہی ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جو ایلچی شہر زریخ آباد کو گیا تھا وہ بہت بھاری
خلعت پہنے ہوے عرضی اسفندیار خان زریخ آبادی کی لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ای شہریار اُس نے آپکے
نامہ کی بہت کچھ عزت و تکریم کی اور میری دعوت بھی بہت عمدہ طریقے سے کی انعام و اکرام مناسب جیسا کہ ایلچیون کے
ساتھ کیا جاتا ہی وہ سب عمل مین لایا ایرج نے کہا کہ اچھا وہ عرضی لاؤ ایلچی نے عرضی حاضر کی دیکھا کہ اُس عرضی مین
بکمال ادب یہ مضمون تحریر ہی کہ ای زبدہ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان مجھکو امیر با توقیر وصیت فرما گئے تھے کہ مین تو
جاتا ہون اور لندھور کو تمہارا حاکم کرتا ہون جو وہ کہے اُسکے حکم سے سرتابی نہ کرنا سو مین ہر طرح حاضر ہون مجھے آپکی
اطاعت ہر طرح منظور ہی خوب یہ مضمون سنکر فی الجملہ غیظ و غضب ایرج کا فرو ہوا ایک تھوڑی ہی دیر کے بعد جو ایلچی
بستہ حصار کو گیا تھا وہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مالک بستہ حصار کو بھی خراج گذاری مین کچھ عذر نہین ہی در دولت پر
آستانہ بوسی کو حاضر ہوگا یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ یہ لوگ بہت ذی فہم معلوم ہوتے ہین کہ میری اطاعت
کرنے مین کچھ عذر نہ کیا ابھی یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہ ایلچی جو جزیرۂ ناروں کو گیا تھا وہ بھی آموجود ہوا اور داماد لکمین
بن لکمنات کی عرضی حاضر کی ایرج نے جو اُسے پڑھوایا تو لکھا تھا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان پروانہ
حضور موفور السرور شرف اصدار پایا غلام نے اُسے آنکھون سے لگایا مضمون نامہ سے بطور کافی آگاہ ہوا
فدوی بہر طور تابع امر عالی ہی مگر التماس یہ ہی کہ تیس روز سے لکمین بن لکمنات زنگی مارا گیا ہی نہ کوئی میرا حکم مانتا ہی
نہ مجھکو حاکم جانتا ہی غلام امیدوار ہی کہ حضور یہان تشریف لاکر جزیرۂ ناروں کا بندوبست فرما دین لیکن اس
مضمون سے آگاہ ہو کر لندھور سے خطاب کیا کہ ای لندھور مین ضرور جزیرۂ ناروں کو جاؤنگا لندھور نے کہا کہ
جیسا مزاج مبارک مین آئے مجھکو کیا عذر ہی یہ سنکر ایرج نے سامان سفر درست ہو جانے کا حکم دیا اور طرماسب سے
کہا کہ ای طرماسب تم لشکر اپنے ساتھ لیکر شہر اختم پر جاؤ اور شاہان اختم کو سمجھاؤ اگر وہ مان جائین تو فہو المراد ورنہ
بزور شمشیر دائرۂ اطاعت مین لاؤ لیکر اُسکے مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور کو بھی طرماسب کی معیت کا حکم دیا
الحاصل لندھور اور [illegible] اور طرماسب تو مع فوج و سپاہ جانب شہر اختم روانہ ہوے اور ایرج بارہ ہزار
آفتاب پرست لیکر جانب جزیرۂ ناروں روانہ ہوا لیکن اب چند کلمے داستان جزیرۂ ناروں کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب
لکمین بن لکمنات زنگی طرماسب کے ہاتھ سے مارا گیا اور خبر اُسکے قتل کی جزیرۂ ناروں مین پہونچی تو لکمین کی دختر
جمال بنا نے ناشاد کیا باپ کے ماتم مین سیاہ پوش ہوئی اپنے شوہر سے کہا کہ جسطرح ہو سکے میرے باپ کے خون کا عوض ایرج سے لے نہین تو
مین اپنی جان دیدونگی اور تیری بھی جان لونگی یہ سنکر اُسکے شوہر طرافوس زنگی نے کہا کہ ایرج سے مین سر کھو
نہین لے سکتا الا [illegible] جو عوض لیلونگا [illegible] کہ اسی اثنا مین ایرج کا نامہ پہونچ گیا
بس اسنے غنیمت جانکر بہت عزت و تکریم کی اور مضمون مسطورہ کی عرضی لکھکر روانہ کی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ لو اب
وقت انتقام آپہونچا ہی اگر وہ آگیا اور میرا ہاتھ لگ گیا تو دیکھنا کیسا عوض لیتا ہون اور آشناز جو عمدہ کے وقت
تیار رکھے گئے تھے اُنکو بلاکر کہا کہ یارو آقا تمھارا اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے اب اُسے بفریب بلوایا ہی
تمھین لازم ہی کہ جسوقت کشتی اُسکی وسط دریا مین پہونچے تو تم سب حسب معمول غوطہ مارکر کشتی اُسکی غرق کردینا اور
اُسے زندہ پکڑ لینا اُن سب نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کشتی اُسکی دریا مین آنے تو سہی پھر دیکھین تو کیونکر بچ کر جاتا ہی
خداوند ہم تو ایسے ہین تین تین دن تک دریا سے باہر نہین آتے اور خداوند پہر دو پہر کا غوطہ مارنا کیا بات ہی

طراقوس نے کہا کہ اچھا تم سمجھے تو اپنے درست کرو عرض کیا کہ خداوندا اگر فولاد کے تختے ہوں تو دم بھر میں لنگارے کردوں
اور لکڑی کا چھیدنا کیا امر مشکل ہے القصہ یہاں تو یہ تدبیر تھی اور ادھر ایرج بعد قطع منازل اور طی مراحل چند ہی روز میں
قریب جزیرۂ ناروں کے پہونچ گیا طراقوس خبر آمد سنکر استقبال کے واسطے آیا اثنائے راہ میں ایرج سے ملاقات
ہوئی پس جھپٹ کے طراقوس قدموں پر گر پڑا ایرج نے اسے سینے سے لگا کر تشفی و دلاسا دیا کہ تو گھبرا نہیں تجھی کو میں
یہاں کا بادشاہ معین کرونگا اور جو شخص عدول حکمی کریگا اُسے سزا معقول دونگا القصہ اس روز تو کنارۂ دریا
خیمے برپا ہوئے رات کو ایرج وہیں رہا صبح کو طراقوس زنگی نے عرض کی کہ حضور شہر میں تشریف لے چلیے ایرج آمادہ
ہوا اور لشکر دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ دریا نہایت مواج اور متلاطم ہے کوسوں کا پاٹ پانی میں تلوار کی کاٹ
ہر موج ماہی بکر وقت ہر حباب چشم نہنگ ایرج نے جو یہ ہیبت دریا کی دیکھی کہنے لگا کہ اے طراقوس یہ وہی دریا ہے
کہ جہاں عمرو بن امیہ ضمیری نے حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیا تھا اور تمام لشکر کو غرق کروا دیا تھا طراقوس نے
کہا کہ جی ہاں یہ وہی دریا ہے ایرج نے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ اس زمانے میں آبباز اچھے اچھے تیراک تھے ایسے
وہ لوگ ہیں طراقوس نے کہا کہ شہریار اب وہ لوگ کہاں رہے کوئی بھی اُنمیں کا باقی نہیں رہا اور اگر ایک آدھ کوئی
باقی ہوگا تو میں تلاش کرکے بلواؤنگا اور آپ کو تماشا دکھلاؤنگا غرض جہاز اور کشتیاں آکر موجود ہوئیں ایرج
مع رفقا سوار ہوا طراقوس بھی ساتھ ساتھ چلا آتا ہے جب کشتیاں قریب نصف دریا کے پہونچیں تو زنگیوں نے
طراقوس سے پکار کر کہا کہ اس آفتاب پرست کا شہر میں کیا کام ہے ہم اسکو یہیں قتل کرینگے اور عوض خون لکمن
بن لکمنات زنگی کا لینگے اور اے طراقوس یہ تو بتاؤ کہ کیا تم بھی اس بزار بچے کے شریک ہوگئے سو طراقوس
نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ لکمن کو طراقوس نے قتل کیا ایرج بخطا ہے زنگیوں نے کہا اگر ایرج بخطا ہے تو طراقوس
کو باندھ کر ہمارے حوالہ کر ایرج نے جو یہ گفتگو سنی متوحش ہوکر طراقوس سے کہا کہ اے طراقوس انھیں کلمات کے
سنانے کے واسطے مجھے طلب کیا تھا کیا ایسا بھی کوئی آج زمانے میں ہے کہ طراقوس سبب تجھے ہے اور جب حمزہ
میرے نسب شمشیر سے بھاگ گیا تو اب کس میں یہ طاقت ہے کہ مجھ سے تاب مقاومت لائے یہ سنکر زنگیوں نے کہا کہ
او بزار بچے تو سمجھا کیا ہے ہم تجھکو ابھی سزا دینگے ایرج دست بہ قبضہ ہوا آببازوں نے دریا میں غوطے لگا لگا کر
کشتیوں میں سوراخ کردیے کشتیوں میں پانی آنے لگا اور غرق و ہلاکت کا سامنا ہوا یہ دیکھکر آفتاب پرستوں نے
دریا میں کودنا شروع کیا کہ سوراخ کشتیوں کے بند کریں مگر جو پانی میں کودا پھر نہ اُبھرا اور ایک شور و غوغا ہمرہیان
ایرج میں بلند ہوا زنگی یہ غل سنکر پکار اُٹھے کہ او کافرو کہاں جاؤگے یہاں کے آببازوں کا اب اچھی طرح تماشا
دیکھو اب ایرج ہر چند چاہتا ہے کہ زنگیوں کی کشتیوں پر جا سکے مگر کسیطرح نہیں پہونچ سکتا تا اینکہ جتنی کشتیاں
تھیں سب کی سب مع سفینۂ ایرج غرق بحر فنا ہوئیں بہت سے آفتاب پرست ڈوب گئے بہت سے زندہ گرفتار
ہوئے ایرج بھی اسیر زنجیر موج تدبیر ہوا طراقوس نے حکم دیا کہ ان سب کو مطوق و مسلسل کرکے زندان خانہ میں
لیجاؤ کل انکا مقدمہ پیش ہوگا ملازمان طراقوس ایرج کو مع ہمراہیان ایرج زندان خانہ میں لے گئے اب
ان سب کو تو زندان خانے میں چھوڑیے اور ایک حال مختصر اور بالاختصار سنیے وہ یہ کہ ایک ملک ہے نزدیک باختر
بادشاہ وہاں کا ملک دودۂ زنگی ہے ملک دودۂ زنگی کے چالیس بیٹے اور بیس بیٹیاں ہیں ازانجملہ ایک بیٹی
اُسکی لکمن بن لکمنات زنگی کو منسوب تھی اُس سے ایک بیٹا الکان بن لکمن نام پیدا ہوا تھا نہایت زبردست
اور بڑے بڑے زور آوران روزگار میں سرآمد ہے وہ اپنے نانا کے پاس رہتا ہے جب اُسنے یہ سرگذشت

معلوم ہوئی کہ باپ اُسکا ایرج کے ہاتھ سے مارا گیا تو نہایت غضبناک ہوا اور اپنے نانا کے پاس آکر عرض کیا کہ
ناناجان باپ میرا ایرج کے ہاتھون مارا گیا زمانہ میری آنکھون مین تیرہ و تار ہی ہر دم زیر تیغ آبدار گذرتا ہی جبتک
مین اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لونگا مجھے آرام نہ آئیگا اور اگر آپ مجھے جانے نہ دیجیے گا تو مین اپنے کو ہلاک
کر ڈالونگا الغرض وہ زنگی اُسوقت نشہ شراب مین بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کہ جاؤ مین تمھین اجازت دیتا ہون الکن
بن لکمن چالیس ہزار زنگی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا کہ دیکھو جلد ایرج کی خبر لاؤ
وہ ہی چار دن کے بعد معلوم ہوا کہ ایرج جزیرہ نارون کو گیا ہی یہ سنکر اُسیوقت الکن نے عنان عزیمت کو طرف
جزیرہ نارون کے منعطف کیا جب قریب جزیرہ نارون کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ کل طراقوس زنگی نے ایرج کو گرفتار
کرلیا یہ سنکر الکن نے طراقوس سے کہلا بھیجا کہ بھائی خبردار ابھی ایرج کو قتل نہ کرنا مین آپہونچا ہون جب مین لون
تو پھر اختیار ہے طراقوس نے جو خبر آمد الکن کی سنی بہت خوش ہوا خود استقبال کرکے لایا دعوت کی نہایت تعظیم و
تواضع سے پیش آیا اُس روز تو عیش و نشاط اور دعوت و ضیافت مین بسر ہوئی دوسرے روز الکن بن لکمن بارگاہ مین
آیا طراقوس سے کہا کہ اِن بھائی ذرا اُس آفتاب پرست کو بلا تا اُسیوقت طراقوس نے چوبدار کو حکم دیا چوبدار زندانخانہ
سے جاکر ایرج کو لے آیا ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ اس شخص پر میرا سلام ہو جو نیر اعظم
آفتاب تابان کو برحق جانتا ہو الکن نے جو ایرج کو بغور دیکھا تو ایک جوان حسین و خوبصورت پایا آثار دلاوری
اور شجاعت کے چہرے پر ہویدا پائے پوچھا کہ کیون ایرج تو نے لکمن زنگی کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ نہین بلکہ میرے
ملازم نے اُسے مار ڈالا کسلیے کہ جب دو لڑتے ہین تو ایک قتل ہوتا ہی اور ایک فتحمند ہوتا ہی یہ دونون باہم لڑے لکمن
مارا گیا الکن نے کہا کہ تجھے طراقوس نے کیونکر گرفتار کیا ایرج نے جواب دیا کہ جیسے شیر زبان روباہ حیلہ گر کے پھندے مین
آجاتا ہی الکن نے کہا کہ خیر اگرچہ تو میرے باپ کا قاتل ہی لیکن مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی اگر تو اب بھی خداوند لقا کو سجدہ کر
اور میری رفاقت اختیار کرے تو مین ابھی تجھے چھوڑ دون ایرج نے کہا کہ ای الکن لقا تو میرے ہی پاس خائف ہوکر
چھپا رہا تھا جب ساحرہ بلا ظاہر میرا کاٹ لینگی تو وہ مایوس ہوکر ظلمات کو چلا گیا اور مین نے تو اُس سے خود
وعدہ کیا تھا کہ مین ملک سبائل تجھے دلوا دونگا اس سبب سے وہ خود ہی دین آفتاب پرستی قبول کرنے پر راضی ہوگیا
تھا پھر ایسا شخص کبھی لائق پرستش ہوتا ہی کہ جو خود اپنے کامون مین عاجز ہو اور اگر تو رفاقت کو کہتا ہی تو اس امر مین
کچھ مضائقہ نہین ہی اگر تو قسم کھاتا ہی کہ مین تجھپر غالب آئے تو مین بدل و جان تیرا رفیق ہون یا تو میرا دین قبول کرنے پر
راضی ہو الکن نے کہا کہ تو نے ایک امر معقول بیان کیا ہم تمھین ابھی چھوڑ دیتے ہین مگر اپنے قول کو یاد
رکھنا جب ہم تمھین زیر کرینگے تو ہماری اطاعت سے سرتابی نہ کرنا ایرج نے کہا کہ کیا مجال جو ہم کہتے ہین سو کرینگے یہ
سنکر الکن نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو قید اسکی دور کرین طراقوس زنگی ہر چند چلایا کہ ای الکن یہ کیا غضب کرتے
ہو اسکے بھائی ہرگز اسے نہ چھوڑو میرا کہنا مانو یہ بلا ہے بے درمان آفت جان ہی الکن نے کہا کہ تم تماشا دیکھو دیکھو تو
ہوتا کیا ہی بھائی مین ابھی تو اسے لڑ بھڑ کر پھر گرفتار کرلونگا تم اسوقت ہو کہان اور ادھر ایرج نے جو آہنگرون کا
نام سنا پکار کر کہا کہ ای الکن آہنگرون کی طلب بیکار ہی قید کا توڑنا وقت پر منحصر ہی یہ کہکر ہاتھ کی ہتھکڑی اور پاؤن کی
بیڑی کو ایک ہی جھٹکے مین توڑ ڈالا اور کل قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھکر الکن بہت
متحیر ہوا اور دوڑ کر ایرج کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا بعد اسکے
حمام کروا کے خلعت فاخرہ پہنایا اور کہا کہ دو چار روز آسایش کرو بعد اسکے پھر ہم تم دونون لڑتے ہی

بھی اپنے دل مین خوش ہو اور کہتا ہو کہ جو تو اسکو زیر کرے اور یہ تیرے شریک حال ہو جاے تو دیکھ شاید زنگی سے
کم نہین ہو مگر الکن جو اندرون محل گیا تو بہن نے کہا کہ بھیا یہ سنتے کیا قیامت کی کس آفت جہان کو چھوڑ دیا ارے
اسکو تو کس دقت سے کس مشکل سے تمہارے بہنوئی نے بفریب گرفتار کیا تھا اور تمنے اسے چھوڑ دیا اسے کیا غضب
کیا الکن نے کہا کہ بہن دیکھو تو مین اُسے کیونکر گرفتار کرتا ہون بہن جو بہادر ہوتے ہین وہ بہادری پر حرف نہین
آنے دیتے ہین وہ ہرگز بدنامی نہین لیتے تم خاطر جمع رکھو الغرض دوسرے دن ایک گھوڑا ایرج کو دیا ایک پر آپ
سوار ہوا دونون میدان مین آے پہلے نیزہ بازی ہوئی نیزہ الکن کا ایرج نے چھین لیا الکن نے گرز مارا ایرج نے
بفنون سپاہ گری گرز اُسکا چھین لیا اب نوبت بزور آزمائی ہوئی تین شبانہ روز کشتی رہی انجام کار ایرج نے
لنگر الکن کا اکھاڑ کر سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر دے مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گرا الکن نے
چاہا کہ سنبھلے ایرج نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اے الکن مین صاحبقران زمان ہون مجھپر کوئی
غالب نہین آسکتا طرقوس زنگی نے بدغابازی مجھے گرفتار کر لیا تھا اب تجھے دین آفتاب پرستی قبول کرنے مین
کیا عذر ہے الکن نے کہا کہ مین نے دین آپ کا اختیار کیا تا زندہ ایم بندہ ایم یہ سنکر ایرج اسکے سینہ پر سے اتر پڑا
الکن ایرج کے قدمون پر گر پڑا اور خواستگار تلقین دین آفتاب پرستی ہوا ایرج نے کہا کہ لہا پر لعنت کر اور
نیر اعظم کو بخدائی اور پیر قطب دوران کو نیابت خداوندی برحق جان الکن نے اوسی وقت ترک کرکے آفتاب پرستی
اختیار کی بعد اسکے اپنے ہمراہیون سے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کو کہا وہ سب بھی آفتاب پرست ہوے
طرقوس زنگی نے اپنی زوجہ سمیت بھاگ کر قلعہ حصین آہن مین پناہ لی ایرج نے تمام جزیرہ نارون آفتاب پرست
کیا اور الکن کو ساتھ لیکر شہر اختیم کا راستہ لیا اب اسکو تو اس حال مین چھوڑیے اور کچھ حال طرماسپ کا سنیے جسکا
ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کافر جاسر جو تمام لشکر اور سردار ایرج کے ساتھ لیکر شہر اختیم کو روانہ ہوا تھا تو بعد طی منازل
اور قطع مراحل قریب شہر اختیم پہونچ کر خورشید وجمشید کو اطلاع کرائی جمشید اور خورشید نے حکم دیا کہ دروازہ
قلعہ کا بند کر لو اور تمام قلعہ کو آراستہ کر و مستعد رہو بموجب حکم دروازہ بند کر لیا گیا خندق پر سے پل اٹھا لیا خندق
پر آب کر دیا گولہ انداز توپون پر مستعد ہو بیٹھے جب طرماسپ کو خبر ہوئی کہ شاہان اختیم قلعہ بند ہو گئے ہین تو اس نے
کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے میرے ہاتھ سے جا سکینگے کہان اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لو رسد بند کر دو اسیوقت لشکر
آفتاب پرستان نے قلعہ کو گھیر لیا رسد بند کر دی قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا آفتاب پرستون نے گولون کی زد سے
ہٹ ہٹ کر خیمہ برپا کیے طرماسپ داخل خیمہ ہوا وہ دن یونہین گذر گیا دوسرے دن سوار ہو کر قلعہ کے دیکھنے کو نکلا
دیکھا کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے بڑی بھری ضربین چڑھی ہوئی ہین توپین اژدہا صفت دہان کھولے ہوئی ہین ہمراہیان
طرماسپ نے طرماسپ سے عرض کیا کہ حضور قلعہ بہت مستحکم و پائدار ہے اسکا ہاتھ لگنا امر دشوار ہے حمزہ صاحبقران بارہ برس
یہان پڑے رہے ہین جب یہ قلعہ فتح ہوا ہے طرماسپ نے کہا کہ صاحبو تم سب کے خیال کس طرف ہین مین ایک طرفۃ العین مین
لو اس قلعہ کو لے لونگا آج انھین اچھی طرح سمجھا لون تو پھر دیکھا جائیگا اگر یہ راہ راست پر آگئے تو خیر ورنہ کل
فیصلہ ہے اور ایک دو ہرکارون کو بلا کر کہا کہ تم جا کر اختیم والون سے کہو کہ اگر چہ تمنے حرکت بہت ناشایستہ کی ہے کہ
ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کے بہت ذلیل کرکے نکلوا دیا مگر اب بھی خیر ہے کچھ نہین بگڑا ہے بہتر یہی ہے کہ
تم میرے پاس آکر حاضر ہو مین تمہاری تقصیر معاف کر دونگا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو قسم ہے نیر اعظم
اور بڑے پیر کی بات کی وہ برباد ہار کرونگا تمام عمر یاد کرو گے دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ہم قلعہ کے اندر بیٹھے ہوے ہین میرا کیا

اس قلعہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایک طرفۃ العین میں قلعے لو لگا یہ حکم سنکر ہرکارے رومال ہلاتے ہوئے گئے
اور جمشید کی خدمت میں عرض ہوئی کہ دو آدمی کچھ کہنے کو آئے ہیں حکم دیا کہ آنے دو جب وہ ہرکارے سامنے قلعہ بند
دروازے سے پہونچے جمشید و خورشید کو سلام کرکے پیغام طہماسپ کا پہونچایا خورشید و جمشید نے کہا کہ ہماری
جانب سے جاکر کہو کہ اے طہماسپ معلوم ہوا کہ تو طہماس کے نطفے سے نہیں ہے نطفہ شیطان ہے اگر تو طہماس کا نطفہ ہوتا
تو ہرگز دائرہ اسلام سے باہر جاتا اہل اسلام کے قتل کا بیڑا نہ اٹھاتا بس جب تو نطفہ شیطان ہے تو ہم فرزند ابلیس کے
کہنے پر عمل نہیں کرتے جو کچھ ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا ہمارا حامی و مددگار ہے شعر سر نپیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ
آید بسر من از نصیب * اگر زندگی ہماری باقی ہے تو بچینگے اور اگر قضا آئی ہے تو مارے جائینگے یہ سنکر ہرکارے وہاں سے
واپس آئے تمام حال طہماسپ سے بیان کیا طہماسپ یہ سنکر آگ بگولا ہوگیا مونچھوں پر تاؤ دیکر کہنے لگا کہ خیر جو کچھ ان کا
حق تھا سمجھا لیکن اب اگر تمام قلعہ کو کل قتل نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا شراب کا دورہ چلنے
ناچ رنگ شروع ہوا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل قلعہ پر یورش ہوگی اسی وقت
طبل جنگی نوازش میں آیا جاسوسوں نے جمشید و خورشید کو خبر پہونچائی کہ طہماسپ نے طبل جنگ بجوا دیا انھوں نے
کہا کہ خیر جو مرضی الہی ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑے اہل قلعہ میں بھی صدائے کوس حربی بلند ہوئی
دونوں جانب جنگ کی تیاری ہونے لگی لشکر آفتاب پرستان میں ایک غلغلہ بلند ہوگیا کہ بھائیو کل روز جادلہ ہے
آدھے گولہ چلیگا ہمارا اپنی بے اختیاری پر جی جلیگا ہائے لطف جنگ نہ اٹھائینگے مفت میں مارے جائینگے گوشت
مٹی کا مقابلہ ہے انکا حربہ ہم تک بخوبی آئیگا ہمارا وار ان تک ہرگز نہ جائیگا اور ادھر اہل قلعہ آپس میں کہرہے ہیں کہ بھائی
طہماسپ بلائے بیدرمان ہے آفت جہان ہے اسنے اکثر قلعے لیے ہیں بہت سے معرکے سر کیے ہیں دیکھیے کیا فساد
اٹھائیگا کسے آفت و مصیبت میں پھنسائیگا خدا ہی اسکی شر سے بچائیگا تو بچینگے اور ایک جانب جمشید و خورشید باہم
باتیں کر رہے ہیں کہ اگر طہماسپ آگیا ہے تو آجانے دو جب تک دم میں دم ہے قلعہ کے اندر نہ آنے دینگے یہ سنکر
رفقا کہہ رہے ہیں کہ پیر و مرشد آپ مطمئن رہیے جب تک ہم زندہ رہینگے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے جب ہم مرجائینگے
تو کہاں آپ کا کوئی آئیگی یہ سنکر جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو جان دینا تو بہت مشکل امر ہے مگر تم سب صاحبوں سے
کہنا ہے کہ جب طہماسپ اندرون قلعہ آجائے اور ہم سے لڑائی بڑھ جائے تو تم ہمارے ناموس کو لیکر کسی طرف نکل جانا
اور انکی عزت بچانا حتی الامکان تو قلعہ دو الاکن میں پہونچا دینا ورنہ بہر صورت ہمارے ناموس کی عزت تمہارے
ہاتھ ہے اس سے کہ مر جانے سے یہ امر بدرجہا بہتر ہے رفقا نے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ سب صحیح ہے مگر دنیا کیا کہیگی
یہی نا کہ اس زمانے سے اپنی جان بچاکر نکل گئے پھر یہ طعنہ زنی کون سنیگا جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو کوئی کچھ نہیں
کہیگا تم سب آمادہ رہو اور جو ہمارا ارادہ ہے ان سب نے عرض کیا کہ شہریار یہ سب باتیں تو ہو چکیں وقت مشکل
درپیش ہے رجوع بطرف اللہ کیجیے یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے وضو کیجیے نماز پڑھیے دعا کیجیے کہ حق تعالی مشکل آسان
کرے یہ سنکر جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ جانمازیں بچھواؤ اور وضو کے لیے پانی لاؤ ملازموں نے جانمازیں
بچھائیں وضو کے لیے پانی حاضر کیا جمشید و خورشید نے وضو کرکے نماز ادا کی بعد انفراغ نماز دعا کرنا شروع کی اور مشغول
گریہ و زاری ہوئے کہ اے رب العالمین اے مالک آسمان و زمین اے خالق حقیقی اے رازق تحقیقی اے کریم اکرم
اے ارحم الراحمین تو ہی اس وقت بد میں حافظ و نگہبان ہے تو ہی ان کافروں کی شر سے بچانے والا ہے پروردگارا
سوائے تیرے کس سے اپنا درد دل بیان کریں خداوندا تو ہی حامی و معین ہے مصرع عرض حاجت بر تو حاجت نیست

میدان کے جیت + یہ تو قلعہ مین بیٹھے ہوے دعائین مانگ رہے تھے اور سامنے سے اسفندیار خان زرسنج آبادی
پسر خواندہ صاحبقران خراج ملک زرسنج آباد کا لے کر ایرج کی خدمت مین چلا جاتا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ طرماسپ
فوج کثیر لیے ہوے قلعہ کو گھیرے کھڑا ہی اور جمشید و خورشید نے مجبور ہوکر بہ حالت تنہائی دروازہ قلعہ کا بند کرلیا ہی اور
طرماسپ حرامزادہ یورش کیے ہوے ہی اگر اس حرامزادے نے قلعہ پر فتح پائی حاصل کی تو مفت مین یہ ہزارون سیکڑون
مسلمان مارے جاینگے پس یہ خیال کرکے عشرت نام اپنے عیار کو خلوت مین بلوا کر کہا کہ ای عشرت تجھسے ہوسکتا ہی کہ حاکم
طرماسپ کو بعیاری گرفتار کرکے جمشید اور خورشید کو دے آ اور کوئی اس راز سے آگاہ نہو اُسنے عرض کیا کہ یہ کچھ امر دشوار
نہین ہی مجھے بہر طور آپکی اطاعت مرکوز خاطر ہی اگر کوئی دشوار گذار امر ہو تب بھی مین اُس سے باہر نہ ہوتا یہ کہکر روانہ
ہوا اور طرماسپ کے خیمہ مین آکر ایک خدمتگار کی شکل بنکر کھڑا ہو رہا جب طرماسپ وقت شب کھانا کھا کر سو رہا چوکی
پہرا قایم ہولیا تو اُسنے اپنا دماغ بند کرکے بیہوشی اُڑانا شروع کی جب خدمتگار خاص پہرہ دار سب کے سب بیہوش
ہوگئے تو اُسنے ساری روشنی گل کرکے طرماسپ کے پلنگ کے برابر آکر طرماسپ کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین
پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر اٹھا لیا بعد اُسکے نقب کنی کرتا ہوا براہ نقب طرماسپ کو لے چلا جسوقت حد لشکر سے باہر نکلا
مہرہ نقب کا توڑا اور وہان بھی نقش پا کا نشان باقی نہ چھوڑا اور صحیح و سلامت پشتارہ طرماسپ کا لیکر جانب قلعہ
راہی ہوا جب نزدیک قلعہ پہونچ گیا تو زمین پر لیٹ گیا اور پیٹ کے بھل خندق تک آ گیا اور مشک کو پھلا کر زیر شکم
رکھکے شناوری کرتا ہوا دروازہ قلعہ تک پہونچا اور پکارا کہ پہرے پر کون ہی جلد دروازہ قلعہ کا کھول دو کہ مین طرماسپ
گرفتار کرکے لایا ہون تم بعجلت تمام کھولدو پہرے والے نے جمعدار کو جگا دیا جب جمعدار اُٹھا تو اُسنے پوچھا کہ تو
کون ہی نام تیرا کیا ہی عشرت نے کہا کہ تمکو میرے نام سے کیا غرض ہی مین کوئی ہون مگر تمھارے دشمن کو زندہ گرفتار
کرلایا ہون جمعدار نے اُسیوقت جمشید و خورشید کو اطلاع دی کہ وہ دونون اُسیوقت دروازے پر آے عشرت نے
جو دیکھا کہ بروشنی بہت سی آگئی دریافت کیا کہ کون آتا ہی معلوم ہوا کہ بادشاہ آے ہین جب جمشید و خورشید قریب
دروازہ آے تو خود پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے ایک کاغذ دراز کی راہ سے دیا کہ اسے پڑھ لیجیے اور پھاڑ کر پھینک دیجیے
جمشید نے اُس کاغذ کو پڑھکر عشرت سے کہا کہ بھائی اندر آ اُسنے کہا کہ طرماسپ کو لیجیے مین اندر نہ آؤنگا قصہ مختصر دروازہ
کھول کر پشتارہ لے لیا اور دونون بھائیون نے جو جو انعام دینے تھے وہ عشرت کو دے کر رخصت کیا عشرت تو اپنی طرف
راہی ہوا اور جمشید و خورشید پشتارہ لے کر شکر جناب باری ادا کرتے ہوے نہایت خوش و خرم یہ کہتے ہوے پھرے
کہ ہمارے پروردگار نے ہماری مدد کی اور دعا ہماری قبول کی خداوندا کہانتک تیرا شکریہ ادا کرین شعر اگر صد موے من
گردد زبانے + ثنا بر حضرت از شکرت بیانے + غرض اپنے مقام پر آکر آہنگرون کو بلا کے حکم دیا کہ جلد طرماسپ کو غل و زنجیر
مین گرفتار کردو آہنگرون نے اُسکے گلے مین طوق پانون مین بیڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان کمر مین زنجیر ڈال دی اور جمشید
و خورشید سے عرض کیا کہ حضور اب اسکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے ہوش مین لاکر
ہمارے سامنے لاؤ لوگون نے اُسکو سامنے لاکر فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اب جو طرماسپ کی آنکھ کھلتی ہی
تو دیکھا کہ غل و زنجیر مین گرفتار مسلسل و مطوق سامنے شاہزادون کے کھڑا ہی حیران و پریشان ہوکر اپنے
دل مین سمجھا کہ یہ خواب پریشان دیکھ رہا ہی جلدی سے آنکھین بند کرلین جب اُسنے آنکھین بند کرلین تو آہنگرون
نے پکار کر کہا کہ ای طرماسپ کیا تو اسے خواب و خیال سمجھے ہی ارے یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی کہ ہوشیار ہو کہ تو
گرفتار ہوکر آیا ہی یہ سنکر اُس نے کروٹ لی اُٹھا کہ غل و زنجیر مین فغان پیدا ہوئی لوگون نے کہا خدا نصیب ہوا کہ اُسنے توڑ ڈالی

پھر ایک نے ہوشیار ہو کر اسلحہ اپنے درست کر لیے مگر قید کا ٹوٹنا تو وقت پر منحصر ہی ططماسپ نے جبراً قہراً اٹھکر لشکر
آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا جمشید و خورشید نے آواز دی کہ ای ططماسپ تو نے دیکھا کہ پروردگار
نے اپنا کیسا فضل کیا کہ تجھکو گرفتار کر وا کے ہمارے پاس بھجوا دیا ای ططماسپ خداوند عالم دوانا منتقم حقیقی کسیکی سرکشی کو
پسند نہیں کرتا ای ططماسپ تو نے بہت سخت آفت جوت رکھی تھی خیر اب یہ کہو کہ اسلام اختیار کرنے میں کیا کہتا ہی ارے بابا تو
تیرا شاہزادہ نور الدہر والا قدر کا رفیق خاص کیسا پکا مسلمان ہی تو کیونکر اختیار کیے ہوا اور اس الفت ہی سے
تو باز نہیں آتا اور اس آفتاب پرستی کی رفاقت سے کنارہ کشی نہیں کرتا ططماسپ نے یہ سنکر کہا کہ اول تو تم یہ بتلاؤ کہ
مجھے کون یہاں پکڑ لایا جمشید و خورشید نے کہا کہ ای ططماسپ قسم بخدا ہم نے اس شخص کی صورت بھی نہیں دیکھی کہ کون تھا
کون نہ تھا مگر البتہ یہ جانتے ہیں کہ کوئی ہمارا مددگار غیب سے پیدا ہوا تھا جو تجھے گرفتار کر کے یہاں دے گیا ططماسپ نے
کہا کہ آخر اس چھپانے سے کیا نفع ہی میں خوب جانتا ہوں کہ یہ کام اسی نابکار کا ہی اسی نے اپنے عیار کے ہاتھ اسیر کر کے
یہاں بھجوا دیا ہوگا جمشید و خورشید نے کہا کہ ای ططماسپ اگر خدانخواستہ لندھور کے سامنے ہمیں کوئی فتح بھی کرا
تب بھی وہ ہماری طرفداری نہ کرے تو ہی بتا کہ ترک اسکے سامنے کس طرح مارے گئے وہ ہندی کچھ بھی خبر ہوا وہ تو
ایرج کا عاشق صادق ہی ہمارا ساتھ کیوں دینے لگا تو محض نادان ہی ناحق تیرا دھوکا ہی ططماسپ نے جواب دیا کہ خیر
چھوڑ لگا تو بتاؤ لگا ای جمشید و خورشید باپ کو میرے نور الدہر کے عشق نے مبہوت کر دیا ورنہ وہ کبھی مسلمان نہ ہوتا
اور اپنے دین کو نہ چھوڑتا اور ای جمشید و خورشید مجھسے اسلام لانے کی توقع ہرگز نہ رکھنا اگر تمھیں بہادری اور مردمی کا
نشہ ہی تو مجھے بزور قوت زیر کرو تو میں البتہ اسلام قبول کر لونگا اور یہ کیا کہ عیار کے ہاتھ گرفتار کر وا کے ایسی گفتگو
کرتا ہو جمشید و خورشید نے کہا کہ اگر ہم مقابلے کے قابل ہوتے تو قلعہ بند کیوں ہوتے اب تا وقتیکہ کوئی ہمارا حامی
و مددگار پیدا نہ ہوگا تمکو قید سے رہا نہ کرینگے لا تو نہیں اسیر رکھینگے ططماسپ نے کہا کہ خیر جبتک کوئی حامی بھی خود یہاں
آ ہی جائیگا جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے زندان خانے میں لیجاؤ اور بحفاظت تمام رکھو قصہ کوتاہ ططماسپ کو
قیدخانے میں بھیجکر آپ قفل بند دروازے پر آ کے بیٹھے اور لشکر آفتاب پرستان میں صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ ططماسپ
خیمے سے غائب ہو گیا اور نقب لگی ہوئی ہی یہ سنکر شاپور شیردل آیا پانون کا نشان مٹا ہوا پایا اور اصل نقب ہوا دوسرا
سرا نقب کا دکھائی دیا وہاں بھی پتہ مٹا ہوا تھا اب شاپور حیران ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کون ططماسپ کو لے گیا
ایک ہلچل سی تمام لشکر میں پڑ گئی ہی کل فوج تلے اوپر ہو گئی ہرکارے دوڑے ہوئے قلعہ کے سامنے آئے اور پکار کر
کہا کہ تمنے ططماسپ سا جوان پہلوان دوران کو خیمے سے چرا منگوایا اپنے حق میں اچھا نہ کیا اہل قلعہ نے جواب دیا کہ ہمارا
خداوند اسے ہمارے پاس گرفتار کر کے بھیجدیا بس یہ تقریر سنکر ہرکاروں نے واپس ملکوت شاہ کو مطلع کیا کہ
ططماسپ قلعہ میں قید ہی مالک نے کہا دریافت کرو کہ یہ کام کسکا ہی ارے شاپور جا تو دیکھ تو سہی شاپور نے کہا کہ خداوند
ہر چند کہ میں بہت تفحص کر آیا ہوں مگر پتہ جانا ہوں یہ کہکر سلام کر کے روانہ ہوا اور سرگرم تلاش ہوا اب یہاں سے حال
مالک اژدر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب یہ کوچ بکوچ شہر اختیم پہ پہونچے تو ایک طرف کو انکا لشکر بھی اترا خیمے ڈیرے استادہ
ہوئے دارا نے فتاح کشوری سے کہا کہ ای فتاح شہر اختیم اور لشکر ایرج کا حال دریافت کر لا وہ اسی وقت گیا
اور بعد دریافت حال آ کر عرض کیا کہ ای شہریار ایرج تو جزیرہ ہارون کو گیا ہی اور ططماسپ سب فوج لیکر یہاں
آیا تھا اور بقصد قلعہ گیری میں طبل جنگ بجوا چکا تھا کہ رات کو ططماسپ خود بخود اسیر ہو کر قلعہ میں پہونچ گیا
دارا نے کہا کہ خوب شد وہ حرامزادہ اپنی سزا کو پہونچا اب میں ایرج کے لشکر کو قتل و غارت کرونگا کسو اسطے کہ

ایرج نے میرے ساتھ جو بے مروتی کی ہے اُس کا عوض لطیفہ کا نہیں لونگا ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور لشکر
شراب میں بدمست ہو کر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُسیوقت نقارہ زدہ بجنے لگا ہرکاروں نے مالک بن ملکوت شاہ کو
خبر دی کہ داراب نے طبل جنگ بجوادیا ہے اور کہتا ہے کہ جو بے مروتی ایرج نے میرے ساتھ کی ہے اُسکا عوض ضرور لونگا اور
مالک سے مقابلہ کرونگا ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر مالک نے کہا کہ خیر اچھا جو مرضی نیر اعظم کی
پھر کیا چارہ ہے اگر زندگی ہے تو اُس ایسے دو سو بھی میرا کچھ نہیں کر سکتے اور اگر قضا ہی آگئی ہے تو لڑ بھڑ کر مرجانا مردوں کے
واسطے ناموری کا سبب اور افتخار کا ذریعہ ہے سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور کا ماشاء اللہ پاس کیوں اسقدر ترددفرماتے ہیں
اور اسقدر اُداس کیوں ہوتے ہیں گھبرائیے نہیں مطمئن رہئیے اور کسی طرح کا فکر و تردد نہ کیجیے ہم سب جان دینے کو مستعد
ہیں اُس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کرینگے اور اس آفتاب پرست کا ایسا حال بنا دینگے وہ بھی کیا یاد کریگا اُسکی
حقیقت کیا ہے کہ شہریار آپ بے خوف و خطر ہیں انشاء اللہ ظفر طبل جنگ بجوا دیجیے اور کسی طرح کا خیال دل میں نہ لائیے
قصہ مختصر مالک بن ملکوت نے اُسیوقت طبل جنگ بجوادیا جانبین میں ایک غل پڑ گیا اور گل ملک الموت کا بازار گرم ہوگا
غرض کہ چار پہر رات اسی آلات حرب و ضرب میں گذری صبح اسطرف سے مالک بن ملکوت شاہ مع فوج و سپاہ عظیم
کارزار میں صف آرا ہوا اور اُدھر سے داراب کشور کشا مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر مع فوج جرار با جاہ و حشمت
بہ تمام سے میدان کارزار میں صف آرا ہوا ایک طرف مالک اژدر صاحب نیزہ دوسری طرف ہزار ہا صاحب نیزہ و دار سے
ضرب و پیکار پر آمادہ ہوا اور ایک جانب لشکر دور بین بہادران اپنے ہتھیاروں سمیت میدان کارزار میں ایستادہ ہوا اور
خورشید و جمشید فلک بہر تماشا آکر ٹھہرے جب جانبین سے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوچکیں اور نقیب بھی پکار
کر چکے تو پہلے داراب کشور کشا مرکب تیز رفتار کو چمکا کر کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور پکار کر کہا کہ اے
آفتاب پرستو تم سب آگاہ ہو کہ میں بارادہ مقابلہ ایرج بے مروت اپنے مقام سے آیا تھا مگر خیر وہ تو مجھے نہ ملا کہ لطف
جنگ حاصل ہوتا لیکن خیر تم سب تو ہو جس کا جی چاہے میرا مقابلہ کرے اور جس کو جوش مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے
آدرہے سر بکف ہو کر معرکہ آرا ہوا اور لیاقت جنگ و جدل کا آزماتے بس یہ کلام داراب کا سنکر مالک بن ملکوت شاہ
نے داہنی بائیں جانب مڑ مڑ کے دیکھنا شروع کیا کہ ویلم شاطر زنگی اپنے گینڈے کو بڑھا کر روبروئے تخت
مالک آکر دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اگر حکم والا شرف اصدار پاوے تو یہ غلام داراب کے مقابلے کو جاوے یہ سنکر
مالک نے کہا کہ اے ویلم جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان اور سپہر قطب دوران تمہارا حافظ و مددگار رہے اور تمکو اس
معرکہ میں فتحمند کرے اب ویلم اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر داراب کی طرف چلا جسوقت برابر داراب کے پہنچا
گینڈے کو خوب جولان کرنے لگا و زمین ہوا سپر پر پتھر پڑی چنگاریاں آگ کی سم کے پھولوں سے نکل آتی تھیں چار
قدم گھوڑا داراب کا اور پانچ سات قدم مرکب ویلم کا پیچھے ہٹا مسافر کہیوں کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ویلم نے
پکارا کہ اے آفتاب پرست آگاہ ہو اور خوب کان کھول کر سن کہ زبدۂ آفتاب پرستان صاحبقران زمان ایرج نے تو
تیرے ساتھ بہت بڑی مروت کی تھی اور حق یہ ہے کہ تیرے ساتھ بہت بڑی رعایت اور لطف و عنایت فرمائی کہ تو پیدل
اُسکے سامنے آیا اور اُس نے تجھے کوئی آزار نہ پہونچایا آرام تمام اپنے پاس مقید رکھا اور وعدہ کیا کہ بعد الفصال شہر
فرنگ کو تجھے چھوڑ دونگا مگر معلوم ہوا کہ تو نہایت محسن کش اور بے مروت و بیوفا ہے اگر تو با مروت ہوتا اور احسان
فراموش نہ ہوتا تو ہرگز ہرگز اُس احسان کو نہ بھولتا اور ایرج کے بار احسان سے سر نہ اٹھاتا تجھکو لازم تھا کہ تو
ہمیشہ ایرج کا مطیع و تابعدار رہتا مگر افسوس ہے تیری عقل و دانش پر کہ تو برخلاف اُسکے ایرج سے مقابلہ کرنے کا ارادہ

ان دریا بار

اور مدبران یہ کہ ایرج کی غیبت مین اُسکی فوج سے برسر مقابلہ ہوتا ہی اگر اُس سے مقابلے کا ارادہ تھا تو اُسکی غیبت مین
اُسکی فوج سے مقابلہ تجھسے شخص کے واسطے نہایت شرمناک ہی مگر خیر تو بھی کیا یاد کریگا ایرج کا تو بڑا رتبہ ہی دیکھ تو کیا
کہ مجھ ادنے ملازم ایرج نے کیا کام کیا لا جو کچھ حربہ تیرے پاس ہو یہ سنکر داراب نے کہا کہ او زنگی روسیاہ کیا
واہیات و ہزلیات بکتا ہی ایرج نے میرے ساتھ کیا احسان کیا اور کیا مروت کی مروت و مردی اسی کا نام ہی کہ مجھکو
طوفان کا عیار پکڑ لایا اور اُس نے قید کر لیا مردی و بہادری کے معنے یہ ہین کہ جسوقت مین اُسکے سامنے گرفتار ہوکر آیا تھا
اُسیوقت مجھے چھوڑ دینا تھا اسلیے کہ یہ امر مردی کے بہت خلاف تھا کہ کسی بہادر کو بفریب گرفتار کرو لیکن اگر مجھے زیر
کر پاتا تو سر مکھو ہوکر لڑ بھڑ کر زیر کیا ہوتا برخلاف اُسکے مجھے قید کر لیا اور مجھے دھوکا دیا اور بہلا دیا کہ بعد انفصال
فرنگوپیشہ چھوڑ دونگا ارسے رہا کر دینے مین بھی کیا باقی گھوڑے لگتے تھے رہا کر دیا تھا تو اُسیوقت چھوڑ دیا ہوتا مقصود
ایرج تو یہ تھا کہ مجھے تمام عمر قید رکھے اگر عیار میرا مجھے نہ چھڑا لاتا تو تمام عمر مین رہا نہ ہوتا مجھکو اور اُسے دونون کو شرم
نہین آتی کہ باوجود ان افعال اور بیہودہ حرکات کے نام صاحبقرانی کا منہ سے نکالتا ہی ایرج کیا صاحبقرانی
کریگا صاحبقران امیر ابو العلا رکی حمزہ صاحبقران ہین کہ کبھی کسی حریف کو عیار کے ہاتھ نہ پکڑوایا باوجود اس
امر کے کہ کل پردۂ قاف کے دیون کی جماعت کثیر مطیع و منقاد ہی مگر کبھی دیون کو ساتھ لیکر کسی سے مقابلہ نہین کیا
اگر صاحبقران چاہتے تو بذریعہ دیون کے تمام پردۂ دنیا کے مالک ہوجاتے مگر ان سب باتون کو خلاف مردی و
مردانگی جانکر کبھی ان امور کی طرف متوجہ نہین ہوے جب کبھی دیون نے قصد کیا کہ صاحبقران کی ہمراہی کرکے حریف
مقابلہ کرین تو اُنھین رخصت کر دیا اور کبھی مدد نہ چاہی ایک مرتبہ از راہ عیاری عمرو نے اپنے بیٹے کے عوض مین اُس بن
الوس کی ناک کاٹ لی تھی تو اُسکی عوض مین عمرو کو ایک مدت تک اپنے پاس نہ آنے دیا اور نکال دیا اور برسون عمرو کا
نام نہ لیا ایرج کیا صاحبقرانی کریگا اور ہمارا یہ معمول نہین ہی کہ ہم حریف پر پیشدستی کرین پہلے تو اپنا حوصلہ نکال لے
اگر ہم تیرے حربے سے بچ گئے تو پھر اپنا وار کرینگے یہ سنکر ویلم شاط نے خبردار خبردار کہکر داراب پر نیزہ مارا داراب
اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا لیس پھر کیا تھا لگی نیزہ بازی ہونے طعن پر طعن چلنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے
گتھ گئے ڈانڈ پر ڈانڈ چھپر پر چھپر چلنے لگی آخرکار بعد دو گھڑی کے داراب نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ویلم غضبناک ہوکر
اژدر پشت نہنگ کا وار کیا داراب نے آتے ہوے آرے کو خیال مین لاکے آرے پر تلوار کاری کرارہ لگے دو ٹکڑے
ہوے بعد اُسکے نہایت پھرتی سے ایک تلوار ویلم کے سر پر لگائی کہ سر سے گذر کر خود اور دو بلغہ و مغفر مین اور زرہ کو
کو کاٹ کر سپر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ویلم نے دستہ نہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی اور ایک چادر خون کی سر سے
جاری ہوئی اور غش آگیا داراب نے آواز دی کہ ای آفتاب پرست ویلم زخمی ہوکر گرا ہی اُسے لیجاؤ کہ زخمی پر
ہاتھ ڈالنا مردی و مردانگی کے بالکل خلاف ہی لوگ یہ سنکر دوڑ پڑے اور ویلم کو اُٹھا لیگئے داراب نے پھر آواز دی
کہ اب پھر جسکو دعوی بہادری اور آرزوے مرگ بیہودہ ہو سو مقابلے کو آوے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے
پھر داہنی بائین طرف دیکھا سقیل سرگردان مرکب کو اُڑا کر مالک بن ملکوت شاہ کے تخت کے سامنے آکر
اجازت خواہ ہوا اور عرض کی کہ ای بادشاہ اگر میری نسبت حکم عالی شرف اصدار پاسے تو مین اس آب پرست سے
مقابلہ کرون مالک نے کہا کہ ای سقیل جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا حامی و کفیل ہی یہ سنکر سقیل سرگردان
مرکب کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ او آب پرست ویلم شاط کو زخمی کرکے مغرور نہ ہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ اب
میرا مقابل کوئی نہین ہی آگاہ ہو کہ ابھی تیرے فاسد سینے کے پار ... آفتاب پرستان مین بہت سے سورما پہلوان

ہین اور مین تیرا کام تمام کرنے کو موجود ہون یہ کہکر داراب کے سامنے آکر داراب پر تلوار لگائی داراب نے
وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے اپنا وار کیا کہ گوشۂ سپر کو قلم کر کے سقیل کے شانہ پر پڑی کہ شانہ اسکا نشانہ ہوا ہاتھ سقیل کا
جھول پڑا بائین ہاتھ سے داراب پر خنجر مارا داراب نے بفنون سپاہگری جھٹکا دے کر خنجر اسکا چھین لیا اور سقیل سپہر گردان
بیہوش ہوکر گرا سپہر گردان بھائی اسکا مقابلے کو آیا وہ بھی مجروح ہوا تا اینکہ سات زنگی نامی گرامی شام تک داراب کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے اور تین چار جان سے مارے گئے داراب نے طبل بازگشت بجوا کر آواز دی کہ اے آفتاب پرستو آج تو شام
ہو گئی کل پھر تمہارا مقابلہ ہے کل میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے کشورشاہ و داراب کشورکشا پر سے زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بارگاہ مین لایا اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ کمال اداس اور نہایت پریشان زخمیون کو اپنے ساتھ لیکر داخل خیمہ ہوا
جراحون کو بلوا کر زخمیون کے ٹانکے لگوائے بعد اسکے منشی طلب کرکے حکم دیا کہ بہت جلد ایرج نوجوان کو بدین مضمون
ایک نامہ تحریر کرکے روانہ کرو کہ مین بحکم والا شہر اختم پر مع طرماسپ اور لندھور کے پہونچا اور شاہان اختم کو بہت کچھ
فہمایش کی لیکن انھون نے کوئی بات نہ مانی اور ارادہ جنگ کا اظہار کرکے قلعہ بند ہوگئے اور طرماسپ بھی معلوم نہین
کسطرح وہان قید ہوکر پہونچ گیا چنانچہ اب تک قلعہ مین مقید ہے یہ معرکہ تو ایک طرف اب سنیئے کہ داراب کشورکشا مع
فوج و سپاہ کثیر آیا ہے اور ہمسے مقابلہ کر رہا ہے بہت سے سرداران نامور کو قتل کر چکا ہے اور بہت سے مجروح ہو چکے ہین
آپکو لازم ہے کہ بمجرد ملاحظہ عریضہ ہذا عنان عزیمت اس جانب منعطف فرمائیے ورنہ معلوم نہین کہ ہم داراب کے ہاتھ سے
کس گت کو پہونچ جاوینگے دبیر نے اسیوقت یہ نامہ لکھکر مالک کے سامنے حاضر کیا مالک نے اپنی مہر اس نامہ پر ثبت
کر کے خدمت ایرج مین روانہ کیا کہ اسی اثنا مین ہرکارے دوڑے ہوئے آئے اور آکر عرض کیا کہ داراب کشورکشا نے
طبل جنگ بجوا دیا کل پھر ارادہ ہے کہ معرکہ آراستہ میدان نبرد ہو مالک نے یہ سنکر حکم دیا کہ جو مرضی نیر اعظم آفتاب تابان کی
خیر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا دیا جاوے بموجب حکم مالک اسیوقت لشکر آفتاب پرستان مین کوس حربی نوازش مین
آیا شب بھر دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین بعد نقابت نقیبا کے داراب کشورکشا کشورشاہ سے اجازت خواہ ہوا کشورشاہ نے
کہا کہ جاؤ تمکو خداوند آب حیات کی حفظ و امان مین دیا کہ وہی تمہارا حافظ و کفیل اور مددگار و معین ہے یہ سنکر
داراب سلام کر کے میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلب ہوا لکارا کہ آج پھر جس کسیکو جوش مرگ اور خواہش جنگ
ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر عوجان دریا باری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ
جاؤ تمکو نیر اعظم آفتاب تابان کے سپرد کیا یہ سنکر عوجان دریا باری سلام کر کے مقابل داراب ہوا اور لکارا
کہ او آب پرست تو چند آدمیون کو مجروح کر کے مغرور نہ ہو ابھی بہت سے بہادر ایسے ایسے لشکر آفتاب پرستان مین موجود ہین
کہ جو تیرے اور تیرے لشکر کے پیچھے پڑے ہین داراب نے کہا کہ او عوجان کیا فضول بات خواہ مخواہ بک رہا ہے میدان مصاف
جاے گفتگو نہین ہے اگر بارادۂ جنگ آیا ہے تو اپنا حربہ اٹھا عوجان نے یہ سنکر خبردار خبردار کہکر نیزہ داراب پر مارا
داراب نے نیزہ اسکا اپنے نیزے پر رد کا لیس پیچ کیا تھا کوئی دو گھڑی تک طعن پر طعن لگا کی خوب اندر بر اندر
اور چھوٹ پر چھوٹ [illegible] داراب نے نیزہ اسکا ہوائی کیا عوجان نے جھلا کر تلوار ماری داراب نے تلوار
اسکی [illegible] جو اپنا وار کیا تو تلوار داراب کی سر کو کاٹ کر سینہ تک آئی کہ تا دو ابرو اتر گئی عوجان دو شانہ
مارا تلوار [illegible] کی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اور عوجان غش کھا کر گر پڑا آفتاب پرست اسے اٹھا کر
لیگئے [illegible] بازطلب ہوا عمر جان دریا باری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر مقابل داراب ہوا

وہ بھی مجروح ہوا بعد اُسکے نیلم زنگی آیا وہ بھی زخمی ہوا بعد اُسکے فیلم زنگی آیا وہ بھی مجروح ہوا القصہ جسقدر مبارزان نامی
لشکر مالک مین کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا کہ جو داراب کا مقابلہ کرتا جتنے سرہنگ اور دہ اور نامور اُس لشکر کے تھے یا وہ
مجروح ہوے یا مارے گئے مالک نے مجبور و ناچار ہو کر قصد کیا کہ مقابلۂ داراب سے فرار اختیار کرے اور یا داراب سے
امان طلب کرے قارن قمر بین نے مالک بن ملکوت سے کہا کہ آپ ابھی فرار اختیار نہ کیجیے اور نہ امان مانگیے پہلے آپ
لندھور کے پاس جا بیٹھیے اور اُن سے کہیے کہ ای رستم زمان داراے ہند لندھور بن سعدان اب سوا تمھارے
ہم کس کے پاس جائین اور کس سے اپنا احوال بیان کرین لشکر ہمارا بالکل تباہ و برباد ہو گیا کوئی مقابل داراب کا
باقی نہ رہا اب آپ کا دامن ہی اور میرا ہاتھ ہی جسطرح ہو میری اعانت کیجیے آپ کی اس لجاجت سے اگر لندھور آپکی
کمک کا ارادہ کرین تو فھو المراد اور اگر وہ انکار کرین اور کہین کہ مجھے تم سے اور تمھارے لشکر سے کوئی سروکار نہین
ہی مین فقط ایرج کا محافظ جان ہون تم جانو تمھارا کام جانے تو اُسوقت آپ فرمائیے گا کہ پھر مین آپکے قدم
چھوڑ کر کہان جاؤن جب آپ اسطرح کہینگے تو وہ ضرور آپکی طرفداری کرینگے مالک بن ملکوت شاہ کو یہ مشورہ
قارن بن قمر بین کا بہت پسند آیا اُسیوقت سوار ہو کر لندھور کے پاس آ کر سلام کیا لندھور نے تعظیم کر کے اپنے برابر
بٹھایا بعد مزاج پرسی کے پوچھا کہ کیون مالک اسوقت تمنے کیون تکلیف کی مالک نے کہا کہ ای داراے ہند کیا تمکو
معلوم نہین کہ داراب نے لشکر کی کیا حالت کر دی ہی کوئی سردار صحیح و سالم نہین ہی کہ داراب سے سامنا کرے کل یہ سب
اُسکے ہاتھ سے مارے جائینگے مین اسواسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ آپ میری دستگیری کیجیے اور مجھکو داراب کی
شمشیر سے بچائیے اور جیسا کہ قارن نے تعلیم کیا تھا اُس سے کچھ زیادہ لجاجت و منت کی لندھور نے کہا کہ مجھے کیا کام ہی جو مین
تمھاری طرف سے ہو کر آپ پرستون سے مقابلہ کرون مجھسے یہ ہرگز نہ ہوگا مین تو فقط ایرج کا محافظ جان ہون مجھے
دنیا بھر کے قصون سے کیا کام ہی کہ تمھارا حمایہ کر کے ہر ایک سے لڑتا پھرون تمنے دیکھ لیا کہ ترک کسطرح قتل ہو گئے اور مین
خبر نہ ہوا اور مطلق دخل نہ دیا ہر چند مین مسلمان ہون اور وہ سب بھی پکے اور سچے مسلمان تھے اعانت اُنکی مجھپر واجب
تھی مگر مینے دم نہ مارا اور تمام زمانے کی بدنامی کا ٹوکرا اپنے سر پر رکھ لیا ہر ایک مسلمان نے یہی کہا کہ لندھور موجود تھا
اور ترک قتل ہو گئے اور اُسنے جنبہ اسلام نہ کیا مگر مینے اِس کان سنا اور اُس کان اُڑا دیا جب مالک نے یہ گفتگو
درشت سنی تو کہا کہ ہم یہ نہین کہتے کہ آپ ہماری جانب سے لڑیے مگر اتنی خواہش ہی کہ آپ چندروز کی مہلت دلوا دیجیے
جب ایرج آ جائیگا پھر کچھ پروا نہین ہی لندھور نے کہا کہ یہ بھی مجھسے نہ ہوگا مالک نے کہا کہ ای داراے ہند پھر مین
آپکا دامن چھوڑ کر کہان جاؤن قصہ مختصر ہر چند لندھور نے چاہا کہ کسی طرح مالک چلا جاے مگر وہ کب ٹلتا ہی
جب لندھور نے دیکھا کہ مالک کسی طرح نہین جاتا تو مجبور ہو کر کہا کہ اچھا مین داراب سے کہونگا اگر اُسنے مان لیا
تو خیر ورنہ میرا کیا اختیار ہی یہ کہکر سواری تیار کرنے کے واسطے حکم دیا اور کہا کہ اسوقت کوئی ہمارے ساتھ چلیگا
الکعہ ہندی نے کہا کہ ای شہریار یہ آپکو کیا سوجھی ہی آپ کیون اپنی بات کھونے جاتے ہین داراب ہرگز نہ مانیگا
جب وہ آپکا کہنا نہ مانیگا تو پھر خواہ مخواہ لڑنا پڑیگا لندھور نے کہا کہ بھائی مجھے تو کچھ بن نہین پڑتی صاحبقران
مجھے عذاب مین پھنسا گئے ادھر تو مین اس ضغطہ مین ہون اور اُدھر اسد بن کرب غازی مجھپر کیا طوفان
اُٹھاتا پھرتا ہی سمجھا کیا تہمتین مجھپر لگاتا ہی میرا تو ناک مین دم ہو گیا ہی کو چرملک نے کہا کہ ای داراے ہند انھین
باتون سے آپ بدنام ہین جو آپ کو سمجھاتا ہی اُسپر آپ عمل نہین کرتے لندھور نے کہا کہ کبھی ہوگا ہر چہ بادا باد یہ کہکر سوار
ہوا اور جانب لشکر داراب روانہ ہوا جو ہرکارے داراب کے لگے ہوے تھے اُنھون نے جھپٹ کر داراب کو خبر دی

کہ خداوند ہوشیار ہو جبکہ لندھور ہندی آتا ہے داراب نے پوچھا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ آخر غرض آنے کی کیا ہے بختیارک نے
کہا کہ خداوند یہ ہمین نہین معلوم کہ کیون آتا ہے اور کیا غرض ہے مگر یہ جانتے ہین کہ بہت قریب آ گیا ہے یہ سنکر داراب
بہت برہم ہوا اور مالک اژدر سے کہا کہ اے مالک مین خوب جانتا ہون اور خوب مجھے معلوم ہے کہ یہ ہندی مالک
بن ملکوت شاہ کی جانب سے مہلت طلب کرنے آتا ہے اور اے مالک مین ہرگز مہلت نہ دونگا اگر لندھور نہین
سوا ایسے لندھور آئینگے تو مین نہ سنونگا اور ہرگز ہرگز مہلت نہ دونگا اے مالک تم سمجھو تو یہی کہ مین مہلت
دے کر اپنا کیا کرایا کام بگاڑ دون جسدن مہلت دے دونگا تو وہ اپنا سامان درست کریگا پھر مجھے اُس سے زیر کرنیکو بڑی
اُتنی ہی دقت پڑیگی تو بھائی مجھے کیا فرض مارا جاتا ہے کہ مین لندھور کی مروت سے اس وقت کو برباد کرون فرصت کھون
مجھسے تو یہ ہرگز نہوگا یہ سنکر مالک اژدر نے کہا کہ اے داراب کشورکشا بھائی ذرا عقل سے کام لو کچھ سمجھو بوجھو
بھائی یہ ہندی ہے بڑا بہادر نہایت صاحب حوصلہ ہے یہ ہندی اور دوسرا امیر حمزہ صاحبقران ہے یا سنے دریان ہفت
جہان جہانیان ہے اسکے کاٹے کا علاج نہین ہے لندھور کو مالک بن ملکوت سا بودا نہ سمجھنا یہ ہندی اپنی بات کا
بڑا دھنی ہے جو کہتا ہے وہی کرتا ہے اگر تمنے اُسکے کہنے کو نہ مانا تو مجھے خوف ہے کہ وہ اپنی سخن پروری سے واسطے خود
مستعد کارزار اور آمادہ پیکار نہ ہو جاے اور اگر وہ ہندی آمادۂ جنگ ہو گیا تو آفتاب پرست تو ایک کونے مین
بیٹھ رہینگے ہندیون سے مقابلہ پڑ جائیگا اور جب ہندیون سے مقابلہ پڑ جائیگا تو پھر بڑی دقت ہو جائیگی تم یہ خوب
سمجھے رہو کہ فوج ہندی تمام لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین فرد ہے اور اپنی بہادری و ہمت و علو حوصلگی مین مثل و
نظیر نہین رکھتی ان مین ایک ایک اپنے کو رستم وقت سمجھتا ہے اور اپنی بہادری کے غرے مین تلتا ہے میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے
کہ اگر لندھور تمسے آکر مہلت طلب کرے تو تم یہی جواب دینا کہ اے داراب ہندی مجھے تمہارے ارشاد سے عذر نہین ہے
یہ سنکر داراب نے کہا کہ اے مالک مین لندھور سے خائف نہین ہون کوئی اُسکا دبیل نہین ہون اگر وہ قایم مقام
حمزہ ہے تو ہوا کرے مین تو خود حمزہ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون اور حمزہ سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہون تو وہ
ہندی کیا مال ہے اور اُسکی کیا ہستی ہے اگر مستعد جنگ ہوگا تو اُس سے مقابلہ کر لینگے مالک نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر
کوئی اور تدبیر ایسی سوچنا چاہیے کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے کس واسطے کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور اُس
ہندی سے اور مجھسے ہمیشہ سے لاگ ڈانٹ چلی آتی ہے صرف خیال اس امر کا ہے کہ ہم مسلمانون سے باہم مقابلہ نہ ہو جاے اور
مسلمان آپس مین نہ لڑ پڑین اے داراب اتنا سمجھ لو کہ اگر عربون اور ہندیون سے بگڑ گئی تو پھر ایک بھی زندہ نہ رہیگا
سب کے سب ہی تو کٹ کٹ کے مر جائینگے اور امیر آل اباد تک یہ بدنامی میرے پاس نام رہ جائیگی داراب نے کہا کہ پھر کیا ہو
فتاح کشوری نے کہا کہ میری راے تو یہ ہے کہ جب لندھور آکر گفتگو سے سرکشی کرے تو حلقہ ہاے کمند مار کر گرفتار
کر لیجیے اور ہندیون سے کہلا بھیجیے کہ ہمنے لندھور کو اسلیے گرفتار کیا ہے کہ آفتاب پرستون کا جانبدار ہے جسوقت ہم
آفتاب پرستون پر فتحمند ہونگے اُسوقت لندھور کو چھوڑ دینگے مالک نے کہا کہ واقعی یہ صلاح اچھی ہے مگر میرا
ٹھہرنا مناسب نہین ہے مین یہان سے چلا جاتا ہون یہ کہکر مالک تو چلا گیا مگر لندھور جب قریب دروازے کے پہنچا
تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ شاید کوئی استقبال کو آے جب تھوڑی دیر تک ٹھہرا رہا اور کوئی نہ آیا تو اُسکے دل مین
یہ خیال گذرا کہ اولاً تو نے اپنے آنے کی اطلاع پیشتر سے نہین کسیکو کی کیا معلوم کہ کون آتا ہے کون نہین آتا اور دوسرے
اگر اطلاع ہو بھی گئی ہوا اور کسی نے کہہ دیا ہوگا تو اُسکو بھی تیرے استقبال کی کیا وجہ ہے وہ تجھسے تو سخت مخالفت رکھتا ہے
امیر حمزہ نے اُسے سخت تنگ کیا تھا ایک مدت تک قید رکھا تھا وہ کیون تیرا استقبال کریگا یہ سوچ کر دروازہ

بارگاہ پر آیا اور چوبدار سے کہا کہ جاؤ داراب سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو کہ لندھور بن سعدان آیا ہی چوبدار نے کہا
کہ آپ شوق سے تشریف لیجائیے آپ کے آنے کی پہلے ہی اطلاع ہو چکی ہی کوئی ضرورت اطلاع کرنے اور اجازت لینے کی
نہین ہی یہ سنکر لندھور بن سعدان بارگاہ کے اندر آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا داراب نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی
لندھور بن سعدان کرسی پر بیٹھ گیا داراب نے پوچھا کہ ای داراے ہند اسوقت تمھاری تشریف آوری کی کیا وجہ ہی یہ سنکر
لندھور نے کہا کہ مین تمھارے ہی پاس ایک سخت ضرورت سے آیا ہون اور ایک نہایت ضروری التجا رکھتا ہون اگر تم
میرے سخن کو رد نہ کرو اور جو مین کہون اسے قبول کر لو تو مین بیان کرون داراب نے کہا کہ کہئیے تو آخر وہ امر ہی
کیا ہی لندھور نے کہا کہ ای داراب مین اسواسطے تمھارے پاس آیا ہون کہ آفتاب پرست تمھارے ہاتھ سے بہت عاجز
و تنگ آ گئے ہین اور بشدت زخمی ہو چکے ہین بہت سے آفتاب پرست جان سے ضایع ہو چکے ہین اب کوئی مقابلہ کرنے والا صحیح
و سالم باقی نہین ہی پس میری خواہش یہ ہی کہ ایک چند روز کے لیے انھین مہلت دے دو تا کہ زخم اُن کے اچھے ہو جائین یا ایرج
آ جائے پھر تم کو اختیار ہی لڑ لینا داراب نے یہ سنکر کہا کہ ای رستم زمان لندھور بن سعدان سنو جب مین قید ہو کر
ایرج کے سامنے گیا تھا تو تم بھی اسوقت بارگاہ ایرج مین بیٹھے ہوے تھے مین نے تمھارے سامنے اُس بے مروت سے
یہ کہا تھا کہ مجھکو طوفان کا شیار عیاری و مکر سے گرفتار کر لایا ہی تم مجھے رہا کر دو اور اگر تمکو یہ منظور ہی کہ مین تمھاری اطاعت کرون
تو حسب قواعد اہل شجاعت تم مجھسے سرکھ ہو کر آزمایش کرو اگر مین تمسے زیر ہو جاؤنگا تو ضرور تمھاری اطاعت کرونگا اُس بے مروت
نے میرے کہنے کی سماعت نہ کی اور مجھے بہلا کر قید رکھا اگر میرا عیار نہ چھڑاتا تو مین اب تک قید رہتا اسوقت تمنے میری سفارش کی
اور اب آفتاب پرستون کی سفارش کرنے آئے ہو مین ہرگز نہ مانونگا یہ سنکر لندھور نے کہا کہ ای داراب حق تمھاری جانب
ہی تم جو کچھ کہتے ہو بجا کہتے ہو واقعی مجھے آفتاب پرستون سے کوئی غرض نہ تھی مگر مالک ابن ملکوت شاہ نے مجھے
ایسا ہی تنگ کیا جو مین تمھارے پاس آیا مگر خیر اب تو مین آیا میرے آنے کا خیال کرو اور ایک ہفتہ کی مہلت دے دو یہ سنکر
داراب خشمناک ہو کر کہنے لگا کہ ای داراے ہند تم کہتے کیا ہو ایک ہفتہ تو بہت ہوتا ہی مین ایک گھڑی بھر کی مہلت نہ دونگا
یہ سنکر لندھور نے کہا کہ ای داراب اپنا تو مالک ابن ملکوت شاہ سے تمسے مقابلہ ہوا تھا اور اسنے میرے پاس آ کر پناہ لی ہی
اگر تم مہلت نہ دوگے اور طبل جنگ بجواؤگے تو پھر میرے تمھارے مقابلے کی ٹھہر جائیگی مین تمسے لڑونگا اور اسے قتل سے
بچاؤنگا یہ سنکر داراب برہم ہو کر اٹھا ہی تھا کہ فتاح کشوری نے جو پہلے ہی سے چار سو کمند اندازون کو لیے ہوے بیٹھا تھا
حلقہاے کمند لندھور کے گلے مین ڈالدیے پس فتاح کا کمند ڈالنا تھا کہ چار طرف سے کمندون کی بوچھار ہو گئی ہر چند لندھور
کمندون کو کاٹا کرتا ہو سکتا ہی چار سو کمندون کو کہان تک کاٹتا اور کہان تک بچتا آخر مجبور و نا چار ہو گیا اور زمین پر گرا
بس گرنا تھا کہ چار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اور لندھور کو گرفتار کر لیا اور آہنگرون کو بلوا کر اسیر غل و زنجیر کر لیا
اور مسلسل و مطوق کر کے زندان خانہ مین بھیجدیا بعد اُس کے آکر داراب سے عرض کیا کہ لندھور کو تو اسیر غل و زنجیر کر کے
زندان خانے مین بھیجدیا اب جو لوگ کہ لندھور کے ساتھ آئے تھے اُن کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی لندھور نے ہر چند زور کیا
اور حلقہاے کمند کاٹے مگر ولا زبان والا اُسے کسی طرح نہ چھوڑا اور قید کر لیا داراب نے کہا کہ بہت خوب کیا مگر ہمراہیان
لندھور کو میرے سامنے بلاؤ فتاح جا کر ہمراہیان لندھور کو داراب کے سامنے بلا لایا داراب نے کہا کہ تم لوگ
کسی طرح خائف نہ ہو مجھے تمسے کوئی مطلب نہین ہی تم شوق سے اپنی فرودگاہ کو واپس جا کر رفقاے لندھور سے کہدینا
کہ ہمنے ہر چند لندھور بن سعدان کو فہمایش کی کہ تم آفتاب پرستون کی جنبہ داری نہ کرو اور اُن کے معاملے مین دخل نہ دو
تمھین اس معاملہ مین کوئی دخل و بحث نہین ہی تم اپنے کام سے کام رکھو لیکن لندھور نے مطلق نہ مانا اور کوئی بات

نہ سنی اور سراسر آفتاب پرستون کی جنبہ داری کیے گیا اور آمادۂ فساد و جنگ ہوا اسوقت ہمنے بہ مجبوری قید کر لیا
تم سب مطمئن رہو جسوقت ہم آفتاب پرستون کا استیصال کر لینگے اسوقت لندھور کو فوراً رہا کر دینگے اور حتی الامکان
یہان کسی طرح کی تکلیف و ایذا لندھور کو نہ ہونے پائیگی مثل اپنے گھر کے یہان رہینگے تم لوگ یہ خوب سمجھ لو کہ اگر لندھور
کو ہم چھوڑ دیتے تو وہ ضرور آمادۂ جنگ ہوتا اور مفت تم لوگ ہلاک ہوتے بعد اسکے خلعتہاے گران بہا
منگوا کر ان سب کو عنایت کیے اور خوشی خوشی رخصت کیا وہ سب متحیر و متعجب رخصت ہوے اور جا کر مُہندی
وغیرہ سے کل حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا وہ لوگ بھی حماقت لندھور پر انگشت بدندان ہوے اور کل حال
مالک بن ملکوت شاہ سے بلا کر بیان کیا اور کہا کہ اب تو تمکو صبر آیا لندھور بھی اسیر دام تزویر ہوا اور خوب
ہوا کہ لندھور قید ہوگیا ہم تو بہت خوش ہوے جیسا کیا ویسا پایا مالک بن ملکوت شاہ وہان سے نہایت مایوس اور
اداس اپنے خیمے مین آیا اور فارن قمر بین سے کل حال بیان کر کے کہا کہ افسوس ہمارا ستارہ آج کل گردش مین ہے جو
ہمارا طرفدار ہوتا ہے وہ بھی مبتلاے عذاب ہوتا ہے ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے اطلاع دی کہ داراب نے
طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنتے ہی سبھون کی عجب حالت ہوگئی اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ افسوس مفت ہی نقد جان
مارے گئے خواہ مخواہ جان سے ہلاک ہوے کوئی تدبیر بن نہ پڑی آخر کار صلاح ہونے لگی کہ بھاگ کر جان بچانے جائیں
کدھر جا کر چھپین انجام کار یہ مشورہ ٹھہرا کہ مال و اسباب تو وقت شب فرنگوشیہ کو روانہ کرو اور آپ صبح کو میدان مین
چلکر لڑیے اگر صورت فتح کی نظر آئے تو فبہا نہین تو بھاگ کر فرنگوشیہ کا راستہ لیجیے القصہ رات تو گذری علی الصباح
دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب و صدے کر نکل گئے داراب کمال آب و تاب سے میدان مین
آیا خوب مرکب کو جولان کیا خوب پیچھے کے ہاتھ لگائے جب کمال پسینا آیا تو مرکب کڑا کر میدان مین آیا اور کہا کہ اے
آفتاب پرستو تمکو میرے مقابلے کو افسران سپاہ مع مالک بن ملکوت نے کچھ توقف کیا بعد کسیکے جواب نہین دیا
مالک بن ملکوت تخت پر سوار چپ کھڑا ہوا ہے کہ دوسری مرتبہ داراب پھر پکارا کہ اگر فرداً فرداً نہین آتے تو دو دو
چار چار ملکر آؤ مگر یہان ہے کون جو مقابلے کو جاے سب کے سب مضطر و پریشان ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ یا نیر اعظم
تو ہی مددگار ہے یعنی قطب دوران کو پکار رہے ہین ایک غلغلہ ہے یا آفتاب تابان کہ داراب نے گھڑی بھر تامل
کرکے تیسری آواز دی کہ اے نامردو یہان نہین کوئی میرے مقابلے کو تو خیر اگر نہین آتے ہو تو ہمین آتے ہین یہ کہکر ارادہ
کیا تھا کہ آفتاب پرستون پر جا پڑے کہ گرد و غبار کا تتق صحرا سے اٹھا فتاح کشوری نے کہا کہ ذرا ٹھہر جایئے
دیکھیے کون آتا ہے ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوے جب گرد برابر پہونچی اور شق ہوئی تو اس مین سے چالیس
علم نشان چالیس ہزار سوار کا دکھائی دیے ہر ایک علم کے پھریرے پر لکھا تھا نیر اعظم آفتاب تابان پیر قطب دوران
کی لکھی ہوئی تھی بعد اسکے ہاتھیان شتر نالین چھپیان بالون کی پیدلون کے غول کے غول مرکب کوتل باساز و یراق
اور سنگھ جھنڈا کا ذکر کیے ہوے پیچھے زبدۂ آفتاب پرستان و نظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان چہل ہزار
زنگیان خونخوار کی جمعیت سے نظر آیا بس لشکر آفتاب پرستان مین تو طبل شادیانی کے بجنے لگے اور مالک بن ملکوت
مع افسران سپاہ ایرج کے استقبال کے واسطے دوڑا اور ایک ایک گرد پھرا الصدق ہوا غرض آنا مین ایرج کا
دن تمام ہوگیا داراب طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور کشوری شاہ سے کہا کہ آج تو یہ آفتاب پرست منزل کا ہو کر
کل سے سمجھ لیا جائیگا یہی باتین اپنے جی مین کرتا ہوا آکر داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اتاری پوشاک بزم پہنکر کرسی
جواہر نگار پر بیٹھا بعد اسکے کہا لاؤ لندھور بن سعدان کو جب لندھور سامنے آیا داراب نے تعظیم کی اور کرسی

جواہر نگار پر بیٹھا بعد اسکے کہا ای داراب ہند مجھے تم سے کچھ عداوت نہین ہی فقط اسواسطے یہ حرکت کی تھی کہ تیرے
اور تمھارے رزم و پیکار ہوا رہے بلاؤ آہنگر کو کہ قید انکی دور کرے لندھور بولا کچھ حاجت آہنگر کی نہین ہی
یہ کہکر قید کو جھٹکا دیکر توڑ ڈالا اور اُٹھ کھڑا ہوا داراب نے مرکب سواری کے لیے منگوا دیا لندھور اپنے لشکر کو
روانہ ہوا بعد اسکے داراب نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسوقت نقارۂ رزمی بجا ہرکارے خبر
لیکر روانہ ہوے یہان مالک بن ملکوت شاہ نہایت شادان و فرحان ایرج پر سے زر و جواہر لٹاتا ہوا بارگاہ مین
لایا تمام حال بربادی و تباہی لشکر کا از ابتدا تا انتہا سنایا ایرج نہایت خشمناک ہوا کہا کہ خیر میرے سردارون پر
جو کچھ گذری سو گذری مگر لندھور کے ساتھ اسنے بڑی بے مروتی کی مین اسکا عوض ضرور لونگا بعد اسکے ایرج نے
اپنی سرگذشت جزیرۂ نارون مین قید ہو جانے کی اور وہان الکن بن لکمن کے آنے کی بیان کی یہی باتین ہو رہی
تھین کہ اس اثنا مین خبر پہونچی کہ لندھور کو داراب نے چھوڑ دیا لندھور آتا ہی ایرج استقبال کے واسطے دوڑا اثناے
راہ مین لیا سلام کیا لندھور مرکب پر سے کود پڑا ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایرج بولا ای وارث ہند آپ نے حق بزرگی ادا
فرمایا مگر بڑی ایذا اُٹھائی لندھور بولا ای ایرج کچھ ایذا کا خیال نہین دوستی اور محبت مین ایسا ہی ہوتا ہی دوا مگر ایرج
کہو حال جزیرۂ نارون کا ایرج نے کہا کہ کچھ نہ پوچھو اسم اعظم کے فضل سے مین بچا نہین تو طراقوس زنگی مجھے قتل کر چکا تھا بڑی
مکاری اسنے کی تھی تمام سرگذشت بیان کی لندھور نے کہا مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت لیکن ایرج نوجوان جب
تم اُدھر چلے گئے تو مجھکو کھٹکا گذرا تھا مگر مین نے کچھ نہ کہا اب کہو طراقوس زنگی کیا ہوا ایرج نے کہا وہ بھاگ گیا
اور جا کر قلعہ بند ہوا مین نے پھر اسکا تعاقب نہ کیا اور طرح دیکر چلا آیا لندھور بولا خوب کیا یہی ذکر کرتے ہوے
بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ داراب نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج پکارا کہ ہمارے یہان بھی
کوس حربی پر چوب پڑے اسیوقت طبل رزمی بجا لندھور اپنے خیمے کو گیا ایرج نے دربار برخاست کیا کھانا
کھا کر سو رہا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو ایرج سوار ہو کر عرصۂ کارزار مین آیا اُدھر سے
داراب نمودار ہوا دونون صفین قایم ہوئین ادھر خورشید و جمشید اختی فیلبند دروازے پر آکر بیٹھے داراب نے
مرکب کو مہمیز کرکے سامنے تخت کشورستان کے آکر کھڑا کیا ہاتھ باندھ کر اجازت خواہ ہوا کشورستان بولا کہ جاؤ
خداوند آب حیات اور بیر زلال روشن ضمیر تمھارے نگہبان داراب سلام کرکے مرکب کو چمکاتا ہوا برچھے کے
ہاتھ نکالتا ہوا چلا جسوقت میدان مین پہونچا تو مرکب کو روکا نیزہ میدان مین گاڑ کر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو
آؤ میرے مقابلے کو یہ آواز سنتے ہی ایرج نے مرکب کو جولان دیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کوس و کرنا و
نفیری و ترہی و دمامون کی بلند ہوئی سردار پیادہ ہو کر ساتھ ایرج کے ہو لیے ایرج نے ایک ایک کو رخصت کیا اور
مالک بن ملکوت سے رخصت ہو کر چلا جب برابر داراب کے پہونچا داراب لرزان ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے
کلہاے سپہر شررافشان ہوے مرکبون کو پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے کہا کہ ای داراب مردی سے
بعید ہی کہ تمنے میرے لشکر کی بربادی کا ارادہ کیا تھا یہ کون سی سپاہگری تھی کہ لشکر بے سردار پر زیادتی کی اور لندھور
جو ملنے مانگنے گیا تو اسے بلا کر قید کیا اور اس پر دعوے صاحبقرانی کا کرتے ہو داراب بولا کہ بیٹے تمسے حرکت
نامردانہ سرزد ہوئی کہ مجھکو عیار طوفان بن سماک کا پکڑ لایا اور تمنے مجھکو نہ چھوڑا اور لندھور کا قید کرنا تو فقط
اسنے کے واسطے تھا کہ حمزہ یہان نہین ہی اور یہ سب حمزہ کے ملازم ہین یہین بچا ہیے کہ بعد حمزہ کے ان لوگون سے
ہم لڑین فقط اسی غرض کے لیے یہ امر کیا تھا اور شاہد اس امر کی یہ بات ہی کہ جب تم آئے اسیوقت مین نے لندھور کو

چھوڑ دیا تمھاری طرح سے نامردی نہیں کی کہ تمنے قلعہ سنگ شیشہ کے فتح کرنے کے بعد مجھکو نہ چھوڑا وہ تو خداوند آب حیات نے
مدد کی کہ میرا عیار مجھکو چھڑا لے گیا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اتنا تامل کرو کہ میں شہر اختتم کا فیصلہ کرلون
پھر مجھسے لڑ لینا داراب بولا سبحان اللہ کیا بہادری ہے کہ وہ بیچارے قلعہ بند ہو کر بیٹھے ہیں اور تم انکو آزار دینا
چاہتے ہو میرے ہوتے کوئی قلعۂ اختتم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ایرج نے کہا کہ میں ہر چند چاہتا ہون کہ میرے تمھارے
فساد نہ ہو مگر تم نہیں مانتے اچھا جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو داراب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینۂ ایرج پر مارا پھر
نیزہ بازی ہونے لگی اب سنان پر سنان اور بنان پر بنان بج رہی ہے مرکبون نے زمین کو کھود ڈالا ہے
ہے اسمیں سنانین اور بنانین مانند ستارون کے درخشان ہیں گھوڑے استارون پر پھر رہے ہیں گویا کہ فلک کے تلے
بیٹھے ہوئے ہیں ایرج بند باندھتا ہے داراب اسکے توڑ میں رد کرتا ہے داراب بند باندھتا ہے ایرج اسکو رد کرتا ہے
دونون برابر مصروف نیزہ بازی ہیں کوئی کسی پر غالب نہیں ہے کس واسطے کہ ایک استاد کے دونون شاگرد ہیں یہانتک
چھٹ پھٹ پہر رہی ہے سنانین اور بنانین بیکار ہو گئین قبضون پر ہاتھ پڑ گئے تلوارین کھینچ گئین داراب
ایرج پر حملہ آور ہوا ایرج نے سپر کر تلوار رد کی داراب نے پھر تلوار ماری ایرج نے ضرب شمشیر لگائی داراب نے
صاف بچا کر سپر رد کی اب تیغ بازی انکے اور انکے ہو رہی ہے یہ کمی کرتا ہے نہ وہ کمی کرتا ہے یہانتک کہ ایرج نے داراب
مجروح کیا داراب نے تلوار پھر ماری ایرج نے شمشیر پر رد کی اسی طرح سے تمام دن تلوار چلی آخر کو ایک مقام پر جا پہنچ
تلوار ماری تو سپر کو قلم کرکے نکل گئی اور تا دو ابرو آگئی اس نے دستانہ مارا تلوار تو چھپا کر نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی
جاری ہوئی داراب نے زخم سر پر ہاتھ رکھکر تلوار ایرج پر ماری مگر بسبب زخم کاری کے چشم بصارت پر چادر
خون حائل ہو دیکھتا ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے لیکن پھر ہشیاری کرکے ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے سر سپر
ترچھا کرکے خالی دی ہاتھ جو تلوار کا خالی گیا زکان میں اس کی آب بھی چمکا سر سے داراب کے ایک چادر خون کی جاری
ہوئی غشی طاری ہوئی ایرج پکارا کہ اے آب پرست تو داراب زخمی ہوا ایسا داستہ کل تم سب سے سمجھ لیا جائیگا
طبل بازگشت بجوا کر پھرا اور اگر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر صحبت مین بیٹھا رفقا سے کہا
کہ دیکھا تمنے کہ کیسا اس آب پرست نے مثل حباب دریا سر رکھتا پاتا تھا وہ آپ ہی پست ہو گیا سب نے عرض کی کہ اے شہریار
اسکو آپسے کیا نسبت ہے آپ کو تو شہر اعظم نے صاحبقران کیا ہے یہی باتین ہو رہی ہیں دورہ جام گردش میں ہے کہ لشکر
شراب میں آکر ایرج نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح کو سب آب پرستون کا استیصال کرونگا اسوقت نقارہ
گرگرایا ہرکارے خبر لے کر روانہ ہوئے ادھر کشور ستانہ داراب کو اٹھا کر بارگاہ مین آیا زخم مین ٹانکے دوا لگا
کر خبر آئی ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے کشور ستانہ نہایت متردد ہوا سردارون نے عرض کیا کہ آپ متردد نہو جتنے
ہم سب جانبازی کو تیار ہیں القصہ رات گزری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب
نقابت کرکے چلے گئے لشکر میں ایرج کے علم جلوہ گری پر آئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لے کر میدان میں
آیا مبارز طلب کیا جو سردار لشکر داراب سے نکلا ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوا یا مارا گیا کوئی پہر دن چڑھا تھا کہ ہرا
بند ہو گیا ایرج نے زیادتیان کرنا شروع کین اور چاہا کہ لشکر داراب پر آ پڑے اسوقت مالک اژدر نے پکارا کہ او
آفتاب پرست تامل کر آتا ہوں یہ کہکر گھوڑا اٹھایا برابر ایرج کے آیا ہم رکاب ہوا برابر ایرج سے مرکب ہٹ گئے
مرکبون کو پھیر پھیر کر مقابل یکدیگر ہوئے ایرج نے مالک سے پوچھا کہ آپ مقابلے کے واسطے آئے ہیں مالک نے
کہا کہ حمزہ نے بھیجا داراب کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے کہ کوئی اسے قتل نہ کرے میں تجھسے لینے آیا ہوں کہ داراب

زخمی ہے اسے مہلت دو ایرج نے کہا ای مالک اژدر ابھی کل کا ذکر ہے کہ جب لندھور ہماری طرف سے مہلت طلب
کرنے کو گیا اُسکو داراب نے مہلت نہ دی بلکہ لندھور کو قید کر لیا اب میں کیونکر مہلت دونگا مالک اژدر بولا
ای ایرج داراب نے فقط رفع شر کے واسطے یہ امر کیا تھا نہیں وہ کاہیکو اسکا مرتکب ہوتا ایرج نے کہا
اچھا لاؤ میں تمھاری مشکیں باندہ لوں رفع شر ہو جائیگا مالک بولا ای آفتاب پرست تو کیا میری مشکیں باندہیگا وہ
ہندی کہ تو جسکی حمایت سے صاحبقران بنا ہے وہ تو ہمیشہ مجھسے دبا کیا تیری کیا حقیقت ہے ایرج یہ سنکر آگ ہو گیا کہا
خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر نیزہ مالک پہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ ایرج اپنے
دل میں تعریف کرتا جاتا تھا کہ حقا یہ نیزہ باز بے بدل ہے اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے ناگاہ دونوں نیزے ناکارہ ہو گئے
نیزوں کو پھینک دیا تلوار چلنے لگی آخرکار مالک ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا لیس اعرابی نے سامنا کیا مجروح ہوا قمیر
اعرابی مقابل ہوا وہ بھی گھایل ہوا قصہ مختصر پہر دن پچھلا باقی تھا کہ ایرج لشکر آب پرستان پر گرا اور لگی تلوار چلنے
چار گھڑی آب پرست آفتاب پرستوں سے اسکے انجام کار پست پا ہونے لگے دیکھا عربوں نے کہ سامنا نہیں کر سکتے اور
وہ انکو مارے ڈالتے ہیں آپس میں کہا کہ ایسا نہو کہ داراب بھی مارا جاے تو آقا ہمارا بدنام ہوگا چلکر انکو ہٹاسے
اور داراب کو بچانیے یہ مشورہ کرکے ڈاڑھیاں دانتوں سے نیچے دابیں اور دلاہستان کھینچ کھینچ کے برچھے برچھے
کر کرکے جو آفتاب پرستوں پر گرے لاش پر لاش گرا دی نیزوں پر چھید چھید کر اُٹھا لیا ہزاروں آفتاب پرست
کباب سیخ آتش آفتاب میں بھن کر داخل جہنم ہوے رنج آنکے پھر گئے عربوں سے انکے آگے نہ بڑھ سکے اور
وہ عرب صاف آب پرستوں کو مع مال و اسباب مع خیمہ و خرگاہ نکالے لیے چلے گئے ایرج حیران دیکھتا رہ گیا تعریفیں
کرتا ہوا پھر آکہ یہ عرب کیا بہادر ہیں جسوقت داخل بارگاہ ہوا حکم دیا کہ جتنے آفتاب پرست مارے گئے ہیں انکی
لاشیں جلوا دو اور آب پرستوں کے کشتوں کو پانی میں بہا دو یہ کہکر دنگل میں بیٹھا صحبت رقص و غنا شروع ہوئی
دور شراب کا چلنے لگا بعد اُسکے دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے صبح کو پھر دربار ہوا ایرج نے
لندھور سے کہا کہ ای رستم زمان معاملہ شہر اخستم کا کیا ہوگا لندھور نے جواب دیا کہ ای ایرج نوجوان میں انکے مقدمہ
میں کیا دخل دوں کہ وہ میرا کہا سنتے نہیں بلکہ طرماسب ابھی اُنکے پاس قید ہے معلوم ہوتا ہے اسد نے اُنکو بھی ورغلایا ہے
خراب ہونگے ایرج لندھور سے یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اور لشکر کو حکم دیا کہ شہر اخستم پر نرغہ کرو اُسیوقت
فوج نے چار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا ایرج قلعہ کے سامنے آیا اور پکارا ای ساکنان شہر اخستم بہتر ہے تمھارے
واسطے کہ طرماسب کو قید سے رہا کرکے میرے پاس لے آؤ اور بیعت میری کرو میں تمھیں کچھ نہ کہونگا اور اگر تمنے میرے
کہنے پر عمل نہ کیا تو یہ سمجھ لو کہ جو تمکون کے ساتھ میں نے کیا ہے اس سے بدتر تمھارا احال کرونگا قلعے والوں نے جواب دیا کہ او
کرباس فروش بچہ بازاری کبھی ہم تیری اطاعت نہ کرینگے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر پروردگار ہمارا حامی و مددگار ہے
ایرج نہایت خشمناک پھرکر داخل خیمہ ہوا اور اس فکر میں مصروف ہوا کہ کیونکر قلعے کو لیجیے اگر یورش کرکے جاؤنگا
تو وہ طرماسب کو زیر تیغ بٹھا دینگے ناچار پھر آنا پڑیگا یورش کرنا عبث ہے چپ آخر کیا کریں اب دو کلمے اور سنیے کہ اسکے
ضرغام شیردل کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ کیفیت دریافت کرکے خدمت اسد میں گیا ایرج کا جزیرہ ناروں سے
آنا اور داراب کو شکست دے کر بھگانا بیان کیا اسد نے کہا کہ یارو یہ باجی کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اسکے ہاتھ سے
کلاہ باپ کیا ری ضرغام سے خطاب کیا کہ جسطرح ہو سکے تو اس بزاز بچے کو گرفتار کر لا ضرغام بولا بہت اچھا جاتا ہوں
اگر ہاتھ لگتا ہو تو لاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا شب کو حیست و خیز کرتا ہوا مانند ہرن چوکڑیاں

بھیس بنا چلا جاتا ہی آتے آتے جب قریب لشکر ایرج کے پہونچا صورت تبدیل کرکے ایک فقیر صاحب کی شکل بنا کر سنجرفی کرتہ
گلے میں شنجرفی پھینٹا سر سے لپٹا ہوا تہمد شنجرفی باندھے ہوئے ایک ہاتھ میں تسبیح ہزار دانے کی یاد خدا میں مگر پڑھتا ہوا ایک ہاتھ میں
پیالہ اس صورت سے داخل لشکر ہوا اور ایک مقام پر وسط لشکر میں آکر بیٹھ گیا القاقات روزگار الکن بن بلکمن
ایرج کے پاس آتا تھا اسکی نگاہ ایک درویش عبادت کیش پر پڑی کہ خضر جادۂ طریقت اور موسیٰ طور معرفت پایا
غلبۂ ذوق سے آنکھیں پھرائے ہوئے خدا کی طرف لو لگائے ہوئے ہیں دیکھتے ہی شاہ صاحب کے پاس آیا پکارا کہ السلام
ہی شاہ صاحب نے جواب دیا بابا اسرار عشق ہو گرم گرد الکن نے جھک کے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ غریب خانے پر تشریف
لے چلیے یہاں کیوں بیٹھے ہیں شاہ جی نے کہا بابا گھر تو وہی ہی البتہ رشتہ کا یہ سرا ہی جیسے یہاں ویسے وہاں اسنے کہا
آپ بجا فرماتے ہیں مگر آپ اللہ والے ہیں میں آپکی خدمت بجا لانا موجب فخر سمجھتا ہوں شاہ جی نے کہا کہ بابا اللہ والے
لوگ گوشہ میں منہ چھپائے بیٹھے ہیں انکو کوئی دیکھتا بھی نہیں بابا ہم لوگ مکار ہیں جو بھٹکا کر شہر لوگوں کو لیجاتے ہیں
انکو حق رسیدہ جانو الکن بولا شاہ صاحب آپ مکار سہی مگر میں آپکو لیچلونگا یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا اپنے خیمے میں
لایا اور صدر میں بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا فقیر نے کہا کہ بابا اگر مجھے لائے ہو اور چاہتے ہو کہ دو چار روز تمھارے پاس
رہوں تو مجھکو ایک مکان علیحدہ دو الکن نے اسیوقت ایک خیمہ جدا ایستادہ کروا دیا اور کہا کہ میں آپ کو زبدۂ دنیا بہرام شاہ
ایرج نوجوان کے پاس لیجاؤنگا اس سے ملاقات کرواؤنگا وہ بولا کہ بابا فقیر کو کسی کی ملاقات سے سروکار نہیں ہر چند
ایرج سے تمکو زیادہ جانتا ہوں اور جبتک وہ شہر اختصر کی فتح سے نجات پائے فقیر یہاں کا ہیکو ٹھہریگا غرض دو چار
گھڑی بیٹھا رہی الکن تو چلا گیا خضر غام اس خیمے میں داخل ہوا اور پیادہ سے نقب کنی کرنا شروع کی دروازہ
خیمہ کا بند کر دیا تھا اور سبھوں سے کہدیا تھا کہ خبردار رات کو فقیر کے پاس کوئی نہ آئے القصہ نقب پہر دو سرا نقب کا
ایرج کے خیمے میں نکالا پروانے بیہوشی کے لو پر مارے وہ جلے دھواں اٹھا دماغ میں خدمتگاروں اور فراش داروں
گیا وہ بیہوش ہوئے خضر غام نے چادر عیاری سے روشنی گل کی اور ہاتھ کو جیب کمر سے پیالہ عیاری کا پہنا ایرج کے
پلنگ کے پاس آیا دستمال منہ پر سے اٹھا دارو بیہوشی نکال کر ہتھیلی پر رکھی کیفیۂ عیاری ناک پر لگا دیا جب
ایرج نے اوپر کا دم لیا اور اسنے پھونکا کہ بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ایرج چھینک مار کر بیہوش ہو گیا خضر غام نے
دو حلقوں سے دونوں ہاتھ اور دو حلقوں سے دونوں پیر دو حلقوں سے گردن و کمر ساتویں حلقے سے گولا اٹھی سر سے
چادر عیاری میں لپیٹا رہ باندھا اور ڈیرہ کرہ چھپائی کے آگے لگا کر نقب کی راہ سے اسی خیمے میں آیا اور خیمے کو پاٹ کر
وہاں سے راہی ہوا تمام لشکر کو طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اب میدان پکڑا صبح بھی ہو گئی ہی خضر غام بہت خوش ہے کہ میں
کار نمایاں کیا اسد نہایت راضی ہوگا اسی خیال میں پاسے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ سامنے سے گرد و غبار
کا اٹھا خضر غام نے اپنے دل میں کہا کہ یہ گرد کیسی اٹھی نہیں معلوم کون آتا ہی ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر
دیکھنے لگا جسوقت گرد شق ہوئی علم و نشان معلوم ہوئے مگر سر علم پر لطف الٰہی دولت رسالت پناہی مرقوم تھی
خاطر جمع ہوا کہ یہ دوست ہیں دشمن نہیں ہیں ایسے خوف و خطر آگے بڑھا قضا کار القاقات روزگار
ملک سمار دریا بار سے اور یالا البتہ حصاری ہیں خراج لیے ہوئے ایرج کی بیعت کے واسطے جاتے ہیں
انھیں لوگوں نے اطلاع دی کہ ایک عیار پشتارہ بردوش لشکر ایرج کی طرف سے ادھر آتا ہی حکم کیا خبردار جانے نہ پائے
ہمارے پاس اسے لاؤ ہم دیکھیں کون عیار ہے اسے گرفتار کر لاؤ ہر سوار دوڑے جا کر خضر غام کو گھیر لیا کہا چل ہمارے
مالکوں نے تجھے بلایا ہی خضر غام بولا کہ چلو میں کاہیکو ڈرتا ہوں جو ڈروں اور ساتھ انکے ملک سمار کے پاس آیا سلام کیا

مالک لبستہ حصاری نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اور اس پشتارے میں کیا لیے جاتا ہے کہا نام میرا ضرغام شیردل ہے میں
عیار ہوں اسد بن کرب دلاور کا اور پشتارے میں ایرج ہے کہ اپنے آقا کے پاس لیے جاتا ہوں بس یہ جو سنا
ملک مسمار نے مالک لبستہ حصاری سے کہا کہ بھیا اسد اسکا دشمن جان ہے ایک دم زندہ نہ چھوڑیگا اور حضرت صاحبقران
اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد میں سے ہے بلکہ لندھور کو اسکی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایرج کو
اس سے لو اور لندھور کے پاس لیچلو یہ صلاح کر کے ضرغام سے کہا کہ ایرج کا پشتارہ ہمارے حوالے کر اور تو چلا جا
اور اگر بخوشی نہ دیگا تو ہم زبردستی چھین لینگے ضرغام نے کہا کہ اے مسمار دریا باری اے مالک لبستہ حصاری تم مجھ سے تعرض نہ کرو
مجھے مع پشتارہ چلا جانے دو اسد بن کرب غازی کے مزاج سے واقف نہیں ہو جسوقت وہ سن پائیگا کہ تمنے پشتارہ
ایرج کا لے لیا بری طرح پیش آئیگا یہ کلمہ دونوں نے سنکر کہا ارے اس سے پشتارہ چھین لو لوگ دوڑے دیکھا
ضرغام نے کہ تو اکیلا ہے یہ ہزاروں ہیں تو مارا جائیگا اور ذلیل ہوگا پشتارہ کھول کر رکھ دیا اور کہا تمہیں کیا کام جیسا
کروگے ویسا پاؤگے اور جست و خیز کر کے نکل گیا وہاں پہونچا جہاں اسد بن کرب غازی دامنہ کوہ میں بیٹھے فکرون میں
بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ضرغام کو گئے ہوئے بہت دیر ہو رہی ابتک نہیں آیا خدا جانے جس کام کے واسطے گیا تھا اسکا بھی کچھ
سرانجام کیا یا نہیں علقمہ بولا کہ پیر و مرشد چور کا کام چوری کرنا ہے سرزوری تو ہو نہیں سکتی قابو پڑ جائیگا تو ایرج کو لے آئیگا
یہی باتیں تھیں کہ ضرغام سامنے سے دکھائی دیا اور اسد نے کہا کہ اے ضرغام کہو کچھ نہ ہوا خالی پھر آئے ضرغام بولا کہ میرا
جو کام تھا وہ میں نے کیا ایرج کو لیے ہوئے آتا تھا قریب آپ کے آچکا تھا کہ ادھر سے ملک مسمار دریا باری اور مالک
لبستہ حصاری آ نکلے انھوں نے ایرج کا پشتارہ مجھ سے چھین لیا ہر چند میں نے آپ کا نام لیا ڈرایا دھمکایا کچھ نہ ہوا جب
میں نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو جاؤنگا ناچار پشتارہ دے کر چلا آیا یہ امر تقدیری ہے میں کیا کروں اسد بولا کہ سچ کہتا ہے
یا حیلہ کرتا ہے ضرغام بولا کہ اگر آپ حیلہ جانتے ہیں تو وہ ابھی دامنہ کوہ میں ہونگے کہیں نکلے نہیں ہیں چلکر دیکھ لیجیے بس یہ سنتے ہی
اسد آگ ہو گیا اور کہا کہ ملک مسمار دریا باری اور مالک لبستہ حصاری کی یہ تاب و طاقت ہوئی کہ میرے عیار سے
پشتارہ چھین لیا تو سہی نام میرا اسد بن کرب غازی ابھی جا کر انہیں سزا دوں اور سوار ہو کر روانہ ہوا اسوقت
پہونچا کہ مالک لبستہ حصاری نے ایرج کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بھیجا ہے اور ملک مسمار سے کہہ رہا ہے
کہ کل اسے لیکر لندھور کے سپرد کیجیے پھر اسے اختیار ہے جو چاہے اسکے حق میں کرے کہ اس اثنا میں اسد سامنے سے
دکھائی دیا یہ دونوں نہایت ادب سے تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے اسد مسند پر آ کر بیٹھ گیا مالک لبستہ حصاری
عذر خواہان پانزدہ جنگیران چو گھوڑے سامنے لگا دیے اسد نے پوچھا کہ کیوں اے مالک لبستہ حصاری تمنے ایرج کا پشتارہ
میرے عیار سے چھین لیا اسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ پیر و مرشد واقعی یہ بے ادبی غلام سے ہوئی جو چاہیں آپ مجھکو سزا دیں میں
تقصیر وار ہوں اسد بولا کہ خیر کیا کروں کہ تم مسلمان ہو نہیں تو اس فعل کی سزا دیتا مگر یہ تو کہو کہ اس نابکار کو
کیا کیا چھوڑ تو نہیں دیا اسنے عرض کیا کہ میں نے اسے چھوڑا نہیں قید آہن میں گرفتار کر کے زندان میں بھیجا ہے اسد
کہا جلد ایرج کو بلواؤ مالک لبستہ حصاری ملتمس ہوا کہ میں نے زبان مبارک صاحبقران سے سنا ہے کہ جو کوئی
ایرج کو قتل کریگا اسکی ذریات میں سے ایک کو باقی نہ چھوڑونگا ایرج میری اولاد میں سے ہے اے شہریار اگر آپ کو
دونگا آپ اسے مار ڈالینگے بدنام میں ہونگا لندھور کے پاس ایرج کو لیے چلتا ہوں آپ بھی چلیے جو کچھ ہو لندھور کے
سامنے ہو وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ سنتے ہی اسد کا یہ عالم ہوا کہ غصے سے چہرہ لال ہو گیا لگا کہ او نابکار
لندھور تو اس پر عاشق ہے وہ بے تکلف ایرج کو چھوڑ دیگا اور ایرج دشمن جان اہل اسلام ہے تو نے نہیں سنا

کہ فرنگو شیعہ ہیں ترکوں کو قتل کیا بہتر یہ ہے کہ جلد اسے منگوا اُس نے کہا کہ ہرگز نہ دونگا اگر دیا ہوتا تو میں آپ کے عیار سے کیوں
چھین لیتا جو ہونا تھا ہو چکا اب باقی نہ رہی اور کھینچ کر تلوار ماری کہا الکساندر حصاری کے دو ٹکڑے ہو گئے وہ مرد مسلمان شہید
ہوا لاش تڑپنے لگی بعد اُسکے ملک سمار دربار سے کہا بلوا ایرج کو نہیں تجھے بھی زندہ چھوڑونگا ملک سمار بھائی کی
لاش دیکھکر رونے لگا خوف سے کانپنے لگا عرض کی ای شہریار اُس نے جیسا کیا اپنی سزا کو پہونچا میں جاکر ایرج کو
لیے آتا ہوں اور روتا ہوا زندان خانے میں آیا کلیجا پکڑ کر سامنے ایرج کے بیٹھ گیا ایرج نے کہا کہ ملک سمار کیوں
روتے ہو ملک سمار بولا ای ایرج نوجوان تمہاری دوستی میں ایک بھائی اسد کے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نے
کہا کیونکر اُسنے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ اب میں کیا کروں اگر تمہیں دونگا تو دیوانہ تمہیں مار ڈالیگا میں روسیاہ
ہونگا اور جو نہیں دیتا ہوں تو خود مارا جاتا ہوں ایرج بولا کہ تم پریشان کیوں ہوتے ہو مجھے چھوڑ دو میں اُس
دیوانے کو بھی سزا دونگا اور تمکو بھی بچاؤنگا ملک سمار نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاؤ ایرج نے کہا کچھ آہنگر کی
حاجت نہیں ہے ایرج نے زور میں آکر قید توڑ ڈالی ملک سمار نے مرکب دیا اور ہتھیار دیے اب ایرج بارگاہ
کی طرف چلا یہاں اسد بیٹھا کہہ رہا ہے کہ ارے ملک سمار ایرج کو نہ لایا معلوم ہوا اسکی قضا آئی ہے یہ بھی میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا کہ اس عرصہ میں ایرج دروازہ بارگاہ سے دکھائی دیا اور نعرہ کیا کہ باش او دیوانہ مجہول تو نے مجھے عیار کے
ہاتھ بارادہ قتل پکڑوا بلوایا تھا کہ قتل کروں اور جس نے مجھے تیرے عیار سے چھینا اُسکو تو نے مار ڈالا غضب کیا
اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں اور تلوار کھینچکر دوڑا دیکھا اسد نے کہ یہ آفتاب پرست
آپہونچا ہوش و حواس باختہ ہو گئے اب تو اُسکو اُسوقت کچھ بن نہ پڑا خنجر سے خیمے کی قنات چاک کرکے نکلکر بھاگا اور
بجلدی تمام دروازے کی طرف چلا تھا کہ ملک سمار کو آتے دیکھا وہی خنجر ملک سمار پر مارا کہ ارے اپنے والد کو
چھوڑ دیا غضب کیا ملک سمار اپنی جان بچاکر سامنے سے بھاگا مگر زخم پہلو پر لگا کہ اس عرصہ میں ایرج کا نعرہ ہوا
سنا یہاں اسد دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا تھا کئی گھوڑے کھڑے ہوئے تھے کسیکے ہاتھ کاٹ ڈالے کسی کا منہ
ایک گھوڑا باقی رہا اُسپر خود سوار ہو کر بھاگا ایرج نعرہ کرتا ہوا جو آیا کسی مرکب کو زندہ نہ پایا اور اسد کو
دیکھا کہ گھوڑے پر سوار بھاگا ہوا چلا جاتا ہے قصہ مختصر ایرج ایک گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب میں اسد کے
چلا اب آگے آگے اسد ہے اور پیچھے پیچھے ایرج پکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ او دیوانے جہاں جائیگا میرے ہاتھ سے
امان نہ پائیگا اگر تو آسمان پر جائیگا تو میں بھی دعاے منزلوان نکر وہیں پہونچونگا اور اگر زمین میں در آئیگا تو
پانی کی طرح جذب ہو نکلونگا آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اسد کہتا جاتا ہے کہ تو فرشتہ اجل کی جورو کا شوہر ہو جو میرا تعاقب چھوڑ دے
ایرج سنتا ہے اور کہتا آتا ہے کہ جہاں تک تجھسے گالیاں دی جائیں دے میں آپہونچا جب ایرج قریب آتا ہے اسد گھوڑے کو پھیر
لیتا ہے پھیر دیکر منہ پر مرکب ایرج کے مارتا ہے کہ منہ اُسکا پھر جاتا ہے مرکب ٹھہر جاتا ہے اسد پھر دور ہو جاتا ہے
یہاں تک کہ اسد ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہاں بھی مفر نہ ہوا تو اُس پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج نے بھی قصد کیا
کہ پہاڑ پر چڑھے اسد نے پتھر کی بوچھار کر دی کہ گھوڑے کا منہ مجروح ہو گیا اب گھوڑا پہاڑ پر رخ نہیں کرتا ہے
ایرج تنگ ہو کر گھوڑے پر سے کودا کہا کہ او دیوانے میں آیا اور دامن گردان کر آستینیں چڑھا کر یعنی
ہاتھوں میں سپر و تیغ میں تلوار لیکر جیسے اسد کا سپر پر روکتا ہوا پہاڑ پر چلا لیکن اسد دبلا پتلا جو تھا یہ اچکتا ہوا
بجلدی تمام چوٹی پر پہاڑ کی پہونچ گیا اور ایرج جسیم و عظیم ہے آہستہ آہستہ چلا آتا ہے حاصل کلام جب دیکھا
اسد نے کہ قریب آگیا ہے اُسوقت ایک عالم یاس طاری ہوا کہ ای اسد مارے گئے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے

افسوس کہ آرزو دل کی دل مین رہی قضا نے مہلت نہ دی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا پکارا کہ ای خالق حقیقی و ای
نگہبان تحقیقی اس کافر کے ہاتھ سے مجھے بچا اور جو قضا بھی آئی ہو تو اسکے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن ایرج پکارتا ہی دیکھون
تو مجھے کیونکر تیرا خدا بچاتا ہی اسد بولا او آفتاب پرست مین ایک ناچیز اسکا بندہ ہون مجھ سے میری کیا پروا ہی البتہ اگر
قضا نہین ہی تو بچ جاؤنگا ایرج نے کہا کیونکر بچ جائیگا اور یہ کہکر چلا تھا کہ اسد کو پکڑے اور چاہا کہ ہاتھ اسد کی طرف
بڑھائے کہ ایک پنجہ گرا اور ایرج کو اٹھا کر آسمان پر لے چلا اسد نے نعرہ کیا کہ او بزارنجی دیکھا تو نے کہ کس طرح سے
ہمارے خدا نے ہمین بچایا کہ اس مین ایرج نظرون سے غائب ہو گیا اسد اتر کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لیکن
ایرج کا حال سنیے کہ جب بہت بلند ہوا بیہوش ہو گیا اسکو کچھ خبر نہین کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اور کون مجھے لیے
جاتا ہی نہین معلوم کہ کتنی دیر تک بیہوش رہا پھر جو ہوش آیا تو ایک باغ بہشت آئین مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ ایک
باغ ہی اور وہ باغ کاہیکو ہی نمونہ بہشت ہی گلہاے رنگا رنگ پھولے ہین درخت میوہ دار لگے ہین نہرین جاری ہین
جانوران خوش الحان بول رہے ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ہواے سرد سے روح تازہ ہوتی ہی اور
وسط باغ مین ایک بارہ دری ہی اس مین فرش بہت تکلف کا کیا ہوا ہی پریزادان ماہ طلعت کھڑے ہین اور
پلنگ جواہر نگار پر عجیل ماہرو بھائی حمزہ صاحبقران کا لیٹا ہی اور عجیل نے ایرج کو پہچانا پریزادون سے
کہا کہ ارے یہ تم کسے لائے ہو مین نے تو تم سے کہا تھا کہ سرداران لشکر اسلام مین سے کسی کو لاؤ انھون نے
عرض کی کہ شہریار ہم اسے زبردست جان کر لائے ہین جہان سے اسکے لائے ہین وہین چھوڑ آئین لیکن ایرج
عجیل ماہرو کو سلام کیا اور کہا کہ جو آپکا کام ہو گا مین بجا لاؤنگا گو کہ مسلمان نہین ہون مگر آپکی خدمت مین
بدل و جان بجا لاؤنگا عجیل یہ سنکر خوش ہوا اور ایرج کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ مین بیمار ہون اس سے
تعظیم کو نہ اٹھ سکا ایرج بولا کہ کچھ مضائقہ نہین ہی آپ اپنے مرض کا حال بیان کیجیے اور یہ فرمائیے کہ مجھے آپنے
بلوایا کیون ہی عجیل نے کہا ای ایرج نوجوان مجھکو حمزہ صاحبقران خورشید ستارہ پرست اور نورج ماہ پرست
کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے کہ بھائی تم ان دونون کی حفاظت کرنا مین درہ سیقولیہ اور اختر سے درمیان مین
جا کر اترا تھا اسی سبب درد کمر سے پردہ قاف مین چلا آیا ابھی تک اچھا نہین ہوا ہون اور تمھارے بلانے کا سبب
یہ ہی کہ ایک دیو ہی افرنج نام وہ مجھے بیمار جانکر میرا علاقہ آبائی لیے لیتا ہی اور میرے لوگون پر ظلم کرتا ہی کہ بچایا
مار ڈالتا ہی اگر اچھا ہوتا تو اسکو سزا دیتا درد نے لاچار کر دیا ایرج نے کہا کہ مین اسکی تنبیہ کرونگا آپ مجھے وہان
بھیجوا دیجیے عجیل نے ایرج کی دعوت اور ضیافت کی بعد اسکے فوج لشکر ایرج کے ساتھ کر کے افرنج کی تنبیہ کو
روانہ کیا جب ایرج قریب پہونچا افرنج کو خبر ہوئی کہ عجیل ماہرو نے ایک آدمزاد مجھسے لڑنے کو بھیجا ہی یہ سنکر نہایت
برہم ہوا لشکر لیکر باہر آیا ادہر سے بھی طبل جنگ بجوایا ایک غلغلہ ہوا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی
صبح کو لشکر معرکہ آرا ہوے افرنج میدان مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج نوجوان مقابلے کے واسطے آیا
افرنج نے جو ایرج کو دیکھا عاشق ہو گیا کہا ای آدمزاد تو برادر زلزلہ قاف کا کون ہی اور کیا نام ہی ایرج نے کہا
کہ مین کوئی عزیز عجیل کا نہین ہون اپنے لشکر کا صاحبقران ہون نام میرا نبیرہ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران
ایرج نوجوان ہی مجھے عجیل نے بھیجا ہی سنا ہی کہ تو نے عجیل کو تنگ کیا اور وہ بیمار تھا اس نے پریزادون کو بھیجا اور کہا
کہ اولاد صاحبقران مین سے کسی کو اٹھا لاؤ پریزاد مجھکو لے آئے افرنج نے کہا ای آدمزاد تجھکو یہان کا بادشاہ کرونگا
اور تجھے اپنا سب علاقہ بخشونگا افرنج نے کہا ای آدمزاد تو آفتاب پرست ہی کہا ہان دیو نے کہا بہتر ہی

کہ میری اطاعت کرین بھی نبی اعظم کو مانتا ہون ایرج نے کہا یہ کبھی نہو گا کہ مین تیری اطاعت کرون اور عجیل سے پھر جاؤن
بلکہ تجھکو گرفتار کرکے عجیل کے پاس لیجاؤنگا یہ سنکر دیو بہت ساگر جا اور کہا کہ آدم زاد تو نہایت مغرور ہے خیر معلوم ہو جائیگا
لا اپنا حربہ ایرج بولا مین پیش دستی نہ کرونگا بس یہ سنتے ہی افریخ پکارا کہ ایک حربے مین تیرا کام تمام کرتا ہون
خبردار رہنا یہ کہکر زاغنسول کو گردش دے کر ایرج پر مارا ایرج نے خالی دیا زاغنسول زمین پر پڑا زمین سے خاک
اڑی ایرج خاک مین چھپ گیا دیو پکارا آدمزاد آخر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا افسوس کہ تو جوان خوبصورت تھا
ایرج نے خاک مین سے نعرہ کیا کہ حریف(?) تیرا مین زندہ ہون تو افسوس کیا کرتا ہے اور دوڑ کر زاغنسول سے لپٹ گیا دیو افریخ
ایرج سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی خوب زور آزمائی ہوئی بعد اسکے ایرج نے اٹھا کر دیو کا اکھاڑا اور چرخ دیکر
زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہے میری اطاعت کرنے مین آمنع(?) کہا کہ مین نے غلامی آپ کی اختیار کی
ایک تو دین دفعہ ہمیرا اور آپکا ایک ہی دوسرے آپ ایسا آقا زبردست مین کہان پاؤنگا ایرج اسکے سینہ پر سے اترا
وہ اٹھکر گرد ایرج کے پھرا حلقہ غلامی کا کان مین پہنا ایرج کو اپنے خیمہ مین لے گیا دعوت کی بعد اسکے ایرج افریخ
کو عجیل ماہرو کے پاس لایا قدمون پر گرایا اور کہا خبردار اب ایسے پرخاش نہ کرنا افریخ بولا کہ کبھی مجھسے ایسی خطا نہوگی
اب عجیل نے بڑی دھوم سے ایرج کی دعوت کی تاج پرنزاد(?) و زرکار دکھلایا گانا سنوایا مگر ایرج نے ہر چند چاہا کہ
ملکہ عالم آرا دختر عجیل ماہرو کو دیکھے مگر دیکھ نہ سکا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ جب حمزہ کا مقدمہ یکسو ہو جائیگا
اسوقت سمجھا جائیگا القصہ جب عجیل ماہرو دعوت ضیافت کر چکا ایرج نے رخصت طلب کی کہ مین پردۂ دنیا کو جاؤنگا
عجیل نے کہا بہتر ہے مین بھی اسے دیتا ہون ایرج بولا اب افریخ مجھے پہونچا دیگا عجیل نے بہت سا
جواہر اور تحفے دیکر ایرج کو رخصت کیا ایرج افریخ کے مکان مین آیا اور کہا کہ پہلے ابھی مجھے پردۂ دنیا مین لیچلو
اسنے کہا کہ شہریار مین پہلے آپ کو قلعہ آفتاب لگا پر لیچلونگا جہان سے آفتاب تابان برآمد ہوتا ہے ایرج
بولا اے افریخ مین بھی زیارت کا مشتاق ہون مگر ایک دشمن میرا پردۂ دنیا مین ہے کہ اسکے ہاتھ سے تنگ ہون نہین معلوم
اسنے میرے لشکر کا کیا حال کیا ہوگا افریخ نے کہا کہ مجھکو آپ صورت اسکی بتائیے مین اسے یہان اٹھا لاؤن اور
آپ زیارت کو چلیے ایرج نے اسد کی صورت کا نقشہ کھینچکر افریخ کو دیا اسنے ایک دیو کے حوالے کیا کہ پردۂ دنیا
مین شہر اختم(?) پر جاکر اس صورت کے آدمی کو اٹھا لاؤ وہ نقشہ لیکر روانہ ہوا یہان اسد بن کرب غازی جو
کئی شبخون لشکر ایرج پر مار کے لشکر آفتاب پرستون کا تہ و بالا کر چکا ہے ہر چند چاہتے ہین کہ اسکے ہاتھ سے نجات ہو
مگر نہین ملتی ہزارہا آفتاب پرست(?) قتل ہوئے ہین کہ تمام شب لشکر ایرج کو سوا قتل ہونے کے سونا نہین
ملتا ایک دن کا ذکر ہے کہ رات بھر اسد لشکر ایرج کو قتل کرتا رہا صبح کو کوہستان کا راستہ لیا قباد(?) … سے
باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دیو آ پہنچا کر اسد کو لے گیا قباد(?) اور جو لوگ ہمراہ تھے دیکھتے ہوئے رہگئے مگر اسد کو
دیو لیے ہوئے چلا آتا ہے پردۂ قاف مین پہونچا ہے کہ ایک دیو ہے کہ نام اسکا افغان کوہ چہک(?) ہے رفیق شاہزادہ
بدیع الزمان کا قلعہ مہر دلنگار(?) مین رہتا ہے وہ ایک دریا پر بیٹھا ہوا سیر دریا کی دیکھ رہا تھا اطراف مین اسکے لشکر
ہین کہ ناگاہ آواز پرواز دیو کی آسمان پر سے آئی سر اٹھا کر دیکھا ایک دیو ہے کہ کسی آدمزاد کو لیے دیو اٹھائے
لیے جاتا ہے افغان نے حکم دیا کہ یہ حرامزادہ جانے نہ پاوے یہ آدمزاد اسے پکڑ لاؤ یہان سے دیو دوڑے جاکر
اس دیو کو گھیرا اسنے اسد کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور چاہا کہ بھاگ جاوے ممکن نہوا دیوؤن نے اس دیو کو گرفتار
کیا اور اسد کو بھی بے ہوش(?) … افغان کو چاہیے کہ لائے اسنے اسد کو دیکھا بدیع الزمان کی شکل

مشابہ پایا ہوش مین لایا اسد کی جب آنکھ کھلی دیکھا ایک دیو سامنے بیٹھا ہی اور گرد اُسکے مجمع اور ہیبت سے دیوؤں کا ہی
اور ایک دیو کو دیکھا کہ بندھا ہوا کھڑا ہی اسد پکارا کہ مجھکو کون یہان لایا افغان کوچک بولا کہ یہ دیو آپکو لیے جاتا تھا
مین نے اس دیو سے آپکو چھینا ہی آپ یہ فرمائیے کہ حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان سے آپکو کیا علاقہ ہی
اسد نے کہا کہ نواسا ہون کوچک سلیمان کا اور ہمشیرہ زادہ ہون بدیع الزمان کا بس یہ سنکر افغان کوچک اُٹھ کھڑا
ہوا سلام کیا اسد کو لاکر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا مین غلام ہون آپکا مجھکو شاہزادہ بدیع الزمان نے
مسلمان کیا ہی اسد نے کہا کہ یہ دیو جو بندھا ہوا کھڑا ہی اسے ہمارے پاس لاؤ اُس دیو کو کھولکر سامنے لائے
اسد نے استفسار کیا کہ تو کون ہی اور مجھے کسلیے پاس لیے جاتا تھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ بحکم دیو افریخ مین
تجھے ایرج کے پاس لیے جاتا تھا مگر تیری زندگی تھی کہ بچ گیا اگر مین جانتا کہ اس راہ مین تیرے دوست ہین تو کبھی
ادھر سے نہ آتا اور راستے جاتا اسد بولا خیر جو کچھ ہونا تھا سو ہوا اب اگر تو مسلمان ہو تو مین تجھے چھوڑ دون دیو نے جواب دیا
کہ مین کبھی دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا اسد پکارا کہ قتل کرو اس نابکار کو اُسی وقت اُس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے لاش کو پھنکوا دیا افغان نے پوچھا کہ شہریار ایرج کون ہی اور اُسکو آپسے عداوت کی کیا وجہ ہی اسد نے تمام
حال ایرج کا اور اپنی دشمنی کا بیان کیا اور کہا کہ اے افغان وہ پاجی نہایت زبردست ہی مین کسی طرح اُس سے
عہدہ برآ نہین کرسکتا لیکن پردہ دنیا مین مین نے بھی اُسے بہت تنگ کیا ہی اور وہ میرے ہاتھ سے نالان ہی اور
اے افغان مین نے ایسے ایسے شبخون اُسپر مارے کہ اُسی کا دل جانتا ہی اور تم بھی اگر شریک ہو تو یہان بھی شبخون لشکر
افریخ پر مارون افغان نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مین غلام ہون جان تک کام آسکے تو موجود ہی جیسا ارشاد
ہو بجا لاؤن اسد نے کہا کہ مین بوقین بنواؤنگا تم بھی سامان جمع کرو اور دیوون کو پردہ دنیا مین بھیجکر آہنگرون
اور زرگرون کو بلوا منگواؤ افغان نے دیوون کو بھیجا وہ صدہا آہنگرون اور ہزارہا زرگرون کو اُٹھا لائے وہ
بیچارے سہمے ہوئے آئے اسد نے اُنھین تسلی دی کہ تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو جسوقت ہمارا کام بن چکیگا تم سب کو
بھجوا دینگے خاطر جمع رکھو یہ کہکر نقشا بوق کا اپنے ہاتھ سے بناکر اُنھین دیا کہ ایسی بوقین تیار کرو اُنھون نے
چند روز مین ویسی ہی بوقین تیار کین اسد نے اُن کو انعام دے کر دیوون سے کہا کہ جہان سے انھین لائے ہو وہین
پہنچا دو دیو اُنکو لیکر اُنکے وطن مین پہونچا دیا اسد نے افغان کوچک کے دیوون کو بوق بجانا سکھایا اور
کہا کہ جب ہم بوق بجائین تم بوق کی صدا سنکر تیار ہوکر ہمارے پاس آنا ساتھ ہمارے چلنا ہوگا لشکر حریف پر گرین
تم جا کر اُنھین قتل کرنا اور جسوقت ہم دوبارہ بوق بجائین تم لشکر حریف سے نکل کر چلے جانا پھر نہ ٹھہرنا القصہ
جب دیوون کی تعلیم سے فراغت پائی پوچھا کہ قلعہ آفتاب نگار یہان سے کتنی دور ہی اُنھون نے عرض کی کوئی چار
پانچ منزل ہی اسد نے حکم دیا کہ چلو بس افغان کوچک بارہ ہزار دیوون سے اسد کے ساتھ روانہ ہوا اب حال
ایرج کا سنیے کہ یہ دیو افریخ کے ساتھ قلعہ آفتاب نگار مین آیا تمام قلعہ یاقوت احمر کا پایا دیکھا کہ برج و فصائل
نادر کار ہین دوکانین اور مکان یاقوت نگار ہین ہر دم مردمان سرخ پوش پاسے شگفتگی لالے کا جوش ہی
القصہ وہان افریخ نے بہت لطف سے ایرج کی دعوت کی بعد الفراغ دعوت کے ایرج نے کہا کہ اب مجھے
شہر اعظم کی زیارت کراؤ اُس نے کہا بہت اچھا اور دوسرے دن ایرج کو لیکر کوہ بلند پر آیا نہایت فضا کا
مقام نظر آیا سامنے اُسکے ایک دریائے عظیم الشان موج مار رہا ہی جہانتک نگاہ کام کرتی تھی وہی دریا تھا ایرج نے
کہا اے افریخ یہ بڑا دریا ہی اُسنے عرض کی کہ شہریار یہ دریا نہین ہی ایک گنوان ہی کہ پچیس ہزار فرسخ کے دور مین ہی

اسی مین سے آفتاب طالع ہوتا ہی آپ صبح کو ملاحظہ فرمائیگا غرض ایرج رات کو اُسی پہاڑ پر رہا اور صبح کو بہت
سویرے اُٹھا دیکھ رہا تھا کہ ایکمرتبہ پانی نے جوش مارا اور رنگ پانی کا زرد ہونے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانی مین سے
رنگ نکلتا آتا ہی بعد اسکے رنگ پانی کا مائل بسرخی ہوا بعد دم بھر کے قرص آفتاب پانی مین سے نکلا جہانتک نگاہ
کام کرتی تھی وہی قرص آفتاب معلوم ہوتا تھا اور دم بدم بلند ہوتا تھا جیسے طائر تیز پر اُڑتا ہی اور قطرے پانی کے
اُس مین سے ٹپکتے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل احمر مین سے مروارید سفید رنگ گر رہے ہین بیتاب ہو ایرج یا منعم
یا خداوند نور بخش عالم کہکر سجدے مین گرا بعد تھوڑی دیر کے جو سر اُٹھایا دیکھا کہ ضرر رسان فروغ آفتاب بلند ہو گیا
اور اب رنگ زرد معلوم ہوتا ہی ایرج نے افریخ سے کہا کہ آج زیارت خداوندی تیرے سبب سے نصیب ہوئی
مین کمال ممنون ہوا دولت لازوال مجھے ملی غرض ایرج وہان سے پھر کر قلعہ آفتاب نگار پر آیا سیر و تماشا دیکھنے لگا
افریخ سے کہا کہ وہ جو دیو تمنے اُس آدمزاد کے لانے کو بھیجا تھا اُسکا کچھ پتا نہ معلوم ہوا دریافت تو کرو اُسنے
دیوون سے کہا کہ ارے دیو افرغہ کو نقشہ دے کر اُس آدمزاد کے لینے کو بھیجا تھا وہ لایا یا نہین دریافت جو کیا تو سنا
کہ ابھی نہین آیا ایرج نے کہا کہ کتنا عرصہ ہوا کہا مہینا بھر کا پوچھا کہ پردۂ دنیا کو روز کا راستہ ہی کہا کہ آتے جاتے آٹھ
دن کا ایرج بولا اے افریخ وہ دیوانہ اسکو نہین ملا اور افرغہ مارے شرمندگی کے نہین آیا یا یہ کہ پیچ آیا ہو کسی نے
پکڑ لیا ہو دیو کو مار ڈالا ہو کچھ نہ کچھ پیچ پڑا دن بھر یہان یہی باتین رہین رات کو وہان پھر بوق بجا کر لشکر افریخ پر
شبخون گرا قتل کرنے لگا ایرج جو بیدار ہوا بوق کی آواز سنی جلدی سے اُٹھکر روانہ ہوا یہان اسد شبخون مار کر
چلا گیا تھا دیو آپس مین لڑ رہے تھے جدھر کو ایرج آیا ادھر لڑائی موقوف ہوئی مگر لاش پر لاش پڑی ہی کسی کا
بھائی مارا گیا ہی کسی کا باپ قتل ہوا ہی ایک تلاطم مچا ہوا ہی ایرج نے پوچھا یہ کیا ہو گیا ہی ارے کون آیا تھا دریافت
تو کرو اور کوئی لاش حریف کی بھی ہی یا نہین تلاش جو کیا تو کوئی لاشہ غنیم کا نہ نکلا حیران ہو کر بیٹھ رہے دوسری شب کو
پھر وہی کیفیت ہوئی کہ اسد پھر آکر شبخون گرا ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے نکل گیا دیو آپس مین رات بھر
لڑا کیے ایرج جب آیا تب لڑائی موقوف ہوئی القصہ تین شبین اسیطرح گذرین خور و خواب دشوار ہو گیا
اور افریخ ہرچند تلاش کرتا تھا حریف نہ ملتا تھا کہ کون ہی ایرج نے کہا اے افریخ یہ وہی آدمزاد اسد دلاور
ہی پردۂ دنیا مین بھی یہی شر اُسنے برپا کیا تھا افریخ بولا اے زبدۂ آفتاب پرستان آپ کیا فرماتے ہین کہان پردۂ
دنیا کہان آدمزاد اور یہ مکان مشرق قاف مشہور ہی یہان وہ کہان پہونچا ایرج نے کہا اے افریخ میرے
گمان مین یہ وہی ہی ایک نہ ایک دن تمھین معلوم ہو جائیگا اور آج رات کو مین ٹہلا پہرہ دونگا بیٹا افریخ دیو کا
سمارخ نام بہت زبردست ہی اُسنے عرض کیا کہ اے ایرج نوجوان آپ تکلیف نہ کرین جو کوئی شبخون کرتا ہی آج مین
اُسے گرفتار کرونگا افریخ بولا اے فرزند تو ارادہ نہ کر مین خود آج شب کو ٹہلا پہرہ کا گشت پھرونگا حریف سے سمجھ لونگا
کسواسطے کہ اگر کچھ چشم زخم تجھکو پہونچا تو مجھے کمال رنج ہوگا ایرج نے کہا کہ اے افریخ اگر شبخون کرنے والا اسد دلاور
ہی تو بہت کم زور ہی تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو فرزند تمھارا اُسے پکڑ لائیگا افریخ چپ ہو رہا سمارخ مستعد ہوا قضا کو
یہ خبر ہرکارون نے اسد کو پہونچائی کہ آج افریخ کا بیٹا مقرر ہوا ہی کہ جو شبخون آکر کرتا ہی اُسے گرفتار کرونگا اسد بولا
کچھ پروا نہین اور اپنے دل [illegible] کہا کہ اے اسد تیرے بھائیون نے ہزارہا دیو قتل کیے ہین کیا تو ایک کو بھی نہ مار سکیگا
آج جسطرح ہو اس حرامزادے کو قتل کر ورنہ تیری زیست عبث ہی اور حکم دیا کہ مین آج سویرے سے چلونگا سب
تیار رہنا الغرض پہر رات گئے بوق بجائی سب ساز و سامان تیار تو بیٹھے تھے آکر حاضر ہوئے اسد ایک دیو پر آپ سوار ہوا

اور سب کو ساتھ لیکر دو پہر رات گئے لشکر افریخ پر برباد دیکھا کہ آج بڑی جاگ ہے روشنی بھی بہت ہے کچھ اندیشہ کیا تلوار
کھینچکر مع ہمراہیان لشکر پر گرا قتل کرنے لگا ساریخ کو خبر ہوئی کہ حریف شبخون مارنے آیا ہے وہ دوڑا کہ یہاں سے یہ جاتا تھا
ادھر سے اسد بن کرب غازی لڑتا چلا آتا تھا اثنائے راہ میں مقابلہ ہوا ساریخ پکارا کہ ارے کمبختو کون نامرد چوروں کے
آئے ہو اور بھاگ بھاگ جاتے ہو آج کدھر جاؤ گے اسد پکارا کہ ہم اس آفتاب پرست کے بھگا دینے والے میں بھگوڑا کون
اور ہوگا ساریخ للکارا کہ پھر لڑکر سامنا کر اسد پکارا آیا میں اور مرکب جھپکا کر برابر اسکے پہونچا اسنے دیکھا کہ آدم زاد
دبلا پتلا مگر با صورت آفتاب طلعت ہے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار ساریخ برہم ہوا کہ
وار شمشاد اٹھائی کہ مارے اسد تو نہایت چالاک ہے ہرگز اسد کا وار خالی نہ ہونے پایا تھا کہ ایک تلوار ماری کہ شانہ اسکا نشانہ
ہوگیا وار شمشاد ساریخ کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی لہو خوب بہا پر جھکر چاٹنے لگا اسد نے دوسری تلوار لگائی کہ دوسرا
ہاتھ بھی اسکا جھول پڑا اور ساریخ پکارا کہ ارے مجھے بچاؤ میں تو اس آدم زاد سے مارا جاتا ہوں ہزارہا دیو دہیان
آپہونچے دیو ساریخ کو لیکے بھاگے اسد انکے تعاقب میں ہوا کہ ایرج اس اثنا میں بیدار ہوا مرکب پر سوار ہوا پوچھتا
چلا کہ حریف کدھر ہے افریخ بھی اسکے ساتھ ہولیا اسد کو کہیں نہ پایا ہے لیکن لاش پر لاش دیکھتا چلا آتا ہے اور
کف افسوس بھی ملتا آتا ہے لیکن حریف کا کہیں پتا نہیں اور افریخ اپنے بیٹے کی تلاش میں تھا یہانتک کہ صبح ہوگئی
اور ایک جانب سے ساریخ کو دیو لیکر پہونچے وہ بیہوش تھا افریخ نے پوچھا کہ ارے اسے کیا ہوا دیوؤں نے کہا
کہ یہ حریف کے گرفتار کرنے کو گیا تھا خود مبتلا ہے آفت ناگہانی ہوگیا اسکا ایک حربہ بھی نہ کارگر ہوا اسے کئی زخم لگا
آخرکار ہم لوگ اسکو لیکر بھاگے ایرج نے کہا ای افریخ یہ وہی اسد دیوانہ ہے افسوس کہ اسے بلواکر میں اس آفت میں
پڑا افریخ بولا کہ آپ تو کہتے تھے کہ وہ بہت کم زور ہے یہ کیا حالت کی ایرج نے کہا کہ ای افریخ میں جانتا تھا کہ وہ
تجھسے عہدہ بر آ نہیں ہوتا اور ایسے ہی عہدہ بر آ نہ ہوگا افریخ نے کہا کہ آپ نے کس طرح دریافت کیا کہ یہ وہی ہے اور آپکا
کس دلیل سے ایسا قیاس کیا اور نہ ہو کوئی اور ہی ہو دیکھیے ایرج نے کہا کہ ایک دو دلیلیں نہیں ہیں کئی دلیلیں ہیں اول تو یہ کہ
میں نے ایک دیو کو اسکے اٹھالانے کے لیے روانہ کیا تھا وہ دیو کہیں لاپتا ضرور گیا ہوگا اور مار ڈالا گیا ہوگا چونکہ حمزہ اور
اولاد حمزہ نے اکثر دیوں کو مسلمان کرلیا ہے تو کیا عجب ہے کہ کسی مسلمان دیو نے اسے پہچان کر چھوڑ دیا ہوا اور اسد نے اس
دیو سے میرا حال استفسار کیا ہو اور اب آکر شبخون مارا ہو ایک دلیل تو یہ تھی دوسری یہ ہے کہ اسطرح کی لڑائی سوا اسکے دوسرا
نہیں کرسکتا اور میرا اندازہ بھی یہی ہے سوا اسد کے اور کسی میں نہیں ہے مجھے یقین کامل ہے کہ یہ وہی دیوانہ ہے یہ باتیں کرتے ہوئے
وہاں سے پھرے اور جراحوں کو طلب کرکے دیو ساریخ کے زخموں میں ٹانکے لگوائے جب وہ ہوش میں آیا تو اس سے ایرج نے
استفسار حال کیا کہ کیوں ای ساریخ یہ جس شخص سے تمہارا مقابلہ ہوا یہ کس قطع اور کس شباہت اور کس رنگ اور کس قد و قامت
کا آدمی ہے اور تمسے کیونکر لڑا اور تمہیں کس طرح زخمی کیا یہ سنکر دیو ساریخ نے کہا کہ ای ایرج نوجوان میں اس شخص کی
کیا حالت بیان کروں آدمی کا ہیکل تھا ایک دبلا پتلا اسطرح سے اسنے میرا مقابلہ کیا کہ میں اچھی طرح اسے دیکھ بھی
نہ سکا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بجلی کوند رہی ہے جیسے ہی میں نے دار شمشاد مارنے کے قصد سے ہاتھ بلند کیا ویسے ہی اس
مرد سفاک نے زیر بغل خالی پاکر ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا کہ شانہ میرا نشانہ ہوگیا پھر تو مثل بجلی کے وہ مرد چالاک پھر کر
وار پر وار کرنے لگا دم لینے کی مہلت نہ دی میری زندگی باقی تھی کہ میں بچ گیا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ قسم ہے نیر اعظم
کی کہ یہ وہی دیوانہ تھا خیر آج شب کو میں گرد لشکر کے طلایہ پھرونگا ساریخ نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ہرگز ایسا
قصد نہ کیجیگا وہ شخص نہایت سفاک اور بڑا بیباک ہے ایرج نے کہا کہاں میں خوب جانتا ہوں وہ میرا دیکھا ہوا ہے

سوائے میرے وہ کسی سے نہ دبیگا قصہ مختصر شب کو ایرج ہوشیار بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک آواز برق کی آنے لگی تمام لشکر میں
ایک غل پڑ گیا کہ وہ حریف پھر شبخون مارنے آیا ہے ایرج اُس برق کی آواز پر دوڑا اسد ایرج کے آنے کی خبر سنکر صاف
نکلا ہوا چلا گیا ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا لیکن ایک دیو کو اسد کے ہمراہیان سے ایرج نے گرفتار
کر لیا صبح کو اُس دیو کو اسیر کر کے ایرج کے سامنے لائے ایرج نے اُس دیو سے پوچھا کہ اے دیو تو صاف اور سچ سچ
بیان کر دے کہ یہ جوان نمرد جسکی ہمراہی میں تو تھا یہ کون شخص ہے اور کیا نام و نسب رکھتا ہے اگر تو نے سچ سچ بیان کر دیا
تو تو خیر ورنہ یہ سمجھ لے کہ میں تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور اسی دم زیر شمشیر کر دونگا اور ایک ساعت نہ کرونگا یہ سنکر اُس دیو نے
کہا کہ اے ایرج اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو میں بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہوں اے ایرج نوجوان آگاہ ہو کہ یہ
آدم زاد زلزلہ قاف حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا ہے اسد بن کرب دلاور نام نامی ہے ایرج نے کہا
اچھا یہ تو بیان کر کہ اسد پردہ قاف میں کیونکر پہونچ گیا اُس دیو نے کل کیفیت بیان کر دی ایرج نے یہ سنکر افریح سے
کہا کہ کیوں افریح سنا تو نے جو کچھ کہ میں کہتا تھا وہی بات نکلی یا نہیں اے افریح میں تو اسکی طرز جنگ سے سمجھ گیا تھا کہ
اسد ہے بعد اسکے اُس دیو کو اُسیوقت یہ کہکر رہا کر دیا کہ جا جہاں تیرا جی چاہے وہاں چلا جا چونکہ تو نے اس امر کو بالکل
سچ سچ بیان کر دیا لہذا میں نے تجھکو رہا کر دیا یہ کہکر قید اُس دیو کی کھلوا دی وہ دیو بھاگا بھاگ اسد کے پاس چلا گیا اسد نے
اُس سے استفسار حال کیا اُس نے کل سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کر دی یہ سنکر اسد نے اپنے کل دیوں کو شمار
کیا کہ شاید کوئی اور دیو بھی اسی طرح گرفتار ہو گیا ہو جب شمار کیا تو پورے نکلے کہنے لگا کہ افسوس اس دیو کے گرفتار
ہو جانے سے ہمارا حال ایرج پر منکشف ہو گیا مگر خیر کچھ پروا نہیں ہے اگر حال کھل گیا تو کھل گیا وہ مردود میرا کیا
کیا کرلیگا روز شبخون مارونگا اور اُسکو پریشان و حیران کرونگا الغرض بعد ازیں یونہیں نکل جایا کرونگا القصہ ہر روز اسد
یونہیں شبخون مارتا تھا اور اسی طرح نکل جاتا تھا ایرج ہر چند کوشش کرتا تھا مگر نہ پاتا تھا قضائے کار اتفاقات روزگار
ایک شب جو اسد نے شبخون مارا تو گھیرے میں پڑ گیا یہانتک کہ لڑتے لڑتے صبح ہو گئی صبح ہوتے ہی اسد ایرج کے
سامنے سے بھاگ کر ایک جانب کو راہی ہوا ایرج نے بھی اُسکے ساتھ ہی ساتھ گھوڑا اڑا دیا تا اینکہ ایک پہاڑ کے
دامن میں پہونچے اب اسد نے خیال کیا کہ اے اسد بغیر لڑے مرے ہوئے اب کوئی چارہ نہیں ہے جسطرح ہو جان پر کھیل جا
یا اُس سرے یا اِس سرے تا اینکہ ایرج سے اور اسد سے سامنا ہو گیا ایرج للکارا کہ او دیوانے مجہول بخت برگشتہ
و نامعقول تو نے پردہ قاف میں بھی مجھے دق کیا یہاں بھی چین لینے نہ دیا ہر روز میرے لشکر کو تباہ کیا کرتا ہے مگر آج تو میرا
تیرا سامنا ہو گیا ہے اب تو جائیگا کہاں دیکھ تو تجھے کیونکر مارتا ہوں یہ سنکر اسد پکارا کہ اچھا ہے تو میں نے قسم کھائی ہے تجھے
قتل کرونگا مگر یہ تو بتا کہ فرخ تاجر کی زوجہ جو مجھپر عاشق ہے اُسکا رنج تجھے کیونکر گوارا ہوگا ایرج نے پکار کر کہا کہ او دیوانے
کیا واہیات و مہملات بکتا ہے خاموش رہ میں آپہونچا یہ کہکر گھوڑا اڑا کر اسد کے برابر ہو کر ایک تلوار اسد کی سپر پر
چھوڑ گیا تھا اسد بھی سپر پر تلوار روک کر تلوار مارنا شروع کی مگر کیا ہوتا ہے دونو پیچ میں آگئے اور جان دینے پر مستعد ہو گئے
اسد دعائیں مانگنے لگا کہ اے پروردگار اس ظالم کے پنجہ سے تو ہی بچانے والا ہے ابھی اسد یہ دعائیں مانگ ہی رہا تھا
کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اور آواز نوبت و نقارے کی آنے لگی جب وہ ابر پھٹ گیا تو ایک سوار
سفید پوش با کرّ و فرّ دیو و پری کا لشکر لیے ہوئے تخت پر سوار نمودار ہوا اور پکار کر کہا کہ او آفتاب پرست او باغی نامعقول
کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے ٹھہر تو رہ تو اپنے زعم باطل میں یہ تصور کرتا ہے کہ اسد فقط بن کرب دلاور تنہا ہے
اور اسکا کوئی معین و مددگار نہیں ہے اور تو اسے مار لیگا تو یہ خیال تیرا بالکل فضول و غلط ہے ایرج سنکر کہنے لگا کہ

ہے اس کمزوری پر تو بلاے بیدرمان اور آفت جان و جہانستان ہے اس دیوانے نے بہتیک کر مارا ہے کبھی کسی مقام پر بین
نہین لیتا ذرا غافل ہوے اور آکر لشکر تباہ و برباد کر دیا دیکھا تو اُسکی حمایت پر لقابدار نے کہا کہ یہ مجھسے سرزد ہوگا
کہ تو میرے سامنے اسعد کو قتل کرے مین انشاء اللہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے نہ کرون تو نام اپنا بدل ڈالون القصہ بعد گفتگوے
بسیار خوب تلوار چلی تا اینکہ تلوارین انکی آریان ہوگئین ہاتھ سے پھینک دین اور نوبت بکشتی پہونچی اسعد نے افغان کوچک
سے کہا کہ یہ دونون جو باہم لڑ رہے ہین پھر اگر لقابدار اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے ذلیل ہوا تو پھر مجھے کون بچائیگا اور یہ
ممکن نہین کہ ایرج لقابدار سے مغلوب ہو پھر ایسے مین وقت فرصت کا ہے اسے غنیمت جانکر مجھے پردۂ دنیا پر پہنچا اُسنے
کہا کہ بہت خوب یہ کہکر اسعد بن کرب غازی کو ساتھ لیکر پردۂ دنیا کو راہی ہوا مگر یہان ایرج اور لقابدار باہم
دو روز لڑ چکے ہین اب تیسرا دن آگیا ہے ریلا پیلا ہو رہا ہے وہ اسے ریل لیجاتا ہے یہ اسے ریل لیجاتا ہے تا اینکہ ایکمرتبہ ایرج
لقابدار کو لیکر دوڑا اور لقابدار نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تا اینکہ تھوڑی دور پر موش خانہ تھا پیچھے ہٹتے ہٹتے پانون
لقابدار کا اُس موش خانے مین جا تا رہا مگر بہت دلاوری کرکے زور ایرج کا روکا اور پانون موش خانے سے نکالا ایرج
کو ریل کے چلا ہی تھا کہ پانون مین ایک درد پیدا ہوا اور رنگ لقابدار کا زرد ہو گیا اور تھر تھر کانپنے لگا ایرج نے کہا
کہ کیون کیون کیا حال ہے لقابدار نے کہا کہ ای ایرج پانون میرا موش خانے مین جاکر اُکھڑ گیا ایرج نے کہا کہ اچھا
اب اپنی فرودگاہ کو واپس جاؤ جب اچھے ہو لوگے تب لڑینگے یہ سنکر لوگ لقابدار کے لقابدار کو اُٹھا لیگئے اب جو
ایرج اُدھر سے پھرتا ہے تو اسعد ندارد دریافت کیا کہ اسعد کیا ہوا لوگون نے بیان کیا کہ حضور وہ تو جبھی چلا گیا تھا
ایرج نے کہا کہ جاکر افغان کوچک کے مکان پر تو دیکھو اب جو دیو خبر کو جاتے ہین تو سنا کہ افغان کوچک اسعد
ساتھ پردۂ دنیا کو چلا گیا دیوون نے آکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے افرنج سے کہا کہ غضب ہوا یہ دیوانہ ضرور میرے
لشکر کو جاکر غارت کریگا مجھے بھی بہت جلد پردۂ دنیا پر چلو القصہ ایرج بھی مع اپنے لشکر کے پردۂ دنیا پر روانہ ہوا
اب اس قصے کو تو یہین چھوڑیئے اور دو کلمے حال مالک اور داراب کے سنیئے کہ یہ دونون جو شکست کھاکر
ایرج کے ہاتھ سے جانب ملک کشمیر روانہ ہوے تو منزل بمنزل کوچ بکوچ چلے جاتے تھے کہ تیسری منزل
پہونچکر ایک صحرا مین اُترے کشمیر شاہ نے سب زخمیون کے ٹانکے لگواے علاج و معالجہ ہونے لگا جب زخم ان سب کے
کچھ بھرے ہوے تو داراب نے مالک سے کہا کہ یہ تیسرا مرتبہ ہے کہ مین جاتا ہون اور بے نیل مقصود پھر آتا ہون اب جی
نہین چاہتا کہ اس ذلت و خواری سے ملک کشمیر جاؤن مالک نے کہا کہ اے داراب خدا چاہیگا تو سب ذلت
مٹ جائیگی کوئی مقام رنج و غم نہین ہے اگرچہ دیکھا گیا ہے کہ اولاد حمزہ کبھی شکست بھی پا جاتے ہین اگر خدا نے چاہا
تو تم پھر کامیاب ہوگے زخم اچھے ہو لینے دو گھبراؤ نہین اور یہان سے جاؤ نہین تا وقتیکہ زخم تمھارے اچھے ہون داراب نے
کہا کہ بہت اچھا جو مرضی آپکی ہے جاؤنگا ارشاد آپ کا بجالاؤنگا القصہ دو روز وہان قیام کو گذرے تھے کہ تیسرے دن
صبح کے وقت جانب صحرا سے ایک شق گرد و غبار کا اُٹھا داراب نے ہرکارون سے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ دیکھو تو کون آتا ہے
اور افسران فوج کو حکم دیا کہ کل مال و اسباب بیچ مین کرلو اور کل فوج کو گردا گرد کھڑا کردو القصہ ویسا ہی کیا گیا
کل فوج گردا گرد ہوگئی مال و اسباب بیچ مین کرلیا گیا کہ یکایک دامن گرد کا شق ہوا اور پانچ سو علم نشان پانچ
لاکھ سوار کا نمایان ہوا علمون کے پھریرے زربفت کام ستارہ لگا ہوا تھا پھمنون کی جھولون پر بھی ستارے جڑے ہوے
علمدار زرین پوش دوش بدوش چلے آتے ہین بعد اسکے اور کل سامان جلوس سوار لیکا سامنے سے نمودار
ہوا بعد اسکے خورشید ستارہ پرست مرکب پری پیکر پر سوار آگے آگے اور پشت پر اختر اختران خورشید باختری

نامہ بیان آخری تخت پر سوار اور پانچ لاکھ سوار اور پیادل پیچھے پیچھے چلے آتے ہین اور ہر ایک مقام پر قیام کرتے جاتے ہین
تا اینکہ تمام لشکر نے ایک مقام سبزہ زار مین قیام کیا خیمے ڈیرے استادہ ہوئے ہرکارون نے آکر داراب کو خبر دی
کہ خورشید ستارہ پرست آیا ہی داراب نے کہا کہ خیر معلوم ہوا اور ادہر جب خورشید ستارہ پرست نے داراب کا
لشکر دور سے دیکھا تو کہا کہ خبر لو کہ یہ لشکر کسکا اترا ہوا ہی اسیوقت ہرکارون نے جا کر دریافت کرکے عرض کیا کہ یہ لشکر
داراب کشور کشا کا ہی ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوکر آئے ہین اور آپکو دیکھکر بہت خائف ہین اسباب سب چھپا لیا
ہی فوج سب گرد کھڑی ہوگئی ہی خورشید نے کہا کہ کبھی ہم کیا قزاق ہین کہ جو ہمسے اسباب کی حفاظت کی ہی اگر وہ زخمی ہی
تو مین اسکی عیادت کو جاؤنگا اور اسیوقت سوار ہوکر روانہ ہوا جب داراب کے خیمے مین پہونچا تو داراب نے کہا
کہ ای خورشید مین زخمی ہون نہ تمہارا استقبال کر سکا نہ تمہاری تعظیم کو اٹھا خورشید نے کہا کہ آپ بیکار عذر کرتے ہین
مین آپکا حال پہلے ہی سن چکا ہون فقط آپ کی عیادت کے واسطے آیا ہون کہیے تو آپکا حال کیا ہی داراب نے کہا کہ ای خورشید
حمزہ صاحبقران تو لقا کے تعاقب مین ظلمات کو گئے ہین اور ہم لوگون سے [illegible] تھی کہ لندھور کو تو ایرج کی
حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور مالک اژدر کو میری نگہبانی کے واسطے معین کیا اور زنجیل بادہ فروش کو تمہاری نگرانی
کیواسطے چھوڑا ہی تو بھائی مالک نے تو میرے ساتھ وہ کیا کہ جو باپ بیٹے کے واسطے کرتا ہی ہر وقت میرے واسطے سینہ سپر
رہا مگر مجھے یہ کب لازم ہی کہ صاحبقران کے ملک سے علاقہ رکھون مگر ایرج کی خواہش یہ ہی کہ علاقہ کو صاحبقران کے
برباد کرے اور برباد کر رکھا ہی اور لندھور اس سے بالکل متعرض نہین ہوتا یہانتک کہ شہر قہر بانو شہر ایرج نے لے لیا
اور ترکون کو قتل کیا اور اسپر بھی وہ ہندی خبر نہ ہوا یہ بیعت کا سلوک ہی عین اطاعت ہی یا وہ جو اسے مشہور کر رکھا ہی
کہ لندھور ایرج پر عاشق ہی ایسا ہی کچھ ہی مین ایرج کو سمجھانے گیا تھا جب اسنے نہ مانا تو نوبت یہ جنگ پہونچی
گردش فلکی سے مین بھی مجروح ہوا اور مالک بھی زخمی ہوا خورشید نے کہا کہ اچھا مرضی الٰہی کیا ہی زخمی ہونے سے شجاعت مین
فرق نہین آتا حمزہ صاحبقران بھی اکثر زخمی ہوئے ہین مگر ہم تجھکو ایسا نامرد سمجھتے تھے اور افسوس کہ ایسا ہوا جا
جو مال و اسباب اپنا حفاظت مین لیا اور یہ خیال کیا کہ مین مال و اسباب تمہارا لوٹونگا اور کبھی حالت زخمداری مین ایذا دونگا اول تو مجھسے مخاصمت
کی کوئی وجہ نہین دوسرے اگر کوئی وجہ بھی ہوتی تو مین ایسا نامرد اور دیوانہ نہ تھا کہ حالت زخمداری مین فرق کرتا داراب نے کہا کہ بھائی مجھکو تو ہرگز گمان
بھی نہ تھا خورشید کہ مال لیلیں لیں ایکچہ کہ تمہے خیمے دیکھتے ہی تو نے مال اسباب کی حفاظت کا حکم دیا داراب نے کہا کہ خورشید تم ایسی باتون کا خیال نہ کرو
اور دعوت میری قبول کرو خورشید نے کہا کہ مجھے کیا عذر ہی کیا ہی ہم تم سب ایک حالت مین ہین غرض دو دن تک خورشید کی دعوت کی تیسرے روز
خورشید نے داراب سے کہا کہ ای داراب چلو لیبیا تاکہ حمزہ صاحبقران ظلمات سے واپس آئینگے تو سمجھ لیا جائیگا
داراب نے کہا کہ بات تو بہت اچھی ہی مگر میری حالت ظاہر ہی کہ زخمی ہو رہا ہون تمہارے معیت مین نہین چل سکتا مگر تمکو
بہت جلد جانا چاہیے کسواسطے کہ ایرج اہل اسلام کا خاتمہ کیے دیتا ہی آجکل ایرج شہر اختشم مین ہی تم پہلے چلو تم سے ہو
پیچھے پیچھے مین بھی آتا ہون خورشید نے کہا کہ اچھا آج مین اپنا سامان درست کرتا ہون کل شہر اختشم کو روانہ ہونگا اور
داراب سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آیا اور دوسرے روز روانہ ہوا ادہر سے تو راہ مین ہین چھوڑیے اور چند کلمے ہندوستان
شہر اختشم کے سنیے کہ جب بیان ایرج بستر خواب پر سے غائب ہوگیا تو مالک بن ملکوت شاہ نے شاپور کو بلا کر کہا کہ ای
شاپور تم دریافت تو کرو کہ یہ کام کسکا تھا شاپور اسیوقت گیا اور جا کر بیتزاد خاص کا پتا نہ ملا لگا کہ غضب ہوگیا
اسد نے ایرج کو پکڑوا بلوایا اب اسد کو کہان ڈھونڈین جیسے معلوم نہین کہ وہ دیوانہ کہان ہی مالک سے ملاقات ہوئی
آکر حال بیان کیا اور کہا کہ ہر چند مجھکو معلوم نہین کہ اسد کہان ہی مگر غالباً کسی پہاڑ مین ہوگا مین ہندوستان کو ڈھونڈنے جاتا

جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور بسبب تلاش ایرج قریب لشکر سمار دریابار ی اور لبتہ حصار کے پہونچا تو معلوم ہوا
کہ ضرغام سے ایرج کا پشتارہ چھین لیا ہے اور اسد آیا ہوا ہے ایرج کو مانگتا ہے بس یہ سنتے ہی شاپور نے خیال کیا
کہ اگر لندھور آجاے تو ایرج بچ جاے یہ خیال کر کے لشکر لندھور کیطرف روانہ ہوا اور اسوقت پہونچا کہ جب
لندھور اپنے رفقا سے کہہ رہا ہے کہ نہین معلوم ایرج کو کون چرا لیگیا یا طلماسپ غائب ہوگیا تھا اب ایرج کا
پتا نہین لگتا خدا جانے کون ایسا زبردست عیار ہے کہ ایسی چالاکیان کرتا ہے اور کچھ حال نہین کھلتا کہ شاپور نے
پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ اگر آپکی یہ خواہش ہے کہ ایرج زندہ رہے تو جلد چلیے ورنہ اسد دیوانہ ایرج کے
ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا لندھور نے کہا کہ اچھا مین چلتا ہون مگر کچھ حال تو بیان کر یہ سنکر شاپور نے کل حال بیان کر دیا جب
لندھور نے کل حال سن لیا تو سوار ہوکر اسیوقت روانہ ہوا مگر اسوقت پہونچا کہ ملک سمار دریابار ی بھاگ کی
لاش پر رو رہا تھا استفسار حال کیا اسنے کل حال اور کیفیت بیان کی بارے خاطر جمع ہوئی کہ ایرج تو چھوٹ گیا
شاپور ملک سمار کو تشفی و دلاسا دیکر ایرج کے تعاقب مین روانہ ہوا تھوڑی دور آکر معلوم ہوا کہ ایرج کو
کوئی آسمان پر اٹھا لیگیا لندھور حیران و پریشان آدہے سے واپس ہوا ملک لبتہ نے سمار دریابار ی کی لاش کو دفن کروایا اور
ایرج کی خبر کیواسطے ہرکارون کو روانہ کیا اور وہان مالک بن ملاوت شاہ نے ساندنی سوار ایرج کی تلاش کیلیے
روانہ کیے اب اس قصہ کو تو یہین چھوڑیے اور دو کلمے کچھ حال طلماسپ کے ملاحظہ فرمائیے کہ جمشید اور خورشید
حبشی نے طلماسپ کو اپنے وزیر جبیس اخترشناس کے حوالے کیا بر جبیس نے اپنے قصر کے نیچے لاکر قید کیا قضائے کار
اتفاقات روزگار ایک روز بہ جبیس کی بیٹی سمن عذار اپنے قصر پر بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک طلماسپ پر نگاہ جا پڑی
بس دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوگئی تیر ابرو جگر کے پار ہوگیا دل سو جگہ سے فگار ہوگیا
اشعار تھی نگہ یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا
ایک آہ کے ساتھ + بس ہوش و حواس رخصت ہوگئے عقل بالکل جاتی رہی حالت جنون کی طاری ہوئی ہرچند
اپنے دل کو سمجھایا کہ اے سمن عذار یہ تجھے کیا دیوانہ پن سوا ہے کیا وحشت سوجھی ہے اپنے دل کو سنبھال جی کو تھام عقل
کام مین لا اسقدر بیقرار و مضطر نہ ہو معلوم نہین یہ کون شخص ہے اور کس مذہب کا آدمی ہے تو مسلمان اسکے دین و مذہب سے
لاعلم محض دوسرے تو وزیرزادی یہ مجرم بادشاہ اور معلوم نہین کس علت مین مقید ہے تو جو اسپر دلدادہ ہوئی ہے تو یہ
کونسی لاطائل حرکت ہے سنبھل سنبھل ایسے مہمل حرکات تجھے زیبا نہین ہین انجام اسکا اچھا نہین ہے مگر دل بیقرار کو کب
قرار آتا ہے ہردم ولولۂ عشق بڑھتا جاتا ہے صبر و قرار رخصت ہوا جاتا ہے اشعار سنتے لگا پاس ناموس و ننگ +
لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ + مسلط ہوئی دلپہ فوج جنون + علم عقل کے سب ہوے سرنگون + اب یہ حال ہے کہ
ملکہ سمن عذار کو کھانے سے سروکار نہ پانی سے کام خواب و خور سب حرام شب کو چپکی رہتی ہے خستہ حالی ہے + گفتگو
صورت خیالی سے + پہروں دل سے باتین کیا کرتی ہے اکثر منہ ڈھانپ ڈھانپ کر رویا کرتی ہے تنہائی پسند آئی ہے
نشست و برخاست سے نفرت ہوتی جاتی ہے تا اینکہ اگر کوئی خواص تک آجاتی ہے تو اس سے برہم ہوکر کہتی ہے کہ تو کیون
آئی ہے تجھے کسنے بلایا تھا جا چلی جا خبردار بغیر ہمارے طلب کیے نہ آیا کر اور اگر بار دیگر پھر تو بغیر ہمارے بلائے ہو
آئی تو بہت سخت سزا پائیگی اور اکثر اوقات اسی قصر پر آکے بیٹھا کرتی تھی اور طلماسپ کو دیکھا کرتی تھی یہ حالت
ہوگئی کہ دن بھر بدن تپ غم سے جلتا ہے اور ہر لحظہ و ہر ساعت دل سلگتا ہے نہ کسی سے بات نہ چیت منھ لپیٹے ہوئے
پڑے رہنا اور ہر وقت الہ پلید مہاسے فراق کا سہنا جب کوئی زیادہ سر ہوتا ہے تو کچھ کھا لیتی ہے اور پھر منہ لپیٹ

پڑی رہتی ہی ورنہ غذا غم ہی اور پانی اشک چشم پرنم ہر نہ تن کی خبر نہ من کا ہوش بالکل بہوت عشق و مست و مدہوش نہ گرمی کا ادراک
نہ سردی کا احساس پارہ پارہ لباس گریبان چاک جہان پڑی ہی وہان پڑی ہی جہان کھڑی ہی وہان کھڑی ہی اگر کسی نے پوچھا
کہ ملکہ کیون مزاج کیسا ہی جواب دیا کہ اچھی ہون جو دم گذرتا ہی غنیمت گذرتا ہی مجھ کم بخت کو کیا ہو گیا کبھی آہ سرد بھرنا
کبھی آہ و نالہ کرنا کبھی کسی گوشے مین چھپنا مار مار کر روتی ہی کبھی شکوہ پرداز جور فلکی ہوتی ہی شعر اے چرخ دیکھا یا
کیا ہو نیرنگ + ظالم تیرے بھی ہین عجب ڈھنگ + او بیداد گر خدا سے مطلق نہین ڈرتا ہی مجھ پر ناحق بیداد عشق کرتا ہی
مین تو جانتی ہی نہ تھی کہ عشق کیا شی ہی ناحق مجھ پر یہ بیداد و جفا ہی قصہ مختصر ملکہ سمن عذار پر جب کئی روز اس حالت مین
گذر گئے انیسون جلیسون نے متفق اللفظ ہو کر یہ مشورہ ٹھہرایا کہ جا کر ملکہ سے استفسار کرو اور سمجھاؤ سب نے آکر عرض کیا
کہ ملکہ آپکی یہ حالت ہے کبھی ہم نے دیکھی ایسا محو و بیخود کبھی نہین پایا کہ نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کی پروا نہ آپ کسی سے بولتی ہین
نہ کسی سے بات کرتی ہین چپکے چپکے آہ سرد بھرتی ہین رنگ چہرے کا متغیر ہی ہر وقت حال ابتر ہی ہر وقت آنکھون مین آنسو
بھرے ہین دشمنون کو کیا بیماری ہی کیا عارضہ ہی اگر حول دل ہی تو اسکا علاج فرمایئے اور اگر کوئی دوسرا امر ہی تو خدا کے
واسطے آگاہ کیجیے کہ اسکی تدبیر کیجاے ملکہ نے جواب دیا کہ صاحبو مجھے کوئی عارضہ نہین ہی مین اچھی بھلی ہون اگر تم سب
میرے دوست ہو تو اب کبھی نہ پوچھنا ورنہ صورت سے بیزار ہو جاؤنگی پھر کبھی اپنے سامنے نہ بلاؤنگی اور صاحبو انسان کی
طبیعت کیا ہمیشہ یکسان رہتی ہی کبھی عیش و نشاط کبھی غم مین گذر جاتی ہی یہ کہکر پھر اندر بارہ دری کے چلی گئی پھر وسے
چھوڑ دیے پلنگ پر جا پڑی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگی اب وہ پلنگ نہ تھا پلنگ تھا کہ پھاڑے کھاتا تھا اور بار بار
یہ آواز خفیف یہ شعر ورد زبان تھا شعر سخت بن تیرے قلق و کڑھا ہتا ہی مجھے + کہ اٹھاتا ہی مجھے گاہ بٹھاتا ہی مجھے اور
ازبسکہ بدنامی کا خوف ہی تو قصر پر جانے سے بھی اکراہ کرتی ہی جب کبھی زیادہ بیقرار ہوتی ہی تو جا کر غرفہ سے طہماسپ کو
دیکھ آتی ہی اور پھر جلدی سے چلی آتی ہی کہ کوئی دوسرا اس راز سے آگاہ نہ ہو القصہ ایک روز کا ذکر ہی کہ دوپہر کا وقت
تھا سب کو ملکہ نے اپنے پاس سے سرکا دیا تھا کوئی اسوقت پاس نہ تھا لبس آکر قصر پہ بیٹھی اور طہماسپ کو دیکھنے لگی
اور یہ خیال کرکے کہ اے ملکہ یونہین گھل گھل کر جان تیری گئی اور بے حصول مطلب دنیا سے چلی بے اختیار زار زار مثل ابر بہار
رونے لگی ہنوز رو ہی رہی تھی کہ دایہ اسکی نرگس نام دبے پاؤن آئی اور ملکہ کو روتے دیکھکر کہنے لگی کہ اے ملکہ یہ دائی تجھ پر
نثار تجھ پر کیا گذری کیون اسقدر زار زار رو رہی ہی ملکہ نے آہ سرد بھرکر کہا کہ اے انا کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتی کہ کیا ہوا ایک
شعر کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا + بن کہے بھی رہا نہین جاتا + دایہ نے کہا کہ اچھا پھر مجھ سے کاہیکا اخفا ہی اگر مجھ سے نہ کہوگی تو کس سے
کہوگی مجھ سے زیادہ تمہارا رازدان کون ہوگا مجھ سے مفصل حال بیان کرو اور ای بیٹا تم لاکھ مجھ سے چھپاؤگی مگر مین سمجھ گئی
یہی دن سن ہین یہی سن و سال ہی اس عمر مین انسان سبھی کچھ کرتا ہی بیٹا نہ ماں کا خوف کرتا ہی نہ باپ سے ڈرتا ہی بیٹا تو
دائی سے پیٹ چھپاتی ہی کیا مین نے دھوپ مین بال سفید کیے ہین مین ما فی الضمیر تیرا پہچان گئی آہ سرد دلیل جانسوزی ہی تیرے
تیرے بے لبی اور بیکسی ہی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تو کہین عاشق ہوئی ہی مگر یہ تو بتا دے کہ آخر کس کے عشق کی گھایل ہی کس
پری پیکر پر دل تیرا مائل ہی اے ملکہ تیری ہی جان کی قسم مین ہرگز کسی سے نہ کہونگی بلکہ اسکی تدبیر کرونگی تو مجھ سے کہہ اور
اگر مجھ سے اظہار نہ کیا اور یونہین رو رو کر اپنا حال تباہ کیا تو اس سے کیا فائدہ ہی جب ملکہ نے دیکھا کہ دایہ بہت گرویدہ ہی
تو اپنے دل مین کہا کہ اے ملکہ یہ امر تو دایہ پر حالی و منکشف ہو گیا کہ تو کسی پر عاشق ہی پھر اب اصل کیفیت سے پورا بیان
کر دینے مین کیا حرج ہی آخر یہ اخفا تا بکے جب جان ہی پر بن آئی تو کاہیکا ڈر اگر یہ تیری شب یہ حال ہو گئی اور تیری
جوانی پر رحم کھا کر کوئی فکر اسنے نکال دی تو تو فہو المراد ورنہ جو ہو سو ہو مرتا کیا نہ کرتا اور اگر تو قضا سے تیری

باپ سے خبر کر بھی دی تو بہت برا ہو گا وہ مجھے قتل کریگا پھر روز کی جانسازی سے ایک دن کا مرجانا اچھا لیس یہ بات دل مین سوچکر کہا کہ ای دایہ کیا پوچھتی ہو جان ہماری جاتی ہے دو ایک روز کے اور مہمان ہین ہمکو وہ مرض ہے جو علاج پذیر نہین ہے وہ درد ہے جسکی کوئی تدبیر نہین پھر تمہارے کہنا فائدہ بیان سے کیا حاصل دایہ نے کہا کہ بیٹا یہ خیال تمھارا بالکل فضول ہے صرف ایک مرض موت کا لا علاج ہے باقی ہر درد کا علاج ہے ملکہ نے کہا کہ کہنے سے کیا حاصل ہوگا تم سمجھاؤ گی رنج اور فاضل ہوگا لیس مجھکو میرے حال ہی پر چھوڑ دو کچھ نہ پوچھو دایہ نے کہا کہ ای من عذار مین نہ مانونگی کچھ تو کہہ سمجھا نا کیسا اور کس سے خفا ہے جو تیرے سے شکر یہ حال نہ ہو یہ سنکر ملکہ نے رو رو کر کہا کہ ای دایہ شعر کوہیست مرا فتادہ بر دل + برداشتنش بسے است مشکل ✦ مین جس مرض مین گرفتار ہون خدا اُس بلا مین کسیکو نہ پھنسائے جو روگ مجھے لگا ہے پروردگار کسیکو نہ لگائے وہ مرض ہے اجل کی طلب ہے وہ درد ہے جسکی دوا وصل حبیب ہے نرگس نے کہا کہ ارے بیٹا کسپر عاشق ہوئی ہو اُسکا نام تو بتاؤ اُسکی صورت تو دکھاؤ ملکہ نے کہا کہ ذرا ادھر آؤ دایہ جو قریب گئی تو تصویر طہماسپ کو دکھا کر ملکہ کہنے لگی کہ ای دایہ اگر اس جوان کا وصل ممکن ہوا تو تیری زندگی کی شکل نکل آئیگی ورنہ ہم بہت جلد رخصت ہین نرگس نے جو بغور دیکھا تو اُسنے طہماسپ کو پہچانکر کہا کہ ہی ہی بیٹا یہ کہان تیرا دل آیا ہے بیٹی ایک تو یہ غیر مذہب کافر دوسرے تیرے باپ کا عدو ملکہ نے کہا کہ ای دایہ مین نے ہر طرح دلکو سمجھایا مگر یہ دل نہین مانتا ہے مین کیا کرون اب تدبیر اس دل ناسمجھ کی یہ ہے کہ یا تو میرے باپ کیطرح مجھے قتل کروادے یا مجھے اس جوان سے ملادے اور جو ان دونون کامون مین سے کوئی کام نہ کریگی تو دیکھیگی مین زہر کھا کر مر جاؤنگی تو تو ہاتھ ملکر رہ جائیگی دایہ نے کہا کہ تجھکو کیا ہوش کی دوا کر خوب سا روشن پیدا کی ہے خوب ہی نیکی دیکھنا انکا مین ایسا کون ہوگا جو آنکو سے سر قتل کروا د ملکہ نے کہا کہ ای دایہ اس زخم پر نمک نہ چھڑک مین اسی واسطے تجھسے نہ بیان کرتی تھی جا چلی جا میرے پاس سے مجھے میرے حال پر چھوڑ دے شعر برو بکار خود ای واعظ این چہ فریاد است + مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است + دایہ نے کہا کہ بیٹی بیٹھ تو یہ کہنے کہ چھوٹ جائیگی حق ناحق میرے منہ پر کالک تھوپا جائیگا ملکہ نے کہا اچھا اگر تیرا یہ ارادہ ہے کہ وہ کسی طرح رہا ہو اور مجھکو تسکین ہو تو مین تجھے ایک تدبیر بتائے دیتی ہون دایہ نے کہا کہ وہ کیا بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو نقب ہمارے گھر مین ہے اسی راہ سے اُسے چھڑا کر نکل جائین دایہ نے کہا کہ اگر وہ پانون پھیلا دے اور مستعد جنگ ہو تو پھر کیا ہوگا ملکہ نے کہا کہ یہ میرا ذمہ مین اُسے ہرگز نہ لڑنے دونگی دایہ یہ سنکر جانے پر آمادہ ہوئی اور تھوڑا سا حلوا پکا کر اور دارو بیہوشی ہم اسمین ملاکر زندان خانے مین لیکر آئی زندان بانون نے پوچھا کہ دایہ یہ کیا لائی ہو دایہ نے کہا کہ ہماری ملکہ بیمار ہوئی تھی اُسکے اچھے ہونے کی منت مانی تھی کہ جب وہ اچھی ہو جائیگی تو مین قیدیون کو حلوا کھلاؤنگی تو بفضلہ تعالے ملکہ اچھی ہو گئی اب مین نے ادائے نذر کی ہے یہ حلوا لیکر آئی ہون سو بیٹا تم بھی کھاؤ اور تھوڑا بہت قیدیون کو بھی دو زندان بانون نے یہ سنکر وہ خوان حلوے کے لے لیا اور دایہ وہ خوان رکھ کر دور جا کھڑی ہوئی یہان ان سبھون نے خوب سا تقسیم کرکے حلوا نوش جان کیا جب خوب سا کھا چکے تو بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک کی آنکھون مین سرسون پھول گئی سارے تیکو لگیے ایسا آپس مین ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ واہ جی کیسا بہت سا حلوا کھا لیا اور ہمکو اتنا سا دے کر ٹال دیا اُسنے کہا کہ میان میننے کیون ذرا سا دیا جو جمعدار نے حصہ رسد زیادہ سب سے لیا جو تمکو ملا وہی ہمکو بھی ملا اُسنے کہا کہ واہ جی تمکو ہمیشہ کی عداوت ہے تم ہمین ہمیشہ تھوڑا سا حصہ دیا کرتے ہو اُسنے کہا چلو جی یونہین سہی اُسنے کہا کہ بہت اچھا ایک دن ہم سب روز کی کسر لیلینگے اور سب رکھو لینگے اُسنے کہا کہ جی ہان ایسا آپ ہی تو بڑے دغمن مین بیٹھے بڑے بڑون کو دیکھا ہی تو تم کیا کرلوگے لیس اُسنے یہ سنکر دو طرکے ایک چلی تھپڑ مارا اُسنے ایک گھونسا رسید کیا اُسنے ایک لات دی لگی لات چلنی ہونے جمعدار نے پکار کر کہا کہ ارے میان اسے چھوڑ دو یہ سنکر چیم اُٹھا وہ گرا اتنے مین جمعدار تمکو اُٹھکے دھرم سے گر باقی ہاتھ

جمدار سکے اٹھانیکو آتے تھے وہ بھی دھوکے کہ گرے جب کوئی ذی ہوش نہ رہا تو دایہ نے آکر پہلی جمدار سکے سرہانے سے
اُتار کر دروازہ زندان کا کھولا روشنی ہاتھ میں لیکر اندر آئی اطرماسپ اسوقت سو گیا تھا دایہ نے آکر جگایا اور کہا کہ
جلد چلو میں تمھارے چھڑانے کو آئی ہوں سب پاسبانوں کو بیہوش کر چکی ہوں اطرماسپ نے پوچھا کہ تم کون ہو جو مجھے
چھڑانے آئی ہو آخر کہاں لیچلو گی دایہ نے کہا کہ یہ وقت گفتگو کا نہیں ہے یہاں سے چلے چلو تم پر سب حال خود ہی منکشف
ہو جائیگا اطرماسپ اُٹھکر دایہ کے ساتھ ہو لیا دایہ اُسکو لیے ہوئے ایک خانہ باغ میں آئی اطرماسپ نے دیکھا بیچوں بیچ باغ کے
ایک بارہ دری عالی شان بنی ہوئی ہے اطرماسپ اس بارہ دری میں آیا دیکھا کہ فرش بہت ہی پر تکلف بچھا ہوا ہے مسند
زرتار بچھی ہوئی ہے دایہ نے اطرماسپ کو اس مسند پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا اطرماسپ نے کہا کہ اے مادر مہربان واقعی تجھے تو وہ
شفقت کی کہ میری حقیقی ماں بھی نہ کرتی مگر ابتک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ تم کو میرے رہا کرنے کی وجہ کیا تھی دایہ نے کہا گھبراؤ نہیں
تھوڑی دیر میں سب حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر ایک جانب پردہ پڑا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر اندر گئی اب کوئی پہر رات باقی ہے ملکہ
بیٹھی ہوئی دایہ کا انتظار کر رہی تھی بلکہ اسی قصر سے بیٹھی ہوئی سارے تماشے دیکھ رہی تھی دایہ کا حلوا بھیجنا اور
زندان بانوں کو کھلانا اُنکا بیہوش ہونا اور دایہ کا اطرماسپ کو لیکر نکلنا جب دایہ اطرماسپ کو لیکر نکلی تھی تو یہ قصر
پر تڑپی ہوئی بیٹھی تھی کہ دایہ سامنے سے نمایاں ہوئی ملکہ نے پوچھا کہ لائی اطرماسپ کو دایہ نے کہا کہ جی ہاں لائی
آخر گئی اسی واسطے تھی نہ کیونکر لاتی لیں یہ سنکر قریب تھا کہ اسے شادی مرگ ہو جاے مگر دل کو سنبھالا اُٹھی اور اطرماسپ
کی طرف چلی آگے آگے لالٹین چلتی ہوئی ملکہ اپنے تئین بناتی سنوارتی ہوئی دل میں یہ خیال کرتی ہوئی مسکراتی چلی آتی ہے
کہ اے ملکہ تو جاتی تو ہے لیکن اُس سے کیا بات کریگی وہ ایک مرد اجنبی اور تجھے غیر مرد کی بھی صحبت سے واقفیت نہیں ہے پھر
کیا وہ اس نالایق دل نے کیا ہے میں جو لیکا پاس اُسکے سامنے جا بیٹھونگی اور آثار عشق میرے چہرے سے وہ مشاہدہ کریگا تو
پھر اسکے اور کیا کہیگا کہ یہ عجیب بد عورت ہے نہایت مرد کی بھوکی ہے جو مجھے اس جبر و کبر سے بلوایا ہاے افسوس تو مفت میں
ذلیل ہوگی ہاے وہ تو آفتاب پرست اور تو مسلمان جب تو اس سے وصلت چاہیگی تو وہ تجھسے دین آفتاب پرستی
قبول کرنے کا خواستگار ہوگا اور تجھے اس لاعلاجی کی وجہ سے ترک مذہب آبائی کرنا پڑیگا ہاے دین بھی گیا دنیا بھی
گئی پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ اے ملکہ بہت سے عاشق کافر ہو گئے بہت سے مسلمان اس دل کے ہاتھوں دین اپنا کھو بیٹھے
مصرعہ عشق ازین بسیار کرد است و کند * سبحہ را زنار کرد ست و کند * ہر چہ باداباد جان تو تیری بیکسی ارے ہاں یہ
تو جہان ہے القصہ یہ باتیں اپنے دل سے کرتی ہوئی اطرماسپ کے سامنے آئی اطرماسپ نے دیکھا کہ واہ واہ سورج کا ٹکڑا چاند کا ٹکڑا
ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سامنے سے چلی آتی ہے کہ تمام عمر ایسی خوبصورت نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی لیں یہ دیکھتے ہی بیقرار
ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور پکار اُٹھا رباعی اے آمدنت اگر چہ دانستم * در رہگذرت گل و سمن کاشتمے * ہنگام آمدنت کہ ہاے برخیاک
نہی * خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے * ملکہ قریب آکر بلائیں لیں ہاتھ ڈالا یا وہ خورشید نما دست انکا میں جو اطرماسپ
ہاتھ میں آیا گویا دولت جاوید پر قبضہ پایا لیں ہاتھ پکڑے ہوئے اُسکو لیکر ایک مسند پر بیٹھی اطرماسپ نے پوچھا کہ اے نگار
تم کون ہو حال اپنا بیان کرو اور مجھے بلوانے کی وجہ ارشاد کرو ملکہ نے کہا کہ اے اطرماسپ میں شاہ خاندان اور
مستور المحفل ہوں جمشید بن خورشید اس کی بیٹی ہوں اور نام میرا ملکہ شمسی مخدارہ ہے جس روز تم یہاں آکر قید ہوے تھے
اُسی روز تمھیں دیکھکر عاشق ہوئی تھی میرے چند ضبط کیا اور جس کام لیا مگر دل نے نہ مانا اپنا بیکار کر دکھایا دایہ سے جو ہوا
اسی میں تمھاری کنیز ہوں بدل و جان تمھاری خدمتگزاری کو مستعد ہوں اطرماسپ نے کہا کہ اچھا کیا اعتبار
اس قید سے رہا کر وایں تمھیں باد اور خورشید کو مار کر قتل کر دیں شہر پر قبضہ کریں

کہا کہ صاحب تم تو یہ باتین کرتے ہو اور ہم کوئی دم کے مہمان ہین طرماسپ نے کہا کہ اچھا آخر کچھ تو کہو وجہ کیا ہی ملکہ نے کہا
کہ اب کوئی دم مین صبح ہوا چاہتی ہی بابا پہ میرا تمہارے چھوٹ جانے سے مطلع ہوگا تم اُدھر جا کر جنگ و جدل مین مصروف
ہوگے بابا پہ میرا اس راز سے مطلع ہو کر آمادہ قتل ہوگا اور اُدھر تم یکہ و تنہا کس کس سے لڑوگے آخر کار گرفتار ہوگے اس سے
بہتر یہ ہی کہ وہ تدبیر کیجاے کہ ہماری جان بھی بچے اور شہر بھی ہاتھ آے طرماسپ نے کہا کہ پھر وہ کونسی صلاح ہی ملکہ نے کہا
کہ ابھی تھوڑی سی رات باقی ہی ہمکو اپنے ساتھ لو اور جسطرح ہو اپنے لشکر مین پہونچا دو اور بعد اسکے فوج و لشکر لیکر آؤ
اور لڑ بھڑ کر شہر کو شوق سے لو طرماسپ نے کہا کہ اچھا وہ راہ بھی تو بتاؤ کہ آخر جائین کس راہ سے ملکہ نے کہا کہ یہان ایک نقب
ایسی کھدی ہوئی ہی کہ جسکا ایک سر یہان ہی اور ایک سر صحرا مین نکلا ہی طرماسپ نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہی ابھی چلو غرض
طرماسپ نے تو اپنی قید کو جھٹکے دے کر توڑ ڈالا اور ملکہ نے بہت کچھ مال و اسباب ہمراہ لیا اور کچھ انیسین ہمراہ لیکر نقب کا منہ
کھلوا کر اُسی نقب کے راستے سے ملکہ اور طرماسپ نکلے ہوے چلے گئے اور یہان جو صبح کو پاسبان زندان خانے کے ہوش مین آے
تو دروازہ زندان کا کھلا ہوا دیکھا اور طرماسپ کا نشان بھی نہ پایا بس ہر ایک نے بجاے خود کہا کہ یہ ساری فتنہ گری اُسی
دایہ عیار پیشہ کی ہی ہمین حلوا کھلا کر بیہوش کر دیا اور طرماسپ کو چرا لیگئی چلیے چلکر برجیس کو خبر کیجیے یہ سوچ کر اُسوقت
یہ لوگ برجیس اختر شناس کے پاس دوڑتے ہوے گئے برجیس دربار شاہی مین جانے کے لیے کمر باندہ رہا تھا کہ موکلان زندان نے
پہونچکر کل حال بیان کیا برجیس یہ سنکر دوڑا ہوا محل مین آیا معلوم ہوا کہ ملکہ سمن عذار براہ نقب طرماسپ کو لیکر نکل گئی
بس یہ سنتے ہی سر سے پانک عرق انفعال مین غرق ہوگیا مارے غیرت کے پسینہ پسینہ ہوگیا چاہا کہ خنجر لیکر اپنے کو ہلاک کرے
پھر خیال مین گذرا کہ پہلے نقب تو بند کروا دے یہ خیال کر کے بہت سے مزدور لیکر نقب مین گو کر اُس سرے کو جو جانب
صحرا تھا بند کروایا بعد اُسکے تمام نقب کو مسدود کروایا اور بعد اُسکے ایک عرضی جمشید اور خورشید کو اس مضمون کی
لکھی کہ ای شہریار آج شب کو اُس شخص کی بیٹی گیسو بریدہ طرماسپ کو قید خانے سے رہا کر کے براہ نقب نکال لیگئی جب
صبح کو مین مطلع ہوا تو نقب کو بند کروا کے اپنے حال سے مطلع کیا خداوندان نعمت اب یہ حقیر کسیکو صورت نہ دکھائیگا اور
اس دنیا کو الوداع کہیگا امیدوار ہون کہ جو جرائم میرے عفو فرمائینگے اور فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائینگے الغرض عرضی لکھکر
جمشید و خورشید کی خدمت مین روانہ کر کے سودہ الماس پھانک کر سو رہا جب وہ عرضی جمشید و خورشید کے ملاحظہ سے
گذری فوراً سوار ہوکے برجیس کے مکان پر آے مگر اُسوقت پہونچے کہ جب کام برجیس کا تمام ہوچکا تھا دونون بھائی
برجیس کی لاش سے لپٹ کر چیخین مار مار کر رونے لگے اور پکارے کہ ہاے ای فہیم برجیس تمنے یہ کیا ستم کیا اگر اُس بدکارہ نے
یہ فعل بد کیا تھا تمنے کیون ہماری کمر توڑ ڈالی ہاے ای برجیس اب تجھسا عالم بھی نہ ملیگا القصہ مختصر بعد گریہ و زاری
لاش برجیس کا بہت دھوم سے اُٹھا کر دفن کیا اب وہان طرماسپ کا حال سنیے کہ جو ملکہ کو لیے ہوے اپنے لشکر مین
آیا تو پہلے ملکہ کو خیمے مین داخل کیا بعد اُسکے خود مالک ابن ملکوت شاہ کی خدمت مین آیا کہا کہ جلدی فوج کو تیار کروا دیجیے
مین ابھی چلکر قلعے کو لیلونگا مالک نے اُسیوقت تیاری فوج کا حکم دیا جب فوج تیار ہوگئی تو طرماسپ فوج کو لیے ہوے
نقب پر آیا مہرہ نقب کا بند پایا مایوس ہو کر کف افسوس ملتا ہوا واپس ہوا اور یہی کہا کہ خبیث بدبخت جائینگے کہان ہمکو
قلعہ پر یورش کر کے قلعے کو لیلونگا یہ کہکر مالک کے پاس آیا اور تمام حال اپنی رہائی کا جو یونہیں ہوا بیان کیا اور کہا کہ ای مالک قلعہ کو تو
مین لڑ بھڑ کر جسطرح ہوتا لیتا مگر جسنے چھڑایا ہی اُسکا کام تمام ہوچکا تا بعد اسکے ابھی تو یہ پوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی پہنکر
بارگاہ مین بیٹھا ناچ دیکھنے لگا عین حالت نشہ مین حکم نوازش نقارہ رزمی کو نشار رسید کیا اُسیوقت نقارہ رزمی نوازش مین
آیا جب یہ خبر اہل قلعہ کو پہونچی تو وہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا غرض کہ جمعدار نے ... بعد دونون طرف تیاری

آفتاب پرستان میں آلات حرب کی درستی رہی و اہل قلعہ میں رات بھر دعا و نماز اور گریہ و زاری میں بسر ہوئی صبح کو جمشید و خورشید فصیل بلند دروازے پر آکے متمکن ہوئے اور رفقا گرد مجتمع ہوئے کہ ایکبارگی طلماسپ نابکار مع فوج بیشمار سامنے سے دکھائی دیا یہاں سے گولہ پڑنے لگا وہ گولے کی زد سے ہٹکر کھڑے ہوئے مالک بن ملکوت شاہ قلعہ بانِ تھا فوج سب گرد اگرد مجتمع تھی طلماسپ سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا کہ مالک نے طلماسپ سے کہا کہ کیوں طلماسپ کیا ارادہ ہے طلماسپ نے کہا کہ باقبال حضور تن تنہا جاکر قلعے کو لیتا ہوں آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان بار ہشت پہلو پر چپکو لیکر چلا اہل قلعہ نے دوربینوں سے دیکھکر جمشید و خورشید سے عرض کیا کہ حضور ایک سوار آتا ہے یقین ہے کہ طلماسپ ہوگا حکم ہوا کہ اچھا آنے دو جب خوب زد پر آجاوے تو ہمسے کہو ایک تھوڑی دیر کے بعد دیدبانوں نے عرض کیا کہ حضور اب وہ سوار خوب زد پر آگیا ہے فرمایا کہ بس اب گولہ مارنا شروع کرو گولہ انداز تو منتظر حکم ہی تھے اسیوقت دھڑا دھڑ گولہ برسانا شروع کیا مگر یہ کافر خاسر شیطان مجسم گولوں کو گرز سے رد کرتا ہوا چلا آتا ہے تا آنکہ لب خندق پہونچکر نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو میں آپہونچا لیجیو نعرہ سنکر ایک غلغلہ ہوگیا کہ طلماسپ لب خندق آگیا اہل قلعہ چاہا کہ ما تا مستوال لہو کا میں ہانڈیاں پھینکیں مگر جمشید نے منع کیا کہ صاحبو ان باتوں سے اب کچھ نہ ہوگا اسسے ہاتھ روک لو اور خداوند عالم سے دعا کرو کیا عجب ہے کہ پروردگار عالم رحم کرے یہ کہکر تاج ہاتھوں پر رکھکے دعا کرنے لگے کہ اے خالق بیچون و اے مالک کن فیکون اس کافر کے ہاتھ سے نجات دے اور بھیج کسی مددگار کو کہ وہ ہماری دستگیری کرے اور اگر قضا ہی آگئی ہے تو جو مرضی تیری ہم راضی بہ رضا ہیں اہل قلعہ تو بخضوع و خشوع تمام بدرگاہ جناب باری بصد الحاح و زاری دعا کر رہے ہیں اور طلماسپ پکار رہا ہے کہ اپنے حال پر گریہ و زاری کرتے ہو اور آسمان کے خدا نادیدہ کو پکار رہے ہو بھلا دیکھوں تو تمہارا خدا کیونکر تمہاری مدد کرتا ہے اور ارادہ کیا کہ خندق کو پھاند کر پار جاوے کہ ایکبارگی بقدرت خداے لم یزل و عز بیبدل از پردۂ بیابان گردے برخاست اور ایک ماہ طلعت مہر صورت سر کبھی پر سوار گھوڑا اڑاتے ہوئے چلا آتا ہے اور پیچھے اسکے پانچ لاکھ سوار جرار اور تین شہریار گردون وقار تخت پر سوار پیچھے آتے ہیں جب وہ وہاں قریب پہونچا تو نعرہ کیا کہ او طلماسپ کہاں جاتا ہے پہلے مجھسے سامنا کر طلماسپ جو مڑکر دیکھا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست آپہونچا پکار کر کہا کہ میں اہل قلعہ کا کام تمام کر لوں تو پھر تجھسے سمجھونگا خورشید نے کہا کہ درست ہے تجھسا بہانے تو پہلے کی آواز سنی تھی وہیں سے گھوڑا اڑا کر چلا تھا کہ قلعے میں کوئی رخنہ انداز نہ کرے اب اگر تو پھرتا ہے تو پھر ورنہ میں تیرے لشکر کو تاراج کرتا ہوں طلماسپ یہ سنکر ناچار مجبور ہوا خندق سے واپس ہوا اور پکار کر کہا کہ پہلے اس ستارہ پرست کو ماروں پھر تجھسے سمجھونگا مگر چونکہ شام قریب تھی خورشید سے کہا کہ آج تو دن تمام ہوگیا کل تجھسے سامنا کرونگا اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ دیکھا آپنے قلعہ میں کہا ہی تھا کہ یہ ستارہ پرست آپڑا اتفاقات روزگار اسی کو کہتے ہیں مگر خیر سمجھا جاویگا یہ کہکر داخل لشکر ہوا اور ادھر خورشید نے قلعے کے سامنے آکر کہا کہ تم مطمئن رہو جبتک کہ میں زندہ ہوں تمسے کوئی آنکھ نہ ملا سکیگا سب دوستوں نے دعائیں دیں کہ خدا انکو جزاے خیر دے قصہ مختصر خورشید کے خیمے مقابل لشکر ایرج کے برپا ہوئے خورشید داخل خیمہ ہوا جب دماغ اسکا زحمت راہ سے درست ہوا تو صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا دور جام شراب گلرنگ گردش میں آیا جب خوب نشہ ہولیا تو اسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجادو اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی خورشید نے اپنے رفقا سے کہا کہ اب کل یہ آفتاب پرست ہیں اور میں ہوں دیکھوں تو یہ کیا کرتے ہیں اور اس ہندی کے شرکا تو ذکر ہی کیا ہے جتنا پیہ ہے تماشا دیکھ رہا ہے اور بالکل جنبہ داری اہل اسلام کا نہیں کرتا کوکب عیار نے کہا کہ پیر و مرشد مشہور ہے کہ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ایرج کے رہا تو ہی گیا

خورشید نے کہا کہ ہان عجب کیا ہے ایسا ہی ہوگا مین نے بھی یونہین سنا ہے القصہ جب یہ خبر ہرکارون نے مالک کو پہنچائی
تو طرماسپ نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہے یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے اُسیوقت لشکر آفتاب پرستان مین بھی نقارۂ حربی
نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو اسطرف سے خورشید اپنی فوج و لشکر لیکر میدان مین آیا اور اُدھر سے مالک بھی
پہونچا قلعہ پر شاہان اختر آکر بیٹھے لندھور بھی ایک جانب آکر کھڑا ہوا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نوا بتا
کرکے جب چلے گئے تو لشکر خورشید مین علم جلوہ گری پر آئے شتری اور فیلی و باجے بجنے لگے آواز نفیر کی بلند ہوئی سب
سردار پیادہ ہوگئے خورشید مرکب کو پھیر کر سامنے تخت کے آیا اجازت میدان چاہی ناہید اختری خورشید اختری
اختر اختران نے کہا کہ جاؤ خداوند سرورین تمھارا نگہبان ہے یہ سنکر خورشید مرکب کو اُڑا کر میدان مین آیا اور پکارا
کہ اے نا انصافو یہ کیا انصاف ہے کہ حمزۂ صاحبقران تو یہان موجود نہ ہوا اور تم اسکے ممالک کے برباد کرنے کی فکر و اس
ارادے سے باز آؤ یہانسے چلے جاؤ ورنہ اسکی سزا پاؤ گے اُسطرف سے ہر ایک نے جواب دیا کہ کیا خوب آپ کو اس سے
کیا بحث ہے حمزہ کا جو نائب ہے لندھور بن سعدان ہندی اُسنے تو ایرج کی بیعت کرلی اور اقانہ صاحبقرانی حوالے کردیا
اب یہ لوگ کیا سمجھکر زبدۂ آفتاب پرستان کی اطاعت نہین کرتے اور بیعت ایرج اختیار نہین کرتے جیسا کرتے ہین
ویسا پاتے ہین اور تمھین اس سے کیا بحث ہے جو تم ان لوگون کی جنبہ داری کرتے ہو خورشید نے کہا کہ اُس ہندی کا
تو ذکر ہی کیا کرنا ہے وہ عشق ایرج مین ایسا بیخود ہوگیا کہ اگر ترک اسلام کرکے آفتاب پرستی اختیار کرے
تو عجب نہین ہے اور لوگ کیون اطاعت کرین اور خراج گذرانین اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہ ہوگا جس کسی کو
جوش جنگ ہو میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر ویلم بن شیاط زنگی اپنے مرکب کو اُڑا کر مقابل خورشید ہوا پہلے تو آتے ہی
لگاور زن ہوا کوئی دو تین قدم مرکب خورشید کا پیچھے ہٹا اور کوئی چھ قدم مرکب ویلم کا پسپا ہوا بعد اُسکے مرکبون کو
پھیر پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا پہلے ویلم نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا خورشید نے وار اُسکا رد کیا بعد اُسکے
خورشید نے وار کیا ویلم نے رد کیا بس پھر تو طعن پر طعن نکلنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے گتھ گئے آخرکار خورشید نے
نیزہ ویلم کا ہوائی کیا ویلم نے ارہ پشت نہنگ مارا خورشید نے آتے ہوئے ارے کو خیال کرکے تلوار ماری کہ ارے کے
دو ٹکڑے ہوئے اور وہی تلوار جو ویلم پر ماری تو ایک ہلکا سا زخم شانے پر آیا ویلم نے وہی ٹکڑا ارے کا خورشید کے منھ پر
مارا خورشید نے وار اُسکا سپر پر روک کے جو پوری قوت سے ایک تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آئی ویلم نے
دیسنا نہ مارا تلوار تو جھکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی کہ ویلم بیہوش ہوکر گر پڑا خورشید نے آواز دی
کہ لیجاؤ اس روسیاہ کو لوگ دوڑے اور ویلم کو اُٹھا لیگئے بعد اُسکے کلید جہنم میدان مین آیا اُسسے بھی قعر جہنم جھونکایا
سفیل سپر گردان مقابلے کو نکلا وہ بھی زخمی ہوا بعد اُسکے سپہر سپر گردان مقابلے کو نکلا خورشید نے اُسکا حملہ بھی رد کرکے
جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر سر مین در آئی مگر اوچھا سا زخم آیا سپہر نے جلدی سے گردن ہٹالی گردن مرکب کی قلم ہوئی گنبد
اور سپہر دونون تہ و بالا ہوکر گرے سپہر کا شانہ اُکھڑ گیا قصہ مختصر اور چند آدمیون کو شام تک زخمی کرکے طبل بازگشت
بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا دوسرے دن پھر میدان مین عوجان دریا باری مرجان دریا باری نیلم فیلسوار کو زخمی
کیا تیسرے روز انتر صبا نصر طرا ول کشتی گیر غراب کشتی گیر قارن بن بلوطچ گردن خورشید کے ہاتھ سے زخمی ہو
اور طرماسپ جب میدان مین جانے کا ارادہ کرتا ہے قارن ہمیشہ مانع ہوتا ہے کہ آپ جیسے ستارہ اس ستارہ پرست کا
ترقی پر ہے القصہ جب سب سردار زخمی ہوچکے اور کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہ رہا تو طرماسپ مالک بن ملکوت شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا خورشید نے جو طرماسپ کو دیکھا کہا کہ او ہادی تو ابتک اپنی جان چھپایا کیا اور میرے

مقابلے کو نہ آیا طرماسپ نے کہا کہ او ستارہ پرست جب میں آنے کا قصد کرتا تھا لوگ مجھے منع کرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ
زندگی تیری ابتک باقی تھی جو میرا مقابلہ نہ ہوا مگر اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا خورشید نے کہا کہ خداوند یزدان مجھے
بچائیگا طرماسپ نے کہا کہ اچھا حربہ اپنا خورشید نے کہا کہ میں صاحبقران ہوں سبقت نہ کرونگا تو اپنا حربہ کر جب خداوند
مجھے بچائیگا تو میں اپنا حربہ کرلونگا طرماسپ نے نیزہ ہاتھ میں اٹھایا خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا خورشید نے نیزہ کو نیزہ پر
روکا سنانوں میں سے شرارے آتش کے نکل گئے نیزہ بازی ہونے لگی کوئی دو تین گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کار خورشید کے
نیزہ سے طرماسپ کا ہوائی گیا طرماسپ کی آنکھوں میں جہان تیرہ و تار ہو گیا کمال غضبناک ہو کر سامنے سے ساطور کا
ساطور اٹھا کر یہ کہتا ہوا چلا کہ او ستارہ پرست غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کر دیا مگر اس ساطور سے بچکر کہاں جائیگا
اور جسوقت قریب پہونچا خبردار خبردار کہکر ساطور خورشید پر مارا خورشید نے جھکر سپر فولادی پر روکا مگر یہ معلوم ہوا کہ
ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا مرکب خورشید کا ٹخنوں تک زمین میں در آیا مہرے سے پسینا جاری ہوا اور غش طاری ہوا
گرد میں آلودہ ہوا اور طرماسپ نے للکارا کہ خبردار دم و کشتم خورشید پر ایسا سنکر کوکب عیار گرد گرد سے چکر مار کے اندر آیا للکارا کہ
شہریار حریف زیادتی کرتا ہے آنکھ خورشید کی کھل گئی کوکب سے پوچھا شہریار مزاج کیسا ہے کہا اچھا ہوں خداوند یزدان نے
رحم کیا یہ کہکر مرکب کو گرداکر باہر آیا اور تلوار کھینچکر کہا کہ او طرماسپ خبردار ایک ضرب میری سے ہاتھ کی بھی اٹھا
سپر کو چہرے کی پناہ کیا خورشید نے جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو انگل سر میں در آئی طرماسپ نے دستانہ مارا تلوار کو
جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی طرماسپ نے جلدی سے زخم سر کو باندھکر ساطور مارا خورشید نے ساطور کا
وار خالی دے کر جو تلوار ماری تو زخم سر کا چوپارہ ہو گیا یہ رنگ دیکھکر مالک بن ملکوت شاہ نے کل فوج کو حکم دیا کہ
مارلو اس ستارہ پرست کو بس چاروں طرف سے تمام آفتاب پرست تلواریں لیکر دوڑے خورشید بھی مع فوج دوڑ پڑا ادھر
ستارہ پرست ادھر سے آفتاب پرست باہم تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی خورشید نے شام تک کشتوں کے پشتے
اور لاشوں کے انبار لگا دیے شام کو طبل بازگشت بجوا کر دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کو واپس گئے مالک نے جراحوں کو
طلب کر کے پہلے طرماسپ کے ٹانکے لگوائے بعد اسکے اور زخمیوں کی دوا دارو کی بعد اسکے پوچھا کہ یارو ایرج کا کچھ حال
معلوم نہ ہوا کہ کون لے گیا اور کہاں گیا اور اب یہاں خورشید سے کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ رہا کل کیا ہوگا کسی نے کہا
بھاگ چلیے جب ایرج آئیگا سمجھ لیا جائیگا کسی نے کہا کہ لندھور سے اعانت طلب کیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا
کہ میں لندھور سے تو اعانت طلب نہ کرونگا کس واسطے کہ سابق ازیں لندھور ارابپ سے حمایت طلب کرنے گیا تھا
لندھور کو گرفتار کر لیا تھا اب لندھور ہرگز ہماری جانبداری نہ کریگا رات تو اسی صلاح و مشورے میں کٹ گئی جب
صبح ہوئی تو خورشید نے مالک سے کہلا بھیجا کہ او مالک اب مجھکو تمہاری حالت پر رحم آتا ہے میں تمکو مہلت دیتا
ہوں جہاں جی چاہے چلا جا مگر شرط یہ ہے کہ بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی میرے حوالے کر دو یہ سنکر مالک نے
جواب دیا کہ او کوکب اثاثہ صاحبقرانی میری ملک و قبضہ میں نہیں ہے مالک اسکا لندھور بن سعدان شہنشاہ ہند ہے وہ
جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے مجھے کچھ علاقہ نہیں ہے جب یہ پیام خورشید کے عیار کوکب نے سنا تو مالک سے
کہا کہ او مالک یہ بہانہ اچھا نہیں ہے اگر خورشید نے بگڑ لیا تو پھر تمکو زندہ بھی نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ او کوکب تجھکو قسم ہے
نیر اعظم آفتاب جہانتاب کی کہ میں اسمیں کچھ حیلہ گری نہیں کرتا خورشید سے جا کر کہہ کہ وہ لندھور سے طلب کرے اگر لندھور
دیدے تو شوق سے لیجائے مجھے کچھ دخل نہیں ہے کوکب نے کہا کہ اچھا میں جا کر عرض کرتا ہوں یہ کہکر کوکب خورشید کے پاس
آکر جواب پیام سنایا خورشید اسیوقت سوار ہو کر لندھور کے خیمے میں آیا لندھور نے جو خورشید کو دیکھا [illegible]

تعظیم دی مسند پر لا کے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا جام شرار غوالی گردش مین آیا خورشید نے دو ایک جام پی کر لندھور سے
کہا کہ لندھور مین تمھارے پاس کچھ پوچھنے آیا ہون لندھور نے کہا کہ فرمائیے خورشید نے کہا کہ ای لندھور حمزہ صاحبقران
کی طرف سے آپ ان ممالک کے مالک ہین اور صاحبقران آپ کو ہم لوگون کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین پھر آپ نے
ترکون کو ایرج کے ہاتھ سے کیون قتل کروا دیا لندھور نے کہا کہ ترکون نے ایرج کی بیعت نہ کی میرا کہنا نہ مانا جہالت
کا مزہ پایا تباہ ہوے اب اختم واسے بھی میرے کہنے پر عمل نہین کرتے قتل ہونگے خورشید نے کہا کہ آپ کو صاحبقران کا یہی
حکم تھا کہ اہل اسلام قتل ہون اور تم تماشا دیکھو لندھور نے کہا کہ خورشید تمھین ان معاملون سے کیا کام ہی تمھین کیا معلوم
کہ یہان کیا معاملے ہوے خورشید نے کہا کہ بہت درست بہت اچھا مجھے ان معاملون سے سروکار نہین آپ مجھے اثاثہ صاحبقرانی
اور بارگاہ سلیمانی عنایت کر دیجیے لندھور نے کہا کہ مین بارگاہ سلیمانی ایرج کو دے چکا اب یہ مجھسے نہ ہوگا کہ مین اُس سے
لیکر تمھین دیدون خورشید نے کہا کہ ای لندھور ایرج تو غائب ہی اُسکا پتا نہین بارگاہ آفتاب پرستون کے پاس ہی تم کہو
تو مین اُنسے لیلون لندھور نے کہا کہ آفتاب پرست کیسے بارگاہ میرے قبضے مین ہی اور سواے ایرج کے اور کسیکو نہ دونگا
یہ سنکر خورشید درہم و برہم ہوا اور کہا کہ بہت اچھا ہم بزور شمشیر لے لینگے لندھور نے کہا کہ بہت اچھا جائیے لیجیے یہ سنکر
خورشید بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے خیمے مین آ کر کل حال اپنے رفقا سے بیان کیا اور کہا کہ مین اس ہندی کو مار کر بارگاہ
کو لیلونگا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے اسیوقت بموجب حکم نقارۂ رزمی نوازش مین آیا جب یہ خبر لندھور کو پہونچی
تو اُسنے بھی طبل جنگ بجوا دیا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنے رفقا سے کہا کہ بھائیو قدرت تعالی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ
لندھور سے اور ستارہ پرست سے کس طرح مجادلہ ٹھہر گیا اب دیکھو کیا ہوتا ہی غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اُدھر سے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار ستارہ پرستان سے میدان کارزار مین
آیا اور صف آرائی شروع کی ادھر سے لندھور بن سعدان سات لاکھ ہندیون سے کہ جنھین سب دکھنی گھاجی رہیلی پوربی
تھے سوار میدان مین آیا کہ تمام ہندیون کے گلون مین پاتے پڑے ہوے سروہیان پہنچے ہاتھون مین چڑھے ہوے تھے اور ایک
طرف مالک بن ملکوت شاہ بھی آ کر کھڑا ہوا قلب پر خورشید و جمشید اختمی آ کر کھڑے ہوے القصہ جب یہان صفین جدال و
قتال کی آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو خورشید ستارہ پرست اپنے مرکب کو جولان دے کر خورشید اختری وغیرہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور اُدھر لندھور بن سعدان نے اپنے ہاتھی کو ہولا بارہ سو بادشاہان ہندوستان نیچے جامے گلون مین
پہنے ہوے کوتہ خنجر کٹارین کمرون مین لگی ہوئین تاج سرون پر رکھے ہوے پیادہ پا ساتھ چلے لندھور نے یہ کہکر سب کو رخصت
کیا کہ تم سب یہین ٹھہرو میدان مین ایک ایک سے لڑتا ہی بہادرون کے دستور سے یہ امر خلاف ہی کہ ایک کے مقابلے کو دس جائین
چہ جاے کہ تم اتنے لوگ ہو ہان مگر میرے لیے دست بدعا رہو کہ آبرو میری رہجاے یہ سنکر سب کے سب دعائین دیتے ہوے پھر گئے
لندھور نے ہاتھی کو اشارہ کیا کہ وہ جھک کر چلا جب برابر خورشید کے پہونچا تو لگا وزن ہوا اور جھومسپر کی ہاتھی کی مستک پر پڑی
ہاتھی چیخ مار کر پیچھے ہٹا اور خورشید کا مرکب بھی پسپا ہوا لندھور نے گجباگ مار کر ہاتھی کو آگے بڑھایا اور خورشید نے مرکب کو
رانون مین دبایا دونون مقابل یکدگر ہوے بعد گفتگوے بسیار برچھے ہاتھون مین لیلیے لگی نیزہ بازی ہونے تا اینکہ سنانین بیکار
ہو گئین نیزون کو ہاتھ سے پھینک دیا گرز ہاتھون مین لیلیے خورشید نے خبردار خبردار کہکر لندھور پر مارا لندھور نے اپنا گرز
اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز گرز پر پڑا تڑا تڑ اُٹھے کی آواز پیدا ہوئی رنگ آسمان فق ہو گیا جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا
ہاتھی لندھور کا چار بند تک زمین مین سما گیا لندھور کو غش آگیا یہ تو شتق گرد مین غائب ہو گیا اور خورشید نے آواز دی
کہ جلد خبر لو اس ہندی کی دیکھو تو اس ہندی پر کیا گذری عیار دوڑ پڑے گرد کے چرخ مار کر گرد کے اندر گھس

لندھور کو بیہوش پایا پکارے کہ شہریار حریف زیادتی کرتا ہے اسے جواب دیجیے لندھور نے ہوشیار ہو کر ہاتھی کو اشارہ کیا
ہاتھی طبقہ زمین کا لیکر نکلا لندھور گرز منھ کی جیب اٹھتا ہوا باہر آیا اور پکارا کہ او ستارہ پرست دو ضربیں میں نے تیری
اٹھائیں اب ایک ضرب میری بھی اٹھا یہ کہکر گرز خورشید پر مارا خورشید نے ضرب اسکی روکی تو سہی مگر چھٹی کا دودھ زبان پہ
لذت دے گیا سر ہوا اور مساموں سے پسینا جاری ہوا مرکب کی ٹوٹ گئی گھٹنے زمین کو جا لگے مگر دونوں پہلو تو جس طرح ستون
گڑے تھے اُن میں خلل واقع نہ ہوا خورشید خاک میں چھپ گیا لندھور پکارا کہ خبر لو اس ستارہ پرست کی دیکھو اس پہ کیا گذری
یہ سنکر کوکب عیار دوڑ پڑا اندر جا کر دیکھا کہ خورشید بیہوش ہی پکارا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیسے خورشید نے جواب
نہ دیا عیار نے پانی کا چھینٹا منھ پر دیا جب ہوش آیا تو کوکب نے پوچھا کہ شہریار کیا حال ہی خورشید نے کہا کہ ای کوکب
میں نے تمام عمر ایسی ضرب کسی کے ہاتھ سے نہیں کھائی جیسا کہ گرز لندھور کا سنا تھا ویسا ہی پایا اب دوسرے گرز کی تاب
مجھ میں نہیں ہی یہ کہکر مرکب کو جو دیکھا تو کام اسکا تمام تھا یہ دیکھکر خورشید پشت زین سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر پیادہ پا
لندھور کے ہاتھی پر دوڑا یہ دیکھکر لندھور بھی بعجلت تمام اپنے ہاتھی کو بٹھا کر مقابل خورشید آکر ہاتھی سے کود پڑا
خورشید نے آواز دی کہ واہ واہ تو نے اپنے مرکب کو بچایا اور میرے مرکب کو ہلاک کیا لندھور نے کہا کہ ای خورشید میں نے
دیدہ و دانستہ تیرے مرکب کو نہیں مارا اور تو نے تو زبردستی میرے ہاتھی کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تھا خورشید نے کہا
کہ اب کون میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا یہ کہکر سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑا ادھر سے لندھور ہنستا ہوا چلا دونوں گرم تلاش
ہوئے باہم کشتی لڑنے لگے تین شبانہ روز تک متواتر کشتی رہی اب جو تھا روز آگیا ہے خوب زور ہو رہے ہیں لندھور خورشید
کو ریل لے جاتا ہی خورشید لندھور کو ریل لیجاتا ہی ریلتے ریلتے ایک مقام پر موش خانہ تھا پانوں لندھور کا اس موش خانہ میں
جا پڑا اور ادھر سے خورشید نے زور کیا لندھور نے خورشید کا زور روکا تو سہی مگر کولا لندھور کا اتر گیا اب جو
زور کرکے لندھور نے پانوں نکالا تو ایک ہوک درد کی پیدا ہوئی پسینے ہو گیا رنگ متغیر ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا غش سا
آنے لگا دونوں ہاتھ خورشید کے شانوں پر رکھدیے خورشید نے جو یہ رنگ دیکھا پوچھا کہ ابھی تو تم اچھی طرح لڑ رہے تھے
یکایک یہ کیا ہو گیا لندھور نے کہا کہ ای خورشید کولا میرا اتر گیا ہی اب بات کرنے کی طاقت نہیں ہے یہ کہکر بیہوش ہو گیا
خورشید پکارا کہ ای سپاہ لندھور کو لیجاؤ یہ سنکر لوگ پالکی لیکر دوڑ پڑے اور سوار کرکے لندھور کو لیگئے خورشید طبل
بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر لوگ لندھور کو اسکے خیمے میں لائے علاج معالجے میں مصروف ہوئے کوئی پہر رات گئے لندھور
کو ہوش آیا اسفندیار خان زرینج آبادی نے کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو میں جا کر قلعہ زرینج آباد کو آراستہ کراؤں کہ اگر
وقت پر حاجت پڑے تو آپ اس قلعے میں چلے آئیے لندھور نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جاؤ یہ سنکر اسفندیار خان نے
تو اسی وقت کوچ کرکے زرینج آباد کا راستہ لیا اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ لندھور کی عیادت کو آیا اور اپنے
ہمراہ قارن قمر بین کو لیتا آیا لندھور تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا مالک سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ ای لندھور شہریار
ہم لوگوں کا گردش میں ہی کہ آپ بھی زخمی ہوئے اب کوئی اس ستارہ پرست سے مقابلہ کرنے والا نہ رہا لندھور نے کہا کہ
اب جو تمھاری صلاح ہو وہ کیا جائے مالک نے قارن قمر بین سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اسنے کہا کہ ای شہریار میں نے علم نجوم
میں دیکھا ہی کہ قلعہ زرنگوشہ پر اسیر ہج آئیگا اور وہیں ہماری بہتری ہوگی اور وہ قلعہ دریا کے بیچ میں ہی حریف
دشمن اُس قلعے کو لے بھی نہ سکیگا وہیں چلنا مناسب وقت معلوم ہوتا ہی مالک نے لندھور سے کہا کہ اب آپ کی کیا مرضی
ہے لندھور نے کہا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں غرض وقت شب ان سب نے قلعہ زرنگوشہ کا راستہ لیا اور یہاں صبح کو
خورشید بیدار ہوا تو آکر بارگاہ میں بیٹھکر کوکب کو طلب کیا اور کہا کہ ای کوکب تو جاکر میری جانب سے لندھور کو پیام دے

کہا اے لندھور اب بھی بارگاہ سلیمانی میں تو اسے کردو تو بہتر ہے ورنہ میں جب آگیا تو لگا یہ سنکر کوکب گیا اور بعد تھوڑی دیر کے
واپس آکر کہا کہ اے خورشید وہاں تو میدان صاف پڑا ہوا ہے نہ لندھور ہے نہ مالک نہ لشکر ہے نہ فوج وہ سب کے سب راتوں رات
بھاگ گئے خورشید نے کہا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کدھر گئے کوکب نے کہا کہ ہندی تو سب زرینج آباد کو چلے گئے اور لندھور
مالک کے ہمراہ قلعہ زرنگوشیہ کو روانہ ہوا اور سنا ہے کہ وہ قلعہ وسط دریا میں ہے اور نہایت مستحکم قلعہ ہے خورشید نے کہا
کہ ہم ان سبکو وہیں جا مارینگے اور اسیوقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو جب حکم گیا اسیوقت سب فوج تیار ہو گئی خورشید
نے مع فوج و سپاہ وہاں سے کوچ کیا اور یہاں مالک بن ملکوت شاہ گریزان گریز قلعہ زرنگوشیہ میں آیا بڑا بیٹا مالک کا وہاں
حاکم تھا وہ استقبال کر کے مع فوج قلعہ میں لایا مالک نے کل حال بیان کر کے کہا کہ خورشید میرے تعاقب میں ضرور آئیگا یہ سنکر
ارسلان شاہ نے کہا کہ اچھا پھر آئیگا تو آپ کا کیا بنا لیگا یہ قلعہ وہ نہیں ہے کہ حریف یکایک اسپر فتحیاب ہو گا آپ شوق سے
یہاں قیام فرمائیے بعد اسکے اسیوقت آراستگی قلعہ کا حکم دیا تمام فصیل اور برج جہاز سے گئے جہان جہان توپیں نصب تھیں
وہاں توپیں چڑھائی گئیں رسد جمع ہونے لگی جب خورشید بعد تین روز کے وہاں پہونچا تو لشکر اسکا وہاں اترا خیمے ڈیرے
برپا ہوئے خورشید قلعہ دیکھنے کو گیا جب دریا کے کنارے پہونچا دیکھا کہ قلعہ وسط دریا میں بہت مستحکم بنا ہوا ہے گولہ انداز
مستعد بیٹھے ہوئے ہیں ہمہ تن ملک رہتے ہیں یہ رنگ دیکھکر خورشید اختری سے کہا کہ اے فرزند یہ قلعہ ہاتھ نہ آئیگا اسکے لینے کا ارادہ
نہ کرو منے اخشم میں دیکھیں کھو دیا اب یہ کیسے بھاگ کر قلعہ بند ہوئے ہیں انھیں یہیں پڑا رہنے دو جب یہ تنگ ہونگے آپ سے
آپ تمھاری اطاعت کرینگے خورشید نے کہا کہ میں انھیں ہرگز نہ چھوڑونگا کہ چین سے قلعے میں بیٹھے رہیں میں ان سبکو قتل
کرونگا یہ کہکر تیاری جہازات کا حکم دیا جب جنگی جہاز تیار ہو چکے تو خورشید نے طبل جنگ بجوا دیا جب یہ خبر مالک کو پہونچی
تو بہت ہی متردد ہوا ارسلان شاہ نے مالک کو متردد دیکھکر کہا کہ آپ مطلق اندیشہ نہ کیجیے یہ ستارہ پرست کیا کر سکتا ہے غرض
وہ رات توان باتوں چیتوں میں کٹ گئی جب صبح ہوئی تو مالک آکر فصیل بند دروازے پر بیٹھا رفقا گرد و اطراف میں آکر کھڑے ہو
فوج ستارہ پرستوں کی دریا کنارے آئی خورشید جہاز پر سوار ہو کر قلعے کی طرف چلا ادھر قلعے سے دیدبانوں نے دیکھا ستارہ پرست
آتے ہیں جب خوب زد پر آچکے تو مالک سے عرض کیا کہ ستارہ پرست زد پر آگئے یہ سنکر مالک نے ہوائی داغی گولہ اندازوں نے
گولے مارنا شروع کیے توپیں رعد کیطرح گرجنے لگیں رنجک برق خرمن حریف ہو گئی ادھر ستارہ پرست یہ سمجھکر بڑھے آتے ہیں
کہ جہازات جنگی ہیں سنگر تختیاں ہیں گولے سب رد ہو جائینگے مگر گولہ وہ بلا کی چیز ہے کہ جس تختی پر پڑا اڑا کر دیا جہاز تختہ تختہ
ہو گئے خورشید کا جہاز جو سب سے آگے تھا وہ تو ایسا چھٹا اور اسطرح غرق ہوا کہ خورشید کا پتا نہ لگا ہزارہا ستارہ پرست
غرق ہو گئے غلغلہ عظیم برپا ہوا آفتاب پرستوں نے خوش ہو ہو کر طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار
آسمان پر پیدا ہوا اور اس ابر میں سے آواز نوبت اور نقارے کی پیدا ہوئی جب ابر شق ہوا تو آفتاب پرستوں نے
دیکھا کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا نیّر سپہر شجاعت دُر دریائے فتوت صف شکن وحشی فدر اسد بن کرب دلاور تخت پر سوار
دیو تخت اسد کا اٹھائے ہوئے افغان کو جا کہ بارہ ہزار دیووں کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوا جسوقت قریب پہونچکر
یہ معرکہ ہولناک ملاحظہ کیا تو ایک دیو کو استفسار حال کے لیے روانہ کیا وہ دیو اسیوقت گیا اور بعد دریافت حال
اسد سے آکر عرض کیا کہ اے شہریار آفتاب پرست خورشید ستارہ پرست کے نہیب شمشیر سے شہر اخشم سے بھاگ کر اس
قلعے میں آرہے تھے اور خورشید نے بارادۂ قلعہ گیری یہاں آکر یورش کیا تھا سو جہاز گولوں کی ضرب سے شق ہو کر ڈوب گئے
یہ سنکر اسد نے لصدق دیوان ہمراہی سے کہا کہ تم جا کر ان سب کو پانی میں سے نکال لاؤ خبردار خبردار ایک تنفس بھی انمیں سے
ڈوبنے نہ پائے اور لصدق سے کہا کہ تم ان قلعے والوں کو پکڑ کر لے آؤ یہ سنکر لصدق اہل قلعہ پر دوڑے اور بڑی بڑی لہر

پھر چھ سات سات سو گز کی بجانے لگے آفتاب پرستون کی جانبین نکل گئین کلیجے شق ہو گئے قلعہ ہلنے لگا اسد نے نعرہ کیا
کہ ای آفتاب پرستو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے مالک بن ملکوت شاہ مع لندھور ڈر کے مارے ایک
تہخانے مین جاکر پوشیدہ ہوا اگرچہ ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑی ہوئی ہی لیکن ہو گیا کہ اب نہ بچینگے اور اسد کے ہاتھ جب
آفتاب پرست لگی تاہی دیوون کو کھلوا دیتا ہی اور مالک بن ملکوت شاہ کو ڈھونڈھ رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ارے یہ
حرامزادہ کہان گیا ایک غلغلہ اہل قلعہ مین برپا ہی آفتاب پرست رو رو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ یا نیر اعظم
آفتاب تابان و یا پیر قطب دوران تمہین اسوقت بد مین ہماری اعانت کروگے تو بچینگے ورنہ کوئی صورت رہائی کی نہین
کہ اسی اثنا مین ایک ابر سیاہ آسمان پر ہویدا ہوا اور ایرج نوجوان مع دیو افریح آپہونچا اسد تو یہ معرکہ دیکھکر مع اپنے
دیوون کے بھاگ گیا ایرج نے آکر تمام آفتاب پرستون کو عجیب حالت اضطراب مین پایا لیکن اُن لوگون نے جو
ایرج کو دیکھا جان مین جان آگئی پکارے کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اسد دیوانہ ہم سب کو دیوون سے کھلوا دیتا تھا
نیر اعظم نے آپ کو اسوقت پہونچا کر ہم سب کی جان بچالی ایرج نے پوچھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کہان ہی زندہ ہی یا
دیو کھا گئے کہا کہ خوف جان سے بھاگ کر کسی طرف چھپ رہا ہی تا انکہ مالک کو ایرج کے آنیکی خبر ہونچی تہخانے سے نکلکر
مع لندھور اور ارسلان شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے پاس آیا ایرج بہتون سے بغلگیر ہوا آکر ایوان بادشاہی مین
متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے استفسار حال کیا اُسنے کل سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اور کہا کہ خورشید
جہاز نشین مارے گورون کے تباہ کر دیتے تھے اور ستارہ پرست سب ڈوب گئے تھے تا انکہ خورشید کا پتا بھی نہ لگا مگر حریف
دیوانے نے کہ ہم سب کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا کہ آپ تشریف لے آئے نہین تو دیو اب تک کھا بھی گئے ہوتے یہ سنکر ایرج نے بھی
اپنی کیفیت ابتدا سے انتہا تک بیان کی مالک نے کہا کہ ای ایرج اب تک تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب اس دیوانے کے ہاتھ سے
بچنا بہت مشکل ہی اسلیے کہ اب اُسکی ہمراہی مین دیوان زبردست ہین اور تمھارے دیو اُسکا کچھ نہ کرسکینگے افریح
بولا کہ ہان بہت سچ ہی ایرج نے کہا کہ خیر اچھا سمجھ لیا جائیگا اور لشکر اپنا قلعہ زرنگوشیہ سے باہر نکلوایا خورشید ستارہ پرست
کے گم ہو جانے کا حال سنکر بہت افسوس کیا کہ افسوس خورشید مفت مین تباہ ہوا بعد اسکے ایک دیو سے کہا کہ تو جاکر تلاش کر
کہ دیو افغان کوچک کہان اُترا ہی اسد بھی اُسکے پاس ہوگا دیو گیا اور ایک دو گھڑی کے بعد آکر بیان کیا کہ فلان فلان
کوہ مین اُترا ہوا ہی اور اُسکے رفیق بھی سب جمع ہوتے جاتے ہین دیو لیے آتے ہین یہ سنکر ایرج نے اسد کو ایک نامہ
اس مضمون کا لکھا کہ تم مرد دانا اور بڑے شیر فرزانہ ہو بہادری اور دلاوری تم پر ختم ہی تا تمھارے امیر بالتوقیر کیسے بہادر
بلند طبع ہین مگر انھون نے کبھی دیوون سے مدد نہین چاہی جبتک ہم تم پردۂ قاف مین تھے دیو ہمارے تمھارے دونون کے
شریک حال تھے لیکن اب ہم تم دونون پردۂ دنیا پر آگئے ہین ہم بھی دیوون کو رخصت کیے دیتے ہین تم بھی روانہ کردو
فقط ہماری تمھاری لڑائی رہیگی جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا اور اگر اسکے خلاف ورزی وقوع مین آئے تو خلاف دعوی کی
مردی و مردانگی ثابت ہوگا القصہ ایک دیو اُس نامے کو لیکر روانہ ہوا اور اسد کو جاکر دیا اسد نے اُس نامے کو پڑھکر
جواب پشت نامہ پر تحریر کیا کہ ای آفتاب پرست اگر تو یہ نہ بھی لکھتا تو بھی مین اپنے دیوون کو رخصت کرکے تیرے دیوون کو
مار ڈالتا مگر خیر تو بھی میرا مدعا سمجھ گیا اب مین اپنے دیوون کو رخصت کیے دیتا ہون یہ جواب لکھکر اُس دیو کو تو رخصت
کیا اور افغان کوچک سے کہا کہ ای افغان تم اپنے دیوون کو لیکر قاف مین چلے جاؤ تمھین تمھارے رخصت دی گئی یہ سنکر کہا
کہ ای شہریار پہلے ایرج کے دیوون کو تو چلا جانے دیجیے پھر ہم بھی چلے جائینگے اسد نے کہا کہ نہین مجھے کچھ ان دیوون کا ڈر
نہین تم جاؤ آخر افغان کوچک مجبور ہوکر دیوون کو لیکر دامن کوہ مین ہوشیار ہو رہا ادھر ایرج کے پاس جو وہ دیو

آیا ایرج نے مع دیو افریج سب کو پردۂ قاف کیجانب روانہ کیا افغان کو بھی افریج کے جانے کی خبر سنکر قاف کو
روانہ ہو گیا اب ایرج نے پھر بارد گر شہر اختتم کیجانب کوچ کیا جب ایرج بعد قطع منازل اور طی مراحل شہر اختتم مین پہونچا
تو شاہان اختتم نے دروازے قلعے کے بند کر دیئے اور لڑنے پر مستعد ہوئے ایرج نے شہر کو گھیر لیا تمام آفتاب پرستون نے
گرد شہر کے گھیرا ڈالدیا رسدین بند کر دین دوسرے دن ایرج قلعے کے سامنے آیا اور دھاوے کرا کر لڑنے لگا ایرج اپنے لشکر کو
لیکر وہان ہٹ کھڑا ہوا اور خورشید و جمشید سے کہلا بھیجا کہ اب مین دوسری مرتبہ تمھارے قلعے پر آیا ہون مجھے تمھارے
دین و مذہب سے کچھ سروکار نہین ہی تم اگر میری بیعت اختیار کرو اور مجھے خراج دو مین یہان سے چلا جاؤن یہ سنکر جمشید و
خورشید نے کہلا بھیجا کہ جا کر اسی پر اترا رہے ہیں کہدو کہ پہلے جو تو آیا تھا تو تونے کیا کر لیا تھا اور اب آیا ہی کیا کر یگا ہم مرگز تیری
بیعت نہ کرینگے خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہی ایرج یہ سنکر کمال آزردہ و افسردہ ہوا اپنے خیمے مین آکر بیٹھا اتفاقات روزگار
تصور پر خیالی ملکہ گیتی افروز کی آنکھون کے سامنے پھرنے لگی بس آہ سرد کھینچکر رونے لگا اور شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا کہ
اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ تونے کیا کجروی کی کہ مین ہر چند قلعہ ذو الامان پر جانے کی کوشش کرتا ہون مگر تو
نہین جانے دیتا شہر جدا ہون یار سے مین اور یار مجھسے جدا ہے دل اشکبار جدا آنکھ اشکبار جدا ہے یہ کہکر چیخین مار مار کر
رونے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور سب سردار مستفسر حال ہوے کہ خیر باشد کچھ فرمایئے تو یہ کیا حال ہی ایرج نے کہا
کہ صاحبو مین یاد معشوق مین بیقرار ہون کیونکر بے پرواز اڑ کے جاؤن جو مین اڑ کر چلا جاؤن اور اس آرام جان کو دیکھ
آؤن اور یہ قلعہ کسی طرح ہاتھ نہین لگتا اگر اسے یونہین چھوڑ کر چلا جاتا ہون تو لوگ یہی کہینگے کہ یہ کیسا صاحبقران تھا
کہ ایک قلعہ اسکے لیے نہ لیا گیا اور اگر نہین جاتا ہون تو دل نہین مانتا ہی اور مہر یار یہی کہتا ہی کہ کوچۂ دلدار مین چل مجھ
عجب مشکل مین پڑا ہون کچھ بن نہین پڑتی کہ کیا کرون کیا نہ کرون مالک نے کہا کہ اے ایرج اس سب سے تو یہ بہتر معلوم
ہوتا ہی کہ ایک مرتبہ تمام فوج کو مضبوط کر کے حملہ آور ہوجیئے جو کٹ جائینگے کٹ جائینگے باقی ماندہ جا کر قلعے سے لپٹ جائینگے
ایرج نے کہا کہ اس سے بھی کچھ نہ ہوگا جو منچلے ہین وہ کٹ جائینگے جو بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے پھر وہی ذلت کا سامنا ہوگا
البتہ مین تنہا ارادہ کرون تو بیشک مین قلعے کو لیلونگا مالک نے کہا کہ ہم آپ کو تو ہرگز نہ جانے دینگے اسلیے اگر آپ پر کوئی
چشم زخم آگیا تو کہین کے نہ رہینگے ہمارا تو سوا آپکے کوئی نہین ہی اور اے زبدۂ آفتاب پرستان دریافت کیجئے
حمزہ صاحبقران بھی کسی قلعے پر تنہا نہین گئے یہ سنکر طرماس نے کہا کہ اے شہریار مین جا کر قلعہ لیے لیتا ہون ایرج نے
کہا کہ اے طرماس مین تمھین اپنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہون تمھارا جانا مجھے گوارا نہین ہی یہ سنکر طرماس نے سر جھکا لیا
اور فکر کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ایک تدبیر مجھے سوجھی ہی یقین ہی کہ اس تدبیر
قلعہ ہاتھ آجائیگا ایرج نے کہا کہ جلد بیان کرو اسنے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ مین دس بارہ ہزار آدمیون سے سامنے
قلعے کے جا کر کہونگا کہ اے اہل قلعہ مرحبا صد مرحبا بہادر ایسے ہی ہوتے ہین کہ جان سے ہاتھ دھوتے ہین مگر بات نہین
کھوتے اب زبدۂ آفتاب پرستان کو تمسے کوئی پرخاش نہین ہی مجھے پیغام صلح دیکر بھیجا ہی مین تمھارے پاس
آؤن تو کہو ن یہ سنکر وہ مجھکو ضرور بلا لینگے جب مین اندرون قلعہ چلا جاؤنگا تو ساطور پکڑ کے لڑنے لگونگا جب مین
وہان پہونچکر قتل و قمع شروع کر دونگا تو آپ بھی یہانسے پہونچ جائیگا اور یورش کر کے قلعے کو لے لیجیگا ایرج نے کہا
کہ ہان بات تو اچھی ہی اگر اسمین بھی کوئی فتور نہ پیدا ہوا القصہ طرماس نے دوسرے روز قلعے کے سامنے جا کر وہی کلمات
کہے جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی یہ جعلساز ہمکو فریب دیتا ہی جب ہم اسے اندرون قلعہ بلا لینگے تو یہ ضرور فساد
اٹھائیگا اور ایرج بھی اس ہلڑ مین چلا آئیگا قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا اگر ایرج کو صلح منظور ہی تو کسی اپیر مرد کو

ہوا ایک جھٹکا مارتا ہی تو زنجیر دار و غہ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور دار و غہ منہ کے بھل زمین پر گر پڑا ابرل نے بگڑ کے طوق وسلاسل
کو ہاتھ زبا رجھٹکا دیکر توڑ کر پھینکدیا اور دار و غہ کو ایک گھونسا مارا کہ مغز سر اُسکا پاش پاش ہوگیا تب اطرماسب اُسکی تلوار
لیکر لڑنے لگا اُسکی قفل پڑگیا کہ بڑا غضب ہوا اطرماسب چھوٹ گیا جمشید و خورشید کے رنگ فق ہوگئے مرگ کا یقین ہوگیا
آنکھوں سے آنسو گر پڑے لیکن جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی میں اب اس آفتاب پرست کا سامنا کرتا ہوں جبتک
جان میں جان رہیگی قلعہ میں نہ آنے دونگا اور اگر مارا گیا تو تم میرے فرزند کی جگہ ہو تمسے نام اور نشان میرا قایم رہیگا مگر
بعد میرے تم اتنا کرنا کہ میرے ناموس کو فوراً قتل کر ڈالنا اور اپنے ناموس کو نکال لیجانا کہ بعد ہمارے ناموس اسیر نہ ہوا اور
پھر کوئی نہ کہے کہ جمشید و خورشید کا ناموس بندی میں آیا اسلیے کہ آدمی ہر وقت عزت و حرمت کا خیال رکھتا ہی خورشید نے
کہا کہ بھائی جو حال تمہارا وہی حال میرا تمنے تو مجھے فرزندوں کی جگہ سمجھا اور فرزندوں سے زیادہ میری پرورش و پرداخت
کی اب اگر میں تمھیں چھوڑ دوں تو زمانہ کیا کہیگا کہ یہ جوان ہوکر نہ لڑا اور اپنی جان بچاکر چلا آیا تو مجھے رسواے عالم سمجھیے
آپ ناموس کے لیجانے کی تدبیر کیجیے میں ایرج سے لڑونگا یہ سنکر جمشید خورشید کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ بھائی یہ وقت
تکرار کا نہیں میں نے تمھیں فرزندوں کی طرح پالا ہی تمہارا احسان مجھسے نہ اٹھ سکیگا براے خدا اور رسول تم جلد جاؤ اور جو میں
کہتا ہوں اُسپر عمل کرو اور جسوقت حمزہ صاحبقران یا نور الدہر بن بدیع الزمان ظلمات سے پھر کر آئیں اور تمسے
ملاقات ہو تو پہلے میرا سلام کہنا اور بعد اُسکے عرض کرنا کہ میرے خون ناحق کا عوض اس آفتاب پرست سے ضرور لیجیے گا
یہ سنکر خورشید روتا ہوا اپنے ناموس میں آیا سب کے سب خورشید کو تنہا دیکھکر پوچھنے لگے کہ کیوں تم روتے کیوں ہو
بھائی تمہارے کہاں ہیں خورشید نے کہا کہ ارے بھائی کو کیا پوچھتے ہو وہ جان دینے پر مستعد ہوے ہیں مجھے اسواسطے
بھیجا ہی کہ تم جاکر سبکو قتل کر دو تاکہ بعد ہمارے مرجانے کے ہماری رسوائی نہ ہو یہ کوئی نہ کہے کہ ناموس خورشید و جمشید کا
اسیر ہوا اور کافر انھیں لیے جاتے ہیں زوجہ جمشید نے کہا کہ بھیا ہمکو خود زندگی منظور نہیں کہ کوئی نامحرم بعد تمہارے
ہمکو ہاتھ لگا سکے جلد ہمکو قتل کر دو اور اودھر خورشید کی زوجہ نے بھی یہی آواز دی کہ ہمکو بھی مار ڈالو مگر خورشید کا یہ عالم
ہی کہ آنکھوں سے علی الاتصال آنسو جاری ہیں خنجر برہنہ ہاتھ میں ہی اور ہاتھ کانپے جاتے ہیں کہ اسی اثنا میں خورشید کی
زوجہ زیر تیغ آکھڑی ہوئی خورشید نے ایک ہاتھ اُسکی گردن پر مار دیا کہ کام اُسکا تمام ہوگیا لاش اُسکی زمین پر گر کے
لوٹنے لگی تمام محل میں ایک کہرام عظیم برپا ہوگیا صدا گریہ و زاری انسان کی سی در و دیوار سے پیدا ہوئی یہ رنگ دیکھکر
جمشید کی زوجہ بھی سامنے آکھڑی ہوئی کہ بھیا مجھے بھی مار ڈال خورشید یہ سنکر چیخین مار مار کر رونے لگا اور کہا کہ ای
بھابی تم تو میری ماں کی جگہ ہو تمپر میرا ہاتھ ہرگز نہ اٹھیگا اب دیکھیے کہ خورشید کی زوجہ فرش خاک پر سامنے لوٹ رہی ہی
خورشید کے خنجر سے لہو ٹپک رہا ہی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں جمشید کی زوجہ زیر تیغ کھڑی ہوئی منتیں کر رہی ہی
کہ بھیا جہاں تو نے اپنی بی بی کا کام تمام کیا وہاں مجھکو بھی قتل کر دو کہتا ہی کہ اے بھابی وہ تو تمہاری خادمہ تھی
مر گئی تمپر میرا ہاتھ نہ اٹھیگا ابھی بھابی از براے خدا یہ کلمات کہکر دل کے ٹکڑے نہ کرو اور جلد محمل پر سوار ہو
وہ کہتی ہی نہیں بھیا اب مجھے زندگی کٹھن معلوم ہوتی ہی ہاے جسکو میں نے بیٹی کیطرح پالا اور بلکہ بیٹیوں سے زیادہ
سمجھا وہ تو مر جاے اور میں زندہ رہوں میں اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کرونگی اور یہ کہکر ایک خنجر ہاتھ میں اٹھا کر
چاہتی تھی کہ اپنے کو ذبح کرے کہ خورشید نے دوڑ کر خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور حکم دیا کہ جلد اونٹ لاؤ اسی وقت
اونٹ محملین اور کجاوے کسکے حاضر کیے گئے خورشید نے ہاتھ پکڑ کے ایک محمل میں سوار کیا اور جہاں تک
کہ مال و اسباب ہوا اُٹھ سکا وہ سب بار کیا اور تمام عورتوں کو بھی سوار کر کے بحال تباہ و پریشان دروازہ جانب ملک

سبائل اور زبائل کا کھولکر صحرا کا راستہ لیا اب زوجہ جمشید کا یہ حال ہی کہ روتی پیٹتی زوجۂ خورشید کو یاد کر کے بین
کرتی ہوئی چلی جاتی ہی اور ادھر خورشید کا یہ حال ہی کہ آنکھیں لال آنسو جاری بعد اشکباری حفاظت کرتا ہوا
چلا جاتا ہی یہ تو ادھر روانہ ہوا اور یہاں کا حال سنیے کہ ایرج خندق کو پھاند کر پار آیا گرز سے قلعہ کا دروازہ توڑ کر
اندر چلا اور جمشید بھی رفقا سے جان نثار کو ساتھ لیے ہوئے للکارتا ہوا ایرج کی طرف بڑھا کہ او کافر کہاں آتا ہی اور
لپک کر ایک تلوار ایرج پر جمائی دی ایرج نے وار اسکا رد کر کے جوابا وار کیا تو تلوار اسکی سپر کو کاٹ کر جمشید کے
سر پر پہونچی کہ کوئی تین انگل کا زخم آیا رفقا سے جمشید باری باری حملہ آور ہوئے مگر سب مارے گئے اب اس عرصے میں
اور لوگ بھی ایرج کے آ پہونچے تلوار چلنے لگی جمشید اور ایرج سے پھر مقابلہ ہوا ایرج نے نشانہ جمشید کا تاکا کیا
جمشید نے جو تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر ایرج کے سر پر پہونچی کوئی دو انگل کا زخم آیا ایرج نے پھر جو تلوار لگائی تو
زخم سے جمشید کا چوپارہ ہو گیا پھر جمشید نے جرات کر کے پہلو ایرج کا زخمی کیا پھر ایرج نے تلوار لگائی کہ ہاتھ جمشید کا
اڑ گیا تا اینکہ جمشید بیہوش ہو کر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اب ایرج نے جانب شہر رخ کر کے حکم دیا کہ خبردار کسیکو زندہ
نہ چھوڑنا جو سامنے آ جاوے اسکے قتل سے منہ نہ موڑنا بموجب حکم اسیوقت شہر قتل ہونے لگا ایک جانب ایرج قتل
کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف طہماسپ دست لندہری دراز کرتا ہوا چلا آتا ہی عورات حاملہ کے پیٹ چاک کر ڈالتا ہی
بچوں کو نیزوں پر اچھال اچھالکر چوپ تگ کر رہا ہی جنید رعایا چلا رہی ہی کہ ارے ظالم ہم رعایا سے شہر ہیں ہمارا
کیا قصور ہی ہم پر رحم کرو لیکن کون سنتا ہی گھروں میں گھس گھسکر لوگوں کو قتل کر رہا ہی صدا اسکے یا رب الغیاث تا فلک الافلاک
بلند ہی اتفاقات روزگار قضا سے کار حارث بن سلطان سعد بادشاہ لشکر لندھور سے کہ یہ بعد روانگی اسیر با تدبیر
صاحب قران ظلمات لشکر لندھور کا بادشاہ ہوا تھا اپنے دل میں یہ خیال پر ملال کر کے کہ افسوس اہل اسلام
مفت قتل ہو رہے ہیں لندھور سے کہنے لگا اے دارا سے ہند حیا سے تعجب ہی کہ آپ دیدہ و دانستہ اہل اسلام کو قتل
کروا رہے ہیں اور جب اہل اسلام ہی قتل ہوا چاہتے ہیں تو ہمارا بیعت کرنا بالکل فضول ہوا یعنے تو فقط اسکے بچاؤ کے
واسطے بیعت کی تھی نہ اسلیے کہ ہم دیکھتے رہیں اور اہل اسلام قتل ہوں لندھور نے کہا کہ پھر تجھسے کیا کہتے ہو میں ہر طرح
موجود ہوں چلو ایرج کو منع کرو یہ کہکر لندھور اٹھکھڑا ہوا اور حارث کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا حارث تلوار
کھینچکر آفتاب پرستوں کو قتل کرنے لگا لندھور مانع ہوا اور کہا اے حارث یہ امر اچھا نہیں چلو ایرج کے پاس
چلو یہ سنکر حارث نے تلوار میان میں رکھلی اور ساتھ لندھور ایرج کے پاس آیا ایرج برابر حکم قتل دے رہا تھا
کہ خبردار خبردار ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا یہ دیکھکر حارث کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور ایرج سے یہ سنکر کہا کہ اگرچہ یہ
آفتاب پرستان بے ایمان ہیں مگر تم رحم کرو یہ لوگ رعایا ہیں شہر میں قابل رحم کے ہیں انکے قتل سے کیا حاصل جو تمھارے سے لڑ سکتے
تھے وہ تو مارے جا چکے تم صاحبقران ہو تو سب کی پرورش و پرداخت لازم ہی اور قطع نظر اسکے ابھی یہ فتح اول ہی
اگر ایسا ہی ظلم کرو گے تو پھر کیوں کوئی گرویدہ ہونے لگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم عبث سعی و سفارش کرتے ہو میں تو
انمیں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا تم اپنی جانبری کو غنیمت سمجھو اور سعی و سفارش سے ہاتھ اٹھاؤ یہ سنکر چہرہ
حارث پر آثار غیظ و غضب کے ہویدا ہوئے لندھور یہ رنگ دیکھکر خیال کیا کہ یہ اور غضب ہوا اور یہ خیال کر کے
ایرج سے کہا کہ اے ایرج بس اب قتل عام موقوف کرو تمام شہر تمھاری دہائی دے رہا ہی اور بیعت کرنے پر آمادہ ہی اور
یہی ہمارے تمھارے اقرار تھا اب اگر تم نقض عہد کرتے ہو تو میں بری الذمہ ہوں ساتھ اسکے میرے اب نہیں واسطے اور
نہیں رہ سکتے اگر تم نہ مانوگے اور وہ بگڑ کر آمادہ جنگ ہو جاینگے تو پھر تم کہوگے کہ لندھور نے بیعت بھی کی اور ہمسے

تلوار چلائی باہم ایک دوسرے کو مرلیث سمجھکر مارا کیا جب صبح ہوئی تو اسوقت ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑائی
موقوف ہوئی جب ایرج بیدار ہوا اور اُسنے یہ ہنگامہ عظیم دیکھا تو کہا کہ مین اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا
ہوں ہرکارون نے عرض کیا کہ خداوند دیوانہ کیسا یہ تو ایک بڑا سیانا تھا ایرج نے پوچھا کہ وہ کون ہرکارون نے
عرض کیا کہ خداوندنعمت بادشاہ لشکر لندھور حارث بن سعد لندھور سے آزردہ ہوکر بارگاہ لندھور سے چلا آیا
اور رات کو آپکے لشکر پہ شبخون کرکے صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج نہایت حیران ہوا لاشے مقتولون کے اُٹھواکر بارگاہ
مین آیا اہل دربار جمع ہونے لگے جب لندھور آیا تو ایرج نے کہا کہ ای دارائے ہند یہ کیا معرکہ گذرا کہ حارث بن سعد
میرے لشکر پر شبخون مار گیا جسنے میری جمعیت شکنی کر ڈالی لندھور نے کہا کہ ای ایرج یہ اولاد صاحبقران ہین جب
بگڑ جاتے ہین تو پھر کسیکا کہنا انکے خیال مین نہین آتا ہرچند مین نے سمجھایا نہ مانا میرے پاس سے چلے گئے مین تو حتی الامکان
تمہاری جمعیت شکنی نہ کرونگا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تمہین نے اُنسے کچھ سخت کلامی کی ہوگی ایرج نے کہا کہ وہ
بگڑ کر میرا کیا کرینگے کیا مفت مین اپنی آبرو کھو دینگے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بود این تو آنکا یہ ہے کہ سرکشی ہوکر بیٹھا
نہ کیا قزاقون کیطرح لوٹ مار کر چلے گئے خیر سمجھا جائیگا اور یہ کہکر اپنی جانب سے شہر اختم مین حاکم مقرر کرکے
کوچ کی تیاری کی اور حارث بن سعد نے شبخون مارکے ملک زراہل کا راستہ لیا بعد چندے روز کے جب وہان پہونچے
تو وہان کے تینون بادشاہ شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش شہنشاہ مرصع پوش استقبال کرکے بعزت تمام
و توقیر مالاکلام قلعہ مین لائے اسباب عیش کا مہیا کیا اور مستفسر حال ہوئے حارث نے کل سرگذشت اپنی بیان کی اور
حال شہر فرنگ و شیبہ اور شہر اختم کا بیان کرکے کہا کہ بھائی مجھے اس ہاجی کی بیادگری نہ دیکھی گئی تن تو مجبور ہوکر چلا
آیا مگر لندھور نے اُس آفتاب برکت کا ساتھ نہ چھوڑا بیعت کو نہ توڑا اور اُسکے ہمراہ رہا اب مین خواہ قتل ہون
خواہ قید ہون اُس سے ضرور لڑونگا اور دل کا حوصلہ نکالونگا ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ سنکر ان سبنے
عرض کیا کہ ہمارے پاس تو لندھور کا نوشتہ یہ مضمون پہونچ چکا تھا کہ تم ہمارے کہنے سے آکر بیعت ایرج کی اختیار
کرو اور خراج اُسے دو ہم سب مستعد ہوگئے تھے کہ جب لشکر ایرج کا یہان آئیگا تو ہم جاکر اُسکے شریک ہونگے مگر اب
شہریار اسے تو ہم اُس قلعہ اُسکے پاس ہرگز نہ جائینگے کافر سے مسلمان ہونے مسلمان ہوکر اسے کافر نہ کہلوائینگے بہرحال آپکی
شرکت کرینگے یہ سنکر حارث نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا الغرض حارث نے وہان استقامت کی اور اپنے آغاز و انجام کو
سوچنے لگا ایک روز خیال کرتے کرتے یہ بات ذہن مین آئی کہ ای حارث بن سعد نہ تیرے پاس فوج نہ لشکر نہ مال
نہ زر تو کیونکر ایرج سے مقابلہ کریگا افسوس صد ہزار تو کیا تھا کیا ہوکر کیسا ذلیل ہوا اسی سوچ مین مترود و متفکر بیٹھا ہوا
تھا کہ یکایک ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی دل مترود شکار کیطرف متوجہ ہوا حارث نے
شہریار مرصع پوش سے کہا کہ ای شہریار یہان شکار بھی ملیگا اُسنے کہا کہ بکثرت آپ شوق سے تشریف لیجائیے جانوران
صید گیر ہمراہ لیکر شکار کھیلیے یہ سنکر حارث نے شکار کی تیاری کی جانوران صید گیر ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ
ہوا صید و شکار مین مصروف ہوا ایک جگہ بہت سے ہرن اکٹھا چرتے تھے سم مرکب کی آواز سے متفرق ہوکر بھاگ گئے
ایک ہرن کو حارث نے سب ہرنون مین تیز پایا اور چالاک پایا گھوڑا اُسکے پیچھے ڈال دیا اور قصد کیا کہ ای حارث
اگر اس ہرن کو تم پالوگے تو ایرج پر غالب ہوگے ایک پہر کامل اُس ہرن کا تعاقب کیا تا آنکہ وہ ہرن ایک درہ
کوہ مین جاکر غائب ہوگیا اور حارث نے ڈھونڈھنا شروع کیا ہر چند تلاش کی مگر کہین پتہ نہ لگا جاتے جاتے
ایک مقام پاکیزہ پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہین اور کچھ بیٹھے ہین اور شکاری گوشت کے کباب

غرض تھی وہ بے تامل گھوڑا اٹھائے ہوئے خزانہ پر جا دھمکا اور ایک صندوق پر از اشرفی و جواہر گھوڑے پر
لاد لیا اور ایک ہاتھ میں لٹکا لیا اور لشکر سے صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہاں ایرج شکار کرتے کرتے بیٹھا ہے کباب
تیار ہو رہے ہیں کباب کھاتا جاتا ہے ناچ دیکھ رہا ہے مگر دل گرفتہ ہے رقاصہ سے کہہ رہا ہے کہ اسوقت کچھ میرا دل گھبرایا جاتا ہے
معلوم نہیں کیا سبب ہے لوگ عرض کر رہے ہیں کہ پیر و مرشد ابھی آپ شکار کھیل رہے ہیں زحمت شکار سے طبیعت
پریشان ہے بعد تھوڑی دیر کے مزاج درست ہو جائیگا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ شالور سامنے سے نمایاں ہوا
اور آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت اسد تمام لشکر کو مارے ڈالتا ہے لوٹ رہا ہے ایک غلغلہ و ہنگامہ عظیم برپا ہے ایرج
کہا کہ خطر ماسپ کیا ہوا شالور نے کہا کہ اسکو تو اسد نے عیاری سے پہلے ہی نکلوا دیا بعد اسکے خود لشکر پر آ گرا یہ سنکر
ایرج بہت پریشان ہوا عیش اسکا تلخ ہو گیا مرتب ہو سوار ہو کے جانب لشکر روانہ ہوا جب لشکر میں پہونچا تو معلوم ہوا
کہ دیوانہ ابھی ابھی خزانہ لوٹ کر لے گیا ہے اگر آپ تھوڑی دیر اور قبل آتے تو وہ سر ہی مل جاتا ایرج یہ سنتے ہی بہت
آزردہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ کی خبر تک نہ پوچھی اور اسد کے تعاقب میں روانہ ہوا مگر اسد اور ہمراہی اسکے گرانبار تھے
چل نہ سکتے تھے اور مڑ مڑ کے گھبرا گھبرا کر پیچھے پشت دیکھتے جاتے تھے کہ کوئی آتا تو نہیں ہے کہ یکایک ضرغام نے آکر خبر دی
کہ ای شہریار ایرج آ پہونچا اسد نے دیکھا کہ خزانے کے بوجھ سے مرکب چل نہیں سکتا اور خود بھی اسکی وجہ سے ٹھہرنا
ہوتا ہے یارو صندوق کو تو پھینک دو اور اپنی جان بچا کر بھاگ چلو پیچھے لیا جائیگا اسوقت صندوق کو پھینک دیتے او
آپ سبک ہو کر بھاگے ایرج جو دوڑتا ہوا وہاں پہونچا تو دیکھا کہ صندوق پڑے ہوئے ہیں انتر صبا سے کہا کہ تم تو
صندوق لیکر چلو میں اس دیوانے کے تعاقب میں جاتا ہوں انتر صبا تو صندوق لیکر چلا اور ایرج اسد کے پیچھے
چلا آگے آگے اسد پیچھے پیچھے ایرج بھاگا بھاگ بگٹٹ گھوڑے اٹھائے چلے آتے ہیں ایک مقام پر آئے جہاں ایک
جنگل ملا کہ فرد ہا درخت گھنے سے لگے ہوئے تھے اسد نے هرزنگ بن هرزبان سے کہا کہ میں تو یہیں انہیں درختوں کی
آڑ میں چھپا رہتا ہوں اور تم شاخیں درختوں کی کاٹ کر کمندوں میں باندھ باندھ کر کھینچتے ہوئے چلو جب ایرج
تمہارے پیچھے چلا جائیگا تو میں جا کر پھر ان صندوقوں کو لیلونگا هرزنگ بن هرزبان نے کہا کہ بہت اچھا القصہ
اسد تو جا کر درختوں کی آڑ میں چھپ رہا اور هرزنگ بن هرزبان درختوں کی شاخیں کاٹ کر کمندوں میں باندھ کر
گھسیٹتا ہوا چلا دھوم دھڑ خاک اڑنے لگی ایرج تو انکے تعاقب میں چلا اور اسد درختوں کی آڑ میں سے نکلکر
صندوقوں کے تفحص میں چلا انتر صبا وہ صندوق لیے ہوئے تھوڑی ہی دور پہونچا تھا کہ اسد نے نعرہ کیا کہ
او نابکار صندوق کہاں لیے جاتا ہے ٹھہر تو جا آ پہونچا اور یہ کہکر تلواریں کھینچکر اپنے قزاقوں سمیت انتر صبا پر گرا انتر صبا
نے صندوقوں کو تو پیچھے کر لیا اور آپ آگے ہوا اسد کے ہمراہیوں سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ میں اسد سامنے
اور انتر صبا سے مقابلہ ہو گیا انتر صبا نے اسد سے [illegible] آ او دیوانے تو ایرج سے کیونکر بچ آیا اسد نے کہا ارے تو بکتا کیا ہے
صید کبیر سمجھ کر میں نے ایسے ایسے لونڈے بہت سے مار ڈالے ہیں اور ایسے کتنے ہی [illegible] یہ سنکر انتر صبا کو غصہ آ گیا
ہوا صید و شکار کہ او دیوانے کیا تیری قضا دامنگیر ہوئی ہے [illegible] یہ کہکر اسد پر تلوار ماری اسد نے وار اسکا رد کر کے ایسا وار
ایک ہرن کو انتر صبا زخمی ہوا [illegible] پھر کیا تھا اسد [illegible] اور ان کے بولا دیا انتر صبا سامنے سے اسد کے بھاگا
اگر اس ہرن کو ساتھ والے بھی تاب مقاومت نہ لا سکے فراری ہوئے [illegible] صندوق چھوڑ چھوڑ کر بھاگے اسد خزانہ لیکر جانب
کوہ میں جا کر [illegible] روانہ ہوا اور هرزنگ بن هرزبان جو خاک اڑاتا ہوا جاتا تھا آگے آگے اور ایرج پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا کہ
ایک مقام پا فراہم [illegible] نے اطلاع دی کہ [illegible] آپ [illegible] تعاقب میں جاتے ہیں اسد تو آپ سے مکر کر

چھپکر رہگیا تھا جب آپ آگے نکل آے تو اُسنے اختر صبا کو بھگا کر خزانہ بھی چھین لیا آپ ناحق اس عیار کے پیچھے چلے جاتے ہین اسد اسمین نہین ہی یہ سنکر ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس مین اس دیوانے کی کیا تدبیر کرون اسکے ہاتھون سخت عاجز آیا ہون اور یہ کہکر مرکب کو پھیر کر اس مقام پر آیا جہان اسد اختر صبا کو زخمی کرکے خزانہ لیگیا تھا وہان پہونچکر کچھ پتہ نہ پایا ہاتھ ملکر رہگیا اور وہانسے پلٹکر اپنی بارگاہ مین آیا اختر صبا کے زخمون مین ٹانکے لگوا کے قصہ حال ہوا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی ابھی ایرج سے اور اختر صبا سے باتین ہورہی تھین کہ اس اثنا مین لندھور بھی وارد ہوا استفسار حال کیا ایرج نے کہا کہ اے برادر اسوقت اس دیوانے نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہی کوئی تدبیر نہین بنا ؤ لندھور نے کہا کہ اے ایرج اس مقدمے مین مین خود حیران ہون کہ اسکی کیا تدبیر کرون کہ اُسنے جیسا مجھے رسوا کیا ہی میرا ہی دل خوب جانتا ہی ابھی یہ باتین ہورہی تھین کہ ہرکارون نے آکر پرچہ گذرانا کہ اسد فلان پہاڑ مین چھپا ہوا بیٹھا ہی ایرج یہ سنکر اسیوقت سوار ہوکر مع لشکر اسطرف کو روانہ ہوا یہان اسد دامنہ کوہ مین بآرام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ایک سمت گرد و غبار کا پیدا ہوا اسد گھبرا کر دیکھنے لگا کہ یہ گرد کیسی ہی ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایرج مع فوج چلا آتا ہی ادھر تو اسد نے ایرج کو دیکھا اور آدھر ایرج نے اسد کو دیکھ پایا ایرج نے وہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے خبردار ہو جا مین آپہونچا اسد نے بھی یہ سنکر وہین سے آواز دی کہ او نیزار بچے آتا ہی تو کیا بنا لیگا یہ کہکر اپنے لوگون سے کہا کہ یارو وہ آفتاب پرست آپہونچا جلد بھاگنے کی تیاری کرو اور علقمہ سے کہا کہ اے علقمہ تم تو خزانہ لیکر ایک جانب کو چلے جاؤ اور مین اور لوگون کو لیکر ایک جانب چلا جاؤن اگر وہ نیزار بچہ پھر آپڑیگا تو تم بے تامل خزانہ چھوڑ کر بھاگ جانا مین سمجھ لونگا علقمہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور خزانہ لیکر ایک جانب کو راہی ہوا اور اسد ایک طرف کو راہی ہوا ایرج نے خزانے سے تو کوئی سروکار نہ رکھا اور اسد کا تعاقب کیا اسد نے جو دیکھا کہ ایرج پیچھے پیچھے چلا آتا ہی تو اپنے دل مین کہا کہ اس پاجی کو بھلاوہ دیا چاہیے ابراہیم سے کہا کہ تم کل ہمراہیون کے دس غول کرکے دس طرف بھاگ چلو ایرج لا محالہ ایک ہی غول کا تعاقب کریگا وسون غولون کا تو تعاقب کر نہ سکیگا ایک ہی غول پر جو کچھ آفت آنا ہوگی وہ آجائیگی اور سب تو محفوظ رہینگے یہ مشورہ کرکے اسیطرح تعمیل کی لیکن اتفاق جس غول مین اسد تھا ایرج نے اسی غول کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے آج تو مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تو جائیگا کہان جہان جائیگا وہین پہونچونگا یہ سنکر اسد نے جواب دیا کہ او نیزار بچے تجھے قسم ہی دین و مذہب کی جو میرا تعاقب نہ کرے دیکھون تو کہان تک تو میرے پیچھے آتا ہی اسد یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے ایک چشمہ آب دکھائی دی کہ کوئی دس گز کی چوڑی تھی اور طول کا کوئی حساب نہ تھا اسد نے بے تکلف مرکب کو پانی مین ڈالدیا لیکن دفعتہً جو گرمی سے پانی کی سردی گھوڑے کو محسوس ہوئی تو وہ بالکل اکڑ گیا اسد گھوڑے سے کودکر پیادہ ہو سکے بھاگا ایرج نے کہا کہ او دیوانے اب تو کہان جائیگا لیا مین نے تجھے اسد نے جواب دیا کہ او پاجی کیا خیال تیری جو مجھے پاسکے ایرج نے خشمناک ہوکر گھوڑے کو کودا کیا اور ایک دفعہ العین مین اسد کے قریب پہونچگیا اسد نے جلدی سے ایک بڑا بھاری پتھر اٹھاکر گھوڑے کے منھ پر مارا کہ اسکا منھ پھر گیا ایرج نے پھر باگ موڑکر اسد کیجانب دوڑایا جیسے پھر اسد کے قریب پہونچا اسد نے پھر ایک پتھر مار کے اپنی راہ لی بہرحال ایرج گھوڑا مار رہا ہی اور کر رہا ہی مگر گھوڑا اسد کیطرف رخ نہین کرتا ناچار ایرج بھی گھوڑے سے کود پڑا اور پیادہ ہوکر دوڑا لیکن اسد ایک بلا سے بے درمان آفت جہان و جہانیان و بلا چلا پھرا سا آدمی ایرج اسے کب پاسکتا ہی اسد چھلاوے کیطرح کودتا پھاندتا ہوا چلا جاتا تھا ایرج ہر چند کوشش کرتا ہی مگر اسکے

برابر نہین پہونچ سکتا یہانتک کہ اسد بھاگتے بھاگتے ایک پہاڑ پر چڑھگیا ایرج بھی جب قریب کوہ پہونچا تو دامن گیر دامن
پہاڑ پر چلا اور للکارا کہ او دیو اسنے اب تو کہان جائیگا اسد نے کہا کہ تو بکتا کیا ہی اگر قضا میری ہی تو کیا مجال تیری کہ ایک
رونگٹا بھی میرا بیکا کرسکے اب آگے آگے اسد جو بانین بھر رہا ہی اور پیچھے پیچھے ایرج جس کوہ مین اسد جاتا ہی ایرج بھی
اُس کوہ مین چلا جاتا ہی مگر اسد اس مین سے بچکر نکل جاتا ہی تا اینکہ کوئی نصف راہ کوہ اسد نے طی کی تھی کہ ایک غار دکھائی
دیا اسد گھبرا کر اس غار مین گم ہوگیا اور ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا تھا اُسکی آڑ مین چھپکر کھڑا ہو رہا ایرج گھبرایا ہوا اپنے زور مین
آگے بڑھتا چلا گیا جب ایرج کوئی سو قدم آگے نکل گیا تو اسد اُس غار مین سے نکلا پکارا کہ او بزار پیچھے مین تو یہان ہون تو
کہان بدحواس بھاگا ہوا چلا جاتا ہی اب مین تیرے مرکب پر سوار ہوکر جاتا ہون تو یہین پڑا ہوا جھکمارا کر ایرج بصد اضطرار
ہوکر چلایا کہ ای اسد تو مجھے قسم لیلی مین مجنون کی تو نہ لیگا تو میرا مرکب اسد نے کہا کہ او بزار پیچھے بیٹھ بھی تو اور پیچھے
قریب دوسرے مین ایسے ٹونڈے بہت پیدا کیا کرتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے اُتر کر بہ جلدی تمام وہان پہونچا جہان ایرج کا مرکب
کھڑا ہوا تھا اور اس مرکب پر سوار ہوکر ایک طرفۃ العین مین نظرون سے ناپدید ہوگیا اب ایرج حیران و پریشان ہوکر
رہروی کرنے لگا خار مغیلان پاؤن مین چبھے جاتے ہین خون پاؤن سے بہتا جاتا ہی ہر مقام پر تھک تھک کے بیٹھ جاتا ہی جب
کوئی کانٹا زور سے چبھ جاتا ہی تو اسم اعظم کو پکارنے لگتا ہی کوئی چار گھڑی کے بعد لوگ اُسکے پہونچگئے اور گھوڑے پر سوار
کرکے لیچلے شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ دیوانہ بلا سے بے درمان آفت جہان ہی آپ نے ناحق اسکا تعاقب کیا کبھی آپکے
ہاتھ نہ لگیگا آپ ہرگز اسکا تعاقب نہ کیا کیجیے پریشانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا جب تعاقب کیجیگا تو ہمین تباہ و پریشان
ہونا پڑیگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای شاپور اب ملامت سے کیا فائدہ ہی زخم پر نمک نہ چھڑک شاپور نے کہا کہ خدا نخواستہ
یہ تو کوئی برا ماننے کی بات نہین ہی کیا مین نے کچھ خلاف عرض کیا ہی ایرج نے کہا کہ خیر زیادہ باتین نہ بنا جو ہونا تھا وہ ہو
جلدی جاکر خبر لا کہ وہ دیوانہ کہان ہی یہ سنکر شاپور خبر کے لیے روانہ ہوا اب اسکو تو کرنے دو تلاش اسد چھوڑ دیجیے اور
حال اسد کا ملاحظہ فرمائیے کہ جو وہان سے آیا تو خزانہ حارث بن سعد کی خدمت مین پہونچا دیا حارث وہ خزانہ لیکر شہر
مرصع حصار مین روانہ ہوا وہان پہونچکر مردان جنگی ملازم رکھے فوج مہیا کرنا شروع کی تا اینکہ چند دنون مین بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر نقاب سبز منھ پر ڈالکے روانہ ہوا ادھر سے تو یہ چلا اور اُدھر سے ایرج نے جانب شہر مرصع حصار
کوچ کیا جب قریب پہونچا تو نقابدار سبز پوش سد راہ ہوا لشکر نے ایرج کو خبر دی کہ ایک نقابدار سبز پوش سد راہ
ہوا ہی ایرج نے کہا کہ خیر پہلے اُس سے سمجھ لونگا تو آگے جاؤنگا یہ کہکر اُسی جگہ خیمہ برپا کردیا ہی دونون لشکرون مین
طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو صف آرائی ہوئی نقابدار سبز پوش مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا خوب پینترے
ہاتھ لگانے خوب ہاتھ فنون سپاہگری کے اور بگدریان دکھائین جب خوب عرق عرق ہولیا تو مبارز طلبی کی طرف جب
چاہا کہ مقابلہ کو جائے ایرج اُسکے مانع ہوا اور خود میدان مین آیا جب برابر نقابدار کے آیا تو پہلے لگا ور زبان ہوا
دونون کا مرکب برابر رہے اسکے بعد توسنون کو پھیر پھیر کر مقابل یکدگر ہوے ایرج نے پوچھا کہ ای نقابدار تو کیون
سد راہ ہوا ہی کیا تجھے خیال نہین آتا کہ مین وہ شخص ہون کہ نائب حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے میری
بیعت اختیار کی ہی حمزہ میری تلوار کے خوف سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہی کہ تو بھی بیعت میری اختیار کر ورنہ مارا جائیگا
نقابدار پکارا کہ او پاجی بزار تجھے کیا بکتا ہی حضرت صاحبقران اس وقت لقا کے تعاقب مین گئے ہین کہ جب تیرا نام و نشان
بھی نہ تھا ساحرہ تجھکو اُٹھا لیگئی تھی اور لندھور کا کیا ذکر ہی وہ تو تجھپر عاشق ہوگیا ہی صاحبقران لندھور کو حفاظت
ملک کیواسطے چھوڑ گئے ہین اُسنے تجھپر فریفتہ ہوکر بارگاہ سلیمانی تجھے دیدی تو آسمان پر چڑھ گیا اور تو نے ظلم و ستم شروع کیا ہی

کمر باندھی ہی تو کون کا ناحق خون کیا زخمیون کو بیکار تباہ کیا خون ان سب کا اپنی گردن پر لیا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون
دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون ایرج نے یہ سنکر کہا کہ بہت درست ہی بجا ارشاد ہوتا ہی آپ ایسے ہی ہین اچھا لا جے
اپنا جو ہی اور دل مین اپنے خیال کرتا ہی کہ اس آواز سے تو کچھ کان آشنا ہین پہلی صدا ہی خیر معلوم ہی ہو جائیگا القصہ
لقا بدار نے ایرج پر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا چنگاریان آگ کی سنانون سے نکل گئین لگی نیزہ بازی
ہونے کوئی پہر تک یہی رد و بدل ہوا بعد ایرج نے نیزہ لقا بدار کا ہوائی کیا لقا بدار نے خشمناک ہو کر عمود گران سنگ
ایرج پر مارا ایرج نے گرز کو گرز پر روکا مگر دھمک گرز سے بیہوش ہو گیا تھا پور نے ایرج کو ہوشیار کیا ایرج اپنا
گرز لیکر لقا بدار پر دوڑا اور برابر آکے وار کیا لقا بدار نے بھی گرز کو روکا شرارے آتش کے گرزون مین نکل
تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی ہر سر ہوا و رہیرے موت سے پسینہ جاری ہوا مرکب لقا بدار کا زمین مین دھنس گیا دیکھ
لقا بدار پر غش طاری ہوا عیار لقا بدار کا دوڑا ہر چند بلایا آواز نہ آئی منہ پر پانی کا چھینٹا دیا لقا بدار کی آنکھ
کھلی عیار سے کہا کہ یہ آفتاب پرست واقعی بہت زبردست ہی بلا کی ضرب لگائی تھی مگر خدا نے بچا لیا مرکب کو شمار
[illegible] زمین سے لیکر نکلا تو سہی مگر گر پڑا لقا بدار کود کر علیحدہ ہوا مرکب تڑپکر مر گیا لقا بدار اس ارادے سے تلوار
[illegible] مرکب کو ایرج کے پکڑ ے ایرج اسکے دوڑتے ہی مرکب سے کود پڑا دوست لقا بدار چھپٹا آدھو
[illegible] دونون نے ہو کر ٹھہر کر کشتی ہونے لگی ابعد دو شبانہ روز کے ایرج نے لنگر لقا بدار کا توڑ کے زمین
[illegible] باندھ لیا طبل بازگشت کا بجوا کر داخل خیمہ ہوا لقا بدار کو اسیر کیا فرنچیر کر کے زندان خانے مین
بھیجدیا [illegible] جب صبح کو بیدار ہوا تو اٹھکر بارگاہ مین آیا اہل دربار جمع ہونے لگے لندھور بھی
[illegible] جا کر لقا بدار کو قید خانے سے لائے لوگ اسوقت جا کر لقا بدار کو زندان خانے
سے لا کر آئے لقا بدار نے [illegible] اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے
لقا بدار کو بلا کر اپنے برابر بٹھلایا [illegible] تم کون ہو اور کہانسے آئے ہو اور تجھے کیونکر
لڑے یہ سنکر لقا بدار نے جواب دیا کہ فلک نے تیرے [illegible] اپنا حال کیا بیان کرون لقا بدار کی آواز
سنکر ایرج نے کہا کہ کل بھی مجھے اسکی آواز سنکر ایک دھوکا سا ہوا [illegible] شک پڑتا ہی کہ مین نے اسکی آواز
کہین سنی ہی ذرا سے کوئی اسکی نقاب تو اٹھا تو بتا پور نے یہ سنتے ہی جو نقاب [illegible] دیکھا کہ حارث
بن سلطان سعد ہی ایرج نے متبسم ہو کر کہا کہ ماہین اے حارث تو ہارا سے تو نے یہ کیا غضب کیا کہ میری بیعت شکنی کر کے
[illegible] جنگ کی [illegible] سکا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو میری آزمائش بھی کر چکا پہلے تو جسطرح
لندھور کے پاس رہتا تھا اسی طرح رہ مین تجھے کچھ متعرض نہ ہونگا یہ سنکر حارث نے کہا [illegible] لندھور کا تو ذکر
نہ کرو تو تجھ پر عاشق [illegible] ہوا اور مین نے جو تیری بیعت کی تھی تو فقط حفاظت اہل اسلام [illegible] جب تو نے میرا کہنا
نہ سنا تو مین نے بھی بیعت تیری توڑ ڈالی اور اب تو اگر مر بھی جاؤنگا تو بھی تیری بیعت نہ ہو [illegible] خیر معلوم ہو گیا کہ
فلک نہایت سفلہ پرور ہی جو تجھ ایسے پاجی کو مجھپر غالب کرا دیا جو تجھے منظور ہو وہ میرے حق [illegible] یہ کلام سنکر
نہایت برہم ہوا اور قتل حارث کے لیے جلاد کو طلب کیا لندھور نے کہا کہ اے ایرج [illegible] سے جو وعدہ ہی
اسکا بھی خیال ہی ایرج نے کہا کہ ہان یاد ہی لندھور نے کہا کہ بس بحسب وعدہ تم [illegible] تک مقید رکھو
اگر یہ راہ راست پر آگیا اور میری فہمایش کو قبول کر لیا تو خیر ورنہ تمھین اختیار ہی ایرج [illegible] کہ اچھا کیسا
مضائقہ ہی اور جو بدار دل سے کہا کہ اسے زندان خانے مین لیجاؤ اور لندھور اور رفقا [illegible] اگر اسکے پاس

جاہیں تو منع نہ کرنا حارث نے یہ گفتگو سنکر کہا کہ ای ایرج یہ سب باتیں بیکار ہیں تو مجھے قتل کر ڈال میں ہرگز تیری اطاعت
نہ کرونگا اور لندھور سے کہا کہ او ہندی تو کیوں میرے قتل کا مانع ہوتا ہی میں ہرگز ایرج سے بیعت نہ کرونگا اور قطع نظر
اسکے تجھکو ان باتوں سے کیا کام ہی ان حرکتوں سے تجھے کوئی یہ نہیں کہیگا کہ لندھور اہل اسلام کا طرفدار ہی اور تجھے
اہل اسلام سے کیا کام ہی القصہ لندھور نے تو ان باتوں کا کچھ جواب دیا اور لوگ ایرج کے اسے زندان خانے میں لیگئے
دن تو جوں توں گذر گیا شب کو لندھور زندان خانے میں آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار آپ شوق سے مجھے
جو چاہیئے کہیں میں ہرگز برا نہ مانونگا مگر تا آمد صاحبقران ایرج سے بیعت کر لیجیئے میں آپ کے دادا کا نمکخوار ہوں مجھے آپکا
قتل ہونا ناگوار ہی یہ سنکر حارث نے کہا کہ ای لندھور قول مردان جاندارد اب تو جو منہ سے نکل گیا سو نکل گیا لندھور
ناچار و مجبور ہوکر چلا آیا دوسرے دن پھر جاکر سمجھایا مگر وہی جواب پایا سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہو گیا آخرکار تھک کر بیٹھ رہا
تیسرے روز ایرج نے لندھور سے کہا کہ ای لندھور تین روز گذر چکے کہو اب کیا کہتے ہو لندھور نے کہا کہ اب تمھیں
اختیار ہی میں اب دخل نہ دونگا یہ سنکر ایرج نے حکم دیا کہ میدان خونی تیار کرو کل میں حارث کو قتل کرونگا اور
غراب زنگی سے کہا کہ حارث کو جھیل کے کنارے لیجاکر قتل کرنا اسنے کہا کہ بہت اچھا آپ میدان خونی تو تیار کروائیے
یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور وہاں اسد نے ضرغام سے کہا کہ ای ضرغام لشکر ایرج میں جاکر حارث کی خبر لا
وہ جو یہاں آیا تو قتل حارث کے مشورے دیکھے الٹے پاؤں پھرا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام قصہ بیان کیا اسد نے
فتاح بلکینہ پوش سے کہا کہ ای فتاح بچا امروز روز فتاحی در رسید یا تو ہمنے حارث کو جاکر چھڑا لیا اور یا اپنی جان
دیدی فتاح نے کہا کہ ای اسد جو مرضی تمہاری ہی ہمیں کیا عذر ہی ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں انشاء اللہ تجھ سے پیشتر اپنی
جان دینگے تین پہر رات تو یہی باتیں رہیں پہر رات رہے اسد نے بوق بجائی کہ ای یاران تیار شوید سب کے سب
تیار ہو گئے اسد نے پھر دوسری بوق بجائی کہ ای قزاقان سوار شوید سب کے سب مسلح و مکمل سوار ہو گئے تیسری بوق
اسد نے بجائی کہ ای یاران ہمراہ من بیائید سب کے سب اسد کے ساتھ ہو لیے اور یہاں ایرج نے دو گھڑی
رات رہے سے حکم دیا کہ ای غراب جا حارث کو قتل کر غراب آسیر فت حارث کو لیکر میدان خونی میں آیا اور
ارہ کش تسمہ کش قمچیان سولیان تمام اسباب درست پایا غراب نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو جلاد جلد ایک
ریگ کا چبوترہ بنا کر نطع ڈالکر حارث کو اسپر بٹھا دیا اور کہا کہ اب جو تجھے کھانا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے جو
وصیت کرنا ہو کر لے کہ اب وقت تیرا اخیر ہی حارث نے کہا کہ نہ کچھ کھانا ہی نہ پینا ہی خوب سا غم کھا چکے خوب سا
اپنا لہو پی چکے مگر وصیت یہ ہی کہ جب صاحبقران ظلمات سے پھر آئیں تو اتنا کہدینا کہ حارث ابن سعد ایرج کے
ہاتھ سے قتل ہوا اسکا انتقام ضرور لیجیے گا یہ سنکر غراب نے کہا کہ ارے جلاد دیکھتا کیا ہی جلد قتل کر جلاد کو لاکا
خنجر کھینچکر تلوار ہونٹ کے سر پر کھڑا ہوا تیسرے حکم کا منتظر تھا اب جو حارث نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تمام عالم
گشتہ خون دشمن جان معلوم ہوتا ہی کوئی دوست نہیں معلوم ہوتا خیال گذرا کہ ای حارث افسوس لندھور سے
علحدہ ہو کر ذلیل بھی ہوا اور جان بھی گئی اب حیات نہیں معلوم ہوتی یہ خیال کرکے رونے لگا اور پکارا کہ ای بیکسان
وائی یاور غریبان سوا اسکے تیرے اسوقت میں کسکو پکارون تو ہی بچانیوالا ہی خداوندا واسطہ اپنے بزرگان عالی کا
اس ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھ ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی اور غراب تیسرا حکم نہ دینے پایا تھا کہ آواز بوق کی بلند
ہوئی اور ایک نوبے کی آواز بلند ہوئی کہ باشید باشید قزاقان پر دیتا او اسکا فرمان تھا منم سیفر روز سیاہ شیر بیشہ وغا
انجم سپہر شجاعت در دریاے فتوت صف شکن و مظفر اسد ابن کرب دلاور لوگ آنا لکین پکار کہا کہ

دیکھنے لگے کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے ہنوز دیکھ رہے تھے کہ اسد تلوار کھینچکر مثل بلاے مبرم ان آفتاب پرستون پر
گرا جتنے تماشائی تھے وہ سب بھاگ کھڑے ہوے غراب زنگی بھی مارے ڈر کے آدمیون کے پیچھے چھپ رہا حارث نے زنجیر
پکڑ کے جھٹکا دیا جلاد بھی چھوڑ کر بھاگا حارث نے قید توڑ ڈالی ضرغام گھوڑا سواری کو لایا سپر تلوار لا کر موجود کی
حارث بھی اسد کے ساتھ ہو لیا ایک حشر برپا ہو گیا ایرج نے جو یہ آواز سنی دونون ہاتھ زانو پر مار کے کہا
کہ ہاے اس دیوانے نے دیوانہ کر دیا مصرع ستم را کہ نشان داد بلا را کہ خبر کرد طہماسپ نے کہا کہ شہریار آج تو یہ دنگا یہان ہی
مین جاکر یا اسے مارتا ہون یا زندہ لاتا ہون ایرج نے کہا اچھا جاؤ مین مانع نہین ہون مگر یہ خوب جانتا ہون
کہ وہ تمھارے ہاتھ لگیگا نہین خیر تم چلو مین بھی آتا ہون یہ سنکر طہماسپ پانچسو لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور پہونچکر
غل کیا کہ او دیوانے کدھر ہے مین آ پہونچا ہر روز شبخون مارتے مارتے آج دن دہاڑے آفت جوتنے آیا ہے اسد لپکا ارے او
حرامخور ذرا بھلا تو آ تو سہی دیکھ تو تیرا کیا حال بناتا ہون یہ سنکر طہماسپ کے برابر پہونچکر سامنے مارنے کے لیے ہاتھ
بلند کیا اسد نے لپک کر ایک تلوار اسکے گینڈے کی گردن پر ماری کہ سر اسکا قلم ہو گیا اور وہ گرا اسکا گرنا تھا کہ طہماسپ
بھی ہودے سے زمین پر تھا اسد نے لپک کر اور ایک تلوار ماری کہ طہماسپ کے سر پہ پڑی اور ایک تلوار رسید کی کہ
گینڈے کا پیٹ چاک ہو گیا پھر ایک تلوار کمر پر لگائی پھر ایک تلوار شانے پر ماری غرض مارے تلوارون کے بولا دیا کہ اسی
اثنا مین ایرج بھی پہونچگیا اور دیکھا کہ لاش پڑی ہے او دیوانے ناہنجار تو نے کلیجا میرا جلا دیا ہے اور لوگون کو ہٹاتا ہوا اسد کے
سامنے آیا اسد نے ایک پتھر گھوڑے کی پیشانی پر مارا کہ گھوڑا لوٹ پوٹ ہو گیا جب تک ایرج دوسرے گھوڑے پر
سوار ہو وے ہی ہو وے تب تک مع اپنے قزاقون کے حارث بن سعد کو لیے ہوے صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج تھوڑی
دور اسکے تعاقب مین چلا تھا کہ سنا پورے آواز دی کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان پھر چلیے البتہ نہ ہو کہ دیوانہ آپکو
دھوکا دے کر ادھر سے لشکر پر آ گرے یہ سنکر ایرج ناچار پھر کر اپنے خیمے کو چلا آیا اور اسد حارث کو لیے ہوے
دامن کوہ مین پہونچا اور کہا کہ مین آج مرنے کا قصد کر کے گیا تھا مگر خدا نے خیر کر دی کہ آپ چھوٹ بھی گئے اور صحیح و سلامت
نکل بھی آئے اب بہتر یہ ہے کہ آپ ناناجان کے پاس ظلمات کو چلے جائیے اور اس آفتاب پرست کی زیادتیان بیان کر کے
فرمائیے کہ کسی شخص کو حفاظت ملک کے واسطے روانہ فرمائیے ورنہ ملک آپکا بالکل تباہ ہو جائیگا اور یا سائل مین
سلمان شاہ فارسی کے پاس جائیے وہ بھی آپکو بہت اچھی طرح رکھینگے جس وقت ناناجان ظلمات سے پھر کر آئینگے
بھجوایا جائیگا لیکن اس نزاع کے پیچھے سے اب سامنا نہ کیجیے کہ وہ حرام خور بہت شہ زور ہو گیا ہے حارث نے کہا کہ اے
اسد مین ظلمات کو جاؤنگا نہ سائل کو جاؤنگا تمنے میری جان بخشی کی ہے تمھارے ہی ساتھ رہونگا اسد نے کہا
کہ اے شہریار آپ میرے مالک ہین مین آپکا مطیع ہون ایک خدمت مین آپکی بجا لایا تو کیا ہوا اور جو کچھ ارشاد
ہو اسے بھی بجا لاؤن جہان آپ فرمائیے وہان آپکو پہونچا دون حارث نے کہا کہ بھائی مین تو کہہ چکا اب مین تمھارا
ساتھ چھوڑ کر کہین بھی نہ جاؤنگا جہان اور اکثر امیرزادے تمھارے ساتھ ہین وہان مین بھی ہون تو کیا مضائقہ
ہے مین اب ہرگز ہرگز تمھارے ساتھ نہ چھوڑونگا اسد نے کہا کہ اے شہریار مین تو آپکا تابع فرمان ہون آپکی صحبت میرے
واسطے باعث افتخار ہو جائیگا اور برکت ہوگی مگر ایک تو میرے ساتھ مین دوڑ دھوپ بہت ہے اور ہر روز موت کا
سامنا ہے آپ سے میرا ساتھ نہ دیا جائیگا دوسرے چونکہ میرے پاس آپکے لائق کوئی سامان عیش بھی موجود نہین ہے
میرے ساتھ مین کمال تکلیفین اٹھائیےگا حارث نے کہا کہ مجھے یہ سب قبول و منظور ہے ہر چند لاکھ لاکھ اسد نے چاہا
کہ حارث کو اپنے ساتھ نہ رکھے لیکن حارث نے ایک نہ مانی اور کسیطرح ترک صحبت گوارا نہ کی مجبور و ناچار ہو کر

اسعد نے جام شہر ستیا کا حارث کو پلایا اب یہ بھی اسکا ہم پیالہ ہوا تھا چالیس امیرزادے اسعد کے ساتھ تھے اپنا چالیس
ابا انکو تو اسی حال پر چھوڑ دیجئے اور کچھ حال ایرج کا سنئے کہ اسکے بعد رہائی حارث جانب مرصع حصار کوچ کیا جب بعد بادیہ پیمائی
راہ دشت و جبل قریب مرصع حصار کے پہونچا تو لندھور نے شاہان مرصع حصار کو ایک نامہ یہ مضمون تحریر کیا
کہ اے شہنشاہ مرصع پوش و شہریار مرصع پوش و شہسوار مرصع پوش تم سب آگاہ ہو کہ مجھکو حضرت امیر حمزہ صاحبقران
نے اپنا نائب معین کر کے بجانب ظلمات کوچ فرمایا اور تم سبکو میرا مطیع و تابع فرمان کر گئے اور یہ تاکید بیعت ایرج کی
اختیار کرلی ہے تم سبکو بھی میری اطاعت اور پیروی لازم و ملزوم ہے میں تمکو لکھتا ہوں کہ جبتک کہ حضرت صاحبقران
زبان ظلمات سے مراجعت کریں تم بیعت ایرج سے کنارہ نہ کرو اور ایرج کو حسب دستور صاحبقران خراج دیا کرو اور
اس نامہ کو دیکھتے ہی حاضر خدمت ہو اور اگر تمنے اسکی خلاف ورزی کی تو آگاہ و مطلع ہو کہ میں بالکل بری الذمہ ہوں تمہارا
خون تمہاری گردن پر ہوگا جس طرح کہ اہل ختم و اہل قرقوشیہ قتل ہوئے اسی طرح تم بھی مارے جاؤ گے اور سخت خجالت
اٹھاؤ گے ورنہ پیچھے لوگ مفت میں بدنام کرینگے قصہ مختصر جب یہ نامہ شہنشاہ مرصع پوش کو پہونچا تو اسنے اپنے دونوں
بھائیوں سے صلاح کی کہ ہمنے تو حارث بن سعد کی وجہ سے قصد کر لیا تھا کہ بیعت ایرج سے کنارہ کشی کریں اور اسکی
اطاعت سے منحرف ہوں مگر وہ مقدمہ ہی گاؤخورد ہو گیا حارث بن سعد ہمارے چلا ہی گیا پھر اب ہم کسکے بھروسے پر ایرج
سے لڑائی کریں اور ہم ناحق اپنی جانیں دیں بس ہمارے پاس یہ نوشتہ لندھور بن سعدان کا کافی ہے اور سند وافی ہے جب
ہم سے کوئی استفسار ہوگا کہ تمنے ایرج سے کیوں بیعت کی تو اسوقت ہم یہ نوشتہ لندھور کا دکھا دینگے ان دونوں بھائیوں نے
بھی اس رائے کو پسند کیا اور کہا کہ واقعی الامر کذالک جب یہ رائے مستحکم ہو گئی تو شہنشاہ مرصع پوش نے جواب نامہ لندھور
کا یہ مضمون تحریر کیا کہ ہمکو آپ کے ارشاد فیض بنیاد سے کسیطرح کا انکار نہیں ہے ہم بلا تامل و تعویق خدمت فیضدرجت ایرج
میں حاضر ہونگے جسوقت یہ نامہ لندھور کو پہونچا تو وہ مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت خوش و مسرور ہوا اور ان تینوں
بادشاہوں نے [illegible] دوسرے دن تینوں بھائی علی الصباح حاضر خدمت لندھور ہوئے نذریں گذرانیں لندھور نے
انکی نذریں لیں اور خلعت سے ممتاز کیا اور اپنے ساتھ لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا ایرج کی بیعت کروائی
ایرج نے بھی ان تینوں بھائیوں کو خلعت سے سرفراز کیا اور ایک ایک روز مرصع حصار لقرہ حصار زبرہ حصار [illegible]
[illegible] خراج لیا [illegible] حاصل کیا بعد اسکے وہاں سے کوچ کرکے [illegible] حصار کیطرف روانہ ہوا عوجان کو
ہراول لشکر کیا بارگاہ سلیمانی دیکر آگے آگے روانہ کیا عوجان دریا باری پیش خیمہ لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ دفعۃً کوہ [illegible]
پہونچکر ایک لقابدار زرہ پوش سے سامنا ہوا اور وہ چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آگے بڑھا ہوا اور للکارا کہ
او آفتاب پرست اگر اپنی زندگی تجھے منظور ہو تو بارگاہ سلیمانی میرے حوالے کر دے اور تیرا جدھر جی چاہے ادھر چلا جا
یہ سنکر عوجان دریا باری نے نعرہ کیا کہ او لقابدار کم نام کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ بارگاہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج
نوجوان [illegible] دوران صاحبقران زمان کی ہے بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ اس بارگاہ عالیجاہ کیطرف نظر بھر کے
دیکھ سکے یہ سنکر لقابدار نے آواز دی کہ او یاوہ گو کیا [illegible] واہیات بک رہا ہے تو جائیگا کہاں اگر بسہولت تو نے
بارگاہ میرے حوالے کر دی تو خیر ورنہ سر تیرا کاٹ کے بارگاہ تجھسے چھین لیجاؤنگا غرض ابتدائے گفتگو سے بسیار [illegible]
صف آرائی ہوئی لقابدار نے میدان میں آکر مبارزطلبی کی عوجان دریا باری نے آکر مقابلہ کیا [illegible]
لقابدار نے [illegible] ہوا لیکن عوجان نے برہم ہوکر تلوار ماری لقابدار نے اپنی تلوار اسکی [illegible] اور [illegible]
لقابدار کی سپر کو کاٹ کر وہ الگ عوجان کے [illegible] ور آئی [illegible] کی سر [illegible] عوجان [illegible]

اُسے تو لوگ اُٹھا لیگئے مگر مرجان دریا باری اُسکے بھائی نے پھر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا لیکن پھر تو نقابدار لشکر کفار پر مثل بلاے مبرم کے جا پڑا جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی کوئی پہر بھر کی لڑائی کے بعد نقابدار نے بارگاہ سلیمانی اور تاج مطلا چھین لیا آفتاب پرست بھاگے ہوے ایرج کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا ایرج اس حال کو سنکر نہایت درہم و برہم ہوا اور لندھور سے کہنے لگا کہ ایکبار تو حارث نقابدار بنکر مجھسے لڑا تھا ابکی مرتبہ نہیں معلوم کہ کس ولد الزنا کی یہ حرکت ہے لندھور نے کہا کہ مجھے بھی اسکا علم نہیں ہے قصہ مختصر ایرج نے وہانسے کوچ کرکے برابر کوہ مشتری حصار کے خیمہ برپا کیا یہ خبر سنکر نقابدار زرد پوش بھی درۂ کوہ سے اُترکر مقابل ایرج خیمہ زن ہوا اور نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا اور یہاں ایرج اس قصد میں بیٹھا ہوا تھا کہ نقابدار زرد پوش کو نامہ تحریر کرے کہ یکایک آواز نقارے کی کان میں آئی ایرج دریافت حال کا حکم دیا ہی تھا کہ اسی اثنا میں ہرکارے آگئے اور انھوں نے خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوا دیا ہے کل میدان میں نکلیگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا ہمارے یہاں بھی کوس حربی پر چوب … لشکر ایرج میں بھی صداے نقارۂ حربی بلند ہوئی اور رات بھر لشکر دین میں تیاری جنگ رہی علی الصباح دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے بعد نقابت نقیبوں کے بلند آواز کے لشکر نقابدار میں علم جلوہ گری پر آیا … نقابدار زرد پوش مرکب کو جھپکا کر میدان میں آکر مبارز طلب ہوا ویلم شباط زنگی اپنے گھوڑے کو بڑھا کر … لیکر مقابل نقابدار ہوا بعد رد و بدل کے ویلم نے کہا کہ اے نقابدار بڑا غضب کیا تو نے کہ لشکر … سے بارگاہ چھین لی یہ نہ سمجھا کہ یہ بارگاہ اُس شخص کی ہے کہ حمزہ جیسے … لندھور بن سعدان نے اسکی متابعت اختیار کی خیر اب تو جو حرکت تجھسے ہوئی ہوئی … میں تیری خطا معاف کرادونگا تو چلکر اُسکی بیعت کرلے کہ یہی تیرے حق میں بہتر اور افضل ہے یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ او حبشی روسیاہ بس چپ رہ بیہودہ اور لایعنی بکبک رہا ہے وہ کرپاس فروش بچہ بازاری ہے … کرنیکے لائق … اُسے سپاہی بنا یا اور لندھور نے عاشق ہوکر ولایت گیر کیا وہ کرپاس … بچہ بازاری اپنے کو سمجھا کیا ہے دیکھو تو کیسی سر جنگ مقبول دیتا ہوں کہ ساری … بھول جاے اور تمام عمر کو یاد کرے ویلم شباط تو یہ کلمات سنکر آگ ہوگیا اور کہا کہ بس اب زبان اپنی بند کر اور جو کچھ تجھے کہنا ہو زبان نیزہ و شمشیر سے کہہ زبان درازی اچھی نہیں ہوتی ہے یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ پہلے تو سبقت کر اور اپنے دل کا حوصلہ نکال … یہ سنکر ویلم شباط نے نیزے کا وار کیا نقابدار نے نیزے کو سنان نیزہ پر لیا گئی نیزہ بازی ہونے کوئی تین گھڑی کے بعد نقابدار نے نیزہ ویلم کا … ہوکر آرہ پشت نہنگ کا وار کیا ویلم نے اُسکو خیال میں لاکر جواب تلوار ماری تلوار اور سپر دونوں کو کاٹکر سر … ویلم بیہوش ہوکر زمین پر گرا نقابدار نے پھر مبارز طلبی کی سفیل سرگردان مقابلے کو نکلا وہ بھی زخمی ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا … سرگردان مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ کالمید جشن نے مقابلہ کیا وہ بھی گھایل ہوا الغرض شام تک سترہ آدمی سربرآوردہ مجروح ہوے نقابدار طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو گیا اور تھوڑی دیر آرام لیکر پھر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی اسنے بھی نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا غرض شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو پھر دونوں لشکر صف آرا ہوے اُس روز میمون درشک دراز گردن اور معاد رشک دراز گردن یکے بعد دیگرے مقابل نقابدار ہوکر مجروح ہوے غرض تین دن کی میدان داری میں کوئی مقابلہ کرنیوالا ایرج اور طرماسپ کے سوا باقی نہ رہا جو روز پھر نقابدار طبل جنگ بجاکر میدان میں آیا اور للکارا کہ او ایرج نا ہنجار … تیرے لشکر میں کوئی مقابلہ کرنیوالا باقی نہ رہا سب سردار تیرے باری باری مجھسے لڑکر مجروح ہوچکے اب اگر تجھمیں جرات جنگ ہو تو تو ہی میرا مقابلہ کر یہ کلام نقابدار

درخت لگے ہوئے نورالدہر نے کچھ میوہ توڑ کر کھایا پانی پیا جب فی الجملہ ہوش وحواس بجا ہوئے تو ایک درخت سایہ دار کے نیچے
لیٹ کر سو رہا کوئی پہر بھر کے بعد آنکھ کھل گئی منھ ہاتھ دھو کر ایک جانب کو روانہ ہوا کوئی دو تین کوس کے بعد سواد شہر کا نظر آیا کہ
کچھ تیلی خالی کپیان تیل کی لیے ہوئے شہر سے جا رہے ہیں کچھ گاڑیان غلے کی شہر کو چلی جاتی ہیں دھوبی لادیان کپڑون کی بیلون پر
لادے ہوئے بے فکری کے پتلے ہاتھون میں لیے ہوئے چلے آتے ہیں کچھ خوانچے والے خوانچے لگائے ہوئے آ رہے ہیں کچھ سپاہی
تلنگانی پرسے ساز سنگار لگائے ہوئے ایک کاندھے پر بندوق دوسرے کاندھے پر رسی ڈوری لوٹا رکھے ہوئے چلے آتے ہیں
نورالدہر بھی بسم اللہ کہکر داخل شہر ہوا دیکھا کہ ہر طرف نہایت عمدگی اور صفائی سے دکانیں لگی ہوئی ہیں تمام دنیا کی
چیزین رکھی ہوئی ہیں سقے کٹورے بجا رہے ہیں پانی پلا رہے ہیں عطر فروشون سے کوچے مہک رہے ہیں بلبل جابجا چہک رہے
ہیں غرض عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے شاہزادہ تفرج کنان آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچا دیکھتا
ہے کہ چو طرفہ ٹھاٹھ بندھے ہوئے ہیں ہر طرف نوبتین بجری ہیں ناچ ہو رہا ہے ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی اس شہر کا کیا نام
ہے اور بادشاہ یہان کا کون صاحب احتشام ہے یہ روشنی کیسی ہو رہی ہے اور ناچ رنگ کیون ہو رہا ہے اس شخص نے
کہا کہ اے بھائی اس شہر کو شہر مہر انیہ کہتے ہیں اور بادشاہ عالیجاہ یہان کا صدر ران ماہ منظر ہے اور آج اسکے بیٹے
ورداج دردرگوش کی شادی ہے یہ سنکر شاہزادہ بعد سیر و تماشا کاروانسرا میں آکر ایک بھٹیاری کے یہان اترا اور
کھانے کا بندوبست کرکے اسے کچھ دینے لگا اسنے کہا کہ میان تم ناحق اپنے پاس سے پکواتے ہو کھانا تمہارا بادشاہ کے
یہان سے آئیگا شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو خوان کھانے کا بادشاہ کے یہان سے اسکے واسطے آیا
شاہزادہ کھانا کھا کر سو رہا علی الصباح بیدار ہوا وقت فضیلت نماز صبح کا تھا شاہزادہ نماز صبح بجا لا کر سیر کو چلا گیا
ہر ایک شخص جو جمال عدیم المثال شاہزادہ عالیجاہ دیکھتا ہے بے اختیار ٹکٹکی باندھکر دیکھنے لگتا ہے اور پوچھتا ہے کہ
آپ کہانکے رہنے والے ہیں شاہزادہ کہدیتا ہے کہ میں فلان ملک کا باشندہ ہون تلاش روزگار آیا ہون اور تمام شہر
میں ایک غلغلہ مچا ہوا ہے کہ آج بادشاہ کے بیٹے کی برات جائیگی نورالدہر نے یہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ کہیں سر راہ ٹھہر کر دیکھیے
اتفاق کار صدر ران ماہ منظر کا بھائی ہنر پیر کیش نہایت بہادر دوست ہے اپنے رفقا سمیت سر راہ ایک مکان پر بیٹھا ہوا
تھا ہنر پر کی نگاہ جو شاہزادے پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا کہ ای بہادر یہان تشریف لائیے یہ آپ کا گھر خانہ ہے اور چوبدار
کہا کہ جلد جاکر اس جوان کو لے آؤ چوبدار گیا اور نورالدہر کو جا کے آیا جب نورالدہر بالاخانہ پر قریب ہنر پر کے پہونچا
شاہزادہ نورالدہر کی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر ہاتھ پکڑکے بیٹھایا اور مزاج پرسی کے بعد مستفسر ہوا کہ آپ
کیسے اس شہر میں فروکش ہوئے ہیں اور آپکے یہان تشریف لانیکا کیا باعث ہے اور آپکا کیا نام ہے نسب کیا رکھتے ہیں یہ سنکر
نورالدہر نے کہا کہ میں کل سے اس شہر میں وارد ہوا ہون اور مصر کا باشندہ ہون پیشہ میرا تجارت ہے میں جہاز
مال تجارت سے لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار دریا میں طوفان آیا مال و اسباب اور ہمراہی
میرے سب غرق ہوگئے میں آوارہ و برباد ایک تختے پر بہتا ہوا یہانتک پہونچ گیا یہان آکر سنا کہ بادشاہ کے بیٹے کی
شادی ہے اور آج برات جائیگی خیال ہوا کہ کہیں سر راہ چلکر بیٹھیے اور دیکھیے کہ آپ نے طلب کر لیا میں آپکی خدمت
میں چلا آیا اب شاہزادے کی باتیں سنکر ہنر پر نے غور سے دیکھا تو دیکھا ایک عجیب رعب و دبدبہ اور صولت وشوکت
چہرے پر نورالدہر کے ملاحظہ کی اپنے دل میں کہا کہ ای ہنر پر یہ کوئی سردار جلیل القدر ہے حال اپنا چھپاتا ہے کیفیت اپنی
ظاہر نہیں کرتا یہ خیال کرکے ہنر پر نے پوچھا کہ اچھا آپ اترے کہان ہیں نورالدہر نے کہا کاروانسرا میں ہنر پر نے
کہا کہ پھر آپ یہیں چلے آئیے میں بادشاہ سے آپکی ملاقات کرا دونگا نورالدہر نے اسے قبول کیا ہنر پر نے اسباب

لیٹا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ جناب عالی آپ اسے کیا کیجیے گا میری قسمت ہی مین یونہین لکھا ہوا تھا صبر کیجیے اور دل کو تھامکر
مجھے رخصت دیجیے کہ اتنے مین نورالدہر قریب پہونچ گیا اور بادشاہ سے کہا کہ آپ کیون روتے ہین مین آپ کے
بیٹے کے عوض جانے کو مستعد ہون مین اپنی جان آپ کے بیٹے پر نثار کرنے کو فخر جانتا ہون آپ شوق سے مجھے دیو کے
پاس بھیج دیجیے بادشاہ نے دیکھا کہ اس جوان خوبصورت نے ایسی آمادگی ظاہر کی کہنے لگا کہ مرحبا صد مرحبا آپ نے مجھے
تسکین تو دی خیر مین آپ کو نوکر رکھونگا اور جو مانگیے گا وہ دونگا نورالدہر نے کہا کہ بہت اچھا جب مین اس دیو کے
ہاتھ سے بچ آؤنگا جو چاہیے گا وہ دیجیے گا اور اس ہرکارے سے کہا کہ تو مجھے لیچل اس دیو کے سامنے دیکھ تو مین کیا کرتا ہون
ہر چند بادشاہ بہت مانع ہوا مگر نورالدہر نے ایک بات نہ مانی آخرکار لوگون نے کہا کہ حضور جانے بھی دیجیے آپکا
فرزند بچا جاتا ہے آپ کا ہرج کیا ہے یہ بہا نکار ہنے والا ابھی نہین معلوم ہوتا مجبور ہو ناچار جنس و شراب معمولی اور نورالدہر
کو اس ہرکارے کے ساتھ روانہ کیا یہ معرکہ دیکھکر بہت سے تماشائی بھی نورالدہر کے ساتھ ہو لیے تا اینکہ نورالدہر
دیو کے مسکن پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ وہ دیو شکار کو گیا ہوا ہے مگر ایک چٹان پتھر کی جسپر وہ دیو سوتا تھا پڑی ہوئی
ہے ہرکارے نے کہا کہ آپ یہین ٹھہریے دیو آتا ہوگا نورالدہر نے کہا کہ اچھا تم جاؤ یہ سنکر ہرکارہ تو دور ہٹ گیا تھوڑی
دو گھڑی کے بعد ہوا کا ایک سناٹا سا پیدا ہوا اور ایک ہزار گز کا دیو آسمان پر سے ہویدا ہوا وہ جنس اور شراب معمولی
اور نورالدہر کو دیکھکر خوش ہوا اور ہرکارے سے پکارکر کہا کہ بادشاہ سے کہدینا کہ آج ایسا فربہ آدمی تمنے ہمارے
واسطے بھیجا کہ ہم بہت خوش ہوئے لہذا ابدہ دو روز تک تمسے ہم آدمی نہ مانگینگے یہ کہکر نورالدہر کیطرف مخاطب ہوا
اور کہا کہ او آدمزاد مین اپنا منھ کھولے دیتا ہون اور آنکھین بند کیے لیتا ہون تو بلا تامل میرے منھ مین کود پڑ
نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ تجھکو یونہین نگل جاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ ابے تو بکتا کیا ہے مین خود تجھے کھانے آیا ہون
مجھکو لوگ آدم دیو خوار کہتے ہین یہ سنکر وہ دیو ایک قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ او آدمزاد تو مجھے کھا جائیگا اچھا
تو مجھے کھا جا یہ کہکر دونون ہاتھ اس قصد سے بڑھائے کہ شاہزادے کو اٹھاکر کھا جائے بس جیسے ہی ہاتھ اسکے
نورالدہر کے قریب پہونچے نورالدہر نے اسکے دونون ہاتھ پکڑکر یا علی ولی کہکر جو ایک جھٹکا مارا تو دیو دھم سے
منھ کے بھل زمین پر آیا مگر اٹھکر نورالدہر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اب وہ جو لوگ تماشائی تھے وہ دور سے
کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین اور آپسمین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھئی کیا زبردست آدمی ہے کہ دیو سے
لڑ رہا ہے مگر کیا کر سکیگا انجام کار مار ڈالا جائیگا اسنے کہا کہ عجب کیا ہے جو یہی اس دیو کو مثل رستم کے مار ڈالے
رستم نے بھی اکثر دیون کو مار ڈالا ہے اور اس شخص کا دل بھی رستم سے کم نہین ہے یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان
یہ صورت تھی کہ جہان نورالدہر کا ہاتھ پڑ جاتا ہے اور رکھکے دبا دیتا ہے وہین پر دیو بلبلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ او آدمزاد
تو مجھے چھوڑ دے مین تجھے نہ کھاؤنگا اور حضرت سلیمان کی قسم لیلے اگر تو مجھے چھوڑ دیگا تو مین فوراً یہانسے چلا جاؤنگا
اور کبھی اس شہر مین نہ آؤنگا نورالدہر کہتا ہے کہ او حرامخور تو نے ہزار ہا انسانون کو بہت سخت تکلیف پہونچائی ہے
بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون مین نبیرہ ہون زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا
نورالدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہے تیرے ہی مارنے کو خدا مجھے لایا تھا دیو نے جو زلزلہ قاف کا نام سنا تو رعشہ
بدن مین آگیا اور پھر دلکو مضبوط کرکے خیال کیا کہ یہ آدمزاد مجھے دھمکاتا ہے تو اسے پیس ڈال یہ خیال کرکے
لگا کا زور بیان کرنے نورالدہر نے جھلاکر جو یا علی مدد کہکر ایک اڑنگا مارا تو دیو چارون شانے چت
کہا کہ پھر اسپر آیا چاہا کہ اٹھکر بھاگے مگر شاہزادہ کب چھوڑتا ہے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ دین شیطان پرستی ترک کر

دین خدا پرستی اختیار کر اُسنے کہا کہ یہ تو مجھسے نہ ہوگا تو جو چاہے سو میرا حال کر ہزار جان اُس شخص کی خداوند ابلیس پر سے
نثار یہ سنکر نورالدہر نے ایک ہاتھ اُسکے سر تلے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھکر جو ایک جھٹکا دیا تو گردن اُسکی
نرخرے سمیت کھنچ آئی دونوں ہرکارے تو نورالدہر کے گرد پھرنے لگے اور تماشائی لوگ مرحبا اور آفرین کہتے ہوئے
شہر میں آئے اور ایک غل شور تمام شہر میں برپا ہو گیا کہ اُس آدم زاد تازہ وارد نے اُس دیو کو مار ڈالا شہر سے وہ
بلا دفع ہوئی اور یہاں صدران ماہ منظر بیٹے سے کہہ رہا تھا کہ ای فرزند یہ بھی قدرت تعالی خداوند باختر کی ہی کہ اُسنے
بیٹے سے عوض دیو کی خوراک کو بھیجدیا اور تو بچ گیا اور بیٹا باپ سے کہہ رہا تھا کہ ای پدر بزرگوار اُسکے لشکر سے
ثابت ہوتا تھا کہ وہ دیو سے ضرور لڑیگا میں تو اُسکے ہمراہ بہر تماشا چلا جاتا مگر آپکی مرضی نہ پائی اس سے رک گیا
خیر اُسکی خبر تو منگواسیے کہ کیا گذری ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ خبر غلغلہ شہر کی آئی کہ حضور تمام شہر میں ایک غل ہو
عام ہلڑ مچا ہوا ہی کہ اُس آدمی نے دیو کو مار ڈالا صدران ماہ منظر نے کہا کہ بالکل جھوٹھ ہی یہ بات میری عقل میں
نہیں آتی ہمارے جلد تحقیق کرو کہ یہ امر کہانتک راست ہی کہ پھر متواتر وہی خبر پہونچی اب درراج دردرگوش نے کہا
کہ حضور متواتر خبر پہونچ رہی ہی اب یقین کذب جاتا رہا اور اُسنے دیو کو مارا ہوگا خداوند لقاے باختری کی قدرت سے
کچھ بعید نہیں ہی آپ اُس شخص کو باعزاز و احترام استقبال کرکے لاسیے کہ وہ ہمارا جان بخش ہی صدران ماہ منظر نے
کہا کہ بیٹا اگر یہ بات سچ ہی تو ہمارا جان بخش ہونا کیسا وہ تمام شہر کا جان بخش ہی اور اُسیوقت سوار ہوکر چلا
تھوڑی ہی دور چلنے پایا تھا کہ نورالدہر کو خوش اور بشاش آتے ہوئے دیکھکر دونوں باپ بیٹے اپنے اپنے مرکبوں سے
کودکر شاہزادے کے قدموں سے لپٹ کر گرد پھرنے لگے اور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر مراجعت کی اب تمام خلایق
دیکھنے کو دوڑی اور ہر طرف سے انگلی اُٹھنے لگی کہ یہی شخص ہمارا جان بخش ہی با اینکہ صدران ماہ منظر نورالدہر کو
لیے ہوئے ایوان بادشاہی میں آیا اور شاہزادے کو کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کر سامان دعوت مہیا کیا نورالدہر نے
کہا کہ ای صدران ماہ منظر جب تک تم مسلمان نہ ہوگے میں تمھارے یہاں کھانا حرام سمجھونگا یہ سنکر صدران نے کہا
کہ آپ اپنے حسب و نسب سے تو مجھے آگاہ کیجیے کہ آخر آپ ہیں کون یہ سنکر نورالدہر نے اپنا حسب و نسب بیان کیا جب وہ
آگاہ ہوا کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہیں تو مع اپنے فرزندوں کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور بعد اُسکے تمام شہر کو
مسلمان کیا اور نورالدہر سے کہا کہ ای شاہ عالی جاہ آپ تخت پر بیٹھیے کہ لایق سلطنت آپ ہی ہیں نورالدہر نے کہا کہ
بھائی تمھارا تاج و تخت تمھیں مبارک رہے ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں اور صدران ماہ منظر کا ہاتھ پکڑکر تخت پر
بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش میں آیا ناچ شروع ہوا جب دربار برخاست ہوا تو نورالدہر کے
واسطے ایک مکان نہایت عظیم الشان خالی کرایا نورالدہر اُسمیں قیام پذیر ہوا جب چند روز اسیطرح کٹ چکے
تو ایکروز نورالدہر نے جانیکا سامان کیا اور صدران ماہ منظر کے پاس رخصت کے لیے گیا ابھی نورالدہر اور
صدران ماہ منظر میں باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک ہرکارے نے آکر پرچہ اخبار کا گذرانا صدران نے اُس پرچے کو
پڑھکر نورالدہر کو دیا نورالدہر نے اُس پرچے کو پڑھکر کہا کہ کچھ پروا نہیں ہی ایلچی آتا ہی تو آنے دو اور خبردار روکنا
نہیں یہ سنکر نورالدہر نے حکم دیدیا کہ اگر وہ ایلچی آسے تو اُسے روکنا نہیں آنے دینا قصہ مختصر جب وہ ایلچی بارگاہ میں آیا
تو صدران ماہ منظر نے دنگل بیٹھنے کو دیا اور ساقی سے اشارہ کیا کہ اسے جام شراب حوالے کرو جب ایلچی نے دو تین جام
شراب کے پیے اور دماغ اُسکا گرم ہوا تو اُسنے عرض کیا کہ میں ایک نامہ لیکر آیا ہوں صدران نے پوچھا کسکا نامہ ہی
اُسنے عرض کیا پہلوان دوران گرشاسپ جہان سہیلان بن سہیل اژدہا چشم شیر سر گردن پیشانی بلندی کا

صدران نے اُس نامے کو ایلچی سے لیکر دبیر کو بلا کر پڑھوایا اُس نامے میں لکھا تھا کہ اے صدران ماہ منظر میں نے سنا ہی کہ تو نبیرۂ
حمزہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہی اور لقا پرستی سے منحرف ہو گیا ہی پس تجھے لائق و لازم ہی کہ اس
نامے کو دیکھتے ہی اگر تجھے اپنی حرمت منظور ہی تو لقا کو سجدہ کر اور اُس خدا پرست کو باندھکر میرے پاس لے آ ورنہ در صورت
عدم قبول مستعد جنگ اور آمادہ پیکار ہو رہ اور سمجھ رکھ کہ جب میں آجاؤنگا تو پھر کوئی عذر تیرا قبول نہ کرونگا اور ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا شاہزادے نے یہ مضمون سنکے نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیا اور پھینک دیا اور ایلچی سے کہا کہ تو اُس نابکار سے
کہدینا کہ تو نے یہ کیا واہیات و پوچ مضمون تحریر کیا ہی کل کا آتا آج ہی چلا آ ہمکو تیرا خوف نہیں ہی یہ سنکر ایلچی نے جھنجھ
جھلا کے شاہزادے پر تلوار اُٹھائی شاہزادے نے آتے تلوار کو خیال میں لا کر ایک جھٹکی دی کہ تلوار اُسکی ہاتھ سے چھٹ پڑی اور پنجہ
اُسکا مروڑ کر تلوار اُس سے چھین لی اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ وہ لوٹن کبوتر کی طرح گر کر لوٹنے لگا اور بیہوش ہو گیا
جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آنکھ کھولکے نور الدہر کو بیٹھا دیکھکر پھر آنکھ بند کر لی کہ کہیں اُنکی تو مار نہ جائے اسی طرح
دو تین مرتبہ آنکھیں کھولیں اور بند کیں نور الدہر نے یہ تماشا دیکھکر آواز دی کہ دور ہو او مردک جلد نکلجا بارگاہ سے کوئی تجھسے
متعرض نہ ہوگا یہ سنکر آنکھیں بند کیے ہوئے سلام کرتا ہوا سیدھا دروازے کیطرف بھاگا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ آج
میری جان خداوند لقا نے بچا لی ورنہ کوئی صورت زیست کی نہ تھی اور صدران بیچارہ اسکا کیا بگاڑ سکتا ہی اسکی ایک تلوار میں
تو اُسکا کام تمام ہو جائیگا الغرض افتاں و خیزاں صدران کی خدمت میں پہونچکر تمام حال بیان کیا اور دست بستہ ہو کر
عرض کیا کہ ہرگز ہرگز آپ مہرانیہ جانیکا قصد نہ کیجیے گا نبیرۂ حمزہ بلاے بد رمان آفت جہان ہی صدران نے کہا کہ او
نامرد ایک تو تو ذلیل ہو کر آیا ہی اور اپنے ساتھ مجھے بھی ذلیل کروانیکا قصد ہی جبکہ میں لکھ چکا ہوں کہ میں
نہ جاؤنگا تو پھر کیسی ذلت ہوگی اور کتنی بڑی سبکی ہوگی یہ کہکر جھلا کر اُسکے ایک تلوار سے دو ٹکڑے کر دیے اور لاش
اُسکی پھنکوا دی بعد اُسکے تیاری فوج کا حکم دیا اور دو ہی روز میں کل ساز و سامان درست کر کے شہر مہرانیہ کا راستہ
لیا کوچ بکوچ منزل بمنزل جب قریب شہر مہرانیہ کے پہونچکر خیمے اپنے استادہ کیے اور یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو
پہونچی تو اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بیرون شہر آیا اور مقابل اُسکے خیمے برپا کیے یہ خبر سنکر صدران نے طبل جنگ
بجوا دیا اور نور الدہر نے بھی نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
مقابل یکدیگر صف آرا ہوے جب نقیب [illegible] تو صدران بن سہیل میدان میں آیا اور مبارز
طلب کیا نور الدہر عالیقدر اسپ ہنر کو [illegible] کر اُسکے مقابل ہوے [illegible] نیزہ بازی ہونے لگی
ایک تھوڑی ہی دیر میں نور الدہر نے نیزہ اُسکا [illegible] صدران نے خشمناک ہو کر تلوار فارسی نور الدہر کے
لبنون سپاہ گری پھینکی [illegible] تلوار اُسکی پکڑ لی [illegible] تو دونوں کے پیشانیوں کے بل [illegible]
دونوں مرکبوں سے کود کر [illegible] کشتی ہوا کی شام [illegible] شاہزادہ
لنگر [illegible] کا توڑ کر بالاے سر [illegible] دے کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ او مردود
لقا پرستی ترک کر کے دین اسلام اختیار کر [illegible] نے کہا کہ اگر آپ ادا کیجیے تو میں
مسلمان ہوتا ہوں یہ سنکر نور الدہر اُسکی چھاتی پر سے اُتر پڑا اور کہا کہ بیان کرو کیا شرط ہی صدران نے
عرض کیا کہ قریب میرے لشکر کے ایک درہ کوہ ہی اور اُس درہ کوہ میں ایک گلزار لگا ہوا ہی اور اسمیں ایک
چاہ عمیق ہی اُسی چاہ میں سے ایک اژدہا اکثر نکلا کرتا ہی اور آدمیوں کو کھا جاتا ہی اور کوئی تدبیر اُسکی نہیں کر پاتا اگر
آپ اُس اژدہے کا حال دریافت کر بیٹھیے تو بیشک تمام اہل شہر کے مسلمان ہوتے ہوں یہ سنکر نور الدہر نے کہا